

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_228526

UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۵۷۵.۲

Accession No. ۲۲۹۷۹

Author فرشته، ابوالقاسم

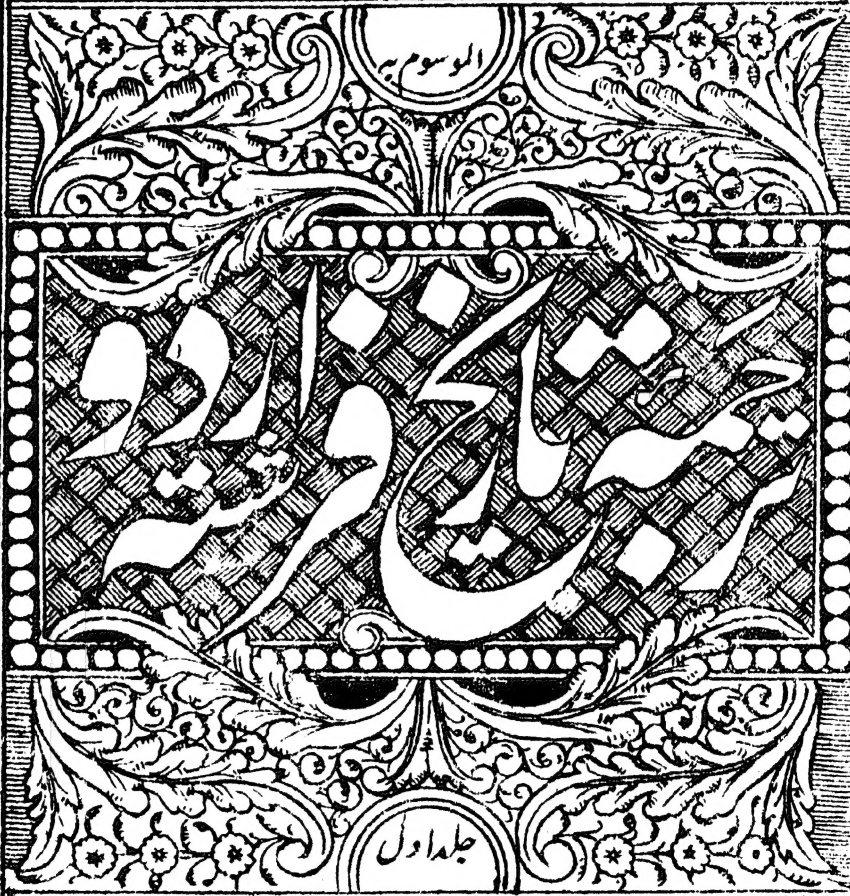
۷۰۲۹۴۹

Title ترجمہ تاریخی فرشتہ اردو جلد اول

This book should be returned on or before the date last marked below.

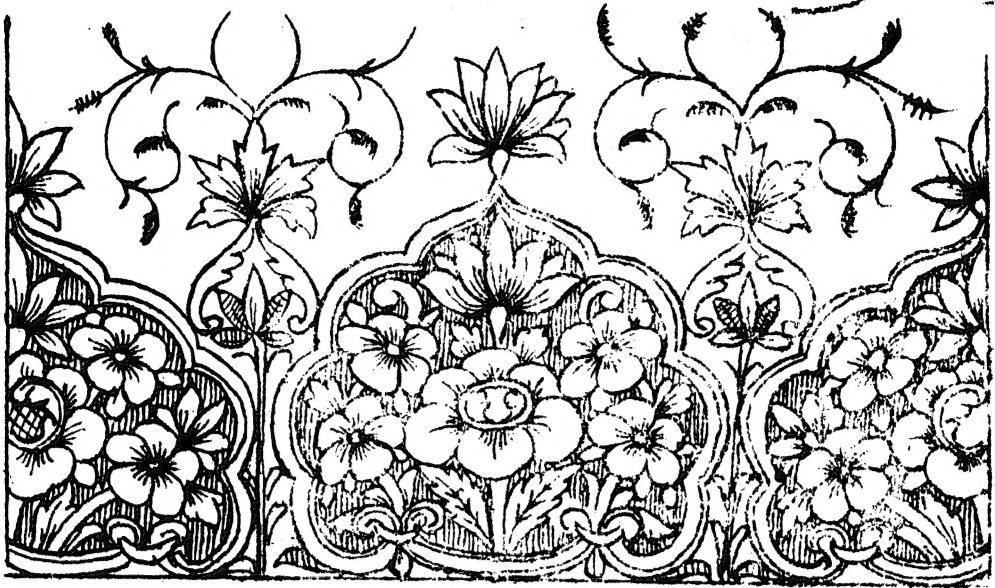
بینچہ نیکان و نیکان و نیکان

الحمد للہ کہ صحیفہ یادگار زمانہ و نسخہ نادر گمانہ جامع حالات سلاطین دکن و بعض مشائخ ہند بخط خوش



یہ کتاب تصنیف و صرف زکیر بنظر اتحاد مشائخ فن سیر و افادہ عام اردو زبان میں طبع شدہ ہے

مطبع می گرامی نیشنل نوکشی و کتب و طبع آراستہ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

مصرعہ برجستہ بسم اللہ سرورہ و لاثانی خدا آگاہ ہو۔ اسمین ہو نام خدا نام خدا جو محیط کل ہو اور سب کے جدا ہے جسے بسم اللہ سے کی ابتدا ہے۔ یہی اسکو حاصل انتہا ہے۔ آما بعد اسے عالم دشمنان رو شنفیسہ مضفی ہے کہ تمہید اس مجموعہ کی اور ایک مقدمہ اور بارہ مقالہ اور خاتمہ کے جو مقدمہ طور اسلام کی کیفیت میں مقالہ اول سلاطین لاہور کے ذکر میں۔ مقالہ دوسرا دہلی کے بادشاہوں کے بیان میں۔ مقالہ تیسرا شاہان دکن کے مذکورین۔ مقالہ چوتھا شاہان گجرات کے اذکار میں۔ مقالہ پانچواں سلاطین ہالوہ کے تذکرہ میں۔ مقالہ چھٹا شاہان خاندیس کے بیان میں۔ مقالہ ساتواں ذکر شاہان بنگالہ میں۔ مقالہ آٹھواں ملتان کے شاہوں کے تذکرہ میں۔ مقالہ نوواں سندھ کے شاہوں کے ذکر میں۔ مقالہ دسواں کشمیر کے شاہوں کی صفت میں۔ مقالہ گیارھواں لمبار کے فرماؤ دیون کی توصیف میں۔ مقالہ بارہواں مشائخین ہندوستان کے حالات میں مقدمہ معتقدات اہل ہند میں اور ذکر اؤن کا اور بیان کیفیت ظہور اسلام کا اس بلاد میں واضح ہو کہ کتاب مہاجرات سے زیادہ کوئی کتاب مبسوط اور معتبر درمیان اس طائفہ کے نہیں ہے اور اسے شیخ ابوالفضل فیضی بن شیخ مبارک نے عہد سلطنت جلال الدین محمد اکبر شاہ میں ہندی عبارت سے فارسی میں ترجمہ کیا اور اسمین ایک لاکھ بیت سے متجاوز مصنف اس کتاب کا بطور کوٹاہ کرنے سخن اور مختصار کلام کے خلاصہ اسکا اس مقام میں تحریر کرتا ہوتا تو طابان آثار اس کے مطالعہ سے حظ وانی اٹھا کر آغاز سے انجام تک مستفید ہون مضفی ہے کہ مالک ہند میں کیا خاندادہ حکمت اور کیا زمرہ ریاضت اور کیا اصحاب نقاہت نے کیفیت پیدا ایش عالم میں اختلاف کیا ہوا نہیں سے تیرہ طریق جو کتاب مہاجرات میں مذکور ہیں اور دلیل لانے والوں کے روبرو انہیں سے کوئی طریق اس قیل کا نہیں کہ

جس سے خاطر تحقیق طلب کو ایک اطمینان بخشے اور آرزو اسکی قدرے برآوے نظم سرشتہ کار آفرینش
ویدن توان بحشم منش ۛ این رشتہ قضائہ آنچنان یافت ۛ کور اسر رشتہ توان یافت ۛ سر رشتہ قدرت
خدائی ۛ ہر کس کند گرہ کشائی ۛ مدار گردش روزگار بوقلمون کا ہنود کے اعتقاد ناقص میں چار دور پر ہر
اول ست جگ - دوسرا تراجگ - تیسرا دواپر جگ - چوتھا کلجگ - جسوقت کہ دور کلجگ تمام ہوتا ہو ہر سرف
دور ست جگ آتا ہو اور کلجگ پرفتنی ہوتا ہو علیٰ ہذا القیاس ہمیشہ احوال اس جہان کا اوپر اسی طریق کے
رہا اور رہے گا اور ابتدا اور انتہا سے کوئی نشان پیدا نہیں ہو اور ایک کتب معتبرہ سے مطالعہ ہوا کہ ایک
شخص نے صاحب سلونی مادیون العرش و فوق العرش یعنی علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ یا اللہ
آدم سے تین ہزار سال پیشتر کون تھا فرمایا کہ آدم جب یہ معنی تین مرتبہ تکرار پائے وہ سائل سر بکریاں اور ساکت
ہوا اسوقت حضرت شاہ ولایت پناہ نے ارشاد کیا کہ اگر تو مجھے تیس مرتبہ پوچھتا کہ آدم سے پیشتر کون تھا یہی کہتا
میں کہ آدم اُس سے بھی کنگی عالم کی استنباط اور استخراج ہو سکتی ہو اور ہنود کے اقوال بھی محض ترہات یعنی بطلان
لہو آئینہ شمار نہیں ہو سکتے اور بعضے براہیمہ سلف کے قول سے مستفاد ہوتا ہو کہ عالم منتہی ہوتا ہو اور حشر و نشر کا روز
حق ہو اور مدققین یعنی کام باریک کرنے والے اور محققین یعنی تحقیق کرنے والے اُنکے ان باتوں کی تاویل کرتے ہیں
بہر حال مدت سنت جگ کی سترہ لاکھ اور اٹھالیس ہزار سال مشہور ہو اور اس دور میں وضاع جہانیاں کی صلاح
وسد او یعنی نیکی و راستی اور درستی کو دار اور گفتار کی ہو اور وضع و شریف اور فقیر و غنی پر ہاے راستی
و درستی اور مرضیات الہی سے تجاوز اور تفاوت نہیں کرتے ہیں اور اس عہد میں انسان کی عمر طبعی لاکھ برس کی
مشہور ہو سچان اللہ و بحدہ یہ کیا بات ہو اور کیا عمر باعمری زینش درہ کن بجز نام کہ یافت ۛ ماہیت این جنبش
و آرام کہ یافت ۛ اندیشہ دین طلسم سر بستہ خطاست ۛ آغاز جہان کہ دید انجام کہ یافت ۛ اور امتداد
یعنی درازی ایام تر تا جگ کی بارہ لاکھ اور چھیانوے ہزار سال متعارف ہو اور اس زمانہ میں تین حصہ
اوضاع مردم کی رضاے الہی کے موافق ہو اور عمر طبعی انسان کی دس ہزار سال معروف ہو اور تیسرا دور
کہ عبارت دواپر جگ سے ہو آٹھ لاکھ اور چوسٹھ ہزار سال متداول یعنی از یکدیگر بابت نبوت گرفتہ شدہ
و دست بدست گردانیدہ شدہ ہو اور ان اوقات میں طرز و روش عالم کے رہنے والوں کی دست
گفتاری اور راست کرداری ہو اور عمر طبعی انسان کی ہزار سال مشہور ہو اور عمر بابا آدم اور نوح اور
مثل ان بزرگواروں کی ہزار اور قریب ہزار سال کے نشان دیتے ہیں اہل ہند قبول کرتے ہیں اور کہتے
ہیں جو یہ لوگ ادا خرد دور دواپر جگ میں پیدا ہوئے تھے اس وجہ سے اسی قدر انکی عمر واقع ہوئی اور مدت
دور چارم یعنی کلجگ کی چار لاکھ اور بیس ہزار سال مستقل ہو اور اس دور میں تین حصہ اطوار ساکنان عالم
کی ناراستی اور نادرستی پر ہیں اور عمر طبعی اس عہد میں سو برس اور ضابطہ ایام ہر دور کا وہ ہو کہ مقدار
کلجگ کی جسوقت ایذا ہو دے دواپر جگ کی مدت ہو اور جسوقت مقدار دواپر جگ اضافہ ہو
مدت تر تا جگ ہو اور جب مقدار تر تا جگ زیادہ ہو دے ست جگ کی مدت ہو اور اب اہل ہند کے
احساب سے کہ تاریخ ہجرت رسالت پناہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہزار سال پہلے رہے کی ہو چکی ہو

جمع برہن ۱۳
 مستطابہم نامہ دال مط
 فادگر نشہ ہوا کہ بظہر
 فادہ صلی شہ باب شہ
 غیاث ۱۳ دال بابت
 کرنا ایک چیز سے اور تیر
 خواب اور جگہ شرعی اور
 اصطلاح میں غیر اصطلاح
 غارت ایک جہت کا ترک
 کا احتمال لکھا ہوا اور بھی
 حاجت پذیر کرنا اور کہتے ہیں
 کہ بابت شقی اول سے ہو
 پس تاویل چنانکہ اصطلاح
 کی بات اور بیان کرنا ایک
 عبارت ہو دوسری عبارت میں
 ۱۲ اخلاک ۱۳ عظیمی
 عبارت ایک سو اوچتیں میں
 سے جو کہ لے کر اکلے کر کرک
 عروج انسان کی کسی قدر سے
 اور کی ہیں خواص سے
 سبب تاقی ہوا اور
 غلط ایک سو و عدد لکھنا زور
 ہر ضاعہ خوش و سبب مثل
 تعداد و دستور ۱۲

دور کجاک سے چار ہزار اور چھ سو اور چوراسی برس آخر ہوئے ہیں نہ کہ کنگی عالم دہنے طرکی آدم رباعی سرشتہ عالم کہن پیدا نیست بہ زمین کہنہ صحیفہ یک سخن پیدا نیست بہ ہر چند گرد این جهان میگردم بہ زمین چنبر گردون سرو بن پیدا نیست بہ اور اہل ہند کا اتفاق ہو کہ حضرت باری نے پہلے پانچ عنصر پیدا کیے چار مشہور یعنی خاک - باد - آب - آتش اور پانچواں اکاش اور اُس کے بعد ایک شخص تجر و ہندو آتش نژاد کہ سمنی بہرہا ہو باختلاف روایات پردہ نیستی سے جلوہ ہستی میں لایا اُسکو وسیلہ ابداع آفرینش یعنی پیدا کرنا ایک چیز کا کہ تازہ اور نئی ہو اور سبب ایجاد عالم کیا اور مراد عنصر سے آکاس عوام ہند کہتے ہیں آسمان ہو اور خواص اُنکے کذب آسمان کی کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حکماء ہند وجود آسمانی کے قائل نہیں ہیں اور جو کچھ دکھائی دیتا ہو ہوا ہو اور یہ کہ اکب جو نظر آتے ہیں ذات قدسیہ بزرگان سلف کی ہو کہ ریاضات نفس الامریہ و عبادات قدسیہ کے وسیلہ سے نورانی ہیکل اور روحانی سیکر ہو کر کے تخلیق ساتھ اخلاق الہی اور تشبہ ساتھ اوصاف نامتناہی کے پیدا کر کے اوپر مدارج ارتقا کے سیر کرتے ہیں اور ساتھ اداوت نفسیہ کے بیچ عالم علوی کے پروانہ فرماتے ہیں اور بعض کہ مرتبہ کمال کو پہنچتے ہیں تیارے بزرگ ہو کر کے عالم سفلی کی طرف ہرگز رجوع نہیں کرتے ہیں اور بعض کہ دون مرتبہ کمال ہیں بقدر حال اوپر آسمان بلند می اور سرداری کے صعود کر کے پھر عالم سفلی کی طرف ہوتا کرتے ہیں پس عنصر آکاسی جیسا کہ اُنکی کتب مبسوطہ میں مذکور ہو اور معنی رکھتے ہیں اُسے مطالعہ فرما کر دریافت کریں کہ بیان اُسکا اس مقام میں موجب تطویل سمجھ کر قلم انداز ہوا رباعی بہرہر سر نوک خامہ حرفے دگر است بہ وان در یقین بہر خبر نذر نے دگر است بہ از حرف نگار این گرہ نہ کشاید بہ دانندہ راز این شکر نے دگر است بہ اور خالق کے اذن سے برہمانے انسان کو کمن خفا سے بیچ منصفہ ظہور کے جلوہ گر کر کے چار گروہ کیے برہمن - چھتری -یش -یو در ایش نے طائفہ اولیٰ کو مجاہدات اور ریاضات اور حفظ احکام اور حدود کے لیے معین کر کے عالم معنوی کی پیشوائی سپرد فرمائی اور گروہ ثانی کو مسند ریاست اور حکومت صوری پر نصب کر کے مقتدا ائی عالم ظاہری کی عنایت فرما کر ذریعہ انتظام عالمیان کیا اور فرقہ ثالث کو واسطے کاشتکاری اور حصول مکاسب اور تمام پیشوں کے تعین کیا اور جماعت رابع کو اقدام خدمت پر مقرر فرمایا اور مقتضائے تائیدات یزدانی اور الہامات ربانی برہما مذکور ایسی کتاب کہ تضمن صلاح معاد اور معاش کے ہو منظور میں لایا اور اُسکو سید کہتے ہیں اور القاء الہی سے عقل تجر و ہندو نے اُسکو ایسا قانون کہ کثرت کو خلوت خانہ وحدت میں پھیرا اور انتظام اجناس خلایق اور صنوف طوائف دیوے اختراع کیا اور ضوابط چند اور مسائل متعدد اندراج کر کے ساتھ کتاب الہی کے مشہور کیا عوام الناس کے واسطے ہمار در بینی ہو کر ایک قائد آگے اور ثنائی سمجھے سے ہو اور مقارنم اور لا پر چلنے والے راہ راست کے رہیں اور بید کی کتاب میں لاکھ اشوک ہیں اور اشوک چار چرن سے عبارت ہو اور چار چرن کتر ایک چہر اور زیادہ چھتیلش چہر سے نہیں ہوتا ہو اور اچھر سنسکرت زبان میں ایک حرف کو کہتے ہیں یاد و حرف ثانی ساکن کو اور دانایان ہند کا اتفاق ہو کہ عمر گرامی اس عجوبہ الخلاق کی کہ مخترع کتاب مذکور ہو سو سال غیر عرفی ہو سو اسطے ہر سال اُسکا بتین سو اور ساٹھ دن نشان دیتے ہیں اور ہر ایک دن شامل کیا گیا اوپر چار ہزار سال دور مذکور کے ہو اور ہر ایک شب بدستور اور ہر ایک دن متضمن برابر جگ مسطور کے ہو

لے ایجاد کس درود
آوردان پیدا کردن این خدایات
سلسلہ اکاب بفتح جہانکات
وہا موصود متار در دستان
دیزگ ۱۲ غایت
تخلیق بدوزن تاجی خان
گرفتن و ذکر کردن و نوشتن
شدن ۱۲ غایت
کسی خدای یعنی جابہ پویند
شدن ۱۲ غایت
جاست ظاہر شدن ۱۲ غایت
قائد کسیر و کبریت سوم
است عکاش دوم کو
یعنی شخص کسی نامیادار
پیش کشند یعنی کثرت و خلوت
فوج ۱۲ غایت
ساقی کبریت سوم
کہ بصورت یاست
یعنی ششے کہ از ببالہ
نامیار ۱۲ غایت

اور برابرم دانشور متفق ہیں اس زمانہ تک کہ قلمشکین رقم بیع تحریر اس بیاض کے ہو بہت سے برہا عالم ظہور میں آئے ہیں اور پردہ نیستی میں خرامان ہوئے ہیں اور ثقافت برابرم سے متا گیا کہ یہ برہا موجود نہر یکم ہو کہ اسکی عمر سے بچاں برس اور نصف روز گذرا اور شروع نصف آخر روز ہو نظم و جدوجہان ذرہ از راہ تو بہ بیج ناز بیج بدر گاہ تو بہ فکر ما را بدرت راہ نیست بہ جز تو کس از سر تو آگاہ نیست بہ کہ نہر بیجاری جان خویش بہ معرفت آئیم بہ نقصان خویش بہ بدورت ای مایہ وہ زندگی بہ پیشہ مان نیست بہ زندگی بہ ملکاتان حکایت اور ناقلاں روایت یوں بیان کرتے ہیں کہ نصف آخر دوایر یک شہر کے ہندوستان جنت نشان سے جسکا نام ہستنا پور ہو ایک راجہ گھڑی تھا اور وہ تخت داد گستری پر بٹھکے ہو کر رعیت پروری کرتا تھا اور نام نامی اسکا راجہ بھرت تھا اسکے بعد سات فرزند اسکے بطناً بعد بطن تخت فرمانروائی پر اجلاس کر کے خلوت خانہ مات کی طرف راہی ہوئے اور آٹھویں بار اسکی نسل سے ایک فرزند پیدا ہوا کہ اسم اسکا راجہ کور تھا اور کور کھیت تھا نیسر کہ ایک شہر بزرگ ہو اسی کے اسم پر شہر رکھا ہوا اسکی اولاد کو کوروان کہتے ہیں اور چھٹی مرتبہ ایک فرزند اسکی اولاد سے پیدا ہوا اور اسم اسکا جہر ج رکھا اور وہ راجہ بزرگ ہوا اس سے دو فرزند متولد ہوئے ایک دھتر اشٹر دوسرا پٹھ اگرچہ دھتر اشٹر خلف الصدق یعنی بڑا بیٹا تھا لیکن بسبب نابینا ہونیکے ریاست اور راج اسکے چھوٹے بھائی کو کہ بند تھا متعلق ہوا اور بزرگی اسکی حد نہایت اور غایت سے گذری کہ فرزند اسکے اسکے اسم سے ہمنام ہوئے اور خلایق انھیں پٹھوان کہنے لگی اور پٹھ کے پانچ فرزند تھے جہر پٹھ اور پھیم پٹھین اور ان تینوں کی ماں مسماۃ گنتی تھی اور چوتھے کا نام نکل اور پانچویں کا سہو پٹھان و نون کی ماں مسماۃ باموری ہو اور دھتر اشٹر کے ایکسوا و ایک فرزند تھے سو فرزند مسماۃ گندھاری کے شکم سے کہ وہ قندھار کے راجہ کی بیٹی تھی متولد ہوئے اور سب سے بزرگ سے دیودھن تھا اور ایک بیٹا اور یو جیہ نام دختر بقال سے پیدا ہوا اور کوروان مشہور تجارت ان فرزندوں سے ہیں القصد جب پٹھ نے قضاے الہی سے رخت ہستی عالم باقی کی طرف کھینچا ظاہر حکومت دھتر اشٹر کے تعلق ہوئی اور معنی یعنی باطن میں سلطنت اسکے فرزندوں کے نصیب تھی بالخصوص دیودھن کو کہ بڑا بیٹا اسکا تھا اور دیودھن کہ دشمن گذاری دین سلطنت میں ضروریات سے اور دفع کرنا دشمنوں کا شریعت احتیاط میں مرنیات سے ہو پٹھوں سے متوسم ہو کر انکے اخراج کی فکر میں ہوا اور دھتر اشٹر نے بھی اس جامعیت کی محاسمت سمجھ کر حکم نافذ فرمایا کہ پٹھے شہر سے بہت دور مکان تعمیر کر کے استقامت کریں شاید کہ بعد اکنہ سے عداوت میں کچھ تخفیف حاصل ہو اور دیودھن نے اعمال چابک دست سے اشارہ کیا کہ حجت اور دیوار براس مکان کے استقدر لگ اور روزمن قیسرین تو اندک شعلہ آتش سے وہ مکان تمام و کمال بلکہ خاکستر ہوا اور پٹھوں سے ایک اتر رہے اور پٹھے بھی اصل مطلب کو سمجھ کر جو بایں وقت تھے جب وہ مکان تیار ہوا ایک رات کو پٹھوں نے اپنے ہاتھ سے آگ اس مکان میں لگائی اور اپنی والدہ کے ہمراہ دھست کی طرف روانہ ہوئے اور پھیل نام ایک عورت کہ پانچ بیٹے اسکے ہمراہ تھے اور وہ دیودھن کی طرف سے آگ لگانے کے واسطے اس مکان میں ساکن ہو کر جو بایں وقت اور طالب فرست تھی اس رات وہ عورت مع اپنے فرزندوں اس کو رہ آتش میں بلکی اور مضمون من جہر پٹھ الا جہر پٹھ قد وقع فیہ و اصرع ہوا اور دیودھن

تاریخ

تاریخ

تاریخ

کے خبروں نے اس عورت اور اس کے فرزندوں کا جلتا پنڈون اور انکی مان کا جلتا تصور کر کے مژدہ روح افزا کو روانہ
کے گوش زد کیا اور یہ لوازم خوشحالی اور مراسم فارغیابی بجالائے اور پنڈے اس سرگدشتہ کے بعد کہ ترجمہ
وہا بھارت کا متعدد اسکا ہونے اور اوضاع کے خرابہ سے آبادی میں آئے اور شہر کنیلا میں بنیاد اقامت کی ڈالی
اور اہل اُف اچیل سے پانچون بھائی مسماہ درویدی یعنی راج کنیلا کی بیٹی کو بیکرت جالہ نزد وراج میں لائے اور
ستہ روز نوبت ہر ایک کی خوار ویکر کمال اتحاد اور یگانگی اس امر میں سمجھے اور بعض ہنود اس واسطے کہ ایسا فعل انکے طریق میں
جائز نہیں اس واقعہ کو ناویل کرتے ہیں واللہ اعلم بالصواب حال آنکہ جب آثار رشد انکی پیشانی اقبال سے لایح اور
آوازہ بزرگیوں کا واضح ہونے لگا اور یو دھن اور خاندانی اسکے مقبہ ہو کر مقام تحقیق میں درآئے اور کہنے لگے میں
ہو چکا سمجھے کہ پنڈوان آرجیف کا جلتا تھا پھر ساتھ تو جہات دوستانہ اور تفکرات خوشنشانہ ان سب کو ہستنا پور
میں لائے اور بعد تقدیم مراسم مہمانداری کے ولایت موروثی بھائیوں پر قسمت کی اندر پت کہ وہی کہنے اسکے قریب ہر
مع نصف ولایت پنڈوان کے نصرف میں آئی اور ہستنا پور مع نصف دیگر ولایت کے کوروان کے قبضہ میں
رہا اور چند روز کے بعد اکثر امراء بزرگ نے علامات رشد اور اقبال پنڈوانکی پیشانی میں مشاہدہ کر کے نوکری
انکی اختیار کی اور کوروان ظاہر تابع مطلق اور باطن مقام نفاق اور خلاف میں پڑے اور اس عہد میں یلہ
جیشہ شہر کے خاطر تین ہوا کہ جگ راجسوی کرے اور جگ راجسوی عہد اس سے ہو کہ آتش عظیم روشن کریں
اور قسم قسم کی خوشبوداریوں سے اور غلام اور تمام جنسین جمع کر کے انوار جلیہ ام العنار میں کہ مراد آگ سے ہو ڈالیں
اور انواع تعدقات اور صنات مہرات مہورین ہو چکا دیں اور بسبب اس امر کے قریب درگاہ ایزدی ڈھونڈ میں
اور ایک خراٹہ جگ راجسوی سے وہ ہو کہ راس ہفت اقلیم جمع ہو کر اس جشن کے لوازم خدمات بجالا دیں پھر
جیشہ شہر نے اپنے چاروں بھائیوں کو بقیہ اقلیم کی تسخیر کے واسطے چار سمت عالم میں تعین فرمایا اور نائید آئی سے
یہ آرزو چند روز میں حاصل ہوئی اور چاروں بھائی کہ کاروان و کاروبار تھے بسبب رہبری افواج نائید آئی اور
جنود حمایت یافتہ ہیں سے عالم کی سیر فرما کر سلاطین روزگار اور فرمانروایان ہر دیار کو خطا اور روم اور جشن
اور عرب اور عجم و ترکستان اور ماوراء النہر اور تمام آبادی عالم سے مع خزینه ہائے بسیار پاسے تخت اندر پت میں
حاضر لائے اور مہات جگ راجسوی میں مشغول ہوئے اور جیشہ سے دل چاہتا تھا صورت انجام پائی در یو دھن
وہ دولت اور دارائی اور عظمت اور فرمانروائی مشاہدہ کر کے مفتضائے بشریت کام سے گیا اور جسکی آگ کہ
اسکے کافون سینہ میں خفی تھی شعلہ زن ہوئی اس واسطے عیلام روزگار اور مدبران امصار سے تدبیر اسکی ڈھونڈی
جو کہ اس عہد میں فار بازی نہایت درجہ مروج تھی کعبتین توری کو کہ وہ ایک قسم نردعبت ہمارے ہر قلب نالی
اور توجہ کیا کہ در یو دھن ساتھ جیشہ اور دوسرے بھائیوں کے ہمارے کھیلے پھر حسن ملائمت سے پنڈوان کو اندر پت
سے کہ پاسے تخت انکا تھا ہستنا پور میں طلب کر کے مراسم ضیافت میں مشغول ہوئے اور ہنگامہ ہمارے کارگرم کر کے
کعبتین مذکورہ زبان میں لائے اور پنڈے کہ راستی طبع اپنی سے ناراستی حریف و غایبہ اور کعبتین قلمی سے
مطلق اطلع اور گا ہی نہ کھتے تھے مال اور ملک تمام ہار گئے اور در یو دھن چاہتا تھا کہ انھیں دشت و بار
میں آوارہ کرے اور کعبتین کی طرف سے دلچسپی رکھتا تھا آخر کو یہ شرط کی اور ہاتھ آپس میں ملا کہ اگر تم یہ بازی جیتو

تو چونکہ مال تنے ہار ہو چھوڑا اور جو یہ بازی میں جیتوں تو تم سب پنڈے کے بارہ برس آبادی چھوڑ کر بلباس نگر
 صحرائ میں ساگر و خوش اور طیور کے بسو لجاؤ اور انقصائے مدت معمودہ کے بعد آبادی میں آنکر اسطرح سے کہ
 سال بھر کا زمانہ گذرانو کہ کوئی شخص تعین نہ پہچانے اور جو یہ شرط پوری نہ ہو پھر مدت مذکور یعنی بارہ برس
 جنگل میں بے ستور سابق ایام گذاری کرو ناگاہ کہ بعضین طالع کی نحوست سے پنڈولن نے شرط آخر جوئے کی
 باری اور شرط کے موافق با پنجون بھائی جلا وطن ہو کر بارہ برس تک دشت و صحرائ میں پھرے اور تیرھویں برس
 ولایت و امین میں کہ پرگنات دکن سے ہو آئے اور ایک برس انوار کے موافق اسطرح سے بسو لگئے وریو و حسن نے ہر چند
 جستجو کی انکا نشان بنایا اور پنڈولن نے انقصائے ایام موجود کے بعد کشن بن بسدیو کو بطریق رسالت بھیج کر ملک اپنی
 طلب کی وریو و حسن نے عدم وفائے شرط میں کلام کیا جو کہ وریو و حسن مدق سے فروغ نزکتا تھا اور فروغ اسکا از پیر
 منہوا اور پنڈولن کی حقیقت اعیان سلطنت اور راکان ملک پر ظاہر ہوئی کارزار برقرار دیا پنڈے کے اجماع جنود
 اور فوج بھی انواج میں آمادہ ہوئے اور طرفین کی فوج کو رکھیت کے میدان میں کہ تھا قیسر کے قریب واقع ہو
 دو رکھلیگ کے اوائل حاضر ہوئے آلاسنگی انواج اور قسویہ مدفون کے بعد طرفین کے پہلوانان نامی اووہیازان گر اچھے
 ساتھ ایسی آئین کے مقابلہ کے مذہب اور مقابلہ کے ملت میں مروج اور مجوز ہر جنگ شروع کی اور اٹھارہ دن تک جنگ
 قائم رہی اور غالب مغلوب سے متمیز نہ ہوا جو کہ انجام کار راکان باب نزدیکت ورسوالی ہو آخر وریو و حسن و مختص
 اسکے مقہور اور مغلوب ہوئے اور میدان جانستان اور معرکہ مبارزت میں شربت ہلاک چکے کہ ملک عدم کی طرف
 راہی ہوئے اور سہود کا اعتقاد وہ ہو کہ اس معرکہ میں گیارہ کشون لشکر کوروان کی طرف تھا اور سات کشون
 پنڈولن کی جانب تھا اور کشون ہنود کی اصطلاح میں عبارت ہو اکیس ہزار اور چھ سو اور نہر شتر شخص فیل سوار
 سے ہو اور موافق اس عدد علاوہ سوار و پیہسٹھ ہزار و چھ سو شخص اسپ سوار اور ایک لاکھ اور نو ہزار اور چھ سو
 اور پچاس ہزار اور سب سے طرفہ تروہ کہہ سکتے ہیں کہ اس معرکہ جدال و قتال میں طرفین سے زیادہ بارہ کامیون
 سے زبرد اور سلامت نہ رہے چار ہزار وریو و حسن کے لشکر سے ایک کرپا چارج برہمن کے فریقین کا استاد اور
 صاحب اسیف و انعم تھا دوسرا شو تھا مان بیٹا حکیم دو دن کا کہ وہ بھی جانبین کا معلم تھا قیسر کے
 کرت برمالن کہ یادوان کی جماعت سے تھا جو تھا سنے کہ باد نور دانش بلیان و معرکہ شتر تھا اور
 آٹھ ہزار پنڈولن کی طرف سے با پنج بھائی جدت شتر وغیرہم باقی رہے چٹا سا تک کہ وہ بھی یادوان
 کی قوم سے تھا اور جرات اور شہامت میں شہرہ آفاق سا توان جتیش کہ برادر غیر باری یعنی سوتیل بھائی
 وریو و حسن کا تھا آٹھویں کشن اگرچہ شہرت کمال کے باعث صفات و بیان سے مستغنی ہو لیکن احوال
 اسکے سے مختصر لکھا ہوں اور بعض آئے مثل واجب الوجود کے پرستش کرتے ہیں اور مشہور ہو کہ بنجمن سنے اسکے
 طالع کے ناچم سے بد بختیان مشاہدہ کر کے راجہ کشس کو جو یادوان کا رئیس تھا خبر دی اور راجہ کے کشن کے قتل کا
 حکم نافذ کیا اور کشن مقام نندگا لون نام میں کشیوہ شیر فرشی اور گاؤ جیرالی کا رکھتا تھا گیارہ برس پوشیدہ
 رہا اور آخر الامر بسبب مکر اور زریب اور طلسمات اور شعبہ سے راجہ کشس کو قتل کر کے نام سلطنت پر و کر بین
 اسکے باپ نے رکھا اور کپ معنی میں حکومت موری کرتا تھا رفتہ رفتہ بسبب قدرت نہر نکات بل محض تزدیرات سے

۷۷
 تاریخ فرشتہ اردو

۷۸
 تاریخ فرشتہ اردو

۷۹
 تاریخ فرشتہ اردو

و دعوی الوہیت کا کیا اور خلق کثیر اسکے دعوی باطل کو تصدیق کرتی تھی اور تین برس کا زمانہ خانہ زند کے نکلنے کے بعد شہر متھرا میں مساتھوہ ہاشمی کے گزرنا اور چرناسے لطیف اور نسا نہاے بدیع اس سے مشہور اور معروف ہیں عاقبت الامراجمہ جو اسنگ ولایت بہار اور بھمنہ سے مع لشکر مینمار اسکے دفع کی غریت کر کے شہر متھرا کی طرف منوجہ ہوا اور مغرب کی جانب سے بھی کالیون نام راجہ ملچان سے یعنی اس گروہ سے کہ وہ آئین بن ہونو پر نہ تھے اسکے دفع کیونٹے منوجہ ہوا اور اسی کتا ہی کہ وہ راجہ عربستان کا تھا بہر حال کشن باب متاومت ان دونوں راجہ کی نہ لایا اور دو وار کا کیطرن کہ سمندر کے ساحل پر واقع ہوا اور احمد آباد و گجرات سے سو کوس مسافت رکھتا ہی بھاگ کر تلعبہ بند ہوا اور آٹھ سات برس اس حدود میں مقیم ہو کر فکر اپنی خلاصی کی کرتا تھا اور کچھ مفید نہوتی تھی یہاں تک کہ ایک سوار پچیس برس کے سن میں دریو دھن اپنی مان کی نفیرن کے سبب سے بدترین طریق اور گوناگون معصوبات سے راہ عدم کامیاب فرموا اور بعضوں کا اعتقاد وہ یہ کہ وہ غیبت یعنی چشم خلافت سے پوشیدگی اختیار کر کے زندہ جاوید ہوا اور جو کہ گندھاری کی نفیرن کو ایک امر غریب مذکور کیا ہے نیز خامنہ و زبان اسکی شرح میں مشغول ہوتا ہی بیان کرتے ہیں کہ جب دفع محل اسکا نزدیک ہوا اسکے دل میں گذرا کہ میرا شوہر و ہر شے طرنا بنیائی کی جہت سے ویدار فرزند سے بے بہرہ ہی بہترہ ہو کہ میں بھی آنکھ فرزند کے دیکھنے سے دنیا مانہا میں بند کران اور اپنے شوہر کی بہادر اور شریک ہون بس جس روز کہ دریو دھن پر وہ عدم سے وجود میں آیا مسماہ گندھاری نے چشم جہان میں عدا بند کی اور اسی طور سے ساہا سال آنکھیں بند رکھیں یہاں تک کہ اسکا بڑا بیٹا جوان ہوا اور پندرہ دن کے ساتھ تمامت کی اور طریقین اپنے اپنے فرد و گاہ میں ہو چکر فوج فوج سپاہ سے حربا گاہ کیطرن منوجہ ہوئے اور بعد سبب قرب کے مبادل ہوا اور آپس میں قرار پایا کہ کل نیز حرب آتش ضرب سے گرم ہوگا گندھاری نے اپنے فرزند سے کہا کہ افرقہ العین وای نور چشم والدین تمھیں مضبوط انسان کے جسم کو آفتون اور جہلہ بلاؤن سے محروس اور مصنون رکھتا ہی کل کہ کارزار شروع ہوگی جو تن نازنین تیرا اس جوشن سے عاری ہو چھے اندیشہ ہو کہ مہا دا بچھے سبب ہو چنے پس تو بہرہ نہ ہو کہ میرے سامنے حاضر ہو تو آنکھ کھول کر میرے تمام جسم پر نظر ڈالو و دریو دھن نے اس سے ملازمت کا طریق پوچھا اسے جواب دیا کہ اس زمانہ میں کوئی شخص عقل و دانش اور فضل و عیش اور راستی اور دوستی میں نکل پڑوون کے نہیں ہو انکی خدمت میں جا کر استغفار کر دریو دھن حسب پانڈوون کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے آپکا سبب اظہار کیا وہ لازم جاننداری بجا لائے باوصف اسکے وہ خوب جانتے تھے کہ بہار نہایت دشمن ہی سرشتہ صلاح اور راستی کا ہاتھ سے نہ دیکر سخن راست زبان برلائے اور بولے کہ فرزند شکم ماور سے برہنہ وجود میں آتا ہی اور آنکھ والدین کی بھی اس حالت میں اسپر تپتی ہی اور جو یہی ملی دفعہ ہو کہ تیری مان بچھے دیکھا چاہی ہی تحقیق آج ہی نیر اور نور تولد ہو بہرہ ہو کہ تو برہنہ اپنی مان کے حضور حاضر ہو تو نور نظر اسکا میرے سر پا پر پڑے اور چھہ بیات سے محفوظ کرے دریو دھن پانڈوون سے رخصت ہو کر وبت سرا کیطرن عازم ہوا آٹھ ماہ میں کشن ہاشم سے دو چار ہوا اور سبب نہا فوج دشمن میں آئیکا پوچھا دریو دھن نے شرح دار ماجرا بیان کیا کشن اپنے دل میں سوچا کہ لولا و احسن اگر وہ پانڈوون کے کہنے پر عمل کرے بیشک وہ زمین تن ہوا اور کوئی حربہ اسکے جسم پر اثر نہ کرے اور بہاری ہلاکی کا باعث ہو پھر سکاری اور پرکاری سے تمھیں کر نہا اور کما ای نادان جو شخص کہ دشمنوں سے طریق صواب نہ ہو وہ دشمنی کی راہ ناپے بلکہ جاہ خطا میں بہرنگون

کرے یقین جان کہ پنڈون نے تجھے استہزائی ہو بغور سن کہ جسوقت تو متولد ہوا تھا تیرا عضو تناسل نہایت
خردی اور حقارت سے خوب مرئی اور معائنہ نہوتا تھا اب کہ باصدق جزو اعظم کل سے ہوا اپنی مان کو کیونکر سمجھا
دکھلایگا وریو دھن نے اصل مطلب سے غافل ہو کر فریب کھایا اور دست توسل اسکے دامن قول لایینے پرستحکم کیا
پھر اُسے یہ کہا کہ پنڈون نے جو کچھ کہا ہو خوب اور مرغوب ہو لیکن تو شرم و حیا کا لحاظ کر کے بارطویل اندیل پھولون کے
اپنی گردن میں ڈال تو تیرا عضو تناسل پوشیدہ رہے وریو دھن نے اُسے کہنے موافق حمل کیا یعنی پھولون کے
بارطویل گلے میں ڈال کر اپنی مان کے مقابل ایستادہ ہوا اور عرض کی میں حاضر ہوں آنکھیں کھول کر اپنا نور نظر قرۃ العین پر
ڈال اُسے اس گمان سے کہ یہ پنڈون سے تعلیم لیکر آیا ہوا اور انھوں نے اسے بدفہمیش نہ کی ہوگی سیاحت اور
بے دغدغہ آنکھ کھولی جب حامل گل کی نظر آئی نعرہ مار کر بیہوش ہوئی اور کچھ دیر کے بعد ہوش میں آنکر ناہ عظیم برپا کیا
اور کہا و فرزند یہ پھولون کا بار پنڈون نے تجوز کیا ہوا اُسے کہا نہیں ایشر کی قسم کشن نے تجوز کیا ہو گندھار می نے
سونا تم دعاے بد کے واسطے اٹھا کر سوز دل سے کشن کو نفرین کی اور دست دریغ آپسین ملک یولی اور دلدن اس مقام پر
جو میرے نور نظر سے پوشیدہ رہا ہو تو ترہ کھا کر قتل ہوگا اور کشن نے بھی اسکی دعاے بد کے اثر سے انواع عقوبات سے
جیسا کہ سابق میں گزارش ہوئی راہ عدم کا سفر ہوا القصد جہد شطر۔ وریو دھن کے قتل اور نابود کرنے کو رد
کے بعد تمام ممالک ہندوستان وغیرہ میں مستقل ہو کر عالم کا فرمانروا ہوا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اس قصہ کے چھتیس
برس کے بعد سبب توفیقات یزدانی کے جہد شطر نے بقائے دنیاے بے ثبات پر اطلاع پا کر قبل اس کے کہ وہ
نظام اوبار میں آوے دنیاے دنی کو بیچ پوچ سمجھ کر ترک کیا اور ساتھ رفاقت چارون بھائی کے طریق تجرد اختیار کیا
اور پھر عدم کی طرف راہی ہوا فرود گشتی کہ کجا رفتہ آن تا جوران اینک و زایشان شکم خاک است است
جاویدان و حاصل کلام کو روان اور پنڈون نے باتفاق کید گیر چھتر برس ملک رانی کی اور
وریو دھن تیرہ برس باستقلال تمام روئے زمین کا حاکم رہا اور جنگ مذکور کے بعد جیسا کہ مذکور ہوا جہد شطر
بھی چھتیس سال تمام عالم کو زیر نگین کر کے فرمانروا رہا اور مجموع ایام سلطنت فریقین ایک سو اور پچیس سال تھے
سبحان اللہ ایسی حکایت عجیب و غریب ہندوستان کے سو کسی تواریخ ہفت اقلیم میں مندرج نہیں کہ فروش بازار غنوی
کے ایسا دکھلاتے ہیں کہ بعد مروریام کہ حسن کی اولاد سے ایک فرزند بیچ وجود کے آیا اور وہ سرریسلطنت و ریاست
صوری و معنوی پر تنگن ہوا اور ابواب عدل و رافت کے زمانہ کے منہ پر کھولے اور احوال گذشتہ کو تنبیہ و ضاع آئندہ
کر کے مرضیات الہی میں بسر لیجاتا تھا ایک روز اُسکے دل میں یہ خطرہ گذر کہ نزاع اسلاف کا میرے کیا سبب تھا
اور احوال بزم و رزم اُسکا کیا تھا پھر اُس زمانہ کے داناؤں سے کہ جھشم بابس نام رکھتا تھا اس سے بیان کی
استدعا کی جھشم بابس نے کہا کہ میرا استاد بیاس نام کہ حکیم دانا ہوا اور ان واقعات میں حاضر تھا وہ
ہو ہوا اس سرگذشت سے واقف ہو اُس سے سوال کیجئے اُسے حکیم مزبور کو بلا کر مراحم شایانہ و تفقہ انت خسرانہ سے
نوازا پھر درخواست اس مطلب کی کی اُسے بھی ضعف پیری اور شاغل معنوی کا ہانہ کر کے اس واقعات کے بیان
میں تامل کیا اور یہ داستان بہتگی تمام کہ شامل و عطا و فصاحت پر ہو قید عبارت میں کھینچ کر نگنہ سے کتابت میں لایا
اور اُسکا چھارت نام رکھا وجہ تسمیہ جو افواہ سے سمع ہوئی ہو یہ ہو کہ مہا بھی بزرگ ہو اور بھارت بمعنی جنگ

جو کہ وہ کتاب مجہز جنگلہائے بزرگ و واقعات سترگ ہو اس واسطے اسکا نام مہا بھارت رکھا لیکن یہ صریح خلاف معلوم ہوتا ہے کہ اس واسطے بھارت اہل ہند کی لغت میں بمعنی جنگ نظر نہیں آئے ظاہر ہے جو اس کتاب میں اچل اولاد عالمی نژاد راجہ بھرت کا ہے یہ کتاب اسکے نام پر موسوم ہوئی اور استعمال کی کثرت سے الف ایڑا ہوا واللہ اعلم بالصواب والا مور الخائق اور اس سیاسی کو نفوس قدسیہ سے جانتے ہیں اور کہتے ہیں زندہ جاوید ہے اور بعض ہنود کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ ہر دو ایریک میں ایک شخص سے بیاسی اصلاح احوال سائر الناس کے واسطے ظہور میں آتا ہے اور چند لوگوں کا عقیدہ وہ ہے کہ ایک شخص ہے کہ مختلفہ مظاہر میں ظہور کرتا ہے ہر تقدیر بیاسی نے بید کی کتاب کو کچھ برہا کی زبانی سنی ہے مفصل کر کے چار کتابیں کہیں ایک رگ بید دوسرا جیو بید تیسرا سام بید چوتھا اتھو بید اور اسی سبب سے اسے بیاسی کہتے ہیں اسلئے کہ بیاسی کے لغوی معنی تفصیل دینے والا اور حل کرنے والا ہے ورنہ اصلی نام اسکا کہ ولایت میانہ دو اب میں پیدا ہوا تھا دوسے پائین تھا اور بیاسی کی خلقت میں افسانہ برہ دو راز کار نقل کیا ہے مولف نے تھول سے اندیشہ کر کے تحریر نہ کیا اور بیاسی نے اس نام کو کتاب کو ساٹھ لاکھ اشلوک پر مبنی کیا اور اس کتاب کا اختتام کے بعد ایک آب سرشت پر جو مٹھا نیسرتے اطراف میں واقع ہے اس مقام کو آئین بند کر کے ایک جشن عظیم ترتیب دیا اور دانایان اطراف اور اکناف عالم طلب کر کے مدت مدید تک جشن کی بساط بچھا کر خلق کو ساتھ اکرام اور انعام کے ملا مال اور مستفید کیا اور ساٹھ لاکھ اشلوک یوں قسمت کیے تیس لاکھ مخصوص طائفہ دیوتا کو کہ عبارت نفوس مقدسہ علویہ سے ہے کیا اور پندرہ لاکھ ستر لوک کے رہنے والوں کو کہ وہ بھی عالم بالا پر سکون رکھتے ہیں اختصاص بخشا اور چودہ لاکھ جنوں اور راکشوں و گندھرب کہ اقسام مخلوقات سے ہیں اور ساٹھ صفت حیات کے موصوف مخصوص کیے اور ایک لاکھ آدمیوں کے استفادہ کے واسطے چھوڑے اور انھیں پرہیز باب میں ترتیب دیکر ارباب استعداد کا فیض رسان ہوا اور یہ ایک لاکھ اشلوک آدمیوں کے درمیان میں موجود ہیں اور ساتھ مہا بھارت کے موسوم ہیں اور جو ہیں لاکھ اشلوک گورو ان اور پیٹروں کی جنگ میں مذکور ہیں اور باقی نصائح اور مواظظ اور حکایات اور روایات اور شرح و بسط بزم و رزم گذشتگان میں مسطور ہے اور برہمنوں کا اعتقاد وہ ہے کہ ہر ایک میں ایک پیغمبر یا ایک مجتہد ہے ایک کتاب تحریر کی اور باوصف اس تمام امتداد زمان کے وہ نسخہ اب تک درمیان میں ہیں اور خطا اور ختن اور چین اور ہند کے کفار بھی کہتے ہیں کہ طوفان نوح ہمارے ملک میں واقع اور برپا نہیں ہوا بلکہ طوفان نوح کا دراصل اعتقاد نہیں رکھتے اور دوسرا اعتقاد انہیں سے بعضوں کا وہ ہے کہ برہمن اور کھتری کی ذات قدیم الایام سے تھی اور بہت سے طلئے ہیں کہ وہ دو ایریک سوم کے آخر اور اوائل کلیک چارم میں ظاہر ہوئے ہیں جیسا کہ راجپوت اول نہ تھے اسکے بعد ظاہر ہوئے اور راجہ بکرماجیت ملی کھتری کے بعد کہ قبل زمان تحریر سے سترہ ایک ہزار و چھ سو سال زیادہ تھے کھتری تخت سلطنت پر متمکن ہوئے اور طریق ان کے ہم پہنچنے کا یوں منقول ہے کہ رایان کھتری اپنی کینزدن کو جیسا کہ اب بھی ہنود کی رسم ہے دن کو حکم خدمت مرجوعہ فرما کر شب کو مطلق العنان کرتے ہیں اور ہر ایک ایک مشوق بہم پہنچا کر لڑکے جنتی ہیں اور بیچ کمال عزت کے پرورش کر کے مثل فرزند ان رایان کے پرورش کر کے معزز رکھتے تھے اور وہ جو کہ نجب سرخانہ نادوں کے ہوتے ہیں اپنے تئیں امیل اور نجیب ظاہر کر کے آپ کو راجاؤں کی فرزند میں منسوب کیا جو شخص اسے پوچھتا تھا کہ تم کس کے

بیٹے ہو کتے تھے ہم راجپوت ہیں یعنی راجہ کے فرزند ہیں کسوا سٹے راج سے مراد ہی اور پوت پسر سے عبارت ہی اور ایک روایت میں یوں بھی ہے کہ راجہ سورج کے فرزندوں کو کہ عنقریب انکا احوال مرقوم ہوگا راجپوت کہتے ہیں ماورا اسکے ہنود کا اعتقاد وہ ہے کہ عالم کی ابتدا سے آفرینش سے آدم خاکی نہاد تھے اور اسکے بعد بھی معمری الیہ ہوگا اور عالم قدیم ہی ہرگز فانی نہوگا لیکن ارباب دانش وینش پر یہ امر مخفی نہ رہے کہ اگرچہ ابتدا سے آفرینش کہ آٹھ لاکھ ہزار سال کا احتمال رکھتا ہو شاید اتنے ہزار آدم عرصہ ظہور میں آکر پھر پردہ خفا میں خرا مان ہوئے ہوں اور جان ابن ابوالحاجان کہ انکا احوال کلام مجید میں وارد ہوا از انجملہ ہیں لیکن وہ خاکی نہاد نہ تھے بعضے کی اصل ہوا سے اور بعضوں کی اصل نارسموم سے تھی اور حسبوقت ایک قوم سے نافرمانی اور سرکشی آپس میں واقع ہوئی تھی جستبار شدید الانتقام کے حکم سے معدوم ہوئی اور دوسری قوم موجود ہوئی لیکن وہ خاک سے ظاہر ہنود نے آدم خاکی نہاد تصور کیا ہی کسوا سٹے انکے عظیم جہنم اور طول عمر کا بیان کرتے ہیں اور امور عجیب و غریب کہ ساتھ رام اور لکھمن وغیرہ کے منسوب کرتے ہیں موافق حال بشر کے نہیں ہوتا مگر حرف اور صوت ہی اور عقل کی ترازو میں کچھ وزن نہیں رکھتے اور بر تقدیر وقوع اگر ہووین بھی تو اُس قوم احب سے کہ مذکور ہوا ہونگے اور آدم ابوالبشر علیہ السلام سے پیشتر آدم خاکی نہاد نہ تھا اور آدم ابوالبشر کا زمانہ حالت تحریر اس سطور تک سات ہزار سال سے زیادہ نہیں گذرا اور جو کچھ کہتے ہیں کہ لاکھ برس سے کہیں زیادہ ہو محض دروغ ہی اور تحقیق وہ ہے کہ مملکت ہند بھی مثل اور مالک رب مسکون وجود فرزند ان آدم علیہ السلام سے صفت آبادی کی قبول کی ہے اور شرح اس اجمال کی وہ ہے کہ طوفان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے تینوں فرزند شام اور یافث اور حام کو خالق ارض و سما کے حکم سے اطراف رب مسکون میں بھیکر گشت و کار کے واسطے حکم فرمایا ذکر فرزند ان سام بن نوح علیہ السلام کا سام کہ وہی اور اولاد اکبر حضرت نوح تھا حتیٰ تعالیٰ نے اسے ننانوے فرزند عطا فرمائے ارشد - ارغشید - کے - نوو - بود - ارم - قبطہ - عاد - محطان - انھیں کے فرزند ہیں اور عرب کے تمام طائف اور قبیلے انھیں کی نسل سے ہیں جیسا کہ حضرت ہود اور صلح اور ابراہیم علیہم السلام اپنے نسب کا سلسلہ ساتھ ارغشید کے پہونچاتے ہیں اور ارغشید کا دوسرا فرزند کیومرث کہ شاہان عجم کا جد امجد ہے اسکے چھ فرزند پیدا ہوئے سیامک - فارس - عراق - تور - مغان - شام - انھیں سے سیامک کیومرث کا تاشین ہوا اور باقی فرزند جس ملک پر روانہ ہوئے وہ ولایت انھیں کے نام موسوم ہوئی اور بعضوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ سپر بن نوح سے ایک کا نام عجم تھا اور عجمی اسکی اولاد سے مراد ہی اور ارشد کا بیٹا سیامک ہوشنگ ہی کہ لوک عجم یزدجرد و شہریار تک تمام اسکی ملک سے ہیں ذکر یافث کے فرزندوں کا - یافث اپنے باپ کے حکم کے موافق ہندو مشرق اور شمال میں متوجہ ہوا اور اس ملک میں اسکے فرزند پیدا ہوئے اقل ارشد اور اسکی اولاد ترک نام رکھتی تھی تمام ترک زمانے کے مغل اور اذبک اور چغتائی اور ترکمان ایمانیہ اور رومیہ اسکی نسل سے ہیں اور دوسرا بیٹا یافث کا چین نام رکھتا تھا چین کا ملک ساتھ اسکے موسوم ہی اور یافث کا تیسرا فرزند آرویس ہی کہ اسکی اولاد نے سرحد ملک شمال میں طماست تک فروکش ہو کر آباد کیا ہی اہل تاجیک اور غور اور سقلاب اسکی نسل سے ہیں تذکرہ حام کے فرزندوں کا اور کیفیت آبادی مملکت ہند کی برسمیل اختصار - حام اپنے پدر عالی مقام کے حکم سے ارض جنوب کی طرف متوجہ ہوا اور اسکی آبادی اور عموری میں جہد بلیغ اور سعی موفورہ عمل میں لایا اور اسے بھی آفرید

۹
وہی

۹
وہی

عالم نے چھ بیٹے عطا فرمائے ایک ہند اور دوسرا سندھ تیسرا حبش چوتھا افریغ پانچواں ہرچھٹا بویہ اور مالک مذکورہ انکے نام سے موسوم ہوئے لیکن بیٹا ارشد کا حام کہ ہند نام رکھتا تھا ملک ہند کا ساتھ اُسکے موسوم ہوا اسکی آبادی میں ہمہ تن مصروف ہوا اور اُسکا بھائی سند ملک سند میں فروکش ہوا شہر پٹھ اور ملتان اپنے فرزندوں کے نام بنا کیا اور ہند کے چار فرزند پیدا ہوئے انہیں ایک پورب نام رکھتا تھا اور دوسرا بنگ اور تیسرا دکن اور چوتھا نروال اور ہر ایک ملک اور دیار کے بالفصل ہر ایک کے نام پر مشہور ہیں آباد کیے اور دکن بن ہند کے تین فرزند متولد ہوئے دکن کا ملک انھیں قسمت کیا انکا نام مرہٹ اور کنہر اور تلنگ تھا اور ایک یہ تین تو میں دکن میں انھیں کی نسل سے موجود ہیں اور نروال کے بھی تین فرزند موجود ہوئے بروج اور کنہراج اور مال راج انکا نام رکھا اور چند شہر انکے نام پر آباد کیے اور بنگ کے بھی لڑکے پیدا ہوئے بنگا کا ملک انکے سب سے معمر ہوا اور پورب بن ہند کا کہ فرزند ارشد تھا حق تعالیٰ نے اُسے بیالیس فرزند عطا فرمائے اور تھوڑے عرصہ میں اُنکی اولاد کثرت سے ہوئی اُسوقت ایک کو اپنے درمیان سے ملک کے انتظام کے واسطے سردار کیا اور نام اسکا کشن تھا فوکر کشن کی حکومت کا خفی نہ رہے کہ ملک ہندوستان میں اول جس شخص نے قدم سندھ حکومت پر رکھا کشن تھا اور یہ کشن وہ نہیں جو کہ مشہور ہوا اور اہل ہند نے اُسکے حال میں افسانہ بے بدیع اور حکایات دور از کار تیار کیے ہیں اور اُسکی معبودیت کے قائل ہیں یہ کشن ایک مرد عاقل اور فرزانہ اور شجاع اور مردانہ تھا اور جو کہ عظیم الجثہ تھا کوئی گھوڑا تحمل اسکی سواری کا نہ ہوتا تھا اُسے اپنی عقل کی تیزی اور اندیشہ صحیح سے فرمایا تو اُسکے کارندے پہل و جوشی کو زنجیر فکر سے دام عقل کے زور سے کھوین گرفتار کر لائے اور حسن تدبیر سے اُسکی وحشت دور کر کے رام کیا اُسوقت کشن اُسپر سوار ہوا اور اُسکی کے عہد میں ایک شخص برہمن نام نل بنگ بن ہند سے کہ عقل و فراست میں اپنا نظیر نہ رکھتا تھا ظاہر ہوا کشن نے اُسے منصب وزارت پر سرفراز فرمایا اور اکثر صناعات مثل درودگری اور ہنگری برہمن کی دانش سے پیدا ہوئے اور بعضوں کا یہ بھی قول ہے کہ لکھنے اور پڑھنے کا بھی وہی موجد ہوا اور اُس زمانہ کے اوائل میں جو شہر کہ ملک ہند میں بہرہ ور ہوا وہ بلکہ اودھ تھا اور کشن کہ طور سب کا ہم عصر تھا اور چار سو سال حکومت کر کے جہاں فانی کو پدر و دکنیا اور اُسکے عہد میں تخمیناً دو ہزار قصبہ اور قریہ آباد ہوئے تھے اور سنتیس فرزند اس سے باقی رہے جیسا دلدار شد اسکا ہماراج جانشین ہوا فوکر ہماراج ولد کشن کی حکومت کا جب ہماراج نے سرداران قوم اور بھائیوں کے اتفاق سے تخت حکومت پر قدم رکھا اپنے باپ سے کہیں بہتر اور بیشتر ملک کی آبادی اور سلطنت کے نظم و نسق میں کوشش کی اور جو لوگ کہ پورب کی اولاد سے تھے امارت اور حکومت کا امر جمع کیا اور فرقہ کہ برہمن کی نسل سے تھا وزارت اور عہدہ تحریر اور نجوم اور طبابت پر مقرر فرمایا اور ایک گروہ کو کشت و زراعت پر نصب کیا اور ایک قوم کو امر انواع حرفہ اور پیشہ کا نافذ ہوا اور ہماراج نے زراعت کی تکثیر میں اسقدر سعی کی کہ اکثر ولایت جو ہندوستان سے دور دست تھیں وہ بھی آباد ہوئیں پھر بلکہ بہار کو آباد کیا اور اہل علم و فضل و اطراف اور اکناف سے طلب کر کے اُس شہر میں متوطن فرمایا اور معابد اور مدارس شہر بہت تیار کروائے اور حاصل اُس حدود کا مالک کو وقف کیا اور سیاسی اور جہنگی اور برہمن ساتھ فائدہ دہانی اور استفادہ کسب علمی کے مشغول ہوئے اور ایام سلطنت نے اسکے سات سو برس کا زمانہ گھنچا ہند کی ملک نے رواج اور رونق پکڑی اور ہماراج ہند میں جمشید اور فریدون کے مرتبہ پر فائز ہوا اور امور سلطنت کے استحکام اور زمام اور آسودگی سپاہ اور رعیت کے واسطے ضوابط اور قواعد نیک کہ انہیں سے بعض باب بھی معمول میں وضع کیے اور ہر طرف کو

مثل راٹھور اور چوہان اور پوار وغیرہ بن ساتھ بزرگ نام اُس قوم کے موسوم کیا اور شاہان ایران سے ہمیشہ طریقہ محبت اور وداد سلوک رکھتا تھا لیکن آخر کار اُسکا بھتیجا رنجیدہ ہو کر فریدون کی خدمت میں حاضر ہوا اور فریدون نے گرشپ بن اطرود کو مع سپاہ جنگی اُسکی لگ کر تعین فرمایا اور جب گرشپ بن اطرود نے دیار ہند میں داخل ہو کر بہت سی خرابیاں اُس دیار میں پہنچائیں اور تاخت اور تاراج کا عرصہ دس برس کھینچا مہاراج نے قدر ولایت اپنے بھتیجے کو دیکر رضا مند کیا اور پیشکش خوب اور تحائف مرغوب گرشپ کے ہمراہ فریدون کے واسطے ارسال کیے اور مہاراج کے اخیر عہد میں سنگدھپ اور کرناٹک کے زمینداروں نے یورش کر کے دکن کے حاکم کو جسکا نام شیورے تھا نکال دیا اور اُسے مہاراج کی خدمت میں حاضر ہو کر استغاثہ کیا مہاراج نے اپنے صاحبزادہ سے ارشد کو مع سپاہ گرن اور فیلان کوہ تو ان شیورے کے ہمراہ روانہ کیا اور زمیندار دکن کے بھی اتفاق کر کے بشوکت وعدت تمام صف آرا ہوئے اور جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا اور مہاراج کا بیٹا اس معرکہ میں مارا گیا اور افواج لگی اور شیورے اپنے سردار کے مارے جانے سے بدحواس ہوا اور ساز و سلب اور گھوڑے ہاتھی چھوڑ کر خستہ اور مجروح وادی کی طرف بھاگ گیا اور مہاراج یہ خبر وحشت اثر سنکر سانپ کی طرح چھٹیاب کر کے ہاتھ افسوس کا دندانِ قہر سے کاٹنے لگا سو اس نے مانے میں کوئی زمیندار نہ جزا آورد و دست سے مثل راجہ تلنگ اور پیکو اور ملیبار کو بھی قوت سرتابی اور نافرمانی کا یا رانتھا چہ جائے زمینداران دکن اور اسکے سوا اس عرصہ میں سام نریان ایران کے فرمانروا کی طرف سے ہندوستان کے لینے کے واسطے پنجاب میں آیا تھا اور مال چند سپہ سالار ہند کا خاص لشکر ہمراہ لیکر اس مقابلہ کو روانہ ہوا تھا جو کہ صبر کے سوا چارہ تھا لہذا مایچند نے ایلچیان چرب زبان کے ذریعہ سے زہر و جواہر اور پیلان کوہ پیکر بھیجے اور ملک پنجاب دینے پر سام نریان سے صلح کر کے مراجعت کی اور بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ فریدون کے عہد سے پھر پنجاب شاہانِ عجم کے تصرف میں رہا اور گرشپ کی اولاد کہ رستم اور اسکے آبا و اجداد سے مراد ہی پنجاب اور کابل اور زابل اور سند اور نیمروزان کی جاگیر تھی اور مایچند کہ سپہ سالار باشکوہ تھا اور مالوہ کی مملکت اسکے نام پر اشتہار پائی مہاراج کی خدمت میں پہنچنے کے بعد بسیل ستعال اور صلابت اور شوکت کے ساتھ دکن کی طرف متوجہ ہوا اور مخالف اسکے فوج کشی کی خبر سننے ہی نبات النعش کی طرح متفرق اور پریشان ہوئے اور مایچند اُنکا تعاقب کر کے اس گروہ کو تہ تیغ رکھ کر اُسکا نام و نشان باقی نہ رکھا اور جا بجا تھانے مقرر کر کے پٹا اور اثنائِ راہ میں گوالیار اور بیانہ کا قلعہ احداث کیا اور مایچند علم راگ کہ موسیقی ہندی تلنگانہ اور ملک دکن سے لایا اور جو کہ مایچند اکثر اوقات گوالیار کے قلعہ میں رہتا تھا اس مقام میں ٹلاوتون موسیقی دان کی نسل سے کہ ہمراہ لایا تھا اولاد کثرت سے بہم پہنچی اور علم راگ نے وہاں بخوبی رواج پایا اور مہاراج سات سو برس کے بعد رخت ہستی باندھ کر ملک عدم کی طرف راہی ہوئے اور چودہ فرزند اُنسے یادگار رہے اور کیشور راج کہ خلف الصدق تھا ہندوستان کے تختِ اعظم پر قدم رکھا تندرہ کیشور راج بن مہاراج کی حکومت کا کیشور راج نے ابتدا سے سلطنت میں ہر ایک بھائی کو ایک سمت روانہ کیا اور آپ بلند کا پٹی کے راستہ سے گونڈہ وارہ میں داخل ہوئے اور سرحد دکن سے سنگدھپ کی حدود تک سیر اور نہضت فرمائی اور سرکش راؤن سے پیشکش لیکر طوافِ انام کے نظم و نسق کے بارہ میں مساعی موفورہ بخالائے لیکن مراجعت کے وقت دکن کے زمینداروں نے اتفاق کر کے مخالفت کا نشان بلند کیا اور روز بروز قوت اور کثرت انکی زیادہ ہوئی اور یہ حوصلہ ہوا کہ کیشور راج کے

عالم نے چھ بیٹے عطا فرمائے ایک ہند اور دوسرا سندھ تیسرا حبش چوتھا افریخ پانچواں ہرچھٹا بویہ اور مالک مذکورہ انکے نام سے موسوم ہوئے لیکن بیٹا ارشد کا حام کہ ہند نام رکھتا تھا ملک ہند کا ساتھ اس کے موسوم ہوا اسکی آبادی میں ہمہ تن مصروف ہوا اور اسکا بھائی سندھ ملک سندھ میں فروکش ہوا شہر سٹھ اور ملتان اپنے فرزندوں کے نام بنا لیا اور ہند کے چار فرزند پیدا ہوئے انہیں ایک پورب نام رکھتا تھا اور دوسرا بنگ اور تیسرا دکن اور چوتھا نہروال اور ہر ایک ملک اور دیار کہ بالفعل ہر ایک کے نام پر مشہور ہیں آباد کیے اور دکن بن ہند کے تین فرزند متولد ہوئے دکن کا ملک انھیں قسمت کیا انکا نام مرہٹ اور کنہر اور تلنگ تھا اور اب تک یہ تین توین دکن میں انھیں کی نسل سے موجود ہیں اور نہروال کے بھی تین فرزند موجود ہوئے بہ وجہ اور کنہج اور مال راج انکا نام رکھا اور چند شہر انکے نام پر آباد کیے اور بنگ کے بھی لڑکے پیدا ہوئے بنگال کا ملک انکے سبب سے معمور ہوا اور پورب بن ہند کا کہ فرزند ارشد تھا حق تعالیٰ نے اسے بیالیس فرزند عطا فرمائے اور تھوڑے عرصہ میں انکی اولاد کثرت سے ہوئی اسوقت ایک کو اپنے درمیان سے ملک کے انتظام کے واسطے سردار کیا اور نام اسکا کشن تھا ذکر کشن کی حکومت کا مخفی نہ رہے کہ ملک ہندوستان میں اول جس شخص نے قدم سندھ حکومت پر رکھا کشن تھا اور یہ کشن وہ نہیں ہے کہ جو مشہور ہے اور اہل ہند نے اس کے حال میں افسانے بدیع اور حکایات دور از کار تیار کیے ہیں اور اسکی معبودیت کے قائل ہیں یہ کشن ایک مرد عاقل اور فرزانہ اور شجاع اور مردانہ تھا اور جو کہ عظیم الجثہ تھا کوئی گھوڑا تحمل اسکی سواری کا نہ ہوتا تھا اس نے اپنی عقل کی تیزی اور اندیشہ صیح سے فرمایا تو اس کے کارندے پیل وحشی کو زنجیر فکر سے دام عقل کے زور سے کھوین گرفتار کر لائے اور حسن تدبیر سے اسکی وحشت دور کر کے رام کیا اسوقت کشن اسپر سوار ہوا اور اسی کے عہد میں ایک شخص برہمن نام نسل بنگ بن ہند سے کہ عقل و فراست میں اپنا نظیر نہ رکھتا تھا ظاہر ہوا کشن نے اسے منصب وزارت پر سرفراز فرمایا اور اکثر صناعات مثل درودگری اور آہنگری برہمن کی دانش سے پیدا ہوئے اور بعضوں کا یہ بھی قول ہے کہ لکھنے اور پڑھنے کا بھی وہی موجد ہوا اور اس زمانہ کے آواکل میں جو شہر کہ ملک ہند میں مشہور ہوا وہ بلدہ اودھ تھا اور کشن کہ طور سب کا معصر تھا اور چار سو سال حکومت کر کے جہان فانی کو پرورد کیا اور اس کے عہد میں تخمیناً دو ہزار قصبہ اور قریہ آباد ہوئے تھے اور سنیٹیس فرزند اس سے باقی رہے جیسا دلدار شد اسکا حماراج جانشین ہوا ذکر حماراج ولد کشن کی حکومت کا جب حماراج نے سرداران قوم اور بھائیوں کے اتفاق سے تخت حکومت پر قدم رکھا اپنے باپ سے کہیں بہتر اور بیشتر ملک کی آبادی اور سلطنت کے نظم و نسق میں کوشش کی اور جو لوگ کہ پورب کی اولاد سے تھے امارت اور حکومت کا امر جمع کیا اور فرقہ کہ برہمن کی نسل سے تھا وزارت اور عمدہ تحریر اور نجوم اور طبابت پر مقرر فرمایا اور ایک گروہ کو کشت و زراعت پر نصب کیا اور ایک قوم کو امر انواع حرفہ اور پیشہ کا نافذ ہوا اور حماراج نے زراعت کی تیکثیر میں اس قدر سعی کی کہ اکثر ولایت جو ہندوستان سے دور دست تھیں وہ بھی آباد ہوئیں پھر بلدہ بہار کو آباد کیا اور اہل علم و فضل و اطراف اور اکناف سے طلب کر کے اس شہر میں متوطن فرمایا اور معابد اور مدارس شہر بہت تیار کروائے اور حاصل اس حدود کا غالباً کو جمع کیا اور سیاسی اور جہنگی اور برہمن ساتھ فائدہ ساری اور استفادہ کسب علمی کے مشغول ہوئے اور ایام سلطنت نے اس کے سات سو برس کا زمانہ گھنچا ہند کی مملکت نے رواج اور رونق پکڑی اور حماراج ہند میں جمشید اور فریدون کے مشبہ پر فائز ہوا اور امور سلطنت کے استحکام اور فساد و آسودگی سپاہ اور رعیت کے واسطے ضوابط اور قواعد نیک کہ انہیں سے بعض اب بھی معمول ہیں وضع کیے اور ہر طرف کو کھینچا

مثل راٹھور اور چوہان اور پوار وغیرہ بن ساتھ بزرگ نام اُس قوم کے موسوم کیا اور شاہان ایران سے ہمیشہ طریقہ محبت اور وداد سلوک رکھتا تھا لیکن آخر کار اُسکا بھتیجا رنجیدہ ہو کر فریدون کی خدمت میں حاضر ہوا اور فریدون نے گرشپ بن اطرود کو مع سپاہ جنگی اُسکی کمک کو تعین فرمایا اور جب گرشپ بن اطرود نے دیار ہند میں داخل ہو کر بہت سی خرابیاں اُس دیار میں پہنچائیں اور تاخت اور تاراج کا عرصہ دس برس کھینچا مہاراج نے قدرے ولایت اپنے بھتیجے کو دیکر رضامند کیا اور پیشکش خوب اور تحائف مرغوب گرشپ کے ہمراہ فریدون کے واسطے ارسال کئے اور مہاراج کے اخیر عہد میں سنگدھپ اور کرناٹک کے زمینداروں نے یورش کر کے دکن کے حاکم کو جسکا نام شیورے تھا نکال دیا اور اُسے مہاراج کی خدمت میں حاضر ہو کر استغاثہ کیا مہاراج نے اپنے صاحبزادہ سسے ارشد کو مع سپاہ گران اور میلان کوہ تووان شیورے کے ہمراہ روانہ کیا اور زمیندار دکن کے بھی اتفاق کر کے بشوکت وعدت تمام صف آرا ہوئے اور جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا اور مہاراج کا بیٹا اس معرکہ میں مارا گیا اور افواج کنگی اور شیورے اپنے سردار کے مارے جانے سے بدحواس ہوا اور ساز و سلب اور گھوڑے ہاتھی چھوڑ کر خستہ اور مجروح وادی کی طرف بھاگ گیا اور مہاراج یہ خبر وحشت اثر سنکر سانپ کی طرح پھیپا کر کے ہاتھ افسوس کا دندان تھمر سے کاٹنے لگا سو اسطے اس نے مانے میں کوئی زمیندار جزائر دور دست سے مثل راجہ تلنگ اور پکیو اور پلبیار کو بھی قوت سرتابی اور نافرمانی کا یا رانتھا چہ جائے زمینداران دکن اور اسکے سوا اس عرصہ میں سام نریان ایران کے فرمانروا کی طرف سے ہندوستان کے لینے کے واسطے پنجاب میں آیا تھا اور مال چند سہ سالار ہند کا خاص لشکر ہمراہ لیکر اس مقابلہ کو روانہ ہوا تھا جو کہ صبر کے سوا چارہ تھا لہذا مایچند نے ایلچیان چرب زبان کے ذریعہ سے زرو جو اہر اور پیلان کوہ پیکر بھیجے اور ملک پنجاب دینے پر سام نریان سے صلح کر کے مراجعت کی اور بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ فریدون کے عہد سے پھر پنجاب شاہان عجم کے تصرف میں رہا اور گرشپ کی اولاد کہ رستم اور اسکے آبا و اجداد سے مراد ہی پنجاب اور کابل اور زابل اور سند اور نیمروزان کی جاگیر تھی اور مایچند کہ سپہ سالار باشکوہ تھا اور مالوہ کی مملکت اسکے نام پر اشتہار پائی مہاراج کی خدمت میں پہنچنے کے بعد بسیل استعال اور صلابت اور شوکت کے ساتھ دکن کی طرف متوجہ ہوا اور مخالف اسکے فوج کشی کی خبر سننے ہی نبات النفس کی طرح متفرق اور پریشان ہوئے اور مایچند اُنکا تعاقب کر کے اس گروہ کو تہ تیغ رکھ کر اُسکا نام و نشان باقی نہ رکھا اور جا بجا تھا نے مقرر کر کے پٹا اور اثنائے راہ میں گوالیار اور بیانہ کا قلعہ احداث کیا اور مایچند علم راگ کہ موسیقی ہندی تلنگانہ اور ملک دکن سے لایا اور جو کہ مایچند اکثر اوقات گوالیار کے قلعہ میں رہتا تھا اس مقام میں ٹلاوٹون موسیقی دان کی نسل سے کہ ہمراہ لایا تھا اولاد کثرت سے ہم پہونچی اور علم راگ نے وہاں بخوبی رواج پایا اور مہاراج سات سو برس کے بعد رخت ہستی باندھ کر ملک عدم کی طرف راہی ہوئے اور چودہ فرزند اُنسے یادگار رہے اور کیشوراج کہ خلف الصدق تھا ہندوستان کے تخت اعظم پر قدم رکھا تذکرہ کیشوراج بن مہاراج کی حکومت کا۔ کیشوراج نے ابتدا سے سلطنت میں ہر ایک بھائی کو ایک سمت روانہ کیا اور آپ بلدہ کا پبی کے راستہ سے گونڈہ وارہ میں داخل ہوئے اور سرحد دکن سے سنگدھپ کی حدود تک سیر اور نہضت فرمائی اور سرکش راؤن سے پیشکش لیکر طوائف انام کے نظم و نسق کے بارہ میں مساعی موفورہ بجالائے لیکن مراجعت کے وقت دکن کے زمینداروں نے اتفاق کر کے مخالفت کا نشان بلند کیا اور روز بروز قوت اور کثرت انکی زیادہ ہوئی اور یہ حوصلہ ہوا کہ کیشوراج کے

مقابلہ کو آئے کیشوراج نے ازراہ دوراندیشی کے قوت مقاومت اپنے سے مفقود کی بھی اور صلح کا پیغام درمیان میں لا کر معاودت فرمائی اور عہدہ مع پیشکش فراوان منوچھر کی خدمت میں ارسال کر کے ملک طلب کی منوچھر نے حسب استدعا سام نریان کو فوج جبر سے روانہ کیا کیشوراج نے موضع جالندھر تک استقبال کیا اور لوازم ضیافت پیش پہنچائے اور سام نریان کے ہمراہ دکن کی طرف روانہ ہوا دکن کے راؤ فوج ایرانی کی ہیبت سے پریشان ہوئے اور دکن کا ملک پھر ہند کے راجہ کے تصرف میں آیا اسکے بعد کیشوراج سام نریان کے شرائط خدمت بجالانے کے بعد پنجاب کی سرحد تک بطریق مشابعت ہمراہ گیا اور تحف و ہایا منوچھر کے واسطے ارسال کر کے خود بلہ دودھ میں آیا اور حیرت عدالت کا سایہ سکند ہند کے سر پر ڈال کر خلائق کو مفر الحال اور فائز البال فرمایا اور دوسواور میں برس کے بعد اسکی سلطنت آخر ہوئی اور بڑا بیٹا اسکا فیروز راسے جانشین ہوا ذکر فیروز راسے ولد کیشوراج کی حکومت کا جو کہ فیروز راسے علم شاستر ہندی یعنی کتب علمی سے وقوف تام اور برہہ وانی رکھتا تھا علما اور فضلا کی صحبت اختیار کر کے سواری اور لشکر کشی بیکلہ برطرف کی اور مدار سلطنت اہل فضل اور ارباب کمال پر منحصر کر کے زر کثیر فقرا اور تحقین کو پہنچاتا تھا اور دو مرتبہ بلہ بہار میں جا کر خیرات بیشمار کی بلہ منیر اسکے عہد میں احداث ہوا اور وہ امرنا شاہ کستہ کہ اس سے واقع ہوا یہ تھا کہ جب سام نریان کے فوت سے ایک ضعف منوچھر کی سلطنت میں ظاہر ہوا اور افراسیاب کہ نصرت کا موقع دیکھتا تھا اسپر فوج کھینچ کر غالب ہوا فیروز راسے نے منوچھر اور سام نریان کے حقوق طاق لسیان پر چھوڑ کر پنجاب پر فوج کشی کی اور وہ ملک نزال بن سام نریان کے قبضہ تصرف سے برآوردہ کر کے جالندھر کو اپنا دارالملک بنایا اور ایلچی افراسیاب کی خدمت میں روانہ کیے اور آپ کو اسکے خیر خواہان کے زمرہ میں شمار کیا کیقباد کے عہد تک پنجاب ہند کے راؤن کے تصرف میں تھا لیکن جب جہان کے پہلوان رستم دستان نے پہلوانی کی مسند کو اپنے وجود سے مزین کیا پنجاب کے استرداد کے واسطے ہند کی طرف متوجہ ہوا فیروز راسے تاب صدیہ رستمی نہ لایا ہزیمت کی باگ تہمت کے پہاڑوں کی طرف معطوف کی اور جب رستم سند اور ملتان اور پنجاب کو زیر نگین کر کے تہمت کی سمت روانہ ہوا فیروز راسے نہایت ہراسان ہوا بھاگ کر چھپا رکھنڈ اور کوٹھہ وارہ کے پہاڑوں پر دم لیا اور اپنے آفتاب سعادت کو زوال میں دیکھ کر اسی عرصہ میں اپنی نقد جان قابض ارواح کے سپرد کی اسکی حکومت کے ایام پانسو اور سیتیس برس تھے شرح تفویض کرنا رستم کا دارلے ہند سورج کو منقول ہو کہ جب فیروز راسے کے فوت کی خبر رستم کو پہونچی بسبب بے حقوقی اور بیوفائی کے کہ راسے مذکور سے وقع ہوئی تھی جہان کے پہلوان نے یہ چاہا کہ اسکے فرزند بھی مسند حکومت پر نہ لیکن نہون پھر ہند کے ایک سردار ون میں سے کہ سورج نام رکھتا تھا اور اس عرصہ میں وہ اسکی خدمت میں آمد و شد رکھتا تھا ہندوستان کے تخت پر بٹھایا اور خود ایران کی طرف متوجہ ہوا اور سورج استقلال تمام حاصل کر کے پادشاہ عظیم الشان ہوا اور دریائے بنگالہ کے ساحل سے دکن کی سرحد تک تمام حکام اور عمال اسے بٹھلائے اور عمارت اور زراعت کے بارہ میں تاکید اکید اور قدغن بلوغ پہونچائی اور اسکے عہد میں ایک برہمن بھارکھنڈہ کی طرف سے اسکی ملازمت میں حاضر ہوا جو کہ برہمن مذکور علوم عربیہ اور سحر میں واقف اور دانا تھا سورج کے مزاج میں تصرف تام پہونچا کر بت پرستی کا معاملہ تعلیم کیا بیان شیوہ بت پرستی کے رواج کا۔ کہتے ہیں کہ ہند نے جیسا کہ اپنے پدر حام بن نوح علیہ السلام سے مشاہدہ اور معائنہ کیا تھا خالق بیچون کی طاعت اور عبادت میں

مصروف رہتا تھا اور اسکے فرزند لٹنا بعد لٹن اسکی پیروی کرتے تھے یہاں تک کہ مہاراج کے عہد میں ایک شخص ایران کی طرف سے آیا اور آفتاب کی پرستش کا رہنمون ہوا اور اس پرستش کے مروج ہونے سے بعضے ستارہ پرست اور آتش پرست بھی ہوئے لیکن جب بت پرستی کی رسم ظاہر آئی سب سے زیادہ تر شائع ہوئی کسواسطے اس برہمن نے سورج سے یہ فہمائش کی کہ جو شخص اپنے بزرگ کی شبیہ چاندی اور سونے اور پتھر سے تیار کر کے پرستش کرے راہ صواب میں قدم رکھے اسوجہ سے خرد و بزرگ نے ہوس سے اپنے بزرگوں کی شبیہ جو گذر گئے تھے تیار کر کے اسکی پرستش میں قیام کیا اور سورج نے بلکہ قنوج احدث کیا اور آپ گنگ کے ساحل پر بت پرستی میں مشغول ہوا اور خلائق بھی اپنے دل سے ہر ایک طرز خاص کر کے بت پرستی کرنے لگی جیسا کہ نوٹس کروہ ہر ایک ساتھ ایک طریق کے بت پرستی کرتے تھے جب سورج بلکہ قنوج کو پایہ تخت قرار دیکر اکثر اوقات وہاں سکونت اختیار کرتا تھا اور اسکے عہد میں قنوج کی آبادی پچیس کوس تک پہنچی تھی اور سورج دوسوا در پچاس برس تک حکومت کر کے قضاے الہی سے مرگیا اور وہ کیقباد کا معاشر تھا وہ ہر سال باج یعنی خراج بھیجتا تھا اور رستم دستان کے بھی حقوق کی رعایت کر کے اپنی خواہزادی اُسکے حوالہ نکاح میں لایا تھا اور ہمیشہ تحفے اور ہدیے ارسال کرتا تھا اور سورج پینتیس فرزند چھوڑ کر فوت ہوا تھا اُسکا بڑا بیٹا سے بہراج اپنے باپ کا قائم مقام ہوا۔ تذکرہ بہراج ولد سورج کے راج کا۔ جب وہ تخت سلطنت پر ٹکھن ہوا بلکہ بہراج کو اپنے نام پر آباد کیا اور علم موسیقی میں برسوں مشغول رہا اور بلکہ بنارس کی آبادی میں کہ اُسکے باپ نے انتہائے عمر میں اسکی بنا شروع کی تھی اور وہ ناتمام پڑی تھی جہد بلیغ اور کوشش موفورہ بہم پہنچائی اور اپنے بھائیوں کو عزیز اور مکرم جان کر جاگیریں اُنکی شان کے لائق دیکر راضی اور خوش کیا اور بعض زمین بھی کہتے ہیں کہ بہراج نے اپنے بھائیوں کو جو سورج کی صلب سے تھے راجپوت نام رکھا اور باقی فرقوں کے بھی نام رکھے لیکن مہاراج کے ضوابط یعنی آئین ہائے قدیم کو کہ متضمن صلح دولت تھے مختل کیا اور مملکت کا معاملہ نظم و نسق سے گرا اور ہر سمت ایک فتور اور سودا برپا ہوا از انجملہ کیدار نام ایک برہمن نے کوہستان کے راستوں سے انکرا سپر خرچ کیا اور جنگ عظیم اور حرب ضرب کے بعد غالب ہوا ہند کے سلطنت کی زمام اپنے ہاتھ میں لایا مدت بہراج کے حکومت کی چھتیس برس تھی۔ ذکر کیدار برہمن کی حکومت کا کہتے ہیں جب اُسے عروس مملکت ہند کو اپنے آغوش میں لیا اور جو کہ جہانداری کے علم سے خوب ماہر تھا بادشاہ بزرگ ہوا اور کیگاؤس اور کخیسرو کی اطاعت کا زین پوش اپنے دوش سے نہ اتارا اور تحف و تحائف اُسکے حضور بھیجتا رہا اور کالج کا قلعہ اُسے بنا کر کے انجام کو پہنچایا اور اُسکے اخیر عہد میں شنکل نام ایک زبردست کوچ نواح سے خرد کیا اول ملک بنگ اور بہار پر تصرف و قابض ہوا اور جمعیت کثیر اور انبوه غیر بہم پہنچا کر کیدار سے مکر سخت لڑایا کر کے غالب اور فائق ہوا اس سبب سے کیدار کی مدت حکومت اونیس برس تھی۔ ذکر شنکل کی حکومت کا۔ اُسکے بعد شنکل تخت حکومت پر بیٹھا اور اُسے شوکت و حشمت کے لوازم میں نہایت کوشش کی اور شہر لکھنؤ کو معروف و مشہور ساتھ کوڑے ہوائے احدث کیا اور وہ شہر دو ہزار برس تک بنگ کا دارالملك تھا لیکن امیر تیمور کی اولاد صاحب قرآن کے عہد میں ویران ہوا اور اُسکے بے بلکہ دائرہ نشین گاہ حکام ہوا اور شنکل چار ہزار فیل کوہ تمیل اور لکھ سوار جوار اور چار لاکھ پیادہ جنگی بہم پہنچائے اور طریق نخوت اور غرور کا کہ بدترین افعال ہوا اُسکے سر بیگز میں جاگزیں ہوا

اور اسی عرصہ میں جب افراسیاب نے ایچی باج اور خراج کے طلب میں بھیجا اُسے اہانت اور زبردستی سے دربار سے نکال دیا افراسیاب اس حرکت سے نہایت غضبناک ہوا اور پیران ولیسہ کو کما سکا سپہ سالار تھا چاکس ہزار ترک خونخوار سے ہندوستان کی طرف رخصت کیا اور شنگل نے بھی علم جسارت بلند کر کے ایک حشر عظیم برپا کیا اور باطنیان کمال اُسکے مقابلہ کے واسطے پیش قدمی کی اور کوچ کے پہاڑوں میں جو بنگالہ کی سرحد کے نزدیک واقع ہیں جا کر سمکھ ہوا اور دو شبانہ روز تک تنور جنگ گرم اور لڑائی قائم رہی ترکوں نے داد جو اندری اور شجاعت دیکر چاکس ہزار مرد مقابل شنگل کی طرف کے تیغ قہر سے ہلاک کیے لیکن دشمن کی کثرت اور انہوں سے کچھ پیش رفت نہ گیا اور ان کی طرف کے بھی تیرہ ہزار مرد اہل نبرد کام آئے عاقبت الامر اثر ضعف ترکوں کے چہرہ حال سے ظاہر اور ہویا ہونا چار تیسرے دن جنگ سے پہلوتھی کی اس واسطے کہ ولایت انکی دور تھی اور غنیمت غلبہ کمال رکھتا تھا پاسے ثبات جگہ سے ہلگیا اور بھاگ کر اس نواح کے پہاڑوں میں دم لیا اور ایک جگہ مستحکم اور سنگین بہم پہنچائی اور پیران ولیسہ نے جو انان جنگجو کے اتفاق سے عرضہ فصل حقیقت حال تحریر کر کے افراسیاب کی خدمت میں روانہ کیا اور خود شب و روز ہنود کی حرب و ضرب میں مشغول رہا لیکن ہنود اطراف و جوانب سے جو کمزورے دلیل نہ حملہ آور ہوتے تھے ترک تیرسندان گذار سے انھیں زخمی کرتے تھے اور حیران تھے کہ اس امر کا انجام کہاں تک پہنچے گا۔ تذکرہ افراسیاب کے ہند میں آنے کا اور رہا کرنا پیران ولیسہ کو دشمنوں کے ترغیب سے منقول ہو کہ افراسیاب اُن روزوں میں کہ پیران ولیسہ ہنود کے ترغیب میں مبتلا تھا شہر گنگا در میں کہ خطا و ختن کے امین میں واقع ہوا شہر خان بالغ سے ایک مہینے کی راہ اُس طرف ہوا ورتھا جب اُس نے پیران ولیسہ کے حال سے اطلاع پائی بسبیل استعجال ایک لاکھ سوار جہاز انتخاب ہمراہ رکھا لیکن اسکی کمک کو روانہ ہوا اور چند روز میں قطع مسافت بعید کر کے اُس نواح میں پہنچا کہ شنگل نے اُس طرف کے راؤن کو فراہم کر کے حشر برپا کیا تھا اور سب طرف سے پیران ولیسہ پر نقطہ پر کار کی طرح محاصرہ کر کے بٹنگ کیا تھا آتے ہی بلا توقف برق کی طرح سے حملہ آور ہوا ہنود کے دل پر اسکا خوف و ہراس اس قدر چھایا اور انکی جمعیت کہ عقد ثریا کی طرح متفق تھی نبات النعش کے مانند پریشان ہوئی اور باہر جو اسی میں تمام سدا و سمان اور مال و متاع چھوڑ کر راہ فرار نامی اور پیران ولیسہ ضیق محاصرہ سے نجات پا کر افراسیاب کے شرف خدمت میں مشرف ہوا اور افراسیاب شنگل کے تعاقب میں روانہ ہوا جو شخص اس کے روپر آتا تھا تیغ بیدریغ سے اُسکا کام تمام کرتا تھا اور شنگل اس کے پنجہ قہر سے نجات پا کر بنگ کی ولایت میں پہنچا اور شہر لکھنؤ میں داخل ہوا اور ترکوں کے تعاقب سے ایک روز سے زیادہ تر محال توقف نہ پائی وہاں سے بھی تربت کے پہاڑوں پر بھاگا اور ترکوں نے لورٹ کی جھاڑو سے بنگ کی سلطنت جھاڑ کر بالکل بھنگ لی یعنی آبادی کا اثر مطلق نہ چھوڑا اور اُس کے بعد افراسیاب نے شنگل کا سراغ بہم پہنچا کر اُس طرف جانے کا ارادہ کیا شنگل مضطرب اور پریشان ہوا آخر کو مردمان عقیل اور فہیم کو افراسیاب کی خدمت میں روانہ کر کے پیغام دیا کہ اگر آپ میری خطا و تقصیر معاف فرمائیے پاؤسی کے واسطے حاضر ہوں افراسیاب نے اسکی عرض قبول فرمائی اور شنگل بے تیغ اور کفن پہنکر اسکی خدمت میں دوڑ کر التماس کی کہ مجھے اپنے ہمراہ رکاب توران کی ولایت میں بھجیے افراسیاب کو اسکی حسن عقدیت پسند آئی اور مسند راج پر اُس کے فرزند کو بٹھایا اور شنگل کو اسکی درخواست کے موافق اپنے ہمراہ لے گیا اور وہ بھی ذوق شوق سے اُسکی خدمت میں حاضر رہتا تھا یہاں تک ہا وراں کی جنگ میں رستم کے ہاتھ سے قتل ہوا

شکل کے حکومت کی تعداد چونتیس برس تھی بیان راج دینا افراسیاب کا برہمت ابن شنکل کو برہمت راجہ مابہ اور سیرچیم اور نیک اندیش اور خوش خلق تھا حاصل اپنے مالک محروسہ کا جو گدھے سے مالوہ کی سرحد تک تھا اُس مین سے تیسرا حصہ خیرات کرتا تھا اور دوسرا حصہ اپنے باپ شنکل کے مصارف لابدی اور افراسیاب کے پیشکش کے واسطے بھیجتا تھا اور ایک حصہ سپاہ اور دواب مین صرف کرتا تھا اس واسطے اُسکا لشکر کم ہوا اور مالوہ کا راجہ کہ اسکا مطیع اور مالگذار تھا اس کی اطاعت سے سرتاب ہوا اور گوالیار کا قلعہ اسکے گماشتوں کے تصرف سے برآوردہ کیا اور راجہ برہمت نے بھی قلعہ رہتا س بنا کیا اور تختانہ عظیم تیار کر کے وہاں طاعت مین مشغول رہتا تھا اس سے پھر لا اور برہمت بھی اکاشی برس حکومت کر کے فوت ہوا جو کہ لا ولدی سے فرزند رشید نہ رکھتا تھا اس واسطے قنوج کے نواح مین کہ دارالراج تھا ہرج و مرج ظاہر ہوا اور ایک شخص مہراج نام قوم کچھواہ نے زمین ماڑ واڑ سے خروج کیا اور بلدہ قنوج پر متصرف ہو کر بادشاہ ہوا۔ تذکرہ مہراج کچھواہ کے راج کا۔ مہراج کچھواہ نے جب مدت کے بعد مکت اور قوت تمام بہم پہونچائی ولایت نروالہ پر فوج کشی کی اور اس ملک کو وہاں کے زمینداروں کے ہاتھ سے کہ اکثر انھیں ابیر یعنی گائے چرانے والے تھے بزور شمشیر چھین لیا اور دریائے شور کے کنارے عوام کے آمد و شد کے واسطے بنادربنا احداث کیے اور کشتیاں تیار کروائیں اور انھیں دریائے ڈالکر واپس آیا اور چالیس برس سلطنت کر کے خست ہستی باندھا اور یہ راجہ گشتاسپ کا معاصر تھا اور ہراج پیشکش بھیجتا تھا بیان کید راج کی حکومت کا کید راج خواہ ہزارہ یعنی بھانجا مہراج کا جو حسب الوصیت جانشین ہوا جو کہ اس عرصہ مین رستم وستان قتل ہوا تھا اور چند مدت پنجاب مین عاکم صاحب قدرت نہ تھا اس طرف لشکر کش ہو کر سہولت وسانی تمام اسپر متصرف ہوا اور چندے شہر بہرہ کہ وہ شہر ہائے قدیم سے ہوا قامت کی اور قلعہ جمو تیار کیا اور اپنے عزیز و مین سے ایک کو کہ وہ قوم کھکران سے تھا اور اسکا نام ورک تھا وہاں کا حاکم کیا اور اس وقت سے آج تک وہ قلعہ اس قوم کے قبضہ مین ہے اور ایک مدت کے بعد قوم کھکران اور چوہہ کہ پنجاب کے معتبر زمینداروں سے تھی مردمان صحرائشین اور پہاڑیوں سے کہ کابل اور قندھار کے مابین رہتے تھے جمعیت کر کے کید راج پر فوج کش ہوئے اور اُسے عاجز ہو کر وہ ملک انھیں کے قبضہ مین واگذاشت کیا اور اس وقت سے یہ قوم پرانندہ ہوئی اور ہر ایک پہاڑ پر جو سردار تھا اُسے زیر کر کے اس مقام پر آپ متصرف ہوئی ظاہر ایہ وہی قوم افغان ہو کہ اب جو موجود ہیں اور کید راج کے راج کی مدت تینتالیس برس تھی۔ تذکرہ جچند کے راج کا۔ یہ جے چند کید راج کا سپہ سالار تھا قدرت پاکر تخت ریاست پر قدم رکھا اور اسکے عہد مین محط عظیم پڑا جو کہ وہ خاندان سلطنت سے نہ تھا بندگان خدا کی کہ ودائع بدائع خالق ہیں پروانہ کر کے بلدہ بیانہ مین عیش و عشرت مین مشغول ہوا اور خلق کثیر سپاہ اور رعیت سے ہلاک اور تلف ہوئی اور اکثر قصبہ اور قریہ ویران ہوئے اور اسکی بے پروائی کی جہت سے ہندوستان سالہا سال حالت اصلی پر نہ آیا اور بے رونق رہا اور جچند بعد ساٹھ برس حکومت کے ملک عدم کی طرف راہی ہوا اور وہ بہمن اور داراب کا ہم عصر تھا اور ہر سال پیشکش ارسال کرتا تھا اور ایک فرزند ثرو سال اس سے باقی رہا اسکی ماں اسے تخت پر بٹھا کر خود متکفل اور تصدی ام سلطنت ہوئی لیکن جے چند کے بھائی نے کہ اسکا نام دہلو تھا سرداروں سے اتفاق کر کے جے چند کے فرزند کو در بیان سے اٹھا کر گلوبند سلطنت کا اپنے گئے مین ڈالا۔ تذکرہ راجہ دہلو کے خروج کا۔ واضح ہو راجہ دہلو

نہایت شجاع اور دلیر اور خلق پر شفق اور مہربان تھا اور ہنگی ہمت اسکی اس امر میں مصروف تھی کہ بندگان خدا صرفہ اور آسودہ رہیں اور بلدہ دہلی اسے بنا اور آباد کیا تھا اور جب چالیس برس اسکی سلطنت کے آخر ہوئے فرمائے کہ کمایون کے راجاؤں سے خوشی کی نسبت رکھتا تھا اور کمایون میں رہتا تھا خروج کر کے اول کمایون کی ولایت پر سلط اور متصرف ہوا اسکے بعد قنوج کے قلعہ پر آیا اور اس سے اور راجہ دہلو سے حرب عظیم اور جنگ شدید واقع ہوئی اور دہلو اسکے پنجہ ظلم میں اسیر ہوا فورے بر فور اسے رہتاس کے قلعہ میں بھیج کر قید کیا۔ تذکرہ راجہ فور کے راج کا۔ راجہ فور اسکے بعد لشکرینگ کی طرف روانہ کر کے دریائے اخضر تک متصرف ہوا اور راجہ عظیم الشان ہوا اور مورخون کا یہ بھی اتفاق ہے کہ فور کے مقابل کوئی راجہ بزرگ نہوا اور جو برخلاف راؤں کے گذرا پیشکش بھیجا شاہان ایران کے واسطے یک قلم موقوف اور بر طرف کیا اسکندر نے لشکر بند پر کھینچا فور نے ہرگز فروتنی نہ کی اور سپاہ مورخ سے افزون اپنے ہمراہ لیکر استقبال کر کے اسکے مقابل ہوا اور حدود سرہند میں مصاف عظیم کی اور تہ تیغ ہوا اور تہتر برس اسنے حکومت کی اوپر طبائع آفتاب شعاع مستنیران عالم کون و مکان کے پوشیدہ نہ رہے کہ مملکت دکن میں بھی راجہ ہائے عظیم الشان اور عائد زمان مثل کچھنڈ کہ بلدہ کھڑبکا کیا اور مرج چند کہ قصبہ مرج اسکے نام پر موسوم ہے اور بکے چند کہ بلدہ ہجیا نگر کو آباد کر کے دارالراج دکن کیا اور علاوہ اسکے اور راجے کہ شمار انکے ناموں کا سبب تطویل ہو بہت تھے اور اس وقت کہ اسکندر رومی ہند میں آیا راجہ بیدر نام کہ راجہ بزرگ تھا اور بیدر کا قلعہ اسی کا ساختہ اور پرداختہ ہوا اور قوم راج بیدر کہ اب ہو اور تمام فریق دکن میں شجاعت اور جوا نمدی میں مشہور و معروف ہیں اسکی نسل سے ہیں اور دکن میں حسب نوبت تخت حکومت اور مسند ریاست پر متمکن ہوئے ہیں سکندر کی آمد اور فور کے مقتول ہونے کی خبر سنکر متہم اور پریشان ہوا اور مال و منال اور انبیال جو کچھ رکھتا تھا اپنی بیٹی کی معیت سے سکندر کے حضور ارسال کیا یہاں تک کہ وہ اسکے حسن عقیدت سے راضی ہوا اور اسکے مملکت کے تسخیر کا خیال بر طرف کر کے ایران کی طرف روانہ ہوا اور فور کے قتل ہونے اور سکندر کی معاودت کے بعد سنیسا رچند نامے ہندوستان کی حکومت کی زمام اپنے ہاتھ میں لایا اور چند عرصہ میں تمام ہندوستان کو غار و خاشاک بر ہی سے صاف کیا اور جو فور کا قتل ہونا اپنی آنکھ سے مشاہدہ کیا تھا سکندر کے خوف سے پیشکش ہر سال گودزر کی طلب سے بیشتر بھیجتا تھا اور ان روزوں گودزر ایران کی سلطنت پر مسلط تھا جب کہ شہر برس اسکی سلطنت کے آخر ہوئے جو نہ نامے اسپر خرون کر کے غالب ہوا۔ تذکرہ جو نہ کے خروج کا۔ بعضے راویوں کا یہ قول ہے کہ جو نہ فور کا بھانجا ہو اور جب تخت حکومت پر بیٹھا افعال پسندیدہ اور خصال برگزیدہ اظہار کر کے ملک کی آبادی میں مصروف ہوا اور گنگا اور جمنا کے کنارے قریات اور قصبات احداث فرمائے اور عدل و انصاف میں جہد بلیغ اور سعی موفورہ بجالایا اور آردشیر با بکان کا ہم عصر تھا اور جس سال کہ آردشیر با بکان ہند کی تسخیر کی عزیمت کر کے ہند کی سرحد پر آیا جو نہ مضطرب ہو کر اسکی خدمت میں حاضر ہوا اور زور و جواہر بیشمار اور بہت با تھی اتر دیا کردار پیشکش کر کے رخصت ہوا اور قنوج میں آنکر مدت مدید استراحت کے بستر رحیمین سے رہا اور نوے برس کے بعد اسکے پیمانہ عمر آب بقا سے لبریز ہو کر دست قضا سے ٹوٹا اور بائیس فرزند اس سے باقی رہے اور خلفا الصدیق یعنی بڑا میٹا اسکاتے کلیان چند قائم مقام ہوا۔ ذکر راجہ کلیان چند کا۔ وہ راجہ ظالم اور زاریت سفاک تھا کہ تھوڑے جرم پر بندگان خدا کی خونریزی کرتا تھا اور لوگوں کو بیگناہ تہم کر کے ال و منال لیتا تھا اور رعیت سے سخت طلبی اور زبرد و شدت

تہاں سے زر لگان تحصیل کرتا تھا لہذا رعایا اس کے ظلم و جور سے حیران و پریشان ہوئی اور جس طرف جسکے سینگ سمانے بھاگ گئی اور ہندوستان خراب ہوا اور قنوج کا پایہ تخت ایسا ویران اور برباد ہوا کہ راجہ کلیان چند کے پاس فوج اور رعایا قلیل ہی اور اسکے دربار کی رونق زائل ہوئی اور ہند کی سلطنت پر آشوبہ اور اطراف کے راجہ قوی اور عظیم الشان ہوئے پس راقم نے واجب جاننا کہ اُنکا بھی احوال لکھے اور عقیدہ اسکا نہ ہووے کہ احوال رریان ہند اور قنوج کا لکھنا چاہیے اس واسطے راجہ بکرماجیت کا احوال کہ انکا لکھنے کی سلطنت کے تھے لکھتا ہوں۔ ذکر راجہ بکرماجیت کی حکومت کا کہ دو گسٹری میں شمرہ آفاق ہے۔ راجہ مذکور قوم پوار سے تھا نیک نہاد ہی اسکی ہندو کے حکایات اور روایات سے کہ بطریق افسانہ کے مذکور اور مشہور ہر دیانت کرنا چاہیے۔ راجہ بکرماجیت نے آغاز شباب میں فقیرانہ لباس پہن کر فقرائے ہمراہ اکثر ممالک کی سیر کی تھی اور سخت ریاضتیں اُنکی صحبت میں کھینچیں جب سال اسکے عمر کا پچاس کو پہنچا سرورش آسمانی کے سبب سے باد یہ سپاہ گری پر قدم رکھ کر حکومت ازلی ساتھ اسکے متعلق تھی کہ وہ دولت عظمیٰ اور اقبال کبرے میں فائز ہوا اور خلق اللہ جفا پیشہ راؤن کے نیچے ظلم و ستم سے نجات پائیں روز بروز اسکے کامنے درجہ بدرجہ ترقی اور افزونی پکڑی اور چند عرصہ میں ملک نہروالہ اور مالوہ اسکے حیطہ تصرف میں آیا اور اسنے نیت حق طویت کی برکت سے عدل و داد کا فرض بکھایا اور حیرت احسان کا سایہ ہر شہر و دیار کے سکینہ کے سردن پر ڈال کر اسقدر عدل مساعی جمیلہ پیش پہنچائے کہ مقناضیس جذبہ باہن یعنی لوہا کھینچنے کے خیال سے بازار ہا اور کھربانے دست تصرف کا دامن کاہ سے کوتاہ کیا اور ہندو کا اعتقاد وہ ہو کہ اسکی اہل دنیا کے حال کے سوا یہ حالت تھی کہ جو کچھ اسکے پیشگاہ ضمیر میں گذرتا تھا بقصور نقصان یعنی ہو ہو وہی ظہور میں آتا تھا اور جو کچھ شب کو خیر و شر اور نفع و ضرر سے اسکے ممالک محروسہ میں سرزد اور واقع ہوتا تھا صبح کو بے غفل و فتور روز روشن کی طرح اُسپر روشن اور نہرین ہوتا تھا اور باوصف سلطنت اور شوکت کے خالق خدا سے ہر دار نہ سلوک کرتا تھا اور اپنے مکان میں مٹی کے کوزہ اور پوریہ کے سوانہ رکھتا تھا اور شہر اُجین اور قلعہ دھار اسی کے عہد مہدلت مدین آباد اور بنا ہوا اور بکرماجیت نے اسمین سکونت اختیار کی تھی اور اُجین میں مہاکال بتخانہ تیار کر کے براہمن اور جوگیوں کا وظیفہ مقرر کیا اور بتخانہ میں رہنے اور عبادت کرنے کا اشارہ فرمایا اور وہ اکثر اپنی اوقات خلق کی پرستش اور خالق کی پرستش میں بسر کرتا تھا اور اہل ہند اُسپر اعتقاد بہت رکھتے ہیں اور افسانہاے غریب اور قصص عجیب اسکے واسطے ساختہ اور پرداختہ کیے ہیں اور تاریخ سال و ماہ اسکے بت سے دفتر تون میں ثبت کرتے ہیں اور حالت تحریر اس بطور تک کہ اصل کتاب کی تالیف مراد ہے کہ مشلہ انیرا اور پندرہ برس خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہجرت سے ہیں ہندو کے حساب سے ستمبر ۱۲۶۱ سولہ سو ترسٹھ بکرماجیت کے فوت سے آخر ہوئے اور راجہ بکرماجیت آرد شیر کا معاہدہ ہے اور بعض مہون کا یہ بھی قول ہو کہ شاپور کاہم عہد تھا اور اسکے آخر عہد میں سے سالباہن زمیندار دکن نے اُسپر خروج کیا اور دریا سے نربدہ کے کنارے پر افواج طرفین نے آتش کارزار افروختہ کی عاقبت الامر سالباہن غالب اور بکرماجیت قتل ہوا اور اسکے ایام دیولت کے بارہ میں بہت سی روایتیں ہیں اور جو کہ انہیں سے کوئی اس قسم کی نہ تھی کہ عقل خردہ میں اُسے قبول کرے لہذا اسکوٹ کیا اور بکرماجیت کے بعد مدت دراز تک مالوہ کا ملک حاکم عادل اور صاحب بود نہ ہونے کے سبب سے خراب رہا آخر کو راجہ بھوج نامے حکومت کی باگ اپنے دست قدرت میں لایا۔ تہذکرہ راجہ بھوج کی حکومت کا۔ وہ بھی قوم پوار سے تھا اور عدالت اور سخاوت میں بکرماجیت کی پیروی کرتا تھا اور راؤن کو تغیر وضع کر کے شہر کے گرد پھرتا تھا اور فقرا اور مساکین کے حال کی خبر لیتا تھا

اور ہمیشہ ہمت والا ہمت آبادی اور آسودگی حال رعایا اور برائیا میں مصروف رکھتا تھا اسی کے عہد میں شہر کھوکون اور
 بجاکر اور قصبہ ہندیہ آباد ہوا اور عورتوں کے جمع کرنے میں جریں تھا اور سال میں دو مرتبہ جشن عالی ترتیب دیتا تھا اور
 ہندوستان کے اطراف سے سبائے ہند اور آواز ہند کے کثرت کے ساتھ لے کر بارہا میں آتے تھے اور چالیس روز تک عیش و
 عشرت کی محفل جشن ترتیب پاتی تھی اور گانے اور بجانے اور عیش و نشاط کے سوا دوسرا کام تھا اور آندون میں تمام رانہاٹ کے
 واسطے طعام و شراب و ریاضہ سرکار سے مقرر تھے اور خصصہ کے وقت ہر ایک ایک خلعت اور دس شقال طلا پاتا تھا اور کسے پچاس
 برس سلطنت کر کے رخت ہستی باندھا اور اسی عرصہ میں باس دیونے تخت قنوج پر متمکن ہوا اور ملک بہار کہ بنگالہ کی طرح قنوج
 کے راجاؤں کے تصرف سے نکل گیا تھا مستخلص فرمایا فی الجملہ شوکت اور ملکنت تمام رکھتا تھا اور بہرام گور اسی کے عہد میں
 ناجری کا لباس زیب تن کر کے ملک ہند کی تحقیق اور ہندو کے اوضاع اور اطوار دریافت کرنے کے واسطے دارالرح قنوج میں
 آیا تھا کہتے ہیں اسی ایام میں ایک فیل وحشی اور مہیب نے نوح قنوج میں بے اعتدالی بہم پہنچائی تھی اور ایسا کوئی دن نہ تھا کہ وہ
 موذی اپنے ہاتھ سے ایک جماعت مسافرین اور سردین کو پامال ہلاکت نہ کرنا اور باس دیو مکر اس کے دفع کا قصد کر کے سوار ہوا
 ناکام ہو کر پھر آیا تھا اتفاقات سے اسی دن کہ بہرام گور بلکہ قنوج میں داخل ہوا وہ فیل مست بلائے ناگمانی کی طرح شہر کے کنارے
 آیا اور شور و غوغا آدیون میں برپا ہوا راجہ نے حکم دیا کہ شہر کے دروازے بند کرو بہرام تن تنہا اسکے دفع کے واسطے آیا اور ایک
 چوہ تیر سے اسے ہلاک کیا اور شہر کی خلعت کے وضع و شریف تاشانی شہر سے برآمد ہوئے تھے اسکے ہاتھوں کو چوکر قدمبوسی کی اور
 نعرہ نکسین اور غلغلہ آفرین کا جوف گردون میں ڈالا اور باس دیو نے یہ خبر سنکر بہرام گور کو اپنے روبرو طلب کیا جب بہرام راجہ
 کے پاس گیا ایک اسکے مہاجروں سے کہ سال گذشتہ میں بیشکش بہرام کے واسطے ولایت میں لے گیا تھا پہچانا اور حقیقت
 اسکی راجہ کے گوش زد کی راجہ نے تخت سے اتر کر بہرام کی ملازمت کی اور اپنی لڑکی اُسے دی اور باغرا تمام روائے کیا
 اور اپنے صین حیات میں بھی تخت نفیسہ ہر سال بھیجتا رہا اور ستر برس حکومت کر کے درگزر قلعہ اور شہر کا لپی اسکی تعمیرات
 سے ہوا اور دو فرزند اس سے باقی رہے اور بھائیوں میں دس برس کے عرصہ تک برسر تخت بحث اور نزاع رہی اور شب و روز
 جنگ و جدل میں گذرتے تھے آخر الامرام دیونے کہ باس دیو کا سپہ سالار تھا افسران فوج کے اتفاق سے قنوج کے پاس تخت پر
 متصرف ہو کر عظیم الشان راجہ ہوا۔ ذکر راجہ دیو راتھور کے راج کا۔ واضح ہو کہ راج دیو قوم راتھور سے تھا نہایت
 دلیر اور شجاع اور مذہب اول اُسے سرحد داران سرکش کو کہ جنگی طبیعت میں خود رائی جاگزین ہوئی تھی باہستگی تمام دفع کیا
 اور گھر کے فساد سے مطمئن ہو کر اسوقت سپاہ جہار ہمارہ رکاب لیکر ماڑواڑ کی طرف متوجہ ہوا اور اس ولایت کو فرقہ
 کچھواہہ کے تصرف سے برآوردہ کر کے اپنے قوم کو کہ راتھور کی جماعت سے مراد ہوساکن اور آباد کیا اور اسی تاریخ سے
 اس قوم نے اس ولایت میں قیام کیا اور قوم کچھواہہ کو اس ولایت سے نکال کر قلعہ رہتاس کی حدود میں آباد کیا اور اس
 قوم کے سرداروں کی بیٹیوں کو اپنے حرم میں جگہ دی اور اسکے بعد سرحد لکھنوتی پر جا کر متصرف ہوا اور وہ شہر اپنے
 بھتیجے کو عطا کر کے غنیمت وافر اپنے قبضہ میں لایا اور تین برس کے بعد قنوج میں مراجعت فرمائی اور دوبار
 توقف کر کے لشکر فخر پیکر مالوہ کی طرف روانہ کیا اور اس ملک کو بھی اپنے قبضہ میں لا کر متصرف ہوا اور بہت
 سے قصبہ اور قریہ آباد فرمائے اور قلعہ نرور کی بھی مرمت کی اور ایک شخص کو کہ وہ قوم راتھور سے تھا
 وہاں کا حاکم کیا پھر بجانگر کے راجہ سے بیٹی چاہی اور شیور اے کہ بحسب نوبت دکن کے ملک کی حکومت کی

زمام اپنے ہاتھ میں رکھتا تھا لام دیو کی شوکت سے ہراسان ہوا اور فوراً اپنی بیٹی مع ہمیر لائق ارسال رکھی رام دیو دوسرے
 کو نڈو آڑہ میں بسر لگیا اور اکثر عمدہ زمینداروں کو قتل کر کے قنوج کی طرف مراجعت کی اور سات برس عشرت میں شغل ہوا
 اسکے بعد سوا لک کے پہاڑوں پر جا کر اس فوج کے تمام راؤن کو خرچ گذار بنایا اور کیا یو نگاراجہ کہ ان پہاڑوں پر عمدہ تھا
 اور اُس سے پیشتر دو ہزار برس کے قریب اُسکے آبا اور اجداد اس ملک کے حاکم تھے رام دیو سے سبقت کر کے جنگ میں شغل ہوا
 اور صبح سے شام تک معرکہ قتال و جدال گرم رہا اور بہت سے دلاور اور مبارز طرفین کے آتش کار زار میں جھک پانام و قدر عالمین
 ثبت کر گئے اور دھوان اُنکے خاندان سے بر آیا آخر الامر نسیم فتح و ظفر کی پرچم اقبال رام دیو پر چلنے لگی اور کیا یون کے راجہ
 کا پاس ثبات میدان و غاصے ہل گیا اور سلب و سامان اور ہاتھی اور گھوڑے چھوڑ کر کوہستان میں جا کر پناہ لی اور رام دیو نے
 دختر اور شکیش لیکر ملک اُسی کے سپرد کر کے عنان توجہ نگر کوٹ کے پہاڑوں کی سمت معطوف فرمائی اور اس وزارت کو بھی
 غارت کی جھاڑو سے جھاڑنا ہوا جاتا تھا یہاں تک کہ موضع ہنکوٹ میں پہنچا کہتے ہیں کہ دو گاہ کے تھانہ کی حرمت کے سبب سے
 کہ نگر کوٹ کے قلعہ کی حوالی میں واقع تھا عنان غنیمت پھیری اور آگے نہ بڑھا اور آدمی بھیج کر وہاں کے راجہ کو طلب کیا راجہ ملازمت
 کرنے میں متفکر ہوا آخر براہمہ درمیان میں آئے اور یون تجویز ہوئی کہ رام دیو تھانہ کی زیارت کے واسطے آوے اور یہاں کا
 راجہ اُس مقام میں ملازمت کرے غرض اس تقریب سے دونوں میں ملاقات ہوئی اور رام دیو نے زر خطہ تھانہ کے خادموں
 کو دیا اور راجہ نگر کوٹ کی دختر اپنے فرزند کے واسطے خواستگاری کی پھر جمو کے قلعہ کی طرف روانہ ہوا اور جمو کے راجہ نے
 اپنے لشکر کثیر کی حمایت اور اسٹواری قلعہ اور صعوبت راہ اور انہو بی جنگل اور افزونی غلہ پر نظر کر کے مطلق فرمائی
 نہ کی اور جنگ پر آمادہ ہوا اور پھر اپنے تین مرد میدان سیتن اور رام دیو کا ہمسرہ نہ دیکھا عنان غنیمت بہریت پھیری اور
 رام دیو نے ایک جماعت اُسکے تعاقب میں روانہ کی اور قلعہ کو خود راجہ رام دیو نے محاصرہ کیا اور اس قلعہ کو چند عرصہ
 میں مغشوح کیا اور خلق کثیر اسیر اور دستگیر ہوئی اور مال و افراد نقد شکاثر اُسکے ہاتھ آیا اسکے بعد جمو کا راجہ بجز تمام
 حاضر ہوا رام دیو نے اُسکی بیٹی اپنے دوسرے فرزند کے واسطے خواستگاری کی پھر وہاں سے کوچ کیا اور نہریت
 کے کنارے سے کہ کشمیر جنت نظیر کے پہاڑ سے پنجاب کی زمین پر گرتی ہو اور حد و دنگالہ اور دریائے شوناب کہ کوہستان
 سوا لک میں واقع ہیں منتہی ہوتی ہو اور شاید کہ پانچ مہینے کا راستہ ہو سیر فرمائی اور پانچ سو راجے اور راجہ کہ اُس
 کوہستان میں استقامت رکھتے تھے انھیں سیاست پیش آن کر زیر و زبر اور مالگزار کیا اور وہاں سے زرد جو اہر
 اور ساز و سلب اور مال و منال و اقبال پیشاں لیکر قنوج کی طرف مراجعت فرمائی اور اسکے بعد اپنے پایہ تخت
 میں ایک جشن عظیم ترتیب دیا اور تمام فوج کی تنخواہ اضافہ فرمائی اور مردمان شجاع کو انعامات سے سرفراز کر کے
 مثلث غنیمت خلن پر قسمت فرمائی پھر مسند فراغت اور استراحت پر متمکن ہو کر کسی طرف سوار نہوا اور چون برس سلطنت
 کر کے اس جان فانی سے کوچ کیا اور اہل ہند متفق ہیں کہ رام دیو کے مانند ہندوستان میں کوئی راجہ
 عظیم الشان نہیں ہوا اور وہ فیروز شاہ ساسانی ولد کبچاد کا ہم عصر تھا ہر سال باج و خراج بھیجتا تھا اور کوئی
 دقیقہ اطاعت و فرمانبرداری کا فرو گذاشت نہیں کیا تہہ گروہ پر تاب چند سنسود یہ کا واضح ہو کہ راجہ رام دیو
 کے فوت کے بعد اُسکی اولاد میں نزاع واقع ہوئی اور آپس میں نزہت ہتھیار کی آئی اور اس سبب سے قنوج کے
 پایہ تخت میں بہت سی خرابیاں اور فتنے واقع ہوئے رام دیو کا خزانہ کج حساب و ہم جسکے حصر اور شمار سے عاجز تھا

تلف ہوا اور ایک شخص سپہ سالاران رام دیو سے کہ پرتاب چند نام رکھتا تھا اُسے نگرانی پر کرماندھی اور بھائیوں کے مناقشہ اور محاربہ کو غنیمت جان کر سپاہ کثیر اور لشکر خطیر اپنے پاس فراہم کیا اسکے بعد قنوج کی طرف فوج لیکر بھولت آسانی تمام قابض اور متصرف ہوا اور پرتاب چند نے اول رام دیو کے چراغون کو کہ وارث ملک تھے صرصر ظلم سے گل کر کے شہستان سلطنت کو تیرہ و تار یک کیا اور انکا اثر مطلق نہ چھوڑا پھر ان زمینداروں کو کہ قنوج کے اطراف و جوار نب تغلب سے مسلط ہوئے تھے مطلع ہوا اور رفتہ رفتہ اُنکے درخت ہستی کو بھی تیر سیاست سے یک نخت بیج و بن سے منقطع کیا اور آپ راجہ عظیم الشان بن میٹھا جب اُسے اکثر کام اپنی مراد کے موافق ساختہ اور پرداختہ دیکھے عجب و تکبر کی شراب نے اسقدر اُسے مہبوت اور بخود کیا کہ سلاطین ایران کو پیشکش بھیجنا یک قلم موقوف کیا اور نوشیروان کا ایچی کہ مال مقرری لینے کو آیا تھا محروم اور ناکام واپس گیا اور جب سپاہ ایرانی شاہ ایران کے حکم سے ملتان اور پنجاب کے ملک سے فراحم اور متعرض ہوئی سراسیمہ اور پریشان ہوا اور اپنے کیے ہوئے سے شرمندہ ہو کر استغفار کی اور زور و جواہر وافر سپاہ ایران کے پاس ارسال کیا تو اُنھوں نے ہاتھ نہیںب وغارت سے کوتاہ کیا اور پرتاب چند اپنی قید حیات میں ہر سالہ خراج بھیجتا تھا اور اُسکے فوت ہونے کے بعد اطراف کے راؤن نے سر اٹھایا اور بزور تشہیر اکثر اطراف پر قابض اور دخل ہوئے اور کھوڑی ملک پرتاب چند کے فرزندوں کے تحت حکومت رہی اس سبب سے انکا لقب رانا ہوا اسیلئے کہ کم ملک راجہ کو ہندی میں رانا کہتے ہیں اور حالت تحریر اس سطور تک حکومت پرتاب چند کے سلسلہ میں یہ فقط کوہستان کوٹلیہری اور اُسکا اطراف اپنے تحت و تصرف میں رکھتے ہیں اور جیوڑ اور مند سورا و باقی بہت سے ممالک انکے امیر تمپور صاحبقران کی اولاد کے قبضہ میں ہیں میان راجہ انند دیو راجپوت کا وہ راجہ ہیں کے فرقہ سے تھا اور پرتاب چند کے مرنے کے بعد مالوہ کی مملکت سے خراج کیا اور دن بدن اُسکے کام نے عروج پکڑا اور مالوہ اور نہروالہ اور مرہٹ اور دکن اور برار کی سرزمین پر متصرف ہوا اور رام گرا اور ماہور کا قلعہ اسی کے عہد میں بنا ہوا اور قلعہ مند و بھی ایسی تعمیرات سے ہر اور یہ خسرو پر دیکھا معاصر تھا اور سولہ برس راج کر کے اُسے شربت ناگوار موت کا چکھا اور پھین سنو ات ہندی میں مالدیو نام دواب کے درمیان سے جمعیت عظیم ہم پونچائی اور دہلی پرتاب چند کے فرزندوں سے بر آوردہ کی اور دہلی قبضہ کرنے کے بعد عنان غریت قنوج کی طرف معطوف کی اور اسے بھی اپنے تحت و تصرف میں لایا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ شہر قنوج اُسکے عہد میں نہایت آباد ہوا کہ ایک قسم دوکان تنبولی کی تیس ہزار ہوئیں اور سازندون اور خواندون کے ساٹھ ہزار مکان یک لخت آباد ہوئے اور باقی خصوصیات کو بھی اسی سے قیاس کرنا چاہیئے اور مالہ دیو یالیس برس کے بعد اس جہان فانی سے رگراے آجھانی ہوا اور جو کہ لاولد تھا ہر ایک سرزمین میں ایک رائے خود رائے پہونچا اور علاوہ طلوع ہونے آفتاب جہان تاب دین میں محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک مملکت ہند میں کوئی راجہ عظیم الشان ہند حکومت پر ممکن نہوا جیسا کہ اس زمانے میں کہ سلطان محمود غزنوی غزا اور جہاد کا آہنگ کر کے ہندوستان میں آیا اور قنوج میں کورنامی ایک راجہ فرمانروا تھا اور میرٹھ میں دھرم دت اور ماون میں کچند اور لاہور میں جے پال بن سہتال اور کالچر میں بھیرا اور اسی طرح سے اجمیر اور گجرات اور گوالیار میں جدا جدا ایک حاکم تھا اس واسطے انکے احوال کا تذکرہ قلم انداز ہوا شروع واقعات سلاطین اسلام ادا م اللہ آثار ہم الی یوم القیامت کہ مراد اس کتاب کی تالیف سے ذکر خیر انکا ہو کر لایا ہے۔ تذکرہ ظہور نیر اسلام کا مملکت ہند میں ناظرین پرکھیں کے طبع

آفتاب شعلہ پھنکی اور پوشیدہ نہ رہے کہ اول جس شخص نے کہ ارباب اسلام سے ہندوستان کی سرحد میں قدم رکھا اور وہ ان کے اہالی کے ساتھ غزاکے مہلب بن ابی صفہ ہو اور تفصیل اس سخن مجمل کی وہ ہو کہ سیکھ اٹھا نہیں سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت سے عبد اللہ بن عامر بصرہ کا حاکم تھا اور امیر المؤمنین کے حکم سے فارس کی سمت کہ وہ ان کے اہالی نے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد نقض عہدی پر کہ پانچ مہی تھی فوج فتح موح لجا کر مظفر اور منصور بصرہ کی طرف معاودت کی اور سنہ تیس میں امیر المؤمنین عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے ولید عقبہ کو شرب مدام کے سبب سے کوفہ کی حکومت سے معزول فرمایا اور سعید ابن العاص کو اس کا قائم مقام کیا اور سعید اسی سال طبرستان کی طرف روانہ ہوئے اور امیر المؤمنین جن اور حسین علیہما السلام بھی اس یورش میں تشریف رکھتے تھے اور ان کے قدم فیض لزوم کی برکت سے ولایت جرجان کہ دار الملک استر آباد ہو مفتوح ہوئی اور جرجان کے آدمیوں نے صلح کے عوض میں دو لاکھ دینار پیش کیے اور دولت اسلام سے مالامال ہو کر اپنے مکانون میں آباد ہوئے اور سنہ اکتیس ہجری میں عبد اللہ بن عامر امیر المؤمنین عثمان کی طرف سے خراسان کی فتح کے واسطے مقرر ہوئے اور لشکر گران سے کرمان کے راستہ سے خراسان کو عازم ہوئے اور مقدمہ حنیف بن قیس تھے پھر سیستان اور قستان اور نیشاپور کو مسخر کیا اور طوس کے مردمان نے بھی اُن سے موافقت کا دم بھرا اور سرخس اور ہرات اور بادغیس اور غور اور غر جستان اور مرو اور طالقان اور بلخ بھی مسلمانوں کے تصرف میں آیا اور عبد اللہ کو جب تائیدات اکی سے چند عرصہ میں فتوحات ملی حاصل ہوئی قیس بن ہاشم کو خراسان میں اور حنیف بن قیس کو مرو اور طالقان اور نیشاپور میں خالد بن عبد اللہ کو ہرات اور غور اور غر جستان کا والی کیا اور عبد اللہ نے خود طواف کعبہ کا احرام باندھا اور حجاز کی طرف توجہ ہوئے اور سترہ سبیس ہجری میں عبد الرحمن بن ربیعہ کہ حضرت عثمان کے حکم سے بلخ کے جہاد کو گئے تھے مع بہت سے مسلمانوں کے شہد شہادت نوش کر کے جنت سدھارے اور مسلمانان بقیۃ السیف کا پائے ثبات جگہ سے ہل گیا اور جہلان اور جرجان کی طرف روانہ ہوئے اور اسی سال قارن نامے کہ امیر اعظم سے تھا جب اُس نے دیکھا کہ عبد اللہ عامر بن الشرفینج زاد ہاشم شرفا کی زیارت کو روانہ ہوا ہوا اور خراسان کا میدان مسلمانان فارس سے خالی ہو چالیس ہزار مرد طوس اور ہرات اور بادغیس اور قستان اور غور وغیرہ سے فراہم کر کے مسلمانوں پر خروج کیا اور عبد اللہ حاکم کینشاپور میں حنیف کے ساتھ مقیم تھے چالیس ہزار مرد سے اس کا فوج شریک اور اسی حسن خدمت اور مساعی جمیلہ کی برکت سے خراسان کی حکومت پر سرفراز ہوئے اور سترہ چالیس ہجری میں معاویہ ابن ابی سفیان نے زیاد بن امیہ کو بصرہ اور خراسان اور سیستان کا حاکم کیا اور اسی برس عبد الرحمن بن شمر نے زیاد کے حکم کے موافق کابل فتح کر کے وہاں کے باشندوں کو مطیع کیا اور اسی عرصہ میں مہلب بن ابی صفہ کہ امیر اعظم کے کبار سے تمام رو کے اطراف سے کابل اور زابل اور ہندوستان میں آیا اور وہاں کے کفار سے جہاد کر کے دس بارہ ہزار ہندی اسیر کیے اور اسی عرصہ میں بعض مردم ہندو نے رافضی خدا کی وحدانیت اور رسالت پناہ کی نبوت کا صدق دل سے اقرار کر کے مسلمان ہوئے اور سترہ تین ہجری میں طاہر بن زیاد بن امیہ کی انگلی میں ظاہر ہوا اور اس صدمہ سے وہ جانبر ہوا اُس کے فوت ہونے کے بعد معاویہ نے اُس کے فرزند عبد اللہ کو کوفہ کی امارت پر مقرر کیا اور عبد اللہ نے بھی چند مرتبہ ماوراء النہر کی طرف جا کر بعض شہر مفتوح کر کے مراجعت کی اور بصرہ کی حکومت پر سرفراز ہوا اور اپنی طرفت سے اسلم بن زراعۃ الکلابی کو خراسان کی امارت پر روانہ کیا اور سترہ پچاس ہجری میں معاویہ نے خراسان کی حکومت سعد بن عثمان ابن عفان کو دی اور سترہ باسٹھ ہجری میں یزید بن معاویہ نے اسلم بن زیاد کو خراسان اور سیستان کی

حکومت پر تعین کیا اور ان لوگوں میں سے کہ یزید نے سلم کے ہمراہ کیے تھے مہلب بن ابی صفہ تھا اور سلم نے اپنے چھوٹے بھائی یزید بن زیاد کو سیستان کی امارت پر بھیجا جب اُسے سنا کہ کابل کے بادشاہ نے قرد کر کے عبداللہ ابن زیاد کو کہ اُنکا حاکم تھا قید کیا ہو لہذا لشکر جمع کر کے اہل کابل کے محاربہ کو متوجہ ہوا اور جنگ عظیم اور معرکہ شدید کے بعد ہجرت کھائی اور ایک جماعت کثیر قتل ہوئی اور جب یہ خبر سلم بن زیاد کو پہونچی طلحہ بن عبد اللہ بن حنیف خزاعی کو کہ طلحہ اطلحات مشہور ہے کابل کی طرف روانہ کیا اور اُسے جا کر ابو عبیدہ کو پانچ لاکھ درم دیکر کابیون کی قید سے نجات بخشی اُسکے بعد سلم نے سیستان کی حکومت طلحہ کو ارازی رکھی اور غور اور بادغیس کی فوج کابل کی طرف بھیجی اور وہاں کے باشندوں کو جبراً اور قہراً مطیع اور فرمانبردار کیا اور خالد بن عبد اللہ کو کہ بعض کہتے ہیں نسل خالد بن ولید سے تھا اور بعض کہتے ہیں ابوہل کی نسل سے ہے کابل کی حکومت سے معزول ہوا عراق عرب کی طرف مراجعت شان اور دشوار تر جانکر حاکم جدید کے حوت سے مع عیال و اطفال اور ایک جماعت مردم عرب سے اعیان کابل کی ہدایت سے کوہ سلمان پر کہ ملتان اور پشاور کے مابین میں واقع ہے جا کر متوطن ہوا اور اپنی بیٹی ایک افغان معتبر کو کہ شرف اسلام سے مشرف ہوا تھا حبالہ نخاح میں لایا اور اُس لڑکی سے بہت فرزند متولد ہوئے اُنہیں سے دو شخص ساتھ فرید شہر کے ممتاز ہوئے ایک لودی اور دوسرا سورا اور گروہ افغانان لودی اور سورا اسی جماعت سے ہیں اور طلحہ الانوار کہ ایک مردم ثقہ کی تصنیف ہو اور وہ کتاب برہان پور خاندان میں مطالعہ ہوئی اُنہیں یون تحریر تھا کہ افغان قبلیہ فرعون ہیں جسوقت کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اُس کافر پر غالب ہوئے اکثر قبلیوں سے تائب ہو کر دین موسیٰ میں آراستہ ہوئے اور ایک جماعت کہ فرعون کی دوستی اور اُسکی خدائی میں صلب تھے نہایت جہل سے اسلام اختیار نہ کیا اور جلاوطن ہوئے اور ہندوستان میں آن کر کوہ سلیمان میں استقامت کی اور قبائل کی کثرت سے افغان موسوم ہوئے جسوقت کہ ابرہہ نے کعبہ پر چڑھائی کی تھی بہت سے کفار دور و نزدیک نے اُسکی متابعت اختیار کی اور انجملہ افغانوں کے گروہ نے بھی وقت معہود پر ابرہہ کا ساتھ دیا اور جب مکہ معظمہ میں پہونچے قہراً آبی سے سزایاب ہو کر بحر عدم میں غرق ہوئے القصہ افغانان سلمان کا گروہ زراعت اور تحصیل مادہ معاش میں مشغول ہوئے اور خداوند اسب و گاؤں و گوسفند بسیار ہوئے اور ہمراہ اہل اسلام جو محمد قاسم کے ساتھ سند کے رستہ سے ملتان میں آنکر متوطن ہوئے تھے رابطہ آشنائی اور ضابطہ آمد و شد کا ہم پہونچایا اور سنا ایک سوتینا لیس میں جب اُنکی اولاد کثرت سے ہوئی کوہستان میں برآمد ہوئے مواضع معمورہ ہندوستان پر مثل کراچ اور پشاور اور ٹنورن پر منصرفت ہوئے اور لاہور کے راجہ کو کہ اجیر کے راجہ سے قرابت رکھتا تھا افغانوں کے دفع فساد کا آہنگ کر کے ایک اپنے امرا میں سے ہزار سوار سے اپنر تعین کیا اور افغان بھی جنگ وجدال پر آمادہ ہو کر مقابل ہو گئے اور اکثر ہندوؤں کو تہ تیغ کیا اور اس قضیہ کے بعد لاہور کے راجہ نے اپنے بھتیجے کو دو ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادہ سے افغانان سرکش کے تدارک کے واسطے روانہ کیا اور اس مرتبہ خلیج اور غور اور کابل کے آدمی کہ زیور اسلام سے فرین تھے افغانوں کی امداد اپنے ذمہ ہمت واجب اور مفروض سمجھ کر چار ہزار مرد مقابل مدد کو آئے اور ان لوگوں نے مستظہر ہو کر کے علم مقاومت کا بلند کیا اور پانچ مہینے کے عرصہ میں ستر بار کفار سے لڑے اور اکثر محاربات میں غالب ہوئے اس اثنا میں ہرماکی فوج نے کفار پر تاخت لاکر عاجز کیا سب جنگ سے دست کش ہو کر لپٹ آئے اور یحکمستان کے بعد لاہور کے راجہ کا بھیجا لشکر

مانزہ و جٹا بیکر اس طرف متوجہ ہوا اور اس مرتبہ بھی اہل کابل اور خلیج بدستور سابق افغانوں کی ملک کو پہونچے اور کرکراج اور پشیاور کے مابین مین فریفسن نے داد جو انگریزوں اور دلاوری کی دی گئی کفار جنگ پیش لجا کر مسلمانوں کو گھوستان ملک پساکرتے تھے اور گاہے اہل اسلام تکبر کی طرح حلقہ اور ہوک کفار کو بارش تیر اور ضرب شمشیر سے اپنے کالوں کی طرف سے ہٹاتے تھے جب موسم برسات کا آیا فوج کفار نے آب نیلاب کی سیلابی کا اندیشہ سے بغیر اسکے غالب مغلوب سے معلوم ہوا اپنے مقام میں مہاجرت کی اور باشندے کابل اور خلیج بھی اپنی جگہ اور تمام کی طرف رہی ہوئے جو شخص ان سے پوچھتا تھا کہ احوال مسلمانان کو ہستان کا کمانک پہونچا ہی اور کیا صورت پیدا کی ہو یہ جواب دیتے تھے کہ کوہستان نہ کوہ افغانستان کہو کسواسطے کہ دیان افغان اور غوغا کے سوا دوسری چیز نہیں یہو ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ خلافت اسی سبب سے اپنی بولی میں لگے میکانات کو افغانستان اور ان کے جسم کو افغان کہتے ہیں لیکن جو ہندی اپنی زبان میں اس ذوق کو تان لفظی ٹھکان کہتے ہیں وجہ تسمیہ کی معلوم نہیں یہ لیکن ذہن نشین یہ ہوتا ہے کہ مسلمانین اسلام میں پہلی مرتبہ ہندوستان آئے جو تسمیہ میں ساکن ہوئے اہل ہند ان کو تان کہنے لگے والعم عند اللہ جو اندون میں لاہور کے راجہ اور کفار کھک کے دوسیان ہون وقت ساتھ مخالفت کے تبدیل ہوئی کھکران قرب وجوار کے سبب افغانوں کے شریک اور متفق ہوئے اور راجہ نے افغانوں سے صلح کی اور مہناوخت کی بساط لٹی اور حیدر مونیع لمعانات سے افغانوں کو واکذاشت کیے اور قوم خلیج کو کہ افغانوں کے طفیل اس صحرا میں بیٹھے تھے اس شرط سے انکا شریک کیا کہ سرحد ذکی محافظت میں مشغول رہیں البتہ کہ اسکا سلام ہندوستان میں داخل نہ ہو اور افغانوں نے کوہستان پشیاور میں ایک حصہ تیار کر کے خیر نام رکھا اور ولایت رودہ پر متصرف ہوئے اور عہد ملوک سامانیہ میں پنجپور اکہ فرحت انکی ولایت لاہور میں پہونچی اس سبب سے تاخت اور تاراج سامانیہ اول سے آخر تک سندھ اور بہاٹنہ کی طرف تھی اور رودہ عبارت ہے کوہستان مخصوص سے کہ باعتبار طول سوا پور سے ہر قبیلہ سیوی ملک کہہ کر سے توائج ہوا ہوا اعتبار عرض حسن ابدال سے کابل و درون بھار اور حد و اس کوہستان تک تاراج ہوئی اور جب حکومت غزنویں کی اوبت الپتگیں کو پہونچی سبکتگیں کہ ایک سپہ سالار تھا اور وہ اکثر اوقات لغمان اور بلتان پر تاخت لاکر غلمان اور جواری کو اسیر اور قید کرتا تھا افغان اسکے مقابلہ سے عاجز ہوئے اور پنجاب کے راجہ کو جسکا نام جیبال تھا سبکتگیں کے تسلط سے پیغام دیا جیبال جو کہ خوب جانتا تھا کہ ہندوستان کی فوج شدت سے اسے ان سرحدوں میں تون ہو سکیگی اسواسطے بہاٹنہ کے راجہ سے مشورہ کیا اور اسکے کہنے سے تیج حیدر کو کہ افغانوں کو درمیان میں صاحب اعتبار تھا اپنے روبرو بلا کر منصب مارت پر منصوب فرمایا اور اسنے ولایت ملتان اور لغمان کے نظم و نسق کا تعہد اپنے ذمہ لیا اور ہر ایک موضع مذکور میں ایک حاکم اپنی طرف سے مقرر کیا اس تاریخ سے افغانوں نے صد ولایت پر قدم رکھا اور صاحب جام ہوئے اسکے بعد جب الپتگیں فوت اور سبکتگیں اسکا قائم مقام ہوا تیج حیدر نے پرخاش میں صلاح اور فلاح ندیکھی اور پیغام دیا کہ ہمارے اور تمہارے اسلام کی حرکت کے سبب سے نہایت جیتی ہو سزاوار مراحم خداوندی وہ ہو کہ گروہ کو اپنے وابستگان سے تصور فرما کر عسا کر منصورہ کو مامور کریں کہ مالک ہند کے تاراج کی وقت اس جماعت خیر خواہ کے احوال میں تعرض اور زراحت نہ ہو پنجاب میں سبکتگیں نے بمقتضای وقت اسکے اٹھس کو قبول کیا اور جیبال کی فتح کے بعد ہمدردی تمام پیش آیا اور ملتان کی جاگیر اسکے نام مقرر کی لیکن سلطان محمود نے اپنے عہد سلطنت میں اپنے باب کے خلاف عمل کیا اور افغانوں کے قبائل کو منصورہ اور متحد کر کے انہیں کے سرحدوں کو تیج کے گھاٹ اتارا اور فرما ہند وارہن کو ملازم

رکاب کر کے نوکرون کی طرح خدمت لینے لگا متقالہ اول سلاطین لاہور کے ذکر میں کہ سلاطین غزنویہ مشہور ہیں۔
 ذرا امیر ناصر الدین سبکتگین کی سلطنت کا۔ ہر تہذیب امیر ناصر الدین سبکتگین نے آپ تیلاب سے عبور
 فرمایا اور پنجاب کی حکومت میں فائز ہوا لیکن بعض اہل الارباب سے سلاطین لاہور کے ملک میں منسلک فرماتے ہیں عافان
 فضائل نفسانی اور وفات ان کمالات انسانی بیان کرتے ہیں کہ امیر سبکتگین علامہ ترک خزاں اور ملوک البتگین کا
 ہوا یا مہ دولت سامانیہ میں خراسان کی سرداری پر فائز ہوا اور کینت الانما اس ولایت میں بہم پہنچائی اور
 جو عہد الملک نے اس ملک کو اس ملک پر پسند کیا امرائے بخارا نے ایک ایچی البتگین کے پاس بھیجا کہ استخراج کیا
 کہ اولاد سامان میں مسند خلافت کے سزاوار اور لائق کون ہے البتگین نے فائدہ سے ارشاد کیا کہ منصور بن عبد الملک
 نوجوان ہو وہ سلطنت کا شایستہ نہیں ہو اس کام کا سزاوار اسکا چچا ہو لیکن امرائے بخارا نے فائدہ کی حاجت سے پیشتر
 آپس میں اتفاق کر کے منصور کو تخت سلطنت پر لیکن کیا اور جب منصور نے البتگین کو بخارا میں طلب فرمایا اس سے
 مشورہ ہوا اور قدم جادوہا حاجت میں نہ کیا اور بلکہ اسے تین سو کاہن ہجری میں علم طغیان کا بلنڈ کیا اور تین ہزار
 سوار کے سب سے غلامان خاص تھے خراسان سے ہمراہ لیکن غزنین کی طرف نصرت فرمائی اور اس ولایت کو ضرب شمشیر سے
 مسح کر کے نشان استقلال کا برپا کیا اور جب خبر خلع و عہد خراسان کی امیر منصور کے سمع مبارک میں پہنچی سرداری اس
 مملکت کی ابو الحسن محمد بن ابراہیم سجوری کو ازراہی رکھی اور دو مرتبہ لشکر البتگین کے محاربہ کو بھیجا اور ہر مرتبہ البتگین طغیاب
 ہوا اور لشکر منصور کا مقصور ہوا اور احمد اللہ مستوفی کی روایت سے پندرہ برس یا مہ دولت و اقبال سے گزرے اور
 اس مدت میں کئی بار اسکے سپہ سالار سبکتگین نے ہندوؤں کے ساتھ غزوات کیے مگر غزوات منصور ہوا اور جب البتگین نے
 ۶۵۰ھ میں سو پینسٹھ میں اس جہان گزران سے رحلت کی اسکا بیٹا ابوالہق سبکتگین کے ہمراہ بخارا کی طرف روانہ ہوا
 اور اسکے بعد امیر منصور نے ابوالہق کو غزنین کی حکومت عطا فرمائی اور انتظام امور ملکی و مالی امیر سبکتگین کی پرے
 سواب کے مقوض ہوا لیکن جب چند عرصہ میں ابوالہق کا بیٹا حیات اب بقا سے بسوز ہوا اعیان غزنین نے آثار شہ
 اور نہایت کے امیر سبکتگین کے نام علیہ احوال سے مطلع ہو کر کہ غزنین سو پینسٹھ چوبیس میں آئے اپنا حاکم کیا اور البتگین کی دختر
 کو بھی اسکے ملک ازواج میں کھینچا امیر سبکتگین نے بساط عدل واد کے بچانے میں مبالغہ فرمایا اور بنیاد ظلم اور جو رکی
 یک قلم مذہم کی اور امیر ہون اور اعیان اور اثرات کو اقسام الطاف اور انواع عطا سے نواز لیکن تاریخ نہ سراج السراج
 جہانی ناظرین ساتھ اسکے ہر کیا یک سو اگر مشہور نصیر حاجی امیر سبکتگین کو ترکستان سے بخارا میں لایا اور البتگین کے
 ہاتھ فروخت کیا اور البتگین نے کیا است اور جلالت کے آثار اسکے ناصیہ حال سے معائنہ کر کے منظور نظر عزت کیا
 یہاں تک کہ غزنین میں رہنے لشکر کی امیر الامرائے است عنایت فرمائی اور وکیل مطلق کیا اور وہ یزدجرد شہر یار کی نسل سے
 ہوا جو بنو ت کہ یزدجرد امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ولایت مرو علی میں مار گیا اولاد و اولاد
 اسکے ترکستان میں رہے اور ترکوں سے ولایت یعنی شادی بیاہ کر کے دو زمین پشت میں خاص ترس ہوئے اور سب کا یہ ہی
 کہ امیر سبکتگین بن جوخان بن قرق حکیم بن قرق سلطان بن وارانامان بن فیروز بن یزدجرد ملک عماد و جب امیر سبکتگین مسند
 حکومت پر بیٹھا طغیانی قلعہ سبست پرستولی ہوا اور ایک شخص موصوم با نور نے طغاک صلاوت کا کپڑا کپڑا ہوا اور اس سے اس
 قلعہ سے نکال دیا اور طغیا امیر سبکتگین کے دربار میں حاضر ہوا اور امیر سے یہ نکایت کی کہ اگر امیر کی اعانت سے میں قلعہ سبست پر

دوبارہ قابض و متصرف ہونے کا شہید بنی جنگاری اور خراج گذاری امیر کا دوش پر رکھ کر وہ عمر جاؤا طاعت سے محروم
مگر دنیا کی سبکدگین نے اسکی متمن قبول فرمائی اور سب سے پر فوج کش ہوا اور پانچ سو کشتکست فاختہ دیکر طغا کو مقصود دلی پر
فائر کیا اور وہ مداحیہ کے بارہ میں کہ یہ وجہ شرط کے وفا اسکا اسکی ذمہ بہت برواہب تھا غافل و قسائل عمل میں لایا اسکی سبکدگین
نے علامات مکر اور آثار خدع اسکے حرکات و سکنات سے مشاہدہ فرمائے ایک روز امیر سبکدگین نے محارے شکار میں طغا سے
بزبان خسونت اس وجہ کو کہ قبول کرنا والا نخواستہ زبانی سے طلب کیا طغا نے زبان ساتھ جواب نامصواب کے گویا کی
اور نہ است احوال سے دست بردار ہوا اور امیر سبکدگین کے احسان کو نسیا منسیا کر کے اسکا ہاتھ مجروح کیا اسکی سبکدگین نے
بھی طیش میں آکر سرد دست اسی دست زخم سیدہ سے طغا پر ضرب تیج ماری اور چاکا کو دوسری ضرب سے اس سفاک کا کام
نام کے اسوقت حدون سرداروں کے ملازمن کی نگہ دو کی کثرت سے خیال و ترفع ہو طغا فرمت پا کر کراچ کی طرف
بھاگ گیا اور سب سے کافلہ سبکدگین کے تصرف میں آیا اور نام فوار سے کہ امیر سبکدگین کو اس ملک سے حاصل ہوا مالانیت کرنی
ابو الفتح کی ہو کہ وہ انواع فنون سے ماہر اور مدوح خاص و عوام تھا بالخصوص الشاہ وازی اور خوشنویسی میں حدیثی اور نظیر
نرکتا تھا اور ابو الفتح یا نور کا فتنی تھا اور پانچ سو کے اخراج کے بعد وہ سب سے گوشہ میں پوشیدہ تھا امیر سبکدگین اس کے
حال سے واقف ہو کر مشتاق ہوا اور اس فاضل بلاغت شاعر کو حاضر ہونیکا حکم دیا جب وہ حاضر ہوا اسکی قابلیت کے
قامت کو خلعت فاخرہ اور فنون انعام سے آراستہ کر کے پیش کشی گری کے منصب پر سرفراز اور ممتاز کیا اور سلطان محمود
غزنوی کے ابتدائے ایام دولت سے وہ مہمات ملکی کا متکفل تھا اسکے بعد اس سے ریجیدہ ہو کر ترکستان کی طرف روانہ ہوا
اور جب امیر ناصر الدین سبکدگین سب سے کی طرف سے فارغ ہوا اعنان غریب مواضع قصد ارکی سمت معطوف فرمائی اور
ذفعہ اس مقام میں پہونچ کر وہ ان کے حاکم کو اسیر کیا اور اپنے ملازمنوں کی سلک میں منتظم کر کے قصد ارکی جاگیر طاکا اور اس
فتح کے بعد ہندوستان کے غزاکا عازم ہوا اور آخر شہر ہجری میں دیار ہند کی طرف متوجہ ہوا اور ہندوستان کے
چند قلعہ منہوج کر کے جاگیر مسجد بنانے فرمائیں اور تاخت و تاراج سے غنائم وافر پہونچے نصرت میں لایا اور ظفر و منصور
غزنین کی طرف مراجعت کی اور حبیب ال بن اسد پال کہ قوم پر اسم سے تھا اور ولایت لاہور ہند کی سرحد سے لعان تک
اور کشمیر سے ملتان تک اپنے قبضہ تصرف میں رکھتا تھا اور اس عرصہ میں حکام اسلام کے ضرر و زحمت کے دفعہ کیواسطے
ٹھنڈہ میں متحصن ہوا تھا اور اس حال کے مشاہدہ سے کہ مجاہدان اسلام کا دست تعرض اس کے میدان حکومت میں دلازم ہوا
تھا نہایت مضطرب و پریشان ہوا اور کام کے انجام کی یوں تدبیر اندیشہ کی کہ افواج جوار حج کہے اور فیلان کوہ بیکر ہمراہ
لیکھ دیا اسلام کی طرف متوجہ ہوا اور امیر ناصر الدین سبکدگین نے بھی لشکر گران ہمراہ رکاب بیکر غزنین سے جنبش کی اور
دونوں سردار سرحد غنما سے ولایت ملتان میں آپس میں سمجھ ہوئے اور چند روز پہونچے سرگرم و غار ہے اور ان
سعر کون میں سلطان محمود سے کہ ہمراہ اپنے باپ کے تھا باوصف خرو سالی کا آثار شجاعت و مردانگی کے ظاہر ہوئے کہ
ویدہ فلک پیر اسکے شاہد سے خیر و بہادر چند نزکت نور تھا بلکہ درجہ کا گرم رہا اور غالب مغلوب سے نیزہ و لکڑی کا
نے سلطان محمود کو یہ خبر پہونچائی کہ حبیب ال کے لشکر گاہ کے قریب ایک پانی کا چشمہ ہے کہ جسوقت اس مقام میں قدرے
نجاسات سے ڈالیں بہرہ واریا و صرصر و صاعقہ اور رعد اور سر پید ہوا سلطان محمود نے ارشاد کیا کہ اندک
نجاست اس چشمہ میں ڈالو جب لوگ آئیں گے کہ موافق کار بند ہوئے خاصیت اسکی جبہ انہم سور میں آئی اور فوراً ایک بار

آسمان پر تیرہ اور چھ دریا صاف طہر ہوا اور درونِ خوشی شب تار ہوا اور سرتے سخت استقدیر جو ہر ہوا پر غالب ہوا اگر گھر کے
اور تمام حیوانات کثرت سے ملے ہوئے اور سردی کے سبب خون ہندون کی رگوں میں منجمد ہوا اور زمین حرکت کی
طاقت مطلق نہ رہی اور سب تصرع و زاری میں مشغول ہوئے جیسا کہ یہ حالت انکی دیکھا کہ پہلی جمع تحفہ و ہوا بابا امیر
ناصر الدین سبکتگین کی خدمت میں بھیجا کہ پیغام دیا کہ اگر امیر صلح کرے تو میں حکم اسکا اپنے ملک میں نافذ کروں اور چند رنجیر
فیل کوہ بیکر اور علاوہ اسکے اور تحفہ بھی اپنی خدمت میں بھیجوں گا امیر ناصر الدین سبکتگین نے فوراً روست سے جا کر فوراً
متمس اسکی قبول کر کے لیکن اسکے فرزند سلطان محمود نے اس امر کے بذرا کرنے سے مانعت کی اس واسطے ایضاً صلح میں
توقف واقع ہوا جیسا کہ ابک پہلی دانا سلطان محمود کے روبرو روانہ کر کے یہ گزارش کی کہ جہاں تو منصب ہاں ہندوستان
فرقہ راجپوت کا شاید شیر تیر پر روشن نہیں جاہلی اور بے فکری انکے ساتھ اس نہایت کی ہو کہ شدت کے وقت اور اضطراب
کی حالت میں دل چوچہ اموال اور نفائس سے کٹانے تصرف میں ہر تمام و کمال اس آگ میں کہ جسکی پرستش کرتے ہیں
نرمی درجات آخری کا سبب جانکر ڈالتے ہیں اسوقت ملاحظہ کرنے ہیں اگر ہوائی اور نجات کی راہ بالکل مسدود ہو اپنے
قاعدہ پر حمل کر کے جواری اور زوری اپنے آگ میں ڈالتے ہیں اور جیٹ بکھتے ہیں کہ متاعِ دنیوی سے ہمارے پاس اب کچھ باقی
نہیں رہا ایک دوسرے کو بخصمت کر کے استقدیر دشمن سے حرب و ضرب کرتے ہیں کہ تمام ہلاک ہوتے ہیں اور خاکستر کے سوا
انکے کچھ باقی نہیں رہتا ہر باب کام ساتھ اس انہماک کے ہونچا کہ ساتھ دینور اور قاعدہ اپنے کے ہم عمل کریں اگر ضرورت میں ہونچا
ہیں وگرنہ صلح کر کے ہر بار احسان رکھیں سلطان محمود کو ہندو کے صدق گفتار میں جب شک باقی نہ با صلح کی اجازت دی
اور یہ تجویز ہوا کہ جیسا کہ ہزار ہزار درم اور پچاس فیل پیشکش کر کے پھر جیسا کہ ایک مردم عہدہ اپنے سے بطور گوار اور
نمائت سپرد کر کے ایک جماعت مسلمانوں کو مال اور اقبالی سپرد کر کے واسطے ہمراہ لے گیا اور لاہور میں ہو چکا کہ نقص عہد
کر کے امیر ناصر الدین کے انچوون کو مفید کیا اور کہا جب ملک میر ہمارے آدمیوں کو کو کر دیا گیا ہو نہ بھیج گیا میں بھی انہیں
رہا کر دنگا کہتے ہیں کہ اس زمانے میں یہ قاعدہ تھا کہ راجاؤں کی دیوان داری کی بوقت چند براہمہ دشمنان دہانی طرف
بیٹھتے تھے اور ایک جماعت کھتریوں کی بائیں طرف اور بیوت کوئی عہدہ ہم کا سامان ہوتا تھا یہ لوگ راؤن کو
راے دیتے تھے یعنی حسن عقیدت سے نہمانش کرتے تھے جب انھوں نے دیکھا کہ جیسا کہ ایسا کارنامہ اسے
کیا چاہتا ہے انھوں نے متفق ہو کر راجہ جیسا کی خدمت میں عرض کی کہ ہم آئین احتیاط اور عاقبت نامی میں ایسا
مشاہدہ کرنے ہیں کہ نقص عہدی کی شامت سے ادبار اس ملک پر دو سبب تاخت لاویگا اور ہلاکی ہمارے زمانے سے لاویگا
کہ راجہ اس ترک سے کہ جسکا خوف خواص و عوام کے دل پر جاگزین ہوا ہو خاصیت اور ستیزہ کرے اور جس اشیا کا بھیجنا
اپنے ذمہ بہت پر قبول و منظور کیا ہو فوراً اسے مل فرماوے اور ایک خلق کو اس دامان کے مہدین نگاہ رکھے جیسا کہ کہ جو
وقت ادبار و بکست ہو چنچا تھا انکی التماس قبول نہ کی امیر ناصر الدین سبکتگین حقیقت حال کے اطلاع کے بعد بقصد مقام دیالے
چو خان و خروشان کی طرح لشکر گران لیکر ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا اور جیسا کہ ابھی اور راجاؤں سے تعانت و استداد
طلب کر کے سپاہ ہیشمار فرما کر کہ جنگ کیواسے استقدیر کی منقول ہو کر اس سال تمام راجاؤں نے اپنی بقائے دولت کا
باعث سمجھ کر اسکی مدد کی اور لشکر اور زر نقد و جنس بھیجے میں کسب طرح کی کہی نہ کی بالخصوص دیالی اور جمیر اور کانچور و فرنج کے
راجہ ملک کے بارہ میں دریغ جائز نہ کیا اور اپنے لشکر کے انتخاب و خلاصہ کو مع خزانہ خوب بجا میں روانہ کیا

خلاصہ یہ کہ جیپال ایک لاکھ سوار اور پادہ پیشہ اپنے حکم کے سایہ میں مجتمع و یکجہک دلیرانہ اسلامیوں کی حرب کے لیے روانہ ہوا اور جب دونوں سپاہ متقابل ہوئیں امیر ناصر الدین سبکتگین نے جیپال کے لشکر کی کیفیت اور کمزیریت تحقیق کرنے کے واسطے ایک پہاڑ پر چڑھ کر ملاحظہ کیا ایک دریا ہوئے پانچ پانچ اور ایک لشکر مثل مور و طبع کے فزوان لیکن اپنے تئیں ایک قصاب سمجھا کہ گو سفند دن کی کثرت سے نہیں اندیشہ کرتا ہو اور ایک شاہ میں تصور کیا کہ کلنگوں کی صف سے نہیں ہراسان ہوتا اس کے بعد سپاہ کے سردار و مذکور و درو اپنے بلایا اور ہر ایک کو باستمال تمام جہاد و غر کے بارہ میں تحریریں اور ترغیب دیکر فرمایا کہ نبی اپنی باری پانچ سوہر کاری میدان کا زرار میں قدم رکھو اور جو غری دین و حربے ہارنے لڑنے تک جہاد میں پانچ سوہر دہل نہرو اور تازہ زور و دشمن کے مقابلہ میں مشغول ہو وین قصہ سپاہ اسلام نے ساتھ طریق مذکور کے کارزار کی اور کام اس نہایت کو پہونچا کہ باوصف کثرت فوج آخر ضعف کا کفار کے بشرہ بظاہر ہوا اس وقت حلیان حوزہ اسلام نے ہنیت اجتماعی کے ساتھ حملہ کیا اور کفار بشمار قتل کیے اور بقیہ السیف نے راہ فز زبانی غازیان اسلام نے نہ نیلاب کے ساحل تک تعاقب کر کے قتل و جو زری میں نصیر کر کے اور غنیمت وافر کی ولایت لمغان و پشیا و اور نہر نیلاب کے کنارہ تک ان کے حال کے تصرف میں آئی اور مشاعر اسلام نے اس ولایت میں رواج پایا اور سیکہ و خطبہ امیر ناصر الدین کے نام نامی پر پڑھنے لگے اور اس فتح نمایان کے بعد امیر ناصر الدین سبکتگین نے ایک مراے نامدار کو دو ہزار سوار سے پشیا و میں تعین کیا اور انغانان اور خلج کہ اس حدود میں صحرائیں تھے اپنے لشکر کے زمرہ میں لیکر غرض میں کی طرف روانہ ہوا اور اس عرصہ میں امیر فوج سامانی نے ابو نصر فارسی کو امیر ناصر الدین سبکتگین کی خدمت میں بھیجا تو فتح فائق اسپر ظاہر کر کے طلب امداد کی امیر ناصر الدین سبکتگین نے جب آل سامان کی بے سامانی سے اطلاع پائی رگ حیت حرکت میں آئی اور سیمل استیصال ماوراء النہر کی طرف نہضت فرمائی امیر فوج ولایت سرخس تک امیر ناصر الدین کی پیشوا کی گویا اور امیر ناصر الدین سبکتگین نے ملاقات سے پیشتر التماس کی کہ اسے ضعف پیری کے سبب گھوڑے سے اترنے اور رکاب کے بوسہ دینے سے معاف رکھیں امیر فوج نے اس کے عروس التماس کے پوجہ کو خلے اجازت سے رنگیں کیا لیکن جب امیر ناصر الدین سبکتگین کی آنکھ امیر فوج کے طلعت پر پڑی ہنیت سلطانی سے کہ امیر ناصر الدین برہسی چھالی اگر اختیار کی باگ ہاتھ سے چھوٹی اور بے ساختہ گھوڑے سے اتر کر رکاب چومی اور امیر فوج نے بھی باعزاز و بشاشت تمام اسے آغوش میں گھنچا اور ان دونوں سعادت مند کی ملاقات سے ایک راحت دلون کو پہونچی اور خوشی و مسرت کا بھول خواص و عوام کے باغ و دلیں اور چین خاطر میں شگفتہ ہوا اور ایسی صحبت منعقد ہوئی کہ کسی زمانے میں اسکے مانند میسر نہ ہوئی تھی قصہ بعد فرائع صحبت اور بیاضت کے تقریباً کلام انتظام امور مملکت و دفع منازعان بے فرصت واقع ہوا اسپر فرمایا کہ امیر ناصر الدین سبکتگین غزنین میں جا کر فوج کے اجتماع میں پیش کرے پھر امیر فوج نے امیر ناصر الدین سبکتگین اور اسکی اولاد اور توابع کو خلعتا سے فاخرہ شاہانہ اور اعطاف خسروانہ سے ممتاز کر کے مراجعت کی اجازت دی اور خود بخوار کی طرف جا کر فوج کشی کے تہیہ میں مشغول ہوا اور جو امیر ابو علی تجوری کہ فائق ساتھ اسکے پناہ بیگیا تھا اور اس قضیہ کے اطلاع پائی حیرت کا دھواں اسکے کاخ و باغ میں مبعود و کینوا لا ہوا اپنے خواص سے اس بارہ میں مشورہ کر کے فرمایا کہ اگر خدا نخواستہ کسی حادثہ کا سامنا ہو سی ولایت جا کر کسی صاحب شوکت و خشمیت سے پناہ لیجانا حسب ہر سہون کی راے نے اسپر قرار کیا کہ غزالدولہ دہلی سے محبت کا طریق مسلوک رکھ کر اسکی دوستی کو جبل المتین پہچانا چاہیے پھر ابو علی تجوری جعفر و القرمین کو جرجان کی سفارت پر مقرر فرمایا اور خراسان کے نفائس

اور زرکستان کے تحائف جو کچھ ممکن تھے اسکے صحابت سے نذر الدولہ دہلی اور اسکے ذریعہ خوش تدبیر کیواسطے ارسال کیا اور بنیاد دوستی اور محبت آپس میں منظم اور آمد شد کے دروازہ انکے درمیان کشادہ ہوئے اور اس عرصہ میں امیر ناصر الدین سبکتگین بلخ میں داخل ہوا اور امیر نوح بھی کجارج سے نہضت کر اٹھ سے جا ملا اور فائق اور امیر سجوری جب انکی توجہ سے خبردار ہوئے فوج گران سے ساتھ اتفاق دارا سے بن جس اعلیٰ اور قابوس بن وشمکر کہ نذر الدولہ دہلی کی طرف سے دہلی پر سوار انکی معاونت اور آمد کو واسطے آئے تھے جنگ پر آمادہ ہو کر ہرات سے برآمد ہوئے امیر ناصر الدین سبکتگین نے صحرا سے وسیع پسند کر کے صفوں میں منہ اور میرہ آراستہ کین اور خود اپنے فرزند ولید سلطان محمود اور امیر نوح سے قلب لشکر میں قیام فرمایا جب طرین کی صفیں مقابل میں صف آرا ہوئیں میں منہ اور میرہ ابوعلی سجوری بر رنغار و جزانغار پر امیر نوح غالب آیا اور سپت پایا اور قریب تھا کہ اٹالی بگڑنے سے کام ماتھ سے جاتا رہے ناگاہ دارا سے بن قابوس قلب لشکر امیر علی سجوری سے برآمد ہو کر حملہ آور ہوا اور جب درمیان دونوں صف کے پہونچا سپر پس پشت ڈالی اور امیر نوح کی خدمت میں آیا اور نقد خصت حاصل کر کے سپاہ خراسان کے مقابل منوجہ ہوا امرے عاصی اور تمام سپاہ اس اندیشہ سے کہ عذر دارا بے موافقت ایک جماعت کثیر کے منوگا دل شکستہ ہوئے اور حیرت زدہ ایستادہ رہے امیر ناصر الدین سبکتگین نے ضعف اور عاجزی کے آثار خالفوں کے رخساروں سے مشاہدہ کر کے ساتھ ایک جماعت بہادران پر فاش جو سے حملہ کیا اور مخالف اس خوف اور ترس سے سرتسہ اور بدحواس ہو کر بھاگے اور سلطان محمود نے مفور و نکال تعاقب کر کے ایک جماعت کو نسل اور ایک گردہ کو اسیر کیا اور گن باقیالوں نے کہ اپنے ولی نعمت کے ساتھ علم مخالفت اور محاربت بلند کیا تھا اس قدر غنیمت اور اسلحہ و سلب سامان چھوڑ گئے کہ اگر غنیمت شیر اسکا و قایہ عرض ناموس اپنے کارکنے زمانے کے آسیب سے سالم رہتھا درج فائق اور امیر علی سجوری نے بھاگ کر نیشاپور میں دم لیا امیر نوح نے امیر ناصر الدین سبکتگین کو ساتھ لقب ناصر الدین کے بلند آوازہ کیا اور اسکے فرزند سلطان محمود کو بسیف الدولہ لقب فرما کر شرف کیا اور منصب میرالامرائی کا جو ابوعلی سجوری کے نام زد تھا ساتھ بسیف الدولہ کے مفوض فرمایا اور خود مظہر اور منصور ہو کر کجارج کی طرف نہضت فرمائی اور امیر ناصر الدین سبکتگین اور بسیف الدولہ سلطان محمود جب انواج بحر امواج لیکر نیشاپور کی سمت روانہ ہوئے فائق اور ابوعلی سجوری مضطرب ہو کر حیران کی طرف راہی ہوئے اور نذر الدولہ دہلی کے پاس پناہ لیگئے اسکے بعد امیر ناصر الدین سبکتگین غزنین میں تشریف فرما ہوئے بسیف الدولہ سلطان محمود نیشاپور میں تھما رہے امیر ابوعلی سجوری اور فائق فرصت وقت غنیمت جانکر نیشاپور میں عازم ہوئے اور قبل اسکے کہ ملک امیر نوح اور امیر ناصر الدین سبکتگین کی پہونچے بسیف الدولہ سلطان محمود سے مجاہدہ کر کے فائق ہوئے اور تمام مال و اسباب لوٹ لیگئے امیر ناصر الدین سبکتگین اس خبر وحشت انز کے سنتے ہی ایک لشکر جرار اور مستعد ستیز فرما کر کے نیشاپور کی طرف روانہ ہوئے اور طوس کے حوالی میں امیر ابوعلی اور فائق سے دوچار ہو کر جنگ میں مشغول ہوا اور اس درمیان میں کہ آتش حرب متعل می یک بیک امیر ابوعلی سجوری کے عقب نوح سے ایک غبار مہوا اور انکشاف کے بعد بسیف الدولہ سلطان محمود دروان صف شکن کی ایک جماعت کثیر سے ظاہر ہوئے امیر ابوعلی کو اسکے سوا کوئی تدبیر نہ آئی کہ دونوں جناح کو یعنی فوج میں منہ اور میرہ کو ساتھ قلب کے متفق کر کے فائق کے اتفاق سے امیر ناصر الدین سبکتگین کے قلب لشکر پر حملہ آور ہوا اور امیر ناصر الدین سبکتگین نے پائے ثبات زمین کین میں حکم کر کے اس حملہ کو رد کیا کہ اسی حال میں بسیف الدولہ سلطان محمود و شیر شکین کے مانند پہونچا کر حملہ لایا اور برق شمشیر کی تابش سے انکی جمعیت پریشان کی امیر

ابو علی سجوری اور فائق اپنی جانبی کیواسے میدان جانستان سے بدحواس ہو کر بھاگے اور تلوعہ کلمات میں ملبا اور اس فتح کے بعد امیر ناصر الدین سبکتگین بکام دل صدر فرما دی بہر مکر ہر با شیعہ ان کے تین شہ قریں ہو تاسی میں کو کر محکم کی سے
 چھین سال گزرے تھے حدود بلخ اور موغ نریذ میں با ذوم الذات اپنی بیک بل بل اسکے سر پر دو اسے تاخت لایا اور قالب
 بجان کو عاری میں رکھ کر غزنین میں نقل کیا اسکی حکومت کے ایام میں برس تھے اسکے بعد چودہ آدمی اسکی اولاد سے نوبت
 نبوت سلطنت کی باگ اپنے کف میں رکھ لیا ہوا اور اسکی طرانت بہر شہر رہے اور امیر ناصر الدین سبکتگین کی وزیرت
 ابوالعباس فضل بن احمد سفارینی کے تعلق رکھی اور وہ انتظام امور ملک و سر انجام مہام سپاہ و رعیت میں یرضیا و کھلا تاتھا
 اور جامع الحکایات میں منقول ہے کہ امیر ناصر الدین سبکتگین نے اہل حال میں کالپنگین کی خدمت میں نہر نیشاپور میں رہتا تھا ایک
 ٹھوڑے سے زیادہ اسکے پاس نہ تھا تمام روز ہر امر بکارت کا کرتا تھا ایک روز وہ حسب عادت ناسر میں بہر تاتھا ناگاہ ایک سرنی
 دیکھی کہ وہ اپنا بچہ لیے جرتی ہو اسنے اسکے دیکھتے ٹھوڑا سر پٹ بھینکا اور سر ہن کے بچہ کو زندہ گرفتار کیا اور اسکے ہاتھ پاؤں باندھ کر
 زمین پوش پر رکھ لیا اور شہر کی طرف متوجہ ہوا جب قدرے راہ طی ہوئی تھیں پھر کر دیکھا کہ اس کی زبان الفت مادر می کے
 جوش سے پیچھے چلی آتی ہو اور اضطراب کرتی ہو امیر ناصر الدین سبکتگین نے ترجمہ و شفقت کی نظر منبذول کر کے اسکے بچہ کو
 چھوڑ دیا اور ہر لی اپنے بچہ کے رہا ہونے سے خوشوقت ہو کر صحر کی طرف روانہ ہوئی اور روانگی کیوقت میں پھر کر امیر ناصر الدین کو دیکھتی
 تھی اور دم و اسپین تک نشادمانی اور کامرانی سے زندہ رہی الغرض اس شب کو امیر ناصر الدین سبکتگین نے حضرت رسالت پناہ
 سلمہ اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں امیر ناصر الدین سبکتگین نے شفقت و رحمت کہ تو حق میں ایک بال نور
 عاجزا اور بریشان کے حال پر بجالا یاد رکھ صمدیت میں قبولیت کی عزت بائی اور دیوان احدیت میں سلطنت کا فرمان
 تیرے نام تحریر ہوا چاہیے کہ تو عامہ خلایق کی نسبت بھی شیوہ پسندیدہ منبذول رکھے اور کسی حال میں صفت شفقت دست
 حق پرست سے نہ چھوڑے کہ سرمایہ سعادت داریں آئیں ہر اور مائر الملوک میں لائے ہیں کہ سلطان محمود غازی ایام جوانی میں
 اپنے باپ کے ظل عنایت اور سایہ رعایت میں بعثت و کامرانی بسر کرتا تھا اور اسنے غزنین میں ایک باغ حبت نشان نہایت
 نزہت اور زینت سے بنیاد کیا جب وہ باغ و گلشا اور رفیع روح افزا بنا ہوا ایک جشن عظیم کو ترتیب دیا اور اپنے پدر
 بزرگوار اور اربعیان دولت نامدار کو اس باغ میں طلب کیا امیر ناصر الدین سبکتگین نے فرمایا کہ فرزند یہ باغ اور عمارت نہایت
 مطبوع اور مقبول ہے لیکن اس طرح کا باغ اور عمارت ہر ایک ملازم اس سلسلہ کا تیار کر سکتا ہے سلاطین خوش تدبیر کے لائق حلالہ ہر
 کہ ساتھ تباری اور نزہت گاہ ایسے مکانوں کے مشغول ہوں کہ دوسرے اس طرح کی تعمیر سے عاجز آویں سلطان محمود نے زمین
 خدمت کو بوسہ دیکر استفسار کیا کہ وہ کیا ہو فرمایا کہ وہ اہل فضل و علم کے دیون کی تعمیر و نہال احسان اسنے زمین ل میں بجا اور
 سعادت جاوید کا فخر اور ذکر جمیل ایام قیامت تک منعم روزگار چھوڑا جیسا کہ نظامی عروہ فیہ فرماتا ہے نظم بسا کا خیکہ
 محمود شمس بنا کر دیکھ کہ نہ رفعت تفاخر برسا کر دیکھ نہ بینی زان ہمیک خشت بر جاے بنائے عصری ماتد است پر پائے ہادی
 کے ترجمہ میں مسطور ہے کہ امیر ناصر الدین سبکتگین مرض الموت سے چند روز پیشتر اسنے محاورات میں شیخ ابوالفتح لیستی سے کتا
 تھا کہ ہم نازل اسقام اور عوارض امراض کے مقاصد میں گو سفند کے مانند ہیں کہ جب قصاب اسے اول مرتبہ شیشم تراشی
 کیو اسنے زمین پر اتار دیا اور ہاتھ اسکے حکم باندھنا ہر ایک کل ناسمعو و اور ایک حال بختگی کے خلافت دیکھتی ہر نامید ہو کر
 دل ہرگ پر کھتی ہو یا نہ کہ اپنے کام سے فارغ ہو کر ہا کرے اور کام پاک خوشوقت ہوتی ہو اور دوسرے مرتبہ چھبہ قصاب اسکے

ہاتھ پڑتی ہی حال اسکا خوف ورجا کے مابین ہوتا ہوا اور اس حالت کی نجات کے بعد انکس کی نیوالی ہوتی پھر زلفت سے صورت سے نقصان قبول کرتی ہوا اور میسری مرتبہ کہ تصاب و بچ کر نیکی واسطے زمین پر گرا تا ہوا وہ خوف و ہراس کو اپنے دل میں مطلق راہ نہیں دیتی اور عادت سابق پر اٹھ رہتی ہوا یہاں تک کہ بخبری میں تیغ ظلم سے اسکی حلق بریدہ اور جان شیریں مضر فنا سے برباد ہو دے ہم بھی اقسام اقسام اور انواع آلام میں افاقیت کی امید پر غرور اور سرور رہتے ہیں اور ہر گنا گمان سے غافل ہو کر زندگی کرتے ہیں اور دفعہ ایسا اتفاق ہوتا ہو کہ کندھ قضا گردن میں پڑتی ہوا اور مادم لذات بند اجل مضبوط کمر کے صریح نفوس عنصری توڑ کر پرواز کرتا ہو روی کتا ہو کہ اس مثل کے درمیان اور امیر ناصر الدین سبکتگین کے انقضائے عمر میں جاریہ ذر سے فاصلہ زیادہ نہ تھا وگرنہ امیر اسمعیل بن امیر ناصر الدین سبکتگین کی تخت نشینی اور فرمانروائی کا جس وقت کہ امیر ناصر الدین اس دار گزاران سے رخت سفر آخرت باندھ کر اول منزل ہوئے جو کہ سیف الدولہ محمود نیشاپور میں تھا چھوٹا بھائی اسکا امیر اسمعیل اپنے باپ کی وصیت کے موجب قبتہ الاسلام بلخ میں تخت سلطنت پر بیٹھا اور دہلوی دہائے رعایا اور استمالت خواطر پر ایک بارہ میں سعی موفورہ پیش ہو چکا اور باپ کے خزانوں کے دروازہ کھولے اور زخیر سیاسیوں کو عنایت کیا اور دہلوی کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ فرمایا لیکن باوجود اس جو دار احسان کے امرے بے انصاف اور دنیا پرست اسطرح گردن طمع بلند کر کے مطالبات بجا کرتے تھے اور غیظ میں نہیں آتے تھے سیف الدولہ محمود نے جب یہ اخبار سنے تخریت نامہ تحریر کر کے ابوالحسن جموی کے صحابت سے اپنے بھائی کے پاس بھیج کر بقیام دیا کہ امیر ناصر الدین جو ہمارا قبلہ گاہ اور پشت پناہ تھا اسنے اس دار فانی سے رحلت فرمائی اب میرے نزدیک جہان میں تجھ سے گرامی تر کوئی نہیں ہوا اور تو میری آنکھوں کا آئینہ ہے شہر کی تو مجھے آرزو کر گیا میں ہرگز دریغ نہ کروں گا لیکن لکھنوی اور پھر ہمایوں اور وقوف فائق اموی سلطنت ملک کے ثبات اور دوام دولت میں ایک دخل تمام رکھتا ہوں اگر یہ صفات تیری ذات میں موجود ہوں میں میں سب سے بہت راضی ہوتا اور یہ کہ باپ نے تجھے ولیعہد کیا باعث بقدر مسافت اور اسطرح کی بجا نفلت کا سبب تھا اب مصلحت وہ ہے کہ تو سرانصاف اور بصیرت سے غور کر کے وجہ جواب خطا سے بچانے اور جو بچو باپ کے تر وکان سے ہو اسے شریعت کے موافق تقسیم کر کے غزنین کو کہ طمع سعادت اور نشاے دولت ہو تجھے واگذاشت کر کے تو میں ولایت بلخ کو خزانوں کے خارجہ وجود سے مصفا کر کے مع تمامی ولایت خراسان تیرے سپرد کروں گا امیر اسمعیل نے کلمات شش فقا گوش ہوش سے نہ سنے اور بڑے متعین کی بجا نفلت پر اصرار کیا اور سیف الدولہ محمود نے بھی بمقتضائے آخر الدلائل کے برادر کے قلع اور بلخ کے سوائے علاج نہ کیا اور اپنے عم مغرالحق اور اپنے بھائی نصیر الدین بن امیر ناصر الدین سبکتگین کو اپنا متفق اور شریک کر کے نیشاپور سے غزمت کا نشان غزنین کی طرف بلند کیا امیر اسمعیل بھی بلخ سے اسطرح دھڑا جب دونوں اسکر مقابل ہوئے سیف الدولہ محمود نے مساعی جیلہ بندول رکھی کہ امیر اسمعیل مقام مقابلہ سے شجاذ کرے اور صلح کے دروازہ اپنے منہ پر کھولے لیکن کچھ فائدہ نہ بخشا ناچائشکر کا جائزہ دیکر مصغیر آراستہ کین اور امیر اسمعیل بھی اپنے بار و نسلے آیا اور قلب اور جراح بیلان کو ہیکر کے مانند استوار کیا اسوقت لشکر غزنین نے تیغ بیان سے لی اسقدر قتل میں کوشش کی کہ شمشیر اپنی ضمیر مردان کا زار کی زاری اور خانہ خرابی پر خون روتی تھی عاقبت الامیر سیف الدولہ محمود کے حملہ سے کہ قلب میں نیام رکھتا تھا اسمعیل کے ارکان لشکر میں زلزلہ واقع ہوا اور بھاگ کر غزنین کے قلعہ میں منحصر ہوا سیف الدولہ محمود نے اسی محمود و محموتی پر قلعہ سے برآوردہ کر کے نجیان خراسان کی اس سے یمن اور حال مقتدر علوان میں مقرر کیا اور خود بلخ کی طرف متوجہ ہوا اور چند روز کے بعد کہ امیر اسمعیل اپنے بھائی کی مصاحبت میں امیر یحییٰ تھا سیف الدولہ محمود نے

ایک روز مجلس انس ترتیب دیکر کسی تقریب سے اپنے بھائی امیر اسماعیل سے استفسار کیا کہ اگر اس معرکہ میں نیر ستارہ موافقت کرتا اور تو فتحیاب ہو کر مجھے اپنے پنجہ میں گرفتار کرتا میرے حق میں کیا تجویز کیا تھا جواب دیا کہ میرے دل میں یہ امر جاگزین ہوا تھا کہ جو میں تجھ پر ظفر بیا ہوں ایک قلعہ میں مجبوس کر کے سامان فراغت اور آسودگی کا میاں اور موجود کردن جب سیف الدولہ محمود اپنے بھائی کے مافی الضمیر سے کہ جو مکتون خاطر تھا مطلع ہوا اس مجلس میں خاموش رہا اور چند روز کے بعد اسے ایک قلعہ میں جرجان کے مجبوس کیا اور فارغیالی کے سامان اور واجبات سے جو کچھ چاہیے ہر ترتیب فرمایا اور امیر اسماعیل نے جیسا کہ اپنے بھائی کی نسبت اندیشہ کیا تھا مدت حیات اس محل میں آخر ہوئی من جفریہ الایمہ فقہ وقیہ سے متذکرہ واقعات امین الملہ یمن الدولہ سلطان محمود غزنوی کے ایام دوست کار حادیان خصائل صوری و حاکمان فضائل معنوی اظلام خجستہ انعام سے صفات مؤلفات پر یون ثبت کر گئے ہیں کہ سلطان محمود غزنوی ایسا بادشاہ تھا کہ انعام سعادت دینی اور دنیوی سے فائز ہوا اور شہرہ اسکی عدالت اور جہان بینی کا اور آوازہ اسکی شجاعت و کشورستانی کا قاف سے قاف تک پہونچا اور اجتہاد کی برکات سے امر غزائین اظلام اسلام مرتفع اور بلند فرمائی اور بنیاد ارباب کفر اور ظلام کی اکھاڑی اور ہنگام عبور میدان مبارزت اور پہلوانی کے سیل کے مانند نشیب و فراز سے اندیشہ نہ لانا تھا اور وقت جلوس سر سلطنت کامرانی پر انوار عدالت اسکا منیاں خوشید کے مانند سب جگہ پہونچا سمیت ہمیش ہوش دل بود و ہم در دست بدین ہر دو بر تخت بادیشست لیکن بعض کتب میں معائنہ ہوا کہ وہ بادشاہ عالجاہ باوصف اس صفات حمیدہ کے مال دیوی فراموش کرنے میں نہایت حریص تھا اور بخل و امساک کے طریقہ ناستودہ میں مبالغہ کرتا تھا نظر نمودن ز فضل و سخاوت ترفہ ملکہ داشتی در لبان صدف خزان بسے دانست پر از گہر وے زان نشد مفلسے بہرہ ورنہ اس کتاب کا مؤلف محمد قاسم فرشتہ فرمایا کہ بخل کی نسبت ساتھ اس سلطان والا نشان کی غریزان روزگار کی بے انصافی سے ہون سکے زردوست ہونے میں شک نہیں اور خزانہ بھی جمع کرنا تھا لیکن فتح بلاد میں دل کھول کر خرچ کرنا تھا کتاب مقامات ابو نصر شکانی اور مجلہات ابو الفضل اس قول کی شاید ہو کہ اسقدر حیل اور فضلا اور شعرا و سپاہ اس کے دربار میں جمع ہوتے تھے اور جوان جو دار و ماندہ احسان اس کے سے بہرہ مند ہوتے تھے کہ ایسے عائد زمانیکہ اور بادشاہ ہو کو کم نصیب ہوئے اور ہونگے اور اہل عرفان جانتے ہیں کہ یہ امر بدون صرف ورم و دنیا ریسر نہیں ہوتا اہل حیثیت اور وضع دار دن کو در دست رکھتا تھا اور انھیں ہر در انعام فرماتا تھا اور انعامات کے علاوہ وظائف مقرر ہر سال چار ہزار درم ساتھ اس کے عطا کرتا اور انواع الطاف اور اصناف اعطاف سے انھیں نوازتا ہاں دو چیزیں اس بادشاہ کے اشتہار بخل کا باعث ہوئیں ایک نصفہ فردوسی کا دوسرے آخر حمون بے سبب رعایا اور نو نگران سے زرینا کہتے ہیں کہ سلطان محمود غزنوی حسن و جمال ظاہری سے عاری تھا ایک روز اسنے صورت انبی ائمین میں دیکھا واپسی بد صورتی مشاہدہ کر کے متاالم و متفکر ہو کر اپنے وزیر سے کہا مشہور ہو کہ بلوٹا ہوں اس کے منہ دیکھنے سے انگٹھ میں بینائی زیادہ ہوتی ہو اور یہاں معاملہ بالعکس ہو اور اس میری شکل سے دیکھنے والے نہایت مدد اٹھاتے ہیں وزیر نے جواب دیا صورت تیری ہزار سے ایک نہ دیکھے خصلت تیری سمجھو کو متاں ہر بس خصائل پسندیدہ اور شمائل حمیدہ پر قیام فرما تو بلوٹکا محبوب رہے یمن الدولہ کو کلام اسکا نہایت پسند آیا اور کہنے کے موافق سیرت پسندیدہ اس نشتا کو پہونچائی کہ تمام بادشاہوں سے سبقت لیگیا سلطان محمود کابل پیرانہ الدین سبکتگین ہو اور والدہ اسکی اعیان زابلستان کی نسل سے تھی اس واسطے اسکو زابل کہتے ہیں جیسا کہ فردوسی کہتا ہے قطعہ حجبہ در گہ

محمود راہی دریاست کہ کلام دریا کہ آنرا پیدائست ہندم بدریا و غوطہ زدیم در پگناہ نخت مست و گناہ دریا نیست ہ سلطان محمود شب عاشورہ ششمین سوساوندین متولد ہوا اور کتاب ہنہاج السراج جرجانی اس امر کی خبر ہو کہ سلطان محمود کا ستارہ صاحب ملت اسلام کے طالع سے موافق تھا اور ایک ساعت اسکی ولادت کے بیشتر امیر ناصر الدین سبکتگین نے خواب میں دیکھا کہ اسکی مجلس کے آستانہ سے ایک شجر نہایت رفیع اور حقیقتاً مثل طوبی کے ظاہر ہوا کہ خلقت تمام عالم کی اسکی سایہ میں بیٹھ سکے جب بیدار ہوا اسکی تعبیر کے اندیشہ میں تھا کہ ایک منبر نے محمود کے تولد کی بشارت دی امیر ناصر الدین سبکتگین کا غیچہ بول نیم شاہ بانی سے شاخسار کامرانی پر شکفت اور روپے محمود الابدال اور مسعود الانتہا امیدوار ہوا جب وہ فرزند از چند برج حمل سے طالع ہوا اسکا نام محمود رکھا چند عرصہ کے بعد اسکا منال اقبال طالع سے سایہ گستر ہوا کہ رجب مکون کے باشندے اسکی ظلال میں استظلال کرتے تھے اور شاہنشاہ فردوسی طوسی اس فرکانہ عادل ہیکہ دیوین آئین مندرج میں بیات جانا در محمود شاہ بزرگ ہا بے خوراند ہی پیش در گاہ جو کو دک لب از شیر باد در شبست ہ بگوارہ محمود گوید نخست ہ امیر ناصر الدین سبکتگین نے اسی سفوات میں اس مولود کے شکرانہ کیو بسطے ہندو سکے تہخانہ کو کہ آب سودرہ کے کنارے واقع تھا تو کرسمار کیا اور یہ وقت طالع اسکے ساتھ طالع صاحب دین کے اپنا کام کیا اور اسکے جلوں کے سال اول میں ایک معدن زر سرخ ایک درخت کی شکل سیستان کی زمین سے برآمد ہوئی اور حیدر اسے کھودنے تھے زیر خالص نکلتا تھا اور اسکا تین گز تک ہوا اور وہ کان اسی صورت سے باقی رہی اور سلطان مسعود کے عہد سلطنت میں زراہ کے سبب سے غائب ہوئی اسکا ذکر عنقریب مذکور ہوگا جب سلطان محمود اپنے بھائی کی ہم سے فاریع ہوا بلخ کی طرف نہضت فرمائی اور بسبب وہ کہ منصب اسکا کہ امیر لامرائی خراسان تھا بکتوزن کے مفوض ہوا تھا ایک بلخی بخارا میں امیر منصور کے پاس بھیجا کہ ظہار بخش کیا اور اسے جواب دیا کہ میں نے بلخ اور ترند اور ہرات کی امارت تجھے عطا فرمائی لیکن بکتوزن اس رولت کا بندہ ہو جو اسکے غل کا فرمان دینا مناسب نہیں ہر سلطان محمود نے ابو الحسن جموی کو ساتھ تبرکات اور تحائف بشمار بخارا میں بھیجا کہ امیر منصور کو پیغام دیا کہ توقع ایسی ہو کہ سرخس پر دستی اور اخلاص کو بے التفاتی کے خار و خشاک سے مکدر اور تیرہ مکرین اور سرے اور باب کے حقوق جو آل سامان کے ذمہ ہیں انھیں یک نخت ضائع فرمائیں اور ششہ الفت شکستہ نہورے اور نہایت اور یہ طاعت کی بنا اندام سے معصون رہے جب ابو الحسن جموی بخارا میں پہونچا امیر منصور نے اسے منصب وزارت کی نوید دیکر اپنی ملازمت میں رکھا اور سلطان محمود کے جواب پیغام کی طرف ہرگز توجہ نہ فرمائی سلطان محمود ضرورت نیشاپور کی طرف متوجہ ہوا اور بکتوزن اسکی غمیت سے واقف ہو کر سیطرت نکلیا اور ایک عرضداشت بخارا میں بھیجا کہ صورت حال گذارش کی امیر منصور غرور اور جوانی کے نشہ سے سبہا فراہم کر کے خراسان کی طرف روانہ ہوا اور سرخس تک کسی مقام میں توقف نہ کیا سلطان محمود اگرچہ جانشا تھا کہ امیر منصور تاج میرے مقابلہ کے نہیں رکھتا لیکن ہر شش اور کفران نعمت کی بدنامی سے اندیشہ کر کے نیشاپور کی حکومت سے دلکش ہو کر اسے واگذاشت کی اور آپ مرغاب کی طرف راہی ہوا ناگاہ بکتوزن نے فائق کی صلاح سے عذر کر کے امیر منصور کو گرفتار کیا اور انکی آنکھوں میں سلائی پھینچی اور اسے بھائی عبد الملک کو کہ خرد سالی سے سن تمیز نہ ہو بخا تھا تخت پر بٹھایا اور سلطان محمود کے خوف سے مر و کی طرف بھاگ گیا سلطان محمود اسکے تعاقب میں مرو میں داخل ہوا بکتوزن اور فائق نے اسکا مقابلہ کیا اور کفران نعمت اسکے شامل حل ہوئی نسیم نصرت نے سلطان محمود کے جرم ریایات پر چلنا شروع کیا اور زید اور فائق عبد الملک کو لیکر بخارا کی طرف روانہ ہوئے

اور بکتوزن نے نیشاپور کی راہ لی اور پھر حیدر زہر کے بعد بخارا میں جا کر لشکر برانگندہ کی فراہمی کے درپے ہوا اتفاق اس درمیان میں
خان نے مرض الموت میں مبتلا ہو کر داعی حق کو لبیک کہا جات کیا اور ایک خان نے کاشغر سے بخارا میں آکر محمد الملک اور
اسکے نوایک کو مستاصل کیا اور آل سامان کی دولت کا سکی ہدایت ایکسوٹھا نہیں برس تھی انسا کو پہنچی اور سلطان محمود باستان غزال
تمام بلخ اور خراسان کی حکومت میں مشغول ہوا اور جب دوازہ اسکے اقبال کا اطراف عالم میں پہنچا عبدالہ کے خلیفہ القادر علی عباسی
نے ایک خلعت بنیں قیمت کہ اس سے بیشتر کسی خلیفہ نے کسی بادشاہ کو بھیجا تھا ارسال کر کے ساتھ قبیلہ میں اللہ تعالیٰ کے
سرفراز فرمایا اور ذیقعدہ کے آخر میں ستمہ میں سولہ مین بلخ سے ہرات میں دوڑا اور ہرات سے ہستین گیا اور حنیف
بن احمد کو جو وہان کا والی تھا اسطرح کر کے غزنین کی طرف معاودت فرمائی اور اسی عرصہ میں ہندوستان کی طرف متوجہ ہو کر حیدر قلعہ
مفتوح کیے اور وہاں سے ساٹھا اور غانا ماحبت کی اور حسب عادت قدیم اسطرح سے عدل و داد کا فرین لپیٹن میں بچھلکا اسکی
دوستی خاص و عام کے دلیمن جاگزین ہوئی اور ایک خان نے ماوراء النہر ایکبار کے آل سامان غلن کے تصرف سے براہ روہی اور غنا
تمنیت استیلا سے مملکت خراسان کا سلطان محمود کی خدمت میں ارسال کیا اسوٹھ دو لون بادشاہوں کے درمیان بنائے دوستی
اور یگانگی نے استقامت قبول کیا اور سلطان محمود نے بھی ابو الطیب سہل بن سلیمان مملوکی کو کہ ائمہ اہل حدیث سے تعلق رکھتا ایک غلن
کے حضور میں بھیجا ساتھ خطبہ کریمہ کریم اسکے سے رغبت کی اور نفائس سیدی پو اقیست اور لعل ہائے قیمتی اور مالے مروارید و مرجان
اور ہضہ غنہ و ادنی سیم و زمشون و شہموہات کا نور اور تبرکات ہند اور عود کے درخت اور شمشیر ہائے آبدار اور پیلان جنگی کو پیکر
مالیس اور مناطق مرصع سے آراستہ دیکھنے والوں کی آنکھ اسکی چمک سے حیرہ ہوئی تھی اور گھوڑے روموار بازین زر و ساز ہائے
جمع ہائے ۱۲ جمع ہائے ۱۲ مرصع اسکی صحبت سے روانہ کیے اور امام ابو الطیب سہل جب ترکستان کے ملک میں پہنچا اس ملک کے ہالی اور سردار ایک خان
کے حکم کے موافق کہ اکثر لوگ ترکستان کے اسکے عہد فرزندہ حمید میں شرف اسلام سے منصرف ہوئے تھے اسکے اعزاز و اکرام میں
نہایت مبالغہ بجالائے اور امام ابو الطیب اسوقت تک کہ ایک خان کی ملازمت میں فائز ہوا اور کنہ میں مقیم کیا اور ایسے
درتیم نے کہ واسطے تحصیل اس دردریائے ترکستان کے خواص کی تھی دستیاب کر کے ساتھ نفائس اور غرائب اس ولایت کے مثل
زرخا نص و رسیم ناب و کرکینان خطائی اور ماہر و بیان جینی اور قاتم درنجاہ و روموار اور انواع تبرکات و دیگر بارگشت کیلئے فائز الملام
ہو کر سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہوا اور بسبب اس خدمت پسندیدہ اور کار نامیاں کے صدر انواع عواطف شادمانہ
اور مہر و اقسام مہر خمر و نہ ہوا اور اسکے بعد مدت ہائے مدیدہ و عرصہ ہائے بعید تک سلطان محمود اور ایک خان
کے درمیان میں دوستی اور یگانگی کی بساط گسترہ تھی یہاں تک کہ چشم زخم ایام نافہ جام اور سعایت تمام با انجام سے محبت ساتھ
عدالت کے مبدل ہوئی جیسا کہ عنقریب میں کاشمیر اللہ کی توفیق سے قلمی ہو گا اور سلطان محمود اس قول کے لحاظ سے تمام مالک
میں مشہور ہوا تھا کہ میں اکثر سنوات کی مہلت سلطنت سے فارغ ہو کر دیار ہند میں جا کر اسم غزا اور لوازم جہاد بجالاؤنگا
اس واسطے ماہ شوال ۳۹۱ھ میں سوا یکا نوے ہجری میں غزنین سے بھر غریمت ہندوستان کی اور دس ہزار سپاہیوں کے ساتھ
غفر مقاب بیکریشاد میں آیا اور جیال نے بارہ ہزار سوار اور تیس ہزار پیادہ و تین سو زخم فیل سے مقابل ہو کر کھڑک
آراستہ کیا اور محرم کی آٹھویں و نوبتہ کے دن کہ ۳۹۱ھ میں سوا نوے ہجری تھے فریق ناجی اور فریق ماری سنگم ہو کر
لوازم شجاعت بجالائے سلطان محمود ساتھ فتح اور فوری کے اختصاص یا کر فاری طقب ہوا اور جیال پندہ تن
فرزندوں اور عزیزوں سے اسیر ہوا اور پانچ روزہ قتل ہوئے اور غریمت نیشاپور اتھائی انہیں سے سولہ ہائے مرصع یعنی ہائے

اور دوزی کو بہ ہوا اور خوش آب و ہوا کی گردن سے اتار کر سلطان محمود کے ملاحظہ میں گذرے تھے مگر جو ہیرو نے قیمت ایک ماہ کی ایک لاکھ اسی ہزار دینار سرخ مشخص اور مقرر کیے اسکے بعد سلطان محمود پیشاور سے قلعہ ہندہ میں گیا اور انصاف اتنی سے اسے بھی مسخر کیا اور چونکہ موسم بہار قریب پہنچا تھا سلطان محمود نے لوہاوغری سے جیپال اور دوسرے اسیر فکوباج اور خراج قبول کر کے بعد امان ویکر مالی بخشی اور بہت سے افغان کے رئیسوں کو تہ تیغ کیا اور بعضوں کو چاکرون میں منسلک فرما کر معاہدہ فرمایا کہ تین ہندو کے طریقہ میں وہ ہر کوئی جو راجہ کو دوزیہ مسلمانوں سے شکست پاوے یا قید ہووے دوبارہ سلطنت کا شائستہ ہوا اور گناہ اسکا آگ کے سوا پاک نہ ہووے اس واسطے جیپال نے اپنے فرزند ندپال کو واپس کر کے اپنے تین آگ میں ڈال کر جلایا اور سلطان محمود ماہ محرم ۳۳۵ ۳۳۶ میں پورٹوٹو میں پھر پستان کی طرف روانہ ہوا اور ضیف کو اس مرتبہ غزنین میں لایا اور دوبارہ ہندوستان جا سکی اسے ہوس ہولی اور ۳۳۵ میں سو پچانوے میں شہر ہاٹن کی شہریت فرمائی اور ملتان کی حدود سے گذر کے ظاہر ان میں وارد ہوا اور وہ ایسی دیوار رکھتا تھا کہ اس کے شرارت میں پہنچ سکتا تھا اور خندق اسکے گرد و گرد محیط کے مانند وسیع اور عمیق تھا کیے راو نامی و ہاتھ راجہ تھا اور رجال و دنیا کی کثرت سے نہایت غرور اسکے سر ہر مغز میں جا کر بن بھا اور امیر ناصر الدین بک گیلان کے امیر کا ہندوستان میں رہتے تھے اٹاعت نگر تا تھا اور جیپال سے بھی جیسا کہ شرط فرما کر ہو پیش نہ آتا تھا جب سلطان محمود اسکے ذریعہ کیواسطے اس طرف فوج کش ہوا بکے راو بھی اپنی سپاہ فراہم کر کے لشکر اسلام کے مقابل صف آرا ہوا اور درمیان میں دونوں گروہ کے تین روز علی الاطلاق کارزار اور حرب و ضرب قائم رہی اور محمود نے منظور سے شخص نہوا قریب تھا مجاہدان اسلام کو چشم زخم پہنچے اس سبب سے جو تھے وزیر سلطان محمود نے اپنے لشکر میں پیمانہ دی کی کہ آج جنگ سلطانی ہوگی چاہے کہ ہر دم آرد و ملازم اور غیر ملازم جوان اور پیر جادو پرست ہر میدان جنگ میں پیش قدمی کریں اور راجہ بکے راو بھی مسلمانوں کی غریت سے رات ف ہوا اور بختانہ میں آیا اور اپنے محبوبہ سے ملگ طلب کی اور ہندوؤں کو سلاح بندی کا حکم دیا اور نہایت شان و شوکت سے شہر سے برآمد ہو کر زرنگاہ کی طرف روانہ ہوا امرائے اسلام ہمینہ اور پیسہ سے دست بقبضہ خوش و خوش میں آکر ایک بارگی لشکر کفار پر حملہ درپوئے اور چاشت کی وقت سے ظہر تک لازم حرب و ضرب پیش ہو پچائے اور طرفین سے کشتوں کے پستے ہوئے لیکن عجز و ضعف کی علامت کیسے چہرہ پر عیان نہوتی تھی سلطان محمود بھی قادر و الجلال اور معبود و الانزال کی درگاہ کی طرف رجوع لایا اور حضرت رسالت بناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پر فتوح سے استمداد اور استعانت طلب کی اور بہ نفس نفیس قلب لشکر کو ہمراہ یک لشکر کفار کے قلب تباخت لایا اور انکی جمعیت کو پیشانی کر کے بسا کیا اور بکے راو لشکر شکستہ کو ہمراہ لیکر قلعہ بند ہو سلطان محمود نے محاصرہ کر کے خندق کے پاس کا حکم صادر کیا قریب تھا کہ خندق خاک اور سنگ اور جوب سے بڑھو بکے راو تیرا اور مضطرب ہوا اور لشکر اپنا سلطان محمود کی سپاہ کے مقابل چھوڑا اور رات کو اپنی خواہوں کو لیکر قلعہ سے برآمد ہوا اور بھاگ کر ایک جنگل میں بیشمارے آب سند کی حوالی میں پناہ لی گیا سلطان محمود نے اس حال سے مطلع ہو کر ایک فوج دیران اسلام سے اسکے تعاقب میں تعین فرمائی اور شہر ان بیشہ و غنائے اس کا جو پروغا کو اس بیشہ میں جاتے ہی نقطہ پر کار کی صورت چاروں طرف سے گھیر لیا اور راہ گزیر نہی بکے راو نے شہر کو اپنے سوا اپنا منہ نہ دیکھا اور اپنے ہاتھ سے خیران کھینچ کر اپنے سینہ پر لٹک کر چاک کیا غازیان اسلام نے اسکا سر سلطان محمود کے پاس ملا گیا اور تیغ بیدار سے اس کے ہر سینہ میں متابعون پر حکم کے ایک خلق کثیر مقتول کی اسکے بعد دھواور اسی زنجیر نیل و برہہ اور خنائم بیشمار دستیاب ہوئے اور وہ شہر اور اسکے باشندے سلطان محمود کے ملک محروسہ میں شامل ہوئے

اور سلطان محمود نے مظفر اور منصور ہو کر غزنین میں مراجعت فرمائی اور ۹۶۷ھ میں سو چھیا نوے ہجری میں ملتان کے تسخیر کی عزت کی اور لشکر کے حضار کا حکم نافذ کیا اس لیے کہ ملتان کا دلی شیخ حمید لودھی امیر ناصر الدین سبکتگین سے اخلاص کا طریقہ سلوک رکھ کر خدمات شائستہ پیش پہونچا تھا اسکے بعد اسکا بوا ابو الفتح داؤد بن نصیر بن شیخ حمید کہ ملاحدہ سے تھا ابتدا میں اپنے باپ داؤا کی سنت پر عمل کر کے آپکو سلطان کے ملازم نہیں شمار کرتا تھا لیکن اس زمانے میں کہ لشکر اسلام بلدہ ہماٹنہ کے محاصرہ میں مشغول تھا داؤا اپنے خارج عقل سے سرکار اعمال شائستہ کا مصدر ہوا سلطان محمود نے اس سال صلاح وقت نہ دیکھ کر غلامان سے طرح ویکچہ نہ کہا دوسرے سال انتقام کا عازم ہوا اور زرین الاخبار کی روایت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جب سلطان محمود کے ارادہ سے واقع ہوا راہ خلافت میں روان ہوا اور نندپال جیپال کہ سردارہ تھا شکست کھا کر کشمیر کی طرف بھاگا اور افسی میں مروی ہو چیا ابو الفتح سلطان محمود کی خبر آمد لشکر سرایسم ہوا اور نندپال کو سلطان کے ارادہ سے آگاہ کر کے ملک چاہی اور اسنے اسکی مدد پر بہت باندھی الاہوری سے پیشا ور روانہ ہوا اور اپنے امپرون کی ایک جماعت بھیج کر سلطان محمود کی سردارہ کی تو اسکی روانگی کے مانع ہون سلطان محمود یہ باجرا دیکھ کر غضب ناک ہوا اور لشکر کو نندپال کی جنگ اور اس کے بلاد کی پامالی کا حکم دیا غازیون نے حکم کے موافق اس کے سردار دن کو کہ جسارت کا علم بلند کر کے رو بروائے تھے تیغ قہر سے سنگ نقرہ انکی جمعیت میں ڈالا اور نندپال اس حال سے آگئی پا کر بھاگ گیا جب سلطان محمود کا لشکر اس کے تعاقب میں سو درہ کے اطراف اور آب چخاب کے ساحل پر پہونچا نندپال ہراسان ہو کر کشمیر کے پہاڑوں پر بھاگا اور سلطان نے اسکا تعاقب مناسب نہ دیکھا اور بہندہ کے راستہ سے ملتان کی طرف کہ اس پورش سے غرض صلی اسکی ملتان کی تسخیر سے تھی روانہ ہوا اور ابو الفتح نے جب مشاہدہ کیا کہ مقدم ملوک ہند کو کیا پیش آیا ناچا و قدامت کی صلاح نہ دیکھی قلعہ بند ہوا اور عجز وزاری کا دروازہ مفتوح کر کے متعدد ہوا کہ میں ہر سال میں ہزار درم سرخ بلا عذر داخل کرونگا اور احکام شرعی جاری کر کے مذہب الحاد سے احتراز کرونگا سلطان محمود اس کے بعد سات روز ملتان کو محاصرہ کر کے اس قرار پر صلح کے معاہدات کے تہیہ میں مبتلا کہ وقتاً مسرعان اس سلطان جاذب حاکم کے پاس سے پہونچا اور ایلک خان نے لشکر پہونچنے اور انکی خرابی کی خبر دی سلطان محمود نے بھیجیل تمام مہمات بہندہ کے ساتھ سکھ پال کے کہ راجہ ہائے ہند کے فرزند میں سے تھا اور پیشا ور میں ابو علی تجوری کے ہاتھ میں گرفتار ہو کر مسلمان ہوا تھا اور اسے آپ ہا شاہی کہتے تھے رجوع کر کے غزنین گیا اور شرح ایلک خان کی داستان کی بون ہو کہ مدت مدید تک بسناط محبت و مودت سلطان محمود اور ایلک خان کے گسترہ رہا اور علاقہ مصاہرت اور دامادی کا مستحکم اور استوار رہا یہاں تک کہ چند مرتبہ مذکور ہوا اپنے مفسدون کے فساد اور سخن چینیوں اور چغلیوں روئی چغلیوں کے سبب وہ صداقت عداوت کے ساتھ تبدیل ہوئی اور جب سلطان محمود نے ملتان کی طرف نہضت فرمائی اور خراسان کا میدان ولیران شیرانگن کی مہابت سے خالی ہوا ایلک خان نے فرصت باکراں ولایت کی تسخیر کی بلع کی اور سیادش گین کو کہ اسکا سپہ سالار تھا اطراف و جوانب سے فوج بحساب جمع کر کے خراسان کی طرف روانہ کی اور جعفر گین کو بطور جنگی بلع کے دارالملک میں مقرر کیا اور سلطان جازب حاکم ہر ات اس حال سے واقف ہو کر خفا کی حفاظت کیو اسے ہرات سے غزنین کی طرف متوجہ ہوا اور ارحمان خراسان کی ایک جماعت کو سلطان محمود کے ایام نصیبت کی درازی اور راجحیت کے انواع اقتدار کے سبب ایلک خان کے ساتھ ملاحت اور فرمانبردار کا طریق اختیار کیا جب سلطان محمود غزنین میں داخل ہوا ایک لشکر ہاشکواہ اور ایک حشتر ہوا بحر و ج کے مانڈراہم کر کے

بلخ کی سمت روانہ ہوا اور جعفر مکیں سلطان کی فوج کشی سے خبردار ہو کر ترند میں بھاگ گیا اور سلطان جانب سلطان کے حکم کے موافق سیاوش مکیں کی طرف متوجہ ہوا اور بہت سے برآمد ہو کر اور انہر کی غنیمت کی ایک خان نے قدر خان سے جو شاہ چین تھا مدد چاہی اور قدر خان با پنہزار فوج سے اسکی ملک کو آیا ایک خان نے اسکے اتفاق سے آب چیون سے عبور کیا اور بلخ کے چار فرسخ پہونچ کر سلطان محمود کے لشکر کے مقابل فروکش ہوا سلطان محمود نے بنفس نفیس صف کارزار آراستہ کی قلب لشکر پر اپنے چھوٹے بھائی امیر نصیر الدین والی جرجان اور ابو نصر فریعون اور عبدالسلطانی کے سپرد کی اور یمنہ بالتوناش حاجب کے حوالہ کی اور میرہ ارسلان جاذب ورامدے انعامان اور بلخ کے تفویض فرمایا بانسویل کو پیشل افواج بحر مواج کے آگے ایستادہ کی اسطرت ایک خان نے بھی قلب لشکر میں قرار کیا اور قدر خان کو یمنہ جعفر مکیں کو سپردہ میں مقرر کیا حاجب طرفین سے صف کارزار تیار ہوئی جہانک پیک تطرعات اسوار و نکا پرانظر آتا تھا فرووسی نہان گشت خورشید گیتی فروزہ تو گفتی نہ شب بود پیدانہ روزہ شد از سہم سپان زمین لالہ رنگ و زنیہ ہوا شد چو پشت پلنگ و پھر دونوں لشکر مثل و بحر زریق ایک دوسرے کے مقابلے کو آئے اور گھوڑوں کی صدائے آسمان کے کان بہرے کیے اور تارازوں نے اپنے سم کے غبار سے فضا سے سپر نہرہ کیا اور آتش جنگ حملہ کی ہوا سے افروختہ ہوئی اور شمشیر ابلار و سنان شعلہ کراہی آبیاری سے خون و لاد و نکاحہر کی خاک میں آمیختہ ہوا اور ایک خان غلامان خاص کی افواج ہمارہ کی انہی صف سے برآمد ہو کر اور گیون مشغول ہوا سلطان محمود شدت ترکان ایک خان کی مشاہدہ کر کے گھوڑے سے اتار اور فرج واری سے منہ اپنا خاک چوڑ کر ہلکے حضرت ذوالجلال سے لفر و نصرت کی مسئلت کی اور نذر اور حدتات اپنے اوپر واجب کیا اور فضل آبی پر اعتماد کر کے فیصل مست پر سوار ہوا اور شیریاں کے مانند ایک خان کے قلب لشکر پر جا پڑا جو کہ اسکی نظر فضل رہب پر تھی ناگاہ عنایات سبحانی سے اول مرتبہ سلطان محمود کے فیصل مست نے ایک خان کے طہدار کو خرطومی میں لپیٹ کر سنگریزہ کی طرح پھینک دیا اسکے بعد ترکوں کی صف کی طرف خلق کثیر اور جرم خف کو حرمہ ہلاک میں داخل کیا حاجب و لیل صف شکن سلطان نے مشاہدہ کیا کہ سلطان محمود قادر بیجاں کے فضل سے ایسے فیصل مست سے دشمنوں پر حملہ آور ہوا کیبارگی جوش و خروش میں آنکھ چپ و راست سے صفوف اکھڑا پر جا پڑے اور تیغ بیدریغ کی ضرب و لرعن سنان جابستان سے ترکوں کو خاک مذلت پر ڈالا بہانہ کہ ایک خان اور قدر خان اپنی زندگی سے مالوس ہوئے اور بہرہ ارجیا محکوم سے باہر گئے اور برن کے مانند بھاگ کر آب چیون سے عبور کیا اور اپنے ممالک محروسہ میں کسی مقام پر پاگ نرو کی اور دوبارہ خراسان کے تسخیر کا خیال اپنے سر بنیخزمین نہلائے اور تارما رنج مینی میں مسطور ہو کر یمن الدہ سلطان محمود نے ایک خان کی تہمت کے بعد تعاقب کی غنیمت فرمائی جو کہ موسم سرما تھا اور اس حد و دین سرودی اور برت ریزی اس کثرت سے تھی کہ تمام لشکر اسکی تاب نہلا سکا اکثر سے امرا اس امر سے راضی نہ تھے لیکن سلطان محمود بنفس نفیس اسبارہ میں کچھ تھا ناچار و کوچ اسکے تعاقب کیا تیسری شب کو بیابان میں برت عظیم اور سوائے شدید نے نرو شو کر کیا اہلکاروں نے سلطان محمود کو سوائے ایک بار گاہ ایستادہ کر کے منقل پشمار حاضر کین جیسا کہ اکثر حضرات مجلس گرمی کے سبب سے چاہتے تھے کہ جاوے و مستانی بدن سے دور کرین اتنے میں مسے دلچک سلطان محمود کی بارگاہ میں حاضر ہوا سلطان نے ناز و نافرست دلچک سے فرمایا کہ تو باہر جا اور میری طرف سے سرما سے کہہ بیان کند فی تیری کہا پیہم بیان گرمی کے سبب سے فریب ہو کہ سردی کا جامہ اپنے ہاتھ تبدیل کرین دلچک حکم کے موافق باہر گیا اور کچھ عرصہ کے بعد واپس آیا اور زمین او ب کو بوسہ دیکر عرض کی کہ غلام نے حضور کا پیغام

سرا کو بہو بچایا وہ کتا ہو کہ اگر ہر سردست میرا ہاتھ سلطان اور اسکے مقبولوں کے دامن تک نہیں پہنچتا ہو لیکن تلقیوں اور شاگرد پیشہ کی آج شب کو ایسی خدمت کرونگا کہ کل حضرت سلطانی اور اسکے مقرب اپنے گھوڑوں کی تیمارداری اور خدمت گریں گے اور ہاری طرف سے عیار خاطر شریف بن نہ بیٹھے سلطان نے اگرچہ سوت خوش طبعی سے ظاہر ہو گیا لیکن اس غمیت سے دلیں نشیاں ہوا اور کوچ کا حکم صادر فرمایا ناگاہ اسی شب کو ہندوستان کی طرف یہ خبر جمع مبارک مین پہنچی کہ آب سار تھری سے مرند ہو کر دین اصلی سے بھر گیا اور اس میدان کو خالی دیکھ کر بادشاہی عامل کو اس دیار سے نکال دیا اس واسطے سلطان نے علی الصبح عنان غمیت ہندوستان کی طرف معطوف فرمائی کوچ بر کوچ روانہ ہوا اور ان کو کہ ہندوستان مین جاگزین اور ریاست رکھتے تھے بجناح متعجال پیشتر روانہ فرمایا کہ وہ آب سار کو گرفتار کر کے دربار مین حاضر لائے سلطان محمود نے چار لاکھ درم اس سے لیکر اپنے خزانچی مسے تلکین کو عنایت کیے اور آب سار کو قید کیا ہانک کہ اسکا مرغ رو قفس تن سے پرواز کر گیا اور اسوقت آنحضرت نے عطف عنان کر کے غزنین مین رونق افروزی کی اور بستر سحر تہمت پر کینہ زن ہو کر آرام فرمائی اور ۹۳ھ مین سو ترانوے ہجری مین اندبال کی گونہ مالی کا آہنگ کیا اور وجہ اسکی یہ تھی کہ اسنے عین تعدد تہمت مین سب اہلی کی تھی لشکر دہم کر کے ہندوستان سے لوٹن کا عازم ہوا اور یہ خبر سننے ہی اندبال بھی کارزار پر آمادہ ہوا اور ہندوستانی راجاؤں سے استمداد طلب کی یہ لوگ جو اہل اسلام کی دفع اندک موجب حسناات اور ترقی درجات جانتے تھے ناچار بقصد صواب ہند اور اطراف کے تمام راجہ اسکی استمداد پر آمادہ ہوئے یہاں تک کہ دھین اور گوالیار اور کالنجر اور قنوج اور دہلی کے راجہ فوج فوج لشکر سے پنجاب کی طرف متوجہ ہوئے اور زیادہ تر اس سے کلامیز ناصر الدین سلجوقی کے عہد مین لشکر قلمبند ہوا تھا اس مرتبہ فوج کا جائزہ لیکر اندبال کو سردار کر کے سلطان کی حرب پر آمادہ ہوئے اور پیشاور کے صحرا مین سلطان محمود کے لشکر کے قریب جا کر چالیس روز تک مقابلہ کیے برابر کیے اور پانچویں سے کوئی جنگ بصدقت اور پیش قدمی نہ کرنے تھے لیکن روز بروز لشکر کفار افزون ہوتا تھا اور اطراف و جوانب سے انھیں مدد پہنچتی تھی یہاں تک کہ کفر کے کفار بھی اس سرزمین ہنود سے ملحق ہوئے اور ایک حشر عظیم برپا کیا اور مسلمانوں کی حرب مین ایسے سامی ہوئے کہ انکی عورتیں اپنا زیور فروخت کر کے اور در و در سے خرچ اپنے شوہروں کی مدد کے لیے بھیجتی تھیں تو مصارف ضروری سفر مین صرف کر کے مسلمانوں کی حرب مین کوشش کریں اور جو عورتیں کہ مقدرت نہ رکھتی تھیں چہ خضرئی اور زردی کے کچیرے کچیرے مردم لشکر کو اسلئے ارسال کرنی تھیں جب سلطان نے بخوبی دریافت کیا کہ کفار اس مرتبہ فدیوں کے مانند سلوک کرتے ہیں البتہ جنگ مین شرائط احتیاط بجا لایا یعنی لشکر کے دو طرفہ خندق وسیع اور عمیق کھدوائی تو جانبین سے کفار پلٹے نہ سکے اسکی بعد حرب مین قیام کے ہزار جوان تیار انداز حکم کے مطابق آگے جاتے تھے اور کفار کو جیلہ ڈاس سپاہیانہ سے جنگ پر آمادہ کر کے اپنے لشکر گاہ کی طرف کھینچ لاتے تھے اور غازیان اسلام اتفاق حسنہ سے انکے دفع مین مشغول ہوتے تھے اور باوصف اس احتیاط کے کہ سلطان کل مین لایا تھا تیس ہزار کفار سردار ہندو ہر ایک جریہ غیر مکر ہاتھ مین لیکر دونوں طرف سے عین کارزار مین بدو طرفہ خندق سے عیسوی کیا اور سواران اسلام پر آہٹے اور انسان اور کھوکھو کو لشکر اسلام کے زخمی ہونے اور زخمی اور زخمی سے کرنے کے خلاصہ یہ طرفہ العین مین تین چار ہزار مسلمانوں کو شہید شہادت پہنچا کر دو طرفہ جوان مین داخل کیا اور اسلئے انفرمی سے انکی نیت خاص یہ تھی کہ سلطان کہہ کے پیادہ و جنگی شہر سے معرکہ سے کنارہ کش ہو کر اس روز جنگ متوقف رکھے جو خدا تعالیٰ تعاقبت سے قضیہ بالعکس طور مین آیا کہ ناگاہ وہ فیل کی چپاں نہ پال سوا تھا صدارے لفظہ جنگ سے راسخ ہو کر بھاگا اور اطراف کے لشکر نے لوگ ہند کے

زار کا گمان کر کے سب نے نہایت کی راہ ناپی اور عید اللہ طائی پانچزار سوار عرب سے اور ارسلان جاذب نے دو ہزار ترک افغان اور خلیج سے دو شہادہ روز فروریوں کا تعاقب کیا اور آٹھ ہزار تیغ کے گھاٹ اتارے اور تیس زینجہ فیمل اور غنیمت بشمار فراہم کر کے سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے سلطان اس فتح کے بعد تقویت دین محمدی کیواسطے نگر کوٹ کے جہاد اور وہاں کی بہت شکنی کا غم بالجزم کر کے روانہ ہوا اور اس عہد میں وہ قلعہ کے ساتھ قلعہ بھیم کے موصوم اور مشہور تھا سلطان نے مراحل اور منازل کے بعد جب قلعہ بھیم کے اطراف میں پہونچا حکم اسکے محاصرہ کا دیا اور کسکے اطراف و جانب کے باشندوں کے قتل سے اپنے تئیں معاف نہ کیا اور وہ قلعہ راجہ بھیم کے عہد میں ایک بہار کے قلعہ تعمیر ہوا تھا اہل شہر اسکو نبونکا غزنوی جانتے تھے اور اطراف و اکاف کے راجہ زرقند اور جواہر کے علاوہ انواع نقائس اور خائف و ڈان بھیجتے تھے اور اس امر کو سبب تقرب درگاہ احادیث تصور کرتے تھے اسوجہ سے طللا اور زقرہ اور جواہر اور دروہر جان اس قلعہ میں استقر جمع ہوا تھا کہ جوہری و ہم اسکا حساب نہ کر سکے اور کسی بادشاہ کے خزانہ میں فراہم نہ تھا جو قلعہ ابطال رجال سے خالی تھا اور سوارے براہمہ اور بت پرستوں کے کہ خادمان اصنام سے مراد ہر سمن ساکن نہ تھا اسواسطے رعب درہم اس فواج سلطانی وہاں کے باشندوں کے دلوں پر طاری ہوا الامان کی صلاحیوں کیوں تک پہونچائی اور میسر سے دن قلعہ کا دروازہ کھول کر سلطان کے رو بہرہ خاک نہایت پر گرے سلطان چند خواص اپنے ہمراہ لیکر قلعہ میں داخل ہوا سات لاکھ دینار سرخ اور سات سو من آلات چاندی سونے اور دوسو من کندر اور دو ہزار من چاندی خالص دریس میں انواع جوہر بھیم کے عہد حکومت سے فراہم ہوا تھا اما ایان سلطانی کے تصرف میں آیا پھر سلطان نے سالما اور غاناغزین کی طرف معاودت فرمائی اور شکہ چار سو چوبیس میں شہر کے باہر چند تخت طللا اور زقرہ کے بارگاہ میں رکھوائے اور وہ عنائتم کہ اس سفر میں ماتہ آئے تھے صحرا میں ایجا کر انبار کیے اہل شہر اور دیہات اسکے تماشے کو جمع ہوئے تین روز تک صحبت اور مجمع رہا سلطان محمود نے جشن عظیم فرمایا اور مستحقون اور برہنہ کاروں کو نذرانہ اور احسان سے مستغنی کیا اور جذب تلوہ میں کسی طور قصیدہ کی اور شکہ چار سو ایک ہجری میں سلطان محمود نے غور پشکد کشی فرمائی اور وہاں کا حکم سے محمد بن سوری دس ہزار مرہا اہل نہ دار استہ کر کے سلطان محمود کی صفوف کے مقابل آیا اور صف آرائی کے بعد طلوع آفتاب سے دو ہزار تک آتش حرب و ضرب شعلہ زن کر کے وادہ آمد انگی اور جو اندوی کی دی جب سلطان محمود نے غوریوں کی جانبازیان مشاہدہ کیں اپنے لشکر کو از روئے قریب کے معرکہ جدال سے روگردان و پسپا کیا اہل غور نے دس گمان سے کہ سپاہ سلطان نے نہایت بائی کھائی سے کہ اپنے گرداگرد دنیا کی حتی برآمد ہو کر پھیل گیا جب نقصان صحرائیں پہونچے سلطان محمود کی افواج دریا موچ سیل شدید کے مانند بھر پڑی انہیں اکثر لوگوں کو قلعہ شمشیر آڑے لے اور جزاآت کا قدم پڑھا محمد بن سوری کو دستگیر کر کے سلطان محمود کے رو بہرہ حاضر کیا محمد بن سوری نے دوزالام و نجوم علم سے بیہرہ کا نگینہ کھا کے مجلس سلطان میں اس عالم فانی سے کوچ کیا اور وہ ولایت اما ایان سلطان کے تخت نصف میں آئی اور تاریخ یمنی میں مرقوم ہے کہ غور کے کام اور وہاں کی رعایا نے اس عہد تک دین اسلام نہ قبول کیا تھا لیکن صاحب طبقات نامری اور فخر الدین مبارک شاہ رودی کہ سلطان غور کی تاریخ سلطنت نظم میں پہونچی ہے انکا یہ قول ہے کہ اہل غور امیر المومنین اور یعسوب الموحیدین سدا اللہ الغالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے عہد خلافت میں مسلمان ہوئے ہیں اور بنی امیہ کے عہد میں تمام مالک اسلام نے حرف بیاحضرت رسالت پناہ کے خاندان پر کیا ہے لیکن غور کی ملکیت میں کسوجہ سے ترک ملک کے نمونے اس سبب سے جس ملکیت کو تمام مالک برہنہ اور مباحات ہو اور اس سال سلطان محمود دوبارہ غزین سے ملتان آیا اور جسے جو قعر سے

مفتوح کیا بہت سے قراطہ اور ملاحہ کو تہ تیغ کر کے دارالبوار پہونچایا اور بہتوں کے ہاتھ اور پاؤں قطع کیے اور داؤد بن نصیر کو زندہ گرفتار کر کے اپنے ہمراہ غزنین میں لے گیا اور غور کے قلعہ میں محبوس کیا یہاں تک کہ اس میں ہلاک ہوا اور نہ کہ جاسود و دھرمین سلطان محمود کے ولایت میں دوبارہ ہلاک ہوئی تھانیسہ کی طرف سے کہ مالک ہندوستان سے ہر متوجہ ہوا اور غزنیہ کا سبب یہ تھا کہ یہ خبر جسکے مع مبارک بن گوش زوہدی تھی کہ تھانیسہ کفار کے نزدیک عزت و احترام میں بالائتیبہ مثل ملک مغلیہ کے ہوا اور وہاں قدیمی ایک تہخانہ ہوا اور اس میں بہت کثرت سے نصب کیے تھے اور اعظم اعظام انکا جگہ سدھ نام رکھتا ہوا اور انکا کہ اسکا نام میں جیسا کہ جان پیدا ہوا یہ وہ بہت بھی تھا اور سلطان غازی جب مالک پنجاب میں داخل ہوا چاہتا تھا کہ بسبب اس کے ہمارے پرچام کے کہ اس کے اور زبیر پال کے درمیان فتنہ ہوا تھا غور کے اور کسی اور کا صدر سے و غزنیہ عبور کیا کہ وجہ اس کی ملکات کو نہ ہو پہونچا سوچ سے ایلی ہند پال کے دربار کو بھیجا کہ اطلاع دے کہ میں تھانیسہ کی عزت رکھتا ہوں تبھی لازم ہو کہ ایک جماعت اپنے معتمدین سے ہماری کو کس ہالوں میں ملازم کرے کہ جو بہت کمزیر سے متعلق ہو سپاہ گردن اشتباہ کے صدر سے محفوظ رہے ہند پال نے فرمانبرداری فرمان واجب الاموالان اپنی بقائے دولت کا سبب لکھ کر عزت تمام اسباب دنیا سے مہیا کیا اور اپنی ملکات کے تہخانہ اور تہخانوں کو حکم دیا تو ہر قسم کے ہشیاشملی روغن اور عسل اور جہجہ کی محتاج لشکر سلطان کے اردو میں لے جایا کہ اسکا نام کریں کہ گھر میں اس کی طاہرہ ہو سنا اور دونوں ہزار اپنے بھائی کے ہمراہ کہ سلطان کی خدمت میں لے جایا کہ عرض کی کہ زبیر و سلطان اور زبیر و دار ہوا اور دونوں اعتقاد سے متبرک بارگاہ کی خدمت میں عرض گزار ہو کہ تھانیسہ کا تہخانہ اس ملک کے باشندہ دن کا معبد ہوا اگرچہ حضور کے مذہب میں نہ تھا اور حصول سناٹا اور مزاج سناٹا کا سبب ہوا اور یہاں تعلقہ نگر کوٹ کی بہت سنگینی میں حاصل ہوا اب یہ خدمت گار جان تہا عرض کرنا ہوا اگر سلطان اعلیٰ بھائی فرار دیکر ہر سال خرچ اس ملک کی رعایا پر لازم کرے مراجعت فرما دین یہ کمترین بھی اس لشکر میں کہ اسکا اس قدر باریک معروض قبول میں پذیر فرمائی ہر سال پچاس ہجیرہ خیل مع تحف و ہدیائے نفیسہ درگاہ غزنیہ اشتباہ میں مرسول کیا گیا سلطان نے جواب دیا کہ یہ مسلمانوں کے مذہب میں ایسا ہو کہ وہ حیدر زرعیت غرا کی رواج اور کفار کے معبد یعنی تہخانوں کے انعام میں کوئی شکر نہیں یوم ابراہیمین ابزیا وہ تریا وین اور جو نیت ہالوں وہ ہر کہ ہم مسامحہ جلد سے بہت پرستی ہم ہندوستان کے نام نہ دینے بالکل باطل کریں کیونکہ یہ تھانیسہ کے فصیح غزیت میں لا دین الغرض جب یہ خبر وہلی کے لیکہ کو پہونچی ہالی اسلام کے حرب پر آنا وہ ہوا اور ہندوستان کے اہل و عیال میں ایلی بھیجا کہ پیغام دیا کہ سلطان محمود جنوبا و حدود سے تھانیسہ کی طرف سے ہمارے مالک سے ہر متوجہ ہوا ہوا اگر پیشتر سے اس سبب اب نہ کا بندہ حکم باندہ حیدر کے معتمدین اس ملک کے معتمدین ہوں ہوا کہ جو کہ تیرے معتمدین کے دولت کا انمال بیخ و بن سے اکھاڑا گیا بہتر یہ ہو کہ تم سب ہالی حکم اپنی افواج سے تھانیسہ میں جمع ہو کر اور ہم سب یکدل ہو کر غور غار پر کریں لیکن سلطان محمود نے کفار کے اہتمام سے پیشتر تھانیسہ میں پہونچا اور شہر خالی دیکھ کر کہہ بیٹھے تمام غارت کیا اور حضرت ابراہیم کی طرح تہوں کو ٹوڑا اور ایک سو کو تہوں میں بیجا تو خلائق کے سر راہ اسے ڈاکر پچا سپر بنا دین اور اس قدر خزانہ بنکدوں سے دستیاب ہوئے کہ شمار اسکا حد سے باہر ہوا اور حاجی محمد فندھاری کی روایت سے یہ واضح ہوتا ہوا کہ ان تہخانوں میں سے ایک قطعہ باقوت سرخ کا ایسا دستیاب ہوا تھا کہ اسکا وزن چار سو اور پچاس مثقال تھا اور اس سنگ در و موہنگ در رنگ کا جو انہیں کسی نے نہ دیکھا نہ سنا تھا سلطان نے اس فتح کے بعد وہلی کی تسخیر کا ارادہ کیا ارکان دولت نے عرض کی کہ وہلی کو قوت نہیں ہوگی کہ پنجاب کی سلطنت

یک قلم بابیان سرکار کے تصرف میں آئے اور نند پال کے سبب سے بالکل دلجمعی پر اسے سلطان کو یہ بات پسند آئی اور وہ غزیت فسخ کی اور تخمیناً دو لاکھ ہندی اس ولایت سے غزین میں لینگیا کہتے ہیں غزین کو بھی اس سال بلاد ہندوستان سے شمار کرتے تھے کسبہ اسطے کہ ہر ایک لشکر سلطان کا ہر فرد انسان مالک اس قدر کثیر اور غلام ہوا تھا کہ ہر ایک کے چار سو اور تین ہجری میں التوتناش سپہ سالار اور ارسلان خان حاذب نے جوہستان فتح کر کے اور شاہ سارلوہ نص کو جو وہاں کا حاکم تھا غزین میں گرفتار کر لائے اور کہتے ہیں کہ جب وقت شاہ سارکو قید کو کے غزین میں لائے تھے ایک غلام شاہ سار کا موکل تھا اسنے ارادہ کیا کہ غزین کے پہونچنے سے پیشتر خاتون کو اپنے ہماری احوال پر خبر کرے پھر شاہ سار کو نامہ تحریر کیا کہ ایک خلیف دی ہر چند شاہ سار نے اس امر سے انکار کیا فائدہ نہ بخشا شاہ سار نے ناچار قلم اٹھایا اور یہ عبارت تحریر کی کہ تم فخریہ ایک بار وایم شوخ چشم تبرہ روزگار سب کچھ یہ تصور اور خیال ہو کہ تیرے انفعال تشیعہ اور اعمال فحش میرے گوش زد ہونے اور ضائع کرنا میرے مال کا اپنے تحصیل مرادات میں میرے خاطر نشان ہونا میں خوب واقف ہوں کہ تو زمانہ شراب خواری اور اوقات حریف کی ناز برداری میں سراپا لیس کرتی ہو اور میرے خانان کو بخمار صرصر دینا میرے برباد دیا تو نے اور میری آبروریزی کو کہ خاکِ ندیت در سوئی میرے سر پر گرائی اگر حق سبحانہ تعالیٰ کے افضال سے منع الخیر و عافیت پھر وطن پہونچتا ہوں تیرے کردار بد کی سزا دیتا ہوں اور تیرے اعمال شریست کی جزا تیری آغوش میں رکھتا ہوں بھنا مہ اختتام کر کے سرنامہ پر مہ کی اور غلام کے سپرد کیا جب وہ نامہ خاتون کو پہونچا اور مضمون معلوم ہوا دھوان غم کا اس ضعیفہ بچاری کے دماغ سے برآمد ہوا اور اپنے دل میں یقین کیا کہ دشمنوں نے میرے شوہر سے سخنان و دروغ کہ کمر میری نسبت تمہمت چند کی ہیں اسلئے وہ شوہر کے فوت سے اپنی خواہوں کو لیکر مکان سے نکل گئی اور گوشہ میں پوشیدہ ہوئی اور غلام نے شاہ سار کو غزین میں پہونچایا اور اپنے مکان میں گیا دیکھا کہ محل سراسر اکادروازہ بند ہی اور آبادی کا نشان مطلقاً باقی نہیں رہا حیران ہوا اور دروازہ کھولا اس مکان کو کہ گلزارِ رم کے مانند نہایت انفراد تھا بیابان نفوطہ کی طرح خشک و رخالی پایا اور کرد باؤ کا انزار پرستار و کانشان نہ ملا کا کالے ہمسایہ کے باشندہ جسے حقیقت حال پوچھی انھوں نے نامہ کے مضامین اور قبائح اور فضائح سے جو سمین ثبت تھے آگاہ کیا کالے نے فریاد و شور برپا کیا کہ میں اس سے وہ فحش نہیں رکھتا پھر خاتون کو طلب کہ کے غدر خواہی کی اور اول مرتبہ جب شاہ سار کو سلطان کے دربار میں لینگے یاران خوش طبع نے یہ ماجرا سلطان کے گوش زد کیا سلطان نے مبسم ہو کر فرمایا کہ جو شخص اپنے جاوہر اعتدال سے باہر قدم رکھتا ہو اور اپنے بزرگ تر سے بطریق ادب پیش نہیں آتا اسکی یہی سزا ہو اور سلطان نے انھیں دلوغین ایک مکتوب خلیفہ عباسی القادر باشندہ کو تحریر کیا کہ جو اکثر بلاد خراسان راقم سے متعلق ہیں امیدوار ہوں کہ بعضیہ بلاد خراسان جو آپ کے غلاموں کے تصرف میں ہیں اس طرف کے لوگوں کو معاف فرما دیں خلیفہ نے سلطان کے ملاحظہ سے یہ التماس پذیرا کی سلطان محمود نے جب دوبارہ خلیفہ بغداد القادر کو نامہ سمرقند کی طلب در عطا سے فرمان میں لکھا خلیفہ نے فرمایا معاوانہ میں باخوبی نکر دنگا اور اگر تو میری بغیر مرضی اسکے لینے کا ارادہ کر لگا ایک عالم تیرے اوپر چڑھا لاؤنگا سلطان رنجیدہ ہوا اور خلیفہ کے ایلچی سے کہا کہ تو چاہتا ہو کہ میں ہزار فیل جنگی لیکر دارالخلافہ ویران کر دوں اور اسکی خاک ہاتھوں کی بیٹھ پر لاؤں غزین میں لاؤں ایلچی روانہ ہوا اور چند عرصہ کے بعد خلیفہ کا نامہ لیکر آیا اسوقت سلطان محمود دربار میں بیٹھا تھا اور غلام صاف باندھکراؤ سے ایستادہ ہوئے تھے اور پیلان کوہ یکو دربار گاہ پر ایستادہ کیے اور لشکر کو تعبید کیا رسول حاضر ہوا اور زمانہ سر بھر تخت کے رد و رد رکھ کر اور امیر المومنین متساویانہ کھڑے سے عرض کی کہ خلیفہ فرماتا ہو تیرا جواب یہ ہو خواجہ ابوالنصر

زور نی نے کہ امیر دیوان رسالت تھا نامہ کھول کر دیکھا کہ اول منامہ پر بسم اللہ الرحمن الرحیم تحریر ہوا اور اس کے بعد ایک
سطر بخت قطعات الہامیہ لکھا کہ آخر اس کے یون فلمی ہوا الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علیٰ رسولہ محمد وآلہ جمیعین کے
سوا اور کچھ فلمی نہ تھا سلطان اور تمام کا تہنہ در نشی حیران تھے کہ آیا اس میں کیا رمز اور کنایہ لکھا ہے ہر ایک بہت ہوشیار میں
وارد ہوا ہر تمام پرچھین اور تفسیر کی کچھ دریافت ہوا خواجہ ابوبکر نستانی کہ اب تک کسی مدارج اور مناصب پر منصوب نہ تھا
قدم جرات کا بڑھا کر عرض کی جو حضور نے دار الخلافہ کی پامالی پاسے بیلان سے تجویز کر کے بیلان تہہ بد کی تھی شاید کہ
اس کا جواب الہم ترکیت فعل ربک باصحاب اخیل تحریر کیا ہو سلطان محمود اس امر کے سنتے ہی بیہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا
گریہ وزاری کر کے اٹلی سے معذرت چاہی اور مع تحف و ہدیہ از دست کیا اور ابوبکر نستانی کو خلعت خاص سے سرفراز فرما کر
صدر دارت برتھمن کیا اور شکستہ چار سو چار چیری میں سلطان نے قلعہ نندونہ پر کہ باضات کے پہاڑ پر واقع ہے لشکر کشی کی
اس عرصہ میں اندیاں کے فوت ہونے سے اس کا بیٹا یعنی جمیال کا پوتا لاہور کا حاکم تھا جو کہ وہ سلطان کے مقابلہ کی طاقت
نہ رکھتا تھا مردان جنگی کا آرزو وہ قلعہ نندونہ میں چھوڑ کر آپ کشمیر کے درہ میں روانہ ہوا سلطان قلعہ کا محاصرہ کر کے لقب یعنی
سنگ درالات وغیرہ سے قلعہ کشائی میں مشغول ہوا اہل قلعہ نے عاجز ہو کر امان چاہی اور اہل امان سلطان کی قلعہ سپرد کیا
سلطان قلعہ کے اسباب پر متصرف ہوا اور اپنے عقید میں سے ایک کو قلعہ سپرد کر کے کشمیر کے درہ کی طرف متوجہ ہوا جمیال کا پیہر
اس امر سے آگاہ ہو کر وہاں سے بھی دو سرے مقام میں بھاگ گیا سلطان اس درہ سے بھی تعلیم بنشیا لے آئے تھرت میں لایا اور
ایک خلق کو دین اسلام سے آشنا کر کے غزنین میں آیا اور شکستہ چار سو چار چیری میں بھی کشمیر کی غزمت کی اور قلعہ لوہوٹ کو کہ
رفعت اور متانت میں مشہور و معروف تھا محاصرہ کیا جب چند ماہ کا عرصہ نقصی ہوا اور یوم برف باری اور شدت سرما کا آیا
کشمیر کی اور ملک سکے پاس پہونچی ترک محاصرہ کر کے راہ غزنین کی آگے لی اور سفر میں راہ گم کر کے ایسے مقام میں جا پڑے کہ کام صحرا
پر آب تھا اور حیطرت جاتے تھے بانی کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا اور بانی میں ایک خلقت کثیرہ ہلاک ہوئی اور یہ پہلا چشم زخم اور
مدہم تھا کہ سلطان محمود کے لشکر کو ہندوستان کے سفروں میں پہونچا اور چند روز کے بعد اس آب و ہوا سے بہتر اشدت اور
حیلہ کے نجات پائی اور اسی سال ابوالعباس مامون خوارزم شاہ نے سلطان محمود کو نامہ تحریر کر کے اس کی ہمیشہ کی خواستگاری کی
سلطان نے اس کے پنجہ عروس تمنّا کو خناسے اجابت سے رنگین کیا یعنی اپنی بہن کو خوارزم میں بھیج دیا اور شکستہ چار سو سات چیری میں
خوارزم شاہ پر ایک جماعت اور باش نے ہجوم کر کے لورس کیا اور شاہ مدوح ان کے دست تسلط سے قتل ہوا سلطان یہ
سامنے سنتے ہی بسبیل محبت غزنین سے بلخ آیا اور وہاں سے پیک نظر کی طرح خوارزم کی جانب متوجہ ہوا جب خضر بدین کہ وہ
خوارزم کا سرحد ہی پہونچا محاطی کو مقدمہ لشکر کے پیشہ بھیجی جس وقت کہ غزنیوں نے نسرل میں اقامت کر کے صبح کی
ماز میں قیام کیا تھا تاش کہ خوارزمیوں کا سپہ سالار تھا قابو پا کر کہیں گاہ سے برآمد ہو کر اہمیس کی طرح مازیون پر تاخت لایا
اور ایک جماعت کثیرہ کو تہ تیغ کر کے روضہ رضوان میں داخل کیا اور بقیۃ السیف منہزم ہوئے سلطان غلامان خاصہ کی فوج جبار
بنشیا اس جماعت کی سرکوبی کی واسطے تعین فرمائی اور ان جانبازوں نے تعاقب کر کے خمار تاش کو گرفتار کیا اور سلطان کے
حضور حاضر لائے اس کے بعد سلطان قلعہ نندونہ پر اسب میں پہونچا خوارزم کی سپاہ اجتماع کر کے مقابل ہوئی حرب شدید اور مدہم و عظیم
کے بعد راہ نہایت شکست پائی اور البتگین بخاری جو ان کا سپہ سالار تھا اسیر ہوا پھر سلطان نے خوارزم میں نہفت
فرمائی اور ابوالعباس کے قاتلوں کو اس کے انتقام خون میں قتل کیا اس وقت امیر حاجب اتو تاش کو خوارزم شاہی کے خطاب سے

مخاطب فرما کر خوارزم کی ولایت کا والی کر کے بطور جاگیر کے عنایت کیا اور رہائشہ بلخ میں مراجعت فرمائی اور ولایت ہرات کی اپنے فرزند ابوسعود کو بخشی اور ابوسل محمد بن حسین زوزنی کو اسکا وکیل کر کے اسکے ہمراہ روانہ کیا اور ولایت گورکان اپنے پسر میر محمد کو دی اور ابوبکر ہستانی کو اسکے ہمراہ کیا اور جب سلطان محمود خوارزم کی ہم سے مطمئن ہوا اس سال کے زمستان درہست میں توقف فرمایا تو سپاہ آرام پاوے اور ششماہ پر سو سو چری میں داخل ہوا اور نہنگام اعتدال لیل و نہار میں کہ سلطان نامیہ کے سبزہ اور بھولون کی سپاہ فضا سے صحرادر بوستان میں کھینچی اور دردی ہشت کی ہوا سے اعتدال و شمس فروریں ہستار سے طلوع غروب غمغوج ہوئے سلطان محمود ایک لاکھ سو اسیا حاصل و بیس ہزار مرد طوعہ الاسلام ہمراہ رکاب جو فواح بلاد ترکستان اور ماوراء النہر اور خراسان وغیرہ سے بنیت جہاد و کذب سلطان کی فوج کے فتنہ طرہت تھے مطوعہ بلاد غمغوج ہوا اگر ششماہ کے زمانے سے آنحضرت کے عہد تک کسی بیگانہ کا ہاتھ اسکے دین میں نہ پہنچا تھا اور غزنین سے اس ولایت تک تین مہینے کا راستہ ہوا اور سات دریا متواج اور ہولناک سے عبور کرنا چاہیے جب تک شہر کی سرحد میں پہنچا تو انکے والی نے تحف اور دیار سے لائق پیشکش کر کے عنایات خسروانہ سے مخیر ہوا اور حکم حکم کے موافق تقدیر و تشکر طہر از روان ہوا اور جیسا کہ سلام قطع کرنے مراحل اور تنازل کے بعد غمغوج میں داخل ہوا ایک قلعہ نظر آیا کہ رفعت سے سر فلک کشیدہ اور شاندار جھانسیں سعیدیل واقع ہوا وہاں کے راجہ دی شہر کوک کا نام کورہ تھا سلطان محمود کی افواج دریا سواج کی کثرت اور شاہ کا قتل و شہمت رکھ کر میرانہ فرسوت ہوا اور مقابلاہ و مجاہدہ کا خیال اپنے دل سے محو کر کے اچھی کاروان اور مدد بھیجا کہ اہل الطاعت و فرمانبرداری کیا اور چونکہ سعادت زلی اسکے دہلیگیر ہوئی رغبت تمام فرزند و نادر ملازمن کو ساتھ لیکر قلعہ سے برآمد ہوا اور نمایات سلطانی اور مرام خاقانی کے سبب سے مخصوص ہوا اور جیسا کہ سیر اسلام کے قول سے بھی یہی ثابت ہوا ہوا اور سلطان محمود تین روز کے بعد میرٹھ کے قلعہ کی طرف متوجہ ہوا و مانگا راجہ سے ہر دو وہ قلعہ مردم معتبر کے سپرد کر کے خود کسیدہ فیل کھل گیا اور اہل قلعہ نے تاب مقاومت کی نہ لاکے دو لاکھ اور پچاس ہزار روپیہ و تیس ہجیر فیل پیشکش کر کے امان ہائی سلطان بھی وہاں سے کوچ کر کے قلعہ مہاولن پر جو آب جون یعنی جہان کے کنارے واقع ہو فوج کش ہوا و مانگا راجہ کلچہ نام ہاتھی پر سوار ہوا اور چاہا کہ دریائے عبور کرے فوج سلطانی ہوا و تشکر طرح تعاقب کنان اسکے سر پر بھیج گئی اسنے پنج پیدار کھینچ کر پہلے اپنی رانی اور فرزند زکا سرکا اسکے بعد خراجہ سینہ پر مار کر رخت ہستی دار البوار میں کھینچا اور اس ولایت سے اسقدر غنیمت ہاتھ آئی کہ نامہ دوزبان اسکی شرح سے عاجز ہو چنانچہ از انجلاشی فیل کوہ تمثیل تھے اس مہم کے فرائع کے بعد سمع شریف میں پہنچا کہ اس سدود میں ایک شہر ساتھ شہر کے مشہور ہوا اور کرشن باسدیو کا مولد ہوا اور ہندو اسے پیغمبر اور محل حلول واجب تعالیٰ جانتے ہیں اور شہر تھلر مموری اور آبادی میں نظیر نہیں رکھتا اور اسقدر عجائبات اور غرائب اس شہر میں ہو کہ زبان ناظرہ اسکے وصف سے عاجز ہو سلطان محمود وادام اللہ انارہ یہ کلام سنتے ہی اس شہر کی طرف روانہ ہوا اور باوصف اسکے کہ وہ ہندو ملی کے راجہ سے علاقہ رکھتا تھا اور کسی نے قدم ممانعت آگے نہ بڑھایا تھا سلطان نے تائید از دی سے بلا ملامت اور مخاصمت فائز المم ہو کر اس شہر کو غارت فرمایا اور نجانا کو لاکھ اصل شہر و جوالی میں تھے آتش زنی وغیرہ سے ویران کر کے مال وادارہ تصرف میں لایا اور ہانگی عمارات عالیہ اور تنجائے کی تعمیر شاہدہ کر کے تعجب میں رہا اور ایک نامہ اشعار اور احمیان غزنین کے نام مخر کر کے احمیان اس عمارت کا نقشہ درج فرمایا کہ اس شہر میں نہ تو قصر آسمان اساس ہیں لیکن اکثر انین کے سنگ رخام کے تنجائے اسقدر ہیں کہ کاشا نہیں ہو سکتا اور اگر کسی شخص کو ایسی عمارت تعمیر کرنا منظور ہو وے

ایک لاکھ دینار صرف کرے اور استادان چابکدست کی سعی سے دوسو برس میں انجام کو پہونچا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ سلطان محمود کے اہلیوں نے اس میں پانچ بت طلائے خالص کے پائے اور صنایع نے ان اہتمام کی آنکھوں میں باقوت سرخ نصب کیا تھا کہ مجموع پچاس ہزار دینار قیمت کے سرفار تھے اور علاوہ اسکے ان طلائی تہوں میں ایک قطع باقوت بزرگ زرق یعنی نیلگون جڑا تھا کہ چار سو مثقال وزن رکھتا تھا جب وہ بت ٹوڑا گیا آئین سے اٹھا تو اسے ہزار درہم میں بونٹقال طلائے احمر حاصل ہوا اور چاندی کے بت خرد و بزرگ سو عدد سے زیادہ تھے جیسے انھیں بھی ٹوڑا سوشت ہزار ہوئے اسکے بعد عمارت میں آگ لگائی اور بیس روز کے بعد وہاں سے کوچ کیا اور تاریخ الفی کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ جب سلطان نے سنا کہ اس اطراف میں دریا کے کنارے سات قلعہ واقع ہیں کہ رفت اور راستی کام میں فلک البروج کے ساتھ ہمسری کا دم مار رہے ہیں یہ سننے ہی سلطان ان قلعوں کی طرف متوجہ ہوا اور ان قلعوں کا والی دہلی کے راجہ کا باج گذار تھا مضطرب الحواس ہو کر بھاگ گیا سلطان ان قلعوں میں داخل ہو کر سیر و تماشے میں مشغول ہوا اس درمیان میں اسکی نظر حیدر بن محمد پر پڑی کہ ہنود کے اعتقاد میں تاریخ عمارت انکی سے چار ہزار سال گذرے تھے ہالی اسلام ان قلعوں میں سے جو کچر پایا یا متصرف ہوئے پھر سلطان کے ہمراہ رکاب قلعہ میخ کی طرف لہری ہوئے اور وہ قلعہ مردان مقابل اور از وقت سے ملو تھا سلطان پندرہ دن تک انکے محاصرہ میں مشغول رہا اور راہ آمد کی انہیں سب دد کی جیساں امر پر آمادہ ہوا کہ مسلمان بھیر و تھر سے مفتوح کرین کفار کی ایک جماعت نے حیدر قلعہ سے اتر کر اپنے سین ہلاک کیا اور بعضے مع زن و فرزند آگ میں گر کر جھلکے اور انہیں سے کچھ لوگوں نے زیست سے سیر ہو کر قلعہ کا دروازہ کھول کر دست بچر و جہر کیا اور مسلمانوں سے ایسا ارشے کر انہیں سے ایک زندہ نہ بچا سب تیغ اسلام کے گھاٹ اترے سلطان غنائم اور اموال قلعہ کا ضبط کر کے قلعہ چند پال کے سمت روانہ ہوا اور چند پال نے مقاومت کی طاقت اپنے سے مسلوب کیچکر سلطان کے نزول اقبال سے بغیر تال اور متاع عمدہ اور اولاد اور اتباع ہر ملو لیکر اس ملک کے پہاڑوں پر پناہ لی اور سلطان محمود اس قلعہ کے مال بقیہ کو اپنے تصرف میں لایا اور غلہ کثرت سے وہاں انبار تھا سپاہ پرست کیسا اسکے بعد عنان عزمت چند رے کے مسکن کی طرف کہ وہ بھی کا فر خود رے تھا معطوف فرمائی اسنے بھی چند پال کی روش پر قدم نہاں ہو کر مع اموال و سبب اتباع اور ایشیا کے پہاڑوں پر بھاگ گیا منقول ہو چند رے کے پاس ایک فیل نہایت قوی و سیکل اور نامی تھا جیسا کہ ہندوستانی ساتھ اس فیل کے تمثیل مار کر مہابات کرتے تھے اور سلطان نے چند رے سے چند بار قیمت گران خریدار ہو کر طلب کیا تھا میسر نہوا بلکہ کفیل تھا وہ فیل ہوت میں ایک شب کو بے نیلہاں چند رے کے اردو سے بھاگ کر سلطان کے سلوہرہ کے قریب آیا بادشاہ اسے دستیاب کر کے بہت شاد اور غم سے تلو ہوا اور خدا واداسکا نام رکھا جب غزنین میں پہونچا غنائم سفر قنوج کا شمار کیا ایک لاکھ دینار دکر ورون درم شمار میں آئے اور پچاس ہزار روہ اور ساتھ سے تین سو ہاتھی اور زفائس اسکے علاوہ تھے سلطان محمود نے جب مظفر و منصور ہو کر اس سفر سے مراجعت فرمائی حکم دیا کہ غزنین میں ایک مسجد جامع بنا کرین اور اس مسجد کی اصل عمارت سنگ مرمر و درنگ زخام مربع اور سردس اور مندر اور در و اس طرز سے تیار کرین کہ دیکھنے والے اسکی استواری اور زفائشی سے متحیر و ششدر رہیں اور اس مسجد کی عمارت تیار ہونیکے بعد حکم کے بموجب اسے سطح سے ساتھ تسمانہ نیت اندر فروش و زندیل وغیرہ کے بجا کٹاٹے وقت شناس اس مسجد کو عروس فلک کہتے تھے اور اس مسجد کے چار میں ایک مدد سے بنا گیا اور کتب لفائس اور شیخ غرائب و شیخ کے بہت سے دیہات مسجد اور مدرسہ بوقت فرمائے جب سلطان محمود کو بنائے مسجد کا شوق اور مدرسہ کی تعمیر کا ذوق ہو ا مقتضائے

انسان علی دین ملوکم ہر ایک ملواریعیان دولت نے بنائے مسجد مدارس اور ریاضات اور خانقاہوں میں مہارست کی
تھوڑے عرصہ میں اس قدر عمارت عالیہ انجام کو پہنچیں کہ محاسب سرایع الحساب کے شمار سے عاجز ہوا اور تمام چیز کے نفیس
سے جو کہ سلطان اس مرتبہ ولایت ہند سے لایا تھا ایک جانور زندہ غری کی شکل تھا اس کی عادت تھی کہ حیوانیت کے تمام پرورد
مجلس سلطانی میں حاضر ہوتا تھا وہ مرغ اضطراب کرتا تھا اور بے اختیار آتشوں کی آگھوٹے روان ہوتے تھے شاہ نے اسے
اور تحفہ ہدیہ کے ساتھ خلیفہ القادر باللہ کیو اسلے بغداد میں ارسال کیا اور دوسرا ایک سنگ کہ ہندوستانی ملک میں
پایا تھا اسکا خواص یہ تھا کہ ہر چند کسی کو زخم عظیم پہنچتا مجروح اس کے وہ سنگ پانی میں گھسکر اس زخم پر لگائے اچھا ہوتا
اور سلطان نے سترہ چار سو دس ہجری میں ایک فتی نامہ فضل جمیع فتوحات کہ تائید از دی سے اسے نصیب ہوئی تھیں
بغداد میں روانہ کیا خلیفہ القادر باللہ عباسی نے اسدن ایک مجلس عظیم آراستہ نرمائی اور ارشاد کیا تو وہ تخت نامہ منبروں
پر خلافت کے روبرو آیا واز بلند بر حصین اور تمام خلایق خرد و بزرگ بسبب بلند ہونے علام اسلام اور ہند میں ہونے بنیاد
کفر و ظلام کے روبرو دگار عالم کا شکر بجالا دین اور سلطان محمود کی تعریف و توصیف میں زبان ہو کر حق سبحانہ تعالیٰ
سے اس کے واسطے نصرت اور نظر سوال کریں اور اسدن بغداد میں اس قدر سرد و لاوڑ جو شمالی نے انتشار پایا تھا کہ گویا یہ روز بھی
ایک عید نامے غفری اسلام سے ملو رہیں آیا ہر اسلے کہ جو کچھ صحابہ کرام بلاد عرب و رجم اور روم و شام رسوم حسنات
بجالاتے تھے سلطان محمود نے ملک ہندوستان میں ملو رہو پونچایا اور دنیا اور آخرت کا مکان اپنے لیے آباد کیا اور
سترہ چار سو بارہ ہجری میں ایک جماعت کثیرہ علماء و صلحا اور اہل اسلام کے متفق ہو کر درگاہ سلطانی میں عرض گزار ہوئے کہ
سلطان ہر سال حصول نقد نواب کیو اسلے ہندوستان جاتا تھا اور وہاں اسلام کے آثار ظاہر کرتا ہے لیکن عرصہ دوار سے
اعراب و قریبہ کے دست چور سے بیت الحرام کا راستہ مسدود ہو گیا ہے اور مسلمان انکی خوف و ضعف خلفاء عباسی سے نواب
حج کے حاصل کرنے سے محروم اور ناکام ہیں سلطان محمود نے انکی عرض قبول فرمائی اور ابو محمد ناصحی کو جو مالک محروسہ کا
قاضی القضاات تھا امیر حاج یعنی حاجیوں کا سردار کیا اور تیس ہزار دینار زر سنج اعراب کیو اسلے جو سرکہ فائدہ لوٹتے تھے اسے
سپرد کر کے بیت الحرام کی طرف روانہ کیا اور اعیان و اشراف اور کابر و اصاغر کثرت سے اس کے ہمراہ ہوئے اور قطع مر اصل
اور طے منازل کے بعد باد یہ میں داخل ہو کر ایک موضع میں کہ جسکا نام فیدہ ہو پونچے اعراب سر راہ بطریق میعاد حامل ہو کر مانع
ہوئے قاضی ابو محمد ناصحی نے مصلحتی اصرار نہ کیا اور پانچ روز دنیا رکے واسطے بھیجے کہ سنگ راہ نمون اور کی طرف چلے جائیں اعراب
سردار کہ جسکا نام حاد بن علی تھا قاضی القضاات کے فرمان سے روگردان ہوا اور اپنے لشکر کو فائدہ کے منسب و غارت پر
مستعد کیا اتفاقات سے اس مابین میں ایک غلام ترک نے کہ فائدہ کی جماعت میں کہ تیر اندازی میں صاحب قدرت تھا
ایک تیر حاد کی طرف پھینکا اور اس خود سر کے سر پہنچتے ہی مقابل سے گذر گیا اور خانہ زین سے نیچے آیا اعراب نے توقف
انکی لاش اٹھا کر جھاگ گئے قاضی ابو محمد ناصحی نے اس سال بدیع نامی نام مناسک حج اولیہ اور سال ثانیہ نام حجت کی
الحمد للہ الملک المعبود علی فلک اسی سال یعنی سترہ چار سو بارہ ہجری میں سلطان کے سمع مبارک میں پہنچا کہ ہندوستان
کے کھانہ زبان ہندویش اور بلاست کی دراز کر کے کالج کے راجا نے ان کو ملاستیں کیں کہ تو باوصف خیل جو شہنشاہ
سلطان محمود کی تو نے کسو اسلے اطاعت کی کہ اسے قنوج پر لشکر کشی کے راجہ کورہ کو قتل کیا سلطان محمود کو یہ نہایت
ناگوار خاطر ہوا اور ہر بار ہر مرتبہ سے زیادہ تر لشکر فرما ہم باساؤ و عراق و روانہ انداکے مقام کا سنگ کر کے ہندوستان کی طرف متوجہ

ہوا جب چلنے کے ساحل پر پہونچا پنجاب کا راجہ یعنی جیپال کا پوتا کہ چند مرتبہ سلطان کے لشکر کے مقابلہ سے بھاگا تھا نند کی ملک کیواسطے لشکر ہمراہ لیکر قتال پرستعد ہوا اور سلطان کے سربراہ آیا جو آب قمار اور عیسق مانع تھا سلطان کے قبولون میں سے کوئی اس دریا سے عبور نہ کر سکا اتفاقاً آٹھ نفر غلام خاصہ سلطان نے ایک بارگی دریا سے عبور کر کے بمیہ جیپال کے نام لشکر کو درہم برہم کیا اور بمیہ جیپال کا انکے حملہ کی تاب نہ لایا کچھ لوگوں نے راہ فرار پائی اور غلاموں نے وہاں سے ایک شہر میں کہ وہاں سے قریب تھا جا کر غارت اور تاراج کیا اور پنجافون کو بھی یک نخت ویران ویرما کیا اور یہ امر بھی فوری العقول پر غمی اور محجب نہ رہے کہ آٹھ نفر بادشاہی لشکر کو نہر میت نہیں دے سکتے یقین ہو کہ یہ آٹھ نفر امر سے تھے جنہوں نے مع اپنے لشکر دریا سے عبور کر کے ایسا کام نمایاں کیا اور دشمن سے سبقت لیکئے الغرض وہاں سے راجہ نند کے مالک محروسہ کی طرف متوجہ ہوا اور وہ بھی جرأت کو کام فرما کر کے جنگ پر آمادہ ہوا اور چھتیس ہزار سوار اور پینتالیس ہزار پیادہ اور چھ سو فیل لیکر سلطان کے مقابل آنکڑیرہ کیا اور سلطان نے بلندی پر چڑھ کر اسکے لشکر کو خستہ قیاس سے مشاہدہ فرمایا اور اسکے افواج کثیر اور اپنا لشکر قلیل دیکھ کر اپنے آنے سے پشیمان ہوا اور اسوقت جبیں نیاز خضوع اور خشوع کی بریں پر رکھ کر درگاہ آئی سے فتح و ظفر مسئلت کی اور اسکا تیر و عاید فاجابت سے مغرور ہوا خدا کی قدرت کا شاد دیکھئے کہ دفعۃً نند کا آفتاب تباہ برج زوال میں آیا اور شب کو ایک خوف غظیم اسکے دل پر طاری ہوا اور بدحواسی کے عالم میں تمام سلب سامان اپنا فرو د گاہ میں چھوڑ کر راہ فرار پائی اور دوسرے روز سلطان اسکی مغروری سے مطلع ہو کر سوار ہوا اور راول کیمین گاہوں کا اپنے دل میں خیال کیا پھر کفار کے غدار اور مکوسے مطمئن ہو کر غارت کا حکم صادر کیا اور عظمت و افراور شہزادہ شکانر سپاہ اسلام کے ماتھے آیا اور اسکے اطراف کے جنگل میں سے ہانشوا و راسی زنجیر فیل دستیاب ہوئے اور جو کہ سلطان کو ولایات محقب سے یعنی پنجاب وغیرہ سے دلجمعی نہ تھی اس سے اسی فتح پر کنتفا کر کے غزنین میں معاودت فرمائی تذکرہ ولایات قیرات اور نار دین کے مفتوح ہو چکا۔ اس سال خبر ہوئی کہ قیرات اور نار دین کہ مالک سرحد ہندوستان سے ہونے والے باشندوں نے مسلمانوں کا حلقہ اپنی گردن میں نہیں ڈالا ہوا اور نخرج محمدی کی اطاعت اور بیروی سے روگردان ہو کر ان لوگوں نے بت پرستی اختیار کی ہو سلطان نے لشکر عظیم فرما کر کہ دور و گرد اور آہنگ اور سنگ تراش تھی ایک جماعت کثیر ہمراہ لیکر اس دیار کی طرف روانہ ہوا پہلے قیرات پر حملہ آور ہوا اور فتوحات غیبی سے اسے مفتوح کیا اور طاعلت قیرات ایک مقام سرد سیراب میں ہند اور ترکستان کے دافع ہر بیوہ افراط سے پیدا ہوتا ہوا اور جو کہ وہاں کے حاکم نے سلطانی اطاعت بدل قبول کی اور مع باشند ہاے اس دیار کے شرف اسلام سے شرف ہوا اور سلطان نے حاجب علی بن ارسلان جانب کو نار دین کی تسخیر کیواسطے روانہ کیا اسنے جاتے ہی اس مقام کو بھی سر کیا اور روال ہشمار اور ہر دوسے ہزار ہانہ اس کے ہاتھ لگے جب وہاں کے تہخانہ کلان کو مسما کر کیا اس میں سے ایک لوح سنگین کندہ ہوئی برآمد ہوئی کہ ہندو کے عقائد میں اسکی تعمیر سے چالیس ہزار سال منقضی ہوئے تھے سلطان نے وہاں جاتے ہی ایک قلعہ تعمیر فرمایا اور طے بن قدر سلجونی کو کوال کر کے اپنے وار الملک کی طرف مراجعت کی۔ تذکرہ لاہور کے تسخیر کا۔ سلطان محمود نے سترہ چار سو بارہ ہجری میں آہنگ کشمیر فتح کیا اور قلعہ لوہ کوٹ کو محاصرہ کر کے ایک مہینے کا مل وقات صرف کی اور جو کہ وہ قلعہ نہایت سنگین تھا باوصف مساعی جیلہ بھی نہ ہوا وہاں سے برآمد ہو کر لاہور میں آیا اور وہاں فرکوش ہو کر لشکر لاہور کے اطراف و جانب میں ناخست و تاراج کیواسطے برآمد کیا اور غنیمت حدۃ صرتہ افزوان اسکے تصرف میں آئی اور

اس مرتبہ جو حیدرآباد کا پونا ضعیف اور زبون ہوا تھا جمہور کے راجہ کے پاس پناہ لی گیا سلطان بلدہ لاہور پر قابض ہوا اور ایک امر کے تحت کہ سپرد کیا اور بہت مال امین اور صاحب تدبیر ولایت پنجاب پر مقرر فرمائے تاخت اور تاراج ملکیت کبرے پر توجہ فرمائی اور لشکر طغویٰ پر اس ملک میں متعین کیے خطبہ اس ملک کا اپنے نام پڑھوایا اور ابتدا سے بہانہ میں غزنین میں گیا اور سترہ چار سو اور تیرہ ہجری میں لاہور کے راستہ سے بھر ولایت ننڈا کا آہنگ کیا جب گوالیار کے قلعہ میں پہونچا اسکے لینے کی طمع کے محاصرہ کیا اور چار دن کے بعد اس قلعہ کے راجہ نے ایچی کاروان اور چرسہ زبان کی صحابت سے پندیس زنجیریل سلطان کے حضور بھیجے اور صلح کی پھر سلطان نے کاکر کی طرف ننڈا کا مسکن تھا جو جوع کی اور وہاں پہونچتے ننڈا کو قلعہ بند کیا ننڈا میں سو زنجیریل قبول کر کے صلح کا طالب ہوا جب سلطان نے اسکی ہتھیار منظر فرمائی ننڈا نے استعانت میں سواتھی بے مہارتوں کے نکال کر صحرائیں چھوڑ دیئے اسوقت سلطان کے حکم سے ترکوں نے انھیں گرفتار کر کے سوار ہوئے اور اہل قلعہ بجزات دیکھ کر تھکے ہوئے اور ترکوں کا حساب کرنے لگے اور ننڈا نے سلطان کی مدح میں زبان ہندی ایک شعر موزون کر کے بھیج دیا سلطان نے وہ شعر فضلائے ہند و عرب و عجم کو کہ اسکی ملازمت میں حاضر تھے و کھلایا سب نے شوق ہو کر اسکی تحسین کی سلطان نے اس شعر پر مباحث کر کے پندرہ قلعہ کی حکومت کا فرمان لکھ لیا کاکر کی طرف تھامے محاکف دیگر اسکے صلہ میں صادر فرمایا ننڈا نے بھی اسوال اور چوہا ہر نہایت اسکے عوض سلطان کی خدمت میں ارسال کیا بہانہ کہ اس ملک سے دست پاش ہو کر غزنین میں معاودت فرمائی اور سترہ چار سو پندرہ ہجری میں اپنے لشکر کا جائزہ دیا اس لشکر کے سوا جو اطراف ولایت میں تعینات تھا چوہا ہر سوار و زمین سوا تھی قلعہ بند ہوئے اس عظمت و شوکت سے بلج میں گئے ان روزوں کا ورنہ انہر کے باشندے دست جوڑے شاکی اور فریادی ہوئے ننڈا کو سلطان کی روانگی کا بلخ کی طرف سلطان نے اسکے دغ کر کے آہنگ کر کے چون سے عبور کیا اور بالانہر کے سوار اسکے استقبال کو حاضر ہوئے اور اپنے حوصلہ کے موافق نذرین گذار میں دیلا سف قدر خان جو کام ترکستان کا شاہ تھا استقبال کو آیا اور ازراہ محبت و نیک ملاقات کی اور سلطان اسکے آنے سے نہایت مخطوط ہوا اور جشن کی محفل آراستہ کر کے ایک نے دوسرے کو بلایا اور ہونہا میں دین اور صلح اور صفائی کے ساتھ خدمت ہوئے اور علی نگین سلطان کی فوج کشی سے خبردار ہو کر بھاگا سلطان نے لوگ اسکے تعاقب میں بھیجے اور وہ اسے گرفتار کر لائے سلطان نے اسے ملوک و سلاسل میں مسلسل کر کے ہندوستان کے ایک قلعہ میں محبوس کیا اور خود غزنین میں آیا اور اسی سال یعنی ۱۱۵۷ ہجری ۱۷۴۵ء میں پندرہ ہجری میں وقائع نگاروں نے اسے یہ خبر پہونچائی کہ اہل ہند کہتے ہیں کہ ارواح اجسام سے جدا ہونیکے بعد سو منات کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور وہ ہر ایک روح کو ارواح مذکورہ سے جس بندے لائق جانتا ہے جو کہ تاراج لیکر بطریق مناسب اور اسطرح احتیقات انکسار نہات کئے ہیں وہ ہر کہ بد و جزر دیا کا اسکی عبادت کیواسے ہر اور براہ کہتے ہیں کہ جو سو منات ان نوٹسے کہ جنھیں سلطان محمود نے نوٹا ہے بچیدہ تھا اسلئے استعانت کی حاجت نہ کی والا شہنشاہ دن جسکو چاہے ہلاک کر سکتا ہے اور علاوہ اسکے یہ بھی آئنا عقیدہ ہے کہ سو منات بادشاہ ہر اور باقی انسان اسکے نوکر یا کرمین بننے ہی سلطان محمود نے ارادہ فتح سو منات اور غرمت قتل بت پرستان کو بیدہ صفات کر کے دسویں شعبان کو ساتھ لشکر خاصہ تیس ہزار سوار و فوج کے پیشاہرہ اور ہوا جب ترکستان کی ولایت سے آکر اسکے اردو سے ظفر فرین میں حاضر تھے اپنے ہمراہ لیکر سو منات کی طرف غارم ہوا اور وہ ایک شہر کو وسیع و ریائے عمان کے ساحل پر واقع ہوا اور جابے عبادت بلایا و تمام کفار کو بیدہ کر دیا ہر سو منات

دہان تھا اور ان روزوں میں دیو کے تخت میں ہوا اور اہل فرنگ متصرفین اور تواریخ میں تحریر ہوا کہ حضرت ختمی نبیاء
 کے عہد رسالت میں ایک بڑے بت کا بھی نام سومنات تھا خانہ کعبہ سے اٹھا کر ولان لائے اور وہ شہر کے نام
 پر بنایا گیا لیکن براہمہ کے کتب متقدمین سے کہ ظہور اسلام سے کئی ہزار سال پیشتر تحریر ہو چکا ہے منشا ہونا چاہیے
 ہوا اور بہت کرشن کے عہد سے کہ چار ہزار سال کا عرصہ گزرے براہمہ کا معبود ہوا اور قبول براہمہ کرشن نے دہان غنیمت کی خاطر
 سلطان نصف رمضان میں بلدہ ملتان داخل ہوا کہ بیابان بے آب و علف و پیش تھا حکم دیا کہ ہر شخص چند ذرا کا آب و
 علف بار کرین اور بادشاہ نے خود علاوہ اسکے کہ مردم لشکر بے آب و علف بار کیا تھا احتیاطاً بیس ہزار شتر خاصہ
 آب و علف سے بار کر کے ملتان سے لے کر بڑھایا اور اس بیابان خوشخوار کو طے کر کے شہر اجمیر کے قلعہ میں پہنچا اور
 وہاں کا راجہ سر راہ سے گیا تھا سپاہ سلطان حکم پر اسم قتل و غارت مشغول ہوئی اور جو کہ اصل غنیمت اور جو
 ہمدست سومنات کا توڑنا تھا قلعہ کے لینے پر مقبض ہوا اس وقت کے طے میں مشغول ہوا اس میں میان میں چند قلعہ دیکھے کہ
 مردان خنجر گذار اور آلات و ادوات پکار سے مملو تھے لیکن قارو و الجلال نے ایسا رعب اور ہراس لگے کہ قلعین ڈالاکر
 بے حرب و ضرب شاہ کے مطلع فرمان ہو کے اور ملاجد و کد مال و متاع اُن قلعوں کا ابا بیان سلطان کے تفویض کیا اسکے
 بعد نہروال میں کہ پٹن گجرات سے مراد جو نزدوال جلال فرمایا اور اس شہر کو خالی دیکھ کر حکم دیا کہ وہاں سے بھی علف بکثرت
 بار کرین انکاران حکم کے موافق کار بند ہوئے اور بسبیل عجلت قطع منازل سے راجل کر کے سومنات پہنچے اور وہاں
 کے کنارہ پر ایک قلعہ دیکھا سر فلک کشیدہ دیکھا اور آب و دیا سے اسکی فصیل میں پہنچے اور کفار شیار سرود ہوا برآمد
 ہو کر سلطان کو دیکھتے تھے اور باواؤ بلند کہتے تھے کہ ہمارا معبود سومنات نہیں بولتا اور ابکار لگی تم کو پلاک کرے گا اور
 انتقام تمام اصنام کا کرتے ہندوستان میں توڑے ہیں تمہارے بچہ دست و پا شکستہ کر کے مارے گا شہر و وزو بگر کہیں
 جان پر غور نہ کیا وقت از سر خیزہ فور شد فوراً غازیان اسلام کا لشکر اسے ہمراہ انتقام کے حکم سے زبر قلعہ جا کر
 جنگ میں مصروف ہوا اور دوا جو انہر دی کی دی حبیب بنو نے جلالت اور بیجاغت اُنکی مشاہدہ کی لاچار تیر اندازوں
 سے فوج سے قلعہ کی دیوار پر سے اترے اور تھالوں میں کہ انکا راستہ قلعہ کے اندر سے تھا جا کر سومنات سے
 با امداد ہوئے مسلمان فرست دفت باکر شیر بیان قلعہ کی دیوار پر لگا کر چڑھنے اور اٹھانے سے غلغلہ تکبیر کا
 بلند کیا بنو نے دوبارہ اتفاق کر کے جنگ آغاز کی اور اسوقت سے کہ نہیں روز خلعت روکھنے کے حصار فیروزہ فام پر اپنا
 بڑا چمکا باورائیں ملنے تک عرصہ چہرگان کو اکب نے شبستان آسمان پر عیدہ گری کی دونوں طرف سے تو رنگ گرم
 راجہ بکشت ایل روت اشباح سے مانع ہوئی عسا کر اسلام نے مراجعت کی و دستر روز فوج اسلام صلح مکمل ہو کر معرکہ
 قتال میں کھلا اطمینان طمہ آور ہو کے ازک سنان اور پیکان جانسنان کی زد سے بنو کو بارہ سے آوارہ کیا اور
 بطریق رز و گذشتہ زمین سے رکھ کر اطراف و جوانب سے قلعہ پر هجوم لائے بیان راجہ سومنات کی جنگ کا
 کفار نے فوج سومنات کو بغل میں لیکر گریان اور بریان دوا کیا اور دور و گیر اور ماہ مار کا شور سے کہ جہتہ جہتہ
 کرتے تھے قتل ہوتے تھے میسرے روز افواج ہندو تھانوں کے اطراف و جوانب میں تھی تو ہر طرف سے ہندو ملک آئی
 اور جنگ پر آمادہ ہو کر مضین آراستہ کین اور سلطان محمود ایک جماعت کو انکے قاصرہ کے واسطے مقرر کر کے اس جماعت کے
 اہل فوج کو واسطے مشغول ہوا پھر فریقین بے جد و جہد لاکھام میدان رزم کو کین و غضب کی آگ سے ایسا شعلہ زن کیا کہ انکی

گرمی کی حدت سے آتش کنہارہ ڈھونڈ مٹی تھی اور شعلہ سے جو لہ کا دل مردم کار زار کے حالی رہ جلتا تھا اور امراے پر م دیو اور
 والہ شہید کے سبہ و رہے پہنچتے تھے یہ تو ہم ہوتا تھا کہ ایک صنعت لشکر اسلام میں ظاہر آوے سلطان محمود نے غلبہ ہو کر گوشہ
 میں جا کر شیخ ابوالحسن خرقانی کا خرقہ ہاتھ میں لیا اور منہ نیاز کا خاک پر رکھ کر از روئے اخلاص نفع و ظفر درگاہ ایزدی سے سکت
 کی بھرا جی فوج میں آیا اور ایک باگی لشکر کفار پر حملہ آور ہوا یوں رہائی سے لشکر کفر میں ہزیمت پڑی اور سلطان مظفر اور
 منصور و ہوا جب پچیس ہزار مرد مشرکوں کے مقتول ہوئے کے بعد ہر اس اہل قلعہ پر غالب ہوا اور جنگ سے دست کش ہوئے
 اور بقیۃ السیف یعنی سومنات کے برہمن اور شہنشاہ کے وہ عقیدتا چار ہزار تھے و رہاے عمان کی طرف متوجہ ہو کر شہنشاہ بڑو اور
 اور برہمنیہ کے جزیرہ کا ارادہ کیا سلطان نے پیشتر اس سر کی فکر کی تھی اور چند کشتی بہادر وں کو سوار کر کے سنگ اہ
 اٹھا لیا تھا بحر ہند و مہوئے کشنیا سے کفار کے منہنگ طوفان کی طریت چلا گیا اور بجا بکدستی سے اکثر مشرکوں کو انھوں نے
 سیل فدا میں غریب کیا پھر سلطان محمود باطنیان تمام مع اپنی اولاد و عہدیان درگاہ قلعہ میں داخل ہوا اور وہاں کے تمام عمارات کی
 سر کی اور پھر قلعہ سے نجانہ میں آیا ایک جگہ نہایت عریض اور طویل و یکجہ جہاں پچھپیں ستون مرصع اسکی سقف میں نصب تھے
 اور سومنات ایک بہت تھا سنگ سے تراشا ہوا اور اسکا طول پانچ گز تھا و گز زمین میں پوشیدہ اور تین گز ظاہر تھا سلطان
 کی نظر اس ست پر پڑی جذبہ میں آنکر ایک گز کر آسکے ہاتھ میں تھا اس قدر سے اس کے منہ پر مارا کہ چہرہ بیا ہوا اسکا بگڑ گیا
 و گز سومنات کے ٹوڑ نیکا اس کے بعد حکم دیا کہ دو قطبہ پیر کے سین سے قطع کر کے غرنین میں لینگے اور بعد جامع آستانہ
 اور کو شک سلطنت پر ٹوڑاے جتا پختہ آج کے دن تک کہ چھ سو برس سے کسر سے زیادہ گزرے ہیں وہ سنگ غرنین میں افتادہ
 ہیں اور لوگ دیکھتے ہیں اور دو قطبہ سومنات سے جدا کر کے مدینہ اور مکہ میں بھیجے تو شائع عام میں ٹوڑے اور خبر بھی صحیح اور
 درست ہو کر جب سلطان نے سومنات توڑ نیکا ارادہ کیا براہ کی ایک جماعت نے مقرران درگاہ کی عرض میں ہو بجا اگر اباد شاہ
 اس بت کو توڑے اور اسے سالم چھوڑ دے تو ہم اس قدر زہر زانہ عامہ میں داخل کریں رکان دولت نے یہ بات سمع سلطانی
 میں ہو بجا کی کہ اس بت کے توڑنے سے بت پرستی کی رسم اس ملک سے بنیادیگی اور اسکے توڑنے سے کچھ نفع بھی منظور نہیں اگر
 اس قدر مبالغہ کفار سے لیکر متفقوں اور مسلمانوں کو تقسیم کریں اسے معلوم ہوتا ہو سلطان نے ارشاد کیا کہ قول تمہارا سچ
 اور مقرون بصواب ہو لیکن اگر یہ کام کو کو نکلایا جائے ابوالا با و محمد رب فرودش کیسکی اور اگر توڑتا ہوں محمود بت شکن مشہور
 ہو گا بہتر یہ کہ دینا اور آخرت میں محمود بت شکن نہیں نہ محمود بت فرودش خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھ کر اسکے حسن اعتقاد کا
 نتیجہ اسی وقت حاصل ہوا وہ یہ تھا کہ جو وقت سومنات کو توڑا اسکے پیر میں سے کہ جو بت کیا تھا اس قدر جو بہر تقدیر لائی
 شاہوار برآمد ہوئے تھے کہ بت اسکی صورت میں بدو و برہمنوں کے چمکدن سے تھی اور حسب سبب میں مسطور ہو کہ سومنات ارباب
 تواریخ کے اتفاق میں ایک بت کا نام ہو کہ شہر داسے اعظم مقام جاتے ہیں و لیکن شیخ فرید الدین عطار کے قول سے خلاف
 اس بات کے مستفاد ہوتا ہو جیسا کہ دیباچہ میں بت لشکر محمود اور سومنات بیان کنند ان بت کے نامش بودایت و اور اس میت
 سے واضح ہوتا ہو کہ سوم نام تھانہ کا ہو اور نام اس بت کا جو اس میں نصب تھا نات ہو اور لکھنے والا ان و راق کا ہو قوم خامہ
 تحقیق کرتا ہو کہ جو کچھ مودھن سلف رحیم اللہ نے بیان فرمایا ہو مقرون بصواب ہو اور جو کچھ شیخ فرید الدین عطار نے ارشاد
 کیا ہو وہ بھی مخالفت ساتھ اس قول کے نہیں رکھتا ہو کسواسلے کہ یہ لفظ مرکب ہو سوم اور نات سے اور سوم ایک
 بادشاہ کا نام ہو اس بت کو بنایا اور نات اس بت کا نام رکھا پس دونوں لفظ کثرت استعمال سے مانند بلبک کے ایک ہوئے ہیں

نصف

کسی طرف بھاگ گیا اُس کے بعد جواتون اور بہادر دہن نے داخل قلعہ ہو کر کفار مقبور کو زندہ تیغ کیا۔ **ذکر راجہ**
 پرم دیو کے بھاگنے کا اور سلطان کے تصرف میں اُسکا اموال و جوہر ہاتھ میں آینکا
 مجاہدان اسلام نے فتح کے بعد انکی عورتوں اور لڑکوں کو اسیر کیا اور راجہ کا مال و جوہر ہاتھ لکر سلطان کے خزانہ میں کر۔
 جیشہ بل میں مزید کتنا تھا سپرد کیا اور سلطان نے مظفر اور منصور ہو کر نہروال کی طرف ہنفت فرمائی اور جو اس مملکت کو آئے ہوا اور
 جو انان جو صفت اور رخصت رہا ہے وکشت و آہنا ہے روان اور متوفراوان میں ہندوستان کے دبار اور اعمار سے بہتر پایا
 سلطان نے یہ ارادہ کیا کہ چند سال ہان مقیم ہو بلکہ باے تخت اپنا بناوے اور غرض میں کو سلطان مسعود کے سپرد فرماوے
 اور بعض کتب تواریخ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس عہد میں زرخاں کی کنی کان ہان تھیں سلطان اسکی طمع سے جانتا تھا
 کہ نہروال کو دارالملک کرے لیکن اسوقت میں اُن محاذوں سے بیدار نہیں ہو اور عجب نہیں کہ اسوقت میں موجود ہوں
 اور اس زمانہ میں برطرف باغائب ہو گئی ہوں اور ایسا اکثر ہوتا ہے جیسا کہ سلطان محمود کی اوائل سلطنت میں سیستان
 میں سونے کی کان ظاہر ہوئی اور آخر وقت میں زلزلہ کے سبب غائب ہوئی علاوہ اسکے جسزیرہ سرحدیں
 اور پیکو اور بعضے بناتو اور جزائر میں اسقدر طلا اور باقوت کی معاون موجود تھیں سلطان اسکی طمع سے جانتا تھا کہ کچھ
 روزوں کے بعد لشکر کشیوں میں سوار کر کے اُن جزیروں میں بھیجے اس مملکت کے ایشیائے نقیبہ کو بھی اپنے عوزہ تصرف
 میں لآو لیکن اعیان سلطنت اور اراکان و ملت قاهرہ نے از روئے غیر خواہی کے مروض کیا کہ چھنے فرما سگو کہ نہایت
 محنت سے مصفا کر کے اُس پر جوہر نقیبہ نفوس کے مذاکیے ہیں چھوڑنا اور تجارت کو دار السلطنت بنا ا مصالطی سے
 بعد جو اس بات سے سلطان کی دلچسپی لڑ گیا اور معادلت کا عازم اور قاضی ہو کر فرمایا کہ تم کسی ایسے شخص کو تجویز کر کے پسند کرو کہ ہم اس
 مملکت کے انتظام کے واسطے غرض میں اور حکومت کی ہمارے قبضہ قدرت میں چھوڑیں اعیان و ملت نے آپس میں مشورہ کر کے
 عرض کی کہ جو ہمیں دوسری بار اس غایت میں اتفاق ہو گا پڑ جائے اس مملکت کے باشندوں میں سے کسی کو حاکم کرنا چاہیے سلطان نے
 سونات کے بعضے اہالیوں نے اس بار میں صلاح لی اُمین سے ایک جماعت نے عرض کی کہ کوئی گروہ یہاں کے اہالی سے
 واثق ہو سکے سبب نسب میں نہیں ہو چکا ہے اور اچ اس خاندان میں سے ایک شخص ہر اہمہ کے لباس میں مقام میں ہاتھ ریا
 کے مشغول ہو اگر سلطان یہ ارادہ کرے کہ اسے سپرد کرے مناسب ہو اور ایک گروہ نے یہ بات شخص نہرکی اور گویا ہوئے کہ واثق
 و متاض ایک مرد جو بہ مزاج کہ ہندو متی ملک گیری کا دعویٰ کیا اور ہر بار بھائیوں کے ہاتھ اسیر ہوا اور جانی امان باکہ تاج میں
 پناہ لیک گیا اور حسب ضرورت ریاضت اختیار کی چونکہ اپنے اعتبار سے جیت سرگاد و عمار ازان در کر است
 کہ از کجندش رسیان کو نہ است ہا لیکن ایک واثق اور اسکے عزیز و عین سے جو کہ عقل و دانش میں اپنا نظیر نہیں رکھتا اور
 تمام برآمدہ کے اسکی حکمت اور حمت قول کو قبول کرتے ہیں اور وہ فلان دبار کا حاکم ہو اگر سلطان از روئے غایت ایک
 قوتان اسکے نام صادر فرماوے وہ آنکھوں سے ملازمت میں حاضر ہوگا اور ولایت کو جیسا کہ حق نگاہ رکھے گا یہ نگاہ و کھراج و خراج
 ہو کہ قبول کرے گا باوصف بعد مسافرت کے ہر سال بلا غدر خزانہ عام میں ہو جائے گا سلطان نے فرمایا کہ اگر وہ خود ملازمت میں
 آوے اور اس امر کی التماس کرتا البتہ عرض اسکی قبول میں بڑی لیکن ایک مملکت ساتھ اس نعمت کے نہیں کرنا ایسے
 شخص کو جو بالفعل ایک مالک ہندو کا بادشاہ ہو اور گاہے ہماری ملازمت سے شرف باب ہنر عقل و دین اور آزر و
 سپرد کرنا دارا سی جرات کی واثق تسلیم متراض کو۔ اس واسطے واثق متراض کو طلب کھڑا

ملا سون
 پیر سن سنی
 گانہ سلطان
 بنا چھوڑ دینے
 لہذا دربار کی
 سبکدوشی لایم
 ہو چکی ایک
 شہر و دیہات
 بھٹکے لکڑی
 واقع ہون میں
 سوچتی ہیں
 سلام نہیں
 ہونا کہ سب
 بیکھ کو
 زبان پر نہیں
 اکثر صبح
 اسکے کتب
 میں پھر رہا
 بناور آواز
 طبات
 تازہ بالغ
 اناس
 بیکہ زبانی
 بیکہ زبانی
 بلکہ ملک
 بیکہ زبانی
 نفس بیکہ
 شہ فاضل
 بیکہ زبانی

شہر والہ کی حکومت ساتھ اسکے رجوع کی اور اسنے باج اور خراج اپنے ذمہ لازم اولیٰزم کر عرض کی کہ فلان و البشیم میرے اقوام سے ہو اور میرے ساتھ مقام عداوت میں رہتا ہو جب سلطان کے جانے سے خبر پاوے گا میک بہانہ فوج لاکر تنور و خاکرم کرے گا اور جو کہ مجھے اب تک عدت اور تکل حاصل نہیں ہو میں مغلوب ہونگا اگر سلطان سبک مال پر نظر عنایت مبذول فرما کر اسکا شرم مجھے دفع کرے ہر سال میں گلبستان کے خراج سے دو چند خزانہ عامہ میں داخل کرونگا سلطان نے فرمایا دو برس کا عرصہ ہوا کہ ہم بنیت جہاد غنیمت سے برآمد ہوئے ہیں اگرچہ دو سال و چھ مہینے کی مدت گذری گی ہم اسکی مہم کو فیصلہ فرماؤ نیگے یہ کہہ کر و البشیم کی ولایت پر فوج کش ہوا اور چند عرصہ میں اسے سخر اور مفتوح کیا اور اسکی البشیم کو زندہ لے کر کے و البشیم مرقاض کے سپرد کیا اسنے عرض کی کہ ہمارے طریق میں بادشاہ کا قتل جائز نہیں ہو بلکہ ایسا دستور ہو کہ جو وقت ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ پر قدرت پاوے اپنے تخت کے نیچے ایک مکان تنگ تاریک تعمیر کرے اور دشمن کو اس میں جھوس کرے ایک سو راجہ اس میں جھوسے اور اسی منظر سے آپ طعام اُسے پہنچاوے اسوقت تک کہ مدت حیات اُن دونوں عاکم غالب مغلوب کی انجام کو پہنچے اور جو میں ایک پس ایک جگہ محفوظ موجود نہیں رکھتا بلکہ مجھے اسقدر استطاعت نہیں ہے کہ اپنے دشمن کو اُس طریق سے نگاہ رکھوں اور جو ممکن ہے کہ جب سلطان اس حدود سے نہفت فرماوے اُسے ہوا دار اور جان نثار خروج کر کے اُسے میرے دست قبضہ سے چھینے امیدوار ہوں کہ ملازم و نگاہ اُسے اپنے ہمراہ دار الملک غنیمت میں لے جائیں جب ایک گونہ میری مکنیت ظاہر اور باہر ہوگی اسوقت اپنی بارگاہ سلطانی میں بھیج کر اُسکی درخواست کرونگا البان سرکار میری اسناد عاید کر کے ارسال رکھیں سلطان محمود نے یہ الناس بھی قبول و منظور فرمائی اور دو برس و چھ مہینے کے بعد مراجعت کا نشان غرتین کی طرف بلند کیا اور جو برم دیو اور راجہ اجسیر وغیرہم نے ایک لشکر عظیم فراہم کر کے سلطان محمود کے سربراہ تعبید کیا تھا اور سلطان نے جنگ و جدال میں مہلت نہ کی تھی سند کے راستہ سے ملتان کی طرف متوجہ ہوا اس راستہ میں بعض مقامات میں بے غلغی سے اور بعضے محال میں آب کی تابانی سے محنت تمام و سختی اتم نے افواج سلطان کی حال پر راہ بانی اور نہایت شفقت سے قطع سافت کر کے شامہ جا رسو سترہ ہجری میں غزنین میں پہنچا کتنے ہی جوق ت کہ سلطان بیابان سند کی راہ سے ملتان جاتا تھا فرمایا کہ ایک رہبر پیدا کرو ایک ہندو یہ امر قبول کر کے مسلمانوں کا راہبر ہوا اور ایسے راستہ سے لے گیا کہ اس راہ میں آب تاباب تھا جب ایک شبانہ روز چلے اور بانی کا کہیں نشان نہ ملا تیشگی کے غلبہ سے عجیب حالت اُردو پر ظاہر اور قیامت کے آثار نمودار ہوئے جب سلطان نے ہندو دلیل سے پرشس حال کی جواب دیا کہ میں سومات کے قیدیوں میں سے ہوں اور مجھے اور تیرے لشکر کو اس واسطے اس بیابان میں لایا ہوں کہ ہلاک کروں سلطان یہ کلام خصوصت التمام اُسکا سننے ہی غضب میں آیا اور تیغ میاست سے اُسے ہلاک کیا اور اسی شب لشکر گاہ سے برآمد ہو کر محراب میں گیا اور رو سے نیاز زمین عجز پر رکھ کر حضرت ذوالجلال سے منضرہ و زاری سنائی سے نجات طلب کی اور جب ایک پہر رات سے گذر اقبولیت کے آثار ظاہر ہوئے یعنی شمال کی طرف سے ایک روشنی نمایاں ہوئی لشکر حکم کے موافق استعمال سے کوچ کر کے اس روشنی کے پیچھے روانہ ہوا اور صبح کیوقت ایک چشمہ کے کنارہ پہنچا اور بادشاہ کے اظہار کی برکت سے ایسے درطہ ملک سے نجات پائی و البشیم مرقاض نے سومات کی حکومت پر استقلال پایا اور چند سال کے بعد ابلیجی تاج پہنایا یہاں سے باراد و جواہر اور خزانہ دین بیشمار سلطان کے پاس بھیجا اور اپنے دشمن کو طلب کیا سلطان موت کے سبب اسکی روانگی میں ہمدرد ہوا لیکن جوارکان دولت و البشیم مرقاض سے مطمئن تھے غرض گذر کر کافران لشکر پر رحم کرنا چاہتے اور خلافت

کہ جو کچھ سلطان نے قبول فرمایا لائق نہیں ہو سہر حال سچ انکو دابشلیم متراضی پچھون کے سپرد کیا اور جب ان لوگوں نے اسے
سومناٹ کی حدود میں پہنچا دابشلیم متراضی کے حکم سے زمان معبود یعنی وہ مجلس کہ حسین قیدی رہا نہو آراستہ کیا اور
بسیب اس قاعدہ کے کہ انکے درمیان مشہور اور معروف ہو دابشلیم متراضی خود اس جوان کے استقبال کو شہر سے
برآمد ہو تو طشت اور آفتابہ خادمہ اپنا اسکے سر پر رکھ کر اپنے ہمراہ رکاب دوڑا دے اور اس قید خانہ میں پہنچا دے لیکن دابشلیم
متراضی شناسے راہ میں شکار میں مشغول ہوا اور اسقدر ہر طرف دوڑا کہ آفتابہ کی حرارت نے اس پر غلبہ کیا اور اسے ایک رخت کے
سایہ میں ستراحت فرمائی اور ایک مال سرخ اپنے منہ پر کھینچا آسید وقت تقدیر آگئی سے جانور شکاری سخت مشکل نے رومال رنگین
کو گوشت خیال کر کے کھا دیا اسے آتے ہی ایسا جنگل اس مال پر مارا کہ اثر ناخر کلا دابشلیم متراضی کی آنکھ میں پہنچا اور چشم زدن میں گراوا
اور جو کہ اس عہد میں اعیان ہند معیوبوں کی اطاعت نہ کرتے تھے سپاہیوں کے درمیان میں شور برپا ہوا اور اس مابین میں
دابشلیم دوسرا پہنچا اور اس کے سوا دوسرا سلطنت کا استحقاق نہ رکھتا تھا سمجھوں نے اسکی سلطنت پر اتفاق کیا اور وہی
طشت اور آفتابہ دابشلیم متراضی کے سر پر رکھ کر زندان معبود تک دوڑا لے لیگئے اور دابشلیم تانی کو بڑے بڑک چشم سے
تخت پر بٹھانے میں دین تو جانوں میں سلامی کی تلک ہوئی پھر نہایت تھل ثنائی سے آستانہ سلطنت کا شانزدہ دولت
میں داخل کیا تمام ظلم و نقد جنس کے تصرف میں آیا گو سکہ پر نام جاری ہوا منادی نے ندا کی دو بائی پھر گئی میر سوز کا
قول صادق آیا سمیت بل میں جاہے نوگدا کو وہ کرے تخت نشین ہو کچھ اچھیا سنیں اسکا کہ خدا قادر ہو پڑ سحان مدکار خانہ
قدرت عجیب غریب ہیں نہ اعما و سلطنت و حکومت نہ قیام غربت و عسرت طرفہ الصین بیخے پلک مارے میں دابشلیم متراضی
نے جیسا کہ اس جوان کے بارہ میں اندیشہ کیا تھا خود اس میں گرفتار ہو مضمون میں جعفر میر الاخیہ تقدیر وقع فیہ ظہور میں آیا اور
اپنے کام میں متعجب ہو کر بجائے انکے خون اپنی آنکھ سے گرا تا تھا اور اپنے حسب حال مضمون سمقال کو زبان پر لاتا تھا
فروز چشم و دل بدن خاکم در آتش آب ست پختیم میں و بدل رحم کن کہ حال خراب ست پختیم ہو بقول ہر زار ر قبیح پد
عجب نادان ہیں جنکو یہ عجیب تاج سلطانی پد خلک بال ہا کو دم میں سو سپہنہ و گس رانی پد ارادت بیچون ایک کو تخت شاہی
سے اتار کر دو سکر کو شکم ہا میں نگاہ رکھتی ہو اور جامع الحکایات میں یہ بھی مذکور ہو کہ سلطان محمود نے اس لایت کے
تجانوں میں سے ایک تیکدہ میں ایک بت ہوا میں معلق ایسا وہ دیکھا اور اسکے قدم کسی چیز پر قائم نہ تھے سلطان حیرت
میں آیا اور اسکا بھید اس عہر کے حکما سے استفسار کیا سب نے عرض کی کہ اس تجانوں کی تمام جہت اور دیواریں تنگ
مفتاحیس سے ہیں اور وہ بت آہن ہے اور قوت جازبہ اطراف و جوانب اس بت کے نسبت حکم نساوی کھتی ہو لاجرم بت
درمیان ایسا وہ ہو کر کی طرف مائل نہیں ہو جب سلطان کے حکم سے ایک دیوار آہن میں سے منہدم ہوئی وہ بت اوج ہو
سزنگون زمین پر آیا و کر صد و ر نامہ خلیفہ شمل القاب اس سال جو سلطان نے سومناٹ کے سفر سے
معاودہ کی خلیفہ القادر باللہ عباسی نے القاب نامہ سلطان محمود کو تحریر کر کے نشان خراسان اور ہندوستان اور
نیمروز اور خوارزم کا بھیجا اور اس کے فرزندوں اور بھائیوں کے القاب نامہ میں مندرج کر کے سلطان کو کھفت الدوم
والاسلام اور امیر مسعود کو شہاب الدولہ جمال الملہ اور امیر محمد کو جلال الدولہ و جمال المئہ اور امیر یوسف کو عضد الدولہ
مویہ المئہ ملقب کر کے تحریر کیا کہ توجسہ ولیمہد کریم گام بھی اسے قبول کرینگے اور یہ نامہ سلطان کو پہنچا اور اسی سال
سلطان نے جتانی کے گوشمالی کا آہنگ کیا تھا اور وہ دریائے کوہ جودہی کے کنارے واقع ہوئی تھی اور ان مضمونوں نے

سومناٹ سے مراجعت کیوقت افواج سلطانی سے انواع بے اعتدالیان و قسم قسم کے آزار پہونچاۓ تھے لشکر عظیم مٹان
کیطرف کھینچا اور وہاں پہونچکر ایک ہزار چار سو کشتی تیار کروائیں اور ہر ایک کشتی میں لوہے کی عین شاخیں نو کدار کمال
قوت اور تیزی کے ساتھ مضبوط جڑیں ایک کشتی کی پیشانی پر اور دوسرے دونوں پہلو پر نصب تھیں اور اسکے لگانے سے
بر غرض تھی کہ جو چیز ان شاخوں کے مقابل آتی زیرہ زیرہ شکست ہوتی اور بہ تمام کشتیاں با عین العین اور ہر ایک کشتی میں بس نعر
مسلح با تیر و کمانی قار و راہ و لفظ ٹھلائے اور جڑوں کے اخراج کیواسطے منوجہ پھو اور جڑوں کے خردا ہو کر اپنے اہل عیال جزیرہ و زمین
بچھوڑے اور خود جریدہ مقابلہ پر آمادہ ہوئے چار ہزار کشتی اور ایک وایت میں آٹھ ہزار کشتی دریا میں الیں اور ہر ایک کشتی میں ایک
جامعت مسلح سوار کر کے مقابلہ اور مقابلہ کو دوڑی جب طرفین کا سامنا ہوا جنگ عظیم واقع ہوئی اور جو کشتی سلطان محمود کی کشتی
کے مقابل آتی تھی کشتی کے شاخ سے ٹکر کر شکستہ اور غرق ہوتی تھی یہاں تک تمام جہاں غرق ہوئے اور باقی علیغیرہ السلام
ہوئے اور سلطان کے لشکر اے لے عیال کے سربراہر سکوا سیر اور دستگیر کیا سلطان نے مظفر و منصوریہ و کرخین میں معاودت
فرمائی اور شاہ چار سو اٹھارہ پجری میں سلطان محمود نے امیر طوس بو طربار سلمان کو ساتھ معہ مرد و لہا کے نامزد کیا تو ترکمانان
سلجوقی کو کہ آبامویہ سے عبور کر کے اس حدود میں خساد کرتے تھے جاتے ہی استیصال کرے امیر طوس نے جنگ مائے عظیم اور
معرکہ ہائے شدید کے بعد عرضداشت کی کہ جب تک سلطان اپنی ذات خاص اس طرف رونق افروز نہوگا ترکمانوں کے خساد
تدارک ممکن نہیں ہے سلطان نے بنفس نفیس اپنی خود قوجہ فرمائی اور انکی جمعیت کو متفرق اور بر لبیان کیا اور جو امرا اسکے
ملک عراق پر مستولی ہوئے اور وہ ملک آل بویہ کے تصرف سے بر آورده کیا تھا ہر آئینہ و ہاگ رے میں آئے اور فرار کرنے
اور دفعہ سے کہ وہ دہلیہ کے حکام نے سالہائے دراز میں جمع کیے تھے بے مشقت اور محنت انھیں دستیاب ہوئے اور باطل مذہبوں
اور قرامطہ وہاں بہت تھے جس شخص پر مذہب کا اختلاف ثابت ہوا گردناری پھر سلطان نے اسے اور اصفہانی ولایت
امیر مسعود کو از رانی فرمائی اور خود غزنین کیطرف رجوع فرمائی اور تھوڑے عرصہ میں سلطان کو مرض سورا القینہ یا سل کا ہم پہونچا ہر روز
وہ مرض قوت پکڑتا تھا اور سلطان اپنے خلعت سے خلافت کی نظرمیں قوی دکھائی دیتا تھا اور اس حال سے علاج کیا اور جب
بہار آئی غزنین کیطرف روانہ ہوا اور وہ مرض قوی تر ہوا غزنین میں اسی مرض سے پنجشنبہ کے دن تیسویں ربیع الثانی ۵۲۰
چار سو اکیس میں لاکھ حسرت اور آرزو میں اس کہندیر سے ترسٹھ برس کے سن میں وفات ہوا مدت اسکی سلطنت پینتیس برس تھی اسکا جنازہ
راکو کہ منہ برستا تھا اٹھا کر قصر فیروز غزنین میں مدفون کیا اور سلطان محمود ایک مرد میانہ قد و خوش اندام اور چمک روتھا
اور وہ پہلا بادشاہ ہے کہ سلطان کی لفظا اپنے اوپر اطلاق کی اور یہ خبر صحیح ہے کہ سلطان محمود نے اپنی وفات سے دو روز
بیشتر حکم دیا تو خزانہ بھیدیان شرفی اور روپیوں اور انواع جو اپنے نفیسہ اور اصناف نفاکس کی اپنی مذہبیات میں جمع کیا
تھا اپنے محل سرا کے صحن میں چاڑھ کر کے مکان کو رنگ گلستان میں کیا اور سلطان محمود اسے چشم جبرست دیکھتا تھا اور
ہائے ہائے کے نعرہ مار کر دیا اور ایک ساعت کے بعد پھر خزانہ میں واپس پھرا اور ایسے وقت میں کہ چاہاے عمر آگے
نہر نہ ہو چکا تھا اور زندگی سے پاس تھی اس میں سے کسکو مستفیض اور بہرہ مند کیا اور ایسی ہی وجہوں سے خلافت اس
شاہ والا ترا کو ساتھ محل کے نسبت دیتی ہے پھر دو سر روز سلطان محمد میں سوار ہو کر میدانی سیر کر گیا اور جسے حکم سے تمام
ممالک خاصہ سہبان تازی استران بردی و قیلان کوہ شکوہ اشتران قوی بیکل اور سواسے اسکے سلطان کی نظر ثانی کیواسطے
لیکھے آئین بھی مشاہدہ کر کے مناسل ہوا اور نو گروہ کی مانند چٹین مار کر دیا اور گریہ کنان اپنے قصر کیطرف روانہ ہوا

اور ابو الحسن علی بن حسن بمبند سے منقول ہے کہ ایک روز سلطان محمود نے ابو طاهر سامانی سے پوچھا کہ آل سامان جو ہر
 قیمتی سے کس قدر جمع کیا تھا جواب نے یا کہ امیر فوج سامانی کے عہد میں اس محل جو ہر نفیسہ خزانے میں تھا سلطان محمود نے نہ خاک
 رکھ کر فرمایا الحمد للہ کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے میرے تنبیح امیر نفیسہ خزانہ سے زیادہ ازرائی رکھا اور یہ بھی منقول ہے کہ سلطان
 کے آخر عمر میں خیر سپہ سوار کی کنشاپو میں ایک مرد نہایت مالدار ہو سلطان اس کے احضار کا حکم صادر فرمایا جب وہ حاضر ہوا
 سلطان نے اس سے خطاب کیا کہ اس شخص میں سنا ہو کہ تو ملاحظہ اور فرما مٹھ سے اس مرد نے جواب دیا کہ اسے شاہ با انصاف
 دھاگو ملے اور فرما مٹھ نہیں غلام میں عیب ہے کہ مال کثرت سے رکھتا ہے جو کچھ ہر مجھے سرکار نے اور مجھے بنام مکرے سلطان
 محمود نے تمام مال اس سے لیکر اور ایک نشانی اس کے حسن عقیدت کی بارہ میں تحریر کر کے اس کے سپرد کی اور طبقات نامہ صریح
 مضمون اور معلوم ہو کہ سلطان محمود حدیث العلماء و رشتہ الانبیاء کے بارہ میں مترود تھا اور قیامت کے ہونے اور امر الدین
 سکبگین کے منسوب ہونے میں ایک شک لکھتا تھا ایک شب کو غیبت میں کسی مقلم میں لکھتا تھا اور فراموش محمدان طلانی میں شمع روشن
 کیے ہوئے آگے جاتا تھا اور ایک طالب علم مدرسہ میں اپنا سبق یاد کرتا تھا اور تاریکی کے سبب جب محتاج مطالعہ عبارت
 کتاب ہوتا تھا چراغ اقبال کی روشنی میں جاتا تھا سلطان کا دال اس طالب علم کی ناداری پر گڑھا وہ شمع دان اُسکو
 مرحمت فرمایا اور اسی شب حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ اُسے فرماتے ہیں یا بن امیر مصر الدین
 سکبگین انحرک مدنی الدارین کما غرت و رثی اس حدیث سے تینوں مشکل سکی حل ہوئیں کہتے ہیں کہ سلطان کے فوت سے
 دو سو سال غزنین میں ایک سیل عظیم واقع ہوا جس کے سبب اس شہر کی بہت عمارات خراب اور شمارا اور فلاق ہیشمار
 ہلاک ہوئی اور جو نیک عمر بن لیث صفار نے اپنے عہد سلطنت میں باندھا تھا اس سل سے اس قدر خراب ہوا کہ نشان
 اس کا ظاہر نہ رہا اور اہل بصیرت اس واقعہ کو وقوع اس شاہ عادل کے آثار فوت سے جانتے تھے کس واسطے اُس دن شاہ میں عدل
 اس مرتبہ تھا کہ ایک روز ایک شخص فریاد کیا اور سلطان محمود نے اس سے ملتفت ہو کر احوال پوچھا اُس نے عرض کی کہ شکایت
 میری ایسی سنیں کہ سردار مجلس میں عرض کروں سلطان نے اسے تخلیق میں طلب کر کے استفسار فرمایا اُس نے عرض کی بادشاہ کا
 بھانجا ایک مدت مدید سے میرے گھر میں آتا ہے اور مجھے ہر ماہ سے تازیانہ سے ملنے نکالتا ہے اور میری وجہ کے ساتھ
 صبح تک رہتا ہے اور دینے اس میں تمام اعیان دولت سے استغاثہ کیا لیکن کیونکہ جو صلہ اور بارانہ میں کہ جو عرض اقدس
 میں پہنچاؤے کس واسطے کہ سب اس کا ملاحظہ کرتے ہیں اور کیونکہ اس قدر حق سبحانہ تعالیٰ کا ہر اس و رتیں سنیں کہ فقیر عاجز کی خاطر
 فاتر کا ملاحظہ کر کے داد رسی درپے ہوا و جب میں سب سے نا امید اور مایوس ہوا آپ کی درگاہ میں رجوع کر کے فرصت کا منتظر تھا
 کج یہ دولت میری حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے افضال سے مجھے بادشاہ کیا احوال رعایا اور زیر دستوں کا مجھے پوچھنا اگر
 فریاد کو پہنچا فہموا المراد والا صبر کرو تا تو منتقم حقیقی اپنے عدل و قہر سے انتقام مجھے عاجز کا ظالموں سے لیوے سلطان محمود یہ
 کلام صداقت انجام شکوہ بنا کر لکھا اور انک گہر شک انکھو نہیں بھرا لایا اور رحم دلی سے فرمایا امی مسکین کس واسطے اسے پیشتر میرے
 پاس آیا اُس نے عرض کی کہ اسے شاہ عدالت بناہ ایک مدت سے میں ہر روز انکھنیتا تھا آج ہزار بار بونوں و جو بار دہلی
 نظر بجا کر حضور کی خدمت میں پہنچا اور سنیں تو ہم ایسے فقیر و بکی کیا مجال کہ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض حال اپنا کر سکین
 سلطان محمود نے کہا کہ اب جو تو نے اپنی سرگذشت مجھے سنا دی دوسرے کو اس خبر سے واقف نہ کرنا یعنی کسی سے نہ کہنا کہ بیٹے احوال
 اپنا بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا جواب اپنے مکان میں جا کر مٹھس بیٹھے اور حقیقت ظالم اپنی علوت کے موافق آؤے اور مجھے

نکلے فوراً میرے پاس کی مکر مجھے خبردار کرنا اُسے گذارش کی کہ اسی سلطان مجھے پھر ایسا وقت کمان میں ہوگا کہ یہ ذرہ بقدر اچھر اپنے تین بارگاہ عرش اشتباہ میں پہنچا کر دیدار فائز لاوار سے مشرف ہو سلطان نے دربانوں کو طلب کر کے اُس کو انھیں لے گیا اور یہ حکم قطعی دیا کہ جس وقت یہ آوے خبردار مانع نہ ہونا بلکہ توقف جہاں میں ہوئی نے دینا اور علاوہ اسکے بادشاہ نے اس سے آہستہ فرمایا کہ اگر ایسا وقت ہو کہ یعنی دربان غیر تجھے کہیں کہ بادشاہ استراحت میں ہوا دوسرا بہادر کر کے کہ کوئی غلام مقام سے آکر آہستہ آواز دینا کہ اپنے مقصد کو پہنچا غرض کہ شخص جس میں کہنے کا ہوا اور اس شب بلکہ دوسری شب دُاسکے گھر میں گیا تیسری شب کو بادشاہ کا بھانجا اُدھی رات کو عبادت معبود اُسکے مکان میں آیا اور اُسے گھر سے کال کر لے کر بغراغت بنے کام بہ انجام میں مشغول ہوا وہ شخص سرعت تمام امان فیضان بارگاہ سلطانی میں آیا دربانوں نے روکا اور پوچھا کہ اس وقت بادشاہ حرم سرا میں ہو کس کا وہاں گذر رہا ہے اور اگر دیوانخانہ میں ذوق افروز ہوتا ہے تجھے کوئی مانع نہ ہوتا لاچار وہ مرد اُس مقام میں کہ سلطان محمود نے اُس سے کہا تھا گیا اور آہستہ آواز دی کہ اسی سلطان کیا کرنا ہو سلطان محمود نے فوراً جواب دیا کہ ایسا فقیر شہر میں آیا ہے کہ کمر بامد ہو کر اُس شخص کے ہمراہ رہا ہے وہاں اُس کے مکان میں پہنچا اپنے بھائی کو اُسکی زوجہ کے ساتھ ایک فرش پرست بادہ نوم پایا اور شمع کو آگ دلوں کے حال نہت بر روئے پر چلتے اور مردانہ کو سر دھننے دیکھا سلطان نے شمع گل کی اور خیر نکال کر اُسکا سر تن سے جدا کیا اُسکے بعد فرمایا ای مرد ایک جبر عذاب اگر ممکن ہو بسبیل استعمال تو میں بخش کروں اُسے فوراً کوڑہ آب حاضر کیا سلطان محمود آب نوش کر کے اُٹھا اور کہا اور فقیر جا اور بغراغت تمام استراحت کر اُس مرد نے ہاتھ سلطان کے دامن میں را اور کہا کہ تجھے اس خدا کے سونگہ ہو کہ جس نے تجھے دولت اور شہمت کرامت فرمائی مجھے سچ بتا کر شمع کے بجائے لاکھ سبب تھا اور بھائی طلب کر کے اور پینے کی کہا وہ تھی در نوئے کیا کیا جو مجھے کتا ہی جافر اغت سے خواب کر سلطان نے فرمایا ام مظلوم بنے شرفا لکام تجھے دفع کیا اور اب اُسکا سر تن جدا کر کے لیے جانا ہوں اور شمع کے بجائے لاکھ بابت تھا کہ اُسکے دیکھنے سے صلہ رحمی کی محبت مانع نہ آوے اور بھائی طلب کر لیا یہ وجہ تھی کہ جس وقت تو نے حال پنا مجھے کہا میں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ جب تک اُس ظالم کا شر مظلوم سے دفع نہ کروں اب طعام زبان پر رکھوں چنانچہ اس تین شبانہ روز میں ہر وقت منتظر تھا اب جو میں نے شر اُسکا تجھے دفع کیا تشنگی کے غلبہ کے سبب کہ تین روز سے میں پیاسا تھا جبر عذاب طلب کر کے نوش کیا الغرض غلام نے نیک اندیش بخفی اور پوشیدہ ہوگا کہ اگرچہ سلاطین نامدار سے حکایات عدالت شعار بکثرت تمام منقول ہیں لیکن ایسی حکایت میں سے کسی سے منقول نہیں ہے واللہ اعلم بالصواب العباد اور تواریخ بنائے گیتی میں مرقوم ہے کہ جب سلطان محمود خراسان کی طرف متوجہ ہوا چاہا کہ شیخ ابو الحسن خرقانی کی زیارت کروں لیکن اس راہ کے بعد یہ بھی اُسکے دل میں گذر کہ میں اپنے مکان سے اگلی زیارت کا عزم نہیں کیا اس سال میں اس کے مصالح کا آہنگ کر آیا ہوں لطیف اس کام کے دوستان خدا کی زیارت کرنی شرط ادب سے بعد جو اس سال خراسان سے معاہدہ کو کے ہندوستان گیا اور وہاں سے ملے کر غزنین آیا اور شیخ کی زیارت کا احرام باندھ کر خرقان گیا جب خرقان میں پہنچا کسی کو شیخ کے حضور بھیجا پیغام دیا کہ سلطان آپ کی زیارت کو غزنین سے خرقان میں آیا ہے اگر آپ خانقاہ سے اُسکے دیکھنے کو بارگاہ میں آئیں ماحم ذاتی سے دور ہوگا اور ملحق کو یہ بھی فمائش کی کہ اگر شیخ اس امر سے انکار کرے یہ آئی کہ میرے سامنے جڑھن یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول اولی الامر منکم رسول نے وہ پیغام کہ سلطان نے زبانی کہا تھا ادا کیا اور جب انکار کیا آیت پریمی نے فرمایا تو مجھے اس خلیف سے معذور رکھ اور محمود سے کہ میں اطیعوا اللہ میں بسا مستغنی اور وہاں ہوں کہ اطیعوا اللہ مخالفت لجانا ہوں راستہ اولی الامر کے نہیں مشغول ہوتا ہوں ملحق نے سلطان محمود سے ظاہر کیا سلطان نے یہ کلام سننے ہی پر

کی اور اپنے مہاجروں سے کہا اٹھو کہ یہیں رہو مدد کر دیتے گمان کیا تھا پھر انہی پوشاک یا زکوہ پناہی اور دس کینڑوں کو جامعہ غلامان
بنا کر خود بجائے آیا زلیخا وہاں تھا نا شیخ کے صومعہ کی طرف متوجہ ہوا جب تک صومعہ کے دروازہ سے آئے اور شیخ کو سلام
کیا شیخ نے جواب دیا لیکن تعظیم کیواسطے قیام نہ کیا پھر سلطان محمود کو نظر غور سے دیکھا اور آیا زکیطرف کچھ التفات نہ کی محمود نے کہا
ای شیخ تو سلطان کی تعظیم و تکریم کیواسطے نہ اٹھا شیخ نے کہا تمام حال ہو لیکن مرغ اسکا نہیں ادھر آ کہ آگے تیرے رکھنا ہو
سلطان محمود بیٹھا اور کہا مجھے کچھ بات کیجئے فرمایا نا محرمونکو باہر کر سلطان نے لوٹو یونکو اشارہ کیا وہ صومعہ کے باہر چل گئیں
سلطان نے کہا مجھے بائزید بنامی کے اقوال سنا کئے شیخ نے فرمایا بائزید بنامی کہہ رہا ہے کہ جس شخص نے مجھے دیکھا تو شقاوت سے
ایمن ہوا سلطان محمود نے کہا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ بائزید سے زیادہ ہے پس ابو جہل و ابوسفیان انحضرت کے دیدار
فائز الاوار سے مستفیض ہوئے تھے کسواسطے اہل شقاوت سے ہیں شیخ نے فرمایا محمود ادب نگاہ رکھو اور نصرت انہی لایات میں کہ
مصطفیٰ کو کہنے سوا اور چار بار اور بعض صحابہ کے کہ نہ دیکھا اور دلیل اس پر قول خدا ہے عزوجل ہو تو ہم بنظر دل لیک ہم لایہ صرون
اور سلطان محمود کو یہ بات پسند آئی اور کہا مجھے نصیحت کیجئے فرمایا چار چیز اختیار کر اول برسر کاری دوسرا نماز جماعت تیسرا سخاوت
چوتھے شفقت خلق پر پھر سلطان نے التماس علی فرمایا میں نماز پنجگانہ میں عاکرنا ہوں اللہم اغفر للمؤمنین المؤمنات لکما یہ
دعا عام و خاص کیجئے فرمایا عاقبت محمود ہو جو سلطان نے اشرفیو کا بدرہ روہر دیکھا شیخ نے جو کی روٹی سلطان کے روہر
رکھی اور فرمایا اسے تناول کر سلطان محمود نے اس میں سے ایک لقمہ منہ میں کھلکھلایا اس کے خلق میں پھرنے لگا شیخ نے کہا کہ یہ روٹی تیرے
گلے میں پھنسی ہو کہا یان شیخ نے فرمایا تیرا بدرہ زریحی اسطورہ کا خلق میں پھنسا ہو اسکا کسواسطے میں اسے طلاق دی ہو سلطان
فرمایا مجھے کوئی اپنی نشانی یادگار عنایت فرما بیٹے شیخ نے اپنا پر اسن کہ مراد خرقہ سے ہو عنایت کیا سلطان محمود جب نصیحت ہوا
شیخ تعظیم ایسا وہ ہوا سلطان نے کہا اول اپنے میرے آنے پر التفات نہ فرمائی اور اب تعظیم کیواسطے آئے کون تکلیف کی شیخ نے
فرمایا اول تو رعوت بادشاہی اور تخت انخان میں آبا تھا اب تو انکسار درویشی میں جانا ہو پھر سلطان مضطرب ہو کر ایک گوشہ
سومات پرتاخت کی اور جب التسلیم اور برہم دیو کی جنگ میں اسے شکست کا خوف ہوا سلطان مضطرب ہو کر ایک گوشہ
میں گیا اور منہ خاک پر رکھ کر اس پر اسن کو ماتھ میں لیکر درگاہ الہی میں عرض کی الہی اُس صاحبِ قو کی ابرو کے طفیل مجھے
کفار پر ظفر پیا کر اور جسدِ رہبان سے عنیمت دستیاب ہوگی درویشوں پر تقسیم کرو گا دفعۃً اس طرف ایک رعہ یعنی گرج اور
ظلمت پیدا ہوئی کہ کفار کو تاریکی سے دوست و دشمن کی تمیز نہ رہی آپس میں خونریزی کے شغور ہوئے لشکر اسلام نے
ظفر پائی اور اسی لشکر سلطان جواب میں دیکھا کہ شیخ فرماتے تھے کہ اے محمود تو نے میری خرقہ کی ابرو کچھ نہ کی اگر دعا اسلام تو تمام
کفار کیواسطے کرنا اجابت ہوتی اور جامع الحکایات میں وارد ہو کہ سلطان جب شیخ کے پاس آیا کہا اگرچہ مہات خراسان کی کثرت
تھی لیکن میں غزنین سے بغزم زیارت اس خبا کے آیا ہوں شیخ نے فرمایا اے محمود اگر تو نے غزنین سے میرا حرام باندھا کیا
عجب کہ خانہ خدا سے احرام باندھیں اور تیرے پاس آدین ہے حالت سلطان کہ شیخ ابوالحسن خرقانی اس کے حق میں ایسا فرماوے
اور روضۃ الصفائیں مسطور ہو کہ ایک در سلطان محمود اپنے محل میں بیٹھا تھا اور دریچے سے چپے راست نظر کرتا تھا ناگاہ اسکی
نگاہ بے سرو پا پر پڑی کہ تین مرغ بے ایسا وہ ہو جب سلطان کو اسنے اپنے طرف ملتفت اور متوجہ دیکھا ایک اشارہ
سلطان نے اغماض سے اپنے دل میں کہا یہ اشارہ اسنے کیوں کیا پھر ایک ساعت کے بعد دوبارہ سلطان نگاہ اسکی طرف
کی اسنے پھر اشارہ کیا سلطان نے اسے اپنے روہر دیکھا کہ انفسار کیا کہ یہ جانور کیسے ہیں روہ اشارہ کیا تھا اسنے عرض کی

[illegible]

صواب کہ یک سید انکر دہر و جهان بیگانہ در اور داد و بے نظیر و حال و اگر نہ ہر دو بخشد نے ابو بوقت کرم و امید بندہ کا کہ
 بایزید شعال و استاد اسدی طوسی سلطان محمود کے عہد میں فرقہ شعر آخر اس کا استاد تھا اور اسے متوازی نظم
 شہنامہ کی تکلیف دی اور اسے سیری اور ضعیفی کا بہانہ کر کے استغفار کیا اور اس کا دیوان شہرینین پر اور شعرا کے مجموعہ یعنی نظمیں
 آج اور فردوسی گو کہ شاگرد اس کا ہو ہمیشہ شہنامہ نظم کی اسطے انشاء کرتا تھا تو آخر کو ایسا ہوا اور جب فردوسی غریب بھاگ کر طوس گیا
 پھر وہاں سے رستہ دار اور طالقان پر چاکم پھر طوس میں راہ چوچ کی اور منے سے چند روز بیشتر اسدی کو بلایا اور کہا افسوس رحلت کا
 وقت آج ہو چکا وقت رحلت ہو اور شہنامہ سے قلیل باقی رہا اور کسب کوفت نہیں کہ باقی کو قید نظم میں لگا دے اسدی نے فرمایا ای فرزند گلشن بنو
 اگر میری حیات مستعار قالب غصری میں باقی ہو میں انجام کو پہنچانا ہوں فردوسی نے کہا ای استاد آپ ضعیف ہیں حال یہ کہ یہ کام
 آپ سے کفایت ہو دے اسدی نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ انجام ہو گا اور اسے چند روز میں شرح کیا اول سینکڑوں سے حکم کی طرف
 کہ چار ہزار بیت ہوتی ہیں قید نظم میں لایا اور فردوسی بنک نہ تھا کہ اس کے مطالعہ میں گزارنا اور وہ نہایت محفوظ ہوا اور اسے
 استاد کے ذہن مستقیم کی تعریف کی اسدی نے مناظرے بہت خوب موزون کیے ہیں اور یہ دو بیت شریف رفت کے مناظر میں لکھی
 تالیفات سے ہیں ایسا بت بشنوا زحمت و گفتار شبت روز بہم نہ سر گذشتے کہ زول و رکند شدت غم بہر دورا غاست جہل از
 سبب مثنیٰ فضل بہ در میان رفت فراوان سخن از مدت و دم بہ طین و جوہر لعلی کہ اصل سکی پنج سے ہو سلطان محمود کے عہد
 سلطنت میں غزنین میں رہتا تھا نہایت متمول اور صاحب ست گاہ تھا اور فقر شمع میں قصیدہ اس کا تصنیف کی اس کا مطلع
 یہ شعر ای نہادہ در میان فرق جان خویشین بہ جسم ما زندہ بجائی جان زندہ بہ تن بہ حکیم غصری سلطان محمود کے
 عہد میں یہ سر آمد شعر اسے روزگار تھا اور وہ شاعری اور فصاحت کثیر میں ممتاز تھا کہتے ہیں سلطان محمود کے رگاب میں ہمیشہ چار سو
 شاعر متین ملازم تھے اور سب شاعر اس کی شاگردی کے مقرر تھے اور محفل سلطانی میں آمد شد رکھتا تھا اور آخر کو سلطان نے
 اپنے قلمرو کی ملک الشعرائی سے اسے سرفراز فرمایا اور بار شاد کیا کہ تمام شاعر اول شعر اسے سنا دیں پھر وہ باو نامہ کے
 ملاحظہ میں گزارنے اور اس کا ایک قصیدہ نہایت مطول ہو مختصر یہ کہ سلطان کے مجمع محاررے قید نظم میں درالباہر اور بیان کہتے
 ہیں کہ ایک شب سلطان نے بدستی کی حالت میں سر رشتہ عقل ہاتھ سے دیا اور ایانہ کے جہرہ پر اور طرے نظر کی ناگاہ بچان
 شرع نے پاؤں بلند کیا کہ اسی محمود و عشق کو فسق سے ہوائے نفسانی سے نہ آمیز کر سلطان اسی وقت تہنہ ہوا اور مقراض ایا گز
 حوالہ کی کہ اس نے لعل ریزن کو تراش اسے عرض کی کہ اسے فرمایا یقلیم تراش ایا ز نے حکم کے موافق عمل کیا سلطان کی آنش
 عشق اس کی فرمانبرداری کے روغن سے نہایت شعلہ زن ہوئی اور لعل سے جواہر ہر شہار سے عنایت کیا اور آپ غلبان میں فروغ
 خواب براسرا صحت فرمائی صبح کو جب خواب غفلت سے بیدار ہوا اپنے کہے ہوئے سے ہشمان تھا اور دل کی بیقراری سے
 کبھی اٹھتا اور کبھی ٹھہرتا تھا اور کسب کو بات کر نیکا زہرہ نہ تھا حاجب علی غصری کو غصرا کے اندر طلب کیا جبہ حاضر ہوا
 اسے دیکھ کر فرمایا کہ مجھے دیکھتا ہو کہ مجھ پر کیا گزری ہو اس بارہ میں کچھ کہ غصری نے فی البدیہہ کہا رہا جی امور کہ لعل نہا یہ
 در کا سن بت بہ چہ جلسہ غم نشین فاسق سن ست بہ روز طرب نشاط دے خواستن ست بہ کار آستین سرور پیر سن ست بہ
 سلطان بہ رباعی سکر نہایت خوش ہوا اور اس کا منہ میں مرتبہ جواہر سے پر کیا اور مطربوں کو بلا کر نے نوشی کی محفل آراستہ
 کر کے بہت غیب کے پینے میں اقدام کیا اور غصری نے اس سے چار سو آئینس میں وفات پائی اور نام اس کا عالم قافی کے
 جرمہ بہر بت ہوا عسجدی مروی الاصل یہ قصائد غرا کھنڈ اور غصری کے شاگرد دن میں سے ہو سلطان محمود کا ملاح تھا

یہ قصیدہ اسی کا تالیف ہے نظم شاہ خورہ بن سفر مومنات کردہ کردار خویش را علم معجزات کردہ دیوان اس کا مشہور
 سنن ہوا ویر باغی بخشش جنگ میں ابلع عنا صر کی طرح معروف ہوا باغی از شرست مدام ولاف شریعتیہ و عشق
 تیان بزم غیب توبہ پدردل ہوس شراب و ہلب توبہ بزم توبہ نادرست یارب توبہ فرخی بھی عنقریب لگا کر دتھا
 منقول ہے کہ اس کا باپ والی سینا کا خلف تھا فرخی نے خدمت دہقان کی سینا کے دہقانوں سے اختیار کی تھی ہر سال
 دو سو پانچ بیغ منی اور سودم بطور ناکار کے پاتا تھا اسکے بعد ایک عورت مولیٰ بنی خلف سے خواستگاری کر کے اپنے نکاح میں
 لایا اور فرخ اس کا زیادہ ہوا یہ حال زمیندار کو سنا کر درخواست کی کہ مجھے تین سو پیانہ اور دو سو سودم چاہئے دہقان کے ساتھ اس سے
 بھی زیادہ لینے کا سزا دے لیکن مجھے قدرت اس زیادہ نہیں ہے فرخی بابوس کر سلطان محمود کے بھتیجے ابو المظفر غزنوی کے پاس گیا اور
 یہ قصیدہ غزا گذرانا خلعت اور نقود و افزایا نظم نازندگیوں بر سر پوشند مرغزار پر تیان بخت لنگ ندر بار کو ہزار خاک لا جوئی فا ہو
 شنگ پرتیاس پیدار چون پڑو طلی برگ ویدیشمار کو پھر سلطان محمود کے شرف ملازمت سے مشرف ہو کر راج غالبہ برترقی کی چنانچہ غلام
 زمین کراچی سواری جلوس میں مانتے تھے واقعی شعراے ماقدم سے ہوا اور سلطان محمود کے عہد میں ابتدا شاہنامہ کی کی اور ہزار
 یا کم بیش کہیں پھر فردوسی اسے انجام کو پہنچایا اور اسکے اشعار میں یہ قطعہ مکرر ہوا قطعہ میں ایجاد بڑا مذموم اثر غمزدانہ اندازہ نہ ہو
 غزالی جو آندہ نثر بیا رماندہ عفونت گیر از آرام بسیار مذکورہ جلال الدین و جمال الملہ محمد بن سلطان محمود
 غزنوی کی سلطنت کا جب سلطان محمود کا دست اختیار امور دنیوی کے تصرف سے کوتاہ ہوا اس کا بیٹا امیر محمد کورکان
 میں ہوا و امیر مسعود صفایان میں تھا پھر امیر علی بن سلطان ج سلطان محمود کا خویش تھا امیر محمد کو غزنین سے طلب کر کے سلطان حوم کے
 حسب عہد تاج شاہی اسکے زب سر کر کے تخت سلطنت پر بٹھن کیا اور اسے سپہ سالاری کا منصب پر عہدہ امیر جو سف بکھن اور
 وزارت خواجہ ابوالحسن احمد بن الحسن ہمدانی کو ارزانی فرمایا اور خزانہ کا دروازہ کھول کر وضع و شریف کو بہرہ مند کیا اور اسکے عہد میں
 ارغانی اور رخلیت پیدائی رعیت اور سبھی اسودہ ہو لیکن قلوب خلائی امیر مسعود کی بادشاہی پر نہایت راضی تھے
 سلطان محمود کی وفات کے بعد کہ ایک مہینے اور میں وز کا عرصہ منقضی ہوا تھا ابو الفتح امیر یازین اسحق نے غلاموں سے متفق
 ہو کر اور علی داپہ کو اچا شریک کر کے روز روشن میں مکارہ کیو اسطے طویلہ میں آئے اور خاصوں پر سوار ہو کر سب کی طرف مدانہ
 ہوئے امیر محمد اسکے آمد سے خبردار ہوا سوئدر آہندو کو جو امرامقبر سے تھا مع افواج کثیرہ ہندو کو اس جماعت کے تعاقب میں بھیجا
 اور یہ اسکے قریب پہنچتے ہی جنگ میں مشغول ہوا اور سوئدر اسے ہندو کی جماعت کثیر سے مارا گیا اور غلام بھی بہت قتل ہوئے
 اور جو لوگ امنین سے زندہ رہے انکے سر امیر محمد کی درگاہ میں ارسال کیے اور ابو الفتح امیر آریاز اور علی داپہ بسیل تنجال سکر
 نفاق اور وفات کے ساتھ جانتے بھانگ پیشاور میں لے کر امیر مسعود کو تین سو بیچے گئے ہیں امیر مسعود نے ہمدان میں اپنے
 باپ کے رحلت کی خبر پائی اور عراق عجم میں نواب مدعمال کار گزار مقرر کر کے خراسان کی طرف روانہ ہوا اور اپنے بھائی کو
 تارا تجارت سے تحریر کیا کہ مجھے اس لایت کی کہ باختر تھے عنایت فرمائی تھی طبع نہیں لیکن طبع و خیال و رطبت تانہ و عراق کو اپنے شہر
 آبار سے ملے ہیں کافی ہیں لازم کہ نام میرا خطہ میں تو مقدم کرے منقول ہے کہ امیر مسعود اور امیر محمد ایک روزہ دونوں محلہ ہونے لگے
 اور امیر مسعود اس جند ساعت بشیر پیدا ہوا تھا اسوجہ سے امیر محمد چنان کی اطاعت نہ کرتا تھا اور انکے درمیان جھڑپا لگتی تھی
 محاسنت واقع تھی انصاف امیر محمد نے اپنے بھائی کے مکتوب کا جواب سخت لکھا اور آفات حرب سامان جنگ مہیا کرنے لگا ہر چند
 جماعت و لشکر نے سہی کی کہ دونوں بھائیوں میں صلح واقع ہو کر کارگر نہ ہوئی امیر محمد لشکر خطر اور جم غفیر لیکر غزنین سے پر آمد ہو کر

راہی ہوا اور غرہ رمضان ۸۱۳ھ چار سو اکیس ہجری میں موضع نکید آباد کہ حقیقت میں نکیت آباد تھا۔ اردو ہوا اور ماہ صیام اس مقام میں بسر لگیا اور عید کے دن بے سبب گاہ اس کے فرق سے جدا ہوئی لوگ یہ امر شکوں بد سمجھے اور سوال کی تیسری شب کو امیر علی خوشنود اور امیر یوسف سبکدین اور امیر حسین بیکال نے ساتھ ایک جماعت کے اتفاق کر کے مخالفت کا علم بلند کیا اور امیر مسعود کی خواہش سے امیر محمد کا سراپردہ گرا دیا اور دغا صحرہ کر کے گرفتار کر لائے اور قلعہ دین میں لے آئے اب مردم خندہار جیسے قلعہ میں کہتے ہیں لہذا کہ قید کیا اور تمام لشکر اور فوجائیں امیر مسعود کے استقبال کیا اسے برات کی طرف روانہ ہوئے اور امیر مسعود ہر آتش تلخ نہیں گیا اور احمد حسین کو بسبب اس سزا کے کہ مسعود کے عود کر کے خلعت خلیفہ مصر پہنا تھا اور کچھ بچا کسوا اسے امیر مسعود کے مع مبارک میں پہنچا تھا کہ احمد حسین ایک روز کچھ مری میں کھتا تھا کہ جس وقت امیر مسعود بادشاہ ہو گا مجھے دار کچھ بچا اس طرح امیر علی خوشنود و دیگران نعمت کی مزا میں قتل ہوا اور امیر یوسف سبکدین کو قید کیا وہ مجلس میں مر گیا اور امیر محمد کے حکم سے قلعہ مذکور میں لایا گیا اور امیر علی کی مدت سلطنت پانچ مہینے سے بھی کم تھی نو برس قید رہا اور امیر مسعود کے قتل ہوئے بعد اکیسال اور فرمانروا رہا اور پھر مود و دین مسعود کے حکم سے قتل ہوا۔

ذکر سلطنت شہاب الدین و جمال الملہ سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی کا سلطان
 نہایت سخی اور شجاع تھا کہ اسکو رسم ثانی کہتے تھے اور تیرا کھانگن کہتے تھے تذکرہ فیہ کے بدن میں درآتا تھا اور کاکڑ اس قدر زنی تھا کہ کوئی اسے ایک ماٹھ سے نہ اٹھا سکتا اور جو کہ امیر مسعود اپنے باب کو مخاطبات میں سخت جواب دیتا تھا اسے ہمیشہ اپنی نظروں میں خوار اور ذلیل رکھتا تھا اور امیر محمد کی عزت و تکریم میں جدلیغ فرماتا تھا یہاں تک کہ خلیفہ عباس سے التماس کی کہ امیر محمد کا نام سلطان مسعود پر مقدم لکھیں اور طبقات نامہ مری میں مذکور ہو کہ خواجہ ابو نصر شکانی کہتا ہے کہ جب وہ فرمان سلطان محمود کی بارگاہ میں پہنچا گیا تمام امرا اور طوکر رنجیدہ خاطر ہو گئے اور جب سلطان مسعود اس مجلس سے برآمد ہوا ابو نصر کہتا ہے کہ میں بھی اس صحبت میں شریک تھا اس کے بعد میں رخصت ہوا اور سلطان مسعود سے مینے عن کی کہ آپ کے لقب تاخیر ہونے سے میرا دل اور تمام امرا کا دل نہایت خردن و مغموم ہوا سلطان مسعود نے فرمایا اسکا کچھ اندیشہ کر السیف صدق و ایتامں الکتب جو میں بلتا میں سلطان نے سب کچھ طلب کیا اور فرمایا کہ تو سلطان مسعود کے بچے کیوں گیا تھا اور کیا ہڑائی ہوئی تھی مینے ماجر ابے کم کا ست اظہار کیا سلطان محمود نے فرمایا میں بھی جانتا ہوں کہ سلطان مسعود کو ہر ایک امر میں امیر محمد پر ترجیح اور افزونی ہو اور میرے بعد سلطنت سلطان مسعود کو ہونی چکی لیکن یہ تمام امور اس واسطے کرتا ہوں کہ امیر محمد چارہ کی میرے عہد میں کچھ حرمت اور توقیر رہے ابو نصر کہتا ہے اس معاملہ میں دو چیز سے مجھے غیب ہوا ایک مسعود کے جواب سے کہ مجھے علم و فضل کی وجہ سے جواب معقول دیا دوسرے سلطان محمود کے ضبط اور ہوشیاری سے کہ غزوئی نے غر فوراً معروض کی سلطان مسعود نے سال جلوس میں محمد بن حسین بنی کو کہ سلطان محمود کے حکم سے قلعہ کابلیہ میں جو قلعہ ہے سرحد ہندوستان سے جلوس نکھار کر کے دوبارہ منصب وزارت پر سرفراز کیا اور امیر احمد بن نیا لگین ہوازن کو جہان کر کے زعم کثیر اس سے لیا اسکے بعد اسے ہندوستان کا سپہ سالار کر کے لاہور روانہ کیا اور مجد الدولہ دہلی کو جو سلطان محمود کے حکم سے ایک قلعہ ہے ہند میں مقید تھا اپنے پاس طلب کیا خطبہ پڑھنا سلطان مسعود کا بلا دیکھ اور مکران میں ۸۱۳ھ چار سو اکیس ہجری میں سلطان مسعود نے غزنین میں آیا اور لشکر کے اوپر کھڑا ہوا اور اسکی ولایت میں خطبہ اود سکے اپنے نام مروج کیا اور دہلی کی کیفیت یہ تھی کہ والی اسکی ولایت کا قضاے الہی سے فوت ہوا تھا اسکی وصیت یہ تھی ایک پولیس کر دو سر جیسے اور جیسے ہاپ کی ولایت پر متصرف ہوا اور ابو احسا کر کو بالکل بید غل کیا اور ابو احسا کر نے بھائی کے محتاج سے عاجز ہوا اور سلطان مسعود کی بارگاہ میں عرضداشت کی کہ اگر بادشاہ لشکر بھیجا اب اسے کہ ولایت کے اور

نکون اس فخر کے تصرف میں آئے ہیں بھئی کے دو نواسوں کی مسلک میں منسلک ہو کر اس لایت کا سکے اور خطبہ سلطان مان کے نام جاری کروں سلطان سعود نے اسکی التماس پذیر کی اور لشکر کشی مارا سکے ہمراہ کیا اور افسروں سے فرمایا اگر عیسے مقام اصلاح میں آدے اور ولایت کو براورہ تفسیر کرے فہو المراد والہ تم اسے چھید کر ابو العساکر کے سپرد کرنا اور جب ابو العساکر لشکر کشی میرا لیکر ستر کارنوار پیکر اس و دین پہنچا عیسے پر گشتہ بہت روستائی کی تعلیم میں گرفتار رہو اور صلح اور صلاح سے انکار کیا آخر کو یہ نوبت پہنچی کہ اکثر لوگ اسکی رفاقت سے جدا ہو کر ابو العساکر سے ملے اور وہ باوجود اسکی اپنے مخصوص دولتی مقبول ہو کر موکر بن آیا اور اسقدر ڈر کر مارا گیا اب اسکو روٹی پر تصرف ہو خطبہ لایت کا سلطان سعود کے نام جاری کیا اور اسی پر سلطان سعود نے سرحداری لایت سے اور عثمان اور سائر ملکہ جبل کی اپنے فراس کو جب نام تاش تھار زانی فرمایا اور اسے تھوڑے عرصہ میں لایت کو نواب و رعایا اور اس کے سلطان محمود نے خراسان کی مراجعت کے بعد فرود کش کیے تھے انشراح کر کے قابض اور متصرف ہوا اور حسب حکم سلطان سعود علاء الدین کو علم استقلال بلند کیے ہوئے تھے شکست دیکر اس کے علاوہ کور غارت کیا۔ بیان ترکمان سلجوقی کے تسلط کا سلطان سعود نے اس سال غزنین سے مضافات و سرحد کی غریبت کی جب ہرات میں پہنچا موان شرش و ربار اور ترکمان سلجوقی سے ناشی ہوئے سلطان عبدالرحمن بن عبدالعزیز کو مع لشکر کثیر ان پر تعین کیا اور وہ لشکر ترکمانوں پر پہنچ کر چند مرتبہ جنگ میں مصروف ہوا اور سلطان اس امر کے بدو نصفہ کے غزنین کی طرف معاودت فرمائی اور ۲۲ شنبہ چار سو تیس ہجری میں التوتناش سپہ سالار سلطان سعود کے حسب حکم خوارزم سے علی نگین کے دفع کو واسطے کہ سمرقند اور بخارا پر غلبہ پایا تھا مع لشکر اسطرف ماوراء النہر کی طرف متوجہ ہوا اور غزنین سے بھی پندرہ ہزار سوار جزیرہ التوتناش کی کمک کیا واسطے تعین فرمائے اور وہ جماعت حدود پنج من اسکی جائے التوتناش آب موچہ عبور کر کے اول بخارا کی تخریر کے بعد سمرقند روانہ ہوا اور علی نگین بجزم رزم و کین شہر سے برآمد ہو کر ایک مقام میں وارد ہوا کہ ایک سمت اس کے دریائے زرخار اور درخت منہما واقع تھے اور ایک طرف اس کے پہاڑ اور رخت و عظمت میں حبس رخ و ارسے مفاہیز کرنا تھا حاکم تھا جب آتش جنگ نے اشتعال پایا ایک جماعت مردمان علی نگین سے کہ کین میں تھے التوتناش کی فوج کے پس پشت تاخت لائے اور طلق منیہار کو تیغ ابدار سے ہلاک کیا اور زخم کاری التوتناش کے جسم پر پہنچا بالغا فادہ زخم ہسمقام میں پہنچا کہ بیشیر اس سے قلعہ بند کے مفتوح کر نیکی وقت سلطان محمود کے حضور حقیق کا تھراس ملکہ لگا تھا التوتناش نے کیفیت حال کی غازیوں سے اس قدر پوشیدہ رکھی اور پائے نبات اس قدر موکد فامین لگے کہ یہ بہت سپاہ علی نگین کے لشکر سے قتل ہوئی اور بقیہ السیف دشت اوبار میں آوارہ ہوا جب شب نے پردہ ظلماتی حمام جہان پر چھوڑا التوتناش نے افسران سپاہ کو طلب کر کے اپنے زخم کی حکایت اطہار کی اور کمار شہ جیات میرا کٹ چکا ہوا اس زخم سے نبات نکل نہیں اب تم تدبیر اپنے کام کی کرد افسروں نے اسی شب کو ایک قاصد علی نگین کے پاس بھیج کر مصالحت کیا کہ بخارا سلطان سعود کے قبض و تصرف میں رہے اور سمرقند اور اسکے اطراف پر علی نگین قابض اور متصرف ہو دوسرے روز علی نگین سمرقند کی طرف کوچ کر گیا اور التوتناش خراسان کی سمت رہی ہوا دوسرے دن وفات پائی و کلا اور وزیر اسکی وفات مخفی رکھ کر خوارزم میں گئے اور سلطان سعود نے جب خبر سنی خوارزم کی حکومت التوتناش کے فرزند کو جو ہارون نام رکھنا تھا غایت فرمائی

تذکرہ خواجہ حبیبہ صفات احمد بن حسن مہندی کی وفات کا۔ اور اسی برس ابو عبیدہ صفات احمد بن حسن مہندی نے عالم نالی سے عالم نبال کی طرف انتقال کیا سلطان سعود نے ابو نصر محمد بن عبد الصمد کو صاحب دیوان ہارون بنی التوتناش تھا خوارزم سے طلب کر کے منصب وزارت پر سرفراز کیا اور ۲۲ شنبہ چار سو چوبیس ہجری میں سلطان سعود

ہندوستان کا آہنگ کیا اور قلعہ سرستی پر جو درہ کشمیر میں واقع ہو جا کر محاصرہ کیا اور عیسا و مرہاس کا اس حصہ میں کے باشندوں پر غالب ہوا اور اپنی سلطان محمود کی خدمت میں بھیج کر یہ پیغام دیا کہ بالفعل تم ہندو روپیہ پیش کر کے تین ادبہ سال ہی مبالغہ بسیار خزانہ عامہ میں داخل کرینگے سلطان چاہتا تھا اس طریق سے صلح کرے ایک جماعت حجاز اسلام نے کہ مردمان قلعہ کے محبس ستم میں مقید تھے سلطان کو وعدہ داشت کی کہ ہم حسب تقدیر اس ملک میں اگر اس حصار میں کفار کے ہاتھ گرفتار ہوئے ہیں اور جو کچھ مال مذہبی سے چلے ہے پاس تھا ہے جسے کراہے لفظ کو سہم دینا سے عاری کیا بخلاف یہ ہو کہ سلطان کی مراجعت کے بعد تین نقدیات سے بھی محروم اور ناکام کر دین جو مرد قلعہ کے پاس آؤدہ اور مجال مقاومت سلطانی کے اس سے زیادہ تر نہیں یقین کہ تھوڑے عرصہ میں محاصرہ کا سلطان نے اس بات سے مطمئن ہو کر صلح کی اور محاصرہ کے لوازم میں کوشش فرمائی یہاں تک خندق کو نہ شکر سے کہ اس طرف میں افراد سے تھی ہاتھ بلند کیا اور اس پر سے قلعہ میں داخل ہوئے اور تمام کفار کو تیغ کے گھاٹ اتار کر ان کے زن و فرزند کو اسیر کیا اور انکا سلب سامان غارت کر کے اور جو کچھ تجارت سے لیا تھا وہ غارت سب انکے حوالہ کی اور یہ نیک نامی ابدالہر دفتر عالم میں ثبت رہی و لکن فضل ہندو تین میں بیٹا اور اس سال اکثر بیج مسکون میں باران رحمت نہ برسا اور ایک قحط عظیم برپا ہوا اور قحط کے بعد وبا عام عالمگیر ہوئی چنانچہ اکثر قلمیوں میں ہجرت کی اور ایک مینے کے عرصہ میں چالیس ہزار آدمی صغمان میں ہلاک ہوئے اور اکثر بلاد اور ہندوستان کے قریب میں ہندو گادی باقی نہ تھے کہ کشت و زراعت اور انواع حرفہ میں قیام کریں اور اطراف بغداد و واصل و رولایت جرجستان میں مرض جدی یعنی چچاک کی بیماری اس قدر شائع ہوئی تھی کہ کوئی مکان ایسا نہ تھا کہ اس میں چچاک کے سبب سے دو باتیں آدمی مرنے لگے ہوں اور سترہ چار سو چھپس چوبیس قصبہ اہل و سارے کو کے باشندے وہاں سے ایکجا ہو کر جدال قتال پر متعلق ہوئے جب لشکر غزنین کا بفتح دیر ذری اختصا ص پایا ابا کا لہجہ امیر طہستان نے اپنی بھیج کر خطبہ سلطان مسعود کے نام قبول کیا اور اسے اپنے فرزند میں اور بھتیجے شیر دیہ بن سرخاب کو کور کاں بھیجا اور امیر مسعود وہاں سے غزنین کی طرف متوجہ ہوا جب قطع مسافت کے بعد نیشاپور میں داخل ہوا اور ہانگی رعایا ترکمانان سلجوقی کے دست جوڑ سے بہ تنگ آنکر فریاد دی ہوئی سلطان مسعود نے بکتغزی اور حسین بن علی میکال کو لشکر گران سے بطور تاخت انکے تدارک کو بھیجا جب لشکر موضع شہید اتفاق میں پہونچا اپنی ترکمانوں کا یہ پیغام لایا کہ ہم ہندو اور طبع درگاہ عرش شہنشاہ ہیں بشرط اسکے اگر سلطان ہمساری دولت و خواری شخص نفرائے تو ہم نہ کسی سے سرکار رکھیں اور نہ کسی کو جاری ذات سے ایذا پہونچے بکتغزی نے ایچچون سے دشمنی کر کے یہ جواب دیا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان شمشیر کے سوا صلح نہیں مگر ہوت کہ تم شاہ کی اطاعت کرو اور فعال بد سے باز آؤ اور اپنا آدمی سلطان مسعود کے حضور میں بھیج کر نوشتہ ہمارے نام لادو تو ہم تمہاری تہذیب و تادیب سے دست کش ہوں ترکمانوں نے جب یہ مضمون اپنی بیانی سنا فوج سلطانی کے مقابل آئے اور جنگ عظیم اور حرب شدید کی لیکن شکست کھا کر پس ہار ہوئے بکتغزی نے انکا تعاقب کیا اور سلجوقیوں کے اہل و عیال اسیر کیے اور غنیمت بہت ہاتھ آئی اور مراجعت کیوقت بکتغزی کی جمیعت لوٹ میں متفرق ہوئی تھی ترکمانوں نے فرصت غنیمت جانی ہارونکے درویشے راہدہ ہوئے اور بکتغزی کے لشکر پر ایکبارگی تاخت لائے و شبانہ روز تک جنگ فامیر رہی بکتغزی حسین بن علی میکال سے کہا مویشے کھڑے ہو نیکانین حسین نے اسکے کہنے پر عمل کیا اور باے بنامیدیا ان میں قاتل کر کے جنگ میں لایا آخر الامر ترکمانوں نے سبجہ ظلم میں گرفتار ہوا بیان لشکر سلطان مسعود کی شکست کا ترکمانان سلجوقی کے مقابلہ سے۔ بکتغزی بھی بھاگ کر سلطان مسعود کے پاس نیشاپور میں آیا سلطان مسعود غلین ہوا اور سترہ چار سو چھپس چوبیس ہجری میں غزنین کی طرف متوجہ ہوا مفارن اس حال کے ہندوستان سے خبر احمدیہ انگلیس کے طہیان کی پہونچی امیر سوہنے ناگہر جو ہونو کے سردار غزنین سے تھا اسکی تہذیب کو اسے بیجا و دونوں نے مقابل ہو کر آتش جنگ شعل کی اور ناگہر مارا گیا اور لشکر سلطانی متفرق ہوا جب یہ خبر سلطان مسعود کو پہونچی

تو لک بن حسین کو کہ امیر الامراء ہندو تھاروانہ کیا اُسے جاتے ہی تنور و خاکرم کیا اور ابن ہاشمین کو شکست فاش ہوئی اور وہ بدحواس اور پریشان ہو کر مفسورہ و ٹنڈہ و سسند کی طرف مفرور ہوا تو لک نے تعاقب کیا اور اس کے ہمراہیوں سے جو ہاتھ آیا اسکی ناک اور کان کاٹے اور ابن ہاشمین نہایت اضطراب سے چاہتا تھا کہ آب سبز جو کر دن ناگاہ سیل عظیم آیا اور اُسے غرق کیا اور جب جون نے اسکی نعش کنارے چھینکی سر ہکا کا ٹکر تو لک نے روبرو لائے تو لک نے اُسے سلطان مسعود کے پاس غنیمت روانہ کیا اور کسٹہ چار سو تالیں بھیجن ایک نفر نیا غنیمت میں تعمیر ہوا تخت زرین مرصع اس محل میں رکھا اور تاج زرین بھی بوزن ستر من اس تخت کے اوپر طلائی رنجہ و نئے لکھایا سلطان مسعود نے اس تخت پر اجلاس کر کے بارعام دیا اور اسی سال اپنے بیٹے امیر مودود کو طبل و علم و دیگر کتب بھیجا اور خود قلعہ ہانسی کی فتح کو کہ صاحب طبقات نامہ صری کی روایت سے پائے تخت ہوا لک ہو ہندوستانی طرف فوج کش ہوا اور وہ قلعہ نہایت مضبوط اور سنگین ہو مودود نے ایسا خیال کیا تھا کہ کسی شخص کو سلاطین اسلام سے اسپرست رسوخ کا بیان قلعہ ہانسی کے مفتوح ہونیکا واقع ہو کر جب سلطان مسعود مقام میں پہونچا مساعی جیل کر کے وہ قلعہ چھوٹے و کم حصہ میں فتح کیا اور غنیمت وافر ہاتھ آئی متعارف و نئے سپرد فریانی پھر وہ اپنے قلعہ ہونیت کی طرف روانہ ہوا اس قلعہ کا حاکم دیپال ہری تھا وہ سلطان کی خبر آمد سنکر جنگل میں بھاگ گیا۔ تذکرہ قلعہ ہونیت کے فتح ہونیکا۔ لشکر اسلام نے اس قلعہ کو بھی فتح کیا اور وہاں کے تاجاؤ کو توڑ کر غنائم و افوار و اموال متکاثر اپنے قبضہ میں لائے اور دیپال ہری کا پتہ لگا کر اسکی جستجو میں سرگرم ہوئے اور وہ بھی انکے تینکی خبر سنکر تنہا بھاگ گیا اور غازیان اسلام نے اسکے تمام لشکر کو قتل کر دیا اور وہاں سے دہ رام میں توجہ کی اور رام نے خبر پا کر دیپال ہری کے مال میں سے بہت پیشکش بھیجی اور یہ پیغام دیا کہ میں پیری و ریاضی کے سبب سے سلطان کی خدمت میں مزن نہیں ہو سکا سلطان مسعود نے اسکا عذر قبول کیا اور اسکے تعزس سے ہاتھ چھینا اور سون پین یک امرائے کبار مقرر کر کے اسکے اطراف کی تمام بلاد مضبوط فرمائی اور غنیمت کی طرف معاودت کی اور جب لاہور میں پہونچا اپنے فرزند ابوالخیر و دو کوہا کا حاکم کر کے طبل و علم عطا فرمایا اور ایاز خاص کو اسکا آداب کیا پھر غنیمت میں روانہ ہوا اور کسٹہ چار سو تالیں اجری میں ترکمانوں کے فساد کے تدارک کی واسطے بھیجا گیا اور ترکمان یہ خبر سننے ہی ولایت بلخ چھوڑ کر بھاگ گیا وہاں کے لوگوں نے عرض کی کہ طفل یک نے ریاات ظفر قرین کے غیبت میں چند مرتبہ آب سے عبور کر کے مسلمانوں کے قتل و غارت پر ہاتھ دراز کیا ہو سلطان نے فرمایا میں اس نعمت میں اس قدر کرتا ہوں اور تیرے فضل ہمارے میں سلجوقیوں کے اخراج میں مشغول ہونگا اسوقت امر اور نواب نے فرمایا جو بلخ مشور و فل چاکر عرض کی کہ دو برس کے عرصہ سے سلجوقی خراسان سے بہت مال جبرائیتے ہیں اور وہاں کے باشندوں کو اپنے دست قیدی سے ایسا شکستہ دل کیا ہو کہ انکی حکومت بد دل رکھا ہو اول اس حکومت کا تدارک واجب ہوا اسکے بعد سر انجام اور تمام کام میں تہا و ہمت عالی چاہیے کرنا اور ایک شاعر نے اُنہو غنیمت یہ قطعہ ملک نظم میں چھینچکر سلطان کے ملاحظہ میں گندنا قطعہ مخالفان کو بوزند و مودود مارشد مذہبہ برآز سر موران مارشدہ دمار مدد عدوے راندہ ہرگزہ امان زرین پیش ہا کہ آؤ ہا سٹودان روزگار یا بد مارہ جو سلطان مسعود کا طالع نامہ مسعود و دوحوس میں ہو چکا تھا اُن باتوں پر مطلق التفات فرمائی اور اُس ولایت کے لینے کا طامع ہوا اور بل باندھ کر آب حیحون سے عبور کیا اور اس سبب سے کہ ماوراء النہر کے کسی سردار نے اسکا مقابلہ نہ کیا بدحجی و اطمینان تمام اُس ملک پر مستقر ہوا لیکن اس میں متاعین ماوراء النہر میں برف و باران شدت سے برسا سو جسے مناسبت مشقت غریبوں کے شامال ہوئی اور اس حال پر احتمال میں جہنم کا کوسلجوقی نے جدال و قتال کے خیال میں سرخس سے بلخ کی طرف ہجرت کی خواہہ محمد بن عبد الصمد وزیر نے بلخ سے چھینی بھیجی کہ داؤد سلجوقی نے جمعیت کثیر سے بلخ کا آہنگ کیا ہو اور میں اسقدر جمعیت و آلات حرب نہیں رکھتا کہ اسکا مقابلہ کر سکوں سلطان مسعود بلخ کوچ چاکر بلخ کے سمت متوجہ ہوا طفل یک فرصت پا کر فہا کی غیبت میں غنیمت میں تخت لایا سلطان کے

لکھنؤ
اردو تہذیب و تاریخ

گھوڑے اور اڈٹ غارت کر کے غریبوں کی نہایت ناموسی کی سلطان جب بلج کی نواح میں پہنچا وہاں اُخراف کر کے مرد کیطرت روانہ ہوا سلطان مسعود نے بلج میں پہنچنے ہی اپنے بیٹے مود کے اتفاق سے جوہر گئے اُد کے تعاقب میں کورکان گیا اور وہاں کے پندیس علی تقدیری کے دست جوڑ سے عاجز ہو کر سلطان مسعود کی خدمت میں حاضر ہو کر شکی ہوئے اور یہ علی عیال اور ستار اور راہزنو عین سے تھا اور اس نواح میں بہت دست درازی کرتا تھا سلطان مسعود نے اسے اطاعت میں بلایا اسے قبول نہ کیا اور اسے طعن ایذا سے نفس و قتل غن میں مشغول ہوا اور اس نواح کے ایک قلعہ میں اپنے اہل عیال لے کر قلعہ بنا ہوا سلطان مسعود نے اس کی سرکوبی کی واسطے فوج تین فرمائی اسے جاتے ہی اس قلعہ کو بخار علی کو دستگیر کیا اور سلطان مسعود کے پاس حاضر لائے سلطان نے اسے وار کینچا جب ترکمانوں نے سلطان مسعود کی خبر حرکت مرو کیطرت میں پہنچا بھیج کر پیغام دیا کہ ہم بندہ طے ہیں اگر سلطان ہمارے حال پر نظر رحم مبذول فرما کر ایک مقام چراگاہ مقرر فرماوے تو ہم اپنے اہل و عیال و چوپاؤں کو لیکر وہاں مقیم ہوں اور ہم سب اپنی ذات سے آنکر سرکار کی ملازمت میں حاضر ہو کر خدمت میں مشغول ہونگے دراجم سلطان سے یہ امر عید ہوگا سلطان مسعود نے تیس اُنکی قبول فرمائی کیونکہ اس کے پاس کہ اس جماعت کا سردار تھا بھیج کر حکم دیا کہ تو جا کلاؤس سے مکمل اس مضمون کی لے کہ میں بعد تحریر اس وثیقہ کے عمل ناشائستہ کا مرتکب ہوگا پھر حذر خوارانکے واسطے معین کی پھر سلطان مود عہد و پیمان اسے کیا دینا ہے ہر اٹ کیطرت متوجہ ہوا اور اس راہ میں ایک جماعت ترکمانوں سے سلطان مسعود کے لشکر میں تاخت لائی اور چند مرد قتل کر کے تھوڑا سا باب لوٹ لیکے سلطان مسعود نے ایک جماعت اُنکے تعاقب میں روانہ کی تو سب باغیوں کو قتل کر کے اُنکے اہل و عیال کو اسیر کیا اور اُنکے سر سلطان مسعود کے پاس لائے سلطان مسعود نے وہ تمام سرگرمیوں پر لاد کر پیغ کے پاس بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ جو شخص نقص عہد کرے سزاوار اسکا ہو پیغوں نے معذرت کے بعد جواب دیا کہ مجھے اس امر کی خبر نہ تھی اور اس جماعت کی نسبت جو میں جانتا تھا وہی تھا سلطان مسعود ہر اٹ سے بیٹا پورا اور دہائے طوس گیا اور طوس کے قریب ایک جماعت ترکمانوں سے مقابل آئی اور جنگ کر کے انہیں کے اکثر قتل ہوئے اس وقت بھی خبر پہنچی کہ باؤدو کے باشندوں نے اپنا حصار ترکمانوں کو دیا اور سلطان مسعود نے اس قلعہ کو فتح کر کے وہاں کے آدمیوں کو قتل کیا اور بیٹا پورا میں معادوت کر کے اس سال کا جاڑا وہاں کا تاب سب سوم ہار آیا سترہ چار سو تین سو تین ہزار بیگ بھجوتی کے تارک کیواسطے باؤدو گیا طغرل بیگ سلطان کی آمد سے خبردار ہو کر ترن دریا و آورد میں بھاگا سلطان مسعود ہمتہ کے راستہ سے شرس کیطرت واپس آیا عایا ہمتہ کی جو خلیج کے دینے میں پہلوتی کرتی تھی اسے گرفتار کر کے قتل کیا اور ایک قوم کے ہاتھ قطع کر کے اُنکا قلعہ ویران کیا اور وہاں سے عنان غمیت و غم انکان کیطرت محفوظ فرمائی اور جب ہان پہنچا آٹھویں رمضان سترہ چار سو تین سو تین ہزار بیگ بھجوتی کے اُطراف و جوانب سے ہجوم لاکر راہیں غزنین کیطرت کی مسدود کیں سلطان مسعود نے لاچار ہو کر صفوں جنگ راستہ کیں اور جنگ پر آمادہ ہوا ترکمان بھی اپنی فوج آگاہ کر کے مقابل ہوئے اور جنگ عظیم برپا کی اس مابین میں اکثر سالار لشکر غزنین نے سلطان کے جادہ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور دشمن سے جاملے سلطان نے شجاعت اور ہمت کو کام فرمایا بہ نفس نفیس اپنے میدان قتال میں آیا اور چند مرد ترکمانوں کے سرداروں میں سے ضرب شمشیر و نیزہ و تیر سے گرائے اور ایسی کارزاری کی کہ کسی بادشاہ نے نہ کی تھی ناگاہ ایک جماعت لشکر غزنین سے کہ سلطان کی اطاعت میں تھی انھوں نے بھی بیوفائی کی اور مرکز قتال میں پشت دیکر غزنین کیطرت مفرد ہوئی اور جب کوئی شخص سلطان مسعود کے پاس نہ باقوت و مردانگی اس معرکہ سے باہر آیا اور کسی کو یہ قدرت اور حوصلہ نہ تھا کہ اُنکا تعاقب کرتا جب مرد میں داخل ہوا چند شخص لشکر یون سے اس سے جاملے اور وہاں سے غور کی راہ سے غزنین میں آیا اور اُن افسردہ کو جو بلا جنگ معرکہ سے پیٹھ دکھا کر بھاگے تھے مثل علی دایہ اور حاجب شیبانی و مکتدی حاجب کو گرفتار کر کے جرانہ کیا اور ہندوستان کے قلعہ خنن بھیج کر قید فرمایا اور اکثر اسی عرصہ میں اُن مجلس میں ملانے ہوئے اور امیر مسعود نے ترکا سلجونی کے دفع میں عاجز ہو کر چاہا کہ لشکر کو ہند لے جاوے تا ایک قوت ہم پہنچا کر ترکمانوں کے سر پر تاخت نہ لائے

اور انکے فعال پالیسی کی سزا دیوے پھر دوبارہ شانہ اردو مودود کو بلج کی امارت دیکر خواجہ محمد بن عبدالصمد وزیر کو اس کے ہمراہ کر کے
اس طرف بھیجا اور ان زمین حاجب کو اسکی حاجبی کیواسطے معین کیا اور چار ہزار مرد اس کے بھی ہمراہ کیے اور شاہزادہ امیر مجرد کو جولاہوت
آیا تھا حکم دیا کہ وہ ہمارے مقابل پر لیکر ملتان کی طرف جاوے اور اس حدود کے انتظام میں مشغول ہو اور شاہزادہ امیر ابنہ ویا رکو کوہ یا یہ
غزنین کی سمت بھیجا کہ وہ ان کے افغانہ کو جو عاصی تھے نگاہ رکھے تو وہ ولایت انکی مسرت سے محفوظ رہے اور سلطان سعود
سلطان محمد کے تمام خزانہ جو فوجین تھے غزنین میں لایا اور شتر و ہار لاکھ ہونے لگا اور شاہزادہ راہ سے کسی کو اپنے بھائی امیر محمد کو قلعہ
سے لایا گیا اور جب مسافر خانہ ملاکر میں پہنچے ساتھ ایک قتل کے آپ حلیہ میں کہ اس زمانے میں ساتھ آب بہت کے شہرت رکھتا تھا بعض فلان
خبر شتران خزانہ سے دو چار ہو کر سبھارت کیا اس میں بن امیر محمد وہاں پہنچا اور جب غلاموں نے جانا کہ اس قسم کا علم پیش کیا وہ بگا
نکریہ کہ امیر و سربراہ بالفردت امیر محمد کے پاس گئے اور اسے ساتھ بادشاہی کے قبول کیا اور ہجوم کر کے امیر سعود کے سر پر گئے اور
امیر سعود اس رباط میں قلعہ بند ہوا اور فوج کے غمزدگی اور شتران کی جلائی اور سقر ہند سے دیکر تھے امیر سعود کو رباط ملاکہ کے اندر سے
کہ آپ سہو کے فریاد ہو کر قتل کر کے سلطان محمد کے روبرو لائے سلطان محمد نے امیر سعود سے کہا کہ میں تیرے قتل کا ارادہ نہیں رکھتا
اپنے واسطے کہی جگہ اختیار کر کے مع حرم اور اپنی اولاد کے وہاں بود باش کرے سلطان سعود نے قلعہ گیری کو پسند کیا کہتے ہیں اس جھڑکی
روانی کیونکہ مصارف منزوی سے محتاج ہوا لہذا سلطان محمد کے روبرو بھیج کر کچھ خرچ طلب کیا سلطان محمد نے پانسو درہم اس کے واسطے بھیجے
سلطان سعود نہایت متامل اور متاثر ہوا نظرات عبرت اپنے وجہات پر جاری کیے اور کہا سچان ہند کل کے روز اس وقت میں ملک تین ہزار شتر ہزار
کا تھا اور آج ایسے حال میں گرفتار ہوں پھر اپنے مقربوں سے ہزارینا قرض لیکر اس شخص کو جو پانسو درہم لایا تھا عنایت فرمائے اور مع زرم رو
اسکو واپس کیا اور سلطان محمد کا کہنا اسکی نور بصر سے بے نقیب تھی سلطنت اپنے نور نظر احمد کو جو ساتھ خط و ماغ کے شہرت رکھتا تھا تفویض کی
مردماتھا کہ وہی کے فانی ہوا اور احمد با تفاق سیما بن یوسف سلنگین اور سپر علی خویشاوند کے اور اپنے باپ کے مشورہ قلعہ گیری میں بکر
سلسلہ چار تیس تیس ہجری میں سعود کو تیغ مید ریغ سے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں ایک چاہ عمیق میں زندہ کر کے خاک سے ڈھونڈا اور بعض
مؤرخین سے اوپر اس کے ہیں کہ احمد نے اپنے باپ کو اسپر کراہہ کر کے آدمی بھیجے سعود کو قتل کیا واسطہ علم بحقیقہ الحال عدت سلطنت
شہاب الدولہ سعود کی بردایت صحیح نو برس اور نو مہینے تھی اور بر وایت دیگر مدت اسکی سلطنت نے بارہ سال کا عرصہ گھنچا اور وہ بادشاہ شجاع اور
کریم الاخلاق تھا سخاوت با فراطر رکھتا تھا اور علما و فضلا کے ساتھ محالست کرتا اور ان پر تازہ انواع احسان اور انعام مبذول فرماتا ایک
جماعت کثیر نے فضلاء اس کے نام کتابین تالیف کیں از انجاء استادا البوریان خوارزمی مجملہ اپنے وقت کا علامہ تھا اور فن ریاضات میں اپنا
نظر نہ رکھتا تھا قانون سعودی اور علم ریاضی اس کے نام امی تحریر کیں اور ایک فیل نقرہ اس کے صدر میں پایا اور قاضی ابو محمدناصحی نے بھی کتاب
سعودی فقہ میں نمبر بابو حنیف رحمۃ اللہ علیہ اس شاہ افاضل پناہ کے نام تالیف کی اور روضۃ الصفا میں سطور ہو کہ شہاب لدولہ سعود
نصرت بہت مستحق کو تقسیم کرتا تھا چنانچہ اسے ماہ رمضان ایک دن لاکھ درہم مستحق کو پہنچائے اور اوائل سلطنت میں اس کے
استقرار مدرسے اور مسجدین تعمیر ہوئیں کہ زبان اسکی تعداد کے بیان سے عاجز اور قاصر ہو۔ ذکر سلطنت ابوالفتح قطب الملک
شہاب لدولہ امیر مودود بن امیر سعود بن محمود غزنوی کا۔ جب امیر سعود تیغ مید ریغ سے قتل ہوا
امیر مجرد فوجوں نے جزیع فرغ بہت کی اور ان لوگوں کو جنھوں نے اس کے قتل کی کوشش کی تھی سزائش اور ملامت کی اور مودود بن امیر سعود کو
کہ بلج میں استقامت رکھتا تھا اس معنوں سے تعزیت نامہ لکھا ترجمہ اسکا یہ ہو کہ فلان فلان انھوں نے اپنے باپ کے قصاص میں امیر
سعود کو قتل کیا اور دودھ کو اس بارہیں اختیار نہ تھا مودود نے اس کے در جواب یہ تحریر کیا کہ حق سچا نہ تعالیٰ امیر کی عمر کو از دیا ذکر کے

سلاست رکھو اور اسکے فرزند دیوانہ احمد کو ایسی عقل کرامت فرمایو کہ سبب اسکے معاش کر سکے اور جوہد ایک امر عظیم کا مرتکب ہوئی خون
ایک بادشاہ کا ناحق کرا لیا کہ امیر المومنین نے اسے سید الملوک السلاطین کا لقب دیا تھا مستقیم جیتی جلد اسکے اس شخص نا شائستہ کی
پاداش غضب کرے اور نامہ کی پشت پر لکھا کہ بقصد انتقام مار کھ کی طرف منقبت کرے ابو نصر احمد بن محمد بن عبدالشہر وزیر نے اس
غزمت سے اسے باز رکھا اور غزنین میں لیگیا غزنین کے تمام باشندے اسکے استقبال کو آئے اور اسکے شریک مئے پس سلسلہ چار سو تیس چہرین
غزنین سے برآمد ہوا اور محمد کو حل لئے ام پسر کو چکا پنے کو سپہ سالار پیشا در اور ملتا نکا کر کے آب سند کے اطراف سے استقبال مودود
یہ واسطہ صیبا اور دشت دیور میں چلا اور کھجے کے درمیان نالوہ قتل شعلہ زن ہوا عاقبت الامیر فتح و ظفر افواج مودود کے پرچم پہنچ گئی
محمد بن یسے فرزندوں و تنگنیں ملجی اور پسر علی خولیا و ند و سلیمان بن یوسف جو فتنہ و فساد کے بانی تھے تمام اسیر اور و ستیر ہوئے اور
مودود کے غلاموں نے بنیت انتقام عبدالرحیم بن محمد کے سوا سب قتل کیا اور سب اسکی نجات کا یہ تھا کہ جسوقت مسعود کو قتل کیا عبدالرحیم
کے بھتیجے اور عبدالرحمن اسکے دیکھنے کو گئے عبدالرحمن نے از روئے خردست بے ادبی دراز کر کے طاقت میر مسعود کے سر سے اتارا اور عبدالرحیم
نے اسکے اتارے جھینکر اپنے عمر بزرگوار کے ریسب کر کیا اور اپنے برادر بے ادب کو سرزنش کر کے دشنام دی اور آخر کو مضمون جن غل مہاراجا
غلامیہ و من اساء فعلیہا و وقع میں آیا القصہ مودود نے جب قاتلان پر کے انتقام سے فارغ ہوا اس موقع میں کہ اسکو صورت فتح نمودار
ہوئی تھی ایک قریہ اور ایک رباط یعنی مسافر خانہ اسمین تیار کر کے اسکا نام فتح الالباب رکھا اور تابوت اپنے باپ در بھائیوں کا قلعہ گیری
سے غزنین میں رد کیا اور خود بھی غزنین کی طرف متوجہ ہوا اور ابو نصر احمد کو منصب وزارت پر مقرر رکھا اور سلسلہ چار سو تیس چہرین
اسے معزول کر کے خواجہ طاہر بن محمد مستوفی کو وزارت پر بحال کیا و ابو نصر محمد بن احمد کو کہ ایک اسکے امر سے قہا ہندوستان میں
بھیجا تو نامی ولد محمد مکحول بن سلطان محمود سے محار بے کر کے قتل کیا بعد اسکے کچھ اندیشہ سوا سے چھوٹے بھائی مجدود بن مسعود کے
نرما کہ باپ کے قصیہ کے بعد ملتان سے لاہور گیا یا با ز خاص کی اعانت سے آب سند سے ہانسی اور تھا نیتر تک جیسا کہ مزا و اہل سہیٹ
کر کے استقلال تمام ہم چو پٹیا یا پھر اسی سال ایک لشکر ہزار کے دفع کیواسطے رخصت فرمایا اور مجر و داس اس سے خبردار ہوا مع افغانی کثیر
بلد ہانسی سے کہ اس مقام میں واسطے تسخیر دار الملک ملی کے توطن اختیار کر کے کمین فرصت کا جو یا تھا استقبال فرمایا اور قبل اسکے کہ
لشکر مودود قلعہ لاہور پر متصرف ہوئے تین چھٹی تاریخ ذی الحجہ کو اس مقام میں پہنچا یا اور غریب تھا کہ اسکے نیچے و صلالت کے
خون سے مودود کی فوج میں سنگ تفرقہ پڑے اور اکثر اہل غزنین اسکی ملازمت میں مشرف ہونے لگا عید قربان کی صبح کو مجدود کے تین
خبر گاہ میں مردہ پایا اور کیفیت اسکی ہرگز دریافت نہ ہوئی اور یا ز نے بھی چند روز میں وفات پائی مملکت ہندوستان کی اُس قدر کہ ساتھ
اسکے تعلق کھتی تھی بلا جنگہ جبل سلطان مودود کے متعلقہ کے تصرف میں آئی اور مارا و انتہ کے بادشاہوں نے بھی اسکی طاعت اختیار
کی لیکن سوجونیوں نے با وصف اسکے کہ مودود و جعفر یک سبھوتی کی دھراپے عقد نکاح میں لایا تھا اسی طرح مقام نزع میں تھے اور سلسلہ
چار سو پتیس ہجری میں اسے دہلی اور دوسرے راجاؤں نے اتفاق کر کے بلد ہانسی اور تھا نیس کو مع سائر مضافات حکام غزنویہ کے
تصرف سے برآوردہ کر کے قلعہ نگر کوٹ کی طرف توجہ ہوئے اور اسے بھی چار چھ مہینے محاصرہ کیا جب مدد لاہور سے نہ پہنچی مفتوح اور
مسخر کر کے تصرف ہوئے اور قلعہ نگر کوٹ میں پھر رسم قدیم بت نصب کر کے از سر نو بت پرستی کی رسمیں اس حد و دین راج دیں
اور شرح اس قصیہ کی یوں ہو کہ راسعولی نے جب اٹار مصنف اور ادنا سلطنت غزنویہ میں مشاہدہ کیے ایک براہمہ اہلسن صفت کی
رہبری اور دوسو سو سے اپنے امراے ارکان دولت کو حاضر کر کے کہا کہ آج شب کو بت نگر کوٹ نے میری خواب میں آکر کہا میں نے
اس میں تم غزنین میں اسواسطے توقف کیا کہ تباہ و دولت غزنویہ کہ تزلزل اور ویران کروں اب جو مقصد حاصل ہوا چاہتا ہوں کہ اپنے

مرکز اصلی میں مراجعت کردن میں نے فتح و نصرت تحصیل فرمائی چنانچہ اس قدر دلالت جو مٹھار سے قبضہ تصرف سے برآوردہ ہوئی تھی اپنے تصرف میں لاؤ اور مجھے اس جگہ حاضر ہوا تو کفار نے اس ونگوٹشل ایک روز ہاے اعیانہ کے تصور کے جشن کیے اور نہایت محفوظ ہوئے اور اسے دہلی نے اپنے سنگ تراشان معتمد سے مخفی اور پوشیدہ فرمایا کہ ایک سنگ ہم پر پونچا کر مشابہ صورت اس بت کے ایک شکل تیار کرو سنگ تراشوں نے فوراً کمر خیزیت کر کے ہندوؤں کے واسطے ایک معبود اس بت کی شبیہ بنایا اور اسے دہلی نے راجہ ہاے اطراف سے متفق ہو کر قلعہ ہانسی اور تھانیسہ کو فتح کیا اور نگر کوٹ کی طرف متوجہ ہوا اور ظاہر اس قلعہ میں شبیہ اور خوکاہ بلند کیا جب یہ شبیہ مانع اور عامل رویت ابھرا اور خلق باوہ قوم سے غافل و درست ہوئی کہ اسے دہلی نے اس معبود کو جو مخلوق اور معبود سنگ تراشان سحر آفرین تھا برہمن راسنوں کو دیا تو اسے اس بلع میں کہ اس نواح میں واقع تھا موضع لالوے اور مقام نندارا میں نصب کر کے برہمن اس معبود مصنوعہ مشعور کو اٹھا کر اس باغ میں لگایا اور جائے مناسب ہم پر پونچا کر اس مقام میں منصوب کیا اور علی الصبح جب سنگار غامری نے سردیچہ قعر زمردی سے اپنا رنگ کالا غلبانان نے سرخ و باغ غفلت سے اٹھایا اور عادت قایم کے موافق باغ میں متوجہ ہوئے اور جو اس بت کی صورت اکثر اوقات دیکھتی تھی اور خوب شناسا تھے فریاد برلائے اور جوش خروش کے بعد ذوق و شوق میں آکر اس کے پھونکنے اور آہنگی آپس میں مبارکباد دینے لگے اور یہ خبر جا بجا منتشر ہوئی اور لشکر گاہ میں شوخ و عظیم اور غوغاے شہید برپا ہوا اور راکہلی اپنے فرزندوں اور عزیزوں اور بزرگوں کو اپنے ہمراہ لیکر نہایت شوکت و تجل سے پیادہ پارہ بہ معبود مصنوعہ کی تعظیم کو واسطے باغ کو روانہ ہوا اور ہم درجہ بالا کر مڑ کے قدم پر رکھا اور شکر یہ قدم اسکا بجا لاکر بارہ آیا اور یہ فرمایا جو یہ مہاراج ایک شب اس غریب سے مسافت بعید طے کر کے یہاں رونق افروز ہونے میں مصوبت سفر اور کوفت رام سے آج کے دن بہتر خواب پر استراحت فرمائیے کل باہام ہوگا عامہ کفار نے قبول کیا اور اپنے حال کے لائق نذرین و صدقات اپنے اوپر معین اور لازم کیے دوسرے روز اس بت کی خدمت میں پونچا اس قدر جو اہل و عیال اس کے پاؤں پر گرایا کہ محدود کی روح پر منتج ہندوستانی طرف روانہ ہوئی اور وہ برہمن اس بت کیسے کے پاس ایسا وہ ہوا اور جو شخص اسکی زیارت کو آتا تھا اس سے کہتا تھا کہ دیوتا نے حکم عام کیا ہے کہ قلعہ نگر کوٹ کو جو میرا سکس جو جلد سخر و مفتوح کرو سپاہ ہنداز روئے اخلاص و اعتقاد قلعہ کی تہذیب میں سامی اور لوازم محاصرہ میں مشغول ہوئی اور مسلمان جو اس قلعہ کی محافظت میں مصروف تھے آغا ز شہادت کا اپنی نسبت قرار دیکر مریج اور بارہ کو مستحکم کیا اور ہر چند امر غنویہ کے پاس لاہور میں تھے اچھی جنگجو ملک طلب کی جو ان کے درمیان میں اتفاق ہم پر پونچا تھا اور ایک دوسرے کی خصوصیت میں پڑھا تھا خصوصیت کی فریاد کو وہ پہنچے خصوصیت نے ناچار ہو کر کفار سے جان و عرض و ناموس کی امان چاہی اور قلعہ ان کے سپرد کیا اور لاہور کی طرف راہی ہوئے اور اپنے اہل و عیال جنس سے جملے اور اسے دہلی نے بتانے کی جو سلطان مجاہد نے ہمارا کیا تمام مدت کی اور بت کو اپنے مقام پر نصب کیا اور جب یہ خبر ملا ہندوستان میں مشہور ہوئی گھاز سردار و متبع ہوئے اور ایام سابق سے بھی زیادہ قلعہ نگر کوٹ کے تیر تھا اور زیارت کو دوسرے دہشت پرستی کا بازار گرم کیا اور ہرن کے کفار کا یہ قاعدہ ہے کہ انور نظم اور کار و شوار میں اس بت سے مشورہ کرتے ہیں اگر اجازت دی تو اس کام کو آغاز کر کے خوبی کوشش کرتے ہیں نہیں اس کام سے دست کش ہوتے ہیں اور یہ امر اس مانے میں بعض مردم اس بیاسے جو دعویٰ یان و اسلام کا کرتے ہیں انہیں اثر کر گیا یعنی اس جماعت بشعورست لوازم مشورت بجالاتے ہیں ورنہ خطر نقد ضل اس بتجانہ میں نقص ثواب بھیجے ہیں اور اس عرصہ میں مملکت پنجاب وغیرہ میں اسے جو شیران لشکر اسلام کے خوف سے کوٹھی کی طرح جنگوں اور بیٹوں میں دم و بارکھپتے تھے انہوں نے بھی غلامی سے مڑ اٹھایا اور تین راجہ زبردست دس ہزار سوار اور پیادہ ہتھیار لیکر لاہور کا محاصرہ کیا اور امرے اسلام و مودود بن میر معبود کی طاعت سے دست کش تھے کوچہ ہندی کر کے سنگ راہ ہوئے تھے اور چھ سات مہینے سے اپنی جاگیر ات و مٹھار سے کیواسطے ایک دوسرے سے جنگ

و جل رہے تھے کفار کی جمعیت اور جرات سے واقف ہو کر خصوصیت چھوڑ مقام موافقت میں آئے اور مودود بن امیر مسعود کی اطاعت کے بارہ میں عہد و پیمان بجالائے پھر بہتیت اجتماعی افواج مسلح اور مکمل ہمارا لیکر شہر سے برآمد ہوئے راجگان جب کیفیت حال سے واقف ہوئے بلا جنگ بھاگے اور ۴۳ چار سو چونتیس ہجری میں مودود ارنگین صاحب کو ملخا رستان کی طرف روانہ کیا ارنگین جب وہاں پہونچا خبر پائی کہ داؤد ترکمان کا بیٹا ارسن میں آیا ہو لشکر کثیر سے اسپر بڑھائی کی اور جب اسکے قریب پہونچا پھر داؤد ترکمان لشکر اپنے مقام پر چھوڑ کر اور چہاں اشخاص اپنے ہمراہ لیکر بھاگ گیا ارنگین نے وہاں پہونچتے ہی بہت مردوں کو قتل کر کے لشکر کے قتل کیے اور منجمن آکر قبضہ کیا اور خطبہ امیر مودود کے نام پڑھا چند عرصہ کے بعد ترکمان ارسن سے ملخا کو ملخ کے قریب لائے ارنگین نے امیر مودود سے مدد چاہی جب اس کی تامل سے محض قبول میں نہ آئی مع فوج پیچہ کابل کے راستہ سے غزنین میں آیا اور امیر مودود نے ۴۳ چار سو پچیس ہجری میں بھٹنے لگوں کے اعزاء و تنہیم کے سبب ابوعلی کو تو ال غزنین سے رجحیدہ ہو کر اسکو مجوس کیا اور آخر کو جب ہجری ۴۴ کی ثابت و مستحق ہوئی قید سے رانی بخشی اور پھر مناصب دیوانی ممالک و رکو تو الی غزنین پر بحال کیا اور سوری بن معز کو وہ قہریم الایام سے درگاہ عرش اشتباہ قہریم مبارک حضرت امام علی الرضا علیہ السلام میں تھا اور اس عرصہ میں دیوانہ ہوا تھا اسے بھی قید کیا یا نیکم وہ مجلس میں فوت ہوا اور ارنگین سے کچھ قتل زشت امیر مودود کو ناگوار خاطر ہوئے لہذا اپنے روبرو کی گردن ماری اور اس سال ترکمانان ملک قزوین کی طمع میں بستی کی اطراف میں گئے اور سلطان مودود نے لشکر بھیجا پھر قہریم دی وی اور ۴۳ چار سو پچیس ہجری میں خواجہ طاہر دزیر باتدبیر نے بھی فات پائی اور خواجہ ابو الفتح عبد الرزاق بن احمد بن حسن بن عسکری صدر وزارت پر تکلن ہوا اور اسی سال طغرل صاحب کو بستی کی طرف روانہ کیا اسنے سیستان میں جا کر ابو الفضل کے جانی اور نکی ابو الفتح کو قید کیا اور اپنے ہمراہ غزنین میں لایا اور ۴۳ چار سو پچیس ہجری میں ترکمانان سلجوقی جمعیت کر کے غزنین کی طرف متوجہ ہوئے جب اسکے گذر سے امیر کے مسافر خانہ کو غارت کیا طغرل مع لشکر غزنین مقابل ہو کر جنگ میں مصروف ہوا جنگ شدید ہوئی کہ بعد ترکمانوں نے ہزیمت پائی اور انہیں سے اکثر مقتول ہوئے اور اس فتح کے بعد طغرل گرمسیر قندھار میں گیا اور اس ولایت کے ترکمانوں کو کہ سرخ کلاہ مشہور تھے قتل کیا اور انہیں کے بہت اسیر کر کے غزنین میں لایا اور ۴۳ چار سو اترتیس ہجری میں امیر مودود نے طغرل کو بھر مع لشکر انہوہ بستی کی سمت بھیجا اور جب وہ تکیا باد پہونچا سلطان کے جادہ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور عاصی ہوا اور جب یہ خبر امیر مودود کے گوش زد ہوئی آدمی اسکی استمات یعنی اپنی طرف میل دینے اور راغب کرنے کو بھیجے طغرل نے جواب دیا کہ ایک جماعت جو امیر کی ملازمت میں ہے مجھے دشمنی رکھتی ہی میں دربار حصون میں حاضر نہیں ہو سکتا اسکے بعد امیر مودود نے علی بن خادم رجب کو دس ہزار سوار سے اسکے دفع کیو اسطے بھیجا جب وہ اس حوالی میں پہونچا طغرل چہاں آڈیوٹے بھاگا اور علی نے اسکے لشکر کو غارت کر کے متفرق کیا اور انہیں سے چند کس غزنین میں گرفتار کیا اور اسی سال امیر مودود نے صاحب بزرگ بستگین کو غور کی طرف روانہ کیا جب غور کے قریب پہونچا دلہیجے غوری کو ہمراہ لیکر حصار ابوعلی میں گیا اور اس قلعہ کو فتح کر کے ابوعلی کو جو غور کے مقبرہ سوار وٹنے تھا دستگیر کیا اور یہ ایک قلعہ تھا کہ سات سو برس امیر صاحب سے پیشتر اس پر قبضہ نہایا تھا دلہیجے غوری اور ابوعلی کو زنجیر میں مسلسل کر کے غزنین میں لایا اور سلطان نے ان دونوں کی گردن ماری اور اسی سال امیر صاحب بستگین کو ہارم نیال کے تدارک کو جو ترکمانوں کا سالار تھا روانہ کیا اور بستی کے اطراف میں طرفین مستحکم ہو کر خوب لڑے آخر کو ترکمان بھاگ گئے اور ۴۳ چار سو آیتا لیس ہجری میں امیر قزوین نے حد سے گزر کر سلطان کی مافرائی پر یکہ باندھی امیر بستگین اپنے تاخت لایا قزوین میں رہا ہوا مشغول ہوا آخر کو بھاگ گیا پھر چند عرصہ کے بعد حلقہ اطاعت اپنے غائبانہ خراج سلطانی قبول کیا اور امیر صاحب دوت کر کے غزنین

میں آیا اور سسے پانچویں تاج پین مودود نے اپنے دونوں بیٹوں کو یعنی ابوالقاسم محمود و درود کو ایک ذریعہ و طبل علم دیا
 ابوالقاسم محمود کو لاہور میں اور درود کو برٹھو کی طرف روانہ کیا اور ابولعلی کو قوال غزنویں کو فوجدار کر کے ہندوستان بھیجا تو دہانے سرکشوں کو
 گوشمالی دیکر راہ راست پر لا دے ابولعلی پہلے پشاور میں گیا جب قلعہ ماہنیل کا آہنگ کیا آہن نامہ حاکم اس قلعہ کا کہ باغی ہوا تھا
 جریدہ بھاگا اور ابولعلی نے بحری تہاک جو ہندو کا سردار تھا اور سلطان محمود کے ہم دین خدین کے عمر گزانی تھی یعنی امور کے سبب سے
 بھاگ کر ہندوستان آیا تھا اور کوہما کے کشمیر میں بس رہا تھا ابھی بھگوان سہاکت بہت کی اور اپنے روبرو طلب کیا اور ہمدویان و قوال
 و قزاق کے بعد غزنویں بھی امیر مودود بھی مقام اثنا میں آیا آدمی نے تسلی فرمائی اور اس میں کہ ابولعلی کو قوال سن میں تھا اسکے دشمنوں نے
 از روئے حسد بری غزین امیر مودود کے خاطر نشان کی تھیں لہذا جب ابولعلی کو قوال مع اموال بسیار غزنویں میں آیا امیر مودود نے حکم اسکے قید کا دیکر
 میک بن حسین کے سپرد کیا چار روز کے بعد دشمنوں نے اسے قید میں ہلاک کیا اور جو امیر مودود کی بے مرضی مصداق فعل کے ہوئے تھے اس
 خون کے آفکے لیے امیر مودود کو ہر روز سفر کی ترغیب دے کر تھیں کہتے تھے تو ادھر غزین مشغول ہونے سے جب مدت یہ عمل پوشیدہ رہے تو امام
 امیر نے سفر کو بل اختیار کیا اور چاہا کہ وہاں سے خراسان جان لے اور وہ ملک ترک کر کے قزوین سے برآمدہ کر دیں جب سجادہ دار لکھو کر وہ کی فوج میں
 پہونچا تو امام سید لکھن پر گیا تاکہ خزانہ وہاں ہوا تھا لاکھ اتفاقاً امیر مودود اس قلعہ میں قونچ کی بیماری میں مبتلا ہوا اور زبردور مرض زور
 اور قوت پکڑتا ہوا آیا جب الزراق وزیر کو سیستان کی طرف جو بلو قیون کے قہر میں آیا تھا بھیجا اور خود قلعہ میں درگاہت ہاتھی پر سوار ہو کر
 غزنویں کی طرف مراجعت فرمائی غزین میں پہونچا میر کلیل کو عین مرض میں تکلف دی کہ ابولعلی کو قیہ خانہ سے رہا کر کے حاضر کرو میر کلیل نے
 جیلے پیش کر کے ایک ہفتہ کی مہلت طلب کی ابھی ایک ہفتہ بگذرا تھا کہ امیر مودود نے جو میسورین جب سسے بحری کو عالم فانی سے
 قتال کیا اسے اس کی دوست کی نو برس بھی کہتے ہیں سال وراثتہ اور ابامیہ کے تمام ملوک امیر مودود سے متہذم تھے کہ اسے مال و رشاد و
 کر کے ترکان بلوچی کا ہاتھ بالہ خراسان سے کوٹاہ کریں طالع انکا قوی تھا اپنا کام کیا۔ ذکر سلطنت ابو جعفر مسعود بن مودود بن
 محمود غزنوی کا جب دو نے رخت بزم سفر آخرت باندھا علی بن بیج خادم جو داعیہ بادشاہی کا رکھتا تھا مودود بن مودود کو لفظ
 چہار سالہ تخت غزنویں پر بٹھایا جو با سنگین حاجب کہ امرائے محمد سلطان محمود غزنوی سے تھا اس میں شریک نہوا اسکے اعلیٰ بن بیج
 کے دو میان سنگ کی نوبت آئی غزین کے تمام باشندے مسلح ہو کر با سنگین کے مکان پر آئے اور سلطان مودود کے تمام فرزند و زمین سے ابوالحسن علی
 شہر میں تھا علی بن بیج چاہتا تھا کہ اسے دفع کر دے وہ اس وقت بھاگ کر با سنگین کے پاس گیا اور سنگین نے ارکان دولت کے اتفاق سے
 مودود بن مودود کو اوصاف اسکے کہ بیج چھ روز بادشاہی کی تھی غلے کیا اور اسکے چاہا ابوالحسن علی بن مودود کو تخت نشین کیا نہ کہ سلطنت
 ابوالحسن علی بن مودود بن محمود غزنوی کا جمعہ کے دن خرہ شعبان ۳۸۸ھ چار سو اکتالیس جن میں سلطان ابوالحسن علی بن مودود
 تخت سلطنت پر اجلاس کیا اور مودود کی زوجہ جو جعفر بیگ کی دختر تھی اپنے عقد نکاح میں لایا اور علی بن بیج میر کلیل کے اتفاق سے
 زور دیا ہر قدر آٹھ سا لیکر ایک جماعت امرا اور غلاموں کے اتفاق سے پشاور کی طرف بھاگا اور اس خط کو لہان اور سندھ تک اپنے
 تبعین میں لایا اتفاقاً تو کو جو ظلم و جبر سے خرابی کہتے تھے بضر شمشیر مطیع و فرمان روا کر گیا اور سلطان ابوالحسن علی نے اپنے بھائیوں کو
 بن کاہرہ ان شاہ اور زوشاہ نام تھا قادیانی سے دارالامان غزنویں میں لائے اور مغزرا و کرم کیا اور جو ذکر خروج عبدالرشید کا
 دہشتان میں تھا خزانہ کا دروازہ کھولا بہت مال آدمی و کونعنایت کیا لیکن مفید نہوا اور عبدالرشید نے اسی سال اخیر میں غزنویں میں
 پہونچا اسے منہزم کیا اور خود مالک تاج و تخت ہو کر غزین میں بس گیا ابوالحسن علی بن مودود کی مدت سلطنت نے دو برس و رازمی
 قبول کی ذکر میں ابوالحسن سلطان عبدالرشید کی سلطنت کا سلطان عبدالرشید بروایت صحیح سلطان محمود غزنوی کا بیٹا ہی

اور مودود کے حکم سے وہ اس قلعہ میں جوئے اور اسفرائین کے درمیان واقع ہو چکے تھے۔ عبد الزان بن احمد حسین مینہدی نے
اٹھارے راہ میں مودود کے فوت کی خبر سنا کر سہتا کی فریاد غمیت کی اور قلعہ کیا آباد کیا۔ اگرچہ عرصہ مقام کیا اور خواجا ابو الفضل
اور رشید بن التوتناش صاحب نوٹنگین صاحب کے اتفاق سے آخر گئے چار سو تینتالیس تھے۔ عبد الرشید کو کہ سلطان مودود نے
بھی اپنی عین حیات میں اسکی سلطنت کی وصیت کی تھی قید سے رہائی بخشی اور بادشاہ بنایا۔ لاہور پر کوچ غزنین کی طرف روانہ
ہوا۔ سلطان ابو الحسن علی بن مسعود اس خوف سے بھاگ گیا اور سلطان عبد الرشید بفرارِ خاطر و اطمینان تمام اپنے آباؤ اجداد کے
خشت پر چلے ہو کر مورطکی اور مالی میں مشغول ہوا اور سلطان ابو الحسن علی کو دستیاب کر کے قلعہ دندی میں قید کیا اور علی بن یسوع کو
جو ہندوستان میں تھا اور تسلط تمام پیدا کیا تھا انواع تدبیرات سے اپنے زور و ہمت کو دیکھا اور نوٹنگین صاحب کو حرمی کو ہندوستان کا امیر لاکھا
اور امرائے عالی شان اور سپاہ نمائان اسکے ہمراہ کر کے بلدہ لاہور کی حکومت پر بھیجا اور اسے اس حدود میں جاتے ہی قلعہ نگر کوٹ کو کھنڈ
کفار ساہن قوتوں سے متصرف ہوئے تھے۔ پانچ چھ روز کے عرصہ میں ان کے قبضہ سے برآوردہ کیا اور طفل صاحب کو جو سلطان مودود
کا سالا تھا اور ابن اسکی سلطان مودود کے سالک زواج میں انتظام رکھتی تھی سیستان بھیجا۔ طفل نے بیستائے نو سو گھر کے جمیعت تمام ہم
ہو چکی اور سلطنت کی فکر میں غزنین کی طرف متوجہ ہوا۔ عبد الرشید اسکا ایلادہ سمجھا۔ غزنین میں تھے۔ طفل نے شہر کو مسخر کر کے عبد الرشید
اور سلطان محمود کی اولاد کو نوٹنگین سے قتل کیا اور دختر مسعود کو اپنے جلال کلاں میں لاکر طفل کا فرغت شہر ہوا
اور نوٹنگین کو حرمی جو عبد الرشید کے حسب حکم لاہور سے برآمد ہو کر پیشیا در کے اطراف میں ہو چکا تھا نامہ شکر محبت و دوستی تحریر کیا
لیکن نوٹنگین کو حرمی پیش میں آیا اس کو زندہ کا فرغت کے مکتوب کا جواب بظلمت تمام لکھا اور دختر مسعود کو مخفی ایک مکتوب
بھیجا کہ اسے طفل کے قتل پر ترغیب کی اور اس طرح بعضے اہل غزوہ کو جو پروردہ نعمت خاندان محمودی تھے مکاتبات تحریر کر کے
انھوں نے اعمال قبیحہ طفل سے اغراض کرینین نہایت تنبیہ اور ہرزاش کی اس سبب سے سب کی رگسیت وغیرت حرکت میں
آئی اور طفل کے قتل پر اتفاق کیا اور روز بروز زسلطانی کہ سلطان محمود کے تخت پر اجلاس کر کے بارعام کیا عباس نے جوابات کا
قدم آگے بڑھایا اور اس کا فرغت صاحب کش کو کہ جالیس دن سلطنت کی تھی قتل کیا۔ نوٹنگین کو حرمی اس ماہ و فرسے چند روز کے
بعد غزنین میں ہو چکا۔ امیران و اعیان کو جمع کر کے امیر ناصر الدین سلنگین کی اولاد کی تلاش کی انہیں سے تین شخص قلعہ میں زندہ تھے
انکا نام فرخ زاد اور براہیم اور شجاع تھا انہیں سے قریب اختیار سلطنت کا فرخ زاد کے نام پر اسے ہوا کر باھوں ہاتھ تخت سلطنت پر
بٹھایا اور اسکا حاکمیت اپنے کان میں والا عبد الرشید کی مدت سلطنت برس روز بھی اور طبقہ نامہ مری میں وار و جو کہ طفل
کا فرغت سے بوجھا کہ کسواٹے تو نے ملک و سلطنت کی طمع کی بولا جو وقت کہ سلطان عبد الرشید مجھے سیستان بھیجے گئے اور
ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھ کر عہد کرنے لگے۔ اس وقت ایسا خون آسپر غالب ہوا کہ ہاتھ اسکا کاپٹے لگا میں سمجھا کہ یہ مرد باطنی
کے لائق نہیں ہے۔ پھر پھر ملک سلطنت کی طمع نے غلبہ کیا اور اس راہ میں جی کہے اپنی مراد کو پہنچا۔ مصرع سلطنت کر کے عہد
ہو مقیم است۔ مدت سلطنت عبد الرشید کی برس روز سے جی کم تھی۔ ذکر جمال الدول فرخ زاد ابن سلطان مسعود کا
جب سلطان فرخ زاد نے تلخ شاہی زیب سرز پایا تدبیر ملک کی زمام نوٹنگین کو حرمی کے قبضہ تمام میں سپرد کی اسی عہد میں
داؤد سلجوقی انقلاب دولت غزوہ سے آگاہی پا کر غزنین پر تاخت لایا۔ نوٹنگین کو حرمی باستعداد تمام اسکے محاربہ کے آہنگ
میں غزنین سے برآمد ہوا اور بعد ازاں کے فریقین دست بشیر دیزہ و تیر ہو کر ہلاکی ایک سو سے زائد سے ہلاکے اور مع
صبح سے غروب آفتاب تک ہلاک قوم کے بازوؤں نے کارزار میں قتال کیا۔ ایک سو سے زائد کے ہلاکے سوا دوسرے کام میں

تاریخ غزنویہ اردو

مبعوف نمونے تھے عاقبت الامام نوشنگین کو بھی مغرور و منصور ہوا اور داؤد کا پاسے قرار جگہ سے ہل گیا راہ فرار ناپی غزنویہ سلجوقیہ کا
 پہنچا کر کے ساز و سلب کا ٹوٹ لائے اور فتح و غیر دسی غزنین میں بازگشت کی اور یہ فتح فتح زاو کے لیے موجب قیامت ہوئی باریق تمام
 و سپاہ نصرت انجام ہوا لیکر اعلام توجہ خواہی طرف بلندیکے اور سلجوقیوں کی طرف سے یکساں رخ نہانے امر اے اعظم سے تھے مع لشکر
 فراوان استقبال کیا اور فریقین کے مقابل ہوئے بعد ایش جلال و قتال اس قدر شعلہ زن ہوئی کہ شہسواران میدان فصاحت و دیباچہ سارلان
 مکرکہ بلاغت کی زبان اسکی صفت سے عاجز و قاصر تھیں اس عار میں بھی تائیدات اسی سے نسیم فتح و ظفر غزنویہ کے شام پر چلی گیا راق و درجہ شخص اور
 اعیان سلجوقیہ پہ پہنچے تقدیر میں اس کے کہ جب یہ خبر جھگڑ گیا سلجوقی کو پہنچا پے فرزند الپ سدان کو سلطان فتح زاو کے مقابلہ کو روانہ کیا اور
 ادھر سے نوشنگین کو بھی اس کے خارجہ کو متوجہ ہوا اس مرتبہ سلجوقیہ کو صورت فتح مشاہدہ ہوئی اور بعض حیان غزنین لے گئے اسیر و شاہیوں کے الپ سلطان
 نے نہایت خستہ در شکست سے مراجعت فرمائی فتح زاو نے جب صورت حال اسطرح سے ممانعت کی گئی سارق کو مع تمامی متعلقان سلجوقیہ قید سے
 رہائی بخشی اور غلعت اسے فائزہ سے طاع فرما کر آزاد کیا سلجوقیوں نے جب یہ انصاف دیکھی انہوں نے بھی اسیران غزنین کو رعایت کر کے مطلق معینان
 کیا اور سلطان فتح زاو روایت اصفہانی روایت سے مسود کا فرزند ہوا اور بقول احمد اللہ مستوفی بے عبد الرشید جہ بر سن و شاہی کی اور نہ
 چار سو چار سو چھین عارفہ قویج کے سبب سے عالم باقی کی طرف متوجہ ہوا اور قبل اس سے ایک برس کے غلاموں نے جو قوت کہ وہ عام میں تھا
 اس کے قتل کا بیڑا اٹھا کر اتفاق کیا اور عام میں داخل ہوئے اور اس کے حال پر اطلاع پا کر شمشیر بیان سے لی اور اس قدر انکی بدرفت اور عافیت
 میں مشغول ہوا کہ لوگ خبردار ہو کر عام میں آئے اور ان غلاموں کو قتل کیا اور اس قضیہ کے بعد فتح زاو ہمیشہ موت کا ذکر اور دنیا کی حقارت
 کرتا تھا یہاں تک ہی سال داعی عن کو لبیک جابت کی اد اہل میں وزیر اسکا حسن بن مہران تھا اور داغز میں ابو بکر بن صالح نوکر سلطنت
 ظہیر الدولہ سلطان ابراہیم بن سلطان سعود غزنوی کا اسکے بعد کہ سلطان فتح زاو کو فنان میں مقیم ہوا سلطان ابراہیم
 نے اپنے وجود و باوجود سے صدر البان کو آراستہ کیا اور وہ ایک بادشاہ نہایت زاہد اور پرہیزگار تھا اور باوصف آغاز شباب و درجانی ترک
 لذات نفسانی کر کے ماہ جب اور شعبان کو ماہ رمضان کے ساتھ انعام دیتا تھا یعنی ہر سال تین مہینے مبارک رہتا تھا اور تہذیب و طاعت
 اور رعیت پروری میں ہر وجہ احسن قیام کرتا تھا اور خیرات مبرات اور داد و دہش میں مبالغہ فرماتا تھا جیسا کہ جامع الکلیات
 میں ملاحظہ ہو کہ ہر سال ایک مرتبہ امام یوسف سجاندی کو اپنی مجلس میں بلواتا اور وہ وعظا کئے میں مشغول ہوتے اور لوگوں کو
 بھی نصیحت کرتے اور وہ بزرگوار سلطان ابراہیم سے کلام بے نقاب کرتے اور سلطان اس امام بگاہ کی درستی سے آزدہ ہوتا اور خط نسخ
 بہت خوب لکھتا اور امام سلطنت میں ایک مصحف اپنے خط سے انجام کو پہنچا کر ایک سال مکہ معظمہ میں اور ایک سال مدینہ شریف میں
 بھیجتا تھا کہتے ہیں اب تک چند مصحف اسکے خط کے حضرت رسالت پناہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کتب خانہ میں موجود ہیں
 اور سلطان ابراہیم کو داخل سنوات جلوس میں سلجوقیوں نے صلح کا اتفاق پڑا اس جگہ پر کہ کوئی فریقین سے قصد ملکیت و سرکاکرے
 اور رعایا کو نہ دولہ اتی میں فرما در ذرا حمت و ہونچا و سوار و دختر سلطان ملکشاہ سلجوقی کو اپنے فرزند سعود کے عقد نکاح میں
 لا کر ابواب مصداقت مفتوح کیے کہتے ہیں بیشتر اس سے کہ صلح واقع ہو سلطان ملکشاہ سلجوقی نے عورش غزنین پر رعیت کی سلطان
 ابراہیم نے متوجہ ہو کر ایک تدبیر اندیشگی اور نامے اس مضمون کے امر اے سلطان ملکشاہ سلجوقی کے نام لکھے کہ جو ہمارے مع شرف
 میں پہنچا کہ سلطان ملکشاہ کو تینے اسطرح آئینکے واسطے ہی ترغیب تحریص کی ہے ہمیں نہایت پسند ہوا طریقہ خلاص وہ کہ
 اس مقدمہ میں نہایت گوشش مبذول رکھ کر ایسا کر دے کہ سلطان ملکشاہ بھلت تمام اس ولایت میں آدے تو ہم اس سے نجات
 کلی بادین اور بچے جیسا کہ تمہارے واسطے ہوا کا اقرار کیا جو مضاعف کر کے عنایت دعا طفت بند دل رہیں گے اور یہ

تاریخ غزنویہ اردو

مکتوبات ایک کو دیکر کہا کہ سلطان ملکشاہ اکثر اوقات صید و شکار میں مشغول رہتا ہوں فرصت کا وقت نگاہ رکھو تاکہ شکار گاہ میں
تجھے اسکے پاس لجاؤں اور عرض سلطان ابراہیم کی اس تعلیم سے یہ تھی کہ وہ مکتوبات کسی مقام میں ملکشاہ کے ہاتھ آدین کہ امرا اسکے
ہمراہ ہوں اتفاقاً اندون بن سلطان ملکشاہ نے قصبہ سفرین میں نزول کیا تھا اور ایک روز شکار کیا واسطے برآمد ہوا اٹھائے شکار میں
حافظان صید گاہ سے پکڑ کر سلطان ملکشاہ کے روبرو لیکے جب سلطان ملکشاہ نے پوچھا بائیں پریشان کئے لگا سلطان نے فرمایا
اے چند تازیانہ اردو تو راست براست اقرار کرے جب انھوں نے شاہ کے حکم کے موافق عمل کیا بولامین سلطان ابراہیم فرمادی کہ
بیک ہوں مجھے اس اردو میں بھیگر چند مکتوب دیے ہیں جب مکتوبات اس سے لیکر سلطان ملکشاہ نے اسکے مضمون پر اطلاع پائی
اس مضمون کا اظہار مناسب اندیشہ اور عنان غنیمت اس ارادہ سے معطوف فرما کر اپنے دارالسلطنت بکھڑا مہاجرت کی آخر لام نہایت جستجو
کے بعد ظاہر ہوا کہ یہ جگر تزیورات سلطان ابراہیم سے تھا اور سلطان ملکشاہ سے منقول ہو کر حقیقت حال کے دریافت ہو گئے بعد فرمایا تھا ہر سلطان
ابراہیم شاہ نے یہ مکر و حیل اس واسطے کیا تھا کہ طاقت مقابلہ کی نہ رکھتا تھا اور یقین جانتا تھا کہ اگر جنگ کی ضرورت ہوگی میں مغلوب مطلق
ہوں گا لیکن جو میں اسکے مکر و تزیورات سے اس غنیمت سے باز رہا گو یا وہ ہمہ غالب آویگا جب ابراہیم بن مسعود کا دل سلجھ گیا کھڑا
سے مطلق ہوا لشکر ہندوستان کی سمت روانہ کیا اور اس دیار کے بعض مقام ہوقت تک فتح منوں نے تھے مسخر اور مفتوح کیے اور کشتہ
چار سو ہزار جو میں سلطان ابراہیم نے خود ہندو کھڑا نہضت فرمائی اور قلعہ اجودھن کو جواب ساتھ میں شیخ فرید شکر گنج کے مشہور ہو اور
لاہور سے اس قلعہ تک سو کوس کی مسافت ہو محاصرہ کر کے سخر کیا اور اس فتح کے بعد دوسرے قلعہ پر جسے دھال کہتے تھے متوجہ ہوا اور وہ
قلعہ بہار کے قلعہ پر واقع ہو کیا یک سمت دریا اور دوسری طرف نکل چلا جو کہ درختان خاردار وغیرہ سے آفتاب کی شعاع کا امین گذر نہیں
ہو سکتا اور اسکے اکثر اشجار پر زہر دار سانپوں کا مسکن تھا اور اس حصار کے نیچے کھڑے ہونے اور جنگ کو ٹھیک جگہ نہ تھی سلطان ابراہیم نے
ہمت خسر دانہ اس قلعہ کی تیغ میں مصروف نہ کی اور لشکر کو آراستہ کر کے جنگ کی بنیاد ڈالی اور تائیدات ربانی اور قوت سپاہ اسلام سے
اُسے بھی تھوڑے عرصہ میں فتح کیا پھر وہاں سے عنان غنیمت دوسرے شہر لکھنؤ کے اس سے قریب تھا اور درو نام رکھتا تھا معطوف طائی
وہاں کے باشندے خراسانیوں کی نسل سے تھے کہ فراسیاب نے انکی کشتی سے بہ تنگ آکر مع زن و فرزند ولایت خراسان سے ہندوستان کی
جانب کالہ لیا تھا اور آدمی اس شہر کے تمام اُس جماعت سے تھے اور یہ گنتے ہوئے ووصلت نہیں کرتے تھے اور امان نام کی بہشت اور
دوام کے نن پر شیفہ تھے اور وہ شہر نہایت آباد اور معمور تھا اور ایک حوض اس شہر میں تھا کہ قطر اسکا نصف فرسخ اور قطر اسکا گہرائی
کی کثرت سے دریافت ہوتا تھا اور ہر چہ تمام سال آدمی اور جو پائے اُنکے اُس میں سے بانی پیتے تھے ہرگز تفاوت محسوس
نہوتا تھا اور جنگ کی کثرت سے جو اُس قلعہ اور شہر کے گرد واقع تھا آمد و شد کا راستہ دکھائی نہیں دیتا تھا اور لوگ ہنر سبب کے
کہ قلعہ جنگ عت پر جملہ محالات سے جانے تھے اُسے متعین اور فرام نہیں ہوتے تھے اور سلطان ابراہیم کو اس سفر میں راہ ہائے دشوار بہت
پیش آئیں جب اُس جنگ میں جو پانچائی ہزار پادہ بردار اُن درختوں کے قطع کرنے کے واسطے پیشتر روانہ کیے تھے تاکہ اُن درختوں کو قطع کر کے راہ
کٹا دیکوں اور لشکر کے لوگ آسین بغارت تمام گذر کرتے تھے خلاصہ یہ جب اس طریق سے اس شہر کے اردو میں پہنچے موسم بڑکا ابراہیم
آیا اسکے سبب سے عین میں تک کھانے ستر میں توقف کیا اور باعث کثرت بارش بہت محنت اور شفقت پہنچی اور بعد در موسم برسات نہایت
شوکت و شان سے اس شہر کے کنارہ گیا پلے اچھی بھیگر دعوت اسلام کی جب انھوں نے قبول نہ کیا کارزار میں مصروف ہوا جہاں آد قلعہ اس
قلم کو مفتوح کیا اور ایک لاکھ ہندی قیدی کر کے غنیمت لیگیا اور غنائم کو اس پر قیاس کر سکتے ہیں اور منقول ہو کہ ایک روز سلطان
ابراہیم غنیمت کی طرف جاتا تھا ایک حال میں جو جھگڑنے والے کو دیکھا کہ بھاری پتھر پر گئے تھے عمارت ملتان کی واسطے لیے جاتا ہی

۲
تاریخ فرشتہ آلود

اور اس بوجھ سے بیخ اور شفقت نہایت ٹھنپتا اور سلطان کو اسکے حال زار پر رحم آیا فرمایا کہ یہ پتھر پھینک دے اُس بیچارہ نے پھینک دیا اور وہ پتھر میرا نہیں پڑا رہا جب گھوڑے وہاں پہنچے تھے پتھر کے ٹنگ راہ ہونے سے دوڑتے آنا دیکھتے تھے یعنی ٹھوکر کھاتے تھے ایک دن ایک مقرب نے سلطان ابراہیم کو عرضداشت کی کہ اگر حکم ہو وہ پتھر میرا لئے اٹھا ڈالے کہ یہ امر مصلحت سے خالی نہیں بادشاہ نے عرضداشت کی ناصیہ پر دستخط کیا کہ ہم نے سابق میں حکم اس پتھر کے گرائیگا دیا تھا اگر اب حکم اسکے اٹھانیکا نافذ ہو غفلت میری بے ثباتی قول پر گمان کرئیگی اور امر بادشاہان صاحب قدار لائق و سزاوار نہیں منقول ہو کہ وہ پتھر اسی طور سے بہرام شاہ کے آخری دور تک پڑا رہا اور سلطان ابراہیم کے غلبے و تعظیم کی واسطے کوئی اُسے نہ اٹھاتا تھا اور سلطان ابراہیم کے چھتیس فرزند و چالیس دختر تھیں بیٹیاں سادات عظام اور علماء عالی مقام کو دین و فقاہت کی ایک روایت میں لاشک جارسو کا سنی بھجری تھے پس ایام دولت اسکے اکتیس سال ہوئے اور بقولے ۷۹۰ھ پھر مدت اسکے سلطنت کی بیالیس برس تھی وزارت اسکے اوائل یامین ساتھ ابوسلیم خنجرمی اور خواجہ مسعود رحیمی کے تعلق رکھتی تھی اور عمدا و آخرین عبد المجید احمد بن عبد الصمد نے وزارت کا نشان بلند کیا اور اس وزیر کی طرح میں ابوالفتح نے قصیدہ لکھا کہ مطلع اسکا یہ ہو شعر ترتیب فضل و قاعدہ جو دوسرے وادہ عبد المجید احمد عبد الصمد نہادہ استاد ابوالفتح سلطان ابراہیم کا معاصر تھا سیستانی الاصل ہو اور بعض غزنوی بھی کہتے ہیں اور عفری اسکا شاگرد ہو اور بعد دولت ابوالی سمجھوری میں کہ وہ امر سامانیہ تھا فریغ پایا اور صلاح اس خاندانکار ہا اور وہ ایک مرد نہایت مخشتم اور صاحب جاہ تھا اور آل سمجھور سے اسکو انعام اور اکرام بقیاس حاصل ہوتا تھا علم شعر میں نہایت ماہر اور صاحب فن تھا جیسا کہ ایک نسخہ ہجہم مقدمہ کے رکھتا ہے اور اکابر رسائل اشعار میں اُسکا و ابوالفتح کو استنہاد کیواسطے لاتے ہیں اور اسکے واسطے جو قطعہ غنقاے مغرب است درین دور خرمی و خاں زہرے محنت و غم زاو آدمی ہر چند گرد عالم صورت بر آدم بد غنخو آدم آمد و بیچار آدمی ہر کس بقدر خویش گرفتار محنت است ہر کس را ندادہ اند برات مسلمی ہر کس سلطنت علاء الدولہ مسعود بن ابراہیم بن مسعود غزنوی کا۔ سلطان مسعود اخلاق حسنة اور سخاوت وافر میں انصاف رکھتا تھا اور عدل و انصاف میں کوشش کر کے عوارض تلمی جو کہ طور میں آئے تھے دفع کیے جا گئے اور تعلقہ کہ سلطان ابراہیم نے ملک و راج کو عنایت فرمائے تھے بحال کے خواہر سلطان سخر لچوتی سے مدد عراق کو اپنے عقد نکاح میں لائے اور اسکے عہد میں حاجب طوائفین منقطع لا ہو بہ و تان کی سپہ سالاری پر فائز ہوا اور آب گنگ سے عبور کر کے ایسے مقام میں پہنچا کہ سلطان محمود کے سوا کوئی شخص لشکر اسلام سے وہاں نہ پہنچا تھا تاخت و تاراج کر کے سالما غانما لا ہو کی طرف معاودت کی اسکے بعد سلطان مسعود نے تلوار برسن مانجے تلویش و خورشید گندار و تار مشہر ہا سوا تھہ ہجری میں عالم فانی سے وادہ لباتی کی طرف راہی ہوا اور تاریخ گزیدہ میں تحریر ہو کہ مسعود کی وفات کے بعد اسکا بیٹا کمال الدولہ شیرزا و تخت سلطنت پر عیمن ہوا اور ایک برس سلطنت کر کے شہنشاہ پانوں ہجری میں ہاتھ سے بے ثباتی اور سلطنت مار گیا لیکن اور مورخوں نے مسعود کے ذکر کے بعد بیوا سلطان ارسلان شاہ کا ذکر کیا ہو۔ ذکر ایالت سلطان ارسلان شاہ بن مسعود بن ابراہیم غزنوی کا۔ جب ارسلان شاہ غزنین کا بادشاہ ہوا اپنے بھائیوں کو گرفتار کر کے مجوس کیا مگر بہرام شاہ بھاگ کر سلطان بنجر کے پاس پہنچا اسوقت سلطان بنجر اپنے بھائی محمد سلطان بن ملکشاہ کی طرف سے خراسان کا فرمانروا تھا اور جب ارسلان شاہ نے بہرام شاہ کے بارہ میں خط لکھا اور اسکا حکم کی اُسے قبول نہ کیا یہاں تک کہ بہرام نے درپے مدد ہو کہ کلمہ توجہ غزنین کی طرف بلند کیا ارسلان شاہ نے یہ خبر سنا کہ انار لچھی سلطان محمد کے رو بہو بھجرا کے بھائی سلطان بنجر سے نہایت کر کے ہاتھس کی کہ اسے اس ارادہ سے باز رکھے سلطان محمد مقام صلاح میں ہو لیکن وغیرہ پڑا ارسلان شاہ جب سلطان محمد کی طرف سے ناامید ہوا

اپنی مان ہمد عراق کو جو سلطان سبخر کی بہن تھی نہ دلا کہ دینا را و کھن بسیار سلطان سبخر کے نزدیک سبخر طالب مصالحہ ہوا جو ہمد عراق
 اسکے ظلم اور بے ایمانی کے قتل ہونے سے انوار عقوبت میں گرفتار در نہایت بے بنیاد تھی سلطان سبخر کو کہ نسبت میں پہونچا تھا باہن و دیگر
 کین اور غزنین کی روانگی کے باب میں بکریا سلطان ارسلان اپنی والدہ کبطر سے بھی خاطر جمع کر کے تہیہ جنگ میں مشغول ہوا اور تیس ہزار
 سوار اور پیادہ ہزار ہیشمار اور ایک سو ساٹھ زنجیر لنگ لیکر غزنین سے ایک فرسخ پر بادشاہ خراسان کے مقابلہ میں صفوف حرب اراسہ
 آئین اور دونوں طرف سے لڑائی لگھسان ہوئی اور سپاہ کثرت سے کام آئی ابو الفضل ملک سیستان کے آٹا رجاوت سے کہ
 ہمراہ ملک سبخر تھا غزنوی تہذیب ہونے ارسلان شاہ تاب مقادست کی ذلایا ہندوستانی طرف روانہ ہوا اور سلطان سبخر غزنین میں داخل ہوا
 چالیس روز اس شہر میں توقف کیا اور وہ دلاہیت بہرام شاہ کو از لڑائی رکھی پھر عنان توجہ اپنی ولایت کی سمت معطوف فرما کر ارسلان شاہ
 نے جب سلطان سبخر کی خبر معاودت میں لشکر ہندوستان جمع کر کے غزنین کی طرف توجہ ہوا اور بہرام شاہ عدم استعداد کے سبب تاب
 مقادست نہ لایا اور قلعہ ایمان میں مقیم ہوا اور آخر کو سلطان سبخر اسکی تقویت اور مدد کو غزنین میں آیا اور ارسلان شاہ پٹھانوں کے
 درمیان میں بھاگا سلطان سبخر کے لشکر نے تعاقب کر کے گرفتار کیا اور بہرام شاہ کی پسر دگی بن چھوڑا اسے اسے قتل کیا اور حکومت میں
 مستقل ہوا مدت اسکے سلطنت کی تین سال تھی اور تائیس برس کی عمر مرگھا تھا اور طبقات نامہ میں سطور ہیں کہ سلطان ارسلان کے
 عہد میں حوادث عظیم واقع ہوئے جیسا کہ آسمانے آگ اور مہا عقیقہ آئے اور اسکے سبب سے اکثر مکانات اور بازاریں جلن کر مغلزل دولہ
 بہرام شاہ بن مسعود بن ہرامیم کا۔ وہ بادشاہ ذی شوکت اور صاحب ثمت تھا اور علما و فضلاء کے ساتھ بیٹھتا اور انکی صحبت و دست
 رکھتا اور ہر شخص پر بقدر علم و فضل رعایت کرتا اس واسطے اس زمانے کے فضلاء باہم شریف اسکے کتب تالیف فرمائی ہیں اور مصنفات
 میں مشغول ہوئے ہیں چنانچہ شیخ نظامی گنجی نے مخزن الاسرار اسکے نام کی اور حسین غزنوی نے اسکے روز جلوس یعنی سر پر سلطنت پر
 جلوہ گر ہوئے دن ایک قبیہ اسکی طرح میں انشا کر کے سلطان سبخر کے حضور پڑھا تھا اور مطلع اُسکا یہ ہے مطلع ہنادی باکندہ رفت
 آسمان ہے کہ بہرام شاہ است شاہ جہان ہے اور کتاب کلیلہ اور منہ اسکے عہد میں عربی سے فارسی میں ترجمہ ہو کر اسکے نام غزنی کی
 کہتے ہیں کہ شطرنج اور کلید و منہ کو بادشاہ ہند نے نو شیر وان عادل کیواسطے بھیجی بزرچہ ہرے نہ شقت تمام اس کتاب کو زبان پہلوی
 کہ عبارت فرس قایم سے ہو ترجمہ کی اور شطرنج میں فکر بہت کر کے اسکے کھیلنے کا طریق دریافت کیا اور ساتھ پہلوی کے کہ اُسکو لایا تھا کھیلنا
 پہلی مرتبہ قائم کیا اور دوسری بار مات کیا اور مقابل اسکے نزد استخراج کر کے اسے ہندوستان کے پاس ارسال کی اس یار کے اہل ظلم
 دشمن اسکے دریافت سے عاجز ہوئے اور آخر کو اس سفر سے کہ لایا تھا چالین اکی بادکین اور اہل ہند کا شطرنج کے استخراج سے
 اشارہ وہ ہو کہ خیر کشت انسان سے ہو اور امور عالم سعی و کوشش سے حاصل ہوئے ہیں اور اکثر امور میں قضا و قدر اور اجرام علی کو
 اس میں جائے دخل نہیں مثل از دیال و جاہ و کسب علوم و مثل اسکے اور بزرچہ ہرے اسکے مقابل نزد استنباط کی ایمایہ کر لے ہو کو
 جہلنے کا رخاہ میں چند ان مثل نہیں ہو اور اکثر ساتھ قضا و قدر کے تعلق ہو اگر تہذیب تقدیر کے موافق ہو درست آتا ہو والا نہیں
 طاس نزد مثل فلک و ثقبین مثل انجم کے جو نقش کے ساتھ قائم قدرت کے مقبتین میں نقش ہو موافق اسکے کھیلنا واجب ہوا و کھیلنا
 عقل و تدبیر سے عبارت ہو اور ہارون رشید کے عہد میں کتاب کلیلہ و منہ کو ابن المقفع نے زبان پہلوی سے عربی زبان میں ترجمہ کیا اور
 عہد سلطان بہرام شاہ میں عربی نے اس زمانے کی فارسی متعارف ہوئی اور بنام اسکے تالیف کی اور اسکے بعد ملا حسین واعظ کاشفی نے
 سلطان حسین ہرز کے عہد میں اس فارسی مغلط کو عبارت فارسی سلیس کر کے شاعر عربی ہر موقوف کیے اور اسکا نام ازاد پہلی لکھا اور سلطان بہرام شاہ
 نے اپنے عہد و دولت میں چند مرتبہ ہندوستان کی طرف توجہ ہو کر مہر و دل اور مجرموں کو گوشمال دی اور اول مرتبہ جو ہندوستان میں

داخل ہوا محمد باہم کی سلطان ارسلان شاہ کی طرف سے سپہ سالار لشکر لاہور تھا اور اعمال ناشائستہ کا مصدر ہو کر علم مخالفت بلند کیا تھا تا عیسویں رمضان سن ۷۸۵ ہجری میں گرفتار کر کے قید کیا پھر اسکو معاف کر کے قیہ ستم سے رہائی بخشی اور بدستور سابق ہندوستان کا سپہ سالار کیا اور خود غزنین کی طرف مراجعت کی محمد باہم نے سلطان کی غیبت میں قلعہ ناگور کو جو ولایت سواک میں واقع ہو مفتوح کر کے اپنے اہل و عیال اور سب سے مائتو دہان چھوڑا اور عرب و عجم اور افغان اور خلیج کا لشکر خوب بہم پہنچا کر شیخ اسلام سے بہت کفار سرکش نیست و نابود کیے اور اس کے بادہ غور اور سخت سے اسکے دماغ میں نشاء داو بالا ہوا داعیہ سلطنت اور ملک گیری کا کیا اور بہرام شاہ نے یہ خبر سنی دوسری مرتبہ ہند میں آیا اور وہ کافر نعمت بے نام و نشان یعنی محمد باہم مع دو فرزند کہ سب سدا رت پرکھنے لے بقصد مقابلہ اور مقابلہ بہرام شاہ کے استقبال کو دوڑا اور حوالی مہمان میں دو نوٹکا تقارب ہوا اور ایسی جنگ لڑی کہ پیر نمیدہ پشت نے مثل اسکے کمتر مشاہدہ کیا ہوگا وقوع میں آئی اور اثر کفران نعمت کا ظاہر ہوا مصر ہر سمت محمد باہم کے پرچم رایت پر چلی وقت گریز مع دو فرزند ان اور اتباع زمین و جمع پر گر کے ایسا غائب ہوا کہ اثر راکب و مرکوب سے پیدا ہوا سوقت سالار حسین بن ابراہیم علوی کو سپہ سالار اس حدود کا کر کے غزنین کی طرف معادوت فرمائی اور اسکے اواخر سلطنت میں قطب الدین محمد غوری سوری کہ داماد اسکے تھا غزنین میں بہرام شاہ کے حکم سے مقتول ہوا اور سیف الدین سوری اپنے بھائی کے انتقام خون میں غزنین کی طرف متوجہ ہوا اور بہرام شاہ مقابلہ کی طاقت نہ رکھتا تھا غزنین سے کرمان گیا اور یہ کرمان نہ کرمان مشہور ہو بلکہ کرمان ایک شہر تھا درمیان غزنین اور ہند اور افغانوں کے بسبب اسکے کہ اس ولایت کی نشان بین بہت پہاڑ تھے وہاں سواروں کا گزر نہایت دشوار تھا اس ولایت پر تصرف ہو کر وہاں قیام کیا اور سیف الدین غزنین میں داخل ہو کر متصرف ہوا اور غزنویوں پر اعتماد کر کے وہاں بود باش اختیار کر لی اور اپنے بھائی علاء الدین کو مع تمامی اہل اسے قذیم غور کی طرف بھیجا بادعت اسکے سیف الدین سوری اہلی غزنین سے ہمیشہ سادک کرتا تھا اور غوریوں کو یہ مجال نہ تھی کہ ان پر نقد سی کرین غزنوی جیسے خواہاں بہرام شاہ کے تھے اور سیف الدین سوری سے ظاہر دوستی کرتے تھے اور بہرام شاہ سے ہوشیارہ ابواب مراسلات مفتوح رکھتے تھے یہاں تک کہ فصل سرما کی پہونچی اور غور کے راستے برت کی شدت سے بند ہوئے اور لوگوں کو دوادوش کی طاقت نہ رہی بہرام شاہ ناگور کے لشکر افغانان و خلیج و مردم صحرائین حوالی غزنین میں پہونچا اور سوقت کہ فاصلہ دو فرسنگ سے زیادہ نہ رہا سیف الدین سوری نے خبر پائی ساتھ غزنویوں کے جو اخلص اور دوستی کا دم بھرتے تھے درباب جنگ اور روانگی غور کی طرف مشورہ کیا غزنویوں نے نفاق کو اپنا شعار کر کے جو کہ حق مشورہ کا ہمیشہ نہ پہونچایا اور واسطے جنگ کے ترغیب اور تحریک کی یہند الدین سوری نے موافق المستشار مومنین کے آنکو مشورہ میں این خانامع فوج غزنویہ اور کچھ مردم غور سے شہر سے روانہ ہوا اور بہرام شاہ کے مقابلہ میں صف آرا ہوئی ابھی لازم حرب ظہور میں نہ پہونچے تھے کہ غزنویوں نے سیف الدین سوری کو لکڑے خوش طبعان بہرام شاہ کے سپرد کیا بہرام شاہ نے فرمایا تو سیف الدین سوری کا منہ سپاہ کر کے کا وضعیف و ناتوان پر کہ ساتھ ہزار ستوش کے ایک قدم اٹھائی تھی سوار کر کے تمام شہر میں تشہیر کیا اور لڑکے بلکہ بوڑھے سفید ریش غزنین کے اسکے پیچھے فریاد کرتے تھے اور دشنام دیتے تھے اور ٹھکر کرتے تھے اور تشہیر کہ بعد بدترین عذاب سے قتل کیا اور اسکا سر تن سے جدا کر کے عراق میں سلطان مجمر کے پاس بھیجا اور سیف الدین کو جو وزیر سیف الدین سوری کا تھا اسے بھی وار پکینچا اور جب یہ خبر وحشت اثر علاء الدین کے سمع مبارک میں پہونچی انش غلب کا دھوان اسکے

کا نوں میں نہ برآمد ہوا اور یہ بھائی کے انتقام کے نام میں مع لشکر سیتڑہ گرغین کی سمت متوجہ ہوا لیکن اسکے پہنچنے سے پیشتر دست قضا نے بہرام شاہ کے دو مارجیات کو لپیٹا اور اس کے بیٹے خسرو شاہ کو محنت بجز وزہ دنیا میں گرفتار کیا اور بروایت مشہور حسب خبر توجہ سلطان علاء الدین بہرام شاہ کو سموع ہوئی اپنے لشکر کو جمع کر کے غزنین سے بغزم زرم ہا ہر آیا اور لٹھی علاء الدین کے پاس پہنچ کر پیغام دیا کہ صلاح میری اس میں ہے کہ ارادہ بجا حاصل ہے کہ تو نے کیا ہوا دم ہو کر پست جاگہ میں کئی ہزار ہیلوان شیراز میں و قیلان آئین تن تیرے استیصال کی واسطے لہیا رکھتا ہوں میرے مقابلہ سے بہرہز کر اور ہاتھ دامن سیرزمین مت ڈال تو ایک بارگی خاندان سلاطین غوریہ کا مندرس اور منعم منہ ہوئے سلطان علاء الدین نے کہا یہ کام کہ بہرام شاہ سے سرزد ہوا تو علامت زوال دولت غزنویوں کا ہو گیا ہو اس کے کہ بادشاہان ممالک یکدیگر پر لشکر کھینچیں اور اسپہمن قدرت پاکر نفوس نفیسہ کو مستاصل کر سہیں لیکن رسالت اس رسوائی اور فضیحت کے اور تین ہو کر زمانہ واسطے مکافات اور عبرت انتقام تجھے کھینچے گا اور تجھے بچہ بچہ غزنین کا بہرام شاہ اپنے ہاتھوں پر نہ نازان ہوئے کہ اگر وہ فیل رکھتا ہو اول میرا اللہ فیل ہو دوسرے خرمیل رکھتا ہوں کہ اس کا سپاہ علاء الدین میں دو آدمی تھے انھیں خرمیل کہتے تھے اور یہ دونوں غزنویوں سے شجاعت اور توانائی میں فیل آسمان شکوہ کو خائف کیا رہا و میں شہ مات کہتے تھے اور دست غوث اپنا رکھتے تھے اور جب اپنی خدمت ہوا اور وہ باتیں کہ سنی خصمین بہرام شاہ سے گذارش کیں کہ چہ وہ جب ہر متغیر ہوا لیکن باطن میں متاثر ہوا اور نہایت خوف اس کے ضمیر پر مستولی ہوا الفصہ جب دونوں سپاہ نکمہ ہو کر حرب میں مشغول ہو میں دروازہ چاچا پشمیر اور فشا فاش تیر کا گوش فلک کینہ کو شہنشاہ میں پہنچا خرمیل خرد و کلان فیل مست معرکہ میں آئے خرمیل بزرگ نے خرمیل سے فیل نامی کا شکم بھاڑا اور فیل اس پر حملہ آور ہوا و دونوں مے اور خرمیل کو چاک نے دوسرے فیل کو ڈالا اور خود شکم اس کے سے سلامت باہر آیا الغرض جب جسم ہاتھوں کے اس معرکہ میں فیل کا دوا کا پیش کے بیفانہ اور بے منفعت ہوئے علاء الدین اور اسے غوریت باجمعی ایک بارگی بہرام شاہ پر حملہ آور ہوئے اور غزنویوں کو ضرب دست اپنا کیا اور جو دولت شاہ بن بہرام شاہ سپہ سالار لشکر پیرا و رشاج اور مردانہ تھا اس پر حرکت جان تان میں جان با خون بہشت کے پہر کی اور بہرام شاہ خوف ہو کر ہند کی طرف بھاگا اور اسی حصہ میں غم غصہ و زہد وغیرہ سے بیمار ہوا اور سرے فانی سے ریاض جاودانی کی طرف انتقال کیا اور فوت اسکی بروایت صحیح شہساز نسویتی پس ہجرت میں واقع ہوئی اور رات اسکے سلطنت کی پتیس برس تھی اور ایک شعراء عصر بہرام شاہ شیخ سنائی پورہ بولمجد بھردو بن آدم الغزنوی اور فحاشات میں سطور ہو کہ شیخ سنائی کی توبہ کا سبب وہ تھا کہ زمانہ میں سلطان محمود واسطے نسخہ بعضے دیار کے غزنین سے باہر گیا تھا سلطان محمود کی مجلس میں ایک قصیدہ سلک نظم میں کھینچ کر متوجہ اس کے اردو کا ہوا تاکہ معرض عرض میں پہنچائے درمیان راہ کے ایک گھن کے دروازہ پر پہنچا کہ ایک مجذوب مشہور لائے خوار اپنے ساتی سے کہتا تھا قح پر کن بوری محمود ساتی نے کہا محمود ایک بادشاہ مسلمان ہو اور ساتھ لہر جاوے کے مشغول لائے خوار نے کہا محمود ایک مردک ہو بہت ناخوش ہو کچھ اس کے تحت حکومت میں آتا ہو اسے ضبط نہیں کر سکتا ہو اور چاہتا ہو کہ ملک واریوے اور وہ قح کھینچا پھر کہا ایک قح اور چکر کہ بوسنائی شاعر ساتی نے کہا سنائی ایک شاعر فاضل اور لطیف طبع ہو لائے خوار نے کہا اگر وہ لطف طبع سے بہرہ ور ہوتا تھا ایسے کام میں اشتغال کرتا کہ اس کے کام آتا ہو اسے اسے کاغذ میں لکھا کہ کچھ اسکے کام نہیں آتا ہو اور نہیں جانتا ہو کہ اسکو کواستے پیدا کیا ہو سنائی یہ کلام سننے ہی متغیر ہوا شراب غفلت سے ہوشیار ہوا اور ساتھ سوکے مشغول ہوا اور خرومندان خردہ میں بر مخفی ہووے کہ شیخ سنائی بہرام شاہ کا حاضر تھا اور وہ کہتا تھا شہ پانچویں ہجرت میں

اس شاہ عالیجاہ کے نام نظم کی اور جب سلطان محمود غزنوی نے اس کا چاروا لکھا پس اجری میں وفات پائی ملاحظہ ان دو
 تاریخ سے اذکیا کے نزدیک حکمت و منہج پاتا ہو کہ صحت حکایت مجذوب لائے خوار عمر سلطان محمود میں نہایت معید ہو
 اور ظاہر امر سلطان مسعود کے عہد میں واقع ہوا اور کامیون نے غلطی سے سلطان محمود کا نام لکھا اور ظاہر عند اشرفات
 شیخ سنائی کی صاحب تاریخ گزیدہ کے عقیدہ میں سلطان بہرام شاہ کے عہد میں واقع ہوئی اور بقول بعض مصنفین ۵۲۷ھ
 پانچویں صدی میں کہ تاریخ تمام حلیہ ہوا اس واقعہ کا اتفاق ہوا اور سلطان ظہیر الدین خسرو شاہ بن بہرام شاہ کا
 زبانت صحیح سے واضح ہوا ہے کہ جب بہرام شاہ غزنوی نے غزنین میں وفات پائی اور خسرو شاہ امر کے اتفاق سے سند
 حکومت پر جلوہ گر ہوا لیکن انھیں دلوں میں خسرو علاء الدین غوری کے قریب پہنچنے کی متواتر بیوگنی خسرو شاہ مع اہل عیال
 ہمد و ستانی طرٹ گیا اور شہلاہور میں مقیم ہوا اور علاء الدین غوری نے غزنین میں جاتے ہی حکم دیا کہ غزنویوں کی تخریب
 اور غارت اور قتل میں مصروف نہ رکھو اس واسطے اسکی فوج نے سات روز آدمیوں کے قتل کر کے اور لوٹنے اور جلانے میں اس شہر کے
 اصلاً تعمیر نہ کی اور علاء الدین غوری کے مع میں پہنچا کہ سیف الدین سوری کی تشہیر کیوقت غزنین غزنویہ کوچہ و بازار میں باغ و
 دن و دائرہ مثل سوری گالی تھیں اور مستحضر تھی تھیں علاء الدین نے بہت عورتیں غزنویہ کو قتل کیا اور بی بی رحم نہ کیا اسوقت
 غور کی طرف توجہ ہوا اور راہ میں جس جگہ ایک عمارت کہ اولاد سیکھتیں سے منسوب تھی سب کھود کھا کر جلانی اسکا یہ صلیب لکھ ساتھ لقب
 علاء الدین جہان سوز کے لقب ہوا اور وسطے انتقام سید محمد الدین کے کتاب سیف الدین سوری کا تھا فرمایا کہ ایک جماعت
 سادات غزنویہ کے قبرہ خاک سے پر کر کے انکی گردنیں لٹکایا اور فیروزہ کوہ میں لیجا کر سب کی گردن ماری اور وہ خاک
 کہ ان تو بردن میں تھی انکے خون سے تر کر کے فیروزہ کوہ کے بروج میں صرت کی اور بعد مر اجبت سلطان علاء الدین سوری
 خسرو شاہ نے بطع پائے تخت غزنین اور حشر داشت امداد سلطان سبلاہور سے مع سیاہ آراستہ اسطرن نفنت فرمائی اور
 اندون میں جو ترکان غزان نے سلطان سبلاہور کو پکڑ کر متوجہ غزنین ہوئے طاقت مقابلہ کی نہ لایا پہلا ہو کر طرف گیا توکان غزان
 دس ہس قزاقین پر تفرق رہے اسکے بھار غوریوں نے ترکان غزان سے چھین لیا اور اسے عتہ الفرجہ امر اسے خسرو شاہ نے غزنین کو
 پھر چھین لیا اور بعض کتب سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب خسرو شاہ ترکان سیب علاء الدین غوری سے ہند میں بھاگا
 علاء الدین غوری جہان سوز گرم سیر نے قنجا را و تکیا باد کو سخر گیا اور سلطان غیاث الدین محمد کے سپرد کہے غور گیا اور جب
 خسرو شاہ ہند سے سحر بہاہ مو فوہ غزنین کی طرف متوجہ ہوا علاء الدین جہا سوز چاہتا تھا کہ اس طریق سے مصالحہ کرے کہ
 خسرو شاہ شہر اور قلعہ تکیہ آباد کو اسکے قبضہ میں داخل داشت کرے فقط غزنین پر قناعت کرے خسرو شاہ نے قبول نہ کیا علاء الدین غوری
 جہان سوز نے یہ رباعی لکھرائے پاس بھی رباعی اول پدرت نہا دین را بنیاد دہ تا خلق جہان جملہ بہ بیدار فادادہ بان تا
 نہ ہی نہ ہر یک تکیا باد و جہ متراسر ملک آل محمود با و دہ خسرو شاہ امداد سلطان سبلاہور سے قوی پشت تھا ساتھ اس صلح کے
 اتفاقات نہ کی قصداً کسی چند روز میں زبونی طالع سلطان سبلاہور کی واضح ہوئی اور علاء الدین غوری جہان سوز کے خوف سے مجذبا
 لاہور کی طرف بھاگا اور علاء الدین غوری جہان سوز غزنین کو لیکر غور گیا خسرو شاہ ملکہ لاہور میں ۵۳۷ھ پانچویں صدی میں فوت ہوا
 مدت اسکے حکومت کی سات برس تھی۔ ذکر سلطنت ختم الملوک خسرو ملک بن خسرو شاہ غزنوی کا۔
 جب خسرو شاہ بلدہ لاہور میں اس سرے پر فتور سے دار السور کی طرف خرامان ہوا اسکا بیٹا خسرو ملک اسکا قائم مقام
 ہوا لاہور کی دار السلطنت کو عدل و داد کی زینت سے آراستہ کیا اور جب قدر ولایت ہند و ستان سے کہ سلطان ابراہیم

اور سلطان بہرام شاہ کے قبضہ قدرت میں تھی کہ مقتولین کے تحت و ضبط میں لایا لیکن سلطان شہاب الدین محمد غوری نے اخذ
غزنین پر کہ دارالملک اس خاندان عظیم الشان کا تھا اکتفا نہ کیا بلکہ ہندوستان کی بھی کی اور پیشہ در اور افغانستان اور ملتان اور
سندھ کو فتح کیا اور شہ پانسو ہجرت ہجرت لاهور گیا جو کہ خسر و ملک تاب اس کے مجاہد کی مدد لکھا تھا متحصن ہوا اور سلطان
شہاب الدین محمد غوری اندرون سلطہ کے ملک شاہ کے بیٹے کو کہ طفل خرد سال قانع ایک فیل نامی گرفتار کر کے پلٹ گیا
اور شہ پانسو اسی ہجرت دوبارہ لاهور میں آیا خسر و ملک جب پھر قلعہ بند ہوا سلطان شہاب الدین محمد غوری نے اطراف
جوانب سے اس بلدہ کو ماتحت و تاراج کر کے قلعہ سیالکوٹ تعمیر کیا اور اپنے ایک معتمد کے سپرد کر کے غزنین گیا اور خسر و ملک نے
اسکی غیبت میں کبار و بزرگ سے قلعہ سیالکوٹ کو جا کر محاصرہ کیا اور کچھ مفید ہوا آخر میں پلٹ آیا سلطان شہاب الدین محمد غوری
نے غزم باجزم بلدہ لاهور کی تیغ کاٹا اور شہ پانسو اسی ہجرت میں اولیٰ حسب ظاہر خسر و ملک سے انہما رحبت کی اور ملک شاہ بن
خسر و ملک کو سامان شاہی جو کچھ مناسب تھا درست کر کے مردم معبر کے ہمراہ باقی ملاقات کو لاهور کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا
کہ اسے ہمیشہ خوشی کی مرغیب کہیں اور باعث ہوں کہ باہنگی باد سے اور اشلے راہ میں چند جا مقام کو کہ جب خبر بہت اثر
قرۃ العین کے آنیکی خسر و ملک کو پہنچی نہایت مخطوفا و مسرور ہوا اور سلطان شہاب الدین کی دوستی پر اعتماد کر کے عیش و طرب میں
مشغول ہوا بیت دران تخت و ملک از غفل غم بود کہ تمبیر شاہ از شبان کم بود ابھی ملک شاہ راستہ میں تھا کہ سلطان
شہاب الدین محمد غوری دوسری راہ سے بیس ہزار سوار دو اسب و سیماسہ پیر ہوا اور سبک غزنین سے ماتحت کیے دریاے
لاہور کے کنارہ آیا اور صبح کو جب خسر و ملک خواب غفلت سے بیدار ہوا ساحل دریا کو لشکر دشمن سے آباد دیکھا ناچار زبان عجز
ساتھ امانتے کھولی اور خدمت میں اس کے حاضر ہوا اور بلدہ لاهور پہنچا اور چنگاں حیلہ سے سلطان شہاب الدین محمد غوری کے
تہنن میں آسا سلطنت نے خانوادہ غزنویہ سے ساتھ غوریہ کے انتقال کی مدت سلطنت خسر و ملک کی اٹھائیس برس تھی مقالہ دوسرا
ذکر سلاطین دہلی میں جب سررشتہ سخن کا ساتھ اسجا کے نام مناسب سمجھا کہ دل حوال ہند و احار شاہ ہونا شہ دلی کا بطریق
اختصار بیان کرے اور اس کے بعد حکام غور کو مجاہد کر کے برسر مقصد کہ ذکر بادشاہان دہلی اور جمع کرے اور خاطر غور و شہ پانسو
سجھوں کے ظاہر اور مہر ہو کہ حکماء ہند نے جیسا کہ مقدم میں گذر با اعتبار اور دارالملک اور کواکب کے جہان کو چار حصہ پر تقسیم کیا جو
ست جگ تر تاجک دو پر تاجک کلجک اور مدت کلجک سے زمانہ بعثت حضرت خواجہ کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا تین ہزار اور سات سو اور چند برس گذرے تھے اور ہر جگ کے واسطے تاثیر اور خواص علیحدہ قرار دیا جو اور
کچھ میں جب مدت کلجک کی تمام ہووے پھر زمانہ ست جگ کا آتا ہو اور تمام جگ اسی طریق سے گردش میں رہتے ہیں اور قیامت
عبارت ہوا کہ ہر جگ سے اور ہرگز جگ فانی نہیں ہوتے ہیں اور بعضے براہیمہ کا یہ قول ہو کہ جہان فانی ہوگا اور جگ منتہی ہونگے
لیکن جت قوی اسپر نہیں رکھتے ہیں اور اعتقاد برائہ کا وہ ہو کہ ہر ایک جگ میں ایک پیغمبر یا ایک دانشمند یا ایک مجتہد یا ایک کتاب
لکھے اور باوجود ان سب کے درازی زمان ان نسخہ کے درمیان ہو اور اسی طرح سے کفار میں و خطا و ختن و کفار میں کہتے ہیں کہ لو فان
نوح علیہ السلام ہمارے ملک میں نہیں پہنچا بلکہ ساتھ طوفان نوح کے اصل اعتقاد میں رکھتے ہیں اس واسطے کہ طوفان کی
کتابوں کو سچوئی اور اکثر نسخہ درمیان میں ہیں دوسرا اعتقاد انکا وہ ہو کہ ابتداء از فرشتہ سے کہ ست جگ اول ہوا اس لئے کہ جگ کلجک کا بعد
ہوئی تھی انسان نے میں اور عالم قدیم ہو اور ہرگز دنیا آدمی سے خالی نہ تھی اور ہوگی اور بعضے حدو ث آدم کی واسطے ست جگ
اول زمانہ نہیں کہتے ہیں اور بابا آدم اور اماحہ اکا ہر جگ میں اوضاع مختلف ہوا اس واسطے کہ بعضے دوروں میں آدمی بلند قرار و عظیم بچہ اور

کثیر المعمر ہوئے ہیں اور بعضے ادوار میں عکس کے اور سیطرے سے انبار اور حبیب بھی اسی منہج سے مختلف العوارض ہوئے ہیں اور کتے زمین ذات برہمن اور کھتری کی قدیم لایام سے تھی اور دوسرے طوائف بہت ہیں کہ اندر کا پل سوم اور اہل کلچہ چارم میں ظاہر کئے چنانچہ طوائف راجپوت قدیم نہیں ہیں اور آخر عمدہ دوا پر جگ میں پیدا ہوئے ہیں اور اہل ت گجک میں کثیر ہوئے اور شیعہ اس بات کی وہ کہ ہر ایک ان جگہ میں راجہ ہائے بزرگ کہ حساب اُنکا خدا جانتا ہو ممالک ہند میں بادشاہی کر گئے ہیں اور کچھ اُن حکایات سے مہابھارت کہ کتاب جتہ اہل ہند کی ہو اور اکبر شاہ کے زمانہ میں فارسی ترجمہ کر کے تحریر ہوئی کہ جملہ رایان بزرگ سے کہ آخر عمدہ دوا پر جگ میں ہوئے ہیں جو جو دھن کھتری ہو اور پہلے تخت اُنکا بلکہ ہستنا پور جو حوالی دہلی میں ہو تھا اور کشن جو ہنود کا پیغمبر ہو اور نشا اور مولہ بلکہ مہتمم اہو معاصر اسکے نشان دیتے ہیں اور جو دھن باج بستیجے رکھتا تھا جو مشہور بہ راجہ پنڈوان ہیں اُنمار رشا اور شجاعت چہرہ اُنکے سے مشابہہ کر کے درپے بربادی اُنکے کے موا جب کسی وجہ دفع اُنکا ہنس نہوا ایک روز مجلس قمار ترتیب دیکر ساتھ اُنکے بازی کی اور جو کچھ کہ جائدا منقولہ رکھتے تھے حیرت لی یا تا تک کہ ریاست اور طاقت کی نوبت آئی ہر ایک ان پنج بیویوں نے جو پر گنہ رکھتے تھے اندر پت سون پت بانی پت تپت پاک پت وہ بھی اپنے چچا سے قمار میں ہارے آخر کو جب کچھ باقی نہ رہا شرط یہ مقرر ہوئی کہ جو شخص رے جلائے دین کر کے بارہ برس ممالک غربت میں ظاہر اسما فرت کرے اور ہر شخص سے تین اور چار سال اور ایک سال اسطرح سے مملکت بیگانہ زمین پوشیدہ رہے کہ کوئی شخص اسکے احوال پر مطلع نہ ہوئے اور جو اس سال میں ایک شخص بھی واقف ہوئے پھر از سر نو بارہ برس ظاہر اسما فرت کرے اور ایک سال مخفی رہے جب اس منہج سے شرط عمل میں آوے اپنے ملک میں پہنچا پھر اتفاقاً وہ بازی بھی بھتیجوں نے چچا سے ہاری اور اقرار اسکے موافق پانچوں بھائیوں نے سفر اختیار کیا اور اُسکے ممالک محدود سے نکل گئے اور ملکہ دکن سے جو جو دھن کے تفرق میں تھا جا کر بارہ برس اُس طرف سیر کرتے رہے اور جو دھن اُنکے احوال پر اطلاع رکھتا تھا اور ایک سال کے بعد تفرق وضع یعنی تیس سال اسطرح سے کہ کوئی انھیں نہ پہچانے ولایت بائیں میں جو پر گنات دکن سے ہو اور اس وقت ساتھ اہل میم شاہ عادل کے تعلق رکھتا ہو گئے اور وہاں اسطرح سے بسر کی کہ جو دھن نے ہر چند تیس کی اُنسے آگاہی نہ پائی اسکے بعد پانچوں بھائیوں نے شرط کے بموجب دھن اہلی کی طرف توجہ کی قائم چچا کی ولایت میں رکھا اور جو دھن اس امر سے خبر پا کر رنجیدہ ہوا اس واسطے کہ غولھ مہلی اسی اُنکا اخراج اور دفع تھا پیغام دیا کہ ملک میرے سے نکال جاؤ یا منتظر قتل کے رہو پانچوں بھائی اپنی کشتی چمپیر کے پاس پناہ لی گئے کہ اس عرصہ میں وہ تھہر میں تھا کشن نے جو دھن سے سفارش کی کہ انھیں اپنے ملازموں کی سلاک میں تنظیم کر کے ایک حصہ بلاد سے مقرر کرے اور جو دھن نے التماس شن کی قبول نہ کی اور چچا بھتیجوں کے درمیان میں آتش نزاع مشتعل ہوئی اور طرفین نے لشکر کشی کر کے جنگ کی اور جو دھن مارا گیا اور پانچوں ہندو ہندوستانی سلطنت عظیم پر گن اور مستقل ہوئے اور جب یہ مر گئے اُنکے بیٹوں اور پوتوں اور نواسوں نے کسی قرن بادشاہی کی یہاں تک کہ حکومت اس نیا کی زمانہ کلچہ میں اُنکے غلاموں اور نفرون کو منتقل ہو کر طوائف لوکی ہوئی اور رفتہ رفتہ اُنسے بکرا جیت کھتری بادشاہ اور جین کی طرف انتقال کی اور اُنسے بہت ملوک طوائف کے دفع کیے اور اکثر ممالک کہ جو دھن کے تفرق میں تھے بکرا دھ کر کے اپنے قبضہ میں لیا اور دھن کو بھی مسخر کیا اور آخر کو سالباہن کہ ایک برہمن کا بیٹا تھا اور ستائیس برس کی عمر رکھتا تھا اُسے تھہر میں سے خرچ کر کے وہ ولایت بکرا جیت کے تفرق سے بر لایا اور بکرا جیت نے خود اسکے دفع کی واسطے نفرت کی اور اب گنگ سے عبور کیا اور سالباہن سے ہم مصاف ہو کر مارا گیا اور سالباہن چاہتا تھا کہ اب زبردہ سے عبور کر کے ولایت بکرا جیت تہی کرے ناگاہ ہاتھی گھوڑے اور آدمی بہت پانچمین غرق ہوئے اور سالباہن عبور سے پشیمان ہوا اور دھن کی حکومت بکرا جیت کے فرزند کو ازانی رھی دروہوں کی

مقام کر کے کتا زمیندیش اس سبب سے اس محل کا نام زمیندیش مشہور ہوا اور اس مقام میں ایک قلعہ سنگین بنا کیا اور ایک تہیشتی سے پہلے فریدون سے ملنا کیا اور آخر کو خراج اپنی گون پر رکھ کر ان پائی اور فریت مناک کی اس ولایت میں ایک دوسرے کے بعد سردار قبیہ ہوتا تھا بوقت اسلام شنب کی نوبت پہونچی اور وہ حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے ہم دین تھا اور بہت مبارک آنحضرت کے ایمان لایا فرمان حکومت غور کا بخط مبارک شاہ ولایت پناہ کے پایا اور اس کے نسب کا یون ذکر کیا ہوا شنب کا یون ذکر کیا ہوا شنب بن حرب بن نبی بن یسی بن وزن بن حسین بن ہرام بن جیش بن حسن بن ابراہیم بن عبد بن شداد بن نکاک اور وہ بطام بن ہشا بن نریان بن فریدون بن سامید بن سفید اپ بن مناک بن شہران بن سند بن میاک اور وہ ہمدان بن دناش بن مناک الملک ہر فرد وہ طبقہ سادہ شنبی کے منسوب ہیں اور اولاد شنبی کے بنی امیہ کے عہد میں کچھ ممالک اسلام برسر متابر اہل بیت کو نامزد کرتے تھے مگر غور مرکب اس امر شنب کے ہونے اور اولاد شنبی ابو مسلم مروزی کے خراج کے وقت اس کی مدد کو گیا اور اعدائے اہل بیت کے قتل میں کس طرح تفصیر نہ کی اور بنی بن ہناد بن دیش بن وشتان بن پردیز بن شنب ہارون رشید کا معام تھا اور سوری بن محمد فرزند زارہ امیر سجی کا صفاریہ کے زمانے میں تھا اور محمد بن سوری سلطان محمود غزنوی کا معام تھا جو کہ محمد بن سوری شاہ کی اطاعت نہیں کرتا تھا سلطان نے امیر لشکر کھنجر زندہ گرفتار کیا اور حکومت اس دیا مکی اسکے فرزند ابو علی کے تفویض فرمائی اور ابو علی بن محمد بن سوری نے سادہ سلطان کے اہمارج نہ کیا عباس بن شیب بن محمد ابو علی کے برادر زارہ نے بسبب تعصب کے حکومت پائی اور مکی شومی ظلم کے سبب سے سات برس غور میں پانی نہ برسا حیوانات بے زبان اور ناطق کو نتاج ظاہر نہ کیا اور سلطان ابراہیم حرب کر کے امیر ہوا اور محمد بن عباس اس کا قائم مقام ہوا اور سلطان کا حلقہ اطاعت اپنے کان میں ڈالا اور قطب لدین حسن بن محمد عباس جد سلطان غوریہ جو ایک قلعہ کے محاصرہ کیوقت ایک تیراگی آنکھ میں لگا اسکے صدمہ سے جان برنوا اور اس کا بیٹا سام سلطان غور کے تسلط سے ہند کی طرف بھاگ گیا اور سجا رطین مشغول ہوا اور اولد خرمین حب وطن غالب ہوئی مع اہل و عیال دریا کی راہ سے غور کی طرف متوجہ ہوا ناگاہ باد فحاف نہایت شدت سے چلی اور کشتی کے شکستہ ہوئی سے تمام اہل کشتی ڈوب گئے مگر اعز الدین حسین بن سام نے بقیہ کشتی انفریق یشبٹ بکل حشیش ہم جان سے ہاتھ آک تخته کے ٹکڑے پر بارادربیان اس حال کے ایک شیر درندہ اس کشتی میں تھا اسکا مصاحب اور ردیف ہوا وہ بھی اس تخته کا گوشہ اپنے پنجہ تصرف میں لایا اور رنین دشمن اسکا ہوا مصرع خوش است آواز گئی اور کہ ہمارے چہین باد شد بعد تین شبانہ روز کے کہ روے دریا پر بے زاد رہے تھے ہزار خرابی وجان کنی کے سائل مراد سے دھجا ہوئے شیر بھاگ گیا حسین اسکے پنجہ ظلم سے رہا ہوا اور اس فواح میں ایک شہر اُسے نظر آیا وہاں گیا بطور مسافر مئے ایک دوکان میں سودا ہا ایک جماعت کو توالی روند پھرتی ہوئی آئی اور خفہ تخت کو سمجھے کہ چور ہو کر قید کیا حسین نے سات برس کا زمانہ اس زندان ستم میں بہخت و کدورت کاٹا اسکے بعد عالم شہر کو ایک مرض فاجعہ ہوا قید یونکی رہائی کا حکم دیا حسین نے بھی مہجرت پائی غزین کی طرف متوجہ ہوا اثنائے راہ میں ایک گردہ رہزنوں کا کہ ہمیشہ غزین کے اطراف میں رہنری کرتے تھے اُسے ملانی ہوا انھوں نے حسین کو جوان دجیہ اور گران ڈیل درز بردست پایا ہتھیار اور گھوڑا دیکر اپنے پاس نگاہ رکھتے تھے کہ ہیں اسکی صبح کو کچھ لوگ سلطان نے یعنی سلطان ابراہیم غزنوی کے ملازم کہ مدت مدید سے اس جماعت کی تلاش میں سرگردان تھے ان کو غور ہوئے سب کو دستگیر کر کے سلطان کے روبرو لگئے سلطان نے ازراہ غضب اُن کے قتل کا حکم نافذ فرمایا جو قتل کہ جلا حسین کے گون پر خط دیکر آنکھوں پر ٹپی باندھنے لگا حسین نے آہ سرد دل پروردے پہونچی اور آسمان کی طرف منکر کے یکسا الہی میں خج

جانتا ہوں کہ غلطی بتیجہ روایتیں اور میدان تیری کبریائی کا ظلم اور چور کے خار و خاشاک سے منزہ اور متبرہا ہی کیا سبب ہو کہ
 میں بیکنا قتل ہوتا ہوں یہ منکر جلا دے کیا تو کیونکر بیگانہ ہو حال آنکہ مدت مدید اور عرصہ دراز تک رہنری کی اور بادشاہ سے
 مخالفت اختیار کی حسین نے جواب دیا کہ میں کل شب کو اسے ملتی ہوں اور باجرا اپنا مفصل بیان کیا جلا کو اسپر رحم آیا اور
 اسکے قتل سے ہرست کش ہوا اور اپنے سردار کے وسیلہ سے سلطان سے گزارش کی سلطان نے حسین کو طلب کر کے حال پوچھا
 جی نہ گذشت راست راست عرض کی بادشاہ نے نظر ترم اسکے حال پر اختلال پر مبذول فرمائی اور آثار نجابت اسے
 ناصیہ سے مویدا دیئے اسکی ترتیب اور پروش میں کو شمش کی اور اپنے مقربوں کے چکر میں منتظم کیا اور تھوڑے عرصہ میں اعجاب
 کر کے باب لڑکی اپنے عزیز زمین سے اسکے جلال نکاح میں دی اور روز بروز درجہ زیادہ ہوتا جاتا تھا یہاں تک کہ سر پر سلطنت پر سلطان ہو
 بن ابراہیم غوری ہوئی ممکن ہوا اور حسین اسکے منظور ہوا اور غور کی حکومت پر سر فزا ہوا فروگن نرج شکایت کہ در طریق طلب ہوا براحتہ
 زبید انکا زحمت کشیدہ اور بعضیوں بھی کہتے ہیں کہ اغرا الدین حسین فرزند بوا اسطہ قطب الدین حسین ہوا اور بہر تقدیر اغرا الدین حسین کے
 اس قبضہ سے جو خاندان غوریہ سے تھی سات سپر فرخندہ اثر پیدا ہوئے ایک انہیں سے ملک فخر الدین مسعود ملک بامیان دوسرا
 قطب الدین محمد داماد بہرام شاہ تیسرا شجاع الدین علی کہ میں شباب میں اس چان فانی کو پیرو کیا جو تھا نام الدین محمد کہ ولایت
 زمین داور رکھتا تھا اور وہ ایک ولایت و اطراف غور میں اور علاقہ قندھار سے رکھتی ہوا پانچواں سیف الدین سوری چہلمبار الدین
 سلطان علاء الدین حسین اور یہ اغرا الدین حسین سلطان سخر اور سلاطین غوریہ کی دولوں اطاعت کرتے تھے واجب و معر کیا
 اسکی اولاد سے کہ جنہیں ہفت اختر کہتے تھے متفرق ساتھ دو فرقہ کے ہوئی ایک ملوک بامیان کہ انہیں طبرستان اور
 ملک مہلا کہتے ہیں اور انکی تفصیل کتب مبسوطہ میں مذکور ہے دوسرے ملوک غور و غزنین کہ اول انکے قطب الدین محمد
 اور ساتھ ملک لہجہال کے شہرت رکھتا ہوا اور بہرام شاہ غوری کا داماد ہو فیروزہ کوہ کو تعمیر کر کے دار الملک بنایا اور کراکھ
 کیواسطہ قریب دو فرسنگ کے دو طرف سے دیوار گھنچی اور جا بجا قلعہ کو نہ تعمیر کئے اور روش سلاطین بزرگ کی اختیار کی اور
 غزنین کے نتیجہ کی فکر کی بہرام شاہ اس راہ سے مطلع ہوا اسواسطہ اسے غور سے غزنین میں طلب کر کے مجبوس کیا اور بعد چند روز کے
 زہر دیکر مسموم کیا اور یہ اول عداوت درمیان غوریہ اور غوریہ کے واقع ہوئی اور سلطان سیف الدین سوری اس زمانہ سے
 اول وہ شخص ہو کہ جسے لفظ سلطان اپنے اوپر اطلاق کی اور بھائی کے ہمراہ غزنین میں تھا وہاں سے بھاگ کر فیروزہ کوہ گیا اور بعد
 انتقام لشکر جمع کر کے غزنین کی طرف متوجہ ہوا بہرام شاہ طاقت مقاومت کی نہ لایا ہند کی سمت مقدر ہوا اور سلطان سیف الدین
 غزنین میں تخت محو دی پر بیٹھا اور اہل غزنین پر اعتقاد کر کے اپنے بھائی بہار الدین سام کو مع خیل و حشم غور فیروزہ کوہ میں بھیجا
 جب غلائی اسکی سپاہ کا ظاہر ہوا اور اسے غور کے رت کی کثرت سے بن رہے اس سال خروج جیزالتوا میں رہا اور یہی
 ورت ریزی کے سبب سے متعسر اور متحذر ہوا نظم و آرازدستان و شہر تیر ماہ گزشتہ ہر ایک بے نیچے پناہ پڑا اور بددیواری
 ماہارہ گسست آب زنجیر در جو بیات رہا بہر تقدیر زین رفت ماراں فرود ہر حصاری شدہ ماہ بیان زیر رودہ بر آئیں کہ
 با و مخالف و زیدہ مثل گرچہ کوہ است در موخر زیدہ ہر نہ تہاں راز سر ہوش گم فرود رفتہ راز و رول شکم بہرام شاہ
 بسبب درخواست مردم غزنین ہندی اپنے دار الملک کی طرف متوجہ ہوا و جیسا کہ مذکور ہوا اس ملک کو غوریہ کے ہاتھ سے
 اتر لے گیا اور سیف الدین سوری اور سید محمد الدین اسکے وزیر کو بر سواری تمام قتل کیا اور وہ علاقہ میں کہ اس وقت تک مخفی تھا
 زمین بہار الدین سام بن اغرا الدین حسین جو سلطان غیاث الدین محمد اور شہاب الدین محمد کا والد ہے جو بے قصد

انتقام لشکر جمع کیا اس درمیان میں بھڑن چپک گرفتار ہو کر مر گیا اور علاء الدین حسین جہان سوز بھی بیٹا اعز الدین حسین کا ہو کر
 سلطان غور بسب اسکے بلند آوازہ ہوئے اپنے بھائی کے انتقام کیواسطے غزنین کی طرف گیا اسمقام کو جلا کر خاک سیاہ کیا سو
 قہ سلطان محمود اور سلطان سعود اور سلطان ابراہیم شاہ کے جمیع قبور ان سب تکین کو کھود کر آگ انکی ہڈیوں میں ڈالی سلطان
 غور اور بعض محال خراسان میں ہو چکا جب غور کی طرف مراجعت کی اپنے بھتیجوں غیاث الدین محمد اور معز الدین محمد بن علاء الدین
 سام کو بایالت کھنکی تین کیا جو انکی طبیعت میں سخاوت اور شجاعت مرکوز تھی اس ولایت کا عامل انکے صرف کو کفایت
 نہ کرتا تھا اسقدر آدمیوں پر رعایت کی کہ اطراف و جوانب سے سپاہ کثیر اور جم غفیر انکے پاس فراہم ہوئی اور نام انکا بلند ہوا
 ایک جمعیت اہل حسد نے اس امر کو بوجہ نالائق علاء الدین حسین کے جمع مبارک میں ہو چکا اور وہ منہو ہم ہو اور نوٹو
 جرجان کے قلعہ میں قید کیا اور نہایت غور سے سلطان سب سے مخالفت کی اور جو کچھ اسکا باپ ہر سال بھیجتا تھا اسکے
 قیدیوں میں اغماض کیا بلکہ تلخ ادب بات کو اپنے نفرت میں لایا آخر کو سلطان سب کے معرکہ میں اسیر ہوا اور چند مدت اسکے
 اردو میں سرگردان رہا سلطان سب نے رحم کر کے پھر مملکت غور سے عنایت فرمائی لیکن شاہ پانہوا کا دن جبرین مر گیا اور
 ملک سیف الدین محمد بن علاء الدین حسین باپ کے بعد بادشاہ ہوا اپنے چچے بھائیوں کو سلطان غیاث الدین محمد سام اور سلطان غزالدین
 بن بہاء الدین سام کو قلعہ جرجان سے رہا کر کے سب کی حکومت پر بحال کیا اور بعد ایک سال و چند ہزار یادہ جنگ عراق کیواسطے گیا اور
 لڑائی کے دن اپنے ایک آدمی کے ہاتھ سے مارا گیا غیاث الدین محمد سام بچا چھپے بھائی کے سلطنت فیروزہ کوہ میں ہو چکا اپنے
 بھائی شہاب الدین کو جو فی الحقیقت بادشاہ تھا سپہ سالار کیا اور تھوڑے عرصہ میں خراسان اور ہندوستان کو اپنے تصرف میں لایا اور
 اس مملکت میں خطبہ اپنے نام پڑھایا گز اور سکہ پرائیا نام جاری کیا اور ۵۹۹ھ پانہو نفاذ سے ہجری میں وفات پائی۔ ذکر
 سلطنت بادشاہ جم جاہ سلطان معز الدین بن بہاء الدین محمد سام بادشاہ دہلی المقلب
 بہ شہاب الدین غوری۔ جب سلطان عالمقام غیاث الدین محمد سام سلطنت غور میں پہونچ کر برادر اعیانی اپنے
 معز الدین محمد کو کہ ساتھ شہاب الدین کے شہر رکھتا تھا تمکینا باد میں کہ بلا و گرم سیر ہو چھوڑا اور وہ ہمیشہ تمکینا باد سے
 غزنین پر کہ پھر اولاد سب تکین کے تصرف میں آیا تھا فوج کشی کرتا تھا اور اس بلا و گرمیت و تباہی کا تباہی کہ شہر ۵۶۷ھ
 پانہو سرٹھ ہجری میں سلطان غیاث الدین محمد نے نصرت فرما کر غزنین کو تصرف امرائے خسر و ملک سے برآوردہ کیا اور
 اُسے بھی سلطان معز الدین محمد کے سپرد کیا اور وہ اپنے بھائی کے حکم کے موافق ۵۷۰ھ پانہو ہجری میں لشکر ملتان
 کی طرف لیکھا اور اسکو مسخر کیا اور دہانے باہر میں گیا راجہ اس بلدہ کا قلعہ بند ہوا اور سلطان شہاب الدین اس قلعہ کے
 دور میں خیمہ و خگاہ ایستادہ کر کے لازم محاصرہ میں مشغول ہوا اور جو جاتا تھا کہ راجہ کا جنگ سے مغلوب اور مسخر
 کرنا و شوار ہی اچھی راہ کی رانی کے پاس جو شوہر پر مسلط تھی بھیجا اور اُسے یہ فریب دیکر وعدہ کیا کہ جویری سہی سے یہ شہر
 مفتوح ہووے مجھے اپنے عقد میں لاکر ملکہ جہان بناؤنگا رانی جو کہ قسمت و شوکت سلطان سے ہر اسان تھی اور یقین جاتی تھی
 کہ قلعہ اسکی طرف سے ہوگا جواب دیا کہ مجھے لیاقت اس امر کی نہیں رہی لیکن ایک دختر بلند اختر کہ کمال حسن و لطافت میں
 اپنا نظیر نہیں رکھتی اگر سلطان قبول فرماوے او اپنے عقد نکاح میں لاوے اور شہر لینے کے بعد میرے مال و باب خاصہ کی
 طرح کرے تو میں راجہ کو ایسا خواب مرگ میں سلاؤں کہ قیامت تک نہ چوئے سلطان شہاب الدین نے قبول کیا اس صورت
 ناپاک نے چند روز میں اپنے شوہر کو ہلاک کر شہر کو سپرد کیا بیعت اگر زن نکو بودی و رے زن وہ زن را مرز نام ہے و زن ہے

سلطان شہاب الدین نے ایفا سے وعدہ کر کے راجہ کی بیٹی کو شرف اسلام سے مشرف کیا اسکے بعد حسب شریعت عزا سے محمدی صلے اللہ علیہ وآلہٖ اچھا بیوہ سلیم ساک زواج میں لایا اور دونوں کو غنیمتیں بھیجی تاکہ آداب روزہ اور نماز کے یاد کریں اور کلام مجید پڑھیں رانی نے اسی عرصہ میں وفات پائی سلطان رانی کے عمل بد سے متغیر ہوا اعتماد اُن پر نہ کر کے دفتر کو بھی اپنے وصال جان بخش سے کامیاب کیا یہاں تک کہ دوبرس کے بعد غم دھندلنے سے اسکا بھی انتقال ہوا مابعد سلطان نے باجہ اور ملتان کو علی کو راجہ کے حوالہ کر کے غزنین کی طرف معاودت فرمائی اور ششماہ پانچویں ہجری میں پھر باجہ اور ملتان میں آیا اور ریگت کے واسطے سے گجرات کی عزیمت کی اور اسے یحیٰم دیو جو یرم دیو کی نسل سے تھا اور حکومت اس دلائی کی رکھتا تھا اسکے مقابل آنکر مقابلہ اور مقابلہ میں مشغول ہوا اور جنگ عظیم و معرکہ شدید کے بعد شکر اسلام نے شکست کھائی بہت سے مسلمان شہید ہوئے اور سلطان نہایت مشقت سے غزنین گیا اور ششماہ پانچویں ہجری میں پشاور کی طرف کتب سلف میں ساتھ بکرام ویر شہر اور فرسور کے مشہور ہوشکریجا کر اس ناحیت کو تھیر کیا اور دوسرے سال لاسور کی طرف روانہ ہوا اور خسر ملک جو دہلی کے راجہ اور دیگر راجگان اور افغانان کی مخالفت سے بادشاہی میں استقلال نہ رکھتا تھا تاب تیز اور آدین کی دلا کر قلعہ میں محصور ہوا اور رسل رسائل کے بعد خسر ملک نے اپنے چھوٹے بیٹے کو جو نہایت خرد سال اور موسوم بہ ملک شاہ تھا مع ایک زنجیریل کہ اس سے بہتر کسی سرکار میں نہ تھا اسکے پاس بھیج دیا سلطان مغز الدین محمد نے بمضمون الصلح خیر عمل کر کے مراجعت کی اور دوسرے برس دیول کی طرف کہ ولایت سندھ سے ہوشکریجا لگیا تمام بلداور رسائل بحر کو اپنے ضبط میں لایا اور سالمانا غانا باز گشت کی اور ششماہ پانچویں دوسرے بار لاہور میں آیا خسر ملک پھر شخص ہوا اور سلطان مغز الدین محمد نے لاہور کی نواح کو غارت اور تاراج کیا اور قلعہ سالکوٹ کو درمیان آب راوی و آب چناب کے جو بنا کیا اور حسین خرمیل کو رہا نکا حاکم کیا اور استعلا دقلعہ داری دیکر مراجعت کی اور خسر ملک نے فرصت پا کر کمکران اور دوسرے قبائل کفار کے اتفاق سے حصار سالکوٹ کو محاصرہ کیا اور ایک مدت مدید وہاں بس لگیا بغیر کسی فتح کے معاونت کی اور سلطان مغز الدین محمد اس سبب سے طیش میں آیا اس مرتبہ لشکر جبار و خوشنوار لیکر ششماہ پانچویں ہجری میں پھر لاہور میں آیا خسر ملک نے نقصان ڈھونڈھا اور چند روز تلاش کر کے آخر الامر زورے عجز سلطان شہاب الدین کی ملاقات کیو اسے دوڑا اور اسے شہر میں لایا سلطان شہاب الدین نے لاہور کو علی کرایج کے جو حاکم ملتان تھا سپرد کیا اور خود غزنین کی طرف رجوع کی اور خسر ملک اور اسکے بیٹے ملک شاہ اور انقباض اور اغرہ کو کوہ فیروزہ میں اپنے بھائی سلطان غیاث الدین محمد کے پاس بھیجا سلطان غیاث الدین محمد نے انھیں قلعہ جرجستان میں مجبوس کیا اور مادہ خوارزم شاہ کا ملاحظہ کر کے سب کو قتل کیا اس سلسلہ سے ایک اثر باقی پھوڑا اور ششماہ پانچویں ہجری میں غزنین سے ہندوستان کی عزیمت کی اور قلعہ تہندہ کو کہ اس زمانہ میں بقیہ راجگان عظیم الشان تھارے اجمیر کے قہر سے برلایا اور ملک منیا والدین تو لکی کو مع ایک ہزار اور دوسو سوار کہ ہر ایک چیدہ اور انتخاب تھا اس قلعہ میں چھوڑ کر مراجعت کیا چاہتا تھا آگاہ خبر پہنچی کہ بھنودا والی اجمیر مع اپنے بھائی کھانڈے رائے والی دہلی سے اتفاق کر کے مع چند راجہا سے راجپوت اور دولاکھ سوار اور تین ہزار فیل جلی ہزار لیکر قلعہ بائراغ و استردا قلعہ تہندہ بسیل استعمال متوجہ ہو سلطان شہاب الدین نے فتح غزیمت مراجعت کر کے اسکے مقابلہ پیش قدمی کی اور موضع تران جو آب سرستی کے ساحل پر جو تھانہ سرے سات کوںس ہو اور اب ساتھ پتر اوداری کے مشہور رکھتا ہوا درہلی سے چالیس کوںس کی مسافت ہو مقابلہ اور مقابلہ واقع ہوا مینہ اور میسرہ سلطان شہاب الدین سے متفرق ہوئی اور قلب میں بھی چند ان فوج نہ رہی اسوقت ایک مقربان نے عرض کی کہ امراے مینہ اور میسرہ نے جو شاندار

عالمی شان کے نعمت پروردہ تھے پائے ثبات زمین کمین سے متنزل کر کے راہ فرار ناپی اور امرائے افغان خلیج کے قدرتہ شہر تھے اور ہمیشہ لاف مردی و دروہنگی مارتے تھے معرکہ بین انکا نشان پیدا نہیں اگر عجائبات الوقت عنان مراجعت لاہور کی طرف سے معطوف فرما دیں مناسب کھلائی دیتا ہو سلطان کو یہ بات موافق طبع نہ آئی شمشیر میان سے فی اور لشکر قلاب کے اتفاق سے سپاہ دشمن پر حملہ کر کے حرب و ضرب آغاز کی ابیات بران تن کزد و خنجر سخت کوشش و درہ سرش پائے کدبان و دشمن بہر سو کشمکش و کار کردہ یکے را دو کرد و در چار کردہ چنانچہ ہر دست دشمن انکی میدان داری اور خنجر گذاری پر زفرین کر کے مرآم تین بجالایا نگاہ کھنڈے رے سپہ سالار دہلی کی نظر سلطان پر پڑی فیل کوہ تمیل کے سپہ سوار تھامسلائی طرف دور سلطان بلا توقف نیزہ ہاتھیں لے کر انکی طرف متوجہ ہوا اور ایسی ضربت انکے دھن بین ماری کہ کئی دانت انکے شکستہ ہو کر گر پڑے کھنڈے رے بھی کمال تو را در جلادت کر کے ہاتھی پر سے ایسا زخم سلطان کے بازو پر پونچا یا کہ قریب تھا کہ خانہ بدین سے جدا ہونا گاہ ایک غلجی بچہ پیادہ بجانب پشت سلطان کے گھوڑے پر سوار ہوا اور سلطان کو اپنے زیر بغل کر کے زد گاہ سے نکال کر لشکر امرامین کہ انھوں نے بھاگ کر بیس کوس پر دم لیا تھا بغیر و غایت پونچا یا اور شور و داد دیا کہ شکست لشکر اسلام اور سلطان کے کم ہونے کا لشکریوں میں ربا تھا ساکن ہوا اور سلطان شہاب الدین نے ممالک ہند و مہم معتد کے سپہر کے غور کی طرف روانہ ہوا اور افغانوں نے اس وقت مصلحتاً کچھ نہ کہا اور امرائے غور و خلیج و خراسان کو معاتبہ و مواخذہ کیا اور تو بڑے براز جو انکی گردن پر لٹکائے اور شہرین شہر کیا اور حکم دیا کہ جو شخص جو کچھ تو بڑہ دین ہو نہ کھاوے انکا سر تن سے جدا کر دیا روئے جان کے خوف سے جو لوگوں میں کیے اور سلامتی کو بہتوں اور سمجھے اور زین لماثر کے طرز کلام سے ایسا واضح ہوتا ہو کہ جب سلطان شہاب الدین نے زخم کھایا اور ضعف انپر غالب ہوا گھوڑے سے گرا بسبب عدم معرفت اُسے کسی نے جاناکہ کون شخص ہو انکی طرف کوئی متوجہ نہوا اور شب نے پردہ ظلماتی جہان پر ڈالا اور جبکہ ایک پہر رات سے گزرا ایک جماعت علما ن ترک سے سلطان کے درپے تفحص ہوئی اور معرکہ بین انکو درمیان مقتولوں کے ڈھونڈھنے لگے سلطان نے آواز اپنے غلام منوی بیچا کہ انھیں اپنے حال سے مطلع کیا غلاموں نے انکی سلامتی پر شکریہ ادا کیا اور اُسے باری باری کا ندھے بر جڑھا کر تمام شب قطع مسافت میں مصروف رہے علی الصباح اپنے ہمراہ ہونے جا ملے اور بادشاہ کو محض میں ہار کیا اور اسی حال میں راتے پتھورا آیا اور قلعہ تہندہ کو کہ فیض الدین تو لکی وہاں تھا ایک سال اور ایک مہینے محاصرہ کیا آخر کو صلح سے لیا پھر اپنے بجائی سلطان شہاب الدین سے رخصت ہو کر غزنین کی طرف خرامان ہوا اور بقصد انتقام خواب و خوراپنے اوپر حرام کیا اور پتھور سے عرصہ میں سپاہ جوار خونخوار ہم پونچا کر دوسرے برس ایک لاکھ اور سات ہزار ترکے ملاجیکل دہ افغان کہ انہیں اکثر کلاہ مکمل بجوا ہر سر پر اور بختن محلی بکیم در زرب بر رکھتے تھے غزنین سے آئے اور بغیر اسکے کہ اعیان در گاہ سلطان سے مشورہ کریں ہندوستانی طرف روانہ ہوئے جب راہات نصرت آیات بلدہ پیشاور میں پونچا ایک سپہ سالار غور سے جو گستاخ تھا سر عجز زمین انکیا پر رکھ کر التماس کی کہ کچھ معلوم نہیں ہوتا ہو کہ سلطان کمان جاتا ہو اور ارادہ کیا جو سلطان شہاب الدین نے فرمایا کہ انکو شخص یقین جان کہ جو وقت سے میں نے ہند کے را جاؤں سے شکست کھائی ہو اپنی جھوٹا بہ کے ساتھ عیش و عشرت کے فرش پر استراحت نہ کی اور جو شکاک کہ اپنے ہون نہ بدنی یہ سال میں نے خزن و ملال میں بسر کیا ہو اور امرائے غور و خلیج اور خراسان باوجود قدیم اتحاد ہستی کے مجھ کو ہار دین چھوڑ کر مفرور ہوئے میں نے انکے دربار میں انکی مانعت قدح کی سلام کا تو کیا انکی تک انکا منہ نہ لکھا اب لطف از دی پراعتما و کر کے بقصد انتقام ہند کی طرف متوجہ ہوا ہوں اور امرائے قدیم جو ہر سے

اس عہد تک پروردہ نعمت اس خاندان کے ہیں اُسے چند اُسٹ خدمت کی نہیں رکھتا پر غوری اس حکایت کے سنتے ہی زمین بھرت
کو بوسہ دیکر عرض گزار ہوا فتح و ظفر ہمراہ رکاب ملا زمان شاہ توحید انشاء اللہ تعالیٰ ابکی مرتبہ تیرت امراے جان خاں لاسی حاشا کی
اور میدان داری کرینگے کہ تلافی اور تدارک فرما گزاشت سابق ہوئے اور نام نیک صحائف روزگار پر ثبت رہے لیکن امیدوار ہوں
کہ سلطان رقم عفو انکے جراثیم پر کھنچ کر مجھے کا حکم نافذ فرمائے اور الطاف خسروانہ و عنایات شاہانہ فائز کرے تو اپنے کیے
ہونے سے ناام ہوں اور سیات اپنے ساتھ حسدات کے مبدل کرین سلطان کو تقریر دلپذیر میر کی پسند آئی تمام امر کو اپنے دربارین
ایلا اور حسن عظیم کر کے ہر ایک کو انہیں سے علی قدر امتیاز و تفاوت درج نعمت اور پیکار اور خیر مرصع سے سرفراز کیا اور
انکی خیانت دفع کر کے ہمارے بارہ میں بہت سفارش اور تاکید فرمائی دوسرے دن اس موقع سے کوچ کر کے اہلام نصرت نشان
ملتان کی طرف روانہ کیے اور اس حدوتے امر کو جنھوں نے سلطان کی نصیحت میں دلتخواہی کی تھی اور سپہ سالار صوبہ بلوچستان سے
سلوک پسندیدہ و خاطر خواہ کر کے جو اس طرف کے راجاؤں کو شر سے مانع ہوئے تھے یا یہ انکی دولت کا بھی بلند کیا اور دہلی
شیش میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور جب سراپردہ سلطان الہدیرین برپا ہوئے تو ام المملک رکن الدین حمزہ کو جو اعلیٰ ملک
اور شاہیر دولت سے تھا برسم رسالت اجمیر کی طرف بھیجا کہ اسلام اور اطاعت کے بارہ میں ترغیب تحریریں کی پتھورائے جواب
درست دیا اور ہندوستان کے تمام راجاؤں سے اعانت چاہی اور روایت صحیح سے واضح ہوتا ہے کہ اُسے تین لاکھ
سوار راجپوت اور افغان وغیرہم سلطان کے مقابلہ کو بھیجے تھے سلطان نے بھی لشکر اسلام لیکر شیرخان کی طرح قدم چڑھا
انکی طرف بڑھایا اور شمشیر پائو اٹھاسی ہتھیارین پھر لشکر کفر اسلام کا مقابلہ ہوا اور دونوں لشکر نے آب سرستی
کے کنارے دیر کیا راجہ ہارے راجپوت کہ ڈیڑھ سو نفر تھے شجاعت کا نقشہ اپنی پیٹانی پر کھینچ کر اسے قاعدہ و
روش سے متین غلیظ اور شدید رکھائیں اور رقم ہزیمت کی صفحہ خاطر سے محوئی اور یہ عہد کیا کہ جب تک دشمن کو دفع نہ کریں
کا زرارے دست بردار نہ ہوں اور جو کہ جنگ سابقین میں شریک ہوئے تھے نہایت نغوت اور غرور سے نامہ تدبیر و تحویف
تحریر کیا جنھوں نے اسکا یہ ہو کہ حدت و حدت ہمارے سپاہ بیکران کی کہتے معلوم ہوگی کہ تو انرو توالی روز بروز لشکر اتھارے
بلاد ہندوستان سے پہونچتا ہو اگر تو رحم اپنی ذات پر نہیں کرتا بارے اس بجاعت نامہ اور پر جو ہمراہ رکھتا ہو رحم کر اور
اپنے آنے سے نخل ہو کر علم معاودت بلند کر کہ ہمیں اپنے دیوتا اور بتوں کی سوگند ہے کہ ہم تمھارا پیچھا نہ کریں گے اور کسی طرح کا
تعرض اور مزاحمت نہ ہو چا وینگے اور جو امر متعین منظور نہیں تو ہمارا سامنا کرو کہ فیضان صف شکن تین ہزار سے زیادہ
ہیں اور پیادہ تو بچی اور تیر انداز کہ حساب سے افزون ہیں مع لشکر کہ درمیان دہم کے نہ سوارے کل تمھارے اردو و تراخت
لا وینگے اور حریف کو عرصہ گیر و دار میں ذلیل مات کرینگے سلطان شہاب الدین نے اُسکے در جواب ترقیم فرمایا کہ جو کچھ مقام
دیا نہایت مروت اور شفقت ہو لیکن سب کو معلوم ہو کہ لشکر کشی میں اس دیار کے مجھے اختیار نہیں ہوا اپنے بھائی کے حکم سے
اس حد و دین آیا ہوں اور ساتھ شفقت اور محنت کے قرب ہوا ہوں اس قدر مجھے مہلت اور فرصت دو کہ کسی مرد سخندان اور
دانشمند کو اپنے بھائی کے پاس بھیج کر کیفیت تمھاری جمعیت اور قلعہ کی عرض کروں اور خصص حاصل کر کے تمھے صلح کروں کہ
سر ہند اور پنجاب اور ملتان ہمارے قبض و تصرف میں رہے اور باقی ممالک ہندوستان پر تم قایلین نہ ہو کفار کے سرداروں
نے جب اس جواب سے لشکر اسلام کی زبونی کا سرخ پایا خواب غفلت میں ہوئے اور سلطان شہاب الدین اسی شب کو ہی
جدال و قتال ہوا اور بعد طلوع صبح کہ راجپوت بہ قلعہ حاجت اور مستعد ہوا تھوے کو دلتوخی باہر گئے تھے

صفوف حرب آراستہ کر کے کمال مردانگی و شوکت سے میدان میں آیا کفار ہر چند سراپہ ہوئے لیکن جرہ کموجود تھے
 بہ نفع فراہم ہوئے اور دانت پر دانت گڑو کر بقدر حال آلات حرب ترتیب لیکر مقابلہ کو دوڑے سلطان نے جواہل ہند
 کی بہادری اور جوانمردی مشاہدہ کی تھی اپنے لشکر کے چار غول کیے کہ اپنی اپنی باری جنگ کریں یعنی جس وقت میدان جنگی اور
 سواران ہندی حملہ آور ہوں الحرب خدعتکے موافق پشت ہزیمت انھیں دکھا کر پاسے ثبات منزل کر میں اور جب وہ
 خمار کا گمان کر کے تعاقب کریں بٹ کر تیغ بانی سے سرافشانی اور تیرسان گداز سے ان نابکاروں کے بارونکو بار سر سے
 سبک کر میں الغرض بہر دوں چڑھے سے نماز عصر کی وقت تک طرفین سے تنور حرب گرم رہا اس وقت شہاب الدین نے خود توکل کا
 زیب سراور زرہ مصابرت کے جسم پر ڈالی اور بارہ ہزار سوار نے شمشیر ہارے بران کفار کے قتل کیو اسطے میان سے لیریں و رشتا ہائے
 جانتان گھوڑوں کی کنتیوں پر راست رکھیں اور شیرخان کی طرح نعرہ بکیر بلند کر کے حملہ آور ہوئے اور خاک معرکہ کی دلیرانہ خون سے
 رنگین کر کے طرفہ العین میں صفوف ان میں منزل لٹا لا اس درمیان میں خرمیل اور دوسرے امرائے یکبارگی چاروں طرف سے حملہ
 کر کے سپاہ ہند کو منہم کیا کھانڈے رائے حاکم دہلی اور بہت سے راجہ جنگ غلو بہ بین مار گئے اور پتھور احمد و سرتی میں گرفتار ہوا
 اور سلطان حکم سے قتل ہوا غنائم کثیر غازیوں کے ہاتھ آئی قلعہ سرتی اور ہانسی اور سمانہ اور کراچ و غیرہ مفتوح ہوئے اس وقت
 سلطان شہاب الدین نے اجیر کی طاعت عنان توجہ معطوف فرمائی اس حد دو کو بھی اپنے قبضہ اقتدار میں لایا اور ہندی بہت اسیر کر کے
 قتل میں تقصیر نہ کی اور صلاح وقت دیکھ کر باج و خراج کی گفتگو درمیان میں لایا اور اجیر کو سپر پتھورائے کے تفویض کر کے دہلی کی طرف روانہ ہوا
 جب وہاں کا راجہ ازراہ عجز و زاری حاضر ہوا اور ہر قسم کے تحفہ اور ہدیہ بھیجے سلطان نے ظاہر دہلی سے کوچ کیا اور ملک قطب الدین کو جو قلعہ لاہور
 پر گزیدہ اسکا تھا قہقہہ کراہ میں کہ ستر کوں ملی سے جو چوڑا اور کوہ ہائے سواک کہ ہندوستان کے شمال میں واقع ہیں منسوب و تاج
 کر کے غزنین کی طرف مراجعت کی اور ملک قطب الدین ایک سال قلعہ میرٹھ اور دہلی کو فوج کشی کر کے پتھورائے اور کھنڈے رائے
 کے عزیزوں کے ہاتھ گرفتار سے برلایا اور شیشہ پائو نواسی چہر میں قلعہ کول کو بھی مسخر کیا اور دہلی کو دارالملک کہہ کے وہاں استقامت
 کی اور اسکے اطراف و اکانات پر انتظام و انتہی کر کے اسلام کے طریق ظاہر کیے سلطان شہاب الدین غزنین سے پھر غزیمت
 ہندوستان کی بلادہ قنوج کی طرف متوجہ ہوا اور رائے جو چند قنوج اور بنارس کا دالی تھا اور نین سوکئی فیمل کو دیکھ کر کھٹا تھا
 اسے سبقت کر کے قلعہ چندوار اور رائے وہ کی نواح میں آیا اور ملک قطب الدین ایک سے کہ مقررہ پیش تمام کر کے
 شکست پائی اور مال اخیال کو بھی برباد کیا سلطان حصار سستی میں کہ اسے جو چند کا فخرن تھا داخل ہوا اور غنیمت بہت ہاتھ آئی پھر
 وہاں سے بنارس گیا اور قریب ایک ہزار تھانہ میں مونسو کا سنگن کیا اسکے بعد قلعہ کول کی سپر کیو اسطے توجہ فرمائی اور بعد اس
 ممالک ہند کو بھی بدستور سابق ملک قطب الدین ایک کے سپر کر کے مظفر و منصور غزنین کی طرف روانہ ہوا اور اندون میں
 پتھورائے کے عزیز و زمین سے ایک شخص کہ جمیراج نام رکھتا تھا سپر پتھورائے پر خروج کر کے قلعہ سے برلایا اور ملک
 قطب الدین ایک سے بھی مقام مخالفت میں آیا چنانچہ سلاطین پائو کا نوے چہر میں اس طرف لشکر لگایا اور جمیراج نے بھی لشکر کثیر فراہم
 کیا اور ہم مصاف ہو کر راکھا جمیراس مرتبہ مسلمانوں کے زیر حکومت ہوا اور انھیں دنوں میں ملک قطب الدین ایک لشکر
 ہر والہ گجرات کی طرف لگیا انتقام سلطان کا رائے عجم وید سے جو دہا نکا والی تھا لیا اور خنائم و افرا سے دستیاب ہوئی
 اور فرمان کے موافق غزنین کی طرف جا کر دہلی کو مراجعت کی اور شیشہ پائو کا نوے چہر میں سلطان شہاب الدین کو دوبارہ
 سفر ہند کی ہوس ہوئی غزنین سے روانہ ہو کر قلعہ جھنگر کو کہ اس وقت ساٹھ بیانہ کے شہر رکھتا تھا فتح کیا اور وہاں کی

سرواری بہا الدین طفیل کو عنایت فرمائی اور واسطے تسخیر قلعہ گوالیار کے مامور کر کے خود دار المناسک غزنین کی طرف معاودت کی اور بعد فتح گوالیار کے ملک قطب الدین ایک سے حوالی اجمیر کے راجپوتوں سے جنگ واقع ہوئی شانت فاحش نے اسے منہ دکھایا اور ۵۹۹ھ پانوں ترانوں سے ہجرت میں ملک قطب الدین ایک نے نہروالہ گجرات کو مفتوح کیا اور اس طرح سے قلعہ کابل دکان پھر اور ہراون ۵۹۹ھ پانوں ترانوں سے ہجرت میں سرہوا اور سلطان شہاب الدین محمد بطوس سرخسین تھا کہ خبر وفات اسکے بڑے بھائی سلطان غیاث الدین محمد کی کہ تمکین بہ تخت شاہی تھا پہونچی وہاں سے باغیس کی طرف متوجہ ہوا اور اس مقام میں شرائط غزا کجا لیا اور ممالک خراسان کو اس سال ساتھ آل سامان کے اس طور سے تقسیم کیا کہ تحت فیروزہ کوہ اور غور اپنے پیچھے بھائی ملک متیا الدین کو دیا جو سلطان غیاث الدین محمد کا داماد تھا اور بہت فوج اور اسفراہین سلطان محمود بن غیاث الدین محمد کو ازرائی فرمایا اور حکومت ہرات اور اسکے توابع کی اپنے خواہر زادہ ناصر الدین محمد پر مسلم رکھی اور پھنس نفیس باغیس سے پلٹ کر غزنین میں آیا اور اپنے بھائی کی وصیت کے بموجب تاج جہان داری اپنے زبیر سرکر کے تحت بلند پایہ پر تمکین ہوا اور ان دونوں نے شہر شہادت محمد خیر میگ حکم مرد کی ستمگروا استعداد تمام سنہ چھ سو چوبیسین خوارزم کے غزم شہین گیا خوارزم شاہ تاب مقاربت نہ لایا قلعہ خوارزم میں تھیں ہوا جب سلطان خوارزم میں پہونچا دریا کے کنارہ جو چوچون سے خوارزم اور خلیج کے مابین شرق ردیہ جو نہر کھودی ہے فروکش ہوا اور بعد چنہ روز کے لڑائیاں واقع ہوئیں کئی امرا سے غور شہادت کو پہونچے اس درمیان میں خبر پہونچی کہ قراہیگ سپہ سالار گورغان بادشاہ خطا اور سلطان عثمان بادشاہ سمرقند خوارزم شاہ کی کمک کو آتے ہیں یہ خبر سننے ہی ایسا خون سلطان پرستولی ہوا کہ احمال و اطفال زیادتی کو آگ و دیکر خراسانی طرف راہی ہوا خوارزم شاہ نے چھپا کیا سلطان شہاب الدین محمد پلٹ کر حرب میں مشغول ہوا اور نکست کھا کر خزانہ اور باقی گھوڑے دشمن کے قبضہ میں چھوڑ کر بھاگا کہ ناگاہ لشکر قراہیگ خطائی اور سلطان عثمان سہراہ ہوئے سلطان بہزار شفت اند خود میں پہونچا اور دونوں لشکر کے درمیان محار عظیم واقع ہوا سلطان نے اس جنگ میں دادر دی و مردانگی دی با وصف اسکے کہ سو سو راہراہ اسکے رہے تھے حرب میں مشغول رہا جب تاب مقاربت نہ رہی قلعہ اند خود میں تھیں ہوا آخر کو سلطان عثمان کے ذریعہ سے صلح کی اور قلعہ دیکر بحال پریشان غارم مراجعت ہوا جو سوقت کہ سلطان خوارزم شاہ کے میدان سے بھاگا ایک ناپاک جو اسکے مقربوں سے تھا معرکہ سے باہر جا کر گمان لیگیا کہ سلطان کو آسیب پہونچا اس واسطے سلطنت سنا اور اس نواح کو اپنا مرکز خاطر کر کے یقین تمام ملتان کی طرف متوجہ ہوا اور وقت پہونچنے کے امیر داد حسن کے ساتھ ملکر کاشیوہ شروع کر کے یہ بات کہی کہ سلطان کا فرمان صادر ہوا ہی مجھے تم سے کچھ غلو ت میں کہنا ہوا اور مجاری احوال جو کچھ تازہ حادث ہوا ہو درمیان میں رکھوں امیر داد حسن بے مائل اسکے محل میں داخل ہوا ایک ناپاک نے اسی غلو ت میں بلا کر اوہرا اوہر کا تذکرہ کیا اسی درمیان میں ایک غلام ترکی کو کہ اسکے مار ڈالنے کا اقرار کیا تھا اشارہ کیا اُس نے بے ملاحظہ خنجر عذر میان ظلم سے نکال کر امیر داد حسن کا سر فوراً تن ناز میں سے جدا کیا اور شہر میں یہ شہرت دی کہ میں سلطان کے حکم سے اس فعل کا مرتکب ہوا ہوں اور فرمان جلی تحریر کر کے شہر قباہ الاسلام ملتان پہونچے بے مشقت و منازعت متصرف ہوا اور سردار کماران کوہ جو وغیرہ کہ شہر کہ نام رکھتا تھا سلطان کے قتل ہونے سے بانجھرم داعیہ سلطنت کا اور تسخیر حصار لاہور پیش نہاد مہمت کر کے بامین آب جہلم اور سورہہ کے آتش فشاں شعل کی اور سلطان جب قلعہ اند خود سے غزنین میں پہونچا اسکا غلام ایلیدگر قلعہ میں راہ نہا دیکر جنگ پر آمادہ ہوا جو کہ سلطان کو تاب مقاربت نہ تھی راہ ملتان کی آگے پکڑی اور ایک ناپاک نے جب سلطان کے جادہ اطاعت سے قدم باہر کھا سلطان نے اس سے

جنگ کر کے گرفتار کیا اور ساتھ لشکر برسرِ حد ہے ہند کے غزنین کی طرف متوجہ ہوا اور اکابر غزنین کی سفارش سے ایلدگر کی خطامعات فرمائی اور غزنین میں آیا چنانچہ انھیں دنوں میں خوارزم شاہ کا بھی لٹچی آیا اور درمیان انکے صلح واقع ہوئی پھر بقصد جہاد کفار لکھنؤ ان ہند کی طرف فوج کش ہوا جو قطب الدین ایبک بھی دہلی سے خدمت میں پونچا لکھنؤ کو ماٹش ہی اور لاہور میں جا کر قطب الدین ایبک کو دہلی کی ترصہ فرمائی اور اس مدت میں سلطان شہاب الدین بلدہ لاہور میں اقامت رکھتا تھا لکھنؤ نے کہ ولایت انکی آبِ نیلاب کے کنارہ سے دامن کوہ موالک تک ہو مسلمانوں کی ایذا اور اہانت پر کہا بھی تھی کہ جس مسلمان کو پاتے تھے ساتھ اقامت لکھنؤ کے آزار پہنچاتے تھے خصوصاً ان مسلمانوں کو جو سلطان کی طرف سے بلدہ پشاور اور اس فلاح میں رہتے تھے یہ ہمیشہ محنت اور تشویش کے باعث پنجاب کی طرف فراغت سے آمد و شد کر سکتے تھے لکھنؤ کا کچھ دین اور ملت دتھا اور ایسے جیسا تھے کہ جوت اُنکے یہاں بیٹھی پیا رہتی تھی پسندیدہ دروازہ پر لڑکی کو لیکر فروا کرتے تھے کہ آیا کوئی شخص ہے کہ اس دختر کو اپنی زوجیت میں قبول کرے اگر کوئی شخص قبول کرتا تھا اُسے دیتے تھے والا اسی ساعت اُس لڑکی کو تیغِ علم سے ہلاک کرتے تھے اور اُنکے درمیان ایک عورت چند شوہر رکھتی تھی جو شوہر کہ اُس عورت کے پاس آتا تھا اپنا نشان بد دروازہ پر چھوڑتا تھا کہ اگر دوسرا شوہر آئے وہ نشانی دیکھ کر لپٹ جائے اور وہ جماعت اس وضع پر رہتی تھی کہ مسلمانوں کی عقوبت تو اب جانتی تھی یہاں تک کہ آخر ایام سلطان شہاب الدین میں ایک مسلمان انکے دستِ ظلم میں گرفتار ہوا اور طرح دو وضع ارباب اسلام کی کسی تقریب سے بیان کی پہلے اس طاغوت کو مسلمانوں کا شمار پنا آیا اور مظلوظ ہو کر کہا اگر میں سلطان شہاب الدین کی خدمت میں جا کر قلاوہ اسلام گردن دین ڈالوں میرے ساتھ وہ کیا سلوک کرے مرد مسلمان نے کہا میں ذمہ دار ہوں کہ رعایت ظاہر نہ کر کے پھر حکومت اس کو ہٹا لی تھی عنایت فرمائی چنانچہ اس مسلمان نے عینہ مشعل اس عاجز کے ساتھ عرضداشت رئیس لکھنؤ کی سلطان شہاب الدین کے حضور میں ارسال کیا سلطان نے بلا توقف خلعت فاخرہ اور کمر بند مرصع اُس رئیس کیوا سٹے ارسال فرمایا مگر وہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عنایات خسروانہ سے سرفراز ہو کر شرف اسلام سے مشرف ہوا اور دربار سے فرامین حکومت اُس کو ہٹا لی لیکر آیا اور اکثر لکھنؤ کو مسلمان کیا مگر انھیں کے نادار لوگ دور دست کے باشندے تھے ساتھ شرف اسلام کے فائز ہوئے اور اسی سال کفار ترمذیہ کو کہ کوہستان غزنین اور پنجاب کے درمیان رہتے تھے اُقتل فرمایا کو موجب دخول جنت جانتے تھے بعض کو بلفظ و خلق اور بعض کو بظہر و سیاست دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دلایا اور قریب تین چار لاکھ کفار زار دار کو اس پوش میں حیدر تو ذکر انکی گردن میں طوق ایمان ملا اور اب تک کہ تاریخِ ہجری ایک ہزار اٹھارہ ہجری و دونوں قوم دین اسلام پر ثابت قدم ہیں بغیر انکے اعتقاد میں راہِ پناہی اسکے بعد کہ خاطر اشرف شہاب الدین نے فتنہ ہند سے فراغت پائی سو لکھوین رجب سنہ ۶۰۵ ھ ہجری میں بلدہ لاہور سے غزنین کی طرف متوجہ ہوا اور فرمان باسم بلاء الدین سلم والی بامیان کے اصداد پر آیا کہ خاطر ہمایون مابعد دولت جہاد کفار ترکستان کی طرف متوجہ ہوئی ہو لازم کہ بر کوز وصول فرمان اُس حد و دین لشکر کو فراہم کر کے ساحل آبِ جیون پر نزول کرے اور پل تیار کیجے تیار اسلام عبور کے وقت آزار نہ کھینچے اور جو سلطان دوسری شہانِ سندھ کو کہ کو آبِ نیلاب کے کنارہ پر پہنچا چنانچہ اس منزل میں کہ برہمیک اشتار رشتی تھی دار دہوا فقار اُن چند روز میں میں لکھنؤ لکھنؤ کہ اکثر اُنکے عزیز و اقارب اور فرزند سلطان شہاب الدین محمد کی جنگ میں مارے گئے تھے ہم محمد اور ہم سو گند سلطان شہاب الدین کے قتل میں ملوث تھے اور تہمیر میں کر کے قابو ڈھونڈتے تھے کچ کیونکہ فراس سرایدہ دہواتارنے لگے خرگاہ خاصہ سلطان شہاب الدین اور

صحیح اور سن اسکا محض خاطر میں لائے اور تیسرے ماہ مذکور کو ایک کمزور عین سے ہشتقدی کو سلطان کے دربار کو چھری مار کر
 بھاگا جب غوغا ہوا تمام آدمی اور خدمتکار سلطان کے پاس جمع ہوئے اسوقت اس جماعت نے فرصت پا کر ایک شکر بردار رو کا
 چھری سے کاٹا اور مع چھری دھنجر بائے برہمہ کے خیمہ سلطانی میں داخل ہوئے اسوقت تین غلام ترک خدمت گذار کہ حاضر تھے
 اہل حیرت سے مثل چوب خشک بحیر و حرکت ہوئے اور کمزور نے خاطر بھی سے حالت نوم میں اس شاد و عالیجاہ کے
 بایں چھریاں مار کر درجہ شہادت میں فائز کیا قطعہ شہادت ملک جو دروغ الدین ہاکر اہل ہلے جہان مثل ادنیامدیک ہوسم تہو شہبان
 بسال شل صد و وہ قتا دور برہ غزنین بنزل رہتک ہسلطنت اسکی ابتداء حکومت غزنین سے آخر عمر تک تیس سال اور چند
 مہینے تھی اس سے ایک بیٹی رہی کہتے ہیں ددرا کا خواجہ مویا الملک بن خواجہ محمد عبتانی تھا جسے لکھنؤ غار کو گرفتار کر کے سیاست
 غیر مکر یعنی انواع عقوبت سے قتل کیا اور امر اور افسران سپاہ کو متفق کر کے اپنا شریک کیا اور خزانہ کی محافظت میں کہ چار ہزار
 اونٹ پر لدا تھا انے قسم اور سو گندلی اور غلام سلطان شہید کے چاہتے تھے کہ خزانہ تاج کرین تدبیر اور تحریف سے انہیں بھی
 مانع ہوا اور جنازہ اس شہ جہا کا اٹھا کر بکشت و شکست تمام تر غزنین کی طرف لیگیا میل خاطر خواجہ مویا الملک و لڑم لے کر
 کی واسطے سلطنت غیاث الدین محمد کے تھی اور امر اسے غور میں خیال سلطنت بہا و الدین سام کا رکھتے تھے اس سبب سے جب
 حوالی فرساوین ہو سکتے ہیں افریقین مخالفت تمام ظہور میں آئی خواجہ مویا الملک اس راستے سے کہ کران بہت نزدیک تھا جانا چاہتا تھا
 اس واسطے کہ تاج الدین الیاد کر کہ ایک غلامان سلطان غماب لدین سے تھا اور سلطان غیاث الدین سے نہایت اخلاص و قبا
 رکھتا تھا اس مقام میں تھا اور امر اسے خود راہ رکھتے تھے کہ ایسی راہ سے سر کرین کہ با میان سے بہت نزدیک ہوئے تا خزانہ
 بہا و الدین سام کو دہل کہین اور اس مقدمہ میں قریب تھا کہ تلو اسپین چلے اور کام ضائع ہو خواجہ مویا الملک نے امر سے غور کے
 رد و ہوا کہ ملائمت بہت کی اور ساتھ دلائل و براہین کے خاطر نشان کی کہ مناسب وہ ہو کہ شیوران اور کرمان کے راستے سے غزنین
 کی طرف متوجہ ہونا چاہیے غرض کہ قبائل فغانان و رگھار زراہیہ سے رحمت بہت کھینچ کر جب کرمان کی نواح میں ہو گئے تاج الدین
 الیاد گر محض سلطان کے استقبال کی واسطے برآمد ہوا جیہیں اسکی نظر محض پر پڑی گھوڑے سے اتر کر زمین ادب کو بوسہ دیا
 اور اسکے بعد پردہ محض کا اٹھایا جب کالب سلطان پر نظر پڑی اپنی دستار سر سے ویر پیراہن تن سے بھاڑ کر گریہ و زاری غازی
 اور ماتم تازہ کیا القصد بتاریخ بانیہ وین شہر شعبان محض سلطان غماب لدین کا غزنین میں ہو چکا یا اور اس خطیرہ میں کہ جو
 اپنی وکثر کی واسطے تیار کیا تھا مدفون کیا کہتے ہیں غزنین میں خزانہ بہت ذرا و نقدہ اور جواہر سے اس سے باقی رہا زانچہ پانچون
 امانس جواہر نفیس سے اسکے جواہر خانہ میں موجود تھا اور دوسرے نقد و اموال کو اس سے قیاس کر سکتے ہیں تین مرتبہ ہندوستان
 کیا تھا دوم مرتبہ شکست پائی پیر کامیاب ہوا یا و شاہ عادل و رفقا ترس و رشق خلالت تھا اور علما و علما کی فوت ہو کر رہا تھا
 ذکر رولج دہندہ بخشش ایک سلطان قطب لدین یا ایک مشہور بہلک بخش۔ سلطان قطب لدین

ایک خلات مجیدہ اور اوصاف پسندیدہ میں موصوف تھا و شہر یاری و قوا عی جہان را سی خوب جاتا تھا اور ہوازم شکر کشی
 و دشمن کشی میں جیسا کہ چاہیے قیام اور اقدام کرتا تھا اور غرضی میں اس جناب کو ایک تاجر ترکستانے ینا پور لیگیا قاضی خزانہ
 ابن عبد الغفر کوئی کے ہاتھ جو فرزند ان امام عظیم ابو صیف سے تھا سچا چونکہ دست قدرت نے بقلم عنایت رقم سعادت کی
 اسکے ناصیہ احوال پر کھینچی تھی اولاد قاضی کی صحبت میں مکتب میں جا کر تھوڑے عرصہ میں قرآن پڑھا اور خط و سواد
 بہم پہونچا اور آداب و کمالات کے تحصیل میں نہایت کوشش کی اور قاضی کے فوت ہونے کے بعد ایک سوداگر نے

اُسے قاضی کے فرزند و نسبی قیمت گران خرید کیا اور بطریق تختہ سلطان معزالدین قطب بہ شہاب الدین غوری کے پاس لایا سلطان نے اُسے اُن تاجروں سے قیمت افزون خرید کیا چونکہ اسکی انگشت خنجر شکستہ تھی اس واسطے اُسے ایک کتے تھے اور خدمت سلطان میں از روئے شعور و اخلاص مصروف رہتا تھا جسے کہ چند عرصہ میں قرب و اختصاص تمام حاصل کیا لکھا جو کہ ایک شب کو سلطان معزالدین ایک بزم آراستہ کر کے ساتھ متفرقین خاص کے صحبت رکھتا تھا اور اُس بزم میں تمام ہندو کیوں و مخلصوں کو اپنے انعام بغیر سے سرفراز فرمایا سلطان قطب الدین ایک کو بھی بزمیدار انعام اختصاص بخشا جب مجلس سے انہرام و حشام پایا سلطان قطب الدین ایک نے جو کچھ انعام پایا تھا سب سرفراشوں اور اہل خدمت کو قسمت کیا صبح کو جب یہ خبر سلطان کو پہونچی یہ حرکت اسکی پسند آئی چنانچہ اُسے مرتبہ امارت میں پہونچایا اور ساتھ خدمت مہندی کے تحت کے آگے سرفراز ہوا اور پیشہ مرتبہ اسکا کرتی پر تھا یہاں تک کہ ساتھ شغل امیر آخوری کے ممتاز ہوا اور جن روزوں میں سلاطین غورا و غزنین و دہلی سلطان شاہ خوارزمی کے دفع کیواسے خراسانی طرٹ لشکر کش ہوئے سلطان قطب الدین ایک ہر روز واسطے طلب عفت کے سحر جاتا تھا ایک روز وہ وہاں پہونچا اب مرغاب برافواج سلطان شاہ سے مقابلہ ہوا قطب الدین ایک نے واد جو امروہی اور بھادری کی دی چونکہ جمعیت کم تھی فوج غنیمت میں گرفتار ہوا اور وہ اُسے سلطان شاہ کے روبرو لیگئے سلطان شاہ نے اُسے پتھر آہنی میں قید کیا جب کہ درمیان سلطان غورا و سلطان شاہ کے جنگ واقع ہوئی سلطان شاہ منہزم ہوا سلطان قطب الدین ایک کو سلطان معزالدین کے ملازم مع تختہ بند آسن خنجر پٹھا کر سلطان کی ملازمت میں لائے سلطان نے اُسے با عزاز تمام خلعت کا فخر اور انعامات مرحمت فرمایا اُسکے بعد سلطان نے شہہ پانسو اٹھاسی ہجری میں راسے اجمیر اور دہلی سے انتقام لیا کھام اور سامنا اور دیگر جاں ملک پر اُسے مقرر کر کے ہندوستان کا سپہ سالار کیا سلطان قطب الدین ایک نے جہاں کہ جاسیہ اسے سب جلیل کا اہتمام اور انتظام کیا اور اُس فوج کا بخوبی تمام ضبط کیا اور قلعہ میرٹھ کو اپنے قبض و تصرف میں لایا اور دہلی کی طرف لشکر کشی کر کے محاصرہ کیا اور جب بنیاد جنگ کی قائم کی راجپوتوں نے اطراف و جانب سے آنکر صفوں آراستہ کین چنا چنپاہ طرفین کی بہت قتل ہوئی اور خون معرکہ جہاں میں ندی کی طرح جاری ہوا راجپوتوں نے منہزم ہو کر شہر میں دم لیا جب کام انپر تنگ ہوا اسی جان اور ناموس کی امان چاہی اور شہر سلطان قطب الدین ایک کے تفویض کیا اور ماہ رمضان ۵۹۹ھ ہانسو نواسی ہجری میں جیتوان جو راسے نہروال کے متعلقوں سے تھا مع لشکر کثیر بقصد تیغ قلعہ ہانسی کے قریب آیا عالم و ہان کا نصرت الدین سالار گھمن ہوا اور یہ خبر دہلی میں پہونچی سلطان قطب الدین ایک بہ تعجیل تمام اسکی طرف متوجہ ہو جیتوان بھاگ کر نہروال کی طرف راہی ہوا سلطان قطب الدین ایک نے شہہ ہانسو نوے ہجری میں دریا عبور کر کے قلعہ کول کو بزدل شیر لیا اور اکینزار گھوڑے راہ لڑا و غنائم بیشمار دستیاب ہوئے اور گندونوں میں جب خبر تو ج سلطان خوارزمی بقصد تیغ قلعہ و بنارس شائع ہوئی سلطان قطب الدین ایک کول سے پیشوائی کیواسے گیا اور ملاقات کے بعد سو گھوڑے تازی اور ایک زنجیر فیل طلائی اور ایک زنجیر فیل نقرہ سے معزین پیشکش کیا اور پچاس ہزار سوار کا جائزہ دیکر خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوا اور سلطان کے حکم کے موافق لشکر طلیم ہو کر اسکی سواری کے آگے روان ہوا اور فوج کے بنارس کو جو ستراہ ہوئی سب کو مارا ہٹایا آخر کو جب بدراے بنارس خود قطب الدین ایک کے مقابلہ کو میدان میں آیا اور جن گرمی اور ہنگامہ کارزار میں ایک تیرہاں تان حیدر لے کے حدود چشم میں دیا یا فیل کے حوضہ سے خاک ندلت پر گرا مع ریح اسکا نفس تن سے پروانہ کر گیا اور لشکر راجپوتوں کا متفرق ہوا اسی شخص کو اُسے قتل ہوئی اطلاع تھی آخر لادین سلطان سے

کہ دانت اُسکے ضعف پیری کے سبب میٹھاے طلائی سے متحکم کیے تھے لاش اُسکی مقتولونے دمیائے اُٹھالیکنے اُسکے بعد سلطان
شہاب الدین مع افواج بزرگ پیچھے سے آنکر بنارس میں داخل ہوا اور اُنکی یارکوتا بلا دنگالہ پہلے سپر کیا اور تختینا ایک نزار بیت
توڑے اور چار ہزار اونٹ نفائیس اور ہواہر اور زرقمشتہ وغیرہ سے لاوے اور قلعہ کوں حسام الدین اور قطب کے سپرد کر کے
منظور منصور غزنین کی طرف مراجعت فرمائی کہتے ہیں جب فیضان بنارس کو بردز بارعام سلطان کی نظر تجسسہ اثر میں گندائے تمام
یا تھیون نے فیضان کے اشارہ سے سلطان کو سلام کیا مگر فیضان سفید کہ ہر چند فیضان نے سعی کی اُسے سلام پر اقدام نہ کیا اور
اس قدر شدت و شوخی کی کہ نزدیک تھا فیضان کو ہلاک کرے سلطان نے فیضان سفید کے سوا سب ہاتھیوں کو سلطان قطب الدین
ایک ایک کو از رانی رکھے اسکے بعد چند منزل غزنین کی طرف روانہ ہوا فیضان سفید کو بھی ساتھ فرزان فرزند کی قطب الدین ایک کیواسطے
ارسال فرمایا اور قطب الدین ایک کے آخر ایام حیات تک وہ فیضان زندہ تھا اسکے فوت کے بعد تیسرے دن فیضان سفید بھی مر گیا چنانچہ
اوقات سے زمانہ تحریر اس تاریخ جہان آرا کے کوئی سلاطین دہلی فیضان سفید نہ رکھتا تھا اور حکام اطراف سے بھی نہ مانگتا کہ اس فیضان
سفید رکھتا ہوں اس مدت میں کہ میرے بخت مسعود نے یاوری کی ملازم داراے جھجاہ ابراہیم عادل شاہ ہوا دارا سلطنت
بیجا پور میں بجا رکھے صادق القول سے میں نے سنا کہ سرکار بادشاہ عزیزہ پیو میں ہمیشہ دوا تھی سفید رہتے ہیں اور جب تک
وہ زندہ ہیں ہر چند مردم بادشاہی وغیرہ جنگوں میں تلاش کرتے ہیں ہرگز فیضان سفید نہیں نظر آئی دیتا ہوا اور جب کہ ان فیضان
سے کوئی مرتبا ہوتا رہیچون کے حکم سے فیضان سفید پیدا ہوتا ہوا سوت بچھیل تمام لوگ بادشاہی جنگ میں انکر ساتھ اس حیلہ کے
کہ جانتے ہیں فیضان کو گرفتار کر کے کشمیر لاتے ہیں آئندہ سلطان قطب الدین ایک بعد مراجعت سلطان شہاب الدین کے
غزنین میں چند روز حصار راسنی میں مقام کیا اور اس موقع سے خاطر مطمئن کر کے دہلی کی طرف روانہ ہوا اُٹھائے راہ میں غزنینی
کہ ایمراج راجپوت کو ہستان سے نزع کر کے کولہ ولد تھورے سے جنگ کر کے اُسے اجیر سے رن تھور کی طرف مفور کیا اور جہلے نے
بھی اپنا لشکر دہلی کے اتر تلح واسر دوا کیواسطے روانہ کیا بلکہ حوالی دہلی میں پوچھ کر تاخت و تارح میں مشغول ہوا سلطان قطب الدین نے
غزیمت ملوکانہ اسکے تذکرے در تلافی میں معروف رکھو میں ہزار سوار اپنے لشکر سے جدا کر کے سیل تحصیل جہلے کی طرف توجہ ہوا جب
اُسے سلطان قطب الدین ایک کے آئینی خبر پائی تا ب مقادمت اپنے سے مقتود ویکٹر اجیر کی طرف راہی ہوا سلطان قطب الدین ایک کا
اسکا تعاقب اجیر تک کیا اور جہلے راجا جہلے نے باہر آنکر صفیں آراستہ کیں اور سلطان قطب الدین ایک سے مقابلہ کر کے مقتول
ہوا اجیر از سر نو مسلمانوں کے قبضہ میں آیا اس مرتبہ حکام اسلام کا شہین ہوا اور لشکر پانوا کا نوے ہجری میں لشکر نہروالہ
گجرات کی طرف لیگیا اور جہلے پانوا کے دیوارے نہروالہ کا جو قلعہ نہروالہ کے قریب مقیم تھا سلطان قطب الدین
ایک کی تاخت سے مضطرب ہو کر مفور ہوا سلطان نے چھپا کیا اور وہ ایک فوج کثیر سے بھاگا جاتا تھا ایک امیر لشکر
سلطانی سے کچھ سوار لیکر دوڑا اور اسکو قتل کیا اور سب سامان لے لیا بصیم دیو بھی یہ خبر سنتے ہی اپنی دلایت کی سمت بھاگا
اور سلطان قطب الدین ایک اس مالک سے خاتم بشار لا پاپھر دہانے قلعہ ہانسی میں گیا اور اسے تعمیر کیا پھر کرام کو مفتوح کر کے
دہلی میں آیا اس دو میان میں قوام الملک رکن الدین حمزہ جو جاگیر دار حوالی رن تھور تھا اُسے یہ پیغام بھیجا کہ راجا اجیر کا
بھائی کہ کوہستان میں بھاگا ہوا تھا قلعہ مذکور پر فوج کش ہو کر تھورے کے بیٹے کو محاصرہ کیا چونکہ وہ سلطان قطب الدین
ایک کا مطیع اور فرمان بردار تھا بعت تمام اُنکی مدد کو گیا راجا اجیر کا بھائی یہ خبر سنتے ہی کسی طرف مفور ہو گیا اور
کولہ کے اموال و افراد و عین غریزہ طلائی پیش کیے سلطان قطب الدین ایک نے دہانے معاوضت کی اور تلح الماثر میں

جو بنام قطب الدین ایبک تحریر ہوئی اس سلطان کا مگار کے واقعات مفصل اسمین تحریر میں اس سے واضح ہوتا ہے کہ جب
دلائی اجمیر دوسری مرتبہ فتح ہوئی اور نہروال اور رتھورہ فتح وقوع میں آئی دہلی کی طرف مراجعت کی اور مکتوبہ تفصیل خبر فتوحات
غزنین میں روانہ کیا سلطان معز الدین نے فرمان اسکے طلب میں صا اور فرمایا سلطان قطب الدین ایبک حرام خدمت باندہ کر
غزنین کی طرف روانہ ہوا چنانچہ بعد طو مسافت سلطان کے پایوسی میں مغز رہا اور اعزاز و اکرام بہت پایا من بعد غزنین میں
یار ہوا سلطان کی یمن توجہ اور طبیب روشن راے کے معالجہ کی برکت سے کہ بالینوس عمر تھا شفا پائی اور بوجہ ہندوستانی
نقد حضرت محل کی جب کرمان میں ہو چکا دختر سلطان تاج الدین کو جسے حکم سلطان معز الدین کے عقد نکاح میں لایا پھر جب
دہلی میں داخل ہوا بطرزاہل اسلام باحکف تمام آئین ہندی کے جشن کیے اور اسی سال یعنی ۵۹۲ھ پانسو نوے ہجری میں
مسجد جامع کے قبل اسکے مدت سے دہلی میں بنا کی تھی انجام کو پہنچی بعد ازاں بقصر شہر قلعہ تنگہ یعنی بیانہ کے لشکر فراہم کر کے روانہ
ہوا چاہتا تھا کہ نگاہ سلطان کے آئینی خبر ہندوستانی شائع ہوئی سلطان قطب الدین ایبک نے جھانسی تک استقبال کر کے کسارت کی
اسپ تازی اور خلعت خاص سے سرفراز ہوا اور اسکے ہمراہ کاب قلعہ تنگہ یعنی بیانہ پر جا کر مفتوح و فتح کیا سلطان معز الدین نے
حکومت اس قلعہ کی اپنے ایک غلامان ترک بہاء الدین طفول کے تفویض فرمائی پھر سلطان قطب الدین ایبک گوالیار کی طرف روانہ ہوا
و انکے راہ سلک میں اسے نے باج و خراج قبول کر کے مبالغہ خطیر پیش بھیجے اس فتوح کے بعد سلطان نے غزنین کی طرف معاودت
کی اور سلطان قطب الدین ایبک دہلی میں مقیم ہوا فی الجملہ اسی سنوات میں خبر پہنچی کہ راجا سے تران یعنی راجپوتان راجہ نہروال سے
موافقت کر کے چاہتے ہیں کہ اجمیر مسلمانوں کے نصرت سے برآوردہ کر دیں اور سلطان قطب الدین ایبک کہ ابھی لشکر نہروال میں
نہ پہنچا تھا ان راجاؤں کی حریف میں مشغول ہوا لیکن اسکا گھوڑا زخم کاری اٹھا کر گریز الشکر اسلام کا دل شکست ہوا اور سلطان
قطب الدین ایبک کو بہرہ ثقیل دوسرے گھوڑے پر سوار کر کے اجمیر میں لینگے اور راجپوت اس فتح سے خوش حال ہوئے جب لشکر نہروال
کے کو پہنچا اور اجمیر کے اطراف میں جا کر تین کوس بے فروکش ہوا اور چند مہینے متواتر جنگ میں مشغول رہا یہ خبر سلطان معز الدین کو
پہنچی چنانچہ حکم اسکے امراءے کبار شل اسلام خان داسہ الدین دارسلان خلج و نصیر الدین حسین واعز الدین مؤید و
غرف الدین محمد مع لک کر کش و جم غفر غزنین سے لیٹر ہندوستان کی طرف متوجہ ہوئے اور سرانے بھی تیغ انتقام غلام سے
ٹھنچی کفار نے توقف مناسب بنانا اپنے مقام موٹیں راہی ہوئے اور سلطان قطب الدین ایبک قومی پشت ہو کر اسے گجرات کی
گوشالی مقدم سمجھ کر صفر کی پندرہویں تاریخ ۵۹۳ھ پانسو ترانوے ہجری میں اجمیر سے نہروال کی طرف نصرت فرمائی جب حوتلی
اور نہروال کے حدود میں پہنچا و لون قلعہ نصرت میں لایا اسوقت یہ خبر پہنچی کہ والہن والیسی راجپوت نے راجہ نہروال سے اتفاق
کر کے قلعہ الودگر کے قریب جو بلدہ سرورسی کے مصافات سے جو بیٹھا ہوا چاہتا ہے کہ گجرات کی روانی سے مانع ہو کر نہروال کا در
برپا کرے سلطان قطب الدین ایبک اسکی جنگ کو متوجہ ہوا چنانچہ ان درون اور ویرانوں میں داخل ہو کر رستم کے مانند میدانندی
کیسے کجا چو کو شکست فاش دی اور پراس ہزار ہندو اس لڑائی میں تہ تیغ کر کے شکست سابقہ کا عوص لیا اور ہندی قریب
میں ہزار اہل اسلام کے ہاتھ آئے اور عاکر ظفر آؤ خنا کم سحر سے توانگر و مال مال ہوئے سلطان قطب الدین ایبک جب قتل فتح کفار
راجپوت سے مانع ہوا دلائی سمورہ گجرات میں داخل ہوا وہاں کے سرکشوں کو زیر و زبر کیا و خنا اس مرتبہ نہروال و لافرت میں لا کر
ایک امر اسکا بار کے تفویض کیا اور اجمیر کے راستہ سے دہلی کی طرف مراجعت کی اور جواہرات و ہاے قیمتی اور چند کینز و خلام
خو بصورت سلطان کی واسطے غزنین میں بھیجے اور ملوک و خواصین کو انواع لطف و احسان سے سرفراز کر کے انکے مناصب زیادہ کیے

اور جو دو کرم کا ہاتھ کھول کر فقرا و مساکین دہلی کو احتیاج کی مصیبت سے نجات بخشی اور ۹۱ھ ہائے سنو نننا نو سے ہجری میں سلطان قطب الدین ایک بچکا جہاد کا کمر ہمت پر بست باندھ کر کابل بحر کی طرف روانہ ہوا وہاں کاراجہ بھی صفوں حرباً راستہ کر میدان میں آیا اور طرفۃ العین میں بھاگ کر قلعہ میں متحصن ہوا اور اپنی جرات و جسارت سے نادم ہوا اور صلیح سے بزرگان اسلام اُسے سلطان محمود کی اطاعت کرتے تھے اُسے بھی سلطان قطب الدین ایک کی فرمان برداری اپنے اور لازم بکری دوسرے یہ کہ آمادہ ترسیل اس فیل و جواہر و اموال میں تھا قننا سے اسی سے مرگیا بعد اُس کے وکیل جبرہ دیو نے اُس چیمہ کی بستی سے جو اُس قلعہ پر ہو سر مخالفت اٹھا کر اعلام مجا دل اور محاربہ بلند کیے تھنا راجہ وقت و بار تھا اور بخت و سعادت نے اُس سے ٹھٹھیرا لاجرم وہ چشمہ چنر روز میں خشک ہوا ہالی قلعہ نے لاچار ہو کر امان چاہی اور قلعہ سے برآمد ہوئے اور قلعہ میں ساز و سب و زر و جواہر سلطان قطب الدین ایک کے ملازم کو نو سپرد کیا اور وہاں بھی پچاس ہزار کثیر و غلام قید و اسیری میں مبتلا ہو کر شرف اسلام سے شرف ہوئے اور سلطان وہاں سے شہر مہوبہ میں جو پائے تخت بدرہ کالی تھا روانہ ہوا اور اُسے بھی اپنے زیر نگین کیا اور اُسی راستہ سے ہاون کی طرف متوجہ ہو کر اُسے بھی اپنے اقرب میں لایا من بعد محمد بن تیار غلجی ہمارے اسکی ملازمت کو پہنچا انوار جو اہر اور قسام نقو و شیش گزانا سلطان قطب الدین ایک اسکے بعد دہلی میں آیا اور جو سلطان مغز الدین قفنیہ خوارزم کے بعد ہندوستان میں آیا سلطان قطب الدین ایک اور سلطان شمس الدین اہمش جو اُس کے غلام تھے طائفہ ککراکین سے روانہ لڑے اور اس طائفہ کی مغلوبیت کے بعد سلطان قطب الدین ایک رخصت کے موافق دہلی میں آیا اور سلطان مغز الدین غزنین کے راستہ میں شہر شہادت نوش کر کے جنت کی طرف راہی ہوا پھر اُس کے بھتیجے سلطان محمود بن سلطان غیاث الدین نے تخت غور پر جلوس کیا اور سلطان قطب الدین ایک کیوا سٹے کہ اس وقت تک ملک قطب الدین کہتے تھے پھر اور جلوس شاہی اور خطاب سلطانی اور خطا آزادی روانہ ہوا کیا سمع اسکے سلطان قطب الدین ایک برسم استقبال لاہور میں گیا جو کچھ سلطان محمود بن سلطان غیاث الدین محمد نے بھیجا تھا اُس کے وصول سے مقررا و مہابا ہی ہوا اور سہ شنبہ کے دن اٹھارہ ہونے لگے ذیقعدہ سن ۶۰۰ھ جو سودھ پوجین تخت لاہور پر اجلاس فرمایا پھر چند عرصہ کے بعد دہلی میں آیا اور تاج الدین یلدوز جیسا کہ چاہیے پنجاب کے درپے تھیخ ہو کر غزنین سے لاہور کی طرف کوچ برک کوچ روانہ ہوا اور وہاں کے حاکم کو زیر کر کے متصرف ہوا سلطان قطب الدین جب اس معاملے آگاہ ہوا مع لشکر دہلی پنجاب کی طرف متوجہ ہوا اور سن ۶۰۱ھ چھ سو تین ہجری میں درمیان طرفین کے آتش حرب افروزہ ہوئی طرفین نے لوازم شجاعت ظہور میں پہنچائے عاقبت الامر یلدوز منہزم ہو کر کرمان اور شیوران کی طرف بھاگا اور بہاؤن میں در آیا اور سلطان قطب الدین ایک نے غزنین کے تخت پر جلوہ گر ہو کر داعیش دی اور مے نوشی پر کمر باندھی مردم غزنین اسکی غفلت سے آگاہ ہوئے اور پوٹہ سلطان یلدوز کے پاس لپی بھیک طلب کیا تاج الدین یلدوز اس دنکا امیدوار تھا مع لشکر جراتاخت کر کے غزنین پہنچا اور مستعد قتال ہوا سلطان قطب الدین ایک حقیقت حال سے مطلع ہوا اور اپنا رہنما مناسب نہ جانکر ایک منفذ سے برآمد ہو کر لاہور کی طرف گیا ملیت جو سلطان سراندا ز شریف سے بد فتہ خبر از سرش تاج کے کہ سلطان قطب الدین ایک اس سبب سے کہ غنہ بیت تاج الدین یلدوز کی طرف سے رکھتا تھا لاہور میں استقامت فرمائی اور عدل و داد و سخاوت میں اوقات بسر کی خلافت کو وہ دین و ایمان میں نگاہ رکھا کہ ناگاہ سن ۶۰۲ھ چھ سو سات ہجری میں چوگان بازی کی وقت لاہور میں گھوڑے سے گرا اور زین کا کوہہ اُس کے سینہ پر اس زور سے لگا کہ جان برنوا مدت اسکے دولت کی فتح دہلی سے آخر عمر تک میں اس اور چند بیٹے قتی ازا کھلم چار برسن دشا ہی میں گندے اسکی سخاوت جو انور دی اور شجاعت ہندوستان میں ضرب امثل ہو کہ

لاٹھوں روپیہ انعام فرماتا تھا اور مستحق کو زیادہ اس سے جو حوصلہ میں سمائے عطا کرتا تھا اس سبب سے لقب امکا گنیش
 ہوا اور ایک اہل ہند اس کے جو دوست و سخاوت پر مدح کرتے ہیں گل قطب الدین کہتے ہیں گل اور کال بکاف عربی مفتوح مع الایف
 اور بد دن الالف زمانہ کو کہتے ہیں یعنی قطب الدین زمانہ اور بہاء الدین کہ ایک نعلیہ عصر سے تھا اس کی مع میں کہتا ہو قطع
 امکا گنیش ملک تو درجہ ان آدرہ چکان لاکھ تو کار بجان آدرہ چکان از رشاک کت تو خون گرفتہ دل کلان و زل بمان
 در میان آدرہ چکان جو سلطان قطب الدین ایک کے سوا اور چار نفر غلامان امراسے سلطان مغز الدین سام سے ملکت ہندوستان
 میں تخت سلطنت پر ٹھکن ہوئے تھے ذکر انکا اس مقام پر مناسب دیکھا۔ ذکر سلطان تاج الدین یلدرم کا۔ ارباب اخبار
 بیان کرتے ہیں کہ سلطان مغز الدین محمد سام غلامان ترک کے خریدنے اور ان کی ترتیب کریمین ہایت شفقت رکھتا تھا اس واسطے
 اسے ایک دختر کے سوا کوئی فرزند نصیب نہوا ایک روز ایک معاصی گستاخ نے عرض کی کہ کیا خوب ہو تاجو آفریدگار عالم
 سلطان دمن کو پسران سعادت نشان کرامت فرماتا تو بعد حصول واقعہ ناگزیر صاحب تاج و تخت ہوتے سلطان نے اس کے
 در جواب ارشاد کیا کہ اگرچہ بادشاہ ہونے کے فرزند متعدد ہوتے ہیں میرے کئی ہزار فرزند ہیں میرے انتقال کے بعد ممالک
 میرے نام رکھینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا سلطان نے اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمایا تھا ایک سلطان مغز الدین کے
 غلاموں نے کہ مالک تاج و نگین ہوا وہ تاج الدین بلد و زہی سلطان شہاب الدین نے اسے صغیر میں خرید کیا تھا جو کہ
 صاحب اخلاق پسندیدہ و اوصاف حمیدہ تھا اور حلیہ جمال با کمال سے بھی آراستہ تھا سلطان نے اسے قرب خدمت میں
 اختصاص دیکر مرتبہ اسکا جرگہ کیا اور اپنی عنایات بیغایات سے تمام بندوں پر ممتاز فرمایا اور جب مرتبہ امارت میں پہنچایا
 کرمان اور شیوران اس کی وجہ چالگیر میں مرفوع القلم کیا جو وقت سلطان نے بسفر ہندوستان کرمان میں نزول اجلال فرمایا
 اقبال فرمایا ملک تاج الدین یلدرم نے تمام امر کی ضیافت کی اور ایک ہزار کلاہ و قبا خلعت دیئے اور علاوہ اسکے تمام لشکر و
 ستم کو ہر شخص کی بیات اور عزت کے موافق انعام فرمایا اور اس کی دو بیٹیاں تھیں ایک بیٹی سلطان کے حکم سے
 سلطان قطب الدین ایک کے جلالہ نکاح میں تھی اور دوسری بیٹی ملک ناصر الدین قباچہ کے عقد نکاح میں منعقد کی تھی اور نیز
 سلطان تاج الدین یلدرم کے دو فرزند تھے ایک معلم کے سپرد کیا تھا معلم نے بقصد تادیب کوڑا اٹھا کر اس کے سر پر مارا جو کہ اس طفل کی
 جال آہو بچی تھی اسی ضرب سے آقا فائز دعات پائی مضمون اذاجا جہلم لایسا خردن ساعۃ دلایت مقدمون کا واقعہ ہوا جب یہ
 خبر جہرت اور سلطان تاج الدین یلدرم کو پہنچی معلم کو خرچ دیکر رخصت کیا اور فرمایا کہ جب تک ارٹے کی مان کو خبر پہنچے آپ براہ اخفا
 پوشہ ہو کر سفر اختیار کوں بس یہ حکایت ایک دلیل دافع ہو اس کی حسن سیرت پر شرح کی حاجت نہیں رہتی الغرض سلطان مغز الدین
 آخوایام سلطنت میں جب کرمان میں آیا ملک تاج الدین یلدرم کو کیسوت خاص سے مخصوص کیا اور اسے سپاہ کا نشان عنایت فرمایا
 اور اسکے دل میں یہ تھا کہ سلطان کے مرثیے بعد سلطنت ولایت غزنین اسے ہو جب سلطان نے وفات پائی ملک و دارمے ترک
 کی یہ مرضی تھی کہ سلطان محمود بن سلطان غیاث الدین محمد سام کو گرم سیر کی مدد سے طلب کر کے تخت عم پر جلوس یونین یہ فیض
 کہ سلطان محمود کو عہدداشت کی سلطان محمود نے اسکے در جواب لکھا کہ مجھے اپنے باپ کا تخت فیروزہ کوہ بست بہتر و سلطان
 تاج الدین یلدرم کو خلعت بھیجا اور خط آزادی دیکر غزنین کا تخت عنایت فرمایا چنانچہ اس فرمان کے موافق ملک
 تاج الدین یلدرم نے تخت غزنین پر اجلاس کیا اور اس ممالک کو اپنے قبضہ میں لا کر حکومت میں مشغول ہوا من بعد لاہور
 کے تعمیر کا آہنگ کر کے لشکر کشی بجانب ہندوستان کی اور سلطان قطب الدین ایک سے حد و پنجاب میں حرب ضرب کر کے

منہزم ہوا اور غزنین سلطان قطب الدین لیک کے لقمہ بن آیا اور چند عرصہ کے بعد جیسا کہ مذکور ہوا پھر سلطنت نے تلج الدین یلدرز
 ٹیٹن عمود کیا اور ایک بار سلطان محمود کی ملک کے واسطے ہرات پر لشکر بھیجا اور ملک ہرات براۓ الدین حسین خرمیل غالب ہوا اور ایک
 مرتبہ سیستان کی طرف لشکر لیک گیا اور سیستان کو بھی محاصرہ کر کے سیستان کے بادشاہ سے صلح کی اور معاہدہ کی وقت اٹھانے راہ میں
 ملک نصیر الدین حسین میر شکار نے مخالفت کر کے محاصرہ کیا اور شکست کھائی اور چند مدت کے بعد جب غزنین خوارزم شاہ کے لقمہ بن
 آیا اور تلج الدین یلدرز کرمان اور شیروان میں داخل ہوا اور اس ملک پر قناعت نہ کر کے تمامی ہندوستان لینے کی عزمیت کی اور
 فوج کشی کر کے سلطان شمس الدین التمش سے حدود تراولی میں مصاف کیا اور گرفتار ہوا اور قبیہ میں مگر گیا اسکی مظلومت کی مدت نہیں
 ہو نا صراحتاً قبا چہ کا احوال مقالہ حکام سندھ میں تحریر ہوا احتیاجاً راہ الدین محمد علی کے واقعات مقالہ سلطان بنگالہ میں مفصل
 مسطور ہونگے۔ ذکر بہاء الدین طغرل کا۔ یہی بندگان کبار اور امرا سے نامدار سلطان محمد بن محمد سام تھا اور صفت حمیدہ
 و خلاق پسندیدہ سے وہ بھی ممتاز تھا کہتے ہیں جب سلطان مغز الدین محمد بن سام نے قلعہ تھنگ کو فتح کیا اور بہاء الدین طغرل کے
 تفویض فرما کر قلعہ گوالیار کی طرف متوجہ ہوا دیکھا کہ فتح آسانی بخود قہر مشکل ہو پھر اپنے دل میں اتفاق کیا کہ اول ایک مدت اس قلعہ کو
 محاصرہ کر کے اہالی حصار پر کام تنگ کرے اور فتح کرے راجہ گوالیار نے سلطان کے اندیشہ پر آگاہی پائی ملازمت میں حاضر ہوا دیکھ کر راجہ
 سلطان کو اس راہ سے باز رکھا لیکن طغرل نے سلطان کے غزنین کی روانگی کے بعد دلالت بیان میں ایک قلعہ بنا کر کے وہاں سکونت اختیار کی
 اور ہمیشہ گوالیار کی طرف سوار ہو کر اس نواح میں تاخت کرتا تھا اور سب تاخت کا یہ تھا کہ سلطان نے گوالیار سے مراجعت کی وقت
 ملک بہاء الدین طغرل سے فرمایا تھا کہ جب یہ قلعہ مفتوح ہوگا اسکی حکومت تجھے مقرر ہوگی اور جو ان سوار یوں اور تاخت و تاراج سے
 کوئی نتیجہ اور فائدہ حاصل نہوا لا علیج ہو کر گوالیار سے دو فرسنگ پر ایک قلعہ محکم بنا فرمایا اور اپنی جمیعت سے ہمیشہ وہاں ہتھامت
 کر کے تاخت اور محصوروں کے عاجز کرنے میں کوشش کرتا تھا یہاں تک کہ مدت ایک سال منقضي ہوئی اہل قلعہ عاجز ہوئے
 پھر لٹچی مع تحف و ہدایا سلطان قطب الدین لیک کے پاس بھیج کر قلعہ اس کے تفویض کیا بس یہ امر درمیان سلطان قطب الدین لیک
 اور ملک بہاء الدین طغرل کے باعث عداوت ہوا قریب تھا کہ طرفین سے فوج کشی ظہور میں آئے اور آتش جدال و قتل
 مشتعل ہوا تنے میں ہام اللذات یعنی ملک الموت دو اسپہا ملک بہاء الدین طغرل کے سر پر تاخت لایا بے تحریک سیف و تان
 اسے معاملہ عظیم نے تصفیہ پایا قلعہ سالکوٹ ملک بہاء الدین طغرل کے آثار اور علامات سے ہو۔ ذکر آرام شاہ بن قطب الدین
 ایبک۔ ارباب خبرت اور صحابہ فطرت نے گوہر سخن کو یوں سبک بیان میں کھینچا ہو کہ آرام شاہ نے سلطان قطب الدین لیک
 کے واقعہ ناگزیر کے بعد امرے دہلی کے اتفاق سے تخت سلطنت پر قدم رکھا لیکن عدم قابلیت کے سبب سے کہ ابھی ایک سال نہ گزرا
 تھا کہ ناصر الدین قبا چہ نے سندھ کی طرف جا کر ملتان اور اوجہ و بہر و شہسواران پر تفرق ہوا تھا اور حکام خلیج نے بنگالہ میں
 دم استقلال مارا اور بعض راجاؤں نے بھی سرحد غزنین فتنہ و فساد کی آگ روشن کی اس واسطے امیر علی شہیل دامیر داؤد دیوی
 اور ایک جماعت امرا اپنے اتفاق سے ٹرمنڈہ ہوئی اور لٹچی پاس ملک شمس الدین التمش کے جو بندہ اور داماد
 اور تہمتے سلطان قطب الدین لیک اور بدادوں کا حکم تھا بھیجا سلطنت کے اجلاس کی استدعا کی وہ اپنی جمیعت کو لیکر دہلی
 میں آکر قابض و متصرف ہوا آرام شاہ نے جب امیر علی شہیل و ملک شمس الدین التمش کی توجہ سے آگاہی پائی شہر نے کل گیا اور دہلی
 کے اطراف میں جا کر اپنے باپ کے امرا و سپاہ کو طلب کیا امدادی تلی کی کہ جمیعت خوب سے دہلی آیا ملک شمس الدین التمش نے دہلی کے
 صحرے ظاہر پھرت آرا ہوا اور حرب میں مشغول ہو کر آرام شاہ کو منہزم کیا پھر استقلال تمام سے ہندوستان کا بادشاہ ہوا

لیکن آرام شاہ کی مدت سلطنت ایک سال بھی نہ پہنچی تھی۔ ذکر خان سکندر بخش سلطان شمس الدین شمس انارام شاہ
 پرمانہ و بروہر قدہ کا۔ کتاب طبقات نامی ساتھ اسکے ناطق ہو کہ سلطان شمس الدین بخش بزرگ زادگان ترکان فرخانی
 سے ہوا عدا کا باپ قید البری سے ہوا ساتھ ایلیم خان کے شہرت رکھتا تھا اور خیل و شہم ورنیج سے تمام حصہ بن مشہور و معروف تھا اور
 بحالی اسکے اور بقولے جیجے اسکے حسن گیا ست اور خوبی فراست پر اسکے حسد و رشاک لیکے بزبان حال مضمون آید کہ یہ قالوایا بانامالک
 لا تاتمتا علی یوسف و اتانہ لنا محون ارنسہ نعنا غذا یل تع و یلعب گوش پدر میں ہو چایا اور حضرت یوسف کے مانند اسے گلہ بیان
 کے سیر اور جانوران شکاری کے بہانہ سے پدر کے حجرہ عطفوت سے جدا کیا اور اسکی خرد سالی بر رحم نہ کھایا شیوہ بیوفائی کا اختیار
 کر کے ایک تاجر کے ہاتھ بیچا سودا گر اسے بخارا میں لیکیا اور صدر جہان بخاری کے ایک عزیز کے ہاتھ فروخت کیا اور چند مدت اُسکے
 مکان میں انواع پرورش اور اقسام تربیت پائی من بعد حسب تقدیر حاجی بخاری نام ایک سودا گر نے اسے خرید لیا اور اُسے حاجی
 جمال الدین حبت قبا کے اتم بیچا اور حاجی جمال الدین اُسے غنیمت میں لیکیا چونکہ اندون میں کوئی ترک بچہ اس سے زیادہ ترسین اور عقل
 غنیمت میں نہ ہو چکا تھا اسکا تذکرہ سلطان مغز الدین محمد سام کی خدمت میں عرض کیا سلطان نے اسکی قیمت شخص کر نکا حکم دیا ایک غلام اور
 ایک نام اُسکے ہمراہ تھا چنانچہ ہر ایک کے لیے ہزار دینار کرنی قیمت تجویز کی سلطان نے فرمایا تم ایک ہزار دینار کرنی پر دونوں کو
 خرید و مالک اسکا راضی نہوا سلطان نے حکم دیا کہ اب کوئی شخص انھیں نہ خریدے حاجی جمال الدین سال بھر غنیمت میں ہا کوئی نکا
 خریدار نہوا وہ دونوں غلام ہمراہ لیکے بخارا گیا اور پھر علاموں کے اتفاق سے غنیمت میں آیا برس روز قاتمت کی لیکن خریداری انکی
 حکم سلطانی کی وجہ سے آدمیوں پر دشوار تھی یہاں تک کہ سلطان قطب الدین ایک راہ نروالہ کی شکست کے بعد ملک نصیر الدین خیل
 کے پاس غنیمت میں آیا اور احوال التمش کا سکر سلطان سے اسکے خریدنے کی اجازت چاہی سلطان نے فرمایا کہ جو منع کیا ہو میں نے کہ کوئی
 انھیں نہ خریدے لہذا انکی خرید و فروخت غنیمت میں واجب نہیں وہ یہاں سے دہلی میں لے جا کر سچے عرفانہ حکومت سلطان قطب الدین ایک نئے
 غنیمت سے معاودت کی نظام الدین وزیر کو بھنے مہات کیواسطے دہان چھوڑا اور حکم دیا کہ حاجی جمال الدین حبت قبا کو ہمراہ لائے
 جب لایا سلطان قطب الدین ایک نے دونوں ترک بچہ یعنی التمش و را ایک کو ایک لاکھ جتیل کو خریدا ایک کا طفل خ نام رکھ کر
 ہشتادہ کا امیر کیا چنانچہ وہ سلطان تاج الدین بدورلی جنگ میں کہ سلطان قطب الدین ایک کے ساتھ واقع ہوئی تھی مارا گیا
 اور التمش کو کہ دوسرا نام رکھتا تھا ساتھ التمش کے موسوم کیا اور اپنا فرزند بنایا اور اپنے قرب سے مخصوص کر کے میر شکار
 کیا اور گویا مفتوح ہوئے کے بعد حکومت دہانکی اسے عنایت فرمائی اسکے بعد برن اور نواح اسکا جاگیر باکر بدایون کی حکومت پر
 فائز ہوا جب سلطان مغز الدین محمد سام ہشتادہ لکھ ان کی لشکریں کیواسطے ہند میں آیا اور سلطان مغز الدین کے حسب حکم سلطان
 قطب الدین ایک بھی اپنا لشکر لے کر پنجاب گیا التمش بدایون کی فوج سے سلطان قطب الدین ایک کی خدمت میں
 حاضر ہوا اور التمش کہ شیوہ دلادری و مردانگی میں سرآمد روزگار تھا آتش کارزار کی اشتعال کیوقت مسلح اور مکمل ہو کر
 حرب پر آمادہ ہوا اور گھوڑا پانی میں ڈال کر ٹمکراں سے لڑا اور انھیں شکست دیکر بارہ ہزار مرد مقابل انکی طرف سے قتل کے
 سلطان مغز الدین جو انہر دی اور کار بردار می اٹھی مشاہدہ کر کے نہایت محظوظ ہوا تشریف خسرانہ اور انعام شاہنشاہ سے اُسے
 مخلص اور ممتاز فرمایا اور سلطان قطب الدین ایک سے اُسکی پرورش و تربیت کے بارہ دین سفارش کی اور خطا آزادی لکھوا کر اسے
 بند غلامی سے آزاد کر دیا پھر التمش فتنہ مرتبہ میر تیمار الامانی کے درجہ کو پہنچا اور سلطان قطب الدین ایک کی تین بیٹیاں میں
 ایک کو التمش کے عقد نکاح میں لایا اور وہ بیٹیاں ایک کی فوت کے بعد دوسری ناصر الدین قباچہ کے ملک زولج میں بیٹیاں

جب سلطان قطب الدین ایک نے لاہور میں انتقال کیا التمش امیر علی اسماعیل سپہ سالار اور امیر داؤد وٹلی اور دیگر اعیان مملکت کی استدعا سے باجمیعت و لشکر بدافون دہلی میں آیا اور امیر متصرف ہوا اور اپنا سلطان شمس الدین خطاب کیا اور شہر چھ سو سات ہجری میں تخت سلطنت پر کھن جو کہ اکثر ملوک و امراء قطبی کو مرہون احسان و رعایات کر کے مطیع کیا لیکن جامداران کا سردار یعنی خاصہ خیل کہ برہنہ ترک خواجہ نصیر امرے معز اور قطبی سے موافقت کر کے اطراف دہلی میں جمیعت کی اور ترنکوئی فوج خوشحال ریکر موقف کارزار میں آیا سلطان شمس الدین اس کے مقابل اگر جنگ میں مشغول ہوا جو کہ اسکا چارخ دولت نور تائید الہی سے روشنی قبول کیے ہوئے تھا فوج مخالف سے ہلنے لگا اور فرخ شاہ جو سردار نامی ترکوں سے تھے مائے گئے اور نیز جامداران ترک بھی امر سے بھاگا اور مدت قلیل میں وہ سب علف تیغ اسلام ہوئے سلطان انکی سلطنت کا اہل فتنہ کے خس و خاشاک سے پاک ٹھہرا یہاں پر میاں وزیر مقبل نیکبخت ہو کہ افگندہ مقبلان مسخت اس عرصہ میں قصبہ جاوڑ کا حاکم کہ اویسہ نام رکھتا تھا باغی ہو کر دس سال و جب میں سستی کرنے لگا شمس الدین التمش اس طرف لشکر کش ہوا پھر اویسہ کو مطیع کر کے اور شیکش لیکر بازگشت کی اسکے بعد سلطان تاج الدین بلدوز جو غزنین کا شاہ تھا ماہی مراتب مع چھتر اسکے پاس بھیجا شمس الدین التمش نے حاکم غزنین کی عزت کا لحاظ کر کے قبول کیا لیکن چند عرصہ کے بعد جب سلطان تاج الدین بلدوز لشکر خوارزم سے منہزم ہو کر کرمان اور طبرستان گیا ملک ہندوستان کی طبع کر کے سالانہ چھ سو بارہ ہجری میں پہلے ولایت پنجاب اور تھا میسر پر متصرف ہوا اور اپنی شمس الدین التمش کے پاس واسطے ایسے امور کے جو عزت سلطنت کو ضائع نہ کریں روانہ کیا سلطان شمس الدین التمش میں آیا اور شکمہ کنیر اپنے ہمراہ لیکر فوج کش ہوا ٹبرستان کے حدود میں فریقین سے جنگ عظیم و معرکہ شدید واقع ہوا سلطان تلج الدین بلدوز بھاگ گیا اور اکثر سردار اسیر ہوئے تائید الہی سے فتح و نصرت سلطان شمس الدین التمش کے قرین حال ہوئی ناگاہ تاج الدین بلدوز بھی گرفتار ہوا اسے قید کر کے دہلی میں لایا اور بدافون میں بھیجا قید کیا یہاں تک کہ قید خانہ میں اجل طبعی بازپرس ہلاک ہوا اور علاقہ چھ سو چودہ ہجری میں سلطان شمس الدین التمش اور ملک ناصر الدین قباچہ سے کہ یہ بھی سلطان قطب الدین ایک کا داماد تھا اقطاع لاہور اور حوالی منصورہ آب پنجاب کے ساحل پر جنگ واقع ہوئی وہاں بھی سلطان شمس الدین التمش فوجیاب ہوا اور سالانہ چھ سو پندرہ ہجری میں سلطان ناصر الدین قباچہ سے ملوک خلیج پر کہ غزنین کے اطراف میں مضافات سند پرتخت لاتے تھے جنگ واقع ہوئی غالب آیا اور علی سلطان شمس الدین التمش کے پاس پناہ لائے سلطان نے ناصر الدین قباچہ پر حملہ کیا اور حرب و ضرب کے بعد اسے بھی شکست دی جب وہ اپنی مملکت کے اطراف میں بھاگا سلطان دہلی میں آیا اور سالانہ چھ سو اٹھارہ ہجری میں سلطان جلال الدین خوارزم شاہ جنگیر خان سے منہزم ہو کر لاہور میں آیا سلطان شمس الدین التمش لشکر کشی سے مقابل کیا سلطان جلال الدین کتاب مقاومت نہ لایا سند اور سیوستان کی طرف بھاگا پھر اسکو ناصر الدین قباچہ کے ساتھ مناقشہ اور زرخشہ واقع ہوا اسوقت ہانسے براہ کچ اور کرمان ہو کر بھاگ گیا اور تاریخ نظام الدین احمد بخشی اور بعض کتب تواریخ سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ سلطان جلال الدین ہندوستان میں ناصر الدین قباچہ کے غرق ہونے کے بعد آیا تھا ظاہر ہے روایت اخبار صحت نہیں رکھتی جیسا کہ مذکور ہوا اور سالانہ چھ سو بائیس ہجری میں سلطان شمس الدین التمش نے لشکر گھنوتی اور بہار کی طرف کھینچا اور سلطان عیث الدین خلیج کو کہ لو کہ اسکا علاقہ آدیگا تسلط تمام پیدا کیا تھا علاقہ اطاعت میں لایا اور سکھ و خطبہ اپنے نام جاری کیا اور اڑتیس ہجری فیالہ اسی ہزار تین گنفرہ اس سے لیے اور اپنے بڑے بیٹے کو سلطان ناصر الدین خطاب دیکر ولایت گھنوتی کے مالک بنکا لے کر اسے سپرد کیا اور چھ سو دو درہاں دیکر بلدہ اور دھرمین اسے چھوڑا اور خود دار الملک دہلی کی سمت مراجعت فرمائی سلطان ناصر الدین نے عیث الدین خلیج سے جنگ کر کے اسے قتل کیا اور غنیمت و افروغان سے دستیاب کر کے اکثر مردمان روشناس دہلی کو ساتھ انعام اور

تھنے کے یا دیکھا اور دوا میت صحیح ہو چکہ سلطان شمس الدین التمش نے ناصر الدین قباچہ پر فوج کشی کی اور وہ حصار راوچہ کو محکم کر کے قلعہ لشکر کھلاف بھاگا اور سلطان نظام الملک نے وزیر جنیدی کو ناصر الدین قباچہ کے تعاقب کیواسطے تعین کیا اور خود اپنے ہمکے محاصرہ میں مشغول ہوا دوسرے اور میں روز کی مدت میں فتح کے عزم تھوڑے دنوں میں قباچہ کے مفتوح ہو چکی خبر ناصر الدین قباچہ کو پہونچی اپنے فرزند علاء الدین بہرام شاہ کو سلطان کھد مت میں بھیج کر صلح کا طالب ہوا جب یہ خبر پہونچی کہ سلطان ناصر الدین قباچہ ہر اسان ہو کر قصد گریختی میں ہوا تھا اطمینان کے طوفان سے دریائے غرق ہوا پھر سلسلہ چھ سو تیس پہونچیں دلی تھوڑے دنوں میں لشکر کشی کر کے اُس قلعہ کو بھی مفتوح کیا اور سلسلہ چھ سو چوبیس پہونچیں قلعہ مند لشکر کش ہوا اور اس قلعہ کو بھی مع جملہ سوار ایک اپنے قبضہ داخل میں لایا امیر رومانی کہ اس عہد کے افضل سے تھا چنگیز خان کے حواثہ میں بخارا سے دلی آیا تھا اور ان فتوحات کی تمثیل میں اشعار بہت کہے تھے انہیں سے یہ ابیات ہیں نظم خبر باہل سا برادر جبریل امین : رفقا نہ سلطان عہد شمس الدین : کہ ارملا کو قدس آسمان را بدین بشارت بندہ کلدہ آئین : کہ از بلاد سوارک شمشہ اسلام : کشا و دلاہ گر قلعہ سپہرائین : نہ شہ مجاہد و غازی کہ دست و تنیش را در وان حیدر کرار سکندہ تھیں : اور سلسلہ چھ سو چوبیس پہونچی میں عرب کے اعلیٰ خلافت کا لباس سلطان شمس الدین کو واسطے لائے سلطان بھی شرط اطاعت و ادب جیسا کہ جاسٹو سجالا یا اور عباسیہ ممالک میں بہتکے بہت خوش ہوا اکثر امرا کو خلع و تاج فرمایا اور شہر کو آئین بند کر کے قبضہ لٹکائے اور تقارہ خوشی کا بجا یا پھر اسی سال خیمہ وفات سلطان ناصر الدین کھنوتی کے حاکم کی پہونچی سلطان شمس الدین التمش نہایت غمگین ہوا اور شرط تعزیت بجالا یا اور نام اسکا اپنے چھوٹے فرزند پر چھوڑ کر اس سے موافقت پکڑی اور سلسلہ چھ سو ستائیس پہونچیں لشکر کھنوتی کی طرف روانہ کر کے جو فتنہ کہ سلطان ناصر الدین کی وفات کے بعد قائم ہوا تھا دفع کر کے تسکین دی اور کھنوتی عزت الملک ملک علاء الدین خانی کے سپرد کیا اور خود دارہ سلطنت واپس میں معاودت فرمائی اور سلسلہ چھ سو اکتیس پہونچیں گوانیا کی طرف غزیت کی اور سبب غزیت کا یہ تھا کہ گوانیا مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گیا تھا برسوں سے وہاں قلعہ کو محاصرہ کر کے مخصنون پر کام تنگ کیا پھر دیوبل جو اس قلعہ کا ولی تھا شہر کو بھاگ گیا اور قلعہ سلطان کے تصرف میں آیا اور نبیدی کثرت سے مارتے آئے ان سب میں سے تین سو بہر سیاست کی اولیٰ تاج الدینی ریزہ جو مملکت کا نشی تھا اُسے اس قلعہ کے فتح ہوئی کی ربا کی کسی اور ایک پتھر پر کندہ کر کے قلعہ کے دروازہ پر نصب کی وہ ربا کی یہ ہر باغی ہر قلعہ کہ سلطان سلطانین گرفت : از محول خدا و نصرت دین گرفت : آن قلعہ کو الیادوان حصین : اور ستائیس سالین گرفت : پھر سلسلہ چھ سو اکتیس پہونچی میں خلافت مالوہ کی طرف یورش فرمایا اور قلعہ بھلیسیہ کو ستر کے شہر اوجین کو بھی زیر نگین کیا اور تاجا نہ حاکم کال جو شمل تاجا نہ سومناٹ کے تھا اور تین سو برس کے عرصہ میں تعمیر ہوا تھا اور قلعہ کی طرح نہایت مستحکم اور سنگین تھا اور اسکی دیوار کی بلندی سو گز تھی اُسے پنجہ دین سے کھود کر خراب دویران کیا اور بکرا جیت کی موت جو اوجین کا بادشاہ تھا اور اہل ہند اب تک اُسکی تاریخ لکھتے ہیں مع سنگ ماکال اور چند ویران اور جو پنجہ یعنی کلسے سے ڈھالین تھیں اُنھار دیوبلی کی جامع مسجد کے دروازہ کے آگے زمین میں گاروین ناخلاق کی لکھ کو بھون پھر دو سری مرتبہ ملتان کی طرف فوج کشی کی لیکن یہ سفر نامبارک ہو یعنی مرض الموت اسپر طاری ہوا ضعف و ناتوانی نے غلبہ کیا اعیان سلطنت عمارتیں بھاگ کر دیوبلی میں لائے چنانچہ شہنائی میں پہونچ سلسلہ چھ سو تیس پہونچیں عالم حقیہ کی طرف راہی ہوا اور لغوی فرخاچہ قطب الدین غیاثی نے قلعہ علیہ کہ جامع شیخ فرید شکر گنج میں پہونچ کر سلطان کو ایک عوض تیار کر دی خواہش ہوئی اور اس عوض کی جملہ مناسبتیں کیے گئے واسطے خواہ کی خدمت میں حاضر ہو کر صلح کیا سلطان کہ سوار یک ستر زمین پر سوار ہو کر گذر کر تا تھا یہاں تک کہ

اس مقام میں کہ جہاں وحشی وحشی جو بہو پھاس زمین کو پسند فرمایا پھر شب کو سلطان نے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں
دیکھا کہ سرور انبیا علیہم السلام اخصلا اس سرزمین میں رخش پر ایستادہ ہیں اور فرماتے ہیں کہ تمس الدین کیا چاہتا ہو سلطان نے
وحشی کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں وحشی تعمیر کیا چاہتا ہوں آپ نے ارشاد کیا اس مقام میں تیار کر چنانچہ اس وقت
تعمیر ہوئی سلطان نے اس سرزمین پر تاپ ماری ایک چشمہ آب نے جو شہس مارا پھر سلطان خواب سے بیدار
ہوا اور ایک کچھ رات باقی تھی کہ سلطان خواجہ قطب الدین خجندیہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ کو بیان کیا خواجہ
نہیں سہ فرماتے ہیں کہ سلطان مجھے اس سرزمین پر لے گیا اور میں نے جو غری کی روشنی سے دیکھا کہ اس مقام میں ایک شہر ہے شان پر
چھ جگہ تھوڑے تھوڑے مقامات میں مذکور ہوئے تھے اور یہ روایت سلطان شمس الدین التمش سے مروی ہے کہ کچھ جہوت
خجندیہ میں تھا میرے صاحب نے ایک قزوینی ریزہ زرنگور خریدنے کے لیے مجھے دیکر بار بار بھیجا راہ میں وہ قواضیر سے لاتعلیٰ گریزا اور
گم ہوا میں مالک کے خوف سے رونے لگا ناگاہ ایک مرد پیش نے اس حال سے واقف ہو کر قدرے آگے زبردیکر میرے حواکس کیے اور ناکید مجھے
فرمایا کہ خجندیہ میں سلطنت پر شکن ہو کر تاج شاہی زیب سر کرنا فقرا و اہل خیر سے نیکی کرنا اور ان کے حقوق نگاہ رکھنا دوسری بات یہ
اُس زمانہ میں کہ سلطان شمس الدین بغداد میں دل رقیب میں تھا اسکے مالک کے مکان میں فقر کی ایک جماعت نے مجلس آراستہ کی تھی اور
راگ بجنے کا ذوق کہ اہل اللہ ہو تا ہو مشغول تھے سلطان شمس الدین التمش اس مجلس میں تمام رات اُن کی خدمت میں دست بستہ حاضر رہا
سرگلیہ سے کامتا تھا اور قاضی حمید الدین ناگوری کہ اس مجلس کے عائد سے تھا جب درویشوں کو سلطان شمس الدین التمش کی خدمت
پسند آئی نظر لطف اس بڑی حق سبحانہ تعالیٰ نے اس نظر کی برکت سے اُسے درجہ سلطنت پر فائز کیا عرض مدت مدید کے بعد جب سلطان
شمس الدین التمش نے تخت سلطنت پر اجلاس کیا قاضی حمید الدین ناگوری ہندوستان میں آئے اور دہلی میں بارشاہا لدین مشغول تھے
پیشہ اُنکی محفل میں درویش راگ اور مرقعین مسکرتے حال میں آئے تھے اور وہ شخص علماء و ظاہری نے کہ ایک کا نام ملا علی الدین اور دوسرے
کا نام جلال الدین تھا سماع کا انکار کو کہ سلطان کو اس پر آمادہ کیا کہ قاضی کو منع سے منع کہے چنانچہ سلطان نے قاضی کو طلب کیا اور
عزاز و اکرام سے بٹھایا پھر اُن دونوں نے قاضی سے سوال کیا کہ سماع حلال ہے یا حرام قاضی نے کہا اہل قال پر حرام اور اہل حال پر
حلال ہے اس کے بعد سلطان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ابگو یہ امر عجیب نا ہو گا کہ ایک شب کو درویشاں اہل حال راگ سنتے تھے اور آپ
اپنے ملک کے حکم سے اُن اہل مجلس کی خدمت میں حاضر ہو کر مجمع کا گل بچتے تھے درویشوں نے ترجم سے آپ پر نظر کیا انہوں نے اُن کی
برکت سے ابگو سلطنت نصیب ہوئی سلطان وہ بات یاد کر کے انکے اپنی آنکھوں میں پھولا یا اور حالت رقت میں قاضی کو اپنے
پاس بٹھا کر نوازا اور سلطان اسکے بعد سماع سے لذت اٹھاتا اور درویشوں کے نفس کا معتقد رہتا تھا اور طاعت و عبادت کا
مربع تھا ہر ایک جمعہ کو جامع مسجد میں سماع اور فرائض و نوافل کے ادا میں قیام کرتا فی الحال اور نام لحدان مہلی کا سوار تھا اس
اہر سے نہایت غضب میں آیا اور محمدوں سے اتفاق کر کے اسہیں وار و مدار کیا کہ سلطان کو زمین اداسے ناز میں کہ خدائی اپنے حال میں
مشغول ہوں قتل کرو غرض جمعہ کے روزا جماع کے عربہ اٹھا کر مسجد میں آئے اور تیغیں کھینچ کر چند اشخاص کو شہید کیا جس کا
تعالیٰ نے سلطان کو ان اشرا کی شر سے نجات بخشی اور خلقت واقف ہو کر دیواروں اور کوٹھنوں پر چڑھ گئی اور اُس گرد و ہواک کو
دھم سنگ دتیر سے خاک ہلاک ہر ڈالا اور جہاں کو اُس مودی خلائی کے وجود سے خالی کیا اور سلطان کی آخر عمر میں فخر الملک
عصاے وزیر بغداد کا جو نہیں ہر سے اس بلدیہ میں وزارت کے منصب پر منتقل رکھتا تھا اور فضائل صوری و کمالات معنوی
مشہور تھا اس کی جسکے اسباب نبوی سے کہ چاہا یہ بخش و ملال خاطر باب دولت ہو تا ہو وائے جدا ہو کر دہلی میں آیا سلطان اُس کا

انعامت مجھ کو باغ ازاد اکرام تمام شہر میں لایا اور منصب وزارت پر منصوب فرما کر اسکے حق میں مراحم خبر و ازبندول فرمائیں اور تمام فضل اور اہل انشا سے نور الدین محمد بنی سلطان شمس الدین التمش دہلی میں قیام رکھتا تھا کتاب جامع الحکایات اسکے وزیر نظام الملک محمد بن ابی سعید جیندی کے نام لوح بیان میں تحریر کی سلطان شمس الدین التمش کی مدت سلطنت چھپیس برس تھے کہ رکن الدین فیروز شاہ بن شمس الدین التمش کی سلطنت کا۔ متون کتب تواریخ خبر ہے کہ ۶۲۵ھ چھ سو پچیس ہجری میں سلطان شمس الدین التمش نے تبرہ و دربارش سلطان رکن الدین کو دیکر پرگنہ بد اوٹن اسے عنایات فرمایا اسکے بعد گوالیار فتح کئے اور اس سلطنت دہلی میں مراجعت کی پھر لاہور کی بھی سرداری اسے دیکر صاحب شہت و شوکت کیا اور جسوقت کہ اسکا باپ سیوستان کے مسقر سے بازگشت کے مر گیا وہ دہلی میں ٹھہرا نہ بننے کے دن ۶۳۵ھ چھ سو پچیس ہجری میں تخت دہلی پر جلوس فرمایا اور اعیان سلطنت و ارکان ملک کو ازہر و مراسم ایثار سجالائے شعرانے قطعے اور قصیدے مانج اور تمنیت میں موزون کیے اسکے صلہ میں شاہ نے نوازش فرمائی انہیں سے ملک تاج الدین ریزہ ویر نے ایک قصیدہ طویل گزارا نثر انعام شاہانہ پایا یہ ابیات اس میں ہیں

انظم مبارکباد ملک جادوانی بہ ملک را خاصہ و در عہد جوانی بہ امین الدولہ کن الدین کہ آمد بہ درش ازین چون رکن پانی بہ لیکن سلطان رکن الدین تخت پر اجلاس کرتے ہی عیش و طرب میں مشغول ہوا امور سلطنت سے دست کش ہوا خزان قلعے اور شہر جو تھے اکثر لوگوں اور مسخرون نے صرف کیے مہم جہان بانی کی لگام اپنی والدہ کے ہاتھ میں جو کنیز ترکیہ تھی چھوڑی وہ اپنے مقصد دل کو پہنچی کتنی عورتیں حیل کہ سلطان شمس الدین کے عقد نکاح میں تھیں انکو بغض و کینت تمام قتل کیا اور کنیزان ترک صاحب اعتبار شمس کی کورسوائی لا کلام سے کہ سالہا سال کا رشک جو دل میں رکھتی تھی ان سے انتقام لیا اور سلطان کے چھوٹے بیٹے کو جسکا نام قطب الدین تھا اس پر سخت نے ناحق ہلاک کیا ان سانحہ کے وقوع سے جو ظلم صریح تھا رکن الدین فیروز شاہ سے صغیر و کبیر اور ضعیف و شریف کا دل متغیر ہوا اور شاہزادہ عنایت الدین محمد نے جو اسکا چھوٹا بھائی ولایت اودھ کا فرما تھا اسلطان کا پھیرا درخشا نہ لکھنوی کو جو دہلی میں لائے تھے چھپیں لیا اور ملک اغا الدین محمد سالار جو بد اوٹن کا صاحب صوبہ تھا اور ملک علا والد بن شیر خانی حاکم لاہور اور ملک اغا الدین کبیر خانی والی ملتان اور ملک سیف الدین کوچی ناظم ہانسی سے آپس میں مراسلات کر کے نشان مخالفت کا بلند کیا سلطان رکن الدین فیروز شاہ نے ان کے دفع کیوں اسلئے مع لشکر کشید دہلی سے کوچ کیا اور قطع مراحل و منازل کے بعد کیلو کھری میں نازل ہوا درمیان اس حال کے نظام الملک محمد جیندی جو وزیر ملک تھا فیروز شاہ کے خوف و ہراس سے کیلو کھری سے بھاگ کر قصبہ کول میں گیا اور ملک اغا الدین محمد سالار سے جامل پھر یہ سب اتفاق کر کے لاہور میں گئے اور اس حد و حد کے لوگ کے پاس پہنچ کر متفق اللفظ و المعنی ہوئے اور سلطان رکن الدین اس فساد کے دفع کیوں اسلئے پنجاب کی طرف توجہ ہوا جب منصور پور کی حوالی میں پہنچا تمام امرا جو اسکے ہمراہ تھے شل تاج الدین اور ملک محمد ویر اور بہا الدین حسن اور ملک کبیر الدین احمد صنیاء الملک شیر خانی اور خواجہ رشید اور امیر فخر الدین لشکر سے جدا ہو کر دہلی میں آئے اور سلطان رضیہ کو جو بڑی بیٹی سلطان شمس الدین التمش کی تھی اس سے بیعت کر کے سریر سلطانی پر شکن کیا پھر نے شاہ ترکان یعنی سلطان رکن الدین کی والدہ کو گرفتار کر کے مقید کیا جب یہ خبر سلطان رکن الدین کو پہنچی وہی کہ طرف مراجعت کی جب کیلو کھری میں پہنچا سلطان رضیہ نے اٹھا دھوین ربیع الاول ۶۳۵ھ چھ سو پچیس ہجری میں فوج اسکے مقابلہ کو بھیجی اور اسے گرفتار کر کے مجبوس کیا تھا تھوڑے عرصہ میں وہ اس زندان میں مر گیا مدت اسکی سلطنت کی چھ مہینے اور اٹھائیس دن تھی۔ بیان ملکہ دوران طغیانی جہاں فیض سلطان بنت شمس الدین التمش کا۔ سلطان رضیہ جمیع صفات میں جو بابوشاہان عاقل اور کامل الہامی کو

لازم و ملزوم ہیں آراستہ و ہرستہ بھی و انستہ ان صاحب نظر و کار آگاہ اسکے سوا کہ وہ عورتوں کی صورت میں مخلوق تھی کوئی عیب اور برائی اُسہیں نہاتے تھے قرآن مجید کو باداب تمام پڑھتی تھی اور بعض علوم سے بھی کچھ بہرہ رکھتی تھی اپنے باپ کے عہد میں حمات لکی میں داخل و بی تھی اور علمانی کرتی تھی اور سلطان ازبک عقل و فراست و افراس سے مشاہدہ کرتا تھا بلکہ اس سال جب گویار کی فتح سے بازگشت کی چند امرا بلا کر اسے ولیعہد کیا اُمر نے عرض کی کہ شاہزادوں قابل اور رشید کے ہوتے شاہزادی کو ولیعہد کرنے میں کیا حکمت ہو بادشاہ نے ارشاد کیا کہ میں اپنے فرزند و کموے نوشی اور انتقام منہاری اور پوا پرستی میں مبتلا و یکجہتا ہوں انکا بازو بارسلطنت اٹھانیکے لائق نہیں پاتا ہوں رضیا اگر چہ عورت کی صورت ہو لیکن معنی میں مرد ہو اور حقیقت میں بیٹوں سے بہتر اور افضل ہو خلاصہ یہ کہ سلطان رضیہ ۳۳۰ھ چھ سو چوبیس ہجری میں پردہ سے برآمد ہوئی اور مردوں کا لباس یعنی قبا زیب تن اور تاج شاہی زیب سر کر کے بارہام میں تخت سلطنت پر متمکن ہوئی اور قواعد و ضوابط شمس کو جو رکن الدین فیروز شاہ کے عہد سلطنت میں محل مدرس فرگشت ہوئے تھے مروج کیے اور عدالت و سخاوت کی روش اختیار کی پھر نظام الملک محمد جنیدی جو وزیر مملکت تھا اور ملک علاء الدین شیرخانی اور ملک سیف الدین کوچی اور ملک اغوالدین کبیر خانی جو اطراف سے اجماع کر کے شہر دہلی کے باہر بیٹھے تھے اور کفران نعمت کہنے مخالف ہوئے تھے دیگر امراء اطراف کو نامہ و پیام کے مخالفت کی ترغیب دی اس حال میں ملک نصیر جو اگیر دارا و دھ سلطان رضیہ کے آہنگ مدین دہلی کی طرف متوجہ ہوا جب دریائے گنگا سے عبور کیا امراء مخالف نے جنگا مذکور ہو چکا سردار ہو کر اُسے گرفتار کر کے قید کیا وہ ضعف و نقاہت کے سبب سے اس شدید کا تحمل نہوا اسی حال میں وفات پائی لیکن اُسکے بعد عرصہ قلیل میں سلطان رضیہ نے تدبیر کا دل و اسے اکل سے امراء مقہور و مخدول کو متفرق و پریشان کیا ہر ایک نے راہ فرار پائی پھر سلطان رضیہ نے مفرور و کانتائب فرمایا ملک سیف الدین کوچی اور اُسکے بھائی کو گرفتار کر کے قتل کیا اور ملک علاء الدین شیرخانی بابل کے محو و مین مارا گیا اور سر اسکا کاٹ کر دہلی میں لائے اور ملک نظام الملک وزیر کوہ سرور پر پہونچا کہ فوت ہوا چونکہ سلطان رضیہ نے ایک قوت پیدا کی تھی اسکی مملکت نے انتظام قبول کیا پھر خواجہ مہدی غزنوی کو جو نظام الملک جنیدی کا نائب تھا منصب وزارت پر منصوب کیا اور نظام الملک کے لقب سے لقب فرمایا اور لشکر کی نیابت ملک سیف الدین ابیک کے تفویض کے تحت قتلخان خطاب دیا اور ملک اغوالدین کبیر خانی کو جو طاعت اسکی کی تھی اُسے ولایت لاہور و والہ کی اور ممالک لکھنوتی اور دیول اور سندھ و تمامی بلاد اور علاقہات ہر ایک امیر کے سپرد کیے چنانچہ اسی عرصہ میں سیف الدین ابیک نے وفات پائی اسکی جگہ پر قطب الدین حسن کو منصب کر کے مع لشکر کثیر قلعہ رن تھبور پر بھیجا اور جو مسلمان کہ اس قلعہ میں تھے سلطان شمس الدین التمش کی وفات کے بعد ہندوؤں نے انھیں قلعہ بند کر کے محاصرہ کیا تھا قطب الدین حسن نے انھیں محاصرہ سے نجات بخشی اور قلعہ کے ضبط میں مقید ہوا اور اسکی روانگی رن تھبور کے بعد ملک اختیار الدین التمش امیر حاجب ہوا اور جمال الدین یا قوت حبشی جسے امیر خوار اور سلطان رضیہ کی خدمت میں تقریب تمام پیدا کیا تھا امیر الامراء ہوا اور ساتھ اس مرتبہ کے صاحب نسب ہوا کہ سلطان رضیہ کو سواری کی قوت و دست زیر بغل کر کے سوار کرانا تھا اس سبب سے تمام ملک کے سردار اُس سے آندہ ہوئے انہیں سے ۳۰۰۰ چھ سو ستریس ہجری میں ملک اغوالدین حاکم لاہور نے سرطاعت اس سے پھیرا سلطان رضیہ سپاہ آراستہ کر کے اسکے سر پر نازل ہوئی ملک اغوالدین صلاح وقت دیکھ کر اندوے اخلاص پیش آیا اور دو لٹوا ہو میں داخل ہوا سلطان رضیہ نے ولایت مانمان جو ملک قراقرش کے سپرد تھی اسے بھی ملک اغوالدین کے حوالہ کیا پھر وہاں سے مرحمت کی اور اسی سال جب ملک التونیہ حاکم جھٹ پٹن جو ترکمان چیلکانی سے تھا اور تھیں اسکی مفصل بیان ہوگا جمال الدین یا قوت حبشی کے عروج سے عاجز ہو کر بغاوت کا نشانہ بن کر گیا

اور سلطان رضی نے فوج میں بارہ راہ رکاب لیکر بٹندہ کی طرف نصرت فرمائی اتنا سے راہ میں امرے ترکے اسپر خروج کیا اور جمال الدین یاقوت جیشی امیر الامرا کو قتل کیا اور سلطان رضیہ کو قید کر کے قلعہ بٹندہ میں بھیج دیا اور دہلی میں جاکر مغالدین بہرام شاہ بن شمس الدین التمش کو تخت شاہی پر بٹھا یا اور اسی عرصہ میں ملک التونیہ حاکم بٹندہ سلطان رضیہ کو اپنے عقد نکاح میں لایا پھر سلطان رضیہ نے ملک التونیہ سے موافقی ہو کر تھوڑے عرصہ میں جماعت نکمران و جتان و تہامی زمینداران اس نواح کو جمع کیا اور خیمہ لگا کر بھی اپنا شفق کر کے لشکر دہلی کی طرف روانہ کیا سلطان مغالدین بہرام شاہ نے ملک اغزالدین بلبن کو جو خطاب النجاشی سے مخاطب اور داماد سلطان شمس الدین التمش تھا مع لشکر کثیر سلطان رضیہ کے مقابلہ کو بھیجا دونوں لشکر راہ میں ملائی ہوئے اور نور جرب گرم کیا سلطان رضیہ نے شکست فاش کھائی اور بھاگ کر بٹندہ میں دم لیا اور ایک مدت کے بعد لشکر ہراگندہ فراہم کر کے از سر نو سامان حرب درست کیا اور عنان غربت دہلی کی طرف معطوف فرمائی سلطان بہرام شاہ نے پھر ملک اغزالدین بلبن کو لشکر لے کر سلطان رضیہ کے مقابلہ اور مقاتلہ کو بھیجا چنانچہ چوتھی ربیع الاول کو ۷۳۷ھ چھ سو سیستیس چھ ہجری میں فریقین کا سامنا نواح کتیل میں واقع ہوا پھر دوبارہ سلطان رضیہ کی فوج پر زبردت ہوئی سلطان رضیہ و التونیہ ہزیمت کی وقت زمینداروں کے ہاتھ گرفتار کئے اور پچیسویں ماہ مذکور کو قتل ہوئے مدت سلطنت سلطان رضیہ کے تین سال اور چھ مہینے اور چھ روز تھے عارفان و درویشان جانتے ہیں کہ یہ صرصراد بار کس صحرا سے اٹھی اور گل دولت رضیہ رضیہ کا کس باوند نے بیج سے اکھاڑا سچ ہو غلام جیشی کو دہلی کی امیر الامرائی سے کیا نسبت اور مردودان شمس کو ایسی ملکہ تاجدار سے کیا کام مصحح ابن از ملک بہت از جیشیت ہو کر مغالدین بہرام شاہ بن شمس الدین التمش کا جب سلطان رضیہ قلعہ بٹندہ میں محبوس ہوئی اور بروز شنبہ ۱۳ مئی ۷۳۷ھ چھ سو سیستیس ہجری میں سلطان مغالدین بہرام شاہ کو امرا اور لوک کے اتفاق سے دہلی کے تخت سلطنت پر بٹھایا اور سلطان رضیہ کے معاملہ سے جیسا کہ مذکور ہوا مفروض ہو ملک اختیار الدین التپکین نظام الملک مدب الدین وزیر مملکت کے اتفاق سے تمام امور سلطنت کا وقتا ہوا اور سلطان مغالدین کی ہمشیرہ کو جو سابق میں قاضی اختیار الدین کی شکوہ تھی اپنے عقد نکاح میں لایا اور ہمشیرہ ایک لاکھی گنوار اپنے دیوانہ پر بندھا رکھتا تھا اور اس زمانے میں بادشاہ کے سواد و مسل شخص لاکھی نہ رکھتا تھا یہ امر سلطان مغالدین بہرام شاہ کی چگانی کا سبب ہوا اس نے دو فقر ترک کو جو اس کے معتدین میں سے تھے انھیں حکم دیا کہ اپنی متوالو کی صورت بنا کر ان دونوں شخص کو قتل کرو پھر شنبہ کے دن ۱۳ مئی ۷۳۷ھ چھ سو اڑتیس ہجری میں بقصر سفیدان دونوں ترک نے شاہ کے فرمانے پر عمل کیا اور متوالو کی شکل سے آکر مستانہ آدائین کو نہ لگے ملک اختیار الدین التپکین جو امر کی صف میں سلطان مغالدین بہرام شاہ کے پاس ایستادہ تھا ان کی طرف متوجہ ہو کر زجر اور منع میں مشغول ہوا ادا انھوں نے فرصت پا کر ہاتھ خنجر جانشان پر لگائے اور اس کے حصار و خود کو شبک کے کشتہ زہر سالہ کے برابر کر دیا پھر نظام الملک وزیر کے قاصد جان ہو کر دوزخ میں آئے دن پھر سید کیے اس وقت امر وغیرہ سے ہجوم کیا نظام الملک نے ہزار خرابی اپنے تئیں دربار سے باہر نکالا سلطان مغالدین بہرام شاہ نے لوگوں کے معاملہ دہی کی واسطے دونوں ترک کو قید خانہ میں بھیجا اور چند روز کے بعد انھیں رہائی بخشی اور نظام الملک وزیر چند روز تک بہتر بخوری پر فائدہ رہا جب شفا پائی پھر دیوانخانہ میں آکر کار وزارت میں مصروف ہوا لیکن ملک بدالدین منقر دینی جو امیر حاجب ہوا تھا نظام الملک پر حقوق ڈھونڈھتا تھا اور زخم آئے رکھتا تھا یہاں تک کہ مزاج ملک بدالدین منقر کا ایک جماعت اہل فتنہ کی اغوا سے سلطان سے مخوف ہوا چنانچہ صفر کی تیرھویں تاریخ و شنبہ کے روز صدر الملک تاج الدین کے مکان میں جو شرف مالک تھا گیا اور تمام اکابر بھی دہلی جمع ہوئے اور عہد بی سلطنت کے بارہ میں گفتگو کرنے لگے اور صدر الملک تاج الدین شرف کو

یعنی

نظام الملک مذهب الدین کے طلب کو روانہ کیا کہ وہ بھی میں شہزادین شریک اور داخل ہووے۔ نبوت صدر الملک تاج الدین شرف نے ایک شخص معتمد کو سلطان مغز الدین بہرام شاہ کے پاس بھیجا کہ اس امر کی اطلاع دی اور ایک شخص معتمد سلطان سے مجاہدوں کے لباس میں اپنے ہمراہ نظام الملک مذهب الدین کے مکان پر لگیا اور مجلس کے قریب ایک گوشہ میں ایستادہ کر کے آغاز کلام کیا اور نظام الملک مذهب الدین کی خدمت میں باجماع قاضی جلال الدین کا شافی اور قاضی شمس الدین اور شیخ محمد سادجی اور دیگر آدمیوں کے داعیہ سے خبردار کیا نظام الملک مذهب الدین نے دفع الوقت کر کے اپنا آنا دوسرے وقت پر منحصر رکھا اور صدر الملک تاج الدین اس حقیقت کو خدام سلطان کے ذریعہ سے جو پوشیدہ اپنے ہمراہ لگیا تھا خدمت سلطان میں عرض کی سلطان انہیں وقت ان کے سر پر تاخت لایا اور ان کی جمعیت کو متفرق کیا اور ملک بدر الدین منقری کو قوت کا موقع دیکھ کر بدائن کی جاگیر دیکر اس طرف روانہ کیا اور قاضی جلال الدین کا شافی کو عمدہ قصاصے معزول فرمایا اور چند مہینے کے بعد حبیب ملک بدر الدین بدائن سے درگاہ سلطان میں حاضر ہوا سلطان نے اس کی اور ملک تاج الدین موسیٰ کی گردن ماری اور قاضی شمس الدین اور قاضی قصبہ مارہرو کو ہاتھی کے پاؤں سے روند دیا یہ سب امر سبب و فوریم و ہراس خلاقی ہوئے اور تمام لشکر اس کے فرمان سے سر تابہ ہوا اور نظام الملک مذهب الدین جو ان زخموں سے آزرہ تھا سلطان کی طرف سے باتیں خوش کلمہ موجب زیادتی نفرت طبائع ہر خاص و عام کا ہوتا تھا اس حال میں مولوین جلدی الا خردوز دوشنبہ کو ستر چھ سو اسی تالیس چوبیسین افواج مغول جنگیری نے آکر لاہور کو محاصرہ کیا اور ملک قراش جلاہور کا حاکم تھا حرکت نہ ہو کر کے جو آدمیوں سے موافقت نہ کی تھی اسی رات کو لاہور سے کوچ کر کے دہلی کی طرف آیا اور وہ شہر جنگیریوں کے ظلم سے خراب و برباد ہوا اور خلقت کثیر اسیر ہوئی جب یہ خبر سلطان مغز الدین بہرام شاہ کو پہونچی امر کو قصہ سفید میں جمع کر کے جمعیت تازہ کی اور نظام الملک مذهب الدین وزیر اور قطب الدین جن غوری کو وکیل اسطاعت کر کے مع امرے دیگر مغلوں کے دفع ٹکڑوں کے واسطے لاہور کی طرف روانہ کیا جب وقت کہ لشکر آب میاہ کے کنارے پر کہ اس عرصہ میں قصہ سلطان پور کے قریب آباد ہوا یہی ہو چکا تھا نظام الملک مذهب الدین کے ہاتھ میں سلطان سے منافی تھا امر کو سلطان سے پھیرا اور ساتھ کلمہ اور فریب کے یہ عرضہ است کی کہ لا تھو اس جماعت منافی سے کہ ہمراہ میرے جو کچھ کام ظہور میں نہ آویگا اور یہ فساد ممانعت نہ پاویگا جب تک کہ سلطان خود اپنے نفس نفیس سے اس طرف نہضت نہ فرماوے یا فرمان صادر کرے کہ بندہ اور ملک قطب الدین متفق ہو کر انھیں اس درمیان سے ہٹاویں جو تکہ سلطان اس سے سادگی اور خوش اعتمادی رکھتا تھا اور جواب اس کے لکھا کہ وہ جماعت واجب القتل اور سیاست کر نیکے ہوا اپنے وقت معین پر سزا کو پہونچ گیا تم چند روز ان سے مدارا کرو الفصہ اس فرمان کو نظام الملک مذهب الدین نے امرے لشکر کو دکھلایا اور غزل سلطان میں ان کو متفق کیا جب سلطان اس حال سے واقف ہوا خدمت میں شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار راوشی کے گیا اور انھیں بہ تکلیف تمام امر کی تسلی کے واسطے بھیجا کہ وہ کسی وجہ سے رضی و مطمئن ہوئے اور شیخ دہلی میں ہٹ آئے پھر نظام الملک مذهب الدین اور تمام اہل سلطان مغز الدین بہرام شاہ کے دفع کر نیکی عزیمت کر کے دہلی میں آئے سلطان مغز الدین کو محاصرہ کے سارے تین مہینے تک ہر روز آتش جنگ کی افروختہ رکھی چونکہ باشندے شہر کے امرے متفق تھے روز دوشنبہ تھوین ماہ و بقعہ سنہ ۸۶۰ میں دہلی پر قبضہ کیا اور سلطان مغز الدین بہرام شاہ کو دستیا بکر کے چند روز حبس میں نگاہ رکھا عاقبت الامام حسین قتل کیا مدت ان کے سلطنت کی دو برس اور ایک مہینے پندرہ دن تھی۔ ذکر سلطنت سلطان علاء الدین مسعود شاہ

یہ سلطان کن الدین فیروز شاہ کا جب ساتی دوران کے لا تھو سے شہر مت مغز الدین بہرام شاہ کی جان کو نصیب ہوا ملک اغا الدین بنین ہرگز نے دہلی کے تخت پر جلوس کیا اور شہر میں ہندوئی فوجی لکیر امر اور ملک اس کی سلطنت سے

راضی ہوئے فوراً شاہزادہ ناصر الدین اور جمال الدین فرزند سلطان شمس الدین القش اور سلطان علاء الدین مسعود شاہ بہمنی رکن الدین
فیروز شاہ کو جو قصہ سفید میں مجبور تھے باہر نکال کر انہیں سے علاء الدین مسعود شاہ بہمنی سلطان رکن الدین فیروز شاہ کو ذوقیدہ کے چھینے
سے لے کر چھوڑا۔ اسی طرح سلطان شمس الدین قسطنطنیہ پر اجلاس دیا ملک قطب الدین حسن تیاہت برادر نظام الملک مہذب الدین وزارت پر
سر فرما دیئے اور ملک قراقرش امیر حاجب ہوا جب نظام الملک مہذب الدین نے عروس سلطنت بے مشاکرت دوسرے کے اپنی آنکھوں
میں لی اور اورا عیان وقت کو تاب نہ رہی اور سب نے اتفاق کر کے بروز چار شنبہ دوسرے جمادی الاول ۷۲۲ھ چھپو چالیس چھپو
محلے عوض رانی میں اُسے قتل کیا بلیت برخوان و ہر دست ارادت کن دراز کاودہ کردہ اندر ہر این نوالہ راہی پھر موت
وزارت صدر الملک نجم الدین ابوبکر کے تفویض ہوئی اور غیاث الدین بلبن خرو امیر حاجب ہوا اور ناگور اور سند اور اجمیر کے
محلہ تھلک اعز الدین بلبن بزرگ مقرر ہوا اور بدلون کا برگزینہ ملک تاج الدین کے سپرد ہوا اور تمام برگزینہ ممالک کے پھر خوری حال
ہر ایک امر کے تقسیم کیے امور مملکت نے انتظام قبول کیا اور خلق پر آرام و تسکین ظاہر ہوئی اس وقت اعز الدین طغخان کے کریم
اپنی ولایت لکھنؤ میں آیا اور شرف الملک غفری کو سلطان علاء الدین کو بیعت میں بھیجا سلطان نے جبرعل اور خلعت خاص
مرصع قاضی جمال الدین کا شافی خاکم او دھکی صحابہ سے لکھنؤ کی طرف واسطے اعز الدین طغخان کے ارسال فرمایا
اور اپنے دونوں چچا کو قید حبس سے رہا کیا اور انکی تعظیم و تکریم میں نہایت کوشش کرتا تھا چنانچہ ناصر الدین کو خط ہراج
کی حکومت از رانی رکھی اور جمال الدین کو قنوج کا حاکم کیا اور اُسے اُس و یار میں آنا پسندیدہ ظہور میں آئے پھر ۷۲۳ھ چھپو
بیالیس ہجری میں افواج مغول لکھنؤ کے ملک میں آئی فیاں وہ ہو کہ تمام مغل اُس راہ سے کہ محمد سختیاری خلیج تبت اور خطا کی طرف
گیا تھا آئے ہوئے غرض کہ سلطان علاء الدین نے طغخان کی امداد کو واسطے ملک قراقرش تیورخان کو جو بندگان خواجہ تاش سے
تھا مع فوج کثیر لکھنؤ میں بھیجا پھر مغلوں نے نہایت کھا کر لکھنؤ کو چھوڑا اور بعد میں اعز الدین طغخان اور ملک قراقرش
تیورخان کے مخالفت ہم پہنچی سلطان نے لکھنؤ تیورخان کو عنایت فرمائی اور اعز الدین طغخان دہلی میں سلطان کی خدمت میں
حاضر ہوا اسی عرصہ میں یعنی ۷۲۳ھ چھپو تینتالیس ہجری میں یہ خبر پہنچی کہ فوج مغول قندھار اور طالقان کی طرف سے سند کے طرف
میں آئی ہوا اور قلعہ اوچہ کو محاصرہ کیا ہم سلطان نے تسبیح استعمال اپنے امر کو فرما ہم کر کے قلعہ اوچہ کی طرف نہفت فرمائی جب
آب بہار کے ساحل پر پہنچا مغول کا لشکر صہارا و چھپوڑ کر مغرور ہوا سلطان منصور اور مظفر ہو کر دہلی میں داخل ہوا اور
شرب شرب کی زیادتی کی طریقہ انصاف اور عدالت سے انحراف قبول کیا اور روش اخذ و قتل اختیار کی اور خلل مملکت میں
ظاہر ہوا لیکن دو تھوڑی نصیحت تہمتی لوگ اور امرانے عداوت کا ٹپکا کر پر باندھا اور ایک ایچ پی جی جی پاشا زادہ ناصر الدین کے پاس
ہراج میں روانہ کیا اور اُسکے تشرف لانے کی التماس کی شاہزادہ ناصر الدین نے تامل اور توقف بہت تمام و پکی کی طرف متوجہ ہوا
اور منزل مقصود میں پہنچنے ہی تخت سلطنت پر اجلاس کیا اور مسعود شاہ محرم کی چھبیسویں ۷۲۴ھ چھپو چالیس کو زندان میں داخل
ہوا زمانہ اسکی زندگی کا آخر ہوا اسکے سلطنت کی چار برس اور ایک مہینہ اور ایک دن تھا و کبر سلطنت سلطان
عادل باؤل فاضل ناصر الدین محمود بن شمس الدین شمس ادا م اللہ تعالیٰ انارہ و نور مضجعه کا مرقوم قلم
درین رقم ہوتا ہو کہ خلف الصدق یعنی بڑا بیٹا سلطان شمس الدین القش کا ناصر الدین نام رکھنا تھا جب اُسے بلاد لکھنؤ
میں وفات پائی اور وہ فرزند اُسکا کہ سب فرزندوں سے چھوٹا تھا متولد ہوا سلطان نے وفور محبت اسکا بھی نام ناصر الدین
رکھا اور اسکی تربیت میں مساعی حمید مہذول فرمائی اور عبد میں سلطان علاء الدین مسعود شاہ کے جب لسنے

چھپو سلطان
نیک چاہی

ولایت ہراج پانی کفار سے غزوات کیسے اُس خطہ کو مہمور اور آباد کیا اُسکی عدالت گسٹری اور رعیت پروری کا شہرہ تمام ممالک میں منتشر ہوا خاص و عام کی طبیعتیں اُسکی خویاں ہوئیں امرا اور اعیان دولت نے اُسکے قدم مہمنت لزوم کی درخواست کی اور قصہ سفیدین اُسکے پدر کے تخت پر بٹھایا وہ بادشاہ عابد اور جبری اور شجاع اور سخی تھا اکثر نفعہ خاص اپنا معصہ محمد کی کتابت سے کر کے زمانہ حیات مستعار کا بسہ لجا تا تھا اور سلطنت کا مال اپنے مصارف لاد ہی میں ہرگز صرف نہ کرتا تھا اور صلحا و علما کو ذرست رکھتا تھا اور اہل منہر کو نواز تا تھا روز جلوس کو شاعروں کے غزائے قصیدے سلطان کے ملا خطہ میں گذرانے صلحہ اور انعام سے سرفراز ہوتے قاضی منہاج السراج جرجانی نے کہ طبقات ناصری اُسکے نام لکھی اُنوقت میں ایک قصیدہ کہا تھا چند بیت اُنہیں میں نظم آن خداوند کے حکم بدل و رستم کشتش است و ناصرو دنیا دوین محمود بن القمش است و آن جہان داری کہ سقعت چرخ از ایوان او و در علوم مرتبت گوئی کیروزہ دشمن است و سکہ یاز انقلاب میوینچ انداز است فخر و خطبہ را از اسم ہا پوش چہ پایہ نازش است و منصب وزارت پر ملک عیان لاہین خرد کو جو بندہ اور داماد اُسکے باب کا تھا منصوب کیا اور خطاب خان اعظم الغنای کے سرفراز فرمایا اور حیرت و درباہش و یکہ تمام کام سلطنت اُسکے سپرد کر کے مدار اہتمام کیا اور اپنے چھیرے بھائی خان اعظم شیرخان کو خطاب خان اعظم سے مخاطب فرما کر پنجاب اور ملتان کا حاکم کیا اور سپاہ مغول کے مقابل میں جو غزین اور کابل اور قندھار اور بلخ اور ہرات کے تھی نگاہ رکھا اور حصار بھنیر اور بھٹندہ تعمیر کیا ہو شیرخان کا چرکتے ہیں کہ سلطان ناصر الدین نے تفویض عمارت کیوقت خان اعظم الغنای سے فرمایا کہ میں نے تجھے اپنا نائب کر کے امور سلطنت کا اختیار تیرے ہاتھ میں دیا خبردار ایسا کام نہ کرے کہ گدگاہ بے نیاز میں اُسکی جوادی سے عاجز ہو اور تو اپنے تئیں نجل اور سرسار کرے چنانچہ خان اعظم الغنای اُسی طور سے بنایت کے قواعد اور ملک داری کے آئین کی بنیاد رکھی کہ تمام امور ملکی اُسکے قبضہ اقتدار میں آئے اور کسی کی مجال تصرف کار سلطنت میں نہ رہی اور ماہ جب سال جلوس میں سلطان ناصر الدین خان اعظم الغنای کے استصواب ملتان کی طرف نوح کش ہوا اور غرہ یعنی بلی رخ و قیچہ کو آب لاہور سے عبور کر کے جب آب سورہ کے ساحل پر پہنچا توقف کر کے خان اعظم الغنای کو شک کا سپہ سالار کیا اور کوہ جوہر آب سند کی طرف روانہ کیا اور خان اعظم الغنای نے کوہ جوہر اور تمام بلاد اس نواح کو نصیب و فارت کیا اور کمرون اور ترمودون کو دیا گئے جو سال گذشتہ میں غلو نکور مہری کر کے ولایت ہند میں لائے تھے سب کو تہ تیغ کیا اور عورتوں اور مرد کیوں کو اُسکے اسیر کیا اور جب وہاں سے پلٹ کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان نے قلت علف کے سبب سے عجلت تمام وہی کی طرف مراجعت فرمائی کہتے ہیں ایک جماعت امراء کمن سال کہ سلطان قطب الدین ایک اور سلطان شمس الدین القمش کے عہد سلطنت میں حد و لاہور اور ملتان میں جاگیر رکھتی تھی اور اطاعت جیسی کہ لازم اور لزوم ہو نہیں کرتی تھی اور مغول کی فوج سے مقابلہ اور خفا تیرے پہلو تھی کر کے نفاق کرنے لگی سلطان خان اعظم الغنای کی رائے کے استصواب سے سب کو منصب وزارت سے معذور رکھ کر اپنے ہمراہ وہی لیگیا اور اُنکے فرزندوں اور عزیزوں اور غرضنوں کو اس منصب پر سرفراز کیا اس سبب سے ممانت ملکی اور ملی پنجاب و ملتان نے استقامت تمام ہم ہو پائی بادشاہی اُسکی نے بھی قدرے ددازی پائی اور کتب تواریخ تنقد میں میں مسطور ہے کہ جب اسکندر ذوالقرنین نے اکثر ممالک سے زمین کے سنہریے ہندوستان کی روانگی کی خواہش کی بعضے امرا و اعیان دولت نے طریق بندگی سے باؤں باہر رکھا اور ہر ایک نے دم استقلال سے مارا اسکندر اُنکے علاج میں عاجز رہا عاقبت از مرا غور و تامل بعد اچھی دیر میں اپنے وزیر اور استاد اسطاطالیس کے پاس کہ اُسے ضعف پیری کے سبب اُسکی ملازمت سے تخلف کیا تھا بھیج کر اس جماعت کے بارہ میں تدبیر صاحب پوچی اسطاطالیس نے اچھی کی باتیں گوش ارادت سے سماعت کیں مگر کچھ جواب اُسکے نہ دیا

نہ یا یعنی بلا توقف اس ایچی کو اپنے ہمراہ ایک ایک باغ میں داخل ہوا اور باغبانوں کو حکم دیا کہ اشجار بزرگ سے اکھاڑو اور نہال ہلکے چمکے
 جلتے لٹکتے ٹھکانے جو باغ باغبان اس کے حکم کے موافق کار بند ہوئے اسطرح اسی نے اپنی مجلس کی طرف مراجعت فرمائی اور ایچی اسکندر کے
 مدبر و حاضر ہوا اور عرض کی کہ غلام نے وہ پیغام حکیم کو پہنچا یا ہر چند میں نے سہی کی مجھے جواب نہ دیا نا کام مجھے رخصت کیا اسکندر
 سمجھا کہ حکیم نے اس شخص کو لائی جواب اور سزاوار حکم نہ جان کر کچھ چہرہ کی ہر پھر اس سے پوچھا کہ تو نے عرض پیغام کے بعد حکیم سے
 کیا مشاہدہ کیا اُسے عرض کی کہ میں نے شاہ کا پیغام سنا فوراً ایستادہ ہوا اور اپنے ایک باغ مملوک کی طرف متوجہ ہوا اور مجھے بھی اپنے
 ہمراہ لے گیا اور باغبانوں سے فرمایا کہ بڑے درختوں کو جڑ سے اکھاڑو اور پودے کو چمک اُسی جگہ ٹھکانو اور خود بھی اس کام میں مشغول ہوا
 اور مجھے کچھ جواب نہ دیا اور اپنے مکان پر آکر مجھے رخصت کیا اسکندر نے فرمایا اُس بیچارہ نے جواب شافی کہا ہر اسکی غایت
 تیرے غم میں نہیں آئی پھر اسکے بعد اسکندر نے امراتے متسلط اور شغلب کو مفرول کر کے اُنکے فرزندوں کو اُنکے مقام پر نصب کیا اور اس
 ہم سے کہ تیرے دو محتاجات پانی القصد و سری تاریخ ماہ شعبان ۸۷۰ھ چہرہ ہفتالیس ہجری میں سلطان ناصر الدین نے پھر دو آب کی
 طرف رخصت فرمائی اور قلعہ نیرتھ کو نہایت کوشش سے مفتوح کیا اور اسی سال دسویں ذیقعدہ کو گڑھ کی طرف غریمت کر کے خان
 اعظم الغنایں کو مقدمہ تیر توج کیا اور وہ جلتے ہی موضع دلی لکی کو غارت کر کے خوب لڑا اور اُسکی اولاد اور اسماعیل کو اسیر کر کے مع
 غنائم کثیر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا اور باتفاق دہلی میں مراجعت کی اور یہ دلی لکی راہر آب جو نئے اطراف کا تھا اور سابق
 میں تھا مناس باوشی اُٹھا کر کالنج اور گڑھ مالوہ تک تصرف میں رکھتا تھا اور چھٹی شعبان ۸۷۰ھ چہرہ سو چالیس ہجری میں خان
 اعظم الغنایں کو رن تھہر اور کوہ پایہ میوات پر تعین کیا اور وہ اُس حدود کے متہر و دیکھ گشت ال ویکر مع غنائم بسیار درگاہ میں آیا
 اور اسکا بھائی ایک کشلیخان اسوقت امیر حاجب اور اماد یحانی وکیل اسلطنہ ہوا اور اسی سال سلطان کا بھائی کہ
 جلال الدین تھا اپنی جاگیر سے دلی میں آیا اور متوہم ہو کر کوہ چیتور پہنچا اسکا سلطان اُسکے نقاب میں اس پہاڑ کے دامن تک
 گیا اور سات اٹھ مہینے اس حدود میں استقامت فرمائی جب اسکا قورودہ مقصود پر پہنچا لاچار دلی میں مراجعت کی اور اسی
 سال قاضی عماد الدین سنقر خانی کو ساتھ بعض امور کے متہم کر کے قتل کر دیا اور عماد الدین یحانی کی سعی سے گردن ماری
 اور چہرہ سو سینالیس ہجری میں سلطان خانی الغنایں کو قریب قریب قتل کر دیا اور چہرہ سو وائیس ہجری میں لشکر ملتان کی
 طرف کھینچا اور آب بیاہ کے کنارہ شیر خان حاکم ملتان اور لاہور کا میں چہرہ سو وائیس ہجری میں سلطان کے مقابل یا سلطان
 اس سال کی چھٹی ربیع الاول کو ملتان میں داخل ہوا اور چند روز کے بعد ملک اغوالدین طہن بزرگ صاحب صوبہ ناگور اور اوچہ کو
 اس طرف رخصت کر کے خود دلی کی طرف مراجعت فرمائی اور چہرہ سو وائیس ہجری میں ملک اغوالدین طہن بزرگ صاحب سے
 چہرہ سو وائیس ہجری میں سلطان نے فتنہ کے دفع کیوں اسلئے ناگور کی طرف کوچ کیا اور ملک اغوالدین طہن بزرگ صاحب سے تقاضا نہ لایا اور بارگاہ
 سلطانی میں حاضر ہو کر امان چاہی سلطان نے ترحم ذاتی سے اسکی خطا معاف فرمائی اور اس حدود کی حکومت برستور ارزانی
 رکھی اور مظفر و منصور دہلی میں بارگشت کی اور اسی سال چہرہ سو وائیس ہجری میں ماہ شعبان کو افواج بھر ملاح ہمراہ لیکر قلعہ بڑوہ کی طرف مراجعت
 اور جاہر دیو نے اس فوج میں ایک حصہ جدید بنا کر کے انجام کو پہنچا یا تھا یا پنجرہ سوار اور دو لاکھ پیادہ جہاز سے سلطان کے
 مقابل آیا اور جنگ شدید کے بعد شکست قاضی پا کر مفرور ہوا اور سلطان ناصر الدین نے قلعہ کو محاصرہ کر کے تھوڑے دنوں میں
 مسخر اور مفتوح کیا اور دہلی سے چند یرمی اور مالوہ میں جا کر امراے صاحب اقتدار دہلی مقرر کر کے پھر دہلی میں اسلطنہ
 دہلی میں مراجعت کی اور خان اعظم الغنایں سے اس سفر میں علانیہ جو انہوی اور آثار ہر دانگی کے ظہور میں آئے

اور اسکے بعد شیرخان نے جو چاہا بھائی خان اعظم الغنایں کا چوتھا اور شجاعت اور سخاوت اور عقل کی بڑی من شہرہ آفاق تھا غزنین کو مغلوں نے لیکر چند مدت دیا نکاح خطبہ اور سکھ سلطان ناصر الدین کے نام جاری کیا اور سلطان کے حکم کے موافق مع فوج ملتان سے قلعہ اوچہ کے لینے کی غریمت کی ملک اعز الدین ملہن ہندگ کہ جس سے ترو کے آثار ظاہر ہوتے تھے شیرخان کے وادہ سے ہر سال ہوا اور ہاچار ہو کر ناگور سے اوچہ میں آیا اور حرف و حکایات سے وہ قلعہ شیرخان کے سپرد کر کے سلطان کی خدمت میں گیا اور مرزا حم شاہ سے ولایت بدآؤں کی جاگیر پائی سلطان نے بائیس سو سال سے چھ سو پچاس ہجری میں لاہور کے راستہ سے اوچہ اور ملتان کی طرف کوچ کیا اور اس سفر میں منتظر قلعہ غنایں ولایت سسوان سے اور ملک اعز الدین ملہن ہندگ بدآؤں سے مع افواج آراستہ آب بہار کے ساحل پر سلطان کی ملازمت میں آئے اور ابتدا سے چھ سو کا دون ہجری میں عماد الدین ریحانی جو خان اعظم الغنایں کا دست گرفتہ تھا اور اس وقت بعض بادشاہوں نے موافقت کر کے حسد سے خان اعظم الغنایں کا قاصد جان اور درپے ہلاک ہوا جب اس کام سے کام ہوا سلطان کو یہ عہدداشت کی کہ صلاح دولت کی ای میں ہو کہ خان اعظم الغنایں اپنی جاگیر میں کہ مانی ہو جاوے اور وہاں بود و باش اختیار کرے سلطان نے یہ امر قبول کیا اور خان اعظم مانی گیا اور عماد الدین ریحانی نے اس کے غیبت میں فرصت پائی جو انھیں کہ خان اعظم سے نسبت رکھتے تھے سب کو تغیر اور تبدیل کیا اور ایک کشلیخان کو کرڑہ اور مانگپور کی جاگیر دیکر اس طرف جھست گیا اور ملہن الملک جنیدی کو بود پٹی میں آکر استقامت رکھتا تھا تمام ممالک کا وزیر اعظم کیا اور اعز الدین کشلو خان کو امیر حاجب کیا اور جب وہی میں آیا دست دراز کر کے بادشاہ کے دل کو مشوش کیا اور سلطان اسی سال شوال میں دہلی سے حرکت کر کے آب بہار کے نواح میں گیا اور جب شیرخان ریحانی نے سند بیان ترو سے نہریت کھائی تھی عماد الدین کی اغوا سے فوج کثیر بھیج کر قلعہ جھنڈہ اور اوچہ اور ملتان کو شیرخان کے گارندوں کے ہاتھ سے برآوردہ کر کے اور اسلخان کے حوالہ کر کے مراجعت کی اور اسی عرصہ میں جب ملک اعز الدین ملہن نے حالت مستی میں زمینداران کھستیل اور کھرام کے ہاتھ سے شہادت چکھا سلطان نے انتقام کیواسطے اس طرف نہضت فرمائی اور تروان کو سزا دی اس کے بعد بدآؤں میں گیا پھر چند روز کے بعد مرکز خلافت میں معاہدات کی اس وقت امرے اطراف کو جو اسب خصوصاً کرڑہ اور مانگپور اور اوچہ اور بدآؤں و سرحد و سنام و کھرام دلاہور و سواک و ناگور نے آپس میں موافقت کر کے خان اعظم الغنایں کو بیغام دیا کہ ملک کے انتظام میں بالکل فتور واقع ہو اور عماد الدین ریحانی نے غلام و چور کا کوئی طریقہ نہیں چھوڑا مناسب وہ ہو کہ اور خلافت دہلی میں جا کر بدستور سابق رہائے مہات کو انجام دیکھے خان اعظم الغنایں نے یہ بات قبول کر کے یکتین کھرام کی نواح میں ایک جگہ جمع ہوئے اور عماد الدین ریحانی نے سلطان کو ان کے دفع پر آمادہ کیا کہ ان کے دفع کیواسطے روانہ ہوا جب جھانسی کے قریب پہونچا خان اعظم الغنایں اور امرے مذکور نے بیغام دیا کہ ہم سب آپ کے غلام فرمانبردار ہیں اگر عماد الدین ریحانی ملازمت میں نہ رہے ہم سب قدسوس میں مشرف ہوں سلطان نے عماد الدین ریحانی کو عہدہ وکالت سے معزول کر کے بدآؤں کی جاگیر پر بھیجا پھر جمیع اہل خدمت سلطان میں حاضر ہوئے اور خلعت شہانہ سے تعلق ہو کر سر فراری پائی اور ملک جلال الدین خانی کہ ترکان خواجہ تاش سے تھا حکومت لاہور پر منصوب ہوا اور شیرخان بدستور سابق دیپالپور و ملتان بھنیر و جھنڈہ اور اسکے مضافات پر مقرر ہوا سلطان مقضی الامام ہو کر دہلی میں داخل ہوا اور خان اعظم الغنایں کے آنے سے صغیر و کبیرا نے داخل خوشوقت ہوئے اور ان کے دل کے باغ میں گلہاے مراد شکفتہ ہوئے اور یہ جگہ چھو تر بہن ہجری میں سلطان کا مزاج اپنی والدہ ملکہ جہان سے جو قلعہ غنایں کے نکاح میں تھی منصرف ہوا ولایت اودھ قلعہ غنایں کی قریب دیکر اس طرف رخصت فرمایا اور تھوڑے عرصہ میں وہاں سے بھی تبدیل کر کے ہراج بھیجا قلعہ غنایں باغی ہوا اور عماد الدین ریحانی لاہور

ملک اغوالدین کشلیخان حاکم سند اور بعض امراء دیگر نے اسے ہواقت کی اور سلطان نے خان اعظم الغنایں کو قتلخان کے سربراہ اور ملک تلج الدین ترک کو عداد الدین ریجانی کے سربراہ نامزد کیا اور عداد الدین جنگ کے بعد اسیر اور قتل ہوا اور قتلخان نے خان اعظم الغنایں کے مقابلے سے بھاگ کر حیدر پور میں دم لیا خان اعظم خان نے اس ناچہ کو غارت کر کے دہلی میں ہرجعت کی اور ۵۷۵ھ چھ سو پچیس میں جہینو کا راجہ بیال نام قتلخان کی کمک کیواسطے بہت لوگ فراہم کر کے کشلیخان حاکم سند کے پاس گیا اور دونوں متفق ہو کر حوالی سمانہ اور کرام میں ان کے داخل اندر ہوئے سلطان نے پھر اغوالدین الغنایں اور کشلیخان حاجب کو مع افواج گران ان کے سر پر تعین فرمایا جب فرنگین کجاہم ہوئے دہلی سے شل شیخ الاسلام حضرت خواجہ قطب الدین اور قاضی شمس الدین ہراچی نے پوشیدہ خطوط بھیج کر قتلخان اور کشلیخان کو دہلی کے آنے اور شہر پخت کی تحریص کی اور دہلی کے باشندوں کو ان کی معیت پر ترغیب دی الغنایں نے ان کے کیر پر کاجی پانی ایک عرصہ امت میں کیفیت مفصل لکھ کر دہلی کی طرف روانہ کی سلطان نے اس جماعت کو اپنی اپنی جاگیر و نکی روانگی کا حکم دیا اور قہوے سب کو قید کیا اس حال میں قتلخان و کشلیخان باہمی روزگار سے غافل ہو کر دوزخ میں سوگوس کی مسافت قطع کر کے دہلی میں آئے جب اس جماعت کو دہلی میں نہ پایا وہ سب متفرق ہوئے کشلیخان سندھ میں جا کر خان اعظم الغنایں کے ذریعہ سے پھر دہلی کی حکومت پر قائم ہوا اور احوال قتلخان کا معلوم ہوا کہ کہاں گیا اور اس سال کے آخر لشکر مغول کثرت سے اوچھڑا اور ملتان کی فوج میں آیا سلطان نے ان کے دفع کا آئینہ کر کے سر پر صے سرخ برپا کیے چار مہینے کے بعد افواج جمع ہو کر کوچ برکوح روانہ ہوئیں اور غلجکا لشکر بنا جنگ بھاگا سلطان نے بھی معادوت فرمائی اور پنجاب شیرخانے تفویض کیا اور ملک جلال الدین کو لکھنوتی کی حکومت پر مقرر فرما دیا ۵۷۷ھ چھ سو چھپیس پھر پھر سلطان نے عثمان غریب کراہ مانیکور کی طرف معطوف فرمائی اور سلخان اور قلیچ خان کہ اس طرف بغاوت کا نام بلند کر کے باوصف طلب سفر مغول میں حاضر ہوئے تھے عہد و سوگند کر کے سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلخان کو مالک لکھنوتی اور قلیچ خان کو کوہ پابہ مرحمت ہوا اور ۵۷۸ھ چھ سو ستاون ہجری میں کشلیخان بلوچستان کا خان اور ۵۷۹ھ چھ سو ستاون ہجری میں قتلخان کو مالک لکھنوتی پر فائز ہوا اور اس سال دوزخ پریل اور جواہر و افراد پر چڑھتا لکھنوتی سے آیا اور اسی سال ملک اغوالدین کشلیخان فوت ہوا اور ۵۸۰ھ چھ سو اٹھاون ہجری میں اعظم الغنایں سلطان کے حکم کے موافق کوہ پابہ اور سواک اور رن تھجور کی طرف فوج کش ہوا اور راجہاے راجپوت اور میوات اور سواک کہ اس عرصہ میں سرکشی کی بنیاد رکھ کر سوار اور پیادہ کثرت سے جمع کر کے باہرے سخت اور شہوانہ گزاردین وارو ہوئے تھے الغنایں نے آگ و غصہ کی ان کے مضامین میں ڈال کر کوئی دقیقہ خرابی سے بچھوڑا اور ان درون کے توڑنے میں جہاں انھوں نے کمین گاہ مقرر کی تھی داخل ہوا اور تین چار مہینے اوقات ان کی جنگ میں صرف کی جو کفار باہر مقاموں میں چھپے تھے کہ سواران لشکر اسلام کا گذر محال تھا اس واسطے خان اعظم الغنایں نے اپنے اردو میں سادوی فرمائی کہ جو شخص مروم مخالف کو زندہ اسیر کر لائے گا دو تہ نہ نقرہ انعام پائیگا اور جو مقتول مردہ کا سر کاٹ لائے گا ایک تہ نہ نقرہ پائیگا پھر تو مردمان اردو ہر روز تین چار سو آدمی انہیں سے الغنایں کی بارگاہ میں زندہ اور مردہ نظر سے گزرتے تھے اور زانعام خزانہ سے لیکر پھر اپنے کام میں مصروف ہوتے تھے یعنی معہ مردوں کے خمس اور گہ قناری میں روانہ ہوتے تھے راجاؤں نے جب یہ معاملہ دیکھا محزون اور غمگین ہو کر ان درون اور کمین گاہوں سے برآمد ہوئے اور افواج آراستہ کر کے میدان میں شتابان ہوئے اور خان اعظم الغنایں نے بھی ترتیب سپاہ ہمت مقرر کر کے میمنہ اور مصیرہ اور قنب اور مقدمہ آراستہ کی اور حکم جنگ دیکر صبح سے عصر کے وقت تک دعائیں مشغول رہا اور ہواؤں کے چندا ملے ترک اس معرکہ میں شہادت پا کر زندہ جاوید ہوئے آخر نیم فتح و ظفر خان اعظم الغنایں کے نشان کی

پہرچم پر چلی اور دوسو پچاس سوار کفار اور منصب دارانکے زندہ و شکر ہوئے اور قلعہ بن بھبور کو جو محاصرہ کیے تھے اُسے مفتوح کیا پھر
 انہیں اور شوکت سے دہلی میں مراجعت کی اور ایک جماعت سرداران کفرہ کو جو طوق درنجیر میں زندہ ہمراہ رکھتا تھا سلطان کے
 ملاحظہ میں درنا یا سلطان نے اس جماعت کے قتل کے واسطے اشارہ کیا شہر دہلی کے راستہ اور بازاروں میں ہر ایک دوسری
 طرح سے معرض ہلاکت میں آئے اور ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں ایلچی ہلاکو خان کی طرف سے حوالی دہلی میں ہونیکا خان اعظم النخاں نے
 پچاس ہزار سوار با براق عرب اور عجم اور ترک اور خلع اور افغانی اور دولاکھ پیادہ بہ تمامی سلاح اور دوی ہزار قیل اور تین ہزار عوادہ
 آتشباری شہر سے باہر لہجا کر ایلچی کے ہمراہ پروا سطر عرض اٹانہ سلطنت ایستادہ کیا اور آواز طبل اور دھن اور کرنا اور نغمہ اور نعرہ
 پیلان اور گھوڑوں کی ہینا ہٹ اور اسلحہ بہادر و نکلے چکنے سے علامتیں روز قیامت کی ظاہر ہوئیں کوش فلک گر ہوئے کچھ زمان اعظم النخاں
 ایک تیر کے اندازہ راہ سے افواج سے جدا ہو کر ایلچی کے استقبال کو گیا اور دوسرا ان صفوں کے گذر کر کے فیلول اور ہزاروں کا تماشا دکھاتے
 ہوئے قہر سفید میں ناصر الدین سلطان کے رو برو لایا اور اس روز قہر سلطنت نے تجملات بادشاہانہ زریں و سیمین سے زیب و زینت پائی
 تھی اور صد و رسادات اور سنارخ اور امر اسے نامدار اور کچیس شہنشاہ زادہ عراق اور خراسان اور ماوراء النہر کے چنگیز خان کے عہد میں دربار
 میں آئے تھے اور سلطان کینج دست میں لبر لہجہ تھے اور بہت سے راسے اور راسے زاوے ہندوستان کے دست بستہ تخت کے گرد اگر
 ایستادہ تھے اور قاضی منہاج جرجانی نے اس جشن کی تعریف میں یہ چند بیت موزون کی تھیں نظم زیب خشنہ کزان اطراف جان
 خلد برین گشتہ بن خیمہ بزمے کزان الکاف عدل رہیں گشتہ زفر ناطر لدین شاہ محمودین التمش ملک نروش دعا خواند فلک
 بیشش زمین گشتہ شہنشاہیہ کہ در عالم زلفی فضل ربانی پسر لے جبر شہابی لانی تخت و نگین گشتہ زرترب و سناور دم و آئین
 نشاط او تو کفتی عرصہ دہلی بہشت شہنشین گشتہ مبارکباد بر اسلام این بزم شہ عالم بکزمین ترتیب ہندوستان جیسے خوشتر
 رحمت گشتہ تاریخ نظام الدین احمدین مسطور ہو کہ ناصر الدین ہر ایک سال میں دو کلام مجید لکھتا تھا اور زریں اسکا اپنی وجہ قوت
 خاص میں صرف کرتا تھا ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک قرآن شریف جو سلطان کا لکھا ہوا تھا ایک امیر نے زریں اسکا زیا
 دیا جب سلطان اس معاملہ سے آگاہ ہوا اُسے خوش نہ آیا حکم کیا کہ یہ میری کتابت پوشیدہ یقیمت متعارف فروخت کرتے رہیں
 اور یہ بھی مقول ہو کہ سلطان کوئی نوڈی اور خادوہ منکوہ کے سوانہ رکھتا تھا اور وہ سلطان کے واسطے خاصہ بکائی تھی
 ایک روز سلطان سے یگم صاحبہ نے عرض کی کہ روٹی پکانے کے سبب میں ہمیشہ ایذا اٹھاتی ہوں اور ہاتھ میرے اکثر جلے ہیں
 اگر سلطان عالم ایک کنیز روٹی پکانے کے واسطے خریدیں میں مناسب ہو سلطان نے در جواب فرمایا کہ بیت المال حق بندگان خدا ہے
 مجھے نہیں ہونچتا ہو کہ وہاں سے درم لیکر نوڈی خریدوں صبر کر کہ حق سبحانہ تعالیٰ تجھے آخرت میں خیر دیوے بیت جہان خواہست
 پیش چشم بیدار بنجوابے دل نہ بند و دوشیارہ ایک روز کا مذکور ہو کہ ایک شخص قرآن مجید کی تلاوت کیوقت سلطان کی خدمت با بیت
 میں حاضر ہوا اور نظر اسکی قرآن مجید کے ایک مقام پر پڑی کہ فیہ کبر لکھا تھا اُسے سلطان سے عرض کی کہ ایک فیہ زیادہ سلطان
 فوراً ادوات و قلم طلب کر کے ایک فیہ کے دور میں حلقہ کھینچا پھر اس شخص کی حاجت روائی اور فائز المرام کر کے اُسے خوشدلی سے
 بخشیت کیا اور اُسکے جانبیکے بعد قلمتہ اش لیکر اس حلقہ کو تراشا اسوقت ایک غلام حاضر تھا عرض کی کہ حلقہ کھینچنے کی کیا وجہ تھی
 اور مجھ حک کہ نیک کیا سبب تھا سلطان نے ارشاد کیا وہ محتاج آیا تھا اگر اس دم میں کہتا غلام نہیں جو دل عیسیٰ کا ظاہر
 ہو تا دوسرے فرزندہ ہوتا اسواسطے میں نے حلقہ کھینچا اور پھر دور کیا کہ تم کا غدھا ک کرنی بہت آسان ہو حکم عباد اسکی ورت سے کہ کسی
 لبر بیٹھے اور بھی شہر ہو کہ سلطان ناصر الدین کا ایک مضاف تھا نام اور سلطان کی یہ عادت تھی کہ اسے مجید لکھ پکارتا ناگاہ ایک

روز اُس صاحب فرمایا کہ تاج الدین فلان کام کر ندیم نے حکم کے موافق عمل کیا اور حکم کے قرائع کے بعد اپنے مکان پر گیا تین روز
 تک سلطان کی ملازمت میں نہ حاضر ہوا سلطان نے آدمی اسکی طلب کو بھیجا جب دربار میں حاضر آیا سبب غیر حاضری کا استفسار
 فرمایا ندیم نے عرض کی خداوند جہان کی عذرا نہ ہو مجھے حضرت ہمیشہ میرا نام محمد لیکھا رشاد فرماتے تھے اس روز خلاف عادت تلج الدین خطاب
 کرنے سے فدوی کو یقین ہوا کہ اس حاکمی دولت کی نسبت مزاج سلطانی میں کچھ تغیر ظہور میں آیا ہے جو بیگانہ دار لقب سے بلایا جاساں سر کے
 وقوع سے فدوی تین روز تک بیتاب اور سبقتا افتادہ رہا سلطان نے قسم یاد کر کے فرمایا کہ میں تیری طرف سے کچھ گائی اپنی خاطر فیض مقابل
 میں نہیں رکھتا لیکن اسوقت میں بے وضو تھا مجھے شرم آئی کہ بے وضو ام مبارک محمد علی علیہ السلام کا زبان پر کیا جاری کروں ہوسٹے
 کچھ لقب تلج الدین بلایا اور ۶۳۳ھ چھ سو ترستھ ہجری میں ناصر الدین مرض الموت میں مبتلا ہوا اور کیا رصوبہ جمادی الاول ۶۳۳ھ
 چھ سو چھترستھ ہجری میں داروینیا سے دارالبقا کی طرف انتقال کیا سلطان ناصر الدین کی مدت سلطنت میں برس اور چھ مہینے تھے ذکر
 سلطنت سلطان فردوس شمس سلطان غیاث الدین بلبن کا وہ شاہ فرخندہ آثار اور بادشاہ مولیت
 شعار تھا اور ساتھ محاصرہ خضائل اور محاسن شمال کے آراستہ و پیراستہ تھا بہت طالع و بخت بادشاہی اور فتح کز نیکخواہی اور
 سلطان غیاث الدین بلبن ترکان فراخطائی سے ہوا و رطائف الہری سے ایک سوداگر اسکو مغلوں کے ہاتھ سے کہ اس دیار پر
 غلبہ پا کر اسیر کیا تھا خبر پر کر کے بعد ازین لاسکا باپ ایک قبیلہ کا کہ آئین و س ہزار دکان آباد تھے سردار تھا اور بعد از خواجہ جمال الدین
 کہ ساتھ تقویٰ اور دیانت کے مشاہیر وقت سے تھا ۶۳۳ھ چھ سو تیس میں اُسے خبر دی کہ سلطان شمس الدین التمش بھی اُس
 اس قبیلہ سے تھا ترقی کی امید میں اسی سال دار السلطنت دہلی کی طرف روانہ ہو کر سلطان غیاث الدین بلبن کو مع اور چند غلام
 ترک سلطان شمس الدین کے ملاحظہ میں گذرانا سلطان نے انھیں قیمت اعلیٰ خرید کیا اور اسقدر خواجہ جمال الدین بصری کو موروثی نام
 اور مہدراکرام فرمایا کہ مقضی المرام ہو کر بعد ازین معادوت کی سلطان شمس الدین التمش نے آثار شہامت اور مردانی سامان
 غیاث الدین سے مشاہدہ فرما کر بازدار خاص کیا اور قصائے آسمانی سے اپنے بھائی کشانی نکو جو سلطانی ملازمت میں نہایت اعتبار
 رکھتا تھا پہچانا اس تقریب نہایت صاحب عزت ہو کر مشاہیر درگاہ سے ہوا اور سلطان کن الدین کے عہد میں تمام ترکان ہندوستان کو
 ہمراہ لیکر پنجاب کے نواح میں گیا اور بغاوت اختیار کی اور سلطان رضیہ کے عہد میں جب ترکوں دہلی کے اطراف میں آکر اُسکے
 درمیان میں سنگ تفرقہ و آباد شاہ غیاث الدین بلبن اُسکے پنجہ ظلم و گرفتار ہو کر مجبوس ہوا اور حکمت انہی اس مقیدی میں تھی تو مصیبتیں
 آور مجتہد جو نکی قدر چچانے اور سلطان رضیہ کے عہد میں زندان سے رہائی پا کر اُسکا میر شکار ہوا اور میر شکار ہونے سے یہ اشارہ تھا
 کہ عالم اسکا حید ہو گا اور سلطان معز الدین بہرام شاہ کے زمانہ میں عہدہ امیر آفریدی پر منصوب ہوا اس سے آیا یہ تھا کہ مرکب دولت کو
 زبردان چھینے لگا پھر بعد الدین سنہ رومی امیر حاجب کی دستگیری سے امیر کبیر ہوا اور پرگنہ لائسی اور دیواری جاگیر پایا اور میوات کے
 کفار کو جو کم کش تھے اور راؤنگ دہلی پر تاخت لاکر بہت خرابیاں کرتے تھے زیر کیا اس سبب سے آوازہ شجاعت اور اُسکی مروائی کا منتشر
 ہوا اور روز بروز دولت اُسکی ترقی میں تھی یہاں تک کہ مشورۃ چھ سو بیالیس ہجری میں اور سلطان علاء الدین مسعود کے عہد میں
 امیر حاجب ہوا اور کارہائے تابان اُس سے ظہور میں آئے اور سلطان ناصر الدین محمود شاہ کے زمانے میں منصب
 امور مالی اور ملکی کا ساتھ اُسکے مفوض ہوا اسطور کا صاحب جاہ ہوا کہ اُس سے سلطنت تک چند ان فاصلہ نہ رہا اور
 سلطان ناصر الدین کو بادشاہی سے بھی ایک نام باقی رہا تھا اور اُسکے فوت ہونے کے بعد وہ ملا فاضلہ صفیدین تخت دہلی پر
 شکن ہوا اور خاص و عام اُسکی بادشاہت سے راضی اور شاکر ہوئے اور جو تواریخ میں چند شخص کو ساتھ لقب بلبن کے ذکر کیا ہے

ہو سکتا ہو کہ بلین ایک گروہ ترکوں سے ہو وین و اسلم عند اللہ سلطان شمس الدین التمش جالین غلام ترک روشناس اور صاحب
اعتبار کہتا تھا انکو چل گئی کہتے تھے سلطان شمس الدین کی فوت کے بعد ایک مجلس میں جمع ہو کر ہم عند اللہ ہم کو گندہ ہونے اور مملکت
ہند اسیں تقسیم کی اور کوئٹہ میں خواجہ تاش مشہور ہوئے لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد ایک دوسرے سے فروتنی مینوب جانکر ہر ایک لاف
اندا لاغیر جی یعنی ہمارے سوا دوسرا نہیں مارتے تھے اور جو کہ سلطان غیاث الدین بلین جہاں سے تخت بادشاہ ہوا اول تھوڑے
نہ کان خواجہ تاش کو جو اتنے قتال تام رکھتے تھے اور اُسے در تانھا فیست و نابو کیا یہاں تک کہ اپنے حجرے بھائی شیرخان کو جو بندگان
خواجہ تاش کے درمیان میں اس سے کوئی برگزینہ تھا فقار بن زہر و دیگر ملاک کیا اور تھوڑے عرصہ میں سلطنت ہند کو ضبط کیا اور دشمنوں اور
مخالفوں سے ایک اثر نہ چھوڑا اور بادشاہ عظیم الشان ہوا چنانچہ سلاطین عراق اور خراسان اور ماوراء النہر اس سے طریق دوستی
تاپتے تھے اور وہ دانا و صاحب وقار اور صاحب تجربہ تھا چنانچہ نگار باہر سلطنت کو سنجیدگی اور فہمیدگی سے انجام دیتا تھا نظم
یہ نیکو متاعیت کا آگاہی و مبادا زمین نقد عالم تھی کہ سے سربراہ و بھلا مہندہ کہ در کار عالم بود ہو شہدہ کا مملکت کو سوسا
اکا برادر مردم دانا کے نہ سپرد کرتا اور اول کو کاموں میں دخل نہ دیتا اور جنگ صلاح و تقویٰ اور پابست کشنی شخص کی شخص ہوتی
تخل اور عمل نہ فرماتا اور سب کی تصحیح میں بھی مبالغہ بلیغ اور نقص کثیر کرتا اور شغل اور عمل سپرد کرنے کے بعد کسی میں نقص ذاتی اور وفائی
کا گمان ہوتا تو فوراً مغفول کرتا اور کفار سے ہرگز عہدہ اور عمل رجوت نہ کرتا کہ مبادا مسلمانوں سے بغاوتی تسلط پیش آوین اور
آخر ایام بادشاہی تک کہ بائیس برس کا زمانہ گذرا تھا ابراہیل اور گیارہم سے کبھی ہم کلام نہ ہوا اور مسخرہ کو اپنے دربار میں بار نہ دیا
کیتہ میں مخدومانی نام ایک رئیس نے کہ بزدل خدمت مذکور کی تھی ایک قربان مد گاہ سے مال کثیر بدل کر کے ملتی ہوا کہ اگر بادشاہ
ایک مرتبہ ساتھ اس کے ہمزبانی فرما دے مال وافر نقد و جنس سے نیکیش کرے جب یہ امر سلطان کے سمع مبارک میں پہنچا فرمایا کہ وہ رئیس
اور امیر بازار جو سلطان کے خیربان ہونے سے مہابت بادشاہی دل میں عوام کے کم ہوئی اور شہت و عظمت میں نقصان راہ پاد یجا
اور ملحقات طبقات ناصری میں جو مصنفہ فرسخ میں الدین پیر پوری جو مرقوم ہو کہ سلطان غیاث الدین کو یہی دولت اور عادت
کافی ہو کہ حاج بادشاہ اور بادشاہ ہزاروں سے جو سلاطین ماضیہ کے عہد میں ہند میں تشریف لائے تھے ہندو بادشاہ ہزاروں
کرستان اور ماوراء النہر و خراسان اور عراق اور آذربائیجان اور فارس اور روم و شام سے جو سپاہ جنگیز یہاں سے ظلم سے
اپنے مرکز دولت سے پر گندہ ہو کر اسکے عہد و دولت میں رہتی ہیں چوٹے تھے ہر ایک فرس عزت اور سرداری پر متمکن ہو کر
سناہت ذوق و شوق سے تخت کے روبرو دست بستہ کھڑے رہتے تھے لیکن دو شاہزادہ کہ پاس تخت پر بیٹھتے تھے وہ دونوں
خلفائے عباسی کی اولاد سے تھے اور جسوقت بادشاہزادگان و لایات اور بزرگان وقت سے اسکے عہد میں ہند میں آتے تھے
سلطان انھما رہنشاہت کر کے شکر لکھی بجا لاتا تھا اور ہر ایک کو عہدہ محلہ مقرر کرتا تھا جس طرح سے کہ وہی میں پندرہ محلہ آباد ہو
تھے انکی تفصیل یہ ہے محلہ عباسی محلہ سنجر محلہ خوارزم شاہی محلہ و ملی محلہ علوی محلہ اتابکی محلہ غوری محلہ چنگیزی محلہ رومی
محلہ سنقری محلہ مینی محلہ موصلی محلہ سمرقندی محلہ کاشغری محلہ طائی اور اس سب سے کہ زبده اور سب اور خلاصہ عالم اصحاب
سیف و قلم اور سازندہ اور خواندہ و ارباب ہنر کے ریح سکون میں عیدیں اور نظیر نہ رکھتے تھے اسکے دربار میں جمع ہوتے
تھے اسکی درگاہ کو درگاہ محمودی اور سنجر پر جمع دیتے تھے کچھ ہیں جسے شہاد اور فہم اور کلاما و مشائخ اسکے سے
بیٹے مشہور خان غنید کے مکان میں مجتمع ہوتے تھے اور ارباب فشا اور اہل ساز و عشرت اور قصہ خوان اور
خوش طبع اور ظریف اور ہزل اور ضحاک اسکے دوسرے فرزند قراخان کی مجلس میں حاضر ہو کر ہر مشاہدہ آہستہ کہتے تھے

اور سبھ کی مصطفیٰ سے رنگ عم آئینہ خاطر کے چہرہ سے دفع کرتے تھے اور مقتضائے الناس علی دین لہم جمیع اطراف اعیان دولت بھلی بنی منازل اور ساکنین ان دونوں بجائیوں کے شیوہ ستودہ پر عمل کرتے تھے سلطان غیاث الدین بلبن لاش لباس اور لوازم عظمت و شوکت ہر کو کو بہ بادشاہی میں مبالغہ کرتا تھا اور ہیبت تمام سے بارعام دیتا تھا چنانچہ بندو نکا اسکے چہرہ کے مشاہدہ سے زہرہ آب پڑتا تھا اور اسکی شکوہ اور عظمت اور جلال سے ستمزدان دور و نزدیک کے اندام پر لرزہ پڑتا تھا اور سواری کے دن پانسو سیستانی اور غوری اور خندزی اور گرو اور اور عرب شمشیر ہاتے برہنہ دوش پر رکھے ہوئے وضع ہیبت کے ساتھ پیادہ جوش و خروش کرتے ہوئے اسکی رکاب میں جاتے تھے اور مجلس جن کو بھی تکلف سے آراستہ کرتا تھا اور ایام عید و نوروز کو بادشاہان عجم کے طور پر لباس بجا تا تھا اور ایام جشن میں صبح سے شام تک مجلس میں اجلاس کرتا تھا اور نذرین و پیشکشیں جوانین اور امرا کی نظر سے گذرتی تھیں مقرران مجلس کے صفات پسندیدہ اور خدایات شائستہ کو معروض رکھتے تھے اور فروش و منتفش اور استعمال انوی طلا و نقرہ اور پردہائے زربانت اور انواع فواکہ اور اطعمہ اور شراب اور قبول میں مبالغہ کرتا تھا اور بار بار کہتا تھا میں نے ترکوں سے جو سلطان شمس الدین لٹمیش کی مجلس میں اعتبار تام رکھتے تھے سنا ہے کہ جو بادشاہ کہ ترتیب دربار اور بدبہ سواری میں سہمیں اور قاعدے سلطنت کی رعایت کیے ہوئے نہ رکھے اس جسیمت بادشاہی مشاہدہ نہیں ہوتی اور ہیبت اسکی و شنان شاہ کے ولیوں نہیں سچی اور نقصان مملکت میں ظاہر آتا ہے اور سبھ سے عدل اور داد میں نہایت مبالغہ کرتا تھا اسکی عدالت کا یہ شہہ ہے کہ تھے ہیں ملک تعین ابن جادار جو ایک بزرگ سے تھا اور چار ہزار سوار خاصہ رکھتا تھا اور ولایت بد اوں اسکی جاگیر میں تھی بدستی کی حالت میں ایک فراراش کو دورہ کی ضرب سے ہلاک کیا چند مدت کے بعد سلطان غیاث الدین بلبن بد اوں میں گیا فراراش کی زوہدہ و بارعام میں آکر فریادی ہوئی سلطان نے بعد ثبوت جرم کے ملک تعین کو اس ستم رسیدہ کے روبرو اسقدر درے لگوائے کہ اسکے شوہر سے جا ملا اور لاش اسکی بد اوں کے حدود آ رہی اور زبان کی اور اسی طور سے اسکی ایک غلام صاحب اعتبار نے کہ حسب کا نام ہیبت خان اور جاگیر اسکی اودھ تھی اسے بھی ایک شخص کو حالت بدستی میں ہلاک کیا اسکی زوہدہ و ادخواہ ہوئی سلطان غیاث الدین بلبن نے ہیبت خان کو پانسو درے مار کر اس عورت کو بھٹا اور فرمایا کہ آج تک میرا غلام تھا اب تیرا مملوک ہوا تجھے اسکی قتل اور ربائی کا اختیار ہو ہیبت خان نے ایک جماعت کا ذریعہ بعد تصدیق و زاری مبلغ ایک لاکھ روپیہ اس ضعیفہ کو دیکر اپنے نہیں رکھ کر یا پھر اس حادثہ کے بعد غیرت سے اپنے مکان سے باہر نہ آیا یہاں تک کہ مر گیا سلطان غیاث الدین بلبن اپنے فرزندوں سے کہتا تھا کہ سلطان شمس الدین لٹمیش فرما تا تھا کہ میں نے دو مرتبہ سید سہارک غزنوی سے مجلس سلطان مغزا الدین محمد بن بہا الدین سام میں سنا ہے کہ کتنا تھا کہ اکثر جو کچھ بادشاہ کرتے ہیں تمام انہماک بخدا ہے اور بخلان منت محمد مصطفیٰ صلی علیہ وآلہ وسلم ہے اور نجات الکی آتش و دوزخ سے چار چیز میں مقصور ہے جو اس میں بھی خلل واقع ہو یقین ہے کہ عقوبت کا سزاوارتر اسے کوئی نہ ہو گا اول وہ کہ بادشاہ کو لازم ہے کہ فرار و سطوت اپنے کو اپنے محل پر مصروف رکھے اور خلق کی رفاہیت اور خوف خدا کے سوا اسکے مد نظر نہ رہے دوسرے فسق و فجور غلامیہ اپنے مالک میں واقع نہ ہوئے سبارہ میں سعی بلیغ فرما دے اور فاسقون و بیباکون کو غور اور ذلیل رکھے تیسرے یہ کہ شغل اور عمل مردم دانا اور رستہ دور دیانت دانا اور خدا ترس کے تقویٰ میں فرما دے اور مردم بد اعتقاد کو اپنے ملک میں جگہ نہ دے جو باعث اختلال عقیدہ خلق ہوں جو تھے یہ کہ عدالت اور داد ہی مردم اس وجہ سے تفسار کرے کہ ظلم و تعدی کا آثار اسکے مالک محروسہ میں نہ رہے ہیبت پایدار ہی بعدل و داد و بود و ظلم و شاہی چراغ و داد و بود پس تم میرے فرزند اور حکم گوشہ یقین جانو کہ اگر تم عاجز و سیر کسی کے ظلم اور تعدی روا رکھو گے میں سزا اسکی تمہیں دینگا اور جبوقت کہ بادشاہ سلطان غیاث الدین بلبن بر سر سرب و پایا

یا پل یا خلیس یا خلا کے پہنچنا اس مقام میں توقف کرنا اور امر اور ارکان دولت کو مقرر کرنا کہ دو لکڑیاں یا تھمن لیکر ہتھام کرتے تھے اور اول مر فیضوں اور ضعیفوں اور عورات اور اطفال اور چار پائیوں لاغر کو بے مزاحمت آویا کے ہتھام جو خاک سے پاراتا کرتے تھے سکے بعد اپنے تمام دوا بے نیل اور اسپرٹس وغیرہ کو پارا تارتے تھے اور آپ ایسے مقام میں چند روز توقف کرتا تھا تو خلاق آسمانی اور آرام سے عبور کے سلطان عیناٹ الدین بلبن ایام خانہ میں سے نوشی اور شنبو کی آراستگی اور امر و ملوک کی صفائی اور قمار بازی اور زراعت مجلس کے تیار کرنے میں رغبت تمام رکھتا تھا اور ہیشہ کی مجلس میں مصاحبان شیریں سخن اور مطربان خوش آواز حاضر رہتے تھے لیکن تخت سلطنت پر بیٹھنے کے بعد ان اعمال کے گرد نہ بھرا اور نام شرب اور تمام منہا ہی کا سلطنت سے نابوکیا اور صیام اور نوافل اور قیام شب اور موافقت جماعت اور نماز اشراق اور چاشت اور مسجد میں مشغول رہتا اور ہر وقت با وضو رہتا اور علما و صلحا کے حضور ہاتھ طعام میں نہ کیجا تا اور خاصہ تناول کرتے وقت علمائے سائل شرعی تحقیق کرتا اور امر اور بربرگوئے مکار تو سب جاتا اور نماز جمعہ کے بعد شہنشاہ اور علمائے مکان پر شل شیخ برہان الدین بلخی اور مولانا سراج الدین سنجر اور مولانا نجم الدین و شقی جاتا اور بہت سی تعظیم کرتا اور زیارت قبر ذی کرتا اور اکابر کے جنازہ پر حاضر ہوتا اور تعزیت کو جاتا اور میت کے فرزندوں اور عزیزوں کو خلعت عنایت فرماتا اور وظیفہ کا اسکے دارنوبہر مقرر اور رجال رکھتا اور گریہ کرتا اور باوجود اس شمت اور دیدہ کے اگر سواری کی موت خبر پاتا کہ فلان مقام میں مجلس عظمیٰ کی موت خانہ زمین سے اتر کر مجلس میں شریک ہوتا اور تذکرہ سنکر روتا نظم فرمائی اور انجا خواست کہ جہانزادہ ابدل و علم آراستہ روز خلوت کلیم پوشیدی بناموینا زکو شیدی ہر وی برریگ و دل چودگیگ بکوش : دل سخن گستر زبان خاموش : تا بدیدی و ش بدیدہ راز : و بدینہای این شیب و فراز : کہتے ہیں کوئی خدمتگار ان قدیم سے جو اسکے محرم مجلس خاص تھے اسے کیسے وقت بیکلام اور بے موزہ نہ دیکھتے اور کبھی مجلس میں ہفتہ مار کر نہ ہشتا اور کہتا تھا جس قدر عیب و بیہیت و قار و ٹکین بادشاہ سے خلاق کے لبین اگتا جو اس قدر سیاست سے نہیں روئیدہ ہوتا : اور بادشاہ میں بیہیت کا نمونہ عیالی کی سرکشی اور طعنان کا سبب ہوتا ہو اگر بادشاہ ایسا کرے مدت تک تخت پر رہتا : اور جو نہیں کرتا بہت عرصہ نہ گزرے کہ نقصان اور تحمل واقع ہوا اور فتنہ و فساد طور میں آوین اور عدالت کے قواعد مختل اور ظلم اور تعدی کے دروازے مفتوح ہوں اور باوصف ان تمام کمال اور افعالی حسنہ کے قہر اور سیاست میں اہل طغیان کا فرو مسلمان سے ہرگز مہابانہ کرتا اور قتل کرنے اور زود کو ب اور گرفتاری میں بہ نظر صلاح ملک اٹھ مشہور خواہ غیر شروع ہوں آسین کی نہ کہ تاجیسا کہ بہت سی اولاد سی کو سلطان اپنی سلطنت کی حدود جانتا تھا سر اور علانیہ قتل کیا اور اکثر ایسا بھی واقعہ ہوا کہ ملک کی بہتری کی واسطے ایک باغی کے سبب ایک لشکر اور ایک شہر کو خاک سیاہ کیا مصلح یار میں وارد و آن نیزیم : اس سبب سے کوئی شخص اسکے جادہ اطاعت سے قدم باہر نہ رکھتا تھا اور خواہ بطل سلطنت اور نو میں ملکیت جو سلطان شمس الدین التمش کے فرزندوں کے عہد میں مختل اور مندرس ہوئے تھے از سر نو تازگی اور استحکام قبول کیا اور عیناٹ الدین بلبن شکار دوست بہت تھا اس سبب سے اسکے عہد میں میر شکار بہت صاحب جاہ و عزت تھے اور باوجود صلاح جہاندار کی اکثر روز شکار کو جاتا تھا اور زمستان کو غنیمت جان کر اس فضل کی آمد کو کرتا تھا اور وہی کے اطراف میں کوس تک شکار کے واسطے محافظت فرماتا تھا اور آخر شب کو محل سے سواری ہوتا تھا ثلث شب و گیارہ رہتا اور ہمیشہ شکار میں باری باری ہزار سو اور اسی قدر تیر انداز ہمارہ رہتے تھے اور خوراک کی سرکار سے پہنچتی تھی جب شکار دانی کی خبر ملتا کو خان کو بغداد میں پہنچتی ہوا عیناٹ الدین بلبن بادشاہ بچتے اور صاحب تجربہ ہر طاہر شکار کو جاتا ہوا اور باطن میں سواری کی درزش فرماتا ہوا اور لشکر ہینا ہمارہ رکھتا ہوا سلطان نے یہ بات سنکر ہلا کو خان کی ہسم و کیا ست کی تعریف کی اور فرمایا باقاعدے ملک لری اور جہاندار کے

وہ شخص جانتا ہو کہ چند ملک بے بی کتے ہیں جب اسکی سلطنت میں اتھال کمال ہو چکا چند امرانے معروض کیا کہ قوت اور قدرت بادشاہ
 زمان کی بدرجہا علیٰ ہر ممالک گجرات اور مالوہ اور وہ بلاد ہند جو شاہ قطب الدین ایک اور سلطان شمس الدین التمش کے عہد میں
 تصرف میں آئے تھے انکا چھوڑنا سزاوار نہیں بادشاہ نے جواب دیا کہ اسوقت مغلوں کی جماعت بلاد اسلام پر تسلط ہوئی ہے اور اکثر
 ممالک ہند پر اخت لائے ہیں پہلی سے نہفت کرنا اور دیگر ولایت و دیوڑ میں جانا شرط ہو شہری اور دیوانہ بندی سے بعید ہو بلکہ ان ملک
 مستحکم اور امن رکھنا سزاوار ہے کہ دوسروں کے ملک میں مشغول ہونا اور ولایت قدیم کو ناقص رکھنا اور اسی سال ستہ چھ سو چونتیس
 ہجری میں سلطان نے تخت پر جلوں فرمایا محمد تارا خان بن ارسلان خان جو ناصر الدین محمود کے عہد میں استمد اطاعت نہ رکھتا تھا
 ترٹھیل باقی اور نصف وہلا لکھنوتی سے بھیجا بادشاہ نے اسے فال نیک سمجھا اور لوگوں نے حکم شہری کے موافق شہر کو بند کیا اور جا بجا تینے
 آویزان کر کے شاد ہوئے اور سلطان غیاث الدین بلبن نے نہایت ذوق و شوق سے اصری جو تیرہ پر جو بد اوں کے دروازہ کے
 باہر واقع ہے باغ نام دیا اور امراد ملوک اور صدورو اکابر نے حاضر ہو کر تہذیبین کشکین گذرا میں خلع شہر شہابی اور انعام سلطانی سے
 سرفراز ہوئے اور اس کام سے تارا خان کو مطیع اور فرمانبردار کر کے امر اسے کبار کی سلاک میں منتظم کیا کہتے ہیں کہ فرزند راج مانا علی الدین
 التمش کے عہد میں میواتی کی ایک جماعت نے جنگلہاے انہو کے سبب باقاعدہ غارت اور تاراج میں دراز کر کے رہنری اور زیدی ختیار کی
 تھی اور رات کو شہر دہلی کے اندر آکر دروازے چیر کر مال رعایا کا لیجاتے تھے اور حوالی شہر کے مکانات بھی قہر اور غلبہ سے غارت کرتے تھے
 سو اگر ان کو مجال تردید تھی اور بارہا عرض کسی کے سقون اور کثیر ان ابلش کو مزاحمت ہو جاتے تھے اور شہر کے دروازے انکے فوسے عصر کے
 وقت بند کرتے تھے اور کسی کو عصر کی ناز کے بعد زیارت بزرگوں کے مقابر کی میسر نہ ہوتی تھی اسواسطے سلطان نے انکا منع کرنا اور کاموں پر
 مقدم رکھنا چنانچہ جلوں کے آخر سال میں اسطرن عنان فرمیت مطوف فرمائی اور ایک لکھ مرصہ سے بد معاشوں کو علف تیغ خون آشام
 کر کے با دار سیاست کو رونق بخشی اور جنگلوں کو قطع اوصاف کر کے حکم زراعت اور کاشتکار کا نافذ فرمایا اور چند مقام پر تھانے
 بٹھائے اور سرداران بزرگ اور حکام تجربہ کار اور خدا ترین مقرر کر کے سبعاوت و اقبال معاوت فرمائی اور دوسرے برس ہمت
 مفسدون اور سرکشوں کے قلع منع پر چور میدان دو آب کے تھے اور خرابی کرتے تھے مقرر کی اور وہ ولایت مردم زبردست کے سپرد فرمائی تاکہ
 او انم قتل بجا لا کر ہلاکی انکی ذاتوں سے بر لاوین اسکے بعد سلطان نے دوسرے کینل اور پٹیا۔ اور بھوج پور کی طرف کہ جابے پناہ چوروں
 اور ترمیوں کی تھی افواج ظفر امواج ہوا لیکر سواری فرمائی اور ہر ایک مرتبہ کئی ہزار مفسدون کو قتل اور انکی اولاد اور اتباع کو اسیر
 کر کے ہندوستان کا راستہ جو اہل ہندی اصطلاح میں جو پور اور بہار اور بنگالہ پر اور ہرنون کی شومی اعمال سے مسدود ہو گیا تھا
 مفتوح کیا اور کینل اور پٹیاے اور بھوج پور میں قلعے اور مسجدیں تعمیر کروائیں اور ٹیوں قلعہ افغانوں کو جاگیر دے اور عمارت جلالی تیار
 کر کے مسلمانوں کے سپرد فرمایا اور اس سلطنت میں مراجعت کیا اور اسی عرصہ میں فتنہ کیتھر کی خبر حاکم بد اوں اور مروہہ کی ربانی غر
 علی میں پہونچی سلطان نے لشکر کی آراستگی کا حکم دیا غلاتی کو یہ گمان ہوا کہ کو یا یہ کی طرف جارہا لیکن اقبال سرپردہ سرخ
 بر آمد ہوا تھا کہ سلطان بانچہزار سوار جرار سے ایلغار کیا دو شہر میں دریائے گنگ سے عبور کر کے ولایت کیتھر میں آیا
 اور عورتوں اور لڑکوں کے سواے حکم قتل عام جاری کر کے کسی کو زندہ نہ چھوڑا اور اس ولایت کو بد معاشوں کی لوٹ سے
 ایسا پاک کیا کہ بد اوں اور مروہہ اور سہیل نے اس جماعت کی شہرے نجات پائی حتی کہ عہد جلال تک کیتھر میں کوئی نام ایک
 انسادی کا نہ سنتا تھا پھر سلطان مظفر اور منصور ہو کر دہلی میں داخل ہوا اور اس کے چند روز کے بعد عنان فریت با یہ جو دکی طرف
 منقطع فرمائی اور دوبرس تک وہاں کے باشندوں کے قلع اور استیصال میں نہایت جدوجہد ظہور میں ہو چکی تھی

اور اس قدر گھوڑے سپاہ اسلام کے ہاتھ آئے کہ قیمت اس خوب کی مین اور چالیس تنگہ نقرہ سے ایڑا و نموتی تھی جب قتل اور خارت
اور تادیب اس پہاڑ کے رہنے والوں سے فلع ہو فتح و نصرت سے قرین ہو کر دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور قاعدہ ایسا ہوا تھا کہ
حبس وقت ساطاق عیناٹ الدین بلین کے لشکر سے معاودت کرتا تھا صدور اورا کا بر شہر کے دو تین منزل آگے پیشوا کی کوجلد تھے
اور شہر میں قبیہ آویزان کر کے شادی کرتے تھے اور جو کچھ شمار اور خیر ہوتا تھا سب نقد و جنس اطراف ولایات میں بھجوا دیا اور جو کچھ غنیمت
آرتے تھے اور چند روز کے بعد لاہور کی طرف کوچ کر کے وہاں قلعہ کوچی کہ اولاد شمسی کے عہد میں خراب گیا تھا سر نو سے تعمیر فرمایا اور لاہور
کے اطراف کو جو سپاہ مغل کے عہد سے ویران ہوا تھا آباد کر کے دہلی کے دار الملک میں آیا اس ویران میں مقربوں نے گزارش
کی کہ ایک جماعت کثیر لشکر یاں عہد سی سے پیرو فروت ہو کر جنگ و ترو و سواری سے باز رہے ہیں عالم کو کچھ دیگر لشکر میں حاضر نہیں
ہوتے ہیں سلطان نے فرمایا جو لوگ بسبب پیرانہ سالی کے خدمت سے شغور ہیں سپاہی سے معاف رکھ کر تیس تنگہ مرد معاش
کیواسطے مقرر کرو اور زیاتی کو باز یافت کریں اس سبب ایک مصیبت لشکر میں ظاہر ہوئی تھوڑے مردم عزیز یعنی ذیغرت مع تھکاک
فخر الدین کو توال کے مکان پر گئے اور ہائے ہائے کے نعرے مار کر رونے لگے اور بولے کہ ہم نہیں جانتے تھے کہ برصا پے میں اس بلا کا سامنا ہوگا
اور ہم ایسے دن میں گرفتار ہو گئے ورنہ ہم جولی میں ایسے کام میں مشغول ہوتے کہ برصا پے میں کام آتا ملک فخر الدین کو توال نے اُنکا تحفہ لیا
اور کہا اگر میں تم سے ثروت لے گا میرے لام کا اثر جاتا رہے گا پھر مثال اور متفکر ہو کر دیوان عالم میں گیا اور اپنے مقام پر بیوی بچہ کھڑا ہوا
سلطان عیناٹ الدین نے اُنکا رطلال اسکے چہرے سے مشاہدہ فرما کر سبب اسکا استفسار فرمایا اسے عرض کی میں نے سنا ہے کہ دیوان عرض
میں پورمون کو برطرف کرتے ہیں میں فوراً ہوں کہ جو قیامت میں بھی اسی طرح سے ضعیف مردود ہو دیں غلام کا کیا حال ہوگا سلطان کا
مقصد سمجھ کر متنبہ ہوا اور شک گھر شک حدت چشم سے گرانے لگا اور زار و قطار رو کر فرمایا کہ سکی تنخواہ بدستور سابق مقرر رکھیں
اور تغیر و تبدل اس میں راہ ہوا سے ہیث قرب سلطان مبارک آنکس راست ہو کہ نہ کا مستندان رہت ہو اور جو تھے برس جلوس میں خان
مظہم شیر خان خواجہ تاش نے جو سلطان عیناٹ الدین بلین کا چچا بھائی تھا اور سلطان ناصر الدین محمود کے عہد سے اسوقت تک
حکومت لاہور و ملتان و بھیتہ و سر ہند و دیپا پور اور تمام جاگیرین جو مغل کے قبضہ میں تھیں رکھنا تھا وفات پائی اور بچے کہتے
ہیں کہ سلطان نے قلعہ میں اسکو زہر دیا اور بھیتہ میں ایک مقبرہ عالی جو اپنے واسطے تیار کیا تھا مدفون ہوا اور سلطان عیناٹ الدین
بلین نے سنام سمانہ میور خان کو کدھ بھی بند گان جہلگانی سے تھا حوالہ کیا اور دوسری ولایت اور امیروں کے سپرد فرمائی اور جو
مغل شیر خان کے آبا حکومت میں ہندوستان کے گرد نہ بھر سکتے تھے پھر سرحدوں میں فراحت ہو چکے تھے سلطان عیناٹ الدین
بلین لا علاج ہو کر اپنے بڑے بیٹے محمد سلطان کو کہ قاتان الملک اسکا خطاب تھا اور ساتھ خان شہید کے شہرت رکھتا تھا اپنا ولیعہد
کر کے چتر اور درویش اور باقی لوازم شاہی غایت فرمائے اور ملتان اور سند اور دیپا پور اور لاہور کو مع جمیع توابع اور مضافات
اسے مفوض فرمائے اور ایک جماعت عقلا با استعداد تمام اسکے ہمراہ کر کے ملتان کی طرف روانہ کیا اور تاریخ شیر ذشاہی میں لکھ کر
کہ بند گان محشی کہ خانی میں پرہیز تھے اس میں سے بعضوں نے اپنے فرزندوں کا نام محمد کھا اور دواپے آبا اور ابا و
مہربان کی تربیت کی برکت سے قابل اور صاحب حیثیت برائے اور ہر ایک ساتھ ایک صفت صفات حسنہ سے زمانے میں
مشہور اور معروف ہوئے اور اپنا نظیر اور عدیل نہ رکھتے تھے ان میں سے ایک ایک محمد کشلی خان تیر اندازی اور نیزہ بازی
اور شجاعت و مردانگی وصف شکستہ میں اپنا مثل نہ رکھتا تھا اور دیو شاہزادگان مغل اسکے حالات اپنے دل میں لا کر اغراب و رائل
اسکی حضوری کے تھے اور دوسرا علاء الدین محمد بن اعز الدین شیخاں جو سلطان عیناٹ الدین بلین کا بھتیجا تھا

مجلس آرائی اور بادل و احسان میں حاتم کی طرح تمام آفاق میں مشہور ہوا اور مصر و شام و روم و بغداد و عراق و خراسان و ترکستان وغیرہ سے مہر و مہر فاضل اور شاعرانگی بخشش کی امید میں ہندوستان میں آئے تھے اور ہر ایک خوان احسان اُسکے سے پس خوردہ اُٹھا کر فائز مہم ہو کر اپنے وطن کی طرف مراجعت کرتا تھا اور اسکی گلزار سخاوت کی نسیم صبا کے زوارِ شہر اور ملک ملک پہنچے کتے ہیں سلطان غیاث الدین بلبن نے اُسکی قابلیت اور اہلیت دریافت کر کے اُسکے باپ کا منصب اسے رجوع فرمایا اور بارہک کر کے چوگان زرا اور خطاب خان غلام شلیخان اور قلعہ کول دیکر بہر فرمایا اور خواجہ شمس الدین ولد خواجہ معین الدین ندیم خواجہ ملک قطب الدین حسن غوری نے چند اشعار علاء الدین محمد بن غلام الدین کشلیخان کی طرح میں لکھ کر اور نستعلیق لکھ کر اور منتقش اور زرافشان کر کے مطربان درگاہ بلبنی کے حوالہ کین تاکہ جشن نوروزی میں کہ جمیع خوانین اور ملوک حاضر ہوتے ہیں پھر میں مطربوں نے اُسکے کہنے کے موافق عمل کر کے اس غزل کو مجلس سلطانی میں خوش الحانی سے گائی

ایک بیت آئیں سے یہ جو بیت علاء الدین لغہ قلعہ معظم بہ بود بارہک کشلیخان اعظم علاء الدین کشلیخان اس محفل میں حاضر تھا اپنی طرح مطربوں کی زبانی سنکر پوچھا کہ اس نظم کا ناظم کون ہے عرض کی کہ خواجہ شمس الدین ہے جب اپنی منزل اور مقام میں آیا خواجہ شمس الدین کو بلا کر تمام اسباب مجلس نوروزی جو یہ تکلف نام نہایت پذیر تھا اسے عنایت فرمایا اور گوہر کو دسزار تھک انعام فرمائے اور سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں بلربایا پگاہ اور خزانہ اور اسباب تہل کوٹا کر متاع و دیوی سے ایک ہزار میں کے سوا کچھ باقی نہ رکھا اور تاتار خان سپہر ارسلان خان ہمت و شجاعت و پاکد امنی میں مشہور جہان ہوا اور لکھنوتی میں چند وقت خطبہ اپنے نام پڑھا اور دو سر شاہزادہ عالم و عالمیان محمد سلطان خان شہید کہ اپنے باپ کے روبرو سلطان غیاث الدین بلبن کے اور فرزندوں سے عزیز تر تھا ساتھ کارم خلاق اور محاسن اوصاف کے انصاف رکھتا تھا اور اسقدر صفات خوب جو بادشاہزادوں کو ہنزار میں حق سبحانہ تعالیٰ لے آئے کرامت فرمائے تھے اور فضیلت اور دانش اور نہر میں اپنا مثل اور عدیل نہ رکھتا تھا اور ہمیشہ اپنی مجلس ہمایوں فاضلان سعادت قرین اور شاعران فرست آئیں سے آراستہ کر کے سب کے حق میں انواع الطاف اور اقسام الطاف مصروف رکھتا تھا اور زمانہ اُسکے وجود فائز الجھ سے بہار بہار اور چہرہ چین سیم بیلا اور زہر جیبا حبیب و دامن میں بھرتا نا میر خسرو اور خواجہ حسن پانچ برس ملتان میں اُسکے ملازم رہے اور اُسکے مصاحبین کی سلاک میں انتظام رکھتے تھے اور عزت اُنکی اور ندیموں سے زیادہ تر رکھتا اور نظم و شعر سے اُنکے خوش ہوتا اور ایسا مہذب اور مہذب تھا کہ مجلس فرماندہی میں اگر تمام دن اور رات اجلاس کرتا نہ انوا پنا بلند نہ کرتا اور سوگند اُسکی لفظ حق کے سوانہ تھی اور مجلس شراب اور اوقات غفلت و مستی میں حرف ناظم اُسکی زبان پر جاری نہ تو سبیت اور بزرگ کند مرد اور توشا ہد طبع بہ بجلیاد و آب آراے تا بزرگ شوی بہ اور مجلس غیفہ میں اُسکی شاہنامہ اور دیوان خاقانی اور انوری اور خمسہ مولوی نظامی اور اشعار امیر خسرو پڑھتے تھے اور ارباب فہم و دانش اُسکی شعر فہمی کے مقرر تھے امیر خسرو سے مقبول ہو کہ میں نے جدت طبع اور دریافت معنی و دقیق اور سخن شناسی اور یادداشت اشعار متقدمین اور متاخرین میں کسی گوشل محمد سلطان کے کم دیکھا ہو ایک بیاض رکھتا تھا کہ تخمیناً بیس ہزار سبت بہ سلیقہ عالی کتب متقدمین سے انتخاب کر کے بخط خوب لکھے تھے امیر خسرو اور خواجہ حسن ان اشعار پسندیدہ سے محفوظ ہوئے اور اُسکی شعر فہمی اور ادراک بلند پر مداح اور ثنا خوان ہوئے اور اُسکی شہادت کے بعد سلطان غیاث الدین بلبن نے وہ بیاض امیر علی جامدار کو عنایت فرمائی اُسکے بعد امیر خسرو کو پہنچی اور تمام صاحب طبعان نے اس بیاض کو دیکھ کر اشعار منتخب اُسکے اپنی بیاضوں میں تحریر فرمائے اور شانہ زوہ و نوجوا کے فوت سے ناسف کتے تھے اور اسوقت کہ محمد سلطان ملتان میں اقامت رکھتا تھا شیخ عثمان ترمذی جو ہزرگان وقت سے تھا وارد ہوا تو اوضاع بافراط کر کے نذر اور ہدیہ گذرانا اور سعی بہت کی کہ ملتان میں اُسکے واسطے ایک خانقاہ

تیار کرے اور قریہ وقف فرما دے شیخ نے قبول نہ کیا اور رخصت ہو کر منزل مقصود کی طرف راہی ہوا ایک روز شیخ عثمان اور شیخ عبداللہ بن شیخ بہاء الدین بکریہ شاخ زادہ کی مجلس میں تشریف رکھتے تھے اشعار عربی انکے سماعت کر کے تمام درویش جو اس مجمع میں شریک تھے وجد میں آکر قص کرنے لگے اور شاخ زادہ محمد سلطان خان شہید رو برو انکے دست بستہ ایستادہ ہو کر ناز زار روتا تھا اور جو حیانتا کوئی شخص اسکی مجلس میں کوئی شعر شعراے تنقید میں سے پڑھتا کہ شامل وعظ ونصیحت کے ہوتا مصلح و نوبی کو ترک کر کے گوش باواز ہو کر رفت کرتا اور ویل اسکی وفور دانش اور خیش پرہیزی کافی ہو کہ اندون میں خطہ لٹان کو اپنے قدم کی برکاس سے رشک لگست ان ارد فرمایا در مرتبہ اپنے مقلون کو مع تحف و اموال فراوان شیراز میں شیخ صالح الدین سعدی کے پاس بھیج کر التماس قدم مہینت نرود فرمائی اور چاہا کہ لٹان میں انکے واسطے ایک خانقاہ تیار کرے اور قریہ وقف فرما دے جو کہ شیخ پیر اور ناتوان ہوا تھا دونوں مرتبہ غدر خواہ ہوا اور جبار غنیہ یغنیہ بیاض اپنے شعور کی غریبات وغیرہ سے اپنے خط سے اسکے واسطے بھیج کر امیر خسرو کی سفارش کا قہمیدہ کیا شاخ زادہ محمد سلطان خان شہید ہر سال لٹان سے اپنے والد بزرگوار کی خدمت جاتا اور تحف و ہدیہ گذرانہ چند روز کے بعد مراعت کرنا اور ان سنوات میں سلطان غیاث الدین بلبن نے اپنے چھوٹے فرزند بفرخان کو جو ناصر الدین خطاب رکھتا تھا سمانا اور سرخان میں اسکی جاگیر مقرر کر کے اسطرف روانہ کیا اور چند نصیحت بھی ارشاد فرمائی تھیں وہ یہ ہیں کہ دہان جاتے ہی اپنے لشکر قدیم کو اجابہ صافہ کرے اور جب قدر کہ لشکر جدید و رکار ہو نگاہ رکھے اور مغل کے آنے سے خبردار اور ہوشیار رہے اور امور ملکی کے پروخت میں وانا بیان محرم سے مشورہ کرے اور جو کسی امر کی پروا خستہ میں کسی طور کا اشکال اور اضطراب ظہور میں آوے حقیقت اسکی مجھے غرضتہ کرے پھر جو امر نافذ ہو دے محل میں لاوے اور خوشی سے منع کرے فرمایا اگر میں شرب خمر فانی میں تجھے اس جاگیر سے معزول کر دنگا دوسری جاگیر اسکے عوض میں دنگا اور میری نظر میں ہمیشہ خوار اور ذلیل رہیگا بفرخان نے جو نصائح اپنے والد ماجد کے گوش ہوئیں ہجاء و کیر نیک چلنی اور درست روی کو اپنا شعار کر کے ترک بالا یعنی کیا اور الباسا مقرر ہوا کہ جو مغل ہندوستان میں آوے محمد سلطان لٹان سے اور بفرخان سمانا اور ملک یار بیگ برلاس دہلی سے تمام اتفاق کر کے آب میاہ تک کہ اسوقت قصبہ سلطانپور اسکے قریب واقع ہوا جاوین اور مغل کا شروع کر کے مع انجیر مراعت کرین پھر اسکے بعد کہ مہات مملکت نے استقامت قبول کی اور کام حسب دلخواہ انجام ہوئے قصبہ طغرل جو علاء ترک سلطان غیاث الدین بلبن سے تھا اور حکومت لکھنوتی رکھتا تھا واقع ہوا مفصل حال اسکا یوں ہے کہ ۶۸ھ چھ سو اٹھتر ہجری میں طغرل کہ سخاوت اور شجاعت اور جہتی و چالاک کی بن الفہاف رکھتا تھا لکھنوتی سے حاج نگر کی طرف فوج کش ہوا اور وہاں کے راجہ کو بھیریت دیکر پھیل اور مال وافر لایا جو کہ سلطان ضیعی سے ناتوان ہو گیا تھا اور اسکے فرزند مغلون کے مقابلہ میں مشغول تھے سلطنت لکھنوتی کے خیال میں پراں فیلون اور غنائم سے سلطان کے واسطے حصہ نہ بچا اسی خصوص میں سلطان دہلی میں بجا رہا اور قریب ایک مہینے کے مجلس سے برآمد ہوا اور راجہ کے سب سے اسکی خبر فوت مملکت میں منتشر ہوئی طغرل ایک مرتبہ پوست سے برمایا اور جمعیت کثیر ہم ہوئی اور اپنا خطاب سلطان غیاث الدین رکھ کر جتر سرخ و رچہ رکھ کر اس ملک کا خطبہ اپنے نام پڑھوایا اور اس عرصہ میں فلاہین بادشاہی شغل شفا و صحت مزاج اقد میں بچے طغرل نے حکم الشروع فرمود اپنے کپے موٹے سے بشتیان ہو کر مخافت میں اصرار کیا اور سلطان غیاث الدین نے اس پر مطلع ہو کر ملک الہنگین سے روانہ کیا کہ خطاب امین نان رکھتا تھا اور حکم اودھ تہا لشکر سپہ سالار کیا اور صاحب صوبہ لکھنوتی کر کے مع امرا و دیگر مشیر خان مسعود اور ملک تلج الدین خان اور جمال الدین قندھاری کو طغرل کی مزارعی کے واسطے روانہ کیا جب ملک امین خان مع لشکر بھراہی آب سرسے گئے کہ لکھنوتی کی طرف روانہ ہوا اور طغرل کے مقابل آیا اور وہاں ہونے لگا

اتفاقاً طفل کے غائب ہونے سے امر اور سپاہ کے متفرق اور پریشان ہوئے ہر ایک ہر سمت مفور ہوا ملک مقدر کہ طفل کا قتل اسکے مقدر
 ہوا تھا شیر کی طرح طفل کے نقاب میں اور آگ کے کنارہ پر اس سے دو چار ہوا فوراً تیر شکاری اسکے چلو پر مارا کہ وہ پشت سے
 زمین پر آیا یہ بھی گھوڑے سے اتر کر پیک اجل کی طرح اسکے سینہ پر سوار ہوا اور سر اس کا تن ناز میں سے جدا کیا چونکہ لوگ اسکی لاش میں تیر رہے
 ہوئے اسکا سر ہائی کے کنارے پوشیدہ کیا اور اسکی لاش باقی میں چھپک دی اور اپنا لباس اتار کر اسکے دھونے میں مشغول ہوا اس عرصہ میں
 طفل کے لوگ ہونچے اور خداوند عالم کا آواز بلند کر کے طفل کو ڈھونڈھنے لگے جب پایا راہ فرار ناپی نظم مراد ایک تیر زور بھر کر
 فرود آواز اسب دہر بار سفر چو شد طفل آنجا بغفلت تلف ہو گیا یہ سوار ہر طرف شکستہ بیدار ان طفل تمام ڈھم اڑے سر سے
 جملہ شندرام ڈاس عرصہ میں ملک باریک برلاس ہو چکا اور ملک مقدر نے آگے بڑھ کر فتح کی خوشخبری پہنچائی ملک باریک برلاس نے
 اسکی تحسین و آفرین کی طفل کا فتح نامہ کے ساتھ سلطان کی خدمت میں ارسال کیا دوسرے دن خود مع غنائم اور اسیلین لشکر طفل طارت
 میں پہنچ کر فتح کا مفصل حال عرض کیا سلطان ملک محمد سب ازاد اور اسکے بھائی پر غضبناک ہوا اور فرمایا کہ تھے خطا کی تھی میرے اقبال و
 دولت نے اپنا کام کیا جو غیرت شال حال ہوئی پھر سلطان نے انھیں نواز اور ملک باریک برلاس اور ملک محمد سب ازاد کو رتبہ عالی بخشا
 اور ملک مقدر کو طفل کش موسوم کر کے مسند امارت پر نشین کیا اور حکم دیا کہ آج سے اس متمرک کو طفل کش نام کہیں جیسا کہ طفل غزنوی کو
 طفل کا فرغت کہتے ہیں اسکے بعد لکھنوتی میں اگر جنگا میر سیاست کا گم کیا اور حکم دیکر دونوں طرف راستہ بازار شہر میں سویلیان نصب
 کروائیں اور طفل کے اعدا و انصار جو دشمن ہوئے تھے سب کو دار پر چنچوایا اور انکی عورتوں اور فرزندوں کو جہان پاتے تھے شہر لکھنوتی
 میں سیاست غیر مکر قتل کرتے تھے اور اس زمانے تک کسی شاہ دہلی نے مردم مجرم کی عورتوں کو قتل کیا تھا کہتے ہیں کہ وہ قلندر کے جیسے شاہ
 قلندر کہتے ہیں خدمت طفل میں نہایت عزت رکھتا تھا اسکو دستیاب کر کے تین من طلا کہ طفل نے آلات قلندری بنانے کیواسطے اسکو
 دیا تھا جیسا لیا اور جو فلک بے مہر و نذر صاحب جاہ کو نہ دیکھ سکا سلطان نے اسے مع اور چند قلندر کے قتل کیا اور پھر لشکر بانی طفل
 کو طفل کو حکم کیا کہ دہلی میں لیجا کر سیاست میں پہنچاؤں اور اقلیم لکھنوتی اپنے فرزند بجز خان کو عنایت فرمایا اور قیل اور خزانہ کے سوا بچو
 طفل سے دستیاب ہوئی تھی اسے ارزانی کیا جیسا اسکے سر پر پھیرا خطبہ اور سکھ اس ولایت کا اسکے نام کیا اور رخصت کی وقت اسے چند
 نصائح کہیں اہل یکہ عالم لکھنوتی کو ساتھ بادشاہ دہلی کے خواہ اپنا خواہ بیگانہ ہو جنگ اور بغاوت کرنا لائق نہیں اور جو بادشاہ
 دہلی قصد لکھنوتی کرے حاکم لکھنوتی کو لازم ہو کہ انحراف قبول کرے جابا سے دور دست میں جاوے اور جب شاہ دہلی مراجعت کرے
 پھر لکھنوتی میں داخل ہووے اور اپنا کام سنو اسے دوسرے یہ کہ خراج لینے میں رعایا سے میانہ روی کو کام فرماوے نہ اسقدر لیوے کہ
 تندرست رہوین اور نہ اسقدر کہ عاجز اور زبون ہوں اور لشکر کو اسقدر مواجب دیوے کہ انھیں سال بسال کفایت کرے اور
 معیشت کے سبب سے عورت نہ کھینچیں تیسرے یہ کہ املاکی کے پرداخت میں بے شوری اہل اس کے کہ مخلص اور خیر خواہوں کو ابتدا
 بکرے فقط زندہ شیر زن رات قوی بہ نوزد افسر کلا ہے خسروی بہ ڈر اسے لشکرے را بشکند پشت و شمشیر کے تادہ توان کشت و
 اور اجراء احکام میں ہوا پرستی سے پرہیز کرے اپنے نفس کے واسطے خلاف حق کرے جو تھے وہ کہ رفاه احوال خیم کہ لازم جہا لاری
 کا جو غافل نہ رہے اور دلجوئی انکے دلکی ضروریات سے شمار کر کے تغافل اور سستی کو انکے مقدمہ میں کار فرماوے اور جو کوئی تھے
 اسکی تحریک کر کے آمادہ کرے اسے اپنا دشمن جا کر اسکے قول کی سماعت کرے باجوین وہ کہ البتہ اپنے تئیں جہا میں اس شخص کے
 جو کہ دنیا سے روگردان ہو کر حق کی طرف متوجہ ہو ابولاوے بیت حمایت از کمن و اناسے درویش و زندہ سکندر خوش پیش م
 سلطان نے اپنے فرزند کے کان اور نصائح سے گرانار کر کے رخصت فرمایا وہ کوچ متواتر اور ہمیں کرتا ہوا میں سینے میں دہلی پہنچا

ملک محمد الدین کو قوال کو جو غنیمت میں ملنے کا نایاب طور میں پہونچائے تھے بہت مسرور کیا اور وہ تھا کہ آپ جسم مبارک میں پہنے تھا اتار کر اسے
 دی اور تالی الفین اچھا کیا اور باب استحقاق کو بھی خوشدل کر کے علما اور درویشوں کے مکانوں پر گیا اور فتوح اور نذر دگر دگر انکرا کی تعظیم میں
 کوشش کی اور قیدیوں کو جو مال کے مطالبہ کے سبب محبوس تھے رہا کیا اور نذر بقایہ دگر رعایا جو دفتر میں تھا معاف فرمایا اس کے بعد یہ حکم
 نافذ کیا کہ وہی کے بارہ دین میں سولہاں نصب کرو اور رقیۃ السیف اسیران لشکر طغل کو جو دہلی اور لکھنؤ میں جا کر اس کے شریک ہوئے تھے
 انکو دارون کبر پہونچو جب یہ خبر شہر میں مشہر ہوئی اہل شہر اس واسطے کہ انہیں اکثر اسیران کے عزیز واقارب تھے مغموم اور محزون ہوئے اور
 اور مضطرب حال ہو کر گریہ و زاری شروع کی قاضی لشکر کا جو پرنسز گاران نانہ سے تھا بادشاہ کے پاس گیا پہلے کلمات رقت آمیز سے بادشاہ
 کا دل موم کی طرح نرم کیا اس کے بعد جماعت گنہگار ان کے بارہ میں سفارش کی اور بادشاہ نے سمع قبول سے اصفا کو کہ قلم عفو ان کے
 جرائم پر کھینچا اور پڑا بیٹا اسکا سلطان محمد حمید خبر اجعت پدر والا گھر لشکر یا تحف و نفاس بسیار ملتان سے وہی میں آیا بادشاہ اُن کے
 آنے سے نہایت مخلص اور خوشحال ہوا انوار شفقت اور مہربانی طور میں پہونچائی اور تین چار میلے وقت بیوت آپسین رک پر صحبت
 اور ملاقات کو غنیمت جانتے تھے اور ایک خط آپس سے بدانتوتے تھے لیکن جب خبر تاخت و تاراج مغل سمع مبارک میں پہونچی ناچار
 فراق پسند پر رکھ کر ملتان کی طرف رخصت فرمایا اور وادع کی وقت طلب کر کے فرمایا میری تمام عمر اوار ملکی اور بادشاہی میں گذری اور
 مجھے اکثر تجربے حاصل ہوئے چاہتا ہوں کہ میں تھے چند نصائح کہ لازمہ جہانداری سے میں کروں کہ میرے بعد بکار آویں اول وہ کہ جب تو
 تخت بادشاہی پر بیوس کہ امر جہانداری کنفی الحقیقت خلاف عدل و عدل جو اندک اور سہل نہ سمجھے اور اس امر کی عزت کہ نہایت بزرگ
 ساتھ ساتھ کباب قباغ اعمال اور ذائل اوصاف کے مبدل نکوے اور مردم بذائل اور بام کو اس کام میں شریک اپنا نیکے فرو سفیہ
 فطرت را مدہ بہادت قرب و پیام را نتوان منصب کر میان واد و دوسرے یہ کہ قمر اور سلطنت اپنے کو اپنے محل میں جلا کر اپنے غوغا نفسانی
 سے پر نہ کرے اور دین کے سوا کوئی کام نکوے اور خزانے اور دینے کو جو عطایہ بزرگ ربانی سے ہیں مرضیات حق اور رفا بہت خلق میں
 صرف فرما دے اور اعداے دین اور ظلم کو جو وقت خوار اور ذلیل کئے تیسرے وہ کا فعال اعمال اور احوال ولایت و محال اپنے سے
 ہر آن باخبر رہے اور انہیں ساتھ محاسن افعال اور فضائل اخلاق کی غرضیں فرمائے جو تھے یہ کہ قضیات نفیسی اور حکام متدین خلالتی پر
 نصب فرما دے تاکہ رواج دین اور رونق عمل خلالتی کے ذمیان ظاہر اور باہر ہووے یا جوین یہ کہ خلا اور ملائین لازم شمشب و غفلت
 بادشاہی کی را عین کر کے کوئی وقت اوقات سے مطالبہ اور سائر العین کی استغفال نکوے سپت لازم شمشب را بی حیانت کن و
 کہ نیرال باہر کس کم کند بہادت را و تھے یہ کہ مردم صاحب بہت نیک اندیش اور شاکر نعمت کو ساتھ کرام اور انعام کے پیش کر انکی
 نگاہ داشت خاطر میں سلطنت کرے اور علوم صاحب نہرو غر مند کی تربیت میں کہ سبب رونق اور رواج کار ملکیت ہو سعی
 کرے اور دینوں اور خدا نامہ سوانح سے بہرہ و فائدہ لکھے اور صلاح ملک اور دین کے دور ہونے اور بگمان ہونے اس گروہ کے
 جانے نظم کو ہر نیک را عقدہ برادر آنکہ بدگو جہست انو پر پیر و بدگوہر باکسے وفا نکند و اصل بد از خطا خطا نکند و ستاویں
 یہ کہ بہت و شاہی آپس میں لازم و ملزوم ہیں اور عقلا و حکمانے اُن دونوں کو ہر اور ان تو اسے نسبت دیکر فرمایا جو کہ بہت
 ایسی بادشاہ کو باہر ہے کہ بادشاہ مبتدیان کا ہووے اس واسطے اگر بہت بادشاہ کی مثل بہت دوسروں کے ہووے نہ میان
 ملے اور تمام حقیقت کے کچھ فرق نہ ہو بادشاہی ساتھ بے تمہی کے حکم نبودے آٹھویں یہ کہ جس کسی کو بزرگ کرے تھوڑی
 اعتراض جو اس سے صادر ہووے خاک زلت میں نہ دے اور مردم مخلص اور ہوا خواہ کو بے ضرورت مصلحت لگی
 نہ آزا کرے اور دوسروں کو دشمن نہ دے بہت ہر سرے را کہ خود بہ افزائی چتا توانی نہ پائینہ اری و اور جو کسی کو

حسب ضرورت ملک و دین کے عقوبت کرے جگہ صلح اور ملاپ کی نگاہ رکھ کر اور شرف کی ایذا رسانی میں جلدی نہ کرے زخم جیڑتی کا جلد التیام نہیں قبول کرتا اور تدارک اُسکا دشوار ہوتا ہے جو نین یہ کہ سخن سنج جس کا ساعت گزرے اور راہ اُنکے آروشد کی اپنے اوپر مفسوح نفراوسے اسلئے علیہ السلام حضرت اور غلطان دولت میں ہو وین اور غلطانے عظیم اور مملکت میں ظاہر آوین اور حبیبک تو بجائے کہ یہ کام برآئے ہو نہوالا ہوا سے شروع نہ کر کہ ناتمام چھوڑ نالائق حلال شاہوں کے موہیت تانہ کنی جاسے قدم استوار ہو پاس منہ در طلب رسید کار کو دسویں وہ کہ بے شدہ عقل کسی کام کی عزت نفراوسے اور جو ہم کہ دو منہ سے سہی سر آوسے خود اسکی مباحثہ سے اجتناب کرے اور سر جملہ امور جہانمانی کے باخبر ہونے سے نیک و بد خلق جانے اور معالما میں میندی کو کام فرماوے اور شدت قمر سے سخر عوام برہا ہوتا ہے اور سستی اور سہل گیری سے متمردوں کو طعنان اور تہر و سر میں پڑتا ہے اور تمام وقت اپنی محافظت میں کہ شامل صلاح عام ہو رہا ہے بالغہ اور درگاہ کو چاؤ شان اور پاسا تاں مخلص اور معتد سے ملور کھ اور اپنے بھائی کے حق میں مہربان رہ اور بات کسی کی اُسکے حق میں نہ سن اور گتے اپنا بانو تصور کر اور بھائی کے ساتھ اسکی مقرر کھ پھر بادشاہ دین پناہ نے یہ تمام نصائح سود مند لینے فرزند و بلند کے روبرو یاد فرما دین اور امارت بادشاہی دیکر سے ملتان کی طرف رخصت فرمایا اور سلطان محمد خان شہید نے وہاں جاتے ہی ایک جماعت کثیر مغل سے جو ہند کی سرحدوں پر بھی تیغ بیدریغ سے اُسے مقتول فرمائی اور اپنی مملکت اُنکے تصرف سے بر لایا اور شمل سنگاہ ایران بقدر و مرغون خان بن ایاق خان بن ہلاکو خان کے قریب فریخت پانی تیمور خان کہ امر سے عظیم انسان جنگیزی سے تھا اور جزات و قہر تھا جو فتح و بستان و غزنین و غور و بامیان وغیرہ علاقہ اسکی کھنٹا تھا واسطے تاخت اور تاراج اور انتقام بعضے خوشامیون اور تہمومون اُسکے منہ کی سنو ات ملایق میں بجناب محمد سلطان خان شہید کے ہلاک ہوئے تھے میں سہزار سوار مغل سے لاہور اور دیالپور میں دریا اور اس حد و کوتاہت و تاراج کو کہ ملتان کی طرف متوجہ ہوا سلطان محمد خان نے اُنکے قریب پہنچنے سے آگاہی پائی چاشت کی وقت ملتان سے کوچ کر کے دو پہر کو آب ہلا ہو کر ساحل کو جو تاراج ملتان میں واقع پھر صاف کیوا سٹے اختیار کیا اور تیمور خان جو دریائے سلف دارو ہوا تھا عبور کر کے سینہ اور سپر اور قلب و جلیح آراستہ کیے جنگ میں مشغول ہوا اور حرب شدید کے بعد چند روز مغل قتل ہوئے اور تیمور خان میں نرم ہوا اور امر سے ہند نے لازم اختیار کیا تھا تھے دیکر مغروں کا پیچھا کیا بادشاہ محمد خان شہید اجل رسیدہ نے جو ناز ظہار انکی بھی تعمیل کر کے دریائے کنارہ ایک کولاب بزرگ پر بانسو غازی دین سے وارد ہو کر واسے سلواہ میں مشغول ہوا اس درمیان میں ایک امر سے مغل سے کہ چہراہ اسکے دو سہزار آدمی مغل میں تھے وہاں پہنچ کر فرصت غنیمت جانی اور متوجہ مقابلہ ہوا محمد سلطان اپنے یاروں سے سوار ہوا باوصف اسکے کہ گھوڑے اور آدمی خستہ تھے جہالت سے عازم قتال ہوا اور کئی بار حملہ کر کے بہت مغلوں سے قتل اور سپاہیے قریب تھا کہ مظفر کا میاب ہو کہ ناگاہ ایک تبرشت قہر سے چھوٹ کر مقتض شامزدہ پر آیا اُسکے مرغ سے نچنے نفس جہانی سے ٹھکر کر رہائی پائی اور روضہ اندین کی طرف پرواز کر گیا اور مغلوں نے اکثر انین سے آدمی مارے اور سب اور سوار و یراق انکا بکریا ہند کے اجماع کے خوف سے بھاگ گئے چنانچہ میر خسرو اس حرکت میں حاضر تھا مغل کے پنجہ ستم میں اسیر ہوا ساٹھ اسطری کے کہ خضر خوانی اور پو لدی برائی میں مسطور چو رہائی پائی اور وہاں کی طرف روانہ ہوا اور جب خبر شہادت سلطان محمد خان شہید کی بادشاہ غیاث الدین بلبن کو پہنچی نہایت محزون اور ملول ہوا اور دباس نامی پھنا اور چند روز تغریب رکھی پھر کھنیر و سپہ سلطان محمد خان شہید کو کہ جوان نوخاستہ تھا قائم مقام پر کیا اور جب و امارت بادشاہی دیکر ملتان کے سمت روانہ فرمایا اور کھنیر و ملتان میں پہنچ کر سنت پیر کا پیر مر ہوا اور انتقامت کر کے بطف و احسان کا مرہم سپاہ اور رعیت کے زخم پر رکھا اور سہر جگہ کی محافظت میں کسا یعنی کو شمش کی لیکن بادشاہ غیاث الدین بلبن کہ عمر اسکی اسی سال کی ہوئی تھی اپنے فرزند و جوان کے غم میں سکستہ دل اور حیدہ شہت ہوا

اگرچہ ظاہر لوگوں کے دکھا لیکو گستاخا کہ میں تن مضاعف قضا میں ویکر سلطان محمد خان شہید کے قتل ہونے سے مخزون اور طول نہیں ہوں لیکن آنکھوں
 بے اختیار ہرگز راز راز کرتا تھا اور وہ نہ لکھتا نہ زبان حال کہتا تھا نظم نگین رنجینہ گلبرگ خندان کا چہرہ میں نگر و باغ زندان کا پردہ
 از چین کبک بیاہی و چراچون بخر و خرم بزاری و فرومروہ چراغ عالم افز و چراوزم نگر و شب بدین روز و روز بروز علامت ضعف
 اور ناتوانی کی اُس پر ظاہر ہوتی تھی اور سپاد غم و غصہ ملکوت وجود اس کے کو پایمال جفا کرتی تھی کیسکو بغیر خان کے طلب کے واسطے لکھنؤ بھیجا بھی
 بغیر خان رہتے میں تھا کہ ضعف منہ کی بیماری میں صاحب فرش ہوا اور بغیر خان یہ خبر سیکر عجبت تمام وہی میں پہونچا اور اپنے بڑے بھائی
 کے مراسم عزت بجا لا کر باپ کی تشفی خاطر میں کوشش کی بادشاہ نے فرمایا کہ تیرے بڑے بھائی کے فراق نے مجھے رنجور و ضعیف
 کیا ہوا دیکھنا ہوں کہ ارٹھل کا وقت قریب پہونچا ہوا سو قوت میں تیری جدائی کہ میں تیرے سوا کوئی وارث نہیں رکھتا مصلحت سے
 دور ہو تیرا فرزند کیقباد اور تیرے بھائی کا بیٹا کینسر و صفر سن میں اور دنیا کے تجربہ نویسے بیگانہ ہیں اگر ملک اُن کے قبضہ میں بڑے غلبہ
 جوانی اور ہوا پرستی سے اسکی مخالفت سے بری الذمہ ہو سکتی اور جو شخص کہ تخت و تہی پر بیٹھے تجھے اطاعت اسکی لازم ہو اور جو تخت
 و تہی پر ممکن ہووے حاکم لکھنؤ مطیع و فرمانبردار ہو گا پس تجھے جیسا کہ مجھے غیبت یعنی جدائی نکرے بغیر خان اپنے باپ کی
 اطاعت واجب جائز نہ تھیں حاضر تھا لیکن حیو قوت کہ اثر صحت کا بشرف پیر میں مشاہدہ کیا اس کے مرنے سے مایوس ہوا بادشاہ
 کے بے ادب اور شکار کے بہانہ سے سپیل عہد لکھنؤ کی طرف متوجہ ہوا سچ ہو دنیا میں اولاد سے زیادہ کوئی دشمن سخت نہیں باپ کے
 فقر و غنا میں انکی خصوصیت کیساں پر بادشاہ غیاث الدین بلبن کو بہ امر مرگ سلطان محمد خان شہید سے بھی دل پر شاق اور دشوار گزار
 اور گوہرانی کی شدت سے مضمحل اور شکستہ تر ہوا اور بغیر خان ابھی لکھنؤ نہ پہونچا تھا کہ مرض قدیم نے عود کیا اور اسکو تقین ہوا کہ اس عارضہ سے
 جانبری نہیں ہو چکا سیوقت اعلیٰ کینسر کے طلب کے واسطے ملتان کی طرف روانہ کیا اور ولیم عہدی اس کے سپرد کی اور جب دریافت کیا کہ عمر
 عزیز نزدیک ہو کر دوا کرے ملک نور الدین کو تول اور وزیر اور وکیل کو اپنے عہد و بلا کر فرمایا کہ میں بغیر خان سے ہمیشہ آرزوہ خاطر تھا
 اور سلطان محمد خان شہید سے راضی اور شاکر تھا سو اسطے کہ سلطان محمد خان شہید آئندہ غلام ملکہ میری اطاعت کا اپنے زیب گوش
 رکھتا تھا اور میرے حکم سے کبھی تجا و نہ کرتا تھا بخلاف بغیر خان الشراقات میرے لئے پرکار بند ہوتا تھا اور جو عمل بھی کرتا تھا تو میرے
 ترس و خوف سے خواہش طبیعت اور صمیم قلبی سے نہیں اور میں نے اسطے ضرورت اور شفقت پدری کے اسے لکھنؤ سے طلب کر کے
 ولیم عہد کیا تھا اس سے کہ یہ اندامی ظہور میں آئی اس کے اعمال سے نہایت رنجیدہ خاطر ہوا ہوں چاہے میرے بعد کینسر و کو تخت
 و تہی پر بیٹھا اور کیقباد کو کو بیٹا بغیر خان کا ہو لکھنؤ میں اس کے باپ کے پاس بھیج دو کو تول اور تمام اعیانہ شدت نے یہ وصیت قبول کی
 اور سفر خان برداری کا رہن پر رکھا لیکن جو سلطان غیاث الدین بلبن تیسرے سن اور آخر شہور شہنشاہ چھ سو پچاسی ہجری میں
 اس جہان پر شہور و شہین سے سفری ہوا اور پیکر خاکی اس کے دارالامان میں مدفون ہوئی ملک نور الدین کو تول کے ساتھ سلطان محمد خان
 شہید کے صفائی نہ رکھتا تھا مردم معتبر سے اتفاق کر کے کہا کہ کینسر دہشت مند ہو اگر اسے تخت بادشاہی پر جلوس میسر ہو گا اپنے
 دست غضب سے بہت کم آدمی زندہ چھوڑے گا سب کی صلاح اور ملک فلاح اس میں ہو کہ کیقباد کو جو لا کا نایب حلیم اور پرو بار ہو
 اور شاہ کی فیض لازمہ اور ظل عاطفت میں تربیت پا کر بزرگ ہوا ہو اسے تخت شاہی پر بٹھائیں تو مردم امین رہیں
 بیچاروں کو یہ خبر نہ تھی کہ وجود اس کا کھانا کھانا کھانا کا باعث ہو گا پھر کیقباد کو صاحب تاج و تخت کر کے کینسر کو ملتان ہوا
 کیا اور عہد سعادت مہد بادشاہ غیاث الدین بلبن کا خیر الاء ہوا اسطے کہ اس کے عہد میں مشائخ
 عظیم الشان جمع ہوئے تھے ایک شیخ فرید الدین مسعود سنگھ اور دوسرے شیخ انیسویں شیخ ساء الدین ذکر یا

اور فرزند ان کے شیخ صدر الدین اور دوسرے شیخ بد الدین عربی صلیف خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور دوسرے سیدی مولہ کہ توفیق یازدہوی سے
ان کے حالات کلک بیان سے تحریر ہو گئے سلطان غیاث الدین بلبن نے یامیس برس قزو اقبال خوب نیکنامی سے حکومت کی پھر
سراسر فانی سے کوچ کیا اور ایفائی راویانی۔ ذکر سلطان مغز الدین کی قیادین ناصر الدین بختیار خان بن باوشاہ
غیاث الدین بلبن کا۔ جب بادشاہ غیاث الدین بلبن رحمت حق میں داخل ہوا کہ قیادین ناصر الدین بختیار خان جو اٹھارہ برس
کا تھا اسکو بادشاہ مغز الدین خطاب ویکر سرسلطنت پر جلوہ گر فرمایا اور وہ باوشاہ فضیلت طبع اور بلاغت نظم اور فارم اخلاق کے
اصل سے آراستہ اور حسن یوسفی اور طلعت خورشیدی اور جلوسب میں پرستہ تھا کسو اسلئے کہ ناصر الدین بختیار خان سلطان محسن الدین لشمس
کی دختر سے متولد ہوا اور وہ خود دختر سلطان ناصر الدین محمد بن شمس الدین لشمس سے تھا پس ناصر الدین محمد جو بادشاہ غیاث الدین
بلبن جید پری ہوتا تھا جیسا کہ ابھی خبر دے چکے ہیں فرمایا جو نظم شمس جہانگیر جہادش کو انظرین شمس جہادگیرش و ناصر خشی شا
فرشتہ شرت یا خوش شمس نسخہ بارغ بہشت و جہاد شہاد غیاث الامم و حاکم فرمان زعرب تا عجم و ہر سہ جہادش کعبہ او
ارکان جہاد و کرد و دو عالم سہ جہادش را بچو و اور اپنے جہاد گوار کی آغوش عطوفت میں پورش پاکر علمان نیک سیرت و دیوبان
پاک خصلت ہمیشہ اس پر مومل رہے اور ان کے فیض تربیت اور اثر خوف سے لذات و شہوات نفسانی کے گرد نہ پھرتا تھا اور اوقات غم و
سکھ لکھنے پر جتنے میں صرف ہوتی تھی اور سب اقبال بادشاہ تخت سلطنت پر جلوہ گر ہو کر مطلق العنان ہوا بمقتضی ہوا سے جوانی
ایسا جادہ ہوا پرستی میں قدم رکھا کہ مباشرت قمر عذاران حسین اتمام اور مخا لظت پری پیکر ان شکیں دام کو مادہ حیات سمجھ کر عمر
عزیز را بگان کرتا اور مہربان اور مستغنون اور نشاط انگیزون اور عیش جو یوں کے بازار نے ایسا رواج پایا کہ ہر کو چہ میں ایک پری پیکر
اور ہر گوشہ بام پر ایک غرق خان اور سرد کو ظاہر ہوا جو کہ بادشاہ نے یہ شیوہ اختیار کیا لوک اور خوانین بھی عیش و عشرت میں مصروف
ہوئے اور شہر کے رئیس اور باشندے کیا عورت کیا مرد کیا لڑکا کیا جوان بادہ عشرت سے مہو ہوا کہ کو چہ و بازار میں غرق خان پھرتے
تھے اور یک قلم تکلیف میان سے دور ہوئی اور قاضی اور محتسب نے شیوہ زندان عشرت پسند کا قبول کیا اور ارباب نشاط اور سحر و منہ
کے متاع نقد و جنس کی فراوانی شکر اطراف و جواب سے دہلی کی طرف متوجہ ہوئے اور سلطان مغز الدین کی قیادین کیلئے گورھی
میں دریائے جون کے کنارے ایک قصر عالی اور بارغ شانہ تعمیر کر کے دار السلطنت بنایا اور اپنی مجلس خوبرویہ ان خوشخو اور صاحبان
بذلہ کو سے مادی نظم قصر گویم کہ ہشتی فراخ مدرفہ طوبی اور اور ایشاخ و طلاق بلندش بہ فلک گشت جفت و حامل اوشد فلک اندر
نفست و چون کرہ گرد جان شد عیان و قصر نمود از آب روان و بچو و آئینہ مقابل زتاب و آب در و عکس فا و در آب مدشہ جو دران
جلد برین جلے کرد و خرم و خوشدل بطرب راسے کرد و سلطان کا مکار ایک نقطہ بے عیش و کامرانی نگذارتا تھا روز و شب بذلی و ایشار
میں صرف کرتا تھا ملک نظام الدین جو داماد اور بھتیجا ملک غمزدین کو تو وال کا تھا سلطان کے پاس نہایت تقرب پیدا کر کے وکیل
مطلق ہوا اور امور شہر یاری اور جہان داری کی ہر دخت اس کے متعلق ہوئے اور ملک قوام الدین علامہ جو بے نظیر ان زمانہ سے تھا تا سب
وکیل ہوا اور جمیع امرا اور مقربوں اور ملازموں نے اس قصر کے حوالی میں مکان تعمیر کر کے یہ بھی استیجاب ملاقات و جہاد کر تے تھے
اور شراب کی قیمت ایک سے دس حصہ ایزاد ہوئی ار باب طلب کسی کے ماتھ نہ آتے تھے اور مسجدین فار یوں سے خالی ہو میں میخانے
معمور اور آباد ہوئے اور جب کی قیادین شمس کے عیش و طلب اور بھتیجی اس کے امور جہان داری سے حصہ گزری ملک نظام الدین کو ادشاہی کی کہ
ہرگز مناسب اس کے حال سے نہ تھی سرین پری اور اسباب میں فکرین اندیشہ کر کے اپنے دل میں کہتا تھا کہ ناصر الدین بختیار خان حکومت
مکھنونی پر قانع ہوا اور سلطان مغز الدین کی قیادین میں ہوا اگر کچھ ہو تو کچھ و چاول کا علاج چاہیے کہ تا

اسکے بعد سلطان معز الدین کی قیادت کو سہل ترین وجہ سے درمیان سے اٹھا کر تاج شاہی سر پر چلیے رکھنا پھر نہایت پرکاری اور مکاری سے سلطان معز الدین کی قیادت کے لوگ دشواری سے بنیاد حکومت کی ڈالی اور یہ لوگ اسکے تسلط و مویشیاری و تصرف پر ہر ماں پر ہر جمع امور میں انکی رضامندی حسب ظاہر منظور رکھتے تھے اور ملک نظام الدین انھیں مصمم قلب سے اپنا مطیع اور فرمان بردار تصور کر کے ہمہ وقت مقدمات رفع کھینچ رہے تھے اور تاریخ حاجی محمد قندھاری اور فتوح اسلامین میں کہ عصای نام ایک شاعر نے احوال اسلامین دہلی کا نظم کیا ہے کہ کھنجر و نئے تلوار میں خبر جلوس اپنے چیمبرے بھائی اور ملک نظام الدین کے غلبہ و زوال کی غریبیت کی سن کر بموہان مغل سے جو غوغا میں رہتا تھا رہا ہٹائی اور دوستی کا درمیان میں لایا اور آہنگ طلب ملک اور لدا تسمیر دہلی کی واسطے کر کے غزنی کی طرف روانہ ہوا تو میرخان کو جیسا کہ اُس نے اپنے دل میں تصور کیا تھا پیش نہ آیا بلکہ اپنے اغوا و اگر ام میں فرق پایا اسوجہ سے کھنجر و دیگر ہوا اور چند روز کے بعد غزنی سے عازم مراجعت ہوا اور اپنی سلطان معز الدین کی قیادت کے پاس بھیج کر پیغام دیا کہ مجھے تیری اطاعت اور فرمانبرداری سے چارہ نہیں ہے اور میں یقین جانتا ہوں کہ تو مجھے ہر قسم کمال شفقت اور محبت سے قبول فرما تا ہو لیکن بعض اہل غرض سے مقام مناد اور عناد میں ہیں اور ہر خط خاطر شرف کو مجھے منحرف کرتے ہیں اگر وہ جگہ پر مجھے تفویض فرمائیں اور مجھے بھی ایک دو لغو اہل سے شمار کریں عالم موت اور دوست نوازی سے بعید نہ ہو گا سلطان معز الدین کی قیادت نے در جواب فرمایا کہ میں تجھے زیادہ تر غریزہ نہیں کہتا اگر تیرا جو کچھ گذرا ایندہ چلے گا کسی نیچ کے دھندہ کو اپنے دل میں راہ نہ دیکھ میرے پاس آؤ زبانی ہر گویا کی کو ناہ ہووے اور میں تجھے نہایت تعظیم و کرم سے ملتان روانہ کروں کھنجر و دار الملک دہلی میں گیا اور ملک نظام الدین جو سو داسے خام سے مقام استیصال خانوادہ بلہی میں تھا ابواب کرو حیلہ کھو کر سلطان معز الدین کی قیادت کی خاطر نشان کیا کہ کھنجر و دار الملک و اوصاف بادشاہی اور صفت و بعدی میں آہستہ اور فلان فلان اس خط و کتابت رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تجھے تخت سے اتار کر اسے سر پر جہاڑی پر متمکن کریں سلطان معز الدین کی قیادت نے شراب کے نشے میں فی الفور یہ بات قبول کر کے کھنجر و دار الملک کا حکم صادر کیا اور ملک نظام الدین نے اُنکی مقت اپنے احوال و انصارا ثلث راہ یعنی ہتھ پر تھاک میں کھنجر و دار الملک جمع جانتا اور وہ لٹوا ہون کے شربت شہادت چکھا کر وہ رضوان کا راہی کیا اور اس طرح سے خواجہ خلیفہ کو جو وزیر سلطان تھیں مہتمم کر کے گدھے پر سوار کر کے منتشر کیا اور فضیحت و مساوی تام سے شہر بدر کیا اور جماعت بلہی کو کہ با اتفاق کھنجر و دار الملک مقتول کیا اور انکی لاشیں جب دریا میں ڈالیں امر اور ملک کو نظام الدین کا جو خوف متمکن ہو تھا نہایت مضبوط ہوا اور خلافت زیادہ تر بھرج ہوئی اور اس وقت لشکر مغل کے لاہور آنے کی خبر پہونچی اور ملک یار نیگ بدلاس اور خان جہان انکے دفع شرک و واسطے تعین ہوئے اور اطراف لاہور میں مقابلہ صعب واقع ہوا اکثر مغل قتل ہوئے اور جماعت کو دھمکیر کر کے دہلی میں لائے اور ملک نظام الدین پھر جبل کے در پہ ہوا ایک روز سلطان سے عرض کی کہ امر سے مغل جو سلطان بلہی کے بعد سلطنت میں بہتوں میں آکر نوکر ہوئے ہیں سب ایک جنس میں اور شتم بہت رکھتے ہیں اگر متفق ہو کر تیری نسبت کوئی مکر اور حیلہ خیال کر دین علاج دشوار ہووے اور مثل ان کلمات مرعوف کے سلطان کو انکے قتل پر آمادہ کیا یعنی امر سے مغل کے قتل کی نصحت حاصل کی اور سب کو ایک روز میں دستیاب کر کے تیغ بدریغ سے انکا خون بہایا اور خانمان انکا بر باد کیا اور بعضے ملک بلہی کو بھی جو امر سے مغل سے قرابت اور صداقت رکھتے تھے محبوس کر کے حصار ہلے دور شہر میں بھیجا اور خانوادہ ہلے قدیم کی خرابی سے کچھ اندیشہ نہ کیا اور ملک نظام بگ امیر ملتان اور ملک ترکی حاکم لاہور کو جو امر سے کلان بادشاہ عنایت الدین بلہی سے تھے اپنے مکر و حیلہ وانی سے انکو درمیان سے اٹھایا اور سلطان کو اسے ایسا اپنا منکر کیا کہ جو شخص از روئے اخلاص اور دوستخواہی کے

شہرہ بلند شہنشاہی سلطان سے معروض کرنا سلطان فوراً وہ بات ملک نظام الدین سے کہنا اور اس شخص کو گرفتار کر کے اس کے سپرد کرنا اور ملک نظام الدین کی زوجہ جو ملک الامرا ملک فخر الدین کو توال کی بیٹی تھی اسے حرم سلطانی میں رسوخ اور غلبہ تام پیدا کر کے سلطان کی ماہر خواندہ یعنی منہ بولی بن ہوئی اور اس نے اس اطوار کے مشاہدہ سے انعام تدبیر سے انکو اس کے حلقہ حاکمیت میں ڈالا اور بطاعت لچیل اسکا شراپے سے دفع کرتے تھے اس واسطے کہ اس کی درگاہ جائے رجوع خاص دعام ہوئی اور درگاہ مغزی کی رواج درونی شکست ہوئی اور ملک الامرا ملک فخر الدین کو تال نے کہ عمر اس کی نوے برس کی ہوئی تھی جب ملک نظام الدین کے خیال باطل اور اس کے نخوت اور غرور پر اطلاع پائی اسے تنہائی میں طلب کر کے ہر چند سچا کہ دلائل اور براہین عقل سے خیال فاسد اسکے سر بہتیر سے دور کر کے فائدہ نہوا اور خام طبع کو تہ اندیش متنبہ نہوا اور جواب بولا کہ جو کچھ ملک فرمانا کر تمام صواب ہو اور اس کے خلاف خطا لیکن جو غلطی کو میں نے دشمن کیا ہوا در سب جانتے ہیں کہ میں کس کام میں مشغول ہوں مگر اب ہاتھ اس داعیہ سے باز رکھو ننگا لوگ مجھے دست کش نہو گے ملک الامرا ملک فخر الدین کو توال نفرین کر کے اس سے پزار ہوا اور یہ بات جب کلید اور معارف نے سنی سب شاخاں ہوئے عاقبت اندیشی اور سلامت خوئی ملک الامرا فخر الدین کو توال کی سب پہنچا ہر ہوئی اور ناصر الدین بغرا خان نے لکھنوتی سے خبر غفلت پیر اور غلبہ ملک نظام الدین لشکر مکتوبات نصائح آمیز بیٹے کو تحریر کیا اور بر فرما اشارہ حریف دغلی کے اندیشہ سے ایسا کیا لیکن ہر مند نہوا اور جب سمجھا کہ یہ ناخلف اصلاح پذیر نہیں ہوا اور احوال اسکا وضع جہانداری کے خلاف ہو بادشاہ غیاث الدین لمہین کے فوت ہونے سے دو برس کے بعد ملک دہلی کے انتزاع کے قصد میں فوج کش ہوا جیسا کہ فتویٰ قرآن التسعدین میں امیر خسرو فرماتا ہے نظم یافت خیر شہر و شرف پناہ و ناصر حق وارث ابن تحکامہ و کافر اور اسپر انا ز گشت و دین نرف از دے بہ پیر باز گشت و خشم سپر کرد علم پرشیدہ مساختہ کین شدہ لشکر کشید و مند جو بار آمد از ان خار خار و از بے گلگشت بسوے بار بے سلطان مغز الدین کی قیادہ نے جب خبر تو جہ پیر بزرگوار اور اسکا پونچنا ہمارے منشاہ بھی سامان حرب و ضرب درست کر کے افواج کثیر سے اس حدود کی طرف متوجہ ہوا اور دھین گرمی میں آب کھکے ساحل پہ پہنچ کر فوج کش ہوا اور سلطان ناصر الدین نے یہ خبر سنکر ہمارے کوچ کر کے آب سرو کے کنارے تازل ہو کر نزول کیا نظم نصب شد اعلام شہنشاہ و ہر و برب لکھنوی شہر و لکھنویں سودر ان طرف و از قف لشکر بلب آدوہ کف و تیغ زن مشرق از انسوے آپ و گشت چوروش کہ رسید آفتاب و برب آمدہ آراست صف و تافت دو خورشید زبرد و طرف و الغرض بعد چھل قرب جوار سے ناصر الدین بغرا خان استخلاص دہلی سے خانی کر کے طالب صلح اور ملاقات ہوا سلطان مغز الدین نے ملک نظام الدین کے اغوا کے باعث اس معنے سے انکار کیا اور عازم جنگ ہوا اور اسکے بعد تین روز تک طرفین سے مراسلات جاری رہے ناصر الدین بغرا خان نے جو نیچے دن اپنے دستخط خاص سے یہ تریم فرمایا کہ اذوہ اشتیاق حیرے دیدار کا نہایت ہوا اور مجھے اس سے زیادہ تر صبر کی طاقت تیرے فراق میں باقی نہیں ہوا ایسا کر کے کہ یہ سوختہ آتش بے نصیبی کا تیرے وصال میں پہنچے اور حضرت یعقوب کے مانند ایک مرتبہ اذوہم رہد رسیدہ طلعت یوسفی کے مشاہدہ سے روشن ہو تیری بادشاہی اور عیش و عشرت میں خلل نہوگا اور یہ بیت بھی اس میں صبح کی بیت گرچہ فردوس مقامے خوش است و بیچ بازلزت و دیدار نیست سلطان مغز الدین کی قیادہ اس مکتوب کے پڑھنے سے متاثر ہوا اور اپنے سر ارادہ سے اٹھکر مقام حصانہ میں گیا اور باپ کی ملاقات کے واسطے جبریدہ جانے پر آمادہ ہوا ملک نظام الدین مانع ہوا اور ایسا کیا کہ سلطان نے مع افواج اور دبدبہ بادشاہی کے تنہا بقصد ملاقات ساحل آب کھکے کوچ کیا اور صحرا کی طرف متوجہ ہو کر آب سرو کے کنارے وارد ہوا اور جب ایسا مقرر ہوا کہ واسطہ حفظ مرتبہ شادابی کے ناصر الدین بغرا خان آب سرو سے گذر کر کے بادشاہ مغز الدین کی قیادہ کے دیدار کو آوے اور بادشاہ مغز الدین کی قیادہ سخت پر حیلہ گر ہو پھر منجھون درگاہ نے ملاقات کے واسطے

وہ ساتیں مسعود تجرکین ناصر الدین بغراخان نے اسی ساعت کشتی پر سوار ہو کر یانی سے عبور کیا اور سلطان مغز الدین کی قیادگی بارگاہ
کی طرف متوجہ ہوا اور خلوت خانہ میں انٹرکٹین مقام میں شرط زمین بوی بجایا حب ناصر الدین بغراخان نزدیک آیا سلطان مغز الدین کی قیادگی
میں اب ہو کر تخت سے اتر اور باپ کے قدم پر گرا اور ایک دوسرے بغلگیر ہو کر ایک ساعت خوب بوسہ سر اور منہ پر ایک دوسرے
ویے اور دونوں بحر فیض ابھر کر طرح زار زار رونے اور حاضرین بھی انکے مشاہدہ حال سے اشک اپنی آنکھوں سے جاری کیے پھر باپ نے
ہاتھ بیٹے کا پکڑ کر تخت پر بیٹھا کر چاکہ مین تخت کے روبرو ایستادہ ہون بیٹھا تخت سے اتر آیا اور باپ کو تخت پر بیٹھایا اور خود آگے اُسکے
موجب بیٹھا اور زر و نقرہ بشمار ہزار ہوا شعر امداد بخیر ہتھے اور مطرب سرود گاتے اور چاروش اور نقیب خوش و خرموش میں آئے اور اُس وقت
میں جو کچھ لازم بادشاہی اور شرائط مجلس شام شاہی مشہور و معروف تھے بجالائے اور مکالمہ اور مجاہدہ سے ایک دوسرا محفوظ ہوا
ایک لحظہ کے بعد ناصر الدین بغراخان اٹھا اور آپ سے عبور کر کے اپنی بارگاہ میں گیا اور تحف و ہدایا سے غریب اور تنقلات عجیب اور طعمہ
و اشربہ لطیف طرفین سے ارسال ہوئے اور دونوں لشکر کے آرمیوں کو حکم ہوا کہ ایک دوسرے کے مکانوں میں آمد و شد کریں اور از رو
بجائگی سلوک کریں اور ناصر الدین بغراخان چند روز تو اتر اپنے فرزند کے مکان پر آنکر آپس میں صحبت گرم کرتے تھے اور ایکجا شراب
پیکر عیش و طرب کی داد دیتے تھے چنانچہ شادی قرآن اسعدین امیر خسرو کی تفصیل کی ناطق ہوا و جیب دن خست اور دواغ کا قریب
ہو چنانچہ ناصر الدین بغراخان نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ جمشید نے کہا جو بادشاہ کہ اس قدر مال و منال اُسکے خزانہ میں نہ ہو کہ دشمنوں کے
غلبہ کے دن ساتھ اُسکے مدد کرے اور بلاے قحط میں رعایا کی دستگیری کرے اس بادشاہ کو شاہ جہان نہ کہنا چاہیے اور میں چاہتا ہوں
کہ چند نصائح جو حال سلطنت کے لائق ہوں کروں بادشاہ مغز الدین کی قیادگی نے عرض کی کہ آپ میرے مریدان و غلام ہیں میرے
پاس کوئی ایسا نہیں جو مجھے خواب غفلت سے بیدار کرے آپ جو میرے حق میں بہتر سمجھیں مجھے اُس سے متنبہ فرمادیں تو میں اسے اپنا
دستور العمل بناؤں اور اُسکے خلاف روانہ رکھوں ناصر الدین بغراخان کا دریا سے محبت پوری خوش میں آیا فرمایا کہ مجھے اس قدر صعب و سخت سفر
کینچنے سے یہ عرض تھی کہ تیرے دیدار فائز الانوار سے اپنی آنکھیں روشن کروں اور اُسکے بعد شرط مغفلت اور نصیحت بجالاؤں اور تجھے خواب
غفلت سے کہ لازمہ جوانی اور دولت کا ہو بیدار کروں پھر خلوت کر کے فرمایا کہ ملک نظام الدین اور ملک قوام الدین علاقہ جو تیرے ملک کے
عمدہ ہیں انھیں حاضر کر تو جو کچھ مجھے کہنا ہو اُنکے حضور میں کہوں ملک نظام الدین اور ملک قوام الدین علاقہ مجلس میں حاضر ہوئے
اُس وقت ناصر الدین بغراخان نے انہوں سے شفقت اور عطوفت فرمایا نصیحت پہلی اور فرزند حبوت میں نے سنا کہ تو تخت دہلی پر متمکن
ہو میں نہایت خوشوقت ہوا اور میں سمجھا کہ ملک دہلی مجھے پہنچا لیکن جب میں نے حکایت تیری غفلت اور بخیاری کی سنی حیران
اور ششدر ہوا کہ تو اب تک کیونکر زندہ رہا اور دوس گزرے ہیں کہ میں تیری اور اپنی تعزیت میں مشغول رہتا ہوں اور ملک دہلی اور
لکھنؤ کو معرض زوال میں دیکھتا ہوں بالتحقیق اُس دن سے کہ میں نے سنا ہو کہ تو نے میرے پردے کے بندوں کو جو پردہ نعمت اُسکے اور
مخلص اور خیر خواہ تیرے تھے ناحق قتل کیا اور اُنکے قتل کرنے سے دوسرے کا اعتماد جیسے بظرف ہوا اب مجھے کس طرح کی امید اور توقع ملک
میں نہ رہی اور فرزند جو کچھ میں دیکھتا ہوں اور سنتا ہوں تو نہیں دیکھتا اور نہیں سنتا اس قدر اندیشہ کہ میرا بڑا بھائی جو جانا مار کے
ماتوق تھا اب اس حیات خمیدہ ہوا اور فرزند اُسکا جو سلطنت کا مشائستہ اور قوت بازو تیرا تھا و تنخواہ ہونکے کہنے سے تو نے
قتل کیا اس طرح مجھے بھی درمیان سے اٹھا وینگے ملک دہلی ایسے بد حال کے ہاتھ آو گیا کہ نام و نشان ہمارا روئے زمین پر چھوڑ گیا اور
فرزند اگر تو اپنے اوپر رحم نہیں کرتا اپنی اولاد اور اتباع پر رحم کر اور آپ کو ملو و لعب میں مشغول نہ رکھنا چاہئے کہا اور چہند
نصیحت کہ میں کچھ سنا تا ہوں عمل میں لایا پس نصیحت یہ کہ ابھی جان پر رحم کر اور اپنے نفس کے معاملہ میں مصروف رہ

کثیر۔ پھر وہ کارنگ ہو گا کہ پھول سے زیادہ خوش رنگ اور سیراب تھا سونے اور ہلدی کے مانند زرد ہوا افراد شہوت سے تلبیا لا کر اور ضعیف ہوا ہوا کچھ روک اور گروا سکے نہ پھر کس واسطے جب جان میں خلل واقع ہو لڑات سے طلب فائدہ کی امید نہ رکھتا چاہے امیر خسرو فرما تا ہوا ریاست نشاید بادشاہ راست ہوں نہ در عشق و ہوس پیوست ہوں نہ بدو غم یا سہال خلق پیوست نہ خطا باشد کہ باشد یا سہان مست نہ شبان چون شد خراب از بادہ تاب در سر در معده گرگان کند خواب نہ در آئینے کہ رسم ملک دارست نہ ثبات کار ہمار ہر شیا ری است نہ دوسری نصیحت یہ ہو کہ امر اور ملوک کی غوریزی سے احتراز کر ہوا اعتماد کہ اعوان و انصار تجھ پر رکھتے ہیں زائل نہوے اور یہ مرد حاضر ملک نظام الدین اور ملک توام الدین علافہ جو پختہ کار اور صاحب تجربہ روزگار ہیں تو وہ شخص اور مثل انکے امیر سے خوب سے انکے شریک کرداران چاروں کو چارہ کن دولت تصور کر اور جو کام یا مہم تجھے پیش آوے انکے اتفاق اور صلاح سے قبول فرما اور سر انجام کو پہنچا ایک کو دیوان وزارت دوسرے کو دیوان رسالت تیسرے کو دیوان عرض چوتھے کو دیوان انشاء الہ کہ اور چاروں کو قوت برابر دے اگرچہ انکے مراتب میں باعتبار اعمال تفاوت ہو لیکن انہیں سے کسی کو استقدر غلبہ نہ دے جو سرشتی اور طعیان کرے بیت مگر بخت خیمیدہ بیدار نیست نہ گزہ چین کار و تنوار نیست نہ قیصری نصیحت یہ ہو کہ جب جس راز ہائے ملی کے کھولنے کی ضرورت ہو چاروں شخص کے حضور یعنی روبرو کھولے اور انہیں سے ایک کو اپنے امیر اسد ایسا محرم نہ کر دوسرے رنجیدہ ہو وین نصیحت چوتھی یہ ہو کہ نماز پنجگانہ ادا کرے اور رمضان کے روزہ رکھے تو ان دونوں امر واجب العین کی برکت سے خد لاں دنیا اور آخرت تیرے دشمن گہر نہوین اور میں نے سنا ہے کہ کسی حیلہ سے علماء وقت نے تیری خوشامد سے روزہ ماہ رمضان میں کھانے کی رخصت دیکر کہا ہے کہ جو بروہ آزاد کرے یا سادھ مسکین کو طعام دے کفارہ یعنی عوض روزہ کھانا پکھا جو تاہو ایسے عالموں کے قول و فعل سے آکود در کہہ از مسائل دین کے علماء و طماع اور حریس سے کہ دنیا الکی معبود ہوئی چو پچا پیے پوچھنا بلکہ مسائل دینی تو اس شخص سے استفسار کر کہ جو دنیا سے دلی سے روگردان ہوا ہوا اور متاع دنیا سے دون کی نظر بہت میں ذرہ سے بے قید تر ہو یہ نصیحت کر کے زار زار اور ہائے ہائے روایا اور اپنے دل بند کو گویند لیکر دواع ہوا اور خوش میں لینے کبریت اُسکے کان میں اہستہ کہنا کہ ملک نظام الدین کو جلد اپنے پاس سے دفع کر اسلئے کہ جو وہ فرصت پاویگا تجھے ایک روز بلکہ ایک ساعت زندہ سچھوڑیگا یہ کہنا اور روتا ہوا اپنے منزل میں گیا اور فوراً رنج سے اسدن خاصہ نہ تناول فرمایا اور اپنے محرموں سے کہا کہ آج میں نے فرزند ملک دہلی کو ودار آخری کی اور مال حال اُسکا ایسا ہو کہ سلامتی اپنی منحصر بادشاہان دہلی کی متابعت میں دیکھ کر بادشاہ بلال الدین اور بادشاہ علاء الدین اور سلطان قطب الدین سے اہل اطاعت کیا اور چتر و خطبہ اپنے سے دوسرے کے مثل سارا ماسلوک کیا سلطان تغلق شاہ اس مدت میں کہ دہلی سے بنگالہ کی طرف گیا ناصر الدین بخر اہل خانہ نے استقبال کر کے لوازم پیشکش میں پہنچائے تغلق شاہ نے ترجم فرما کر پھر ولایت لکھنؤ تی باضافہ کورنگالہ اسے عنایت فرمائی اور دوبارہ چتر اور دور باش دیکر اسکی تعظیم میں کوشش کی القرض اسکے بعد بادشاہ مغالہ دین کی قیقاہ نے پر سے جدا ہو کر ولایت اودھ دہلی کی طرف نہضت فرمائی اور چند روز پاس فصاح پدھر کر کے اودھ کو گئی شرم دہیا کا ملاحظہ کر کے اپنے تئیں عیش و طرب باز رکھا لیکن جو آواز بادشاہ کی مجالس جشن کا اطراف و اکناف عالم میں پہنچا تھا کہ وہ ارباب نشاۃ الثیر میں کا اور طرب پیشگان پر گاہ گاہ میں آتی تھیں اور ہر روز آپکو آراستہ کر کے اور مستعد صحبت ہو کے گرد و پیش اُسکے اپنے تئیں جلوہ دہتی تھیں اور ملازمت کا انتظار کھینچتی تھیں سلطان جو عاشق اس گروہ کی صحبت اور شہید اس جماعت کا تھا شوق و ولولہ نے خوش ماہیے اختیار روزہ بیدار گاہ خسار ناز مینوں پر کرتا تھا اور گوشتہ چشم سے ایک التفات انکے حال پر فرماتا تھا ناگاہ لولی بچہ کہ آہنگ و سنگ میں مردار ناز مینان اور پر پر دیان تھا گاہ مکمل سر پر اند قبائے زنجار در پر اور ہلکے صبح بر کر

اور آپ عراقی ہوسوار ہو کر مہنگام کوچ باہر کمرشہ و ناز چتر سلطانی کے مقابل آیا اور شیر بے عجب اور عکاس غیب کی ایک نوع کے
 ساحری سے کہنا چاہے ظاہر کیے اور یہ بیت باواز خوش بھی بیت گرقدم بر چشم ما خواہی نہاد دیدہ درہ می نیم نامیردی
 اور اس کے بعد عرض کیا کہ مطلع اس غزل کا احوال میں مناسب تر دیکھتا ہوں لیکن سودا بی سے نہیں پڑھ سکتا سلطان نے فرمایا پڑھ
 اور بت ڈرائے پڑھا بیت سر و شاد بھیر امیر دی نیک بد عہدی کہ یے مامیر دی سلطان اس ماہ پیکر کے مشابہ جمال اور لاجظ
 حرکات و سکنات سے ہر آن رہا اور طبلستان عشق کے دوش پڑوائے اور نشان صنم بستی دوبارہ بلند کر کے باپ کے فصاحت سود مند
 فراموش کیں اور بے اختیار راہ میں ایستادہ ہو کر اس توبہ کن سے ساتھ اس بیت کے ہر زبان ہوا بیت نغان کیں لولیان شونخ و شیرین کار
 و شہر آشوب چنان بر وزن صبر ز دل کہ ترکان خوان بغار را و اد کمال بیطافتی سے گھوڑے سے اتر اور مقام میں منزل کی اور مجلس
 کی کے اس رشک خواب طناز کی مقامی اور بازی میں مشغول ہوا اور یہ بیت زبان پہلایا بیت شب ز تو بہ کہ نیم از بیم ناز شاہان را
 با ملا دان مے ساتی با نور کار آور و د او اس شونخ بہ ہر دین نے جب یہ بیت شاہ کی زبانی سنے فی البدیہہ یہ بیت چھی بیت
 غم ز اہر فریم عابد سال را با صہ پیشانی گرفتہ پیش خمار آورد سلطان نے تیزی فہم اور جودت طبع اور حکم نکلیں اس کے والد اور حیران
 ہو کر اسی کو ساتی بنایا اور لولی بچہ نے تکرار تو وضع بجا لا کر یہ بیت پڑھی بیت مگر چہ کہ خوب تر با ہم ہم ہم بندہ بندگان شایم
 یہ کہا بھر جام شراب پر تکی سے لہر زگر کے سلطان کے ہاتھ میں دیا سلطان نے اس کے دست نازنین سے لیکر از راہ شیفنگی یہ
 ایات پڑھیں نظم قح چون دوریں اید بہر و کجای مجلس وہ ڈمرا گزرا تا حیران با ہم چشم ساتی را اور ساتی تو خواہی بود مارا کہ میگوی کہ
 خوردن حرام است یہ کہا اور پیالہ نوش فرمایا اور امرا اور ملوک بھی اپنے منازل میں مجالس عشرت آراستہ کر کے لے کرے
 اور طرب میں مصروف ہونے دوسرے روز سلطان نے وہاں سے کوچ کیا اور منزل بمنزل مجلس شبن سنوا کر داد عیش و
 طرب کی دیتا تھا یہاں تک پہلی میں پہونچا اور قصر کیل کو کھری میں نزول اجلال اور حلول اقبال فرمایا اور اہل شہر اس کے آنے سے
 شاہوئے اور شبن کیے اور شہر آئین بند کر کے قیام ویزان کیے اور سلطان نے عالم جوانی میں شیوہ نام فرمایا اپنی کا ہاتھ سے
 نچھوڑا بدستور سابق شرب خمر اور اختلاط کف غذا بل میں افراط کرتا تھا اور خلقت میباکی اپنا شکار کر کے ہر کوچہ اور محال میں علانیہ
 اور آشکارا شرب خوری کرتی تھی اور صحبت گرم کھتی تھی اور غم و اندوہ خلافت کے دل سے دفع ہوا شاید غفلت نے ملک عقل کو
 تسخیر کیا اور حب چند مدت اس وطن پر گزری سلطان بیمار ہوا اور کثرت جماع اور ملاومت شراب سے ضعیف اور لاغر ہوا اس
 درمیان میں باب کی نصیحت یاد آئی چاہا کہ اپنے ہم گزند سے ملک نظام الدین کو درمیان سے اٹھا دے اور جو فکر صائب نگر سکا
 ساتھ مکابہ کے پیش آیا اور یہ فرمایا کہ تو مٹان میں جا اور وہاں کے مہات کو انجام دے ملک نظام الدین سمجھا کہ بادشاہ میرے
 دفع کا ارادہ رکھتا ہو وہاں کے جانے میں تعطل کر کے حذر لایا اور قہر بون نے جب سلطان کے انحراف مزاج سے آگاہی پائی اور
 ہمیشہ اسکی ہلاکت کے خواہاں تھے بادشاہ کے حکم سے نظام الدین کو زہر دیکر ہلاک کیا اور ملک جلال الدین فیروز بن ملک بغیرس خلجی کو
 جو نائب بجاہ اور میر جاہ اور درگاہ تھا سامان سے طلب کیے کہ خطاب استغاثی دیا اور عارض ممالک کر کے اطلاع برن حوالہ کیے
 اس وقت میں بادشاہ کے مزاج میں انحراف اور فتور زیادہ ماہ پاکر سا تھا لہذا فوج کے بھر ہوا اور صاحب فرش ہو کر اکیلا رہی
 کام سے عاجز ہوا اور امرا سے صاحب شوکت کو سلطنت کی آرزو ہوئی ہر ایک سر میں ایک سودا اور ایک ولین ایک تہنا ظاہر ہوئی
 اور جماعت الوقت اتفاق کر کے کیو مرث پسر بادشاہ مغل الدین کی فضا کو جو تین برس کا تھا حرم سے باہر لائے اور بادشاہ مغل الدین
 خطاب کر کے تخت پر بٹھایا اور فرقه پورے ایک فرقه نعل اند یہ تمامی چارہ ملک جلال الدین فیروز بہادر پور میں فروکش ہوئے

اور دوسرا فرقہ اتراک اور کیو مرث کو اپنے ہمراہ رکھ کر واسطے سرگردا گیا۔ اترک تھرچن اور ملک تھر سرخہ سمٹھارے کے چوترہ نامری میں نزول کیا اور بادشاہ مغر الدین کی قیادت میں کیلو کھری میں ہمارا اور بیتاب ساتھ ایک جماعت اطہا کے رہتا تھا اور ایسے دتوں میں اکثر فساد درمیان میں آتے ہیں اور اتفاق اور اتحاد گوشت میں پوشیدہ ہو کر غریب الوجود ہوتا ہے تحقیق خدائیں ترکے امداد کیا کہ جو کیو مرث ہمارے ہاتھ میں چلے گیا جلال الدین اور تمام امرائے خلیج وغیرہ کہ اصل ترکوں سے ہیں میں ہستائیل کر کے مہات ملطنت کو ہم ترک میں انجام دینگے اور بگناہ کو درمیان میں ملا خلت ندینگے اور تذکرہ انکے نام تحریر کیا اور آغاز تذکرہ میں نام جلال الدین خلیجی تھا جب ملک جلال الدین اساتے آگاہ ہوا اپنے تئیں دریافت کیسے اور امر اور ملک خلیج کو جمع کر کے بعضہ امر اور کبھی اپنی رائے سے منفق کیا اور اسحاق میں ملک اترکچن سوار ہوا تو ملک جلال الدین کو فریب دیکر بہادر پور سے لایا تو تمام لشکار ساتھ کھایت کے پہنچا۔ اسے ملک جلال الدین خلیجی جو اس اندیشہ سے آگاہ تھا جو وقت کہ ملک اترکچن اسکی مجلس اسکی دیور بھی پر گھوڑے سے اترائے جسکے جامہ میں کو تلواریں سے پرے پرے کر کے دھجیاں اڑا دیں نظم سرتیر چون جلاشدن میں خردوشے برآمدان ان انجمن بدلتے ہوئے رہے کس کسند ہمارا تھا اندران جیہ فکندہ اور ملک جلال الدین فیروز خلیجی کے فرزند کہ ساتھ شجاعت اور مہاشائی کے انصاف کھتے تھے باسو سوار اپنے ہمراہ نیکو ادب کیو مرث میں جاکر اتراک پر ہجوم لائے اور نہایت جیتی اور چالاکی سے سرپرستہ سلطان میں داخل ہوئے اور بادشاہ شمس الدین کو سختی اٹھا کہ ہمراہ فرزندوں ملک الامر ملک فخر الدین کو قوال کے بہادر پور میں اپنے باپ کے رو برو لائے اور ملک اترک سرخہ نے کہ تعاقب اٹھا کیا تھا ان سے راہ میں اس سے ہتھیار کر کے قتل کیا اور خواص و عوام مہلی کے تنگو بزرگی خلیجیوں کی دشوار اور ناگوار معلوم ہوتی تھی ہجوم کر کے شاہ شمس الدین کی مدد کیو واسطے شہر سے برآمد ہوئے اور بادشاہ کے دروازے کے آگے جمعیت کر کے فرار و یا کہ ملک جلال الدین فیروز خلیجی کے سر پر جا دیں لیکن ملک الامر ملک فخر الدین کو قوال نے اپنے لٹکوں کے سبب ملک جلال الدین فیروز خلیجی کے دست ظلم میں گرفتار تھے عوام کو اس بارہ سے باز رکھا اور انکی جمعیت کو متفرق کیا اور اسی روز اکثر امر اور ملک جلال الدین فیروز خلیجی کے شریک ہوئے اور حلقہ بیعت کا اپنے کانٹا لایا اور ملک جلال الدین فیروز خلیجی ترکے اُن کو کو خلیجے باب بادشاہ مغل الدین کی قیادت کے ہاتھ سے مارے گئے تھے قیصر کیلو کھری میں بھیجا انھوں نے جاتے ہی بادشاہ مغل الدین کی قیادت کو کو ایک رتی سے زیادہ دم باقی نہ تھا جام خانہ یعنی محل میں لہوٹ کر اور چند لائیں مار کر کام تمام کیا اور اس تاجدار کی لاش پانی میں ڈالی نظم بنا گاہ در قصر شاہ آمدند بخون پر کینہ خواہ آمدند بیک جا محمانت شاہ را بہ بیچیدان قوم وحشت گرا بہ بگردند آنگہ لکد مال زودہ فلک طرفہ باری سنجہ و نمود و جنبین بازی این گنبد بیلگون بہ نایدورین ویرششد فرزند کشاند شہان را بہت خسان کسان را کند عاجز نا کسان بہ سرتاجداران سجاک انگند تن رر کشان دروغاک انگندہ ازان ہورین عالم ہوفا نہ بستند دل اہل ملک ولا بہ سراز تاج شاہی و گردن کشی بہ کشیدند با صدر رضا و خوشی بہ نہ امید از عالم خاک نسان بہ نہ نمی زودوران افلاک شان بہ اسوقت ملک جلال الدین فیروز خلیجی نے اپنا نام سلطان جلال الدین رکھا اور ملک مجبور کا جو بھتیجا بادشاہ غیاث الدین لمبن تھا اور آپ کو وارث ملک جانتا تھا ولایت کرٹھ اسے جاگیر دیکر اس طرف روانہ کیا اور اس ساعت میں کہ منجموں نے تجویز کر کے اسے خوش کیا تھا شوکت و اقبال شامانہ سے قصر مغر میں جو کیلو کھری بنا کیا تھا اگر نزول اجلال فرمایا اور کیو مرث کو درمیان سے اٹھا کر بظراغ خاطر حکومت میں اشتغال کیا اور بادشاہی ترکوں سے جو سلاطین غور کے غلام تھے سلسلہ خلیجیہ کی نسبت منتقل ہوئی اور یہ واقعات اور حالات داخر ۸۸۶ھ میں واقع ہوئے تھے مدت سلطنت مغر الدین کی قیادت کی تین برس کسری زیادہ تھی البقا الملک المعبود و کرسطان جلال الدین فیروز شاہ خلیجی کی بادشاہی کا نظام الدین شمس الدین نے اپنی تاسیخ میں مرقوم کیا ہے کہ ایک

تواریخ معتبر میں میری نظر سے گذرے کہ گروہ خلجی قانچ خان داماد چنگیز خان کی نسل سے ہیں اور قہرمانوں پر کہ انکی خاتون سے جو چنگیز خان کی بیٹی تھی کچھ بخش دیا ہوئی اور وہ چنگیز خان کے خوف سے دارا اور ملاہیت کے سوا سے کچھ علاج نہ رکھتا تھا اور عہدہ ایک مقرر اور ایک ملازم ہوتا تھا اور دستاویز ہوتا تھا بوجہ سے چنگیز خان نے ساحل آب سند پر ہونچکر سلطان جلال الدین خوارزمی کو مغلوب اور شکوب کیا اور ایران اور توران کی مہات سے فانی ہو کر اپنے بورت اصلی میں بازگشت کی قانچ خان نے اس زمانے میں غور اور جستان کے پہاڑوں پر وارد ہو کر اسکا استحکام بنظر غور اور تعمق دیکھا اور فرصت کیوقت چنگیز خان سے جدا ہو کر اپنے عزیز و اقارب سے کہ تھینا میں ہزار خانو تھے ان کو ہستان مستحکم میں گیا جب چنگیز خان فوت ہو کسی نے اس کے فرزندوں میں سے اسکی پردائیگی اور اسے اس مقام میں سکونت اختیار کی اور صاحب اقتدار ہوا بادشاہ جلال الدین فیروز خلجی دہلوی اور بدہ سلطان محمود طغی مندی بنائے قانچ خان سے ہیں پھر تحریف پاکر قانچ ہوئے اور کثرت احتمال سے الف کو بھی مسترد کر کے خلجی کہنے لگے اور قبول صاحب تاریخ سلو قیان ترک بن ہت کے گیارہ فرزند تھے ایک کا انہیں سے خلج نام رکھا اور اس کے فرزند ان کو خلجی کہتے ہیں اور انہم جو بیان کرتا ہے یہ قول اصواب نزدیک تر ہے کہ سوا سطلے کہ تقریبات کتب تاریخ غزوہ بن مذکور ہوا ہے کہ بہت سے امیر مثل امیر ناصر الدین بکلیکین اور سلطان محمود غازی قوم خلج سے ہوئے ہیں اور یقین ہے کہ انکا عہد چنگیز خان کے عہد پر قدم ہوا ہو سکتا ہے کہ قانچ خان قوم خلج سے ہوا اور والد بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ دہلوی اور سلطان محمود مالوی اسکی اولاد سے ہوں قصہ بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ بہادر پور سے مع حم غفیر اور انہو خطیہ سوا ہو کر تعمیر کیا و کھری میں داخل ہوا اور چند روز بادشاہ شمس الدین کو ہوا سے سلطنت رکھ کر اسکی نیابت میں قیام کیا اور اوائل ۷۸۸ھ چھ سو اٹھائی ہجری میں اسے درمیان سے اٹھا کر شہر بس کے بن میں قدم بسا دشاہی پر رکھا شان سابق کے خلاف چتر سرخ کو تبدیل کر کے سفید کیا اور صفت قہر و غضب کی ایک بارگی اپنے سے سلوب کی جامع علم و لطف ہوا اور کبھی موہو عیض کو نہ تیا اور جو کہ مرم دہلی کا عہدہ نہ رکھتا تھا اسوا سطلے قہر کیا کہ میری سکونت کی اور عمارات ناتمام مغری تیار کر دایمیں اور ایک بلع جدید ساحل جون پر تیار کر کے ایک قلعہ کچ اور تھیر سے بنا کیا اور اہل اور اپنے معارف درگاہ کو عمارت بنانے کی تاکید بلع فرما کر مسجد اور بازار کی بنیاد ڈالی اور اس شہر کو شہر نوموسوم کیا لیکن رفتہ رفتہ جب دہلی خراب ہوئی شہر نو سوا تھہ دہلی نو کے شہر ہوا امیر خسرو نے اس حصار کی تقریب میں بہت ایات و عروں کی تحسین انہیں سے ایک یہ بیت ہے بہت شہر نو نو کردی حصارے مد گرفت از نگہ ناما قمر سنگ مد اور ابتدا سے جہوں میں ضبط ولایت اور رقی و تق مہات مملکت میں مشغول ہوا پہلے اپنے بادشاہ غیاث الدین بلبن کے بھتیجے کو کہ جبکا نام ملار، سچاں کشلیخان ایک تھا ولایت کرڑہ دیکر روانہ کیا اور اپنے بھتیجے کو منصب عرض ممالک اور خطاب بغیر شخان کے ساتھ اختصاص بخشا اور اپنے بیٹے کو اختیار الدین خانی خانان خطاب دیا اور منجملہ فرزند کا اکلینانی اور چھوٹے بیٹے کا قدر خان نام رکھا اور ہر ایک کو ایک ولایت و ولایات ہندوستان سے عنایت فرمائی اور ایک درگاہ انکے واسطے ظاہر کی اور اسی طرح سے اپنے بھتیجوں علی الدین اور الماس بیگ کو کہ آخر خطاب انھیں پایا اور انکا باپ شہاب الدین مسعود نام رکھتا تھا تربیت کر کے علا الدین کو امر سے بزرگ اور انھیں کو آخر بیگ کیا اور ملک احمد حبیب بھانجے اپنے کبار ایک اور ملک حرم کو میر درد اور خواجہ خطیر کو وزیر الممالک اور ملک الاممالک خیر الدین کو کو تو ال کیا اور جب حکایت خدا پرستی اور حلم و حیا اور عدل بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی منشر ہوا اعیان اور معارف دہلی کہ جنھوں نے ساتھ برس سلاطین اتراک کی خدمت کی تھی اور خدمت خلجی سے ننگ و عار رکھتے تھے دل اسکی سلطنت پر ہر کھکھرتے شہر میں آئے اور اسکی بیعت کا حلقہ زیب گوش کر کے لازم مت اختیار کیا اور اس کے بعد کہ در بیان خاص و عام کے ایک سکونت اور ایک آرام ظاہر ہوا بادشاہ کے دہ بدہ و رشکوہ کو کام فرسہ مایا

اور افواج بھر کوچہ رکاب سعادت انتساب لیکر دہلی کہنہ کھیرف متوجہ ہوا اور حجب و رتھانہ میں وارد ہوا اور کھت نماز شکرانہ ادا کر کے تخت سلاطین باغیہ پر اجلاس فرمایا اور باواز بلند سنایا کہ میں شکر الہی کے ذمہ میں سے کوئی کبر یا ہر اسکوئی کہ میں نے جس تخت کے آگے برہنہ سوزین پر رکھا تھا اب قدم سپر رکھ کر اس سلطنت پر قیام کیا اور وہ یار کہ جو مجھ سے کہیں بہتر اور افضل تھے دست بستہ میرے روبرو ایستادہ ہیں پھر وہاں سے برخاست کر کے سرخ محل جو خاص محل بادشاہ غیاث الدین بلبن کا تھا گیا درگاہ میں برسم قدم گھوڑا لیسے اترا ناگاہ ملک حبیب نے عرض کی کہ جو کو شک سلطان سے جو آپ کو واسطے خانہ زین سے اترے سلطان نے ارشاد کیا ہر حال میں عزت اپنے دلینہی کی نگاہ رکھنا واجب ہو ملک حبیب احمد نے گزارش کی سلطان کو اس محل میں جو دارا مارت ہو سکونت کرنا چاہیے سلطان نے جواب دیا کہ اس محل کو سلطان غیاث الدین بلبن نے اپنے ایام جوانی میں بنیاد کیا تھا اس قصر کی مالک انکی اولاد ہو اور میرا اس میں کچھ حق نہیں بلکہ احمد نے کہا کہ امور ملکی میں اس قدر تعقید اور احتیاط گنجائش نہیں رکھتی سلطان نے فرمایا میں مصاحت چند روزہ کیواسطے قواعد اسلام سے کیونکر باہر جاؤں اور نفس الامر کے برخلاف ایک کام کروں بیت کج عقل باشرع فتویٰ دہہ کہ اہل خرد وین بدینا وہ پھر پامیادہ لعل محل کے اندر جا کر جن مقاموں میں کہ بادشاہ غیاث الدین بلبن بیٹھتا تھا حفظ مراتب اور پاس حرمت کے سبب سے اس مکان میں نہ بیٹھا اور صف میں مخصوص امرا کے واسطے تھا جلوس فرمایا اور پھر مقبروں اور بزرگوں سے فرمایا کہ گھر اچھریں اور اندر سرخ کا بر باد ہو جو کہ انھوں نے قصد میری ہلاکی کا کیا اور میں جان کے خوف سے سر تکب اس امر خطیر کا ہوا دگر نہ میں کمان اور کمان بادشاہی مصرع بہ میں تفاوت رہ از کجاست تا کجا بقیہ عمر کو خانی اور ملکی میں بغاوت مبر بجاتا اب متحیر ہوں کہ انجام میرے کام کیونکر ہوئے باوصف عظمت اور بہت بادشاہ غیاث الدین بلبن اور درازی روز گزار اور غلبہ اعوان و انصاف کے سلطنت اس کے فرزندوں پر نہ رہی مجھ پر کیونکر رہی اور خدا جانتا ہو کہ میرے بعد میری اولاد اور اتباع کی نسبت کیا سانچہ گزرے گا اس صورت میں یعنی امرا سے حاضرین کے مائل اور صاحب تجربہ تھے انکی باتوں سے متاثر ہو کر دتے تھے اور بعض جو جوان اور ہیاک تھے سلطان کی نعت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ مرد بادشاہ ہوا زوال ملک و مال کے اندیشہ میں پڑا ہو اور قریب سیاست جو لازماً بجا آئی گا جو اس سے کیونکر وقوع میں آوے گا بادشاہ جلال الدین فیروز غلجی نے اس روز زوال کے بعد دہلی سے نئے شہر میں بازگشت فرمائی اور شہنشاہی بادشاہانہ کر کے ایک دختر اپنی کہ حسن و جمال میں نظیر و عدیل نہ تھی قسطہ الفس خلافت تلمت طلاق زلفش ہفتہ میان سرنیش ضد سرہن میدنے ہتوان دانش دین از لطف تابناشد ہ از حرف او و لیلہ وز خندہ تر جانے ملک علاء الدین کے ساتھ عقد مناکحت باندھ کر سپرد کیا اور دوسری بیٹی الماس خان النعمان سے ترویج فرمائی بادشاہ جلال الدین فیروز غلجی حلیم دکریم اور طبع موزون رکھتا تھا اور صفت قدر شناسی اور راستی میں موصوف تھا جس کیسکو جاگیر دیتا کبھی تغیر نہ کرتا اور جو کسی مقرب سے کوئی جرم وقوع میں آتا ہرگز دلیل نہ کرتا بیت تیغ علم از تیغ آہن تیز تر ہل زہد لشکر ظفر انگیز تر ہکابہ اور تغیب اور تشدد اور طبع مال مردم میں کہ شیوہ جبار و نکاہ جانی بادشاہت میں ہرگز بجا نہ لایا اور مجالس شراب میں ساتھ اہل مجلس کے مصاحبانہ اور بے تکلف اختلاط کرتا اور نسبت سادات کی مرغی رکھتا اور حریفان مجلس شراب سلطان ملک تاج الدین کوچی اور ملک فخر الدین کوچی اور ملک عبداللہ بن غوری اور ملک قرا بیگ بن نعیم مقتول اور ملک نصرت صباح اور ملک حبیب اور ملک کمال الدین ابو المعالی اور ملک نصیر الدین کہرامی اور ملک سعد الدین منطقی تھے کہ یہ لوگ طبع و طبع اور حسن اختلاط اور شجاعت اور مردانگی میں اپنے عصر میں عدیل اور نظیر نہ رکھتے تھے اور تاج الدین عراقی اور امیر خسرو اور خواجہ حسن اور مؤید جاجری اور مؤید دیوانہ اور امیر ارسلان کلانی اور اختیار الدین باغی اور باقی خطیب

سکات مذا میں انتظام رکھتے تھے اور ہر ایک علم اشعار اور تاریخ دانی میں ممتاز تھے اور ہمیشہ مجلس بادشاہ کی غرضی خانان جائزہ لیں امیر خاں احمد اور حمید
راجلہ و ساقیان و دریا مثل سپہی حبیب اللہ خان و نظام خلیلہ اور مطراں بے بدین مثل محمد شاہ جنگی اور فتوحان و نصیر خان روز بروز سے
آراستہ ہوتی اور امیر خسرو ہر روز مجلس میں غزلین تازہ لاتے تھے اور افام و التقات سے بہر مند ہوتے تھے اور اندون میں بادشاہ
جلال الدین فیروز غلجی میر جاہداری سے عارضہ مالک بادشاہ معز الدین کی قباد ہوا امیر خسرو کو نواز شون سے ممنون فرما کر لازم کیا
اور موجب خوب لکے واسطے مقرر کیا اور لبوس خاص اپنا انھیں دیا جب بادشاہ ہوا اپنے مقر یوں کا سردار کیا شغل مصروف داری
اور منصب امارت و یکساں جامہ اور کمر بند سفید کے جو امرے کبار کی واسطے مخصوص تھا اختصاص بخدا اور دہرین جلوس کے ملک
چھوٹے سلطان غیاث الدین بلبن نے باسٹنہار امیر علی میر جاہد حاکم اودھ کو اسکو حاکم خان کہتے تھے ولایت کمرہ میں خطبہ اور
سکہ اپنے نام جاری کیا اور چتر اپنے سر پہ چھو کر سلطان مغیث الدین نام رکھا اور سائر لوگ بلبنی کہ اس طرف جاگیر رکھتے تھے اور اس پار
کے زمیندار اور جاہلوں نے اس سے موافقت کی اور وہ لشکر پیشوا اور پیادہ سے یکدہلی کی طرف متوجہ ہوا جب پھر سلطان جلال الدین
فیروز شاہ غلجی کے معہ مبارک میں پہنچی اپنے فرزند ارکلیخان کو ساتھ فوج غلجیوں کے کہ شب تار میں وہ وہ مورد مار سپکان آباد سے سیتے
تھے ہر اول کے پیشتر روانہ کیا اور خود پیچھے سے بارہ کوس کی مسافت قطع کرتا ہوا آہستہ آہستہ جاتا تھا یہاں تک کہ ارکلیخان
اور ملک چھو مغالی ہو کر جنگ میں مشغول ہوئے اور غنڈہ اور فیروز می ارکلیخان کے شامل حال ہوئی اور ملک چھو وادی ہیریت
کی طرف متوجہ ہوا اور ارکلیخان نے تعاقب کر کے امیر علی میر جاہد اور ایک جماعت اور شاہ میر دولت بلبنی سے اسیر کر کے دوستانہ
گردون میں ڈالکر اونٹوں پر سوار کر کے باپ کے پاس بھیجا جو بین بادشاہ جلال الدین کی نظر فخر سواروں پر پڑی پو شہیدہ
فریاد برلا یا کہ یہ کیا قباحت اور قیامت جو جو تھنے کیا مردم غریب کو ساتھ اس وضع کے لئے پھر مکم دیا کہ انھیں جلد لٹوٹے
اتار دے اور دہشتے انکی گردنوں سے جدا کر دے اور انھیں سے چند شخص جو بادشاہ غیاث الدین بلبن کے نزدیک عزیزا وجود اور
نعمہ و منزلت رکھتے تھے انکو تمام بھیج کر خلعتاے خاص پہنا کر عطر لٹوایا اور خود بارگاہ مجلس فرار آراستہ کر کے ان لوگوں کو بغیرت
و قواضع بلا کر ہم پیادہ کیا اور ملائمت و افراد و ملاطفت شکاثر مہذول فرما کر کلام الفت آغاز کیے ہیست بدی را بدی سہل باشد
جزاؤ اگر مردے جن الی میں اسامہ اور ہر چند سلطان جلال الدین فیروز شاہ غلجی گرمی اور صربانی زیادہ تر کرتا تھا یہ خجالت و انفعال سے
صبر نہ اٹھاتے تھے سلطان انکی تسکین خاطر کی واسطے فرماتا تھا تم نے نکوئی نہیں کی میں بادشاہ تھا رانتقا کہ میری مخالفت باعث نکوئی
ہو بلکہ دو تنہا ہی اپنے ولی نعمت کی بجا لائے اور چاہتے تھے کہ دولت بادشاہ غیاث الدین بلبن کے خانواوسے سے بخاوسے
غایت انکی یہ ہو کہ جو ارادہ ازلی نے یہی تعلق پکڑا تھا کہ حکومت اس خاندان سے زائل ہو کر آخر عمر میں مجھے پہنچے تمھاری کوشش
نے نتیجہ اور فائدہ نہ بخشا تم وہی لوگ ہو کہ سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں جو تھوڑی التفات میرے حال پر فرماتے
تھے میں اسے افتخار اور اعتبار اپنا جانکر محفوظ اور سرور ہوتا تھا اور ملک چھو کو بھی جو ایک زمینداروں اس ناحیہ کے ساتھ پناہ
لیگیا تھا اگر فتنہ کے سلطان کے روبرو بھیجا انکی بھی شاہ نے تعظیم و تکریم کی اور مخدومین چھو کہ ملتان کے جاگیردار کے پاس
ردانہ کیا اور یہ حکم نافذ فرمایا کہ ملک چھو کو مع اہل عیال مکان خوب میں اتار دے اور اطعمہ اور اثربہ اور اقمشہ اور سامان عیش و عشرت
کا جو کچھ بادشاہ ہونکے لائق ہو میا رکھو اور انکی محافظت میں مصروف رہو اور انکی دلجوئی اور رضا طلبی میں کسی طرح کی نکرنا اور ملک حبیب
اور امر اسے خلیج کو یہ نوازش کہ سلطان نے وارث مملکت اور سائر امر کی نسبت مہذول فرمائی ناگوار بلکہ شاق گذری
اور عرض کی کہ سلطان نے یہ لطف ساتھ اس جماعت واجب القتل کے فرمایا روش جاندار ہی کے خلاف ہو اور تو

جہاں سب فی کے سنانی ہو جو نیرینی جو بادشاہ غیاث الدین ملہن سے اس قسم کے گروہ کے بارہ میں جو وقوع میں آئی خداوند عالم نے معافی فرمایا اب مناسب دولت وہ ہو گیا سیاست اور غوریزی اس گروہ میں آپ معاف نہ رکھیں اور ملک چھو خان کو اگر قتل نہ کریں تو یہی اسکی ہمت میں کھینچیں تو دوسرے عبرت بکڑیں جبکہ بادشاہ سطر کے آدمیوں نے یہی نوازش فرما دیگا تمام خلقت کو مخالفت اور بغاوت کی ہوس ہوگی اور خدا بر پا ہوگا اگر ہم اُنکے ہاتھ گرفتار ہوتے وہ نام و نشان غلجیوں کا رو سے زمین پر نہ رکھتے سلطان نے جواب دیا کہ جو کچھ تم کہتے ہو سچ ہو اور ب صواب اور موافق جہانگیری کے ہو لیکن کیا کروں کہ میں نے عمرانی ستر برس مسلمان بنی ہوں اور کسی مسلمان کا خون نہ گرایا اب کہ ضعیف ہوا ہوں اور عمر آخر کو ہو چکی نہیں چاہتا کہ خون مسلمانوں کا اگر کھشت قماری اور جباری کی اپنے اوپر ثابت کروں اگر ہم اُنکے ہاتھ پڑتے اور وہ ہماری خونریزی کرتے اسکی جوابدہی قیامت کے دن اُنکے ذمہ ہوتی نہ ہمارے اوپر برسوں ہم سلطان غیاث الدین ملہن کے نوکر رہے اور حقوق اسکی نعمت کے ہماری گردن پر بہت ہیں آج کہ اُسکے ملک پر متصرف ہوا ہوں اگر اُسکے احوال انصار کو بھی قتل کروں ایک بارگی دیدہ مرومی پر خاک ڈالوں اور نسل اُنکے اور بھی کلام دیوانہ اور صوفیانہ کہے آخر کو اُس مقدمہ میں بازی کھا کر ایک بکری ملاست کا شتہ کیا کسوا سٹکے حکمانے کہا ہو کہ بادشاہی دور کن رکھتی ہو ایک لطف دوسرے قہر اور حیوالت کہ ایک میں ان دونوں سے خلل پڑے بادشاہی زوال قبول کرے ہیئت تحمل و کش است امانہ چندان در شکلیا کی خوش است امانہ چندان در سلطان جلال الدین فرشتہ غلجی نے بعد واقعہ ملک چھو کے جب بدواؤں سے دار الملک کے شہر میں مراجعت فرمائی اور ولایت کرہ علاء الدین غلجی کو دیکر سطر روانہ کیا اور تربیت سپاہ اور آبادی ولایت میں مصروف ہو کر صفت قہر کی جو لازمہ بادشاہی ہو ایک بارگی ہاتھ سے دی اور صفت حسن و سبہ آزادی کو مرتبہ کمال میں پہنچایا اور جب یہ خبر جا بجا لوگوں نے سُنی دزدان کر اس و مواس اور پھرنون اور دکتیون تمام ممالک نے سر اٹھا کر فتنہ و فساد شروع کیا اور جو احیاء ہو وون اور گمراہوں اور پھرنون کو گرفتار کر لائے قاضیوں اور مشائخ کی طرح نکو چوری اور اعمال ناشائستہ سے سو گند اور توبہ کرا کے فوراً چھوڑ دینا تھا اس سبب غلجی جو معتقدان در گاہ سے تھے جو اس اور محافل سلطان جلال الدین میں زبان طعن دراز کر کے ہر شخص کلام ناخوش مذکور کرتے تھے اور جریف اور رندا اگرچہ تقریبات اٹھا کر وہ باتیں سمع سلطان میں پہنچاتے تھے لیکن وہ تغافل کر کے کہتا تھا کہ دست لوگ کہ بہت کھاتے ہیں اُنکے قول پر خردہ نہ بکڑنا چاہیے بچہ تو یہ نوبت پہنچی کہ مقرر بان سلطان کفران نعمت اپنے اوپر قراہ دیکر بولے کہ سلطان جلال الدین ہر چند شجاع و صفت شکن اور مغلوب نے چند مرتبہ لڑا ہوا اب کہ وہ ضعیف اور لالواں ہوا پھر شعر کہنے اور شعر کہنے اور شطرنج اور نرد کھیلنے کے سوا اس سے کوئی کام ضرور میں نہیں آتا ہو مناسب وہ ہو کہ ہم سب اتفاق کر کے اُسے مغزول کریں اور ملک تاج الدین کو چھی کو جو ہمارے صاحب داعیہ سے بخت سلطنت پر بٹھا دیں اور اکثر ہمارے خراج نے ایک روز ملک تلج الدین کو چھی کے مکان میں معان ہو کر مجلس شراب مخفد کی اور حالت مستی میں بولے بادشاہ جلال الدین سلطنت کے لائق نہیں اس امر کا شایستہ ملک تاج الدین کو چھی ہو اور تمام مرفعات میں مشغول ہوئے پھر ایک اُنہیں سے بولا کہ میں بادشاہ جلال الدین کا کام تمام کرتا ہوں دوسرا دست بفرمادے ہو کر کہنے لگا کہ میں اس تیغ آبدار سے اُسے خیار کی طرح دو ٹکڑے کرتا ہوں خب اس دزد مجلس شراب میں یا وہ گویا عیسے زیادہ عمل میں لائے ایک اُنہیں سے اٹھ کر باہر گیا اور اپنے تئیں بلا توقف سلطان کی خدمت میں پہنچا کر صورت حال تفصیل ظاہر کی سلطان اُس مرتبہ اگرچہ دشنام دہی اور بیہودہ گویا اُن دشمنوں سے نہ بدو وہ ہوا لیکن اُنکے اس ارادہ نا صواب سے نہایت آزدہ اور بی طاقت ہوا اُس وقت آدمی بھیج کر اس مجلس کے تمام اہالیوں کو حاضر کیا اور از روئے اعتراض تلامذہ اپنی خلاف سے نکال کر اُنکے روبرو بھیکدہی اور فرمایا کہ یہ تلوار جو شخص تم میں سے دعویٰ مردی اور مردانگی کا کرتا ہو اٹھا لے اور تجھے پڑے کہ میں تمنا

بیٹیا ہوں تو معلوم ہووے کہ کام نمایاں کئے ہاتھ سے طور میں آتا رہی یہ سب کچھ ان بید و لتوں نے سرخالت جھکایا اور گونگے ماند خاموش ہوئے اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ غلجی نے جب از روئے غضب انھیں بہت لعنت ملامت کی پھر شعلہ غضب اٹکا ساکن ہوا ایک صاحب سلطان کا جسکا نام ملک نصرت تھا اور وہ بھی اُس مجلس میں شریک تھا اُسے ہرزہ گوئی بہت کی تھی اسوقت ظرافت میں آکر بولا خداوند نعمت خوب جانتے ہیں کہ سست حالت سستی میں جو کچھ منھ میں آتا ہو جکتے ہیں اگر ہم تجھ سے بادشاہ کو جو بہن فرزند و بی بی طے پالتا ہو قتل کر سینگے پھر شل تیرے دوسرا بادشاہ کہان پائینگے اور جو تو بھی اس سستی میں بہن مواندہ کے ہلاک کر گیا مثل ہمارے مخلصان جان نثار بنا و گیا سلطان ملک نصرت کے جواب سے متبسم ہو کر قہر و شدت سے باز آیا اور اپنے ہاتھ سے جام اسے عنایت فرمایا اور از روئے نصیحت یا روئی طرف متوجہ ہوا اور فرمایا اگر بجائے میرے دوسرا بادشاہ ہوتا ہلاک کی تھا یہ زمانے سے ہوتا میں اس میں جباری اور قمار کی کہ لازم و ملزوم جہانداری اور شہریاری ہوا بنی نسبت قرار نہیں دے سکتا ہوں اور مقام جزا اور سزا تمھاری میں نہیں آسکتا اور تم سے سوائے بیوشی اور قرار بازی اور میوہ گوئی اور شاہ بازی کے دوسرا فعل نہیں آتا جو تم کہان اور نیم شکار ڈالنا اور شمشیر کو کام فرمانا کہان خیر میں نے تمھارا گناہ بخشا اپنی جاگیروں میں جا کر ایک مدت دہان مبر کرو بہت زحمتی ارچہ آزار منیم ہے ہاتھ ہم کہ آرزوہ گردو کیسے دکتے ہیں کہ جسوقت میں سلطان جلال الدین فیروز شاہ غلجی بادشاہ غیاث الدین بلبن کا جہاد اور سمانہ کی نیابت پر مامور تھا مولانا سراج الدین سادوی جو شعر اسے وقت سے تھا اور ایک دیہہ دیہات سمانہ سے اپنی وجہ مدد معاش میں رکھتا تھا بادشاہ جلال الدین نے اور وظیفہ داروں کے مانند مولانا سراج الدین سے خروج طلب فرمایا مولانا نے اس امر سے آرزوہ ہو کر ایک ثنوی سلطان کی طرح میں کہہ کر عمال کی شکایت آمین درج کی اور ظاہر بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ کثرت مشاغل کے سبب سنا تھا مولانا کے نہ مشغول ہوا مولانا دل کو فتنہ مجلس سے اٹھا اور دوسری ثنوی سلطان جلال فیروز شاہ کی جو میں کمی اسکا نام غلجی نامہ رکھا اور اُس زمانے میں سلطان جلال الدین فیروز شاہ نیابت سمانہ رکھتا تھا غلجی نامہ مذکور جو متضمن سچو ہاے کر یکب تھا سلطان کے پاس پہونچا مولانا سراج الدین نے اس خوف سے کہ بادشاہ انتقام کی فکر میں ہوگا سمانہ کی ہتھامت چھوڑ کر دوسری جگہ توطن اختیار کیا اور اسی عرصہ میں سلطان جلال الدین فیروز شاہ نے ایک دیہہ دیہات منداہراے کو غارت کیا تھا سو جب منداہراے سلطان کے مقابل آیا اور سلطان کے چہرہ پر ایک ایسا زخم مارا کہ اثر اسکا تمام عمر باقی رہا تھا جب سلطان سر پر سلطنت پر متمکن ہوا مولانا سراج الدین اور منداہراے اپنے کام میں حیران ہوئے اور اپنے بخت ارجہند کی رہنمائی سے وہ دونوں بگڑی اپنی گردن میں ڈال کر درگاہ میں حاضر ہوئے سلطان کو جب خبر ہوئی فوراً انھیں طلب کیا اور مولانا سے بغلیہ ہو کر انعام اور خلعت فائزہ سے سرفرا فرمایا اور واجب مقرر کر کے حکم دیا کہ تو مثل دوسرے مجراؤں اور بار کے پیش تخت بھرے کیواسطے آیا کرے اور منداہراے کو بھی نوازا اور جلد دکایات عجیبہ سے جو ہر سستی سلطان جلال الدین فیروز شاہ غلجی کی دلالت کرتی ہو یہ کہ ایک روز اسکی خاطر عاظر میں یہ خیال گذرا کہ جو میں نے لکر رکھا مغل سے غزائی ہو اگر یوں منابر مجھے ساتھ قلعہ المجاہد فی سبیل اللہ یاد کرین بعید نہوگا اسواسطے ایک روز اُس نے یہ بات اپنی زوجہ ملکہ جہان سے کہی کہ جب باب علم و صدور قاضی کسی تنہیت کی تقریب میں حرم کے ملکہ برہہ پر حاضر ہوں تو ابھی اُنکے پاس بھیجے یہ پیغام دینا کہ تم سلطان سے درخواست کرو تو اسی جمعہ کے روز منبر پر المجاہد فی سبیل اللہ پڑھتے رہیں اتفاقاً اسی پانچ چھ روز کے عرصہ میں بادشاہ مظاہرین کے قتل کی خبر کا رخیہ عروسی قدر خان سے ہوا علما اور صدور قاضی مبارکباد کیواسطے حرم کے دروازہ پر حاضر ہوئے ملکہ جہان نے محلدار کی زبانی مقدمہ معہودہ سے پیغام دیا اُن لوگوں نے اس بات کو پسند کر کے عرض کی کہ سلطان نے بار بار کفار مغل سے جنگ کی ہو اسے المجاہد فی سبیل اللہ خطبہ میں کہنا جائزہ بلکہ واجب ہو اور جب اکابر اور علما اور فضلا

اور صدر غزہ ماہ میں سلطان کج دت میں جا کر شرف دست یوس سے شرف ہوئے قاضی فخر الدین تافکہ کہ سرآمد علمائے اس عصر سے تھیں
 ہوا کہ صدر اور قصبات اور جمیع علماء سلطان سے التماس رکھتے ہیں کہ سلطان نے جو حکم کفران غل سے جہاد کی ہو ایسے نام نامی کو ساتھ لقب المجاہد فی
 سبیل اللہ منبر و نیر یاد کرتے ہیں سلطان نے یہ حرف مشکہ شک انکھو نسے جاری کیے اور کہا اے قاضی فخر الدین ملکہ جہان نے میری تلقین سے
 تمہیں یہ پیغام دیا ہو لیکن میں اس سے یہ بات کہ کچھ بشتیمان ہوا کسو اسطے میں نے اپنے دل میں اندیشہ کیا کہ میں نے جو مدت میں ترائیاں مغلوں سے کیں
 رضائے خدا سے غرور اور طمع شہادت اور قصد بلند کرنے اعلام دین اسلام کے نہیں بلکہ ہمیشہ غرض وہ تھی کہ نام اور آوازہ میرا بلند ہو وے
 یا میرا اعتبار اور عزت میرے مالک بادشاہ غیاث الدین بلبن کے روبرو زیادہ ہو وے باوصف اسکے علماء اور صدر اور قصبات نے
 سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے دغدغہ دفع کرنے کی واسطے وجوہ تاویلات پیدا کیں اور تکرار کی کسی طور سے قبول نفرمایا اور تمام حواش
 غریبہ ایسے بادشاہ سلیم النفس کے زمانہ میں وقوع میں آئے سیکرنا سیدی مولانا مدویش کا حنیاء برنی اور صدر جہان گجراتی نے یوں
 بیان کیا جو کہ جو ملک الامرا ملک فخر الدین کو تو ال نے کہ قبل اسکے اکثر مقام معدودہ میں اسم اسکا مذکور ہوا ہے سلطان جلال الدین فیروز شاہ
 خلجی کے عہد میں فات پائی جو کہ چند ملکوں کے درمیان بلبنی بے جاگیر ہوئے تھے اور اسکے دولت کی پناہ میں زندگی کرتے تھے سرگردان اور
 عاجز ہوئے اور ہی طرح سے بارہ ہزار آدمی قرآن خوان کہ ہر روز ہزار مرتبہ قرآن ختم کرتے تھے اور اسقدر سپاہی اور سرہنگ کہ اُسکے نوکر تھے
 اُس جناب کے انتقال کے بعد پریشان حال ہوئے لطوفاً شیخ عین الدین بجا پوری سے واضح ہوا کہ وہ ایک مرد لباس درویشی میں تھا
 جہان سے مغرب کی طرف گیا اور ایک مدت مدید صاحب دلوں کے ہمراہ بسر لیکھا اور اُسے نظر معارف حاصل کئے جہان میں مراجعت پائی
 پھر چند روز کے بعد شیخ فرید الدین شکر گنج کی زیارت کو ہندوستان کے سمت راہی ہوا اور جو دہن میں اُسے ملاقات کی اور چند مدت اُسے
 صحبت رکھی مجلسین کرتا تھا اور عارفانہ کلام کرتا تھا بادشاہ غیاث الدین بلبن کے عہد سلطنت میں دہلی کی سیر کا ہوس ہوئی شیخ سے
 اجازت لیکر دہلی کی طرف متوجہ ہوا ایک روز اتنا صحبت جاری میں شیخ نے کہا تو چاہتا ہو کہ دہلی میں جا کر منہا آمد و شد خلق کا اپنے
 اوپر کھولے اور ہر طرف کے مسافروں کو طعام دیوے اس بارہ میں میں تجھے کچھ نہیں کہتا اور مانع بھی نہیں ہوتا لیکن مجھے ایک نصیحت
 یا درکھ ملوک اور امرا اور مقرران شاہ کے ساتھ اختلاط نہ کرنا اور انکی آشنائی سے محترز رہنا کہ مصاحبت اور اختلاط اس جماعت کا ہم
 فقیروں کو سبب ہلاکت کا ہے سید مولانا دہلی میں پہونچ کر متوطن ہوا اور ایک خانقاہ عظیم تعمیر کروائی اور فقر اور مساکین کی دعوت اور
 حنیافیت میں مصروف ہوا ہر روز جسقدر مرموم درویش مسافر اور مجاور اسکی خانقاہ میں آتے تھے محروم نہ کرتا تھا اگرچہ مسجد جامع میں نماز
 جمعہ کی واسطے نجاستا تھا تنہا مکان میں نماز ادا کرتا تھا اور شرط نماز جیسا کہ ہزرگان دین نے قرار دیا ہے بجانہ لاتا تھا لیکن مجاہدہ اور
 ریاضت بہت کھینچتا اور جامہ ایک چادر کے سوانہ پہنتا اور نان برنج شریذ کر کے کھایا اور کوئی عورت اور خادمہ نہ رکھتا اور لذت
 شہوات کے گرد نہ پھرتا اور کسی آفریدہ سے کچھ چیز نہ لیتا تھا اور اسقدر خرمیج کرتا تھا کہ لوگ حیرت میں آکر کہتے تھے کہ وہ علم کیا جانتا
 ہے اور جب عہد بادشاہ غیاث الدین بلبن کا گذرا اور عہد مغزی کہ زمانہ غفلت اور بخبری کا تھا پہونچا سید مولانا ایتار اور متار میں
 نہایت مدح و کوشش کرتا تھا اور خوانین اور ملوک کے ساتھ مختلط ہو کر شیخ فرید الدین عطار رح کی نصیحت دل سے محو کی بہت
 پریش دل نہ کو بخ فرزند کہ وقت آمد کہ صدر میں بسوزد اور حسب وخواہ افراط سے خرمیج کر کے کاہر اور اعیان کو ویتن ہزار نگہ
 زر سرخ انعام فرماتا اور اُنکے واسطے اپنی خانقاہ میں دسترخوان بچھا کر ایسے طعام لذیذ اور اثر بہ گوناگون چنتا تھا کہ
 سلاطین روزگار کو ہیر نہوتے تھے اور اکثر ایسا اتفاق ہوتا تھا کہ ہزار من میہد ہندوستانی وزن سے اور
 دو سو من مصری اور دو سو من شکر اور پانسو من مستوخ اور کئی من روغن اور اشیاء دیگر جو ضروری ہیں

۱۳۹۰ھ میں فرشتہ اردو کے اردو نسخہ کے تحت کتابت

۱۳۹۰ھ میں فرشتہ اردو کے اردو نسخہ کے تحت کتابت

اسکے باور پیا نہ ہو سچے ہو کر خانقاہ میں تقسیم ہوتا ہوا اور ان درویش کا قاعدہ یہ تھا کہ جب کسی شخص کو کچھ عنایت فرمانا چاہتے تھے یا قیمت اس
اشیا کی جو خریدتی تھی اس کے دینے کا ارادہ کرتے تھے کہتے تھے فلاں بور یا فلاں پتھر یا اس خشت کو اٹھاؤ اس کے نیچے اس قدر رنگہ نقرہ اور طلا بین
اٹھا لو جب اس کو اٹھاتے تھے اس کے ارشاد کے بموجب پاتے تھے اور خیال کرتے تھے گویا اس وقت دارالضرب سے لائے ہیں اور جب سلطنت
خلجیوں کو پہونچی اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی سر پر حکومت پر متمکن ہوا خلاق نے اس کے پاس انہیں جو کم کیا اور خانخانان ولد بادشاہ
جلال الدین اسے اپنا والد قرار دیکر اکثر اوقات اس کی خدمت میں جاتا تھا اور قربان شاہ اور غوثیں اور لوگ کبار نامدار شب و روز اس کی ملازمت
میں حاضر ہو کر محبتیں گونا گوں کہ انھیں اپنے دست خوانوں پر بیسیر نہ تھیں اس کی خانقاہ میں مہیا پاتے تھے اور جیسا کہ مذکور ہوا جب ملک الامرا
ملک فخر الدین کو تو ال رحمت حق میں دھل ہوا اس کے تمام متعلقوں نے دست توسل سید مولانا کے پاس میں را اور اس کے اشاریہ طاقون
اور انیٹوں اور پتھروں کے نیچے سے سونے اور چاندی کے ٹکے حاصل کر کے زمانہ عیش و عشرت سے گزرتے تھے اس عرصہ میں قاضی جلال الدین
کا شنائی کہ ایک مرتبہ انگیز اور اعیان بادشاہ سے تھا اس کی خدمت میں جا کر ساتھ چرب ربانی کے کہ ثانی سحر تھا اس کے دل میں اس طرح جگہ کی کہ سید
نے اس سے است کر دار اور خیر خواہ اپنا معلوم کیا اور اتحاد اور خصوصیت اس سے انتہا کو پہونچائی کہ تین تین اور چار چار روز خانقاہ میں کہ
اسے سلطنت کیواسطے ترغیب و تحریص کرتا تھا اور کہتا تھا کہ قادر علی الاملاق نے اس قدر قدرت محض اس واسطے تجھے کرامت فرمائی
کہ بادشاہی ظالموں کے ہاتھ سے برادر وہ کر کے خود متقلد اس امر جلیل کا ہو اور شریعت رسول اللہ کی پیروی کر کے ایک خلقت کو
ساتھ عدل اور اواد کے مہدا من و اماں میں نگاہ رکھے اور جو اس میں سستی کرے یا فردا سے قیامت میں کیا جواب دے گا چنانچہ لازم شہرت
پر مشہور ہے ساتھ لائق ہیں وہ بیچارہ قریب کھا کر تہید مقدمات خروج میں جہد و جد کرنے لگا اور ہر ایک مرد کو ساتھ ایک خطاب اور
منصب کے نامزد کیا اور برہمن کو تو ال اور نہماے پہلوان جو سید مولانا کی طرف سے احسان بہت دیکھتے تھے متعدد اس امر کے ہوئے
کہ جمعہ کے روز سواری کے وقت خدا سے دارا کو بادشاہ تک پہونچا کر اس کا کام تمام کرونگا اور دس ہزار آدمیوں نے کہ پوشیدہ سید مولانا سے
بیعت کی ہو اپنے تئیں علانیہ سید مولانا کے پاس پہونچا کر سخت ستاہی پر بٹھاؤین اتفاقات سے ایک اہل مجلس نے ایک رکش سہم
پہونچی کہ کیفیت حال مشہور بادشاہ جلال الدین کے مجمع مبارک میں پہونچائی سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے سید مولانا کو
مع قاضی جلال الدین کا شنائی اور ایک جماعت حاضر کر کے حقیقت حال استفسار فرمائی سب باتفاق منکر ہوئے اور عرض کی ہم
اس امر سے برہنہ آگاہی نہیں رکھتے اور اس معنی سے مطلع نہیں جب انکار کا حصہ گزرا اور مدعی اقبات سے عاجز ہوا بادشاہ نے صبر کیا
میں ایک آتش عظیم روشن و فروخت کی کہ شعلہ اسکا آسمان تک پہونچتا تھا اور خود مع جمیع امرا و سپاہ و علما سوار ہو کر ایک بار گاہ میں جو اپنے
واسطے برپا کی تھی مقیم ہوا اور فرمایا کہ سید مولانا قاضی جلال الدین اور برہمن کو تو ال اور نہماے پہلوان اور ایک جماعت اور اتباع
اس کے سے آویں اور آتش سے گند کرین تو راست گو دروغ گو سے ظاہر ہووے جس وقت کہ انھوں نے با آواز بلند کلمہ شہادت پڑھا
اور آگ میں داخل ہوا چاہتے تھے بادشاہ جلال الدین نے ترحم فرما کر علامت وقت سے استفسار کیا کسی نے فتویٰ نہ دیا اور کہنے لگے کہ آگ بالطبع
جلانے والی جو راست گو اور دروغ گو کو یکساں جلاو گی اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت غرامین کسی طور سے درست
نہیں ہو کہ ساتھ آتش ہوزندہ کے مہات فیصل غوثین بادشاہ اس ارادہ سے باز آیا اور اسے مجلس میں قاضی جلال الدین کا شنائی کو
بداد کی قصا پر بھیجا اور امرا سے بلینی اور مردم مقبرہ کو جو مستم ہوئے تھے اپنے دارالملک سے نکال دیا اور دونوں کو تو ال جو شاہ کے قتل پر
متعدد ہوئے تھے سبب سیاست تمام ان کو قتل کیا اور وہ اپنے قصر کی طرف متوجہ ہوا اور قصر کے مقابل سید مولانا کو دست بستہ پائین ایستادہ کیا
اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی اس سے سوال کرتا تھا اندوہ جواب دیتا تھا اور بادشاہ اس کے شہداء اور عرفاء

اسیر کوئی گناہ ثابت نہوا اسکے وجود کو موجب خلل بادشاہی تصور کر کے شیخ ابو بکر طوسی حیدری کو کہ ساتھ ایک جماعت درویشان حیدری جو
 ولایت سے اسکے ہمراہ آئی تھی کو شک کے قریب طلب کر کے فرمایا از در ویشو رکھو کہ اس مرنے سے پہلے کشتی کا نظم اندیشہ کیا ہو اور کس
 نوع کا خلل ظہور میں ہو چکا یا چاہتا ہو انصاف کرو و سحری نام ایک قلندر میاں کہ اسکے احسان میں غریق تھا حقوق اسکے بجا لایا
 بے نال اسکے تن نازنین کو استرہ اور حوالہ ووز سے مجروح کیا سید مولہ فریاد بر لایا کہ مجھے جلد اپنے مبداء پر پہنچاؤ میں اپنے قتل ہونے
 سے خوشحال ہوں آندوہ نہیں لیکن یقین جانتا کہ آزار طائفہ درویشان شومہ میں نہیں رکھتا اور عقرب اسکا مکافات تیرے اور
 تیرے خاندان کی نسبت پہنچے گا بادشاہ جلال الدین قتل میں اسکے متردداور متفکد ہوا اس درمیان میں شاہزادہ ارکلیخان جو نانا نان
 کو سپہر خاندگی کے سبب سید مولہ سے عدوت رکھتا تھا تعجب کر کے کوٹھے پر سے فیلبان سے اشارہ کیا تو اسے اسی وقت ہاتھی اُپر چڑا کر
 کام اٹکا انجام کو پہنچایا۔ میت ہمدی کہ ملک سراسر زمین بہ نیرزد کہ خونے چکد بزمین برصیا والدین برنی مولف تاریخ فیروز شاہی جو
 ایک وصادق القول جانتا ہو کہتا ہو کہ میں اس سوز دہلی میں تھا مجھے خوب یاد ہو کہ سید مولہ کے قتل کے بعد ایک آندھی سیاہ اُٹھی کہ جہاں
 تیرہ و تار ہوا اور اس قدر ظلمت جہاں میں چھائی کہ کچھ دیر تک کوئی کسیکو نہ دیکھتا تھا اور اس سال کہ سن ۷۹۶ھ چھ سو نوے ہجری تھی دہلی اور اسکے
 اطراف میں بارش کی کمی ہوئی اور تھلا بڑا چٹا چٹا عوام الناس جماعت جماعت گرسنگی سے اکیلا ہو کر ایکو چون کے پانی میں گرائے تھے اور غرق ہوتے
 تھے نظم بے شک نباشد کہ در ہر زمین بہ ناسحق بریزند خون چین بہ در و قطرہ آب بہ نیرزد ہوا بہ نیرزد و در و ہیج برگ و گیا بہ بجائے گیا
 گرد رست از زمین بہ بکشت آسمان جلے خجہ زمین بہ شنیدم کہ خلقے دران خشک سال بہ چنان گشت عاجز رنگی حال بہ وہ و بست از مردم
 معتبر بہ گوشت ہمہ دست بر یکدگر بہ بیس غرق گشتند و آب چون بہ فنا وے چینی گشت پیدا کیوں بہ بیس خلق مسکین در آن روزگار بہ
 ہر دند و رک و چما زار زار بہ جب واقعہ حیرت فرسا سید مولہ و نوع میں آیا اور دو اسپہ جلال الدین فیروز شاہ غلجی کچھ دست میں
 تاخت لایا اور نکتہ شروع ہوئی روز بروز تفتیہ نامرضیہ سامع ہوا انگلی بادشاہی میں ایک انتظام اور رونق باقی نہ رہی از انجملہ بی فہ
 سے بڑا بیٹا اسکا اختیار الدین خاٹا نان کہ جبکہ ناصیہ سے آثار بادشاہی اور بزرگی کے دافع اور لائحہ تھے اور جمع امر و دست و زمین
 اُسی کے قہر اور وید کے ملاحظہ سے قدم جاوہ اطاعت سے باہر نہ نکلتے تھے اسکے مزاج شریف نے اعتدال سے انحراف پایا اور
 معالجہ اطباء حاذق کا سود مند نہ پڑا بیماری روز بروز زیادہ ہوتی تھی اور نا توانی لحظہ بہ لحظہ زور کرتی تھی ہا تک کہ فوت ہوا اور
 بادشاہ اُسی سال میں رتھنبور کی طرف فوج کش اور ارکلیخان کو ولیعهد کر کے حیر اور تمام لوازم بادشاہی دیکر نئے شہر میں چھوڑا اور
 حبیب قلعہ رتھنبور میں پہنچا اس قلعہ کو نہایت مستحکم دیکھا اسکے لینے کا مقصد ہوا اور جھابن کی سمت روانہ ہوا اور اس فتح کر کے
 بہت غنیمت لایا اور تختانہ مالوہ کے شکستہ اور ویران کیے اور مراجعت کیوقت پھر قلعہ رتھنبور میں تاخت لایا جبکہ وہاں کا
 راجہ مقام نرمی اور فرمایا برداری میں نہ آیا بادشاہ جلال الدین نے تیاری سا باطون اور کوچہ ہاے سلامت کا حکم دیا لیکن پھر
 جلدی وضع غریبت کر کے کوچ کیا اور ارکان دولت سے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ قلعہ کے لینے میں سعی کروں مگر جب یقین ہوا
 کہ وہ قلعہ بروں شہادت چند ہزار مسلمانوں کے مفتوح ہوگا شیخ غریبت کی ملک احمد صبیب جو مقرران درگاہ سے تھا
 اسنے عرض کی کہ بادشاہ کو جہانگیری کے وقت قتل ہونے کا ملاحظہ نہ چاہیے کہ تا عنقریب کہ اسے اس قلعہ کو اکیلا
 دلیں گذرا ہو پاؤں اپنے دائرہ سے باہر رکھے گا بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ غلجی اس بات سے آزرده ہوا اور
 اسے یہ جواب دیا کہ تیرا گمان وہ ہو کہ بادشاہ کو قتل ہونے آدمیوں سے ہر دنا نہیں ہو لیکن اسکا کام کو جو بادشاہ کہ مسلمان
 ہیں اور خدا اور رسول خدا کی طرف باز گشت رکھتے ہیں اور آخرت کے متفق ہیں کمتر مرگب ہوتے ہیں اور میں نے بار بار

صبح کو رام دیو یا کوئی اُسکے فرزندوں اور قرائتوں میں حالت غفلت میں گرفتار ہو گیا اور سبب اس وجہ کے مبلغا سے کلی اُسکا دستیاب کیجیے ہر چند یہ ارادہ اُسکا عقل سے بعید اور حقیقت سے قریب تھا لیکن اقبال بلند کی دلالت سے مرتکب اس امر خطیر کیا اور باؤن ایچ پور سے اٹھا یا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ دو روز وہاں آرام کر کے دیو گڑھ کی طرف جلدی روانہ ہوا اور رام دیو اپنے فرزند کو لیکر جاسے دور دست میں گیا تھا جب سنا کہ ملک علاء الدین دیو گڑھ کے حدود میں مع لشکر گران راجاؤں کے مقابل آیا اور بعد محاربہ ملک علاء الدین نے اُس لشکر کو شکست دیکر دیو گڑھ کو بھی فتح کیا اور مولف طبقات ناصری کے معاصرین نے بتایا کہ روایت کرتا ہے کہ ملک علاء الدین نے گڑھ سے برآمد ہو کر ایک راہ آگے پکڑی اور شکار میں مشغول ہوا ساتھ اُن راجاؤں کے کہ ہمراہ واقع ہوئے تھے مگر زراحت نہ پہنچا تا تھا اور خواصوں کے سوا کوئی اسکے ارادہ سے واقف نہ تھا اور دو مہینے کے بعد ایچ پور میں جو دکن کے بلاو شاہر سے ہو دفعہ پہنچا اور یہ مشہور کیا کہ ملک علاء الدین امرے بلو شاہ دی سے جو بعض مہدات کے سبب سے اُسکی نوکری سے مستغنی ہوا اب جاہنشاہ کو کہ راجہ راج مندری کے روبرو جو تمام ممالک تنگنا سے ہو جا کر لازم ہوئے اور آدمی رات کو ظاہر ابلدہ البجھو سے کوچ کر کے سیل تعاقب دیو گڑھ کی طرف دوڑا اُسوقت میں رام دیو کی زوجہ اور اُسکا بڑا بیٹا ایک تنجانہ کی پرستش کو اُس حدود میں گئے تھے اور راجا رام دیو خود نہایت غفلت سے شہر دیو گڑھ میں مقیم تھا اور جرج تنگ کی شعبہ بازی سے کچھ خبر نہ رکھتا تھا کہ ناگاہ ملک علاء الدین پہنچا رام دیو نے ہمت اُسکے دور کرنے پر عین کی دو تین ہزار شخص کو کہ حاضر تھے انکے مقابلہ میں بھیجا یہ جماعت دیو گڑھ سے دو کوس آگے بڑھ کر ملک علاء الدین مجاہدوں سے مقابل ہوئی اور آتش جنگ کو مشتعل کیا جو کفار دکن نے مسلمانوں کے طرز حرب اور ضرب شمشیر و تیر سینہ شگاف و سندان کو دیکھی اُسکھو نے نہ دیکھے تھے ملکہ اول میں تاب نہ لائے اور ایسے پسپا ہوئے کہ دو کوس کے مابین میں کسی مقام پر باگ نہ ڈی شہر دیو گڑھ میں دم لیا اور غازیان اسلام کے تعاقب سے رام دیو سر اسیمہ اور حیران ہو کر قلعہ دیو گڑھ میں کہ اُسوقت میں خندق اور استحکام نہ رکھتا تھا قلعہ بند ہوا اور متعلقان اُسکے دقتیں ہزار گون جو تک سے ملو تھیں اور اسی روز سچا کوکن کی طرف سے لائے تھے اور زیر قلعہ اور شہر ڈاکر خون سے بھاگ گئے تھے غلہ سمجھ کہ قلعہ میں اٹھا لائے اور انہیں تمام تک تھا ملک علاء الدین نے اکا بر اور تبار اور رعیت کو بھاگنے کی فرصت نہ دی شہر دیو گڑھ میں داخل ہوا اور مہاجنوں اور برہمنوں اور وہاں کے رئیسوں کو اسیر اور دستگیر کر کے لوازم تہیب و غارت میں نہایت ساعی ہوا اور چالیس زنجیر فیل کوہ تمثیل اور چند ہزار سپہ خاص رام دیو کے اھطلیل سے اپنے عنان اختیار میں لایا اور یہ مشہور کیا کہ بیس ہزار سوار مسلمان جبار فلان راہ سے متعاقب ہو پختے ہیں اور اُسکے تاراج کے بعد کہ شہر کئی ہزار برس سے ستم اسپ بیگانہ کی آفت سے محفوظ تھا قلعہ کے اطراف میں جا کر اُسکے محاصرہ میں مشغول ہوا رام دیو نے یقین جانا کہ اُنھوں نے قلعہ اصل پر کی اور داخل مملکت ہوئے مناسب وہ ہو کہ جب تک اور رام پچھے سے پہنچیں اور شریاب ہو وین ہم ملک علاء الدین کو راضی کر کے صلح کریں اور اُسے اس مملکت سے پھیریں یہ کہہ کر چند شخص اپنے دوستوں کو کہ انہیں اکثر برا بھلا تھے اُنکی روز اُسکے پاس بھیجا کہ یہ پیغام دیا کہ تمہارا آنا اس یار میں احتیاط اور داندیشی بہت بعید ہوا اس سبب سے کہ یہ شہر لشکر سے خالی تم اسیر مسلط ہوئے جو چاہو کرو لیکن مغرور نہ ہو عنقریب ہو کہ اطراف و جوانب سے لشکر دکن کہ حدود حساب سے باہر ہوئے اس طرف لاکر تم میں سے ایک زندہ ملک سے باہر جانے دیا اور بر تقدیر دکن سے سلامت باہر جاؤ گے مالوہ کا راجہ چالیس ہزار سوار اور پیادہ کا مالک ہو اور کوٹڈوارہ اور خاندیس کا راجہ کہ لشکر کثیر رکھتے ہیں اگر تمہارا سے آنے سے مطلع ہوئے سدر راہ ہو کر اس جماعت سے ایک تنفس کو قید حیات میں پھورینگے

ہنر پر جو کہ بیشتر اس سے کہ حکام اطراف آگاہی پاویں ماحزون اور رعایا سے جو تھاری قید میں پڑے ہیں نعل سہای لیکر معاودت کر ملک علاء الدین نے وہ دور مینی اور احتیاط سے یہ معنی قبول کیے اور لوگوں سے کہ اسیر ہوئے تھے پچاس ہن طلا اور چند سن مروارید اور نقشہ و نقیصہ لیکر اتر کر کیا لکل صبح کو کہ پندرہویں تاریخ ہوگی اسیر دن کو رہا کر دنگا اسکے بعد فوج کو حکم کوچ دوں گا اتفاقات سے رام دیو کا بڑا بیٹا اس قصہ سے مطلع ہوا اور لشکر کو فراہم کر کے مقابلہ اور مقاتلہ بہ اس وقت ملا کہ ملک علاء الدین کوچ کا حکم دیکر چلنے پر تھامیں کوس دیو گرہ سے آگے پہونچا رام دیو نے اپنا آدمی لڑکے کے پاس بھیج کر پیغام دیا کہ جو کچھ نقدیر اور نصیب ہو نہو الا تھا ظہور میں آیا لیکن بھگوان کی دیا ہمیں کسی طرح کا صدمہ اور ضرر نہ پہونچا اگر رعایا دست جور و شتم میں مبتلا ہوئی اسکا تدارک بخوبی تمام کر سکتا ہوں مجھے مناسب ہو کہ تو اب قتال اور جدال مفتوح نہ کرے کہ ترک کیے مسلمانوں کا فرقہ عجیب مشاہدہ کرتا ہوں انھیں پڑنا مصلحت نہیں ہو لڑکے نے جب اپنے لشکر کو دشمن کی سپاہ سے دو چند دیکھا سو اسطے کہ اور بھی راجہ اسکی مدد کو آئے تھے جنگ میں اصرار کر کے ملک علاء الدین کو پیغام دیا کہ اگر تمھیں اپنی زندگی عزیز ہو اور چاہتے ہو کہ اس وسطہ طاقت سے نجات پا کر ساحل مراو پر عبور کروں تو جو کچھ اس شہر کی رعیت سے تمھارے تصرف میں آیا ہو واپس دیکر اپنے ملک کا راستہ پکڑو اور سلامتی غنیمت سمجھو ملک علاء الدین اسکی یادہ گوئی سے طیش میں آیا اور رام دیو کے بیٹے کے ایلمپیون کو رو سیاہ کر کے لشکر میں بھیرا یا اور ملک نصرت کو ہزار سوار سے قلعہ کے محاصرہ کیواسطے مقرر کیا اور خود بلا توقف صغوف حرب آراستہ کر کے لشکر دکن پر تارتا لایا قریب تھا کہ علاء الدین کا پائے نبات متزلزل ہو کر راہ معاودت ناپے تا میدان زردی سے ملک نصرت نے مسدوت بڑا کام کیا کہ علاء الدین کی بلا اجازت محاصرہ سے دست کش ہو کر معرکہ کی طرف روانہ ہو احب لشکر دکن کی نگاہ ملک نصرت کی فوج پر پڑی تب یقین ہوا کہ میں ہزار سوار لشکر اسلام جو موجود تھے ان پہونچے سمجھوں نے اس توہم سے پشت معرکہ پر دیکر قصد فرار کیا ملک علاء الدین اسوقت مظفر اور منصور ہوا اور بطور سابق قلعہ کو محاصرہ کر کے آثار خشونت اور شدت کے پیش پہونچائے اور ماحزون ہدر بہمنوئی ایک جماعت کو جو اسیر تھی قتل کیا اور ایک جماعت خوشیوں اور ذابنیوں مدام دیو کو کہ معرکہ میں اسیر ہوئے تھے طوق ذخیرہ مطوق سوسل کر کے قلعہ کے مقابل ایستادہ کیا رام دیو مقرر ہوئی فمائش سے درپے ممانعہ ہوا اور چاہا کہ گاہر توں گانہ و مالوہ و خاندن کے راجاؤں سے استعانت ڈھونڈے اس درمیان میں معلوم ہوا کہ قلعہ میں مطلق ذخیرہ نہیں ہوا وہ گونین جو کھینچ لائے تھے تمام تک سے پر ہیں اور جو کہ لشکر خلیج کے وید بہ اور صلابت سے کوئی شخص مردوم دکن سے قلعہ میں نہ پہونچ سکتا تھا سد بھلاکت پہونچا سکتے تھے یہ لشکر رام دیو دریا سے حیرت میں غوطہ زن ہوا اور حکایت تملہ اور آذوقہ فقدان کی پوشیدہ رکھتا تھا اور ملک علاء الدین سے ابواب رسل و سائل مفتوح کر کے ایسا معروض رکھا کہ خداوند پر قلاہر و روشن ہو کہ دو تنخواہ کو اس قضیہ میں کچھ دخل نہ تھا اور میرے فرزند ناخلف نے جبل و ناوانی اور غور جونی سے اگر نشان جبارت کے بلند کیے خیر سگال کو مواخذہ اور معاتب نکر میں اور ایلمپیون سے یہ بھی پوشیدہ کہا کہ ذخیرہ قلعہ میں نہیں ہو اگر دو تین روز ہی محصور رہیگا اور ملک علاء الدین یہاں سے کوچ نہ کرے گا تمام آدمی قلعہ کے بھوک کی شدت سے ہلاک ہونگے اور قلعہ اور ولایت اہل اسلام کے قبضہ میں آویگا تھیں لازم ہو کہ ایسی کوشش مامد میر کر کہ یہ راز فاش نہ ہو اور فوج اسلام کوچ کرے لیکن ملک علاء الدین اضطرار مدام دیو سے نسبت فقدان ممالک معاش کے متیقن ہوا اسقدر تامل اور سائل صلح واقع ہونے میں کیا کہ ایلمپیون نے الحاح و زاری اور مبالغہ تمام سے افسار کیا کہ مام دیو چھ سوسن طلا اور سات ہن مروارید اور دوسن جو اہر نعل و باقوت اور الماس و زمرہ سے اور ہزار ہن نقرہ اور چار ہزار

جائے ایشی اور دوری اجناس کے تفصیل اسکی موجب بطوریل زوتی ہوا عقل بھی اسکی تصدیق سے انکار کھتی ہو ملک علاء الدین کی سرکار میں
 برائی عمل کرے اور علاوہ اسکے یہ بھی عہد ہوا کہ بیچور کو مع توابع اور مقنانات اسکی علاء الدین کے متعلقہ نیک تصرف میں چھوڑے اور
 ضبط اینار کھکر ہر سال محصول اس ولایت کا کڑہ میں بھیج رہا اور ملک علاء الدین تمام اسیروں کو قید سے نجات دیوے اور وہ لشکر
 جو دہلی سے دکن میں تعین ہوا ہو پر خاست کرے اور میان سلطان جلال الدین فیروز شاہ غلجی اور رام دیو کے واسطہ ہو کر ایسا
 کرے کہ دونوں میں سازگاری ہمیشہ رہے ملک علاء الدین تمام اسباب مذکور اپنے قبضہ میں لایا اور اسیروں کو رہائی دیکر چھوڑ دیں
 روز خاصہ سے مظفر اور منصور مع جوہر و اموال ہو فوراً رہا بھی گھوڑے کے اسوقت تک شاہان دہلی کے خزانہ میں اسقدر مال اور
 جو اہر جمع ہوا تھا کڑہ کی طرف روانہ ہوا عارفان روشن ضمیر کہ کیفیت حال عالم پر اطلاع رکھتے ہیں اور اوپر کتب تواریخ اولین
 و آخرین کے مطلع ہوئے ہیں جانتے ہیں کہ جہاں میں لطائف غیبی ہینار ہیں اور اس دیر ششدر کے بساط میں کہ شطرنج پر مقبول
 کو منصوبہ لائے غیر مکر کثرت سے ظاہر ہوئے اور ہوتے ہیں لیکن ایسی دولت عظیم کہ نصیب زندگان ملک علاء الدین کو ہوئی کسی
 فرد از افراد انسانی کو نصیب نہ ہوئی اور نہ ہوگی کہ واسطہ کے کڑہ سے دیو گڑھ تک مسافت بہت ہو اور اسوقت میں کہ اتنے
 راجہ زبردست مثل راجہ مالوہ و کندوارہ و خاندیش وغیرہ کہ سر راہ واقع ہوئے تھے اُنکے درمیان سے گزرنا اور دیو گڑھ
 پہنچنا اور غنیم کی طرف ملک بجائے غلہ قلعہ میں کھینچ کر ذخیرہ کرنا اور چند روز میں مال تمام عالم کا دستیاب ہونا اور پھر اتنے
 دشمنوں کی ولایت سے با مال کثیر و لشکر قلیل سلامت برآنا اور چند ہزار راہ ہلے دشوار گزار طوکرنہ اور اسی سال سواد عظم
 ہندوستان کے سر پر سلطنت پر متمکن ہونا سہل اور آسان نہیں ہوا اور میان ملک علاء الدین کا بادشاہی دہلی کے راجے
 اعلیٰ پر پہنچنے کا یہ کہ جب ملک علاء الدین نے دیو گڑھ کی طرف کوچ کیا پھر روز خبر اسکی منقطع ہوئی لیکن نائب علاء الدین کہ
 اسکی طرف سے کڑہ میں مستقل تھا تسلی کیو اسطرح عرضداشت تحریر کرتا تھا کہ ملک علاء الدین غلب و تاراج چند بری میں مشغول
 اور امر و زور و دایں عرضداشت اسکی دیکھ گاہ غرضداشت تباہ میں پہنچ گئی اور سلطان اس سے تسلی ہوتا تھا یہاں تک کہ چھوٹے
 عرض اسکی بارگاہ سلطانی میں نہ پہنچیں اور ارا حیف کی زبان سے اسکی بغاوت کی باتیں کہ مقدمہ وقوعی تھا دہلی میں مشہور
 ہوئیں اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ غلجی جو ملک جہان کی بخش خاطر سے اطلاع نہ کھتا تھا اصلاً بدگمانی اسکی نسبت نہیں
 کرتا تھا اور ابتدائے ۶۹۸ھ چھ سو اٹھانوے ہجری میں سلطان نے ہرسم شکار غنمان توجہ کو ایار کی طرف موقوف مائی
 اور چند مدت وہاں توقف کر کے ایک گنبد نہایت رفیع تعمیر فرمایا اور ایک چبوترہ بھی تیار کر کے یہاں رکھی کہ طغرائد
 تھی گنبد کے پیشگاہ میں تحریر کی رباعی مارا کہ قدم بر سر گردون شاید ڈازو دہ سنگ و گل چہ قدر افزایہ و این
 سنگ شکستہ زان نہادیم زو دست ڈا باشد کہ شکستہ در و آساید ڈا اس عرصہ میں کہ عرضداشت اسکی پہنچی تمام
 شہر میں مشہور ہوا کہ ملک علاء الدین نے دیو گڑھ کو سر کیا اسقدر اسباب سلطنت خزانہ اور فیصل اور اسب وغیرہ
 اسکے ہاتھ آیا کہ کسی شاہان دہلی کو سلف سے آج تک میر نہیں ہوا اور نہایت شان و شوکت سے عازم کڑہ ہو سلطان
 خبر شکستہ محفوظ اور خوشحال ہوا زیادتی سامان اسکا موجب از دیار رفعت اپنا جانا لیکن سلطان کے احوال و انصار و لشکر
 اور کارا گاہ تھے اس سبب کہ ملک علاء الدین سلطان کی بلا اجازت مرتکب اس امر عظیم کا ہوا تھا اور بخش سے ساتھ چرم
 بادشاہ ملکہ جہانکے اطلاع رکھتے تھے انکے بصیرت سے باغی ہونا اسکا بادشاہ سے دیکھتے تھے اہد و بادشاہ کے نہیں کہتے تھے
 یہاں تک کہ ایک روز بادشاہ نے اس امر سے آگاہی پائی انھیں غلو تعین بلا کر صلاح پہنچی کہ ملک علاء الدین دیو گڑھ سے

مع اس قدر فیل و اسب و غنائم کے آٹا ہر زمین کیا کرنا چاہتے بارگاہ میں توقف کروں یا اُسکے استقبال کو جاؤں ملک احمد حبیب جو
 ساتھ راستی اور درستی رائے اور استقامت فکر کے مشہور تھا اُس نے عرض کی کہ کثرت مال و جمعیت موجب طغیان اور سرکشی ہوتا ہے اور اگر ملک
 کے مقصد اور مقصدی جو ملک چھوڑ کر راہ سے لیکھتے تھے سب اُسکے پاس فراہم ہو کر سلطان کی بلا اجازت دلائی دیو گروہ میں
 لیکھ لکھ کر لیا جائے کہ اُسکے دل میں کیا ہو پس جانا کہ بادشاہ کا چندیری کی طرف کہ علاء الدین کے سردار ہر مناسب وقت
 اور مقصد فواید نامحصور ہر جب قریب پہنچنے لگے کہ فیروزی اثری اس سے اُس طرح دریافت ہوئی کہ سپاہیانہ روز بروز سے
 گرا بنا رہا کہ فرد دراز سے سعادت کی ہے اور شتاق اپنے مکانوں کے ہیں اور جنگ پر آمادہ نہیں ہیں اور سرعت سیر اور توقف
 کو ہستان بہ سبب زیادتی اعمال اور اقبال اور قبائل کے اسکو ممکن نہیں ہے اور ضروری دربار کے سوا اور خیال اُسکے دل میں تنہا
 ہونگے اور جو کچھ لایا ہو برضا اور رغبت تخت کے رو برو گذرانیگا بادشاہ کو مناسب ہے کہ اسباب شمشیر کے مراد اور نقد و جواہر اور
 اخیال سے ہر اُس سے یو ے اور باقی اسپر مسلم رکھے اور جماعت فتنہ انگیز مثل چچو اور ملک فخر الدین کو قوال کو جو سپہ سالار کے قتل
 کے بعد اُسکے پاس جمع ہر کے ہیں ہر ایک کو ہر ایک طرف بھیج کر خاطر اسکی زیادتی جاگیر سے مسرور اور شادان فرما دے اُسکے بعد
 اُسے خواہ کترہ کی طرف رخصت کرے خواہ وہ ملی میں لا دے بادشاہ کو اختیار ہے اُسکے علاوہ رنجش خاطر علاء الدین اور ماکہ جہاں کی طرف
 ہو اس مدت میں کسی نے ملک حمان کے خوف سے عرض نہ کیا اور یہ حال اس انتہا کو پہنچا کہ ملک علاء الدین چاہتا ہے کہ جیسے
 دور دست میں جا کر استقامت کرے ہر صاحب خاطر آرد وہ سے زمین نہو ناختم ہو شکاری سے نہایت بعید ہو اور جو سلطان
 اس واقعہ کو حقیر جان کر اصلاح میں اُسکی نہ شنو ل ہو تو دہلی کی طرف رخصت فرما دے اور ملک علاء الدین مع اس قدر مال اور
 اخیال اور اسب و خزان کہ سرمایہ بادشاہی کا ہر کترہ میں جاوے اور دیکھئے کہ بادشاہ نے اپنے زوال دولت میں کوشش
 کر کے اپنا خاغان خراب اور بد باو کیا ہو ہیبت سے بکام حل دشمنان ہوا اُنکس دیکھنو سخن دوستان خیال نیش ملک
 فخر الدین کو چھی باو صفت اُسکے کہ جانتا تھا کہ کدے ملک احمد حبیب کی باحوال ہو لیکن جو سلطان کی عرضی نہ کبھی عین اغراض
 کر کے بولا اب تک خبر مر جعت ملک علاء الدین کی اور لانا مال و اسباب کا عرضداشت اُسکی سے یا مردم مغیر سے تحقیق نہیں
 ہوا تو ایک مدار اسپر کھکھک اُسکے لائق فکر کیا دے بر تقدیر کہ خبر راست ہو ہم اسپر لشکر کشی کریں اور آگے سے اُسکی سردار
 ہوں جو کہ بلا اجازت گیا ہو احتمال رکھتا ہے کہ ایک رعب اُسکے دل میں ظاہر ہوے اور جس مقام میں کہ پہنچا ہو وہاں سے
 بلیٹ کر کسی طرح چلا جاوے اور ہیں اس حال میں کہ برسات قریب ہو چکی ہو اسکا پیچھا چاہیے کہ اور جہاں گیا ہے چاہیے جانا
 اور مثل مشہور ہے کہ پانی سے پیشتر موزہ نہ چاہیے کھینچنا اگر وہ مع فیل اور مال و اسباب سالما غانا گروہ میں آوے اور
 ہمارے جو کما سکے باطن میں کسی طرح کے خلاف اور نساد نے راہ پائی ہو ایک صدر بادشاہی سے اسکا کام تمام ہو سکتا ہو
 ملک احمد حبیب کے دل میں بسبب اطلاع یا ملی ملک فخر الدین کو چھی کے حقیقت حال پر اور چشم پوشی کرنا اسکا معاملہ
 سے آتش غضب افروختہ ہوئی اندر سے اضطراب کے کہا وقت گزرتا ہی کسوا سٹھستی کرتا ہے جسوقت ملک علاء الدین
 مع فیل و اسب و مال کترہ میں جاوے اور وہاں سے آب سرد سے عبور کر کے قصد لکھنؤ کی کا کرے تو اُسکے عہد سے برادر بکا بادشاہ
 اس بات سے ناراض ہو اور صاحب غرضی کی نسبت اُسکی طرف متوجہ کر کے فرمایا کہ ملک احمد حبیب ہمیشہ اور ہر وقت ملک علاء الدین
 کی نسبت بدگمان ہے اُسے من نے اپنی آغوش مبارک میں پالا ہے اور فرزندوں کی طرح کی طرح عالی پر پہنچایا ہے اگر فرزند ان علی مجھے
 منحرف اور سرتاب ہوں مگر ہوا وہ مجھے چہرے متھڑ نہیں ہے سلطان کا یہ فرمان سنتے ہی ملک احمد حبیب کا ناطقہ

بند ہوا منفذ سختی مسدود ہوا مجلس سے اٹھا اور تا سب کھاتا ہوا باہر گیا اور ہاتھ پر ہاتھ مار کر کتنا تھا کہ بیہات یہ مرد بیہودہ اپنی دولت کو لات مارتا نہ نہیں جانتا کہ آخر کوا سکے سر پر کیا آفت آئیگی اور یہ بیت پڑھی بیت چوتیرہ شود مرد را روزگار ہمہ کن کنش نیاید بکار سلطان نے ملک فیروالدین کوچی کی تحسین کر کے دہلی کی طرف مراجعت فرمائی ابھی جاگہ نہ گرم کی تھی کہ ملک علاء الدین کی ہوشیار گڑھ سے پہنچی کہ اکتیس زخمیر قبل اور تمام اسپد جواہر اور زور و اقمشہ کہ اقبال سلطانی سے خیر خواہ کے ہاتھ آیا ہوشیکش کیواسطے موجود تھیں جو کہ ایک مدت پوشیدہ رہا اور سبب بعد مسافت اور بند ہونے راستوں کے ایک عرضداشت اس مدت میں بارگاہین میں پہنچی بندہ غایت محجوب اور خائف ہوا ایک جماعت کہ اس سفر میں رفیق ہوئی جودہ بھی خوف سے بید کی طرح لرزان ہو کر قلعہ ایک توفیق بخت مبارک بنام بندہ در فقا سے بندہ کو لازم جان شادی و جان سپاری میں کسی طرح کی تقصیر نہیں کی پر عنایت ہووے تو سر سے قدم کر کے مع اس اشیا کے کہ سفر میں دستیاب ہوئی جو درگاہ جہان پناہ کی طرف روانہ ہوں القصد ہو بخدا اس عریضہ کا باور شا کو باعث فریب نام ہوا ایک بار گئی ملک علاء الدین کے اخلاص و محبت پر جام دم لینے غم استوار کنندہ ہوا اور ملک علاء الدین خود استعداد و انکی لکھنوی کی کرتا تھا اور ظفر خان کو او وہ بھیج کر کشنیاں آب سرد کے کنارہ اس خیال سے مرتب کر ائیں تھیں کہ جب وقت سلطان کو کھڑے کی طرف راہی ہووے میں منتی میں سوار ہو کر لکھنوی جاؤں اور وہاں قائم ہو کر علم مخالفت بلند کروں اور مہمان سلطان نے بحسب التماس ایک فرمان شتمل با انواع عنایت و دلجوئی اپنے ہاتھ سے تحریر کیا اور دو آدمیوں کی معیت سے جو محسوم راز تھے لڑہ میں بھیجا جب یہ کڑہ میں پہنچے دیکھا کہ ملک علاء الدین بادشاہ سے برگشتہ ہوا اور تمام امرا بھی سرتاب ہیں ملک علاء الدین نے دونوں ایچیوں کو تنقید کر کے محافظوں کے سپرد کیا اور محافظت کے بارہ میں ایسی تاکید کی تھی کہ ایچی ایک حرف حقیقت حال کا بادشاہ کو تحریر نہ کر سکتے تھے اس واسطے سلطان نے اصل حال سے اطلاع نہ پائی اور اس حال کو پوشیدگی میں الماس بیگ برادر ملک علاء الدین کو وہ بھی داماد اور برادر زادہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ غلجی تھا جس وقت کہ فرصت پاتا تھا کتنا تھا کہ زبانوں پر خبر بیعتی بادشاہ کی میرے بھائی کے نسبت نہایت مشہور ہو جاتا ہوں کہ ملک علاء الدین حیا و شرم اور خوف و ہراس بادشاہ سے اپنے قتل پر اقدام کرے اس واسطے کہ حضرت کے بے فرمان و بگڑہ کی طرف جاننا اور عرضداشت نہ لکھنا گناہ عظیم جانتا ہوں درمیان میں حال کے ملک علاء الدین کا خط اسی مضمون سے الماس بیگ کو پہنچا کہ حقوق سلطانی مجھ پر بادہ تراس سے ہیں کہ تحریر کردن کہ فی الحقیقت وہ میرا پیر اور عم اور صاحب بھی ہوا اور میری زندگی بانی بسبب رنجش خاطر مبارک بادشاہ کے تلخ ہوئی اگر فی الواقع مجھ پر حق ہو کہ بھائے شاہ کی میرے قتل میں جو مجھے اعلام کر کہ تھوڑا نہ کہ ہمیشہ اپنے ہمراہ رکھتا ہوں کھا کر جان شیریں گناؤں یا یہ کہ جدھر میرے سینک سائیں چلا جاؤں الماس بیگ افغان نے یہ کتابت سلطان کے ملاحظہ میں گذرانی اور صدمہ طبع کی چاہا دوسری کہ ملک علاء الدین کی کتابت میں تھیں قوت سے فعل میں لایا اور جو خفیہ ملک علاء الدین نے اپنے بھائی کو لکھا تھا کہ ایسا کر کہ سلطان زندان طبع مال میں لیجاوے اور جریدہ لینے چھوڑے سواری سے کر سکیں مرن متوجہ ہووے میں مراد میں سبب سے الماس بیگ نے کتابت گذارنے کی وقت زامو قطار رو کر بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر خود بدولت جریدہ قبل اسکے کہ میرا بھائی اپنے قتل پر اقدام کرے یا آوارہ وطن ہو کر وہ میں نہ ول اقبال و حلول اجلال فرماؤں ایک منت نہما سے سابقہ در ایک حق تعالیٰ مقدم پرزادہ ہو سلطان جلال الدین فیروز شاہ غلجی بچارہ بیست جو لوح خاطر ش از نقش سادہ است x سرکارش بجائے دو خداہ است x کہ صدرہ بستمہ چشمش در شکار خواب x کتاب سحر باہل را بعد تاب x

سات کوہ قمحس تصور کر کے یہ تال و مشورت الماس بیگ سے فرمایا کہ تو تعجیل تمام کر وہ میں جا کر اپنے بھائی کی تسلی کر ایسا نہ کہ اپنے قتل یا آوارگی پر اقدام کرے میں بھی متعاقب جبریدہ سبیل لیغار ہو چنچا ہوں الماس بیگ اسی وقت کشتی پر سوار ہو کر پورے تندر کی طرح پانی پر روان ہوا اور ساتویں روز کرطہ میں پہنچا اور خبر پہنچنے پر مراد کی ہفت مقصود پر پہنچائی ملک علاء الدین نے شاد یا عنایت بادشاہی کا بچا لایا اور بھائی کے آنے سے کامیاب ہوا اور کہا اب عزمیت لکھنؤ کی چاہیے کرنا یا نہیں وہ جماعت کہ اسکے پاس مقرب رکھتی تھی بولی کہ اب لکھنؤ کی جانا مناسب نہیں جو بادشاہ مال اور انیال کی طمع سے برسات میں جبریدہ ہمارے روبرو آتا ہے پہلے اسکا کام تمام کر دین اسکے بعد ارکھنجان بادشاہ ہو اور جب تک وہ آپکو اور مٹی اور مالی سے فراغ حاصل کرے ہم ہر ایک جو غور اور لکھنؤ اور بنگالہ اپنے تصرف میں لاکر استیصال کا نشانہ بلند کریں ملک علاء الدین نے یہ اسے مناسب اور بہتر جانی جگہ سے نہ بلایا بادشاہ جلال الدین کی اجمل دانگیر ہوئی اور جو کہ حرص محکم ہوا تھا مانعت کسی مانع اور نصیحت کسی نصیحت کی سود مند نہ چڑی عوبیت اس سفر کی مصمم کی کسواٹے کہ یقین کیا تھا کہ اگر ملک علاء الدین لکھنؤ کی کی طرف جاوے گا جو اس اور مال اور انیال مشغول سے دستياب ہوگا اور دل اس سے اٹھا نا نہایت مشکل تھا پھر ایک ہزار سوار لیکر کشتی میں سوار ہوا اور کرطہ کی راہ لی اور ملک احمد حبیب کو حکم ہوا کہ لشکر و حشم خشی کے راستہ سے لاوے سمیت زیوشندہ چون گوش ند بہر بند * خورہ گوشمال از سیر بلند * جب ملک علاء الدین نے بادشاہ جلال الدین کی توجہ سے خبر پائی آپ لنگ سے عبور کر کے نانکپور کو لشکر گاہ کیا اور جب سترھویں رمضان کو چتر سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی دور سے نایان ہوا ملک علاء الدین کی سپاہ عرض محل اور مجرا سے خدمت کے بہانے سے سلاح و آہن میں غرق ہوئے اور گھوڑے لاکھوں کو آراستہ کیا اور ملک علاء الدین نے اپنے بھائی الماس بیگ نگرام کو استقبال کیو اسطے بھیجا کہ جس جیل سے ہو سکے بادشاہ کو اس اندک مایہ سے کہ مردم بزرگ کشتی میں ہمراہ ہیں جدا کر کے ہمارے پاس لاوے الماس بیگ نے ملازمت میں پہنچ کر عرض کی کہ بندہ اگر ایک روز کے بعد پہنچتا ملک علاء الدین آوارہ وطن ہو جاتا باوجود اسکے اب تک کچھ رعب اپنے دل میں رکھتا ہوا اور اگر بادشاہ کو اس قدر سوار چراگ مستعد دیکھیں یقین ہو کر قہر آوارگی کرے بادشاہ سادہ لوح نے اسکے حرف شکستہ کو مستعین سمجھا فرمایا کہ جو سوار کشتی میں ہمراہ ہیں ہمیں توقف کریں اور خود چند خواص سے ایک کشتی میں پیٹیر روان ہوا اور جب تھوڑی راہ طوی ہوئی پھر الماس بیگ خدا رزبان کمر کھول کر بولا کہ میرا بھائی حضرت کے استقبال کو قریب پہنچا ہو اگر ان چند کس کو جو بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہیں مسلح اور مستعد دیکھیں عین سلطانی سے مایوس ہو گا بادشاہ نے فرمایا تم سب ہتھیار اپنے سے دو کر دو اور جب ساحل کے قریب پہنچے بادشاہ کے مقرروں نے دور سے ملک علاء الدین کو مسلح اور مستعد دیکھا اسکے خدا اور کمر کا نقیبین حاصل کیا اور سمجھے کہ الماس بیگ کس کام میں ہو پس ملک خرم یک نے الماس بیگ کو کہہ دیا کہ اپنے ہتھیار سے التماس کے موافق اپنے افواج و ریا مواج کو جدا کیا اور ہتھیار کھول دے تم مستعد جنگ دکھائی دیتے ہو الماس بیگ نے کہا کہ میرا بھائی چاہتا ہو کہ اپنا لشکر آراستہ اور مسلح اور مکمل نظر کر لیا اثر سے گزرنے اور مجرا سے خدمت کرے بادشاہ بموجب اذانہ انقدر بھی البصر کے اسوقت بھی انکے کمر اور خدمت کے خرم و بزرگ پر روشن ہو گیا تھا بڑے لیکھا اتنا الماس بیگ سے کہا کہ باوصف روزہ واری کے اتنی راہ طو کر کے ملک علاء الدین کے پاس آیا ہوں وہ یہ بھی نہیں کہ تاکہ زورق میں سوار ہو کر مسدا استقبال کرے الماس بیگ خدا نے جواب دیا کہ میرا بھائی نہیں چاہتا کہ خالی ہاتھ بادشاہ سے ملازمت کرے اور چاہتا ہو کہ مع اسباب پیشکش یعنی نیل و اسب و مال و جواہر گزرا کر خدمت کرے اور سامان افطار بھی ترتیب دے کر اُمید وادار ہو

کہ بادشاہ اُسکے مکان میں روزہ افطار کرے تو سبب اس شرف کے اپنے مجسمہ نہیں ممتاز ہووے سلطان جلال الدین فیروز شاہ غلجی غافل نہ رہا
 میں قرآن شریف کی تلاوت کرتا تھا وقت عصر تک ساحل پر بیوی بچہ کشتی سے باہر آیا ملک علاء الدین نے بیشتر جا کر
 ملازمت کی اور بادشاہ کے قدموں پر گر پڑا بادشاہ نے از روئے شفقت اور رحمت کے اُسکے رخصت ہوا اور بڑا نچ مارے اور
 اظہار محبت کے بعد فرمایا کہ میں نے باوصف تعلق تجھے تربیت کر کے مہر پوری سے بزرگ کیا اور ہمیشہ تو میری نظر میں فرزند و نواسے
 تر رہا اور اب تک تیری بوئے طفلی میرے جامہ سے جڑی ہوئی کیونکہ میں تیرے حق میں بدی کا اندیشہ کرتا یہ کہ اور بادشاہ ملک علاء الدین
 کا بڑے کشتی کی طرف روان ہوا ملک علاء الدین محسن گش نے اس جماعت سے کہ مستعد اور مکمل سلطان کے قتل بھی اشارہ کیا مگر مولد
 سالم کہ اہل ان سادات سے تھا ایک ضربت خمیر سے سلطان کو زخمی کیا سلطان زخم کھا کر کشتی کی طرف دوڑا اور فرمایا اے علاء الدین بد بخت
 تو نے یہ کیا تم کیا اور اختیار الدین جو نعمت شاہ کا پروردہ تھا پیچھے سے آیا سلطان کہ ابھی کشتی میں سوار ہوا تھا پلڑے کر زمین پر گر پڑا
 ہنگام غروب آفتاب کا وقت تھا اُسکا مہ مبارک کا نگر علاء الدین کے رو برو لایا اور چند مخصوصان شاہ مرحوم مثل حرم
 وغیرہ نے پاؤں کشتی سے زمین پر رکھا تھا اُن سب کے کہ کا نگر زمین پر رکھے اور سر اُس تاجدار ہمد کا تاج نیزہ کر کے کڑھوا دیا پھر
 میں بھڑایا اور وہاں سے اودھ لئیے اور زبان حال سے یہ کہتے تھے کہ یہ سزا اس شخص کی ہو کہ دل اس دنیا کے مگد پر رکھے اور
 فرزند اور بیوند پر پستی یا بیوالا ہو کر ہزار مشقت اور خون جگر سے اُنہیں آغوش عاطفت میں پائے سج ہو کوئی کہ بعد ہزار آرزو
 ایک گلبن ہوا وہ جس کا زمین شہد زار میں جھلے اور سر شک خیم اور خوننا بد دل سے اُنکی پرورش کو بے بجائے بھول کے غار زار
 چنے اور جو کوئی چشم بکی بوستان دھرم فریب سے طمع رکھے آنکھ جہا میں اُنکی آندہ پیش جفا ہووے اور جس شخص نے باب صلح بند کر کے
 شر کا دروازہ کھولا ایک لحظہ فراغت سے نہ سویا فتنہ خستہ کو بیدار کیا دینا اور آخرت اس کام کے حیا الی گذرانی مثنوی سر
 آفرینش سر سری نیست زمین و آسمان بے داور می نیست در اندیش او حکیم از کار ایام کہ بادا شملہا شد ملجام
 از داس ازہ سے اگر جمشید خوار ہو ہر موصی اک کے تن ہر پردوں کے خوف سے بار کردار ہو سراج کا اگر چہ پاؤں پر افتادہ ہر تیغ
 منوچہر کی سلم و تور پر آدہ ہر سیاوش کا اگر چہ طشت میں ہر خون افراسیاب تخم الہ دشت میں ہر جگر دالاکا اگر چہ تیغ منظر میں سے
 پر سنگاف ہر دار سیاست سکندری بھی پیدار ہو خسرو اگر خاک و خون میں ہو حال شیر و یہ جاتا ہو کہ کیونکہ ہر سلطان مغز الدین اگر
 غرق بحر خون ہو اب گنگ خون سلطان جلال الدین فیروز شاہ غلجی سے کس لون ہو احوال بادشاہ جلال الدین کے قاتلوں کا
 جو تو دلین لاوے جانے کہ نیازی کے نقد منظوم تمام عیار ہو مثنوی صبح خور شید علم برداشت نقش و گزیر کا شست
 ساخت جو بر سطح زمین مذمان فیض سان گشت بحر و بکان تاکہ ز اطوار قضا و قدر سورضعیفی یکے رگندہ جو دنا سازی
 نفس نسیم از پر یکدانه درانی رہ مقسیم سعی کمان ہر طرف می ستافت تا ز قنادانہ مقصود یافت دانه کش ازہ
 ہر برون پاناوہ چشم کے مرغ برد افتادہ حملہ بیدا و بران مور کہ روز بروز چون شب و بچہ کر کہ کرو تقاضاے فرد
 بروش ہر مجروح منقار خون خوروش ناشدہ آن مور بکفش فرد مرغ و گدگدہ در آمد برو کہ در دریاں بچگان بندہ
 تا ہر ش از کزلک منقار کند مرغ کے اذکر دول مور ریش یافت ہمان لحظہ مکات خویش تا توانی یکے بد کن نیک
 زنی و دہنی خود کن ہند نیازی بشنوزینہار تا بخوری خون زہر روزگار ثقات سے مروی ہو کہ سلطان جلال الدین
 فیروز شاہ غلجی کڑھ میں آنے کے وقت ملک علاء الدین کو ک مجذوب کی خدمت میں جو قصہ کڑھ میں مرفون
 مین گیا اور از رو سے عجز و انکسار کے خدمت کی مجذوب نے سر اٹھا کر یہ جملہ فارسی کا سنایا یہ کہ کنگد باو جنگ

سرور کشتی تن در گنگ ۱۰ القصبہ اسیوقت چیر سفید ساہمان جلال الدین کا ملک علاء الدین کے سر پر بلند کر کے تہذیب سلطنت
وی اور ایک جماعت کہ اُسوقت قتل بادشاہ جلال الدین ہیں ملک علاء الدین کی تحریک تھی تھوڑے عرصہ میں بلائے عظیم میں
مبتلا ہوئی اور اسفل السافلین کے درکاست میں بہوٹا کیا اور اجماع محمود بن سالم ایک سال کے بعد مجذوم ہوا اور اندام اسکا خون
فاسد کے غلیان سے پارہ پارہ اور گوشت اُسکے بدن سے جدا ہوا اور اختیار الدین دیوانہ ہو گیا نقد پوش و جو اس ہاتھ سے
دیا اور نزع کیوقت نعرہ اترتا تھا اور کہتا تھا کہ سلطان جلال الدین تیغ ہاتھ میں رکھتا ہوں سر میرا کاٹتا ہوں اور الماس بیگ اور دوسرے
کہ ترقی کی اُمید میں اس امر نزع کے مرتکب ہوئے تھے تین چار برس میں ایسے مستاصل اور ہلاک ہوئے کہ ملک علاء الدین کے عہد
میں آکا نشان باقی نہ رہا اور ملک علاء الدین نے اگرچہ چند سے جہان کو ساتھ مقصد اپنے کے گذرانا لیکن آخر کو فلک مکار نے تیشہ اُسکے
پائوں میں مارا کہ غامان اُسکا بھی اُسکے ہاتھ سے خراب ہوا کسوا سٹے کہ اپنے بھائیوں اور فرزندوں کو قید کیا اور اور مقربان معتبر کو حکم
قتل دیا اور غلام پروردہ اور پروردہ اسکے نے جو کچھ اس بادشاہ کی حیات اور مہات میں کیا کسی گبرستان اور کفرستان میں دفن ہوا
اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ جب خبر شہادت سلطان جلال الدین کی ملک احمد حبیب کو کہ سپہ سالار فوج تھا پہنچی وہاں سے پٹ کر
دہلی میں آیا اور ملکہ جہان مرم بادشاہ نے ناقص عقلی سے تعجب کی جو کہ شاہزادہ ارکلیخان بدوہ لٹا نہیں تھا اپنے چھوٹے بیٹے شاہزادہ رکن الدین ابراہیم کو
کہ بدلتے جاتی اور غنچوان شباب تھا اور اسور جہان بانی سے کچھ خبر نہ رکھتا تھا بے مشاورت ارکان دولت تخت پر بٹھایا اور کیونکر دہلی سے
دہلی میں آنکر کو شک سبز میں نرول کیا اور عہدے اور جائزہ میں درمیان امرا اور لوگ کے تقسیم کیے ارکلیخان کہ خلف الصدق بادشاہ کا تھا
اور استعداد بادشاہی رکھتا تھا یہ خبر سننے ہی کو ذہن خاطر ہوا اور ملتان میں توقف کیا اور ملک علاء الدین کہ ارادہ سلطنت لکھنؤ کی رکھتا
تھا ارکلیخان کی بخش خاطر اور جلوس طفل بے تمیز و بے تجربہ سے تخت دہلی کا خیال کر کے دہلی کی بادشاہی کی فکر میں پڑا اور عبدین ستا
میں کڑھ سے دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور دہلی میں پہنچکر اس مقام میں کہ منظر اُسکے تھا ہو بخدا سلطنت سلطان جلال الدین
فیروز شاہ غلجی کی سات برس اور چند مہینے تھی وابقاء الملک المعبود۔ ذکر بادشاہی سلطان فلک گاہ علاء الدین
والدین بادشاہ علاء الدین غلجی الملقب بہ سکندر ثانی جو بحسب تقدیر شام اجل نے افق مشرق سے
بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ غلجی کے فرق پر مرارا علاء الدین دریا سے حیرت میں غرق ہوا اور مقربوں سے مشورہ کیا کہ ان دو امر سے
کہ لکھنؤ کی کی طرف جانا اور زر خراج کرنا اور اقصاے بنگالہ تک لینا یا رہنا کہ وہ مانگور میں اور علم متفقان بلند کرنا نہیں سے کیا اختیار
کرنا چاہیے سب نے متفق ہو کر عرض کی ارکلیخان بادشاہزادہ شجاع اور صاحب سخاوت ہوا اور لشکر کشی اور ملک گیری کے ادب
خوب جانتا ہوا اور اُسکی مان غنچریب انتقام طلب کرینے اور اول جو ہم کہ پیش نہاد بہت کیا جائے ایمین مناسب یہ ہو کہ کڑھ مانگور
میں مقیم ہو کر ملک نیر بر الدین کو مع لشکر انتخاب ہی برسات میں لکھنؤ کی کی طرف روانہ کر دیں تو اس حدود کو منہ کر کے اختتام کرے
اور جس وقت شاہزادہ ارکلیخان مع لشکر دہلی سے اس طرف متوجہ ہووے اور چارہ نہ رہے بعد طلوع سمیل کہ پانی کھجور ہند کا اتر جاوے گا
ہم بھی آپ سرور سے عبور کر کے لکھنؤ اور بنگالہ میں جا کر علم مقادرت بلند کرینگے ملک علاء الدین کو یہ رائے پسند آئی اور ملک
نیر بر الدین کے بھیجنے کی تاکید میں تھا ناگاہ یہ خبر پہنچی کہ ملکہ جہان نے امرا اور ارکان دولت کے بے طلب مشورہ شاہزادہ
قدر خان کو بادشاہ رکن الدین موسوم کر کے تخت دہلی پر متمکن کیا ہوا اور امرا اور سپاہ نے اس امر سے رنجیدہ خاطر ہو کر تار
خسومت ظاہر کیے ہیں ملک علاء الدین بادشاہی سواد اعظم ہندوستان کی فکر میں پڑا اور تفسیر ملک پر آمادہ ہوا اور جمیع
ولایات اس طرف پر متصرف ہوا اور اپنے مقربوں کو ساتھ خطا بسببائے نمایان کے سر فرار کیا جہاںچہ الماس بیگ کو

افغان اور تائب نصرت جالیمیری کو نصرت خان اور ملک ہزبر الدین کو ظفر خان اور سنجہ خسر پورہ یعنی سالہ کوکہ جو اسکا امیر مجلس تھا الپ خلیفہ
 خداب دیا اور اپنے یاروں کو جو امیر نہ تھے مرتبہ امارت میں پہنچایا اور جو کہ امرا تھے ان کے منصب زیادہ کر کے جاگیر و زمین عطا فرمائیں اور اپنے
 ابو بکر بنی اسم بادشاہی طاراق کر کے مع خزان و دیو گڑھ عین برسات میں کڑھ مانگیو سے دہلی کی طرف راہی ہوا اور اسکا دست
 جو ہر گوش ابرنیا کی طرح در افشانی میں آیا اور ہر روز بارگاہ میں بیٹھ کر با اتفاق نصرت خان خاص و عام کو صلہ و یتا تھا اور زبرد بخوار
 اور شتر مع بار و اقمشہ با قطار مردم کے بزل و کرم میں تقصیر نہ کرتا تھا نظم بزمیتوان لشکر آراستن ہ بلشکر توان گنہما خواستن ہ
 ہمہ کار دنیا بربستہ اند ہ نور زخما نے خطر بستہ اند ہ منقول چوس جگہ کہ سہل پردہ اسکا بر پا ہوتا تھا ایک مخفی حق مختصر اس کے آگے
 نصب کر کے ہر روز پانچ من زر سرخ و سفید اسپین رکھ کر خلائی پر چڑھتا تھا اور حب یہ خبر گوش زد عالم ہوئی اطراف
 و جوانب سے فوج فوج در گاہ کی طرف متوجہ ہوئے شہنوی خزانہ بزر شد منزل بمنزل ہ بزر کردہ کلید کا شکل ہ بہر منزل
 زیش تخت تادور ہ فشانہ سے گنہا بے منع گنجور ہ جو بادلی فتا و افق کارش ہ گرفت از منجیق زر حصارش ہ
 سلطان علاء الدین جب بد اوں میں پہنچا یا دشاہ رکن الدین ابراہیم نے نہایت بخبری و خامی سے امر اور ملک کو مع
 لشکر گران اس کے مقابلہ کو بھیجا جو فوج اسکی بادشاہی سے راضی نہ تھی سلطان علاء الدین کی شریک ہوئی اور انعام
 و نوازش بہت پایا اور جب ساٹھ ہزار سوار قلم بند ہوا بد اوں سے قدم آگے بڑھایا اور بلکہ جہان اس خبر
 و خشت اثر سے نہایت مضطرب ہوئی اور بعد خبر ابی بسیرا آدمی ملتان کی طرف روانہ کیے اور ابلیخان کو مع افغان
 طلب کیا انھوں نے جواب دیا کہ اب کام ہاتھ سے گیا اور لشکر دشمن کا شریک ہوا اور خزانہ میں شش ماہ ہو جاوے
 نہیں رہا ہمارا آنا کیا نفع بخشگا بیت سرچشمہ شاید گرفتیں بیل ہ چہ بہ شد نشاید گدشتن پیپیل ہ سلطان
 علاء الدین نے یہ خبر سنتے ہی سبیل تعیل طر مسافت کی اور بے تامل اب جو نسے عبور کر کے صحراے دروازہ جو دظاہر دہلی میں نزول
 کیا بادشاہ ابراہیم رکن الدین کو حرکت ندبوجی دلیں پہنچی اپنی جمعیت سے باہر آیا اور صف آرائی کر کے کچھ شوخی کی جب
 آپ کو مرد اس کے میدان کا نہ کھیا دہلی میں بیٹھ آیا اور اسی رات کو اکثر امرے جلالی جدا ہوئے اور بادشاہ علاء الدین سے جا ملے
 بادشاہ رکن الدین نے سلامتی فرار میں دیکھی قدر سے تند خزانہ سے لیکر اپنی ماں اور حرموں کو ہمراہ لیکر با اتفاق ملک رجب اور
 ملک احمد حبیب اور ملک قطب الدین علوی اور امیر جلال تلنگانی کے راہ ملتان لی اور سلطان علاء الدین نے صحراے سیری میں
 فروکش ہو کر لشکر گاہ سنوارا اسکے بعد وضع و تشریف شہر کے اسکی قدرت میں حاضر ہوئے خطبہ اور سکھ اور جمیع رسوم بادشاہی بجالا کر
 مع کوکبہ اور دیدہ عظیم آخر ۶۹۶ھ چہ سو چھیانوے ہجری میں داخل دہلی ہوا اور سر بدشاہی پر جلوہ گر ہوا اور وہاں سے محل میں آیا اسکو
 وار السلطنت بنایا اور تین روز جشن برپا کیا اور قبہ آدینان کیے اور شراب و کباب کی جون میں سبیل ہوئی کا لہو و لعبے رواج
 پکڑا اور بادشاہ نے خود در دولت اور جوانی کی مستی سے عیش و طرب میں کوشش کر کے حلقہ کو ایسا فریفتہ کیا کہ سب نے
 راغب اور مائل ہو کر رنج بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے قتل کا دلوں سے چوگیا بہت سخاوت سے عیب راگمیت
 سخاوت ہمہ دیو دار دوست ہ اور اسوقت اعدا و انصار کی تقویت کی کوشش کی ہر ایک کو ساتھ ایک شغل اور
 خطاب کے نوازش فرمائی اور پرگنات اور دلابات تقسیم کیے چنانچہ خواجہ خطیر کو کہ ساتھ نیکی ذات اور پسندیدگی
 صفات کے امتیاز رکھتا تھا وزارت اور قاضی صدر الدین عارف جو ساتھ صدر جہان کے مخاطب تھا قصدے مالک
 اور منصب خطایت اور خطاب سید اجل شیخ الاسلام اردانی رکھا اور دیوان نشا بعدد و عدۃ الملک ملک حمید الدین

ملک اغا الدین کے مفوض ہوا اس سبب سے کہ ملک اغا الدین ساتھ فضائل صوری اور معنوی کے آراستہ تھانی مصاحبت اور قربت میں خصوصیت بخشی اور نصرت خان کو جو نائب ملک تھا شہر کا کوٹوال کیا اور ملک غمراہ الدین کوچی ساتھ دادوگی کے مقرر ہوا اور ظفر خان کو تختی ممالک ہوا اور ملک ابدال الدین آخر بیک اور ملک یرن باریک کا نائب ہوا اور ملک علاء الدین چچا ضیاء برنی کرہ اور ادھر کی جاگیر پر سرحد ہوا اور ملک جو نائب وکیل اور موید الملک ضیاء برنی کے باپ نے نیابت اور خواجگی قصبہ یرن کی پائی اور اوقات کوٹوال استحقاق پر مسلم رکھ کر خوشدل کیا اور تمام لشکر کو موافق شش ماہ کے سوا انعام دیکر ان آیات پر عمل کیا آیات رختہ گر ملک سرافندہ بہ بد لشکر بد عہد ہر گندہ بہ بد سرکشند شاخ نواز سروہن + ناثرنی گردن شاخ کمن + پھر ملاو سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کا استیصال پیش نہاد ہمت کیا اور الماس بیگ الغخان اور ملک نہر الدین ظفر خان کو انیسویں تاریخ ذی الحجہ سنہ ۷۸۰ کو مع چالیس ہزار سوارستان کی طرف روانہ کیا انھوں نے منزل مقصود میں پہونچ کر لنگان کو محاصرو کیا اور دو مہینے کے بعد دردمختاری اور لشکر ترک رفاقت ارکلیخان اور بادشاہ رکن الدین ابراہیم کی سے کے ساتھ الماس بیگ الغخان اور ملک نہر الدین ظفر خان کے شریک ہونے اور دونوں بھائی نے مضطرب ہو کر شیخ رکن الدین قدس سرہ کے وسیلے سے الماس بیگ سے عہد و بیان ملاقات کی اور اسے شرائط تعظیم بجالا کر اپنے سر پر دہ کے قریب جگہ دی اور فتح نامہ سرخان کے ساتھ بھیجا اور جب فتحنامہ دہلی میں منبروں پر پڑھا گیا اور سامان شش آراستہ کر کے شادیانے بجلے اور اسکے بعد وہ الماس بیگ الغخان مع فرزند ان اور املا سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے دہلی کی طرف بھرا اور درمیان باہ کے ملک نصرت خان کے کوٹوال دہلی تعین ہوا تھا الماس بیگ الغخان کے پاس پہونچا اور سیران بادشاہ جلال الدین خلجی اور الغخان منیرہ چنگیز خان کے داماد سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی تھا اور ملک حبیب کہ نائب امیر حاجب ہوا تھا انکی آنکھوں میں پل کیلچر شہر و اموال پر انکے متصرف ہوا اور ان دونوں شاہزادہ مظلوم کو قلعہ لاسی میں قید کیا اور ارکلیخان کے دو بیٹوں کو تیغ ظلم سے شہید کر کے روضہ رفیع کو کی طرف راہی کیا ملک احمد حبیب کھول اور جرمداس سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی اور اسکے بیٹوں کے حرموں کو مع ملکہ جہان دہلی میں لاکر حبس میں نگاہ رکھا اور دوسرے برس جلوس کے ملک نصرت خان منصب وزارت پر سرفراز ہوا وہ ملکہ سلطان علاء الدین نے ابتدا سے جلوس میں در اثنا سے راہ مصطفیٰ امر سے جلالی پر قسمت کیا تھا اسے واپس سیکر کل روپیہ طرہ میں لایا اور ملک علاء الدین لکھنؤ سے ساتھ لکھنؤ اور خزانے کے دہان آیا تھا ساتھ خطاب علاء الملکی کے فائز ہو کر دہلی کا کوٹوال ہوا اور اسی سال دواخان حاکم اور ادالتہ نے بقصد تسخیر ممالک پنجاب اور ملتان اور سندھ قریب سو ہزار مغل کو نامزد ولایت ہندوستان کیا اور اسے آپ سندھ سے گذر کر کے تاخت و تاراج دہلی میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا جب یہ خبر بادشاہ علاء الدین کو پہونچی الماس بیگ الغخان اور ملک نہر الدین ظفر خان کو مع سپاہ سیکران انکے دفع کیواسطہ روانہ کیا اور حدود لاہور میں دونوں مہینے پہونچ کر حرب حبیب میں مشغول ہو گئے جو تیغ و شکست کا محاذ ہوا جو مغلوں نے فرہیت کھائی اور خمینا بارہ ہزار مغل علف تیغ خون آشام ہوئے اور اکثر امراے معتبر انکے اسیر اور دستگیر ہو کر لعنوت تمام ہلاک ہوئے اور الماس بیگ الغخان نے مغلوں کے سرور کو مع زن و فرزند انکے جو اسیر ہوئے تھے دہلی میں بھیجے اور ان دونوں کاموں کے سبب سے کہ گرفتاری اولاد و انصار جلالی اور فتح مغل سے شوکت و شہرت اور شاہ علاء الدین کے دل میں جاہ و قرار ہوئی حکام اور لوگ اطراف کے اسکے معتقد ہوئے اور اسکا لشکر جسطرف جاتا تھا فتح و ظفر اختصاص پاتا تھا بادشاہ علاء الدین نے اسکے بعد اپنے بھائی الغخان کے اتفاق سے ان کے دفع میں جنھوں نے فرخرفات

اور قبل اسکے دہلی میں یہ رسم نہ تھی کہ کسی کے جرم کے سبب اولاد اور اتباع کو سیاست میں کریں اور اس سال جبوقت لشکر دہلی اور گجرات کی تسخیر میں مشغول تھا جلدی نام اور سکا بھائی ان کے قلعہ سیوستان پر تصرف ہوئے خان ظفر شہر ملک نہر بہ الدین ظفر خان کو مع فوج کثیر اس طرف متعین فرمایا اور کئے سیوستان کو محاصرہ کر کے عرصہ قلیل میں مفتوح کیا اور جلدی اور اسکے بھائی کو مع اولاد و اتباع کے عورت اور عیال و اطفال کے سوا ایک ہزار اور سات سو مغل تھے طوق و زنجیر میں مطوق اور مسلسل کر کے دہلی میں بھیجا اور خود بھی پیچھے سے دہلی میں آیا اور غفوری اور دلاوری ملک بہر بہ الدین ظفر خان نے شہرت پائی بادشاہ علاء الدین نے اسے شجاعا میں منسوب کیا اور اسی سال کے آخر میں قتلوق خواجہ بن وداخان میں منسلک یعنی دولاکھ سوار ایک لاکھ تیس ہزار سیوستان اور علاء الدین بنایا اور آب منہ سے عبور کر کے قصبہ بات اور قریبات کو جو سر راہ ہوا قلعہ ملک اپنا قلعہ کر کے آسپ نہر پہنچایا اور کوسافت کے بعد ساحل جون بہر فیکش ہوئے اور دہلی کے محاصرہ کی تدبیر کی اند جو قلعہ کثیر کے شہر اور قصبہ بات اور قلعہ اور لوگی کی منسلک ہوئے شہر میں آئی تھی اس وقت پر تیرہ ہزار سوار اور کچھ وادار اور تعداد میں جنگ پیشہ اور ایستادہ ہوئی تری سلطان نے انہو سے عاجز اور بہت شک آئی اور اس وقت کہ وہ غلام اور اس وقت کے حدود ہوئے اور طرفہ گرائی تمام پیرز و زمین ظاہری لوگ نیران ہوئے سلطان علاء الدین نے دہلی اور اندر ملک کو طلب کر کے سامان جنگ مہیا کیا باوجودیکہ بعض امر اجناسے ممانعت کرتے تھے اور لشکر ہندوستان کی زبونی و دلائل سے عروض رکھتے تھے اور کرنا نہ کہتے تھے کہ کار جنگ خطرناک ہے اور جنگ دوسرہ کتنی ہی بادشاہ انکا قتل پذیر نہ کیا اور یہ فرمایا کہ بادشاہان نامدار کو جنگ دکانہ سے خد کرنا حال سلطنت کے لائق نہیں ہو میت کے کو کلاہ کیا ان میں ہندو سرخوش اور درمیان میں ہندو یہ کہ کثیر محاطت شہر اندر اور شہر کی علاء الملک کو توال کے ذمہ قرار دیا اور براؤن کے دروازے کے سوا چھانک بند کی کر کے ساتھ کو کہہ اور بدبہ شاہی کے بروایت صحیح تین لاکھ اور دو ہزار اور سات سو قیل متبلی اور کار آمد لیکر شہر سے برآمد ہوا اور میدان کپلی میں ظفرین سے طیل بنگا بجھے لگے اور صفوف حرب آراستہ ہوئیں اور ہندوستان میں بعد ارتفاع روایت اسلام کسی ہندو عصر میں ایسے دولشکر عظیم آسپہن مقابل نہ آئے تھے اور اب تک کہ تاریخ ہجری ایک ہزار اور پندرہ کو پہنچی ہر اس قسم کی دوسپاہ کینہہ جو مقابل ایک دوسرے کے صف آرا ہوئی تھی الغرض بادشاہ علاء الدین سلطنت ثانی ترتیب افواج میں مشغول ہوا میں ملک نہر بہ الدین ظفر خان سے جو شجاعاں روزگار اور مبارزان کامگار سے تھا اور جاگیر سمانہ اور پنجاب اور ملتان رکھتا تھا آراستہ کی اور میسرہ اپنے بھائیوں الماس بیگ الغخان اور رکن خان سے کثوت بازو اور پشت پناہ اسکے تھے محکم کی اور خود مع ملک نصرت خان اور بارہ ہزار سوار کہ سب جوان خوب اور یکہ تھے مع فیضان بشمار آگے بڑھا اب ذکر اس جنگ کا مقابلہ نہیں کریں بیان ہوگا ذکر قطب لنگ

عشرت و کامرانی سلطان قطب الدین مبارک شاہ خلجی کا۔ ماہ محرم کی آٹھویں تاریخ

سال ۶۹۷ سنہ ۱۳۰۶ ہجری میں سلطان قطب الدین مبارک شاہ نے قدم تخت شاہی ہندوستان پر رکھا اور منبر اور بشیر کہ سردار نایکان تھے اور بعد قتل ملک نائب کے اپنی ذات کو موجود تصور کر کے اعمال ناپسندیدہ اُن سے سرزد ہوتے تھے قتل کیا اور باقی نایکان کو قصبہ بات اور پگنات میں متفرق کیا خاطر اس سبب سے مطمئن کی اور ہر ایک امر کو بقدر مراتب نوازش فرما کر صاحب طیل و علم کیا اور اپنے قدیم غلاموں کو عمدہ لاسے قدیم اور جاگیر میں عطا فرمائیں اور ملک دینار شہنشاہی کو ظفر خان اور محمد مولا اپنے چچا کو شیر شاہ اور مولا ناضیا الدین بہر مولا نا شہاب الدین خطا کو عمدہ جہان خطاب دیا اور ملک قراہیگ کو اپنے قرب میں حصار و یا دمن نام بہرہ و از بچہ پہلوان گجرات سے تھا اور

ملک شاہی نائب خاص کو کہ بادشاہ علاء الدین نے اسے پالا تھا اپنے التفات سے سرفراز کر کے خمر و خان خطاب دیا اور قریب محبت سے ملک نائب تمام لشکر کا کیا اور ملک شاہی اس کے سپرد فرمایا اور یہاں تک اس پر شیفہ اور فرشتہ ہو کہ منصب وزارت پر بدون دریافت استعداد اس شغل کے منصوب کیا یہی گنجینہ مدہ ہر گز اسے نہ رسم کہ کند جہاں خطائے ہو کہ بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ خوف قتل اور محنت جس دزدان کھینچے ہوئے تھا اوائل سلطنت میں خوش خلق اور نرم دل رہا اور سترہ ہزار محبوس رہا کیے اور جلالیوں کو اطراف سے طلب کر کے انہیں ہاتھ بیل و احسان کا کھولا اور تمام قویوں کو کشش نامہ دیا جب عنایت فرمایا اور مناصب اور جاگیر امرا اور نوک کوزیادہ کر کے دل اور کبیر اور جہاں کہ مدت سے ہاتھ دوسرے سخیلوں کے خالی تھا مثل چشم دلی جو اندرون کے پڑ گیا اور مردم کو چہ و بازار نے یہ سوان کے بعد ورم اور دینار کا منہ دیکھا اور اہل احتیاج کی عوفیاں جو مدت سے مدرس ہوئیں تھیں ملاحظہ میں گذریں اور موافق ارادہ اور التماس کے جواب دے تھیں خاص سے مزین ہوئیں اور علما اور صلی اور ارباب استحقاق کا وظیفہ اور ادا اضافہ کیا زمینداروں کے دیہات زمینداری جو بادشاہ علاء الدین کے عہد میں خالصہ میں آئے تھے پھر انکو علیہ اور خراج گران اور سخت طلبی کہ معمول قدیم تھا موقوف کیا آرزو اور جو سونے نے کہ بالکل ملک عدم میں رخت کھینچا تھا آہستہ آہستہ ملک وجود میں قدم رکھا بلکہ جمیع قواعد اور ضوابط عمدہ علانی کر کے ایک مثال ایک مصلحت اور حکمت میں تھے درمیان سے اٹھائے اور زرخ اشیا کو بھی برہم مارا اگرچہ ظاہر میں تشریب کی حالت میں کوشش کرتا تھا لیکن جو بادشاہ خود عیش و عشرت اور جو دو سخا یہ اندازہ اور غفلت کے سوا اور میر کام نہ رکھتا تھا اس سے پہلے آدمی ارتکاب خمر سے متنبہ اور محمود خورے فسق و فجور میں کوشش کرتے تھے اور عہد علانی کے خلاف عمل میں لاتے تھے اور جو حادثہ کجرات قوی ہوا تھا بادشاہ قطب الدین اس فساد کی تسکین اہم جانکر عین الملک لٹائی کو جو سواران متبر علانی سے تھا اور ہمیشہ خدمات بزرگ پر تعین ہوتا تھا جمیع لشکر جہاز کجرات کے رافع فساد کیواسطہ روانہ کیا اور اس نے وہاں جا کر ان لوگوں کو کہ بانی فتنہ و فساد ہوئے تھے بزور شمشیر زیر کیا اور مردہ اور کجرات از سر نو ضبط میں لایا اور ملک کے زمینداروں کو مطلع اور فرمانبردار کیا اسکے بعد سلطان قطب الدین ظفر خان کی دختر اپنے حوالہ نکاح میں لایا اور اسے گجرات کا صاحب صوبہ کیا اور اس نے تین چار مہینے کے عرصہ میں گجرات کو خشن و خاشاک اہل بغی اور فساد سے ایسا پاک کیا کہ انکا اثر اس دیار میں باقی نہ رہا اور وہاں کے راجاؤں اور زمینداروں سے زر خطیر وصول کر کے خزانہ میں بھیجا اور جو بعد وفات بادشاہ علاء الدین کے ہر پال دیو و مادرام دیو با اتفاق راہماے دکن ولایت مرہٹ پر مشرف ہو کر مردم بادشاہی کو دکن سے باہر کے قلعہ دیو گڑھ کو محاصرہ میں رکھتا تھا بادشاہ قطب الدین نے دوسرے برس جلوس کے لشکر گران دیو گڑھ کی طرف کھینچا اور غلام بچہ شاہین نام کو وفا بیگ خطاب کر کے واسطے نیابت غیبت کے دہلی میں چھوڑا اور جب حمد و دیو گڑھ میں پہنچا ہر پال دیو اور دوسرے راجاؤں نے کہ قلعہ دیو گڑھ میں اجتماع کیا تھا تاب و تقادمت لا کر متفرق ہوئے بادشاہ نے ایک جماعت امرائے تعاقب کیواسطہ مقرر کی وہ شرط تعاقب بجالائے یعنی ہر پال دیو کو دستگیر کر کے بادشاہ کے پور و حاضر کیا بادشاہ نے حکم دیکر اسکا پوست کھینچوایا اور سر اسکا دیو گڑھ کے دروازہ پر لٹکایا اور سلطان بارش کے سبب چند روز وہاں توقف کر کے ولایت مرہٹ بھی تصرف میں لایا اور شہر دیو گڑھ میں ایک مسجد جو اتنا بکھیرا کہ جو درج تعمیر کردانی اور گبرگہ اور ساغر اور دھور سمند اور دوسرے ممالک میں تھا اسے بجالائے اور ملک بیگ بھی کو جو ہندوگان علانی سے تھا لشکر دکن کے افسار

عنایت فرمائے اور مرہٹ کو امر کی جاگیر میں تقسیم کیا اور باپ کی طرح معشوق کی تربیت میں مشغول ہو کر خسرو خان کو چتر اور دور باش دیا اور امرے سے شیر پورہ کر کے معبر کی طرف روانہ کیا اور خود دہلی مراجعت کی اور راستہ میں شیر پورہ میں دام اور غفلت دوام کی ملک اسد الدین چیمپیر سے بھائی بادشاہ علاء الدین کے سر میں سرداری کا داعیہ واقع ہوا ساتھ ایک جماعت سرنگون کے اتفاق کے عہد کیا کہ جب سلطان کا قاتی ساکون سے گذر کر حرم میں جاویگا اسوقت سلاحداروں اور نایکوں اور تمام محافظوں کوئی اسکے پاس نہ پہنچا کر حرم میں جا کر اسکا کام تمام کر میں اتفاقاً اس شب کو کہ سلطان کا قاتی ساکون سے عبور کیا جاتا تھا ایک چمپیری ملک اسد الدین نے سلطان کی خدمت میں حاضر ہو کر سب حقیقت حال عرض کی بادشاہ نے اسی مقام میں قیام کیا اور بعد ثبوت جرم ملک اسد الدین کے قتل کا حکم نافذ فرمایا اہلکاروں نے حکم کے موافق عمل کیا یعنی اسے گرفتار کر کے گردن غازی اور بیس نفر دہلی میں تھے اور اس مصلحت میں انھیں کچھ مداخلت نہ تھی اور بعض اس سفر میں تھے اسکے حکم سے انہیں بھی سیاست ہوئی اور جب جہان میں پہونچا شادی کمنہ سردار سلاحداران کو گوالیار کی طرف بھیجا تو خضر خان اور شادی خان اور ملک شہاب الدین کہ قبل اسکے میل انکی آنکھ میں کھینچی تھی قتل کیا اور اسکے اہل و عیال کو دہلی میں لایا سلطان قطب الدین نے خضر خان کی منکوحہ دیو لدی کو اپنے حرم میں داخل کیا اور جب گجرات اور دکن اور تمام ممالک ہندوستان کو اپنے تصرف میں دیکھا اور امر اور لوک کو اپنا فرمان بردار اور مطیع پایا اور مدعی ملک میں نہ رہا مستی شراب اور جوانی اور دولت سے نخوت اور غرور اسکے دماغ میں پیدا ہوا اور اجراءے کام میں کسی سے مشورہ نہ کرتا اور کسی مخلص اور دولتمخواہ کا قول سماعت نہ فرماتا اور اگر کوئی شخص دولتمخواہی اور خیر سگالی سے کوئی بات اسکے خلاف رائے عرض کرتا روگردانی کر کے زبان اسکی دشنام اور امانت میں کھوتا پھر تو یہ نوبت پہونچی کہ کسی کو اتنی قدرت نہ رہی کہ مرزا شاہ سے وہ بات جو شامل اسکے فلاح اور صلاح ہووے عرض کر سکے آخر کو اخلاق کریمہ اسکے اوصاف و مہمہ سے تبدیل ہوئے اور قہر و سیاست کا عادی ہوا اور باپ کی طرح خون ناحق پر کمر باندھی از آنکہ ظفر خان والی گجرات کو جو اسکا رکن کہیں سلطنت اور اعیان دولت تھا بے حدود قصور قتل کیا اور اسکے بعد ملک شہاب الدین کو جو وفایاگ خطاب رکھتا تھا اور باپ غرض کے بھڑکانے سے ناحق ہلاک کر کے اسکا مظلمہ اپنی گردن پر لیا اور علاوہ اسکے وہ کام کہ جبکہ ارتکاب سے زوال دولت اور زمانہ نقاب سلطنت ہوا پنا شعرا کیا اور خضر خان جو کہ حضرت نظام الدین اولیا کا مرید تھا عداوت کر کے زبان سرزنش اور لعن انکی نسبت کھولی اور کلام نامناسب کہے اور شیخ زادہ حام کو جو انکے مخالفوں سے تھا اپنے تقریب میں اختصاص بخشا اور شیخ رکن الدین کو شیخ زادہ کے تعصب ملتان سے طلب کر کے اسکی عزت و احترام میں سامی ہوا اور اکثر اوقات اپنے تئیں ساتھ زور اور لباس عورتوں کے آراستہ کرتا تھا اور جمع میں حاضر ہوتا تھا اور زمانہ نیرالہ اور مسخرہ کو قصر ہزارستون پر طلب کر کے ساتھ امرے کے بارشل عین الملک ملتان اور قریبی کے کہ پڑوہ محل رکھتا تھا اور مثل ان لوگوں کے اور کوئی نہ ملتا اور امانت کروا تا تھا اور وہ حرکات زشت اور ناشائستہ بجالاتی تھیں اور وہ بد بختیں مادر زاد ہر جنہ ہو کر ان بزرگوں کے مقابل آتی تھیں اور انکی پوشاک پر پیشاب کرتی تھیں علاوہ اسکے اور حرکات غیر کمر کی مرتکب ہوتی تھیں اور سامان اسکی زوال سلطنت بلکہ خاندان علانی کا مہیا اور آبادہ کرتی تھیں اور ظفر خان کے قتل ہونے کے بعد حکومت گجرات حسام الدین بڑا اور ماوری خسرو خان کو دی اور حسام الدین بھی بادشاہ کا منظور نظر تھا جسوقت خسرو خان حاضر ہوتا اسکے عوض حسام الدین قیام کرتا تھا اور جب حسام الدین گجرات میں پہونچا اور عزیز واقارب اسکے میں کافور اسکے اطراف و کناف میں رہتے تھے اسے انہیں کر کے نہایت ناوانی اور کم بختی سے مخالفت آغاز کی اور امرے گجرات کے

کہ اہمک اپنے حال پر تھے سب متفق ہو کر حسام الدین کو گرفتار کر کے درگاہ سلطانی میں روانہ کیا جو بین سلطانی امیر نظر پڑی
دوبارہ بمقتضائے شہریت و عالم جوانی حسام الدین کو قید سے رہائی دیکھا پتے تقریب میں سرفراز کیا لیکن امرائے گجرات و اعیان درگاہ
اُسکے رہا ہونے سے دلین نہایت آزرده ہوئے اور حکومت گجرات کی حسام الدین کے بعد ملک و حبیب الدین قریشی کو مفوض ہوئی
اور وہ گجرات کے انتظام اور آبادی میں کہ حسام الدین نے خراب اور ویران کیا تھا مشغول ہوا اور اسی عرصہ میں پیچربو بھی
کہ ملک بیک لکھی حاکم دکن نے دوائے خصوصیت بلند کر کے بغاوت پر مکر باندھی پھر سلطان نے ایک جماعت کو امرائے ناچار سے
میں لشکر گران اُسکے فساد کے دفع کیوں اسطے روانہ کیا اور اس جماعت نے جا کر اپنی حسن تدبیر سے ملک لکھی کو مع اور مفسدوں کے
کہ باغی فتنہ اور بانی فساد تھے دستگیر کیا اور دہلی میں لائے بادشاہ نے ملک لکھی کے ناک اور کان کا ٹکڑا اور دوسروں کو انواع عقوبت
قتل کیا اور ملک عین الملک لٹانی کو دیوگرہ صحن کی حکومت پر اور ملک تاج الدین پسر خواجہ علاء الدین کو اس ولایت سے شرف کر کے
رجعت کیا اور ملک و حبیب الدین کو گجرات سے طلب کر کے منصب وزارت پر منصوب فرمایا اور تاج الملک کے خطاب سے مخاطب کیا اور
جب جبر پر پہنچا وہاں کے حاکم آپ مقابلہ ملائے مع خائن و اسباب فرار ہوئے لیکن خواجہ قلی تاجے ایک سوداگر جو مال فراوان رکھتا تھا
اور ساتھ اس احقادے لشکر اسلام مجھے آزار نہ پہنچاؤ گناہ سننے راہ فرار نہ پائی تھی ظلم و تعدی سے اُس بچارہ کا بھی نہ خطیر
لوگوں کو قتل کیا اور وہاں سے نکل گیا وہاں کا راجہ حصاری ہو اُسے محاصرہ کیا اور اُسے عاجز کر کے ایک سواک زنجیر فیمل اور
علاوہ اُسکے اور تحف و نفائس بیکراں دی پھر وہاں سے کتلی کی طرف روانہ ہوا اور میں زنجیر فیمل اور ایک الماس فنی چھ درم کا
اُسکے ساتھ آیا پھر مجھ کے سمت مراجعت کی اور موسم پر سات وہاں بسر لیکھا اور سرکشی کا دعویٰ کر کے چاہا کہ امرائے معرکہ جو اُسکے
چراہ تھے قتل کر کے اُس ولایت پر بھی استقلال سے قبضہ کرے ملک تلیفہ حاکم جزیرہ کو وہ اور ملک تیمور حاکم چندیری اور ملک
کل افغان کمار اسے بخندہ اور نامی اُسکے سے تھے اس ارادہ پر مطاع ہوئے اور اجتماع کر کے پیغام دیا کہ ہم تیرے اندیشہ سے وقت
ہوئے رحمت بیہودہ لیجا نا کچھ فائدہ نہیں رکھتا لازم کہ یہ خیال محال اپنے سر سے باہر کر اور اس سے پیشتر کہ یہ راز فاش ہو دہلی کی طرف
مراجعت کہ حبیب خسرو خان نے جانا کہ کام آگے نہ چلا وینا بالفردہ سب کو امرائے عمدہ کو سپرد کر کے دہلی کی معادرت کا عزم ہوا
اور امرائے ایسی خدمت پیش لیجا کر سوطر حلی امید تحسین اور سرفرازی کی رکھتے تھے عارضی معنی حقیقت حال درگاہ سلطانی میں
از سال کہیں لیکن بادشاہ نے کہ خسرو خان کی محبت اور اُسکے وصال پر عقل و خرد و برباد دی تھی یہ حکم نافذ کیا کہ خسرو خان جان
پہنچا ہو اُسے بالائی میں سوار کر کے ہر منزل میں کہا رسم پہنچا کہ سبعت تمام حضور میں روانہ کریں امرائے حکم کے موافق
نکل گیا اور سات دن میں اسے دہلی میں پہنچا یا اور حبیب خسرو خان نے ملازمت کی اس وقت کہ بادشاہ کو اُسکی آرزو تھی
مگر یہ وزارتی آغاز کر کے التماس کی کہ امرامیری بھراہی سے تنگ رکھتے تھے اس سبب سے مجھے اس سمت میں تنہم کے
ساتھ نکلوا میری کے منسوب کیا بادشاہ کہ عاشق اور شہید تھا اُسکے دروغ کو سچ سمجھ کر امرابہ بدظن ہوا اور حیکماً امرائے ترقیوان
اُسکے داخلہ کے بعد آنے پر چند اندیشہ فاسد اور ناصواب خسرو خان کے بیان کیے اور اپنے صدق دعویٰ پر گواہ
گذرانے کچھ فائدہ نہوا بلکہ طریق مکابہ اور دلائل ناصواب اختیار کر کے اُنھیں منصب اور جاگیہ سے معزول کیا اور
آخر بند کر کے دربار واری سے ممانعت فرمائی اور ولایت چندیری کو تغیر کر کے اُسکے بیٹے کو عنایت فرمائی اور ملک تلیفہ کو
تہا خجہ مامور اور جاگیہ اس سے لیکر قند خانہ میں بھیجا اور گواہوں کو زہر چوب لاکر بیخیزت کیا اور تمام خلایق کو
معلوم ہوا کہ خسرو خان کے بارہ میں کلام پشیمانہ کے سوا فائدہ نہیں دیتا جو سب گونگے اور بہرے ہو کر

خاموش ہوئے اور ہر جہلہ و تدبیر سے بعضوں نے آپکو سرحد کی طرف کھینچا اور نکلنے اور بعضوں نے خسر و خان سے آمیزش کر لی اُسکے بعد روز بروز سلطان اُسکے عشق و محبت میں نچوڑ ہوتا ہوا تھا اور نائرہ عشق زیادہ تر شعلہ زن ہوتی جاتی تھی اور خسر و خان سلطان کے دفع کی فکر و تدبیر میں تھا اور جہان داری کی ہوس کرتا تھا اور بہاء الدین و میر اس سبب سے کہ سلطان نے تھکاسکی منکوہ کا بنا موس کیا تھا ساتھ خسر و خان کے متفق ہوا اور خسر و خان نے غم ملو کا نہ اختیار کیا اور شروع مطلب کر کے ایک روز خلوت میں عرض کیا کہ بادشاہ از روئے بندہ نوازی کہ کبھی بھی مجھے تسخیر و ولایت کیو اسطے نوح کی سپہ سالاری دیکھ بھیجے اور جو امرے تابع پسند تفوق تو اور قبیلہ بدکشی کرتے ہیں اور طائفہ قوم پروازان عثمان اور قبائل ہندہ سے بہت میں اگر حکم ہو تو میں بھی اپنے قبیلہ کو جمع کر کے حساب استعداد ہوں سلطان موصوف نے اس امید سے کہ انہیں بھی کوئی صاحب حسن و جمال ہو بشوق تمام التماس اُسکے پیرا کی اور اُنکے طلب کی اجازت دی خسر و خان نے اس بیان سے اکثر ہنود و گجرات کو کہ ناداری کے سبب اوقات بسر نہ کر سکتے تھے بہر طرح تسلی کر کے میں ہزار گجراتی اپنے پاس فراہم کیے اور جو کچھ رکھتا تھا صرف کر کے سانو عراق انکا راستہ کیا اور قوت و کثرت تمام پیدا کر کے گجراتیوں وغیرہ سے چالیس ہزار سوار و انصار اُسکے پاس جمع ہوئے اسوقت اپنے واعیہ کے دربار اور بچہ تر ہو کر سپہ قمرہ قمار اور یوسف صوفی اور مثل انکے مفسدان دہلی سے کہ ساتھ اُسکے متفق تھے صلاح کر کے منظر وقت ہوا اس درمیان میں سلطان سپہ سادہ کی طرف نکلا کیو اسطے روانہ ہوا خسر و خان اور اُسکے بھائی چاہتے تھے کہ بادشاہ کو شکار گاہ میں قتل کریں سپہ قمرہ قمار و یوسف صوفی اس بارہ سے مانع ہوئے اور بوسے کہ سلطان کو اگر ہم رستہ میں قتل کریں گے احتمال رکھتا ہوں کہ اُسکا لشکر ہمارا تعاقب کرے اور اُسکے انتقام میں زندہ بچھوڑے اسبب سے کہ ہزار ستون کے اوپر کہ وہ مقام خلوت کا ہو دغہ ہم داخل ہوں اور سلطان کا کام تمام کریں اور امر کو مکاشفے بلا کر اپنے پاس بگاہ رکھیں اگر ہماری اطاعت قبول کریں فہا والا انہیں بھی قتل کریں اور جب سلطان شکار سے مراجعت کر کے دہلی میں آیا اور اپنی عادت کے موافق شرب خمر اور عیش میں مشغول ہوا اسطے مجرم و لے زان طرف بازگشت ہوسے نرم گاہ انداز کوہ و دشت ہوسے غافل از کینہ روزگار کہ خواہر شدن چون سرانجام کار خسر و خان حصول مطلب میں مستعد ہوا ایسے وقت میں کہ جو کچھ سلطان سے التماس کرے سلطان حاکم شہوت کے حکم سے قبول کرے نہ سوا دوسرا چارہ نہ رکھتا ہو عرض گزار ہونا چاہیے کہ اکثر اوقات بندہ ویر تک رات کو قدرت میں حاضر رہتا ہوں جب اسوقت رخصت حاصل ہوتی ہے تب بھی غریب خانہ نہیں جاسکتا شجاعت سرکاری میں رات بسر کرتا ہوں اور میرے بھائی اور اقارب جو میرے دیکھنے کیو اسطے اپنا گھر بار چھوڑ کر گجرات سے آئے ہیں میری صورت میں نہیں دیکھ سکتے ہیں امیدوار ہوں کہ دربانوں کے نام حکم نافذ ہووے کہ وہ اس جماعت کو رات کے آنے سے مانع اور مزاحم نہ ہوں نہایت مرحمت ہو تو شب کو انکی خدمت میں بفرار خاطر حاضر ہو سکوں بادشاہ نے اس مقدمہ کو موجب زیاقت سامان وصال معلوم کر کے بلا توقف کینچان دروازوں کی خسر و خان سپہ فرمائین اور کہا تھوڑے اور تیرے بھائیوں سے اعتمادی اور اعتباری زیادہ تر کون ہو یعنی دو اتنا نہ کا اہتمام تیرے عہدہ میں ہو خسر و خان نے کنہیوں کا ملنا فال مبارک جانکر کہ یا زمام باوشاہی اپنے کھنڈار میں پائی لفظ چوہرہ زبردید انچنان حال را و میل ظفر یافت آن فال را اذ آن فال فرخ دل خسروی ہو کوہ قوی یافت پشت قوی نہ جب فرگاہ سلطانی بالتمام بھائیوں کے تعریف میں آئی وہ جماعت میباک سفاک فرقہ فرقہ مسلحہ کمل ہو کر شب دروز شجاعت خسر و خان میں فراہم ہوتی تھی اور فرصت طلب کرتی تھی اور تمام اعیان و ارکان سلطنت جانتے تھے کہ خسر و خان اس خیال میں ہو لیکن بادشاہ کی غفلت سے کسی کو یہ مجال نہ تھی کہ کچھ سلطان سے عرض کرے اور تمام امر کہ نوبت انکی چوکی کی ہوتی تھی

دل و جان سے ہاتھ دھو کر فوت گاہ میں آئے تھے غرض کہ درویش پیر اس سے کہ سلطان کا قصیدہ شخص ہر دے قاضی ضیاء الدین صاحب بقاضی خان کہ ساتھ درویش علم و عمل کے انصاف رکھتا تھا اور اس کا بادشاہ پر حق تعلیم تھا اور بادشاہ نے کینیاں دروازہ ہاے حرم اور باہر کی اسے سو پنی تھیں دل اپنی جان اور ناموس سے اٹھا کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور زمین ادب کو پوسہ دیکر عرض کی اور بادشاہ خسرو خان قصہ غدر رکھتا ہو اور خرد و بزرگ بخوبی تمام جانتے ہیں بادشاہ مقام امتحان میں آوے اگر یہ بات خلاف ہو کیا بہتر اعتماد خسرو خان کا زیادہ ہو گا اور اگر عیاذ باللہ سچ ہووے بادشاہ ہو شیار رہے کس واسطیکہ جان ایک جوہر لطیف ہو اور معاملہ بادشاہی اور ملک داری کا بدون رعایت غم و ہو شیار کی تمسیت نہیں قبول کرتا ہر چہ قاضی نے اس قیل سے بہت سمجھا یا جو کہ خسرو خان اندون بادشاہ کی خدمت میں ہمیشہ حاضر رہتا تھا اور سلطان کے مدد سے دلی میں کہ وصل سے مراد ہر مسلوک ہوتا تھا نہایت شفیقتہ تھا قاضی کو درشت کہا اس وقت خسرو خان آگے نمودن کی طرح ہر ہفت کر کے یعنی ہر ہفت روزہ سے دریا سلطان نے اسے دیکھ کر بزبان حال فرمایا بیت اگر ہر ہفت روزہ قاضی کا ہر چہ خود بیاہد عذرش بیاہد آدھون اور اگر دراہ سے اسے آغوش میں کھینچا اور جو کچھ قاضی صاحب فرمایا تھا اسے حرف کجرت سنایا بیت میاواشت طبع نازنیش و ہمیشہ گریہ اندر استنیش و اشک گریہ رشک اپنے صدف چشم سے رخسار گلگون پر روان کجے اور نہایت ناز و انداز سے کہا جو بادشاہ کا میرے حال پر نہایت لطف مہذول ہر تمام لوگوں نے میرے قتل پر بیڑا اٹھایا ہو اور جب تک میرے بچان نہ لینگے انھیں چین نہ آدیکا بادشاہ دلبر کے رونے سے بیتا بھو اسے آغوش میں لیا اور پوسہ اس کے رخسار پر دیکر فرمایا تو خاطر جمع رکھ کہ میں تیرا کیا مال اپنی بادشاہی سے بہتر جانتا ہوں تجھے بدگو یوں کے دغدغہ سے کیا پرواہ ہو بیت سر سوداے تو ہر گز زمر نامرود و ہر دو دین سر سودا و سودا و نرود و اور بعد تسلی و تشفی اسے مکان کی رخصت دی اس جبر سے وقوع سے دوسری شب کو تمام مرام خور اہتمام کے بہانہ سے دربار بادشاہی یعنی ہزارستون میں داخل ہو کر کہیں میں بیٹھے اور جب پیرات گذری محل اسٹائش مرغ و مایہی ہوا اور ہر شخص امرا کے سوا کہ وقت ان کی چوکی کا تھا اپنے مکان میں گیا اور کوئی نہ بقاضی ضیاء الدین جو کیدارون کی تحقیق کے واسطے ہزارستون میں دریا خسرو خان کے چپے جس کا نام مندل تھا قاضی سے ملاقات کر کے باتوں میں لگا یا اور قاضی کو اپنے ہاتھ سے ایک بڑا بان دیا قاضی کو اجل خواب غفلت میں لگی اس وقت جاہریک نام پراداری جسے قاضی خان کے قتل کا بیڑا اٹھایا تھا قاضی خان کے پس پشت آکر ایسی ضربت شمشیر آبدار ماری کہ قاضی زمین پر آیا اور اس قدر فرصت پائی کہ فریاد کی کہ غدر ظاہر ہوا اور دو تین نفرو قاضی کے ہمراہ تھے بھاگ کر شور مچانے لگے کہ قاضی خان شہید ہوئے جو کیدار اس واقعہ کی تحقیق میں آئے خسرو خان کے نوٹ دار کے موافق تواریخ کھینچ کر ہزارستون میں آئے اور غلغلہ عظیم برپا ہوا بازار قتل نے رواج پایا بادشاہ کہ خسرو خان کو اپنی جان سے غریزہ رکھتا تھا پوچھا کہ یہ شور کیا ہے خسرو خان نے لب بام آکر ایک لحظہ توقف کیا اور شاہ کی خدمت میں جا کر عرض کی کہ چوکی خانہ کے گھوڑے جو ہزارستون میں لائے ہیں سائیسوں کے ہاتھ سے چھوٹ گئے ہیں لوگ ان کے پڑنے میں مشغول ہیں اس عرصہ میں چاہیے اور بھائی اس کے ہزارستون کے دروازہ سے کوٹھے پر پہنچے اور ابراہیم اور اسحاق نے خاص محل کے دربان کو قتل کیا غوغا تندر یکساں ہو کجا بادشاہ بدحواس ہو کر ایستادہ ہوا اور سمجھا کہ کام مقبضہ اختیار سے درگزر احرم کی طرف متوجہ ہوا کہ شاید اس شخص سے نجات ملے خسرو خان کو دیکھا کہ اگر بادشاہ حرم میں داخل ہوا خدا جانے ہاتھ آوے یا نہ آوے یہ اندیشہ کر کے نہایت مر رانگی سے پیچھے سے دوڑ کر دست قہلم سے بادشاہ کے سر کے بالی پکڑے اور بادشاہ نے بعد تلاش بسیار بسبیل عادت

اسے اپنی زبان کے نیچے کھینچ لیکن اس بیچیانے شاہ کے بال ہاتھ سے پھوڑے ہاں تک کہ اس کے رفیق پہنچے اور اس نے فریاد کی مجھ سے ہوشیار رہنا جاہر نے ایک ضربت شمشیر سے بادشاہ کا کام تمام کیا اور بادشاہ کے موصے سر مکہ کے خیر و خان کو اس کے سینے سے نکال لیا اور اس تاجدار کا سر جو سزاوار تاج تھا ان سے جدا کر کے ہزار ستون کے نیچے پھینک دیا لطم ننگان غدار چون بیل مست * جہاں بیل تن بر کشادہ دست مردندش کے زخم پہلو گرا کہ از خون زمین گشت چون لالہ زار * مرگم نوبت تماشائی بادشاہ کا سر خاک و خون میں غطان دیکھ کر متفرق ہوئے اور حاکم الدین خسرو خان کا بیانی اور جاہر مع دیگر ہندو خاص محل میں داخل ہوئے فرید خان کی والدہ یعنی بادشاہ علاء الدین کے حرم کو قتل کیا اور سلطان فرید خان کے فرزندوں اور علیخان اور عمر خان کو تیغ ظلم سے مذکور کیا اور حرم سلطانی سے جو چاہا وہ کیا مصرع ہر کس کہ چنان کند جنیں آید پیش * اور خسرو خان نے چراغ و شعل بہت روشن کر کے آدمی امر کی طلب میں بھیجے عین الملک ملتانی کہ اندھون دیو گڑھ سے آیا تھا اور ملک محمد الدین محمد جو ناکہ آخر کو حبشی سلطان محمد تغلق شاہ خطاب پایا تھا اور رحیم الدین قریشی اور قرا بیگ کے فرزند اور باقی امر کو جو غافل تھے ان کے مکانوں سے بلوگر ہزار ستون کے بام پر اپنے پاس لگا رکھا اور کفران نعمت کی شامت سلطان علاء الدین فرور شاہ ظہمی کے شامل حال اور اولاد اور احفاد اور اہل بیت سلطان علاء الدین کے ہو کر بنیاد اس سلسلہ کی ساتھ بدترین طریق کے وقوع میں آئی اور یہ قضیہ ربيع الاول کی پانچویں تاریخ کی شب کو سترہ سات سواکسین سپہیں ظہور میں آیا جب صبح ہوئی انہوہ کثیر اور جم غفیر برداران کا اور خسرو خان کے متاعجون کا جمع ہوا اور خسرو خان نے امر کو اپنے حضور نگاہ رکھا اور اپنا نام سلطان ناصر الدین رکھ کر سر پر سلطانی ہر قدر رکھا اور امر اسے قطعی شل عین الملک ملتانی اور ملک جو نام محمد تغلق شاہ کو جو آگے تخت کے استادہ کیا جہیزت جو از سروین جاے گردور تھی * گہر دگیا جاے سروسی * اور اشیوخت ایک جماعت کثیر غلامان علانی اور قطعی کو جو صاحب اختیار تھے قتل کر کے زن و فرزند ان کے ہندون کو بخشے اور اپنے بجائی کا خانخانان خطاب کر کے بادشاہ علاء الدین کی دستر اسکو دی اور بادشاہ قطب الدین کی زویہ ہر خود مشرف ہوا بادشاہ علاء الدین اور بادشاہ قطب الدین کے سرخون اولوں کو اپنے آدمیوں پر بخشیں اور سخی جہاں یعنی قاضی خان کے قاتل اور بادشاہ کے کشندہ کو زور و جرات سے کاسستہ کر کے نہایت نوازش کی اور مندل کار اسے رایان خطاب کر کے خان دمان قاضی پر اسے مقرر کر کے اور دروازہ خزانہ علانی اور قطعی کو کھولا تمام لوگوں کو شش ماہ عطا فرمایا اور ایک جماعت کثیر از باش اور رانل اور حق ناشناسوں کی کہ حرص اور زر کی طمع سے اس کے پاس جمع ہوئی تھی اور اسے خدشہ رکھتا تھا سبکو تہ تیغ کر کے قتل کر دیا اور ملک نصرت یعنی بادشاہ علاء الدین کے بچھا سب کو باوصف اسکے کہ سالہا سال سے محتاج ہو گیا تھا قتل کر کے ہاکی خاندان علانی سے برالایا اور کفر و شمر کے یہ رواج پایا کہ ہندون نے بت پرستی شروع کی معاذ اللہ کلام مجید و نگو بچاے کسی کام میں لیجاتے تھے اپنے اسیر بیٹھے تھے اور امر اسے علانی سے ہر فرہ قمار نے اعظم الملک شامیت خان خطاب کیا کہ منسوب وزارت پر ہو چکا اور اسکے بیٹوں کو اشغال ملک رجوز چھوئے اور ملک محمد الدین جو نام کے ساتھ خسرو خان سے بہت رعایت کی اور ساتھ منصب آخوری کے استیازہ دیا اور زہر دیکر اس کے احترام میں بہت کوشش کی تاکہ اس کا باپ غازی ملک حاکم لاہور اور دیالپور فریب کھا کر اطاعت کرے لیکن ملک جو نام خدشہ سے شل سانپ کے پیچ و تاب کیا تا تھا اور اس کا باپ بھی کہ شہید کا سردار اور زانی جمعیت تھا اور حق شناسی اور خدا ترسی رکھتا تھا غیرت اس کی دانستہ ہوئی اور ولی نعمت زاویہ کے انتقام جو نہیں

مکہ میں آئے اور تین مہینے کے بعد ملک فخر الدین جو نانے آدمی رات کی فرصت پا کر دو تین آدمی متعدد بیابانوں کے راستہ میں اپنے ہمراہ یہ اور خرمرو خان خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنے زوال و دولت سے غمگین ہوا اور پھر قہر شائستہ خان کو مع اور اس کے تاجدار کے تعاقب میں روانہ کیا لیکن اس کے پاس نہ پہونچا جو ان کی قصبہ سرستی ملٹ گیا اور غازی ملک نے اندیشہ اس روز کا کہ کے چند روز اس سے پیشہ قلعہ سرستی میں دو بیست سوار چھوڑے تھے ملک فخر الدین جو نا چند سوار اس میں سے ہمراہ لیکر بیابانوں میں پہونچا اور باپ نے بیٹے کے آنے سے محفل ملا ہو کر خوشی کے نقارے بجوائے اور اسباب انتقام کے تہیہ میں امرائے اطراف و جوار کو مکتوب لکھے اور طلب معاونت کی ایک جماعت کثیر نے حلال ملکی منظور کر کے اس سے اتفاق کیا مگر حاکم ملتان مغطی نام نے اس مکتوب کے درجواب لکھا میں امیر ملتان ہوں اور تیرے بیابانوں کا حاکم ہوں بادشاہ غزنی سے مقابلہ اچھا نہیں ہو غازی ملک تعلق بہرام ہے کہ ایک معارف ملتان سے تھا اس نے لکھا کہ مغطی کو درمیان سے اٹھا کر مع لشکر اس طرف آتا ہوں اور بہرام جمعیت کے مغطی کے قتل اور اسباب سفر کے تہیہ میں مستعد ہوا اور ملک یگ لکھی حاکم سمانہ باوجود اسکے کہ خرمرو خان کیواسطے مشدہا تھا غازی ملک کی تحریر بحینہ خرمرو خان کے پاس بھیجی کہ خود لشکر غازی ملک کے سر پر بھیجی اور حملہ اول میں شکست کھا کر سمانہ میں آیا اور پھر کہ خرمرو خان کے پاس جاوے اس درمیان میں وہ اپنے زمینداروں نے یورش کر کے اسے تلواروں سے پرے پرے کر دیا خرمرو خان نے خانانان اپنے بھائی کو چیر اور دور باش دیا اور یوسف صوفی کو کہ صوفی خان خطاب دیا تھا اکثر اپنے آدمی فدائی و اعتدائی کو غازی ملک کے دفع کیواسطے نامزد کیا اور اسی حال میں ملک بہرام امیر ازاجہ ملتان سے مع لشکر آراستہ غازی ملک کی خدمت میں پہونچا اور سرستی کے حدود میں دونوں لشکر مقابل ہوئے اور غازی ملک آراستہ کہیں جو کہ غازی ملک اور ہزاری اسکے اکثر جہاز اور کار آمد وہ تھے آدوہ کا فر نعمت رسوم جنگ اور معرکہ نام و تنگ سے ہرگز خبردار اور واقف نہ تھے غازی ملک کے چلے جانے کی تاب نہ لاکر شکست فاش پائی اور جو آبرو کر رکھتے تھے خاک مذلت پر گر کر بدبختی کی خاکستہ اپنے اپنے سر پر چھڑکی اور گھوڑے مانگی اور خزانہ تمام چھوڑ کر غازی ملک اور خاصہ ہر کہ خرمرو خان سے چپا ملا اور غازی ملک فضیلتی کے بعد مراستم لشکر اسی بچا لایا اور جو کچھ خزانہ اسکے ساتھ آئے تھے سیاہ پر تقسیم کیے اور قوت و شوکت تمام کو چھوڑ کر غزنی کی طرف متوجہ ہوا خرمرو خان مضطرب ہو کر دلی سے نکلا لیکن کوچ نہ سکتا تھا پھر پہلے عرض علانی میں مضبوط ہو کر حصار کو پس پشت اور باغات کو پیش رو قرار دیکر بیٹھا اور غازی ملک تھیل اور شکوہ سے آتا تھا اور زمانہ اس کی صفت میں کہتا تھا بہت سیسیا باد و خضرش رہتا وہ ہمنان یوسف و فدائی آنتاب من باین اعوامی آید اور جب وہ تلوار غازی ملک کے آنے سے خبردار ہوا اور وہ خزانہ کا کھو لکر بعض سپاہیوں کو تین سالہ اور بعضوں کو چار سالہ اور بعض کو دو نیم سالہ پیشگی تنخواہ دی اور مشایخ کو بھی زر و طیر تقسیم کر کے ایک حصہ خزانہ میں سمجھوڑا اور جو اس وقت کو قسمت کر کے اس رات کو کہ جسکی بجو جنگ ہوگی میں املک ملتان اس سے کنارہ کش ہو کر مندو کی طرف راہی ہوا اور یہ امر خرمرو خان کی دل شکستگی کا سبب اور سراپنگی کا باعث ہوا لیکن باوصف اس کے صحراے اندہ پت میں غازی ملک کے مقابل ضعف آرا ہو کر جب میں مشغول ہوا ملک تلیقہ ناگوری اور شائستہ خان کہ دونوں اس بید و دولت کے مفد ہر لشکر تھے جنگ رستمانہ کر کے مارے گئے اور خرمرو خان محل اور مردانگی کو کام فرما کر عصر کی وقت تک جنگ میں مصروف رہا اور آخر کو پروار دن کی ایک جماعت سے تلبٹ کی طرف بھاگا اور راہ میں وہ جماعت اسے تنہا چھوڑ کر فرار ہوا بہت صدمہ یارود بنان شکست و چون کار فدا بجان یکے نیست با عاقبت الامر ثروت و چشم نیل و عسل

خسرو خان کا غازی ملک کے ساتھ آیا اور فرخ خان محل رسیدہ نہایت خوف اور سراسیمگی سے اُس رات کو تنہا ہر مقام میں بھاڑا اور ملک
 شادی کے قطبہ میں جو اُس کا صاحب قدیم تھا پوشیدہ ہو اور دوسرے روز اُسے گرفتار کر کے غازی ملک کی خدمت میں حاضر
 لائے غازی ملک نے فوراً اُسکی گردن ماری اور اُسکا بھائی خانخانان کہ جو باغ میں پوشیدہ ہوا تھا وہ بھی اپنی سز کو پہنچا بیت
 درہم عشق کی دھوکہ دے کر کش و پور سے طبع مار دوسال دوام رہا اور دوسرے دن کہ غریب شعبان سال سات سو گیس پچہری تھی
 وضع دشریف شہر کے خدمت میں پہنچا کہ تنہا اور سبارکبا دو کیکر گھیاں دروازوں کی سپرد گین غازی ملک سوار ہو کر شہر میں
 آیا اور جب ہزار سدان میں پہنچا تو یہ وزارت کی اور تاسف کی کہ مراسم تعزیت سلطان قطب الدین اور اُسکے فرزند کو
 بجالایا اُسکے بعد حاضرینوں سے با وازر بلند کیا کہ میں بھی ایک تم میں سے ہوں الحمد للہ میں نے انتقام اپنے ولی نعمت کا
 اُس کو نہ تک سے لیا اب ولی نعمتوں کی نسل سے اگر کوئی وارث ہوا تو اسے سر سلطنت پر بٹھا کر ہم سب اُسکی خدمت میں
 کمر باندھیں اور جو کوئی انہیں باقی نہ جو جسکو تم لائق جانو میں بھی برضا و رغبت اُسکا حلقہ اطاعت زیور گوش کر دوں سب مشتاق
 ہو کر کہنے لگے کہ ان دو بادشاہوں کے فرزندوں میں سے کوئی نہیں رہا اور عرصہ سے تو برابر مغل کے بیچتا رہا ہو اور اب آج
 سپہ نام اہل ہند کا بنا کر تو نے بڑا حق اہل ہند پر ثابت کیا ہو اور اب جو یہ کام اور انتقام اپنے اولیاء نے نعمت کا اُنکے دشمنوں سے
 لیا یہ حق دوسرا یہ کہ خاص و عام پر ثابت کیا اس صورت میں بادشاہی اور والو الامری کے لائق تیرے سوا دوسرا نہیں ہو
 یہ کہ غازی ملک کا ساتھ کہہ کر تخت پر متمکن کیا اور سلطان غیاث الدین خطاب دیانت سلطنت سلطان قطب الدین چار
 برس اور چار مہینے تھے اور خسرو خان محکوم کی حکومت چند روز کم پانچ مہینے تھے۔ ذکر سلطنت سلطان غیاث
 الدین تغلق شاہ کا۔ موصوفین ہندوستان متقدمین اور متاخرین سے غافل ہو کر کسی نے اہل و نسب تغلق شاہیہ قوم نام
 تحقیق نہ کیا ہو اور مؤلف ان اوراق کا محمد قاسم فرشتہ جو نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ کے اہل سلطنت میں سلطان عامر
 ابراہیم عادل شاہ کی طرف سے بلغا لاہور میں پہنچا تھا وہاں کے بعض آدمیوں نے خجین تواریخ شاہان ہندوستان کے پر پڑنے
 کی رغبت تھی اور سلاطین ہند کے احوال سے خبر داری کی استفسار اصل و نسب خاندان تغلق شاہی کیا محفوظ جواب دیا
 کہ پہنچے بھی صحیح کسی کتاب میں نہیں دیکھا ہو لیکن اس ملک میں مشہور ہے کہ ملک تغلق پدر بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ
 بادشاہ غیاث الدین طبع کے سلاک غلامان ترک میں انتظام رکھتا تھا اور مردم حبیت کے ساتھ کہ سرزمین اس ملک
 کی ہر دولت کے اُنکے لڑکی لی اور بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ اُنکی بطن سے پیدا ہوا اور لمحات میں
 مسطور ہے کہ تغلق اصل میں قلع تھا اور قلع لفظ ترکی ہے اور مردم ہند نے استعمال کی وقت قلب کے تغلق کیا ہوا اور
 بعضوں نے قلع کو قتل کیا ہے قصہ جب بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ بعد قتل خسرو خان اور اپنے ولی نعمت کے
 قاتلوں کے تخت شاہی پر جلوہ گر ہوا احوال مملکت جو ویرانی پر رو لایا تھا اصلاح میں لایا اور مقبول قلوب ہو کر علاج
 رعایا اور بلحاظ رغبت کی اظہم برومند باوا ہما یوں درخت نہ کہ ورسایہ او توان بردرخت نہ کہ از میوہ آرایش خوان دھند
 کہ از سایہ آسائش جان دہد اور وہ بادشاہ حکیم و کرم و عاقل و جہل تھا اور اُسکی طبیعت میں عصمت اور پاکیزگی طبع تھی
 اور اوقات خمسہ نماز کو باجماعت گزارتا تھا اور صبح سے شام تک پچہری میں اجلاس کر کے احوال مردم اور امور مالی و
 مالی میں مشغول ہوتا تھا اور عالمی کے بازمانہ و کی نسبت نہایت اوپ اور حرمت اور عزت سے سلوک کرتا تھا اور ایک
 جماعت کو کہ سلطان قطب الدین کی زوجہ کو قبل انقصائے عدت خسرو خان سے عقد باندھا تھا اسکا احوال کو پہنچا یا اور ملک

انتر الدین جو ناکو جو خلف الصدق اسکا تھا ولیعہد کیا اور عطا سے بتر سے اسکا سر فرقدان پر پہونچایا اور الغنائ خطاب دیا اور علاوہ اسکے اپنے اور چار بیٹوں کو بہرام خان اور ظفر خان اور محمود خان اور نصرت خان مخاطب فرمایا اور بہرام ایہہ کو جو اسکا منہ لولا بجائی تھا کشلہ خان خطاب دیکر قلعہ بلقان اور تمام بلاد و بند اسے تفویض فرمائی اور ملک اسد الدین بھٹیجے اپنے کو بار یک اور ملک بہاء الدین بھائیجے کو عارض مملکت یعنی بخشی فوج یا سالار فوج کیا اور سمانہ اسکی وجہ جاگیر میں مقرر کیا اور ملک شادی جو اسکے داماد کا بجائی تھا دیوان وزارت کی کار فرمائی اسکے تعلق کی اور اپنے منہ پوے پس کو تاتار خان خطاب دیکر ظفر آباد کی جائیر عنایت فرمائی اور ملک برہان الدین بدر قتلخان رکو دیو گندھ کی وزارت اور قاضی صدر الدین کو صدر جہانی دی اور شہر دہلی کی قضا قاضی سماء الدین کے تفویض کی اور ملک تاج الدین جعفر کو مالک گجرات کا بخشی فوج کیا اور اشغال بھی ہر شخص کے فراخ حال تقسیم ہوئے اور استحقاق اور بقاءت کام کی جیتاک کسی شخص میں مشاہدہ نہ تھا وہ کام ہرگز اسکے سپرد نہ کرتا اور مردم قابل اور لائق کو معطل اور بیکار نہ رکھتا اور جبوقت فتنہ کسی مقام سے ہو پختا یا کہ خدائی کسی شاہزادہ کی وقوع میں آتی یا اسکے فرزند پیدا ہوتا جمیع صدور و اکابر و علما و مشائخ اور امرا کو بانداہ مدارج انعام عطا فرماتا اور گوشہ نشینوں اور متوکلون کی خبر لیتا اور انکے احوال پر تنقید کرتا اور جس شخص کو اپنے اہل ممالک سے پریشان دیکھتا اسکا احوال استفسار کر کے اسکے تدارک میں مشغول ہوتا اور دروازے مغل کے آنے کے ایسے مسدود کیے کہ مغل کو اسکی مدت سلطنت میں ہندوستان دیکھنا نصیب نہوا اور عمارت بنانے کی رغبت تمام رکھتا تھا عمارت قلعہ تعلق کے سوا اور بھی بنائیں اسنے تعمیر فرمائیں اور مسکرات سے پرہیز کرتا اور آبکاری کی ممانعت میں مبالغہ فرماتا اور وہ سلوک کہ حالت مارت میں ساتھ مل میں اور غلاموں اور چاکروں اور فرمانبرداروں تدر کے کرتا تھا انحراف نکلیا اور لوک علانی کو نواز نہ کرتا اور جاگیر ات انکی مقرر رکھے اور ملک اختیار الدین کہ بساطین الانس اسکی تصنیف پر اور مولف اس کتاب نے اسکو مختصر کر کے منصب دبیری عنایت فرمایا اور خواجہ خطیر اور ملک ابو سعید دی اور خواجہ معذب بزرگ کو کہ ہمیشہ بادشاہان سابق کے نزدیک اعتبار رکھتے تھے سرفراز کیا اور ساتھ مواجب اور انعام کے خوش کر کے دربار میں بیٹھنے کا حکم دیا اور قوانین اور ضوابط سلاطین ماضیہ کے منتقل ملک اور انتظام احوال خلق میں وضع کیے تھے انسے پوچھتا تھا اور بیروی اسکی کرتا تھا اور اس امر سے کہ باعث اذکار و محنت خلائق ہوا امتزاج کرتا اور جس شخص سے قدرے اخلاص معانہ فرماتا درجہ عالی میں پہونچاتا اور جس کسی سے خدمت مشائستہ ظہور میں آتی ساتھ مزاحم خسروانہ کے جلد امتیاز بخشتا اور معاملات جہانداری میں ساتھ اعتدال کے کام فرماتا اور انضباط اور تفریط اسے احتیاط کرتا اور خزانہ عالی کو کہ خسروانہ نے اضطراب اور اضطراب سے خلائق پر قسمت کیا تھا کچھ تدبیر اور تدبیر اور کچھ شدت و توجہ سے تحصیل کر کے اسی طرح سے معمر اور مملو کیا اور زربقا یا مطالبات میں تامل کر کے لاکھ سے ہزار اور سو سے دس اختصار کر کے وصول کیا اور ممالکوں کو علاقوں پر اس لحاظ سے نہ بھیجا کہ رعایا پر سخت طلبی اور شدت روا رکھینگے اور دوسرے برسی جلوس کے حب لہر دو حکم در نگل نے باج بھیجنے سے انحراف کیا اور ولایت دیو گندھ بھی بنے نظام ہوئی تھی الغنائ کو بعض اعوان و انصار قدیم اپنے سے اور لشکر چند بری اور ہاؤن اور مالوہ وغیرہ ہمراہ کے شوکت بادشاہی تلنگ کی طرف بھیجا الغنائ و بان بود بکچر نب و غارت میں مشغول ہوا اور لہر دو پونے بھی سرکشی اور تمردی سے حرب ہائے عظیم اور معرکہ ہائے شدید کیے اور برخلاف گذشتہ مع افواج دہلی تلاش ہائے غیب کے نام و دیہے سابق کی تلافی کی آخر کو پیاہو کر حصار در نگل میں محصور ہوا اور جو انھیں دنوں میں برق اور دیوار بن قلعہ کی مستحکم کی تھیں الغنائ نے بعد

بساطین الانس

محاصرہ کرنے کے اظہار عجز نہ کر کے ہر روز آنا رنجاعت و جلالت ظاہر کیے اور طرفین کی سپاہ کثرت سے مقتول ہوئی پھر افغان تباہی و دمدمہ اور سرنگ میں مشغول ہوا اور قریب تھا کہ حصار درنگل فتح ہووے لہر دوپونے عاجز ہو کر افغان کے پاس پہنچ بھیجا۔ مال اور افینال اور جواہر و نفاس دینا قبول کر کے اقرار کیا کہ سنو ات آئندہ میں بھی پیشکش سناؤ اس وقتو کے کہ سلطان علاء الدین کو دیتا تھا بھیجتا رہو مگر افغان صلح پر راضی نہ ہوا اور قلعہ کے لینے میں زیادہ تر اہتمام کیا اس عرصہ میں اردو یعنی لشکر گاہ میں عفو اور اس دیار کی آب و ہوا کی ناسازی سے قسم قسم کی بیماریاں پیدا ہوئیں اور خلق بیشمار اور ہاتھی گھوڑے بجا اب ضائع ہوئے اور لشکر گاہ کے لوگ خبریں متوحش مشہور کرتے تھے اور مقارن اس حال کے راہ مسدود ہونے کے سبب ایک مہینہ کامل خبر دہلی سے نہ پہنچی اور حال آنکہ مہینہ میں دو مرتبہ قاصد ڈاک جو کہ دہلی سے آئے تھے اور شیخ زادہ دمشقی اور عبدیہ شاعر کہ اس عرصہ میں ہندوستان میں آنکر افغان کی ملازمت میں اوقات بسر کرتے تھے اور کمال تغزیت رکھتے تھے ہذا قی سے یہ خبر دروغ مشہور کی کہ سلطان غیاث الدین خلجی شاہ فوت ہوا اور دہلی میں قتلہ عظیم حادث ہوا اور تخت سلطنت پر دو سرافض شخص متمکن ہوا اور اس پر بھی آقا نکر کے دونوں متفق ہو کر ملک تیمور اور ملک کل افغان اور ملک کافور اور ملک تلنگین جو امر سے علائہ لشکر تھے ان کے دیر میں جا کر کشتہ لگے کہ احوال دہلی کا اس طرح ہوا اور افغان جو تھیں اکابر لوگ علانی سے اور اپنا شریک ملک جانتا چلے آئے اور کیا کہ تم چاروں کو گرفتار کر کے قتل کرے یہ لوگ اس بات کے کہنے سے مضطرب ہوئے اور لشکر میں ہراس عظیم برپا ہوا اور ہر شخص کے بعد ہر سینک سوائے غفور ہو اور افغان بھی سزا سزا ہو کر اپنی چند خواہشیں دیکر کھ کی طرف بھاگا اور اہل حصار نے ہمدرد ہو کر تلنگ کی سرحد تک تعاقب کیا اور خلق بیشمار مقتول کی اسی حالت میں ڈاک جو کہ دہلی سے آئے تھے کہ ان لوگوں کی مصیحت میں الاغ کہتے تھے مع فرمان دہلی سے پہنچے اور بادشاہ کی سلامتی کی خبر منتشر اور متین ہوئی افغان بصحت و عافیت دیوگرہ میں پہنچا اور لشکر متفرقہ کو پھر فراہم کیا اور ان چاروں سرداروں کا آپس میں اتفاق کر کے لشکر سے برآمد ہو کر جدا ہوئے تھے چشم و خدم زائل ہو اور ساز و سلب اٹکا کفار کے ہاتھ آیا اور ملک تیمور چند آدمیوں سے زمینداران تلنگ میں جا کر مر گیا اور ملک تلنگین کو ہندوان مرہٹ نے قتل کر کے اسکا پوست افغان کے پاس بھیجا اور ملک کل افغان اور عبدیہ شاعر اور ملک کافور اور دیگر مفتر لوگوں کو گرفتار کر کے افغان کے رو برو لائے افغان نے انہیں مقید کر کے دہلی میں روانہ کیا بادشاہ غیاث الدین نے شہر سیری میں سیکو زندہ درگور کر کے خوش طبعی اصل پر زبانی اور انکی اولاد و احنا کو جو دہلی میں گرفتار تھے انہیں بھی نا ٹھہو سے پامال کیا اور جب افغان دو تین ہزار سوار جمیدہ بیکر دیوگرہ سے دہلی میں آیا اور اپنے باپ کی ملازمت کی اور چار مہینے کے بعد لشکر گران لیکر دیوگرہ کے رستہ سے درنگل کی طرف متوجہ ہوا اور شہر بیدر کے قلعہ کو جو پلنگ کی سرحد میں تھا اور درنگل کے علاوہ سے تعلق رکھتا تھا مع بعض اور قلعہ تک کہ اثنائے راہ میں تھے مسخر اور مفتوح کیے اور اپنے معتمدوں کے سپرد کر کے راستوں کے ضبط کا ذمہ لیا اور خود درنگل کی طرف راہی ہوا اور مدت قلیل میں جبراً اور قہراً اسے بھی سر کیا اور اسے انتقام بہت سے ہنود تیغ کیے اور لہر دیو کو مع اہل و عیال اسیر کر کے خیلان اور خزانہ تلنگ ہمراہ بید المظاہر طرب قدر خان اور خواجہ حاجی نائب علی ممالک کے مع فتح نامہ دہلی میں روانہ کیا اور اس منارت پر شاعت سے دہلی میں آئندہ بندی اور محفل جشن برپا ہوئی افغان نے مملکت تلنگ اپنے امر سے معتبر کے سپرد کر کے درنگل کا نام سلطان پور رکھا اور خود بطریق سیر جاج نگر کی طرف روانہ ہوا اور وہاں کے راہ سے چالیس زنجیر خیل لیکر باپ کی خدمت میں بھیجا اور درنگل میں جا کر حسب اہل عاشر مان اور رہبر اہی اس ولایت کی کر کے مظفر اور منصور باپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلطنت سات سو چوبیس ہجری میں عرصیان گھنٹی اور ستارگانوں سے پہنچیں کہ امداد و حکام نے

دہائے دستِ ظلم دراز کیا ہو اور کوئی طریقہ ظلم و جور کا فرو گزشت نہ کیا بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ نے افواج کجرامواج فراہم کی اور
 افغان کو اپنا نائب کر کے دہلی میں چھوڑا اور خود بنفس نفیس ہندوستان کی حد شرعی کی طرف نہضت فرمائی اور جب تربت میں پہونچا
 سلطان ناصر الدین ولد بادشاہ غیاث الدین بلبن جو عمدہ فطیحہ میں اسکی سلامتی بنفس کیواسطے اسکی جاگیرات میں تغیر نہوا تھا اور
 گوشہ لکھنؤ میں رہتا تھا تغلق شاہ کی تاب مقاومت نہ لایا اور قلعے الہی پر راضی ہو کر تربت میں جا کر شاہ سے ملازمت کی اور
 تحفہ دہرایا اسے کثیر پیشکش کیے اور نثار خان کہ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کا منہ بول فرزند تھا ستارگانوں اسے نامزد ہوا
 اور وہاں کے حکم بہادر شاہ کو جو امرے سلائی سے تھا اور داعیہ سرکشی رکھتا تھا گرفتار کر کے درگاہ میں لایا اور تغلق شاہ نے
 ناصر الدین کو چتر دیکر بدستور سابق لکھوئی اسکی جاگیر کیواسطے مقرر رکھی اور محافل ستارگانوں اور کنورنگاہ اس سے
 رجوع کر کے عازم مراجعت ہوا اور قوت السلاطین میں وارد ہو کر مراجعت کے وقت جب رایت بادشاہ غیاث الدین نے
 سایہ وصول تربت میں ڈالارے تربت ہزیمت کر کے جنگل میں بھاگا اور تغلق شاہ اسے پیچھے تعاقب میں جنگل کے
 درون میں در آیا اور خود بنفس نفیس تیر لکھ میں لیکر چند درخت قطع کیے آدمیوں نے جب حال اس طرح دیکھا خرو و بزرگ
 درخت قطع کرنے میں مشغول ہوئے اور تھوڑی فرصت میں ایسا ہوا کہ گویا کھجور گھاس بھی نہ اُٹی تھی اور بادشاہ دو تین روز
 کے بعد مضار تربت میں داخل ہوا دیکھا مسات خندق پر آب اس قلعہ کے گرداگر تھے اور ایک راہ باریک کے
 سوا اور سراسر نہ رکھتا تھا باوجود اسے ہمت ملو کا نہ مصروف رکھ کر دو تین ہفتہ میں اسے مفتوح کیا اور وہاں کے راجہ کو
 دستگیر کر کے تربت احمد خان ابن ملک تلیغہ کو وکیر دہلی روانہ ہوا اور جب چند منزل طوی لشکر پر سبقت کر کے بطریق عت
 وار السلطنت کی طرف متوجہ ہوا اور غافل اُس سے کہ اجل اسکا گریبان پکڑ کے کھینچتی ہو افغان نے جب سنا کہ باپ
 تاخت کی طرح متوجہ ہوا افغان پورے قریب ایک قہر تین روز کے عرصہ میں احداث کر کے انجام کو پہونچا یا کہ صیوقت باپ
 دہان پہونچے شب کو توقف کرے اور صبح کو شہر آراستہ کر کے تمام سباب سلطنت اور نوازم تجل عیا ہوتا بشکوہ تمام شہر میں داخل
 ہو دے جب سلطان دہان پہونچا سبب احداث عمارت ولین لاکر دہان نزول کیا اور تغلق آبا و امین شادی کا سامان عیا
 کیا اور قبہ لٹائے دوسرے دن افغان اور تمام امرا نائل بادشاہ پر بوسہ دینے سے سرفراز ہوئے اور سلطان ساتھ
 ایک جماعت کے کہ استقبال کیواسطے آتے تھے اُس قہر میں بیٹھ کر طعام کھانے میں مشغول ہوا جب دسترخوان
 بڑھایا گیا لوگ سمجھے کہ بادشاہ اسی وقت سوار ہو گا دست ناستہ نکل آئے اور افغان کہ اجل اسکی نہ پہونچی تھی
 وہ بھی اسب و فیل اور تمام پیشکش گذرانے کیواسطے کہ ہمراہ لایا تھا باہر آیا اس درمیان میں اس مکان کی چھت گر پڑی
 بادشاہ مع پانچ آدمیوں کے اس کے نیچے ب کرجو ارحمت حق میں پیوستہ ہوا اور بعضی نوازیخ میں مسطور ہر کہ جو قصر نواختہ
 اور تازہ تھا یا تھیلوں کے دوڑنے کے صدمہ سے گر پڑا اور بعض مورخین نے لکھا ہے کہ بنانا اس قسم کی عمارت کا کچھ ضرور نہ تھا
 ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ افغان نے قصد باپ کی ہلاکی کا کیا ہوا اور ضیاء برنی جو بادشاہ چور کے عصر میں تھا اور بادشاہ
 فیروز کو سلطان محمد سے اعتما و کمال تھا اس کے ملاحظہ سے یہ معنی نہ لکھے لیکن ارباب بصیرت کی ضمائر پر پوشیدہ نہ ہو کہ یہ
 حکایت عقل سے بہت بعید ہو کسواسطے کہ افغان اپنے باپ کے ساتھ دسترخوان پر حاضر تھا یہ کوامبت کہان
 رکھتا تھا کہ اسکے نکلنے ہی چھت گر پڑی اور سب رنگین زیادہ یہ صدر جہان گجراتی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ افغان نے یہ عمارت
 ساتھ طلسم کے برپا کی تھی جب طلسم ٹوٹا چھت گر پڑی اور حاجی محمد قندھاری نے اپنی تاریخ میں تحریر کیا

کھنڈی نامہ
 میں ہے کہ جب
 بادشاہ غیاث الدین
 تغلق شاہ نے
 افغان کو اپنا نائب
 کر کے دہلی میں
 چھوڑا اور خود
 بنفس نفیس
 ہندوستان کی
 حد شرعی کی
 طرف نہضت
 فرمائی اور
 جب تربت میں
 پہونچا سلطان
 ناصر الدین
 ولد بادشاہ
 غیاث الدین
 بلبن جو عمدہ
 فطیحہ میں
 اسکی سلامتی
 بنفس کیواسطے
 اسکی جاگیرات
 میں تغیر نہوا
 تھا اور گوشہ
 لکھنؤ میں
 رہتا تھا تغلق
 شاہ کی تاب
 مقاومت نہ لایا
 اور قلعے الہی
 پر راضی ہو کر
 تربت میں جا کر
 شاہ سے ملازمت
 کی اور تحفہ
 دہرایا اسے
 کثیر پیشکش
 کیے اور نثار
 خان کہ سلطان
 غیاث الدین
 تغلق شاہ کا
 منہ بول فرزند
 تھا ستارگانوں
 اسے نامزد ہوا
 اور وہاں کے
 حکم بہادر
 شاہ کو جو امرے
 سلائی سے تھا
 اور داعیہ سرکشی
 رکھتا تھا
 گرفتار کر کے
 درگاہ میں لایا
 اور تغلق شاہ
 نے ناصر الدین
 کو چتر دیکر
 بدستور سابق
 لکھوئی اسکی
 جاگیر کیواسطے
 مقرر رکھی اور
 محافل ستارگانوں
 اور کنورنگاہ
 اس سے رجوع کر
 کے عازم مراجعت
 ہوا اور قوت
 السلاطین میں
 وارد ہو کر
 مراجعت کے وقت
 جب رایت بادشاہ
 غیاث الدین نے
 سایہ وصول تربت
 میں ڈالارے تربت
 ہزیمت کر کے
 جنگل میں بھاگا
 اور تغلق شاہ
 اسے پیچھے تعاقب
 میں جنگل کے درون
 میں در آیا اور
 خود بنفس نفیس
 تیر لکھ میں لیکر
 چند درخت قطع
 کیے آدمیوں نے جب
 حال اس طرح
 دیکھا خرو و بزرگ
 درخت قطع کرنے
 میں مشغول ہوئے
 اور تھوڑی فرصت
 میں ایسا ہوا کہ
 گویا کھجور گھاس
 بھی نہ اُٹی تھی
 اور بادشاہ دو تین
 روز کے بعد مضار
 تربت میں داخل
 ہوا دیکھا مسات
 خندق پر آب اس
 قلعہ کے گرداگر
 تھے اور ایک راہ
 باریک کے سوا
 اور سراسر نہ
 رکھتا تھا باوجود
 اسے ہمت ملو کا
 نہ مصروف رکھ کر
 دو تین ہفتہ میں
 اسے مفتوح کیا
 اور وہاں کے راجہ
 کو دستگیر کر کے
 تربت احمد خان
 ابن ملک تلیغہ کو
 وکیر دہلی روانہ
 ہوا اور جب چند
 منزل طوی لشکر
 پر سبقت کر کے
 بطریق عت وار
 السلطنت کی طرف
 متوجہ ہوا اور
 غافل اُس سے کہ
 اجل اسکا گریبان
 پکڑ کے کھینچتی
 ہو افغان نے جب
 سنا کہ باپ تاخت
 کی طرح متوجہ
 ہوا افغان پورے
 قریب ایک قہر تین
 روز کے عرصہ میں
 احداث کر کے
 انجام کو پہونچا
 یا کہ صیوقت باپ
 دہان پہونچے
 شب کو توقف کر
 ے اور صبح کو شہر
 آراستہ کر کے
 تمام سباب
 سلطنت اور نوازم
 تجل عیا ہوتا
 بشکوہ تمام شہر
 میں داخل ہو دے
 جب سلطان دہان
 پہونچا سبب
 احداث عمارت
 ولین لاکر دہان
 نزول کیا اور
 تغلق آبا و امین
 شادی کا سامان
 عیا کیا اور قبہ
 لٹائے دوسرے دن
 افغان اور تمام
 امرا نائل بادشاہ
 پر بوسہ دینے سے
 سرفراز ہوئے اور
 سلطان ساتھ ایک
 جماعت کے کہ
 استقبال کیواسطے
 آتے تھے اُس قہر
 میں بیٹھ کر
 طعام کھانے میں
 مشغول ہوا جب
 دسترخوان بڑھایا
 گیا لوگ سمجھے کہ
 بادشاہ اسی وقت
 سوار ہو گا دست
 ناستہ نکل آئے
 اور افغان کہ اجل
 اسکی نہ پہونچی
 تھی وہ بھی اسب
 و فیل اور تمام
 پیشکش گذرانے
 کیواسطے کہ ہمراہ
 لایا تھا باہر آیا
 اس درمیان میں
 اس مکان کی چھت
 گر پڑی بادشاہ
 مع پانچ آدمیوں
 کے اس کے نیچے
 ب کرجو ارحمت
 حق میں پیوستہ
 ہوا اور بعضی
 نوازیخ میں مسطور
 ہر کہ جو قصر
 نواختہ اور تازہ
 تھا یا تھیلوں
 کے دوڑنے کے
 صدمہ سے گر پڑا
 اور بعض مورخین
 نے لکھا ہے کہ
 بنانا اس قسم کی
 عمارت کا کچھ
 ضرور نہ تھا ظاہر
 معلوم ہوتا ہے کہ
 افغان نے قصد
 باپ کی ہلاکی کا
 کیا ہوا اور ضیاء
 برنی جو بادشاہ
 چور کے عصر میں
 تھا اور بادشاہ
 فیروز کو سلطان
 محمد سے اعتما و
 کمال تھا اس کے
 ملاحظہ سے یہ
 معنی نہ لکھے
 لیکن ارباب
 بصیرت کی ضمائر
 پر پوشیدہ نہ
 ہو کہ یہ حکایت
 عقل سے بہت
 بعید ہو کسواسطے
 کہ افغان اپنے
 باپ کے ساتھ
 دسترخوان پر
 حاضر تھا یہ کوامبت
 کہان رکھتا تھا کہ
 اسکے نکلنے ہی
 چھت گر پڑی اور
 سب رنگین زیادہ
 یہ صدر جہان
 گجراتی نے اپنی
 تاریخ میں لکھا ہے
 کہ افغان نے یہ
 عمارت ساتھ
 طلسم کے برپا کی
 تھی جب طلسم
 ٹوٹا چھت گر
 پڑی اور حاجی
 محمد قندھاری نے
 اپنی تاریخ میں
 تحریر کیا

یو کہ جو بت بادشاہ ہاتھ دھونے میں مشغول تھا کبلی آسمان سے نازل ہوئی اور قصر کی چھت توڑ کر اُسکے سر پر گری چنانچہ یہ روایت بقدر
 وقوع ساتھ صحت کے اقرب دکھائی دیتی ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال وکان ذالک فی شہر ربیع الاول ۸۷۳ھ سات سو چھپس ہجری
 زمان سلطنت سلطان تغلق شاہ چار برس اور چند مہینے تھا اور امیر خسرو کہ بعد بادشاہ علاء الدین میں ہزار تنگہ پاتا تھا بادشاہ غیاث الدین
 کے حکم میں معاش کے سبب سے بہت فراغت رکھتا تھا اور تغلق نامہ کہ نسخہ اسکا کیا بچا اسکے نام نامی میں لکھا ہو کر سلطنت
 سلطان اعظم سلطان محمد تغلق شاہ کا سلطان اعظم نے بعد وفات پندرہ موم غزنین روز قائم رکھا آخر شش تغزیت ساتھ
 خوشحالی اور محنت ساتھ غنیش کے مبدل ہوئی اور جہان نے جوانی از سر نو حاصل کی اور اعظم شاہ نے امرا کے بزرگ کے اتفاق
 سے جہاں پر سر بر فرماندہی پر قدم رکھا اور اپنا نام سلطان محمد شاہ رکھا چالیس روز کے بعد ساعت سعید اختیار کر کے تغلق
 سے دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور شہر میں خوشی کے نقارہ بجوائے اور آئینہ بندی ہوئی اور کوچے اور بازار آراستہ کیے اور
 قرص زر سرخ و سفید لاکھ بیوں پر لاد کر سلطان کی سواری کے آگے اور پیچھے کوچہ و بازار اور کوٹھون ہر اس قدر لٹائے کہ
 اکثر فرقے دہلی اُس روز سے گدائی سے مستغنی ہوئے اور بقیۃ العمر بغاوت بسر کی اور وہ بادشاہ عالی ہمت تھا چاہتا تھا
 کہ ہمت اقلیم کی زمین میرے زیر نگین ہو اور میرا حکم جن دہری پر نافذ ہو دے اور ربع سکون پر میرا ایک نفر ضبط در لیا
 رکھے اور اگر اسلام موردی مانع نہوتا دعویٰ انارکیم الاعلیٰ کرتا ایسا سخی تھا کہ فقیر کو خزانہ دیتا اور اُسکو بھی حقیر جانتا یعنی میں نے
 اسے کچھ نہ دیا اور بخشش مدت العمری حاتم و معش عطاے کترین ایک روزہ اُسکی بھی اور بذل اور ایثار کے وقت غنی اور فقیر
 آشنا اور بیگانہ اُسکی نظر ہمت میں یکساں دکھائی دیتے تھے تارخان کو کہ بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ نے ستار گانوں کا والی
 کیا تھا اور بہادر خواندہ اُسکا ہوتا تھا اُسکو بہرام خان خطاب دیکر ایک روز میں سوز غمخیز نیل اور ہزار گھوڑے اور ایک
 کھوڑا شرفی اور تیرہ دور باش مرحمت فرمایا اور ولایت بنگالہ اور ستار گانوں اُسکے تفویض کی اور نہایت تعظیم و تکریم سے
 اس طرف روانہ کیا اور ملک سنجر بدخشانی کو اُٹشی لاکھ روپیہ اور ملک علاء الدین کو ستر لاکھ تنگہ اور مولانا عضد الدین
 اپنے استاد کو چالیس ہزار تنگہ ایک روز میں بخشے اور مولانا ناصر الدین کامی کو جو ملک اندام تھا ہر سال لاکھ تنگہ دیتا تھا اور
 ملک غازی کو جو بزرگ زادہ اور فاضل و دانشمند و خوش طبع اور شاعر تھا ہر سال لاکھ تنگہ دیتا تھا اور غزنین کے قاضی کو بھی
 اس قدر مرحمت فرماتا تھا کہ کسی کے حوصلہ میں نہ سماوے اور حبیبیا کہ نظام الدین احمد بخش نے تحقیق کیا کہ اس تنگہ سے
 مراد فقرہ ہو اور کچھ مس بھی زمین شریک تھا اور اس ایک تنگہ کے سولہ س بل یعنی تانپے کے پیسہ دیتے تھے اور اُسکی بادشاہی
 میں اول سے آخر تک عطا اور کبر اور اہل منہر اور کشتی شکستہ اُسکے عواطف اور مراحم کی اُمید میں عراق اور خراسان اور
 ماوراء النہر اور ترکستان اور عربستان سے ہندوستان میں آتے تھے اور اس سے زیادہ ترکہ تصور کرتے تھے مورد انعام
 اور نوازش ہونے تھے اور زمان بیوہ اور مفلسوں اور ضعیفین کو جو اطراف و اکناف سے اُسکی خدمت میں حاضر ہوتی تھی زر نقد
 دیتا تھا اور جو شخص وطن کی طرف میل کرتا تھا و ظائف مقرر کرتا اور تقریر فصیح اور شیرین کلامی میں بے نظیر تھا اور مکاتبات
 اور مراسلات عربیہ و فارسیہ قلم برداشتہ اور بہرہ یوں لکھتا تھا کہ نشان عطا روزم اسمیں حیران رہتے تھے اور ایسا
 خوشنویس اور خطاط تھا کہ استاد سے پسند اور قبول کرتے تھے اور اختراع ضوابط جہانداری میں اپنا مثل نہ رکھتا تھا اور
 جودت فہم اور جدت ذہن میں علم امتیاز بلند کرتا تھا اور بدہر ساتھ محاسن اور دلائل شخص کے کم کرتا اور قبل نظم و نظم
 سے اُسکے مافی الضمیر سے مطلع ہوتا اور علم تواریخ کا ماہر تھا اور قوت حافظہ اس درجہ رکھتا تھا کہ مدت العمر میں

۸۷۳ھ
 باقیہ رکاشین
 بیچنے غنیش
 غلام نواز شاہ
 خواہ آفرین خواہ
 زین الدین
 غنیش کہ است
 غیاث کو کو
 معش من
 میر سکون میں
 میر سکون میں
 غیاث کی دہلی
 بہت غیاث

جو کچھ ایسا رسنا فراموش نہ کرتا کیا ت اور دستان شاہنامہ اور قصہ ابوسلم اور امیر حمزہ حفظ رکھتا اور جمیع علوم معقول خصوصاً علم طب اور حکمت اور نجوم اور ریاضی اور منطق میں مہارت تمام رکھتا تھا اور سیاروں کا معالجہ کرتا اور تشخیص مرض وغیرہ میں اطلے عصر بحث طالب علمانہ کرتا اور الزام دیتا اور ایام شاہی میں بھی اکثر اوقات صرف حقولت و فلاسفین کرتا اور سعد منطقی اور عبید شاعر اور نجم الدین آشتیادہ مولانا عظیم الدین شیرازی اور علمائے حکیم طبعیت سے ہم صحبت ہو کر کتب متقدمین کے حرف در میانیں لاتا اور یہ عبید بنجید شاعر مشہور ہجو اور ہزل اور شاعر بیباک اور اراکانی تھا اور سلطان ساتھ تعلیمات کے چندان صفائی نہ رکھتا تھا اور فقہاء اور ارباب منقول کو اسکی مجلس میں چندان راہ نہ تھی اور تعلیمات سے جو کچھ تطبیق اسکے ساتھ عقلیات کی متصور ہوتی تصدیق کرتا تھا اور شعر ناری نہایت خوب کھتا اور قدما کے شعر سنجوبی تمام سمجھتا اور شجاعت میں بھی اپنا مشبیہ اور نظیر نہ رکھتا تھا اور ہمیشہ بہت والا نہمت اسکی اسمیں مصروف تھی کہ ایک ولایت تازہ قبضہ تصرف میں لاوے اور اسی سبب سے اکثر ایام شاہی اسکی لشکر کشی میں گزرتے اور اس بادشاہ کو عجائب مخلوقات سے نشان دیتے ہیں کسوا سطے جامع اخلاص تھا اور اسے یہ بھی مانتا تھی کہ سلطنت حضرت سلیمان کی مانند با صدراعظم شمرعی اور ملکی کرے اور بھی بیروی دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کر کے پانچون وقت کی غزا داکرتا اور نوافل اور مستحبات میں قیام کر کے کوئی مسکرنہ کھاتا اور زنا واطہ یعنی نونہ بازی اور جمیع چیز دن سے کہ اسم حرمت اسپر جاری ہووے پر ہیز کرتا لیکن قہر سیاست اور خونریزی ناہی اور تشدید اور تغذیب بندگان خدا میں بیباک تھا اور اس بارہ میں شرع اور عقل کے خلاف کرتا تھا اور چاہتا تھا کہ جہان کو خلق خدا سے خالی کرے اور کوئی ہفتہ ایسا نہوتا تھا کہ موحدان اور مشائخ اور سادات و صوفی و قلندہ اور نو پسندہ اور لشکر یون پر سیاست فرماتا اور خونریزی کرتا اور اوائل جلوس میں امرا اور ملوک اور اعوان اپنے کو موافق اور متفق تھے علی قدر مراتب ہر ایک کو القاب اور جاگیر بن مقرر کیں اور ملک فیروز اپنے چچیرے بھائی کو اجنبی طرف سے بار بک کا نائب کیا اور ملک بیدار خلجی کو قد خان خطاب و یا جب شاہ ناصر الدین فوت ہوا تھا لکھنوتی کی جاگیر اسے حرمت فرمائی اور قلعخان کو کہ اس سے قرآن شریف اور بعض کتب فارسیہ سے پڑھی تھیں اور خط کی بھی مشق اس سے کی تھی شغل و کالت اسے ارزانی رکھا اور ملک مقبول کو لقب عماد الملکی سے سرفراز کر کے وزیر الممالک کیا اور احمد یاز کو خواجہ جہان خطاب و دیگر گجرات کا سپہ سالار کیا اور ملک مقبول کو خانجہان خطاب و دیگر گجرات کا وزیر کیا اور محمد ابن قلعخان کو الپ خان خطاب عنایت فرمایا اور ممالک گجرات سے جاگیر دی اور ملک شہاب الدین کو ملک افتخار خطاب و دیگر نو ساری اسکی جاگیر مقرر کی اور ابتدائے سلطنت میں کہ ہنوز امور مملکت نے مضبوطی نام پیدا نہ کی تھی کہ ترمشہ بنخان بن داؤد خان حاکم الوہجستانی کہ شجاعت رستم اور عدالت کسری اسکی ذات میں جمع تھی اور بادشاہ مسلمانوں کا تمام افواج انزوں انتظار باران اور برگ درختان لیکر ہندوستان کی تسخیر کا عزم ہوا اور سترہ سات سو ستائیس ہجری میں اس مملکت میں داخل ہوا اور لمخان اور ملتان دروازہ دہلی تک بعض کوتاہت و تاراج کیا اور بعض بہ قبول دامن متصرف ہوا ظاہر ہے کہ طبعہ کو لشکر گاہ اپنا بنایا اور سلطان محمد تغلق شاہ نے مقابلہ اور مقابلہ میں صرف نہ دیکھ کر راہ عزیز اور انکسار اختیار کی اور ایک اہل اعتبار سے سفیر کے نفوذ اور جواہر اسقدر کہ ترمشہ بنخان کی سبب نسلی خاطر ہو پیشکش کیا اور ساتھ اس عرض و ناموس کے مملکت اپنی مول لیکر ایسا کیا کہ ترمشہ بنخان نے ظاہر دہلی سے کوچ کیا لیکن گجرات کی طرف جا کر اس ولایت کو کہ سر راہ تھی نسب و غارت کیا اور مال ایک عالم کا ہاتھ میں لایا اور بندے بہت لیکر سند اور ملتان کے

راستہ سے سالانہ غنائے وطن کی طرف مراجعت کی اور ضیاء برنی نے روزگار کے ملا خطہ سے اس واقعہ کو اپنی تاریخ میں مرقوم نہ کیا اور بادشاہ محمد تغلق شاہ اس کے بعد لشکر کی ترتیب اور ضبط ملک کی فکر میں ہوا اور ولایت دہر دست مانند دھوسمند اور معبراہ کنبہ اور ورنخل اور لکھنؤ کی اور صیب گانوں اور ستارگانوں اور موضع قریب دہلی کو مضبوط کیا اور ولایت کرناٹک طلا اور موصلاہ یاس عمان کے ساحل تک تصرف میں آئی اور بعض تعلقوں کی نسبت دہانے راجہ محمد خراج ہو کر سال بسال اصل خزانہ کرتے تھے اور کسی مقصد اور سرکش کو یہ قدرت نہ تھی کہ نیم درم مال دیوانی سے بطریق اخفا یا تمرد نگاہ رکھے اور تمام مقدم اور راجہ اور زمیندار مالک محصورہ کی خدمت کا زین پوش اپنے دوش پر لیکر مال واجب سرکار ادا کرتے تھے اور اس قدر اموال اطراف سے اُسے پہنچتا تھا کہ باوجود کثرت بذل سلطان محمد کے کسی وجہ سے خزانہ میں کمی ظاہر نہ ہوتی تھی لیکن او اسطہ اور اواخر سلطانی میں باوصف اسی مضبوطی کے ایسا نزل واقع ہوا کہ گجرات کے سوا دیگر بلاد مذکورہ سے کوئی اُس کے تصرف میں نہ لاء باعث عذاب ملک و دولت چند چیزیں تھیں اول خراج درمیان دو آب کے زیادہ کرنا دوسرے سکے تانبے اور کاسے کا بجائے نقرہ رواج دینا تیسری میں لاکھ اور ستر ہزار سوار خراسان اور ماوراء النہر کے عزم تسخیر میں ترتیب کرنا اور خزانہ علانی صرف کرنا چوتھے ایک لاکھ سوار آراستہ کرنا اور سہ ماہ اپنے بھانجے خسرو مالک کے کوہ فراصل کی طرف کہ اُسے ہمال بھی کہتے ہیں بھیجنا یا بخون اہل اسلام اور کفار کا افراط سے قتل کرنا لیکن زیادتی خراج کی حکایت یوں ہو کہ بعض امور و کمین تصور کر کے خراج مملکت مہمان دو آب ایک روپیہ کی جگہ تگنا چو گنا مقرر کیا پس یہ امر استیصال برپا ہوا اور تمرد عایا کا سبب ہوا کارزارت و کشتکاری مغل رہا اور اساک باران بھی دو تین برس تک ساتھ اس حالت کے ہمقرین ہوا اور قحط عظیم دہلی میں پڑا جیسا کہ اکثر مکانات خراب اور ویران ہوئے اور جمعیت مختل ہونے سے کار بادشاہی میں خلل عظیم واقع ہوا اور قصہ زمرس کا یہ ہو کہ جو سلطان چاہتا تھا کہ سکندر کے مانند قائم سبعہ کو مسخر کرے لیکن چشم و خزانہ ساتھ اس کے وفا نہ کرتا تھا پس تحصیل کی واسطے یہ مقصود سکندر سے پیدا کیا اور فرمایا جیسا کہ مملکت چین میں زرباد رائج ہو ہندوستان میں بھی زمرس کو دار الفرب میں سکہ باریں اور بجائے تنگہ سرخ و سفید کے رواج دیوین اور خرید و فروخت میں معمول رکھیں اور جادو کا غدا پارچہ تھا کہ نام و لقب شاہان چین کا ان پر نقش کرتے تھے اور خلق اس دیار کی بجائے تنگہ طلا و نقرہ صرف کرتی تھی لیکن اس معاملہ نے ہند میں صورت نہ باندھی ہندوان مالک تمام مبالغہ مس سے دار الفرب میں لاتے تھے اور سکہ مارکر لاکھوں اور کروڑوں ہم پہنچاتے تھے اور امتعہ اور سلحہ خرید کر کے اطراف میں بھیجتے تھے اور تنگہ سے زرد نقرہ کے عوض بیچتے تھے اور زرد گرون نے بھی سکہ بادشاہی کی تقلید کر کے اپنے مکانوں میں سکہ کو دھتے تھے سوا سب سے چند عرصہ کے بعد ایسا ہوا کہ یہ حکم مالک دہر دست کے حکام نے قبول کیا اور تمرد و سر تابی کی پھر رفتہ رفتہ یہ نوبت پہنچی کہ تنگہ گاہ اور موضع قریب میں بھی سکہ مس درجہ اعتبار سے گرا اور بادشاہ اس حال کے مشاہدہ سے اپنے حکم سے نادم ہوا جو چارہ نہ رکھتا تھا حکم کیا کہ جو شخص سکہ مس رکھتا ہو خزانہ میں داخل کرے اور اُس کے عوض سونا اور چاندی لیوے کہ شاید اس تقریب سے تنگہ مس اعتبار قبول کیے اور داووستدین رواج ہم پہنچا دے لیکن خلق نے تنگہ ہائے مس کو سنگ و کلون کے مانند اپنے مکانوں میں ڈالا تھا خزانہ میں لا کر اُس کے عوض میں تنگہ ہائے زرد نقرہ لیگے اس تقریب سے خزانہ خالی ہوا تنگہ سی سیطو رہے رواج رہا اور سلطنت میں فقور عظیم پیدا ہوا اور اندیشہ باطل تسخیر ربع سکون میں سپاہ بہت نگاہ رکھنے سے ایسا ہوا کہ جب امیر نور دزداداد ترشدین خان جو بادشاہ زادہ چغتائی تھا بہت امرے ہزارہ اور صدوی اپنے ہمراہ لیکر ہندوستان میں آیا

کے اندیشہ میں پڑا اور استحکام قلعہ ساغر اور کثرت خیل اور لشکر بے فرقتیہ ہو کر سرطاعت سے بچھیر اور اکثر امرے و کن کو اپنا یار کر کے تمام
معمورہ کن کو اپنے قبضہ میں لایا اور نہایت قوت پکڑی چنانچہ اکثر امرا کہ ساتھ اس کے متفق ہوئے تھے تاب مقاومت نہ لاکر ذلیل و خوار
ہو کر بھل گئے اور مند و اور شاہی آباد میں جا کر دم لیا اور جب یہ خبر سلطان محمد شاہ کو پہونچی خواجہ جہان کو مع چند امرا سے پاس تخت
اور تہائی لشکر گجرات اس کے دفع کیو اسطے مامور کیا اور خواجہ جہان جب دیو گڑھ میں پہونچا گر شاسپے بھی لشکر راہ سنہ کر کے
اُسکا سامنا کیا دیو گڑھ میں طرفین سے آتش کا زلزلہ فروختہ ہوئی جو اٹلے جنگ میں خضر ہرام کہ امراے گلان گر شاسپے سے تھا
اس سے روگردان ہو کر خواجہ جہان سے جالہ ایک فتور عظیم نے اُسپر راہ پائی اور خواجہ جہان قوی ہو کر شاسپے نے توقف مناسب
نہ کیجھا ایکبارگی میدان دعا سے منٹھ پھیرا اور ایسا بھاگا کہ ساغر تک کسی مقام میں نہ ٹھہرا اور چند روز کے بعد لشکر خصم کے نفاذ سے
وہاں بھی توقف مبسر نہوا اپنی اہل و عیال بیکہ کنبیلہ میں کہ ممالک کرناٹک سے ہوا اور وہاں کاراجہ اسکا دوست اور یکجہت
تھا پناہ لیگیا اور اس عرصہ میں بادشاہ بھی دہلی سے دولت آباد میں آیا خواجہ جہان کو مع لشکر گران ولایت کنبیلہ پر تہیں
کیا خواجہ جہان نے دوسرے گر شاسپے سے شکست پائی لیکن اس کے بعد جو کہ لشکر قاسمہ مجددی دیو گڑھ سے اُسکی مدد کو پہونچا
تیسری مرتبہ غالب آیا راے کنبیلہ کو دستگیر کیا اور گر شاسپے ہلال دیو کے مسکن کی طرف بھاگا ہلال دیو لشکر اسلام کے
تغائب سے مضطر ہوا اور گر شاسپے کو گر فتار کر کے خواجہ جہان کے پاس بھیجا اور آپکو دو لٹخو ایمان سلطانی سے شمار کیا
خواجہ جہان نے گر شاسپے کو مقید کر کے درگاہ سلطان بہن روانہ کیا سلطان نے اسکا پوسٹ کھجوا کر بھوسہ بھروایا اور
شہر میں تشہیر کر کے یہ منادی کروائی بمیت ہر آنکو تباہ سر از شہر یار و سریش ہمیں است انجام کار و اسوقت میں سلطان
کی رے نے یہ تقاضا کیا کہ بہت سے ممالک میرے علم آسمان ساسے کے زیر سایہ آئے ہیں کسی ملک میں دارالملک مقرر
کرنا چاہیے کہ سبب اس کے اطراف مملکت سے پہونچنا اخبار خیر و شر اور صلاح و فساد کا ممالک محروسہ کی جہات سے
ساتھ دارالملک کے علی السو یہ ہوا اور جو کسی دیار میں ایک حادثہ پیدا ہو یا کسی مدت میں کوئی مرض پیش آوے جلد تر اُسکے
تدارک اور علاج میں قیام ہو سکے عرضکہ دانا یان درگاہ نے جو عرض و طول اقلیم ہند سے خبر رکھتے تھے شہر اوصین تخت گاہ
کیواسطے پسند کیا اور عرض کی کہ جو باعتبار طول و عرض وسط ہند میں واقع ہو کر مابجیت کھتری نے اسواسطے اسے اپنا
دارالملک بنایا تھا اور بعض مروج حضور نے سلطان کے دل کا عندیہ سمجھ کر عرض کی کہ دیو گڑھ ہند کے وسط میں واقع ہو
بادشاہ یہ ارفدا سے چاہتا تھا ہمسایگی دشمنان قوی مثل شاہ ایران و توران اور دوسرے امور سے غافل مطلق ہو کر حصم
دیا کہ وہی کو جو رشک مصر تھی اُجاڑ کر دیا کی خلقت صغیر و کبیر نوکر و غیر نوکر مونت اور مذکور کو چکر واکر دیو گڑھ میں لاوین
اور آباد کریں اور اکثر لوگوں کو زاد راہ اور قیمت مکان خزانہ سے دواور ہر منزل میں مابین دولت آباد اور دہلی کے ایک سرا
تیار کرو اور اُسکے راستہ میں دورویہ استجار سایہ دار بچھاؤ تو مسافرین آرام سے آمد و شد کریں اور شہر دیو گڑھ کا دولت آباد
نام رکھا اور عمارات عالیہ کی بنیاد ڈالی اور قلعہ دیو گڑھ کے گرد اگر خندق کھودوائے اور دولت آباد بالا گھاٹ اور بلورہ کے
غریب باغات اور حوضات بندگان یعنی تالاب نبوائے اور اس تغیر و تبدل سے کہ رعایا اور ہر پالکے کے حال پر راہ پایا مہمات
علی میں تفرقہ عظیم واقع ہوا اور خواجہ حسن دہلوی اسوقت دولت آباد میں کہ آیا کہ یہمہ الزیمی کہم جلق مثلمہانی الہیاد کی شان میں
ہمدیہ قوت ہو کر دہان مدون ہوا اور دولت آباد فیض بخشی اور خوش ہوئی میں کچھ نقص نہیں رکھتا تھا اُس میں فقط
یہی عیب تھا کہ ایران اور توران سے دور تھا اور اُس کے بعد کہ بادشاہ گر شاسپے کے سبب مطہین ہوا

اور خبر و وزیر گ دہلی کے برآمد ہو کر دولت آباد میں ساکن ہوئے پھر دولت آباد سے نصرت کے قلعہ کنڈواتہ کی تسخیر
 بن جو خبر کے اطراف میں واقع ہو متوجہ ہوا اور ناک نایک نے جو کوہلیان کا سردار تھا مدافعہ کی واسطے قیام کر کے جنگہا سے مروانہ اور
 حرب رستمہ کی اور آفرین اور عسین کی انداز میں و آسمان سے سنی اور وہ قلعہ ایک کوہ مارمئی کی چوٹی پر واقع ہوا اور ستواری
 میں ساتھ فلک البروج کے دم بہرہی کا مارتا ہو اور کندا و مام حکام صاحب اقتدار اسکے کنگرہ کے پہونچنے سے اظہار
 عجز کرتی ہوا اور سلطان آٹھ مہینے تک گرد اس قلعہ کے مقیم رہا اور سباط بنانے اور مغربی نصب کرنے میں سعی طبع اور جہد
 موفورہ پیش ہو چائی ناک نایک نے مضطرب اور بدحواس ہو کر امان طلب کی اور قلعہ سپرد کر کے امرائے بزرگ میں تشغیم ہوا اور بادشاہ
 نے مظفر اور منصور ہو کر دولت آباد میں نزول اقبال اور حلول اجمال فرمایا اور زمانہ ساتھ مقصد دل کے گزارنا اس درمیان میں
 لاہور سے خبر پہونچی کہ ملک بہرام امیہ حاکم ملتان نقارہ خصومت کا بجا کر ملک پنجاب کو تاخت و تاراج کرتا ہوا جو جمعیت عظیم
 ہم پہونچا کر ملک گیرمی کا دعویٰ رکھتا ہوا اور بیان اس واقعہ کا یوں ہوا کہ بادشاہ محمد نے جب دولت آباد کو پائے تخت اپنا بنایا
 اور جمیع امرا اور منصب داروں کو فراہم بھیجے کہ اپنے زن و فرزند دولت آباد میں بھیج کر مکان تیار کر داسوا سطلے علی نام ایک
 محصل کو چ کر و انیکو بہرام امیہ کی ملتان کی طرف گیا اور حسب طرح کہ رسم محصل کی چوہرستی بہت کی اور کلام خوش قسم تمدید
 اور وعید سے مذکور کیے اور واداد بہرام امیہ کا ایک روز اپنے مکان سے برآمد ہو کر متوجہ رہو انخانہ بہرام امیہ کا تھا کہ علی محصل نے
 اسکے پاس پہونچ کر کہا کسوا سطلے اپنے سردار کو دولت آباد میں نہیں بھیجتا شاید یہ میں اپنے حیل حرامزدگی کا رکھتا ہوا اُسے کہا
 حرامزادہ کسے کہتا ہو کہ وہ جو مکان میں بیٹھا ہو اور حکم بادشاہی کی تعمین نہیں کرتا ہے آخر اس مقدمہ میں دو بدل درمیان آئے
 اسقدر ہوئی کہ فوہت ساتھ اس انتہا کے پہونچی کہ علی نے مور بہرام امیہ کے داماد کے پکڑے اور کئی گھوڑے سید گئے
 اور اُسے کسی نہ کسی طرح سے اپنے بال اسکے ہاتھ سے چھڑائے اور علی نے محصل مذکور کو زمین پر دیرا اور اسکے ایک سپاہی نے اسکے منار کے
 موافق اسکا سر تن سے جدا کر کے شہر میں پھرایا بہرام امیہ جب اس سانحہ سے آگاہ ہوا سلطان محمد تعلق شاہ کے خون قہر غضب
 بغاوت اور طغیان کے سوا پادہ نہ دیکھا بادشاہ نے اس فساد کا دفع منھنہ بنایا یہ بہرام امیہ کو دولت آباد سے نصرت فرمائی اور لشکر
 فرج کر کے ملتان گیا اب بہرام امیہ بھی ایک لشکر مورد ملخ سے زیادہ جمع کر کے بادشاہ کے مقابل صف آرا ہوا اور حرب صہ کے
 بعد کہ خلق بیشمار دونوں طرف سے ہلاک ہوئی جزیت شاطحال اسکا فرغمت کے ہوئی بادشاہ ملخ ہوا اور چاہا کہ ملتان کو قتل
 عام کرے شیخ نکلن الدین سلطان کے دیکھنے کو آئے لوگوں کی شفاعت کی سلطان انکی شفاعت نے موافق ملتان یوں قتل سے
 و گنڈا اور قوام الملک نامے کو وائی حکومت پہنصوب کیا اور اسوقت ایک جماعت بہرام امیہ کے تعاقب میں ناعزو ہوئی غشی
 سر اسکا جدا کر کے ملتان میں لائی پھر بادشاہ نے دہلی کی طرف مراجعت فرمائی اور جو لوگ اطراف کے کہ ساتھ تکلیف کے کہیں
 ہوئے تھے پر آگندہ ہوئے بادشاہ دو برس دہلی رہا اور بہت دولت آباد کی تعمیر بہ مصروف فرمائی اور اپنی والدہ محترمہ جہانکو
 مع سائر حرم اور سپاہی دولت آباد میں روانہ کیا اور ایک آدمی دہلی کے کوہائی آب دہوا کے کھو گئے تھے اپنے ساتھ ترکھا سبکو
 دولت آباد بھیجا اور دہلی اسطر سے ویران ہوئی کہ آواز کسی تنفس کی گہٹا اور موڑی اور جانور صحرائی کے سوا کائنات نہ پہونچتی تھی
 امدان سنوات میں جو مایع و جہات میں دو آب کا بشدت طلب تھا وائی رعایا اور مقدموں کے آگ اپنے مکانات اور کھلیا نوٹیں
 لگا کر دزدانی اپنے لیکر جنگلوں اور بہاڑوں میں داخل ہوئے بادشاہ نے فرمایا کہ صلحدار اور حکام وائے ہاتھ قتل وغارتیں
 ورا کر کے جس کسیکو یا دین تیغ پیدر پیغ سے ہلاک کریں یا زندہ در گلو کریں اس سبب سے ولایت درمیان دو آب کے خراب اور

دیران ہوئی مہر دوین خوف اور نا امنی کے سبب تہہ سے باز رہے لشکری کی زن و فرزند ان کے دولت آباد میں آباد ہوئے تھے حیران اور
 سرگردان ہوئے الغرض ایسا کام ابتدا سے فریش سے اُس کے عہد تک کسی جہانداز نے نہ کیا تھا اور سب طرف یہ کہ بادشاہ خود بہم شمار کیا جا
 گیا اور ہزار ہا رعایا کو ہلاک اور غارت کر کے حکم دیا کہ اُن کے سر قلعہ کے کنگروں پر آویزاں کروا ہلکا حسب الحکم عمل میں لائے اور
 اسبطر جسے فوج میں جا کر دیا سے موبہ تک ایک عالم کا عالم قتل کیا اس وقت میں ایک آدمی کو ان قدر خان سے کہ اُسے ملک خیر الدین کہتے
 تھے بعد فوت پر ام خان کے بنگالہ میں بغاوت پر کمر باندھی تھی قدر خان کو قتل کر کے لکھنؤ کے خاؤن پر بھی متصرف ہوا اور لکھنؤ
 اور ستارگانوں اور سنگام کو اپنے قبضہ و دخل میں لایا اور بادشاہ اتیک فوج کے قتل و غارت سے فارغ ہوا تھا کہ معبر سے خبر
 پہنچی کہ سید حسن بدر سید ابراہیم خلیفہ دارمجر میں باقی ہوا اور وہاں کے امر کو قتل کر کے اس ولایت پر متصرف ہوا یہ سلطان خیر الدین
 کے معاملہ کو موقوف رکھ کر شہر میں آیا ابراہیم خلیفہ دار اور اقر با سے سید حسن کو گرفتار کر کے قید کیا اور لشکر ترتیب دیکر ۵۲۲
 سات سو بیالیس سہری میں معبر کی طرف نہضت فرمائی اور دیو گڑھ میں پہنچتے ہی وہاں کے عمال اور مزاح سے سخت طلبی فرمائی جیسا کہ
 انہیں کے اکثر نے شدت مطالبات سے جان وی تھی چنانچہ اُس ولایت میں بھی اعضاء گران رکھ کر محصل تیز اور تند مقرر کیے اور
 ان کے بعد خواجہ جہانکو دہلی کی طرف بھیجا کہ خود بقصد دفع فتنہ سید حسن تلنگ کے راستہ سے معبر کے سمت روانہ ہوا جب بارنگل
 میں پہنچا دس دن سے دیا عالم گیر تھی اکثر آدمی اُس مرض میں مبتلا ہوئے اور چند سردار نامی اور معبر نے وفات
 پائی اور سلطان بھی بیمار ہوا ملک نائب اور عماد الملک وزیر کو وہاں چھوڑ کر خود دولت آباد کی طرف علم معاودت کا بلند
 کیا جب وقت کہ حوالی قصبہ بیر میں پہنچا دو اتوں میں پیدا ہوا ایک دانت اسکا گریڑا اور اسی مقام میں دفن کر کے ایک
 گنبد اُس پر تیار کیا چنانچہ تک وہ گنبد موجود رہا اور ساتھ گنبد دندان سلطان تغلق کے شہرت رکھتا رہا اور بادشاہ جب طین
 میں پہنچا چند روز وہاں اپنے معاملہ میں مشغول ہوا اور شہاب سلطان کو تصرف خان خطاب دیکر ولایت سیدرا اسکے حوالہ
 کی اور جاگیر اس فلاح کی بعد او کو در تنگہ مقاطعہ سکودیا اور دولت آباد اور ولایت مرہٹ قلعہ انہما استاد
 کے تقویض فرمائی اس واسطے کہ حرف حرا خوار سی شاہ ہوئے افغان مذکور تھا پھر بحالت مرض بالکی میں سوار ہو کے دہلی
 کی طرف عازم ہوا اور حکم دیا کہ باشندگان دہلی سے جو شخص کہ دولت آباد میں ساکن ہو اگر چاہے بیان آوے ورنہ دولت
 میں استقامت کرے پس اکثر بسبب ہمراہی بادشاہ کے دولت آباد سے دہلی میں آئے اور ایک جماعت
 ولایت مرہٹ میں سکونت پذیر ہوئی پھر سلطان دہلی سے روانہ ہوا نام ولایت مالوہ اور تصباتی کو کہ دہلی کے راستہ
 کی طرف تھے اسماک باران سے قوط کے سبب خراب اور چڑیاں دیکھا اور پائیگانی کہ راہ پر الجوبی مشوب تھی سبکو بخاستہ
 پایا اور جب دہلی میں پہنچا اُسے بھی خراب دیکھا اور قوط اس نہایت کو پہنچا کہ سیر بھر غلہ سترہ در کو پیسہ ہوتا تھا اور اکثر مویشی
 اور مردم ہلاک ہوئے بادشاہ نے بعد از خرابی بصرہ واسطے آبادانی ولایت اور کثیر زراعت کے توجہ کر کے چند روز ترک میاست
 کی اور خلی کو خزانہ سے زرد دیکر کھوئے جاہ اور کشت اور نہایت کی تحریص کی لیکن خلایق از بسکہ خراب اور مضطر تھے بارہ
 جو کچھ بطور تقاضی پایا تھا اپنے مالکات میں صرف کیا اور بارہ دوسرے صرف چاد و زراعت میں کیا لیکن بسبب
 اسماک باران کے کنوئیں کا پانی مفید نہوا اور اکثر خلق ساتھ سیاست کے پہنچی اس درمیان میں شاہ جوئے افغان نے
 طبل مخالفت علانیہ ملتان میں بجایا اور بہزاد نائب ملتان کو قتل کیا قوام الملک کو ملتان سے دہلی لپٹ کر بھگایا اور بادشاہ
 نے دہلی سے سامان لشکر درست کر کے ملتان کی سمت نہضت فرمائی ایک منزل مسافت قطع ہوئی تھی کہ والدہ اُسکی

محدودہ جہان کہ نظام و التیام تمام خاندان غلج شاہیہ ساتھ اسکے وابستہ تھا دلی میں حیرت حق داخل ہوئی سلطان محمود اور طولی
اور حکم دیا تو ایلیان سلطنت نے شہر میں اُس مروجہ کی روح پر توجہ کیا واسطے طعام اہل صدقات دیے اور خود روانہ ہوا جب ملتان کے
قریب پہونچا شاہوے افغان نے عریفہ مشعلہ نہایت اور اپنی بازگشت کے بھیجا اور خود ملتان چھوڑ کر افغانستان میں گیا بادشاہ
راہ سے معاودت کر کے دہلی میں آیا اور دہلی میں قحط اس مرتبہ تھا کہ آدمی آدمی کو کھاتا تھا سلطان نے پھر روپیہ خزانہ
عامہ سے دیا تو کفو نہیں کھودین اور کشتکاری میں مشغول ہوں لیکن لوگ پریشانی اور بے سامانی اور کمی باران کے
سبب سے تقصیر اور اہمال کرتے تھے اور سیاست میں پہونچتے تھے اسوقت میں ایک گروہ مندہران اور چوہان میانہ پورستیان
کہ ولایت منام اور سامانہ میں تھے قزوکر کے جنگلوں عظیم میں درائے اور مکانات بنوا کر مقیم ہوئے اور ہاتھ مالگداری سے کھینچے
بادشاہ نے بداعت انکے لشکر کھینچ کر مکانات انکے کہ اصطلاح ہند میں مندل کہتے ہیں مندم کیا اور انکی جمعیتوں کو پریشان کیا
اور انکے سرداروں کو ہمراہ لا کر شہر میں جگہ دی اور سلاست سات سو تینتالیس ہجری میں ملک چندر کہ سردار کہلکان کا تھا اُسے علم
مخالفت بلند کر کے حاکم لاہور یعنی ملک تاتار خان کو قتل کیا سلطان نے خواجہ جہانکواسکے دفع کیا واسطے بھیجا اُسے لکھن
کو محذول اور منکوب کیا اور جو دلیں بادشاہ کے منکر ہوئے تھے کہ سلطنت بے اجازت خلیفہ عباسی جائز نہیں ہو اور
ہمیشہ اس اندیشہ میں تھا کہ اجازت حاصل کرے اس درمیان میں سنا کہ حکام مہرنے واسطے ایک مصلحت کے ایک دودمان
عباسی سے کسی کو سر پر خدانت پر بٹھایا جو بس اسوقت باتفاق کمال الملک غائبانہ بیعت ساتھ اس خلیفہ کے کر کے بجائے ام اپنے نام
خلیفہ سکینہ میں درج کیا اور شہر میں ناز جمعہ اور عیدین منع کی اور دو تین عیدیں اوقات عریفہ لکھنے میں صرف کر کے رسول رکھا اور سلاست
سوچو الیس ہجری میں حاجی سعید حفری ہمراہ اپنی بادشاہ آکر فرمان حکومت اور خلعت خلافت لایا بادشاہ نے جمیع امرا اور علما
اور مشائخ ہمراہ لیکر قریب پانچ چھ گروہ سے استقبال کر کے فرمان خلیفہ سر پر رکھا اور پوسے حاجی سعید حفری کے قدموں پر
دیکر چند قدم پیادہ اسکے جلو میں گیا اور شہر میں قبے آویزاں کیے اور زر خطیر فرمان پر نثار کیا اور ناز جمعہ اور عیدین کی
ادائیگو واسطے کہ موقوف کی تھی اجازت دی اور خطبہ بنام خلیفہ پڑھ کر سامی بادشاہاں دہلی کو جو خلیفہ سے اون نہ رکھتے تھے
خطبہ سے موقوف کیا نام باپ کا طراز جامہ زربافت میں اور شرفات محارفات نام خلیفہ ثبت فرما کر ایک عریفہ طول مشعل
تواضع بے اندازہ بخط خود تحریر کیا اور ایک گویہ نفیس کہ شل اسکا خزانے میں نہ تھا خلیفہ کے واسطے جدا کیا اور حاجی حبیب فتح کی
معیت سے مہر میں روانہ کیا اور ملک کبیر سردار جامدار کو جو حسن اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور عبادت میں نظیر نہ رکھتا تھا
اور اُس سے مقرب تر کوئی نہ تھا داخل مشیخت کر کے ملک خلیفہ میں لایا اور ملک نے قبول خطاب کیا اور عریفہ اسکے مستحسن
اقرار بیعت خلیفہ معصوم حاجی حبیب رفیع کے رسول کیا اسوقت کشتا نایک پیر لہر دیو کہ نومی ورنگل میں رہتا تھا جو وہ
ہلال دیو کے پاس جو اسے عظیم الشان کرنا تک کا تھا جا کر کہا کہ مسلمانان و یاز رنگ اور کرنا تک میں داخل ہوئے اور فریبت
رکھتے ہیں کہ ہمیں ایک باگی مستاصل کریں اسبارہ میں ایک فکر چاہیے کہ ہلال دیو نے جمیع اعیان ملک کو مافر کے مشورہ طلب
کیا اور بعد تفکر اسے اسحاق نظر سے قرار پایا کہ ہلال دیو جمیع مالک اپنے کو عقب چھوڑ کر خود سرسراہ سپاہ اسلام میں تختہ گاہ بنائے
اور عبرت مند ہو کر کنبہ کو مسلمانوں کے تصرف سے برآوردہ کرے اور کشتا نایک صرف محنت کر کے ورنگل کو بھی کہ اس باب میں
فرصت ہو جو زہر دہلیں دہلی سے لیوے اور ہلال دیو نے کوہستان اپنی سرحد جہاں عصب میں ایک شہر نام اپنے فرزند
بیچن راے کے بنا کیا کہ مشہور بیچن نگر ہو ۱۱ در رفتہ رفتہ کثرت استعمال سے بجا نگر ہو ۱۱ اور پیادے اور سوار

سہت سچا کشتا ناک کر کے پہلے درمگل پر قابض ہوا اور ملک عماد الملک وزیر بھاگ کر دولت آباد میں آیا بعد ہلال دیو نے
کشتا ناک کو ملک دیکر دوطرف سے رایان معبر اور دھور سمند کو جو قدیم الایام سے باج گذارہا کم کرنا ملک تھے مسلمانوں کے تصرف سے
بر آوردہ کیا اور فتنہ خوابیدہ ہر طرف سے بیدار ہوا ممالک دور دست میں گجرات اور دیو گڑھ کے سوا بادشاہ دہلی کے تصرف میں نہ رہا
بادشاہ اس سبب کینہایت پریشان ہو کر خلق پر سیاست فرماتا تھا اور خلایق سیاست بادشاہ کی سینے سے منفرد زیادہ مہربانی
ہو امر سبب زیادتی فتنہ و فساد ہوا اور جو بسبب اساک باران کے فائدہ سعی و کوشش بادشاہ کا نذاعت کے بارہ میں
سرترب نموتا تھا ناچار حکم کیا کہ دروازے شہر کے کھول دو اور ان لوگوں کو کہ زجر و توبیخ سے شرمین نگاہ رکھا ہو
رہا کریں جو کہ زندہ رہے تھے مع زن و فرزند کرتے پڑتے بنگالہ کی طرف دورے بادشاہ بھی قحط سے لا علاج ہو کر شہر سے
بر آمد ہوا اور بیتابی اور کینہ کو طر کر کے آب گنگ کے ساحل پر اقامت کی اور فرمایا تو آدمی وہاں چھاؤنی تیار کریں اور چھاؤنی کی
تیاری کے بعد اس موضع کا سرگد واری نام رکھا اور کڑہ اور اودھ سے غلہ وہاں پہونچتا تھا اور شہر کی نسبت وہاں ارزانی
حاصل ہوئی اور عین الملک جو جاگیر ظفر آباد اور اودھ رکھتا تھا اور اپنے بھائیوں کے ہمراہ وہاں رہتا تھا اور ہمیشہ غلہ اور
آذوقہ اور قسمہ اور سائر مایحتاج سرگد واری میں متواتر ارسال کرتا تھا چنانچہ اس عرصہ میں کہ بادشاہ وہاں رہتا تھا
نقد و جنس سے بمقدار آٹھ لاکھ تنگہ خدمت سلطان میں ارسال کیے اور سلطان کو اسکی نسبت اعتقاد نام پیدا ہوا اور اسکی
حسن کفایت پر تحسین اور آفرین کی اور اس زمانے میں کہ بادشاہ سرگد واری میں تھا چار فساد حادث ہوئے اور جلد
ساکن ہوئے اول فساد نظام مائیں کا کڑہ میں ظاہر ہوا اور وہ ایک مردک بنگلی اور یادہ گواور پرزہ کا رہتا اس جہت سے
عہدہ مقاطعہ سے بر نہ آیا اور سٹہ سات سو پتیا لیس سچو پلین باغی ہو کر اپنے تئیں سلطان علاء الدین مشہور کر کے جبر سر پر
لیا لیکن قبل اسکے کہ سلطان اسکو دفع میں مقید ہووے عین الملک نے مع اپنے بھائیوں پر لشکر کھینچ کر اسکے دشمن کیا اور سر اسکا کا کر
بادشاہ کے پاس روانہ کیا اور شیخ زادہ نظامی کہ خواجہ زادہ سلطان اسکو مکان میں تھا نامزد اس طرف کے ہوا اور ایک جماعت
کہ اس فساد میں شریک نظام مائیں تھی اسکو دستیاب کر کے جزا اور سز میں پہونچا یا اور دوسرے فساد جو اس سال دکن میں حادث
ہوا وہ یہ ہو کہ نصرت خان نے تمام ولایت بیدر کو کرور تنگہ پر ٹھیکہ لیا تھا جب اسکی ادائی سے عہدہ برنہو سکا باغی ہو کر
قلعہ بیدر میں متحصن ہوا قلعخان دیو گڑھ سے نامزد ہوا اور دوسرے امرابھی دہلی سے اسکی کمک کیواسطے تعین ہوئے
اور قلعخان نے قلعہ بیدر کو محاصرہ کر کے نقد و اسکا قلعہ سے بر آوردہ کر کے بادشاہ کی خدمت میں بھیجا اسی ایک
چھیناس واقعہ سے نہ گذرا تھا کہ علی شاہ بھانجا ظفر خان علانی جو امیران عہدہ سے تھا اور دولت آباد سے واسطے
تخصیل مال واجب سلطانی کے گلبرگہ کی طرف گیا تھا جب اس حدود کو عمال سے خالی دیکھا اپنے بھائیوں کو کہ ایک
آئین سے حسن کاکوی تھا ایکجا جمع کیا اور سٹہ سات سو چھیالیس سچو پلین مہربن ضابطہ گلبرگہ کو جو نواز منعم سلطان سے
تھا عذر کر کے ہلاک کیا اور مال و متاع اور سلب و سامان اسکا غارت کر کے بیدر میں گیا اور نائب عہد بیدر کو بھی
قتل کر کے اس ولایت کو بھی اپنے تصرف میں لایا اور سلطان نے اس مرتبہ بھی لشکر مالوہ کو قلعخان کی کمک کیواسطے
بھیج کر اسکے دفع کو نامور کیا اور جب قلعخان بیدر کے اطراف میں پہونچا علی شاہ استقبال کر کے جنگ میں مصروف ہوا پھر
شکست کھا کر قلعہ بیدر میں پناہ لی اور قلعخان نے قول دیکر اسے مع بھائیوں قلعہ سے بر آوردہ کیا
اور سرگد واری میں سلطان کی خدمت میں حاضر لایا سلطان نے علی شاہ اور اس کے بھائیوں کو اخراج کر کے

غزنین بھیجا اور جب وہ خون گرتنی سکیم غزنین سے پھر آئے اسیوقت قتل ہوئے اور جیسا کہ گذرا یعنی بادشاہ کو عین الملک کی بجا آوری خدمات مستحسن اور پسند پڑی تھیں مقام عنایت میں ہو کر چاہا کہ اُسے مع خیل اور توابعین دولت آباد میں بھیج کر درنگل کی بھیجی سمجھ ساتھ اُسکے رجوع کرے اور قلعخان کو منصور میں طلب فرماوے عین الملک اُنکو دست نوہم میں سپرد کر کے قلمر کا دور درواز میں پڑا اور اپنے دل میں اندیشہ کیا کہ قلعخان اوستاؤنے اپنے کو تمام مملکت دکن پر بوجہ حسن ضبط کیا اور حسن سلوک سے رعیت محدود کو مطیع اور منقاد کیا ہوئے تقریب اُسے دکن سے غزل کرنا اور مجھے بجائے اُسکے اس طرف بھیجا معنی نہیں رکھتا۔ البتہ ارادہ اور مقصد بادشاہ کا یہ ہو کہ ساتھ اس طریق کے میرے تین اس حدود سے اکھاڑ کر کے ضایع کرے اتفاقاً اُس درمیان میں ایک جماعت نو پسندگان ساتھ خیانت کے منسوب ہوئی تھی اور بادشاہ نے حکم اُنکے قتل کا نافذ کیا تھا اور اُس نے بہ بہانہ گرائی دہلی سے برآمد ہو کر اودھ اور ظفر آباد میں جا کر اپنے تین عین الملک کی حمایت میں ڈالا تھا اور وہ خاطر سلطان کو اس سبب سے اپنے اوپر تغیر پاتا تھا چنانچہ اسوقت میں سوائے غرور اور عہدیان کے چارہ ند کیا علم بغاوت کا بلند کیا اور حسب ظاہر بوجہ کرم سلطان لشکر اور اپنے بھائیوں کو اودھ اور ظفر آباد سے کیا اور یہ بھی راستہ میں تھے کہ عین الملک ایک شب کو سرگرداری سے برآمد ہو کر لشکر اور بھائیوں سے جا ملا اور اس جلدی میں اُسکے بھائی علم حسارت بلند کر کے مع چار ہزار سوار سرگرداری کے اطراف میں آئے اور تمام ہاتھی اور گھوڑے سلطان کے جوہر میں جہتے تھے اپنے لشکر گاہ میں ہانک لینگے بادشاہ نے سر اسیمہ ہو کر لشکر اودھ اور سامانہ اور کول اور برن کو طلب کیا اور خواجہ جہان نے بھی اُنکو مع لشکر دہلی خدمت میں پہنچایا بادشاہ نے افواج راستہ کی اور عین الملک اور اُسکے بھائیوں نے آب گنگ سے عبور کیا اور بادشاہ کے مقابل آئے خیال اُسکے کہ جو خلاف بادشاہ سے تنفر تھا شاید بھائی مرہٹ جو غرض کہ دوسرے دن اپنی فوج کو ترتیب دیکر صحرے سے فوج میں متعین ہوئے سلطان انکی خبر گیری سے غضب میں آیا اور چاہا کہ انھیں علف سیوف خون آشام کرے خود سوار ہوا اور عین الملک اور اُسکے بھائی نے یہ خبر سنتے ہی دست و پا گھمکے اور کچھ دیر کے بعد راہ فرار پائی اور عین الملک زندہ دست گیر ہوا اور شہر اللہ سنا بھائی مجروح آب گنگ میں غرق ہوا اور اُسکا دوسرا بھائی معرکہ میں مارا گیا اور تھوڑے مع سپ و سلاح بانی میں ڈوب گئے اور وہ نیم جان کہ آب گنگ سے اپنے تئیں ساحل لینگے تھے کہ اس اور مواس کے ہاتھ ہلاک ہوئے سلطان نے فرمایا کہ عین الملک کی ذات میں کچھ شرارت نہیں ہو گون نے اسے اس پر آمادہ کیا تھا پھر اسے اپنے روبرو طلب کیا اور گھوڑا اور علمہا سے بزرگ دیکر اسے سرفراز فرمایا پھر بادشاہ وہاں سے ہر اچ کی طرف متوجہ ہوا اور دھان جا کر عمارت قبر سالار مسعود غازی کی جو سلطان محمود غزنوی کے قارب سے تھے سلطان محمود غزنوی کی اولاد کے عہد میں یعنی ۷۵۷ھ ہانسوستان ہجر میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے تھے تیار کر دیا اور زکریا کو لے کر حجاز و دن اور بقا کو عنایت فرمایا اور خواجہ جہان کو ہر اچ سے لے گئے بھیجا اور راستہ لکھنوتی کا لیوس اور رفیقہ اسیف عین الملک کو زندہ چھوڑے کہ پھر لکھنوتی جاوے اور مردم یکدگر کو جو دہلی سے سبب قحط یا بادشاہ کے خوف سیاست سے اودھ اور ظفر آباد میں جا کر ساکن ہوئے ہیں اپنے وطن نہیں روانہ کرے اور بادشاہ خود ہر اچ سے دہلی میں آیا اور خواجہ جہان بھی ایک دم سے کہ حوالہ اُسکے ہوئی تھی خاطر جمع کر کے خدمت میں حاضر ہوا من بعد حاجی رحیب اور شیخ الشیوخ مہری مع فرمان نیابت اور خلعت خاص اور لوازم امیر المومنین بادشاہ کے روبرو آئے چنانچہ بادشاہ نے مع امرا اور اکابر استقبال کیا جب نزدیک پہنچا پادہ ہوا اور فرمان خلیفہ سرحد کھل کر دروازہ سے اندرون قصر تک چلا گیا اور مصحف اور مشارق اور حدیث مع فرمان خلیفہ ہمیشہ اپنے روبرو رکھ کر بنام خلیفہ آدمیوں سے بیعت لیتا تھا

اور جو حکم بادشاہ سے صادر ہوتا تھا خلیفہ سے منسوب کرتا تھا اور کہتا تھا امیر المؤمنین نے حکم نافذ فرمایا ہے اور چند روز کے بعد شیخ شیبوئخ مہری کو انعام و اکرام بہت دیکر خصت انصاف ارزانی فرمائی اور مال اور جو اس پر فراوان خلیفہ کی خدمت میں ارسال کیا اور اس وقت مخدوم زادہ بغدادی کہ ظاہر اخاندان عباسی سے تھا ہند میں آیا بادشاہ نے تعجباً باہم تک استقبال کیا اور دو لاکھ تنگہ اور ایک ہرگنہ اور کوٹنگ سیری اور تمام محصول زمین کا داخل حصار اور باغات اسکے انعام میں مقرر فرمایا اور جب وقت کہ مخدوم زادہ غم ملاقات کرتا بادشاہ تخت سے اتر کر چند قدم استقبال کو جاتا اور اسے اپنے پہلو میں تخت پر مشکن کرتا اور مودب اسکے معبود بیٹھتا اور اندون میں واضح ہوا کہ ولایت مرہٹ اور دولت آباد قلعخان کے کارندوں کے ظلم و ستم سے خراب ہوئی اور محصول کن دس حصہ سے ایک حصہ پہنچا ہوا تھا بادشاہ نے باتیں معلل بغرض کو باور کر کے قلعخان کو کہ عدالت اور حسن سلوک میں عدیل اور نظیر پناز رکھتا تھا دکن سے طلب فرمایا اور حکم دیا کہ قلعخان کا بھائی مولانا نظام الدین المہا طب لجام الملک کہ ہرج میں رہتا تھا دولت آباد کی طرف جا کر عمال کے پہنچنے تک ضبط مملکت اور ترتیب امور اور اصلاح معاملات کرتا رہے اور قلعخان اندون حوض کی تیاری میں مشغول تھا کہ اس زمانے میں ساتھ حوض قتلو بہ تبدیل غنیں بواو شہور ہو اور تمام اس حوض کا اسکے حوالہ کیا اور خزانہ بادشاہی جو کہ خود جمع کیا تھا اور خوف راہ کے اندیشہ سے دہلی میں لیجا نا ممکن نہ تھا قلعہ دھار اگر وہ میں نگاہ رکھا اور سبعت تمام دہلی کی طرف روانہ ہوا اور دھار اگر وہ عبارت حصار بالاسے کوہر سے ہوا اور دامن میں اس پہاڑ کے ایک ضلع پیوستہ حصاری کچ اور سنگ سے کھینچا ہوا اور قلعہ دولت آباد مراد اس قلعہ سے ہے کہ کوہر کھینچا گیا ہے اور بادشاہ نے قلعخان کے بعد پہنچنے کے دہلی میں اپنے نین فرمان خلیفہ عباسی کے وصول سے مستحق بادشاہی جانکر مجدد استقلال تمام کارواں امری میں غور کیا اور مملکت دکن جو کچھ اسکے تصرف میں تھی چاشق کر کے چار شق دار کے حوالہ کی اور عماد الملک مشیر بادشاہی کو کہ مرشد شجاع اور عاقل اور مدبر تھا سپہ سالار دکن کیا اور سرور الملک اور یوسف بقران کو کہ امرات کیا رہے تھے ہمراہ کر کے دولت آباد میں روانہ فرمایا اور خالصات دکن کے ساتھ سات کروڑ تنگہ سفید کے مقاطعہ کر کے انکے ذمہ کیے اور حکم کیا کہ معاملات میں ساتھ عالم الملک کے مشورہ کرتے رہیں لیکن رعایا کے دکن تغیر قلعخان اور بے پنجاری شق داران سے مضطرب ہو کر بعضوں نے جلائے وطن کیا اور بعضوں نے تمدنی کا طریقہ اختیار کیا اور اس ولایت میں خرابی پڑی ایسے ہی عزیز خمار کو جو ازلی سے تھا مالوہ کی حکومت پر بھیجا اور رخصت کی وقت فرمایا سنایا میں نے کہ جو فساد اس ولایت میں پیدا ہوا ہے باعث اسکے امیران صدہ اس مملکت کے ہونے میں چاہیے کہ ہر کسی کو دفع میں کہ جو انہیں سے مفتن ہو تو تقصیر نہ کرے پھر بادشاہ بعد از غم دم دکن اور مالوہ کے سرگرداری کی طرف آیا اور آبادانی ملک اور تکتیر نداشت میں کوشش کی اور سبارہ میں اختراع چند وضع کیے اور اختراع کو اسلوب نام رکھا اور اس بار دین محکمہ میں وضع کیا موسوم اور مشہور سا تھے امیر گوی کے ہوا اور جملہ مخزانات اسکے سے یہ تھا کہ تیس کوس سے تیس کوس مسافت کو دائرہ فرض کر کے ساتھ ایک شخص کے رجوع کیا کہ جیسقدر زمین اس مسافت میں ہے اگر نماز روزہ ہر روز کرے اور اگر روزہ ہر روز سے کسی کرے تو اعلیٰ مرتبہ کو پہنچے اور قریب سو شق دار کے احکام کیواسطے منصوب ہوئے بس بعضے کہ گرسہ اور مضطرب تھے اور بعضے کہ نہایت حرص و طمع سے نظر ساتھ انجام کار کے ڈالتے تھے زراعت کے تشکفل ہوتے تھے اور مبالغہ بطور تقادی اور انعام لپتے تھے اور اسکو اپنے حوائج ضروری میں صرف کرتے تھے اور نظر سیاست بادشاہی بیٹھتے تھے اور دوسرے کے عرصہ میں سستہ لاکھ تنگہ خزانہ سے اس کام میں صرف ہوئے اگر سلطان ہم تھا نہ سے زندہ مجسمہ تا تو ایک شخص منصوبوں اور متکفلوں میں امرات

زندہ چھوڑنا اور اس بادشاہ کے عہد میں دو مرتبہ اس کا بارن ہوا اور ہر مرتبہ قریب تین سال کے درمیان نے اوقات ساتھ ساتھ
 کے مہر کی پھر عزیز خمار و حار کی طرف بوجھا اور کار ملی میں مشغول ہوا ایک دن تقریب صیانت امیران صده کو عبارت یوز باشی
 طلب کیا اور قریب شدہ نفر امیر صده کو اس مجلس میں بسبب غدر کے قتل کیا اور اس کا کھانا کھانے کے بعد امیران صده دکن اور گجرات وغیرہ
 منوہم ہو کر مقام فساد میں ہونگے اور عنایت بادشاہ کی خدمت میں لکھا کہ خانہ زاد نے ایک خدمت نایاب کی جو بادشاہ نے
 اس کو دو لکھوائی بزرگ تصور کر کے گھوڑا اور خلعت مع تحسین نامہ واسطے اس کے بھیج کر فرمایا کہ ہر ایک امیر اس
 بزرگ تحسین نامہ عزیز خمار کو لکھ کر رخت اسے عائد اور خلعت فاخرہ بھیجیں اور خود ہوس تربیت اراذل جو کہ فرمودہ
 اس کے سے بجا و زکمر میں مصروف ہوئے اپنے شخص پر اس اراذل روزگار سے تھے ان کو اپنے قریب میں اختصاص بخش کر ملاج اور مراتب
 ان کے اکثر امرا سے بلند تر کیے منجملہ ان میں ان سبب بچہ کو ولایت گجرات اور بدائون تفویض فرمائی اور ایک باغبان
 کو جو سفاک ترین مردم سے تھا عہدہ دیوان وزارت پر منصوب فرمایا اور فیروز حجام اور میکانی بھیجھا کر اسے ولد باغبان
 اور شیخ بالوے بابک جولا بہ بھیج کر اپنے قریب میں ممتاز کر کے جاگیر میں اور نظامتیں بزرگ حوالہ فرمائی اور قبیل نام غلام محمد
 ایا ز کو کہ صورت و معنی میں حقیر ترین اس کے غلاموں سے تھا گجرات کی وزارت تفویض کی اور ان دو بدیتوں کے مضمون کے
 غافل ہوا نظم سرنا کسان را برادر آشتن و ذرا لیشان امید بھی داشتند و سر رشتہ خویش گم کردن ست و بھیب اندرون
 دار پروردہ نسبت و اور سبب اراذل کی پرورش کا یہ تھا کہ جو بادشاہ دربارہ قتل رعایا وغیرہ احکام بجا دیتا تھا اور امرا سے
 وانا اور غافل جاتے تھے کہ صلاح بادشاہی نہیں ہو سکتی تھی جو سرنگم سے بھیج کر ساتھ تغافل کے گذارتے تھے بادشاہ کے دل میں نقش
 اس کا جاگیر میں ہوتا تھا کہ جو آدمی امیل و شیب میں اس کے دل میں کچھ قدر اور میرے قول کا کچھ اعتبار نہیں جو ایسی جماعت کو بزرگ
 کرنا چاہیے جو اراذل اور نام سے بیرون القصد جب عمل شیع عزیز خمار کا غلغلہ اور بادشاہ کی تحسین کا طنطنہ اطراف و
 جوار میں ہو چکا جہاں کہیں امیر صده تھے اپنے تئیں فراہم کر کے منظر وقت اور فرصت کے بیٹھے اس درمیان میں کما
 مقبل جس نے خطاب حمان جہانی اور وزارت گجرات پائی تھی مع خزانہ اور گھوڑوں خاص سواری کے جو گجرات میں جمع کیے تھے
 دیوی اور بروہہ سے دہلی آتا تھا امیران صده نے اس صدمہ کو تمام تاراج کیا خان جہاں پٹ کر نہروالہ کی سمت گیا بادشاہ
 یہ خبر سنکر غضب ناک ہوا گجرات کی روانگی کا ارادہ کیا اور قتل خان نے صیانت بہرہ کے ساتھ جو مؤلف تاریخ فیروز شاہی کا پر پیغام
 کیا کہ فساد امیران صده دیوی اور بروہہ کا اس قبیل سے نہیں ہو کہ بادشاہ خود بنفس نفیس اس کے دفع کیوں اسے نہضت فرماوے
 اور حضرت کے اقبال دولت سے دیکھو کہ اسے مستعدا شدہ اور لشکر جو کہ تہہ کیسین اس فساد کا کرے اور بادشاہ بنفس خود کی
 نہضت سے احتمال ہو کہ اور بھی فساد پیدا ہوں بادشاہ نے اسکی التماس قبول فرمائی فوج کی تیاری کا حکم نافذ کیا
 ملک فیروز اپنے چیمبرے بھائی کو نیا بٹامع خان جہاں در بلاک کسیر کے دہلی میں چھوڑا اور خود ساتھ سات ہوا و تالیس سو پچیس
 دہلی سے برآمد ہوا اور قصبہ سلطان پور میں کہ پندرہ کہ وہی شہر ہے جو نرول فرمایا تو لشکر جمع ہوئے اور اس درمیان میں
 عنایت عزیز خمار کا بھونچا کہ جو امیران صده یوز اور پروردہ نعمت فتنہ انگیز ہیں اور دیوی اسے بہت قریب تھا شہر دھارا
 کی فوج کو اس سے کہ اس کے دفع کیوں اسے روانہ ہوا سلطان نے اندیشناک ہو کر فرمایا کہ عزیز خمار نا کردہ کار ہو اور طریقہ
 حرب کا نہیں جانتا ہو چیمبرے میں کہ مارا جاوے بعد اس کے خبر پہنچی کہ جب عزیز خمار باغیوں کے مقابل ہوا بعد اس
 ہو کر گھوڑے سے گرا اخیوں سے گئے گرفتار کر کے بدترین عذاب سے ہلاک کیا بادشاہ بھی سلطان پور سے روانہ ہوا

اتنے سے راہ میں ایک دن ضیا و برنی سے کہا اگرچہ لوگ کہتے ہیں کہ اکثر فساد بادشاہ کی کثرت سیاست سے حادث ہوئے ہیں اور میں
 ہرگز سیاست کو ترک نہ کر دیکھا اسکے بعد فرمایا کہ تو کتب خواندہ ہو تاکہ بادشاہوں کو سیاست کس کس مقام میں مناسب ہو
 عرض کی کہ تاریخ کسروی میں مذکور ہو کہ بادشاہ کو سات محل میں لازم ہو اول وہ شخص کہ دین حق سے بھرتہ اس پر سیاست لازم
 آوے دوسرے وہ کہ عدل خون ناحق کرے تیسرے وہ کہ مردان دار ساتھ عورت شوہر دار کے زنا کرے چوتھے وہ کہ ساتھ سلطان کے
 اندیشہ غلہ کا کرے پانچویں وہ کہ بانی فساد ہووے اور مبادرت ساتھ فتنہ کے کرے چھٹے وہ کہ اہل رعایا سے ہووے اور ساتھ باغیوں کے
 موافقت کرے اور زراور اسلحہ رسانی میں معاونت کرے ساتویں وہ کہ بادشاہ کا حکم خوار رکھے اور کسی وجہ سے فرمانبرداری نہ کرے پھر
 بوجھا کہ ان سیاستوں میں چند حدیث شریفہ کے موافق ہیں عرض کی ان سیاست ہفت گانہ میں تین مقام پر حدیث وارد ہے
 اور وہ یہ ہوا اشد اور قتل مسلم اور زنا سے محضہ اور چار سیاست صلاح ملک کے واسطے مخصوص بادشاہوں کو
 ہیں بادشاہ نے فرمایا کہ زمانہ سابق میں خلاق راست کردار اور صدق گفتار تھی اور اس زمانہ میں فساد زمانہ سے
 مجھے ایسی ہی سیاست پر ضرور ہر بایہ کہ خلق راست روی اور نیک سچائی اختیار کرے بغاوت اور فساد کو ترک کرے یا
 میں درمیان سے برخاستہ ہوں اور میرے پاس ایسا وزیر کامل نہیں ہے کہ ساتھ حسن تدبیر اور عمل نیک کے سرانجام ملک کیسے
 کہ احتیاج خزانہ نری کی ہووے اور جب پہلا آہو پر جو گجرات کی سرحد میں واقع ہے ہو پانچا شیخ مغز الدین کہ کہ ایک امر اسے
 مقبہرے تھا باغیوں کی سرکوبی کے واسطے رخصت کیا وہ جب دیوبی کے اطراف میں ہو پانچا خان جہان بھی اسکا شریک ہو جو باغیوں کے
 سر پر ہونے دیوبی کے اطراف میں جنگ عظیم واقع ہوئی باغی شکست فاش کچھ اکو آوارہ دشت او بار ہووے بادشاہ آہو
 معاودت کر کے ہرج میں آیا اور دیوان اقمیم ہوا اور ملک قبول اور عماد الملک وزیر ممالک کو امر اسے صدر ہرج
 مضر درون کے تعاقب میں بھیجا عماد الملک اب نریدہ کے کنارے آئے لاتی ہوا اور امین کے اکثر و کونہ تیغ کیا اور اکی ادلا
 اور اتباع کو دستگیر کیا بعضے جو زندہ رہے اندیو بکلا نہ کے قابض بنے حاکم کے پاس پناہ لیگئے اور ماندیو نے سلطان کے
 ملاحظہ سے انھیں تاراج اور خراب کیا شراک گجرات سے بالکل دفع ہوا اور عماد الملک نے چند روز اب نریدہ کے کنارے
 توقف کیا اور سلطان کے حکم کے موافق اکثر امیران صدر کو قتل کیا اور ایک جماعت شمشیر کے زور سے بھاگ کر اطراف میں
 آوارہ ہوئی پھر بادشاہ نے چند روز ہرج میں نزول اجلال فرمایا اموال ہرج اور کنیا پت اور تمام بلاد گجرات کا کہ او میں
 پاس رہا تھا بندت تمام وصول کر کے خزانہ میں داخل کیا اور ان لوگوں کو کہ فی الجملہ شریک فساد تھے تاقول کیے کہ فتنہ خوابیدہ
 کے بیدار کرنے میں مشغول ہو ان دین زند کو جو مجد الدین خطاب رکھتا تھا اور ابن گل دین محمد میری جو شیران روزگار
 سے تھے دولت آباد میں بھیجا تو وہاں کے اہل فساد امیران صدر وغیرہ کو گرفتار کر کے سیاست کو پانچا دین کلچہ چند روز
 کے بعد سلطان نے اس حکم سے پشیمان ہو کر چاہا کہ اس جماعت کو اپنے رو برو لا کر قتل کرے پھر انکے پیچھے ملک علی مر جہا
 اور ملک احمد لاجپن کو جو امیر خسرو کے عزیزوں سے تھے عالم الملک برادر قتلخان کے رو برو بھیجا کہ فرمان لکھا کہ امیران
 صدر کو جو وہاں معروف و مشہور ہیں حضور میں بھیجے اور ڈیڑھ ہزار سوار انکے ہمراہ کیے اور حکم دیا کہ ہمراہ ان
 دو امیر کے درگاہ سلطانی میں روانہ کرے اور عالم الملک نے امیران صدر راہجو راوہ کل اور گلبرگہ اور بیجا پور
 اور گنجوتی اور ایباغ اور کلہر اور میکی اور برابر اور انگر وغیرہ کو دولت آباد میں طلب کیا اور جب امیران
 سیاست سلطان کی خبر سنی زود تر حاضر ہوئے ملک علی جاہدار اور ملک احمد لاجپن کو مع ڈیڑھ ہزار سوار

اور
 چند
 تاریخ

تاریخ

برسبیل محصلی اس مہر و مین روانہ کیا انھوں نے نہایت کوشش کر کے امیرانِ صمدہ کو مانند نصیر الدین تعلیمی اور فرائضی صاحب اور حسام الدین اور اسماعیل مخ اور حسن کا نکو اور نور الدین کے گلبرگہ میں جمع کر کے دولت آباد کی طرف روانہ کیے اور حسین الملک نے انھیں بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیا اور جب درہ ماتنگ دونوں میں جو یامین قصبہ گچ اور دونوں کے واقع ہو پہنچے امیرانِ صمدہ سیاست سلطان سے مخالف اور ہراسان ہوئے اور اسپین مشورہ کر کے آفر کیا کہ ہماری طلب سے سوائے قتل اور سیاست کوئی امر و سرانہ نہیں تو لائق یہ ہے کہ ہم مثل گو سفندان دست و پاک کے اپنے تئیں قصاب غرغور بے رحم کے حوالہ نہ کریں سب کو کہ یہاں سے ہلاک کر ہم مخالفت بند کریں پس اتفاق کر کے کوچ کیوقت امرائے محصل پر تاخیرت لائے اور ملک احمد لاجپن کو قتل کر کے اسکا تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور ملک علی جاملا حبس طرف سے آیا تھا اور مہر و مین روانہ کیا اور امیرانِ صمدہ نے دولت آباد میں تاخیرت کر کے عالم الملک کو محاصرہ کیا اور قلعہ کی فوج سے موافقت کر کے چند روز میں قلعہ پر تصرف ہوئے اور عالم الملک کو کہ حسن سلوک اُنکے سے رضی اور شاہر تھے جان کی امان دی اور باقی عاملان سلطانی کو ساتھ ابن رکن الدین بخاری کے قتل کیا اور دولت آباد کا خزانہ اسپین قسمت کیا اور امیرانِ صمدہ گجرات بھی کہ گونے اور کنارے کر اس اور مواس میں پوشیدہ تھے سیانے شریک ہوئے اور اسماعیل مخ براور کل افغان نے کہ وہ بھی امیرانِ صمدہ سے تھا اور نور و عقل و مروت میں انصاف رکھنا تھا اپنے تئیں بادشاہ کر کے بنانصیر الدین خطاب کیا بیست اسماعیل مخ راوران داروگیر بدشاہی بخواند نام تعمیر جب اس فساد کی خبر ہروج میں بادشاہ کو پہونچا اسماعیل استعجال ہروج سے کوچ کر کے دولت آباد میں آیا اور امیرانِ صمدہ نے افواج اکبر سے اسے اور آثار جو انفر دی اور بہادری کے اسطرح سے ظہور میں ہو چکے تھے کہ مہینہ اور سپہرہ بادشاہ کے متفرق اور سپاہ ہوئے اور قریب تھا کہ شہیم زخم ہو چکے تھا اسرار مند قتل ہوا اور اُنکے تشہیداً چار ہزار سوار نے ایکبارگی وادی کی طرف ہجرت کیا اور رات نے درمیان میں پردہ ظلمانی والا ساتھ اس طرح کہ طرہیں ایک دوسرے کے حال سے خبر نہ رکھتے تھے اور میدان جانستان کے قریب فردکش ہوئے تھے اسماعیل مخ اور تمام امیرانِ صمدہ نے قرعہ مشورت کا درمیان میں ڈالا اور بہتری اسپین بھیجی کہ اسماعیل مخ مع ایک جماعت کی محافظت کیا اسطرح ہر طرف قلعہ دولت آباد میں داخل ہوئے اور باقی امر گاہر گہ میں جا کر اپنی جاگیر و فی محافظت کریں اور جب سلطان دکن سے نکل جائے اور دولت آباد میں فراموش ہو کر اپنے کام میں مشغول ہو دیں پھر اسماعیل مخ قلعہ دھار گڑھ میں جو غلام اور تمام باجناج سے مملو تھا داخل ہوا اور دوسرے امیر کہ حسن کا کو بھی انہیں سے حکاموں و قوار کے موافق اپنی جاگیر و زمین دوڑے اور سلطان نے عماد الملک مشیر کو کہ قیل اسکے المیچو میں رہتا تھا اور اب قاومت امیرانِ صمدہ نہ لاکر سلطان کو کی طرف بھاگا تھا ساتھ ایک جماعت امر کے باغیوں کے دفع کیا اسطرح گلبرگہ کی طرف بھیجا اور خود دولت آباد کے کوٹنگ خاص میں استقامت کی وہاں کے باشندوں کو چارہ امیر نور و زگر گہن کے دہلی کی طرف روانہ کیا اور فتح نام لکھا کہ اسے دہلی کے منیر و نہر پڑھ کر نقارے خوشی کے بجای دیں پھر عازم تسخیر قلعہ دھار گڑھ ہوا سوار و پیادے بشمار اُسکے محاصرہ کیو اسطرح مامور کیے چنانچہ ہر روز جنگ بلاناغہ واقع ہوتی تھی اور اندر اور باہر کی جماعت کثیر قتل ہوتی تھی غرض کہ تین مہینے اسی ہیچ گذرے ناگاہ گجرات سے خبر پہونچی کہ ملک طغی غلام صہندر الملک نے کہ وہ بھی غلام احمد یا نہ خواجہ ہا نکا تھا فساد برپا کر کے امیرانِ صمدہ کو جو کہ ہستان میں زمینداروں کی تجویز میں رہتے تھے ساتھ اپنے متفق کیا جو اور کنہایت کو غارت کر کے اب قلعہ ہروج کو محاصرہ کیا جو بادشاہ یہ خبر سننے سے مقصد پر ہوا خداوند زادہ قوام الدین کو مع چند امراء بزرگ مثل ملک جواہر اور شیخ برہان الدین بلگرامی اور ظہیر المعبوش کو مع لشکر کثیر دولت آباد کے محاصرہ کیا اسطرح

چھوڑ کر خود بہ تعبیل تمام گجرات کی طرف روانہ ہوا اور ساکنان دولت آباد سے جو شخص کہ رہا تھا میرزا دلیگیا چنانچہ تفصیل مذکور ہو گیا اور دکنیوں نے لشکر سلطان کا تعاقب کر کے چند فیل اور خزانہ لیا اور متونکو قتل کیا جب سلطان ہرج میں پہونچا آب نبرد آگیا کتا سے نزول فرمایا طغی ترک ہرج سے کوچ کر کے کنیاہ گیا بادشاہ نے ملک یوسف اقر کو اسکے تعاقب میں بھیج دیا اور پھر کنیاہ کی عوالی میں حرب واقع ہوئی یوسف اقر اکثر مردم معتبر مقتول ہوا اور رقیبہ السید باوشاہ کے پاس بھاگ آئے اور طغی نے بی بی میں مضبوط ہو کر کشن مغز الدین اور دوسرے اہل کاران سلطانی کو کہ جس میں رکھتا تھا مقتول کیا اور بادشاہ غضبناک کنیاہ کی طرف روانہ ہوا طغی بھاگ کر اساول میں کہ اب ساتھ احمد آباد کے مشہور ہو گیا بادشاہ بھی اسکے اثر پر راہی ہوا طغی نہروالہ کی طرف بھاگا اور بادشاہ نے شدت باران کے مدد سے ایک مہینہ اساول میں توقف کیا اس درمیان میں خبر پہونچی کہ طغی جو بیت ہم پہونچا کہ نہروالہ سے اساول کی طرف تاخت لاکو ایک گوی میں فروکش ہوا اور عزم رزم رکھتا ہوا اور صفوں جنگ آ رہا تھا کیا چاہتا ہوا بادشاہ بھی عین بارش میں اساول سے روانہ ہو کر گڑھی میں آیا اور گڑھی میں فریقین کا مقابلہ ہوا طغی اور اس کے ہمراہی شہر اب بیکہ دکانوں کے دستور سے بادشاہ کی فوج خاص پر تاخت لائے اور جو کہ قیل کوہ تمثیل آگے مانع اور سرد راہ تھے محروم اور اکام بھاگے اور درختوں کے انہوہ میں جو وہاں سے قریب تھے داخل ہوئے اور وہاں سے نہروالہ گئے اور پانسو آدمی طغی کی طرف کے جو پیچھے رہ گئے تھے اسیر ہوئے اور بادشاہ کے حکم سے سیاست کو پہونچے یعنی قتل ہوئے بادشاہ نے یوسف اقر کے بیٹے کو مع لشکر انہوہ طغی کے تعاقب میں بھیجا ابن یوسف نے رات کو انہوہ میں توقف کیا اور طغی نے فرست باکر اہل و عیال اور دوسرے باغیوں کو نہروالہ سے بڑا درہ کر کے آسودہ سے عبور کیا اور ولایت کچھ کے راستے سے کنت کی طرف بھاگا سلطان میں بروک بعد نہروالہ میں داخل ہوا اور عرض کیا کہ کتا سے نزول فرمایا اور ولایت گجرات کی آبادی میں مشغول ہوا اس وقت اس سے گجرات کے جو ہر طرف آئے تھے اور شیکش گذرا تھے انہیں خدمت اور انعام کرامت فرماتا تھا اور بادشاہ کے مساعی حبلیہ سے گجرات کی پریشانی ساتھ اصلاح کے مبدل ہوئی اور چند اس معارف لشکر یعنی یہ کہ جدا ہو کر رانا مندلی کی پناہ میں آئے تھے اسنے انکے مرتن سے جدا کر کے بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیے ابھی بادشاہ گجرات کی تعمیر میں مصروف تھا کہ دکن سے خبر پہونچی کہ امیران صدہ نے کہ قبل اسکے شکست کھا کر متفرق ہوئے تھے اب یکجا جمع ہو کر حسن کا نگو کے سرکردگی سے عہد الملک شہر کو قتل کیا اور خداوند زادہ قوام الدین اور ملک جوہر اور ظہیر الجیوش اور تمام امراء بادشاہی کو اس ملک سے الودہ کی طرف بھاگوا اور استعیل جمع بھی قلعہ دولت آباد سے برآمد ہو کر اُن سے جا ملا اور دولت آباد انکے تصرف میں آیا جب استعیل نے سلطنت سے استعفا دیا جمیع امیران صدہ نے اُنکی تجویز سے حسن کا نگو کو بادشاہ کر کے سلطان علا الدین خطاب دیا بادشاہ یہ خبر جوش اثر لشکر علیین ہوا اور بعد تامل فراوان کے سمجھا کہ یہ تمام فساد جو ہم اُنھیں میں سیاست کی کثرت سے واقع ہوتے ہیں بادشاہ یہ اندیشہ کر کے سیاست سے دست کش ہوا اور ملک فیروز اور خواجہ جہان اور ناک غزنین اور صدر جہان اور امیر رفیعہ کو مع لشکر ہمراہی انکے طلب کیا تو حسن کا نگو کے تدارک کو روانہ کرے اور جن دنوں میں کہ یہ خدمت میں پہونچے حسب خبر متواتر پہونچی کہ حسن کے پاس جمعیت بیشمار فراہم ہوئی بادشاہ نے انکی روانگی موقوف رکھی اور یہ قصد کیا کہ ہم گجرات اور تسخیر کرناں سے جو ساتھ جو نہ گڑھ کے شہر رکھتا ہو خاطر جمع کر کے خود حسن کا نگو کے دفع میں مشغول ہو و اس واسطے ہے دو برس گجرات میں بسر کیے پہلے سال ملہ خجام اور مستعد لشکر میں مصروف ہوا اور دوسرے برس جہاد کرناں کی تسخیر میں مشغول ہوا

اور جمیع مقدم اور راسے اُس نواح نے حلقہ اطاعت کا اپنے زیب گوشت کیا اور خدمتیں سلطان کے حاضر ہوئے اور کنکار جو ولایت
کچھ کا راجہ تھا وہ دربار سلطانی میں حاضر ہوا اور نحوے عبارت تاریخ نظام الدین احمد سے ایسا واضح ہوتا ہے کہ حصار کرناں مسفر
سلطان محمد تغلق شاہ سے ہوا لیکن ظاہر ہے کہ وہ قلعہ سواسے محمود شاہ گجراتی کے کسی سے مفتوح نہیں ہوا اور سلطان تغلق نے
ساتھ اطاعت دینے کے راجہ کے اکٹھا کیا انرض ضیا برنی کہتا ہے کہ بادشاہ نے اس حال میں مجھ سے فرمایا کہ میری مملکت میں امرض
متضادہ ہم پہنچائے ہیں اگر ایک مرض کا علاج کرتا ہوں دوسرا مرض غالب ہوتا ہے اور تو نے کتب تواریخ بہت پڑھی ہیں اس بارہ
میں تیرے دل میں کیا پہنچتا ہے ضیا برنی کہتا ہے میں نے عرض کیا کہ ایک کتب تواریخ سے میں نے دیکھا ہے کہ اگر بادشاہ سے خلائی
متضر ہو مناد متعدد حادث ہو میں علاج یہ ہے کہ وہ بادشاہ اپنے بیٹے یا بھائی کو جو شایان سلطنت ہووے اپنا قائم مقام کرے
اور خود گوشہ گیری اختیار کرے اور اگر یہ کیسے ترک اُن محال کو کہ جو موجب تنفر خلائی ہوئے ہیں فراوے بادشاہ نے فرمایا میرا اسٹو
کا خزندہ کہ قائم مقام رہنہیں ہے اور میں سیاست ترک کر نیوالوں سے بھی نہیں ہوں کچھ ہو نیوالا ہو ہو مضر عہ شود و شود و نشور و گز
مشوچہ خواہر شد بعد بادشاہ کو نڈل میں جو کرناں سے پندرہ کوس جو مرض میں مبتلا ہوا اور قبل اسکے کہ کو نڈل میں پہنچے بلکہ جب
اسکے کہ ملک کبیر نے جلی میں وفات پائی تھی خواجہ جہان اور عماد الملک نائب وزیر الممالک کو دہلی کی طرف بھیجا اور خداوند
زادہ اور محمد دم زادہ اور دوسرے معارف نلوہ ہلی سے کو نڈل کی طرف طلب فرمایا اور جب سلطان کو نڈل میں پہنچا وہ نام
لوگ مع حرموں اور جمعیت ہاے لہو کا نہ کے پہنچے اور بادشاہ کی خدمت میں بہت سے لشکر آراستہ ہوئے اور
مرض نے بھی صحت پائی اُسکے بعد دیالپور اور ملتان اور اچھہ اور سیوستان سے کشنیاں ٹھٹھہ کی طرف طلب گئیں اور
کو نڈل سے روانہ ہو کر دریا کے کنارہ پہنچا اور طغی کے دفع کیواسطے مع لشکر اور انیال کے دریا سے عبور کر کے
دوسرے ساحل پہ فرود گشت ہوا اسوقت میں التون بہادر مع پانچھار سو اور مغل کے کد امیر تغریبن نے سلطان محمد تغلق شاہ کی
کمک کو بھیجا تھا پہنچا بادشاہ نے اُسے ن میں انواع مراحم اور الطاف خسروانہ مبذول فرمائے اور دہلی سے بقصد اخراج
ایک گروہ سومرہ کے کہ طغی حرا مجر پناہ ساتھ اُنکے لیکیا تھا ٹھٹھہ کی طرف نہضت فرمائی جب ٹھٹھہ سے تیس کوس مسافت
طو کی روز عاشورہ تھا روزہ رکھا اور وقت افطار پہنچا کھائی مرض تپ کے قبل اس سے رکھتا تھا عو و کیا اور باوجود اسکے
کشتی میں سوار ہو کر ساتھ کوچ متواتر کے چودہ کوس ٹھٹھہ کے پہنچ کر مقام کیا اور مرض لحظہ بہ لحظہ ترقی کرتا تھا اور اضطراب
اور تلوا سے عظیم پیدا ہوا غصہ تاریخ اکیسویں ماہ محرم ۸۵۷ سے سات سو باون ہجری میں کنارے آب مند کے پہنچا اور اُسی مقام
میں روزنامہ انکی حیات کا ساتھ رقم کل نفس والفقہ الموت کے مرقوم ہوا اور ایسی بجا باری اور قہاری اسیر خاک ہو کر بیوند
زین ہوا نظم زور گار اگر کام خویش برواری ۶ بر آفتاب اگر نام خویش بنگاری ۶ اگر بہ ثروت ساسا نیان رسی و گیان
دگر بچرخ فرازی علم زجباری ۶ چہ سود عاقبتش سیری و سپاری ۶ در یح کا خرازاں بگذری و بگذری ۶ اور یہ مرقبہ اسکے
فوت میں کہا گیا ہر شبہ مایہ زہر است شرب عالم را ۶ میوہ مرگست تخم آدم را ۶ اور حریف عدم قدم ورنہ ۶ کم زن ابن
عالم کم از کم را ۶ صبح محشر دمید و مادر خواب ۶ بانگ زنی خفتگان عالم را ۶ مان کد فرش فنا بگستر دند در نور دین
بسما خرم را ۶ رستخیزد و خیزد بار شکاف ۶ سفت ایوان طاق طارم را ۶ شاہ محمد بخت در دل خاک ۶
نیلگون کن لباس ماتم را ۶ پس بدست خردش ورتن دہر ۶ چاک زن ابن قبا سے معلم را ۶ اور بنید سلطان
محمد نے حالت تزع میں موزون کی تھیں نظم بسیار درین جہان طیبدم ۶ بسیار نعیم و ناز و دیدیم

اسپان بلند ہشتیم ترکان گران بہا خدیویم د کردیم بے نشاط آخر چون قامت ماہ نو خمدیم مدت اسکی سلطنت کی ستائیں برس تھی۔ ذکر وقائع سلطنت بادشاہ معظم مہذب فیروز شاہ بن سالار حب کتے ہیں ملک فیروز باریک بھتیجا سلطان عیث الدین تغلق شاہ کا تھا اور سلطان محمد اسکے مقدمہ میں نظر استخفاف اور ولیمہ کی رکھتا تھا جب وہ بادشاہ کی بیماری میں تیمارداری اور شرط حق خدمتگذاری بجالا یا اس حال میں عنایت اور شفقت بادشاہ کی اسکے بارہ میں ایک حصہ سے ہزار درجہ ہوئی ہنگام رحلت کے وصیت کی کہ ولیمہ یہ ہو اور یہ بیت پڑھی بیت تو سرسہ باشی نشانی شہی کہ من کردہ ام سرز بالین تھی کہ سلطان محمد تغلق شاہ کی بعد وفات لشکر میں فتور اور برہمی بیشمار واقع ہوئی ملک فیروز باریک نے بعضے اردو کو ضبط خلائی پر تعین کر کے متکفل مہات ہو اور صلاح وقت کے موافق اول التون بہادر اور وہ امرا جو امیر قرغن کے پاس سے مدد کیواسطے آئے تھے علی قدر تراب ہر ایک کو خلعت و انعام دیکر اجازت مراجعت دی اور فرمایا کہ بیوقت مناسب نہیں ہو مبادا تمہارے اور لشکر ہندوستان کے درمیان عنان نزاع معلوم کر کے ساتھ فساد کے منجر ہووے اولی وہ ہو کہ قبل کوچ کرنے سے ہم اور تم اردو سے برآمد ہو کہ روانہ ہووین التون بہادر کو یہ بات پسند آئی اسبیوقت خیمہ اور خرگاہ اکھاڑا اور کوچ کر کے پانچ کوس کے فاصلہ پر فرودکش ہوئے اور امیر نوروز گرگین و اما و ترش نے بن خان مغل کہ سلطان محمد تغلق شاہ کے عہد میں ہند میں آیا اور امرائے کبار کے سہلک میں منتظم ہو کر گفران نعمت اور کورنگی پر مکر باندھی تھی اسنے بھی اپنے آدمیوں کے ہمراہ کوچ کیا اور التون بہادر کے مقابلہ میں وارد ہوا اور کما بادشاہ ہندوستان فوت ہوا اور لشکر بے سروسامان ہوا اور بتک کوئی تخت پر نہیں بیٹھا اور لوگ دل پریشان رکھتے ہیں پس راہ سپاہ گرو کی وہ ہو کہ کل جب لشکر کوچ کرے ہم خزانہ پر جا پڑیں اور نقود اور جو اسیر سے جو کچھ دستیاب ہو لیکر اپنی ولایت کی طرف روانہ ہوں پس اسطرح بادشاہ کی وفات کے دوسرے دن کہ لشکر قافلہ کے مانند ہوسامان جاتا تھا اردو پر ہجرت لاکر چند صدوقی خزانہ کے کہ اوٹو سپر بار تھے متصرف ہوا اور لڑکے اور لڑکیاں بہت اسیر کر کے لوازم غارتگری میں تقصیر نہ کی اور اسراے سلطان محمد نے ہزار ترس و بیچ اردو کو سیوستان المعروف سہوان میں دیکھا کر نزول کیا اور اس شکیو صبح تک مشراط ہو شیاری میں مشغول ہو کر خواب و آرام اپنے اوپر حرام کیا لیکن دوسرے دن خدمت زادہ عباسی اور شیخ اشبوخ نصیر الدین محمود اور علی الملقب بچراغ دہلی اور دوسرے علما اور مشائخ اور امرائے کبار اور ارباب دخل سب اتفاق کر کے ملک فیروز باریک کے مکان پر گئے اور عرض کی کہ جو بادشاہ مرحوم نے ولیمہ کی آپکو تفویض فرمائی دوسرا اس امر عظیم الشان کے شایستہ نہیں ہو مناسب یہ کہ آپ مہات سلطنت کو معطل فرمائیے اور سریر سلطنت پر جلوس کیجیے ملک فیروز باریک نے اظہار غر حجاز اور زیارت حرہ میں تشریف کیا اور ہر چند غدر کیے مفید نہوئے آخر ناچار ہوا محرم کی تیسیوین تاریخ سنہ مذکور کو کہ بھاسکے بچاس اور چند مرحلہ عمر شریف اسکی سے طر ہوئے تھے تخت جہانداری پر جلوس فرمایا نظم مخالف شکن شاہ فیروز تخت پر بغیر وز فالی برآمد بہ تخت مد فیروزی دولت کامگار دستا طوائف تخت در روز گالا پہلے دن جلوس میں کئی ہزار شخص کہ مفسدان ٹھٹھ اور مغل کی قید میں پڑے تھے خرید کیے اور قسیرے دن نہایت شوکت و شان اور تزک و محل سے سوار ہوا اور حسیطہ سے کہ سوار اور مغل اور مفسدان ٹھٹھ دست اندازی کیواسطے آئے تھے دستگیر ہوتے تھے یا جان سے مارے جاتے تھے چنانچہ کئی شخص سرداران مغل سے گرفتار ہو کر سزاے اعمال کو پہونچے نظم ہلے چتر ہا یوں اوچو بال کشادہ ازین سبب کہ چند دعوی بازی چنان سہا خت جہان را ہواے معدنش کہ از طبیعت اخلاص اور فست

ناسازی، مامین نور وزیر گین اور القون بہادر اور دوسرے صلاح توقف میں نہ کیونکہ انہوں نے اپنے ایک کپڑے دو طرفہ طور پر
 مردم ٹھٹھہ جو طعی کی تحریک سے فتنہ اور فساد میں تقصیر کرتے تھے یہ بھی اپنی حد سے دانستہ قدم اندازہ سے باہر نہ رکھتے تھے اور خدائے
 جلوس سلطان فیروز شاہ کا مبارک ہوا احسان جان اور مال کا انہیں ثوابت ہوا اور اسکے بعد ساتھ کوچ متواترہ کے سیوستان
 سے قلعہ بھکر میں آیا امر اور لوگ اور مشائخ اور علما کو ساتھ انعام سپہ خلعت و تمشیر اور بیگے کے نوازا اور سیطور سے
 سیوستان اور بھکر کے باشندوں کو بھی انعام فراوان عنایت فرمایا اور اشلہ بادشاہان ضبہ کی مقرر رکھ کر اسکے جاری کرنے کیواسطے
 فرامین صادر فرمائے اور وہ لوگ کہ جو قندھار اور سیستان اور خراسان اور عراق اور مصر اور بغداد سے درگاہ سلطان محمد میں
 حاضر ہو کر انعام اور احسان کے منتظر تھے ہر ایک کو علی قدر مراتب انعامات دیکر پھر رخصت مراجعت او طمان دی اور
 خداوند زادہ عماد الملک اور امیر علی غوری کو طغی طائی کے تدارک کو روانہ کر کے خود اچھ کپڑے متوجہ ہوا اور وہاں کے
 ائمہ اور اہلالی کو بھی رہین احسان کر کے وظیفہ مقرر کیے ناگاہ خبر پہنچی کہ احمد لایا الخا طاب سجادہ جہان نے جو سلطان محمد تغلق
 شاہ سے نسبت خویشی رکھتا تھا اور عمر اسکی نوے برس سے متجاوز تھی دہلی میں چھ برس کے لڑکے جمہول النسب
 کو ساتھ سلطان محمد کے نسبت دی اور بادشاہ عیاش الدین محمد نام رکھ کر بادشاہ بنایا ہوا ایک خلق کو اطاعت کیواسطے دعوت
 میں فراہم کیا ہوا اور معرکہ ہم جو پنجاب یا جو سلطان فیروز نے اسبات، کاکمان اسکی عزافت اور حماقت پر کر کے سیف الدین شمعہ پل کو مع
 فرومان غفود نصیحت اسکے پاس بھیجا اور وہاں سے کوچ کر کے جب دیہا پور میں آیا خلق کی آسائش کیواسطے چند روز توقف فرمایا اور وہاں سے
 بھی باہر ہوئی تمام اجداد میں پہنچ کر زیارت مزار شیخ فرید الدین قدس سرہ میں سرفراز ہوا اور انکے خاندان کی بہت تعظیم کی اور
 نجاوردن اور مستحقون اس قبیلہ کو نوازشیں کیں اور جب اجداد میں سے ایسی ہوا ملک قبول عماد الملک وزیر الملک نے اپنے علاقہ سے
 آنکر ملازمت کی اور ساتھ خلعت مرصع کے مخصوص ہو کر منصب وزارت کل ممالک پر منصوب ہوا اور خطاب خانجہانی پاکر گنگرہ اسکے
 مرتبہ کا فلک الافلاک سے گذر اور جب بادشاہ اطراف ہانسی میں پہنچا احمد یا رسید جلال الدین ترمذی اور ملک حمید الدین چھو
 اور مولانا غم الدین نے اپنے شانہ زاد وادوخان کو ہمہ رسالت فیروز شاہ کے پاس بھیج کر پیغام دیا کہ اب تک سلطنت سلطان محمد تغلق
 شاہ کے خاندان میں ہر قرار ہوا اگر وہ خداوند تخت و تاج ساتھ ابن سلطان مرحوم کے رجوع کر کے خود ساتھ ہم بنایت
 کے پرواخت امور ملکی کرے پسند طباہ مستقیم ہوگا فیروز شاہ نے جمیع اعیان درگاہ سلطان محمد تغلق شاہ کو حاکم کر کے
 کہا کہ تم سلطان محمد کے محرموں اور نزدیکوں سے تھے اگر اس سے کوئی فرزند باقی رہا ہو تو اسے تخت پر بٹھا کر ہم اسکی
 اطاعت میں مشغول ہوں صبت متفق اللفظ والمعنی ہوئے کہ سلطان محمد تغلق شاہ کا کوئی فرزند نہیں اور ارث اور وصیت کے
 موافق سلطنت اور بادشاہی تغلق کی ساتھ خداوند نعمت کے راجع ہوئی اور جو مشائخ اور علما سے مثل شیخ محمد نصیر الدین
 او دھی اور مولانا شمس الدین باختری کہ اس مجلس میں حاضر تھے استفسار کیا مولانا کمال الدین نے کہا جس شخص نے اس کام کو
 اول شروع کیا ہوا اولی تر ہم ہیں اس صورت میں مولف کہتا ہوں کہ اس جواب سے ایسا واضح ہوتا ہو کہ وہ لڑکا
 سلطان محمد تغلق شاہ کا تھا کسواسطے علمائے گواہی ساتھ سلب اولاد و ذریعہ نہیں دی اور اس سے ساکت ہو کر
 مسئلہ اور میان میں لائے علی حال بادشاہ نے مولانا احمد لایا کو نگاہ رکھا اور داؤد خانہ زار اور مولانا زادہ کو جو جملہ مولوں سے
 تھے اسکے پاس بھیج کر ساتھ کلام نصیحت امیر کے ہدایت فرمائی اور بعد پہنچنے داؤد خانہ زادہ کے جو اکثر امرا مثل ملک تھو خاں
 و ملک حسن طغانی وغیرہ کہ احمد لایا سے موافقت کر کے نہ خطیر اپنے تصرف میں لائے تھے بادشاہ کے استقبال کے واسطے

دور کر تشکیہ شاہی میں جاے اور سیوقت خبر قتل ملکہ طغی کہ طغیان کر کے گجرات کی طرف بھاگا تھا پہونچی اور اسی چند روز میں شہزادہ فتح خان بلدہ فتح آباد میں پیدا ہوا اور سب طرف سے آثار اقبال اور فیروزی اسکے ظاہر ہونے لگے احمد یار نے سمجھا کہ کوئی کام پیش بخانیکا پس از دسے عجز و اضطراب ارادہ ملازمت کر کے اشرف الممالک حلبی اور محمد حسین میر میران کو در خواست معفو گناہ کے واسطے بادشاہ کے حضور میں روانہ کیا اور بادشاہ نے جان کی امان دی احمد یار مع اپنے توابعین سر ملے مخلوق یعنی موندے ہوئے برہنہ کر کے اور گنگہ بان گردن میں ڈال کر ملازمت میں پہونچا بادشاہ نے احمد یار کو ہانسی کے کوتوال تفویض کیا اور ملکہ خطاب کو جو اعوان سے تھا سر ہند کی طرف بھیجا اور شیخ زادہ بسطامی کو اخراج فرما کر دوسری تاریخ سات سو باون ہجری میں خود بدولت نے دولت و سعادت سے قدم تخت بادشاہی پر رکھ کر عدل و احسان کا مژدہ خاص و عام کو پہونچا یا چنانچہ تمام رعایا و بریائے فائز المرام ہونے سے رغبت و امید اور اسودگی ادنی و اعلیٰ میں پیدا ہوئی نظم چہرہ پتہ مست کہ اقبال در جہان افگندہ چہ غلغلست کہ دولت در آسمان افگندہ و عذاب و کوب شاہیست یا سپہیست کہ بوسے امن و امان در مشام جہان افگندہ اطوار ارکان دولت کو ساتھ خطاب اور مناصب ارجمند کے سر بلند کیا شیخ صدر الدین ولد شیخ بہا الدین زکریا کو خطاب شیخ الاسلامی دیا اور خداوند زادہ قوام الدین کو بہ خطاب خداوند خانی خطاب کر کے عمدہ و کیلداری تفویض فرمایا اور ملک تاج خان کو نائب و کیلداری اور سیف الملک کو شکاریگی اور خداوند زادہ عماد الملک کو سلاح دار انکاسر دار کیا اور اس عہد میں جو شخص کہ دو دمان سلاطین غور سے تھا خطاب خداوند زادہ پاتا تھا اور جو کہ خاندان خلفائے عباسی سے تھا ساتھ محمدوم زادہ کے لقب ہوتا تھا اور یہی الملک مشرف یعنی داروغہ دیوان ہوا اور ملک حسین میر میران نے استیفاے کل پایا و صفہ کی پانچویں تاریخ سات سو تیرہ ہجری کو بادشاہ نے بطریق سیر و شکار کوہ سر مو کی طرف عمان غریب معطوف فرمائی اور اکثر اس طرف کے زمینداروں نے ملازمت سے شرف ہو کر حلقہ بندگی کا زیب گوش کیا اور غاشیہ خدمت کا دوش پر اٹھایا اور روز دوشنبہ یعنی تیسری جمادی الاول سنہ مذکور کو شہزادہ محمد خان دہلی میں پیدا ہوا سلطان فیروز شاہ نے جشن کر کے خلایق کو ساتھ انعام اور الطاف کے بہرہ ور کیا اور سات سو چوہن ہجری میں دامن کوہ کلا تور میں شکار کر کے نیلگام معاودت عمارات عالیہ لب آب شریقی پر بنا فرمائی اور ماہ شوال سنہ مذکور میں خان جہان کے تیلن اختیار تمام دیکر شہر میں چھوڑا اور خود مع لشکر گران لکھنؤ کی غریبیت کی اور اس سفر سے غرض یہ تھی کہ سر حاجی الیاس کو کہ وہ شمس الدین شاہ نام اپنا رکھنا چاہتا تھا جس تک متصرف ہوا تھا دفع کرے حسبوقت گو رکھپور کے قریب پہونچا اور دس سنگھ مقدم و ہانہا خدمت میں آیا اور پیشکش لائق مع دوزخیر فیل گذرانگہ مور و انعام خاقانی اور مصدر مراحم سلطانی ہوا اور اسے گو رکھپور نے بھی خراج چند سالہ داخل کیا اور دونوں سلطان کی ملازمت میں روانہ ہوئے اور جب حدود بندھوہ میں کہ محل قمر حاکم بمگالہ تھا پہونچا الیاس حاجی اسے چھوڑ کر کدالہ کی طرف کہ ایک موضع نہایت استحکام میں واقع ہوا اور وہ ایک جانب آب اور دوسری طرف جبل رکھتا ہوا سین جا کر پناہ لیگیا بادشاہ نے بندھوہ کے باشندوں کو مضرت نہ پہونچائی اور وہاں سے آگے بڑھا اور بیچ الاول کی ساتویں تاریخ کو کہ الہ میں پہونچا اور اسی روز جنگ عظیم واقع ہوئی اور انیسویں شہر مزبور کو لشکر سلطان شہر سے جدا ہو کر اب گنگ کے کنارے فروکش ہوا ربيع الآخر کی پانچویں تاریخ کو عقبوت اردو کے سبب چاہتا تھا کہ تغیر منزل کرے جو یہ نفس نفیس سوار ہو کر جستجو سے جاے مناسب کرتا تھا حاجی الیاس مخاطب شمس الدین شاہ ساتھ خیال اسکے

کہ سلطان اعظم معاویہ سوار ہوا تو اسوا سبط بقصد جنگ حصار سے برآمد ہو کر دست آورستہ کی اور حرکت تدوچی کر کے پھر قلعہ میں بھاگا اور جو اسیں نہ خیر فیل اور چتر اور علم اور اسباب شامی اور چشم اسکا سلطان کے ہاتھ آیا اور پیادہ بہت مار گئے ایک جماعت کثیر اسیر ہوئی اور سلطان نے دوسرے دن وہاں مقام کر کے حکم دیا کہ اسیران بلاد لکھنوتی کو رہا کرین اور جو مومک برسات آ پہونچا تھا اور ولایت بنگالہ میں باقی اسقدر ہوتی ہو کہ اس فصل میں کاشتکار کشتکاری سے نہایت متعذر ہوتے ہیں بادشاہ نے فرمایا جو میں نے فتح کر کے اسباب اسکی سلطنت کا لیا دوسرے سال اُسکے دفع کیواسطے اُوٹکا پھر صلح گو نہ درمیان میں لا کر اور اسیران بلاد لکھنوتی کو رہا کر کے علم معاویہ کا دینی کی طرف بلن کیا اور شہ سات سو پچیس ہجرت میں قریب دہلی کے شہر فیروز آباد کناسے نہروں کے احداث کیا اور شعبان کی بارہویں تاریخ شہ سات سو پچیس ہجرت میں دیا پیور کی طرف شکار کیواسطے گیا اور ایک نہر بڑی آب ستیج سے کھودوا کر جو پھر تاک لڑتالیں کو بس ہو لیا گیا اور شہ سات سو ستاون ہجرت میں کوہ مندوی اور سر مور کی طرف دریائے جون سے ایک ندی جدا کر کے سات نہریں بنائیں اور جمع کر کے بانسی میں پہونچائیں اور وہاں سے اس میں کی طرف لیجا کر ایک قلعہ مستحکم بنا لیا اور اس قلعہ کا فیروز رکھا اور اس قلعہ کے نیچے ایک تالاب کھود کر آب نہر سے پُر کیا اور ایک ندی اور آب لکھوئے کی پچاس ہزار سہ سٹی سے گذر کر نہر سر کھترہ میں پہونچائی اور ایک شہر وہاں بنا کر کے فیروز آباد نام کیا اور ایک نہر اور جون سے کھینچ کر اس شہر کے تالاب میں ڈالی اور ماہ دیکھ سنہ مذکور میں خلعت اور فرمان خلیفہ عباسی مصر الحاکم بامر اللہ ابو الفتح ابو بکر بن ابی ربیع سلیمان متضمن تفویض مالک ہندوستان اور سفار ش بادشاہان ہند دکن کے آیا اور اسی جیسے میں ابھی حاجی الیاس المخلص طلب شمس الدین شاہ لکھنوتی اور بنگالہ سے پہونچا اور پرایا اور تحف اور نقایس بہت درگاہ میں لائے اور صلح کی درخواست کی بادشاہ بھی اس امر پر راضی ہوا اچھوین کو بعزت و حرمت رخصت کیا اور اس تاریخ سے بنگالہ اور دکن سلاطین دہلی کے تصرف سے باہر گیا ساتھ پیشکش کے کتفا کی اور شہ سات سو اٹھاون ہجرت میں ظفر خان فارسی ستارگانوں سے آنکر نائب وزیر ہوا اور شہ سات سو اٹھ ہجرت میں شمس الدین شاہ نے بنگالہ سے چند نفر امر کو برسم رسالت مع منہقات اور تحف شایستہ کے درگاہ بادشاہی میں بھیجا چنانچہ وہ درجہ قبول میں آیا اور بادشاہ نے بھی خوش کئے گئے تازی اور ترکی اور اقمشہ نفیسہ کے واسطے ارسال رکھا لیکن اُسکے پاس نہ پہونچا کسواسطے کہ جس وقت اشیائے مرسولہ بہار میں پہونچیں شمس الدین شاہ کے فوت کی آئی اور اُسکا بیٹا سکندر خان قائم مقام اُسکا ہوا بادشاہ نے حکم کیا کہ تحف و پرایا کو درگاہ میں بھیجیں اور گھوڑے مواجب کے عوض سپاہیان بہار کو دیوین اور سلطان بھی سنہ مذکور میں ہمانہ کی طرف شکار کیواسطے گیا اور وہاں سنا کہ منغل کی جمعیت و پیالپور تک آئی ہے سلطان نے ملک قبول پردہ دار کو مع لشکر کثیر اُسکے دفع کیواسطے روانہ کیا اور مغلوں نے اُسکے پہونچنے تک اپنا کام کیا یعنی ولایت کو تاراج کر کے اپنے اماکن کی طرف مراجعت کی اور شہ سات سو ساٹھ ہجرت میں بادشاہ لکھنوتی کی غیبت کر کے روانہ ہوا اور خان جہان کو دہلی میں چھوڑا تاہم اُن کا خیال کو سرحد غزنین کا شہدار کیا اور جب ظفر آباد میں پہونچا برسات شروع ہوئی اُس مقام میں مقام کیا اسوقت شیخ زادہ بسطامی کہ حسبوقبل اس سے اخراج کیا تھا آیا اور خلیفہ مصر سے خلعت لایا اور اعظم الملک خطاب پایا اور اُسی عرصہ میں ابھی بادشاہ کی طرف سے سکندر خان کے پاس گیا اور اُنھیں دکن میں ہمراہ حاجب سکندر خان مع پانچ زنجیر فیل اور تحف و پرایا درگاہ میں آیا لیکن کوئی اثر اُسپر مترتب نہوا بادشاہ برسات کے بعد لکھنوتی کی طرف متوجہ ہوا اور اسوقت شہ زادہ فتح خان کو

مرا ہوا سر اور ماتھی نامی دیگر خطبہ اُسکے نام پر تھا اور گرسنگہ پراسکا نام جاری کیا اور اُسکے واسطے بارگاہِ علمیہ تیار کر کے فراخ خانہ اور حیر محل اور تمام آثارِ سلطنت کے دیگر امور و منصبدار بہت اُسکے مطیع کیے اور اتالیق اور تابک اور قاعدہ دان اُس پر مقرر کیے وہ شاہزادہ بادشاہ جو منہ سوس کے ہوئے اور تمام لوازم طفلی سے پہنچ کر کے صبح سے چاشت تک اور شام سے ایک پر رات تک لکھنے پڑھنے میں مشغول رہتا تھا اور درمیان سواری اور مجلس داری کے نہایت کمکنت اور وقار ظاہر کرتا تھا اور غلط کہ اربابِ ذہل اُسکی خدمت میں معروض رکھتے تھے ساتھ حسن وجہ کے فیصل دیتا تھا جیسا کہ سبب حیرت دی العقول کا ہوتا تھا ایک دن خواجہ شمس الدین غلبہ کیا چاہا کہ مکتب سے اُسکے محل خاص میں جاوے اور آسائش کرے اسوقت ایک سیرال نے سر راہ آکر غریبی کی کہ میرا شوہر اور بیٹا سنا کا نوٹسے قدر سے قناری خرید کر کے برہم تجارت اردو کے سلطان آج آتے تھے رہنمون نے انکو اس وقت لکھ لیا سے سبکبار کیا اور جب یہ بیچارے کمال غارت زرگون کے اطراف گذرے تو بیٹے مروان شہزادی نے جلالتِ ماسوی انہیں گرفتار کر کے محبس میں مقید کیا تو اور جہان کو انکی مفارقت سے مجھ پر گم گئی ایک شاہزادہ نیکیخت نے اُنکی سیف کے سوزوگ از پر نظر تو رحم مبذول فرمائی اور ارشاد کیا اگر تو اس قول صادق پر دو شخص بیغرض لاؤ تو گواہی دیں کہ وہ سوداگر تھے نہ جاسوس ضعیف نے کہا گواہ بہت ہیں لیکن میرے آنے جانے میں عرصہ ہو گا اور دوسری مرتبہ شاہزادہ کی خدمت میں رسائی مشکل ہوگی شاہزادہ ہنسنا اور فرمایا میں یہاں ٹھہر رہا ہوں تو جاپنے گواہوں کو لا کئے ہیں کہ مقربان شاہزادہ کی ایک جماعت نے ضعیف کے جاتیکے بعد عرض کی کہ آفتاب میں ایسا نادر ہونا مناسب نہیں ہو سادہ بین فلان وقت کے نزدیک جو حکمرانِ ستراد سے بیٹھے شاہزادہ نے جواب دیا کہ میں نے اُس ضعیف سے وعدہ کیا ہو کہ میں تیری مراجعت تک یہاں ایسا رہوں گا وعدہ خلافی نہ کرگز نہیں کر سکتا پس اسقدر آفتاب میں ایسا نادر رہا کہ پیرن اُلی اور گواہ مقبول الشہادت گذلے اسوقت سیرال کو ہمراہ لیکر باپ کے دربار میں گیا دیکھا بادشاہ استراحت فرماتا تھا دیوانخانہ میں بیٹھ کر اسقدر انتظار لیکر گیا کہ بادشاہ خواب سے بیدار ہوا تب سرگزشت ضعیف کے نظم کی اور گواہوں کی کیفیت مسامحہ قدسی جماع میں پہنچی اور اُسکے شوہر اور فرزند کو آزاد کیا اُسکے بعد اپنی منزل میں تشریف لیا کر طعام چاشت عصر کیوقت تناول فرمایا اور جب سلطان فیروز شاہ خضر آباد سے بندہ کی طرف پہونچا سکندر خان اپنے باپ کے طور اکرام میں قلعہ بند ہوا اور جب وہ عاجز اور تنگ ہوا اڑتالیس زنجیر فیل اور تحف و نفائس بیشمار پیشکش کر کے التماس صلح کی اور وہ قبول ہوئی اور بادشاہ جو پہونچ کر طرف روانہ ہوا اور دوسری برسات وہاں آخر کی پھر جا جنگری طرف عنانِ غریمت معطوف فرمائی جب سکرہ میں پہونچا اس ولایت کو تاخت و تاراج کیا والی اُس ولایت کا راسہ سرو میں مقام در دست کی طرف بھاگا اُسکی بیٹی شکر خاتون نام گرفتار ہوئی بادشاہ نے اُسے اپنی دختر لیکر فرزند دی میں لیا اور محافل فرمائی جبدم کہ آبِ ہندی سے عبور کر کے شہر بنارس میں کہ راسہ جا جنگر کا مسکن تھا پہونچا کہ وہاں کتا لنگ کے سمت بھاگ گیا بادشاہ نے علم معاودت بلند کیا راسہ بھر بھانپوئے کہ جو گذر قافیہ پر واقع ہوا تھا ستینیس زنجیر فیل سے تحف نصیبہ از مال کر کے انان چاہی بادشاہ اسطرف سے جب پداوتی میں کہ جنگل باغی کا جو ستینیس بھی ہندو گرفتار کیا اور باغی کہ زندہ دستیا ب نہوئے تھے ہلاک کیا اور ملک ضیاء الدین شہدی نے جو سلطنت امرامین انتظام رکھتا تھا بدبہرہ پر باغی موزوں کی رباعی شہزادی کی خدمت دولت پائندہ گرفتار اطراف جہان جو مہتر ہند گرفت از ہر شکار فہل و جا جنگر و مو فیل کشت دشتی و زندہ گرفتار بادشاہ راہِ حجب شہادت سو با شہر ہجر میں سا لہا خانہ

دہلی میں پہونچا سنہ ۸۷۱ء کے ایک پہاڑیوں کے اسکے درمیان سے پانی بہا رہا تھا اور نہر بنی گئی مگر تاہم اس نہر کو سرستی کہتے ہیں اور اب سرستی کے اس طرف ایک ندی ہے کہ اسکو سلیم کہتے ہیں الہیہ العظیم کہ درمیان اس دو آب کے حامل ہو کہ وہ اب اب سرستی اس ندی میں گری اور وہاں سے سرہند اور منصور پور میں پہونچے وہاں سے سنہ ۸۷۱ء میں آئے اور وہیں جاری رہے مگر اس طرف سوار ہوا اور حکم کیا کہ چاس ہزار سید جمع کر کے اس نہر اور ندی کے کھودنے میں مصروف ہووے چنانچہ درمیان اس نہر کے بڑیاں مٹھی اور آدمیوں کی ظاہر ہوئیں اور بڑیاں کو مٹی کے ہاتھ کی تین گز کی تھیں کچھ انہیں تھمر ہو گئی تھیں اور کچھ انہیں استخوان تھیں اور اسی وقت سرہند کو جو دراصل داخل سامانا تھا جدا کیا اور دس کوس سے سامان تک داخل سرہند کر کے ملک ضیاء الملک اور شمس الدین ابورجا کے حوالہ کیا اور وہاں ایک قلعہ تعمیر کر کے فیروز پور نام رکھا پھر نگر کوٹ کی طرف متوجہ ہوا جب دامن کوہ میں پہونچا لوگ برف لائے بادشاہ نے فرمایا کہ جب وقت ہمارے خداوند نعمت سلطان محمد تغلق شہا بدوم نے یہاں نزول اجلال فرمایا تھا اور شربت برف اس کے واسطے لائے تھے جو میں حاضر نہ تھا اپنے بھی شربت کی طرف میل نہ کیا تھا لہذا حکم دیا کہ چند فیصل و شربت بار مصری جو کہ ہمراہ ہو شربت برف کر کے بیاد سلطان محمد تغلق شاہ تمام لشکر میں تقسیم کرو پھر راجہ نگر کوٹ کا بعد محاربہ اور مجادلہ کے مع توابعین خدمت میں حاضر ہوا اور زرین پوش خدمت کا دوش پر اٹھایا بادشاہ نے اسے نوازش فرمائی اور نگر کوٹ کو بنام سلطان محمد تغلق شاہ مرحوم ساتھ محمد آباد کے موسوم کیا اور اس وقت شہنشاہ کی عرض میں پہونچا کہ سکندر ذوالقرنین جب وقت کہ یہاں آیا تھا برہمنوں نے نوشتہ کی صورت بنا کر اپنے مکان میں رکھی ہو اور اب وہ معبود اس دیار کے باشندوں کی ہو اور ایک ہزار اور تین سو کتاب براہمہ سے اس تہ خانہ میں ہیں کہ ساتھ جالاکھی کے اشتہار رکھی ہو بادشاہ نے اس گروہ کے علما طلب کر کے انہیں سے بعض کتب کا ترجمہ کیا انرا نجاء اغزال دین خالد خانی کہ شعرا اس عصر سے تھا ایک کتاب حکمت طبعی اور شگون اور قانون میں سے سلک نظم میں کھینچ دلائی فیروز شاہی نام رکھا ہو اور قسم جو خدا کی وہ ایک کتاب ہو متضمن اقسام حکمت علمی اور عملی کی اور بعض کتب میں منطور ہو کہ سلطان فیروز شاہ بار بک نے نگر کوٹ کے تمام بت توڑے اور گوشت مادہ کا د کا توڑہ میں کر کے براہمہ میں کی گرون میں باندھ کر رو میں پھیر آیا اور صورت نوشاہ کی مع ایک لاکھ تنگہ کے مدینہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھیجی تو اس صورت کو زائون کے شاعر میں پیوند زمین کی اور زلف مجاہدوں اور مستحقوں کو تقسیم کیا اور بادشاہ گریوٹ کے بعد فتح غنیمت دلائت سند کر کے ٹھٹھہ کی طرف متوجہ ہوا اور جام مالی میں جام غفرہ نے جو پشید شاہ دہلی کا مطیع تھا باغی ہو کر قلعہ کو مقبوض کیا اور بادشاہ نے چند مدت اس کا محاصرہ فرمایا جب غلہ اور غلت نے قوت پزیر پیدا کی اور موسم برسات کا قریب ہوا گجرات کی طرف گیا اور برسات دہان بسر کی اور ظفر خان کو گجرات کی امارت پر مقرر کیا پھر کوچ متواتر سے ٹھٹھہ میں آیا جام مذکور نے اس مرتبہ امان طلب کر کے ملازمت حاصل کی بادشاہ اسے مع جمیع مقدموں ٹھٹھہ کے دہلی میں بیگیا اور ایک مدت کے بعد پھر اس پر تہم کر کے ٹھٹھہ میں بھیجا اور سات سو چوبتر ہجری میں ملک مقبول خان خان جہان نے اس دار فانی سے رحلت کی اور جو نا شاہ اس کا بیٹا سا تھا اس خطاب بلند آوازہ ہوا اور سات سو پچھتر ہجری میں ظفر خان گجرات میں فوت ہوا اس کے بڑے بیٹے دریا خان خطاب ظفر خانی پایا اور باپ کا جانشین ہوا اور صفر کی بارہویں تاریخ سات سو پچھتر ہجری میں فلک کی بھری اور عتدا پنا ظاہر کر کے سلطان ملک فیروز باریک کو ساتھ مرگ فرزند دلہندا سکے فتح خان کے کہ شاہزادہ جیٹال تھا

قرین رنج و الم کیا اسکی پشت طاقت کو بار غم سے خم کیا اور جو صبر کے سوا کوئی علاج اُسکے کفِ غمتیا میں نہ تھا آخر کار غسل و کفن دیکر
 تابوت میں رکھا اور صندوقِ نعش اٹھا کر سبز بفت کی چادر اُسپر ڈالی سر ڈالنے کی طرف سہرا لٹکایا شا میانہ اوپر کھینچا
 دابنے بائیں سپاہ بالباس سیاہ تلوار بن کھینچے حالِ زبون نشانِ سب سرنگون فوج کے سردار بلان خنجر گذار اُنکی پوشاک
 میلیگون آنکھیں جیسے جو سے خون جنازہ کے ساتھ ہوئے آخر کار بادل افکار جوانِ نہ جہیں کو اپنے خطیرہ میں پیوند زمین
 کیا جوانِ پیٹے کے مرینکا سبکو غم ہوا ہیبت گر پیر نو سالہ بھیر و عجیب نیست \times این نام سخت است کہ گویند غوان مرد \times
 اُکی ماں اور نوٹڈیوں کے بیان کا زبانِ قلم کو یارِ انہیں بلواس عام تھا قیامت کا قیام تھا خلاصہ یہ کہ مرا سم تعزیت بچلایا
 اور کمالِ حال کے سبب لال کو طرح کا ہیروہ پشتِ خمیدہ ہوا سایہ التفات امورِ سلطنت سے اٹھایا نہایت ملول و مغموم
 رہتا تھا اُسکے ماتم میں اٹھ پر گریہ و زاری کرتا تھا امر اور اعیان درگاہ سرزمین پر رکھکر عرض گزار ہوئے کہ رضا بقضا کے
 سوا اس واقعہ کا کچھ علاج نہیں ہو اور امورِ شاہی میں بے التفاتی اس سے زیادہ مناسب نہیں دیکھتے اور اُس شاہِ دانا
 نے مخلصانِ دوخواہ کی التماس قبول کی احوالِ سلطنت میں مشغول ہوا اور رفعِ کلفت کیواسطے نشا طہ شکار کی رغبت کی
 اہنی دہلی کے اطراف میں دو تین فرسنگ دو طرف دیوار بن کھینچکر اشجارِ سایہ دار جھلائے اور اُسے شکار گاہ مقرر کیا چنانچہ اس
 زمانے تک اثر اُنکا باقی ہو اور ستمِ سات سو گھنٹہ ہجری میں خواجہ شمس الدین و امغانی نے عرض کیا کہ عمالِ گجرات کے
 اس ولایت کا حاصل تہذیب و ادب انکی گماشتوں سے اظہار نہیں کرنے ہیں اسصورت میں ترغیوہ سوغیل اور چالیس لاکھ تنگہ
 اور چار سو غلامِ حبشی اور ہندی اور دو سو گھنٹے تازی اور عربی جمیع گجرات پر اضافہ کر کے متعدد ہوتا ہو کہ ہر سال خزانہ عام میں
 داخل کریگا بادشاہ نے فرمایا کہ اگر شمس الدین اور چار جو ظفر خان کا نائب یہ اضافہ قبول کرے گجرات اُسکے تفویض ہو جائے
 قبول نہ کیا خواجہ شمس الدین و امغانی کو بٹکاندین اور چندول نقرہ مرحمت فرما کر بجائے ظفر خان گجرات کی طرف نصبت کیا اور جب
 وہ اُس اضافہ کے عہدے سے جو قبول کیا تھا عاجز ہوا اور اظہارِ خلاف کیا عمالِ گجرات نے کہ اُس سے نہایت بخیدہ تھے
 امیرانِ صمدہ سے اتفاق کر کے اُسے قتل کیا اور سر اُسکا جدا کر کے دربار میں بھیجا اور سلطان فیروز شاہ باریک کے عہد میں کوئی
 شخص حکام سے شمس الدین و امغانی کے سوا باغی نہوا اور اُسکے قتل ہونے کے بعد گجرات کی حکومت بنام ملکِ مفرج جو ملک خواران اور
 پرورش یافتگان اُس دولت سے تھا مقرر ہوئی اور حضرت الملک خطاب پایا اور بادشاہ نے اُس قضیہ کے بعد سرحدوں کو
 امر سے معتبر کر کے سرحد کے خطِ جمع کی چنانچہ گڑھ اور صوبہ اور اطراف اُسکے ملک شمس الدین سلیمان ابن ملک مردان دولت کو دیے
 اور اقطاعِ برودہ اور سندلیہ اور کول کو مسام الملک کے حوالہ کیا اور اقطاع جو نیور اور ظفر آباد ملک جو کونو محبت فرمایا اور
 پنجاب سے سرحد کابل بر سے درویش نصیر الملک و لد ملک مردان دولت کے مفوض کیا الغرض سلطان کے عہدِ آخر تک کوئی اسکے
 نوکروں میں سے مصدعِ عہدیان نہوا اور ستمِ سات سو تاسی ہجری میں زمینداران اور مقدمان پر گنہ اٹا وہ نے
 بغاوت پر کمر باندھی بادشاہ غضبِ ناک ہوا اور یہ نفسِ نفیس وہاں گیا اور وہ بھی جنگ پر آمادہ ہو کر مفرود
 ہوئے اور بیت اُس جماعتِ حرام خور سے اسیر اور دستگیر ہوئے اور اپنے اعمالِ زشت کا انتقام پایا اور
 بادشاہ نے اٹا وہ و لہلی اور دیتلانی میں جس مقام میں رہا ہوا ایک قلعہ محکم تیار کر کے مردمان کا رگزار کے سپرد کیا اور بھاد
 فیسری مستقر دولت ہو کر جمعیت فرمائی اور ستمِ سات سو کا سہی ہجری میں سمانہ کی طرف غرمت فرمائی اور جب جو ہنہ
 خا بھنجان کہ حاکم اس ولایت کا تھا بیشکش اسے لائقِ گذرانکر ساتھ مہراحم فراوان کے مخصوص ہوا بادشاہ انبالہ

اور شاہ آباد سے گزر کر کے دامن کوہ سہارن پور میں آیا اور سردار کے راستے اور دوسرے راؤن سید شیکیش لائق لیکر دہلی کی طرف معاد
کی اور شاہ مقدمہ کچھ موسوم کچھ گو حکم بدراؤن نے سید علاء الدین اور سید محمود کو اپنے مکان میں مہمانی کے جانے سے طلب کر کے
تغفلت کیونکہ ساتھ شمشیر غدر کے قتل کیا بادشاہ نے غضبناک ہو کر تیاری سفر اس طرف کی کی اور ابتدا سے سترہ سات سو بیسی
ہجری میں دارالملک سے کوچ کیا جب کچھ کا نواح محل نزول لشکر فیروزی اثر ہوا فوج نے حسب علم آتش نیب و غارت
اس شہر کے مظلوموں کے مکانات میں ماری اور قتل میں کفار اشرار کے اس قدر کوشش کی کہ ارواح سادات شہید شفاعت کی واسطے
آئینہ اسواہٹے کہ کمر کو خاک کر کے یوں کے پہاڑ پر گیا تھا غازیوں کی تاخت کا صدر مدہ رعایا اس طرف کی شامل ہوا قریب تیس ہزار نفر
کے علاقہ عبودیت میں گرفتار ہوئے اور کچھ گوسیماب کے مانند ان پہاڑوں کے شکاف اور شعاب میں پوشیدہ ہوا اور کسی شخص نے
اس نشان زندہ یا مردہ کا نہ دیا اور برسات قریب ہوئی رایات طفرایا شہنشین میں آنکر مرکز اصلی پر معادوت فرمایا اور
ملک داؤد خان افغان کو نہایت بزرگ کر کے سنبل میں مقرر فرمایا اور حکم کیا کہ ہر سال تہر و غصب سے ولایت کچھ میں داخل ہو کر
کوئی دقیقہ خرابی سے بچوڑے اور اب بھی سترہ سات سو بیسی ہجری سے ہر سال دہلی سے سنبل کی طرف شکار کیواسطے جانا چو کچھ
ملک داؤد خان افغان نے نہ کیا تھا وقوع میں لاتا تھا جیسا کہ انی سنوات میں ایک جریب زمین تہر و نہوئی اور کوئی شہنفس
ایک رات اپنے کچھ میں جہن سے نہ سو یا اور اس کے عوض میں سید اور کسی ہزار ہندو قتل ہوئے اور سترہ سو کو زمین ایک قلعہ نہایت مضبوط
موضع بسبوی میں کہ سات کوس بدراؤن سے ہوتا کر کے اسکا فیروز پور نام رکھا لیکن خلق ستم دیدہ اور ظریف اس قلعہ کو آخر میں
کھنڈے تھے اور آخر میں ایسی ہی ہوا جو آدمیوں کی زبان پر جاری ہوا تھا کہ بادشاہ کو دوسرا قلعہ بنا تلا اور شہر اور قصبہ آباد کرنا نصیب
نہوا اور وہ قلعہ ساتھ آخر میں پور کے مشہور ہوا اور اس سال سے ضعف و پیری بادشاہ پر غالب ہوئی خانجہاں جو منصب
وزارت پر مساطفا بہت تھی ہوا کہ جو کچھ وہ کہتا تھا بادشاہ بلا تا مل و توقف عمل میں لاتا تھا یہاں تک کہ سترہ سات سو
نواہی ہجری میں خانجہاں نے بادشاہ سے معروض کیا کہ شہزادہ محمد خان بعضے امرایان طفرخان اور ملک سماء الدین اور ملک
ابیعقوب اور ملک کمال الدین سے اتفاق کر کے ارادہ خلافت رکھتا ہے جب بادشاہ شہزادہ محمد خان کے درپور گرفتاری ہوا
شاہزادہ واقف ہو کر اپنے مجلس امین خانہ نشین ہوا اور شرائط اپنی محافظت کے پیش ہو بچائے ہر چند خانجہاں جیل اور
دسیلوں سے اسے دربار میں طلب کرتا تھا وہ عذر اور معذرت کر کے نہیں آتا تھا یہاں تک کہ ایک روز شاہزادہ محمد خان نے
ہتھیار باندھ کر محافل میں سوار ہو کر حکم دیا کہ چھٹکا اسپرڈالکر چوبندی کسین اور جو کوئی پوچھے یہ بہانہ کریں کہ شاہزادہ محمد خان
کی نیکی حرم سرا سے شاہی میں جاتی ہو دربار میں آنکر محل کے اندر گیا اور محل کی عورتوں نے جب اسے مسلح اور مسلح دیکھا
برجوا اس ہو کر بادشاہ کی طرف دوڑیں اور شور اور فریاد برپا کیا کہ شاہزادہ عذر کا قصد کر کے آن ہو بچا لیکن شاہزادہ
والا گھر کے ولیک سپر حکا خدشہ اور غدر جاگزین نہ تھا سیدھا قصر شاہی میں داخل ہوا اور اسی طرح سے مسلح باپ کے
نقد ملازمت حاصل کی اور سر اس کے قدموں پر رکھ کر عرض کی کہ خانجہاں نے حضور سے میری نسبت ایسا ظاہر کیا ہے
کہ کترین نسبت بادشاہ کے قصد ہلاکت رکھتا ہے کسی فرزند نے اپنے باپ کی نسبت ایسا ہنگام نہیں کیا
اور اگر کوئی مرتکب اس امر نہایت گناہ کا ہوا عمر سے بہرہ نہ پایا اگر میرے ولیک کسی طرح کا قصد ہو تا تو اس وقت ظہر میں پہونچاتا
اور خانجہاں کی غرض یہ ہو کہ مجھے اور دوسرے نو درمیان سے دفع کر کے خود میرے سلطنت پر تمکن ہو جائے بادشاہ کو
یہ بات صادق آئی شاہزادہ کو آغوش میں لیکر فرمایا کہ خانجہاں کو قتل کر کے طفرخان کو رہائی بخش شاہزادہ

محمد خان نے بادشاہی گھوڑے اور ہتھیار کو مستحق کر کے باتفاق غلامان فیروز شاہی کہ وہ دس بارہ ہزار سوار تھے آؤقی راستہ اور خان جہان کے مکان کو جا کر محصور کیا اور اُسے واقف ہو کر ظفر خان کو نکل گیا اور خود کچھ نوجوانوں سے مسلح ہو کر گھر سے برآمد ہوا اور شاہراہ سے جنگ میں مشغول ہوا اور جب زخم کھا کر بی طاقت ہوا پھر مکان میں آیا اور دوسرے دروازہ سے برآمد ہو کر مسیحات کی طرف راہی ہوا اور کوکے چوہان سے پناہ ڈھونڈی شاہزادہ نے اُنکا مکان غارت کیا اور اُسکے احوال و انصاف سے جو کوئی باخبر آیا اُسکی گردن ماری اور شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا بادشاہ جو نہایت پیر اور ناتوان ہو گیا تھا سامان شاہی شاہزادہ محمد خان کے سپرد کیا اور خطاب ناصر الدین محمد شاہ عنایت فرمایا اور خود گوشہ عزلت اختیار کر کے اپنے رب کی طاعت و عبادت میں مشغول ہوا اور ناصر الدین محمد شاہ نے ماہ شعبان ۸۹۹ھ سات سو نواسی سچر پہن تخت جہان بانی پہلوہ گر ہو کر سور بادشاہی میں قیام کیا اور حکم دیا کہ جمیع کے دن خطبہ دونوں بادشاہ کے نام پڑھا جاوے اور ارباب دخل یعنی عاملوں اور تحصیلداروں کو بدستور سابق مقررات رکھا اور ہر ایک کو سر فراری کا خلعت عنایت فرمایا اور ملک یعقوب آخر بگای کو جو امرائے معتبر سے تھا سکندر خان خطاب دکنہ گجرات کی حکومت کی سند دیکر روانہ کیا اور ملک راجو کو مبارز خان اور کمال عمر کو نشتی الملک خطاب دیکر سر فرار فرمایا اور ملک یعقوب سکندر خان جب میوات کے قریب پہنچا کوکے چوہان کہ خان جہان نے اُسکے پاس پناہ لی تھی ہراسان ہو کر اطاعت شاہی کا دم بھرنے لگا اور خان جہان کو گرفتار کر کے ملک یعقوب سکندر خان کے پاس بھیجا اور ملک یعقوب سکندر خان نے اُسکی گردن ماری اور سر اُسکا دہلی میں بھیجا اور خود گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور ناصر الدین محمد شاہ ۸۹۹ھ سات سو نواسی سچر میں کوہ پابہ سر مور کی طرف جا کر لشکر میں مشغول ہوا اور دھینے شکار میں لبر لگیا اور دہلی میں یہ خبر ہوئی کہ فرحت الملک اور امیران صده نے گجرات میں آغاں کر کے علم خلیفہ کا بلند کیا اور رعایا سے ملک یعقوب سکندر خان کو قتل کر کے اُسکے مال و اسباب پر متصرف ہوئے یہی ناصر الدین محمد شاہ یہ خبر شکر دہلی میں آیا اور جو سرور گرم زما سے کانہ چکھا تھا دفع فساد گجرات کی طرف متوجہ ہوا عیش و عشرت میں مشغول ہوا اور امر اور مقرران پدرا کا ایک وجود باقی نہ رکھا اپنے مقرر و نکو صاحب شہمت و جاہ کیا اور باوجود بقائے حیات سلطان ملک فیروز شاہ یہ معنی نگران قدیمی پر دشوار آئے ملک یعقوب سکندر خان کے واقعہ فرورہ کے بارے میں نے بعد ساتھ ملک بہا الدین اور کمال الدین کے جو چہرے بھائی بادشاہ ناصر الدین محمد شاہ کے موافقت کر کے مخالفت میں کھیت ہوئے اور غلامان فیروز شاہی کو کہ بقول صاحب تاریخ مبارک شاہی جمعیت انکی ایک لاکھ تھی اپنا اثر یک کیا اور ایک بار کی ناصر الدین محمد شاہ سے روگردان ہوئے ناصر الدین محمد شاہ نے ملک ظہیر الدین لاہوری کو اُس فتنہ کی تسکین کیواسطے بھیجا جسوقت کہ ملک ظہیر الدین اُس میدان میں لشکر فیروز شاہی جمع تھا پہنچا لشکر یون نے اُسے منگ سے مجروح کیا اور وہ اُس حال سے ناصر الدین محمد شاہ کے رو برو آیا بادشاہ ناصر الدین محمد شاہ جمعیت کر کے اُنکے سر پہ گیا اور حربہ و حرب کے لیے فائز آیا اور انھوں نے بھاگ کر فیروز شاہ کے پاس پناہ لی اور اُسکا دربار ہاتھ میں لاکر دوسری مرتبہ ناصر الدین محمد شاہ کی جنگ میں قیام کیا اور دا الملک میں فتنہ عظیم قائم ہوا اور دروز غالب مغلوب سے متمیز نہوتا تھا تیسرے دن غلامان لاہور خواہ مخواہ بادشاہ کو حرم سے برآمد کر کے پالکی میں بٹھا کر میدان رزم میں لائے لشکر محمد شاہی اور فیلبانان بادشاہی نے جب چتر اور اثاثہ فیروز شاہی کو دیکھا گمان اُسکے کہ سلطان اپنے اختیار سے جنگ ناصر الدین محمد شاہ کے متوجہ ہوا ہی شاہزادہ سے منحرف ہو کر بادشاہ سے چلے ناصر الدین محمد شاہ نے جب احوال اس طرح دیکھا کہ وہ سرور کی طرف روانہ ہوا اور ساز و سلب اُسکا تمام غارت ہوا جو بادشاہ کو غلبہ لشکر پیری اور تسلط سپاہ ضعیف سے کچھ اختیار نہ رہا تھا

غلاموں کی سلاح وید کے بموجب تعلق شاہ ولد شاہزادہ فتح خان کو کہ پوتا اُسکا ہوتا تھا ساتھ بادشاہی کے نامزد فرمایا اور امیر سید حسن واما واپسے کو کہ سلطان ناصر الدین محمد شاہ کے ساتھ اتفاق کیا تھا غلاموں کی تکلیف سے قتل کیا اور تعلق شاہ نے اپنے بڑے باپ کی عین حیات میں اول جو حکم کیا تھا یہ ہو کہ جس جگہ ناصر الدین محمد شاہ کے ہوا خواہوں کو باؤ قتل کروادے جسے ملک سلطان شہ خوشدل کو کہ وہ امرائے فیروز شاہی سے تھسا سنا کہ طر ف بھیجا تو وہاں کے حاکم علیخان افغان کو کہ سلطان ناصر الدین شاہ کے موافقوں اور رفیقوں سے تھاکر قتار کر کے دربار میں لاوے اور سنا محمد شاہ کے حوالہ کرے اور سلطان فیروز شاہ کہ نوے برس سے زیادہ عمر رکھتا تھا رمضان کی تیرھویں تاریخ ۹۹۰ء سات سو نواوے ہجری میں دارالہقا کی طرف راہی ہوا اور مدت اُسکی سلطنت کی چالیس سال کے قریب تھی اور یہ بادشاہ فاضل اور عادل اور کریم ورحیم اور حلیم تھا اور رعیت اُس سے راضی تھی اور کوئی شخص اُسکے عہد میں ظلم کا پیرا نہ رکھتا تھا کتاب فتوحات فیروز شاہی اُسکی تصانیف سے ہوا اور یہ پہلا بادشاہ بادشاہان دہلی سے ہو کہ مقام تربیت افغانان میں ہو کر ہر خلاف بادشاہوں ماضی کے اعتماد ان پر کر کے ان کو گو کہ سلطان محمد تعلق شاہ کے عہد میں امیران صددہ سے تھے امرائے کبار کیا اور سرحدوں کو اُنکے سپرد فرمایا اور تہل اسکے اُنھیں یہ مرتبہ اور یہ حالت نہ تھی اترتیس برس اور نو چھینے بادشاہی ہندوستان تعلق کی اُسکے پاس رہی وفات فیروز تاریخ اُنکے فوت کی ہو اور تیمور رضا حقیران کا معاشر تھا اور ضیاء سے برنی نے تاریخ فیروز شاہی اُنکے نام لکھی اور نظام الدین احمد نے اپنی تاریخ میں مسطور کیا کہ اُس بادشاہ سے ضوابط احسان اور قواعد امن وامان بہت خلافی کے درمیان رہے چنانچہ ضوابط سے تین ضابطہ عمدہ ہیں ضابطہ پہلا جس شخص نے سیاست کہ جزو اعظم بادشاہی ہو مطلقاً ترک کر کے کسی مسلمان اور ذمی پر سیاست نہ کی بسبب کثرت الغامات اور اورارات کے تالیف قلوب خدائق کے لیے محتاج سیاست کا تھا ضابطہ دوسرے کہ خراج موافق حاصل اور قوت رعایا کی طلب کرتا اور افتادہ اور توفیر معاف کھتا اور بات کسی کی رعایا کے حق میں نہ سنتا یہ ضابطہ باعث آبادانی ملک اور آسودگی رعایا اور برابا کا ہو ضابطہ تیسرے کہ واسطے اور حکومت دلیات کے آدمی دیانت دار اور خدا ترس تعین کرتا اور کسی شہر پر اور بد نفس کو خدمت نفرماتا اور حاکم اور امرا اور تمام خدائق حکم الناس علی دین ملوہم پیروی اپنے حاکم کی کرتے تھے اور خیرات اور مہربت اور انعامات اور اورارات اسکے دوسرے بادشاہوں ہند سے امتیاز تمام رکھتے تھے اور اُس معدلت آثار نے گنبد عالی پر کہ مسجد جامع فیروز آباد میں بہت پہل بنائی ہو اور اسکے اٹھ طرف مضمون کتاب فتوحات فیروز شاہی اپنی تالیف جو مشتمل ہو اوپر وقایع اُسکے کے اور مبنی ہو اٹھ فصل یہ پتھر پر کندہ کر کے بمقتضائے کلام الملوک ملوک الکلام تینا اور تیر کا قدرے آئین سے تحریر کیا جو تاکہ اُس بادشاہ فرشتہ صفات کی نیکی ذات اور پسندیدگی صفات ارباب بصیرت کو معلوم ہو نقص اول اوقات مسجد اور نصیحت اور صحبت اسکے مصرف میں لکھے اور دوسری فصل میں کہتا ہو کہ زمانہ سابق میں جو خونریزی مسلمانوں کی ساتھ تھوڑی جریمہ کے باقسام تعذیب مثل کانٹے ہاتھ اور بانوں اور کان اور بینی اور کور کرنے آنکھ اور ٹہنہ کھینچ استخوانہاے اعضا میں اور جلانے نام آئینی سے اور گارٹنے سیخ آہنی ہاتھ اور بانوں میں اور کھینچنے پوست اور دو پارہ کرنے آدمیوں اور دوسرے انواع کی سیاست شیورع تمام رکھتی تھی حق سبحانہ تعالیٰ نے مجھے ایک توفیق ایسی کرامت فرمائی کہ وہ سترائین تمام میں قے مفسوخ کہیں اور نام نامی بادشاہان ماضیہ کو کہ بسبب کوشش اُنھوں کے ہندوستان دارالاسلام ہوا جو خطبہ سے معذور رکھا تھا میں نے اُنکے نام زندہ کر کے داخل خطبہ کیے تو اُس تقریب سے فاتحہ اُنکی آمرزش کا دوام ہوتا رہے اور علاوہ اسکے اور بھی وجوہات نام مقبول اور عجیب کو ساتھ ظلم کے داخل مل واجبی کر کے ہر سال یہ جبر لیتے تھے مثل جرائی اور کفر و منی اور نیلگری

امدادی فروشی اور ندانی اور سیلانی فروشی اور نوجو دیباہ گیری اور دوکانانہ اور خاخانہ اور دواہی اور کوتوالی ان سب کو میں نے بطرف
 کیا اور میں نے کہا سمیت دل دوستان جمع ہتہ کہ کنج و مخزن یہ تھی بلکہ مردم برنج و اور میں نے مقرر رکھا کہ جو مال خلاف سنت پیغمبر خدا
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نہ لیون اور قبل اسکے رسم تھی کہ مال غنیمت سے پانچواں حصہ سپاہ کو دیتے تھے اور چہارم دیوان میں لیتے تھے
 میں نے شریعت پاک کے موافق پانچواں حصہ دیوان کا قرار دیا اور دوسرے بندہ بیون اور محمدیون اور اہل بدعت کو سبب خیال
 غنائی تھے سکواپنی ولایت سے نکال دیا اور رسوم اور عادات ان کے کتب کے مندرس کیے اور دوسرے ریشی کے پناہ اور استعمال
 سونا اور چاندی کر نامردان روزگار کی عادت ہوئی تھی سکوا ایک قلم دفع کیا اور احکام شریعت کے موافق قلم ریا اور دوسری
 عورات مسلمہ اور عاجزہ کہ مزارات اور تہانوں میں جاتی تھیں اور سر منشا و انعام و نسا کی پوتی تھیں سکوا نہ ریا اور تہانوں کے
 محض مسجدین تعمیر کیں اور دوسرے مکانات خیر بادشاہان ماضیہ کی مسجدین اور خانقاہ اور مدرسے اور چاہ اور غرض اور
 بل اور مقبرے کہ بوسیدہ اور سمار ہوئے تھے از سر نو میں نے تعمیر کر کے اوقات مقرر کیے اور دوسرے ایک جماعت
 کو میرے خداوند سلطان محمد تعلق شاہ مرحوم نے سیاست کیواسطے گرفتار کر کے قطع اعضا کیے تھے زن اور فرزند
 اور ورثہ ان کے سے جو میرے ہاتھ آئے ساتھ انعام اور وظیفہ کے خوشدل کیا اور خطا برائے ذمہ سلطان مرحوم ان سے
 لیکر اور ساتھ مرا کا ہوا وراثت کے مزین کر کے بادشاہ تعلق شاہ مبرور کے مقبرہ میں رکھا اور مادر اسکے جس جگہ
 کہ شہر کسی گوشہ نشین یا فقیر کی میں نے سنی اسکی خدمت میں جا کر مراعات کی اور علاوہ اسکے مردمان سپاہ اور امر کہ کپرسن
 میں ہو چکے تھے انہیں ساتھ نصیحت اور مواظبت کے مناسبت سے توبہ کر کے وظیفہ اٹکا مقرر کر کے کار آخرت میں مشغول
 کیا اور اہل خدمت تمام مسجدین اور مدرسوں اور خوانق اور حمام اور چاہ پر معین کر کے وظیفہ مقرر کیا کہ تفصیل اسکی دراز
 ہو وہ سرے یہ کہتا ہوں کہ دو مرتبہ مجھے دہریا میں نے دیدہ و دانستہ نوش کیا مجھے کچھ مضرت نہ پہونچی اور جو دوسرے وقائع
 اس رسالہ کے اس کتاب میں داخل ہوئے بہ سبب توار و اور تکرار کے قلم انداز کیا لیکن جو کچھ تفصیل بنانے عمارات اور
 بقایاے خیر کے پائی گئی تفصیل اسکی یہ ہو بند جوے پچاس عدد مسجد چالیس عدد مدرسہ تیس عدد خانقاہ بیس عدد۔
 گوشک تنو عدد۔ دار الشفا پانچ عدد۔ مقبرہ تنو عدد۔ حمام دس عدد۔ چاہ ایک سو پچاس عدد۔ پل تنو عدد۔
 باغات عدد حصہ سے افزون اور ہر ایک کے واسطے وقف نام تحریر کیے اور موقوفات ان پر تعین کیا ہو ذکر بادشاہی
 سلطان غیاث الدین تعلق شاہ بن فتح خان بن سلطان فیروز شاہ باریک کار۔ بعد فوت سلطان تعلق
 شاہ کے سلطان فیروز شاہ باریک قصر فیروز آباد میں تخت سلطنت پر جلوہ گر ہو کر ساتھ سلطان غیاث الدین تعلق شاہ کے
 مخاطب ہوا اور امر بادشاہی میں استقلال پا کر خطبہ اور سکہ ہندوستان کا اسکے نام ہوا اور ملک فیروز علی سپر ملک تاج الدین
 بدوہ و ارخان جہان ہو کر منصب وزارت پر منصوب ہوا اور غیاث الدین تہندی کو سلاحداری کی خدمت مفوض
 اور اقطاع گجرات بدستور سابق ساتھ فرقتہ الملاک کے مقرر ہوئے بادشاہ غیاث الدین تعلق شاہ نے خاجہ جہان اور
 بہادر ماہر کو مع لشکر گران سلطان ناصر الدین محمد کے دفع کیواسطے تعین کیا اور ناصر الدین محمد شاہ نے پھر موٹین
 آوازہ توجہ لشکر دہلی کا لشکر بھاڑ پدم لیا اور اپنے اہل و عیال اور ملازمین اور متعلقین کو محکم کر کے
 لشکر مخالف سے لڑا آخر کو شکست پائی اور جا بجا انتقال کرتا ہوا قلعہ نگر کوٹ میں پہونچا جو قلعہ نگر کوٹ کا سنگین
 اور محکم تھا افواج بادشاہ غیاث الدین تعلق شاہ کی پلٹ آئی اور وہ بمقتضا

جو انی عیش کا لہرائی میں مشغول ہوا اور ظلم و فساد پر مکرر باندھی اور اپنے بھائی حقیقی کو جو سالار شہنشاہ رکھتا تھا بھندت تمام مقید کیا اور اس کے چہرے بھائی ابو بکر شاہ بن ظفر خان بن سلطان فیروز شاہ نے بیم و ہراس سے گوشہ اختیار کیا اور فرصت پا کر ملک کن الدین نائب نے وزیر اور چند سرداران کو اپنا یار کر کے علم مخالفت کا بلند کیا جیسا کہ غلامان فیروز شاہی جو عہدہ درگاہ تھے وہ بھی ساتھ اس کے متفق ہو کر دیوانخانہ میں گئے اور ملک مبارک کیر کو جو امیر الامرا بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ کا تھا قتل کیا اور سلطان غیاث الدین آگاہ ہو کر ہمراہ ملک فیروز علی خان جہان کے اس دروازہ سے کہ جو نہر جون کی طرف واقع تھا نکل گیا اور ملک کن الدین نائب وزیر نے خبردار ہو کر ساتھ ایک جماعت غلاموں سے پیچھا کیا اور اسے مع ملک فیروز علی خان جہان گرفتار کر کے تہ تیغ کیا یہ واقعہ ماہ صفر کی اکیسویں سنہ سات سو کانوے ہجری میں واقع ہوا تھا مدت سلطنت سلطان غیاث الدین تغلق شاہ ثانی کی پانچ مہینے اور چند روز تھی ذکر سلطنت ابو بکر شاہ بن ظفر خان بن سلطان فیروز شاہ بابر باب کا۔ ارکان دولت اور ایمان نصرت جب اپنے خداوند کی سیاست سے فارغ ہوئے ابو بکر شاہ کو سرحد سلطنت پر متمکن کیا اور ملک کن الدین نائب وزیر ہو کر امور شاہی کا صاحب اختیار ہوا اور ارادہ کیا کہ بادشاہ کو قتل کر کے خود تخت شاہی پر جلوس کر کے تاج سلطانی زیب فرق کرے ابو بکر شاہ نے اس امر سے واقف ہو کر پیشہ دستی کی یعنی اسے ساتھ ایک جماعت غلاموں سلطان فیروز شاہ کے کہ اس ارادہ میں شریک تھے قتل کیا اور اس سیاست سے اس کی سلطنت نے قوت بڑھ گئی لیکن اندون میں امیران صمدہ سمانہ نے مخالفت پر مکرر باندھی اپنے حاکم ملک سلطان شہ خوشدل کو کہ دولت خواہان ابو بکر شاہ سے تھا قتل کیا اور اس کا سر ناصر الدین محمد شاہ کے پاس نگر کوٹ میں بھیج کر التماس قدم آوری کی ناصر الدین محمد شاہ جالندھر کے رہائشہ سے سامانہ میں گیا اور وہاں تخت پر بیٹھ کر وہی کی طرف لشکر کشی کی اور اس کے بعد چند مرتبہ شکست کھا کر مغلوب ہوا تھا آخر میں غالب آیا اور ابو بکر شاہ کو ذی الحجہ کی بیسویں تاریخ سنہ سات سو کانوے ہجری میں دارالعدم کے قید خانہ میں بھیجا اور تفصیل اس کی واقعات ناصر الدین محمد شاہ سے واضح ہو گئی ابو بکر شاہ کی مدت شاہی ڈیڑھ برس تھی۔ ذکر باو شاہی سلطان ناصر الدین محمد شاہ بن سلطان فیروز شاہ بابر باب کا۔ پہلا جلوس اس کا حیات پدر میں شعبان کی چھٹی تاریخ سنہ سات سو فو اسی ہجری میں ہوا تھا اور جبکہ سلطان شہ خوشدل کو امیران صمدہ نے سامانہ میں قتل کیا ناصر الدین محمد شاہ نے بلوچ متواتر آ پکو قلعہ نگر کوٹ سے سامانہ میں پہونچا پاپس جمیع امیران صمدہ اور سمانہ اور مقدمان اس اطراف نے اس سے بیعت کی اور بعضے امرا اور مہروم پائے تخت وہی سے ابو بکر شاہ سے سرتابی کر کے اس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کے بعد بیس ہزار سوار اس کے قتل رایت میں غلام ہوئے پھر وہی کی طرف متوجہ ہوا اور جب وہی کے حوالی میں پہونچا پچاس ہزار سوار اس کے پاس جمع ہوئے پھر ربیع الآخر کی پانچویں تاریخ سنہ مذکور کو بھر و قہر شہر میں داخل ہو کر قصر حبان علی میں وارد ہوا ابو بکر شاہ نے بھی فیروز آباد میں اپنے لشکر کو جنگ پر آمادہ کیا اور حمادی الال کی دوسری تاریخ اسی سنہ کو کو چہ با سے فیروز آباد میں ساتھ مہروم ناصر الدین محمد شاہ کے بنیاد جنگ کی ڈالی اور اسی روز بہادر ناز جمعیت تمام شہر میں داخل ہوا اور ابو بکر شاہ مستظہر ہو کر دوسرے دن فیروز آباد سے برآمد ہو کر ساتھ ناصر الدین محمد شاہ کے ہم مصاف ہوا اور غالب آیا اور ناصر الدین محمد شاہ دو ہزار سوار سے آجوں سے عبور کر کے درمیان دو آب کے گیا اور مایوں پس مایوں اپنے کو ساتھ ملک ضیاء الملک ابو بکر اور اسے کمال الدین اور اس کے نظمی کو ہستی سمانہ کی طرف بھیجا اور خود موضع جالیہ میں آگے گئے کمانہ قمر بابر

اور جہاں سے آخر تک غلامان فیروز شاہی نے ساتھ ناصر الدین محمد شاہ کے بدسلوکی کی تھی حکم کیا کہ جہاں کہیں یہ دستہ پہنچے
 بیخ بندہ سے قتل کرو اور انکا مال و متاع غارت کرو اس سبب سے بہت سے غلام کہ ولایت میں متفرق اور پشیمان ہوئے تھے
 رعایا وغیرہ کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے اور رعیت ابو بکر شاہ منحرف ہو کر دشمن ہوئی اور باج و خراج کے ادا کرنے سے انکار کیا اور
 جو ملک سرور شمعہ بیل اور ملک نصیر الملک حاکم ملتان اور خواص الملک حاکم بہار پور راسے سرور اور دوسرے راسے اور امرا
 ناصر الدین محمد شاہ کے شریک ہو کر پچاس ہزار سوار سے جمع ہوئے ناصر الدین محمد شاہ نے ملک سرور کو وزارت دیکر خواجہ جہانکا
 خطاب عنایت فرمایا اور ملک نصیر الملک کو امیر الامرا کے ساتھ خضر خان کے مخاطب کیا اور خواص الملک کو خواص خان اور
 راسے سرور کو راسے ریمان خطاب دیا اور باقی امرا کو بھی ساتھ خطاب اور القاب کے سرور اور خوشدل کر کے آہنگ بنی کیا
 ابو بکر شاہ نے بھی لشکر ارجمند آراستہ کر کے استقبال فرمایا اور موضع کندلی میں فریقین کا مقابلہ ہوا بعد حرب صعب جنگ
 نوبت سلطنت ناصر الدین محمد شاہ کو نہ پہنچی شکست پاکر بالیسر کی طرف گیا بقول تھے میت تادو نرسو وعدہ ہر کار کہست *
 سو دے نہ دے یا نہ ہر کار کہست * ابو بکر شاہ نے تعاقب کر کے ناصر الدین محمد شاہ کا اردو غارت کیا اور وہی کی طرف معاودت
 فرمائی اور ہمایون خان جو سمانہ میں تھا لشکر جمع لا کر وہی کی اطراف میں روانہ ہوا اور ابو بکر شاہ نے ملک شاہین کو اسکے حرب پر
 مامور کیا اور پانی پت میں جنگ ہوئی اور ہمایون خان نہایت کھاکر سمانہ کی طرف راہی ہوا اور لشکر وہی کو اگرچہ ہر بار فتح اور نصرت منہ
 دکھاتی تھی لیکن اس سبب سے کہ امرا اور ملوک فتنہ طلب پوشیدہ ساتھ ناصر الدین محمد شاہ کے موافق تھے ابو بکر شاہ اس مدت میں وہی
 کو چھوڑ کر تعاقب ناصر الدین محمد شاہ کا نہ کرتا تھا لیکن اس مرتبہ شکست ہمایون خان نے دلیہ ہو کر امرالی جو تیرے ناصر الدین محمد شاہ
 وضع کیونہ سٹے دہلی سے براہ ہوا اور بیس کوس پر مقام کیا اور بالیسر کے جانیکی فکیہ میں ہوا اور ناصر الدین محمد شاہ مع کوئال اور امرا
 دہلی سے موافقت کر کے ساز و سلب اپنا بالیسر میں چھوڑ کر مع چار ہزار سوار ہر ارمقابل لشکر ابو بکر شاہ کے روانہ ہوا اور اسے
 بعد جبکہ نزدیک ہوا راجہ چپے وہی کی طرف یلغار فرمایا اور ایک جماعت کہ ابو بکر شاہ محافظت کیواسے دروازہ نہر چھوڑ گیا تھا
 جنگ میں مشغول ہوئی ناصر الدین محمد شاہ زور لاکر دروازہ بدلاؤں کو آگ دیکر شہر میں داخل ہوا اور قصر ہمایونین نزول کیا اور
 آوی و صنیع و شرف علی کی خدمت میں حاضر ہو کر مبارکباد دینے لگے ابو بکر شاہ خبر پا کر اسی روز متعاقب ناصر الدین محمد شاہ کے
 شہر میں پہنچا اور ملک بہاوالدین چکی کو لگے ناصر الدین محمد شاہ کی طرف سے نگہبانی دروازہ کی کرتا تھا قتل کیے کے قصر ہمایون کی طرف
 متوجہ ہوا اور ناصر الدین محمد شاہ کہ لوگ اسکے شہر میں متفرق ہوئے تھے طاقت مقاومت اپنے سے مفقود دیکھ کر دروازہ حوض
 خاص سے بالیسر کی طرف باہر گیا اور بعضے امرا اسکے سے شلی خلیل خان بارک اور آدم اسمعیل خواہر زادہ سلطان فیروز شاہ
 دستگیر ہو کر مقتول ہوئے اور بعضے جنگ میں مارے گئے اور رمضان کے مہینے سنہ مذکور میں بیشتر عاجب بادشاہی نے
 کہ خطاب اسلام خانی پایا تھا اور غلامان فیروز شاہی میں اس سے ہمدردی نہ تھی ابو بکر شاہ سے رنجیدہ ہو کر ایک
 عریفہ مشعلہ اخلاص و طلب ناصر الدین محمد شاہ کو لکھا کہ اکثر غلامان فیروز شاہی کو ساتھ اپنے متفق کیا اور ابو بکر شاہ جب مطلع
 ہوا کہ اکثر لشکر پوشی مخالف ہوئے ہیں اور محمد شاہ نے اپنی جگہ سے جیش کی ہے ناچل ایک جماعت مھو صوں سے نزدیک بہادر
 باہر کے میوات کی طرف گیا اور ملک شاہین اور صفدر خان اور ملک بھری کو وہی میں چھوڑا اور ناصر الدین محمد شاہ رمضان کی
 انیسویں سنہ مذکور میں دہلی میں ہو چکر صدر شاہی پر شکن ہوا اور وزارت اسلام خان کے مفوض ہوئی ناصر الدین محمد شاہ نے
 بعد چند روز کے قوت پکڑی وہ لاکھی کہ غلامان فیروز شاہی کے تصرف میں تھے اُسے لیکر اپنے فیلیانوں کے سپرد فرمائے

حسب الحکم لشکر محمد آباد کا بچا کر اُنکے شہر کے دفع کی تدبیر کی اور بادشاہ بھی سوال کے جینے اُسی سنہ میں میوات کے سمت جا کر اُس ولایت پر تاخت لایا اور وہاں سے محمد آباد اور جالپور کی طرف دوڑ کر محصور ہوا اور جب سنا کہ بہادر شاہ صاحبان اور طغیان پر کر کے بعضے مواضع پہلی کے غارت کرنا جو بادشاہ باوجود مرض اور ضعف کے میوات کی طرف متوجہ ہوا جب کوئٹہ میں پہنچا بہادر شاہ نے مقابل ہو کر صف آرستہ کی اور شکست کھا کر کوئٹہ میں آیا اور جو ٹھہرنے کی قدرت نہ رکھتا تھا وہاں سے بھاگ کر پنجاب میں پھیندہ ہوا سلطان اہتمام عمارت کیوڑا بیٹے جیسی بیماری میں محمد آباد اور جالپور کی طرف گیا اور ربیع الاول کی پہلی تاریخ ۱۱۷۷ھ میں پھیلانوس ہجری میں ہمایوں خان کو کہ دہلی میں تھا واسطے مدارک اور دفع شیخا لکھ کر کہ باغی ہو کر قلعہ لاہور پر متصرف ہوا تھا تعین فرمایا ابھی ہمایوں خان دہلی سے برآمد نہ ہوا تھا کہ سلطان اس سلسلے سے عالم باغی کی طرف راہی ہوا کہ واسطے کہ محمد آباد جالپور میں بیماری اُسکی زیادہ ہوئی سوز بروز ضعف کا نہ ہوا اور طاقت سلب ہوئی یہاں تک کہ ربیع الاول کی سترھویں تاریخ سنہ مذکور میں داعی حق کو لبیک اجابت کہا اور غرض کو اُسکی دہلی میں لا کر عوض خاص کے کنارے پہلو میں اُسکے باپ کے دفن کیا مدت اُسکی سلطنت کی چھ برس اور سات مہینے تھے ذکر سلطنت سکندر شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ کا رب ناصر الدین محمد شاہ روضہ رحمت کی طرف سدھارا اُسکا فرزند ہمایوں خان اُتیسویں تاریخ شہر دہلی صدر کو تخت شاہی پر جلوہ گر ہوا اور لقب اپنا سکندر شاہ رکھا اور بدستور عہد پر اعمال اور حکام ولایات پر برقرار رکھے اُسکے بعد کل ایک مہینے سلطنت کی اور مرض سخت میں مبتلا ہوا اور سہ روز مرض ترقی میں تھا یہاں تک کہ اُسے بھی اپنے باپ اور دادا کے مانند عوض خاص کے کنارے خواجہ کیا بیت بخت دولت چہ شداریا رشد او خواجہ بدھر ڈنواں خورہ ازین ماندہ جز قسمت خویش و مدت اُسکی سلطنت کی ایک مہینہ اور پندرہ دن تھے ذکر سلطنت ناصر الدین محمد شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ کا سکندر شاہ کے فوت کے بعد مرا کے درمیان بادشاہ کے تعین ہونے میں گفتگو بہت ہوئی پندرہ روز تک امر بادشاہی محل رہا آخر خواجہ جہان کی کوشش سے ناصر الدین محمد شاہ کا جھوٹا بیٹا کہ محمود نام لکھتا تھا سواوا عظم ہندوستان کے تخت پر جلوس فرما ہوا ناصر الدین لقب پایا اور تمام اکابر اور امرا اس سے بیعت کر کے سہ اُسکے حلقہ فرمان میں لائے اور خواجہ جہان بدستور منصب وزارت پر مقرر ہوا اور مقرب الملک مقرب خان ہو کر وکیل السلطنت اور امیر الامرا ہوا اور سعادت خان نے بابری پائی اور سارنگ خان دیپالپور کا حاکم ہوا اور دولت خان شی عارض ممالک ہوا اور سلطنت دہلی کے انقلاب سے استقامت سلطنت ملی ازل ہوئی تھی ولایت میں ہرج مرج نے ظہور کیا کفار اطراف نے سرکشی کو اپنا پیشہ کیا بالخصوص ہندو شرقی نے بہت سہل کیا اس سبب سے بادشاہ ناصر الدین محمد نے خواجہ جہان کو سلطان الشرعی خطاب دیکر مع میں زنجیر نیل اور لشکر کشیر ہندو تہذیب اور بہار کی طرف روانہ کیا اور وہ اُس ولایت میں جا کر باہنگی تمام سبکو عمل میں لایا اور جو پور تک گیا اور حکام بنگالہ سے بھی مال مقررہ چند سالہ اور باقی متقبلہ ہر سال کے لیے اور سارنگ خان جو حاکم دیپالپور کا ہوا تھا لشکر ملتان اور اُسکے توحامی کا فراہم کر کے شیخا لکھ کر کی طرف متوجہ ہوا اور شیخا لکھ کر بھی مع سپاہ کثیر کہ اکثر انہیں خویش اور محمود اُسکے تھے اور وہیں استقبال کر کے بارہ کوس لاہور سے مقابل میں پہنچا اور ایسی جنگ کہ مردان شجاع اور بہادریاں کاراگاہ زبان ساتھ تعریف اور تحسین کے کھولیں واقع ہوئی آخر کو شیخا لکھ کر بھاگ کر لاہور میں آیا اور زین و فرزند اپنے ہمراہ لیکر کوہ جمو میں پناہ لیگیا اور سارنگ خان لاہور کو اپنے چھوٹے بھائی عالی خان کے سپرد کر کے دیپالپور کی طرف گیا

اور اسی عرصہ میں سلطان ناصر الدین محمود نے مقرب الملک مقرب خان کو مع ایک سوزنجیہ فیل اور ایک جمعیت خاصہ
 خیل دہلی میں چھوڑ کر خود گوالیار اور بیانہ کی طرف سواری فرمائی اور سعادت خان باریک کاب میں تھا اور جب گوالیار میں
 پہنچا مبارک خان یعنی فرزند ملک راجہ اور ملو خان برادر سارنگ خان اور ملک غلام الدین دھار والہ آہنگ قتل
 سعادت خان باریک میں گئے اور سعادت خان انکے ارادہ سے آگاہ ہوا مبارک خان اور ملک غلام الدین کو قتل کیا اور ملو خان کا
 دہلی میں پہنچا اور سلطان ناصر الدین محمود اس فساد کے بعد دہلی میں آیا اور مقرب الملک مقرب خان استقبال کیا اسلئے حاضر ہو کر شرف
 لازمت سے مشرف ہوا لیکن طرح اور وضع مجلس بادشاہی سے اور پناہ دینے اپنے سے ساتھ ملو خان کے ایک خون بد
 ہراس نے اسکے دل میں راہ پایا شہر کی طرف بھاگ کر حصاری ہوا اور جنگ شروع کی اور تین مہینے کے عرصہ تک محنت نے ورازی
 پائی اکثر اوقات مردان درونی اور بیرونی کے درمیان میں جنگ واقع ہوتی تھی اور جو جمعیت سعادت خان باریک کی تھی
 تھی ناصر الدین محمود شاہ ساتھ ترغیب اور تحریص مقربوں کے ہنگام فرصت ماہ محرم ۸۷۷ھ سے سات سو تالیس ہجری میں
 شہر میں داخل ہو کر مقرب الملک مقرب خان سے جلا دوسرے دن مردان شہر نے ایک قشعر برپا کیا اور سعادت خان
 باریک کے مقابلہ درمجا دیکھ کر شہر سے برآمد ہوئے اور شکست کھا کر پھر شہر میں داخل ہوئے اور جب برسات کا موسم پہنچا
 اور قلعہ دہلی کا نہایت سنگین اور مستحکم تھا سعادت خان خیمہ اور خراگہ اکھاڑ کر شہر فیروز آباد کی طرف گیا اور اہل کی صلاح
 سے نصرت خان بن فتح خان بن فیروز شاہ کو کہ دلایت میوات میں رہتا تھا طلب کر کے بادشاہ بنایا اور ناصر الدین
 نصرت شاہ لقب دیا اور خود متصدی اور متکفل امور بادشاہی ہوا نصرت شاہ کو نمونہ سلطنت کا رکھتا تھا اور
 غلامان فیروز شاہی بدسلوکی سعادت خان باریک سے آزر دہ خاطر ہوئے فیلیا زون کو اس سے نفرت کیا اور نصرت شاہ
 کو بھی اس سے ساتھ کر اور جیلہ کے تنفر کیا اور باقی پر سوار کر کے سعادت خان باریک کے دفع کیواسلئے متوجہ ہوئے اور سعادت خان
 جو غافل تھا فرصت جنگ نہ پا کر بھاگا مصرع صید راجہ جلایہ سوئے صیاد و دودھ اور مقرب الملک مقرب خان سے
 امان چاہ کر اسکے پاس گیا اور اسی چند روز میں شمشیر غدا اسکے سے درگزارا اور اہل اسے فیروز آباد سے از سر نو نصرت شاہ
 سے بیعت کی اور بہت دلائیوں پر متصرف ہوئے اور دہلی اور فیروز آباد میں درباد شاہ قائم ہوئے اور اہل بھی و دولت ہو
 جیسا کہ تارخان بن خان اعظم ظفر خان گجراتی اور شہناشاہ ہرود فضل احمد یعنی الخاں طلب پور قلعہ ان نصرت شاہ کے شریک ہوئے
 اور مقرب الملک مقرب خان مع اور اہل سلطان ناصر الدین محمود کی ملازمت میں حاضر ہوا اور ملو خان الخاں طلب پور
 جو کہ قلعہ سیری کو نصرت میں رکھتا تھا اور بہادر ناہر جو دہلی کہنے میں تھا کی طرف نگر دیدہ ہوئے تشفی جس حالہ کے منتظر تھے
 تین برس ان دونوں بادشاہوں کے درمیان جنگ قائم رہی غالب مغلوب سے متمیز نہ ہوتا تھا کبھی دہلی و کبھی فیروز آباد
 فیروز آباد تک پسپا کرتے تھے اور کاسے فیروز آبادی غلبہ کر کے دشمن کو دہلی کے قلعہ تک ہساتے تھے اور ایک جماعت کبیر
 اور سلیمان سے ان معرکوں میں کام آئی اور ۸۷۷ھ سے ۸۷۹ھ تک سدا تھا نوب ہجری میں سارنگ شاہ ہاکم یا پوٹہ خضر خان حاکم قنات
 پر خاں غازی اور سارنگ خان جنگ کے بعد غالب یا اور ملتان پر متصرف اور قوی ہوا اور ۸۷۹ھ سے ۸۸۰ھ تک سدا تھا نوب ہجری میں
 سارنگ کی طرف گیا اور وہاں کے حاکم عالیخان کو بھی لگا کر مستقل ہوا اور نصرت شاہ نے یہ خبر سنا کر تارخان حاکم دہلی سے
 مع ملک لباس اور لشکر گران سارنگ خان پر تعین کیا اور اوائل محرم ۸۷۸ھ آئے سو ہجری میں سارنگ خان تارخان
 شکست کھا کر ملتان کی طرف بھاگا اور سنا کہ میرزا پیر محمد جہانگیر نے امیر نیور صاحب قرآن سے آب سند کو کشتی سے لے کر

عبور کیا اور اوچے کو محاصرہ میں لایا اس واسطے کہ اسے ملک تاج الدین نائب اپنے کومع امر اسے دیکھ اور لشکر برگزیدہ ملک علی حاکم و بہ
 کی کمک کو روانہ کیا اور امیر نیرا وہ نے اسے آنے سے واقف ہو کر آب بیاہ کے کنارے تک استقبال کیا اور انھیں غافل کے
 حملہ آور ہوا اور انکی جمیعت متفرق کی چنانچہ انہیں کے اکثر آدمی ہنگام فرار قتل ہوئے اور بعضے پانی میں ڈوب گئے اور ملک تاج الدین
 پریشان اور بد حال کچھ آدمیوں سے ملتان کی طرف بھاگا اور جب میرزا پیر محمد جہانگیر بطور تاخت ملتان میں پہنچا سارنگ خان غصہ
 ہو کر حصار ہی ہوا اور چھ مہینے کے بعد قلعہ پڑا سارنگ خان امان طلب کر کے قلعہ سے براہ ہو اور میرزا پیر محمد نے اسے مع تمام
 لشکر مقید کر کے ملتان پر قبضہ کیا اور اسی عرصہ میں سارنگ خان قید خانہ سے بھاگا اور ملتان کو مطیع اور منقاد کیا اور سندھ کو
 میں اقبال خان مقرب الملک مقرب خان سے رنجیدہ ہو کر ناصر الدین محمود شاہ سے منحرف ہوا اور نصرت شاہ سے
 پیغام بھیجتی کیا اور نصرت شاہ سوار ہو کر قلعہ سیری میں آیا اور دروازہ خطیرہ خواجہ بخیار کاکی قدس سرہ میں مصحف مجید کو درمیان
 لا کر طریق سے عہد باندھا اقبال خان نصرت شاہ کو مع لشکر و قیل و قیل جہان کے اندر لے گیا اور ناصر الدین محمود شاہ ساتھ
 مقرب الملک مقرب خان اور بہادر ناہر کے دہلی کہنے میں رہا اور دو تین روز کے بعد اقبال خان نے نصرت شاہ سے دل دگرگون
 کر کے غدر کا ارادہ کیا اور نصرت شاہ قلعہ سیری سے براہ ہوا اقبال خان نے سچا کیا اور ثناء بادشاہی کو قبضہ میں لایا اور
 نصرت شاہ کو فیروز آباد میں استقامت کی طاقت نہ رہی اپنے وزیر تار خان کے پاس بانی پت میں گیا اور اقبال خان فیروز
 کو اپنی تصرف میں لایا اور نہایت مستقل ہوا اور غم مقرب الملک مقرب خان کے دفع کا کیا چنانچہ قریب دو مہینے کے انکے درمیان
 جنگ قائم رہی آخر بادشاہ اور امیر درمیان میں آئے اور قصر جہان نامی میں صلح کروائی اور اقبال خان انھیں دنوں میں
 مصالحت و نبوی کے باعث عہد توڑ کر قلعہ سیری سے اچانک مکان پر مقرب الملک مقرب خان کے تاخت لیگیا اور اسے
 گرفتار کر کے قتل کیا اسوقت سلطان ناصر الدین محمود کو دست افراز کر کے ساتھ حکومت کے مشغول ہوا اور ایک نام کے
 سوا ساتھ اسے بچھوڑا اور اسی سال قلعہ دہلی کو ساتھ انھوں وانصار اپنے کے سپرد کر کے بادشاہ کے ہلہ تار خان کے
 رفتہ کیواسطے پانی پت کی طرف روانہ ہوا اور تار خان ہاتھی اور اسباب حصار پانی پت میں بچھوڑ کر دوسرے راستہ سے
 دہلی کی طرف گیا اور محاصرہ کیا اقبال خان نے قلعہ پانی پت کو محاصرہ کر کے تین دن میں مفتوح کیا اور تار خان کے مال و دو اب پر
 متصرف ہوا اور مظاہر اور مشہور ہو کر دہلی کی طرف معاودت کی اور تار خان سے قلعہ دہلی کے استقامت کے لیے کچھ نہ بن پڑا
 تھا اپنے باپ ظفر خان کے پاس گجرات میں گیا اور اقبال خان نہایت اطمینان سے دہلی میں فروکش ہو کر امور سلطنت میں مشغول
 ہوا اور اس درمیان میں خبر پہنچی کہ امیر تمور صاحبقران نے نقیضہ شہر ہندوستان آب سند سے عبور کیا بیان امیر تیمور
 صاحبقران کا ملک ہندوستان کی طرف آنے کا۔ امیر تیمور صاحبقران کیتیستان آشوب اور فتنہ دہلی اور
 حملہ ہندوستان کا لشکر ستھ آٹھ سو بھجری میں مگر ہندوستان کا عازم ہوا اور آب سند سے عبور کر کے محرم کی بارہویں
 تاریخ سنہ آٹھ سو ایک ہجری میں چل جلائی کے کنارے کہ حیوٹ سے سلطان جلال الدین ہنگری اس چول میں
 داخل ہوا ساتھ اس نام کے مشہور ہو کر نزل کیا اور بعضے زمینداران نے واسن کوہ سے اس مقام میں انکو ملازمت
 کی اور شہاب الدین مبارک کہ اب ہیئت فوجی میں بعضے ولایات کے حفظ کیواسطے کہ تفرق میں کھٹا تھا
 بذریعہ حاجب امیر زادہ میرزا پیر محمد مولیان کی طرف جاتا تھا آنکر ملازمت کی اور باوجود رعایت کے پھر اظہار خلاف
 کیا اور اسوقت میں بھی صاحبقران کی اطاعت نہ کی اسلئے امیر شیخ نور الدین صاحبہ اقوام اپنی کئے اسکے دفع کو واسطے

تین ہوئے اور جب وہ وہاں پہنچا اول آدمی شہاب الدین مبارک کے پاس بھیج کر اسے اطاعت اور انقیاد کے حالات کی اور جب اسے ایک قلعہ دریا کے کنارے تیار کیا اور ایک خندق عمیق گروا کر اس کے گھروں کو آب نہلاب آئین جاری کیا تو بار بار انکی قبول نہ کی اور جنگ میں مشغول ہوا اور امیر شیخ نور الدین نے اول روز خندق سے عبور کر کے قلعہ کو حاصراً کر دیا اور شہاب الدین مبارک نے خون قلعہ سے برآمد ہوا اور جنگ عظیم اور معرکہ شدید کیا عاقبت الامر شہاب الدین مبارک نے شکست منی منی کھائی اور اکثر آدمی اس کے قتل ہوئے اور امیر شیخ نور الدین کی بھی سپاہ بہت مجروح ہوئی اور بہت سال بعد شیخ نور الدین کی روانگی کے بعد خود بنفس نفیس بھی تاخت لایا اور اُس شب کی صبح کو پہونچا اور شہاب الدین مبارک نے شکست کے بعد دو کوششیں کی موجود رکھتا تھا مال اور عیال سے پر کر کے پایاں آب میں روان ہوا اور امیر شیخ نور الدین ساحل کے کنارے جاتا تھا آخر شش ہلٹ آیا اور صاحبقران ہم شہاب الدین مبارک سے نایغ ہو کر پانی کا کنارہ کپڑے کے روانہ ہوا یہاں تک کہ اس مقام میں پہونچا کہ جہاں نہر جموا اور حجاب کیا ہوئے ہیں اور ایک قلعہ محکم موسور بہت بلند اس مقام میں تھا الغرض حکم ہوا کہ اُس نہر پر پل باندھا کر عبور کریں اہلکار حکم کے موافق عمل میں لائے اور پھر اس قلعہ پر لشکر گاہ ہوا اور مال امان کا اس قلعہ کے اٹالی کے حوالہ ہوا اور کچھ ختم ہوا لیکن جو لشکر ساتھ غلہ احتیاج رکھتا تھا آخر کو حکم ہوا کہ جہاں غلہ پاؤں اٹھا لاؤں اسے سیدھے حکم کافی ہو یعنی ایک ساعت میں تمام شہر تاراج ہو گیا اور اکثر شہر کے باشندے مارے گئے دوسرے دن کوچ کر کے ظاہر موضع شامہوار خیمہ گاہ عساکر منصوب ہوا اور جو دکان غلہ تھا تمام لشکر نے آؤ فو اٹھا یا اور باقی کو حسب الحکم آتش دیکر تباہ یا اور جب یہ ثابت اور متحقق ہوا کہ میرزا پیر محمد جہانگیر کے اس موضع میں پہونچنے کی وقت مروجہ تلبہ نے فرمان برداری نہیں کی امیر شاہ اور ملک شیخ محمد حکم کے موافق اس شہر میں داخل اور لوازم غر و غضب میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور غلام اور سادات اور مشائخ کے سوا کوئی آدمی سالم نہ رہا اور دوسرے دن وہاں سے کوچ کر کے آب سیاہ کے کنارے ظاہر موضع شامہوار میں نزول فرمایا اور اس جگہ صاحبقران کو خبر پہونچی کہ جسرت بھائی شہنا گھمڑی دریا کے کنارے دو ہزار آدمی سے پاسے نہایت محکم کیا ہو فوراً غزوئی کو وہاں چھوڑ کر اس طرف روانہ ہوا مجرہ پہونچنے کے سپاہیوں نے اطراف و جانب سے آب پانی سے عبور کر کے اُس جماعت کو پریشان اور متبوں کو بچان کیا اور مال و اطفال انکا دستیاب کیا اور موضع شامہوار میں اس قلعہ تھا کہ جسے لشکر نے چاہا اٹھا یا اور باقی صاحبقران کے حکم سے جلایا اور تیسرے دن وہاں سے کوچ کر کے آب سیاہ سے عبور کیا اور ولایت آباد اور پیر پلٹ اور آؤ فو میں داخل ہوئے اور احوال میرزا پیر محمد جہانگیر کا ملتان کے لینے کے بعد یہ ہو کہ جب موسم برسات میں بارش کے سبب اکثر گھوڑے فوج کے سقط ہوئے شہزادہ ناچار ہو کر شہر میں داخل ہوا اور آپ کو قلعہ کی پناہ میں کھینچا اور اطراف و جانب کے باشندے شہزادہ کی سپاہ کی پریشانی پر مطلع ہوئے راتوں کو شہر کے کنارے آتے تھے اور جو کچھ پاتے تھے لیتے تھے اور شہزادہ متاثر اور متفکر تھا اس واسطے کہ لشکر کو دین سے پیادہ نکالنا دشوار تھا ناگاہ صاحبقران نئی ستان سعادت و اقبال آب سیاہ کے ساحل پر وارد ہوا شہزادہ ساتھ اس لشکر کے بعضے انیسے گاؤ سوار اور لینے پیادے تھے اردو کی طرف متوجہ ہوا اور جمعہ کے دن صفر کی چودھویں تاریخ کو آنحضرت کی سعادت ملازمت سے مشرف ہوا اور نفائس ہندوستان سے جو کچھ اُسے ہاتھ آئے تھے نظر بایوں میں گذران کر مجموعہ کو امرایہ تقسیم فرمایا اُسے بعد صاحبقران نے تین ہزار گھوڑے ایک دن شہزادہ کے حیرا ہوں کو مرحمت فرمائے اور جو کچھ شہزادہ نے حاکم ہتیر کی شکایت کی تھی صاحبقران نے اُسکا دفع اہم جانکر دس ہزار آدمی انتخابی

قصہ اجودہن کیطرت بطور بلغا روانہ فرمائے اور اجودہن کے آدمی تین گروہ ہوئے ایک جماعت حصار بتیز کی طرف پناہ لگئی اور
 اجودہن نے توکل کر کے قصہ اجودہن میں انتقام کی کیطرت نہ گئے اور امیر تیمور صاحبان نے اجودہن میں پہونچکر شیخ زید شکر گنج
 قدس سرہ کی زیارت حاصل کی اور وہاں کے باشندوں کو امان دیکر غرض بتیز میں روانہ ہوا اور آب اجودہن سے عبور کر کے
 خالص کولہ میں فروکش ہو کر کے دہانے بتیز پچاس کوس کی مسافت رکھتا تھا ایلغار کے ایک دن میں وہ راہ دراز طح
 کی اور جو وہ قلعہ قلع مشہورہ ہند سے تھا اور راز دور سے واقع ہوا تھا اور کبھی لشکر مگانہ وہاں نہ پہونچا تھا اس
 سبب سے آدمی اجودہن اور وہاں پلور اور اطراف و کناف کے اُس مقام میں پناہ لیگے جس قدر کہ گنجائش رکھتا تھا قلعہ
 میں درائے اور باقی خندق کے کنارے تعمیر ہوئے پھر صاحبقران نے تاخت فرما کر وہ مسافت تمام ایک نزل میں قطع کی اول
 روز جو لوگ کہ قلعہ کے باہر تھے سبکو قتل کیا اور اموال اُنکا دلیاے دولت قاہرہ کے تصرف میں آیا اور اسے خلیجی جو وہاں کا حاکم
 ہنادید کفار ہند سے نکالا اور دلاہ سرداری اور قلعہ داری میں اُس سے بہتر کوئی ہندوستان میں نہ تھا اور یہاں پناہ نام رکھا
 تھا کسواسطے کہ بہادر زبان ہندی میں اسے کو کہتے ہیں قلعہ سے برآمد ہو کر شہر کے کنارے صفت آرا ہوا اور سپاہ چٹائی
 اسپر حملہ آور ہوئی اُسے شہر میں پسپا کیا اور صاحبقران نے خود سوار ہو کر شہر کے کنارے طح جنگ کی ڈالی اور حرب
 صعب سے بعد فائق اور غالب آکر مغرب کیوقت شہر کو لیا اور خلق انبوتہ تیغ ہوئی اور غنیمت بہت دستیاب کر کے
 قلعہ کیطرت متوجہ ہوا اور نعتب کھو دنی شروع کی اسے خلیجی نے مضطرب ہو کر استغنا نہ بلند کر کے عجز اظہار کیا اور
 شہد کو شفاعت کیونکہ اسے بھیجا ایک دن کی مہلت چاہی کہ دوسرے دن برآمد ہونگا صاحبقران نے التماس سکی
 قبول کر کے سراپردہ میں مراجعت فرمائی اور وہ دوسرے دن وعدہ خلاف ہوا لوگوں نے حکم کے موافق اطراف و جانب
 سے نعتب کھو دنی آغاز کی دوسری مرتبہ قلعہ بندوں نے بیج برچھ جھک تضرع و زاری کو کہ امان چاہی اور اسے خلیجی کا بیٹا
 قلعہ سے تڑا ہو کر پیشکش کران لایا اور دوسرے دن اسے خلیجی بھی ساتھ اتفاق شیخ سعد الدین بچے شیخ شکر گنج کے کہ اجودہن سے
 بھاگ کر وہاں آیا تھا تڑا ہو کر با یوس سے مشرف ہوا اور انواع جانور ان شکاری اور تیرن سو گھوڑے عراقی اور اقسام
 اقمشہ ہند پیشکش گزارا اور خلعت فاخرہ اور گران امیہ سے سر بلند ہوا اور امیر سلیمان شاہ اور امیرالداد واسطے ضبط
 دروازہ کے متعین ہوئے کہ روم اطراف کو جو کہ اُس قلعہ میں درائے تھے نکالیں اور حبشہ مسافر کاہلی کو میرزا پیر محمد جانگیر
 سے قتل کیا ہوئے کو پہونچا دین اور باقی مال سے امان دیکر رہا کرین چنانچہ مروجہ دیالپور سے مسافر کاہلی مع ہزار آدمی کے
 قتل کیا تھا سبب حکم انہیں سے پانسو آدمی اپنی سزائے اعمال کو پہونچے اور مسافر کاہلی نام ایک شخص تھا انفراس سبب سے
 برادر اور پسر اسے خلیجی نے بنیاد فضولی کے ساتھ جنگ کی مبادرت کی اور صاحبقران نے اسے خلیجی کو قید کر کے سلطنت
 شہر سے جنگ کی بھرا ایک جماعت درمیان میں انکاراں طلب ہوئی اور امان بائی امیر شیخ لوزالدین اور امیرالداد تحصیل
 زرا مانی کیواسطے شہر میں داخل ہوئے اور مردان شہر مسلمان اور کافر سخت طلبی زرا مانی کے سبب اپنے تمام جہات میں
 آگ فروخت کی اور اپنی زن و فرزند کو فوج کر کے جنگ میں مبادرت کی اور لشکر منصورہ سے بہتوں کو ہلاک کر کے آپ بھی
 قتل ہوئے اور امیر صاحبقران نے اُس شہر کو خاک سیاہ کیا اور سرستی میں آیا اور باغندہ سرستی کو جو بھاگ گئے تھے شہر
 کر کے قتل کیا اور تمام اثاثہ اُنکا لوٹ لیا پھر فتح آباد میں آیا چنانچہ وہاں کے آدمیوں کے ساتھ بھی یہی معاملہ واقع ہوا اور قلعہ
 رجب دراہرونی اور توہنہ سے بھی حکم فتح آباد کا حاصل کیا اور غرون کو ساتھ کیطرت روانہ کر کے خودی نفس نفیس طرافت کے

میں کی طرف متوجہ ہوا اور قوم بھان سے جو شخص کہ راہ فری کرتا تھا تیغ و نیزہ سے اُسے زندہ پھیرا اور ایک جماعت ساٹوا سے کہ ایک موقع میں انتقامت رکھتی تھی اُس پر حمایت فرمائی اور جب قریہ کھیتل میں کہ سامنے سے پانچ کوس پر پہنچا تمام شاہزادہ اور امرا جو اطراف میں بھاگ گئے تھے راہ کے مختلف سے متوجہ ہو کر اُس موضع میں جمع ہوئے اور نامہ لکھن بہرہ شکر خورشید مجرہ کے سمت روانہ ہوئے جب اُسکے بعد پانی پت میں آیا یہ ارشاد کیا کہ یہاں تک باشندے ہمہ پہنچان اور فراوانی عافیت کے سبب سے اب جون سے عبور کر کے وہاں کے درمیان میں آیا اور قلعہ لونی کو جنگ لیکر بندہ دون کو تسلیم کیا اور یہ قلعہ لونی درمیان اب ہندن اور جون کے واقع ہوا اور ہندن ایک آب عمیق ہے سلطان فیروز شاہ بارہک مرحوم اب کالی سے لایا تھا اور اس مقام میں ساتھ اب جون کے اتصال دبا تھا اور اکثر باشندے وہاں کے محوس تھے، اُنکے اس فتح کے بعد ساحل اب کے مقابل بے سعادت و برکت عمارت جہان نمایاں نزول فرمایا اور گندہ لونی اب سے بہ نفس نفیس اندھا فرمائی اور امیر سلیمان شہ اور امید جان کو تاخت و تاراج ہنوبی کی واسطے بھیجا اور نور ماح سووار لعل اور جبار لیکر شہ جون سے عبور کر کے جہان نمائی عمارت کے سیر میں مشغول ہوا اور گندہ اب اور جہاں جنگ کو ملاحظہ فرمایا تھا کہ اس درمیان میں ناصر الدین محمود شاہ اور اقبال خان جب تھوڑے آدمی پانی کے سپار دیکھے پانچ سووار اور پیادے اور ستائیس باقی لیکر شہر سے برآمد ہوئے اور امیر صاحبقران کے قزاقوں نے محمد یوسف کو کہ امیری سے تہذیبی سے تھا اور وہ بھی قزاقوں کی واسطے ستم کیا ہوا تھا گرفتار کر لائے اور حکم کے موافق اسکی گردن ماری پھر صاحبقران پلٹ کر اپنے لشکر میں گیا اور قزاقوں اُسکے قین سواری جو اس طرف تھے جنگ کی واسطے کھڑے ہوئے اور چونکہ بہادر اور الگ داف نے بھی حسب حکم نکلے ملک ساتھ دو قشون اب کے عبور کیا اور بہتیت اجتماعی تیر اندازی میں مشغول ہوئے اور بلو خان مصلح معاہدہ میں جانکر لپٹ اُسے اور بہادر دون نے تعاقب کر کے ایک جماعت کہ پیچھے رہی تھی اُنکے خون سے زمین رنگین کی اور وہ ہاتھی کمرہ دانی کا پشت پناہ تھا اسوقت درویش کے سدھ سے گر کر سقط ہوا اور امیر صاحبقران اس امر کو شگون نیک سمجھے دوسرے دن غربی لونی سے کوچ کر کے شرقی تونی کے سمت جو دہلی کے مقابل ہنوز نول جلال محلول قبال فرمایا اور اس پورس میں جہج شاہزادے اور تمام سردار پایہ سر ریاحی کے قریب فراہم ہوئے اور امیر جہان اور دوسرے اس نے عرض اقدس میں پہنچایا کہ لب آب سند سے یہاں تک ایک لاکھ آدمی سے زیادہ عساکر منصورہ کے پنجہ قہر میں گرفتار ہوئے ہیں اور اُس دن بادشاہ ناصر الدین محمود اور بلو اقبال خان شہر سے برآمد ہوئے تھے یہ بشاشت اور خوشحالی کرتے تھے مبادا روز جنگ اتفاق کر ساتھ لشکر دہلی کے ملحق ہو ورنہ جو اکثر کافر تھے حکم ہوا کہ جو ہندی پندرہ برس کا ہو اُسے زندہ نگاہ نہ لیں اور جو کوئی اس حکم کی تعمیل میں تغافل کرے اُسکی بھی گردن مارین اور مال اُسکا اُس شخص کو ملے جو اُسکی عدول حکمی اور تقصیر کی خبر گزارش کرے اسصورت میں اسدن امیر صاحبقران کے حکم سے لاکھ آدمی قتل ہوئے اور یہ بھی حکم نافذ ہوا کہ جنگ کے دن دس نفر سے ایک نفر دو میں رہے اور شہود کے زن و فرزند صغیر سن کی محافظت کریں اقصیٰ فوج تیموری ماہ جمادی الاول کی پانچویں تاریخ کو اب جون سے عبور کر کے صحارے فیروز آباد میں فروکش ہوئی اور خندق عمیق اپنے روبرو کھدوا کر گائے اور بھیسوئے گردن اور پانچوں میں چرم خام باندھ کر اُس خندق میں چھوڑا اور پکیرا اُسکے پیچھے شرائط ہوشیاری میں مشغول ہوئے اور راہ منکور کے ساتویں تاریخ کو باوجودیکہ منجم رضا سواری کی نہ دیتے تھے صاحبقران بے سعادت و اقبال سواری ہو کر انعام و جزا غار قول کو اُترے گیا اور سلطان ناصر الدین محمود اور بلو اقبال خان اس امر سے واقف ہوئے اور لشکر دہلی اور لکھنؤ میں اقصیٰ مجمع کو مسلح اور مکمل کر

صاحبقران کی طرف متوجہ ہوئے بہادران چغتائی ہاتھیوں پر حملہ آور ہوئے اور طرفہ العین میں زخمی ہوئے اور فیلبانوں کو لگے نساں اور ہندوستانیوں نے آپ کو مریدان اُن غازیوں کا کیا کرہ گزینا پی اور سلطان ناصر الدین محمود اور ملو اقبال خان نے کچھ لوگوں سے ہزار مشقت اپنے تئیں شہر کی طرف روگردان کیا اور صاحبقران نے دروازہ تک تکا پیش کر کے منظور و منظور ہو کر حوض خاص کے کنارہ نزول فرمایا سلطان ناصر الدین محمود اور ملو اقبال خان نے کہ حضور سے آدمیوں سے آپ کو شہر میں پہنچایا تھا اُس شب کو برآمد ہو کر سلطان ناصر الدین گجرات کی طرف روانہ ہوا اور ملو اقبال خان برن کی طرف بھاگا امیر صاحبقران نے مطلع ہو کر ایک جماعت کو تعاقب میں بھیجا اور انھوں نے بطور ماہ سر بیچ السیر کے جا کر بہتوں کو ہلاک کیا اور بیٹا ملو اقبال خان کا کہ ایک سیف الدین نام رکھتا تھا اور دوسرا خدا دادیہ دونوں گرفتار ہوئے اور صاحبقران میدان عید گاہ میں وارد ہوا سادات اور قضاات اور اکابر اور اشراف دہلی ساتھ عزت بساط بوس کے فائز ہوئے اور طلب امان کی عرض اُنکی درجہ قبول میں پہنچی جمعہ کے دن مسجد جامع دہلی میں خطبہ بنام مبارک آنحضرت کے پڑھا اور رسولوں میں ماہ مذکور کو ایک جماعت اہل قلم سے دروازہ پر بیٹھی ہوئی توجیہ مال مانائی کرتی تھی اور چند نفر امرا سے تفحص باغبان کے شہر پناہ میں کرتے تھے اس سبب سے شور و غوغا برپا ہوا اور جاہی جو کہ غلہ اور دوسرے ملے محتاج کیواسے شہر میں آئے تھے سب نے ہاتھ غارت کا دراز کیا اور ہر چند کہ امر منع کرتے تھے مفید نہوا اور جو صاحبقران عیش پنجروزہ میں مشغول تھا کیسکو یہ قدرت نہوئی کہ اس معنی کو محروض کرتا اور ہنود فوج فوج اپنے زن و فرزند کو جلا کر جنگ پر آمادہ ہوئے اور امرائے اس قدر کیا کہ دروازے بند کیے تاکہ دوسرا شہر پناہ میں قدم نہ رکھے لیکن اس قدر سپاہی شہر میں تھے کہ احتیاج مردم بیرون کی نہوئی اور صبح تک شہر کو تاراج کیا جب صبح ہوئی مردم بیرونی بھی ضبط اپنا کر کے تمام شہر میں ور آئے اور غارت عام ہوئی اکثر اہل شکر کے ہر ایک شخص نے سونفر سے زیادہ ہنود کو اسیر کیا تھا اور مال و اسباب کا حساب نہ تھا اور شرح انواع غنیمت سونا اور چاندی اور جواہر سے ہاتھ پھیل لاس اور یاقوت اور مروارید یعنی جو چیز کہ امکان تحریر سے باہر تھی قلم انداز ہوئی اور ایک جماعت کثیر اور جم غفیر ہنوز سے مسجد جامع میں جمع ہو کر جنگ کرتی تھی امیر شاہ ملک نے ایک جماعت بہادران سے وہاں جا کر اُس مسجد کو اُس جماعت خبث وجود سے پاک کیا اور بعد وقوع اس قضایا کے جب صاحبقران مطلع ہوا عثمان اختیار دست اقتدار سے لگی اور تاریخ نظام الدین احمد وغیرہ میں مسطور ہے کہ ایک جماعت مال بانی تحصیل کرتی تھی مردم شہر اُنکی شاق طلبی اور سخت گیری سے مقامی میں ہو کے اور چند نفر محصلوں یعنی منراولون کو قتل کیا اس سبب سے آتش غضب آنحضرت کی آفرینہ ہوئی سادات اور علما اور مشائخ کے سوا حکم غارت اور اسیری کا نافذ فرمایا اس وقت تک یہ کسی بادشاہان مغل کو میسر نہوا تھا اور صاحبقران ایک سواویس ہاتھی اور بارہ کرگدن یعنی گنبدہ اور دوسرے جانورن شکاری وغیرہ جو سلطان فیروز شاہ باریک سے دہلی میں تھے اُن پر تصرف ہو کر شہر میں داخل ہوا اور جو مسجد جامع دہلی کو سلطان محمد تغلق نے سنگ سے تلویش کرتا رہا کوئی تھی مشاہدہ فرمایا سکر دلی میں گذر کر کہ سمرقند میں اس کے مانند تیار کر کے چنانچہ دہلی کے سنگ اشوکو سمرقند کی طرف لجا کر وہی مسجد تعمیر کروائی اور اُس کے بعد پندرہ روز تک دہلی میں توقف کیا پھر عزائم مراجعت ہوا اور کوچ کے وقت ایک جماعت کو تعین فرمایا کہ سادات اور مشائخ اور علما کو مسجد جامع میں محافظت کریں اور ساتھ سعادت کے روان ہو کر فیروز آباد کی طرف آیا وہاں بہادر نے دوھوٹے سفید جنکو کا کاٹوا کہتے ہیں برسم خفہ میوات سے بھیج کر

انہما را خلاص کیا اور سید شمس الدین ترمذی صاحب قنر کی طرف سے جا کر ببادشاہ کو ملازمت میں لایا اور خضر خان جو میوات کے پہاڑ میں پوشیدہ تھا درگاہ میں آنکر درازش پائی اور وہ حضرت و ہانسیہ یہی ہو کر حبیب پانی پت میں ہو چکے امیر شاہ ملک در ایک جماعت اور نام کو قلعہ میرٹھ کی تعمیر کیواسے جو اہمات قلعہ ہند سے تھا بھیجا انھوں نے وہاں جا کر پھر بھی کسی قلعہ کے رہنے لگے جنگ پر آمادہ ہو کر تھے مین کہ ترش زین خان نے بھی اس قلعہ کے لینے کا ارادہ کیا تھا لیکن فتح میسر نہ ہوئی امیر صاحب قنر نے حکام سنگر غضبناک ہوئے اور خود بنفس نفیس تاخت کی اور قلعہ کے نیچے گئے اور اسی لحاظ بعض جنگ میں اور بعض سرنگ کھودنے میں مشغول ہوئے جبکہ دوسرے دن ایک کھڑے فس گزاد زہرہ گز نقب قلعہ طیف پہونچاتے تھے اور الیاس اعوان عالی اور مولانا احمد تھالیس کا بیٹا اور ملک صفی کیجو کہ قلعہ میں تھے جنگ میں مصروف ہوئے لیکن حضور سے بہادران مغل نے شیرعلیا لکائین اور بعض کمندین ڈاکر قلعہ پر پڑھکے اور قبل سرنگوں کے پہونچنے سے قلعہ کو مفتوح کر کے امرامی مذکور کو تہ تیغ کیا اور ایک متنفس کو زندہ بچھوڑا اور جب سرنگین تیار ہوئیں برج اور دیوار ہائے قلعہ میں آگ روشن کر کے قلعہ ہتیر کے مانند اسے بجھنے لگیا کیا اور جب ایسی فتح اسل سانی سے لشکر منصورہ کو میسر ہوئی صاحب قنر کو ہ سوار ملک کے دامن میں اور ان ممالک کو بالکل تاخت و تاراج کر کے بنڈیوں کو پست کیا اور آب گنگ سے عبور کر کے اس مقام میں کہ جہان مر حشیمہ اور سلطان محمد وغیرہ کسی بھی وہاں پہونچا تھا گیا اور کفار سے بہادر کر کے انکے زن و فرزند کو امیر کیا اور غنیمت بہت سپاہ کے ہاتھ آئی پھر معاودت کا عزم ہوا طبعی مسافت کے درمیان میں رتن نام ایک زمیندار کو مغلوب کر کے ساز و سلب سکافارت کیا اور فوج مجموعہ کے ورو و تک چند قلعہ اور فتح کیے اور جب جمو میں پہونچا وہاں انکارا جرب پر آمادہ ہو کر مقابل آیا اسے بھی ضرب شمشیر بادلہ مجموعہ کر کے گرفتار کیا اور امیر صاحب قنر کے تکلیف سے اسے مسلمان ہو کر گامی کا رشتہ کھایا اور تھے مین شیخا لکھنے اپنے چھوٹے بھائی جسر ت لکھ کو کہ صاحب قنر کے مقابلہ سے بھاگ کر اس سے جاننا تھا نہ مکان انکے مخالفت پر اسے سرزنش و رلامت بہت کی اور ساز و تک خان اپنی خواہش سے بلا توقف امیر صاحب قنر کی ملازمت میں حاضر ہوا اور مجلس ہایوں میں اہ پائی اور نظرات افسانے بار دین سنا تھے اس حد کے پہونچے کہ جو ساتھ ایک شتم اور ایک انبوه کے پہونچے تھے اور نسبت اپنی شیخا لکھ سے کرتے تھے کسی شخص کو اور اس کا منہ منہ سے یہ جان تھی کہ متعرض ہوئے جب شیخا لکھ فرحت حاصل کر کے اپنے مقام میں گیا اور نسبت یا قلعہ لاہور متصرف ہوا اور بے سبب جادہ اٹھا اور افلاص سے قدم باہر رکھا اور ہند و شاہ خاندان جو سلاک جاد و مسود اصل کتاب کے انتظام رکھتا تھا اور مولانا عبد اللہ صدر دوقی نے جو ماوراء النہر سے آتے تھے اُسے اس کو غیر مرغی کیا اور سوقت امیر صاحب قنر فوامی جناب میں پہونچے جب بھی سرطاعت سے پھیر کر ملازمت میں حاضر ہوا اس واسطے شاہزادوں اور امیروں نے قلعہ لاہور کو منہ کر کے شیخا لکھ کو گرفتار کیا صاحب قنر نے اس کی گروں ماسی اور لاہور اور دیپاپور اور ملتان کی حکومت خضر خان کے تفویض فرمائی اور خود راہ کابل سے عزیمت سمندر کے تھمیل روان ہوا اور دہلی اور سری دومینے تک خراب رہے قحط اور وبا بھی اس اطراف میں ظاہر آیا اور نصرت شاہ کہ ملو اقبال خان کے خوف سے دو آب کے درمیان تھا مع اپنے لشکر میرٹھ کی طرف گیا اور عادل خان مع اپنی جمعیت اور چار فیل کے اُس سے جا ملا اور نصرت خان جو کہ اُس سے مطمئن نہ تھا مقید کر کے اس کے اسباب متصرف ہوا اور دو ہزار سوار سے فروزا با کی طرف آنکر دہلی خراب کو اپنے قبضہ میں لایا اور شہاب خان اپنا لشکر اور دس ہاتھی لیکر اور ملک ماس مع اپنے آدمیوں کے میوات سے اس کے پاس لےئے اور نصرت شاہ نے شہاب خان کو ملو اقبال خان کے قلعہ اور قمع کیواسے برن کی طرف بھیجا اور شاہی راہ میں چند زمیندار ملو اقبال خان کے خواب سے اُس پر شہنوں لائے اور تیغ بیدریغ سے اُسے قتل کیا اور ملو اقبال خان تاخت کر کے شہاب خان مقتول کا مال و اسباب

لو کہ دوبارہ قوی ہوا اور دہلی کی طرف لشکر کشی کی اور نصرت شاہ تاج اسکی مقاومت کی نہ لاکر میوات کی طرف بھاگا اور ملو اقبال خان
از سر نو دہلی خراب کا حاکم ہوا اور قلعہ سیری میں استقامت کی اور ایک جماعت مردان دہلی سے کہ شمشیر جانتے ان عساکر صاحبزادہ
کے خوف سے اطراف و جوانب میں بھاگے گئے تھے وطن کی طرف مراجعت کی اور حصہ سیری کچھ آباد ہوا اور دہلی کہنے اسوقت سے
اس زمانے تک ویسی خراب اور ویران رہی اور نئی دہلی آبادان نہ ہوئی اور ولایت میان دو آب ملو اقبال خان کے تصرف
میں آئی اور مالک دور دست کو شہر شخص کہ جہاں تھا اپنے قبضہ میں لایا جیسا کہ گجرات کو خان اعظم خان اور مالوہ کو دلاور خان
اور قنوج اور اودھ اور گڑھ اور چنور کو سلطان الشرق خواجہ جہاں اور لاہور اور دیپال پور اور ملتان کو حکم صاحب قران
سے خضر خان اور سمانہ کو غالب خان اور سمانہ کو شمس خان اور حدی اور کالپی اور ممبہ کو محمد خان بن مالک زادہ
غیر ورنے اپنے زیر حکم کیا اور دوسرے پر اعتماد کر کے اپنی جگہ پر دم استبدال مارتے تھے چنانچہ اکثر بادشاہ ازل اور باد کے
حکم سے دولت اور سلطنت کو پہنچے تھے اسکی ختم قریب رقمزود طلب تحقیق ہو گئی اور جمادی الاولی کے مہینے شمسہ ٹھہر سو
تین ہجری میں ملو اقبال خان نے دار الخلافہ دہلی سے بیانیہ کی طرف لشکر کھینچا اور شمس خان سے جنگ کی اور غالب آیا
دو ہاتھی اور جلوس اسکی شوکت کا قبضہ میں لاکر وہاں سے اُتار کر طرف گیا اور زرننگ سے پیشکش بہت لیکر دہلی کے سمت تیار
کی اور ننگ سلطان الشرق خواجہ جہاں چنور میں فوت ہوا اور اسکا منہ لوبانیا ملک و اصل اپنا نام سلطان مبارک شاہ کھلر
اس تمام مملکت پر متصرف ہوا پھر ملو اقبال خان نے جمادی الاولی کے مہینے سنہ مذکور میں مبارک شاہ پر فوج کشی کی اور
شمس خان حاکم بیانہ اور مبارک خان اور بادشاہ نے بھی اسکی ہمراہی کی اور جب قبضہ بیتابی میں جو ننگ ننگ کے کنارے واقع ہے پہونچا
اسے سینہ اور اس طرف کے تمام میدان اسکی تقلید کو آئے اور حرب شدید کے بعد نہایت پانی اور ملو اقبال خان نے قنوج میں جا کر جاہا
کہ چنور اور لکھنؤ میں دراوے اور اس طرف سے مبارک شاہ مع لشکر جنگ پر مستعد ہوا چونکہ درمیان دونوں لشکر کے آب گنگ
حائل تھا کیسکو مجال عبور نہ ہوئی اور دو مہینے تک مقابلہ ایک دوسرے کے بیٹھے رہے آخر خیمہ اکھاڑ کر ہر ایک اپنی ولایت کی طرف
راہی ہوئے اور ملو اقبال خان نے درمیان راہ کے شمس خان اور مبارک خان کو دیکھانی کے سبب سے قتل کیا اور کشتہ
آٹھ سو چار ہجری میں سلطان ناصر الدین محمود شاہ کھنڈر خان کی بدسلوکی سے برنجیدہ ہو کر مالوہ کی طرف گیا تھا اسوقت جب
التماس ملو اقبال خان کے دہلی میں آیا اور بادشاہی روٹی کپڑے پر قناعت کر کے امور بادشاہی میں ملو اقبال خان کے خوف
داخل نہ کیا اور جو اس سال مبارک شاہ نے چنور میں وفات پائی ملو اقبال خان ناصر الدین محمود شاہ کو براہ لیکر پھر قنوج کی طرف
لشکر کش ہوا شاہ ابراہیم یعنی برادر مبارک شاہ نے چنور کے تخت پر اجلاس کیا تھا مع لشکر شترق ساتھ کمال شوکت و اہت کے
استقبال کیا اور نہ چاہا کہ ایک صدمہ سپاہ دہلی سے میری مملکت کو پہونچے اور ناصر الدین محمود شاہ باہین خیال خام کہ جو شاہ ابراہیم
خانہ زاد میری محبت بادشاہ بنا کر جو میرے خدشہ نگاروں کے سلاک میں متقدم ہو گا ایک شب کو شکار کے بہانہ سوار ہو کر شاہ
ابراہیم کے پاس گیا اور شاہ ابراہیم نے جب معلوم کیا کہ سبب نیک کیا ہے عدم اصالت سے لازم ضیافت بھی بجا نہ لایا اور ناصر الدین
محمود شاہ جیسا کہ آیا تھا اسے طرح پٹ گیا اور قنوج کی طرف جا کر اس بلکہ بر متصرف ہوا اور وہاں کے حاکم کو جو ابراہیم شاہ کی
طرف سے منصوب تھا شہر بدر کیا اور شاہ ابراہیم نے چنور کی طرف اور ملو اقبال خان نے دہلی کے سمت بازگشت کی
اور شمسہ آٹھ سو پانچ ہجری میں ملو اقبال خان بجانب قلعہ گوالیار کہ صاحب قران کے وقت فرات میں راجہ پننگ کے
تصرف میں آیا تھا اور بعد فوت اس کے اور اس کے بیٹے کے برم و پور اجپوت کی طرف منتقل ہوا تھا لشکر کھینچا

جو کہ وہ قلعہ نہایت استحکام میں تھا اسکی نوین میں تاخت کر کے وراثت کی اور چند عرصہ بعد پھر اس قلعہ پر لشکر لے گیا اور
برم دیو قلعہ سے ہر آمد ہو کر جنگ میں مشغول ہوا اور اول حملہ میں شکست کھا کر قلعہ میں داخل ہوا اور ملو اقبال خان بدستور
سابق تاخت کر کے دہلی کی طرف روانہ ہوا اور شہر آٹھ سو سات چوبیس میں دوبارہ آتا وہ کی طرف لشکر کینیچا اور راے سمیر
اور گوالیار اور راے جھالا وغیرہ آتا وہ میں جمع ہوئے تھے ان سے چار مہینے تک محاربہ کیا اور بعد اسکے پیشکش کی دیکھا
ہمروتی و بے انصافی سے قنوج کی طرف متوجہ ہوا ناصر الدین محمود شاہ حصار ہی ہوا اور ملو اقبال خان قلعہ محاصرہ کر کے ایک مدت
ناصر الدین محمود شاہ سے لڑا کیا لیکن قلعہ کے استحکام سے اسکی تدبیر پیش رفت نہ گئی اور ماہ محرم ۸۳۵ھ میں سو اٹھ چوبیس میں کوچ کر کے
سمانہ کی طرف راہی ہوا اور بہرام خان ترک بچہ جو فیروز شاہی خانہ زاد و نین تھا اور سارنگ خان کے ساتھ مخالفت اختیار کی
تھی اور ملو اقبال خان کے خوف سے اپنا مقام کہ سمانہ سے مراد ہو چھوڑ کر کوہ دیو کی طرف راہی ہوا اور ملو اقبال خان نے
تعاقب کیا اور اس پہاڑ کے درے کے قریب پہونچ کر فوج کش ہوا آخر حضرت علیہ السلام بن نبیرہ سیہ جلال الدین بھارتی درمیان
میں آکر صلح کر دئی اور ملو اقبال خان بہرام خان ترک بچہ کو ہمراہ لیکر ملتان کی طرف روانہ ہوا تو خضر خان کو دفعہ کے غلبہ و حکم
دہلی کا اپنا نام جاری کرے جس وقت تلونڈی میں پہونچا راوی داؤد و کمال بھتی اور راے سمیر و فرزند راے رتی کو دستیار کے مشقید کیا
اور عمدہ شکنی سے بہرام خان ترک بچہ کا پوست کھچوایا اور جب اجمودہن کے قریب فوج کش ہوا خضر خان نے لشکر بچہ لیا اور دیا پور
اور ملتان کو جمع کر کے استقبال کیا جمادی الاول کی انیسویں تاریخ سنہ مذکور کو جنگ واقع ہوئی اور ملو اقبال خان کو شکست دی
اور جو شاست نقض عہد کی اسکے شامل حال ہوئی تھی گھوڑا اسکا زخمی ہو کر معرکہ سے باہر نہ آسکا اسلام خان لودھی کے سپاہی
اسکا سر کاٹ کر خضر خان کے پاس لائے اور خضر خان نے وہ سر قہر کی طرف کہ اسکا مسکن تھا بھیج کر اس کے دروازہ پر آویزان کیا
بیمیت بہ نقض عہد دیری کن کہ چرخ فلک بدختی ملت زد و درکنار نہد بد دولت خان لودھی وراختیار خان نے کہ دہلی میں تھے
یہ خبر سن کر سلطان ناصر الدین محمود کو قنوج سے طلب کیا سلطان جمادی الاول سنہ مذکور میں تھوڑے دنوں سے دہلی میں آن کر
تحت پر جلوہ گر ہوا اور جب بادشاہی اور اقبال خان نے فیروز شاہ باریک کے خانان سے منہ موڑا تھا ناصر الدین محمود شاہ
مہات پنجاب اور ملتان اور پائے تخت کو مستحسن نہ کر کے دولت خان لودھی کو مع لشکر گرانہ بیرم خان کے سر رکھ دے بھی ترک بچہ اور
خانہ زاد فیروز شاہ باریک کا تھا اور بعد قتل ہونے بہرام خان ترک بچہ کے سمانہ کو تصرف میں رکھا تھا بچہ کو قنوج کی طرف گیا
شاہ ابراہیم نے مقابل میں آکر چند روز معرکہ قتال و جدال کو گرم کیا آخر کہ بادشاہ ناصر الدین محمود نے جب جانا کہ میان کچھ تیر
پیش رفت نہ گئی دہلی کی طرف معاودت فرمائی اور آدمی کہ بادشاہ کی اوضاع سے متنفر تھے کثرت لشکر کشی سے تنگ آکر بادشاہ
کی بلا اجازت اپنے اقطاع کی طرف روانہ ہوئے اور سلطان ابراہیم شاہ شرقی نے یہ خبر سن کر آب گنگ سے عبور کیا اور قنوج
کو لیکر دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور کوچ پر کوچ جاتا تھا یہاں تک کہ لب آب چون تک پہونچا اور چاہا کہ اس سے بھی عبور کرے اس
درمیان میں یہ خبر پہونچی کہ خان عظیم ظفر خان گجراتی الپ خان والی سندھ کو گرفتار کر کے ملک مالوہ پر تصرف ہوا اور اب جوہنور کے
تسخیر کی غرضت رکھتا ہے ابراہیم شاہ شرقی نے اس غرضت کو فسخ کر کے جوہنور کی طرف معاودت کی اور ماہ رجب ۸۳۵ھ
آٹھ سو دہن چوبیس میں درمیان دولت خان لودھی اور بیرم خان ترک بچہ کے سمانہ سے دو کوس پر جنگ ہوئی بیرم خان ترک بچہ
نے شکست پائی اور شہر سرہند میں داخل ہو کر متحصن ہوا اور امان چاہ کر دولت خان لودھی کو دیکھا لیکن اسی عرصہ میں
خضر خان اس حدود پر تصرف ہوا اور دولت خان لودھی دہلی میں آیا اور ماہ ذیقعد سنہ مذکور میں سلطان ناصر الدین محمود

ملک منیر ضیا کے سر پرچو ابراہیم شاہ شرقی کی طرف سے حاکم قصبہ بن ہوا تھا گیا اور ملک منیر ضیا قلعہ سے براہمد ہو کر مقابل ہوا لشکریان بادشاہ ناصر الدین محمود بھی پیچھے اسکے قلعہ میں داخل ہوئے اور ملک منیر ضیا قتل ہوا بادشاہ ناصر الدین محمود سنبھل کے سمت گیا اور تارخان نے باجنگ سنبھل کو چھوڑا اور قنوج کی طرف گیا سلطان ناصر الدین محمود اسد خان اودھی کو سنبھل میں چھوڑ کر دہلی کی طرف آیا اور لشکر آٹھ سو گیارہ ہجری میں بادشاہ ناصر الدین محمود قوام خان کے سر پرچو خضر خان کی طرف سے حاکم صہا فیروزہ تھا گیا اور وہ قلعہ فیروزہ میں حصاری ہوا چند روز کے بعد اسنے اپنے فرزند کو مع پیشکش بسیار بادشاہ کی خدمت میں بھیج کر عذر کیا پھر سلطان مراجعت کر کے دہلی کی طرف گیا اور خضر خان یہ خبر سنا فتح آباد کی سمت آیا اور مردمان فتح آباد کو محمود شاہ سے پیوستہ تھے ایذا دیکر ملک تحفہ کو تعین کیا کہ دو آب پر جو سلطان آنکھ صرف ہیں تھا تخت لاوے اور خود سند مذکورین ہتھک کے راستہ سے دہلی میں آیا بادشاہ ناصر الدین محمود جو قتل و شجاعت سے چندان بہرہ نہ رکھتا تھا فیروز آباد میں حصاری ہوا اور خضر خان نے چند روز اسکے محاصرہ میں قیام کیا پھر غلہ اور علف کے نایابی سے بغیر مفتوح ہوئے قلعہ کے فتح پور کی طرف گیا اور لشکر ہجری میں یرم خان ترک بچہ خضر خان کے ساتھ تھا لفت کر کے دولت خان کے پاس جو دریائی جون کے کنارے مقیم تھا گیا اور اپنے اہل عیال کو پہاڑ پر بھیجا اور خضر خان نے تعاقب کیا جب دریائے جون کے ساحل پر پہونچا یرم خان ایشیان ہو کر از روئے عجز پھر خدمت میں خضر خان گیا اور ان پر کنون پر کر اسکی جاگیر میں تھے پھر مقرر ہوا اور لشکر آٹھ سو تیرہ ہجری میں خضر خان ملک اور لیس پر محمود شاہ کی طرف سے رہتھک کا حاکم تھا گیا ملک دریس نے قلعہ رہتھک میں مقیم ہو کر چھ مہینے جنگ قائم رکھی آخر عاجز ہو کر اپنے بیٹے کو بھیج کر مباغہ پیشکش کر کے بیعت کی اور خضر خان سمانہ کے راستہ سے فتح پور گیا پھر لشکر آٹھ سو چودہ ہجری میں خضر خان رہتھک کی طرف کہ بنجالہ ولایات بادشاہ ناصر الدین محمود سے تھاروانہ ہوا ملک دریس اور مبارز خان نے استقبال کر کے ملازمت کی انھیں نظر عنایات اور اذیت گرامی سے سرفراز کر کے قصبہ نارنول کو جو اقلیم خان اور رہا در خان کے تصرف میں تھا غارت فرما کر دہلی میں آیا اور سیری کے قلعہ کو جہین سلطان ناصر الدین محمود قلعہ بند ہوا تھا محاصرہ کیا اور اختیار خان جو فیروز آباد میں رہتا تھا سلطان ناصر الدین محمود کے چہرہ حال کو مشاہدہ کر کے خضر خان سے جا ملا اور اسے اٹھا کر فیروز آباد کی طرف لیگیا اور ولایت میان دو آب کو ضبط کر کے جاہا لکھانہ غلہ اور اذوقہ کا دہلی میں پہونچے لیکن جو بادشاہت سلطان ناصر الدین محمود کے چند روز باقی تھے اس مرتبہ بھلی مساکان ان ہو کر ایک قحط طرف ولایت دو آب کے درمیان ظاہر آیا اور خضر خان محاصرہ سے دست کش ہو کر فتح پور کی طرف گیا اور سلطان ناصر الدین محمود ماہ رجب میں کھیل کی طرف سوار ہو کر شکار میں مشغول ہوا اور مراجعت کی وقت ذلیقعدہ کے مہینے میں مرض الموت میں مبتلا ہو کر اسی مہینے میں مر گیا چنانچہ اس تاریخ سے دہلی کی بادشاہی ترکو نئے سلسلہ سے جو غلام شہاب الدین غوری وریالی اسکے علاموں نے تھے منقرض ہوئی مدت سلطنت ناصر الدین محمود شاہ باوصف اس تمام تزلزل و انقلاب کے بیس برس و دو مہینے تھی اور اسکے انتقال کے بعد ارا نے دولت خان اودھی سے بیعت کی خلیفہ و رسک دہلی کا ماہ محرم ۷۶۷ھ آٹھ سو سولہ ہجری میں اسکے نام پڑھا گیا اور ملک اور لیس اور مبارز خان خضر خان سے برگشتہ ہو کر اس جا ملے اور دو تھان اودھی اسی ماہ جلوس میں کھینٹر کی طرف سوار ہوا اور اسے ترسنگ اور تمام زمینداروں نے حاضر ہو کر ملازمت کی اور جب قصبہ بیتالی میں پہونچا مہابت خان بلوچی نے آنکر دیکھا اور اس عرصہ میں خبر پہونچی کہ ابراہیم شاہ شرقی نے قادر خان بن محمود خان کو کالپی میں محاصرہ کیا جو دولت فتح کی سبب ابراہیم شاہ شرقی سے تاب و مقاومت نہ رکھتا تھا دہلی میں پلٹ آیا اور خضر خان کہ ہمیشہ سے کین کا جو یا تھا عازم فتح پور ہوا

اور ساٹھ ہزار سوار اطراف سے فراہم کر کے بہاؤ فرمایا۔ سید کو ردہ پہلی مین پہنچا اور دولت خان کو قلعہ سیری مین قلعہ بند کیا اور بہار میں نے کے بعد جمہوری منظر ہوئے چنانچہ دولت خان کو دھبی کے رجب الاول کی پندرہویں تاریخ ۱۱۸۵ھ آٹھ سو ستتر ہجری مین قلعہ سے برآمد ہو کر خضر خان کی ملازمت کی اور گرفتار ہو کر فریاد کیا مین مجبوس ہوا اور پھر قضائی الہی سے مرگیا مدت اسکی سلطنت کی ایک برس اور تین مہینے تھی۔ ذکر کیاالت سید خضر خان مین ملک سلیمان کا حساب طبعیات محمد شاہی اور صاحب تاریخ مبارک شاہی خضر خان کو خانان حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کر کے سید کہتے ہیں اور وہ بیٹا ملک سلیمان کا ہو اور ملک سلیمان ملک مروان دولت کا کہ اموی کبار سلطان فیروز شاہ باریک سے ہی پسر خواندہ تھا اور ملک مروان دولت جب حکومت ملتان مین فوت ہوا اور حکومت وہاں کی اسکے پسر صلیبی ملک شیخ کو مفوض ہوئی اور وہ بھی اسی عرصہ مین قضائی الہی سے مرگیا ملک سلیمان جو دعویٰ سیادت کا کرتا تھا حاکم ملتان ہوا اور اسکے بعد خضر خان سلطان فیروز شاہ باریک کے حکم سے ملتان کی حکومت پر سرفراز ہوا اور جیسا کہ گذرا جب سارنگ خان غالب آیا اور اسے ملتان کی حکومت سے محروم کیا اور وہ بعد فتح دہلی صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہوا اور حسن اخلاص اور نیک عقیدت کے سبب سے پھر ملتان اور پنجاب کی حکومت پر سرفراز ہوا اور آنحضرت کے مین عنایات سے آخر کو دہلی کی سلطنت پر فائز ہوا اور خلق اللہ سے حسن سلوک مبذول کیے اور جو صاحب تاریخ مبارک شاہی نے دلیل قوی اسکے سیادت پر لکھی ہے نقل اسکی مصنف نے اپنا پروا جب جانی تاکہ ناظرین اوراق ہذا و خلق اللہ پر خضر خان کی صحت نسب ظاہر ہووے اول یہ کہ ملک سلیمان اسکا باپ جسوقت کہ ملک مروان دولت کی خدمت مین رہتا تھا ایک مرتبہ سید السادات مخدوم سید جلال الدین بخاری قدس سرہ نے ملک مروان دولت کے مکان پر قدم رنجہ فرمایا اور جب طعام لائے ملک سلیمان جو قبل اسکے کبھی دعویٰ سیادت کا نہ کرتا تھا بطور اور خندہ نگاروں کے طشت اور آفتاب ہاتھ دھو نیلے واسطے لایا ان سید نے فرمایا کہ اس سید کو اس خدمت مین بکھنا گستاخی چوس جب یہ بات اہل صلاح کی زبان پر گزری یقین ہو کہ وہ سید ہو گا و و ستر سے۔ یہ کہ اخلاق اور اطوار خضر خان کے مثل سخاوت اور شجاعت اور حلم و تواضع اور صلح و تقویٰ اور صدق و رحم ساتھ اخلاق اور اوصاف حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شباهت تمام رکھتے تھے اور یہ بھی دلیل سیادت کی ہے القصہ خضر خان نے ملک تحفہ کو تاج الملک خطاب دیکر منصب وزارت پر مقرر فرمایا اور عبدالرحیم منہ بولے بیٹے ملک سلیمان کو ساتھ علاء الدین کے مخاطب کر کے اقطاع ملتان اور قجور عنایت فرمائے اور اختیار خان افغان کو شقداری میان دو آب کی دی اور سید سالم کو سفر از کر کے بھانپور اور نربہ اور اقطاع خوب کرامت فرمائے اور سیطیح سے اپنے جمیع اعوان و انصار کو ساتھ خطاب اور القاب کے ساتھ کیا اور ابتدا مین سکھ اور خطبہ امیر تیمور صاحبقران کے اسم مبارک سے ملتان مین اور دہلی مین بنام میرزا شاہ رخ کے جاری رکھا لیکن آخر کو ایک خطبہ خضر خان کے نام کا لیا کر دے گئے تھے اور اکثر سنوآت مین پیشکش لائق میرزا شاہ رخ کے واسطے بھیجتا تھا اور پہلے سال تاج الملک کو با سپاہ آراستہ کھینٹر کی طرف بھیجا اور آسنے و ریاسے جون اور رنگ سے عبور کر کے ولایت کھینٹر پر تاخت کی اور راسے نرسنگہ وہاں کاراجہ بھاگ کر کوہستان مین پناہ لیگیا پھر آسنے پیشکش بہت دیکر رعیت ہونا اختیار کیا اور مہابت خان حاکم بدوون نے بھی آنکر ملازمت کی اور تاج الملک نے وہاں سے کھور اور کنہل و رنجیدہ زمین جاکر مال و اسباب اور خراج چند سال کا لیا اور جالیمہ کو چند وارے کے راجپوتوں کے تصرف سے برآوردہ کر کے ٹاؤہ کے سمت گیا

اور وہاں کے مقدموں کو گوشمال اور تادیب قرار واقعی کی اور انتظام اس مالک کا کر کے دہلی کی طرف مراجعت فرمائی اور
جمادی الاول سنہ مذکور میں خبر پہونچی کہ جماعت ترکوں کی جو قوم بہیم خان ترک بچہ سے تھی ملک سدھو کو کہ شاہزادہ مبارک خان
کی کیطرف سے حاکم سرہند تھا قتل کر کے اس حدود پر تصرف ہوئی یہی خبر خان نے زریک خان اور ملک داؤد کو مع لشکر
گراں آنکھ سے متعین کیا اور جماعت ترکان آب ستلج سے عبور کر کے پہاڑ میں درآئی اور زریک خان تعاقب کر کے پہاڑ
پر پہونچا اس واسطے کہ تمام پہاڑ اس ولایت کے ساتھ پہاڑوں نگر کوٹ اور اس اُچی کے متصل ہیں و اس وقت میں چند
زمیندار غلبہ کر کے اُتے تصرف ہوئے تھے اور قوت تمام یہاں کی تھی ناچار زریک خان ملک داؤد کے چہرے کے لئے اخراج میں کوشش کی
کچھ فائدہ نہ ہوا اور فرشتہ آٹھ سو تیس ہجری میں یہ خبر پہونچی کہ سلطان احمد شاہ گجراتی ناگو کیطرف آنکھ اسکی تسخیر کا ارادہ رکھتا ہے
خضر خان بہت اسکی دفع پر تعین کر کے اسطاف روانہ ہوا اور سلطان احمد شاہ گجراتی اس کے پہونچنے تک تو وقت مناسب نہ لیکر
مالوہ کی طرف راہی ہوا اور خضر خان جب جالو میں پہونچا الیاس خان حاکم شہر نو لہری عبور دوس جہان کہ بنا ہا سی سلطان الدین
خلجی سے ہولنازی مت کر کے سرفراز ہوا اور خضر خان کو الیاس تک جا کر وہاں کے مال مقرر لی لیکر بیانہ کی طرف آیا
اور پھر کریم الملک یعنی شمس خان اوحدی کے بھائی سے بھی تراج لیکر دہلی میں آیا اور شہر آٹھ سو تیس ہجری میں خیر
ملک طغائے ترک کے بغاوت کی کہ اندون سردار قاتلان ملک سدھو رہوا تھا پہونچی زریک خان حاکم سمانہ مع افواج
کثیر اسکی سرکوبی اور تدارک کی واسطے تعین ہوا جب قریب پہونچا باغیوں نے کہ قلعہ سرہند کو محاصرہ کیا تھا اپنے تئیں پہاڑ
کی طرف کھینچا اور ملک کمال الدین جو قلعہ میں تھا نجات پا کر دہلی کے سمت گیا اور زریک خان نے مخالفوں کا پیچھا کیا جب قصہ
پایل میں پہونچا ملک طغائے انقیاد کر کے پیشکش دینی قبول کی اور اپنے فرزند کو گرو دیکر ملک سدھو کے قاتلوں کو عمدہ سز
فساد کے تھے اپنے سے جدا کیا اور زریک خان جالند را اسکے سپرد کر کے سمانہ کی طرف گیا اور ملک طغائے اپنے بیٹے کو مع پیشکش
خضر خان کی خدمت میں روانہ کیا اور فرشتہ آٹھ سو اکیس ہجری میں خضر خان نے تراج الملک کو اسے فرست لیکر یعنی کھنتر کے راہ کے تدارک
کی واسطے بھیجا جب لشکر نے آب گنگ سے عبور کیا زریک ولایت خالی کر کے جنگل ٹولہ میں در آیا اور تاج تھوڑے لشکر شاہی جنگل
میں اسکی تلاش کی بھاگ گیا اور گھوڑے اور ہتھیار اور تمام اسباب سکافوج کے ہاتھ آیا اور لشکر نے گایوں تک سکایا بھیجا کیا
اور غنیمت بہت دستیاب ہوئی پانچویں دن لشکر میں ملحق ہوئے اور تراج الملک لایت کھنتر کو تاخت و تاراج سے خراب کر کے
بداؤن میں آیا اور آب گنگ سے عبور کیا اور نہایت خان حاکم بداؤن کو کہ ناصر الدین محمود شاہ کے امراء بزرگ سے تخاصم تھے
اور خود اٹا وہ کی طرف آیا راے سمیراٹا وہ میں متحصن ہوا اور تراج الملک نے ولایات اٹا وہ کو تاراج کیا آخر صلح پر قرار دیکر
پیشکش لی و ردہلی میں آیا پھر سنہ مذکورہ میں خضر خان نے کھنتر کے مفسد و کلمی تنبیہ کی واسطے غنیمت کی پہلے ولایت کو گوشمال
دیکر آب گنگ سے عبور کیا اور پھر سنبھل کو خراب کر کے بازگشت لی اور ماہ ذیقعد سنہ مذکورہ میں بداؤن کی طرف عنان غنیمت
معطوف فرمائی اور تبتالی کے نزدیک آب گنگ سے عبور کیا اس سبب سے مہابت خان کے دلیں ایک ہراسنے راہ پائی
اور بداؤن میں متحصن ہوا اور چھ مہینے مجاہدہ اور محاربت میں بسر کی اس درمیان میں یعنی امرامثل قوام خان فرخا خاں
لودھی اور خانہ زادان محمود شاہی نے جو دلتھان لودھی سے جدا ہو کر خضر خان کے شریک ہوئے تھے غدر کا اندیشہ کیا
خضر خان اس امر سے واقف ہو کر محاصرہ سے دست کش ہوا اور دہلی کی طرف پلٹ گیا اٹا سے راہ میں جمادی الاول کی
آٹھویں تاریخ سنہ آٹھ سو بائیس ہجری میں آب گنگ کے ساحل پر انھیں کسی بہانہ سے ایک مجلس میں بلا کر سکی گردن ری

اور جب دہلی میں داخل ہوا یہ خبر سنی کہ ماجپورہ کے قریب ایک شخص نے آپکو سارنگ خان اٹھا کر لیا ہے اور خلق کثیر اُسکے پاس فراہم ہوئی حالانکہ سارنگ خان اندون میں کہ جب امیر صاحبقران ہند میں آیا تھا فوت ہوا تھا خضر خان نے سلطان شہ لودھی کو مخاطب باسلام خانکو جو حاکم سرہند کا تھا اُسپہن کیا اور سارنگ خان جلی نے استقبال کر کے حوالی سرہند میں آتش حرب مشتعل کی اور شکست پاکر کوہستان میں در آیا سلطان شہ لودھی اُسکے تعاقب سے دست کش ہوا اور خضر خان حکم کے موافق ملک طغٹاے ترک امیر جالندر اور وزیرک خان امیر سمانہ اور ملک خیر الدین حاکم میان دو آب سے لشکر عظیم اسلام خان کی کمک کو آئے جو کہ سارنگ خان جلی قلب جگہ میں چھپا تھا لاچار پلٹ کر اپنے مقام میں ہر شخص نے قزاق پکڑا اور ۸۲۳ھ آٹھ سو تیس چوبیس سارنگ خان جلی کوہ سے برآمد ہوا اور بعد عہد و پیمان کے ملک طغٹا سے جا ملا اور ملک طغٹا ملک و مال و رد دولت کی طمع سے اسے ہلاک کر کے خضر خان سے باغی ہوا اور قلعہ سرہند کو محاصرہ کر کے تاخت و تاراج کیا اور سرحد منصور پور اور پائل تک پہنچا اور خضر خان نے ملک خیر الدین اور وزیرک خانکو اسپہ نامزد فرمایا اور ملک طغٹا نے جنگ کر کے شکست پائی اور لوہانہ کے قریب آب ستلج سے عبور کر کے ولایت جسرت بھائی شیخا اکبر میں در آیا وزیرک خان نے ولایت جالندر جاگیر پائی ملک خیر الدین دہلی کی طرف پلٹ گیا اور ۸۲۳ھ آٹھ سو تیس چوبیس میں خضر خان نے میوات کی طرف تاخت کی چنانچہ بعض میواتیوں نے آنکر ملازمت کی اور بعض کو ٹلہ بہا درناہر میں مقیم ہوئے جب کام اپنے تختہ ہوا قلعہ سے برآمد ہو کر پاران میں در آئے اور خضر خان نے قلعہ کو ٹلہ کو لیکر دیران کیا اور اسوقت تاج الملک نے وفات پائی وزارت اُسکی بڑے بیٹے ملک الشرق سکندر پر مقرر ہوئی اور خضر خان نے ہانے کو لیا اور پیشکش لیکر اودہ کی طرف تاخت کی اور جو رائے سیر کر گیا تھا اُسکے بیٹے سے پیشکش لی اور مرہٹن ہو کر ساتھ کوچ متواتر کے دہلی کی طرف پہنچا اور جمادی الاول کی سترھویں تاریخ سنہ مذکور میں فوجی طرح اس جہان ناپایدار سے درگزر امت اسکی سلطنت کی سات برس اور چار مہینے تھی اور وہ بادشاہ عادل و عاقل و کریم اور صاق القول تھا خلاق اس سے راضی اور شاکر تھی اس سبب سے خرد و بزرگ نوکر اور غیر نوکر اُسکے ماتم میں بیٹھے اور جاہر سیاہ پہنا اور پروایت صحتیں روز کے بعد باقی کیڑے دور کئے اور اُسکا بیڑا میا مبارک شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا ذکر سلطنت بادشاہ معز الدین ابوالفتح مبارک شاہ بن خضر خان کا جب خضر خان اثنائے مرض میں دریافت کیا کہ میں اس عارضہ سے جانبر نہ ہونگا فوت سے تین روز پیشتر اپنے فرزند ارجمند مبارک خان کو ولیعہد کیا اور مبارک خان اپنے باپ کی رحلت کے بعد اور ایک روایت میں تیسرے دن ساتھ اتفاق ملوک اور اکابر کے تحت پیر پر جلوہ گر ہوا اور اپنا ہم معز الدین ابوالفتح سلطان مبارک شاہ رکھا امرا اور ملوک اور اکابر اور مشائخ کو جاگیرین اور وظیفے مقرر فرمائے اور بعض کا مشاہرہ اضافہ کیا اور اپنے بھتیجے ملک بدر کو فرزند آباد اور بانسی عنایت کر کے صاحب جاہ و شمت کیا اور ملک رجب بن سدھوی نادری کو جو فرزند آباد اور بانسی کا حاکم تھا دیپالپور اور پنجاب کا والی کیا اور ماہ جمادی الاول ۸۲۳ھ آٹھ سو تیس چوبیس ہجری میں سلطان علی بادشاہ کشمیر ٹھٹھ میں گیا اور مراجعت کی وقت جو کہ جمعیت قلیل اور متفرق تھی جسرت اکبر جو بقتل ہوئے اپنے بھائی شیخا اکبر کے صاحب قبیلہ اور خویش ہوا تھا سدرہ ہکا ہو اور حرب اور ضرب کر کے علی بادشاہ کو زندہ دستگیر کیا اور ضمت جیسا ب دستیا ب کر کے مغرور ہوا اور خلل نے اُسکے دماغ میں راہ پایا دہلی کے تسخیر کی فکر میں پڑا اور ملک طغٹاے ترک کو قتل اسکے صدمہ سپاہ دہلی سے کوہستان میں بھاگا تھا اپنے پاس بلا کر امیر الامرا کے لاہور اور پنجاب پر متصرف ہوا اور لاہور کو ویران اور برباد کر کے آب ستلج

سے عبور کیا اور قطع تلونڈی کہ اسے کمال سے تعلق رکھتا تھا غارت کیا اور اسے فیروز زمیندار وہاں سے بھاگ کر
جون کی طرف گیا اور جسرت لودیانہ کی طرف آیا اور روپہر کے سرحد تک تاخت کر کے پھر آب ستلج سے عبور کیا اور جالندہ
کے قلعہ کو محصور کیا اور زیرک خان حاکم وہاں کا متحصن ہو کر مجا دین میں مشغول ہوا جسرت نے از روئے قریب دروازہ صلح کا بند
کر کے اقرار کیا کہ زیرک خان جالندہ خالی کر کے طغا کے سپرد کرے اور طغا کے بیٹے کو مع پیشکش لائق مبارک شاہ کی
خدمت میں بھیجے پس شہر جادی لآخر فتح ہوا ٹھوسو چوبیس ہجری میں زیرک خان حصار جالندہ سے برآمد ہو کر تین کوس پر
لشکر جسرت آب سستی کے ساحل پر فروکش ہوا اور دوسرے دن جسرت نقص عمدہ کر کے زیرک خان پر تاخت کیا
اور اسے دستگیر کر کے پھر لودیانہ میں آیا اور بیسویں ماہ مذکور کو سرہند میں پہونچا اسلام خان حاکم سرہند کا متحصن ہوا سلطان
مبارک شاہ یہ احوال اپنے دلین سمجھ کر ماہ رجب سنہ مذکور میں باوجود برسات کے دہلی سے برآمد ہوا جب سرہند کے
اطراف میں پہونچا جسرت لودیانہ کی طرف گیا اور زیرک خان اسکی قید سے بھاگ کر سمانہ میں بادشاہ سے جا ملا اور
سلطان لودیانہ کی طرف روانہ ہوا اور جسرت نہر ستلج سے عبور کر کے اس پار بادشاہ کے لشکر کے مقابلہ فرودکش ہوا اس
سبب سے کہ کشتیان جسرت کے قبضہ میں آئیں تھیں اور آب دریا طغیان پر تھا سلطان مبارک شاہ نے وہاں
وقت فرمایا اور جب سیل طبع ہوا اور پانی دریا کا اتر گیا کوچ کر کے قبو لپور کی طرف خشکی کی راہ سے کہ مراد ساحل آب در
روانہ ہوا اور جسرت بھی جسارت کر کے اس طرف آب نہر کے کنارہ سے جاتا تھا اور ہر روز لشکر سلطان کے مقابلہ فرودکش
ہوتا تھا یہاں تک کہ گیارہویں شوال سنہ مذکور میں ملک سکندر تحفہ وزیر الممالک اور زیرک خان و محمود حسن و ملک کالو
اور دوسرے امرا سلطان کے حکم کے موافق بالشکر کثیر اور چھ زنجیر نیل کے تاخت زن ہو کر اس مقام سے جہان ریا پاتھیا
عبور کیا اور بادشاہ نے بھی انکے عبور کے بعد اترنا شروع کیا اور جسرت تاب مقاومت نہ لاکر بلا جنگ بھاگا اور فوج سلطانی نے
پیچھا کیا اور اسکے اعوان اور الفضا بر بیشمار یتیم کیے اور مال اور متاع اور ساز و مصلب اسکا تمام غارت کیا اور جسرت بجال
مفلوکان آب چناب سے اتر کر کوہستان میں آیا اسے بھیجہ مقدم جو نے ملازمت کی واسطے حاضر ہو کر سلطان کو رہبر سی کی
اور عبیل کی طرف کہ حکم ترین جا باب جسرت سے تھا لیکر جسرت دوبارہ بھاگا پھر اسکے ہمراہی قتل ہوئے اور جو کچھ دہان
رکھتا تھا غازیان اسلام کے ہاتھ آیا سلطان مبارک شاہ محرم ۸۵۲ھ آٹھ سو چوبیس ہجری میں لاہور میں آیا اور عمارت اسکی جو دیران
ہوئی تھی از سر نو تعمیر کر کے آباد کیا ملک الشرق حسن کو وہاں کا حاکم کیا اور استعداد حصار داری کا بندوبست کر کے دہلی
کی طرف مراجعت فرمائی اور جسرت نے سلطان کے دہلی میں آنیکے بعد فرصت پائی اور جمعیت فراہم کر کے لاہور کے قلعہ کے متصل آٹا
اور قریب میر حسن رنجانی قدس سرہ کے فروکش ہوا اور قلعہ مذکور کو ایک مہینہ پانچ روز محاصرہ کر کے چند مرتبہ قلعہ پر دھاوا کیا
مگر کچھ کام نہ کیا ناچار کلا نور کی طرف گیا اور بقصد انتقام لینے اسے بھیجہ پر تاخت لایا اور جنگ کر کے جہا ہوا اور آب بہا ہ
کے کنارے انکر لشکر جمع کرنے میں مصروف ہوا اس عرصہ میں ملک سکندر تحفہ جو دہلی سے ملک محمود حسن کی کمک کو تعین ہوا تھا گذر
لوہی کی طرف پہونچا اور ملک رجب حاکم دیپالپور اور اسلام خان لودھی حاکم سرہند ساتھ اسکے ملحق ہوئے اور جسرت کو قوت
مقاومت نہ رہی آب چناب اور راوی سے عبور کر کے کوہستان میں بٹاہ لیکر اور ملک سکندر تحفہ ماہ شوال کے بارہویں تاریخ سنہ
مذکور میں لاہور میں آیا اور ملک محمود حسن اسکا استقبال کر کے اسے مقدم گرامی رکھا اور ملک سکندر بھی راوی کے کنارے
سے کلا نور کی طرف گیا اور جب جموں کی سرحد پر پہونچا اسے بھیجہ خدمت میں حاضر ہوا اور جس مقام میں گمان رکھتا تھا

کہ لکھنؤ پوشیدہ ہوئے ہیں لشکر لہجہ کر قتل کیا اور ملک سکندر تحفہ لاہور سے پھر اور اسوقت سلطان مبارک شاہ کا فرمان پہنچا کہ ملک محمود حسن جالندھر میں جا کر استعداد اپنی صرف کرے اور دہلی میں آوے اور ملک سکندر تحفہ لاہور میں استقامت کر کے اُس حدود کا انتظام کرے اور ۱۲۸۵ھ آٹھ سو پچیس ہجری میں سلطان مبارک شاہ نے منصب وزارت کا ملک سکندر تحفہ سے لیکر سردار الملک کو دیا اور کفار تھر کی تادیب و تہنیت کے واسطے بھیجا اور خود بھی اُسکے پیچھے سے ولایت لکھنؤ میں داخل ہوا اور باج و خراج وہاں کے مقدمات سے لیکر تھر و نکو سترادی اور اُس جگہ مہابت خان امیر بدوٹن نے کہ حصار ہی ہو کر خضر خان سے لڑا تھا ملازمت کی اور سلطان کے فرمان کے بموجب آب گنگ سے عبور کر کے ولایت جماعت راجپور و ن پرتاخت لایا اور بہت بندے دستگیر کیے اور جو راجہ اٹا وہ کہ خدمت میں سلطان مبارک شاہ کی حاضر آیا تھا ساحل آب گنگ سے اسوقت اُردو سے بھاگ کر ولایت اٹا وہ میں آیا اور سپاہ سلطانی نے اُسکا تعاقب کیا اگرچہ اُسے نیپا یا لیکن ولایت اٹا وہ میں داخل ہو کر مراسم تاخت و تاراج سے کوئی دقیقہ بچھوڑا سلطان مبارک شاہ خود کوچ کر کے بچیل تمام اٹا وہ کی طرف روانہ ہوا اور وہاں کا راجہ بہت راجپوتوں سے قلعہ میں در آیا سلطان مبارک شاہ اسلحہ محاصرہ میں مصروف ہوا جب کام اُسپر تنگ آیا عاجز ہو کر دوسری مرتبہ اپنے فرزند کو ملازمت کیواسطے بھیجا اور پیشکش افروید کر مبارک شاہ کو دہلی کی طرف روانہ کیا اس درمیان میں ملک محمود حسن خدمت میں پہنچ کر ساتھ منصب نجاشگری کے لکھ اُس زمانہ میں عارضی کتنے تھے سفر ازاو ممتاز ہوا اور اس سال درمیان جمہرت اور رائے بھیم کے جنگ واقع ہوئی اور راکھ بھیم قتل ہوا اور اُسکا مال و اسباب بہت جمہرت کے ہاتھ آیا اور قریب دس بارہ ہزار لکھ کے اپنے پاس فراہم کیے اور پھر بقصد بادشاہی لاہور اور دہلی کے متروک ہوا اور دیا پور اور لاہور کے اطراف پرتاخت لاکر مال بہت قبضہ میں لایا اور ملک سکندر تحفہ نے ارادہ اُسکے دفع کار کے آب چناب سے عبور کیا لیکن کچھ کام اور تدبیر نہ بن آئی ناچار پلٹ آیا اور جمہرت ولایت لکھ ونگے درمیان میں جا کر خیل و حشم کی ترتیب اور آراستگی میں مشغول ہوا اور امیر شیخ علی کے ساتھ جو ایک امرا سے میرزا شاہ رخ سے تھا اور کابل میں اقامت رکھتا تھا آشنائی اور خصوصیت کا طریقہ سلوک رکھ کر اُسے سیوستان اور بہکراؤ رشتہ کے تاخت کیواسطے تحریض و ترغیب کی کہ سب طرف سے زور شاہ دہلی پر پہنچا کر خود اپنا مقصد وصال کرے اسوقت ملک علاء الدین حاکم ملتان وفات پائی اور آوازہ امیر شیخ علی کی آمد کا منتظر ہوا سلطان مبارک شاہ نے بتوقف و رنگ ملک محمود حسن کو قلعہ ملتان و بہکراؤ سیوستان و دیگر بالشکر آراستہ اسطرح بھیجا اور وہ وہاں جا کر قلعہ ملتان کو جو امیر صاحب قراٹے صدمہ سے خراب ہوا تھا مرمت کر کے لشکر اطراف و لواحق کو جمع لایا اور مستعد جنگ مغل ہوا اور اسی سال جب سلطان ہوشنگ الی مالوہ نے بقصد تسخیر قلعہ گوالیار کو مامور کیا سلطان مبارک شاہ اس قلعہ کے باشندہ کی حمایت کیواسطے روانہ ہوا اور جب بیانہ میں پہنچا معلوم ہوا کہ امیر خان بن داؤد خان بن سمس خان حاکم بیانہ نے اپنے چچا مبارک خان کو قتل کر کے بیانہ کو خراب کیا ہے اور بقصد مخالفت پہاڑ پر قلعہ بند ہوا ہے مبارک شاہ نے اس پہاڑ کے دامن میں نرمل فرمایا بعد رسل و رسائل امیر خان قلعہ خراج ہر سالہ کر کے لوازم اطاعت بجا لایا اور سلطان مبارک شاہ وہاں سے گوالیار کی طرف گیا اور سلطان ہوشنگ چبیل کے گھاٹ کو لیکر فروکش ہوا تھا اور مبارک شاہ نے دوسرا گھاٹ پیدا کر کے عبور کیا اور بعضے امر نے جو مقدمہ لشکر دہلی تھے سلطان مالوہ کے اطراف کے اُردو کو غارت کیا اور ایک جماعت کثیر کو اسیر کیا اور جو بندی مسلمان تھے انکو مبارک شاہ نے زندان ستم سے ربانی بخشش اور حب سلطان ہوشنگ نے بغیر صلح کو حرکت دے کر پیشکش

الائق بچھی اور دھار کی طرف پھر مبارک شاہ نے آب تھپیل کے کنارے توقف کیا اور خراج بہو جب قانون مقدم اُس
 دیار کے زمینداروں سے لیکر ماہ رجب ۸۲۳ھ آٹھ سو ستائیس ہجری میں دہلی میں آیا اور ۸۲۴ھ آٹھ سو اٹھائیس ہجری میں
 طہینتر کے سمت حرکت کی نرسنگھ راے کھینتر نے آب گنگ کے کنارے آنکر ملازمت کی اور بقایا بے چند سالہ کے سبب پیدا
 اور مال واجب کے ادا کے بعد نجات پائی اور سلطان نے آب گنگ سے عبور کر کے متروک کو با شمال کیا پھر دہلی میں آیا اور حال
 میں میواتیوں کے طغیان کی خبر پہنچی سلطان نے اُس طرف نہضت فرمائی اور ہاتھ نہب وغارت میں دراز کیا اور
 میواتی اپنی ولایت خالی کر کے کوہ ہمرہ میں در آئے اور سلطان عسرت غلبہ اور نایابی علف اور قلت جگہ کے سبب سے
 مراجعت کر کے دہلی میں آیا اور امر کو جاگیر و نی طرف نصرت دیکر عیش و عشرت میں مشغول ہوا اور ۸۲۹ھ آٹھ سو انیس ہجری میں میواتی
 طرف گیا اور جلو اور قہر بہادر ناہر کے پوتے مع اعوان و انصار اپنے کوہ اور کی طرف پناہ لیگئے اور ایک مدت شکر سلطان سے
 محاربہ کیا آخر کو عاجز آئے اور امان چاہ کر ملازمت کی اور جب چند روز کے بعد بھاگنے کا ارادہ کیا قید ہوئے اور سلطان
 ولایات میوات کو تاراج کیا جب قحط برپا ہوا معاودت فرمائی اور پھر چار مہینے کے بعد مجرم کی گیارہویں تاریخ ۸۳۰ھ
 آٹھ سو تیس ہجری میں میوات کی طرف گرم عنان ہوا اور وہاں کے متروکوں اور سرکشوں کو سزا دیکر بیانہ کے سمت گیا اور
 جو کہ امیر خان فوت ہوا تھا محمد خان اُسکے بھائی نے بہار پر جا کر تحصن ڈھوڑھا اور پندرہ دن لڑائی کی اُسکے بعد اکثر ہمراہی
 اُسکے بادشاہ کے شریک ہوئے پھر اُسنے از روئے عجز و انکسار رسن گردن میں ڈالکر ملازمت کی اور گھوڑے اور ہتھیار اور
 جو نفائس قلعہ میں رکھتا تھا سب پیشکش کیے بادشاہ مبارک شاہ نے عیال و اطفال اُسکے قلعہ سے برآورده کر کے دہلی میں بھیجے
 اور بیانہ کے قلعہ کو مقبل خانکے سپرد کیا اور سیکری کو جو اب تک فوج پر مشہور جو ملک خیر الدین تحفہ کے حوالہ کیا اور وہاں سے گوالیار
 کی طرف جا کر وہاں کے راجہ سے پیشکش لی اور دہلی میں آنکر ملتان اور اطراف اُسکا ملک حسن سے تغیر کر کے ملک رجب نادری کو
 عنایت فرمایا اور حصار فیروزہ ملک حسن کو از زانی رکھا اور کوشک جہان خاں فیروز شاہی محمد خان بن واحد خان کے سکونت
 کے واسطے تجویز کر کے فکر میں اُسکی تربیت کے ہوا لیکن محمد خان مجیل کر کے مع زن و فرزند اور تابعین کو شک جہان نما سے
 بھاگ کر میوات میں گیا پھر دوبارہ مردان واقعہ طلب کو فراہم کیا اور جب وقت خبر پائی کہ مقبل خان ملک ناصر الدین کو بیانہ
 کے قلعہ میں چھوڑ کر خود چھاؤں کی طرف گیا ہوز زمینداروں کے اتفاق سے تاخت لپی کر شہر بیانہ پر تصرف ہوا اور ملک ناصر الدین
 جب قلعہ داری نہ کر سکا عاجز ہو کر امان چاہی اور قلعہ محمد خان کے سپرد کر کے دہلی کی طرف گیا سلطان مبارک شاہ نے
 ملک مبارز کو حکومت بیانہ دیکر محمد خان کے دفع کیواسطے بھیجا اور محمد خان جو جنگ کی طاقت نہ رکھتا تھا قلعہ بند ہوا اور
 ولایت ملک مبارز کے تصرف میں آئی محمد خان چند روز کے بعد قلعہ مردان محمد کے سپرد کر کے خود جریہ سپہیل استیصال سلطان
 ابراہیم شاہ شمشقی کے پاس جو بالشکر آراستہ بقصد تعمیر کالپی آتا تھا گیا قادر شاہ امیر کالپی نے اپنی کمک اور امداد کی
 درخواست میں دہلی کی طرف روانہ کیے بادشاہ مبارک شاہ مہم بیانہ موقوف کر کے سلطان ابراہیم کے مقابلہ کو
 روانہ ہوا اور افواج شرقیہ بھوگالو کو تاخت کر کے قصد لطرف برداؤن کیا سلطان مبارک شاہ اب جون سے
 عبور کر کے مواضع جو تولی پر جو مشاہیر بلاد مواس سے تھا تاخت لایا اور وہاں سے اتر وئے کی طرف گیا اور جب ولے
 میں پہنچا ملک محمود حسن کو مع دہل ہزار سوار خالص خان برادر شاہ شرقی کے مقابلہ کو جو اٹا دہ کے قصد میں آیا تھا روانہ کیا
 خالص خان تاج اقامت دلا کر اپنے بادشاہ کے پاس گیا اور محمود حسن چند روز توقف کر کے اپنے لشکر سے جاملانغا شرقی

ساحل آب کو پناہ لیکر برہانپور کی طرف آیا سلطان مبارک شاہ اترولی سے کوچ کر کے قصبہ مال کو سی سمت متوجہ ہوا شاہ شرقی عظمت اور شوکت مبارک شاہی مشاہدہ کر کے ماہ جمادی الاول سنہ مذکور میں ترک مقابلہ کر کے قصبہ راہری کی طرف روانہ ہوا اور وہاں سے آب جون سے عبور کر کے بیانہ گیا اور آب کھینتر کے کنارے مقام کیا سلطان مبارک شاہ بھی چند وارہ کے قریب آب جون سے عبور کر کے لشکر سے پانچ کوس پر فروکش ہوا اور طرفین اپنے آرو وکے آگے خندق کھود کر بائیں دن مقابل ایک دوسرے کے بیٹھے اور افواج مبارک شاہی ہر روز اطاعت لشکر شرقی پر تاخت کر کے کھوڑے اور مویشی اور آدمیوں کو اسیر کر لاتے تھے میاں تک کہ شاہ شرقی سالوین تارخ ماہ جمادی الآخر سنہ مذکور کو بغیر جنگ سوار ہوا اور سلطان مبارک شاہ نے محمود حسن اور خان غلیم بن فتح خان بن سلطان منظر گجراتی اور زیرک خان اور اسلام خان اور ملک جن نیرہ فیروز خان اور ملک گانون شہنشاہ پیل اور ملک جہنمیل کو ہمراہ سرور الملک زبیر اور سید السادات میر سالم کے مقابلہ میں بھیجا چنانچہ دوپہر دن سے شام تک معرکہ قتال ہوا اور ملک جہنمیل بھیجے شکوہ دونوں لشکروں نے اپنے لشکر گاہ میں مراجعت کی اور غالب غلوب سے دریافت ہوا اور دوسرے دن ٹھوہن بجادی لکھنؤ کو شاہ شرقی نے کوچ کر کے راستہ چوہنور کالیا اور سلطان مبارک شاہ ہلکات کے راستہ سے گوالیار کی طرف گم غمان ہوا اور وہاں کے راجہ سے پیشکش لیکر بیانہ کی طرف پلٹ گیا اور محمد خان ادھوی نے جو ایک قلعہ تک پہنچا یا تھا ہر چند دست و پا مانتے کہ کام نہ کیا اور اس سبب سے کہ سلطان شرقی کے کمک سے ناامید ہوا امان چاکر ملازمت کی اور سلطان نے قلعہ جانی کا نام دفتر جہانم رکھ کر بکرجان و مال رخصت کیا تو جہان چاہے جاوے اور محمود خان میوات کی طرف گیا اور سلطان مبارک شاہ نے محمود حسن کو واسطہ ضبط قلعہ اور ولایت کے بیانہ میں چھوڑ کر خود منظر اور منصور شعبان کے بندہ رحومین تارخ سنہ ۸۳۳ھ میں اکتیس ہجری میں دہلی کی طرف مراجعت فرمائی اور ماہ شوال سنہ مذکور میں ملک فدوی میواتی کو کہ شاہ شرقی سے پوچھتے تھے گرفتار کر کے اسپر سیاست فرمائی اور ملک سرور الملک وزیر کو انتظام ولایت کی واسطہ میوات میں بھیجا آدمی بن ولایت کے مواضع اپنے کو خالی اور ویران کر کے پہاڑ میں در آئے اور جلال خان بھائی ملک فدوی اور احمد خان اور ملک خوالدین قلعہ اندور میں اکٹڑ جمع ہوئے اور ملک سرور الملک نے باج لیکر شہر کی طرف معاونت کی اور ماہ ذیقعد سنہ مذکور میں خبر پہنچی کہ جہت کلا نور کو محاصرہ کر کے ملک سکندر تحفہ حاکم لاہور کا اسکے سر پر گیا اور منہزم ہو کر لاہور میں آیا اور جہت آب جاہ سے عبور کر کے قلعہ جالندھر کی تحیر میں متوجہ ہوا اور جب اسپر قابو نہ پایا اسکے لواح پر تاخت کر کے بہت آدمیوں کو اسیر کیا اور پھر کلا نور کی طرف راہی ہوا سلطان مبارک شاہ نے حکم بھیجا کہ زبیر خان حاکم سمانہ اور سلام خان حاکم سرہند ملک سکندر تحفہ کے کمک کو جادین اور ملک سکندر لکیون کے پہنچنے سے پیشتر راجہ کلا نور کو متفق کر کے آب بیابان تک گیا اور جب قلعہ غنیمت کہ جہت وہاں سے ہاتھ میں لایا تھا استرواد کر کے لاہور کی طرف پلٹ گیا اور ماہ محرم سنہ ۸۳۲ھ میں سوتیس ہجری میں ملک محمود حسن بیانہ کے فساد کو ساکن کر کے دہلی میں آیا اسکے بعد سلطان مبارک شاہ میوات کی طرف جا کر مدد دینی میں آیا اور جب جلال الدین خان اور تمام میواتی عاجز ہوئے مالگزار کی قبول کی اور بعضوں نے انکر ملازمت کی سلطان پلٹ کر دہلی میں آیا اسوقت زبیر فوت ملک رجب ناوری حاکم ملتان کے پہنچی سلطان نے ملک محمود حسن کو جسے ولایت بیانہ کے آتش فساد کو تسکین بخشی تھی دہلی میں آیا تھا اسے ساتھ خطاب عماد الملک کے سر فراز کر کے ملتان کی طرف بھیجا اور سنہ ۸۳۲ھ میں سوتیس ہجری میں سلطان نے گوالیار کی طرف نہضت فرمائی اور اس

ولایت کے فساد کو تسکین دیکر ملکہاٹ کے سمت روانہ ہوا ملکہاٹ کا راجہ ہریت کھا کر کوہ پایہ میں آیا بادشاہ نے سکی
ولایت پر تاخت کر کے کنبہ و غلام بشمارا سیر کیے اور وہاں سے راہری میں آیا اور اس ولایت کو حسین خان کے
بیٹے سے تغیر کر کے ملک حمزہ کے حوالہ کیا اور عازم مراجعت ہوا اثنا سے راہ میں سید السادات سید سام فوت ہوا
اُسکے بڑے بیٹے کو سید خان اور چھوٹے کو شجاع الملک خطاب دیا کہتے ہیں سید السادات سید سام تیس برس
خضر خان کے حضور زمرہ امراء سے حمزہ سے تھا اور جاکرین لائق رکھتا تھا اور تیرہ ہندہ میں خزانہ اور ذخیرہ اور اسباب
قلعہ داری کا جمع کیا تھا اور خارج از اقطاع تیرہ ہندہ اور امر وہہ اور سرتی درمیان دو آب میں بھی ولایتیں بہت رکھتا تھا
اور مال کے جمع کرنے میں حریص تھا بادشاہ نے اسکا خزانہ جو بادشاہوں کے خزانہ سے دعویٰ ہمہ سہی کرتا تھا تمام مع جاگیرا
اُسکے فرزندوں کے نام مسلم رکھا اور انھوں نے حقوق بادشاہی کو منظور نہ کرکے فلاذ نام غلام ترک بچہ سید السادات سید
سام کو قلعہ تیرہ ہندہ کی طرف بھیج کر ساتھ مخالفت کے ترغیب کی ساتھ اس امید کے کہ دفع اس فساد کا ساتھ اُسکے
رجوع پا کر خود علم بغاوت بلند کریں بادشاہ نے اس معنی سے مطلع ہو کر سید السادات سید سام کو قید کیا اور ملک یون
اور راے ہیوے کو فلاذ غلام کی تسلی کیواسطے اور دستیاب کرنے مال سید السادات سید سام کے تیرہ ہندہ کی طرف
جے جا فلاذ غلام نے حرف صلح درمیان میں لا کر انھیں غافل کیا اور صبح کے وقت قلعہ سے برآمد ہو کر شیخون مارا اور جو
ملک یوسف اور راے ہیوے کے پاس سیاہ ضعیف تھی کچھ کام نہ کر کے پلٹ آئے اور دوسری شب کو پھر اُسکے سر پر تاخت لایا
اور بروج قلعہ سے اور بارہ سے بھی توپ و تفنگ پھر کر کے مردم بادشاہی کو متفق کیا اور تمام بھاگ کر سرتی کی طرف گئے
اور فلاذ غلام نے ان کے مال و اسباب پر تصرف ہو کر قوت اور علیہ تمام ہمہ پہونچایا آخر بادشاہ یہ خیر سنکر خود تیرہ ہندہ
کی طرف متوجہ ہوا اور موافق حکم کے امر اور افسران فوج اور زمیندار فراہم ہوئے اور عدا الملک حاکم ملتان بھی فرمان
طلب کے بموجب خدمت میں حاضر ہوئے بادشاہ نے سرتی میں توقف کر کے چند امر کو پیشتر بھیجا اور انھوں نے
وہاں جا کر تیرہ ہندہ کے قلعہ کو محاصرہ کیا فلاذ غلام نے پیغام دیا کہ عدا الملک کے قول پر مجھے اعتماد تمام ہو اگر وہ آنکر مجھے امان
دیوے قلعہ سے برآمد ہو کر سلطان کی نقد ملازمت حاصل کروں چنانچہ التماس اُسکی قبول ہوئی سلطان نے عدا الملک
کو تیرہ ہندہ میں بھیجا فلاذ غلام نے قلعہ کے دروازہ کے قریب عدا الملک سے ملاقات کر کے عہد میثاق کے بعد ایسا قرار دیا
کہ کل برآمد ہو کر پاپوس کے شرف سے مشرف ہوں گا اس درمیان میں ایک اہل لشکر سلطانی نے جو اسکا آشنا تھا پیغام
دیا کہ عدا الملک ایک مرد صادق القول اور واثق العہد ہی لیکن سلطان نظر صلاح دولت پر رکھ کر اُسکی بات نہ مہینگا
اور دوسروں کی عبرت کیواسطے تجھے سیاست فرماوے گا فلاذ غلام خائف ہو کر اپنے ارادہ سے پشیمان ہوا اور جو خزانہ اور قوت
تمام رکھتا تھا جنگ قلعہ داری میں اصرار کیا اور عدا الملک بے نیل مقصود پلٹ آیا اسواسطے کہ تسخیر اس قلعہ کی بزدلی شوہار
تھی بادشاہ نے عدا الملک کو رخصت ملتان کی دی اور خود نے بھی نواح تیرہ ہندہ سے رایت مراجعت برپا کیا اور سلام خان
لہ دتی اور کالینجان اور راے فیروز اور دوسرے امیران صمدہ قلعہ کے محاصرہ اور تسخیر کیواسطے معین ہوئے اور عدا الملک
اول تیرہ ہندہ کی طرف گیا اور امر کو قلعہ کے محاصرہ میں سربراہ نلکے ملتان کی سمت روانہ ہوا اور جو قلعہ کے لینے میں سعی و کوشش
بہت کی اور چھ مہینے تک قلعہ کو محاصرہ کیا اور قریب تھا کہ قلعہ کو مفتوح کریں فلاذ غلام و راے ضراب میں غوط زن ہوا
اور نبات اس غرق آب سے مختصر میر شیخ علی حاکم کامل کے توسل میں جانے اور ایک جماعت معتدین کو کامل کی طرف بھیج کر سانحہ خطر

قبول کیے اور جو سلطان مبارک شاہ بخارا پدرا میر شاہ رخ سے طریق ملا میرٹ مسلک نہایت تھا جب امیر شیخ علی کابل سے بر آیا راستہ میں کمر بھی اُس سے جا ملے امیر شیخ علی نے آب بیاہ سے عبور کر کے اقطاع ہما کو جو قباگیر میں مشغول تھے تاخت و تاراج کر کے بالکل خاک سیاہ کیا اور اُس کے بعد تیر ہندہ کے نزدیک پہونچا امرانے قوت بخارہ اپنے سے مفقود دیکھی اپنے قلعہ سے برخاستہ ہوئے اور اپنے علاقہ میں گئے اور فولا د غلام نے قلعہ سے برآمد ہو کر امیر شیخ علی کو دیکھا اور دولا تنہا لفرہ دیے اور اپنے اہل و عیال اُس کے سپرد کر کے قلعہ کی طرف گیا اور شیخ کام قلعہ میں زیادہ تر سائی ہوا اور اسے سر شیخ علی نے آب ستلج سے عبور کر کے قتل و غارت میں ہی موقوفہ اور کوشش ملیج ہم پہونچائی اور فولا د غلام سے جو کچھ نقد و جنس حاصل ہوا تھا سو حصہ زیادہ اس سے اپنے تصرف میں لایا اور مردم گر سنہ کو کہ کئی سال سے عسرت میں تھے سپر کر کے لاہور میں آیا اور ملک سکندرتختہ جو کچھ ہر سال سے دیتا تھا ادا کر کے پھیر دیا اور امیر شیخ علی دیپال پور میں جا کر جس جگہ انٹر آبادی دیکھتا تھا ویران کرتا تھا جیسا کہ تیس یا چالیس ہندو کو قتل کیا اور ہندی بہت گرفتار ہوئے اور جو کہ کوئی معاش نہ رکھتا تھا فساد میں کمی نہ کی اور عماد الملک میر شیخ علی کے دفع کرنے کا راہ سے قصبہ طلبہ تک آیا امیر شیخ علی جنگ سے پہلو تھی کر کے عیال کی طرف گیا اس درمیان میں سلطان ہما فرماں پہونچا کہ عماد الملک طلبہ سے برخاست کر کے ملتان کی طرف جاوے عماد الملک نے ملتان کی سمت کوچ کیا امیر شیخ علی نے ولیم پور اکبر را دیے عبور کیا اور آب جہلم کے ساحل پر جو پر گئے آباد تھے اور ساتھ چڑھاب کے مشہور خان خراب کر کے ملتان سے دس کوس آگے پہونچا اور عماد الملک اسلام خان لودھی کو کہ عم ملک بھلول تھا اُس کے مقابلہ میں بھیجا اور وہ اٹکا راہ میں امیر شیخ علی کے پاس پہونچکر ہمارے سخت وقوع میں لایا اور سلام خان نے شکست پائی لشکر اسکا ایک پارہ قتل ہوا اور کچھ بھاگ کر خیر آباد کی طرف جو ملتان سے تین منزل ہی روانہ ہوا اور دوسرے دن کہ ماہ رمضان کی چوتھی تاریخ تھی امیر شیخ باغا میں معطل رہا اس دن امیر شیخ علی سے کچھ کام نہ بن آیا پلٹ گیا اور شیخ طرح ایک مدت تک ہر روز قلعہ پر ڈیرا مارتا تھا اور آدمیوں کو قتل کرتا تھا سلطان مبارک شاہ نے یہ خبر سنکر فتح خان بن مظفر خان گجراتی کو ساتھ امرا سے بزرگ مثل زبیر خان اور ملک کالوے شحمہ بھلی اور ملک یوسف اور کمال خان اور راے ہوراکو عماد الملک کی مدد کو بھیجا اور چھ بیسیویں ماہ شوال کو اس ملتان کے قریب پہونچو عماد الملک نے دست نظر ہو کر اُن کے اتفاق سے صفت قتال آراستہ کی اور حرب صعب کے بعد باوجود اسکے کہ فتح خان قتل ہوا نسیم مظفر عماد الملک کے پرچم اعلیٰ پر چلی اور امیر شیخ علی نے شکست فاحش پائی اور اکثر آدمی اُس کے مار لیئے اور باقی اب جہلم میں دوپ کے اور امیر شیخ علی جو کچھ ہند سے اپنے قبضہ میں لایا تھا بالتمام نتائج کر کے قدرے قلیل اپنے ہمراہ کابل میں پہونچایا اور مضبوطی ملت بخلدی ظاہر کیا اور عماد الملک و تمام اہل قلعہ سیو رہے تعاقب کر کے ملتان کی طرف پلٹ گئے اور امیر شیخ علی اپنے قبضے میں ملک مظفر مع اسباب حصار و ادوی قلعہ سیو رہے چھوڑ کر خود کابل کی طرف متوجہ ہوا اور امراے ملکی بادشاہ کی حکم کے موافق دہلی میں آئے اور اُس عصہ میں بادشاہ عماد الملک کے غلبہ سے نوم ہو اور اُسے مع جمیع اہل دہلی میں طلب کیا اور راجہ الاول کے بیٹے شمسہ آٹھ سو پینتیس چوبیسین جسرت کمر فرست پا کر آب جہلم اور راوی اور بیاہ سے عبور کر کے جالندر کی طرف گیا اور ملک سکندر تحفہ کہ ساتھ کسی تقریب کے لاہور سے برآمد ہوا تھا اپنا لشکر فراہم کر کے جسرت کے مقابل آیا اور اُسکا لشکر ابھر کر جہلم چل میں گئے جسرت کے ہاتھ میں زندہ گرفتار ہوا اور اسپ اور اموال بہت اُس کے سے متصرف ہو کر لاہور میں آیا اور محاصرہ کر کے قلعہ گیری کی اسباب کی آراستگی میں مشغول ہوا اور جسرت کی تحریک کے سبب امیر شیخ علی انتقام کو فکر میں پڑا اور کابل سے برآمد ہو کر ملتان کے حدود میں آیا اور قصبہ طلبہ کو قتل کیا باوجود اسکے صلح سے لیا

عورتوں اور لڑکوں کو اسیر کر کے باقی کو تہ تیغ کیا اور قلعہ کو مسمار کر کے خاک سیاہ کیا اور فولاد غلام بھی تیرہندہ سے
برآمد ہو کر ولایت رائے فیروز میں گیا اور رائے فیروز کو قتل کیا سلطان مبارک شاہ نے یہ خبر سن کر بادشاہی لاہور
سے مذکورین سرابردہ سرخ لاہور اور اتان کی طرف برپا کیے اور ملک الشرق ملک سرور الملک وزیر کو لاہور کی
حاکمیت دیکر مقرر کیا اور جب ملک سرور الملک وزیر سمانہ میں پہونچا جسرت پائے قلعہ سے ہر فاست کر کے
کوہستان میں آیا اور امیر شیخ علی بھی کابل کی طرف بھاگ گیا اور فولاد غلام نے بھی تیرہندہ کے قلعہ میں جم لیا سلطان
نے ولایت لاہور ملک الشرق ملک سرور الملک وزیر سے تغیر فرما کر نصرت خان کرک اندازہ کو لاہور کا حاکم کیا اور خود آتارا
ساحل آب جون پر قریب پانی پت کے لشکر گاہ کر کے چندے استقامت کی اور عماد الملک کو مع سپاہ کمل اور مسلح
زمینداران برائے اور الیاء کے فتح کیو اسطے بھیجا اور ملک الشرق ملک سرور الملک وزیر اور وزیر خان درہم خان
اور دوسرے امرا کو قلعہ تیرہندہ کے محاصرہ کو روانہ کیا اور خود بھی کی طرف معاودت فرمائی اور ماہ دیکھ ۵۲۷ھ آٹھ سو چھتیس
ہجری میں دہلی سے برآمد ہو کر تیرہندہ کے تسکین فساد کیو اسطے سمانہ میں گیا اور اپنے ولدہ محمد و مہ کے وفات کی خبر
سن کر دہلی کی طرف تہما را حجت کی اور اجد تکفین و تجہیز اور مہ اسم عزاکے پھر لشکر میں ملحق ہوا اور نسخ غریمیت تیرہندہ کر کے
میوا کی طرف راہی ہوا اور لاہور اور جالندھر کی حکومت نصرت خان سے براوردہ کر کے ملک آزاد دلوہی کے مفوض فرمائی اور جسرت سے
بادشاہ سے قویدل ہو کر جالندھر کو بزدل شہ نصرت خان سے چھین کر لشکر بنوہ لکھو لے فرما لیا اور الہ داد دلوہی سے
جنگ کر کے غالب آیا اور جسرت کا دسا دیکھ قوی ہوا سلطان مبارک شاہ نے اکثر ولایات میوات کو تاراج کر کے جلال خان
سے پیشکش لیا اور دہلی میں آیا اور حسب توجہ امیر شیخ علی کی تیرہندہ کی طرف فولاد غلام کے مدد کیو اسطے منتشر ہوئی
بادشاہ نے ناچار دوسری مرتبہ غریمیت پنجاب کی سنہ مذکور آٹھ سو چھتیس ہجری میں دہلی سے برآمد ہوا اور ادل الملک
کو ان امر کی کمک کیو اسطے جنھوں نے تیرہندہ کے قلعہ کو محاصرہ کیا تھا بھیجا جو کہ امیر شیخ علی کا لشکر عماد الملک سرور سمانہ
تیرہندہ کی غریمیت موقوف کر کے لاہور کی طرف ایلتا فرمایا اور ملک یوسف اور ملک سمیل جو شہر کی محافظت کے واسطے
مقیم تھے مردان شہر کی مخالفت سے آگاہ ہو کر رات کو شہر سے برآمد ہو کر پیالپور کی طرف مفرور ہوئے دوسرے دن
امیر شیخ علی نے ایک فوج آئے تعاقب میں بھیجی انھوں نے جا کر ایک جماعت کے خوف سے زمین کو رنگین کیا اور ایک جماعت
کو اسیر و دستگیر کیا اور خود شہر اور لاہور کے قلعہ پر متصرف ہوا اور قتل و اسیر و غارت میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا اور لاہور کے
قلعہ کے جس مقام میں مسمار اور خلل پذیر تھا مرمت کی اور دو ہزار ہر جنگی کے سپرد کیا اور استعداد قلعہ داری و دیگر دیاہور
کی طرف روانہ ہوا ملک یوسف اور ملک سمیل کہ اسکے ہاتھ سے لاہور سے بھاگ کر ہان گئے تھے قلعہ کو خالی کر کے بھاگنا چاہتے
تھے عماد الملک مانع آیا اور اپنے بھائی احمد کو ولایت سرہند سے انکی مدد کو بھیجا جو کہ امیر شیخ علی نے ایک مرتبہ شکست
فا حشس پائی تھی جرات جنگ نکر کے دیاہور سے کوچ کیا اور قصبات دیاہور اور لاہور کے درمیان پر متصرف ہوا
اسوقت سلطان مبارک شاہ نے تلونڈی میں پہونچ کر حکم دیا کہ عماد الملک اور اسہام خان بودھی تیرہندہ سے حصول
سعادت ملازمت میں فائز ہو دیں اور باقی امرا اور منصب دار بہتور قلعہ گیری میں مشغول رہیں امیر شیخ علی بادشاہ
کے آنے سے خبردار ہوا اور اب ہلم سے عبور کر کے اپنے بھتیجے مظفر خان کو اسطرح سے قلعہ سیو میں چھوڑا اور خود کابل
گیا سلطان نے ملک سمندر تحفہ کو جو روپیہ خطیر جسرت کو دیکر اپنے تین آئے کے زندان شتم سے رہا کیا تھا

شمس الملک خطاب فرما کر دیا پور اور جالندار اور لاہور کی حکومت پر تعین کیا شمس الملک ملک سکندر تحفہ نے
 مع لشکر گران حصار لاہور کو قتل کیا اور مردم امیر شیخ علی کے بطلب امان کے قلعہ سپر وکر کے کابل کی طرف رہی ہوئے
 اور سلطان نے طلبہ کی برابر آب راوی سے عبور کر کے سیور کے قلعہ کو محاصرہ کیا مظفر خان نے ایک مہینے تک اعلام
 مداخلہ بلند رکھے آخر کو عاجز ہو کر بادشاہ کو بیٹی اور پیشکش دیکر عازم مراجعت کیا بادشاہ نے اردو کو دیا پور کی
 اطراف میں چھوڑا اور خود ایک جماعت مخصوصہ سے ملتا نہیں گیا اور زیارت مشائخ کبار کر کے لشکر گاہ میں آیا
 اور شمس الملک ملک سکندر تحفہ کو سوزل کر کے صوبہ پنجاب اور دیا پور عدا الملک کو عنایت فرمایا اور خود بسبیل استعجال
 دہلی گیا اور چونکہ کام وزارت اور اشرف دونوں ملک سرور الملک وزیر سے اجرائی ہوتے تھے اور ان کے دہم
 سے ایمن نہ تھا کار اشرف ملک کمال الدین کو دیکر حکم دیا کہ دونوں باتفاق سرانجام کرتے رہیں اور ملک کمال الدین جو
 مرد سنجیدہ اور کار آزمودہ تھا بجائے رجوعا ت ہو کر صاحب اختیار ہوا اور ملک سرور الملک وزیر اس بات سے
 اور دیا پور اور لاہور اور جاگیرا ت سابق کی عزل سے رنجیدہ خاطر ہو کر درپے اتفاق ہوا اور سردارن ولد کاکلوی کھتری
 سد پال گنجوی کھتری کے پوتے کو کہ اس خاندان کے پروردہ اور صاحب ختم و خدم تھے ساتھ اپنے متفق کیا اور میران
 صدر نائب عرض مالک اور قاضی عبدالصمد صاحب خاص اور دوسرے آدمیوں کو بھی بادشاہ کی مخالفت اور عصمت
 میں موافق اور یکدل کر کے جو یا سے وقت ہوا اور اس وقت سلطان مبارک شاہ نے ماہ ربیع الاول کی سترھویں تاریخ ۳۸۳
 آٹھ سو نینتیس ہجری میں نہرجون کے کنارے ایک شہر بنا فرما کر مبارک آباد نام رکھا اور ٹھکانے بہانہ سر ہند کی طرف گیا اور تھوڑے
 عرصہ میں اس ملک کے زمینداروں کو مطیع اور فرمان بردار کیا اور اس وقت خیر فتح پور ہند کی مع سرفواد غلام کے پہونچی سلطان بلنگر
 شہر مبارک آباد میں آیا اور سنا کہ درمیان سلطان ابراہیم شرقی اور سلطان ہوشنگ مالوی کے کالپی کی سرحد میں جنگ ہوتی سی
 سلطان مبارک شاہ نے کہ ہمیشہ مالک شرقی کے تسخیر کی فکر میں رہتا تھا فرصت جانکر جمیع لشکر کو حکم دیا کہ سلاپردہ بادشاہی ملی گئے
 باہر نزد یک چوتراہ سیر گاہ کے برپا کریں اور چند روز اجتماع لشکر کو اسطے وقت فرمایا بیست اور دین تدبیر و اگر نے کہ تقدیر فلک
 صفحہ تدبیر را خط مشیت در کشد ہوا و جو سب سے نیکی کی تھی اور تغیر و تبدل کے سوا کوئی برائی ان کا فرغت ہونے کی تھی اندیشہ قدر
 ملک سرور الملک وزیر سے نہایت غافل ہو کر بے تکلف عمارا ت شہر مبارک آباد کے تعلقہ کو جاتا تھا چنانچہ توین ماہ ۳۸۳
 آٹھ سو نینتیس ہجری میں جوہ کے دن بعا دت مالوت محمود تھوڑے آدمی ہمراہ لیکر شہر مبارک آباد میں جا کر عمارا ت خاص میں فروکش ہوا
 اور جمعہ کی نماز کا تہیہ کیا اس وقت مثل میران صدر اور قاضی عبدالصمد ایک جماعت ہنود مسلح اور کھیل سے اندر گئے اور سردارن
 ولد کاکلوی اپنی جماعت سے باہر ہر دم کوئی باہر سے اندر نہ جانے سکے سلطان باوصف اسکے کہ اس جماعت کو ہتھیار
 بند دیکھا غدر کی فکر نہ کر کے بحال اپنے بیٹھا رہا یہاں تک کہ سد پال نے تلوار کھینچ کر ضربت سلطان کے فرق مبارک پر پہونچائی
 وہ بھرون نے بھی چاروں طرف سے شیریں علم کر کے اس شاہ بیعدیل و ظفر کو شہید کیا میران صدر نے سلطان شہید کو
 اسی جگہ ڈالکر اپنی تین سرور الملک کے پاس پہونچایا اور بولا کہ میں نے اقرار کے بموجب سلطان کو قتل کیا اور ملک سرور الملک
 وزیر نے یہ صفت نے اس وقت محمد شاہ کو سر پر سلطانی پرتھکن کر کے جہان گواہی مقصد میں دیکھا سلطان مبارک شاہ
 مدت سلطنت تیرہ برس اور تین مہینے اور سولہ دن تھی اور یہ بادشاہ غافل تھا اور اخلاق ستودہ میں انصاف دیکھتا تھا اور
 کبھی ایام بادشاہی میں اسکی زبان پر نفرت اور دشنام جاری نہ ہوئے اور مکر و ہات کے گرد نہ پھرا اور جمیع امور کی کو خود بنفس

نفیس عقین کرتا تھا تاریخ مبارک شاہی اسکے نام مسطور ہوئی۔ ذکر سلطان محمد شاہ بن فرید خان
 بن خضر خان کا۔ جیسا کہ رسم جان و کہ جان بے جہان داری کے ہین رہ سکتا ہو اسی دن کہ سلطان مبارک شاہ شہریت
 شہادت چھلکے روضہ رضوان کی طرف راہی ہوا محمد شاہ بن فیروز خان بن خضر خان سرپرست وائی ہندوستان پر جلوہ گر
 ہوا اور ملک سرور ملک وزیر کا فر نعمت خطاب خاں بھائی پاکر خزانہ اور زین خانہ اور قورخانہ بادشاہ مبارک شاہ پر تصرف
 ہو کر قوی ہوئی ہوا اور تمام بہت اس پر صرف کی کہ امرائے قدیم کو معزول کر کے امرائے جدید بجال کر گئے اور فرصت
 کے وقت سلطان محمد شاہ کو بھی مثل سلطان مبارک شاہ شہید کر کے خود خداوند تخت و تاج ہووے اور کمال الملک اور
 دوسرے امر جو شہر کے باہر سرسپردہ سلطان مبارک شاہ شہید کے قریب فرد کش ہوئے تھے تن رضابہ قضا و بیکر اسی دن
 ناچار شہر میں داخل ہوئے اور سلطان محمد شاہ سے ظاہر بیعت کر کے باطن اپنے ولی نعمت کی انتقام کے فکر میں پڑے
 اور ملک سرور الملک وزیر نے شریعت اپنا مقصد کر کے پہلے سد پال اور سدا بن مہتری اور آنگے قرابیتوں کو
 قتل مبارک شاہ کے صلہ میں بیانہ اور امر وہم اور نارزل اور کرام اور چند پر گئے میان ہوا اب کے دیتے اور میران
 صدر کو خطاب عین الملک مخاطب کر کے جاگیر خوب اور سید السادات سید سالم کے بیٹے کو خطاب خان عظم سید خان
 اقطاع لایق دیکر خوشدل اور محفوظ کیا اور امر اور بندگان مبارک شاہی کو بیعت کے بہانہ سے دیوانہ خانہ میں طلب
 کر کے بعض کو قتل دیکر بعض کو قتل کر کے اور ملک مقبیل اور ملک قنوج کو مقید کر کے جاگیر ات بزرگ اپنے قبضہ میں
 لایا اور اپنے غلام سہمی یارا انہر شہ کو تحصیل مال چند سالہ کیواسطے سنانہ کو بھیجا اور وہ بارہویں تاریخ ماہ مذکور کو شہر سنانہ
 میں داخل ہوا اور جاہا کہ قلعہ کو اپنے قبضہ میں لائے یوسف خان اور حدی خیر دار ہو کر ہندوان سے سنانہ میں آیا
 اور یارا انہر شہ نے جنگ کر کے اسکے عیال و اطفال کو اسیر کیا اور اس وقت سونفر امرائے خضر خانی اور مبارک شاہی سے
 کہ جاگیر و زمین اپنے تھے ماتند ملک چمن حاکم بدوٹن اور ملک الہ داوود بھی حاکم کسبنہل اور امیر علی بھرائی اور امیر کنگ ترک پر کے
 علانیہ نشان مخالفت کے بلند کیے اور ملک سرور الملک وزیر خاں بھان نے خان عظم سید خان اور سدا بن اور اپنے بیٹے
 یوسف کو ہمراہ کمال الملک کے آنگے دفع کیواسطے مامور کیا اور جب وہ قصبہ برہمن ہوئے کمال الملک نے جاہا کہ فرصت دیکر با انتقام
 خون ولی نعمت کے یوسف خان سپہ ملک سرور الملک وزیر خاں بھان اور سدا بن کو قتل کر کے اور ملک الہ داوڈے جب جانا
 کہ کمال الملک کسی فکر میں ہو خاطر جمع سے ہا بن استقامت کر کے حرکت نہ کی ملک سرور الملک وزیر خاں بھان نے کمال الملک کی
 فکر پر گاہی ہا ملک ہشیار اپنے غلام کو مع لشکر کثیرہ امراد کے بہانہ کمال الملک کے پاس بھیجا تو حیا نطقت یوسف اور سدا بن کی کہ
 اس درمیان میں ملک چمن ملک الہ داوڈ کے پاس آیا اور سدا بن اور ملک ہشیار جو کمال الدین سے متوہم تھے اس بات سے
 پیشتہ ذکر کر آدمی رات کو وہی کی طرف بھاگے اور کمال الملک نے جب انکے مفور ہوئے سے خبر پائی آدمی بھیج کر ملک الہ داوڈ
 اور ملک چمن اور امرائے موافق کو طلب کیا اور یہ بلا توقف و تامل اسکے شریک ہوئے اور علاوہ انکے اور بھی آدمی
 اطراف سے جمع آکر کمال الملک مع لشکر گران سلخ ماہ رمضان کو وہی کی طرف متوجہ ہوا ملک سرور الملک وزیر خاں بھان ناچار
 قلعہ سیر متھن ہوا اور تین مہینے تک جرب و ضرب میں مشغول رہا اور حکام اطراف کے روز بروز کمال الملک کے پاس آتے
 کام محصور دن پر تنگ کرتے تھے سلطان محمد شاہ نے کہ ہو خانی سرور الملک وزیر کی نفیس کی ہانک سے مشاہدہ کیا تھا
 خاطر دم ہیرونی پر رکھتا تھا اور قابو ڈھونڈتا تھا کہ آپ کو کمال الملک کے پاس پہنچا وے یا سرور الملک کی تیغ کرے

اور سرور الملک نے اس بات کو سمجھا کر چاہا کہ پیشدستی کرے چنانچہ محرم کی آٹھویں تاریخ ۸۳۸ھ کو سوات میں ہرچین اپنے آدمیوں اور میران صدر کے بیٹوں کو بقصد غدر مسلح کر کے سرپرہ بادشاہی میں داخل کیا اور بادشاہ جو ہمیشہ ہوشیار رہتا تھا ایک جماعت کو اپنے محافظت کے واسطے موجود رکھتا تھا اشارہ سرور الملک وزیر خان جہان کے فتح اور قتل کا فرمایا سرور الملک وزیر نے ثاب اس جماعت کے حملہ کی نہ لاکر بھاگنے کا ارادہ کیا قریب تھا کہ قدم سرپرہ سے باہر رکھ کر اپنے آدمیوں سے ملحق ہووے کہ بادشاہ کے سپاہیوں نے پہونچکر شمشیر آبدار سے اسکو پارہ پارہ کیا اور میران صدر کے بیٹوں کو کہ حرام خور ترین ازخا خوران تھے گرفتار کر کے سرور باران کی گردن ماری لیکن سرور الملک کے اور رفقا اپنے مکانات میں محکم ہو کر جنگ میں مشغول ہوئے سلطان محمد شاہ نے آدمی کمال الملک کے پاس بھیج کر اسے بھاگ گیا کمال الملک اور تمام امر استعد ہو کر بد اون کے دروازہ سے شہر کے اندر آئے اور سد پال نے اپنی حیات سے امید قطع کر کے یہی کہ رسم کا فران ہو اپنے گھر میں آگ روشن کی کہ زن و فرزندوں کو جلا کر جنگ میں مصروف ہوا درہیان تک لڑا کہ مارا گیا اور سردارن مع جمیع کھتریوں کے گرفتار ہوا اور بادشاہ کے حکم کے بموجب سلطان شہید کے خلیفہ کے قریب بعقوبت و شہداء ید تمام قتل ہوئے اور ملک ہشیار اور ملک مبارک جو سرور الملک کے قراہیتوں اور رفیقوں سے تھے لعل دروازہ کے نزدیک انکو بچا لے گئے جب کھتریوں اور دوسرے متعلقوں ملک سرور الملک نے اپنے گھر و زمین محکم ہو کر جنگ پر کسی سلطان محمد شاہ نے حکم دیا کہ دروازہ بھڑکھڑکھ کر کے کمال الملک اور دوسرے دولتمداروں کو بلاوین چنانچہ کمال الملک نے مع جمیع اہل شہر میں داخل ہو کر باغیوں کے مکانات و مغل کے سب کو گرفتار کیا اور تیغ آبار سے سب کے سر تن سے جدا کر کے ہاتھی سے سبکدوش کیا انظم چین است آئین گردنہ دورہ گھمربانی کند گاہ جو رہ نہ دوران امید و فدا داشتن بد بود چشم نواز از نہا داشتن بد دور و زست ایو الوہں مہر و بد نشان و فانیست و رہی او بد دوسرین کمال الملک اور تمام امرانے سلطان محمد شاہ سے بیعت کی اور کمال الملک کمانچان ہو کر منصب وزارت پر منصوب ہوا اور ملک چین ساتھ غازی ملک نے مخاطب ہوا اور ملک الہ داد نے خطاب قبول نہ کیا لیکن اپنے بھائی کیواسطے خطاب دریا خانہ کا لیا اور ملک کھوتریج مبارک خانی اقبالچان کے ساتھ مخاطب ہو کر بدستور سابق حصار فرورہ کے قاور دایرین سرفراز ہوا اور خان عظیم سید خان ساتھ لقب مجلس عالی کے مخصوص ہوا اور حاجی صندلی اشہور حسام خان نے دہلی کی کوتوالی پائی اور اقطاعات و پرگنات اور عہدے ہر شخص کے ساتھ مقرر ہوئے اور جب سلطان محمد شاہ دہلی کی محانت سے فارغ ہوا ارکان دولت کی صلاح سے رجب الاول سنہ مذکورین بسم سیر ملتان کی غیبت فرمائی اور مبارکپور کے چوتھرہ کے قریب قروش ہوا اور احضار لشکر کے واسطے حکم دیا کہ امران میں مترود ہوئے اور جب عماد الملک ملتان سے خدمت میں حاضر ہوا تمام امر اور افسران سپاہ قتل اسلام خان لودھی اور یوسف خان اوحدی اور اقبال خان کے دربار میں حاضر ہوئے اور خلعتھائے فاخرہ سے سرفرازی پائی سلطان محمد شاہ نے ملتان میں جا کر شائع کی زیارت محل کی اور انتظام اس ولایت کا ساتھ ایک متحد و منسجم رجوع کر کے دہلی میں معاودت کی اور ۸۳۸ھ آٹھ سو چالیس ہرچین سمانہ کی طرف گیا ایک فوج جسرت کمکر کی ولایت پر کہ فساد کرتی تھی بھیجا یہاں تک کہ اسکی ولایت کو تخت و تاراج کر کے پلٹ گئی اور خود دہلی میں آیا پھر ایسا مستغرق عیش و عشرت ہوا کہ ملک و مالکی پروانہ ہی اس سبب سے خلل عظیم واقع ہوا ملک بھلول بھی کہ اپنے بچا کی فوت کے بعد سلطان شہ الخاٹب باسلام خان حاکم سرہند ہوا تھا اسوقت دیپاپور اور لاہور اور پانی پت پر جسک بادشاہ کے متصرف ہوا بیت چوشہ باز ماند

زیر داسے ملک بے قدر ہر سرے راہنما سے ملک بے بادشاہ نے ساتھ اس تفصیل کے جو عنقریب مذکور ہوگی لشکر سپہ سالار
انکو مقرر کیا اور بہت سے پٹھانوں کو قتل کیا اور ملک بھول بھوت کر کے سر ہند اور پنجاب میں آیا اور دوبارہ پانی پت
تک متصرف ہوا بادشاہ نے اس مرتبہ حسام خان کو تعین کیا اور حسام خان شکست فاحش پاکر دہلی میں آیا اور
ملک بھول نے بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ اگر حسام خان کو آپ قتل کریں میں آپ کی اطاعت اور فرمان برداری میں سہ گرم
رہوں بادشاہ نے مدعی کا کلام گوش ارادت سے سنکر حسام خان کو قتل کیا اور حمید خان کو وزیر کر کے دوسرے کو خطاب
حسام خان نیابت وزارت سے سرفراز کیا حکام نے اصراف زبونی بادشاہ کے مشاہدہ کر کے اس کے مالک میں طمع کی اور
جب زمینداران بلج گزارنے باج ستان کو ایسا دیکھا ہاتھ ادا سے مال سے کھینچا اور سلطان محمد شاہ نے کسی کی تادیب
و تنبیہ میں ہرگز التفات نفرمائی بے پروائی اسکی عالمگیر ہوئی اور برابر ہمیشہ شاہ شرفی بعضے پر کنات پر متصرف ہوا اور
سلطان محمود خلجی سلطان مالوہ نے دہلی کے تسخیر کا قصد کیا اور سلطان محمد شاہ کو سوجو الیس سحر جی میں دہلی کے دو کوس پر آنکر
ضبط و لایت میں قیام کیا محمد شاہ نے مضطرب ہو کر اپنے ایلچی ملک بھول کے پاس بھیجے اور بمبالغہ اور براہ تمام اُسے
مدد کیواسطے طلب کیا ملک بھول بیس ہزار سوار ہزار لیکر دہلی میں آیا سلطان محمد شاہ باوجود شوکت و لشکر بسیار
نے خود ارادہ جنگ نہ کر کے امر اسے کہا کہ میرے سوار ہونیکلی حاجت نہیں ہو تم افواج آراستہ کر کے جنگ کرو اس نے
حسب احکام سلطان کے محمود خلجی مالوہ ہی کے مقابل افواج آراستہ کی ملک بھول مع اپنے لشکر کہ اُس میں اکثر پٹھان اور
مغل تیر انداز تھے مقدمہ سپاہ دہلی ہوئے سلطان محمود مالوہ ہی نے جب سنا کہ بادشاہ خود نہیں آیا اسنے بھی اپنے بیٹوں
غیاث الدین اور قدر خان کو جنگ کیواسطے بھیجا چنانچہ طرفین سے شام تک آتش کارزار مشتعل رہی اور ملک بھول
نے اس کے آدمیوں سے حملے رستمانہ کیے چنانچہ لشکر دہلی اس دن اس کے مساعی جیلہ سے ثنا خوان اور مخطوط ہوا اور
سلطان محمود خلجی مالوہ ہی اس رات کو خواب پریشان دیکھ کر مشوش ہوا اور صبح کیوقت سنا کہ سلطان احمد شاہ گجراتی مندو
کی طرف سے آتا ہے زیادہ تر دلگیر ہو کر صلح کی فکر میں ہوا لیکن غیرت کے سبب اسکا تذکرہ زبان پر نہ لایا اور اس وقت
سلطان محمد شاہ مکتب ایسے امر کا ہوا کہ کوئی شاہان دہلی سے نہ ہوا تھا وہ یہ ہو کہ بے سبب اور بے تقریب سرین جنگ
کے آپکو دست توہم میں سپرد کر کے امر اور ارکان دولت کے بے مشورہ ایک جماعت صلحا سے سلطان محمود خلجی مالوہ ہی کے
پاس بھیج کر طالب مصالحت ہو اس سلطان محمود خلجی یہ امر خدا سے چاہتا تھا قبول کیا اور احسان کر کے اس وقت گج کیا
اور ملک بھول نے بادشاہ کی لوائے مثل مار کے پٹیاب کھایا اور پھر سوار ہو کر مالوہ میں گیا پٹیاب اور ایک جماعت کثیر کو حلف
تین خون آشام کیا اور مال و متاع وافر دستیاب کر کے لشکر دہلی کی آبرو بگاہ رکھی سلطان محمد شاہ نہایت خوشحال ہوا اور ملک بھول کو
اپنی فرزندین لاکر خانانان خطاب زرانی رکھا لیکن طلب صلح سلطان محمد شاہ کی نہ ہوئی اسکا سبب ہوا اسکا نظرون اور دلوغین قرب
اور اعتبار تھا اور سلطان محمد شاہ شکستہ آٹھ سو پتالیس چھین سمانہ کی طرف گیا اور حکومت لاہور اور دیپالپور کی ملک بھول
لودی اور جہت اکبر کے و فتح کیواسطے مقرر کیا اور خود وہاں سے بازگشت فرمائی اور ملک بھول دلایت لاہور میں
نہایت قوی ہوا اور پٹھان بکثرت اس کے پاس فراہم ہوئے اور جہت اکبر نے اس کے ساتھ طویق دوستی کا ناپکڑ دہلی
کی پادشاہی کی ترغیب دی ملک بھول کے ہولے بادشاہی سر میں پڑی اور بہت سے پرکنات پر متصرف ہو کر
ایک جماعت تمام ہم ہو پختائی اور بے سبب ظاہری ساتھ محمد شاہ کے بغیانہ مخالفت کی ڈالی اور باکمال اہانت اور

استیلا کے سلطان محمد شاہ پر لشکر کشی کی اور دہلی کو محاصرہ کر کے بے نیل مرام پلٹ گیا اور سلطان محمد شاہ نے
روز بروز ہستی قبول کر کے کام اس نہایت کو پہونچایا کہ اُسے نزدیک نے سر اسکی اطاعت سے پھیرا اور
بیانہ کے زمیندار تھر دی اور سرکشی اختیار کر کے سلطان محمود خلجی سے جا ملے سلطان محمد شاہ اسوقت بیمار ہوا اور
آٹھ سو انچاس ہجری میں اس دارنیا پر اسے عالم بانی کی طرف رحلت کی اور اُسکا بیٹا سلطان علاء الدین سر پرسلطنت
پتھن ہوا بیعت نہیے ملک دوران سرور شیبہ پیر رفت و پاسے پسر در کبیب بد سلطان محمد شاہ کی مدت
سلطنت بارہ برس اور چند ماہ تھی۔ تو کر سلطان علاء الدین بن محمد شاہ کی سلطنت کا بادشاہ علاء الدین
نے جب قدم تخت دہلی پر رکھا تمام اُمرا اسوا سے ملک بھلول کو دہلی کے تخت گاہ میں حاضر ہوئے اور حلقہ بیعت اُسکا
اپنے زیب گوش کیا اور بادشاہ علاء الدین نے آٹھ سو پچاس ہجری میں بیانہ کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ میں
مشہور ہوا کہ جون پور کا بادشاہ دہلی کے تسخیر کی واسطے آتا ہے یا وجود اسے کہ یہ خیر غلط تھی دہلی میں پلٹ آیا سام خان
نے کہ وزیر المملک اور نائب غیبت تھا عرض میں پہونچا کہ بجز داستان خیر و دروغ مراجعت کرنا بادشاہ جون کی شان کے
خلاف ہی بادشاہ کو یہ بات گران آئی اظہار بخش کیا اور خلافت پر ظاہر ہوا کہ بادشاہ اپنی بات سے حسرت تروا اور
اُمرا سلطنت میں نہایت بیوقوف ہو اور آٹھ سو اکان ہجری میں بادشاہ علاء الدین بد اؤن کی طرف گیا اور ہوا
وہاں کی خوش آئی ایک مدت توقف کیا اور جب دہلی میں آیا ارشاد فرمایا کہ مجھے ہوا بد اؤن کی دہلی سے زیادہ موافق
حسام خان نائب وزیر جو اس یورش میں ہمراہ تھا اُسے اُسکو نصیحت کی الا سود مند نہ آئی اور سہ طرح خاطر اس کی
بد اؤن کی طرف مائل رہی اسوقت تمام ہندوستان طوائف ملوک ہوا دکن اور گجرات اور مالوہ اور جون پور اور بنگالہ پر
شاہان صاحب سکے قبضہ کیا جیسا کہ پنجاب اور دیپالپور اور سر ہند اور پانی پت کو ملک بھلول کو دہلی اپنے قبضہ میں
رکھتا تھا اور مہولی سے لے لاڈ پور جو شہر دہلی کے متصل ہے احمد خان میوانی تصرف ہوا اور بنمیل کو گنڈر خواجہ نصر ملک
کہ دہلی میں پیوستہ ہے دریا خان لودھی اور کول کو عیسیٰ خان ترک پچ اور رابری کو قصبہ بھونکا دکن تک اور قطب خان
افغان اور کپٹل پٹیلے کو راسے پرتاب اور بیانہ کو داؤد خان اودھی تصرف میں لایا فقط شہر دہلی اور چند موضع اور
بادشاہ کے قبضہ و دخل میں رہے اسی قدر ریاست میں بادشاہی کرتا تھا اور اندون میں ملک بھلول لودھی نے مثل عمد
سلطان محمد شاہ کے پھر بغیر دہلی کے قصد میں لشکر کھینچ کر محاصرہ کیا انا کام ہو کر پلٹ گیا الغرض بادشاہ علاء الدین نے
امر بادشاہی کے تقویت کے بارہ میں متامل ہو کر قرقہ مشورہ کا ساتھ قطب خان اور عیسیٰ خان اور راسے پرتاب کے
درمیان میں لایا چونکہ وہ بادشاہ کو ضعیف تر کیا جاتے تھے بولے کہ امرا حمید خان سے ولنگ ہیں اگر اُسے منصب زار تھے
معزول کر کے مجھ میں کرین تمام مطیع اور فرمان بردار ہوں اور امرا بادشاہی رواج اور رونق زیادہ قبول کرے اور چند پرگنہ
امرا سے برادرہ کر کے شریک خالصہ بادشاہی کرین بادشاہ علاء الدین جو عقل سے بے بہرہ تھا فی الفور قبول کر کے
حمید خان کو زنجیر میں کھینچا بیعت کسی کو تاج گل گوید کہ از مرغان بستانی بد تر از چیلے نو چم دار سے بستہ ہوا را بد
اسوقت ارادہ بد اؤن کی روانگی کا کر کے فرمایا کہ میں وہاں استقامت کیا چاہتا ہوں حسام خان نے پھر از روے
اخلاص عرض میں پہونچا کہ دہلی کو چھوڑنا اور بد اؤن کو پاسے تخت کرنا صلاح دولت نہیں ہے بادشاہ نے اُسے
قول کو سماعت نہ کی اور بیشتر سے زیادہ تر اس سے زنجیدہ ہوا اور اسے اپنی مصاحبت سے جدا کر کے دہلی میں

چھوڑا اور ہارلین زنی ایک سالہ کو دہلی کا کووال کیا اور دوسرے کو عہدہ امیری دیوان امیر کو ہی مرحمت کر کے
 اور آخر ۸۵۲ھ آٹھ سو باون ہجری میں بدائون کی طرف روانہ ہوا اور اسی چند روز میں مولون بھائیون کے درمیان میں نزاع
 بہم پہنچی ایک مارا گیا اور دوسرے کو عہدہ مشہر نے حسام خان کے اغوا سے قصاص کو پہنچایا اور بادشاہ کے عیش و
 عشرت میں مشغول تھا ساتھ اس کے ملقت ہوا جب بدائون میں پہنچا قطب خان اور اسے پر تاب نے ملازمت کی اور
 عرض کی کہ امیر حمید خان کے زندہ رہنے سے پریشان خاطر ہیں اگر سلطان اسے قتل کرے چالیس ہر گئے خالصہ بادشاہی میں
 داخل ہوں اور اسے پر تاب اس بارہ میں کوشش زیادہ کرتا تھا کسوا سے قبل اس سے فتح خان پر حمید خان لایت اسے
 پر تاب کو اطلاع کر کے اسکی عورت پر متصرف ہوا تھا اسوقت چاہتا تھا کہ اس کے فرزند حمید خان سے انتقام لے اور سلطان
 نے جو عاجز مطلق تھا اور عقل سے چنداں بہرہ نہ رکھتا تھا حکم اس کے قتل کا دیا لیکن حمید خان کے بھائیون اور ہوا خواہوں نے
 اس سختی سے اطلاع پائی بہتر حیلہ و تدبیر زندان ستم سے نکل کر دہلی کی طرف بھاگے اور ملک محمد جمال جو نگہبان اسکا تھا
 آگاہ ہو کر پیچھے سے دہلی میں آیا اور حمید خان کے مکان پر جا کر جنگ میں مشغول ہوا ملک محمد جمال زخم تیر سے مارا گیا اور
 حمید خان حرم سرا سے سلطانی میں در آیا اور عورتوں اور لڑکیوں اور شاہزادوں کو باہر نکال کر سب کو سرد پا برہنہ
 نہایت امانت اور بیعتی سے حصار شہر سے باہر کیا اور خزانے اور ہباب بادشاہی پر متصرف ہوا بادشاہ نے بدعتی سے
 موسم برسات کا بہانہ کر کے انتقام کو امر و فرما میں ڈالا حمید خان فرصت پا کر اس فکر میں ہوا کہ دوسرے بادشاہ بنا کر تخت
 سلطنت پر بیٹھا دے یعنی سلطان محمود شرقی حاکم جو پور کو جو سلطان علاء الدین سے قرابت رکھتا تھا برائے نام بادشاہ
 بنا دے اور دراصل خود بادشاہ ہو دے ملک بھلول کو جس جوگہات میں ایسے وقت کے تھا اپنے تخت کو مرجا کر بادشاہ
 علاء الدین کو لکھا کہ میں حمید خان کے دفع کیواسے دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور وہ باجمیعت تمام کوچ پر کوچ کر کے دہلی میں
 آکر متصرف ہوا اور آئندہ جو وقوع میں آوے گا تحریر ہو گا پھر ایک مدت کے بعد حمید خان کو اٹھا کر اپنے نین بادشاہ بھلول
 مشور اور موسوم کیا اور خط میں نام بادشاہ علاء الدین کا داخل کر کے اسی سال کہ ۸۵۵ھ آٹھ سو چوبیس ہجری تھی دہلی کو اپنے
 بڑے بیٹے خواجہ یازید اور دوسرے امرا کے سپرد کر کے اقتضائے وقت کے سبب دیپالپور کی طرف گیا اور افغانوں کے
 فراہمی اور ضبط ولایت میں مشغول ہو کر بادشاہ علاء الدین کو لکھا کہ میں نے بادشاہ کی توجہ سے حمید خان کو دفع کیا اور
 امر سلطنت کو جو کف اختیار سے گیا تھا قبضہ میں لایا اور شہر کو آپ کے تمام محافظت کر کے سلطان کا نام خطبہ سے نہیں گرایا
 بادشاہ نے بھگت و جواہر میں اقامت کیا کہ جو میرے والد ماجد نے تجھے فرزند کیا تھا تو میرا بڑا بھائی ہیں نے بادشاہی تخت پر زاری
 رکھی اور میں نے بدائون پر قناعت کی سلطان بھلول کا سیاب ہو کر ماہ ربیع الاول کی سترھویں تاریخ ۸۵۵ھ ہجری میں یلغار کی
 امر سلطنت میں مشغول ہوا اور نام بادشاہ علاء الدین کا خطبہ سے قلم اٹھا کر بادشاہی اپنے سر پر لگایا اور بادشاہ علاء الدین
 بدائون کے گوشہ میں مدت تک زندہ رہا آخر ۸۵۵ھ آٹھ سو ترسی ہجری میں قضاے الہی سے مرگیا مدت اسکی سلطنت کی دہلی میں
 سات برس اور چند ماہ تھی اور بدائون کی حکومت اٹھائیس برس تھی۔ نوکر سلطنت سلطان بھلول لودھی کا۔
 مرقوم ملک جواہر سلک ہوتا ہی کہ ایک جماعت افغانان لودھی سے آپس میں بار و صاحب ہو کر ہمیشہ سوداگری کے واسطے
 ہندوستان میں آمد و شد کرتے تھے اور اس جماعت کے درمیان سلطان فیروز شاہ باریک کے عہد سلطنت میں ملک
 بہام جو ملک بھلول لودھی کا دادا تھا اپنے بڑے بھائی سے رنجیدہ ہو کر جدا ہوا اور ملتان میں آیا اور ملک مرغان دولت

حاکم ملتان کا ملازم ہوا اور اُسکے پانچ بیٹے تھے ملک سلطان شہ اور ملک کالا اور ملک فیروز اور ملک محمد اور ملک خواجہ اور ان پانچوں نے اپنے باپ کے فوت کے بعد ملتان میں سکونت اختیار کی اور جب حضرت خان سلطان فیروز شاہ کے عہد میں ملتان کا حاکم ہوا ملک سلطان شہ اُسکے ملازموں کے سلسلے میں منتظم ہو کر سردار جہانت افغان ہوا اور نجات کی مساعرت سے اُس لڑائی میں جو حضرت خان نے ملو اقبال خان کے ساتھ کی تھی ملک سلطان شہ ملک اقبال خان کے ساتھ ہو کر لڑا اور اُسے قتل کیا اس سبب سے حضرت خان کے نزدیک درجہ اعتبار کے لائق ہو کر خطاب اسلام خانی اور سرہند کی حکومت سے سرفراز ہوا اور اُسکے بھائی ہمراہ اُسکے رہتے تھے از انجملہ ملک کالا جو ملک بہلول لودھی کا باپ تھا بھائی کے توجہ سے پرگنہ دورالہ کا حاکم ہوا اور ملک کالا کے چچا کی بیٹی اُسکے نکاح میں تھی اور وہ ملک بہلول لودھی کی والدہ تھی وضع محل کے قریب مکان کے نیچے دیکر مر گئی تھی اور ملک بہلول لودھی اُسکے پیٹ میں تھا اُسی وقت شکم چاک کر کے برآورہ کیا گیا اور جب حیات کے آثار اُس میں پائے اُسکی محافظت میں مشغول ہوئے اور ایک مدت کے بعد ملک کالا افغانان تزاری کی جنگ میں مارا گیا اور اُسوقت ملک بہلول کا نام ملو مشہور تھا اپنے چچا اسلام خان کے پاس سرہند میں جا کر پرورش پائی اور جب کسی عمر میں اُسے آثار جلالت اور شجاعت ظاہر کیے اسلام خان اپنی بیٹی کے ساتھ نکاح کر کے تربیت میں مصروف ہوا کہتے ہیں کہ رفتہ رفتہ اسلام خان اس مرتبہ کو پہنچا کہ بارہ ہزار افغان کہ اکثر عزیز اور ہمقوم تھے اُسکے ملازم ہوئے اور اسلام خان نے ہنگام رحلت باوجود پسران رشید ملک بہلول لودھی کو اپنا قائم مقام کر کے وصیت فرمائی اُسکے بعد کہ اسلام خان نے محمد شاہ کے عہد میں اس وارے ثبات سے انتقال کیا اُسکے نوکر و نکلے تین فرقہ ہوئے چنانچہ افغانوں نے وصیت کے موافق ملک بہلول کی ہمراہی اختیار کی اور بعضے ملک فیروز برادر اسلام خان کے ساتھ کہ وہ بھی بادشاہ دہلی سے منصب رکھتا تھا موافق ہوئے اور بعضوں نے قطب خان و ولد اسلام خان کا ساتھ دیا ملک بہلول لودھی نے کہ رشید تر تھا سا تھ مردار درندہ رنج کے استقلال تمام پہنچا کر ملک فیروز اور قطب خان کو ضعیف کیا اور قطب خان نے اس نزاع کے سبب سرہند سے سلطان محمد شاہ کے پاس دہلی میں جا کر ارکان دولت کے وسیلہ سے معروض رکھا کہ افغانوں نے سرہند میں ہجوم کیا ہے آخر اُسے ایک خلل ملک میں جلوت ہو گا سلطان محمد شاہ نے ملک سکندر تحفہ کو مع لشکر گران قطب خان کے ہمراہ تعین کیا کہ سرہند میں جا کر افغانوں کو درگاہ میں بھیجے اور اگر ترمودی کہ بن سرہند سے نکال دے اور جسرت کمکر کو بھی ساتھ ہی مضمون کے فرمان صادر ہوا افغانان اس بات سے خبردار ہو کر کوہستان میں پناہ لیکے جسرت کمکر اور ملک سکندر تحفہ نے افغانوں کو پیغام دیا کہ تم سے کوئی تقصیر ظہور میں نہیں آئی ہے بھانگنے کا کیا سبب ہے انھوں نے عہد طلب کیا چنانچہ بیان با ایمان اُسے موکہ ہوا ملک فیروز لودھی اپنے بڑے بیٹے شاہین خان اور نہایت ملک بہلول کو اہل و عیال سپرد کر کے خود مع افغانان متبر ملک سکندر تحفہ اور جسرت کمکر کے پاس گیا اور انھوں نے قطب خانی تحریک سے نقص عمد کر کے ملک فیروز لودھی کو قید کیا اور افغانوں کو قتل کر کے لشکر انکی اہل و عیال کے سر پہنچا ملک بہلول اہل و عیال کو مقام سے محفوظ اور جاہ سے قلب میں لیگیا اور شاہین خان مع افغانان ہمراہی جنگ پر آمادہ ہوا کچھ افغان زندہ دستگیر ہوئے اور باقی مع شاہین خان قتل ہوئے اور جب اُنکے سر سرہند میں لائے جسرت کمکر ملک فیروز لودھی سے مقتولوں کو استفسار کرتا تھا اور وہ ایک ایک اسم بتاتا تھا یہاں تک کہ اُسکے فرزند کا سر اُسکے روبرو لائے ملک فیروز نے کہا کہ میں اُسے نہیں پہچانتا جسرت کمکر کے آدمیوں نے عرض کی کہ یہ مرد نہایت شجاع تھا ایسی ایسی جو انمردی اور بہادری کی ملک فیروز زار زار روتے لگا

لوگوں نے رونے کا سبب پوچھا بولا کہ یہ میرا فرزند ہے میں شرم سے کہ مبادا اُس نے جنگ میں کستی کی ہو اُس کا نام پوشیدہ رکھتا تھا اب کہ میری دلچسپی ہوئی اظہار کیا اور معلوم ہوتا ہے کہ ملک بہلول اس جنگ میں موجود نہ تھا اسلامت نکل گیا ہر وہ انتقام تم سے لیا اور اُس کے بعد حضرت امیر ملک سکندر رقیقہ کو سر ہند کے پنجاب گیا اور ہندو نیکو دہلی بھیجا ملک بہلول لودھی نے اُسناؤں اور دوستوں سے مبلغ قرض لیکر افغانوں کو تقسیم کیے اور ایک جماعت کو اپنا شریک اور متفق کر کے رہزنی اور تاخت و لایات میں مشغول ہوا اور جو کچھ دستیاب ہوتا تھا اپنے ہمراہیوں کو دیتا تھا اور تھوڑے عرصہ میں پٹھان کثیر اور غل قلیل اُس کے پاس جمع ہوئے اور ایک مدت کے بعد ملک فیروز دہلی سے بھاگ کر ساتھ اس کے ملحق ہوا اور قطب خان بھی اپنے فعل سے پیشیاں ہو کر ساتھ اُس کے متفق ہوا ملک بہلول پھر سر ہند کو اپنے تصرف میں لایا سلطان محمد شاہ نے اس مرتبہ حسام خان وزیر الممالک کو مع افواج بيشمار اس فساد کے دفع کے واسطے بھیجا اور موضع کہ ہے کہ موضع پر گنہ خضر آباد اور شاہ پورہ سے ہر ملک بہلول لودھی اُس کے میدان میں آیا اور نصف فوج حرب راستہ کی ورجا ن خان کو شکست دیکر قوت اور ملک تمام بہم پہنچائی کہتے ہیں ابتداء سے حال اس وقت کا کہ ملک بہلول اپنے چچا اسلام خان کی خدمت میں پہنچا تھا ایک دن سنانہ میں اپنے دو بھائیوں کے ساتھ لیکر سپہ سالار نام درویش کی خدمت فیض موبیت میں حاضر ہوا اور روزانہ ہو کر بوند بونڈ بیٹھا اور وہ مجتہد بڑا مارتا تھا کہ کون ایسا شخص ہے کہ دہلی کی بادشاہی و دہرا تھکے کو مول لیوے ملک بہلول لودھی لیکر اور چھ سو تنگ اپنے پاس موجود رکھتا تھا اور درویش کے روپر و پیشکش کیے اور عرض کی کہ اس سے زیادہ میرے پاس موجود نہیں اس بزرگوار نے قبول کر کے فرمایا دہلی کی بادشاہی تجھے مبارک ہو ہمراہیوں نے اُس کی اس حرکت سے مسخر اور مستہزیا کیا اُس نے جواب دیا کہ یہ امر دو حال سے خالی نہیں ہو اگر یہ امر یعنی حصول سلطنت وقوع میں آیا مفت ہو دیا اور جو ظو میں نہ آیا خدمت فقر کی اجر سے خالی نہیں ہیئت سالکان رہ ہمیشہ چوار اوقات بندہ ملک کا دوس فریدون بگدائے بخشندہ ملک بہلول ساتھ ملک فیروز اور سائر اقربا اور عشاہ کے اُس حدود پر پانی پستانا مشغول ہوا اور قوت اور استعداد تمام بہم پہنچائی اُس کے بعد حسام خان وزیر الممالک کو شکست دیکر نصفہ مشتمل حسن عقیدت سلطان محمد شاہ کی خدمت ارسال رکھا اور اس میں یہ بھی تحریر کیا کہ میں حسام خان وزیر الممالک کی ناراضیوں سے ملازم شاہ سے محروم و مہجور رہوں اگر اسے قتل کریں اور منصب وزارت حمید خان کو محنت فرمائیں بندہ آپ کا مطیع اور فرمان بردار ہو گا بادشاہ نے بے تاہل حسام خان وزیر الممالک کو بے حدود و قصور قتل کیا اور ملک بہلول از روئے اعلان سلطان کی ملامت کر کے سر ہند اور اس نواحی کا بلوچ رجا گیر دار کے مقرر ہوا اور اس حدود میں لودھی کمال استقلال سے رہتے تھے اور جب سلطان محمود غزنوی حاکم دہلی کو بقصد تسخیر دہلی مع فوج روانہ کیا سلطان محمد شاہ لشکر کا محتاج ہوا اسے سر ہند سے طلب کیا اور ملک بہلول بیس ہزار افغان و غزنویوں کے ساتھ جمع لاکھ بیساکہ تحریر ہوا بادشاہ کی ملک کو آیا دوسرے دن دادمردی اور مردانی دیکر بادشاہ سے خطاب خان خانی کا پایا اور سر ہند میں آنکر حکم بادشاہ کے نہایت غلبہ سے لاہور اور ویراپور اور سنام اور دہرہ سرے پر گناہات پر متعرف ہوا اور نہایت غلبہ اور تسلط سے نشان محالفت بلند کیا اور اس قدر ملک پر بھی اکتفا نہ کر کے بادشاہ پر فوج کش ہوا اور ایک مدت محاصرہ کیا جب دہلی فتح نہ ہوئی سر ہند کی طرف ہجرت کی اور اپنے انتظام میں کوشش کی اور اپنا سلطان محمد خطاب کر کے خطاب اور سکندر دہلی پر موقوف رکھا اس وقت سلطان محمد شاہ فوت ہوا اور اس کے فرزند سلطان علاء الدین تخت پر بیٹھا اور چند سال کے بعد جیسا کہ مذکور ہوا حمید خان نے اسے سر ہند سے طلب کر کے شہر لاٹھ سو پچیس ہجری میں بادشاہ بنایا اس وقت سلطان بہلول لودھی کے نو بیٹے تھے

خواجہ بایزید نظام خان جو آخر کو ساتھ بادشاہ سکندر کے مخاطب ہوا اور بار بار یک شاہ اور بار بار یک خان اور عالم خان مشہور بہادشاہ علاء الدین اور جمال خان اور میان یعقوب اور فتح خان اور میان موسیٰ اور جمال خان اور دیکراماے نامی سے کہ اکثر سلسلہ یگانگلی اور نسبت خویشی کی اس سے رکھتے تھے چوتیس شخص تھے قطب خان ابن اسلام خان لودھی خان جہان لودھی دایمان خان لودھی تانا رخا ابن دریا خان لودھی مبارک خان لوعانی یوسف خان خاص خیل عمر خان شردانی قطب خان ابن حسین خان افغان احمد خان میوانی یوسف خان حلوانی علی خان ترک بچہ شیخ ابوسعید زرعی احمد خان سیستانی خان خانانان قرطی خان خانانان لعلانی شمشیر خان وزیر خان خانان بن اسد خان شیخ احمد شردانی منگ خان لشکر خان شہاب خان ششی مبارز خان مہر مہر خان جو دھان بن غازی خان ملک چن بنہ خان جمال عماد الملک اقبال خان میان فرید معروف بقبر کی شیخ جمال شیخ عثمان راے پرتاب راے کھسین راے کرن چونکہ حمید خان قوت اور مکننت تمام رکھتا تھا ملک بہلول نے صلاح مدارا میں دیکھا کہ ایک مدت اسکی ملازمت میں بسر کی اور اکثر اوقات اسکے مکان پر جاتا تھا چنانچہ ایک دن حمید خان کا مہمان ہو کر افغانوں کو سکھایا کہ اسکی مجلس میں حرکات نہ کی کریں تو خاص کر اس قوم کو خفیف لعل تصور کر کے اسے پر حذر نہو دے غرض کہ افغان اسکی محفل میں آئی اور ادا باہمی طرفہ کرنے لگے چنانچہ بعضوں نے اپنی گفتش کر پانہ لودھی اور بعضوں نے طاقتاے مجلس میں حمید خان کے سر سے ہلکے کھین حمید خان نے کہا یہ کیا حرکت ہے جواب دیا کہ ہم جو سے ڈرتے ہیں ایسا نہو اٹھا لیجاوین اور پھر ایک لحظہ کے بعد حمید خان کھین متوجہ ہو کر بولے کہ فرش آپکا زینتیں عجیب کھتا ہے اگر ایک گلیم لطف فرماوین ہم کلاہ اور طاقہ بنا کر اپنے فرزندوں کے واسطے تحفہ بھیجیں تو ہمارے اہل و عیال جانیں کہ ہمارے تین خان کی خدمت میں قربت اور مرتبہ ہی حمید خان نے متبسم ہو کر فرمایا کہ میں محفل اور رزق تھیں اس کام کی واسطہ دو گادرجہ خوان خوشبو کے مجلس میں آئے بعض پٹھان روئی میں چو نہ اور عطر لیتے تھے اور چوستے تھے اور پھول چبا کرتا دل کرتے تھے اور بعضے تھوڑا چو نہ تعبیر پان کھاتے تھے اور بعضے پان کی گلابی کھول کر فقط چو نہ چلاتے تھے اور جب چو نہ کی تیزی سے دہن میں سوزش ہوتی اضطراب اور بیتابی کرتے تھے اور حمید خان ہنس کر کہتا تھا کہ یہ عجیب آدمی ہیں ملک بہلول جواب دیتا تھا کہ یہ لوگ دہقانہ حق سے ہر اور عقل سے خالی ہیں انھیں عقلا اور اہل تمیز کی صحبت میسر نہیں ہوتی کھانے اور سونے کے سوا کوئی ہنر نہیں رکھتے اور پھر چند روز کے بعد ملک بہلول بسبب قاعدہ دواہی کے حمید خان کا مہمان ہوا اور وہاں ضابطہ یہ تھا کہ جب وقت ملک بہلول مہمان ہوتا دربان اسکے ہمراہیوں کو روکتے تھے افغان اکثر باہر رہتے اس مرتبہ افغان ملک بہلول کی تعظیم کے موافق دربانوں سے ٹہنت مشنت کر کے تھوڑے ہر درخو در بار میں داخل ہوتے اور باوازلہ ملک بہلول کو سخت دست لکھتے تھے کہ اگر وہ حمید خان کا لاکر ہی ہم بھی اسکے لاکر ہیں ہم اپنے آٹا کے سلام سے کیون محروم رہیں اور جیسا کہ خان اسے دوست رکھتا ہے ہم پر بھی مشفق اور مہربان ہی حمید خان نے انکا مباحثہ اور مکالمہ سن کر باوازلہ نہا کہ خبردار اسے کوئی شخص متعرض نہوے اور سب کو دربار میں آتے دیوین پھر تمام افغان جو مکر کے محل خاص میں داخل ہوئے اور دونفر ہر ایک خدمتگار کے پہلو میں جو حمید خان کے گرد ایستادہ تھے کھڑے ہوئے نہت و گزند گانی تو اقہ مدار مہد کہ درجیب و دامن دہی جاے مارید اس عرصہ میں قطب خان لودھی نے زنجیر لعل سے نکال کر حمید خان کے روبرو رکھی اور کہا مصلحت اس میں ہے کہ آپ آپ کو شہر دین بیٹھ کر یہ عمر بوزہ اپنے معبود کی عبادت میں صرف فرمائیں اور حق نمک کے سبب سے میں نے آپ کی جان کا قصد نہیں کیا پھر افغانوں نے حمید خان کو گرفتار اور مقید کر کے ہیکلون کے سپرد کیا اور ملک

بہلول نے سکھ اور خطبہ اپنے نام جاری کیا اور اپنا نام شاہ بہلول رکھا اور اُس سال کہ ۸۵۵ھ آٹھ سو پچیس ہجری تھے دہلی اپنے بڑے بیٹے خواجہ بایزید کے سپرد کر کے واسطے لشکر فراہم کرنے اور انتظام مالک ملتان اور پنجاب کے دیپالپور کی طرف گیا اور بعضے امراء سلطان علاء الدین سے کہ یاد شاہت لو دھیون پر راضی نہ تھے سلطان محمود شاہ شرقی کو جو پنور سے طلب کیا چنانچہ اُسے ۸۵۶ھ آٹھ سو پچیس ہجری میں لشکر عظیم ہمراہ لیکر دہلی کو محاصرہ کیا اور خواجہ بایزید پسر بزرگ سلطان بہلول کا مع امراء دیگر متخصن ہوا سلطان بہلول نے خبر سنکر سبیل ستیجالی دیپالپور سے روانہ ہوا اور موضع بیرہین جو دہلی سے پندرہ کوس ہی فُردش ہوا اور سپاہی اسکے اونٹ اور بیل بارکش لشکر محمود شاہ شرقی کے جو چراگاہ میں چرتے تھے ہانک لائے محمود شاہ شرقی نے یہ خبر سنتے ہی فتح خان ہروی کو مع تیس ہزار سوار اور تیس زنجیر فیل سلطان بہلول کے مقابلہ کو بھیجا اور افغان تین گروہ ہوئے اور دریا خان لودھی نے جو محمود شاہ شرقی کا شریک اس معاملہ میں ہو کر اُس طرف سے اہتمام جنگ کرتا تھا باؤز بلند کہا کہ مان بہنیں تیری قلعہ دہلی میں ہیں تجھے میگا نہ کی طرف سے جنگ میں کوشش کرنی لائق نہیں ناموس کی حفظ و حمایت کیون نہیں کرتا دریا خان نے جواب دیا کہ میں پسپا ہوتا ہوں نہ جہد ارتقا قب نکرنا قطب خان نے قسم کھائی کہ میں بھی نکر ڈنگا دریا خان نے منہ موڑا اور اُسکے پلٹتے ہی فتح خان ہروی ہزیمت پا کر گرفتار ہوا اور جب فتح خان ہروی نے پتھو را سے برادر راے کرن کو قتل کیا تھا راے کرن اُسکا سر کاٹ کر شاہ بہلول کی خدمت میں لایا محمود شاہ شرقی نے اس سانحہ کے وقوع سے تاب نہ کھادے لاکر جو پنہ کی طرف مراجعت کی اور اس فتح کے بعد سلطان بہلول کی بادشاہی نے استقامت پائی اور قوت و مکت تمام پیدا کی اور ضبط ولایت کی واسطے دورہ کا ارادہ کیا اول میدات کے سمت روانہ ہوا احمد خان میواتی نے استقبال کر کے حلقہ اطاعت اپنے زب گوشت کیا بادشاہ نے سات پرگنہ اُسکے تصرف سے برآوردہ کر کے باقی اُسے ازانی فرمائے اور وہاں سے قصبہ برن میں گیا دیخان لودھی جاگم سنہل بھی اڑراہ القیاد پیش آیا اور سات ہاتھی پیشکش کی اُس وقت بادشاہ دل کی طرف آیا اُس کا علاقہ دستور سابق عیسی خان پر بجال رکھا اور اسی طرح برہان آباد کی طرف پہونچ کر سکیت کو ساتھ مبارک خان لوخانی کے جو حاکم وہاں تھا اور بادشاہ کی خدمت میں مشرف ہوا مسلم رکھا اور بھوین کاؤن میں جا کر راے پرتاب پر خراج مقرر کیا اور جب راہری کی طرف گیا قطب خان جن حسین خان افغان نے راہری کے قلعہ میں تحصن ڈھونڈھا بادشاہ نے تھوڑے عرصہ میں قلعہ راہری کو مفتوح کیا اور خانہاں قطب خان کو قتل کیا سلطان کے پاس لایا اور جاگیر اُسکی پھر اُسکو مرحمت ہوئی اور وہاں سے آٹا وہ میں گیا وہاں کے حاکم نے اطاعت کی اُسکی جاگیر کو تغیر نہ دیا اور اُس وقت جو ناخان بادشاہ سے رنجیدہ ہو کر محمود شاہ شرقی کے پاس گیا اور شمس آباد کی حکومت پائی اور سلطان محمود شرقی نے پھر سلطان بہلول پر فوج کش ہو کر اٹا وہ کے اطاعت میں نزل کیا پہلے دن افواج طرفین مجاہدین متشول ہوئیں دوسرے دن قطب خان اور راے پرتاب نے صلح کا پیغام دیا اور ایسا مقرر ہوا کہ جو کچھ پارک شاہ بادشاہ دہلی کے تصرف میں رہتا تھا ساتھ بہلول شاہ کے مقرر ہووے اور جو کچھ سلطان ابراہیم بادشاہ جو پنور کے قبضہ میں تھا سلطان محمود کے تصرف میں ہو اور سات ہاتھی کہ سلطان بہلول لودھی نے فتح خان کے جنگ میں لیے تھے واپس دیکر قرار پایا کہ سلطان بہلول شمس آباد کو جو ناخان سے لیوے اور سلطان محمود شرقی جو ناخان کی طرف گیا اور سلطان بہلول نے فرمان جو ناخان کو لکھا کہ شمس آباد سے نکل جاوے حسب اطاعت نہ کی سلطان بہلول نے اُس پر چڑھائی کر کے کمال دیا اور سلطان نے شمس آباد راے

راے کرن کو عنایت فرما کر بند و بست اس حدود کا کیا اور محمود شاہ شرقی یہ خبر سنکر اپنے فعل سے ناام ہوا اور بقصد استعرا
پلٹ کر شمس آباد کے اطراف میں آیا اور قطب خان لودھی اور دریا خان لودھی اسکے لشکر پر شیون لے گئے تاکہ قطب خان
لودھی گھوڑے کی سکندری کھا کے خانہ زین سے جدا ہوا محمود خان کے آدمیوں نے اسے دوڑ کر گرفتار کیا سلطان محمود نے
اسے جو پنور کی طرف روانہ کر کے قید کیا اور سلطان بہلول نے شہزادہ جلال خان اور شہزادہ سکندر خان اور عماد الملک
کو سلطان محمود کی فوج کے مقابل راے کرن کی کمک کو کہ قلعہ میں تھا بھیج کر خود سلطان محمود کے مقابلہ کی عزمیت کر کے
استقبال کیا اور لشکر خصم کے مقابل فرد کش ہوا انھیں دو زمین سلطان محمود شرقی نے مرض الموت میں مبتلا ہو کر رخت ہستی ملا
اور اسکا بیٹا محمد شاہ شرقی قائم مقام اسکا ہوا اور اسکی والدہ مسماۃ بی بی راجی کے حسن تدبیر سے دو لون بادشاہ کے درمیان صلح
واقع ہوئی یعنی سلطان محمود کی ولایت محمد شاہ کے تصرف میں رہی اور جو کچھ سلطان بہلول کے قبضہ میں تھا اسکے زیر نگین ہوا
اور محمد شاہ جو پنور کی طرف روانہ ہوا اور سلطان بہلول نے دہلی کی سمت معاودت فرمائی جسوقت کہ دارالملک کے نزدیک پہونچا
شمس خاتون خواہر قطب خان لودھی نے پیغام دیا کہ جب تک قطب خان محمد شاہ کے مجلس میں مقید ہی بادشاہ پر خواب نور مرام
بادشاہ متاثر ہو کر دہلی کی طرف نہ گیا اور مراجعت کر کے جو پنور کی طرف گرم عنان ہوا اور جب شمس آباد میں پہونچا شمس آباد اراکین
برآوردہ کر کے جو ناخان کو کہ اسکے پاس حاضر ہوا تھا دیا اور محمد شاہ شرقی نے استقبال کیا پھر سرستی کے اطراف میں دو لون بادشاہ
تھوڑے فاصلہ پر ایک دوسرے کے مقابل وارد ہوئے اور وقت بموقت جنگ کی واسطے تہیہ کرتے تھے اس درمیان محمد شاہ
شرقی کے چھوٹے بھائی حسین خان نے اپنے بھائی کے غضب سے اندیشہ کیا جیسا کہ واقعات شرقیہ میں مرقوم قلم زرین رقم ہوگا
کچھ فوج اور فیضان جنگی سے جنگ کے بہانہ لیکر سلطان بہلول کے پاس لشکر سے برآیا اور عطف عنان کر کے قنوج کی طرف گیا سلطان
بہلول نے یہ خبر سنکر کچھ امرا حسین خان کے استقبال کی واسطے بھیجے تھے ساتھ شاہزادہ جلال خان کے کہ جو اپنے بھائی کے
پیچھے سے آتا تھا دو چار ہو کر اسے اسیر کیا سلطان نے اسے مہربانی غیبی جانکر جلال خان کو قطب خان کے عوض لگھا رکھا
اور جب جو پنور کے تمام امرا محمد شاہ سے روگردان ہوئے اسے قتل کیا اور حسین خان کو تخت شاہی پر بٹھان کر کے خطبہ اور
سکہ اسکے نام جاری کیا سلطان بہلول اور سلطان حسین خان شرقی نے صلح کر کے عہد کیا کہ چار برس تک کوئی فراہم
ایک دوسرے کا نہ دے اور راے پرتاب زمیندار اس طرف کا جو سلطان بہلول سے منحرف ہو کر محمد شاہ سے جاملتا تھا
اُس وقت قطب خان کے کہنے اور اُس کی دلچسپی کے واسطے سلطان بہلول کے پاس آیا اور چنانچہ اسے دو تین روز
میں سلطان حسین نے قطب خان کو کہ سات بیٹے سے مقید تھا سلطان بہلول کے پاس بھیجے اور سلطان بہلول
بھی شہزادہ جلال خان کو سلطان حسین کے رو برو رخصت فرما کر دہلی کی طرف آیا اور چند مدت کے بعد کہ مدت
موسمو و مقفی ہوئی تھی بادشاہ بہلول شمس آباد کی جانب گیا اور اسے جو ناخان سے تغیر کر کے دوبارہ راے کرن
کے حوالہ کیا اور اُس مقام میں نرسنگھ راے پرتاب کے بیٹے نے ملازمت کی جو راے پرتاب قبل اس
سے ایک نیزہ کہ نہنزلہ علم سرور سی اُس زمانہ میں رہتا تھا دریا خان لودھی سے بزور لے گیا تھا دریا خان
نے اُس وقت اُس کے بیٹے نرسنگھ کو قطب خان لودھی کے چوہیز سے قتل کیا اور اُس معاملہ سے قطب خان
بیٹا حسین خان افغان کا اور مبارز خان اور راے پرتاب آزدہ ہو کر حسین خان شرقی کے شریک ہوئے
سلطان بہلول لودھی کو تاب مقاومت نہ رہی دہلی میں پلٹ گیا اور بعد چند روز کے سلطان بہلولی حاکم کی

بغاوت اور بے انتظامی ملکیت پنجاب کے سبب اسطوت روانہ ہوا اور قطب خان اور خانجہاں کو اپنی نیابت کے واسطے دہلی میں چھوڑا درمیان راہ کے سنا کہ حسین شاہ شرقی مع سپاہ آراستہ اور خیلان کو ہیکہ بقصد دہلی آتا ہے ناچار سبعت تمام بازگشت کی اور پنجاب کو قطب خانان لودھی اور خانجہاں کے سپرد کیا اور خود غنیم کے مقابلہ کو عازم ہوا اور موضع چندوار میں پہونچکر دونوں نے گہر و دار کا بازار ساسات دن تک گرم کیا اس درمیان میں احمد خان سیوانی اور رستم خان کول حاکم کول سلطان حسین سے جا ملے اور تاتار خان لودھی نے سلطان بہلول سے موافقت کی پھر بعد اسکے سرکہ جلال و قتال نے طول کھینچا اعیان دولت کی سعی اور مشورہ سے قرار پایا کہ تین برس تک دونوں بادشاہ اپنی دلیات پر قانع ہو کر محاصرت نہ کریں لیکن تین برس کے بعد حسین شاہ شرقی آتا وہ کو محاصرہ کر کے دہان کے حاکم کہ وہ سلطان بہلول لودھی کا خویش تھا دلاسا دیکر اٹا وہ پر متصرف ہوا اور احمد خان سیوانی اور رستم خان کول کے حاکم کو اپنی طرف کھینچا اور احمد خان حلوانی کو بھی ساتھ مواعید کے ایسا فریفتہ کیا کہ آستے بیان میں خطبہ اسکے نام پڑھا اس وقت خود ایک لاکھ سوار اور ہزار فیل لیکر اٹا وہ سے دہلی کی طرف متوجہ ہوا سلطان بہلول نے باوجود اس حال کے تزلزل کو اپنے دل میں راہ نہ دیکر استقبال کیا اور مٹھواڑہ کے نزدیک بعد ساٹھ قریب کے بدل ہوئی اور ایک مدت بہ تہیہ جنگ برابر بیٹھے رہے پھر خانجہاں نے طرفین کے درمیان میں آنکر صلح کروائی اور ہر ایک اپنے مقام کو روانہ ہوئے اور تھوڑے عرصہ کے بعد پھر سلطان حسین شرقی لشکر لیکر سلطان بہلول کے سر پر گیا اور سلطان بہلول دہلی سے برآمد ہوا اور موضع سنگمرہ میں گئی مرتبہ تو جنگ نے گرمی قبول کی اور پھر صلح کے پانی سے ساکن ہوا سلطان حسین اٹا وہ کی طرف اور سلطان بہلول نے دہلی کے سمت مراجعت فرمائی اور ان دونوں میں سلطان حسین شرقی کی والدہ یعنی بی بی راجی فوت ہوئی چنانچہ گوالیار کا راجہ اور قطب خان لودھی ماتم پر سی کے واسطے سلطان حسین شرقی کے پاس گئے اور قطب خان لودھی نے جب اسے سلطان بہلول کی محاصرت میں جھلب پانا خوش آغا زکر کے کہا بہلول تمہارے نوکروں کے مانند ہو تم سے برابری نہیں کی سکتا ہے اور میں جب تک دہلی کو آپ کے زیر نگین نہ کر دوں گا مجھے ہرگز صبر قرار نہو گا اور بہ لطافت لکھیل حسین خان شرقی سے زحمت لیکر سلطان بہلول کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ جہلم اور تدبیر سے سلطان حسین شرقی کے ہاتھ سے نجات پا کر آیا ہوں وہ دشمنی میں راسخ ہو چکا اپنی فکر کرنی مناسب ہو اس درمیان میں بادشاہ علاء الدین یعنی خضر خان کے پوتے نے اس دار فنا سے رحلت کی اور سلطان حسین شرقی اٹا وہ سے اسکی تعزیت کی واسطے بدآؤں میں آیا اور بعد مراسم تعزیت کے بیرونی کر کے بدآؤں کو اسکے فرزندوں کے قبضہ سے برآوردہ کیا اور پھر وہاں سے سنبھل کی طرف گیا اور مبارک خان حاکم سنبھل کو مقید کیا اور ساتھ لشکر اتواہ اور فیل بسیار دہلی کے سمت متوجہ ہوئے آٹھ سو تراسی ہجری میں آب جون کے کنارے قریب گھاٹ کچر کے نزل کیا اور سلطان نے سرمنہد میں یہ خبر سنی کہ حسین خان نے خانجہاں کے بیٹے کو میرک کے بندوبست کیواسطے روانہ کیا اور خود دہلی میں آیا اور ایک مہینہ طرفین نے کارزار میں زمانہ بسر کیا اور شرقی چار روے کثرت اور ابست کے کمال غلبہ رکھتے تھے قطب خان لودھی نے اپنی سلطان حسین شرقی کے پاس بھیج کر پیغام دیا کہ میں بی بی راجی کے قید احسان میں ہوں جو وقت کہ میں جو پور میں قید تھا اس عقیضہ سے انواع مہربانی میرے حق میں ظہور میں آئیں اب صلاح اس میں دیکھتا ہوں کہ آپ صلح کر کے مراجعت فرمائیں اور انتہا نفرست میں رہیں اور نہ گنگ کے اس طرف کے ولایت پر آپ متصرف رہیں اور جو کہ نہر گنگ کے اس طرف ہو بہلول شاہ کے قبضہ میں

دلاشت کریں الغرض طرفین راضی ہوئے اور نزاع برطرف ہوئی اور سلطان شرقی نے ساز اور اسباب چھوڑ کر کوچ کیا سلطان بہلول نے خدمت پاکر تعاقب کیا اور سلطان حسین شرقی کی اردو کو تاراج کر کے کچھ خزانے اور اسباب نفیسے سے جو کہ گھوڑوں اور فیلوں پر محمول تھا اپنے قبضہ میں لایا اور تین یا چالیس لاکھ مرا سلطان حسین شرقی کے مثل قتلخان وزیر کہ علمائے وقت سے تھا اور ملک بدھو نائب عرض کی اسیر ہوئے اور سلطان بہلول نے قتلخان کو زنجیر میں کر کے قطب خان لودھی کے سپرد کیا اور سلطان بہلول پیشتر جا کر بعض پرگنات مقبوضہ سلطان حسین شرقی مانڈو قبضہ کھینل اور پٹیالے اور شمس آباد اور سکیٹ اور مارہرو اور جالیسہ پر تصرف ہوا اور ہر ایک پر گنہ میں ایک شق دار مقرر کیا اور جب تعاقب حد سے گذر سلطان حسین شرقی موضع رام پنجرہ کے قریب پلٹ کر مقابلہ اور قتال میں مصروف ہوا آخر کو اس مرد بہر صلح نے قرار پایا کہ موضع دھوپا موضع حد ہو پھر سلطان حسین شرقی را برہی کی طرف گیا اور سلطان بہلول لودھی نے دہلی کی طرف مراجعت کی اور بعد ایک مدت کے سلطان شرقی لشکر فراہم کر کے بادشاہ بہلول لودھی کے مقابلہ کو آیا اور موضع شہارن میں معرکہ عظیم اور جنگ شدید واقع ہوئی سلطان حسین شرقی نے پھر ہزیمت پائی اور مال بقیہ اس دستار و اخلاصیوں کے ہاتھ آیا قوت اور کثرت آنکی زیادہ ہوئی اور جب سلطان حسین شرقی را برہی کی طرف گیا اور بادشاہ بہلول نے موضع دھوپا کے قریب نزول کیا اس درمیان میں خاجہان کے فوت کی خبر ملی سے پہنچی سلطان نے اس کے بیٹے کو خاجہان خطاب دیکر اس کے باپ کی جگہ پر مقرر رکھا اور وہاں سے سلطان شرقی کے مقابلہ کو را برہی کے سمت نہضت فرمائی اور بعد محاربہ شدید نیم ظفر شاہ بہلول کے راہیت پر چلی اور مظفر منصور ہوا اور سلطان حسین شرقی شکست پاکر گوالیار کی طرف گیا اور دہانکارا راجہ خواجہ مانہ حاضر ہوا اور کئی لاکھ ننگ نقد ادخمیہ اور سرپردہ اور فیل و اسب و شتر پیشکش کیے اور دو تھوڑا ہون کے زمرہ میں منظم ہوا اور کاپی ہنگ مشایعت کی اور اس حال پر اختلاف میں بادشاہ بہلول اٹاؤہ کی طرف گیا اور را برہیم خان برادر سلطان حسین اور ہیبت خان عوف کرکڑاٹاؤہ میں محض ہو کر تین دن لڑے اور آخر کو امان چاہ کر برآمد ہوئے اور اٹاؤہ سلطان بہلول کے سپرد کیا سلطان بہلول نے اٹاؤہ ابراہیم خان جانی کے سپرد کیا اور چند پرگنہ دلائی اٹاؤہ بموجب رائے عطا فرمائے اور لشکر گران ہمراہ رکات لیکر سلطنت میں شرقی کی طرف روانہ ہوا اور جب موضع راکا زمین جو کاپلی سے متعلق ہو پونجا سلطان حسین نے استقبال کر کے آب ہون کے کنارے اخامت کی اور چنے میں نے محاربہ میں منقضی ہوئے اس درمیان میں رائے کو چند حاکم دلائی اکثرہ سلطان بہلول کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان کو اس مقام سے کہ یا یا اب تھا مع فوج عبور کروایا سلطان حسین تاب مقاومت نہ لاکر دلائی ٹھٹھ میں داخل ہوا اور وہاں سے جو پور گیا اسیات شیرے کے غور و سیلی سرخی و ہزیمت بار و گرد و گزیر و برابرش بہ بار یکہ صید از کت شاہین کند برون بہ نان پس بصید گاہ شمار و کیو ترش بہ اور راجہ ٹھٹھ نے بھی استقبال کر کے سلوک آدمیانہ کیا اور چند لاکھ تنگ مع چند اسب و فیل پیشکش گزارنے اور فوج بھی ہمراہ کر کے جو پور تک مشایعت کی اُسکی بعد بادشاہ بہلول تعاقب کر کے جو پور کی طرف متوجہ ہوا اور جب سلطان حسین جو پور چھوڑ کر ہزار کے رہتے تھے قنوج کی طرف گیا بادشاہ بہلول بھی قنوج کی سمت روانہ ہوا اور آپ رہتے کے کنارے فریقین کے درمیان آتش حرب افروختہ ہوئی اور ہزیمت جو سلطان حسین شرقی کی طبعی میں ہوئی تھی طہور میں آئی اور ساز و سلب اور چشم شاہی اسکا لودھیوں کے ہاتھ لگا حرم محترم اسکی بی بی خوزہ جو بادشاہ علاء الدین فیروزہ خضر خان کی

دختر تھی اسیر ہوئی بادشاہ نے بصلاح و عفت محافظت کر کے دہلی کی طرف مراجعت کی اور چند عرصہ کے بعد افواج ترتیب دیکر لوہے غریمت ولایت جو پور کی تسخیر کے واسطے بلند کیا اور اس خطہ کو جو مدتوں سے بادشاہان دہلی کے قبضہ تصرف سے نکل گیا تھا مسخر کر کے مبارک خان لوہانی کے سپرد کیا اور قطب خان لودھی اور دوسرے سرداروں کو قصبہ مھولی میں چھوڑ کر خود بداون کی طرف گیا اور سلطان حسین فرصت دیکھ کر جو پور میں آیا اور امرائے سلطان بہلول کے جو پور چھوڑ کر قطب خان کے پاس مھولی میں گئے اور سلطان حسین کے ساتھ ازراہ اخلاص پیش آکر کلام دولخواہانہ درمیان میں لائے اور ملک پہونچنے تک ساتھ مدارا کے ایام گزاری کی اور جب سلطان بہلول یہ احوال سن کر قصبہ ہلدی میں پہونچا خبر وفات قطب خان سن کر چند روز لوازیم تغیرت میں مشغول ہوا اور پھر جو پور کی طرف گرم عنان ہوا اور سلطان حسین شہر ترقی کو دور دست بھگا کر ازسر نو جو پور کو مسخر کیا اور اپنے بیٹے بربک شاہ کو تخت شاہان شہر قہر پٹیا کر خود کاپلی کی طرف گیا اور اس پر بھی متصرف ہو کر اپنے پوتے خواجہ غلام جلیون بن خواجہ بابر بدکو عنایت فرمایا اور چند دن کے راستہ سے دھوپور کی طرف متوجہ ہوا اور دھوپور کے راجہ کئی من موٹائی یعنی گندن پیشکش کر کے لوہانے ملک میں منتظم ہوا اور بادشاہ دہلی نے آلہ پور کی طرف جو رن تہنور کی توالیج سے ہی جا کر اُسکے تاراج کیا اور مظفر اور منصور ہو کر دہلی کی طرف مراجعت فرما ہوا اور جب سمر ہوا اس اور قوی میں اُسکے فرق آیا ولایات اپنے فرزندوں اور نویشوں کو تقسیم فرمائیں جو پور پر چسپا کہ مذکور ہوا شاہزادہ بربک شاہ کو مقرر فرمایا اور کڑہ اور مانگیو رشا ہزادہ عالم کو محنت کیا اور بہرائچ اپنے بھانجے شیخ محمد قرظی معروف بہ کالا پہاڑ کو اور لکھنؤ اور کاپلی عظیم ہالیون بن خواجہ بابر پٹیا اپنے نبیرہ کو عطا فرمایا اور خواجہ باقر بد قبل اُسکے ایک خدمتگار کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا اور بداون خاں جہان کو جو جلا امرائے معتبر تھے تھا اور فی الجملہ سبب نوشی رکھتا تھا از زانی فرمایا اور چند روز کے بعد پھر گوالیار کی طرف گیا اور وہاں کے راجہ سے اسی لاکھ تنگہ پیشکش لیے اور گوالیار پر اُسے مقرر رکھا پھر اٹادہ میں آیا اور اٹادہ کو سکیت سنگھ سے تغیر کر کے علم مراجعت بلند کیا اور اٹادہ میں بیمار ہوا اکثر اُمراء لودھی ہوتا ہی ہوتا ہی تھے امپیر اٹادہ ہونے کا نظم ہمایون کو دلیہمد کیجیے بادشاہ جو چارہ نہ رکھتا تھا اس بات کو قبول کیا اور اچھی سکندر خان کے طلب میں دہلی کی طرف روانہ کیا اور عمر خان شہر داتی جو منصب وزارت رکھتا تھا اور بادشاہ کی بے شعوری کی سبب سے ملک و مال کا صاحب اختیار ہوا تھا امرائے مشورہ سے واقف ہو کر سلطان سکندر کی مان کی صلاح سے کہ اُس سال ہجراہ تھی ایک آدمی متغنی دہلی میں بھیج کر سلطان سکندر کو صورت حال سے آگاہ کیا اور پیغام دیا کہ طلب کا باعث جیسے وعید ہونے میں تعلق اور سستی کو انسب جا میں سلطان سکندر نے ایک مدت اور فرما میں بسر کی اور امرائے مخالفانہ فرصت دیکھ کر عرض میں پہونچا یا اور بادشاہ غضب میں آیا اور بیٹے کو تحریر کیا اگر تو نہیں آتا تو میں آتا ہوں سلطان سکندر یہ سن کر سرانسیہ ہو کر چلنے پر مستعد ہوا لیکن کوئی امر اور معارف دہلی سے روانگی جو نہ نکلتا تھا سلطان سکندر نے قلعہ خان وزیر سلطان حسین شہر ترقی سے کہ دستگیر ہو کر دہلی میں مجبوس ہوا تھا اور اصابت رائے احمد حسن حمیر میں شہرت رکھتا تھا مشورہ کیا اسے کہا سمر پردہ دہلی کے باہر پہونچ کر کے آوازہ روانگی اور غلامہ سفر کا بلند کرنا مناسب ہو اور تیاری سفر میں ایام گزاری کرنا لازم ہے سلطان سکندر نے اُس تعلیم پر عمل کیا قضا نامہ بیان مرض نے بادشاہ پر غمبہ کیا بعد اوالی کے قریب اعمال سکیت سے ۸۹۹ھ سوچو روانوی پھر میں رحمت ہستی بانڈھا اُسکی بادشاہی کی مدت اڑتیس ہی

اور آٹھ مہینے اور سات دن تھی نظم بہشت صد نو دو چار رفت از عالم بہ خدیو ملک ستان و جهان کشاہلہول بہ بہ تیغ ملک ستان بود و لیک دفع اجل بہ بود و حال بہ شمشیر و خنجر مصقول بہ بادشاہ بہلول لودھی ظاہر اصلاح مین آراستہ اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متابعت مین پیراستہ تھا اور ہفت اور ستر مین علما اور مشائخ سے صحبت رکھتا اور اوقات اُسکے ساتھ بسر لیجاتا اور افغانوں کے ساتھ برادرانہ سلوک کرتا اور اُنکے روبرو تخت پر اجلاس نکرتا ایک فرش پر تقاعد کرتا جس وقت دہلی کو لیا خزانے شاہان ماضیہ کے افغانان لودھی پر قسمت کیا خود بھی مثل عوام الناس قسمت برادرانہ لیا اور خاصہ اپنے مجلس اے مین نکھاتا اور خاصہ کے گھوڑوں پر سوار ہوتا اور ہر روز طعام مکان سے ایک امیر کے منگو اکثر شاول فرماتا اور ہنگام رکوب اُنکے گھوڑے پر سوار ہوتا اور کھتا مجھے بادشاہی سے ہی نام کافی ہی اور مغل کی سپاہ گری پر اعتماد تمام رکھتا اس سبب سے اُسکی سرکار خاص اور شہزادوں اور امرا کے پاس چھینٹا بیس ہزار مغل نوکر تھے اور جہگہ ستنا جوان کار آمد ہی آدمی بھیج کر اُسے اپنے روبرو بلاتا اور لائق حال سلوک کرتا اور عاقل اور شجاع اور متفرس اور متہور رکھتا اور جہان داری کے قاعدہ اور رسمین خوب جانتا تھا اور کامون مین جلدی اور شہبانی جابر نہ رکھتا تھا اور از دے عدل اور انصاف کے خلق اللہ کے ساتھ حیات مستعار بسر کرتا تھا ذکر بادشاہی سلطان عادل باذل نظام خان النخاطب بسطان سکندر بن سلطان بہلول لودھی کا جب حکم قارذ و الخلال بادشاہ بہلول لودھی بسفر نہ کر رحمت حق مین داخل ہوا امرا اور ارکان دولت نے فراہم ہو کر قریعہ مشورہ کا آپس مین ڈالا بعضوں نے عظم ہایون نبیرہ شاہ مرحوم کی بادشاہی پر رغبت کی اور اکثر جو بزرگ ترین فرزندان سے مثل باربک شاہ کے زندہ تھے مائل ہوئے اُسوقت بادسلطان سکندر زریبا نام نے جو دختر ایک زرگر کی تھی اور اس سفر مین بادشاہ مہرور کے ہمراہ تھی پس پردہ آنکر امرا سے فرمایا کہ امیر فرزند سلطنت کی لیاقت رکھتا ہی اور تمہارے ساتھ سلوک خوب کر گیا عیسیٰ خان لودھی جو چچر بھالی سلطان بہلول کا تھا اُسنے دشنام دیکر کما سونا کر کے لڑکے کا بیٹا بادشاہی کے لائق نہیں ہوتا کسا سٹے کہ مثل مشہور ہی کام جیسی کا بندر سے راست نہیں آتا خانخانان قرلی جو نہایت قوی تھا یرسکر لوالا کل بادشاہ فوت ہوا ہی اُسکے بی بی اور بیٹے کو دشنام دینا اور سخت کننا لائق نہ تھا عیسیٰ خان لودھی نے کہا تو نہ کر سے کوئی رتبہ پیش نہیں رکھتا بادشاہ کے خویش اور اقربا کے درمیان فعل ست کرنا خانخانان نے غضبناک ہو کر کہا کہ مین لوگر بادشاہ سکندر کا ہون نہ نوکر اور ڈکا یہ لکھ کر مجلس سے برخاستہ ہوا اور اُن امرا سے کہ ساتھ اُسکے متفق تھے بادشاہ کا جنازہ اُٹھا کر قصبہ جلالی مین لیگیا اور بادشاہ سکندر کو طلب کر کے اوپر بلندی کے جو آب بہا کے کنارے واقع ہی اور اُسکو کوشک سلطان فیروز لکھتہ ہیں سر پر بادشاہی ٹپکھن کر کے بسطان سکندر مخاطب کیا نظم برتن تخت فیروز ہر صبح و شام بدیکے مہرہ نعت چہند بکام بہ کس آن نخت و این مہرہ یا خود نہر دمہد بکام دل از مملکت ہر نحو روہ بادشاہ سکندر نے جہازہ اپنے باپ کا دہلی بھیجا اور خود عیسیٰ خان لودھی کے سر پر گیا اور مغلوب کر کے اُسکا گناہ معاف فرمایا اور دہلی کی طرف مراجعت کی اور اپنے باپ کی طرح افغانوں سے سلوک بہوار اور براور نہ کیا اور اکابر قوم کے روبرو تخت پر نہ بیٹھا اور اُسوقت اسی خدائے چھ فرزند عطا کیے تھے اُنکے اسم یہ مین ابراہیم خان اور جلال خان و عیسیٰ خان و حسین خان و محمود خان و عظم ہایون خان اور امرا سے نامی سے ترین آدمی تھے خانبہان لودھی احمد خان ابن خانبہان بن خانبہان قرلی شیخ زادہ قرلی خانخانان لودھی عظم خان شروانی دریا خان ابن مبارک خان لودھی نامی بہا عالم خان لودھی جلال خان ابن محمود خان لودھی ناب کا لہی میٹر خان لودھی مبارک خان موحی خلیل خان لودھی احمد خان

لودھی حاکم اٹا دہ ابراہیم خان شروانی محمد شاہ لودھی بابو خان شروانی حسین خان قرلی نائب سہارن سلیمان ابن دوم
خانخانان قرلی سعید خان ابن مبارک خان لودھی پھیل خان لودھی تاتار خان قرلی عثمان خان قرلی شیخ جان پسر مبارک خان
لودھی شیخ زادہ محمد المشہور بک لاپہاڑ ابن عماد خان قرلی شیخ جمال ولد شیخ عثمان قرلی شیخ احمد قرلی آدم خان لودھی حسین خان
برادر آدم خان لودھی کبیر خان لودھی نصیر خان لودھی غازی خان لودھی تاتار خان حاکم تجارتہ میان چین کینوہ
حجاب خاص محمد الدین حجاب خاص شیخ ابراہیم حجاب خاص شیخ عمر حجاب خاص قاضی عبدالواحد پسر کالی حجاب
خاص تہورہ خان شیخ عثمان حجاب خاص شیخ صدیق حجاب خاص خواجہ نصر اللہ مبارک خان اقبال خان حاکم
قصبہ بازی اصغر خان پسر ڈام الملک حاکم دہلی شیر خان برادر مبارک خان لودھی عماد الملک کینوہ متعلق
مبارک خان لودھی عالم خان لودھی کبیر خان لودھی بھیکھن خان طہیر خان لودھی عمر خان شروانی تبار خان
شروانی ستار خان جلوانی اور چند عرصہ کے بعد سلطان سکندر پرگنہ راہری کی طرف گیا اور عالم خان المشہور بادشاہ
علاء الدین برادر سلطان سکندر چند وار میں چند روز محض ہوا اور آخر کو بھاگ کر عیسیٰ خان کے پاس پٹیلے میں گیا
بادشاہ سکندر نے راہری کو خانخانان قرلی کے نام مقرر فرما کر اٹا دہ کے سمت گیا اور سات مہینے وہاں گزرانے
اور عالم خان المشہور بادشاہ علاء الدین کو غم ہایوں سے جدا کر کے اپنے نزدیک لایا اور ولایت اٹا دہ اسے ارزانی
فرمائی اور وہاں سے پٹیلے کی طرف عیسیٰ خان وہاں کے حاکم پر ناخست لایا اور عیسیٰ خان نے صف جنگ آراستہ کی
اور مخرج ہو کر شکست پائی اور از رو سے بجز و انکسار ملازمت کی لیکن اس زخم سے جان بر نہوا بادشاہ سکندر
نے ایک مرد معتمد باریک شاہ اپنے بھائی کی خدمت میں جو جو بنو کا بادشاہ تھا بھیج کر پیغام اطاعت کرنے اور نام اسکا
مقدم خطبہ میں پڑھتے کا دیارے کیلین کہ باریک شاہ سے موافق تھا آیا اور سلطان کا شریک اور ہوا خواہ ہوا اور
جاگیر پٹیلے کی پائی اور جب باریک شاہ نے سراطاعت سے پیر سلطان نے لشکر ہمراہ رکاب لیکر اسپر چڑھائی
کی باریک شاہ باتفاق کالا پھاڑ تہج کی طرف روانہ ہوا اور جب وقت کہ افواج سلطانی آن پہنچی صف آرا ہو کر پیش قدمی
کی باز گیر دو رکھ گرم ہوا کالا پھاڑ اپنی جمعیت لیکر سلطان سکندر کے قلب لشکر پر حملہ آور ہوا اور فوج سلطانی کو دہان
میں گھر گیا اور گرفتار ہوا جب سلطان سکندر کے حضور میں سے حاضر لائے سلطان گھڑی سے اتر کر اس سے بے غلگی ہوا اور لوزش
نہایت اس کے حال پر مبذول فرما کر ارشاد کیا کہ تم میرے بچاے والد با جد ہوتا س یہ کہ مجھے اپنے فرزند دین قبول فرمائے گا لاپہاڑ
نہایت خجالت و رندام ہو کر بولاکہ میں اس حسرت کا جانکے سوا اور زمین رکھتا مصرع انچہ دام سرسیت برکت دست جد اب یک ٹھو
حضور سے محبت ہوئے تو یہ جان نثار لوزم جان نثاری بجالا دے بادشاہ نے اسے گھوڑے پر سوار کیا پھر اسے
باتفاق افواج طفر امواج باریک شاہ پر حملہ کیا باریک شاہ تاب برق شمشیر نہ لایا پائے ثبات اسکا جگہ سے ہلکیا بدادون کی
طرف بھاگا اور شہزادہ مبارک خان گرفتار ہوا اور بادشاہ نے تعاقب کر کے باریک شاہ کو بدادون میں محاصرہ کیا آخر کو
باریک شاہ نے عاجز ہو کر ملازمت کی بادشاہ نے اس کے اعزاز و احترام میں کوشش فرمائی اور اسے خوشدل
اور محفوظ کر کے اپنے ہمراہ جو نیو میں لایا اور جو اب تک حسین شاہ شرقی حوالی بہاڑ میں صاحب لشکر تھا اسے بہتور
سابق تخت شرقیہ پر ٹکن کیا لیکن اس کی خدمت میں اپنے مرد معتمد مقرر کیے اور اکثر موضع میں اپنے احکام
تعیین فرمائی اور بعض پرگنات کو امرے درگاہ پر قسمت کیے اور وہاں سے کالپی میں آیا اور آئے

عظیم ہایون سے تفریر کر کے محمود خان لودھی کو دیا اور وہاں سے جھڑہ کی طرف روانہ ہوا اور جو تانہ خان دہاکا حاکم تھا اور اہم
 انقیاد بجا لایا جھڑہ پر اسے بحال فرما کر قلعہ گوالیار کی طرف توجہ مبذول کی خواجہ محمد قمری کو مع خدمت خاص راجہ مان حاکم
 گوالیار کے پاس بھیجا راجہ مذکور نے بھی جاوہ اطاعت میں قدم رکھا اپنے بھتیجے کو بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیا کہ یہ ایک
 مشالیت کرے اور سلطان شرف حاکم بیانہ بھی طریق اخلاص سے ملازمت میں حاضر ہوا بادشاہ نے ارشاد کیا کہ بیانہ
 کو چھوڑ تو اس کے عوض جالیسر اور چند دارا اور ملہرہ اور سیکسٹ تھے عطا کیا جاوے سلطان شرف نے عمر خان شروانی کو ہمراہ
 لیکر کچیان قلعہ کی سوچی لیکن بعد سوچنے کے نقصان عہد کر کے قلعہ کو محکم کیا اور بادشاہ تفاق کر کے آگرہ میں آیا اور جوہیت
 جلوانی کہ طبعان سلطان شرف سے تھا بغی ہوا اور قلعہ آگرہ پر اپنا عمل کر کے متحصن ہوا سلطان نے ناراض
 ہو کر ایک جماعت امرا سے آگرہ کے محاصرہ پہنچوڑا اور خود سعادوت کر کے بیانہ کی طرف گیا اور بقیہ غضب قلعہ
 بندوکی تلکی میں کوشش فرمائی اور ایک مدت کے بعد سلطان شرف نے عاجز ہو کر امان چاہی اور ^{۱۹۴} آٹھ سو ستانوے
 ہجری میں بیانہ کا قلعہ فتح ہوا اور خانخانان قمری کے تفویض فرمایا اور سلطان شرف کو گوالیار کی طرف نکال دیا اور آگرہ کا
 بھی قلعہ مفتوح ہوا پھر بادشاہ نے عنان غنیمت دہلی کی طرف معطوف فرمائی اور اس عرصہ میں خبر ہوئی کہ ولایت جو پور
 کے زمینداروں نے لاکھ سوار اور پیادہ کے قریب جمیعت ہم ہو چکا شیر خان برادر مبارک خان لوحانی حاکم کرڑہ کو شہادت
 میں پہنچایا ہی اور مبارک خان لوحانی بھی کرڑہ سے براہ ہو کر جس وقت پرستی پیاں کے گھاٹ پر وریاے گنگ سے عبور کرتا
 تھا اسے سہیو راجہ ٹھٹھ نے اُسکو اسیر کیا اور بار بار بکشاہ غلبہ اس گروہ کا مشاہدہ کر کے جو پور سے کالاہڑا کے پاس ہوا
 میں آیا اور سلطان نے اُسکے بعد چوبیس دن دہلی میں ہتھامت کر کے جو پور کی طرف غنیمت فرمائی جب آگنگ سے عبور کر کے
 دیلیو میں پہنچا بار بکشاہ خدمت میں حاضر ہو کر عنایات سلطانی سے ممتاز ہوا اور اسے سہیو بادشاہ کی آمد کا غلغلہ سنا
 ہر سان ہوا اور مبارک خان کو کہ اُسکے زندان میں مجبوس تھا بادشاہ کی خدمت میں بھیجا بادشاہ وہاں سے کاٹھ گرد میں آیا اور وہاں
 کے زمینداروں نے قہقہہ کر کے تونگ گرم کیا آخر کو شکست کھا کر آوارہ دشت اور بارہوے اور غنیمت بسیار نماز یونیکہ باتوئی
 بادشاہ جو پور کی طرف کیا اور دوبارہ بار بکشاہ کو جو پور میں چھو کر مراجعت کی پھر او دھ کے اطراف میں ایک مہینہ کامل شہر
 میں بسر کیا اس عرصہ میں ہر کارے خبر لائے کہ بار بکشاہ زمینداروں کے غلبہ سے جو پور میں قیام نہیں کر سکتا بادشاہ نے
 حکم کیا کہ کالاہڑا اور عظیم ہایون شروانی اور خانخانان لوحانی او دھ کے راستہ سے اور مبارک خان کرڑہ کی راہ سے
 جو پور کی طرف جا کر اُس حد و کا بندوبست کریں اور بار بکشاہ کو مقید کر کے حضور میں حاضر کریں جب بار بکشاہ کو
 بادشاہ کے روبرو لائے بادشاہ نے اسے ہیبت خان لوحانی اور عمر خان شروانی کے سپرد کر کے خود جو پور کی اطراف سے قلعہ
 چنار کے سمت غنیمت کی اور بعضے امرا حسین شاہ شرفی سے کہ وہاں تھے حرب میں مبادرت کی اور شکست کھا کر
 قلعہ بند ہوئے چونکہ قلعہ محکم تھا بادشاہ نے محاصرہ مناسب بنانا کی طرف کہ مضافات پٹنہ سے ہی نہنت فرمائی
 اور وہاں کاراجہ رائے بلجدر نے استقبال کر کے اطاعت کی بادشاہ نے کیٹھ پرائے بحال رکھا اور اوہل کی طرف گیا
 اس درمیان میں بلجدر تو ہم ہو کر اسباب چشم چھوڑ کر کیٹھ پٹنہ کی طرف بھاگا بادشاہ نے تمام ساز و سلب
 اُسکا اسکے پاس بھیج دیا جب باریل میں پہنچا دست تاراج و راز کر کے باغات اور عمارات سے بھر اتر باقی
 نہ رکھا اور کرڑہ کے راستہ سے دیلیو کی طرف گیا اور شیر خان برادر مبارک خان لوحانی منکوحہ کو اپنے حوالے

نکاح میں لایا اور شمس آباد کی طرف توجہ فرمائی اور چھ بیٹے وہاں استقامت کر کے سنبھل میں گیا اور شمس آباد کی طرف عنان غنیمت معطوف فرمائی درمیان راہ کے دیوتاری کو کہ مادلے تروان تھا قتل و غارت سے خراب کیا اور بقیۃ السیف نے بھاگ کر موضع وزیر آیا دین دم لیا سلطان وزیر آباد کے مالک کو بھی قتل و راسیر کر کے شمس آباد میں لایا اور آیام برسات شمس آباد میں گزرے اور شمس آباد میں رہی میں اسے بلجھدر کی گوشالی کو پٹنہ کی طرف متوجہ ہوا اٹھارے راہ میں متمر دون اور بد معاشوں کے مواضع کو ویران اور کھین قتل اور دستگیر کرتا تھا اور جب کمارن اور کمانی میں پہونچا نرسنگہ بیٹا بلجھدر کا جنگ میں مشغول ہوا اور ہر کمیت پاکر پٹنہ میں بھاگا اور جب سلطان پٹنہ میں پہونچا راجہ بلجھدر سر کچھ کی طرف مفروہو کر راہ میں فوت ہوا اور سلطان سر کچھ سے سہد کو کی طرف کہ اعمال پٹنہ سے تھا متوجہ ہوا اور وہاں پہونچا وہاں افیون اور کوکنا یعنی پوستہ اور نمک اور گھی نہایت گران ہوا وہاں سے جو پور کی طرف گرم عنان ہوا اور جو گھوڑے کہ پٹنہ کے سفر میں محنت شاقہ کھینچے ہوئے تھے انہیں سے اکثر تلف ہوئے جو سوار کہ دس گھوڑے رکھتا تھا انہیں سے نوصاف ہوئے لکم چند راے بلجھدر کے فرزند اور دیگر زمینداروں نے حسین شاہ شرقی کو لکھا کہ سلطان سکندر کے لشکر میں گھوڑے نہیں رہے اور یراق تلف ہوا فرصت غنیمت جی حسین شاہ شرقی نے یہ خبر سنکر جمعیت کی اور چند فیصل ہمراہ لیکر شاہ سکندر کے مقابلہ کو آیا بادشاہ سکندر نے بھی کنت کے گھاٹ جا کر آب گنگ سے عبور کر کے استقبال کیا اور اٹھارہ کروہی بعد بنارس کے ساتھ قرب کے مہل ہوئے خانبھان کو سالباہن سپہرے پچند کے پاس بھیجا کہ اسے دلاسا دیکر لاوے اور خود اس وقت تمام سلطان حسین کے سر پر گیا اٹھارے راہ میں سالباہن خدین ملخڑو بعد مقابلہ کے حربہ شدیر وقوع میں آئی لیکن ہر کمیت حسین شاہ شرقی کی شال حال ہوئی ولایت پٹنہ کی طرف گیا اور بادشاہ نے آرو دھپوڑ کر بروایت شیخ ایک لاکھ سوار سے تعاقب کیا اور جب اٹھارے راہ میں معلوم ہوا کہ حسین شاہ ولایت بہار میں گیا ہو تو روز کے بعد بادشاہ پلٹ کر اردو میں وارد ہوا اور بہار کی طرف توجہ فرمائی اور حسین شاہ نے ملک کھنڈ کو حصار پہاڑین چھوڑا اور خود کیل گانوں میں جو توابع لکھنؤ سے ہی گیا اور سلطان علا الدین بادشاہ بنگالہ نے اسکی عزت نگاہ رکھی اور اسباب عیش و فراغت کا اسکے واسطے مہیا کیا تاکہ فکر اور تردد و سلطنت سے باز آکر بقیۃ عمر وہاں بسر کرے اور دولت جو پور کی بادشاہوں کے ساتھ اسکے منقرض ہوئی اور بادشاہ سکندر نے منزل دیوبارہ سے ایک فوج ملک کھنڈ کے مقابلہ کو تعین فرمائی اور ملک کھنڈ وئے راہ فرار پانی اور ولایت بہار گماشتگان سکندر کے ہاتھ آئی اور سلطان بہار خان کو مع ایک لاکھ جماعت امر سے بہار میں چھوڑ کر دویش پور میں آیا اور خانبھان سپہرے خانبھان قریلی کو اردو پر چھوڑ کر دویش پور سے باز گشت فرمائی اور جب خانبھان سپہرے خانبھان قریلی نے وفات پائی خسرو خان سپہرے بزرگ اسکے کو ساتھ خطاب عظم ہایون کے امتیاز بخشا اور وہاں سے شیخ شرف منبری کی زیارت کو کہ بہار میں آسودہ تھے روانہ ہوا وہاں کے فقرا اور مسالین کو انعام اور واد دیش سے خوشدل بلکہ تو نگر گیا اور پھر دویش پور میں آکر بادشاہ علا الدین شاہ بنگالہ کے سر پر روانہ ہوا اور صوبہ قتلہ پور میں جو متعلق اعمال بہار سے ہی پہونچا علا الدین شاہ نے دانیال اپنے سینے کو اسنے مقابل کیا اسے بھیجا اور سلطان سکندر نے بھی محمود خان لودھی اور مبارک خان لوحانی کو اس طرف سے اسکے مقابلہ کو تعین کیا چنانچہ موضع بارہ میں دو لون مقابل ہوئے اور حرف صلح کا درمیان میں لائے اور یہ قرار پایا کہ دونوں میں سے کوئی ولایت یکدیگر میں مزاحمت نہ نہونچا دے اور مخالفوں کو بھی پناہ نہ دیوے پھر محمود خان

لودھی اور مبارک خان لوحانی نے معاہدہ کی لیکن قصبہ پٹنہ میں توابع بہار میں مبارک خان لودھی قضاے آلی سے فوت ہوا اور سلطان سکندر لودھی قتلغ پور سے پلٹ کر درویش پور میں آیا اور کئی مہینے توقف کیا اور جو مبارک خان اُس مقام میں فوت ہوا تھا وہ ولایت عظیم ہمایون کے نام مقرر ہوئی اور ولایت بہار دریا خان پسر مبارک خان لوحانی کو عنایت فرمائی اور اُس وقت میں قلعہ غلہ ظاہر ہوا بادشاہ نے خلائق کے رفاه کے واسطے فرامین منع زکوہ غلہ کل قلمرو میں ارسال فرمائے اُس دن سے پھر زکوہ غلہ کی یک قلم موقوف ہوئی اور اُس وقت بادشاہ قصبہ سارن میں گیا اور بعض پرگنہ قصبہ سارن کے اطراف کے جو زمینداروں کے تصرف میں تھے برآوردہ کر کے اپنے آدمیوں کو جاگیر دیں کچھ سے جو پور میں آیا اور پھر مہینے توقف کیا اور حبيب بادشاہ نے سالباہن راے پٹنہ سے لڑکی طلب کی اور اُسے نکاح کیا اُس وقت انتقام کو سزا دینے کے واسطے پٹنہ کی طرف گیا اور اُس کے آبادی سے ایک اثر چھوڑا اور حبيب باندھو گڑھ کی حوالی میں کہ حکم ترین قلعہ اس ولایت سے ہو اور بھی حاکم کشمیر ہو چنچا جو انان مردانہ نے جو انگریزوں کی جو نکلہ سفیر اسکی دشوار تھی بادشاہ اُس حصار سے پلٹ کر جو پور میں آیا اور وہاں استقامت کر کے ایک مدت امور مملکت کے پرواخت میں اشتغال رکھا اور درمیان میں دربارہ محاسبہ مبارک خان موحی کے جو بعد قید کرنے یا رکشاہ کے جو پور اُس کے حوالہ ہوا تھا اور وہ بہت مال درمیان سے تلف کر کے چاہتا تھا کہ لطافت اچھل میں گزارے اور ہر چند خوانین کو شفیع کیا فائدہ نہ بخشا حکم ہوا کہ اُس سے آمدنی چند سال کی بندوبست بادشاہی کے موافق وصول کریں اس سبب سے امرائے افغان نے اپنے دل میں ایک گونہ بخش ہم ہونچائی اتفاقاً اُن دونوں بادشاہ جوگان بازی کی واسطے سوار ہوا اور عین جوگان بازی میں جوگان ہدیت خان شردانی کا سلیمان خان پسر دریا خان لودھی کے جوگان سے ٹکرا کر سلیمان خان کے سر میں لگا کر مہرچ ہوا اُس سبب سے اُس کے درمیان میں اُس مقدمہ کے باعث مناقشہ ہو کر بخش ہوئی خضر خان براور سلیمان خان نے انتقام کی واسطے قصداً جوگان ہدیت خان شردانی کے سر پر مارا شور و غل برپا ہوا محمود خان لودھی اور خانانان ہدیت خان شردانی کو تسکین دینے کے واسطے دیکر مکان پر لیا گئے اور بادشاہ میدان میں داخل ہوا اور چاروں کے بعد پھر جوگان بازی شروع ہوئی اتنا بے ہوش ہو گیا کہ اس نے خود کو بے ہوش کر کے اپنے محل میں مراجعت فرمائی اور اُس کے بعد اپنے امرائے بدظن ہوا بعضوں کو کہ مخلص اور دو اتواہ جانتا تھا پاسانی کا اشارہ کیا چنانچہ ہر شب کو مسلح ہو کر پاسانی کرتے تھے اُس عرصہ میں ہدیت خان شردانی اور دوسرے داروں نے آپس میں اتفاق کر کے شہزادہ فتح خان بن بادشاہ بھلول سے عرض کیا کہ اگر افسران سپاہ سکندر شاہ کی بادشاہی سے رانسی نہیں ہیں اور تجھے سرداری میں قبول رکھتے ہیں اگر حکم ہو سکندر شاہ کو درمیان سے اٹھا کر ہم تجھے سرپرست طائی پر تنگ کریں شہزادہ نے شیخ ظاہر و اپنی والدہ سے یہ راز ظاہر کیا شیخ اور اُس کی والدہ نے سخت کر کے اس پر آمادہ کیا کہ نام بداندیشوں کے بادشاہ کے روبرو ظاہر کرے شہزادہ نے دیسپاہی کیا چنانچہ سلطان غدر اور بداندیشی اُس جاغت سے خبردار ہوا اتفاقاً امرالیک کو ہر ایک طرف آوارہ کیا اور اُس کے بعد بتدریج اس پر آمادہ رہا کہ اُس نے نو سو پانچ ہجری میں سبھل کی طرف جا کر چار برس اس حدود میں سیر و شکار اور جوگان بازی میں بسر کیے اور اُس مقام میں جبہ بدعملی اور بدکرداری اصغر خان حاکم دہلی کی سنے چنانچہ خواص خان حاکم ماجھ پور کو حکم بھیجا کہ دہلی میں جا کر اصغر خان کو مقید اور مغلول درگاہ میں بھیجے اور حبيب خواص خان حسب حکم دہلی کی طرف متوجہ ہوا

امیر خان یہ خبر سنا کر قبل پہنچنے خواص خان سے شب شبستانہ ماہ منفرشتہ نو سو سات ہجری میں قلعہ سے برآمد ہو کر سلطان کے دربار میں پہنچ گیا اور مقید ہوا اور خواص خان دہلی پر تصرف ہو کر حکومت میں مشغول ہوا اور نقل ہو کر ایک برہمن جو دھن نام موضع کا تھن میں سکونت پذیر تھا ایک دن اُسے مسلمانوں کے حضور اقرار کیا کہ اسلام حق ہو اور میرا بھی یہی درست ہے یہ بات اُس سے شائع ہو کر علماء کے گوش زد ہوئی قاضی پیارہ اور شیخ بدر کہ لکھنؤ میں رہتے تھے اور ساتھ نقیض ایک دوسرے کے فتوے دیتے تھے عظیم ہایدون بن خواجہ بایزید حاکم اس دلایت نے برہمن کو مع قاضی اور شیخ مذکور بادشاہ کی خدمت میں پہنچا اور جو بادشاہ کو مذاکرہ علمی کے سنیے میں رغبت تمام تھی علمائے نامی کو اطراف سے طلب کر کے مجلس بحث ترتیب دی اور تفصیل اسما سے علماء کی یہ بھی کہ میان قادر بن شیخ جو اور میان عبداللہ بن الدواطلنسہ اور سید محمد بن سید خان دہلی سے اور ملا قطب الدین اور ملا الہ داد صالح سرہند سے اور سید امان اور سید برہان اور سید حسن قنوج سے آئے اور ایک جماعت امرا سے جو ہمیشہ بادشاہ کے ہمراہ رہتے تھے مثل صدر الدین قنوجی اور میان عبدالرحمن ساکن سیکری اور میان عزیز اللہ سنبھلی یہ بھی اُس معرکہ میں حاضر ہوئے اتفاق علماء کا اُس پر ہوا کہ اُسکو محبوب کر کے عوض اسلام کرنا چاہیے اگر انکار کرے اُسکی گردن مارین جو دھن انکار کر کے مقتول ہوا اور بادشاہ نے جمیع علماء کو انعام دیکر نصرت کیا اور بعد پندرہ عرصہ کے خواص خان حاکم دہلی اپنے بیٹے اسماعیل خان کو دہلی میں چھوڑ کر حسب الحکم درگاہ میں آیا اور نوازش خسروانہ سے سرفراز اور ممتاز ہوا اس وقت میں سید خان شروانی نے کلاہور سے آیا تھا ملازمت کی چونکہ یہ غدار و کاسر غنا تھا اُسکو اور تانا خان قرملی اور محمد شہ لودھی اور تمام غداروں کو جو گرات کے اطراف میں اخراج فرمایا اور اُس سال کہ ۹۰۰ھ نو سو سات ہجری میں تھی راجہ مان سنگھ رائے گوالیار نے نہال نام خواجہ سرگوبہم رسالت مع تحف و ہدایا و لائق روانہ کیا اور جو خواجہ سرور شرت کو اور برہنیاں تھا بادشاہ نے ناراض ہو کر اُسے نصرت کیا اور اپنے آئے اور قلعہ لہنوی کی تہدید فرمائی اور انھیں دونوں نے خبر فوت خانانان قرملی حاکم بیانہ کی پہونچی چند روز بیانہ میں احمد اور سلیمان پسران پسر خانانان قرملی کو مقرر رکھا اور جو بیانہ بسبب استحکام قلعہ اور ہونے سرحدوں کے محل حکم بغاوت اور فساد کا ہوا تھا احمد اور سلیمان پسران پسر خانانان قرملی سے لیکر خواص خان کے سپرد کیا اور چند روز کے بعد صفدر خان اگرہ کے انتظام کی واسطے کہ مضافات بیانہ سے تھا تعین ہوا اور احمد اور سلیمان جو بیانہ سے سنبھل میں آئے تھے شمس آباد اور جالپور و گھنیل اور شاہ آباد اور دوسرے پرگنی باکے اور عالم خان حاکم میوات اور خانانان حاکم ریری کو حکم ہوا کہ با اتفاق خواص خان قلعہ دھولپور کے تسخیر میں مشغول ہوویں اور رائے بنایک دیو کے تصرف سے برآمدہ کرین اور رائے نے بقدم مالغت آنکر بجاولہ اور جھارہ کیا اور خواجہ بین کہ دلاوران صفت شکن سے تھا اُس موکہ میں شہید ہوا اور ہر روز ایک جماعت قتل ہوتی تھی جب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی بیتا بیانہ جو کہ دن ماہ رمضان المبارک کی چھٹی تاریخ سنہ مذکورہ میں سنبھل سے دھولپور کی طرف حرکت کی اور جب قریب پہونچا رائے بنایک دیو قلعہ اپنے متعلقوں کے سپرد کر کے گوالیار کی طرف گیا اور آدمی اُسکے صدر میوات اور سکندر ہی کے تاب نہ لا کر آدمی رات کو قلعہ سے برآمد ہو کر کھل گئے اور بادشاہ نے صبح کے وقت قلعہ میں داخل ہو کر درگاہ شکر کا ادا کیا اور لوازم فتح عمل میں لایا غازیون نے ہاتھ تاراج و غارت میں دراز کیا اور مکانوں کو سہار کر کے باغات اطراف دھولپور کے کہ سات کو س تا یہ ڈالے ہوئے تھے پنج دین سے اُکھاڑے اور ایک مہینے کے بعد ریاست شامی گوالیار کی طرف جہنیش میں آئے اور آدم خان لودھی کو مع تمام مرادبان چھوڑ کر آب

جنبل سے عبور کیا اور آب اسی عرف سید کی کے کنارے نزول فرما کر دو مہینے توقف کیا اور دہانگے آب دہو کی زبونی کے سبب بیماری دبا اور طاعون کی پیدا ہوئی اور آدمی بیمار ہوئے اور گوالیار کے راجہ نے ازراہ ملائمت انکر صلح کی درخواست کی اور سعید خان اور بابا بوخان اور رے کنہس کہ بادشاہ سے بھاگ کر اُسکے پاس پناہ لیگئے تھے اپنی حفاظت سے نکال کر اپنے بڑے بیٹے بکرماجیت کو ملازمت کیواسطے بھیجا چنانچہ بادشاہ نے اُسے اسب و خلعت عنایت فرما کر رخصت انظر کی حرمت فرمائی پھر علم مراجعت بلند کر کے جب دھولپور میں پہونچا اُسے بھی بنا ملک دیو کو بختا اور اگرہ میں آنکر اُس شہر کو جو بیانہ کے متعلق تھا اور زمانے کفر و اسلام میں کبھی تخت نشین ہوا تھا گوالیار اور نزور کی تسخیر کے واسطے پاسے تخت کر کے حصار سیری کو کہ جو ساتھ دہلی نو کے شہر رکھتا تھا ترک کیا اور برسات کا موسم اُس مقام میں بسر کیا اور ماہ رمضان المبارک ۹۱۰ھ نو سو دس ہجری میں طلوع عسیل کے بعد علم غریمیت قلعہ مندر ایل کے تسخیر کیواسطے بلند کیا اور ایک مہینہ کامل اطراف دھولپور میں توقف فرمایا اور افواج نے حسب احکم جاتے ہی حوالی گوالیار اور مندر ایل تک تاخت و تاراج کیا اور اُسکے بعد خود جا کر قلعہ مندر ایل کو محاصرہ فرمایا اور اہل قلعہ نے امان طلب کر کے حصار کو سپرد کیا اور سلطان نے بختا نے اور کنہس وہان کے مسما کر کے مسجد میں تعمیر کیں اور ساتھ ایک مسجد کے سپرد کر کے علم مراجعت بلند کیا اور جب دھولپور میں پہونچا قلعہ کو بنایک دیو سے تغیر کر کے شیخ قمر الدین کے سپرد کیا اور خود اگرہ میں آنکر ام کو باگیر دہلی طرٹ رخصت فرمایا اور ۹۱۱ھ نو سو گیارہ ہجری میں بروز یکشنبہ صفر کی تیسری تاریخ کو اگرہ میں زلزلہ عظیم واقع ہوا حتی کہ سپاہ لہرزہ میں آئے عمارات بلند اور محکم گر پڑیں زندون نے قیامت اور مردوں نے حشر معلوم کیا قطعہ اسکی تاریخ کا یہ ہر قطعہ در نہ صد و احد سے عشر زلزلہ گردید سوا اگرہ مرحلہ بہد با آنکہ بنا ہاش بسے عالی بودہ زلزلہ شد علیہا سا فلما بہد اُس زمانے تک اُس طرح کا زلزلہ ہند میں واقع نہیں ہوا اور کوئی شخص یاد نہیں رکھتا ہے اور نشان نہیں دیتا ہے اور اُس دن زلزلہ اکثر بلاد ہند میں آیا تھا بادشاہ نے عسیل کے طلوع کے بعد سند مذکورہ میں گوالیار کی طرف تہضت فرمائی اور ڈیڑھ مہینے دھولپور میں توقف کیا وہان سے آب جنبل کے کنارے کو کہ کھاٹ کے نزدیک فروکش ہوا اور چند مہینے استقامت کی اور شہزادہ ابراہیم اور جلال خان کو مع خوانین معتز وہان چھوڑا خود لہزم جہاد و در غارت بلا و پائے سعادت رکاب میں لا کر اکثر کفار کو جو بہار ڈون اور جنگلون میں پوشیدہ تھے تیغ بیدریغ سے قتل کیا اور غنیمت و افغانز یونے ہا تھ آئی اور وہان جو بسبب نہ آئے تبارون کے غلہ لشکر منصورہ میں کم پہونچتا تھا اعظم ہایون اور احمد خان بودھی اور محمد خان کورسد لائیکے واسطے روانہ کیا راسے گوالیار اگرچہ انکاسدراہ ہوا لیکن تدبیر اسکی کارگر ہوئی لاچار ہو کر پلٹ گیا اور رسد غلہ لشکر فیروزی اثر میں بخوبی تمام پہونچی اور جب بادشاہ تفرجاً مومع جو زمین عمال گوالیار میں پہونچا اس جگہ سے طلایہ لشکر کی پاسبانی کے واسطے دس کوس پیشتر غنیم کی طرف کیا اور نگہبانی اور خبر داری میں تفصیر نہ کی نظم مثل گردان لشکر تیر جنگ بد بیندختی نامہ از خدنگ بد ہنوز از کمان دوزنا رفت تیز خبر یافتی شاہ گردون سریر بد فوج راسے گوالیار کی مراجعت کے وقت کمین سے برآمد ہوئی حرب شدید و معرکہ عظیم واقع ہوا اور دافد خان اور احمد خان لہسر خان بن خان خانان قرطی کی بہادری و مردانگی اور جان سپاری سے کفار نے شکست کھائی اور راجپوت بہت علف تیغ خون آشام ہوئی اور غازیان اسلام نے کچھ زندہ اسیر کئے اور بادشاہ نے مراجعت کے وقت دونوں پر نوازش خسروانہ فرمائی و او د خان کو ملک و او د خطاب دیکر اگرہ میں آیا اور برسات وہان آخر کی اور ۹۱۲ھ نو سو بارہ ہجری میں قلعہ ادویت نگر

کیطرت توجہ فرمائی اور جب وہ لیپور میں پہنچا تو قلعہ کے عماد خان قرظی اور مجاہد خان کو مع چند ہزار سوار اور سونیل کوہ تیشل کے قلعہ اودیت نگر کی جانب تعین فرمایا اور خدرست جہابی پر تاقصی عبد الواحد ابن شیخ طاہر کابلی ساکن قصبہ تھانیس اور شیخ ابراہیم مقرر ہوئے اور ولایت کاپلی جو محمد خان کی قوت کے بعد ساتھ جلال خان کے مقرر ہوئی تھی اور اسکے بھائی مسیمان بھیکھن خان اور حاجی خان اُس سے پر خاش پر آمادہ ہوئے سلطان نے حکومت کاپلی کی فیروز خان کو عنایت فرمائی اور اوغان ایک طاہرہ جو افغان کے نزدیک اور مجاہدوں کو لیپور میں چھوڑ کر خود آب جیل کے کنارے جا کر نزول کیا اُس مقام میں خواص خان اور بھیکھن خان ملازمت میں فائز ہو کر عنایات سلطانی سے ممتاز ہوئے اور سلطان نے اودیت نگر کیطرت کو محاصرہ کیا اور جو اقتراح اُس کا مثل فتح علیہ قلعہ گوالیر کے جانتا تھا تمام فوج کو حکم کیا کہ جنگ و پیکار پر مستعد ہو کر قلعہ کی تسخیر میں ہمت باندھیں اور خود ایسی ساعت میں کہ اختر شناسوں نے مقول کی تھی بنفس نفیس میدان کی طرف متوجہ ہو کر ہر اڑنا سے جنگ شروع کی کہ افواج ہر مروج نے مورخ کی طرح قلعہ میں چھپیدہ ہو کر دوا دمی اور مردانگی دی اور نسیم فتح و ظفر پرچم بایات سلطانی پر چلی ناگاہ قلعہ کی دیوار جو ملک علاء الدین کی جانب تھی وہ ٹکٹاٹ ہوئی اور جو انان مروانہ اور غازیان فرزانہ اسطوف سے داخل ہوئے ہر چہ متحصنون نے فریاد الا مان بلند کی کسی کے گوش زد نہ ہوئی قلعہ کو تسخیر کیا اور راجپوت اپنے مکانوں سے جنگ کرتے تھے اور ایمان کو اپنے قتل کرتے تھے اور آتش سوزان میں جلاتے تھے عرض راجپوت بہت مقتول ہوئے اس حصہ میں ایک تیر غنیم کیطرت سے آیا اور ملک علاء الدین کے دیدہ جہان میں کو بے نور کیا اور بادشاہ فتح کے بعد لازم شکر و سپاس قتل حقیقی بجالایا اور تجاؤن کو مسمار کر کے مساجد تعمیر فرمایاں اور قلعہ بھیکھن خان ولد مجاہد خان کے سپرد کیا اور جب بادشاہ کے سمع مبارک میں یہ خبر پہنچی کہ مجاہد خان کے راجہ ہنونت لگاؤ سے رشوت لیکر قلعہ بادشاہ کے پھیرے کا کیا ہوا ہوا محرم ۹۱۳ھ نو سو تیرہ ہجری میں ملاچین خاص حاجب کو مخلصان مجاہد خان سے تھا مقید کر کے ملک تاج الدین کنبہ کے سپرد کیا اور ان امر کو جو دہلی پور میں تھے حکم ہوا کہ مجاہد خان کو نجوس کرین اور اگر وہ قلعہ کیطرت کو چل گیا ایک روز راہ کی ناہمواری سے کہ نشیب و فراز بہت رکھتی تھی مقام ہوا اور آب کی نایابی سے اُس دن حیوان مصامت اور ناطق بہت تلف ہوئے اور جب بادشاہ کے حسب الحکم مرد و نکا شمار ہوا آٹھ سو آدمی قلم بند ہوئے اور قیمت ایک کوزہ پانی کی بند رہ سگہ ہوئی تھی بادشاہ وہاں سے دہلی پور میں آیا اور چند روز توقف کر کے دار السلطنت کیطرت تشریف لایا اور برسات کو آخر کر کے سہیل کے طلوع کے بعد ۹۱۴ھ نو سو چودہ ہجری میں قلعہ ضرور کی تسخیر کی عزیمت کی اور وہ قلعہ از توابع مالوہ اور کفار کے تصرف میں تھا اور سلطان خان حاکم کاپلی کے نام حکم صادر ہوا کہ ضرور کو پیشتر جا کر محاصرہ کرے اور ابائی حصار اگر صلح کرین ورنہ زکر کے قبول کرے جلال خان نے حکم کے موافق قلعہ مذکور کو محاصرہ کیا اور بادشاہ بھی عقب سے پہنچا دوسرے دن قلعہ کے دیکھنے کے واسطے سوار ہوا اور جلال خان نے اپنے لشکر کو آراستہ کر کے پیادے اور سواروں اور فیلوں کے تین گروہ کیے اور سر راہ دستا دہ کر کے چاہا کہ مجاہد اپنی جمیعت کا کر آئے بادشاہ نے اُسکے لشکر کی کثرت ملاحظہ کر کے اپنے دلیں تجویز کیا کہ اسے بند پیر و تدریج خراب کرے اور بادشاہ نے اُس قلعہ کو آٹھ کوس کا جکادور تھا ایک سال تک محاصرہ کیا اور ہر روز آدمی جنگ کی واسطے پیش قدمی کرتے تھے اور قتل ہوتے تھے لیکن آٹھ مہینوں کے بعد بادشاہ کو معلوم ہوا کہ بعضے مردم معتبر متحصنون سے آمیزش رکھتے ہیں اس سبب سے قلعہ سر نہین ہوا

اور سبب دریافت کا یہ تھا کہ ایک دن بادشاہ و ہام محل پر دستار دہو کر تفریح کرتا تھا دیکھا کہ دروازہ قلعہ کا ایک طرف سے شکافتہ ہوا اور اسی وقت اندر سے بن کیا سلطان نے اس امر کو ایک دل اور ایک زبان ہونا امر کا مہم جہاز سے جانکر پہلے جلال خان کے مردمان جزی کو اپنے رو برو بلایا اسوقت دو فرمان صادر فرمائے ایک جلال خان کی گرفتاری میں بنام ابراہیم خان لوحانی اور سلطان خان قرظی اور ملک علاء الدین جلوانی اور دوسرا شیر خان کے جس کے بارہ میں میان بھورہ اور سعید خان اور ملک آدم کے نام القصہ خوانین مذکور نے جلال خان اور شیر خان کو مقید کیا اور حسب الحکم قلعہ ہنونت گڑھ میں پھجکری نقطہ میں مشغول ہوئے اور اسیکہ بعد اہانی قلعہ نے بے لابی اور کمی غلہ سے عاجز ہو کر امان چاہی چنانچہ امان پا کر قلعہ سے نکل گئے اور سلطان نے چھ مہینے قلعہ کے قریب قیام فرما کر ان کو کھدوا کر مسجدین تعمیر فرمائیں مفتی اور خطیب مقرر کیے اور علماء اور طلبہ کو وظائف معین کر کے اس مقام میں مقول کیا اور اندون میں شہزادہ شہاب الدین بن سلطان ناصر الدین سلطان مالوہ نے باپ سے رنجیہ ہو کر غلام ملازمت کیا جسوقت قصبہ سیری میں کہ عمال مالوہ سے یہو پوچھا بادشاہ نے اسب دخلت بھیج کر پیغام کیا کہ اگر تم خنجر بکوبیر سے سپرد کرو تو ایسی امداد کیجائی کہ سلطان ناصر الدین کا تعمیر قلعہ ہو گا اتفاقاً شہزادہ شہاب الدین کو کوئی ایسا سبب مانع پیش آیا کہ ولایت پدر سے برآمد نہوا اور سلطان سکنت نے ماہ شعبان ۹۱۵ھ نو سو جوہ ہجری میں پاسہ قلعہ زور سے کوچ کیا جب وقت کہ لب آب سند ہو پوچھا اسکے دل میں پندیشہ لڑا کر زور کا قلعہ نہایت سنگین کی گڑھ تھیں کسی مخالفت کے پڑیکا اسکے ہاتھ سے باسانی برآوردہ ہو سیکتا اسواسطے ایک حصہ زور کا قلعہ مذکور کے چھینکا استحکام تازہ بننا پھر حسب پیش نهاد اپنے قصبہ بہار میں آیا اور ایک مہینہ اس مقام میں توقف کیا اور اسکی نعمت فاقون زنک تاب خان لودھی جو جلال خان شہزادہ کی مرضعہ تھی شہزادے کے ہمراہ آئی اور سلطان اسکے دیکھنے کیواسطے گیا اور دلجوئی کی اور سرکار کا پلی شہزادے کی جاگیر مقرر کر کے ایک سو بیس اس گلوٹ سے زور زنجیر فیل اور مبلغ نقد ہلائے اور نعمت خاتون کے ہمراہ کالپی کی رخصت دی اور جو ۱۵۸۵ھ نو سو پندرہ ہجری میں رایت اقبال مقام گوالیار سے دارالملک کی طرف حرکت میں لایا اور جب بلکھات میں پہونچا افواج اس حد دو کے متمرّدوں کی تدارک کو بھیجا اس نواح کو اہل بخی کے دشمنانک سے پاک کیا اور جاجا تھا نہ بٹھا کر اگرہ کی طرف تشریف لایا اور اسوقت میں خبر ہوئی کہ احمد خان سپہ سالار خان لودھی حاکم لکھنؤ کی کفار کی مصاحبت کے سبب طریقہ ارتداد کا احتیاء کر کے دین اسلام سے پھر گیا جو بادشاہ نے فرمان بھیجنا کے چھوٹی بھائی کے نام بھیجا تو اسکو زنجیر میں مغلل کر کے خدمت میں روانہ کرے وہ حکم کے موافق کاربند ہوا اور سرکار لکھنؤ نے سعید خان اسکے منجملے بھائی کے نام قرار بکڑا اور اندون میں محمد خان پوتا سلطان ناصر الدین مالوی کا اپنے دادا کے قہر و غضب سے ہراسان ہو کر درگاہ عرش اشتباہ میں پناہ لایا بادشاہ نے سرکار خنجر پری عمال مالوہ کو اسکے نام فرمائی اور شہزادہ جلال خان کو حکم ہوا کہ محمد و معاویہ اسکا ہو لوالیا نگرے کہ سپاہ مالوہ کسی طرح کا صدرہ آئے ہو چکا دے اور اسوقت بادشاہ شیر و شکار کیواسطے دھولپور کی طرف سوار ہوا اگرہ سے دھولپور تک منزل بمنزل قصر اور عمارت تعمیر فرمائیں اور اسی بعد میں محمد خان ناگوری اپنے خولیشون پر کہ علیخان اور ابابکر سے قتل کیا جا رہے تھے غالب آیا اور وہ بھاگ کر بادشاہ کی درگاہ میں آئے محمد خان ناگوری نے انکے پناہ لے جانے سے ساتھ ایسے بادشاہ عالی جاہ کے ماتحت اندیشی کر کے عرضیان اخلاص آمیز مع تحف و ہدایا بھیجیں اور اس دلایت کا خطبہ بادشاہ کے نام پڑھا اور گز سکہ بھی بادشاہ

کے نام سے جاری کیا اور بادشاہ نے خلعت اسکے واسطے بھیجا اور اگرہ میں تشریف لایا اور چند روز بساط نشا ابھار کر
سیریاغات اور بزم آرائی میں بسر کیے پھر دھوپور کی طرف راہی ہوا اور میان سلیمان چھوٹے بیٹے خانخانان قرملی کو
فرمایا کہ لشکر و چشم کو اپنے ہمراہ لیکر ہنوت گرد کی طرف جا کر حسین خان نو مسلم کی اعانت کر سے اسنے عند رک کے عرض کی
میں خدمت سے دور نہ ہو نگاہ معنی بادشاہ کے خاطر دریا مقاطر کی آشتی کی کاباعت ہوئی حکم کیا کہ وہ ہماری خدمت
سے دور رہے اور صبح تک جو کچھ مال اپنا لشکر گاہ سے لے جاسکے اسکا ہوا جو کچھ باقی رہے غارت عام کریں اور پرگنہ ٹری
اسکی مدد محاش کیواسطے مقرر ہووے چنانچہ وہ وہاں جا کر ساکن ہوا اور اسی عرصہ میں بھجت خان حاکم چندیری
کہ اپنے باپ و دادا کے عہد سے مطیع اور فرمان بردار سلطان مالوہ تھا سلطان محمود مالوہی کے ضعف حال
اور اسکے فتور مملکت کیواسطے بوسیہ ارسال تحف بادشاہ کا متوسل ہوا بادشاہ نے عہد الملک پرہ کو کہ احمد خان
نام رکھتا تھا چندیری کی طرف بھیجا تو اتفاقاً بھجت خان اس حد و دین خطبہ سلطان کے نام پڑھا دے اور اسوقت
بادشاہ اگرہ میں آیا بعد از مدت معیہ وہ ارسال فرامین متعل بر مرثدہ اطاعت بھجت خان اور پڑھنا خطبہ کا و لایت
چندیری میں اور حاصل ہونا فتوحات تازہ کا باطراف و اکناف و لایات میں مشغول ہو کر بلند آوازہ ہوا اور اسوقت
مصلحت ملی کیواسطے بعضہ امرا کو ساتھ تغیر اور تبدل جاگیر کے مناسب دیکھ کر مل کیا اور سعید خان پنجملہ بیساکھان
لودھی اور شیخ جمال قرملی اور رائے جگر سین کچھواہہ اور خضر خان اور خواجہ احمد کو چندیری کی طرف بھیجا وہ اس لایت
کو اپنے قبضہ و تصرف میں لا کر مستقل ہوئے اور حسب حکم شہزادہ محمد خان بنیہ سلطان ناصر الدین مالوہ کو شہر مند کر کے
سلطنت اس ملک کی جسطرح کہ تھی ظاہر اسپر مقرر رکھی اور بھجت حاکم چندیری نے جب معاملہ ایسا دیکھا اپنا رہنا
اس صوبہ میں صواب نہا ناچار بادشاہ کی ملازمت میں حاضر ہوا اور اندون میں بادشاہ کی طبیعت حق طوین جینخان
قرملی ضابطہ سارن سے منہرت ہوئی تھی اسوجہ سے حاجی سارنگ کو اسطرف بھیجا تو وہاں جا کر اسکے لشکر کو حسن
تدبیر سے اپنی طرف کھینچے چنانچہ وہ اسکے قید کر نیکی فکر میں ہوا اور وہ واقف ہو کر تھوڑے رفقہ سے ولایت لکھنوتی
کی طرف گیا اور علار الدین شاہ والی بنگالہ سے پناہ ڈھونڈھی اور ۹۲۰ھ نو سو بائیس ہجری میں علی خان ناگوری کہ
سرکار وسیع یتو پور میں تعین تھا بادشاہزادہ دولت خان حاکم ریپور جو سلطان محمود مالوہی کا محکوم تھا اس سے
شیوہ موافقت اور مرافقت مرعی رکھ کر اسکو بادشاہ کی طاعت کی ترغیب کی اور مقرر کیا کہ بادشاہ کی نقد ملازمت سے
مشترف ہو کر قلعہ مذکور کو پیشکش کرے جب عریضہ علیخان ناگوری کا اس بارہ میں پہونچا بادشاہ نے مخطوط ہو کر اس
طرف چائیکے غریمیت کی اور بیانہ کے نواح چار مہینہ شکار اور مشایخ کبار کی ملاقات میں خصوصاً سید نعمت اللہ
اور شیخ حسینی کے ساتھ خوارق عادات اور مکاشفات کے اشتہار رکھتے تھے بسر کیے اور اس عرصہ میں شہزادہ
دولتخان اور اسکی والدہ کو کہ صاحب اختیار قلعہ ریپور تھی ساتھ مواعید بسیار کے ایسا فریفتہ کیا کہ دولت خان
شہزادہ نے تعجیل تمام عزم ملازمت کیا اور بادشاہ نے تمام امرا اسکے استقبال کیواسطے بھیج کر بعزت تمام داخل
آردو کیا اور ملاقات کیوقت اسے فرزندوں کے مانند نوازا کر خلعت اور چند زنجیریں عنایت فرمائے اور ساتھ قرا معود
کے تکلیف سپرد کرنے قلعہ ریپور کی دی اتفاقاً اسی علی خان ناگوری نے دشمنی سے شہزادہ دولت خان
کو اس پر آمادہ کیا کہ قلعہ بادشاہ کو نہ دیوے بادشاہ اصل راز سے آگاہ ہوا شیوراج پور کی سرکار اس سے

فیض کر کے اسکے بھائی ابابکر کو دی اور حکم دکر مہجلی خود زیادہ اُس سے اُسکو معاتب کیا اور پھر نہان کر کے راستہ سے
 قصبہ بارہی کی طرف پہونچکر اُس پر گنہ کو مبارک خان کے بیٹوں سے برآوردہ کر کے شیخ زادہ بھیکمن کے سپرد کیا اور
 دارالخلافہ آگرہ میں آیا اور عداوت قدیم کے موافق فرمان فتوحات ہر اطراف و جوانب میں صادر فرمائے اور اکثر
 امرائے سرحد کو طلب کیا کہ قلعہ گوالیار پر چڑھائی کر کے جبراً اور قہراً مفتوح کریں خلاصہ اسکا یہ کہ زمانہ کی عادت قدیم ہو
 کہ عطیہ اور پردر شس اپنے سے پیشان ہوتا ہو اسوقت بادشاہ کو ساتھ مرض نامرضی کے گرفتار کیا اگرچہ از روئے غیرت کے
 خیال اپنا نکر کے اسی حالت میں کچری میں اجلاس کرتا تھا اور سوار ہوتا تھا لیکن رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ قلعہ حلق سے
 نہ اترا راہ نفس بستہ ہوئی اور دم گھٹا چنانچہ بروز یکشنبہ ماہ ذیقعد ۹۲۳ھ نو سو بیس ہجری میں دارالسرحد کی طرف تشریف لیگیا
 قطعہ سابقانہ درین نرم بدین برہمی کہ چونکہ گام طرب جام مرزگیر نہ بد کا س عشرت زگل و خاک سکندر سازیدہ
 یادہ عیش زخون دل سبگیر نہ بد نظام الدین احمد اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ جو سابقہ و مفاخر سلطان سکندر لودھی میں سے
 بعضی تو تاریخ میں اسقدر مذکور ہیں کہ اکثر گمان اوپر مبارک اور اغراق کے کیا جاتا ہو لیکن جو کچھ محنت میں قریب تر تھا یاد
 کیا جاتا ہے کہ میں سلطان جمال ظاہر میں آراستہ اور کمال باطنی میں پیراستہ تھا اور ایام سلطنت میں اسکی نہایت آسانی
 اور امن و امان حاصل تھی اور بادشاہ ہر روز بارعام کرتا تھا اور خود خلق اللہ کی داد دسی میں مشغول رہتا تھا اور گاہ صبح
 سے شام تک بلکہ عشا کی نماز کی وقت تک معاملات میں مصروف ہوتا تھا اور نماز پنجگانہ ایک مجلس میں ادا کرتا تھا اور ایام سلطنت
 میں اُسکی دست تسلط ہند کے زمیندار و کاکوتاہ ہوا اور سب مطیع و فرمان بردار ہوئے اور قوی و ضعیف یکساں اور برابر
 ہوئے اور کاموں میں انصاف مرعی رکھتا اور مہواسے نفس پر بہت کم جاتا اور خدا ترسی سے خلق پر نہایت مہربان رہتا جیسا
 کہ ایکن اپنے بھائی بابر یکشاہ سے جنگ کرتا تھا کارزار کی وقت ایک قلندر حاضر ہوا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر بولافتح تیرے واسطے ہو
 بادشاہ نے اپنا ہاتھ کر اہت سے کھینچا فقیہ لے کما میں ہاتھ خال نیک پر مارتا ہوں تو نے اپنا ہاتھ کیوں کھینچا سلطان نے
 جواب دیا کہ جسوقت طاغہ اسلام کے درمیان جنگ ہو حکم ایک طرف نکرنا چاہیے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ جس قوم میں سلام ہو
 وہ ہووے اور ہر سال دو مرتبہ فقر و مستحقین ولایت کے تفصیل اسم لکھواتا تھا اور ہر شخص کے فراخ و حال مبلغ شش ماہہ
 بھیجتا تھا اور ہر زمستان میں جزا دل اور دوشانے انھیں دیتا تھا اور ہر جمعہ کو بھی پر سبیل جمعگی فقرائے شہر کو
 مبالغہ پہونچاتا تھا اور ہر روز کتنے مقاموں میں طعام خام اور پختہ شہر میں تقسیم کرتا تھا اور کوئی برس ایسا نہ تھا کہ چند مرتبہ
 فتوحات اور کامیابی کے نہانہ مبلغ خیر فقیر و کمونہ پہونچاتا ہویت اگر بایر شاکت و سروری بہ دل زیر و ستان
 بدست آوری بہ اور ارباب جاہ سے جو شخص کہ مساکین اور محتاجوں کو وظیفہ اور مدد معاش مقرر فرماتا وہ بادشاہ کے
 نزدیک معتبر ہوتا اور اُس سے یہ کہتا کہ تو نے بنیاد حیر رکھی ہو میں نقصان نہ دیکھیکا اسواسطے انہیں سے اکثر آدمی شریعت
 کے بموجب اپنے مال سے مستحقوں کو پہونچاتے تھے تو بادشاہ کے روبرو مقرر رہیں منقول ہو کہ جسوقت سلطان ببول
 نے وفات پائی امرائے بادشاہ و سکندر کو بادشاہی کے واسطے طلب کیا چنانچہ اُس دن دہلی سے باہر جاتا تھا شیخ ہار الدین
 کی خدمت میں کہ بزرگان وقت سے تھے التماس فاتحہ کیواسطے گیا اور کہنا میں چاہتا ہوں کہ میزان آپکو سناؤں پھر سبق اسکا
 شروع کیا اور استاد نے پڑھا کہ بدان اسعدک اللہ تعالیٰ فی الدارین بادشاہ نے کہا کہ پھر ارشاد بھیجیہ قصہ حب یہ جملہ
 تین بار تکرار پاپا سلطان نے اُس بزرگ کے دست حق پرست کو بوسہ دیا اور اُس دعا کو فال نیک جانکر روانہ ہوا

قطعہ حدیث اہل فناء ترجمان تقریر است۔ بودیمیر و زبان شان شعیبہ لوح و قلم مد سعادت ازلی و در وفا سے
 شان مضمونہ شقاوت ابدی در خلافت شان مغمم ہو۔ اور تعصب اسلام بہت رکھتا تھا حتیٰ کہ جمیع معاندان کفار کو
 تیغ جہاد سے پیوند زمین کیا تھا اور جن مقاموں میں ہو غسل کرتے تھے اسپر مسجد اور مدرسہ اور بازار تیار کر کے تحفظ مقرر
 کیے تھے کہ کوئی مشرک غسل نہ کرنے پاتا تھا اور شہر تھرا میں جو کوئی ہندو قصد سریاریش تراشی کا کرتا تھا حاجی اہل قبلہ کرتے
 تھے اور رسوم کفار کے احکام بلکہ سرنگوں کیے اور نیزہ کہ سالار سعود کی طرف ہر سال جاتے تھے منع فرمایا اور عورتوں کو
 مزارات کے جانے سے ممانعت کی اور صغیر میں کہ ایام اسکی شہزادگی کے تھے سنا کہ بلذہ تھا نیر ایک موضع پر کہ ہندو
 وہاں جمع ہو کر غسل کرتے ہیں علماء سے پوچھا کہ اس مقدمہ میں حکم شرع کیا ہے ایک نے انہیں سے فرمایا تھا نہ قدیم کو ویران
 کرنا جائز نہیں ہے اور جس حوض میں کہ قدیم سے غسل معمول ہوا ہے اسکی ممانعت تمہیں مناسب نہیں ہے شہزادہ نے یہ سن کر
 دست بچھڑا کر کہا کہ تو کفار کی حمایت کرتا ہے اس عالم نے جو بدیا کہ جو کچھ شرع میں آیا ہے کتا ہوں راہ خلافت میں نہیں چلتا
 شہزادہ نے تسکین پائی اور اپنی مملکت کی تمام مسجد و زمین قاری اور خطیب اور چاروبکش مقرر کیے و طیفہ اور روزینہ ان کا
 جاری کیا اور اسکے عد مبارک میں علم نے رواج پایا اور امرا اور ارکان دولت اور سپاہیوں نے کسب فضائل میں اشتغال کیا اور کفار
 ساتھ پڑھنے اور لکھنے خط فارسی کے کہ اس وقت تک درمیان اس کے معمول نہ تھا مشغول ہوئے اور سپاہ گری نے بھی ایک وقت
 اور زیادہ بکڑی اور جو شخص لوگری کی واسطے آتا نسب اسکا تحقیق کر کے فراخ حال اس کے رعایت فرماتا اور جو کوئی بے اسب و یراق
 نفاذ آتا ہے جاگیر دیتا اور لکھتا جاگیر سے اپنا سامان درست کر لیا غرض کہ خبر داری اسکی سپاہ اور رعیت کے حال پر زیادہ تھی
 اور خصوصیات خانہ رعایا اور بڑا لکے اطلاع رکھتا اور کبھی کبھی اوقات تنہائی آدمی سے خبر دیتا جیسا کہ آدمی گمان لگاتے تھے کہ کوئی جن
 سلطان کا آشنا ہے جو غیبات سے خبر دیتا ہے اور جب لشکر کسی طرف روانہ کرتا تھا ہر روز و فرمان اس لشکر میں پہنچتے تھے ایک اس
 مضمون کا کہ صبح کوچ کر کے فلان مقام میں نزول کرو اور ایک ظہر کو وقت کہ ایسا ایسا عمل میں لاؤ اور اس ضابطہ کے خلاف ہرگز نہ کرنا
 گھوڑے ڈاک چوکی کے ہمیشہ مستعد رہتے تھے اور امرا سے سرحد کے نام جو فرمان مہا در ہوتا تھا وہ شخص صفہ کے نیچے آنکر
 فرمان کو دونوں ہاتھ سے لیکر سر پر رکھتا تھا اور اگر حکم اسی جگہ پڑھنے کا ہوتا تھا پہلی حکم پہنچاتا تھا وہ اسی مقام میں بڑھا جاتا تھا
 اور اگر حکم ہوتا تھا کہ مسجد میں جا کر منبر پر پڑھے ویسا ہی عمل میں آتا تھا اور اگر مخصوص ساتھ اس شخص کے ہوتا یا کوئی خصوصیت
 اس میں تحریر ہوتی تھی مخفی پڑھا جاتا تھا اور سلطان علاء الدین خلجی کے عہد کے موافق ہر روز روزنامہ فرخ اجناس
 اور واقعات جمیع ممالک محروسہ اور احوال لشکر کا بادشاہ کے ملاحظہ میں گذرتا تھا اور اگر سر موٹا ملائم معلوم ہوتا تو فوراً اسکی
 تدارک میں مشغول ہوتا اور اکثر اوقات خود بنفس نفیس خصوصیات اور عمل مقدمات و مہمات اور سر انجام ملکی ورفا بہت خلق
 میں صرف کرتا اور علاوہ اسکے اسکی چیریت فہم اور جودت عقل میں نھان عجیب و غریب منقول ہیں از انجملہ ایک یہ کہ جب
 وہ بھائی گوالیار کے باشندے بے سامانی سے بہنگ آکر ساتھ اس لشکر کے کہ سرحد پر ایک ولایت کے تعین ہوتا تھا ہمراہ
 ہوئے اور قارت اور تاراج کی وقت کچھ سونا اور چند گینے رنگین اور دو قطعہ لعل قیمتی آئے ہاتھ آئے پھر ایک نے آندرون
 بھائیوں میں سے کہا کہ مہا چار حاصل ہوا کو اسطے محنت اور مشقت اپنے اوپر گوارا کریں اپنے گھر میں جا کر فراغت و راحت
 عمر بھر ذرہ بھر کریں دوسرے نے کہا اے بھائی جس وقت اول مرتبہ ہمیں ایسی نعمت و ستیا ہوئی شاید دوبارہ اس سے
 بہتر نہ آئے پھر اس نے کہا کہ میں ایسے مقام میں نجاؤں گا اس صورت میں دونوں بھائیوں نے آپس میں فیصلہ تقسیم کی

اور بڑے بھائی نے اپنا بھی حصہ چھوٹے بھائی کے سپرد کر کے فرمایا کہ یہ امانت میرے زوجہ کو بہو بن جاوے وہ شخص اپنے مکان میں آیا اور وہ تمام غنائم لعل کے سوا اسکی بی بی کے حوالہ کیے جب دو برس کے بعد بڑا بھائی اپنے گھر آیا اور غنیمت نقص کی لعل آسمین پنا یا اسوقت آسنے اپنے چھوٹے بھائی سے پوچھا کہ لعل کیا ہوا اُس نے جواب دیا کہ میں نے تیری زوجہ کے سپرد کیا اُس نے کہا کہ وہ کتنی ہی ہرگز مجھے نہیں پہونچائی چھوٹے بھائی نے کہا جھوٹ کہتی ہو اسے قدر سے ہتھ دیکرنا چاہیے قصہ بڑے بھائی نے اپنی عورت کو شکنجہ ہتھ دین کھینچا اُس نے کہا آج کی شب مجھے مہلت دے صبح کو حاضر کروں گی میان بھورہ کے گھر میں کہ امرا بزرگ بادشاہ سکندر سے میرا عدل تھا جا کر اپنا احوال اظہار کیا میان بھورہ نے اس کے شوہر کو مع برادر اس کے طلب کر کے کیفیت استفسار کی اس کے شوہر کے بھائی نے کہا کہ میں نے اسے لعل بھی دیا ہی میان بھورہ نے کہا اس کے گواہ رکھتا ہوں اُس نے کہا ہاں میان بھورہ نے کہا کہ شخص گواہ ہیں اُس نے کہا دو برس میں میں میان بھورہ نے کہا انھیں حاضر کرو وہ قمارخانہ میں گیا دو قمار باز بہن کو کچھ دیکر تعلیم کیا کہ تم اسطرح سے گواہی دینا جب یہ محکمہ میں آئے اور گواہی دی میان بھورہ نے شوہر زن سے کہا کہ تو جابصطورتے ممکن ہو لعل اپنی زوجہ سے لے قصہ عورت اس معرکہ سے باہر آئی اور اپنے تئیں بادشاہ کی عدالت عالیہ میں پہونچا کر فریاد دی ہوئی بادشاہ نے اُس سے تمام ماجرا استفسار فرمایا عورت نے صورت حال راست براس تقرر کی بادشاہ نے فرمایا کہ تو کس واسطے میان بھورہ کے پاس مستغاثی بھولی عورت نے کہا میں گئی تھی لیکن جیسا کہ چاہیے وہاں پرکشت اور تحقیقات منوئی قصہ بادشاہ نے سب کو طلب کیا پھر ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ طلب کر کے تھوڑا سو م ہر ایک شوہر اور زن اور اس کے بھائی کے ہاتھ میں دیا کہ ہنیت اس لعل کی تیار کرو انھوں نے اس کے موافق تیار کیا پھر گواہوں کو جدا جدا طلب کر کے انھیں حکم کیا کہ تم بھی ہنیت اس لعل کی تیار کرو انھوں نے بھی ایک ایک ہنیت مختلف بنائی اور بادشاہ نے تمام تشکیل لعل کی اپنے پاس رکھیں پھر عورت کو طلب کر کے فرمایا کہ تو بھی اس لعل کی ہنیت تیار کر کہ وہ کیسا تھا عورت عرض کی کہ لونڈی نے جس چیز کو انکھوں سے مشاہدہ نہیں کیا ہنیت اسکی کیونکر تیار کرے ہر چند بادشاہ نے اس بارہ میں مبالغہ کیا عورت نے قبول نہ کیا پھر میان بھورہ کو مخاطب کر کے گواہوں سے کہا اگر تم راست براست کہو گے جان کی امان ہو اور اگر دروغ کہو گے تیغ سیاست سے قتل ہو گے گواہوں نے لاچار ہو کر صورت قصہ کی راستی سے اظہار کی اور جب اُس عورت کے دیور کو طلب کر کے سیاست کی اُس نے بھی واقعہ کو از روئے راستی کے بیان کیا خلاصہ یہ کہ عورت نے اُس سمت سے نجات پائی اور بادشاہ کی جدت نعم اور کیا لیت مقل سبب پرواضح ہوئی الغرض بادشاہ سکندر طبع موزون رکھتا تھا اور شرمین کتا تھا اور گھر خلی اسکا تخلص تھا اور شیخ جمالی کنوہ اس کے مصاحبوں دو ہونو سے تھا اور تین شیخ جمالی کنوہی برسمیل بادشاہ گھر پر یونین اہمات مارا از خاک کویت پیراہنست بہن جد انہم ز آب دیدہ صد چاک تابدا من جد از تیراے او پر از پرگشت ہر نیلوہ کنون پرواز خواہم کرد سوئے آن کمان ابرو بد اور کتاب فرہنگ سکندری اور کتب دیگر بھی اسکی عمد دولت میں مکتوب ہوین مدت بادشاہی اُس بادشاہ جم جاہ کی صاحب فرہنگ سکندری نے اٹھائیس برس اور باغ میں لکھی جو بیت سکندر شہنشاہت کشور نماز بہنماند کہے جو ان سکندر نماز جد و کر سلطان ابراہیم لودھی بن سلطان سکندر لودھی کی سلطنت کا جب بادشاہ سکندر لودھی اگرہ میں فوت ہوا اسکا بیٹا سلطان ابراہیم کہ ساتھ اخلاق حمیدہ اور حسن کیا ست اور فراست و شجاعت کے القاصد رکھتا تھا باپ کا جانشین ہوا باپ داد کے قوا عدد و ادب سلوک کے خلاف

اپنے عزیزوں اور افغانوں کو ان کے حق سے محروم کیا اور فرمایا بادشاہوں کے عزیز اور ہجوم نہیں ہوتے سب لوگ برہن چاہیے کہ شہر طخ دست بجا لاوین امرائے عمدہ افغان جو سلطان بہلول اور سلطان سکندر کی مجلس میں بیٹھے تھے انھوں نے لاچار بحسب ظاہر اطاعت کے سوا چارہ نہ دیکھا دست بستہ آن کے تخت کے آگے ایستادہ ہو گئے اور باطن میں دل دگرگون کر کے اتفاق کو ساتھ نفاق کے مبدل کیا اور خواہی خواہی قرار دیا کہ بادشاہ ابراہیم تخت دہلی پر متمکن ہو کر ولایت جو پور کی سرحد تک فرمان گزار ہووے اور شہزادہ جلال خان مسند بادشاہی جو پور پر استقلال پا کر اُس طرف کے ممالک پر فرمان روائی کرے پس اس صورت میں شاہزادہ جلال خان نے مع امرائے جاگیر دار پر گنت جو پور و کاپلی کے اسطوف متوجہ ہو کر ان ممالک کے سرپرست پر استقلال پایا اور فتح خان بن اعظم ہمایون شروانی کو وکیل امور سلطنت کر کے اسطوف کے امر کو مطیع اور فرمان بردار کیا اسوقت خاجمان لوحانی نے رابرہی سے بادشاہ ابراہیم کی ملازمت میں آنکر زبان طعن اور ملامت و زرا اور دکلا پر کھولی کہ امر بادشاہی کو مشتہر رکھنا ایک خطا ہے عظیم اور سہو نہایت جسیم ہی ہیست دو جان ہرگز بیک پیکر ننگیدہ دو فرمان وہ بیک کشور ننگیدہ ارکان دولت نے اُسکی تلافی میں کوشش کر کے مصلحت دیکھی کہ جو شاہ زادہ نے ابھی استقلال حاصل نہیں کیا ہی اُسے دہلی میں طلب کیا چاہیے چنانچہ اُسکی طلب کو ہیست خمان کرک انداز کو بھیج کر ایک فرمان مشتمل بر عافیت و مکرمت صادر کیا کہ ایک مصلحت در میان میں ہی چاہیے کہ جریدہ آپ کو بطور یلغار پہنچا دے شہزادہ کو ہیست خمان کرک انداز کی چاہا ہی اور ملائمت سے مکر و غدر کا مظنہ حاصل ہو اما دودشت میں راضی نہوا اور بچو اہل سائے ملائم شہزادہ کو کرایم لطافت اکھیل میں گزارے ہیست خان نے حقیقت حال بادشاہ کو لکھی بادشاہ زادہ نے شیخ زادہ قمرلی پیر شیخ سعید قمرلی اور ملک شعیب بن ملک علاء الدین جلوانی اور قاضی محمد الدین حجاب اور سعید حجاب کو شاہزادہ کی طلب میں بھیج لیکن انھوں نے کچھ بھی کارگر نہوا اسکے بھائی ان او فیلسو خان درگاہ کے مشورہ سے اُس حدود کے افراد حکام کے نام فراہم کیا اور ہر ایک کو ایک مضمون علیحدہ لائق رتبہ اور حال ترقیم ہوا اور خلاصہ پیغام لیکر شہزادہ کی اطاعت سے احتراز کر کے اسکے حضور بخا دین اور خدمت شکی اختیار کریں اور بعضے امر صاحب شلوہ کو کہ اسطوف تھے تیس ہزار اور چالیس ہزار سوار نوکر رکھے اور مثل دیا خان خلیفہ حاکم ولایت بہار اور نصیر خان حاکم غازی پور اور شیخ زادہ محمد قمرلی ضابطہ دودھ و لکھنؤ وغیرہم کو خلعت خاص اور اسب مع ساز و یراق اور پٹکے اور خنجر ساتھ اپنے آدمیوں معتبر کے کہ حریت رکھتے تھے بھیج کر دلجوئی کی اور جب فرامین جماعت مذکور کو پہنچے سب نے شہزادہ کی اطاعت سے سرسبز کر کے نفاقت اختیار کی اور بادشاہ ابراہیم نے ایک تخت مرصع اور کھل بچا ہر نفیسہ دیوانہ خانہ میں نصب فرمایا اور جمعہ کے روز پندرہویں ذی الحجہ ۹۲۳ھ نو سو تیس ہجری میں اُس تخت پر جلوس کر کے بارعام دیا اور ہر ایک ملازمان درگاہ اور اعیان دولت کو بقدر مراتب و منازل خلعت و خنجر و شمشیر مرصع اور اسب فیل و منصب و خطاب و جاگیر مرحمت کیا اور سرنوسب کو ممنون احسان اور مرہون عنایت کر کے اپنے سے راضی اور شاکر کیا اور فقرا و مساکین پر بھی ایوب خیرات اور میرات مفتوح کر کے وظائف مقرر فرمائے اور انہم کی پویمہ اضافہ کر کے گوشہ نشینوں اور متوکلون کو فتوح اور نذرین بھیج کر امور جاندار ہی کو ایک رونق تازہ بخشی اور ملک کے کام کو استقامت دی اور شہزادہ جلال خان نے اس غفلت اور دانائی کو دل میں لایا اور مخالفت اُس طرف کے امر کی آنکھوں سے مشاہدہ فرمائی جب جاناکہ اب دوبارہ شاہ ابراہیم سے جاسے مدار اندر ہی بالضرورت پلٹ کر کاپلی کی طرف گیا اور علانیہ دشمنی کا تقارہ بجایا اور با اتفاق ایک جماعت کے کہ

ساتھ اس کے تختہ خطبہ اور سکہ کاپی کا اپنے نام پڑھا کر فوج کو کی نگہداشت شروع کی اور زمینداروں کو تسلی اور دلاسا دیکر اپنا جلال الدین شاہ نام رکھا اور ایلچی اپنا اعظم ہمایون شروانی کے پاس کہ جو بالشکر گران قلعہ کالج پور تصرف تھا بھیج کر پیغام دیا کہ میں تجھے بجائے عم و پدر کے سمجھتا ہوں اور تو خوب جانتا ہے کہ مجھے کوئی نقص میری زمینیں ہونی اور بادشاہ ابراہیم کی طرف سے نقص عہد ہوا کہ ایک ملک قلیل جو بطور میراث ساتھ میرے تجویز ہوا تھا اس میں بھی نظر دال کر پیوند صلہ رحم کا کام ہو میرا ہوں کہ حق کی جانب سے تو ہاتھ نہ کھینچے اور مظلوم کی رعایت اپنے اوپر واجب رکھے اور جو اصل میں اعظم ہمایون بادشاہ ابراہیم کے ساتھ سو مزاجی رکھتا تھا اور ضعف نالے اور شکستگی اور ملائمت شہزادہ نے اس کے دل میں اثر کیا ہاتھ قلعہ کالج سے کھینچ کر شاہزادہ سے جا ملا اور محمود اور بھان کے بعد قرار پایا کہ اول ولایت جو پور اور اس نواح کو تصرف میں لادیں اس کے بعد اور فکر کریں پھر کوچ بر کوچ کر کے سعید خان پسر مبارک خان لودھی کے سر پر جو ضابطہ اور دھڑ تھا روان ہوئے اور وہ تاب مقاومت نہ لایا بھاگ کر لکھنؤ میں دم لیا اور حقیقت حال سلطان ابراہیم بذریعہ عرض معروض کی سلطان ابراہیم نے ادا وہ کیا کہ بالشکر انتخاب و جوار متوجہ ہو کر اس فساد کو دفع کرے اس وقت اچھا ہونے مشورہ سے بھائیوں کو جمنٹل شہزادہ اسماعیل خان اور حسین خان اور محمود خان کے تھے دولت خان کے سپہر کے حکم فرمایا کہ بری فطرت تمام نگاہ رکھے اور خدمت کی واسطے ہر ایک کے دو حرم مقرر فرمائیں اور مالک اور بیویوں کو ہتھام مایحتاج معین کیے اس کے بعد پچھلے دنوں کے دن چوبیسویں ذی الحجہ ۹۲۳ھ نو سو تیس ہجری میں ایات بادشاہی شرق کی طرف متوجہ ہوئے اتنا سے راہ میں خبر ہوئی کہ اعظم ہمایون مع اپنے پسر فتح خان شاہزادہ جلال خان سے روگردان ہو کر عازم ملازمت ہوا اس نوید سے بادشاہ کو تقویت دل چل ہوئی اور جب قریب پہونچا جمیع امرا کو استقبال کی واسطے بھیج کر ساتھ نوازشات خسروانہ کے سر بلند کر کے بسرعت راہی ہوا اس وقت سے چند زمیندار چرتولی میں تواجہ کر کے گولنے کے واس مشہور ہی عمر خان ابن سکندر خان سور سے مقابلہ کر کے اسکو شہید کیا اس واسطے ملک قاسم حاکم سنبھل نے اس کے سپہر جاکر اس مفسد کو دارالبوار میں پہونچایا اور اس قدر ناگمانی کو تسکین دیکر فوج میں بادشاہ کی ملازمت میں مشرف ہوا اور اکثر امرا اور جاگیردار جو پور مثل سعید خان اور شیخ زادہ قرملی وغیرہ خدمت میں شاہ کے حاضر ہو کر دلتجو ہوں کے سلسلے میں تنظیم ہوئے سلطان نے اس وقت اعظم ہمایون شروانی اور اعظم خان لودھی اور نصیر خان لوجانی وغیرہ کو بالشکر گران فیضان نامی شاہزادہ جلال خان کے مقابلہ کو تعین کیا اور شہزادہ نے امرا کے قبل پہونچنے سے نعمت خاتون اور قطب خان لودھی کے توابعین اور اپنے متعلقوں اور عماد الملک اور ملک بدر الدین کو قلعہ کاپی میں چھوڑ کر خود تین ہزار سوار اور فیضان انتظامی سے آگرہ کی طرف روانہ ہوا اور امرا سے بادشاہی نے قلعہ کاپی کو محاصرہ کیا شہزادہ نے آگرہ کے قریب پہونچ کر باقی تمام کاپی چاہا کہ ہاتھ تاراج میں کھوئے درمیان اس حال کے ملک و م نے جو بادشاہ کی طرف سے آگرہ کی محافظت کی واسطے تعین ہوا تھا پہونچ کر شہزادہ جلال خان کو خوف و حکایات شہر میں اس ارادہ سے باز رکھا یہاں تک کہ اس کے بعد ملک اسماعیل ابن علاء الدین جلوانی اور کبیر خان لودھی اور بہادر خان لوجانی اور چند امرا مع لشکر پہونچے اور ملک و م کو تقویت ظاہری اور باطنی حاصل ہوئی شہزادہ کو پیغام کیا کہ اگر ہوا وہاں سے باز آکر حیرہ و آفتاب گیر اور بونہت اور نقارہ اور دیگر امارات بادشاہی کو برطرف کرے اور امرا کا طریق اختیار کرے میں تقصیر سکی بادشاہ سے درخواست کر کے معاف کرادوں اور سرکار کاپی سے بدستور سابق جاگیر مقرر کرادوں شہزادہ اس امر پر راضی ہوا اور امارات شاہی ملک و م کے پاس بھیج کر ملک و م

اسباب مذکورہ کو بادشاہ کی خدمت میں بھیج کر حقیقت حال عرض کی اور بادشاہ کا لپی کو مفتوح کر کے اٹاوا کی طرف پہنچا وہ ضلع قبول کر کے شہزادہ کے استیصال کا عازم ہوا شہزادہ سراسیمہ ہو کر گوالیار کے راجہ کے پاس پناہ لیگیا بادشاہ نے اگرہ میں آنکر قیام کیا اور امرا بادشاہی کے بادشاہ سکندر کے فوت کے بعد متزلزل ہوئے تھے مستحکم ہوئے اور امراے مخالفت تو یہ کر کے جادہ اخلاص میں در آئے اسوقت ہیبت خان کرک انڈاز اور کریم داد تو غار و دلتخان اندر رہ کر دہلی کی محافظت کے واسطے بھیجا اور شیخ زادہ مجھو کو چندیری کے قلعہ کی حراست اور شہزادہ محمد خان نو اسٹہ سلطان ناصر الدین مالوی کی وکالت کے واسطے روانہ کیا اور اندون بن دل بادشاہ کا بے سبب ظاہری میان بھورہ سے جو عظیم امرا اور وزرا سکندری سے تھا منحرف ہوا اور اسنے باعتماد حقوق سا بقہاظ بادشاہ کی استرضائے واسطے غفلت کی آخر یہ نوبت پہنچی کہ اسکو مغلول اور مجبوس کر کے ملک آدم کے سپرد کیا اور اسکے بیٹے کو نوازش خرما کہ بجائے پر نصب کیا اور عزم ملوکا نفتح حصار گوالیار کر کے اعظم ہمایون شہزادانی حاکم ولایت کردہ کو کہ امیر الامرا تھا مع بیس ہزار سوار اور تین سو زنجیر فیل قلعہ مذکور کے تسخیر کیا واسطے بھیجا اور اسکے بعد آٹھ امراے عمدہ سے مع لشکر عظیم اور چند زنجیر فیل کے اسکی کمک کو تعین کیا شہزادہ جلال خان غوث ہو کر وہاں سے براہ ہوا اور سلطان محمود خلجی کے روبرو مالوہ کی طرف گیا اور لشکر سلطانی گوالیار میں پہنچ کر حاضرین مشغول ہوا اور اتفاق حسنہ سے اسوقت راجہ مان سنگھ ولی گوالیار کشتیاعت اور تربیتیہ میں اقبال اور اقران سے ممتاز تھا فوج ہوا اور اسکا بیٹا بکر باجیت قائم مقام اسکا ہوا اور شہزادہ میں مبالغہ کیا اور امراے سلطان ابراہیم دولت خان سلطانی برما کے ہر روز وہاں جمع ہوتے تھے اور ساتھ ہمت اور معاملات قلعہ گیری کے مشغول رہتے تھے اتفاقاً راجہ مان سنگھ نے یہ قلعہ ایک عمارت عالی تیار کی اور اسکے دو زمین ایک حصار میں تیار کر کے ساتھ بادل لڑنے کے موسم کیا تھا اور ایک عمارت کے بعد اہل اسلام نے یقین کھو کر اس مقام میں پہنچائیں اور باروت سے چھپ کر کے آگ دی چنانچہ دو اقلوہ کی شق کر کے قلعہ میں داخل ہوئے اور وہ مقام فتح ہوا اور امرا نے ایک گاؤر دین کہ وہاں تھی اور سالہا سال سے ہندو اسکی پرستش کرتے تھے حکم کے موافق اگرہ کی طرف بھیجا اور سلطان نے دہلی کی طرف اسے روانہ کر کے بغداد کے دروازہ پر نصب کیا اور ایام دولت اکبر بادشاہ تک وہ گائے اس دروازہ پر تھی اور اندون بن شہزادہ جلال خان سلطان محمود خلجی مالوی کے پاس گیا لیکن عمدہ سلوک اسکے سے بر نہ آیا بھاگ کر گروہہ کے راجہ کے پاس دم لیا پھر جماعت کو ندان اسے گرفتار کر لائی اور بادشاہ ابراہیم نے اسے قلعہ ہالسی میں روانہ کر کے اٹناے راہ میں شہید کیا قطعہ شہرت سلطنت وجاہ چنان شیرین ستہ کہ شہان از پی او خون برادر پزیرند خون آزرہ دلان راز نے ملک مرزید کہ ترانہ بہان جرمہ لبسا غریزہ بند اور امرا سے پدر بر بھی بدگمان ہو کر اکثر انہیں کے دفع کیے اور عظیم ہمایون شہزادانی اور اسکے بیٹے فتح خان کو کہ اقتلاع قلعہ کو د دون نے نزدیک پہنچایا تھا اگرہ میں طلب کر کے مجبوس کیا اور اعظم ہمایون کے دوسرے بیٹے کو کہ اگرہ میں رہتا تھا اور خطاب اسلام خانی رکھتا تھا تفرمایا اسنے خبر جس پدر سنکر علم مخالفت بلند کیا اور لشکر فراہم کر کے احمد خان کو جو شہزادہ کی واسطے تعین ہوا تھا شکست دی اور جو اسی عمدہ میں خبر فتح گوالیار کی کہ سو برس سے کفار کے تصرف میں تھا پہنچی بادشاہ خاطر جمع سے فتنہ کواہ کے تدارک کی فکر میں ہوا کہ دفعہ اعظم ہمایون لودھی اور سعید خان لودھی سپہر سیانی مبارک خان لودھی کہ امراے کبار سے تھے لشکر گوالیار سے نکل کر کے ولایت کھنڈ میں لڑائی جاگیر بھی گئے اور سلام خان سے خط و کتابت کر کے فتنہ اور فساد کے طغیان میں کوشش کی اور سلطان

ابراہیم نے صحبت غلیظہ دیکھ کر اطراف سے لشکر جمع کیا اور احمد خان برادر اعظم ہمایون لودھی کو رعایت کر کے مع چند امراء نامی اور لشکر گران انتخابی اس جماعت پر تعین فرمایا جس وقت کہ قصبہ بانگرہ کی نواحی اور قنوج کے قریب پہونچے اقبال خان غلام اعظم ہمایون لودھی مع پانچ ہزار سوار خاصہ اعظم ہمایون اور چند زنجیر فیل کے کہیں سے برآمد ہوا اور اس لشکر پر تاخت لاکر بہت آدمی مقتول اور مجروح کر کے نکل گیا اور جب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی امراء سے ناراض ہو کر پیغام دیا کہ جب تک تم اس ولایت کو باغیوں کے ہاتھ سے برادر نہ کر دے گے گردہ تمہاراں اور مقہوران سے ہو گے اور اخصیاں اور قنوج انکی ملک کو بھیجی اور دشمنوں کے ہر طرف سے بھی چالیس ہزار سوار مسلح اور پانچ سو ہاتھی جمع ہونے جب طرفین نزدیک پہونچے اور قریب تھا کہ آتش جنگ مشتعل ہو شیخ راجو سے بخاری کہ مقتدر اسے اس عہد کا تھا درمیان میں انکر مانع جنگ ہوا اس جماعت نے کہا کہ اگر بادشاہ اعظم ہمایون شردانی کو رہا کرے ہاتھ نہ کی ولایت سے باز نہ کرے اور بادشاہ کے ملک میں ہم چلے جاویں گے جب بادشاہ کو یہ خبر پہونچی اس امر کو پذیر فرمایا دریا خان لوحانی حاکم بہار اور نصیر خان لوحانی اور شیخ زادہ محمد قرملی کو حکم بھیجا کہ یہ بھی اس طرف سے باغیوں کے سر پر چا کر انھیں مستاصل کریں جب دو دن لشکر نے جمع ہو کر مقابلہ کا ارادہ کیا اور مخالفان طالع بادشاہی کی قوت سے اندیشہ نہ کر کے صف آرا ہوئے پھر جانبین نے حرب و ضرب میں مشغول ہو کر ایسی خونریزی کی کہ اسکے مشاہدہ سے چشم روزگار زبرہ ہوئی اور چونکہ شیدہ بغاوت کا شوم یوہ ہرگز نہیں اور مہمنت نہیں رکھتا آخر الامر باغیوں نے شکست فاحش کھائی اقبال خان قتل اور سید خاں گرفتار ہوا اور فساد ساکن ہوا اور مال و ملک انکا تصرف میں آیا بیت مکن چون ابراہیم فرنگی بخت با متمم مکرم بد کہ یا بد نعمت از جو و زندہ بر سینہ پیکانش بد اسکے بعد جو اخوات مزاج سلطان کا امراء سکندری کے ساتھ اور مخالفان ظاہری اور باطنی امرا کی بادشاہ کے نسبت حد سے گزری تھی امرا کو حد سے نجات نہ بخشی چنانچہ بہت سے ملوک معتبر مثل میان بھورہ اور اعظم ہمایون شردانی نے جس میں وفات پائی خود وہ اس نے امراء کے دلون میں راہ پائی دریا خان لوحانی حاکم بہار اور خان جہان لودھی اور میان جن قرملی وغیرہ الگ نے سرطاعت سے پھیرا اور بادشاہ نے چندیری کے شیخ زادوں سے اشارہ کیا تو انھوں نے میان جن قرملی حاکم چندیری کو آدمی رات کو قتل کیا یہ حرکت بھی امراء کے ازدیاد ہراس اور نفرت کا سبب ہوئی ایک بار لگی نا امید ہوئے اور بچہ چندری کے دریا خان لوحانی حاکم بہار فوت ہوا اور اسکا بیٹا بہادر خان سلطان سے خوف ہو کر بہار میں اپنے باپ کا قائم مقام ہوا اور اپنے تین سلطان محمد مشہور کر کے خطبہ اور سکے اپنے نام جاری کیا اور جو امراء بادشاہ سے روگردان ہوئے تھے اسکے شریک ہوئے اور تمینا ایک لاکھ فوج اسکے پاس فراہم ہوئی اور ولایت سنبھل تک تصرف ہوا اس وقت نصیر خان لوحانی حاکم غازی پور بھی فوج سلطان سے ہزیمت پا کر اسکے پاس گیا اور چند عینے ولایت بہار میں خطبہ سلطان محمد کے نام پڑھا اور چند مرتبہ افواج شاہی سے جنگ کر کے غالب آیا اور اس وقت میں غازی خان ابن دولت خاں لودھی لاہور سے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پھر متوہم ہو کر بھاگا اور اپنے باپ کے پاس لاہور میں گیا اور دولت خان لودھی نے کسی وجہ سے بادشاہ کے قہر و غضب سے نجات نہ کی ناچار اعظم مخالفت بلند کیا اور التجا فرو میں مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ پاس جو کابل میں رہتا تھا لیگیا اور اس جناب کو تحریص دیکر تھیں ہندوستان پر لاہور کیا اور پہلے سلطان علاء الدین برادر بادشاہ ابراہیم کو کہ لو کر بابر شاہ کا ہوا تھا عجز و انکسار اور تصرف ذرا سے اپنے پاس بل کر اکثر خواہش واقارب اور اعوان و انصار اپنے اسکے ہمراہ کیے تو دہلی میں جا کر اس حدود کو مسخر کرے اور سلطان علاء الدین روانہ ہو کر اسماعیل خان حلوانی اور دیگر امراء کو جو بادشاہ ابراہیم لودھی سے

مابوس ہو کر برگشتہ پر رہتے تھے ساتھ اُنکے شریک ہوا اور لشکر کی تعداد چالیس ہزار پہنچی اور سب یکدل اور
 یکجہت ہو کر دہلی کی طرف روانہ ہوئے اور دہلی کو محاصرہ کیا بادشاہ ابراہیم یہ اخبار وحشت آتا رہا لشکر اُس جماعت کی طرف
 عازم ہوا جس وقت کہ فاصلہ چھ کوس کا باقی رہا سلطان علاء الدین نے شیخون اسپر مارا اور صبح تک تمام افواج ابراہیم شاہ
 کو درہم اور برہم کیا اور ابراہیم شاہ کے بعض امرا اُس شب کو علاء الدین سے ملحق ہوئے لیکن شاہ ابراہیم پائے ثبات
 میدان جانفشانی میں گرفتار نہ ہوئے خواص خاص سے اپنے سرار پر وہ میں ایستادہ ہوا اور اصلاً ہاتھ کار زار میں کھولا
 اور جب صبح صادق کی روشنی چلی اور سلطان علاء الدین کا لشکر تاراج میں مشغول ہوا اور سلطان علاء الدین کے بھی ہمراہ چلا گیا
 سے زیادہ نہ تھے بادشاہ ابراہیم نے پیش دستی کر کے اسپر حملہ کیا اور صدمہ اول میں اُسے پسپا کر کے بھگا یا چنانچہ ہر کس نے
 ہر جگہ سے کہ تاراج میں مشغول تھا اسی جگہ سے راہ فرار پائی القصد سلطان علاء الدین اور امراے شکستہ پنجاب کی طرف گئے
 اور سلطان ابراہیم نے دہلی میں مقام کیا اور کچھ دنوں میں فریدون کو دوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ نے اسپر لشکر کھینچا
 چنانچہ وہ تفصیل تحریر ہو گا موضع پانی پت میں دونوں بادشاہ کے درمیان جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا اور نسیم فتح بابر شاہ
 کا عیال پر چلی بادشاہ ابراہیم کو بھی معرکہ جانستان میں قتل ہوا اور بادشاہی دہلی اور اگرہ نے خاندان صاحبقران میں انتقام کیا
 ایام بادشاہی بادشاہ ابراہیم میں برس تھے والبقا الملک المعبود۔ ذکر زمیندہ سریشورستانی فردوس مکانی
 ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ غازی کی بادشاہی کا جس وقت کہ سلطان ابوسعید میرزا عراق میں شہید ہوا
 اُسکے گیارہ فرزند ارجمند تھے تفصیل اُنکے اسماء کی یہ ہے سلطان احمد میرزا سلطان محمود میرزا سلطان محمد میرزا
 شاہرخ میرزا آغ بیگ میرزا عمر شیخ میرزا ابکر میرزا سلطان مراد میرزا سلطان خلیل مرزا سلطان عمر میرزا
 سلطان میرزا ان سب میں سے چار صاحبزادہ بادشاہ ہوئے اور عمر پیر میں بھی ہر ایک ایک مملکت میں
 بادشاہی کرتے تھے آغ بیگ میرزا کابل میں اور سلطان احمد میرزا سمرقند میں اور سلطان محمود میرزا حصار
 اور قندھار اور بدخشان میں اور عمر شیخ میرزا اندجان اور فرغانہ میں اور یونس خان حاکم مغولستان میں آغ بیگ میرزا
 کے سوا ہر ایک تینوں بھائیوں کی شادی ہوئی تھی اور اُس زمانے میں مملکت فرغانہ کے بادشاہ
 فرزند عمر شیخ میرزا کی مودلت سے رشک ریاض رضوان تھی اُسکے یہاں شہ آشہ سواٹھاسی ہجرتی میں
 یونس خان مذکور کی دختر مسماہ قتل ہو گیا رخاٹم سے ایک فرزند موجود ہوا نام اُسکا محمد بابر میرزا رکھا چنانچہ
 حامی قراکولی نے تاریخ اُسکے تولد کی یوں تحریر کی ہے بیت اندر کشش محرم زاد آن شہ مکرم نہ تاریخ
 مولد شش ہم آمد شش محرم ۹۹۹ اور نسب سلطان ابوسعید میرزا کا صاحبقران کی طرف یوں راجع ہوتا ہے سلطان
 ابوسعید میرزا ابن سلطان محمد مرزا ابن میرزا شاہ میرزا ابن امیر تیمور صاحبقرانی گورکان اور محمد بابر میرزا نے
 بارہ برس کے سن میں باپ کی طرف سے خطہ اندخان کی سرداری پائی اور جب عمر شیخ میرزا دوسٹہ بنے دن
 ماہ رمضان ۹۹۹ء تو سو ننانوے ہجری میں کبوترخانہ کے کوٹھے پر سے گر کر شہید ہوا بابر میرزا امرا کے اتفاق سے
 بادشاہ ہوا ظہیر الدین لقب پایا اُسکے بعد سلطان احمد میرزا اور سلطان محمود خان بن یونس حسان فرصت
 دیکھ کر بقصد انتقام و طرف سے مملکت فرغانہ کی تسخیر کیا اُسے مشہور ہوئے کسوا سٹے کہ شیخ میرزا نے بادشاہ اولیٰ القرم
 اور صاحب داعیہ تھا سابق میں اُنکی ولایت پر لشکر کشی کر کے بہت خرابی کی تھی القصد میر شیم طغانی عمر شیخ میرزا نے

۱۲۰

چاہا کہ ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کو پہاڑ اور کندہ پر لیجا دے کہ اگر امرارہ پو فانی مسلوک رکھ کر سلطان احمد میرزا سے ملنے ہو تو
 مضرت سے محروم و مصئون رہے مولانا قاضی شیخ بریان الدین ملخی کے خاندان سے تھا اور اعیان اند جان کے مسلک
 میں انتظام رکھتا تھا مانع آیا اور ظہیر الدین محمد بابر شاہ کہ اسکے بعد میرزا کا نام اُس کا مذکور نہ کر کے ساتھ فردوس مکانی کے
 اکتفا ہو گا حضارہ جان میں داخل ہوا اور باب جاہ برج و بارہ کی محافظت میں مشغول ہوئے اور حسین یعقوب اور امیر قاسم
 قوجین جو فرخستان میں انتظام کے واسطے نامزد ہوئے تھے باز آئے اور لوازم اخلاص میں کسی طرح کی قصیر نہ کی اور سلطان
 احمد میرزا کو فردوس مکانی کا چچا ہوتا تھا بخند اور فرغانہ کو سفر کر کے اند جان کے چار فرسخ پر آیا اُس حالت میں ایک ارباب
 اند جان سے مشہور بہ محمد درویش کہ مخالفت کے سبب تیغ قہر فردوس مکانی سے نوازش پائی اور آنحضرت نے سلطان
 قاضی اور وزیر حسن اور خواجہ حسین کو سلطان احمد میرزا کے پاس بھیج کر پیغام کیا کہ یہ امر نہایت ظاہر ہے کہ سمرقند کو چھوڑ کر اند جان میں
 اقامت نہ فرماؤ گئے اس صورت میں اگر حکومت اس دیار کی بدین جانب کو کہ نسل فرزند کے یہ فلولین فرماؤں مدت العرطا عت
 کے راستہ پر مستقیم ہو کہ مخالفت نہ کرے گا سلطان احمد میرزا اس بات سے متاثر ہو کر مقام صلح میں ہوا لیکن ارکان دولت
 اسکے اپنے ارادہ سے نہ باز آئے کلمات پر نشان زبان پر لائے اور قلعہ کی تسخیر میں عازم ہو کر سعی مو فو ر عمل میں لائے
 اُس عرصہ میں فردوس مکانی کی قوت طالع سے سمرقند یوں کے لشکر میں وبائے سپین شیوع پایا طویلہ طویلہ اسب
 سقط ہوئے اور سپاہی گھوڑوں کے مفقود ہونے سے مضطرب اور سرسبز ہوئے اور بہرہ سمرقند یوں کی آمد دین ظاہر ہوئی
 سلطان احمد میرزا نے پھر برسر صلح ہو کر امیر درویش کو اُس مہم کے تعین کیا واسطے مامور کیا اور فردوس مکانی کی طرف سے
 حسن یعقوب اُس کام پر مقرر ہوا دونوں نے عید گاہ میں ملاقات کی اور موافقت کے بارہ میں ہمکلام ہو کر صلح کی اور سلطان احمد
 میرزا سمرقند کی طرف متوجہ ہوا لیکن قضاے الہی سے راستہ میں فوت ہوا سلطان محمود بن یونس خان دوسری طرف
 سے فرغانہ میں متوجہ ہوا جب انہی میں پہونچا جہانگیر میرزا اور فردوس مکانی کے حاکم وہان کا تھا تاب مقاومت نہ لایا اور
 ساتھ امرائے محمد مثل درویش علی اور میرزا قلی کو کلتاش اور محمد باقر اور شیخ عبداللہ سبک اور آقا اولیس لاغری و ریغیل الدین
 طغیائی کے قصبہ کاسان کی طرف کہ اکائے آقا اولیس لاغری سے تھا اور ناصر میرزا فردوس مکانی کا چھوٹا بھائی تھا
 اور اُس جگہ اقامت رکھتا تھا گرم عنان ہوا اور سلطان محمود خان بن یونس خان نے تعاقب کیا جب نزدیک پہونچا
 سب نے اطاعت کر کے کاسان کو اسکے سپرد کیا اور سلطان محمود خان بن یونس خان پھر اُسی میں گیا کس واسطے کہ کچھ کام
 پیش نہ کیا تھا لیکن عارضہ نے اُس پر تسلط کیا اپنی ولایت کا راستہ بدلہ مقارن اس حال کے ابابکر حاکم کاشغرا و ختن نے
 حدود اور کندہ کی طرف کھینچ کر تعذیب عباد اور تخریب بلاد کی اور جب مولانا قاضی اور دوسرے امرائے اسکے دفع کو مامور ہوئے
 صلح کر کے آئے بھی اور دن کے مانند اپنے مقر کی طرف باز گشت کی اور فردوس مکانی نے فرغانہ میں جا کر حسن یعقوب کو
 صاحب اختیار ملکی اور مالی اور حاکم اند جان کیا اور شہنشاہ نو سو مجرہ میں حسن یعقوب کی اوصاف اور الما سے بدلیج
 مخالفت استقام فرمائی بطور راحت اند جان کی طرف متوجہ ہوا اور اُسی وقت میں کہ حسن یعقوب شکا کی واسطے گیا تھا
 اُس مقام میں داخل ہوا حسن یعقوب یہ خبر سن کر سمرقند کے باہر سے بھاگا اور امیر قاسم قوجین نے امور ملکی اور مالی
 میں مشغول ہو کر اور ایک جماعت حسن یعقوب کی تعاقب میں دوڑائی چنانچہ اُسی کے حوالی میں حسن یعقوب نے
 اُس جماعت پر شیون مارا اور اُس شب تاریک میں وہ غلطی سے اپنے ایک نوکر کے ہاتھ زخم تیرے مارا گیا

اور اپنی منہ سے اعمال کہ چونچا اور اسی سال ابراہیم سا اور حاکم قلعہ اشیرو نے باغی ہو کر خطبہ بانیسقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا کے نام پڑھا چنانچہ فردوس مکانی نے وہاں جا کر محاصرہ کیا اس صورت میں چالیس روز کے بعد ابراہیم سا ربا تیغ و کفن قلعہ سے برآمد ہوا اور آنحضرت نے اُسکا جرم معاف کیا اور نجد کی طرف سوار ہوا اور وہاں کے حاکم نے جب بے مضائقہ قلعہ کو تفویض کیا وہاں سے شاہریہ کی طرف روانہ ہوا تاکہ اپنے خال سلطان محمود بن پونس خان سے کہ بعد مراجعت انہی کے وہاں رہتا تھا ملاقات کرے اور جب اُسکی مجلس میں آیا خان نکور مراسم تعظیم و تکریم بالا کر ایستادہ ہوا اور فردوس مکانی رعایت ادب کر کے دوزانو بیٹھا اور خان علی شان نے بادشاہ کو آغوش مہربانی میں گھینچ کر لوازم ضیافت اور خاطر جوئی سے کوئی دقیقہ چھوڑا اور بعد دو تین دن کے فردوس مکانی نے اندجان کی طرف مراجعت فرمائی اس سبب سے کہ بانیسقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا جیسا کہ کتب متداولہ میں مسطور ہے بادشاہ سمرقند ہوا اور زمانے بے ادواب تفرقہ اسکے روئے روزگار پر کھولا فردوس مکانی اراپتہ کی تسخیر کیواسطے کہ برسوں حوزہ تصرف دیوان عمر شیخ میرزا میں تھا آخر شہر فترات مذکورہ میں گماشتگان بانیسقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا کے تصرف میں آیا تھا سوار ہوا شیخ ذولنون کہ بانیسقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا کی طرف سے وہاں کا داروغہ تھا حصاری ہو کر اعلام واقعہ بلند کیا اور جو زمستان نزدیک آیا غلہ نایاب ہونا چاراند جان میں اگر دوسرے برس لشکر سمرقند کی طرف مہینیا اور سمرقند کے پاس قلعہ میں ساتھ سلطان علی میرزا برادر بانیسقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا کے حاکم دہاکا تھا اور کشور گیری کا داعیہ رکھتا تھا ملاقات کر کے قرار دیا کہ دوسری برس سامان خوب کر کے آویں اور سمرقند کو بانیسقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا سے برآورده کریں اسواسطے دونوں نے اپنے مالک کے طرف معاودت کی اور سلسلہ نوسود و دجبری میں کثرت شروع بہار تھی دونوں بادشاہ اپنی جگہ سے سمرقند کی طرف متوجہ ہوئے سلطان علی میرزا سمرقند میں پیشہ پونچا اور بانیسقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا برآمد ہو کر اسکے مقابل اپنا خیمہ اور خرگاہ بلند کر کے بیٹھا اس درمیان میں فردوس مکانی بھی قریب پہونچا پھر سمرقند میں شب کو کوچ کر کے شہر کی طرف متوجہ ہوئے اور اسی رات کو بحسب اتفاق التون خواجہ فضل نے طلیم فردوس مکانی کے لشکر کا تھا سمرقند یوں پر پہونچ کر بہت سمرقند یوں کو مجروح اور بے روح کیا اور فردوس مکانی قلعہ اشیرہ کو جو برسر راہ تھا متحرک کے تھیل تمام سمرقند میں آیا اور اسی دن لڑائی ہوئی خواجہ مولانا صدر اور خواجہ کلان کا بڑا بجائی کہ فضل عصر درویشی بنظر تھا ایک تیرا سکی گردن میں لگا کہ اسکے صدر سے جب زہر ہوا اور اسطرح سے سمرقند میں دامن جو انہر دی اور بہادری کا کمر باندھ کر وقت بیوقت دونوں بادشاہ سے مجاہدہ کرتے تھے لیکن تدریجاً بن نہ آتی تھی اور کچھ کام نہ کرتی تھی جب فصل خریف پہونچی سلطان علی میرزا بخارا کی طرف گیا اور فردوس مکانی قلعہ خواجہ دیدار میں آیا کہ وہاں قیام کر کے موسم زمستان کے بعد پھر سمرقند پر تاخت لاوے اور شرایط محاصرہ بجالاوے اور اس عرصہ میں بانیسقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا نے مکررا اپنی ترکستان کی طرف بھیج کر شیبانی خان سے کمک طلب کی شیبانی خان اجابت فرما کر بطور تاخت روانہ ہوا اور جب قلعہ خواجہ دیدار کے قریب پہونچا اور فردوس مکانی درپے جنگ ہوا وہاں سے عطف عنان کر کے سمرقند گیا اور بانیسقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا کی بدسلوکی سے رنجیدہ ہو کر اپنے ملک کی طرف روانہ ہوا بانیسقر میرزا شیبانی خان کی مدد سے مایوس ہوا دوسو یا تین سو آدمی سے خسرو شاہ کے پاس قند کی طرف گیا فردوس مکانی بانیسقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا کے خوار سے آگاہ ہو کر سمرقند کی جانب متوجہ ہوا اور ماہ ربیع الاول ۹۳۵ سن ۱۵۲۹ میں سمرقند کے تخت پر جلوں کیا اور اسے

قدیم کو جسے جانشیناری ظہور میں آئی تھی مراحم خسروانہ سے سرفراز فرمایا لیکن سلطان احمد قنبل کو اور و نئے زیلہ سرفراز فرمایا اور چونکہ سمرقند صلح سے لیا گیا تھا کچھ سرمایہ سپاہیوں کو نصیب ہوا اس سبب سے بے سامان ہو کر متفرق ہوئے اور پہلے تمام قنبل کہ انکا سردار ابراہیم چک تھا بھاگے اور جان علی اور سلطان احمد قنبل بھی اسی کے سمت روانہ ہوئے اور ساتھ اتفاق روز جن حاکم اسی کے جہانگیر میرزا فردوس مکانی کے بھائی کو تخت سلطنت پر بٹھایا اور پیغام دیا کہ جو سمرقند بادشاہ کے تصرف میں آیا ہو ولایت اندجان کو جہانگیر میرزا کے قبضہ میں چھوڑیں فردوس مکانی اس گستاخی سے ناراض ہوا اور ایسی باتیں کہ اس جماعت کے کارآمد نہ تھیں زبان پر لایا وہ لوگ مخالفت میں یکجہت ہو کر جہانگیر میرزا کے رکاب میں اندجان کے سمت متوجہ ہوئے اور آنحضرت نے التون خواجہ قنبل کو آنکلی نصیحت کیو اسطے بھیجی لیکن مخالفوں نے ایک جماعت کو سراہا بھیج کر التون خواجہ قنبل کو قتل کیا اور علی دوست طغانی اور مولانا قاضی نے قلعہ اندجان کو محکم کر کے عرض درگاہ میں بھیجیں قضا را ندون بن مزاج و حاج فردوس مکانی کا اسطرح بیچ اعتدال سے خوف ہوا کہ مجال تکلم نہ رہی اور وہی کے چھاپے سے پانی لب پر بھکاتے تھے اور جب صحت پائی عرضیان اندجان میں کی جو کہ درخواست گک در اٹھارہ بیاقتی میں تھیں پے در پے گذرین آنحضرت سمرقند ترک کر کے اندجان کی طرف متوجہ ہوئے لیکن علی دوست طغانی اور دوسرے بچے سے پیشتر جھنڈوری آنحضرت کی سنگم مضرب ہوئے اور سب نے قلعہ اندجان کا مخالفوں کو دیا اور انھوں نے مولانا قاضی کو قتل کر کے خطبہ بنام جہانگیر میرزا پر معا فردوس مکانی کو سمرقند اور اندجان قبض و تصرف سے برادرہ ہوئے سبب پریشانی تمام شامل حال ہوئی پھر امیر قاسم توہین کو تاشکند کی طرف اپنے مامون سلطان محمود خان بن پلش خان کے پاس بھیج کر گک طلب کی سلطان محمود خان قنبل روانہ ہوا اور چاکائی آئنگران میں آپس میں ملاقات کر کے روانہ ہوئے تھیں تھے کہ جہانگیر میرزا سے ملنے کے لیے سلطان کی خدمت میں آنکر اسکے ارکان دولت سے موافقت کی اور یہ کلام کیا کہ بھانجون کو چھوڑ کر خود تاشکند کی طرف گیا اسوقت اکثر سپاہی فردوس مکانی سے جدا ہو کر ایک جماعت امرا سے قدیم سے کہ زیادہ دوسو سوار سے ہوتے تھے کوئی شخص اسکی ملازمت میں نہ رہا ناچانچند کی طرف مراجعت کر کے ایک قاصد راہیہ کی طرف محمد حسین گورکان کے پاس دو غلات میں بھیجا اور اٹھارہ کیا کہ چنجد گنجایش رہنے کی نہیں رکھتا ہے اور داعیہ میرالون ہے کہ زمستان کو قریب ساغزین لبر کروں محمد حسین گورکان نے یہ بات تجویز کر کے راہت با برسی کا سایہ وصول اس ملک پر ڈالا اور چند روز کے بعد کعبیت ہم پہنچی امرا پھر بیلاق کی طرف روانہ ہوئے بعض قلعوں کو جنگ سے اور بعضوں کو تہدیر سے جبر شیعہ میں دلائے لیکن آنحضرت کے کام نہ آئے اپنے مہمات میں متفکر اور حیران ہوئے مصرع نے راے سفر کردن و نئے روے اقامت یہ ایسے وقت میں ہر ہر خوشخبر علی دوست طغانی کی طرف سے آیا اور ایک عریضہ اس مضمون کا کہ مجھے بہت گناہ صادر ہوئے مقام عد میں ہوں اب قلعہ فرخستان میرا تصرف میں ہے اگر وہ حضرت تشریف لاوین اسکو تفویض کر کے سلک غلاموں میں غنیمت ہوں القصد فردوس مکانی اس معنی کو مقدمہ فتوح جانکر روان ہوا اور بعد وصول بمقصد اعلیٰ دوست طغانی کہ دروازہ پر منتظر مقدم ہمایون تھا قلعہ کو بادشاہ کے تصرف میں دیکر پیشکش میں بھی تقصیر نہ کی فردوس مکانی نے امیر قوہ حسین کو گورستان کی طرف اندجان اور ابراہیم سار وادراویس لاغری کو اسی کی اطراف میں بھیجا کہ سعی کر کے آدمیوں کو مطیع کرین القصد رعایا سے اطراف اندجان مطیع ہوئی اور ابراہیم سار وادراویس لاغری نے قلعہ بابا اور ایک قلعہ اور لیے اور لشکر سلطان محمود خان بن الونخان بھی ایسے وقت میں بہ قصد گک روانہ ہوا روز جن اور سلطان احمد قنبل فرخستان کی فتح اور لشکر کے اطراف کے

روانگی سے آگاہ ہو کر جہانگیر میرزا کی ملازمت میں فرنگستان کی طرف متوجہ ہوئے اور اُس قلعہ کو فتح کر کے ایک جماعت خسی کی طرف بھیجی لشکر سلطان محمود نے اُس گروہ سے دو چار ہو کر اکثر کو تہ تیغ کیا اور اُس میں پانچ یا چھ آدمی سے زیادہ زندہ نہ رہے سلطان حسن پیر شکر سر اسلم ہو اور جب اُس کے سپاہیوں نے ایک ایک اور دو دو بادشاہ کی ملازمت میں جانا شروع کیا ناچار وہاں سے کوچ کر کے جہانگیر میرزا کے اتفاق سے اندجان کی طرف متوجہ ہو اور ناصر بیگ تلمے کے زورن حسن کے خویشوں میں تھا اور اندجان میں حکومت کرتا تھا اسنے دیدہ بصیرت سے اقبال بادشاہی پیشتر دیکھ کر اندجان کو مضبوط کیا اور آنحضرت کے پاس اپنی بھیج کر التماس نشتریت قدم مینت لزوم کی اور تمام حریف حیران ہو کر ہر ایک طرف راہی ہوئے چنانچہ زورن حسن خسی کی طرف اور جہانگیر میرزا اور سلطان احمد قنبل کے سمت روانہ ہوئے اور فردوس مکانی نے اندجان کی طرف جا کر ناصر بیگ اور دوسرے دولتمذاہبون کو مورد عنایات فرمایا اور دارالملک فرخانہ مدت مدید سے قبضہ تصرف سے برآورہ ہوا تھا پھر ماہ ذیقعد ۹۹۰ھ نو سو چار ہجری میں حوزہ تصرف میں در آیا اور چوتھے دن فردوس مکانی خسی کی طرف متوجہ ہوئے زورن حسن امان کے بعد برآمد ہو کر حصار کی طرف گیا فردوس مکانی نے قاسم عجب کو قلعہ کی داروغگی پر نصب کیا مصرع ظفر ہمنان نصرت از پے دوان بد پھر اندجان کی طرف مراجعت فرمائی اور زورن حسن کے اکثر ملازم اُس سے جدا ہو کر موکب ہمالیوں میں جا ملے اور ارکان دولت و اعیان حضرت کے عرض القدس میں پہنچا کہ اکثر اسباب دولتمذاہبون کا انھوں نے تاراج کیا ہو اور ہلانا قاضی کو بھی اسی جماعت نے قتل کیا اور ساتھ مال اور جان کے امان پائی ہو مال کے واپس دینے میں کیا مضائقہ رکھتے ہیں حکم ہوا کہ جو شخص اپنا مال جس کیسے پاس بچائے لیوے مغلوں نے اس معاملہ سے آگاہ ہو کر کندہ کار راستہ لیا اور سلطان احمد قنبل کو اپنی مخالفت سے آگاہ کیا سلطان احمد قنبل اور جہانگیر میرزا ان کے ہمراہ اندجان کی طرف گئے فردوس مکانی نے امیر قاسم قوجین کو انکی مدافعت کے واسطے بھیجا اور فریقین کے درمیان جنگ واقع ہوئی امیر قاسم قوجین منہزم ہوا اور بہت سے امرا اور قرب شاہ اُس موکب میں کام آئے اور بعضے اس پر ہونے اور مخالفین تجمیل نام اندجان میں آنکر ایک بیٹھنا حاصرہ اور مجاہدہ میں مصروف رہے جب وہ حقیق ہوا کوچ کر کے اوش کی طرف گئے اور فردوس مکانی نے اوش کو سو پانچ ہجری میں بقدر استطاعت لشکر جمع کر کے اوش کی طرف گرم عنان ہوا مخالفین تاب مقاومت نہ لاکر دوسرے راستہ سے اندجان کی طرف گئے اور ہر ایک منصوران حضرت نے جو کچھ اُس حدود میں دیکھا غارت کیا اور لشکر جب مہور ہوا فردوس مکانی بارور و کی طرف کہ قلعہ مستحکم ہے ہی اور تصرف میں خلیل برادر سلطان احمد قنبل کے تھاروان ہوا خلیل نے اعلام مدافعتہ بریا کر کے جنگا سے سخت کین اور آخر کواہان چاہ کر قلعہ سپرد کیا آنحضرت نے خلیل کو مع اسی نفر عوض طائفہ خدام کے کہ مخالفت تقید رکھتے تھے قید کر کے اندجان کی طرف بھیجا لیکن سلطان احمد قنبل نے اندجان کی نواح میں پہنچ کر چاہا کہ سیر حیان لگا کر قلعہ میں در آوے قلعہ کے باشندے آگاہ ہو کر آٹکے مدافعتہ کے واسطے آٹکے لاکچہ کام پیش نہ کیا اور جب فردوس مکانی ایک فرسخ پر پہنچا وہاں سے کوچ کر کے ایک دریائے کنارے مضبوط ہوا اور وہ حضرت اسکے مقابل فروکش ہوئے چالیس روز کامل مقام کیا آخر الامر قریہ خیوانگی حوالی میں کہ اندجان سے تین فرسخ ہی درمیان دونوں لشکر کے جنگ صعب واقع ہوئی اور ضرب تیغ و تیر سے جوے خون جاری ہوئے مین مقتولوں کے خون سے رنگین ہوئی پھر بادشاہ نے مفسور و مظفر ہو کر سلطان احمد قنبل کو مفرو کیا اور سالگا غانما اندجان میں داخل ہوا اور انھیں دونوں میں یہ خبر پہنچی کہ پانچ چھ ہزار سوار سلطان محمود بن یونس خان لیکر جہانگیر میرزا کی کمک کو آیا ہی اور قلعہ کا سان کو فتح کیا ہو فردوس مکانی نے عین شدت سرمایین کہ قطرات باران زمین و آسمان میں

محمّد ہونے لگے اور مرغابی جاڑے کے صدر سے ساتھ مرغ کباب کے سبب میں کھینچی تھی اُس طرف متوجہ ہوا اور صورت میں لشکر لیک بادشاہ کی توجہ سے ہر سان ہوا اور اپنی ولایت کی طرف پلٹ گیا اور سلطان احمد قتل کے لشکر نعل کی ملاقات کو جاتا تھا اور انکی مراجعت سے خبر نہ رکھتا تھا فافل ہو کر آنحضرت کے لشکر ظفر پیکر کے قریب آیا جو چارہ نہ رکھتا تھا فرد کش ہو کر اقرار کیا کہ کل طرفین سے تنور حرب گرم ہو لیکن رات کے وقت سوار ہوا اور جب فردوس مکانی نے اُسکا تعاقب کیا اسے قلعہ شہار کے نیچے نزل کیا اور بادشاہ نے بھی اُسکے مقابلہ میں خیمہ اور زنگاہ بلند کر کے اقامت فرمائی اور تین چار روز کے بعد علی دوست طغانی اور قنبر علی کہ بزرگ ترانے کوئی نہ تھا لیکن دل و زبان اُنکے آنحضرت سے موافق نہ تھے صرف صلح درمیان لائے اور اقرار پایا کہ اب خیمہ سے خیمہ تک جہانگیر میرزا کے تصرف میں رہے اور ولایت اندجان اور توابع اور کند بادشاہ کے زیر نگین ہوئے اور جو وقت سمرقند بادشاہ کے حوزہ سفیرین آوے اندجان پر بھی جہانگیر میرزا کا قبضہ ہو و بعد وچان کے بعد جہانگیر میرزا اور سلطان احمد قتل نے بادشاہ کو دیکھا اور طرفین کے قیدیوں نے زبانی پائی فردوس مکانی اندجان میں آیا اور علی دوست طغانی کہ خیل و ششم کی زیادتی اور دینار دوم کی کثرت سے ممتاز تھا اور علم اقتدار کا برپا کیے ہوئے تھا بدسلوکی حد سے بیگیا اور خلیفہ کو بدوشتا کے بے اطلاع اخراج کیا ابراہیم ساردا اور اویس لاغری کو مصادرہ فرمایا اُسکے فرزند محمد دوست نے سلوک بادشاہانہ اختیار کیا اور بادشاہ دشمن کے قریب و جوار کے سبب مقام تادیب میں نہوتا تھا اس درمیان میں محمد مرید ترخان کہ امر آسمتہ سلطان علی میرزا حاکم سمرقند سے تھا اپنے صاحب سے متوہم ہو کر جان میرزا ولد سلطان محمود میرزا سے جانا اور اُسے بھی ابھار کر سمرقند کی طرف گیا اور شکست پا کر پلٹ آیا اور اپنی فردوس مکانی کے پاس پہنچ کر سمرقند کی تسخیر کی ترغیب کی آنحضرت نے اس امر کو غنیمت شمار کر کے سمرقند کی طرف لشکر کھینچا اثنائے راہ میں جب محمد مرید ترخان اردو میں اُسکے طوق ہوا امر کے مشورہ سے اپنی نواح قطب الدین بنی قدس سرہ کے پاس کہ سمرقند کی باگ ان ہدایت شعاع کے قبضہ اقتدار میں تھی بھیجا آپ نے جواب دیا کہ جب ظاہر قلعہ میں ہو چکین وہ امر کہ مطلوب ہے کفایت کو پہنچا لیکن سلطان محمود دلدی کہ آنحضرت کے نوکروں سے تھا بے سبب اردو سے سعلے سے بھاگ کر سمرقند کی طرف گیا اور وہاں کے آدمیوں کو نواح قطب الدین بنی کی فکر سے آگاہ کیا اور وہ تدبیر اُس وقت تقدیر کے موافق نہ آئی اور اُس عرصہ میں فردوس مکانی کے نوکر علی دوست طغانی کی شامت سے جو پرکندہ ہوئے تھے ایک ایک دو دو سعادت و اقبال کے مانند ہو کر علی بن داہل ہوئے اور انہی خبریں عرض اقدس علی بن محمد نجائین کہ یکبارگی مزاج قدسی مانر اُس سے منحرف ہوا نصحت فرمایا اور علی دوست طغانی یا اتفاق اپنے بیٹے محمد دوست کے سلطان احمد قتل کے پاس جا کر مقرب ہوا اور چند روز کے بعد مرگیا اور جب شیبانی خان بخارا کو سفر کر کے سمرقند کی تسخیر پر آیا وہ ہوا اور سلطان علی میرزا نے اپنی والدہ کی تحریک سے سمرقند شیبانی خان کو دیا فردوس مکانی یہ خبر سن کر بلیہ کس کی طرف تشریف لے گیا اور وہاں سے حصار کی طرف روانہ ہوا اور چھٹا یونین محمد مرید ترخان اور امر سمرقند کے لیے سے ناامید ہو کر جدا ہوئے اور خسرو شاہ کے پاس گئے اور آنحضرت نے تہیہ ہو کر توکلانہ خسرو شاہ کے حدود مملکت طے کر کے سمرقند کا راستہ لیا اور نہایت مشقت سے راہیں تنگ اور پر سنگ قطع کر کے بیلاق آئے اور گھوڑے اور اونٹ بہت ضائع ہوئے اور جو آدمی قدیمی تھے متفرق ہوئے زیادہ دو سو چالیس آدمی سے باقی رہے تھے آنحضرت نے مشورہ ارکان دولت سے کیا سب نے اس پر اتفاق کیا کہ جو شیبانی خان نے سمرقند پر بھی قبضہ کیا ہے اور آدمی وہاں کے اُس سے

ابھی بیدار اور ایک زبان نہیں ہونے میں ہم پوشیدہ سمرقند میں داخل ہوں اور جو کہ وہ ملک ہمارا موثری ہوں ان کے باشندے اگر دوسرے جی پڑائیں گے تو دشمنی بھی نہ کریں گے اسکے بعد شہر ہمارے تصرف میں آوے یا جو کچھ کہ مشیت ایزدی ہو فعل میں آویگا اس نیت سے ایلغار کے رات کے وقت پورے شہر میں آیا اور جب معلوم ہوا کہ مردم شہر نے خبر پائی ہے بحسب ظاہر مراجعت کا عازم ہو کر مقیم ہوا اور خواب دیکھا اس درمیان میں ایک دستار خوان کہ مناسب نہ تھا ان پر شاعر کے رو برو بچھایا اور خواجہ نے سفیرانہ فردوس مکانی کی طرف دیکھا فردوس مکانی نے بایا و اشارہ عذر کیا کہ میں اس امر سے بری ہوں نقصیر خوان سالاری ہی خواجہ وہ عذر سن کر مجلس سے اٹھ کر روانہ ہوا بادشاہ مشایعت کے واسطے گیا اور خواجہ نے مکان کے والان میں پہونچ کر بازو بادشاہ کا پکڑ کر ایسا اٹھایا کہ پاؤں اس کے بلند ہوئے اور جب وقت وہ حضرت خواب سے بیدار ہوئے سمجھے کہ غنیمت مقصود فیض ایزدی سے شگفتگی پر ہی چنانچہ بجا طرح جمع دوسری مرتبہ سمرقند پر تاخت لیکھا اور آدمی رات کو سرپل مفاک پر پہونچا چنانچہ اسی آدمی حکم کے موافق آگے گئے غار عاشقان کی طرف زمینہ تفصیل پر رکھ کر اندر داخل ہوئے جب دروازہ فیروز کے قریب پہونچے قاصد ترخان کو کہ حافظہ دروازہ تھا مع چند نفر نو قتل کیا اور دروازہ کھول کر فردوس مکانی مع دوسو چالیس کس کے شہر میں داخل ہوا اور مردم کو چوبہ بازار سے جو کہ بیدار تھے لوازم دعا گوئی بجالائے اور تھوڑے عرصہ میں خلق تمام شہر کی آگاہ ہوئی اور بکون کو جہان پاتے تھے تہ تیغ کرتے تھے اور جان و فاسیر زرا حاکم شہر نے مع ایک جماعت اور بکان خوشنوا اور خواجہ قطب الدین نجی کے مکان سے برآمد ہو کر باہر کا راستہ لیا اور اپنے تین شیبانی خان کے پاس کہ ساتیا آٹھ ہزار سوار اور یک سے قلعہ دیدار کے نواح میں تھا پہونچا کر قصیر سے آگاہ کیا چنانچہ شیبانی خان ایلغار کر کے ساتھ ایک سو اور پچاس آدمی کے علی الصباح دروازہ آہنی پر پہونچا اور جب جاتا کہ کچھ کام نہ ہو سکیگا اسی وقت پلٹا اور اسکے بعد سمرقند کے اعیان و کابر آنحضرت کی ملازمت میں سرفراز ہوئے اور لوازم تہنیت بجالائے اور مولانا ثنائی شاعر نے کہ اس وقت شیبانی خان کا ملازم تھا اور خواجہ الہالبکات سمرقندی کہ آخر زمانہ شاہ طاہر میں دکن میں آیا تھا فضیلت اور نبی میں عدل اور نظیر رکھتا تھا ان دونوں نے مجلس ہایون میں راہ پائی اور رسالہ ترکی تالیف اس بادشاہ میں کہ ساتھ واقعات بابری کے شہر رکھتا ہی مرقوم قلم جستہ رقم ہوا کہ سلطان حسین میرزا ہری کو ساتھ اسی غفلت کے پکڑا تھا لیکن نزدیک ارباب عقل کے کہ انصاف رکھتے ہوں درمیان اس فتح اور اس فتح کے فرق بہت بڑا ہے کہ سلطان حسین میرزا جنگ و جہل بہت دیکھے ہوئے تھا اور تجربہ بہت حاصل کیا تھا دوسرے یہ کہ غنیم اسکا یادگار محمد میرزا جو ان سترہ اٹھارہ برس کا تھا تجارب زمانہ سے استفادہ بہرہ نہ رکھتا تھا تیسرے یہ کہ اسکے تین امیر علی انور نے کہ درمیان غنیم کے تھا اور تمام کیفیتوں پر اطلاع رکھتا تھا طالب کیا تھا جو سمجھے یہ کہ ہری خالی تھا اور یادگار میرزا زافغان کے باغ میں مینوشی میں اشتغال رکھتا تھا کہ اس شب کو تین آدمی باغ کے دروازہ پر تھے اور وہ بھی یادگار محمد میرزا کی طرح مست اور مدہوش تھے پانچویں یہ کہ سلطان حسین میرزا نے اول مرتبہ جو کہ ایلغار کی انکو غافل پا کر فتح کی اور میں سمرقند کے لینے میں انیس برس کا تھا اور عمر کے بہت نہ دیکھے تھے اور تجربہ حاصل نہ کیا تھا اور میر غنیم شیبانی خان مرد سالخورہ اور تجربہ کا رہتا اور سمرقند سے کوئی میری طلب کو نہ آیا تھا اگرچہ دل آکا میری طرف مائل تھا لیکن شیبانی خان کے خوف سے کسیکو زہرہ اسکے اطہار کا نہ تھا اور جان فاسیر زامع چھ سو اور ایک خوشنوا کے کہ رستم اور اسفندیار کو اپنا غاشیہ کش جانتا تھا قلعہ میں تھا اور محافظت میں قیام رکھتا تھا انیسے میں نے قلعہ لیا اور حاکم کو میں نے پسپا کر کے مفور کیا اور پہلی مرتبہ جو کہ ایلغار کے تمام سمرقندی آگاہ ہوئے اور دوسری مرتبہ فتح میسر ہوئی

یہاں تک ترجمہ عبارت ترکی ان حضرت کا ہوا بضمیر مورخان و انش پدیر پٹنئی اور تھوپ نہی کہ تسخیر سمرقند جس طرح سے کہ
 فردوس مکانی کو میسر ہوئی بغایت مشابہ ہر ساتھ حکایت روا نگہی امیر تیمور صاحبقران گورکان بہ ہماہوی دوسوا ورتینا لیس
 آدمی شب کو قرشی میں اور لینا اس بلدہ کا کمال دل جوشی میں لیکن فردوس مکانی برعایت ادب صاحبقران کا نام زباہر
 نہ لایا اور اس وقت قرشی میں کوئی فرمانروا نہ تھا اور امرا مثل حسین اور میر موسی شہر کے باہر تھے اور میر موسی کا بیٹا میر گ
 کہ خرو سال تھا بلدہ قرشی کے اندر اقامت رکھتا تھا اور سمرقند ایک شہر بادشاہ غنیمت پر اور نہایت سنگین دین میں گئی کسی بادشاہ کے
 دل پر صورت اس کے تسخیر کی بہیل قہر غلبہ نگذری اور اس سبب سے اسکو بلدہ محفوظ سمرقند لکھے ہیں و قرشی ایک موضع ہی
 مختصر کہ ہمیشہ داروغہ نشین رہا ہر مصرع میں نفادت رہ از کجاست تا یکجا آمد الغرض جب سیاحت سمرقند آنحضرت کے قدم
 میمنت لزوم سے رشک زخساں جو بان سمرقندی ہوا شیبانی خان بخارا کی طرف گیا اور محمد میرد فرخان نے فرصت پا کر قلعہ
 قرشی اور حصار کو اور بکون کے تصرف سے بر آوردہ کیا اور مردا و کرش سے ابو الحسن میرزا نے آنکر قرآول کو رسی کو لیا اور فردوس مکانی
 نے سلطان حسین میرزا اور دوسرے سلاطین کے پاس بھی بھیج کر ملک طلب کی تو یکبارگی شیبانی خان کلمو رار النہر سے باہر
 کرے سلطان حسین میرزا اور بدیع الزمان میرزا اور خسرو شاہ نے کہ عمدہ تھے تغافل کیا اور دوسروں نے اسقدر لشکر نہ بھیجا
 کہ کار گر ہو اس واسطے شیبانی خان موسم زمستان میں زور لایا اور قرآول اور دوسرے مواضع کو بزدل شمشیر لیا اور قتل کیا تو لا
 مکانی شوال کے مہینے سنہ ۹۰۰ھ نو سو چھ ہجری میں لشکر فراہم لاکر با اتفاق سپاہ ملک سمرقند سے بحر زم زم پر آمد ہوا اور
 کار و زن کے اطراف میں شیبانی خان سے مصافحہ واقع ہوئی اور قتال و جدال میں سسی موفورہ طرفین سے عمل میں آئی
 اور جو لشکر لکی سلطان محمود خان ابن یونس خان او بہانگیر میرزا وغیرہ کی طرف سے آیا تھا سب متفرق اور پریشان ہوا اور
 ان حضرت کے پاس دس پندرہ نفر سے زیادہ نہ رہے عثمان پھر کر سمرقند میں داخل ہوئے اور امرا بے بزرگی مثل براہیم خان
 اور ابراہیم ساردا اور ابوالقاسم کوہ اور حیدر قاسم اور میر قاسم قوجین اور فدائی رومی اور خلیل براہ و سلطان تبش وغیرہ اس سرکہ
 میں مارے گئے اور شیبانی خان نے سمرقند کے قلعہ کے نیچے پہونچکر دنیا و جنگ کی قائم کی اور فردوس مکانی نے بدر سے الف یکس
 میرزا میں سکونت اختیار کی تاکہ جس طرف سے ملک کے واسطے حاجت پڑے خود بنفس نفیس آپ کو پہونچا وے
 اور بہت دلوں تک درمیان مردم بیرونی اور درونی کے جنگ ہوتی رہی اور فوج بیگ اور تو امان کو کلماتش وکیل نظر
 طغائی نہایت شجاعت اور اخلاص ظہور میں پہونچاتے تھے لیکن جب تین چار مہینے اس طرح سے گذرے اور شیبانی خان
 نے حد سے زیادہ محصوروں کی تضییق میں کوشش کی بلا سے قحط غلہ نے شہر کو پایا اور آتش جو غلہ بنوئے کے کا لون حصہ دین
 بھڑکی قوس خورشید سپید کے سوا کہ ہر صبح کو تو ر فلک سے برآمد ہوتا تھا آدمیوں کی آنکھوں میں گزہ روئی کا نظر نہ آتا تھا
 اور کسی گھر میں دانہ اور گھاس موجود نہ تھا مگر عجز اور سبیلہ میں کہ ہاتھ کسیکا وہاں نہ پہونچتا تھا علاوہ اس کے روغن مانند
 کبریت احمد یعنی گندھک سرخ کے نایاب ہوا اور گنابلی تا قلیل کا بدل ہوا کام اس سے اور اس سے درگزر اور گھوڑوں کے
 واسطے جب برگ اشجار نہ رہے جو بختک کو زندہ کر کے اور تراش کر کے وہ تراشیدہ ایک ساعت پانی میں تر کر کے حلیق
 کے عوض گھوڑوں کو دیتے تھے فردوس مکانی نے ایام محاصرہ میں اپنی مکر حکام خراسان اور قندزا و بقلان اور غلہ تان
 کے پاس بھیج کر ملک طلب کی لیکن کوئی فریاد کو نہ پہونچا اسلئے وہ حضرت لاچار ہوئے اور ابتدا سے ۹۰۰ھ نو سو سنہ
 ہجری میں آدمی رات کو کہ دیدہ روشن فلک کے سوا کسی پاسبان کی آنکھ سے اس سے سمک تک کشادہ نہ تھی

خواجہ ابوالکھارم اور بعض دیگر آدمیوں اعظم سے قریب سونفر کے سمرقند سے برآمد ہوا اور اندجان کی طرف نہ گیا تا شنگند کی راہ کی جانب روان ہوا اور جہانگیر میرزا اس وقت سلطان احمد قتل سے جدا ہو کر بھائی کی خدمت میں حاضر ہوا اور فردوس مکانی جب تاشکند میں پہونچا سلطان محمود خان بن یونس خان نے مقدم شریف کی تعظیم گرامی تصور کر کے لوازم ضیافت پیش پہونچائے اور نصرت کے وقت ارار پتہ حضرت کے پیشکش کیا تو وہاں رونق افزا ہو کر موسم زمستان بسعادت و برکت بسر فرما دیں اور شروع بہار میں شیبانی خان نواحی ارار پتہ میں آیا اور تاخت و تالیج کے بعد مراجعت کی اور چونکہ اوقات فردوس مکانی کی ساتھ صعوبت اور تنگی کے گذرتی تھی دوبارہ تاشکند میں سلطان محمود خان بن یونس خان کے پاس تشریف لیگئے ایک مدت اوقات اس ولایت میں گزار لی و آخر کو سلطان محمود خان بن یونس خان اور اسکا بھائی احمد خان کہ بالچہ خان مشہور ہوا تھا فردوس مکانی کی کمک کو روانہ ہوئے تو ولایت فرغانہ سلطان احمد قتل کے تصرف سے برآورده کہے فردوس مکانی کے سیرداریں جب ولایت فرغانہ میں پہونچے سلطان احمد قتل کہ غائبانہ جہانگیر میرزا کو بادشاہ جاکر اس مملکت سے دست کش نہوتا تھا مع لشکر مستعد و جزا حرب پر آمادہ ہوا اور خوانین مغل نے کچھ امر فردوس مکانی کے ہمراہ رکاب کر کے اوش کی طرف روانہ کیے ان حضرت نے اوش کو لیا اور مردم اور کند و فرغت ان اپنے حاکم کو انراج کر کے طبع ہوئے اور فردوس مکانی نے اندجان کی طرف ہنست فرمائی اور سلطان احمد قتل یہ خبر سنکر مقابل لشکر خوانین مغل سے آٹھکر اندجان کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ میں آنحضرت سے دوچار ہوا اور ایسے وقت میں کہ سپاہ تاخت و تالیج کو گئی تھی جنگ کر کے شکست دی فردوس مکانی اوش میں گئے اور سلطان احمد قتل بالظہان تمام اندجان میں داخل ہو کر راج دوبارہ کی حفاظت میں مشغول ہوا اور اس میں انہیں خونین مغل کے تعاقب میں اسکے گئے تھے پہونچے اور اندجان میں فرد کش ہوئے اور فردوس مکانی بھی آنے لپٹے ہوئے اور چند روز کے بعد مردم حسی نے آنحضرت کو طلب کر کے قلعہ حسی سپرد کیا اور خوانین مغل اندجان سے کوچ کر کے جاسے مناسب میں وارد ہوئے اس وقت میں شیبانی خان بالمشکر فردون ازمو روٹ و قطرات باران حسی کی طرف متوجہ ہوا فردوس مکانی اپنے بھائی کے ہمراہ قلعہ سے برآمد ہو کر خوانین مغل سے ملحق ہوئے پھر سب نے اتفاق ہو کر شیبانی خان سے مقابلہ کیا اور بعد جنگ منہم ہوئے سلطان محمود خان بن یونس خان مع بھائی اپنے گرفتار ہوا فردوس مکانی مغولستان کی طرف گئے اور ولایت تاشکند بھی شیبانی خان کے تصرف میں آئی اور نہایت استقلال بہم پہونچایا اور اسے چند روز کے بعد حقوق سابقہ معری رکھکر دونوں بھائیوں کو رہا کیا سلطان محمود خان بن یونس خان اپنے قریب جاکر امراض متفادہ میں مبتلا ہوا ایک دن بعض مفربوں نے عرض کی کہ شیبانی خان نے تمھیں زہر دیا ہے اگر حکم ہو تریاک مجرب کہ خطا میں ہوتا ہے اور بالفعل اس میں سے سرکار میں موجود ہے ہم ناوین تو آپ اسے استعمال کریں سلطان نے آہ سر دھینچی اور یہ کہا مان شیبانی خان نے مجھے زہر دیا ہے لیکن زہر یہ ہے کہ وہ کس درجہ سے کس مرتبہ کو پہونچا ہے کہ ہم دونوں بھائیوں کو اسیر اور دستگیر کر کے آزا کیا امراض مختلفہ اس سنگ دھار سے میرے مزاج پر غالب آئے اگر اس زہر کے واسطے تریاق بہم پہونچے استعمال کیا جاوے گا اور مفید ہوگا فردوس مکانی مغولستان سے حصار اور مادمان میں آیا اور وہاں سے گذر کر متیہ الرجال ترمین پہونچا امیر محمد باقر حاکم دہان کا کہ اوزبکوں کے خوف سے بیشتر استراحت پر بغاغت آرام کرتا تھا اور وہو کب بابر کی کو فتوہ عظیم جانا مگر پھر مع ساز و پیشکش اور انکسار تمام سے خدمت میں حاضر ہوا اور ان حضرت نے

توجہ کی بارہ میں جس طرف کہ متضمن صلاح دولت ہو مشورہ کر کے کہا کہ میں اس درمیان میں مثل گیند خیم چوگان فوانہ
میں گرفتار ہوں اور شاہ شطرنج کی طرح بسا طہ ہر میں خانہ بچانہ اور ہوا کے مانند سوسو ہوا میں جھٹکتا ہوں اور سرگردانی
اور حیرانی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہر چند کہ اپنی قسمت کے زائچہ کو نظر کرتا ہوں ضعف طالع کے سوا اپنی کچھ تقصیر نہیں دیکھتا ہوں
کچھ تیرے دل میں آوے دوستانہ کہ تو میں اسے عمل کروں اور اس پریشانی سے چند روز آرام کروں میرا صاحب تیرے
زمین خدمت کو بوسہ دیکر عرض کیا کہ جب سے محمد خان شیبانی نے ممالک ماوراءالنہر پر غلبہ پایا چکار یاں تفرقہ اور پریشانی کی
اور صفحات احوال سپاہ و رعیت کے چکلین مناسب وہ ہر کچھ ساتھ روزگار ستیزہ کار کے موافقت کریں اور کابل کی طرف جاکر اپنے
تین مملکت اوزبیک سے دور ڈالیں نظم نزاری اگر باعد زور جنگ چڑھتی ہو اور اگر میں بید رنگ چڑھتا ہوں تو اسے بھائی بھائی
کہ کچھ فراخ شوی از قتال ہر فردوس مکانی اس رائے کو صواب جان کر ۹۱۰ھ نو سو دس ہجری میں روسے توجہ کابل کی طرف لایا اور
جب عبور اس مقام پر کہ جہان خسرو خان کا سکے نہ تھا واقع ہوا اور وہ تدارک تقصیرات سابق کیواسطے ملازمت میں آیا
فردوس مکانی نے مخفی اس کے ملازمن اور نوکروں کو کہ سوار و پیادہ سے آٹھ ہزار آدمی تھمنا ہوتے تھے فریفتہ کر کے اپنا کیا
اور خسرو شاہ اس امر سے مطلع ہو کر سلامتی نفس سب چیز سے بہتر جانکر ایک رات کو تمام سلب سامان اپنا ایک جگہ چھوڑ کر
معروفین نوکر کے بربع الزمان میرزا کی طرف بھاگا اور تین چار ہزار خانہ و اسفل کہ خسرو شاہ کے ہمراہ تھے آنحضرت کے شکر گاہ
تین چار شتر بار نقد و جنس اور تحف نفیسہ سے دستیاب ہوا اور دوبارہ سامان و دوشاہی ہم پہنچا کر کابل میں آیا اور کابل سلطان
ابوسعید شہید کے حاکم کے موافق انے بیگ میرزا کے تصرف میں تھا اور جب وہ شہ ۹۱۰ھ نو سو سات ہجری میں فوت ہوا اور اسکا
بیٹا عبدالرزاق میرزا کہ خرو سال تھا بار شاہ ہوا ایک شخص زکی نام صاحب اقتدار ہوا لیکن امر اس سے منحرف ہوئے
اور عید قربان کے دن اسے تیغ بیدریغ سے قتل کیا اس سبب سے احوال کابلیوں کا نہایت پریشان ہوا اور اس ملک
کے انتظام اور رونق نے زحمت باندھا اور محمد قیچہ ٹایٹا امیر و النون کہ حاکم گرم سیر تھا اس ملک کی طمع کر کے مع لشکر ہزارہ
اور تکرہ و کابل کی طرف توجہ ہوا میرزا عبدالرزاق تاب جنگ نہ لایا افغانان لمعان کی طرف بھاگا اور کابل محمد قیچہ کے
تصرف میں آیا اور میرزا انے بیگ کی بیٹی اپنے نکاح میں لایا محمد باب شاہ مع لشکر غیبی یعنی خسرو شاہ کی جمیعت لے کر
کابل کے اطراف میں پہنچا محمد قیچہ قلعہ بند ہوا اور آخر کو امان چاکر قلعہ کو سپرد کیا فردوس مکانی حکومت میں مشغول
ہوئے اس خطہ کو معمور کیا اور ماہ محرم ۹۱۱ھ نو سو گیارہ ہجری میں فردوس مکانی کی والدہ یعنی قلیق نگار خاتون رحمت حق
میں واصل ہوئی اور اسی سال ایک مہینے کے عرصہ تک ہر روز زلزہ واقع ہوتا رہا اکثر عمارات سہا ہوں آنحضرت نے دوبارہ
تعمیر کر کے رعایا کو مدامن دامن میں نگاہ رکھا اور انھیں دنوں میں لشکر کشی کر کے قلعہ قلات کو تواجیع قندھار سے ہر مردم
اغنون کے ہاتھ سے بچو قہر لیا اور بیچ الزمان میرزا سے کہ اولاد اغنون کی مدد کے واسطے آیا تھا صلح کر کے قرین فتح و
ظفر ملیٹ گیا اور اسی سال کے درمیان قشلاقات اور ہزار چات کی طرف تاخت کی اور تادیب تنبیہ کے بعد مقرر دولت
میں آیا اور غونین جہانگیر میرزا کو مرحمت فرما کر اس طرف رخصت کیا لیکن ایک مدت کے بعد جہانگیر میرزا بھیضوری ہانڈیا
کا بہانہ کر کے بے اجازت کابل کی طرف آیا اور آنحضرت نے قندہ انگریزی انداز کے سبب انہار عزم رکھا اور جہانگیر میرزا
جیسا کہ آیا تھا بے حکم کابل سے باہر جا کر سیدھا دیما قات اور ہزار چات سے درمیان حوالی زمین میں در آیا
فردوس مکانی نے ماہ محرم ۹۱۲ھ نو سو بارہ ہجری میں خراسان کی غزیت قرمانی کے واسطے کہ سلطان حسین میرزا

شیبانی خان کے قوی ہونے سے آگاہ ہوا اور اس تغافل سے کہ اسکے مقدمہ میں کی تھی پشیمان ہوا آدمی اپنے جمیع
فرزندوں اور عنہ ذون کے پاس بھیج کر طلب کیا فردوس مکانی کہ انتقام لینے کی فکر میں تھے کابل سے کوچ کر کے روانہ ہوئے
باٹھارے راہ جہانگیر میرزا کی فکر میں عطف عنان فرمائی اخسام کے بزرگوں نے اس معنی کو دریافت کر کے جہانگیر میرزا کی
پرواہ کی اور ملازمت میں آنحضرت کے پہونچکر اطہار اطاعت کی جہانگیر میرزا مضطرب ہو کر اپنے بھائی کی ملازمت میں آیا
اور اسکی رکاب میں خراسان کی سمت روانہ ہوا اور جب موکب بابر کی ولایت نیروز میں پہونچا خبر سلطان حسین میرزا کی
شائع ہوئی چنانچہ رسالہ واقعات بابر میں مرقوم ہے کہ باوجود اس خبر کے میں رعایت ناموس اس خاندان کی کر کے خراسان
کی طرف متوجہ ہوا اگرچہ اس توہین میں بہت غصہ میں اور مطالب تھے مقارن اس حال کے شہزادوں کے اچھی تہوار آئے فردوس مکانی
جو جنگ اور بیک کا عاشق تھا تعجیل تمام مرغاب کی طرف کھل جماع افواج تھا متوجہ ہوا اور جمادی الاخر کی آٹھویں کو لشکر گاہ کے
نواح میں پہونچا مظفر حسین میرزا اور ابوالحسن میرزا بدیع الزمان میرزا کے قومان کے بموجب استقبال کے واسطے سوار ہوئے اور آنحضرت
کو اردو میں لاکر بدیع الزمان میرزا سے ملاقات کروائی اور چند روز کے بعد شاہزادگان عیش طلب نے جنگ اور بیک کی پروا
نہی جب جاڑے کا موسم پہونچا قشلاق کے بہانہ ہر ایک قسملاتی کی طرف متوجہ ہوئے فردوس مکانی بدیع الزمان میرزا کے ہمراہ
ہرات میں آیا جو موسم سردی کا پہونچا تھا کابل کو روانہ ہوا اور جو راستوں کو برفت تے بند کیا تھا بہت مشقت بسیار ولایت ہزار
کے درمیان آیا اور جنگ کنان وہاں سے گذر کر سوا سٹے کے محمد حسین گورکان اور بنجر برلاس ایک جماعت اور مغلوں سے کہ کابل
میں تھی جان میرزا کو کہ عم و پسر خالہ بادشاہ ہوتا تھا بادشاہی سے اٹھا کر نقصان مملکت میں پیدا کیا تھا فردوس مکانی نے
اٹھارے راہ سے خبر سلامتی اور اپنے پہونچنے کی لکھ کر کابل میں بھیجا اور جو مردم کابل نے سنا تھا کہ اولاد سلطان میرزا نے بادشاہ کو
لیکر اختیار الدین کے قلعہ میں قید کیا ہے ہر آئینہ وصول اسکے سے خوشحال ہوئے اور ایک جماعت کے قلعہ دک کابل میں حصار ہوئی
تھی استظہار پایا اور اسکے بعد کہ فردوس مکانی کابل کی طرف پہونچا اہل حصار انکے شریک ہوئے اور مخالفوں کو جنگ کر کے شکست دی
اور میرزا جان اور محمد حسین گورکان کو اسیر کیا اور آنحضرت نے ازراہ عدوت آزاد کر کے نصرت فرمایا اور میرزا جان اولاد امیر ذوالنون کے
پاس گیا اور محمد حسین گورکان فراہ اور سیستان کی سمت روانہ ہوا تھا اور ناصر میرزا چھوٹا بھائی فردوس مکانی کا کہ حکومت
بدخشان رکھتا تھا امراء شیبانی خان سے شکست پا کر کابل کی طرف آیا اور جو جہانگیر میرزا خراسان سے مراجعت کے وقت
افراط شراب سے اسہال دموی بہم پہونچا گرفت ہوا تھا اسکی جگہ ناصر میرزا کو عنایت فرمائی اور کلمہ نوستیرہ ہجری میں تخت
الوس افتخار نامی خطی کے واسطے سوار ہوئے اور ایک لاکھ گوسفند و بانی اور اموال آنحضرت کے سپاہ کے ہاتھ آیا اور باگشت
فرمائی اسوقت ارغون کے امرانے اور بکون کے غلبہ سے اطہار اطاعت کر کے پیغام دیا کہ اگر اس طرف تشریف لاوین
قدحار سپرد ہوگا اس واسطے آنحضرت نے اس طرف نصرت فرمائی اور جب قلات سے عبور کیا جان میرزا نے آنکر
ملازمت کی اور منظور نظر عاطفت ہوا اور جب پیشتر روانہ ہوا شاہ بیگ اور محمد مقیم ارغون کو پیغام بھیجا کہ ہم حسب التماس
تمہارے اس طرف آتے ہیں لوازم اخلاص بجا لاکر شرف مجلس حضور حاصل کریں وہ طلب سے پشیمان ہو کر پہلے قلعہ
ہوئے اور آخر کو قلعہ سے نکال کر قریہ جنگ میں قریب قندھار مصافحہ کر کے دونوں بھائیوں نے شکست پائی اور
جو فرصت قلعہ میں آنے کی نہ تھی شاہ بیگ ارغون یساول کی طرف اور محمد مقیم زمین داور کی سمت بھاگا اور بادشاہ نے
قلعہ قندھار کو سخر کیا خزانے اور نفائس امیر ذوالنون کے ہاتھ آئے القصد سب کو امر اور نسران سپاہ پر قسمت کیا

حکومت قندھار اور زمین داور ناصر میرزا کو تفویض فرما کر منصور و مظفر کابل کی طرف تشریف لیگیا اور شیبانی خان اُس سال محمد قہم ارغون کے اغوا سے کہ زمین داور سے داوری کے واسطے اسکے پاس گیا تھا قندھار کی طرف متوجہ ہوا اور ناصر میرزا نے حصاری ہو کر فردوس میکانی سے عرض کیا جو اب صادر ہوا کہ حتی الامکان قلعہ کی محافظت میں کوشش کرے اور اگر کار تنگ ہو صلح کر کے آپ کو حضور میں حاضر کرے تو باتفاق عوض اسکے مالک ہندوستان سے اپنے قہر میں لادیں گے انحضرت کو طاقت و تقادمت شیبانی خان نے بھی وغذہ کلی ہم پہنچا کر ساتھ امرائے مشورہ کیا اور کہا کہ کوئی جاس امن اپنے واسطے پیدا کرنا چاہیے اور بدخشان یا ہندوستان کو سفر کرنا چاہیے والا رہنا کابل کا بہت دشوار ہے ایک ملک نے بدخشان کو چھوڑ دیا اور بعضوں نے ہندوستان کو ترجیح دی فردوس مکانی شوق آخر کو پسند کر کے ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے اور زمان شکار میں اقامت کر کے بعض امور کے سبب کہ بے سامانی تمام ہندوستان کی فتح غریمت کر کے پھر کابل سے اور اندون میں ناصر میرزا نے قلعہ سے برآمد ہو کر آپ کو بھائی کی ملازمت میں پہنچایا تھا اور شیبانی خان مع حصاریہ قلعہ لوک کھامرہ میں کھتا تھا بعض انہماک عبداللہ سلطان کو مع اولاد امیر ذوالنون کے اسکی تسخیر کے واسطے چھوڑا اور خود خراسان کی طرف علم مرجعت کا بلند کیا اور اُس عرصہ میں قلعہ قندھار کا دوبارہ ارغونہ کے تصرف میں آیا عبداللہ سلطان اپنی ولایت کی طرف گیا اور کابل کے باشندے مطمئن ہو کر بستر فراغت پر سوئے اور اُس سال کہ ۸۳۹ھ نو سو تیرہ ہجری میں تھے شب سہ شنبہ ماہ ذیقعدہ کی چوتھی تاریخ کو قلعہ لوک کابل میں شہزادہ تولد ہوا مصرع شاد فرخند شد تاریخ ہوا اور کلا ۹۹ھ نو سو چودہ ہجری میں فردوس مکانی افغانان مہند پر فوج کش ہوئے اور اُس عرصہ میں ایک جماعت مقبول نے نسبت خسرو شاہ کے فرصت دیکھ کر عبدالرزاق میرزا بن انج بیگ میرزا کو بادشاہ بنایا اور تین چار ہزار آدمی اسکے پاس فراہم ہوئے اور فساد عظیم حادث ہوا چنانچہ بادشاہ برہتو ظہیر الدین محمد بابا بادشاہ کے پاس مع پانچ آدمی کے کہ زیادہ تر ہے تھے کابل کی طرف روانہ ہوا لیکن وہ حضرت باوجود اس احوال کے بہت اُس فساد کے دفع پر تعین کر کے کابل سے روانہ ہوئے اور خافون سے ایسے لڑے کہ داستان اسفندیار اور فراسیاب کی مسوخ ہوئی اور بہ نفس نفیس خود اُس دن مخالف کے بائج بہادر دن سے مقابل ہو کر زخم تیر و شمشیر سیم مارتے تھے اور اسامی اس جماعت کی یہ ہی علی شتب کو راو علی سیستانی اور نظر بہادر راوڑیک اور یعقوب تیز جنگ و راوڑیک بہادر چنانچہ وہ پانچون آدمی کہ بازوے لشکر مخالفین تھے مارے گئے میرزا عبدالرزاق گرفتار ہوا ہزیمت انکی شامل حال ہوئی اسوقت فردوس مکانی نے اُسے ازاد کیا اور جب دوسری مرتبہ صدر رفتہ ہوا مقتول ہوا اسکے بعد ولایت خسرو شاہ کی اوزبکوں کے تصرف میں آئی مردم بدخشان نے جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور ہر ایک گوشہ میں ایک سردار پیدا ہوا اور زیر نام ایک شخص کہ ساتھ راعی کے ملقب تھا قوی تر سب سے ہوا جان میرزا باتفاق والدہ کلان شاہ بیگم کے کہ وہ بدخشان کے شاہان قدیم کی نسل سے تھی اُس ملک کی طبع میں پڑا اور بادشاہ سے رخصت لیکر اُس طرف روانہ ہوا شاہ بیگم بدخشان کے اطراف میں پہنچی جان میرزا کو پیشتر زیر راعی کے رو برو بھیجا اور خود آہستہ پیچھے جاتی تھی ناگاہ لشکر میرزا بابا بکر کا شغری داو چا کر ہوا شاہ بیگم کو گرفتار کر کے میرزا بابا بکر کے پاس لیگئے اور جب جان میرزا زیر راعی کے مقابل ہوا زیادہ ایک نفر سے اُسکے نزدیک چھوڑا ماند محبوبوں کے نگاہ رکھا اور یوسف علی کو کلتاش نے کہ جان میرزا کا نوکر قدیم تھا سترہ آدمیوں سے رات کے وقت زیر راعی پر تاخت لاکر اسے قتل کیا اور جان میرزا کو بادشاہی پر مقرر کیا اور واقعات بابر ہی میں رقم ہیں کہ بدخشان کے بادشاہ قدیم کہ شاہ بیگم انکی نسل سے تھی اپنا نسب ساتھ سکندر فیلقوس کے پہنچاتے تھے اور اُسے نو سو سولہ ہجری میں

جو درمیان مملکت شاہ اسماعیل صفوی بادشاہ ایران اور شیبانی خان کے فاصلہ تھا اور ایک تعرض سرحد قزلباش تھے تھے شاہ اسماعیل صفوی نے اپنی کوشیبانی خان کے روبرو بھگوانہ لکھا کہ باتھ تعرض دامن مملکت عراق سے کوتاہ کرے اور یہ بیت اس میں درج کی بیت نہال دوستی نشان کہ کام دل بہار آروہ و زینت دشمنی برکن کہ سرخ بیشمار آرد۔ شیبانی خان نے درجواب لکھا کہ دعوی سلطنت اور معارضہ بادشاہوں کے ساتھ اس شخص کو پہنچتا ہو کہ پاپ اور دادا جیکے بادشاہی کرتے رہے ہیں اور ساتھ خویشی کے تیرے تین کہ اتنی تو نیلو دعوی خلافت کرنا معنی نہیں لکھتا اور بھی اس وقت سلطنت ساتھ تیرے پہنچتی ہے کہ مثل میرے کوئی بادشاہ دارش اقلیم سبہ درمیان میں نہ موصوع کہ اسے گوشہ نشینی تو حافظا حروش ہے اور عسا اور ایک کجکولی تحفہ بھیجا کہ میراث تیرے باپ کا اور کام تیرا یہ بیت نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست ترا از زندہ جواکان معاودت مند پندیر دانا راہ اور اگر قدم اپنی حد سے باہر کیا سر اپنے سے اندیشہ کہ بیت عروس ملک کے درکنار گیر چست ہے کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زندہ شاہ اسماعیل نے درجواب تحریر کیا کہ اگر سلطنت میراث ہوتی پیشدادیوں سے کیا ان کو نہ پہنچتی اور ساتھ خلیفہ خان کے منتقل نہ ہوتی تھے کہاں سے پہنچتی اور یہ کہ تو نے لکھا ہے بیت عروس ملک کے درکنار گیر چست ہے کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زندہ پیرا ہی قول یہی موصوع جانان سخن از زبان ماسیکوئی ہے اب میں تھے سمجھا اگر جنگ کو باہر آویگا اور باتین حرب گاہ میں مجھے کوٹکا اور جو تین یہ چہرہ اور نکلا کہ میں نے تیرے پاس بھیجی ہے اپنے روبرو کہ اور ایسے کام کی طرف رجوع ہو کہ تیرے لائی ہو فردس تجربہ کر دیم و دین دیر مکافات ہے بالک بنی ہر کہ در افتادہ اقلادہ اور نامہ کے متعاقب شاہ اسماعیل صفوی بھی روانہ ہوا اور حکام اوزبک کو ممالک خراسان سے نکال کر قزلباش کی سی مقام میں باگ شیدیز غرمت کی نہ موڑی اس عرصہ میں شیبانی خان نے اول صلاح جنگ میں نہ دیکھی قلعہ مرد میں متحصن ہوا اور آخر کو جب کتاب شاہ اسماعیل صفوی کے متضمن سرزنش بسیار مہنی ملاست بشمار پہنچی خلایق سے شرمندہ ہو کر باہر آیا اور مصاف کر کے منہزم ہوا اور مع پانسو آدمی کے کہ وہ سب سلاطین اور ارازمزادے تھے چار دیواری میں کہ راہ باہر جانے کی نہ رکھتے تھے داخل ہوا اور قزلباشوں نے تعاقب کر کے شیبانی خان کو مع حامی ملو سلاطین قتل کیا اس وقت جان میرزا نے فیض بخشا نہیں فردوس کی کوسچہ خود قندز کی طرف گیا اور لکھا کہ فرصت غنیمت ہے جلد تشریف اس طرف ازرائی فرما جائے اور مملکت موردی یعنی فرغانہ وغیرہ پرتصرف ہو جائے وہ حضرت تعجیل سے نو سو ستر ہجری میں حصا کی طرف گئے اور باتفاق میرزا جان آب امویر سے عبور کر کے حصار کے حوالی میں پہنچے لیکن اوزبک اس مقام کو مضبوط رکھتے تھے کچھ کام پیش رفت نہ کیا بادشاہ قندز میں آئے اس وقت خانزادہ یکم ہمشیر سردوس مکل کی سر قند کے محاصرہ میں شیبانی خان کے ہاتھ آئی تھی اور وہ اپنے عقد نکاح میں لایا تھا شاہ اسماعیل صفوی کے اسکو مرو سے باعرا از تمام قندز میں بھیجا آنحضرت نے جان میرزا کو مع تحفہ و نفائس شاہ اسماعیل صفوی کے پاس ہرات میں بھیجا کہ طلب کی اور خود حصار کی طرف روانہ ہوئے اور جو سلاطین اوزبک خشک میں کہ اب ساتھ قرشی کے مشورہ ہر اجماع رکھتے تھے انکی جنگ میں صرف نہ دیکھا جاہا سے قلب میں در آیا اور چند عرصہ میں جب جمیت ہم پہنچی اور ایک قوت پیدا ہوئی ہمراہ انکے جنگ کر کے غالب ہوا اور حمزہ سلطان اور مہدی سلطان کا سیر ہوتے تھے قتل ہوئے اور بادشاہ نے جان میرزا کو کہ اس دن جان سپاری کی تھی سر فرما فرمایا اور اس درمیان میں احمد سلطان اور صفوی علی و علی قلیخان استاجلو اور شاہرخ خان افشار شاہ اسماعیل صفوی کی طرف سے ملک کو پہنچے چنانچہ حصار از قندز اور سلطان

تصرف میں آیا اور جمعیت آنحضرت کی قریب ساٹھ ہزار کے پہونچی بخارا کی طرف عنان غنیمت معطوف فرمائی اور سلاطین و نیک
 مثل عبداللہ خان اور جانی بیگ سلطان کو پساکر کے بخارا پر تصرف ہوئے اور نصف ماہ رجب سنہ مذکور میں وہاں سے
 سمرقند تشریف لیگے تیسری مرتبہ خطبہ اور سدا اُس شہر کا اپنے نام جاری کیا اور اُس جگہ مقام کر کے ناصر میرزا کو کابل کی حکومت
 بتعین فرمایا اور لشکر شاہ اسماعیل صفوی کو بھی نہایت اعزاز اور احترام سے رخصت دیکر اٹھ بیٹھے تک اس بلدہ جنت نشان میں
 سر پر عیش و کامرانی میں مگن رہے اور جب لشکر بہمن نے رخصت سفر باندھا فصل بہار پہونچی اور یک نہ ترکستان کی طرف گئے تھے
 مع سپاہ آراستہ جلوہ گر ہوئے اور تیور سلطان کہ قائم مقام شیبانی خان ہوا تھا ہمراہ عبداللہ خان اور جانی بیگ سلطان کے
 بخارا کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہو اور فردوس مکانی انکسلا بھیجا کر کے بخارا کی طرف گرم عنان ہوئے اور سلاطین مذکور نے
 بخارا کے قریب جنگ کی اور آنحضرت شکست کھا کر بخارا میں آئے اور اوڑ بکون کے غلو سے دامن خیال توقف نہ پائی پھر
 سمرقند میں داخل ہوئے اور اُس بلدہ میں بھی آرام پس مندی حصار اور شادمان کی طرف گئے اور اسوقت خیمہ الثانی اصفہانی کہ
 سپہ سالار سپاہ قزلباش ہوا بقصد تسخیر بلخ اُس طرف آیا تھا فردوس مکانی نے اُس سے ملاقات کی اور ملک مورونی کی طرح
 پھر جائزین ہوئی القصہ خیمہ الثانی نے تھوڑی توجہ میں قلعہ فراش کو اوڑ بکون سے لیکر قتل عام کیا اور عدد قتل و مکار پندرہ ہزار
 پہونچی اور مولانا ثنائی از انجملہ تھا اور بعد اس فتح کے خیمہ الثانی نے نہایت عجب و نخت میں باتفاق فردوس مکانی قحداں
 کی طرف جا کر قلعہ کو محاصرہ کیا اور سلاطین اوڑ بکیہ بخارا سے بسا مان تمام قحداں میں آنکر جنگ میں مشغول ہوئے اور خیمہ الثانی
 کو مع اکثر لشکر قزلباش قتل کیا اور فردوس مکانی اپنی جمعیت لیکر حصار اور شادمان کی طرف متوجہ ہوئے اور امرائے محل کہ ہمراہ
 تھے میوفانی کر کے ایک شب کو آنحضرت پر بخون لائے آنحضرت نے عربان اوڑ بکر ہنہ نیمہ سے برآمد ہو کر عاقلانہ آبلو بارک
 حصار میں پہونچا یا اور وہ جماعت جو شہر کے لشکر گاہ میں تھی تاراج کر کے متفرق ہوئی فردوس مکانی پھر اُس خدو میں صلاح
 توقف نہ دیکر کابل میں آئے اور ناصر میرزا کو غنیمت کی حکومت دیکر سنہ ۹۲۴ھ نو سو چوبیس ہجری میں سواد کو جو کی طرف کہ ساتھ افغانان
 یوسف زئی کے تعلق رکھتا تھا گئے اور جب افغان نے اطاعت نہ کی ہزار افغان کو قتل کر کے اُنکے زن و فرزند اسیر کیے اور
 وہ ولایت خواجه کلان کو عنایت فرما کر مراجعت کی اور جب بادشاہ سکندر رودھی بادشاہ ہند فوت ہوا بادشاہ ابراہیم
 رودھی نائب مناسب آسکا ہوا امرائے افغان نے جو نہایت قوی تھے اتفاق برکمر باندھی جس طرح کہ اطاعت اسکی چاہیے تھی نہ کی
 اس سبب سے انتظام نے ملک ہند سے کنارہ قبول کیا فردوس مکانی فرخ پراکر عازم کشمیر نکلا ہند ہوئے اور بچار مرتبہ اس ملک پر
 جڑھائی کی پانچویں مرتبہ کو ہر مقصود ہاتھ میں لائے اور دارالملک دہلی کے شاہ ہوئے اول مرتبہ سنہ ۹۲۵ھ نو سو چوبیس ہجری میں دریائے
 سندھ کے کنارے تک کہ اسوقت ساتھ نیلاب کے شہر رکھتا ہی سوار ہوئے جس شخص نے سرطاعت سے پھیرا اسکے قتل قید میں
 قیام کیا اور آب نیلاب سے عبور کر کے بہرہ تک کہ برگنات معتبرہ پنجاب سے ہی گیا اور اس سبب سے کہ وہ حدود اکثر اوقات ولایت
 صاحبقران کے تصرف رہے تھے رعیت مطیع اور فرمانبردار ہوئی اور تاخت تاراج کے صدمہ سے امین ہوئی اور اسکے لشکر میں
 جلد چار لاکھ شاہزادی خزانہ میں داخل کیے فردوس مکانی نے ایلچی مولانا میرشد نام کو سلطان ابراہیم کے پاس بھیجا کہ پیغام
 دیا کہ جو وہ دلائی اکثر اوقات صاحبقران کی اولاد اور دولت مند ہوں گے تصرف میں تھی اب بھی بہرہ کو مع توابع اور لواحق
 اس طرف چھوڑیں تو دوسری دلائیوں میں تمہاری تعرض نہ ہوئے اسوقت خبر تولد فرزند کی آنحضرت کو پہونچی جو تسخیر ہند
 پیش نہاد ہمت تھی موسوم ساتھ ہندال میرزا کے کیا اور اُس دلائی کو آب پنجاب تک سین بیگ انگہ کے سپرد فرما کر جو وہ

لکھنؤ کی ولایت کی سمت متوجہ ہوئے اور ہاتھی لکھتے قلعہ پر ہالہ میں پہنچے۔ یہاں پر رایت مجاہدہ بلند کیا اور آخر کو ایک دن قلعہ سے پرآمد ہو کر اس مقام میں کہ محل تردد زیادہ ایک سوار سے نہ تھا جنگ میں ایستادہ ہوا و دست بیگ کے ہاتھ سے کہ سردار آنحضرت کا تھا شکست پائی اور جو فرصت قلعہ کے داخل ہونے کی نہ پائی گوہستان کی طرف بھاگا اور قلعہ مع خزانہ اور دینہ بادشاہ کے تصرف میں آیا اور ولایت بہرہ اور سندھ کے بایئین کی محمد علی جنگ کے سپرد کر کے کابل کی طرف مراجعت فرمائی اور دوسری مرتبہ اوّل ۹۲۰ھ نو سو پچیس ہجری میں بقصد تسخیر لاہور استعداد کر کے کابل سے روانہ ہونے اور اٹھارے راہ میں تادیب الوس یوسف زئی کی فرض جانکراخت و تاراج کیا اور زراعت بھی اُسکی یا مال و خرابی کی اور جب پشاور میں پہونچا قلعہ کو تعمیر کر کے آب سندھ سے عبور کیا چاہتا تھا ناگاہ خبر آئی کہ سلطان سعید کا شہر سے متوجہ تسخیر بدخشان و اس واسطے غریمت لاہور فتح کر کے میرزا محمد سلطان ابن سلطان اولیس بالقرائے بن منصور بن عمر شیخ بن امیر تیمور رضا حقراں کو مع چار ہزار سوار لاہور میں تامل فرمایا اور خود کابل کی طرف متوجہ ہوا اور جب اٹھارے راہ میں خبر سلطان سعید کے بازگشت کی پہونچی فردوس مکانی نے نماظر جمع افغانان نہر خیال کے سر پر کہ وہ نہر فی میں مبادرت کرتے تھے تاخت کر کے ہلاک کیا اور غنیمت بہت سپاہ کے ہاتھ آئی پھر کابل کی طرف روانہ ہوئے اور تیسری مرتبہ بسعادت و اقبال بن کی طرف متوجہ فرمائی اور ہر منزل میں افغانوں کی جستجو کرتے تھے اور جو دستیاب ہوتا تھا اُسے تہنید و تادیب فرماتے تھے غرض کہ سب لکھنؤ میں نزول اقبال اور حلول اجلال فرمایا اور وہاں کے باشندوں نے بجز تمام امان چاہی اور جان مال و ناموس سے محفوظ ہوئے لیکن جو وقت کہ رایت اڑدیا بیکر آنحضرت نے پرگنہ سید پور بڑیل و صول ڈالا وہاں کے لوگوں نے اول نامساعدت بخت سے نشان مخالفت کا بلند کیا اور تیغ اہل جنتائی نے اُنکی سرافشائی کی اور کچھ اثر آدم اور آبادی سے چھوڑا و تیس ہزار لونڈی غلام اردو میں بہم پہونچے اور غنائم شہا سے بہر تھی اور مقدم کفار سید پور کا کہ امرائے افغان سے متفق تھا مال نہوتا تھا دستیاب کر کے علف تیغ سیاست کیا اور پھر کابل کی طرف تشریف لیگے اور بعد چند عرصہ کے قندھار کی تسخیر کو نہضت فرمائی اور اُس قلعہ کو محاصرہ فرمایا اسوقت میرزا کی خبر وقات پہونچی فردوس مکانی نے شہزادہ محمد ہایون کو بدخشان کی حکومت پر بھیجا اور خود بدولت و اقبال تمام گرم سیر کو تخت و تصرف میں در لائے اور آندون میں خراسان ساتھ شہزادہ طہاسب آملیق امیر خان کے مقرر تھا اسواسطے شہزادہ اور خون نے ایلمی بھیج کر شہزادہ کی نسبت طہار طاعت کی اور امیر خان نے مقام امداد میں ہو کر فردوس مکانی سے التماس ترک محاصرہ کی آنحضرت نے قبول نہ کر کے تین برس تک قلعہ کے محاصرہ سے ہاتھ باز نہ رکھا اور شاہ بیگ جرمطلق ہو کر بیکر کی طرف کہ توجہ سندھ سے ہی بھاگا اور قندھار مع مضافات ۹۲۰ھ نو سو اٹھائیس ہجری میں خورہ دیوان بابری میں آیا اور شہزادہ کامران میرزا کو غنایت ہوا اور آندون میں دولت خان لودھی نے بادشاہ ابراہیم سے متوہم ہو کر اپنے آدمی معتمد فردوس مکانی کے پاس کابل میں بھیجے اور طلب قدم کر کے حد سے زیادہ اخلاص و رد و تلخواہی اظہار کی اور وہ حضرت چوتھی مرتبہ ۹۲۰ھ نو سو تیس ہجری میں قدم مبارک کابل دولت میں ڈال کر کوچ پر کوچ لکھنؤ کے درمیان سے قطع مسافت فرما کر شہ لاہور کے چٹا کوس ادھر آئے جہاز خان و مبارک خان لودھی اور بھگن خان لودھی کہ امرائے پنجاب سے تھے ایک حشر برپا کر کے لشکر طفر قرین کی طرف متوجہ ہوئے اور آتش حرب افروختہ کر کے بعد کوشش کوشش بہت کے شکست پاکر متعزم ہوئے فردوس مکانی مظفر و منصور ہو کر بلدہ لاہور میں داخل ہوئے عیساکہ رسم و دستور جنگیز و ن کاہی بازار و ن کو فال و شگون کے واسطے آگ دیکر چلایا اور تین چاروں کے بعد قلعہ دیپالپور پر چڑھائی کی اور اسکو بھی سر کر کے وہاں کے اہالیوں کو قتل عام فرمایا اور دولٹخان لودھی کہ بادشاہ ابراہیم سے باغی ہو کر ملو چوٹکے

درمیان رہتا تھا اس فتح کے بعد اپنی اولاد سمیعون علی خان وغازی خان ورولاور خان کے ہمراہ دیپالپور میں آنکر ملازمت
 آنحضرت صلی کی اور جالندار اور سلطانپور کے سوا اور بھی پرگنہ جاگیر پائے اور امرائے کلاں کے سلک میں منتظم ہوا اور مردم فقہ اور سالنوردہ
 سے میں نے سنا ہے کہ یہ دولت خان اس دولت خان لودھی کی نسل سے ہے جو کہ جسے سلسلہ آٹھ سو سولہ ہجری میں چند مدت
 دہلی کی بادشاہی کی تھی القصبہ دولت خان نے کہا تھا کہ میں اسمعیل جلوانی اور بلین جلوانی اور دوسرے افغان پنجاب کی فراہم ہوئے
 ہیں اگر فوج اس طرف جا کر انکو متفرق اور پریشان کرے نہایت النیب ہوا آنحضرت نے یہ بات قبول فرمائی اور افواج بھیجے کہ تہیہ کیا اس
 وقت اسکے چھوٹے بیٹے دلاور خان نے از روئے خلاص عرض اقدس میں پہونچا کہ میرے باپ ورجائی غازی خان مکر فریب سے
 چاہتے ہیں کہ لشکر کو حضرت سے دور کریں و فریب دیکر نقش غلی جلیلیں آنحضرت نے بعد تحقیق انھیں دولت خاں کو قید کیا اور آب
 شیح سے عبور کر کے نئے شہر میں نزول اجمال فرمایا اور چند عرصہ کے بعد دونوں کے گناہ معاف فرمائے اور قصبہ سلطانپور بنالیا ہوا
 اسی دولت خان کاہو اور وطن بھی اسکا تھا اسکی جاگیر میں مقرر ہوا اسصورت میں باپ بیٹے جب سلطان پور میں پہونچے اہل
 عیال اپنے لیکر کوہ لاہور کے دامن میں درائے فردوس مکانی نے دلاور خان کو خطاب خانخانی فرما کر دونوں کی جاگیر نہا ساتھ اسکے مقرر
 رکھی اور دولت خان کے واسطے اس سال سرہند سے لاہور کی طرف مراجعت کی اور لاہور کی داروغگی میر عبدالعزیز امیر خوار کو مقرر
 فرمائی سیال کوٹ خسرو کو کلتاش اور دیپالپور بابقشقہ منغل کے سلطان علاء الدین لودھی نے اس عرصہ میں شرف خدمت
 حاصل کیا تھا فیوض فرمایا اور کلاں کو ساتھ محمد علی خٹک جنگ کے سپرد کر کے عنان مساوت کابل کی طرف معطوف کی اور
 آنحضرت کی غیبت میں دولت خان اور غازی خان نے حیلہ اور مکر سے دلاور خان مخاطب خانخانا کو دستیاں بک کر کے اسکے
 پانوں زنجیر میں یکم اور لشکر حرار سے دیپالپور کی طرف جا کر فیروز پور میں سلطان علاء الدین اور بابقشقہ منغل سے لڑے
 اور انھیں شکست دیکر دیپالپور پر قابض ہوئے سلطان علاء الدین لودھی کابل کی طرف اور بابقشقہ منغل لاہور میں گیا
 اور دولت خان نے پانچ ہزار سوار افغان شہزادی استخلاص کیو واسطے سیال کوٹ میں تعین کیے اور میر عبدالعزیز خوار اور امرائے
 لاہور نے اس امر سے آگاہی پائی اور خسرو کو کلتاش کی کمک کو گئے اور افغانوں کے لشکر کو شکست فاحش دیکر خضر و منصوبہ
 ہو کر لاہور میں آئے اور اس درمیان میں ایک لشکر بادشاہ ابراہیم لودھی کی طرف سے دولت خان اور غازی خان کے
 تدارک کو نامزد ہوا تھا حوالی سرہند میں پہونچا اور دولت خان کو پھر فرصت امرائے منغل کی مزاحمت کی نہوئی مقابلہ
 اور مقابلہ سپاہ بادشاہ ابراہیم لودھی میں روانہ ہوا اور پچو ارہ میں اس لشکر کے مقابل فروکش ہوا سپہ سالار لشکر کو
 جس طور سے ممکن ہو سکا اپنا شہر یک کیا امر اس معنی کو سمجھ کر سر لشکر کے بے اطلاع ادھی رات کو کوچ کر کے بادشاہ ابراہیم کو
 پاس گئے متعارف اس حال کے سلطان علاء الدین لودھی کہ کابل کی طرف گیا تھا لاہور میں آنکر فرمان امرائے منغل کے نام
 اس مضمون کا لایا کہ امداد سلطان لودھی کی کر کے دہلی میں جاوین اور تسخیر کر کے ساتھ اسکے سپرد کریں و تختان اور غازی خان
 اس مضمون کو دل میں لا کر آدمی امر سے فردوس مکانی کے پاس بھیج کر بولے کہ سلطان علاء الدین لودھی ہمارا شہزادہ ہے اور ہماری
 غرض یہ ہے کہ وہ بادشاہ افغانوں کا ہو دے پھر اسے تم ہمارے پاس بھیج تو سر پر دہلی پر بٹھا کر یہ مملکت سرہند کی فردوس مکانی
 کے تعلق اور تصرف میں رکھتا رہے اس مقدمہ میں جب دولت خان اور غازی خان نے قسین مغلطہ کھاتین اور عہد کیا اور ایک
 عہد نامہ بہر قضا اور اکابر و دست کر کے بھیجا امرائے لاہور نے اتفاق کر کے سلطان علاء الدین لودھی کو غازی خان کے پلس
 بھیجا غازی خان نے اسے فوز عظیم جانکر اپنے بھائیوں کو مع اور امرائے افغانان اسکے ہمراہ کر کے دہلی میں روانہ کیا اور خود

باقضائے وقت پنجاب میں رہا اور سلطان علاء الدین لودھی بادشاہ ابراہیم لودھی سے جنگ کر کے منہزم اور شکستور
پریشان اور بد حال ہوا اور پنجاب کی طرف آیا غازی خان قنص ۶۰۰ کر کے بالشکر مستعد و جوار کھانا بین گیا اور محمد علی خنگ
جنگ تاب مقاومت نہ لاکر کھلا نور سے لاہور کی طرف آیا اور غازی خان نے کاناو پر قبضہ کر کے بیرسرور میں مقام کیا اور جب فردوس
مکانی کی خبر تو جھٹنی وہاں سے پراگندہ ہو کر ملوٹ میں گیا اور جانیوں اور آدمیوں کو وہاں چھوڑ کر خود اسن کو وہ میں
در آیا اور وہاں سے دہلی میں جا کر بادشاہ ابراہیم لودھی کو دیکھا اور وہ وہاں یہاں تک رہا کہ جنگ فردوس مکانی اور
بادشاہ ابراہیم میں قتل ہوا اور فردوس مکانی نے موسم بہار میں شہر کابل میں بزم نشاط آراستہ کی اور جب تک اُس بلدہ
فردوس قرین میں رونق افزا رہا صبح و شام میگلنگ کی شراب اور خوبان سیم اندام کی صحبت اور بجالستین اشتغال فرمایا
نظم جو معشوق و گلزار جوانی بہ ازین خوشتر ہوا شد زندگانی بہ نہادہ بریکے کف ساغل بہ گرفتہ ورد گرفتہ دستہ گل بہ
جان اینست و این خود در جان نیست بہ و گر بہست این عجب جز بیک زمان نیست بہ القصہ آنحضرت نے بعد انقضای فصل بہار
بساط نشاط اٹھائی جب خیر علاء الدین لودھی کی شکست اور نالافتی غازی خان اور افغانان لودھی کی یاد کی بہت دلائمت
انکے دفع یقین فرمائی یا پچوین مرتبہ روز جمعہ ۱۰ ماہ صفر ۹۳۲ھ نو سو تیس ہجری میں خیر البشر علیہ وعلیٰ الصلوٰۃ اللہ الملک الاکبر کی
ہزایت ازلی اور عنایت لم یزلی سے کابل سے کوچ کر کے قریہ یعقوب میں خیام سپہر احتشام برپا کیے اسوقت خواجہ سید علی بن
لاہور نے ایک خزانہ کہ محصول خالصات سے ارسال کیا تھا پونجا اور شہزادہ محمد ہایون نے بھی بدخشان سے انکر استان بدر
والا گہر کی سعادت حاصل کی اور لشکر خوب ہمارہ لایا اور خواجہ کلان بیگ بھی کہ عظمائے ارکان دولت سے تھا غنیمت سے آکر
شرف یاب حضور سعادت دستور ہوا اسکے بعد فردوس مکانی نے جشن عظیم آراستہ کر کے ہر ایک ملازمان درگاہ کو قسام
احسان سے خوش دل کیا اور لاہور کی طرف سوار ہوئے اثنا سے راہ میں گینڈے کے تنکار میں توجہ فرمائی بہادران
سیستان اور بدخشان اور جوانان تو اس قدر خراسان نے کہ صفت گینڈے کی منی تھی اور انکھو نے نہ دیکھا تھا از رے
ذوق میدان میں آنکر چند گینڈے زندہ گرفتار کیے اور کتنوں کو ہلاک کیا اور آنحضرت نے ماہ ربیع الاول کی پہلی تاریخ کو اپنے
سے چھوڑ کیا اور بخشیان غلام نے سپاہیان خاصہ اور سپاہ امر اور منصبداروں کا شمار کیا دس ہزار آدمی قلم بند ہوئے و آج بھٹ
سے عبور کر کے جب سیال کوٹ میں پہونچے سلطان علاء الدین لودھی پھر مجلس حضور میں آیا اور آنحضرت نے قیام تام کیا اور اسکی
نظروں میں ایک دقراور ایک شبکت ظاہر ہوئی اور محمد علی خنگ جنگل و خواجہ حسین شرف دیوان نے بھی وہاں نقد شرف حصول
خدمت حاصل کیا دولت خان اور غازی خان کہ حسب ظاہر آپ کو سر جلدہ ذکران بادشاہ ابراہیم سے شمار کرتے تھے چالیس ہزار
سوار لیکر آب راوی کے کنارے اور لاہور کے قریب فراہم ہوئے اور جب بادشاہ کے قریب پہونچے سے خبر پائی بہت دباہور
بلا جنگ تفرق ہوئے دولت خان مع اپنے بڑے بیٹے علی جان کے قلعہ ملوٹ میں در آیا اور غازی خان کوہ پایہ کی طرف بھاگا
اور فردوس مکانی نے قلعہ ملوٹ کے قریب جا کر محاصرہ کیا اور دولت خان نے امان کے سوا معرپنا نہ کیا قلعہ سے بہ آمد ہو کر امانت
میں پہونچا اور قبل اسکے دولت خان آنحضرت کے غم رزم میں دو تلوارین حایل کر کے زبان لاف و گداز میں کھولتا تھا اس
واسطے ملازمان شاہی نے دونوں تلوارین اسکی گردن میں لٹکانیں اور حضور صی خدمت میں جب و زانو بیٹھے میں تعلق کرتا تھا
ہاتھ اسکی گردن میں ڈالکر خواہی خواہی دونوں بیٹھنے کی تاکید فرماتے تھے اور ہر چند فردوس مکانی اس سے جبرین ہتفسا
فرماتے تھے غلبہ خوف سے وہ قدرت کلم پر نہ کھتا تھا اور باوجود اسکے تمام گناہ اسکے معاف ہوتے تھے اور آنحضرت نے اپنے قریب جلدی

قلم غصو اسکے دفتر چرائم رکھینا اور جب عوم الناس نے قلعہ پر هجوم لاکر تاراجی شروع کی اور امر کی ممانعت سے ممنوع نہوا
آنحضرت نے پنے افغانوں کے حفظ ناموس کے واسطے سوار ہو کر چند تیراکی طرف ڈالے اتفاقاً ایک تیر قتل پر ایک مروج معتر
شہزادہ ہمایون کے آیا خلافت متنبہ ہوئی اور اہل و عیال افغانوں کے قلعہ سے سلامت نکلی فرودس مکانی قلعہ میں داخل
ہوئے اور اموال و جواہر اور تحفہ نصیب سے اس قدر غلظت منہوتے تھے کہ غازی خان کے کتب خانہ کے ملنے سے خوشدل
ہوئے کس واسطے کہ غازی خان علم سے بہرہ کامل رکھتا تھا اور شعر و خوب سمجھتا تھا اسلئے ہر قسم کی کتابیں نفیس محکم و خوشنوع
کی تحین القصہ بعضی انہیں سے اپنی ذات خاص کے واسطے لکھا رکھیں اور کچھ شہزادہ محمد ہمایون کو دیکر باقی شہزادہ کامران پڑا
کے واسطے کابل کی طرف بھیجیں اور دوسرے دن وہاں سے کوچ کر کے غازی خان کے تعاقب میں روانہ ہوا اور خان خانان ہلاک
غازی خان فرصت پا کر مجلس سے برآمد ہوا اور آنحضرت کے رو بہ و انکر عنایت کو ناگوں سے متوجہ اور مسرور ہوا اور جو قومی
لگے بڑھ کر پیں ویش غازی خان کے اردو پر تاخت لاتے تھے اور کسی مقام میں اسے چین نہ لینے دیتے تھے بادشاہ ابراہیم
لودھی کے رو بہو گیا اور دولت خان لودھی انہیں و فون میں قضاے الہی سے فوت ہوا اور فرودس مکانی نے جب لشکر
افغانوں کو زبون اور اپنے صاحب مالک سے مقام تفاق میں دیکھا ہاں تمام ممالک ہندوستانی تسخیر کا ہو کو ملی کی طرف متوجہ
ہوا اور شاہ عباد الملک شیرازی مولانا محمد مذہب اور خان خانان سلطان ابراہیم کی طرف سے آئے اور عرض کیا کہ شہنشاہ نے
کی ترغیب و تحریک میں تحین گذرا ہیں اور جب آنحضرت نے آب مکہ کے کنارے نزول کیا سمع مبارک میں پہونچا کہ حیدر خان
حاکم حصار فروزہ کی طرف سے مع لشکر اس نواح کے سر راہ آتا ہی لہذا حکم حکم کے موافق شہزادہ ہمایون مع تمامی مروج مثل خواجگان
اور سلطان محمد دولہی اور جان بیگ اور خسرو بیگ اور بہند بیگ اور عبدالعزیز اور محمد علی تنگ جنگ وغیرہ آسکے دفع
کے واسطے متوجہ ہوا اور جنگ کے بعد حیدر خان کو مغرور کر کے غفلت اور منہو رہا پ کی خدمت میں آیا اور جودہ اول جنگ شہزادہ
والا قدر کی تھی آسکے صلہ میں حصار فروزہ اور جاگیر بالند رہائی اور انہیں و دہین روز میں افغان جلوانی نے کہ امر سے
سلطان ابراہیم سے تھے مع دو تین ہزار سوار اردو سے با بری میں پیوستہ ہو کر اظہار اخلاص اور دولتخواہی کی اور جب
شاہ آباد کی دو منزل پر اردو جہاں پہونچا خبر آئی کہ سلطان ابراہیم مع لشکر گران سنگ جنگ دہلی کے آہنگ میں برآمد
ہو کر اس طرف متوجہ ہو اور داؤد خان اور عاتق خان ستائیس ہزار سوار سے تین چار کوس اردو کے آگے روان ہیں فرودس مکانی
نے حسین تیمور سلطان اور مہدی خواجہ اور محمد سلطان میرزا اور عادل سلطان میرزا کو مع تمام آدمیوں کے کہ سلطان حیدر برلاس
اور شاہ حسین برلاس از انجملہ تھے دشمن کے مقدمہ پر تھیں کیے اور یہ طلوع صبح کے وقت فینم پہونچے اور جنگ عظیم کر کے انکو
سر دست آگے سے پسپا کیا سچ ہی سمیت چوشہ راجت ہاشد یار و رہبر بد سپاہش جادوان گرد و نظر بد اور عاتق خان آگیا
اور جماعت کثیر دستگیر ہوئی اور سات ہاتھی نامی اور جنگی دستیاب ہوئے پھر اس لشکر نے بھی فتح و فیروزی سے باز گشت
کی بادشاہ نے اور دن کی عبرت کے واسطے تمام اسیر دن کو با تواع عقوبت قتل کیا اور اس منزل میں کہ امر فتح کر آئے تھے
چودن مقام کیا اور استاد علی قلی کو حکم فرمایا کہ راہون کو لہر زرم ایک دوسرے کو ریمان خام گام سے استوار باندھ کر پانچے
تو جی کے واسطے حصار کر بن اسوقت عدد لشکر سلطان ابراہیم لاکھ سوار سے کم نہ تھا اور ایک ہزار فیل جنگی ہوا تھا فرودس مکانی
کی سپاہ بارہ ہزار سے زیادہ نہ تھی اور پانچ ہزار مرہٹوں کے طور بارہو سے بادشاہ ابراہیم پگئے اور جو فینم واقع تھا
کچھ کام اور مدیر بن پٹی پٹے آگے اور سلطان ابراہیم نے دلیرانہ کوفان کو آگے کیا اور قبیل جسے پانی پت کی طرف روانہ ہوئے

خردوس مکانی یہ خبر سنکر برانغار اور برانغار کو راستہ کر کے بسرعت روانہ ہوئے بانی پت کے آگے چڑھ کر اس پر لشکر خصم کے مقابل
 فروکش ہوئے سلطان ابراہیم نے یہ خبر سنکر اسی دن نزل کیا اور دوسرے دن کہ روز جمعہ اور شہر رجب کی پون
 تاریخ تھی افغان جنگ پر آمادہ ہو کر بانی پت کی طرف متوجہ ہوئے اور خردوس مکانی نے برانغار شاہزادہ ہمایون اور خواجہ
 کلان بیگ اور سلطان محمد دولہی اور ہند بیگ اور دلی بیگ خازن اور سیر قلی سیستانی کے سپرد فرمائی برانغار پر محمد سلطان بیگ
 اور مہدی خواجہ اور خازی سلطان اور جیند برلاس کو مقرر فرمایا اور مہینہ چہین تیسرے سلطان اور میرزا مہدی کو کلتاش اور شاہ منصور
 اور دوسرے امراتین ہوتے اور مہینہ چہین خلیفہ اور تردی بیگ اور محب علی خلیفہ اور دوسرے سرداروں نے قیام کیا اور
 خسرو کلتاش اور محمد علی خٹک جنگ میرزا سلیمان بن خان میرزا ہرادل کے ہمراہ ہوئے اور عبدالعزیز امیر آخوڑ بعضوں کے
 ہاتھ پوستہ ہوئے اور دلی قراول اور برانغارین اور قراقرزی بہادر اور اوج برانغارین مقرر ہوئے اور ملک قاسم تیو لقمہ برانغار
 بہادر علی بہادر تیو لقمہ برانغار پر معین ہوئے اور سلطان ابراہیم کی جب افواج معرکہ میں آئی اور جیسے کہ رسم ہند یون
 کی ہی برق کی طرح حملہ آور ہوئے اور جب وقت کہ قریب گئے شبانی میں انکے فرقہ آگیا پھر مردم تیو لقمہ دست راست و چپ سے
 گھوڑوں کو چمکا کر ٹانگوں کے پس پشت آئے اور افواج ہمینہ اور میسر بھی حملہ کر کے جنگ میں مشغول ہوئی اور ایک جماعت قتل
 سے برانغار اور برانغار کی مدد کو گئی اور بہرون چڑھے سے دوہر تک تو جنگ نے گرمی قبول کی اور حرب ضرب کے بازائے دینی
 پکڑی نظم پر آمد فروخیدن گیر و دار بہ در آمد نہار از ان روزگار بہ زخون طان خاک آغشته شدہ تو لغتی زمین ارغوان گشتہ شدہ
 طاقت الامر قادر علی الاطلاق کے حکم سے بادشاہ ابراہیم لودھی مع پانچ یا چھ ہزار سوار کے میدان جافستان میں قتل ہوا نیم فتح
 و نظر خردوس مکانی کے رایت کے پرچم پر چلی اور جو اب تک بادشاہ ابراہیم کا قتل شخص اور دریافت نہوا تھا لشکر منصور نے
 سپاہ قہور کا بیجا کر کے افغانوں کی قتل میں تقصیر و تاخیر کی اور خیل خیل ہاتھی دستياب کیے خردوس مکانی جنگ گاہ سے
 پیشتر روانہ ہوئے بادشاہ ابراہیم کے اردو اور اناٹہ کی سیر کرتے تھے اور آب خون کے کنارے نزل جلال فرمایا اور اس
 مقام میں سلطان ابراہیم لودھی کا سرکہ مقتولان معرکہ کے درمیان سے لاتے تھے نظر مبارک میں گذرانا اور از روی ہدایت
 صبح اُس روز تمام معرکہ اور تعاقب کے وقت سولہ ہزار و افغانان نے شربت فنا چکھا اور ہند یون کی تقریر سے بچاں نزار
 آدمیوں نے جامات کا نوش کیا انہیں پانچ ہزار و ایک مقام میں سلطان ابراہیم کے قریب قتل ہوئے تھے اور شاہزادہ محمد ہمایون اور
 خواجہ کلان اور شاہ منصور اور دلی خازن و سیر قلی خزانہ کے ضبط کے واسطے آگے کی طرف روانہ ہوئے اور محمد سلطان میرزا
 اور مہدی خواجہ اور سلطان جیند برلاس اموال کے محافظت کے واسطے دہلی گئے اور خردوس مکانی بھی پیچھے سے شنبہ کے دن
 رجب کی بارہویں تاریخ کو دہلی میں تشریف لائے چنانچہ بروز جمعہ فوج زمین صدر نے منبر پر جا کر خطبہ بنام نامی اس بادشاہ
 کشور کشاکش کے پڑھا اور آنحضرت نے سر قلمہ اور تفرج عمارات شہر کے زیارت قبور شہنشاہ اسلام اور سلاطین با احترام کی
 بجالائے اسکے بعد آگرہ کی طرف سوار ہوئے اور جمعہ کے دن با یسویں ماہ مذکورہ السلطنت آگرہ میں نزل ہوا اور قلعہ آگرہ
 کی سیڑ کی عزیمت کر تشریف میں بادشاہ ابراہیم کے لوگوں کے تھا ہونی بکرماجیت راجہ گوالیار کہ بادشاہ ابراہیم کے ہمراہ تھا
 جنگ میں مارا گیا اور اسکے آدمی نے جو قلعہ آگرہ میں تھا شاہزادہ ہمایون کو ایک الماس وزن آٹھ شقال کے کہ خسروانہ
 سلطان علاء الدین خلجی مالوہی سے دست بدست انگوٹھ چھوٹا تھا اور جو ہر یون نے قیمت اسکی نصف خراج مکر وہ
 تمامی راج مسکون کی شخص کی تھی پیشکش کیا اور شاہزادہ محمد ہمایون نے اسکو بادشاہ کی تذر کیا آنحضرت نے قتل فرما کر

شاہزادہ کو بخشا اور اہل مصارغہ نے کہ داؤد گرائی اور فیروز خان سوراہ سلطان ابراہیم کی والدہ از انجملہ تھے جان مال کی طلب کی اور پانچویں دن قلعہ کو تفویض کیا اور واقعات بابر ہی میں لکھا ہے کہ بعد حضرت رسالت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین بادشاہان اسلام نے ہندوستان میں انگریز غلبہ پایا ہے ایک سلطان محمود غزنوی نے کہ مدت مدید تک اس نے اور اسکی اولاد نے ہندوستان کی بادشاہی کی دوسرے سلطان شہاب الدین غوری اور اسکے کولایع نے سالہائے دراز تک اس دیا رہیں بادشاہی کی تیسرے میں ہوں لیکن میر کام ساتھ کلہاؤن بادشاہوں کے ہرگز مشابہت نہیں رکھتا کس واسطے کہ سلطان محمود تغیر ہندوستان کے وقت بادشاہ مادر النہر اور خوارزم اور خراسان تھا اور شمار اسکی افواج کا اگر دولاکھ نہ تھا تو ایک لاکھ سے زیادہ تھا اور تمامی ہندوستان میں اسوقت ایک بادشاہ نہ تھا ہر ایک دلایت میں ایک راجہ حکومت کرتا تھا اور سلطان شہاب الدین غوری اگرچہ بادشاہ خراسان نہ تھا لیکن اسکا بھائی سلطان غیاث الدین بادشاہ خراسان تھا اور وہ بھی ایک لاکھ اور بیس ہزار سوار سے ہندوستان میں آیا اور اسے سزا دی اور اسوقت بھی ہندوستان ملوک طوائف تھا اور میں اول مرتبہ کہ ہندوستان میں آیا ڈیڑھ ہزار زیادہ ہزاروں سے زیادہ رکھتا تھا اور دوسری مرتبہ بارہ ہزار آدمی میرے ہمراہ رکاب تھے اور میں حاکم بدخشان اور کابل اور قندھار کا تھا اور اس دلایت سے نصفی معتد بہ ساتھ میرے نہیں پہنچتا ہے اور نصفی دلایت اپنی ایسی تھیں کہ غنیم کی تزدیکی کے سبب مدد کی کو محتاج تھا اور ملک ہندوستان بہرہ سے بہارت تک نصرت میں افغان کے تھے اور حساب کے رو سے وہ دلایت گنجائش پانچ سو آدمی کی رکھتی تھی اور لشکر سلطان ابراہیم لودھی میں معرکہ کے دن لاکھ سوار تھے اور علاوہ اسکے ایک لاکھ فیل جٹی رکھتا تھا اور بادشاہ اس حال کے اور نہ یک غنیم کو پیچھے چھوڑ کر ساتھ ایسے غنیم شل بادشاہ ابراہیم لودھی کے کہ اس جمعیت میں تھا از روئے توکل میں لڑا اور شفقت میری ضائع نہ ہوئی ہندوستان مفتوح ہوا اور یہ سعادت میری ہی اور بہت سے مشاہدہ نہ ہوئی بلکہ میں عنایت اور کرم آئی جانتا ہوں اور فردوس مکانی انیسویں ماہ حجب کو شاہان ہند کے خزانوں اور وفینوں کے ملاحظہ کے واسطے گیا تین لاکھ اور پچاس ہزار روپیہ نقد اور ایک خسرانہ در بستہ ہمایون سیرنا کو مرحمت کیا اور محمد سلطان میرزا کو چار قبا اور پٹکے اور شیر مرغ اور دو لاکھ روپیہ اور فرمایا تمام میرزاؤں اور بیویوں اور مہاراجوں حاضر وغائب اور طلبہ بلکہ سوداگروں جمع مردم کو کہ اس سفر میں ہمراہ تھے علی قدر مراتب خزانہ سے حصہ پہنچایا اور اپنے عزیزوں اور آشناؤں کو سوغات خراسان اور بحر قزاق اور کاشغور و عراق میں بھیجے اور مکہ اور مدینہ اور کربلا میں معلے اور نجف اشرف مشہد مقدس اور اکثر مزارات متبرکہ میں زر کثیر ارسال رکھا اس حد و مکے متحصن کو خوشدل کیا اور واسطے ہر ایک مردم کابل مردوزن اور بندہ اور آزاد اور غریبوں کو وقفہ افزائی کے ایک شاہزادی کے ایک شفا نقرہ ہی سہ اسم ارسال فرما کر انہیں بھی خوشحال اور مخطوط فرمایا اور جو کچھ بادشاہوں نے سالہائے دراز میں فراہم اور اندوختہ کیا تھا ایک مجلس میں صرف کیا وجہ شہرت قلندر آحضرت کی تمام خلائق پر بردن اور میرین ہوئی اور جو ہندوستانی مغلوں سے ہراسان تھے اہل اہل میں نہ ہوئے جو شخص جہان تھا مضبوط ہو کر اسنے علم خالفت بلند کیا جیسا کہ قاسم خان سنہل میں اور علیخان قرطی میعات میں اور محمد زین دھول پور میں اور تاجران بن مبارک خان گوالیار میں اور حسین خان لوجانی راہری میں اور قطب خان اثاودہ میں اور عالم خان کالپی میں اور نظام خان بیانہ میں سالک مسلک بنیاد کے ہوئے اور آب گنگ کے آسرف جو اضلاع افغانان بزرگ مثل نصیر خان لوجانی اور معروف خان قرطی وغیرہ نصرت میں لاتے تھے اور سلطان ابراہیم کی بھی طاعت جمعی واجب ہو کر تھے چنانچہ نصیر خان لوجانی اور معروف خان قرطی ضرورت کی واسطے متفق ہوئے بہار خان لودھی اور یافان لودھی کو بہ سلطان محمد

ملقب کر کے اپنا حاکم کیا اور مع لشکر کثیر قنوج سے دو تین منزل اگر کچھ دور تھا تو مقام کہا تھا اس حال کے افغان بلوچی بھی فردوس مکاری سے روگردان ہو کر نکلے پاس گئے اور اہلی قریا اور صحاب ملکن سرخافت اٹھا کر رہنی میں مشغول ہوئے جیساکہ قوت آدمیوں کا اور عطف گھوڑوں کا دشواری سے دستیاب ہوتا تھا اور بھی اس سال ولایت ہوا ہندوستان حد اقل سے گزری آدمی بہت قوم مغل سے ہلاک ہوئے اس سبب خواجہ کلان درجیج امر نے اتفاق کر کے عرض میں پہنچایا کہ صلح و دولت کابل کی معاہدت میں ہو اگر حضرت نے غضبناک ہو کر فرمایا کہ ایسی مملکت ساتھ اس مشقت کے تصرف میں لیا ہوں چھوڑنا اور تنگ سے کابل میں گرفتار ہونا کیا لائق ہو اور آدمیوں کے ارادہ نے تکرار قبول کی بادشاہ نے بغیر سبب امر کو ایک مجلس میں حاضر کر کے فرمایا کہ ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہندوستان میں تو وقت فرمائیں جس شخص کو ہماری رفاقت مد نظر ہو بیان ہو ورنہ کوئی کہ کابل کی روانگی کا میل رکھتا ہو ورنہ قنوج سے جاوے کچھ مضائقہ نہیں ہے یہ کلام سب امر کو ثابت ہوا کہ انحضرت کسی طرح ہندوستان سے دست کش نہ ہوئے لاجرا ہندوستان کی سکونت اختیار کی مگر خواجہ کلان کہ اکثر فتوحات ہندوستان اسکی سی سے ظہور کی تھیں لیکن علالت اور حضرت بھی بہت ہندوستان سے پہنچی تھی کابل کی روانگی کا عزم جازم ہوا فردوس مکاری نے حکومت کابل اور قریب کی اسے مرحمت فرمائی اور کابل کی طرف روانہ کیا اور اسے نصرت کے وقت عمارت دہلی کی ایک عمارت پر بیت لکھی بیت اگر غیر و سلامت گذر ز سند کم ہوا سہارہ دے شوم گر ہو اسے ہندو کم ہو اور جب ہندوستان میں کو معلوم ہوا کہ فردوس مکاری بھی بخیر و صافتران کی طرح ہندوستان کو بخیر و سلامت آمد رفت شروع کی پہلے شیخ گھوڑوں مع دو تین شخص کے دو آب کے درمیان سے آنکر لو کہ ہوا اور علیخان قزلباش بھی میوات سے کہ اس زمانہ میں بیٹے اس کے کسی قریب میں گرفتار ہوئے تھے دنگا دین حاضر ہوا ساتھ طبع اور نقارہ کے سر فرازی بانی اور وہ عظیم جہیز میں ضرب المثل تھا اور ہمیشہ پان منہ میں رکھتا اور کبھی سپر و شمشیر اپنے سے جدا نہ کرتا اور اس کے بعد غیر درخان اور شیخ بایزید قزلباش مع جمیعت اپنی آئے اور جاگیریں پانین اور محمود خان لودھانی اور قاضی صاحب بھی حاضر ہو کر جاگیر ہا سے مناسب سے خوشدل ہوئے اور آسودگی اور امان ظاہر کی بہت قصبے اور پرگنہ ضبط میں آئے اس درمیان میں میں خان افغان نے قلعہ سمنگل کو محاصرہ کیا اور قاسم سمنگلی نے اہلارا طاعت کر کے بادشاہ کے ملاحظہ میں پہنچا بھی کہ میں خان افغان نے مجھے قید کیا ہے میری ملک فرمائیے بادشاہ نے میرزا محمدی کو کلتاش کو اس طرف روانہ کیا یہاں تک کہ وہ آب جون سے عبور کر کے من خان سے لڑا اور اسے شکست دیکر فرار کیا اور قاسم سمنگلی رہیں حسان بے پایاں ہو کر قلعہ میرزا محمدی کو کلتاش کے سپرد کر کے دو خواہوں کے سلاک میں مسلک ہو اور فردوس مکاری نے سمنگل شاہزادہ ہایون کو عنایت فرمایا اور افغان شہرتی پر انھیں نامزد کیا اور جب شاہزادہ قنوج کے اطراف میں پہنچا افغان شہرتی کہ چالیس ہزار سوار تھیں تھے بلا جنگ جو پور کی طرف بھاگے از انجلہ فتح خان شروانی مع اپنی قوم شاہزادہ کی ملازمت میں حاضر ہوا شاہزادہ نے اسے نسلی دی اور مددی خواجہ کو اس کے ہمراہ کر کے درگاہ میں بھیجا اور بادشاہ نے فتح خان شروانی پر نوازش فرما کر مجلس شہزادہ میں طلب کیا اور طبوس خاص اسے عنایت فرما کر جاگیر خوب رحمت کی بسبب اس لطف کے اکثر افغان انگریز شاہی چٹائی پر بائیں ہوئے ان قصہ نظام خان حاکم بیانہ کہ رانا سنگا سے خائف تھا اسے بھی اطاعت اہلار کی اور فردوس مکاری طالب قلعہ ہوئے جب نظام خان نے انکار کیا با قلی بیگ کو واسطے تاحب اور محاصرہ کے بھیجا اور یہ قلعہ بظہر خاص مرقوم کر کے روانہ کیا قلعہ با ترک ستینہ ملن ای میر بیانہ جو جالاک و مردانگی و حرکت عیاںست ہو گذر دنیائی نصرت نہ کنی کو شہر آجاکر عیاںست چہ حاجت یہ بیانست یہ نظام خان حاکم بیانہ اطاعت نا کردہ قلعہ سے برآمد ہوا اور با قلی بیگ سے جنگ کر کے شکست ہو کر

پھر قلعہ میں دریا یا رانا سنگا اس حال سے مطلع ہوا اور فرصت غنیمت شمار کر کے عاوم اس کے انراج کا ہوا نظام خان نے عاجز ہو کر ایچی درگاہ میں ارسال کیا اور اطہار ندامت کے بعد استغفار کی جب بادشاہ نے اسکا جرم معاف کیا ملازمت میں حاضر ہو کر قلعہ کو سپرد کیا اور بیس لاکھ تنگہ کی جاگیر اس کے واسطے دو آب کے درمیان میں مقرر ہوئی اس عرصہ میں منکٹ سے فکے گوالیار کے حکام قدیم کے خاندان سے تھا ایک کافر خاجان نام کے اتفاق سے لشکر گوالیار پر لپکا کر تارخان کو اس قلعہ میں محاصرہ کیا تارخان کہ قلعہ گوالیار کو تصرف میں رکھتا تھا وہاں کے زمینداروں کے تسلط کے سبب سے اطاعت یا دشا ہی اطہار کی اور آنحضرت سے کمک کا مستعدی ہوا اور پیغام کیا کہ اگر ایک جماعت لشکر یا دشا ہی سے آوے قلعہ انکے سپرد ہوگا آنحضرت نے حمید داد اور شیخ گورن کو کمک کے واسطے روانہ کیا اور انھوں نے وہاں جا کر منکٹ را سے قلعہ کو محاصرہ سے خلاص کیا تارخان نے اپنے اقرار پر عمل نہ کیا ابالیان سلطان کو قلعہ کے اندر راہ ندی لیکن شیخ محمد غوث کہ ایک مرد درویش تھا اور مدبر کثرت سے رکھتا تھا اس قلعہ میں غنیمت تھا رحیم داد کو پیغام دیا کہ کسی حملہ سے قلعہ میں داخل ہو اس کے بعد تارخان کا علاج آسان ہو گا رحیم داد نے تارخان کو کہلا بھیجا کہ میں منکٹ را سے کھنوں سے یمن نہیں ہوں اگر اجازت ہو چند آدمیوں سے قلعہ میں درآؤں اور لشکر تمام حصار کے باہر رہے آپکا بڑا احسان ہو گا اور جو منکٹ را سے اور خاجان باتک اس حدود میں تھے تارخان نے قبول کیا رحیم داد مع چند کس قلعہ میں داخل ہوا اور ایک شخص سے اپنے متعلقہ تھے تارخان کی تجویز سے دریاؤں کے قریب چھوڑا تو اس کے متعلقان ضروری کو قلعہ کے اندر آنے کو اور تارخان سے عذر کے نشہ سے بخود ہو کر اعتیاد پر ہوشیاری کی رعایت سے غافل ہوا اور اس شب کو نہایت غفلت سے لیستر ستر ستر پر سوجا اور بان کہ اکثر شیخ محمد غوث کے مرید تھے اس شخص سے موافق ہوئے اسی رات کو بعض ضروریات لائیکے بہانہ سے ایک جماعت کثیر اور انہوہ غفیر قلعہ کے اندر لائے اور علی الصبح تارخان نے اس حال سے خبر پائی سکوت کے سوا چارہ نہ دیکھا پھر قلعہ رحیم داد کے سپرد کر کے اگر گیا اور اہل کے مسلک میں قائم ہوا اور بیس لاکھ تنگہ انعام پائے اور محمد زیتون نے بھی دھوپور سے آنکر لمارت پائی اور جو حمید خان اور سارنگ خان اور دیگر افغانوں نے حصار فیروزہ پر فساد پر کیا تھا حسین تیمور سلطان اور ابوالفتح ترکمان نے اس طرف تاخت لاکر انھیں ہتھکڑیوں پر لیا اور ۹۳۳ھ میں تیس ہجری میں خواجہ اسد کاہل سے عراق کی طرف شاہ طہاسپ صفوی کے پاس ایچی گری کے واسطے گیا تھا سلیمان نائے ترکمان کے ساتھ آیا اور سوغاتیں لیا از انجملہ دولونڈیاں بلکہ جس کی زمین بادشاہ کو انکی طرف نہایت میلان خاطر ہوا اور اسی عرصہ میں بادشاہ ابراہیم کی والدہ نے کہ نہایت عزت اور توقیر پائی تھی اور ساتھ احمیہ چاشنی گیر اور دیگر باوجودیوں کے کہ وہ اہل میں کو کر یا دشاہ ابراہیم کے تھے موافقت کر کے زہر خاصہ میں بادشاہ کے کشتک اور قلیہ خرگوش کا تھا آمیز کیا اور قدرت خدا سے بادشاہ کو اس کھانا کھانے کی کہ ایک یاد و لقمہ کھائے تھے پھر رغبت ہوئی ہاتھ کھانے سے کھینچ لیا اور مکر رفتے کر کے اس بلا سے نجات پائی مہر عمر رسیدہ بود بلائے دے بھر گزندشت بد اور بعد لوازم نفیس و تجسس دار و غہ مطبخ اور باد چہیون نے جو بیان واقع تھا عرض کیا بادشاہ نے صدق و کذب کے امتحان کے واسطے اس طعام میں سے کسی قدر کتے کو دیا کتا اسی دم پھول گیا اور ایک شبانہ روز حرکت نہ کی اور خد متکاروں نے بھی امتحان اس میں سے قدر سے کھایا تھا ہزار مشقت سے رہائی پائی بلو شاہ غضبناک ہوا اور غہ مطبخ کا پوٹ لکھو یا باد چہیون اور اس کے مددگاروں کو بالی عفو بہ قتل کیا اور بادشاہ ابراہیم کی والدہ کا مکان غارت کر کے مجوس کیا اور شاہ ابراہیم کے فرزند کو بھی میرزا کامران کے پاس کابل میں بھیج کر فاسخ الیال ہوا اور شہزادہ محمد ہایون کہ ممالک شہری کی طرف گیا تھا حدود جو بنو کو قبض و تصرف میں لایا اور سلطان جیند بلاس کے سپرد کر کے مراجعت کی اور جب کاپی میں آیا عالم خان حاکم کاپی نے اسکی ملازمت حاصل کی اور ہمراہ رکابیا گروہ میں آیا اور فوازش سلطانی سے سرفراز ہوا اور رانا سنگا کی حکایت یہ ہو کہ

وہ بزرگ ترین راجا ہے ہندو اور قبل ظہور اسلام اور ارتقاغ ایات محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دولت و سروری اسکے خاندان میں تھی اور میوات ولایت اُسکی ہو اور راجہ دہلی اور راجہ اجمیر کو کہ سلطان قطب الدین نے مشال کیا تھا مع رانا سنگا ایک قبیلہ سے تھے رفتہ رفتہ اُنکے اجداد آپس میں ایک ہوئے اور اُس زمانے میں کہ فردوس مکانی بادشاہ ہندوستان ہوئے ایک لاکھ چوشتا اُنکے ظل راہت میں تھے اور سلطان ابراہیم کے بہت امرا کہ فردوس مکانی کی اطاعت میں نہ آئے تھے ساتھ اُسکے دیکھتی رہتے تھے اور محمود خان بننا سلطان سکندر مع دس ہزار سوار کے اسکے پاس گیا اور مارا ڈوار کے راجہ برہم دیو اور زرننگ دیو اور راجہ چندیری موسوم میدنی راے اور راول دیو ولد داؤد سنگھ اور راجہ دو نکپور اور راے چندر بھان چوہان اور مالک چند چوہان و راہی لپ وغیرہ مع چاس یا ساٹھ ہزار سوار راجپوت کے مطیع اُسکے ہوئے اور حسن خان میوانی دس ہزار سوار سے مددگار اُسکا ہو کر بقصد جنگ و استخلاص ہندوستان مع وولاکھ سوار اگرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور وہ حضرت جو بعضے امرے ہند پر عاکلی نہ کھتے تھے ہر ایک کو ایک سرحد کے ضبط کے واسطے تعین کیا خود مع لشکر مغل کہ کابل سے اُنکے کھراہ آئے تھے اور چار آدمی امرے ہند سے کمال خان اور جلال خان فرزند ان سلطان علاء الدین اور علی خان قرطی اور نظام حاکم بیانہ نے اگرہ سے کوچ کیا جب معی صبح کا نوہ عملداری بیانہ میں پہنچے مقام فرمایا اور عزم جرم اور نیت ثابت دیا سخ و صمم غرا اور جہا و غنیم پر کیا اور اُس یورش میں شہزادہ محمد ہایون کو کہ اُس وقت تک شراب سے متنفر تھا مجلس شراب میں حاضر کر کے لپٹے ہاتھ سے پیالہ اُسے دیا اور اطراف بیانہ میں طرفین کا تعاقب ہوا قراولان بادشاہی جو بھجری کو گئے تھے مغلوب اور زخمی ہوئے اور مردم قلعہ بیانہ بھی برآمد کر غنیموں سے لڑے اور شکست چاش پاکر قلعہ بند ہوئے اور دغدغہ اور تردد و بہت اُنکے دلون میں پیدا ہوا ہیبت خان نیاری سنبھل کی طرف بھاگا اور حسن خان میوانی دشمن سے جا ملا اور ہر روز اطراف مملکت سے اخبار رجوش پہنچنے لگین اور محمد شریف بھم کہ مرد عمدہ تھا سبب زیادتی خون گویو کا ہوتا تھا اور ہر خطہ کتا تھا کہ مرغ مغرب کی طرف ہی توجہ اس طرف سے جنگ کر لگا البتہ مغلوب ہو دیکھا اور بادشاہ نے مجلس مشورہ کی آراستہ کی اور جنگ کے بارہ میں گفتگو کی اکثر بولے کہ جو دشمن کا غلبہ ظاہر ہو بہتر یہ کہ فلاح بزرگ و سنگین مردم معتمد کے سپرد کر کے خود بدولت متقی نفیس پنجاب کی طرف روانہ ہو دین اور مدد غیبی کے منتظر رہیں آنحضرت نے تامل فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ بادشاہان اسلام جو عالم کے اطراف و اکناف میں ہیں کھینکے کہ خون نے حیات کو غنیمت جانکر ایسی ایک مملکت ہاتھ سے دی سزاوارچو انھودی اور بہادری کے وہ ہی کہ ہم دل شہادت پر ہر حکم جان سے کوشش کریں نظم جو جان آخر ارتق ضرورت رد و ہمان بہ کہ بارے بغیرت و دودہ سرانجام گیتی بہن است و بس بہ کہ ناے پس از مرگ مائز کس جہاں مجلس نے جب یہ حرف سنا سب نے متفق لفظ و المعنی ہو کر ندا الجہاد الجہاد کی بلند کی اور اس بات نے دلون میں تائیدی بھی من سے زبان سا تہ سمعنا اور اطفا کے کھولی اور کہنے لگے کہ اس سے کوئی سعادت بہتر یہ کہ مقتول شہید اور قاتل غازی جو سب نے جو اپنے یا کہ ہم قسم کھاتے ہیں کہ ہر کہ سے ہم بھی منہ نہ موڑیں گے اور اس بارہ میں قسم کلام ملک العلام کی کھائی اور بادشاہ کہ لب لب جام سے نہ اٹھاتا تھا اور بھی بے صراحی اور بیالہ کے نہ رہتا تھا اسوقت بموجب اس بیت کے میت چند باشی زمعاصی مرہ کش جہ تو بہ ہم ہمزہ نیست کش جہ کو فنی بلکہ معینہای جی کہ ریش تراشی سے تو بہ نصوح کیا اور تھے مالک محروسہ کے مسلمانوں کو بچنے اور اس بارہ میں فرمان تمام قلمرو میں ارسال فرمائے اور سہ شنبہ کے دن نوین جمادی الآخر سنہ مذکورہ کو کہ روز بروز رخصتھا صفحہ جنگ ترتیب دیکر بدستور روم اراہے آشباری کے آراستہ کر کے افواج کے آگے رکھ کر دشمن کی طرف کہ تین کوس پر تھا روانہ ہوا اور ایک کوس مسافت طلی ہونے کے بعد ترویل کر کے جو انان صاحب داعیہ لشکر کو ساتھ افسری ملک قاسم اور بابا شفقہ مغل کے قراولون کو مخالف کے سنکر کیا

اور انھوں نے کارنایان قلموین پہنچائے اور تیرہویں ماہ مذکور کو وہاں سے بھی کوچ کر کے بدستور روز اول ایک کوس راہ جا کر
موضع کاؤہ عمداری میانہ میں فروکش ہوئے اور ابھی فراشوں نے غصہ برپا نہ کئے تھے کہ مخالفان با افواج بیشتر اور فیلمان کوہ
پیکر ظاہر ہوئے اور باوصف لشکر کے محمد شریف بنجم مانع ہو کر ویلیں کرتا تھا فردوس مکانی ملتفت ہوئے مع لشکر کہ میں ہمارے
زیادہ تہاذر نہ تھے مثل جنگ سلطان ابراہیم کی صفوف ترتیب کین کئے ہیں عدو کے سرداروں کے کہ ہر ایک قطر میں اقطار
ہند سے قاید ایک جماعت کفار سے تھی ندریدہ پہنچتی تھی اور وہ عشرہ کفر نے عشرہ ہمشہ کی نقیض پر نشان فقاوت بلند کئے تھے
اور اپنے دستور سے سینہ اور میرہ اور قلب و جملہ کارستہ کر کے نہایت دبدبہ و صلابت سے معرکہ میں درآئے اور لشکر اسلام کی طرف
افواج نظام الدین علی خلیفہ عہد کے موافق ترتیب ہوئی اور آہستہ آہستہ مقدمہ میں داوخی اور اجتہاد کی دی اور یہ جوہر ہوئی کہ بادشاہ
قول میں رہے اور قول کے واسطے طرف حسین تیمور سلطان اور سلیمان شاہ اور خواجہ دوست خازن اور یونس علی بیگ اور شاہ
منصور برلاس اور درویش محمد ساریان اور عبد اللہ کتایدار اور دوست بیگ آقا کے سپرد ہوئے اور قول کی باتیں سمت عالم خان
بن بادشاہ بہلول لودھی اور شیخ زین صدر اور محمد علی اور تروی بیگ اور شیر فلک اور آرائش خان اور خواجہ حسن دیوان کے
سپرد ہوئے اور دوسری جماعت دیوانوں کی مردم ہر ایک ایک موضع میں ایستادہ ہوئے اور برانغار شہر ملوہ محمد ہالون میرزا کو
ارزانی ہوئی اور اسکے ہمین قاسم حسین سلطان اور احمد یوسف اور ہند و بیگ قہجین اور خسر کو کلتاش اور ملک قاسم
اور بابا قشقہ منغل اور توام بیگ ولد شاہ ولی خازن اور میرزا قنبر علی اور پیر علی شیبانی اور خواجہ بہلولان بخشی اور عبد اللہ شکور
اور سلیمان اتانی الچی عراق اور حسین الچی سیستان جا و مقر ہوئے اور برانغار کی بائیں طرف شید یزیدہ اور محمد کو کلتاش اور
خواجگی اسد سرہادار اور خاٹھانان ولد دولتخان لودھی اور ملک داؤد کرائی اور شیخ گھورن ہر ایک سیسج اس مقام کے کہ فرمان
ہوا تھا ایستادہ ہوئے اور برانغار ساتھ سید خواجہ کے رجوع ہوئے اور دائیں اور بائیں اسکے محمد سلطان میرزا اور عادل سلطان اور
عبد العزیز امیر آخوڑ اور محمد علی خٹک جنگ اور قتل قدم اور امیر خان جی میرزا فی منغل اور جہان بیگ انکہ اور جلال خان اور کمال خان
جو جو بادشاہ علاء الدین کی اولاد سے تھے اور علی خان اور شیخ زاوہ قرملی اور نظام خان بیانوی تعین ہوئے اور تو قمرہ برانغار میں ہی بیگ
اور موسیٰ انکہ اور ستم ترکمان مع ایک جماعت نوینیوں کے مقرر ہوئے اور تو قمرہ برانغار بھی امرا اور منصبداروں کی تفویض ہوئی اور
سلطان بخشی لشکر مع تو اچیان اور یسا دالان کے احکام بادشاہی سنگر آنحضرت کے مقابل ایستادہ ہوا اور روز مذکور سے ایک پہر
اور دو گھنٹہ گزین تھیں کفری من البرہہ اور فریق من النار نور و طلعت کطرح ایک دوسرے کے مقابل نکر زلز زمین و رولولہ سپہرین بین
ڈالنے تھے پہلے پچنی و چاہلی کفار برانغار اسلام پر ناخت لائے اور خسر کو کلتاش اور ملک قاسم سے حرب میں مشغول ہوئے اور فرما کے
موافق حسین تیمور سلطان ملک کو گئے اور کفار کو پس کیا اور قریب لائے لشکر کے پہنچایا اور جلد بنام اسکے ہوئے اور اسکے بعد اطراف سے
جیسا کہ قاعدہ چغتائی کا جو سب طرف سے جنگ میں مصروف ہوئے اور جیہ طرف ملک کی احتیاج ہوتی تھی پہنچاتے تھے اور استاد
علی قلی بوی اور دوسرے ہنرمند استعمال آلات آتشبازی میں تقصیر نہیں کرتے تھے اور تانین الصلہ اتین یعنی نماز عصمتک حرب میں قائم
ہو کر کفار جنگ میں راسخ تھے سلطان جرات انکی مشاہدہ کر کے خود بنفس نفیس مع افواج قوال و رنہیوں کے شیر و لنگ کی طرح
حملہ آور ہوئے اور جنگ عظیم کے بعد شکست لشکر کفار کو نصیب ہوئی اور پاسے ثبات انکا ہل گیا راہ فرازانی بیسا کہ حسن خان میدانی
کے قریب دو سو برس سے اسکے باپ دادا نے باستقلال تمام حکومت کی تھی بندوق کی ضرب سے مارا گیا اور راول دیو اور راک
چندر بہان چوہان اور مانک چند چوہان و کرم سنگہ راجپوت کے سرداران صاحب شکوہ سے تھے سلطنت میں نظم ہو کر انکا کٹہر

محب و خوت سے آیا تھا وہ بھی بہارِ دلت و خواری معرکہ سے بھاگا اور اس فتح نامہ دار کے بعد فردوسِ مکانی کو فرمانوں میں غازی لکھتے تھے اور فتح اسلام تاریخ ہوئی اور بادشاہ نے حکم کیا کہ بہانہ لگی چوٹی پر جو کہ موضع جنگ تھا ایک منارِ حقون کے سر سے بنادین اور محمد شریف بخوی کو عنایتِ خطاب کے بعد ایک لاکھ تہہ عنایت فرمائے اور مالکِ محروسہ سے نکال دیا اور محلی خنگ جنگ اور عبدالملک توری اور شیخ گھورن کو کہ اپنی جاگیر میں تھے الیاس خان کے سر پر کہ درمیان دو آب کے خروج کیا تھا مقرر کیا اور انھوں نے جا کر اسے قتل کیا اور وہاں سے کوچ کر کے میوات کی تخیل کے واسطے روانہ ہوئے تاہر خان و الحسن خان یونانی نے اطاعت کے سوا کوئی ترمیم اور علاج نہ کیا بادشاہ کی ملازمت میں حاضر ہوا بادشاہ نے عنایتِ خسروانہ اسپہنہ دل فرمائی و ولایت میوات مع جاگیر حسین تیمور سلطان کو کہ بظاہر برادری ممتاز تھا مع نواحِ اسطرف کے دیگر اسطرف بھی اور دار الخلافہ آگرہ کی مراجعت کے وقت شہزادہ محمد ہادیوں کو کابل اور بدخشان کے انتظام اور تہذیب کے واسطے مع قنجا مر اور خزانہ خوب روانہ فرمایا اور محمد علی خنگ جنگ اور تروی بیگ کو حسین خان اور دریا خان افغان کہ اندون میں چند دار اور راہری پر متصرف ہوئے تھے اور قطب قنان نامہ میں باغی ہوا تھا آپر تعین فرمایا اور حسین خان بلا جنگ عازم فرما ہوا اور آب جون کے عبور کے وقت بکرفنا میں غرق ہوا اور دریا تھان آوارہ و شتاد بار ہوا اور اسی طور سے محمد سلطان میرزا فساد میں افغان کے دفع کے واسطے قنوج گیا اور میں خان افغان بھی خیر آباد کی طرف بھاگا اور بادشاہ ذی الحجہ کی انیسویں تاریخ ۹۱۳ھ نو سو چوبیس ہجری میں بوزم شکار کول اوہنبھل کی طرف سوار ہوئے بعد حصول نشاط و آفرہ آگرہ میں معاہدت کی اور مرض تب غیب عارض ہوا جب صحت کلی حال ہوئی میدنی راے کی امتیصال کے واسطے چندیری کی سمت روانہ ہوئے اور میدنی راے راجپوتوں کے اتفاق سے قلعہ ارک چندیری میں پہنچے جن میں ہوا اور شکر اسلام نے پہنچتے ہی قلعہ کو محاصرہ کیا اور دوسرے دن جب قلعہ فتح ہوا پانچ چھ ہزار راجپوتوں کو تہ تیغ بیدریغ کیا اور ایک جماعت کفار مع اولاد و اقوام میدنی راے کے کمانین کہ قلعہ کے اندر تھا ڈھل ہوئی اور دروازہ بند کر کے جنگ میں قیام کیا اور کام ہاتھ سے گیا، صلح نہ کی گئی رسم شمشیر برہنہ ایک کے ہاتھ میں دی اور ایک ایک نے اپنی خوشی سے اس کے پاس جا کر گردن زیر تیغ رکھی اور مقتول ہوئے اور میدنی راے بھی اسی طور سے قتل ہوئے اور قلعہ دلیا سے دولت قاہرہ کے تصرف میں آیا اور وہ مالکِ مسخر ہوئے اور فردوس مکانی مسجدین اور خانقاہین چندیری اور سارنگ پور اور تہنہ سو کی جو اسے سین کفار حربی نے لانا اور میدنی راے کے حکم سے انہیں مسکن حیوانات کا کر کے گوبر سے لپیٹا تھا اپنے حال پر لایا اور زین صدر کی حکومت کے سبب سے وہ کثافت اور نجاست زائل ہوئی اور یوزن اور جاربوب کش معین کر کے وظیفے مقرر کئے اور از سر نو اس ملک میں اسلام کو رواج دیا اور شیخ زین صدر نے اس فتح کا مادہ دار الحرب تجویز کیا چنانچہ فردوس مکانی نے بدہیدہ یہ تاریخ موزن فرمائی قطعہ تاریخ ہوا چندے مقام چندیری پہر زکفار و واجرہ جی غرب و فتح کردم بوجب قلعہ کن جگشت تاریخ فتح دار الحرب بدہیدہ حکومت چندیری کی اس کے قدیم وارث احمد شاہ بن محمد شاہ بن ناصر الدین مزدوی کو کہ ملازم رکاب تھا تفویض فرمائی اور اس وقت خبر پہنچی کہ ایک جماعت امرا نے کہ افغانان شرقی کے دفع کے واسطے گئی تھی بیہرہ جنگ کر کے شکست پائی ہو اس سبب سے فردوس مکانی تہجیل تمام قنوج کی طرف روانہ ہوئے اور راہری میں امرا سے شکست منحل ہوئی ہوئے اور بادشاہ جب آب گنگ کے کنارے پہنچے تیس تیس یا پالیس کشتی بہم پہنچا کر بل باندھا اور حسین تیمور سلطان و بھی اعلانے شروع عبور کیا اور افغانوں نے صلاح تو قوت میں نہ لکھی قرار کو قرار پر اختیار کیا اس کے بعد حسین تیمور سلطان نے تعاقب کر کے افغانوں کو آوارہ کیا اور ان کے زن و فرزند بہت اسیر کیے اور بادشاہ نے حوالی دریا سے گنگ میں شکار کر کے آگرہ میں معاہدت فرمائی اور محمد زمان میرزا ولہ

بدیع الزمان میرزا کو جو بلج سے مفرد ہو کر دربار سلطانی میں حاضر ہوا تھا اگر وہ کا حکم کیا اور خود بدولت و اقبال محرم کی باخونج تاریخ
 ۹۲۵ھ نو برہمپیس ہجری میں ماہ سرعیل السیر کے مانند بجانب گوالیار رسوا ہوئے اور قلعہ گوالیار و فیصلہ سنگی اور عمارت بکرماجیت
 اور راجہ مان سنگھ کو کہ اس بھار میں تھیں تفرج کر کے رحم داد کے بارغ و حوض کی سیر کے واسطے تشریف لیگئے اور اس مقام میں
 گل شریخ آتشین کہ بہت کم نظر آتے تھے مشاہدہ ہوئے حکم فرمایا کہ منہال اس کے آگہ میں لجا کر بٹھا دیں کس لیے کہ اگر کھڑے ہوں تو بڑا
 شگفتا لو ہو تا ہو اور شریخ آتشین بہت کم دستیاب ہوتا ہو اور اس طرح سے مسجد جامع سلطان حسن لدین القمیش کی کہ گوالیار میں ہر زیارت
 کر کے بکرات و مورات فاتحہ آمرزش اس کے واسطے پڑھا سکے بعد دار الخلافہ آگرہ میں مراجعت فرمائی اور رسالہ واقعات بابری میں
 مرقوم ہے کہ ماہ صفر کی تیسویں تاریخ سنہ مذکور میں ایک حرارت میرے بدن میں اس شدت سے ظاہر ہوئی کہ میں نے نماز جو کی
 مسجد میں پر نشو ویش تمام ادا کی اور تیسرے روز کیشنبہ کو قدرے تپا لرزہ میرے جسم میں ظاہر ہوا اور اس وقت میں ناظم کرنے رسالہ ولذیخ
 عبد اللہ احارین مشغول ہوا اور میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر یہ منظر منہ مقبول نہ ہو تو میں اس مرض سے نجات پانے لگا جیسا کہ ایک
 شخص کو قصیدہ بردہ مفید پڑا اس کے ناظم نے مرض خلیج سے نجات پائی پس اس رسالہ کو میں نے وزن بحر رمل سدس تجویز میں کہ سچ مولانا
 جامی ساتھ اس وزن کے ہی باختتام ہو چایا اور میری حادث ایسی تھی کہ بسوقت ایسا عارضہ ہم پہنچتا تھا اقل درجہ ایک مہینا یا
 چالیس دن طول کھینچتا تھا اس مرتبہ آٹھویں ماہ ربیع الاول کو اس الم سے میں نے نجات پائی اور اس شکر پیش ہو چکا ہے اور بارغ
 ہشت بہشت میں میں نے بزم طوے ترتیب دی اور جب اچھی لطافت فرمایا اور از باب اور ہندوؤں کے حاضر ہوئے طلعا اور
 نقرہ میں نے برادر یعنی بکثرت نہیں ادا کیا اور تحقیق اور سادات وغیرہ ہم پر بھی فیض رسان ہوا اور خواندہ میر مورخ کتاب حبیب السیر
 اور مولانا شہاب لدین ہمانی اور میرزا ابراہیم قانونی کہ ہرات سے ہوئے تھے اور ہر ایک اپنے فن میں اپنا نظیر رکھتے تھے اس دن انکرا
 کی اور نوادشات سے ممتاز ہو کر سرحد مقرر ہون سے ہوئے اور امرا اور خوانین اور منصوصان لائق حال ایسے ساجد گذر انکرا و انشا وانی
 بجا لائے اور اس سال شہزادہ میرزا عسکری کہ ملتان میں تھا حضرت کے حکم کے موافق آیا اور اس تہیہ میں کہ نصرت شاہ کے سرچلو
 کہ اسی عرصہ میں نصرت شاہ الہچیون کو بھیج کر مطیع اور متقاد ہوا اور اس سال برہان نظام شاہ ہجری والی احمد نگر نے عریفہ متضمن
 تہنیت فتوحات سابقہ اور لاحقہ رسال کر کے اظہار خلاص اور انقیاد کیا اور اس سال کے آخر میں یہ خبر پہنچی کہ سلطان محمود
 ولد سلطان سکندر لودھی ولادت بہار پر نصرت ہوا اور بلوچوں نے اتفاق عجیب کر کے ملتان میں علم لغات کا بلند کیا یہ بادشاہ
 مہات ملتان کو تعویق میں ڈال کر بہار کی طرف متوجہ ہوئے اور جب کہ وہ میں نزول اجلال فرمایا اجمال الدین شاہ شرقی نے لوازم
 ضیافت اور پیشکش گذرانا رعایت خسر و اندہ اور عنایت شاہانہ سے سرفراز ہوا اور چند زمان میرزا بہار کی فتح پر مامور ہو کر تجمیل روانہ
 ہوا اور سلطان محمود تاب نہ لا کر بھاگ گیا اور اسی عرصہ میں افغانان بہار نے پھر جمیعت ہم پوچائی اور جنگ پر آمادہ ہو کر آب گنگ
 کے کنارے آئے بادشاہ نے عسکری میرزا کو مع لشکر خوب گذر بدری کی طرف بھیجا کہ آب سے عبور کر کے غما الفون کے سرچلو
 اور خود بھی عبور کر کے تہیہ میں ہوئے حسین تیمور سلطان کو توختہ تو خا سلطان نے پیشتر آب سے عبور کیا اور ساٹھ مایسی مردوں
 ہندو سے افواج غنیم کی طرف متوجہ ہوئے اور اس درمیان میں فوج میرزا عسکری کی کہ آب سے عبور کر گئی تھی نمایان ہوئی افغانوں
 نے شکستہ دل ہو کر راہ فرار کر گئی اور اس سبب سے کہ نصرت شاہ غاشیہ اطاعت و دش بر لیکر متعہ مہات افغانان اس حدود
 کے ہوئے اور موسم برسات کا بھی ہو چکا بادشاہ نے یکبارگی اس جماعت کی استیصال پر کوشش نہ کی اور سلطان جنید
 بلاس کو اس طرف کا صاحب اختیار کیا اور خود بسعاد و اقبال آگرہ کی طرف حاد و تبا کی اور جب صہبہ میں پہنچو فرار شریخ کی بد رشیخ

مشرقی متیری کی زیارت کر کے خیرات بہت کی پھر بجانب اگرہ تشریف شریف از رانی فرمائی اور شہزادہ محمد ہایون کو بدخشان سے طلب کیا اور شہزادہ محمد ہایون اپنے بھائی ہندال میرزا کو بدخشان کی حکومت پر چھوڑ کر اپنے والد ماجد کی ملازمت میں روانہ ہوا اس وقت سلطان سعید حاکم اور کند نے فرصت دیکھ کر بدخشان کی تسخیر پر بہت باندھی اور میرزا سید رود و غلاف کو منقل میں روانہ کر کے طے مسافت میں مشغول ہوا اور ہندال میرزا قلعہ میں حصار سی ہوا اور سلطان سعید اسکے محاصرہ میں مشغول ہوا جب کام پیش نہ گیا اور بدخشان یون نے کہ اسے طلب کیا تھا اُسے یاری نہ کی بھی آتش نہیں و غارت اس ملک میں متعل کر کے پلٹ آیا لیکن خبر اسکے مراجعت کی ابھی اگرہ میں نہ پہنچی تھی کہ فردوس مکانی نے بدخشان کی امارت میرزا سلیمان ولد میرزا جان کو دی و سلطان سعید کو تحریر کیا کہ ایسا امر جو مخالف است جانمیں کا باعث ہو دے معلوم نہیں ہر اور حقوق سابقہ اور لاحقہ بہت ہیں اگر بلا غلط خاطر ہندال میرزا ہمیں کرتے ہیں سلیمان میرزا کو کہ نسبت اسکی فرزند کی ساتھ ہمارے اور تمہارے ظاہر و چہرے میں نے بدخشان میں روانہ کیا ہے یقین کہ رعایت اور جانب داری اسکی فراموش کیا قصہ حبیب سلیمان میرزا مقام مقصد میں پہنچا اور سلطان سعید کو نہ کیا اور دوسری مضمود امارت بدخشان ہوا اور میرزا ہندال ہند میں آیا اور اس تاریخ سے اب تک بدخشان میرزا سلیمان کی اولاد کے تصرف میں ہے اور حالات اسکے دفاع کے تقریبات میں تجویز ہوئے تھے اور فردوس مکانی ماہ حبیب ۹۳۶ھ کو چھتیس ہجری میں مرض الموت میں مبتلا ہو کر بیخود ہوئے اور مرض ہر روز بڑھتا جاتا تھا اور معالجہ خلافت مدعا نتیجہ دیتا تھا یہاں تک کہ حیات سے مایوس ہو کر شہزادہ محمد ہایون کہ قلعہ کالجی کی تسخیر کے واسطے تعین کیا تھا طلب کر کے اپنا قائم مقام کیا اور وہ شہنہ کے دن جمادی الاول کی پانچویں تاریخ شہ ۱۰۳۰ھ کو سیستیس ہجری میں اس دار فنا سے رخت حیات باندھ کر داعی حق کو لبیک اجابت کیا پھر بموجب بصیرت میت آنحضرت کے کابل میں لیا کر قدم سلیمان میں دفون کی مادہ آنحضرت کی تاریخ وفات کا بہشت روزی باوجود شہزادہ محمد ہایون بارہ برس کے سن میں سر سلطنت پر جلوہ گر ہوا اور اڑتیس برس بادشاہی کی اور سخاوت اور دوستی میں مرتبہ کمال رکھتا تھا اور اسکے ملازمون نے مکر و ہجو فانی کر کے اس سے جدا ہوا اسکی زبان کے خواہان ہوئے لیکن پھر حبیب ابن غلبہ با مقام انتقام میں بنجا کر انھیں مور و انعام و احسان فرمایا اور علم حقہ میں منجہد تھا اور نماز اس سے فوت نہ ہوتی تھی اور ہر جمعہ کے روز روزہ رکھتا تھا اور علم موسیقی اور شعر و انشا اور ملائین و جدید عصر تھا و قلع اپنے ایام سلطنت کے زبان ترکی میں اسطرح سے تحریر فرمائے تھے نصیحت قبول کرتے ہیں جیسا کہ خان خانان ولد بزم خان نے اکبر شاہ کے عہد میں اسے فارسی میں ترجمہ کیا اور وہ فوشہ درمیان خلاق کے متداول ہے اور شکل و شمائل مرغوب ساتھ خوش گلابی اور خندان روئی کے جمع رکھتا تھا اور یہ بیت طبع زاد اسکی ہے بیت باز آئے آخر ہمارے کہ بے طوطی لببت ہندو یک شد کہ زراغ برد استخوان من ہو اور اوراک اسکا اس مرتبہ تھا کہ شیخ زین صدر ایک وقت جو ملازمت میں پہنچا شہزادہ نے اس سے پوچھا کہ عمر تیری کس قدر ہے شیخ نے کہا بیش ازین ہفت سال چل سالہ بودم و قبل ازین بدو سال چل داشتہ و اکنون نیز چل دارم شہزادہ نے فی الفور شیخ کا مقصود دریافت کر کے تحسین بلیغ فرمائی اور عدالت اسکی اس مرتبہ تھی کہ ایک وقت قافلہ خطا کا اندجان کے پہاڑوں میں پہنچا اور برق اور صاعقہ گرنے سے دو شخص کے سوا تمام اہل قافلہ ہلاک ہوئے اور بادشاہ نے اس حال سے مطلع ہو کر ایک جماعت کو حکم دیکر تمام مال و اسباب قافلہ والوں کا فراہم کروایا اور ہر چند کوئی غار حاضر نہ تھا اور احتیاج بدرجہ اعلیٰ رکھتا تھا آدمی اطراف و جوانب میں بھیج کر درخت کو طلب کیا اور دو برس کے بعد جب حاضر ہوئے تمام اسباب بلا تامل اسکے سپرد کیا اور باوجود اسکے آنحضرت کی مدت عمر لشکر کشی اور جنگ ترو میں گزری لیکن سر شہ شیش و عشرت کا ہاتھ سے نہ دیا اور ہمیشہ بزم نشا و آراستہ کر کے جوانان خورشید عذار میں چین کیا مر و کیا عورت سے محشور ہوتا تھا

اور کابل کے باہر وامنہ میں ایک مرغزار کہ مثل بہشت برین کے تھا ایک موضع کو چاک سنگ میں کندہ کر کے شرابی غوانی سے پُر کرتا تھا اور مرد و خوش طبع اور صاحب اوراک کے ہمراہ نرم نشا طیر یا کر کے دادا بنسا ط دیتا تھا اور یہ میت اپنے اس موضع کو شمال کے کنارے کندہ کر دئی تھی میت نوروز و زیہار و مرد و لہری خوش مست و با برعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست بد اور طنا سیدیمائش جو سفر اور شکار میں چھپے سے زمین کو ناپ لیجاتی تھی ہندوستان میں مختصر عات اس شہنشاہ نے نظیر سے ہر سہ طناب کی ایک طناب بنائی تھی اور ہر ایک طناب چالیس گز اور ہر گز نو مٹھی مستوی الخاقہ اور ہر گز سکندری کہ بیشتر ہند میں مروج تھا متروک ہو اگر بابر ہی نے ادا مل عہد نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ تک تمام قلعہ ہندوستان میں رولج بہم پہنچایا اور جب بادشاہی مظم بلاد ہندوستان کی امیر تیمور صاحبقران کی اولاد میں منتقل ہوئی واجب جانکہ تھوڑا بار شاہ کا اصل و نسب خامع مظلوم کے یا رہی لوگ اس دفتر خجستہ اثر کے صحائف پر ثبت کروں پوشدہ نہ رہے کہ چنگیز خان بن یوکا سہادر بن پرتان کے چار فرزند نامہ ارغسہ چنگیز خان نے اپنے صین حیات میں ہر ایک کو مالک و مرہور ایل اور ایراق اور امرا صین فرما کر چار اوس ہم پہنچائے اور ایک قانون زبان مغلی میں کہ اُسے تو رہکتے ہیں اُنکے درمیان چھوڑا اور اسامی پسراں مرزور کے یہ ہیں اوکلتائی قاآن چغتائی خان جو جی خان تولی خان اور اوکلتائی قاآن اگرچہ خلف الصدق نہ تھا لیکن جواز و سے عدالت اور مکرمت کے اپنے بھائیوں پر فوقیت رکھتا تھا باب کے حکم سے ولیمہ ہوا قراقرم اور کلوران میں کہ شہر اصلی چنگیز خان کا ہی بادشاہ ہوا اور ہر شراب کی افراط سے شہر چھوٹیں ہر چین مر گیا اور چغتائی خان کہ کجسب اعتبار و دوسرا بیٹا چنگیز خان کا تھا باب کی وصیت کے موافق اپنے چھوٹے بھائی اوکلتائی قاآن کی نہایت اطاعت کرتا تھا اور اوکلتائی قاآن بھی اسکی نسبت رعایتیں واجبی عمل میں لاتا تھا یہاں تک کہ اپنے بیٹے کیوں کو اسکا ملازم کیا اور چغتائی خان کیم چنگیز خان مادر النہار ترکستان اور بلخ اور بخشان کو اپنے فیض و تصرف میں رکھتا تھا ہیبت اور سیاست اور اطلاع امور بادشاہی اور تورہ چنگیز خانی میں سب بھائیوں سے ممتاز اور متمیز تھا اور قراقرم و لوہیان کہ جہنم امیر تیمور گورکان تھا چنگیز خان کے حکم سے امیر الامراے چغتائی خان تھا اور جو وہ عیش و شکار میں نہایت مشغول اور مشغوف اور اکثر اوقات اس میں مصروف رہتا تھا اسواسطے امیر قراقرم و لوہیان تدبیر مہات سلطنت میں قیام کرتا تھا اور مصالح امور ملک کا الوس چغتائی بروہا حسن کفایت فرماتا اور دوسرا جو جی خان جو بڑا بیٹا چنگیز خان کا تھا بادشاہ کے حکم سے دشت قباچ اور خوارزم اور خزاں و بلخاں و ترکستان اور آتش اور روس اور حدود شمالی اُسکے سپرد تھی اور درمیان اُسکے اور اوکلتائی قاآن اور چغتائی خان کے باوجود اُسکے کہ ایک مان سے تھے دشمنی تھی اور طعن اُسکے نسب میں کرتے تھے اور ان ان تہذیب کی بوریہ قوجین و تہذیب و شاہ مصر تھی در جو چخان چنگیز خان کی فوت کے چھ مہینے کے بعد اوائل شہر سکستہ چھ سو چوبیس ہجری میں فوت ہوا اور ازبک خان یا دشاہ ہنتم دشت قباچ کہ جو چخان کی نسل سے تھا سلطان عادل اور مسلمان نیک نصلت تھا اور تمام ازبک اُس سے منسوب ہیں و اسلام دشت قباچ میں اُسے آفکار کیا اور دوسرا تولی خان جو بیٹا بیٹا باب کے مزدیک سب سے بڑا اور محبوب تر تھا اور سب بھائیوں سے مقام صداقت میں تھا اور اوکلتائی قاآن زما کو پورش خطا شکستہ چھ سو اٹھائیس ہجری میں زما اور ایک بیٹا اُسکا کہ قیلا قاآن بن تولی خان تھا شاہ خطا ہوا اور شہر خان بالغ بنا کر کے ایک شہر عظیم دریا سے زیتون سے کہ ازبک اور ہند ہی چالیس روزہ راہ طے کر کے اُس شہر کے درمیان جاری کی اور دوسرا بیٹا کہ ہلاکو خان تھا اپنے بھائی منکو قاآن کے حکم کے موافق ضبط ایران میں متوجہ ہوا اور جو حقیقت چنگیز خانی کی یہاں تک ظاہر اور روشن ہوئی آب جاننا چاہیے کہ نسبت امیر تیمور گورکان کی قراقرم و لوہیان کی طرف اس طور پر ہی امیر تیمور بن امیر طراغانی بن امیر برکل بن امیر النکیر بہادر بن بگل نوہان بن قراقرم و لوہان اور نسبت

قراچا رسالہ القتل کے یوں ہی قراچا بن سوئے بنی برلاس بن ایرونی برلاس بن قاجولی بہادر بن توہمانی خان بن سینق
بن فیدو خان بن قوشین بن یوقانی بن یوزن بن اللاتو والاقو بہرام جو بدینہ کی دختر سے تھا اور بہرام جو بدینہ دختر طہور خان سے
تھا قوم برلاس سے اور نسبت چنگیز خان جیسا کہ کتب میں مذکور ہے اور بھر کے ساتھ ہوئے ہی اور امیر تہر کے چار فرزند تھے ایک
میرزا جہانگیر کہ وہ باپ کی حیات میں قتل ہوئے فوت ہوا اور دوسرا میرزا شاہر خ حاکم ہرات تیسرا میرزا عمر شیخ حاکم اندجان
چوتھا میرزا امیران شاہ حاکم تخت ہاکو خان اسوائستہ صاحب قرآن کے بعد چار شعبہ ہوئے مدت ہا سے مزید چاروں بھائیوں کو ہر ایک
مقام میں بجائے خود بابت یاد شاہی بجائی جیسا کہ حالت تحریر اس نامہ کے شعبہ بہرام میں کہ میران شاہیہ میں دولت سلطنت
بانی ہے اور ہندوستان اور کابل اور غزنین اور قندھار اور غور اور بامیان میں فرمان روا ہے

ذکر جلوس نصیر الدین محمد بایون بادشاہ کا اول مرتبہ تخت سلطنت سواد اعظم ہندوستان میں اور
بیان اخبار اس بادشاہ جسم جاہ اور جانا شاہ ایران کے پاس بسبب غلبہ شیر شاہ افغان کے

یہ بادشاہ لطیف طبع اور حسن خلق سے موصوف اور عیش و نشاط میں مشغوف تھا اور علم ریاضی اور نجوم سے بہرہ تمام رکھتا تھا
جیسا کہ کرہ ارض کو مع لطیفات عناصر اور اقلک مجسم کیا اور ان میں مناسب سے رنگ کر کے ہر ایک فلک میں کوکب اسکے
ثبت کئے اور اسی طرح سے ہفت مجلس ترتیب دی مجلس اول میں کہ ساتھ قرعے منسوب ہر شل ایلیان دمسازن اور
شاہان کے رہتے تھے اور مجلس دوم میں کہ ساتھ عطار کے نسبت رتبی ہوئے اور مثل آنکے بسر لجاتے تھے اور باقی کو
اوپر اسکے قیاس کرنا چاہیے اور اہل ہر ایک حوالہ اس سبب سے جامہ اس رنگ سے کہ ساتھ اس مجلس کے نسبت رکھتا
تھا پختہ تھے اور وہ حضرت ہر ایک روز کو رہتا ہے ہفتہ سے ایک ان مجالس سے بسر لجاتے تھے اور اسم شریف اسکا
اس کتاب میں الکثر جنت آشیانی ادا ہوگا القصہ جب سکے اور خلیفہ نے بنام نامی اور القاب گرامی آنحضرت کے نسبت لکھا
اسکے بھائی کا نام میرزا نے طبع ملک پنجاب کر کے بہانہ پر کش اور مبارکباد کے ہند کی طرف روانہ ہوا جنت آشیانی
مکام اخلاق سے اغماض میں کر کے مقام سازگاری میں ہوئے اور پنجاب اور پشاور اور لغمان کو کابل اور قندھار اور
بامیان میں احضار کر کے فرمان اقطاع اور ضبط اس حدود کا کام میرزا کے واسطے بھیجا اور میرزا ہندال کو ولایت میوات
عنایت کی اور ولایت سبھل میرزا عدسکری کو ازرائی رکھی اور ۹۳۸ھ نو سو اڑتیس ہجری میں قلعہ کالجہ کی عزیمت کے واسطے
لشکر لکھنجر محاصرہ کیا لیکن اس مدت میں جب محمود خان ولد سکندر رودھی میں افغان کے اتفاق سے جون پور
پر متصرف ہوا تھا اور آتش فتنہ مشتعل کی تھی ناچار اسے کالجہ سے پیشکش لیکر تعمیل تمام جو بنور کی طرف گیا اور افغان کو
جنگ شدید کے بعد منہزم کیا اور بدستور سابق اس طرف کی حکومت سلطان جنید برلاس کے فلولیض فرما کر اگرہ کی طرف
مراجعت کی اور ایک جشن عظیم ترتیب دیکر بروایت نظام الدین احمد نجفی بارہ ہزار آدمی کو ساتھ انعام اور خلعت کے مغازی
نجفی اناجملہ دو ہزار آدمی نے ساتھ بالاپوش تکر مرصع کے اختصاں پایا اور بعد فراغ جشن و طوسے الہی شیر خاں کے پاس
بھیجا قلعہ چار کا خواہان ہوا اور جب اسنے انکار کیا اس طرف متوجہ ہوئے اس سبب سے کہ اندون میں سلطان بہادر شاہ
جگانی سرٹھا کر مصدر آشوب ہوا تھا ہر آئینہ بادشاہ قلعہ چار کو ساتھ شیر خان کے مقرر رکھا اور صلح گو نہ درمیان میں لا کر
مراجعت فرمائی اور اب تک وہ اگرہ میں نہ پہونچا تھا کہ قطب خان ولد شیر خان کہ باپ کی طرف سے ملازم رکاب سعادت
انتساب ہوا تھا چٹار کی طرف بھاگا اور محمد زمان میرزا بنیرہ سلطان حسین میرزا نے ساتھ اسل قرار کے دھیمہ کیا کہ جنت آشیانی کی

باتفاق امراے چغتائی در میان سے اٹھا کر خود مقصدی امرا بادشاہی ہند ہووے اور آنحضرت نے اس معنی سے اطلاع پائی ایک مرتبہ
گناہ اسکا بخش اور کلام مجیدی قسم دیکر کچھ نہ کہا آخر کار جو فتنہ و فساد کہ باپ سے میراث رکھتا تھا ضبط اپنا کر کے پھر چھوٹے مخالفت ہوا
اس مرتبہ اسکو قید کیا اور یادگار میرزا کے سپرد کیا تو اسی قلعہ بیاتہ میں مجوس کرے اور محمد سلطان دختر زادہ سلطان حسین میرزا
اور خوش سلطان کو کہ امراے کبار اور سلاطین روزگار مغل سے تھے اور ساتھ محمد زبان میرزا کے اتفاق رکھتے تھے حکم فرمایا
کہ دونوں کی آنکھوں میں میل کھینچیں اور چھ شخص کہ مرتکب اس امر کا تھا خوش سلطان کو کور کر کے محمد سلطان کے بارہ مین
اسنے اغماض کیا اور اسکی آنکھ کی پٹی میں خراور حد مدہ نہ پہنچایا اور محمد زبان میرزا کو گاریگ نوکرون سے سازش کر کے اس
قلعہ سے گجرات کی طرف بھاگا اور محمد سلطان کہ کورون کے مانند گھر میں تھا وہ بھی ایک جماعت کو اپنا یار کر کے باتفاق بخیر زمین
سمیان مانع میرزا اور شاہ میرزا کے قلعہ کی طرف مغرور ہوا اور کچھ اُس نواح سے اپنے تعریف میں لاکر بلخ چھ ہزار اور مغل و افغان اور
راچوت سے فراہم کئے اور جنت آشیانی نے چند کس بہادر شاہ کے پاس بھیجا کہ محمد زبان میرزا کو طلب کیا اور بعد اسکے کہ وہ از روئے تکریم
اور تحجر فرماے ناخوش زبان پر لایا تا دیب اسکی وجہ ہمت کر کے جو یا سے وقت ہوا مقارن اس حال کے بہادر شاہ عازم قلعہ چھوڑ ہوا
اور وہاں کے حاکم نے راجہ بکر ماجیت کے پاس پناہ لاکر استعانت کی آنحضرت نے دارالملک اہلی سے بقصد گوشال بہادر شاہ اور رانائی عا
کے واسطے حضرت فرمائی اسکے بعد کہ نواح گوالیار میں پہنچے باقضاء وقت دو مہینے توقف کیا اور آخر اگرہ کی طرف بازگشت
فرمائی اور رانا نے معادنت سے مایوس ہو کر تاج مرصع اور پیشکش وافر بہادر شاہ گجراتی کو دیکر قلعہ کو قید محاصرہ سے غلص کیا بہادر شاہ
نے اس یورش اور فتح سے نہایت مغرور ہو کر محمد زمان میرزا کو نہایت بزرگ کیا اور اسی طرح سے از روئے تدبیر علار الدین ولد
بادشاہ بھلول لودھی کو کہ اسکے پاس تھا تعویذ کر کے تخی دلی کی فزین ہوا اور تاتا رخاں ولد علار الدین کو سپہ سالار کر کے مع
چالیس ہزار سوار افغان آنحضرت کے اطراف دلایت پر تعین کیا اور اسنے تھوڑے عرصہ میں قلعہ بیاتہ سے نواح اگرہ تک
ہوا لانگھا مالک افغان کیا اور بادشاہ نے میرزا ہندال کو مع ایک جماعت امراے مغل تاتا رخاں کے دفع کے واسطے حکم صادر فرمایا
اور اکثر سپاہ مخالفت سپاہ مغل کی خبر وجہ سے ہراسان ہو کر متفرق ہوئی اور تاتا رخاں نے جو مقر اور ملاذ نہ رکھتا تھا ناچار دس ہزار
آدمی سے مقابلہ اور قتالہ میرزا ہندال کا اختیار کیا اور مغلوب ہو کر مع تین سو آدمی روڈ ساے معتر افغان سے قتل ہوا اور میرزا
ہندال نے قلعہ بیاتہ کو مسخر کیا اور مظفر دینصور ہو کر معادنت فرمائی اور بہادر شاہ گجراتی نے ۹۲۴ھ نو سو چالیس پہری میں بخیر چوڑ کا عازم
ہوا اور لشکر جہار اسطرت لیگیا اور جنت آشیانی نے اصیتا طام ملی میں دریائے جون کے کنارے ایک قلعہ نہایت مضبوطا حدات
کیا اور نام اسکا دین پناہ رکھا اور بعد تیاری کے مردم معتبر کے سپرد فرمایا پھر سارنگپور کی طرف کہ مالک محروسہ شاہ گجرات تھا روانہ
ہوا اور یہ دو بیت موزون کر کے اسکے پاس بھیجن قطعہ ای کہ ہستی غنیم شہر چوڑ کا فزان راجہ طور سیکیری بد بادشاہی رسید ہر سرتو
تو شستہ چوڑ سیکیری پناہ اور بہادر شاہ نے بھی ملاحظہ اور نرمی نہ کر کے یہ جواب تحریر کیا قطعہ من کہ ہستم غنیم شہر چوڑ کا
کا فزان چوڑ سیکیرم نہ ہر کہ بلند حمایت چوڑ کا تو بہن کش چہ طور سیکیرم نہ کہتے ہیں بہادر شاہ نے جواب ناصواب سمجھنے کے
بعد اپنے مقربوں سے مشورہ کیا اکثر نے یہ جواب دیا کہ جنت آشیانی شاہ عظیم الشان ہوا اول اسکی ہم سے مغرب ہونا چاہیے
اسکے بعد قلعہ کی تعمیر میں مشغول ہونا لازم ہوا اور بعضے بولے کہ ہمایون شاہ شریع کا پابند ہی حمایت کفار کی بدنامی اندیشہ کر کے
ہمارے سر پر ڈاؤنگیا بہتر ہے کہ ہم قلعہ کفار کو جو بہ نیت تعمیرت سے محاصرہ میں رکھتے ہیں انجام کو پہنچاویں اور صابکہ کے فتح
ہونے کے بعد دوسرے کام میں مشغول ہوں بہادر شاہ نے اس بات کو تصدیق کر کے محصور و فتنہ میں کوشش کی اور جنت آشیانی نے

یہ حکایت سماعت کر کے سازنگ پور میں اس قدر توقف فرمایا کہ بہادر شاہ نے قلعہ مذکور کو فتح کیا اور جو اسکے اقبال کے کھنکھی کی طریت رکھتا تھا کسی دہرے سے فروغی نہ کی شاہ دہلی سے مقام ستیزہ میں ہوا اور اس کے نوسوانا لکھنؤ میں کچھ برکھنکھی کی طریت رکھتا تھا روانہ ہوا اور اپنے ٹینٹن مصیبت میں ڈالا اور بہت آشیانی اس طرح کی مدت حق میں اسکے بجالایا تھا ہر گز اس قسم کی بے ادبی کا گمان نہ رکھتا تھا یہ خبر سن کر غضبناک ہوا اور اسکے مقابلہ کے واسطے روانہ ہوا اور لواح سندسور میں لشکر فوجین کا مقابلہ ہوا بہادر شاہ نے کہ تو بچا نہ بہت جمع کیا تھا رومی شان کی ہدایت سے کہ صاحب خدیار اسکے تو بچا نہ کا تھا لشکر کے گرد حندق کو دو کرارے آفتبازی کے آرد کے گرد لگے اور اسکی آڑ میں دو مہینے تک لشکر جغتائی کے مقابل فروکش رہا اور ہر روز آتش جنگ فروخت کرتا تھا اور اسکا مقصد یہ تھا کہ سپاہ منحل کو تو بچا نہ کی زد پہنچے چکر ضائع کرے لیکن جب فرماندہ البس جغتائی نے یہ امر دریافت کیا امر اور سپاہ کو حکم دیا کہ تو بچا نہ کی زد پر بخاؤں اور پانچ چھ ہزار منحل تیر انداز جنگ یدہ قزاق ہو کر لشکر گجرات کا اطراف و جوانب تاخت و تاراج کریں اور غلام اور غلف کی رسد بیکلم روکیں اس سبب سے قحط عظیم گویا یون کے لشکر میں پڑا اور دیگر حالات اس جنگ کے مقالہ سوم میں بشمول واقعات احمد شاہ بھری ورج ہو گئے۔

ذکر سلیم شاہ بن شیر شاہ افغان سور کی سلطنت کا جب وقت کہ شیر شاہ فوت ہوا عادل خان اسکا بڑا بیٹا کہ دلیعہ تھا پنجون میں اور چھوٹا فرزند اسکا جلال خان قصبہ ریون توابع پٹنہ میں تھا امرانے جب دیکھا کہ عادل خان مسافت و دروازہ میں ہوا و حاکم کا ہونا بر ضرور سب نے اپنی جلال خان کی طلب میں پیچھا اور جلال خان پانچ چھ دن کے بعد آردو سے شاہی یں پہونچا اور عیسیٰ خان حاجب اور دوسرے امر کی کوشش سے ماہ ربیع الاول کی پندرہویں ۹۵۵ھ میں عین قلعہ کالجہ میں تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور ساتھ اسلام خان کے مخاطب ہوا اور خاص و عام کی زیبا ہون پر سلیم شاہ کا مذکور ہوا انصاف سے سلیم شاہ قائم مقام پر رہو اپنے بڑے بھائی عادل خان کو عرضداشت لکھ کر اظہار کیا کہ جو آپ شہر دور دراز میں رولق افزا تھے اور میں نزدیک واسطے تسکین آتش فتنہ و فساد کے آپ کی تشریف آوری ملک میں نے افواج کی محافظت کی اور مجھے آپ کی اطاعت اور فرمان برداری کے سوا کچھ چارہ نہیں ہی اسکے بعد کالجہ سے آگرہ کی طرف متوجہ ہو کر جب قصبہ کوڑہ کے لواح میں پہونچا خواص خان نے اپنی جاگیر سے آنکر ملازمت کی اور سرفرو سے جشن جلوس ترتیب دیکر پھر سلیم شاہ کو امر کے اتفاق سے سر ریاست پٹنہ پہلوہ کر گیا اور اسکے بعد سلیم شاہ نے دینا داری کے بموجب ایک مکتوب اور عادل خان کے پاس بھیج کر محبت اور اخلاص ظاہر کیا اور ملاقات کا طالب ہوا اور عادل خان نے سلیم شاہ کے امر کو کہ قطب خان نائب او عیسیٰ خان نیازی اور خواص خان اور جلال خان جلوانی تھے قطعی کیا کہ تم میرے آنے میں کیا صلح دیکھتے ہو اور سلیم شاہ کو بھی لکھا کہ جو یہ چاروں شخص آنکر سب ہی تسلی کریں اس طرف عنان غریمت معطوف کرتا ہوں سلیم شاہ نے ان چاروں امر کو اعلا خان اسکے پاس بھیجا اور انھوں نے جا کر ساتھ عدل اور قول کے عادل خان کی تسلی کی اور اقرار کیا کہ اول ملاقات میں آپ کو رخصت و لواہیت لکھے اور ہندوستان کے جس ملک میں جہاں چاہیں جاگیر یوں عادل خان اسکے ہمراہ آگرہ کی طرف متوجہ ہو جائے قصبہ سیکری میں کہ قبل سا تہہ تہجور کے اشتهار رکھتا ہی پہونچا سلیم شاہ فکرا میں مشغول تھا اپنے بھائی کی خبر آمد سنکر اس مقام میں کہ ملاقات کے واسطے آراستہ کیا تھا استقبال کر کے ملاقات کی اور محبت برادری کے آثار و ظنین سے ظاہر ہوئے لفظ آپس میں میٹھے پھر آگرہ کی طرف متوجہ ہوئے سلیم شاہ نے ایک عذرا پنے بھائی کی نسبت اندیشہ کر کے اپنے توابعین کو بھیجا دیا تھا کہ عادل خان کے ملازمین اور توابعین سے اسکے پاس دو تین آدمی سے زیادہ نہ چھوڑیں لیکن دروازہ میں آدمی اسکے متنع نہوئے ایک جامع پتہ

جنگ واقع ہو کر تاسدات آسمان پر مسلط شاہ فرشتہ زماں رنگ تلو قوامہ اللہ خاصہ اللہ کے رحم و کرم سے خلیفہ
اور چلیسی خان نیازی میوات کی طرف راہی ہوئے اور عادل خان تنہا پلٹے مین جا کر الیسا مفقود الحیر ہوا کہ کسی نے اسکے احوال سے خبر
نہائی اور معلوم نہوا کہ اسکا مال کیا ہوا پھر سلیم شاہ نے خواص خان اور عیسیٰ خان کے تعاقب مین لشکر تعین کیا اور فریروز پور مین آتش
جنگ افروز تھے ہوئی اور سلیم شاہ کے لشکر نے شکست کھائی اسکے بعد جب دوسرا لشکر لکھ کو پہونچا خواص خان اور عیسیٰ خان تاب
مقاومت نہ لکے کہ کہہ لایون کی طرف بھاگے سلیم شاہ نے قطب خان نائب کو اور ایک جماعت اور انکے سر پر تعینات کی اور
اسے جا کر دامن کوہ لایون مین قیام کیا اور ہمیشہ دامن کوہ کوتاقت و تاراج سے خراب کرتے تھے اس وقت سلیم شاہ نے خود
چٹار کی طرف غزمت کی اٹھاے راہ مین جلال خان جلوانی اور اسکے بھائی کو اس اتفاق کے سبب کہ عادل خان سے
رکھے تھے مانو ذکر کے قتل کیا پوچھا مین بابر خزانہ برادر وہ کہے کہ لایا مین بھیجا اور خود بجانب اگرہ مراجعت فرمائی اور جو قطب خان
عادل خان کے بلانے اور احداث فتنہ مین دخل تھا بسبب اس خوف دہر اس کے کہ کہہ لایون کے دامن سے فرار کر کے لاہور
مین ہیبت خان نیازی التماطب و عظم ہایون کے پاس گیا سلیم شاہ نے عظم ہایون پر حکم نافذ کر کے قطب خان نائب کو
طلب کیا عظم ہایون نے حکم کے موافق قطب خان کو سلیم شاہ کی خدمت مین روانہ کیا بادشاہ نے اسکو مع چند محبوب و دیگر کے
کہ جملہ چودہ نفر تھے قہقہہ کر کے اپنے لہوئی شہباز خان کو بھائی کے پاس لایا مین بھیجا اور شجاعت خان حاکم مالوہ اور عظم ہایون کو
طلب کیا شجاعت خان نے انکر ملازمت کی اور عظم ہایون متعذر ہو سلیم شاہ نے شجاعت خان کو پھر مالوہ کی طرف رخصت کیا
اور خود خزانہ لائے کے واسطے رہتاس کے سمت سوار ہو اور سعید خان یعنی عظم ہایون کا بھائی کہ ہمیشہ حضور مین حاضر رہتا تھا
راہ سے فرار کر کے لاہور گیا سلیم شاہ بھی راستہ سے باز نہ آئے کر کے اگرہ مین آیا اور لشکر کے احضار کا حکم دیکر نئی دہلی کی طرف رونق فرما
ہوا اور حکم کیا کہ گرد گرد شہر اور اس قلعہ کے کہہ لایون بادشاہ نے تعمیر کیا تھا ایک ہزار گنچہ سنگ سے تیار کرین اور جب سلیم شاہ کی
خبر تو مہ دہلی کی شجاعت خان کو پہونچی شجاعت خان اظہار خلاص کے واسطے مع ایک جماعت مخلصان سلیم شاہ کے روہر و آیا
اور استمالت پائی اور سلیم شاہ نے چند روز دہلی مین قیام کیا اور لشکر کو آراستہ کر کے لاہور کی غزمت کی اور عظم ہایون خان مع
مالوہ مخلصان با اتفاق خواص خان اور لشکر پنجاب کہ سلیم شاہ کی افواج سے دو چند تھی استقبال کے واسطے دوڑ کر قصبہ ابنالہ
کے قلعہ مین پہونچا کہتے ہن جب سلیم شاہ لشکر نیاز یون کے قریب گیا فوج کش ہوا اور خود مقربون کے چند اشخاص سے لشکر نیاز یون
کے مشاہدہ کو جا کر ایک پشت پر چڑھا اور جب نظر اسکی آہر پڑی اس مقام مین ایستادہ ہو کر کہا کہ میری عزت و ناموس مین نہیں سلنا ہی
کہ باغی کو دیکھ کر صبر کروں پھر افسروں کو حکم دیا کہ صفات جنگ آراستہ کر کے غزمت جنگ کرو اور اس شب کو کہ صبح اسکے جنگ
ہوئی عظم ہایون اور اسکے بھائی نے خواص خان سے حاکم کے نصب کرنے کی واسطے مشورہ کیا تھا کہ حاکم کون ہونو اصحاب
نے کہا تھا کہ عادل خان کو تلاش کر کے حاکم کرنا چاہیے اور عظم ہایون اور اسکے بھائی نے کہا تھا ہیبت ملک بھیراٹ نگر و
کے ساتھ تازہ تیغ و دوستی سے مدد چاہیے اس مقدمہ کے سبب انکے درمیان مین کدورت پیدا ہوئی جبکہ منقوت آراستہ ہوئیں اور
طافین مقابل ہوئے خواص خان بے جنگ ہیبت کر کے فوج کے باہر نکل گیا اور نیاز یون نے حتی المقدور مقابلہ اور محاربہ کیا
جو کہ کھرا می کا نتیجہ شامت و ندامت ہو رہی بھی بھاگ گئے اور فتح غیبی سلیم شاہ کو نصیب ہوئی ہیبت کے راکہ دولت کندیاوری
کہا کہ باوے کند وادے مہر سعید خان یعنی براہ عظم ہایون مع دس آدمی ہر امیون سے جو مسلح تھے اور کوئی شخص سے
نہیں بچاتا تھا اسے چاہا کہ مین مبارکباد کے مبارک سلیم شاہ کے پاس پہونچا اسکا کام تمام کروں جب گیا ایک فیلبان نے

اسے پہچان کر نیزہ مارا اور وہ میلان جنگی کے حلقہ اور سلیم شاہ کی فوج خاص کے داہنی طرف سے برآمد ہو کر نکل گیا۔ قصہ نیاز یون نے شکست کے بعد وحسٹوٹ کی طرف جو روہ کے قریب ہی قرار کیا سلیم شاہ قلعہ رہتاس تک جسکو اسکے والد نے تعمیر کیا تھا انکے تعاقب میں گیا اور خواجہ ادیس شروانی کو مع لشکر قوی نیاز یون کے سرنگھون کر کے خود بدولت و اقبال نے آگرہ کی طرف حجت کی اور وہاں سے گوالیار میں آئے اسوقت ایک دن شجاعت خان قلعہ کے اوپر سلیم شاہ کے اکاڑی جاتا تھا ایک شخص عثمان نامے کہ شجاعت خان نے اسکا ہاتھ قطع کیا تھا سہراہ مکین کر کے فرصت وقت کا جو یا تھا ایکبارگی برق کی طرح حجت کی اور ایک وار شجاعت خان پر کیا شجاعت خان نہجی ہو کر اپنے مکان پر گیا اور گمان کیا کہ یہ شخص سلیم شاہ کے اغواسے اس فعل کا مرتکب ہوا ہے سو چکر گوالیار سے بھاگ کر مالوہ کی طرف گیا سلیم شاہ نے منہ بومک اسکا پیچھا کیا اور جب شجاعت خان بانسواڑہ میں آیا عیسیٰ خان سورکو مع بیس ہزار سوار و چہین میں چھوڑ کر خود مراجعت کی اور یہ معرکہ ۹۵۰ سالہ نو سوچون ہرچہین واقع ہوا تھا اور خواجہ ادیس سروانی کہ عظیم ہمایون کے سرپرستین تھا وحسٹوٹ کے اطراف میں اُسے لڑا اور شکست پائی اور عظیم ہمایون تعاقب کر کے نوشہرہ تک آیا سلیم شاہ نے یہ خبر سن کر لشکر گران ترتیب دیکر نیاز یون کے دفع کے واسطے بھیجا عظیم ہمایون پھر پلٹ کر وحسٹوٹ میں گیا جب سلیم شاہ کا لشکر موضع سنبہ کے قریب پہونچا نیاز یون نے محاربہ کیا اور شکست فاحش مکائی اور عظیم ہمایون کی مان اور زین فرزند اسیر ہوئے چنانچہ اسیروں کو سلیم شاہ کی خدمت میں روانہ کیا اور تمام نیازی مکروں کے پاس پناہ لگئے اور پہاڑیوں پر کہ کشمیر کے متصل ہیں درائے سلیم شاہ مع لشکر گران نیاز یون کی آتش فساد کی تسکین کے واسطے سوار ہو کر پنجاب کی طرف متوجہ ہوا اور دو برس تک مکمران سے محاربہ اور مجاہدہ رہا اور آندون میں ایک شخص نے تنگ راستہ میں کہ اسوقت سلیم شاہ کوہ ماہنکوٹ پر چڑھتا تھا کشمیر پر بندہ کر کے اسے قتل کا قصد کیا سلیم شاہ کمال جیتی اور چالاک سے اسپر غالب آیا اور ان واحد میں اسکا کام تمام کیا اور وہ تلوار بجانی جو کہ خود اقبال خان کو بخشی تھی اور جب مکمران مغلوب ہوئے اور ان میں قوت باقی نہ رہی عظیم ہمایون کشمیر میں آیا حاکم کشمیر سلیم شاہ کے ملاخط سے نیاز یون کا سردار ہوانیا ز یون نے بھی صف جنگ آواستہ کی آخر کو عظیم ہمایون اور سعید خان تیغ کے گھاٹ اترے حاکم کشمیر نے انکے سر کاٹ کر سلیم شاہ کے پاس بھیجا اور سلیم شاہ نے نیاز یون کی مم سے فراغ حاصل کر کے مراجعت کی اسوقت میرزا کامران جنت آشیانی سے بھاگ کر سلیم شاہ کے پاس پناہ لایا اور سلیم شاہ نے از روئے نخوت و تکبر پیش آنکر نالایق سلوک کیا اس سبب سے میرزا کامران سلیم شاہ کے ردبر سے مفرد ہوا اور کوہ سواک میں دم لیا اور وہاں سے ولایت مکمران میں گیا اور سلیم شاہ نے دہلی میں حاکم چند روز قیام کیا اور اسوقت خبر آئی کہ ہمایون بادشاہ آب نیلاب کے کنارے پہونچا کتے ہیں کہ اسوقت سلیم شاہ اپنے گلے میں جو کین لگا کر خون نکلواتا تھا اسوقت سوار ہو کر روانہ ہوا اور اول رفتین کوس پر جا کر مقام کیا اور جو کہ توچانہ آراستہ ہمراہ رکھتا تھا اور اس عرصہ میں بیل اراہ کے پرکون میں گئے تھے اور وہ چلنے میں جلدی کرتا تھا فرمایا کہ پیادے بجائے گاؤرا بچہ چہین پھر ہر ایک توپ کو ہزار دو ہزار پیادے ٹھینچنے لگے اور وہ بسرعت تمام لاہور کی طرف متوجہ ہوئے اور جو کہ ہمایون بادشاہ نے پیشتر مراجعت کی تھی وہ اپنے موقع پر نہر کوڑ ہو گا سلیم شاہ نے بھی لاہور سے معاودت کر کے قلعہ لاہور میں قیام کیا اتفاقاً ایک روز اترے کے لواح میں شکار کرتا تھا ایک جماعت مفسدون کی بعض آدمیوں کے اغواسے اسکے سردار ہو کر مقام غدر میں ایستادہ ہوئی اور بحسب اتفاق سلیم شاہ نے دوسرے راستہ سے مراجعت کی اور وہ جماعت بیکار اور مظل رہی اور جب یہ حقیقت سلیم شاہ کے گوشہ زد ہوئی بہادر الدین او محمود کہ فتنہ کے بانی تھے انھیں قتل کر کے گوالیار میں قرار پکڑا اور ہر شخص کو اپنے املا سے کہ جسکو ساتھ قوت

اور غلبہ کے گمان لجاتا تھا گرفتار کر کے قید کرتا تھا اور گروں مارتا تھا یہاں تک خواص خان کہ شجاعت میں رستم زمان اور بغاوت میں حاتم دوران تھا اس سے متوہم ہو کر وہ بکبہ اور صحرایہ پھرتا تھا اور سرگردانی سے تنگ آکر ۹۵۹ھ نو سو و شصت و چوبیس میں امان کے واسطے تاج خان کرانی کے پاس آئے ایک امیر سے معتبرین سے تھا اور سبھل میں قیام رکھتا تھا آیا اور تاج خان شیخ سلیم شاہ کے حکم کے موافق نقض عہد کر کے تیغ خدر سے اُسکو قتل کیا اور اُسکے آدمیوں نے تابوت اسکا دہلی میں لیجا کر پونڈرین کیا اور اہل ہند اسے جلاہل اللہ سے شمار کرتے تھے اور اُسکو خواص خان دلی کہتے تھے چنانچہ اُسکا قتل مبارک نہوا تھوڑے عرصہ میں یعنی اسی سال ۹۶۰ھ نو سو ساٹھ و چوبیس میں سلیم شاہ کی مقعد میں ایک دانہ و نبل کا برآمد ہوا اور دردی شدت سے خون جاری ہوا اور مر گیا مدت اُسکے سلطنت کی نو برس تھی نیلاب سے بنگالہ تک شیر شاہ کے حملوں کے درمیان میں ایک محلہ اور آباد کر کے ہر ایک بہرہ میں طعام پختہ اور خام بطریق شیر شاہ مسافروں اور محتاجوں اور نو انگروں کے واسطے مقرر کیا تھا اور اسی سال محمد شاہ بھرنی اور سران نظام الملک بھری نے بھی وفات پائی اور پیر مولف نے تاریخ اس واقعہ کے زوال خسروان پایا اور تصدیق سے غریب سے کہ سلیم شاہ کے زمانے میں واقع ہوئے واقعہ شیخ علانی ہوا تفصیل اُسکی بریل جمال یہ ہے کہ اُنکے باپ کا نام حسن تھا اور غلام شیخ سلیم قصبہ بیاندین سجادہ نشینی پر ارشاد یعنی ہدایت طالبوں کو کرتے تھے جب رخت سہتی عالم بقا کی طرف کھینچا شیخ علانی کہ اولاد ارشد آنحضرت کے تھے اور فضیلت و دانش میں ایتنا اتمام رکھتے تھے کہ اپنے والد ماجد کے قائم مقام ہوئے اور طالبان حق کی ہدایت میں مشغول ہوئے اتفاقاً شیخ عبد اللہ افغان نیازی کہ شیخ سلیم چشتی کے مریدان نامی سے تھے سفر کا منظر سے عادت فرما ہوئے اور روشن مہدیہ کہ عقیدہ فاسد سید محمد جو پوری میں موعود ہوا اختیار کر کے بیاندین میں حلقہ اقامت ڈالی اور جب شیخ علانی کو وضع اسکی خوش آئی اُسکی صحبت کے فریفتہ ہوئے اور آیا اجداد کا طریقہ ترک کر کے خلائق کی بروش مہدیہ دعوت کرنے لگے اور برسوں اس طائفہ کے شہر کے باہر شیخ عبد اللہ افغان نیازی کے ہمسایہ میں توطن کیا اور ساتھ ایک جماعت کثیر احباب اپنے سے کہ ساتھ اُنکے متفق ہو کر گرویدہ ہوتے تھے بطریق توکل اور تجربہ و سیر لچاتے تھے اور ہر روز نماز کے وقت تفسیر قرآن مجید کی اس قسم سے بیان کرتے تھے کہ جو شخص اُس مجلس میں حاضر ہوتا تھا ایک دن دو کام سے کرتا تھا یا اصلاً اور قطعاً اپنے کام کے واسطے نہ جاتا تھا اور ترک اہل و عیال کر کے دائرہ مہدیہ میں داخل ہوتا تھا یا کہ بمطامعی اور مناسبت سے تائب ہو کر ساتھ سید جو پوری کے گرویدہ ہوتا تھا اسکے بعد اگر کشت اور راعت یا تجارت کرتا تھا وہ ایک حصہ راہ خدا کے تعالیٰ میں صرف کرتا تھا اور بہت شخص ایسے ہوتے کہ باپ نے بیٹے سے اور بھائی نے بھائی سے اور زن نے شوہر سے مفارقت قبول کر کے راہ فقر و قناعت اختیار کی اور نذر اور فقیہ جو کہ اُنکے پاس آتے تھے چھوٹے اور بڑے علی و دیر شریک تھے اور اگر کچھ ہم نہ پہنچتا تھا دو تین روز فاقہ میں بسر کرتے تھے اور اظہار نکرتے تھے اور باہل نفاس میں اوقات مصروف رکھتے تھے اور پھر شمشیر و تیغ ہر وقت اپنے ہمراہ رکھتے تھے اور کسی کو ٹھکرا دیا اور ہر مقام میں نامشروع دیکھتے تھے اول ساتھ رفیق اور ہمارا کے منع کرتے تھے اور آخرش اگر پیش نہ جاتا تھا قہراً اور جبراً اُس نامشروع کو تغیر دیتے تھے اور حکام شہر سے جو شخص کہ اُنسے موافق تھا امداد میں اُسکے کوشش کرتے تھے اور جو کہ منکر تھا قدرت منع اور اُنکے مقادرت میں نہ رکھتا تھا اور جب شیخ عبد اللہ افغان نیازی نے دیکھا کہ یہ ماجرا ساتھ خاص و عام کے پڑا ہے اور فساد و غریب برپا ہوا چاہتا ہے شیخ علانی کو سفر حجاز کی ولالت کی اور شیخ علانی ساتھ اسی وضع اور حالت کے سات تین سو اور پندرہ سو آدمی کے سفر حجاز کی طرف متوجہ ہوئے اور جب خواص پور میں کہ جو وہ پور کے حدود میں واقع ہے پہنچے خواص خان مشہور اُنکے استقبال کو آیا اور اُنکے مقتدان کے

سلک میں منسلک ہوا لیکن تھوڑے عرصہ میں فساد مذہب مہدوی کا دل میں لاکر اٹھنے خوف ہوا اور شیخ علانی اس معنی کو سمجھ کر ساتھ اس بہانہ کے کہ امر معروف نہی منکر میں بواجبی اطاعت نہیں کرتے ہیں اٹھارہ بخش خواص خان سے کہہ کے خواص پور سے براہ ہوا اور سفر حجاز کی غنیمت فسخ کر کے بیاض کی طرف پلٹ گیا اور آندون میں سلیم شاہ اگرہ میں تخت سلطنت پر ٹھکان ہوا سلیم شاہ کے طلب کے موافق اگرہ میں گیا اور اسکی مجلس میں حاضر ہو کر بادشاہوں کے رسوم اور آداب کا تعقیب کیا سلام شروع سلیم شاہ پر کیا اور سلیم شاہ نے ایک بار علیک اسلام کہا اور یہ بات اسکی مقرربون پرشوار ہوئی ملا عبد اللہ سلطان پوری الحنا طب مخدوم الملک نے مقام انکار شیخ علانی میں ہو کر فتوے اسکی قبل کا دیا اور سلیم شاہ نے میرزا رفیع الدین بخارا اور ملا جمال یحیٰ دم نشیندہ اور ملا ابوالفتح تھانی سہری اور دیگر علمائے وقت کو حاضر کر کے شخص اس قضیہ کی حوالہ آنکے کی اور سلیم شاہ کے حضور مجلس بحث منعقد ہوئی شیخ علانی کسی پر غالب نہ ہوتا تھا بلکہ مغلوب ہو کر جواب سے عاجز آتا تھا اور کلام مجید کی تفسیر بھی کر کے اس طرح سے آیات کے معانی بیان کرتا تھا کہ سلیم شاہ کے دل میں اثر پذیر اور ذہن نشین نہوتے تھے اور اس سے کہتا تھا اے شیخ اس دعویٰ باطل مہدویہ سے باز آؤ تجھے اپنے تمام قلم و پر محسب کروں اور اب تک میرے بغیر ان کو امر معروف کرتا رہا اب سیکر حکم سے کرتا رہا اور جب شیخ علانی نے یہ بات قبول نہ کی سلیم شاہ نے بادشاہ و فتوے ملا عبد اللہ سلطان پوری کے حکم قتل صادر نہ کیا قضیہ ہندیہ کی طرف کہ سرحد دکن ہی اخراج فرمایا اور بہار خان حاکم اس مقام کا کہ سلیم شاہ کے آمرانہ عہدہ سے تھامس تمام لشکر اپنے ساتھ لے کر اس سے گرویدہ ہو کر اس کے دائرہ اعتقاد و اخلاص میں در آیا اور مخدوم الملک نے اس بات کو مع وجہ قیام سلیم شاہ کے ذہن نشین کیا اور شیخ علانی کو اس سرحد سے طلب کیا اور اس مرتبہ پھر سلیم شاہ علماء کو حاضر کر کے پیشتر سے پیشتر اس قضیہ کے شخص میں مقید ہوا پھر ملا عبد اللہ سلطان پوری نے سلیم شاہ سے کہا کہ یہ شخص خود مہدویت کا دعویٰ کرتا ہے اور حضرت امام مہدی آخر الزمان بادشاہ تمام روئے زمین کے ہونگے اس واسطے تمام لشکر تیرا ساتھ لے کر گرویدہ ہوا ہے جیسا کہ عزیز تیرے بھی پوشیدہ اس کے مذہب میں داخل ہوئے ہیں اور محتمل بلکہ یقین کیا گیا ہے کہ نقصان تیرے ملک و بادشاہی میں ظاہر ہے سلیم شاہ کسی جوش سے ملا عبد اللہ کا قول نہ سنتا تھا اور پھر شیخ علانی کو بہار میں شیخ بڑھ طبیب کے پاس کہ مرد نشیندہ تھا اور تیرا اسکا منعقد ہو کر کفش اس کے پاؤں کی سیدی کرتا تھا بھیجا تو اس کے فتوے کے موافق عمل کرے اور سلیم شاہ خود بھی بظاہر توجہ ہو کر قلعہ ماکوٹ کی تعمیر میں مشغول ہوا جب شیخ علانی بہار میں پہونچا شیخ بڑھ نے موافق فتوے ملا عبد اللہ سلطان پوری الحنا طب بخدوم الملک کے فتوے لکھ کر سلیم شاہ کے ایچون کو دیا اس درمیان میں شیخ کو مرض طاعون کہ شوق میں شائع تھا عارض ہوا اور خلق میں اس کے ایک زخم پڑا کہ ایک انگشت کی مقدار فقیہ یعنی بی جانی تھی اور شیخ سفر بھی اسپر ستراد ہوا جب شیخ کو سلیم شاہ کے رو برو لائے قوت گفتار نہ رکھتا تھا سلیم شاہ نے آہستہ اس کے کان میں کہا کہ میں مہدی نہیں ہوں اور شیخ علانی نے اسکا کلام نہ سنا سلیم شاہ نے مایوس ہو کر حکم دیا کہ تازیانہ دار نے اسے چند تازیانہ مارے لکھا ہے کہ تیسرے تازیانہ میں شیخ علانی نے جان قابض اور ح کو سوہنی اور قیضہ ۳۵۵ نو سوچین جہری میں وقوع میں آیا تھا اور مادہ اسکی تاریخ کا ملا عبد اللہ ہی اور سلیم شاہ جب فوت ہوا اسکا فرزند کہ بارہ برس کا تھا با اتفاق امر قلعہ گالیا زمین تخت پر بیٹھا اور کچھ تین دن گذرے تھے کہ سبار زخان ولد نظام خان سورنے کہ شیر شاہ کا بھتیجا اور چچا بھائی سلیم شاہ کا اور سالہ اسکا تھا اپنے بھائی فیروز شاہ کو قتل کیا اور وزیر اور اہلکار کے اتفاق سے خود تخت پر اجلاس کر کے اپنا لقب عادل شاہ رکھا خواجہ نظام الدین بخشی نے اپنی تاریخ لکھی میں لکھا ہے کہ سلیم شاہ نے مرض الموت سے پیشتر اپنی منکوہ مساقہ بی بی بانی سے بایا کہا تھا کہ اگر اپنے فرزند فیروز شاہ کو دوستی ہی اجازت ہو

تو مبارز خان تیرے بھائی کو درمیان سے اٹھاؤں کہ تیرے فرزند کا غار رہا ہو اور جو بھائی کو دوست رکھتی ہو اپنے دل بند کی منگی سے ہاتھ اٹھا لے مبارز خان سے خطرے میں اسکی بی بی جواب دیتی تھی کہ میرا بھائی عمریش و عشرت میں بسر کرتا ہو اور غور سے اس کی طرف اوقات مصروف رکھتا ہو اسکو خیال سامان بادشاہی نہیں ہو ہر چند سلیم شاہ اس بارہ میں اسے ملاست کرتا تھا مفید نہ ہوتا تھا آخر کو سلیم شاہ کے فوت کے بعد تیسرے دن مبارز خان مع اعوان و انصار اپنے فیروز خان کے محل میں داخل ہو کر اسکی قتل کے دیر ہوا ہر چند اسکی ہمشیرہ ازرا رو کر ایسے نو عین کی شفاعت کرتی تھی اور کتنی تھی ای بھائی اس بیگناہ کے قتل سے دست کش ہو تو میں اسے لیکر ایسے مقام میں لیجاؤں کہ کوئی اس سے نشان پناوے فائدہ نہ کیا آخر اس سنگدل نے اس طفل معصوم کو بھید و قصور تیغ جفا سے شہید کیا میری کہ ملک سراسر زمین ہنیز زدہ ہوئے جبکہ بر زمین ہو کر سلطنت محمد شاہ سورا مشہور بعد لی کا اسکو جب سامان بادشاہی ظاہری کا ہمہ پہنچا اپنا لقب محمد شاہ عادل رکھا اور عوام الناس اسکو بھونٹتے اور امانت با عدلی کہتے تھے اور عدلی عدم قابلیت کے سبب کہ مردم اراذل و دن کا با تھیکہ لڑکھاتے عمدہ شہابی کو ساتھ آنکے رجوع کئے تھے اور یہی نام ہندو کہ لقال قبضہ ریواڑی کا ساکن تھا اُس کو منصبداران جدیدہ کے مسلک میں منظم کر کے کووال بازار کا کیا اور صاحب اختیار ملک و مال کیا اور خود شرب شراب اور محبت زنانہ معینہ اور لالہ میں مشغول ہوا اور جو زرخشی اور فیاضی بادشاہ محمد تعلق شاہ کی سنی تھی خیال اسکی تقلید کار کے اوائل جلوس میں دروازہ خزانہ مفتوح کر کے خلق کو انعامات و دیگر مستمال اور تو انکر لیا اور کہنے باسی پیکان میں اسکے ایک تولہ طلا تھا باقی سوارہ وغیرہ گوشہ گمان میں رکھ کر ہر طرف پھیلتا تھا اور وہ تیر جس شخص کے مکان میں گرتا تھا یا جسکے ہاتھ آتا تھا اس ہزار روپیہ دیکر اس سے لیتا تھا پس اس طریق سے شیر شاہ اور سلیم شاہ کا خزانہ تھوڑے عرصہ میں تلف کر کے آیکو بادشاہ بزرگ تصور کیا اور مردم خوش طبع افغان اسکے کام بیوقع سے اسکو اندھیلی کہتے تھے کسواسطے کہ اندھیلی زبان ہندی میں کوری اور پنجابی ہی جب ہندی لقال کا تسلط اور ہتھکال حد سے گذر اہر اسے افغان اسکی مہر اور بدھوی سے رنجیدہ اور دلگیر ہو کر دشمن ہوئے اور ہر گوشہ سے فتنہ خواہید و بیدار ہو اکثر امرانے سرطاعت اور فرمانبرداری سے بھیرا و جو کہ شرط فرمانبرداری ہی بجا نہ لائے اس واسطے عدلی کا دلون اور نظرون میں کچھ دقت اور اعتبار نہ رہا روق اور نظام اسکی بادشاہی کی زائل ہوئی اور ایک دن قلعہ گوالیار کے دیوانہ میں بارعام دیا اور امر اسے ناچار حاضر ہوئے اور عدلی جاگیر تقسیم کرتا تھا اس نے ریا تین حکم کیا کہ ولایت قنوج جو محمد شاہ قرلی کی جاگیر تھی دیکر سرست خان شردالی کو دیوین جو کہ دولون قبیلہ دار تھے اس مقدمہ میں گفتگو کی سکندر ظن بادشاہ محمد قرلی کہ جوان و غماستہ اور ہمارے دشمن اور بار بار سے دشمنی بولا کہ اب کام اس نہایت کو پہنچا کہ ہماری جاگیر شروانیان سگ فروش کو دیتے ہیں جب کلام بلند ہوا اسکا باپ کہ ضعیف و بیمار تھا سکندر خان کو دشمنی اور ناہمواری سے منع کرتا تھا لیکن اسے یار اسے صبر نہ بولا ای باب شیر شاہ تجھے ایک مرتبہ نفس آہنی میں قید کر کے ارادہ قتل کا رکھتا تھا آخر کو سلیم شاہ تیرا شفیع ہوا اور اس مملکت سے تجھے نجات بخشی اب گروہ سورتیرے اخراج کا قصد رکھتا ہو تو اس معنی کو نہیں سمجھتا عنقریب تجھے چھوڑ نیکی اسوقت سرست خان نے کہ بہت بلند قد اور قوی پیکل تھا ہاتھ سکندر خان کے شانہ پر رکھ کر کہا کہ اسے فرزند یہ تمام ہر شتی کسواسطے ہو اور سرست خان کا یہ ابراہہ تھا کہ اس مہانہ سے اسے دستگیر کرے سکندر خان نے اس معنی کو دریافت کر کے ایسا خیر اسکے شانہ پر مارا کہ سرست خان فوراً استغون کے مانند زمین پر گرا اور جان بحق تسلیم ہوا اور چند لوگ جو کہ اسکے متحمل ہوئے تھے انہیں بھونٹ کر ہلاک و بعض کو زخمی کیا اور عدلی اس دشمن کو ہلاک کر کے سکندر خان کے

تعاقب کیا عدلی نے کنوڑہ بند کر کے زنجیر میں سسل کیا اور اکثر امر جو کہ دیوا خانہ میں تھے اپنی تلوار میں بھیک کر بھاگے
سکندریان تیلن پو افون سرست کے دو گھڑی تک جھپٹ جاتا تھا ضرہاے شمشیر سے قتل کرتا تھا اس درمیان میں ابراہیم خان
سور کہ عدلی کا بہنوئی تھا اور ششہ میں شیر شاہ کا چچا بھائی ہوتا تھا ایک جماعت لیکر اسپر حملہ آور ہوا اور ضربت ہاے شمشیر ابراہیم
سے اسکا جسم ناز میں پرزے پرزے کیا اور دو تختان لوحانی نے بھی ایک ضربت شمشیر سے کام شاہ محمد قرطی کا تمام کیا کہتے ہیں
اسیدن تلج خان کرانی کہ عمدہ امر اے سلیم شاہ سے تھا قلعہ گوالیار کے دیوا خانہ سے برآمد ہو کر شاہ محمد قرطی کے دروازہ کے قریب
اُس سے ملاتی ہو کر احوال پوچھے گاتلج خان نے جواب دیا کہ کار و گون ہوا میں نے اپنا قدم اس کارخانہ سے باہر نہ بچایا
تو بھی بالکر میری رفاقت کر شاہ محمد نے یہ امر قبول نہ کیا اور عدلی کے سلام کو واسطے کیا اور پہونچا اسکے پہونچے ہی تلج خان کرانی نے
قلعہ سے برآمد ہو کر کھال کا راستہ لیا عدلی نے ایک فوج اسکے تعاقب میں روانہ کی اور چھپانوں کے اطراف میں گمارہ سے چالیس کوس
اور فوج سے تیس کوس ہو اسکے سر پر ہو چکر جنگ میں مصروف ہوئی تلج خان بھاگ کر چٹار کے جانب متوجہ ہوا اور راہ میں بعض
عمال خالصہ عدلی پر تصرف ہوا اور نقد و جنس سے جو کچھ ہاتھ لگا تحصیل کیا اور ایک حلقہ فیل کہ سوزنچر فیل سے مراد ہے پر گناٹ سے
لیکر اپنے بھائیوں حماد و سلیمان اور الیاس سے کہ مالک بعض ولایات کنارنگ و خواص پور مانڈہ کے تھے ملحق ہوا اور عظیم مخالفت بلند
کیا اور عدلی بھی کرانیوں کے سر پر فوج کش ہوا اور نہنگ کے کنارے طرفین کا مقابلہ طور میں آیا اسوقت ہی موی بقال نے عدلی سے
کہا اگر ایک حلقہ فیل آپ میرے ہمراہ کریں اب سے عبور کر کے کرانیوں پر حملہ آور ہوں اور انھیں ہلاک کر کے خاک مذلت پر ڈالوں
عدلی نے وہ سامان مہمت کیا ہی موی بقال نے اب گنگ سے عبور کیا اور جنگ کے بعد غالب آیا اور ابراہیم خان سور کہ شوکت دفر
رہتا تھا عدلی نے اسکی گرفتاری کا ارادہ کیا اور عورت اسکی عدلی کی ہمشیرہ تھی اس حال سے خبر دار ہوئی اور شوہر کو آگاہ کیا اور ابراہیم
بھار سے بھاگ کر اپنے باپ فارغ خان کے پاس کہ ہندون کا حاکم تھا روانہ ہوا عدلی نے عیسیٰ خان نیازی کو اسکے تعاقب کو واسطے مقرر
کیا اور وہ کالپی کے قریب اُس سے ملحق ہوا اور جنگ واقع ہوئی عیسیٰ خان نیازی نہزم ہوا اور ابراہیم خان سور لشکر فرام کر کے
دارالہک دہلی پر تصرف ہوا درگڑہ سک پر اپنا نام جاری کیا اور خطبہ اپنے نام پڑھا کولان سے لڑ کر کی طرف تاخت لایا اور اکثر مالک
اس حدود کے زیر نگیں کر کے استقلال تمام ہم پہونچا یا عدلی نے ناچار ہو کر انیان سے ہاتھ کھینچ کر چار سے کوچ کیا اور
ابراہیم خان سور کے دفع کے واسطے متوجہ ہوا جب دریا سے گنگ کے کنارے پہونچا ابراہیم خان سور نے ملحق اسکے پاس چکر
یہ پیغام دیا کہ اگر حسین خان اور بہادر خان سروانی اور نظم ہا یوں و چند امر اے دیگر جو صاحب قہدار و رزی اعتبار ہیں لوہین لوازم
حضر ویشاق ورمیان میں لاوین اتھا واپس کر کے ملازمت میں حاضر ہو گا عدلی نے بے عقلی سے اُس جماعت کو روانہ کیا اور
ابراہیم خان سور نے سیکو حسن سلوک سے ساتھ اپنے متفق کیا اور عدلی کی مخالفت اور دشمنی پر اصرار کیا عدلی نے اس امر
سے آگاہی پائی قوت مقادست اپنے سے مفقود دیکھی اور اگرہ اور دہلی سے قطع نظر کر کے پٹار کی طرف راہی ہوا اور مالک
اس طرف کے قبضہ میں لاکھ فوج کش ہوا اور استقلال تمام ہم پہونچا یا اور ابراہیم خان سور نے اپنا خطاب ابراہیم شاہ رکھ کر نشان
باو شاہی کا بلند کیا اُس حصہ میں احمد خان سور حاکم پنجاب جو شیر شاہ کا چچا بھائی ہوتا تھا اور عدلی کی ایک بہن اسکے بھی حوالہ
میں تھی عدلی کی خبر زبونی اور غلو بی ہو کر ابراہیم شاہ کے غلبہ اور تسلط کی سن کر اسکے بھی باو شاہی اور سرداری کی ہوں
و ملخ میں جاگزین ہوئی اور سمیت خان اور تار خان کو کہ امر اے سلیم شاہ سے تھے ساتھ اپنے یکدل اور محبت کر کے سکند شاہ
لقب کیا اور دس ہزار سوار لاہور سے لیکر اگرہ کی طرف متوجہ ہوا اور موضع فرخ کے قریب کوس کوس بلدہ اگرہ پہونچا

نزول کیا ابراہیم شاہ نے بھی ستر ہزار سوار ہمراہ رکاب لیکر نہایت شوکت اور عظمت سے استقبال کیا اور فوج کے علاوہ دوسو اہم
ہمراہ رکھتا تھا کہ ان میں اکثر صاحب سر پر وہ تجمل و علم و نقارہ رکھتے تھے سکندر شاہ اسکا جاہ و چشم دیکھ کر اسان واپسی
آنے سے پشیمان ہوا اور صلح کے دروازہ سے آنکر التماس کی کہ پنجاب مجھے معاف کرین ابراہیم شاہ اپنے لشکر و چشم کی کثرت پر
معزور ہو کر سکندر شاہ کی طاقت اور تملک پر ملتفت ہوا اور جو منع مذکور میں صفوف جنگ آراستہ کر کے نقارہ حزلی پر چڑھ
ماری اور جلال و قتال پر مستعد ہوا سکندر شاہ نے اپنا علم امر کے ہمراہ کر کے دشمن کے مقابل کیا اور خود ایک جماعت جو امان
جہان ویدہ اور جنگ آزمودہ سے کہیں میں ایستادہ ہوا ابراہیم شاہ نے حملہ اول میں لشکر پنجاب کو متفرق کیا اور جب سپاہ
اسکی لوٹ میں مشغول ہوئی سکندر شاہ قابو دیکھ کر کہیں سے برآہ ہو ابراہیم شاہ کے قلب لشکر پر تاخت کر کے ایک
لحظہ میں اسے منہزم کیا اور بعضوں کو کمزور مہی فتنہ قلیلہ قلبت فتنہ کثیرہ کا طور میں آیا بادشاہ ابراہیم منہزل کی طرف گیا اور سکندر شاہ
کا میاب ہو کر دہلی اور آگرہ پر متصرف ہوا اور اسکے بعد سکندر شاہ بقصد جنگ ہمایون بادشاہ پنجاب کی طرف روانہ
ہوا ابراہیم شاہ سرانجام اپنا کر کے منہزل سے کالپی کی سمت آیا اسوقت عدلی نے ہیموی بقال کو کہ اسکا وزیر خراج سیپا
آراستہ اور فیضان کو بیکر اور توخا نہ خوب چٹار سے دہلی اور آگرہ کی تسخیر کی واسطے بھیجا ہیموی بقال نے ابراہیم شاہ کا
دفعہ آہم جانکر نواح کالپی کو شکستہ کیا ابراہیم شاہ بیانہ کی طرف اپنے باپ کے پاس روانہ ہوا اور ہیموی بقال نے پھر اس مقام
میں آنکر مین مینے تک محاصرہ کیا اور جو اندون میں محمد خان سورہا عالم بنگالہ علم مخالفت بلند کر کے چٹار اور جو بنور اور کالپی کی تسخیر
میں متوجہ تھا عدلی نے ہیموی بقال کو طلب کیا ہیموی بقال محاصرہ ترک کر کے روانہ ہوا ابراہیم شاہ اسکا تعاقب کر کے
موضع منڈا کھرین کہ آگرہ سے چھ کوس ہوا اسکے سر پر ہو چکے بنیا و جنگ کی ڈالی اور شکست پا کر پھر اپنے باپ کی خدمت
میں روانہ ہوا اور چند روز کے بعد بادشاہ ابراہیم دلایت پٹنہ کی طرف گیا اور دراجہ رام چندر سے جو وہاں کارا تھا ملا اور گرفتار
ہوا اور اجہ رام چندر نے مصلحت وقت دیکھ کر اسے بے نظیم تمام تخت پر بٹھایا اور لوگوں کے مانند اس سے مسلوک ہوا اور چند
عرصہ کے بعد بیانہ کے افغانوں سے کہ رالیسین کے حدود میں سستہ تھے آیا زبہادر حاکم مالوہ سے ایک نزاع واقع ہوئی اور
افغانان اپنی رام چندر کے پاس بھیج کر بادشاہ ابراہیم کو مالوہ میں لیکے اور اپنا حاکم بنایا اور چاہا کہ درگادتی رانی دلایت کو یہیہ کوہ
کیواسطے طلب کر کے ایاز بہادر سے مقابلہ کرے رانی نے یہ امر قبول کیا اور اپنی دلایت سے روانہ ہوئی اور ایاز بہادر نے ایک
جماعت اسکی پاس بھیج کر اس ارادہ سے باز رکھا بادشاہ ابراہیم نے جب دیکھا کہ درگادتی پشیمان ہو کر اپنی دلایت کو اپنا رہنا ہتھام
میں مناسب بنانا اوڈیسہ کی طرف کہ اقتضائے بلا و بنگالہ سے ہی جا کر ایام گنداری کی یہاں تک کہ مشہور ہو کہ پتھر پتھر میں سلیمان لانی
دلایت اوڈیسہ پر مسلط ہوا اور ابراہیم شاہ کو عہد و بیان سے اپنے پاس بلا کر تیغ خنجر سے ہلاک کیا القصد یہ ہیموی بقال
چٹار میں عدلی کے پاس گیا خبر ہو چکی کہ ہمایون بادشاہ نے سکندر شاہ کو منہزم کر کے دہلی اور آگرہ پر قبضہ کیا باوجود اس
حال کے ان افغان سے کہ جو جبل و خود رانی کو شعرا اپنا جانکر ایک لحظہ بے جنگ و جدل نہ رہتے تھے عدلی کو اسناد و دہلی کی خدمت
میں نہرونی محمد خان کو یہیہ کے تدارک کو کہ علم مخالفت بلند کیا تھا گیا اور موضع جتہ کو مین کہ بندرہ کوس کالپی سے ہیہ زمین کے درمیان
جنگ عظیم اور مہر کہ شدید واقع ہوا اور محمد خان کو یہیہ مارا گیا اور عدلی نے منصور و مظفر ہو کر چٹار کی طرف حرکت کی اور دہلی کے اقتضائے
اور ہندوادی کی فکر میں ہوا اس درمیان میں ہمایون بادشاہ وادریاک کی رحمت میں مل گیا ہوا عدلی نے ہیموی بقال کو پاس ہزار سوار
اور بائیسویں سوار کے ساتھ کیا آگرہ اور دہلی اور پنجاب کو کہ اسے نفل کے تصرف سے برکھورہ کر کے وادریاک کے اقتضائے مخالفت

سبب چٹار سے دور نجا سکا ہیموی بقال جب آگرہ کی نواح میں پہونچا امرائے منغل کہ اُس شہر میں تھے قوت جنگ اپنے میں
 نہ دیکھ کر دہلی کی سمت روانہ ہوئے ہیموی بقال آگرہ کو اپنے مردانِ معتبر کے سپرد کر کے دہلی کی طرف گیا تروی یک حاکم دہلی کا نصف
 آرا ہو کر اُس سے مقابل ہوا اور شکست کھا کر پنجاب کی طرف مغرور ہوا ہیموی بقال دہلی پر قابض و خلیل ہو کر دہلی کے ہوا کر سکا
 درست کر کے لاہور جاوے قنارا میر خان ترکمان نے کہ اکبر شاہ کی طرف سے صاحب اختیار تھا پیشدستی کر کے خان زمان
 منغل کو ٹھیل تمام دہلی کی طرف روانہ کیا اور خود بھی بادشاہ کو لیکر پیچھے سے راہی ہوا ہیموی بقال میر منکر نہایت حشمت شوکت
 سے خان زمان کے مقابلہ کو گیا اور پانی پت کے نواح میں فیل پر سوار ہو کر لشکر منغل سے ہم مصاف ہوا اور حملہ مایے مردانہ کر کے
 صفِ ہمنہ اور میسرہ اور قلب کو بریم مارا لیکن جلال الدین محمد اکبر شاہ کے اقبال کے سبب فغان اپنا کام کر کے تاریخ میں منغل ہو
 اور کسب اتفاق ایک گرد و غفلت کا ہیموی بقال سے دوچار ہوا اور اسے سچا نا اور اسے ہاتھی کو گھیر کر زندہ دستگیر کیا اور جلال الدین
 اکبر شاہ کی خدمت میں لیا کرتے تھے کیا ہیموی بقال کے قتل ہونے کے بعد عدلی زہون اور ضعیف ہوا اور کیا بی افغان خیرہ ہر
 ہوئے اور خضر خان بن محمد خان کو یہ قصد انتقام پر دروہی جمعیت ہوا اور اپنا لقب بہادر شاہ رکھا اور اکثر ممالک پر رب بر تصرف
 ہوا اور اُس ممالک کے خطبہ اور سکھ پر اپنا نام جاری کیا اسکے بعد عدلی کے سر پر فوج کش ہوا اور جنگ شدید کے بعد عدلی بھی
 قتل ہوا اور سلطنت اُسکی آخر ہوئی۔ **فرنگی سکندر شاہ سور اور زوالِ دولت افغان** بتقدیر خد اور ند و دیور
 دخی ہو کر جب سکندر شاہ سور تخت آگرہ پر جلوہ گر ہوا اور ازیم عیش و سرور بجا لایا اور امرائے اکابر افغان کو طلب کر کے فرمایا کہ میں
 بھی ایک تم سے ہوں مجھے تم پر کسی طرح کی فوقیت نہیں یہ بادشاہ بھول کو دمی نے فرقہ افغان کو دمی کو تمام جہان میں شہور کیا
 اور شیر شاہ یثقت تمام سوادِ عظم ہندوستان جنت نشان کو اپنے قبضہ میں لایا اور گردہ سور کو بلند آوازہ فرمایا اسل
 ہما یون بادشاہ کے وارث مملکت کمین فرصت میں ہی کسی طرح اُس سے ایمین نہیں ہو سکتے اگر تم رضا و رغبت میری
 بادشاہی کے خواہان ہو اتفاق و حسد کو دل میں راہ نہ دیکر غبارِ نزاع ایک دوسرے کے درمیان سے دو کر دو احسن الفات کی
 برکت سے کار بادشاہی میں نظام اور ایک روتق ظہور میں آوے اور اگر تم مجھے اس جلیل القدر کے شائستہ نہیں جانتے انہی
 قوم میں سے جس شخص کو اس منصبِ عظیم الشان کے لائق جانو تخت سلطنت پر تھن کر دین بھی اسکے جاوہ اطاعت میں قدم رکھ کر دل
 جان سے غفلت اور ہوا خواہ ہو گا امرائے افغان یہ کلام سنکر جاوہ ہوئے کہ ہم سب نے آپ کو شیر شاہ کا چہرہ بھائی سمجھا تخت
 شاہی پر جلوہ گر کیا اور اپنا صاحب اور مالک بنایا ہی اسکے بعد سبھون نے کلام مجید کو درمیان دیکر قسم کھائی کہ ہم آپ سے کبھی
 مخالفت نہ کریں گے لیکن اُسی عرصہ میں باوجود عمد و شیاق کے مناصب و در خطاب اور جاگیر کے بارہ میں کلفت اور رنجش درمیان میں
 اکی اتفاق نے صورت نہ باندھی قصارا ہما یون بادشاہ انھیں دونوں میں پنجاب کی طرف متوجہ ہوا اور تاتا رخاں رہتاس
 سے بھاگ کر دہلی میں آیا اور مغلوں نے لاہور پر تاخت کر کے افغانوں کو زیر و زبر کیا کچھ انکی پیش نہ گئی اور سرحد تک متصرف
 ہو کے سکندر شاہ نے پنجاس ہزار سوار اور ایک روایت میں لاکھ سوار افغان اور راجپوت کو تاتا رخاں اور بہت خان افغان
 سپہ سالار کے ہمراہ کر کے فوج جتائی کے مافقہ کو تعین فرمایا اور افغانوں نے شکست فاحش جیسا کہ چاہیے پائی اور گھوڑے و ہاتھی
 چھوڑ کر ایسے بھاگے کہ دہلی تک باک نہ ہوئی اور سکندر شاہ سور اگرچہ اپنے امر کا اتفاق پنجابی تمام با شائستہ ایمین نہ تھا
 اتنی ہزار سوار لشکر گاہ سے لیکر ۹۶۷ سو با سٹھ سہری میں پنجاب کی طرف راہی ہوا اور سرحد کے قریب پہونچ کر ہم خان
 ترکمان کے ساتھ جو شاہزادہ جلال الدین محمد اکبر کے رکاب میں تھا جنگ کر کے مہترم ہوا اور کوہ سو الگ میں

ایمانہ لی اور دارالملک دہلی اور آگرہ دوبارہ امرائے ہمایون بادشاہ کے تصرف میں آیا اور مدلی و داد کی آبپاری سے عالم ہند تک
محمّد گستان ام ہو اور ہرم خان ترکمان کے سماعی جہیلہ سے سکندرشاہ سہروردستان ممالک سے مغرور ہو کر کوہنگال کی طرف
بجگا اور اس حدود پر بھی قابض ہوا اور کچھ عرصہ کے بعد قندجان قابض روم کے سپرد کی اور تلج خان کرانی بجائے اسکے بنگال کا عالم
ہو القصرہ میں اس کلام کا واقعات حکام بنگالہ میں ناظرین برکلمین مطالعہ فرما دیں انشاء اللہ تعالیٰ وہاں شہر حاضر قوم ملک تحقیق سلک ہوگا
ذکر حجت نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کا عراق سے طرف کابل و رسیخ اس حدود کی توفیق بخواند
جزو کل و ممالک ہندوستان جنت نشان کا اس بادشاہ کشورستان کے دوبارہ آنا حوزہ تصرف میں

جب ہرم خان ترکمان حکم کے موافق قزوین سے یلاق قیدار بنی علیہ السلام میں کہ ابہر اور سلطانہ کے درمیان میں ہوا جواب کتابت
مشمل رہنمیت قدوم و رشتہ قیاق ملاقات کے لایا جنت آشیانی اس طرف توجہ ہوئے اور ماہ جمادی الاول ۹۸۰ھ ہنسوا کا دن ہجری
میں شاہ ایران یعنی شاہ طہاسب بن شاہ سلیمان صفوی سے ملاقات کی اور ترکیم و عظیم اور ضیافت کہ لایق حال ایسے پیمان
اور ایسے میزبان کے چاہیے تھی وقوع میں آئی ایک دن حضرت شاہ نے انتہائے محاورہ اور مکالمہ میں پوچھا کہ سبب دشمن
ضعیف کے غلبہ کا کیا تھا جنت آشیانی نے کہا بھائیوں کا اتفاق حضرت شاہ نے فرمایا کہ یہ خوش سلوک بھائیوں کے ساتھ
وہ نہ تھی جو آپ کا لاسفادہ جب ستر خوان ماندہ طعام کا کچھ ابہرام میرزا شاہ طہاسب کے بھائی نے کہ اس مجلس میں
دست بستہ ہو جب کھانا تھا طشت و آفتابہ لیکر حضرت شاہ کے دست حق پرست پر پانی ڈالا اور مثل سائر خدمتگاروں کے
خدمت میں مشغول ہوا اسوقت حضرت شاہ نے جنت آشیانی کی طرف توجہ ہو کر فرمایا بھائیوں کو اس حال پر رکھنا چاہیے
بہرام میرزا اس بات سے استغداد آرزو رہا کہ جب تک جنت آشیانی عراق میں رطقی افزا چاہے باگ و دمنی کی ہانتھ سے نہوی
اور ایک گروہ کو ساتھ اپنے متفق کر کے جسوقت کہ فرصت پاتا تھا باقیین محوش زبان پر لانا تھا اور دلائل اور براہین سے
قبہن نشین اور خاطر نشان کرتا تھا کہ منافع نہیں ہو جو صاحبقران کی اولاد ہندوستان میں کہ مقابل ایران کے فرمان روا ہو دیں
الغرض حضرت شاہ جب یلاق قیدار بنی علیہ السلام میں تھے جنت آشیانی کی خوشحالی کی واسطے تین مرتبہ نکاح کر کے بنیاد
ڈالی اور ہر مرتبہ اول آنحضرت کو شکار ڈالنے کی تکلیف دی اسکے بعد ہرم خان کو سن بعد ہرم میرزا اور سام میرزا کو حکم کیا بیدہ
امر اور سپاہیوں کو امر فرمایا تو سب نے بہ ترتیب قاعدہ اسباب تیز رفتار پر سوار ہو کر تازی شیر صولت اثر شکار پر دوڑائے اور
شمشیر و تیر و نیزہ سے محن محو کو چرند سے خالی کیا اور صید گاہ کی زمین خون شکار کی کثرت سے لعل بدخشان کے ہر رنگ ہوئی اور
سنگ مرمر نے رنگ باقوت رمانی قبول کیا اور جب قزوین میں مراجعت فرمائی بہرام میرزا اور بھی مقربوں نے غصہ سے ناخوش سے
حضرت شاہ کا مزاج مغرت کیا اور جنت آشیانی بھی پر حذر ہوئے لیکن اس مصرع پر عمل کیا مصرع مع زیرک چون بہرام لغت
تعلیل بایدش اور ہرم خان کی التماس کے سبب سے نہایت ملائمت اور فروتنی بجالائے اندون سلطان حکیم شاہ طہاسب
کی بہن اور قاضی جہان قزوینی ناظر دیوان اور حکیم نور الدین کہ محرمون سے تھے اتفاق کر کے وری اسکے ہوئے کہ حضرت شاہ کو
صفحہ دل سے غبار کلفت کا زائل کریں اس واسطے ایک دن سلطان حکیم نے خلوت میں ایک تقریب اٹھا کر رباعی جنت
آشیانی کی حضرت شاہ کے حضور میں پڑھی رباعی ہستم زمان بندہ اولاد علی بہ سقیم ہمیشہ شاد ہا یا دلی بہ چون سر ولایت اٹھلی
ظاہر شد کہ رویم ہمیشہ درخود ناد علی بہ حضرت شاہ یہ رباعی سنکر خوشحال ہوئے اور فرمایا اگر ہمایون بادشاہ عہد کرے کہ اپنے
ممالک محروسہ کے منبروں کو ائمہ معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اسماء محترمہ کو ان سے عزیز اور شرف کر دے گا میں ملک کر کے

مالک موروثی میں روانہ کروں سلطان بکیم نے جنت اشیانی کو پیغام کیا آنحضرت نے جواب دیا کہ اگر آپین سے اس عہد تک جملہ ان رسالت کی محبت میرے دل میں جاگزین ہو اور امراے جغتائی کا اتفاق اور میرزا کامران کی ناسازی کا سبب یہی تھا حضرت شاہ نے بیرم خان کو خلوت میں طلب کر کے اور اودھ کا تذکرہ شروع کیا اور جو مقدمات مذکورہ سے غبار کلفت رفع ہوا تھا اس مجلس میں مقرر کیا کہ شہزادہ مراد کو طفل گوارہ ہی یا تاکے بدراغ خان قاجار کہ امرا سے عہدہ سے تھامس دس ہزار سوار جنت اشیانی کے ہمراہ کرے تو بھائیوں کو تینہ اور تادیب کر کے کابل اور قندھار اور بدخشان کو سونپ کرے پھر حضرت شاہ نے اسی چند روز کے عرصہ میں تمام اسباب شاہی مرتب کر کے جنت اشیانی کو نصیب دی لیکن آنحضرت فرمایا کہ سیرت پرزوار و دیل میرے مکون خاطر ہو دو نون شہروں کی سیر کر کے ارواح طیبہ شیخ صفی اور انکی اولاد مجاہد سے استمداد کر کے منزل مقصود کی طرف روانہ ہو بھگیا حضرت شاہ نے اس امر کی تجویز فرما کر اس محال کے حکام کو فرمان مطاعہ صادر فرمائے کہ لازم تعظیم ذکر میں میرا حضرت کے عہدہ و نسبتہ تفصیل نگریں وہ حضرت اس بلادی سیر و مشایخ بزرگوار کی زیارت کر کے برفاقت شہزادہ مراد اور امرا سے قریب باش مشہد مقدس حضرت امام رضا علیہ آلاء النجیۃ والثناء کے راستہ سے قندھار کی طرف متوجہ ہوئے اور اول گرم سیر کے قلعجات دیوان بادشاہی تصرف میں آئے اور جنت اشیانی کا خطبہ وہاں پڑھا گیا عسکری میرزا نے اس حال سے خبر پا کر شہزادہ محمد کبر کو کہ عمر نامہ ریان کے نچہ ظلم میں گرفتار تھا سیرزا کامران کے پاس کابل میں بیکار ہو دو سامان قلعہ داری کا بھیجا کیا اور قندھار کے قلعہ میں متحصن ہوا اور جنت اشیانی نے باقیا بدراغ خان قاجار کے وہاں پوچھ کر مجرم کی ساتویں تاریخ ۹۵۲ھ کو سوبادون بھری میں طعمہ مذکور کو محاصرہ فرمایا اور مدت محاصرہ نے جب چھ مہینے کا عرصہ کھینچا جنت اشیانی نے بیرم خان ترکمان کو بطور ایچی کامران میرزا کے پاس کابل میں بھیجا اور اثنا سے راہ میں ایک قوم ہزارہ سے انکریں مرغان کی سدا راہ ہوئی اور جنگ سخت کے بعد بیرم خان ترکمان منظر و منصو ہو کر کامران میرزا کی ملازمت میں حاضر ہوا اور اطاعت اور تسلیم قلاع اور بقاع کے بارہ میں تحریک کی جب موثر نہوئی مرا جعت کر کے حقیقت بے حقیقتی کامران میرزا کی سمع مبارک میں پہونچائی اور تر لباش کا لشکر طول محاصرہ اور عاجز ہونے اوس جغتائی کے عاجز ہوا اس عرصہ میں محمد سلطان میرزا اور الن میرزا اور قاسم حسین میرزا اور میرزا میرک اور شیر افکن بیگ برا و نغم خان کامران میرزا سے بھاگ کر جنت اشیانی کے حضور پہونچے اور ایک جماعت مردم مقبرہ قلعہ سے براہ ہو کر حضرت کی خدمت میں فائز ہوئی اور عسکری میرزا سے مضطرب ہو کر امان چاہی اور باتفاق امر انہایت تجالت سے شہر سے ملازمت مشرف ہو کر قلعہ کو سپرد کیا اور جو حضرت شاہ کے حضور میں قرار پایا تھا کہ قندھار کا قلعہ شہزادہ مراد کے متعلق ہی اس صورت میں آنحضرت نے قلعہ شہزادہ کو واکذاشت کیا اور شہزادہ اور بدراغ خان قاجار اور ابو الفتح سلطان قندھار و صوفی ولی سلطان شاملو موسیٰ ہرا کے سبب قلعہ میں در آئے اور باقی امرا سے قریب باش پلٹ گئے اور اوس جغتائی قریب باش کے قلعہ دینے سے آزرہ ہوئے اور جب اس زمیندان میں انھیں کوئی جائے امن نہ رہی اکثر بھاگ کر کابل گئے اور عسکری میرزا بھی فساد کا داعیہ کر کے بھاگا اور ایک جماعت اس کے تعاقب میں روانہ ہوئی اور گرفتار کر لائی اور وہ حضرت سے لشکر ظفر بیکر کابل کی طرف سوار ہوئے اور انھیں دونوں میں شہزادہ مراد قضاے الہی سے فوت ہوا اور وہ حضرت انعامیہ سے معاودت فرما کر استرواد قلعہ کے مازم ہوئے اور بدراغ خان قاجار کو یہ پیغام بھیجا کہ قندھار کا قلعہ چند روزہ کیلئے ہمارے ہمارے سپرد کریں کہ کابل اور بدخشان کے مفتوح ہونے کے بعد پھر تمھارے سپرد کرنے کے بدراغ خان نے براہِ شہزادہ کیا اور آنحضرت نے بھی سکوت کر کے بیرم خان ترکمان کو الن میرزا اور حاجی محمد خان کو مخفی پیغام دیا کہ تم قلعہ کی فکر سے غافل نہ ہونا چاہیے نہ کہ

ایک دن شتر کی قطار کہ علف سے معمول تھی شہر میں آئی حاجی محمد خان فرصت پا کر اس قطار کی پناہ میں دروازہ تک آیا اور محافظ اور دربان جب ملے ہوئے ضربت ہائے شمشیر آبدار سے انھیں خاک مذلت پر ڈالا اسوقت بیرم خان ترکمان اور رنج میرزا بھی مع فوج بہو چکر قلعہ میں داخل ہوئے اور بدائع خان قاجار نے کہ نہایت مائل تھا جنگ میں صرفہ نہ لکھ کر عراق کی روانگی کی رخصت کی جنت آشیانی نے بیرم خان کو قندھار کی حکومت پر مقرر کیا اور خود تیسرے کابل کے عازم ہوئے اسوقت میرزا یادگار ناصر بھائی بابر شاہ کا کہ میرزا شاہ حسین ارغون کے تسلط اور بدسلوکی سے بھاگ کر کابل میں آیا تھا با اتفاق میرزا ہندال ملازمت کے واسطے آیا اور جو کہ بادشاہ کابل کے باہر مقابل اردو سے میرزا کامران کے فرد کش ہوا تھا ہر روز ایک جماعت اسکے لشکر سے آنکر انھار اخلاص کرتی تھی یہاں تک کہ تپان بیک کہ کامران میرزا کے امراء بزرگ سے تھادہ بھی بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کامران میرزا سرسیمہ اور بدو اس ہو کر وقت غروب آفتاب قلعہ ارک میں در آیا جب وہ حضرت شیخ وقت قلعہ کے ریب ہوئے کامران میرزا توقف کو مستلزم ملاک جانا غزنین کی طرف بھاگا اور جنت آشیانی نے نہال میرزا کو اسکے اہل قاتب میں ماسور کیا اور چند بدعات و اقبال ماہ رمضان المبارک کی شب ہم سنہ مذکور میں داخل قلعہ ہوئے اور شہزادہ جلال الدین محمد اکبر کہ چار برس کا تھا مع بیگمات بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا زمانہ ساتھ اس زمانہ کے مترجم ہوا بیت عنیزہ مصر بمصر برادران غیور نہ زعفر پناہ برآمد با وجہ ماہ سیدہ اور میر ع اس فتح کا ماوہ تاریخ ہر مصر عین جنگ گرفت ملک کابل اردو سے ہوا اور میرزا کامران نے جب غزنین میں ماہ پانی زمین وادریان ہزارہ میں در آیا اور انھوں نے بھی جب بلکہ نہ دی بھکر کی طرف میرزا حسین شاہ ارغون کے پاس گیا اور وہ اپنی بیٹی کامران میرزا کو دیکر تمام معاونت اور استمداد میں ہوا اور میرزا ناصر اعیش دسر در اور باطن اندیشہ و فتور میں گذرانتے تھے بیت بطاہر باہر گفت و شنود داشت دے دل جاسے دیکر در گرو داشت جنت آشیانی نے شہزادہ کو محمد طغانی اتالیق کے پاس کابل میں چھوڑا اور خود بسعادت و برکت ۹۵۵ھ نو سترہ پین چہر میں ہسینہ بخشان غنیمت کی اور کوچ کے وقت یادگار میرزا نے کہ مکرر دشمنی اور مخالفت کی تھی دوبارہ فکر فراری جنت آشیانی اس حال سے آگاہ ہوئے اور اسے تیغ سیاست سے قتل کیا اسکے بعد ہندو کش سے گذر کر تیر کران میں فروکش ہوئے میرزا سلیمان مع لشکر بخشان مقابل آنکر حملہ اول میں بھاگا پھر جنت آشیانی طالبان کی طرف متوجہ ہوئے مزاج شریف کا جاوہ صحت اور اعتدال سے خوف ہوا اور وہ مینے کے بھگت پانی جو شورش اور فساد کہ ظہور میں آیا تھا ساکن ہوا اسوقت خواجہ معظم بھائی جو بی بیگم خواجہ رشید کوکہ عراق سے اسکے ہمراہ آیا تھا بعض امور کے سبب اسے مقتول کر کے کابل کی طرف بھاگا اور بادشاہ کے حکم کے موافق اس مقام میں مجبوس ہوا اور میرزا کامران جب آنحضرت کی روانگی بخشان سے واقف ہوا غور ہند کی طرف تاخت کی اثنا سے راہ میں سودا گروں سے دوچار ہو کر اکثر مال و اسباب انکالیا اور غزنین میں آنکر اجلاف کی موافقت سے زاہریک حاکم شہر کو قتل کیا اور بطور تاخت کابل کی طرف متوجہ ہوا اور علی الصبح جب دروازہ قلعہ کا کھلا شہر میں آنکر آپ کو قلعہ میں پہنچایا اور علی طغانی کو کہ تمام میں تھا گرفتار کر کے قتل کیا اور فضل بیک اور مشر وکیلہ کو نابینا کر کے شاہزادہ کو مع اہل حرم موکلون کے پیر کر کے حسام الدین ولد میر فیض کو بھی مقتول کیا کہتے ہیں کہ جس سحر کو میرزا قلعہ میں در آیا حاجی محمد سس کہ بابر شاہ کا خور تھا دو چار ہوا میرزا نے کہا کہ کوئی نہیں گیا اور آیا حاجی نے جواب دیا کہ اول شب کو گیا اور صبح کو آیا اور بیت پڑھی بیت صبح پڑھ کر کہ بود معتقد پردہ غیب ہو کہ ہر آن کی کہ کا شب تار آتش شد بھا اور جب یہ خبر سنی ہا یون میں پہنچی مقصدات

صلح کی تمہید کر کے بدخشان کی حکومت سلیمان میرزا کو اور قندھار کی امارت ہندال میرزا کو مقرر کر کے کابل کی طرف متوجہ ہوا اور
 ضحاک اور غور بند کے قریب ک لشکر کامران میرزا سدر راہ ہوا تھا اسکو متفرق کر کے وہ افغانان میں آیا اور اس مقام میں
 شیر افغن بیگ اور تمام لشکر میرزا نے ہجوم لاکر اعلام حمار بہ بلند کیے اور اسی جگہ شکست کھائی اور شیر افغن مقتول ہوا جنت شیلو
 کابل کے قریب فرد کش ہوئے اور ہر روز آتش جنگ فروختہ ہوتی تھی اس ہنگام میں میرزا کو خبر ہو چکی کہ ایک بڑا قافلہ خانان
 موضع میں پہنچا ہے اور اس میں گھوڑے کثرت سے ہیں میرزا شیر علی کو کہ امیر عمدہ اور شجاع ہے نظیر تمام مردم جو راہ راہ کارا کو سودہ
 ہمراہ کر کے بھیجا کہ قافلہ کو شہر میں لادے بادشاہ یہ خبر سنتے ہی بسرعت تمام قلعہ کے نزدیک آئے اور راہ آمد و شد یک قلم سرد
 فرمائی میرزا شیر علی نے بعد مراجعت حال درگاہوں دیکھ کر صفت خبردار است کی اور فوج شاعری سے متایا کر کے بھاگا اسوقت میرزا
 سلیمان بدخشان سے اور میرزا بالغ بیگ اور قاسم حسین سلطان اور ایک جماعت کثیر نماز زمان بہرام خان ترکمان سے ملازمت
 میں حاضر ہوئی اور قراچہ خان اور مالوس بیگ قلعہ سے بھاگ کر بادشاہ سے جا ملے میرزا نے فطرتاً ہی مالوس بیگ کے
 تین فرزند کہ قلعہ میں تھے بعقوبت تمام قتل کیا اور دیوار قلعہ سے انکی نعشیں پھینک دیں اور قراچہ خان کے بیٹے کو سیل کی
 دیوار استوار کیا اور قراچہ خان نے قلعہ کے قریب جا کر فریاد کی اگر میرزا فرزند قتل ہو گا میرزا کامران اور عسکری میرزا بھی مقتول
 ہونگے میرزا جب سب طرف سے مالوس ہوا شب کو قلعہ کی دیوار میں سوراخ کر کے بھل گیا اور بادشاہ دوبارہ قلعہ پر تھرتھرا ہوا
 میرزا دامن کہ کابل میں در آیا اور ایک جماعت مردم ہزارہ نے دو چار ہو کر میرزا کو چور کھتا تھا لے لیا یہاں شک کہ پوشاک
 بھی جو پہنے تھا اتروالی اور آخر کو جب معلوم ہوا کہ یہ میرزا کامران ہی مدد کر کے اسکے آدمیوں کے پاس کہ غور بند میں تھے پہنچا
 میرزا نے وہاں مجال توقف اور قیام نہ پائی ناچار بلخ کی طرف راہی ہوا اور بہرچہ خان حاکم وہاں کا اسکی مدد کے واسطے سوار
 ہو کر غور راہ بقلان کو گیا اور میرزا کے سپرد کر کے پلٹ آیا اور میرزا جمیعت کر کے بدخشان کی تیسرے واسطے متوجہ ہوا میرزا
 سلیمان اور اسکا بیٹا میرزا ابراہیم طاقت مقاومت نہ لاکر کولاب کی طرف روانہ ہوئے اسوقت قراچہ خان اور مالوس بیگ
 اور بعضے امالوقعات غیر متقد عمل میں لائے انکا قتل غازی وزیر اور نصب خواجہ قاسم بجائے اسکے ہوا اور یہ امر ان کے
 جملہ مدعیات سے بجا تھا جو یہ بات بنت آشیانی کے پسند نہ آئی امر اسے نہ کو ترک رفاقت کر کے میرزا علی کو کہ
 ہمراہ بدخشان کی طرف راہی ہوئے جنت آشیانی نے نفس نفیس اسکے تعاقب میں گئے اور جب انھیں نہ پایا امر اجیت کر کے
 فرامین طلب میرزا ابراہیم بن میرزا سلیمان اور میرزا ہندال کے صادر فرمائے میرزا ابراہیم درگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور
 سنقانی کو کامرانی سمت سے بھاگ کر سر راہ بیٹھ کر اخبار اردو سے بادشاہ کے اٹھین پہنچا اور قتل کیا اور کابل میں بنگلہ
 کی خدمت میں مشرف ہوا اور میرزا ہندال اٹھا سے راہ میں شیر علی کو دشمن کر کے بادشاہ کے پاس لایا اسلئے کہ کامران میرزا
 قراچہ خان کو کشمیر میں چھوڑ کر خود طالقان میں گیا تھا جنت آشیانی نے ہندال میرزا اور حاجی محمد کو ہمراہ ایک جماعت کے
 بطور اعلیٰ کشمیر کی طرف روانہ کیا قراچہ خان نے حقیقت حال میرزا کو فلمی کی اور اسے بطور تاخت آپکو کشمیر میں پہنچایا اسوقت
 کہ ہندال میرزا نے اب طالقان سے عبور کیا اور آدمی اسکے ہو متفرق تھے اسکے پاس فراہم ہوئے اور جنگ کر کے شکست
 دی اور اسباب میرزا ہندال کا تاراج کیا مقارن اس حال کے جنت آشیانی برکنا ر آب پہنچے میرزا کامران طاقت
 مقاومت نہ لاکر طالقان کی طرف بھاگا اور جو کچہ تاراج میں لیکھا تھا اور جو کچہ رکھتا تھا سب تاراج میں دیا اور دوسرے
 قلعہ طالقان میں چھوڑ دیا اور جب انہیں کی امداد سے مالوس ہوا میرزا سلیمان کے ذریعہ سے ملے مگر اسکی خدمت طلب

کی اور آنحضرت نے قبول کیا کامران میرزا اور عسکری میرزا قلعہ سے برآمد ہو کر قصبہ زیارت حرمین شریفین دس فرسخ گئے اور جو گمان رکھتے تھے کہ وہ حضرت ایک فوج تبعاً قبائلی کے چھیننے اور آنحضرت نے نہ بھیجی اس سبب سے نہایت شرمندہ ہو کر نہایت ملازمت پلٹ گئے اور جنت اشیانی نے اکثر سزایوں کو ان کے استقبال کو بھیج کر نہایت مہربانی مبذول فرمائی اور کولاب کی جاگیر انھیں دیکر جاگیر کی طرف نصحت کیا اور حضرت سعادت کر کے کابل میں تشریف لائے اور فتح نامہ کے حاشیہ پر جو کہ بیرم خان ترکمان کے پاس قندھار بھیجا تھا یہ بتیں کہ اُس شاہ جم جاہ کی طبع زاد ہیں اپنے خط فیض نمط سے قلبی کین لفظ اپنے نظریہ غیب روئے نمودہ کہ ہاں دوستان ازو یکشود و شکر اللہ کہ بارشا دانیم ہر رخ یار و دوست خدا نیک و دشمنان را یکجام دل دیدم ہدیہ میوہ باغ فتح را چیدم روز نور و زریں مست امروز ہاں احباب بنیم مست امروز ہاں شاد و باد ہمیشہ خاطر ہاں غم نگر و دیگر دیا رو دیا رہد ہمہ اسباب عیش آما دست ہاں دل بفکر و صالت افتاد دست ہاں کمال حبیب کے بنیم ہاں گل ز باغ وصال کے چنیم ہاں گوش خسرم شود ز گفتارت ہاں دیدہ روشن شود ز دیدارت ہاں در حرم حضور شاد ہاں ہاں شمیم خرم و بنیم ہاں بعد از ان فکر کار بند کیم ہاں عزم تسخیر ملک سند کیم ہاں ہر در بستہ کشادہ شود ہاں ہر خیہ خواہم از ان زیادہ شود ہاں آئینہ نواہیم از زمان و زمین ہاں گوید آئین جو جبریل امین ہاں یا اکی میسر گردان ہاں دو جہاں ترا خرم گردان اور یہ رباعی بھی بدھیکر اس کے حاشیہ پر ترقیم فرمائی رباعی اے نگہ انیس خاطر محرونی ہاں چون طبع لطیف خوشنویس ہاں بی یاد تو نیست زمانے ہرگز نہ آیا تو بیا دین محزون چو نے ہاں اور بیرم خان ترکمان نے بھی در جواب یہ رباعی موزون کر کے تحریر کی رباعی اسے آنکہ ہذاں سایہ تجوی ہاں از ہر چہ تر و صفت کم افزونی ہاں چون میدانے کہ بے تو چون میگذر و چون میپرسی کہ در فراہ چو نے ہاں اور جو بیرم خان ترکمان سے اور بابا کو قسم کی تشویش و تکلیف پہنچی تھی ۹۵۴ ہجری میں قصبہ انتقام بالفاق ہندال میرزا اور سلیمان میرزا کی طرف روانہ ہوا کامران میرزا اور عسکری میرزا پھر مخالفت کر کے ملازمت کے واسطے نہ آئے اور ابوصفت اس کے دغدغہ وہ تھا کہ میرزا کامران کابل میں جا کر فساد برپا کر گیا بادشاہ فتح غنیمت نہ کر کے بلج کے اطراف میں رونق افراہو سکے شاہ محمد سلطان اور بابا تین ہزار سوار سے مقابلہ کے واسطے آیا اور مقابلہ کر کے قاضی سے جدا ہوا دوسرے دن پیر محمد خان اور عرب العزیز خان ولد عبداللہ خان اور سلطانین حصار کہ ملک کے واسطے آئے تھے تیس ہزار سوار سے بادشاہ کی جنگ میں متوجہ ہوئے سلیمان میرزا اور ہندال میرزا اور حاجی محمد سلطان ہراول نے انھیں شکست دی اور پیر محمد خان بیک اور ہمراہی اس کے یہ حال مشاہدہ کر کے وقت غروب آفتاب شہر میں در آئے اور لشکر چٹائی کامران میرزا کے نہ آنے سے اپنے اہل و عیال کے منتظر اور دل نگران تھا اور اُس رات کو کہ صبح اس کے سپاہی کے حساب سے بلج البتہ مفتوح ہوتا فراہم ہو کر بعض اقدس میں پہنچا کہ جو بار بلج سے عبور کرنا مناسب نہیں ہو صلاح اس میں ہو کہ درہ گز کی طرف جا کر اردو کو واسطے ایک جگہ محکم معین کریں اور مردم بلج کو تسلی اور دلاسا کر کے بے جنگ تصرف میں لاویں اور جب مبالغہ حد سے گزرا ناچار جنت اشیانی نے کوچ کیا اور جو درہ گز کابل کی طرف ہی اور دوست و دشمن کہ مشورہ سے آگاہ نہ تھے تصور مراجعت کر کے بہت تامل کابل روانہ ہوئے اور اور بکون نے دلیہ ہو کر ہیبت مجموعی تعاقب کیا اور سلیمان میرزا اور حسن قلی سلطان کو کہ محافظت کیواسطے لشکر منحل کے عقب مقرر تھے زیر کر کے فوج بادشاہی کے قریب پہنچے آنحضرت نے برگشتہ ہو کر نفس نفیس ایک شخص کو کہ جو سب سے آگے جاتا تھا بزم غم نیزہ خانہ زین سے جدا کیا اور میرزا ہندال اور تردی بیک اور تولک خان قویہ میں نے بھی جماعت میں تقصیر کی لیکن جو لشکر خدائی مشرق ہوا تھا کچھ تیرہ بن بڑی اور کامریش نگاہ بادشاہ نے کابل کی طرف سطوت فرمائی اور میرزا

کام ان کے درپے دفع ہو کر علی بیگ کو جو میرزا کے ملازمان عمدہ سے تھا مقام مخالفت میں گیا اور سلیمان میرزا اور ہندال میرزا کو بھی کشم اور قندھار سے اسکے سر پر تعین کیا اور میرزا نے سامان بادشاہی جمع کر کے چاہا کہ صفاک اور بامیان اور ہزارہ کے راستہ سے سند کی طرف روانہ ہوں بادشاہ نے ایک جماعت کو اسکے سربراہ بھیجا قراچہ خان اور قاسم حسین وغیرہ نے کہ بچہ آنحضرت کے پاس حاضر ہوئے تھے میرزا کو مخفی پیغام کیا کہ لشکر عمدہ صفاک اور بامیان کی طرف روانہ ہوا ہے یحییٰ نے کہ کوئل بچاقی کے راستہ سے اس طرف متوجہ ہوا درہن بھی اپنا شریک اور ہوا خواہ سمجھو وہ انکے کہنے سے بامیان کا راستہ چھوڑ کر بچاقی میں آیا بادشاہ وہاں گیا اور قراچہ خان اور دیگر رفیق حضرت کے جنگ کے وقت میرزا کے شریک ہوئے اور بادشاہ نے لشکر فیل سے پائے ثبات زمین کین مین گاڑ کر جنگ عظیم کی اور پیر محمد راختہ اور احمد ولد میرزا قلی مارے گئے اور وہ حضرت کہ اس معرکہ میں تھے مبارک شہر قتال ہوئے تھے رستم شمشیر فرق مبارک پر پہونچا اور گھوڑا بھی زخمی ہوا پھر آپ نے ضرب نیرو سے اعدا کو اپنے پاس سے دفع کیا اور صفاک اور بامیان کی طرف متوجہ ہوئے اور میرزا وہ بارہ کابل پر نصرت اور کامران ہوا اور جنت آشنیانی پر جنتیان کی طرف رولوں آفرما ہوئے اور جواہل قافلہ کہ سپہ ہیشمار اور متلع دافر رکھتا تھا گھوڑے اور اسباب بطریق مساعدت لشکر میں تقسیم کیے شاہ بدیع اور تولک خان تو بہن اور مجنون خان اور ایک جماعت کہ مجموع دس نفر ہوتے تھے خبر گیری کے واسطے کابل کی طرف بھیجے اور تولک خان کے سوا کوئی پلٹ کر نہ آیا آنحضرت نے ملازمان قدیم کی بیوفائی سے تعجب کیا اور جو سلیمان میرزا اور ہر اسم میرزا اور ہندال میرزا مع افواج آئے اور چار دن کے بعد کابل کی طرف متوجہ ہوئے اور میرزا نے استقبال کر کے آپ بچہ کے کنارے تنور جنگ گرم کیا اور منہزم ہو کر یال اپنے سر اور داڑھی کے ترشوا کر لباس قلندر راہین کو ہ ہندو کش کے دامن اور لمغان میں پہونچا اور ہنگام فرار میرزا عسکری گرفتار ہوا اور قراچہ خان قتل ہوا جنت آشنیانی منضو منصور کابل میں تشریف لائے اور ایک سال عیش و عشرت میں بسر کیا اور دوسری مرتبہ جب سپاہیان اقمہ طلب نے میرزا کے پاس جا کر ہجوم کیا اور جمعیت اسکی تعداد ایک ہزار اور پانسو کے پہونچی اور حاجی محمد خان اور بابا تشقہ بھی بے نصرت غزنین گئے آنحضرت نے سامان جنگ درست کر کے میرزا کے سر پر چڑھائی کی وہ ہمراہ افغانان مہند اور خلیل اور داود زئی اور ملکان لغمانات نیلاب کی طرف بھاگا بادشاہ نے کابل میں نزول فرمایا اور میرزا نے پھر افغانان کے درمیان آکر دروازہ فساد کا دیا کیا جنت آشنیانی نے دوبارہ اسکے سر پر جا کر بیرم خان ترکمان کو لکھا کہ غزنین میں اگر علاج حاجی محمد خان کا کر دو حاجی محمد خان نے میرزا کو پیغام کیا کہ آپ جلد غزنین میں آئیے کہ بندہ مطیع و فرمان بردار ہو میرزا کہ لغمان سے پشاور میں بھاگا تھا بٹلش اور کوئٹہ کے راستہ سے غزنین کی سمت روانہ ہوا لیکن بیرم خان ترکمان اسکے پہونچنے سے پیشتر غزنین میں داخل ہوا حاجی محمد خان کو بلا حیت تمام کابل لیگیا تھا میرزا ناچار پشاور میں گیا اور جنت آشنیانی نے کابل میں معاودت فرمانی حاجی محمد خان کو دیکھ کر دوبارہ غزنین کی طرف مفور ہوا اور بیرم خان پھر غزنین جا کر اسے بددلا سا کابل میں لایا اسوقت مرزا عسکری کو کہ برادر اعیانی میرزا کامران کا تھا میرزا سلیمان کے پاس بھیجا کہ بلخ کے راستہ سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہووے عسکری میرزا اولیٰ میں جنتنام اور مدینہ منورہ کے مابین ۹۶۱ھ کو سو اسٹھ ہجری میں فوت ہوا اور اسکی ایک بیٹی تھی جسکو جلال الدین محمد کبر بادشاہ نے یوسف خان مشہدی کے عقد میں دیا اور کامران میرزا ہوس سلطنت اور طبع شاہی میں افغانان کے درمیان لشکر کے فراہم لانے میں مقید تھا جنت آشنیانی نے اول حاجی محمد خان کو جو بانی شر اور خمیر بائہ فساد تھا اول اسے تیغ سیاست پر قتل کیا اسکے بعد میرزا کی تادیب کے واسطے متوجہ ہوا اور حیر کے نواح میں میرزا مع افغانان بسیا اور دوے بادشاہ پر

ذیقعدہ کی اکیسویں شب ۹۵۵ھ نو سو اٹھاون ہجری میں شیخون لایا اور ہندال میرزا شہ شہادت چکھ کر وفات پھوٹا کو سدھا اور جب میرزا سے ناسعدت مند کو بھائی کے شہید ہونے کی خبر پہنچی کا رنا کر وہ پلٹ کر افغانوں کے پاس آیا جنت آشیانی نے رقیہ سلطانہ بیگم دختر میرزا کو مع خلیل چشم ہندال میرزا شہزادہ جلال الدین محمد اکبر کو از رانی فرمائی اور غزنین بھی اسکی جاگیر میں مقرر کیا اور خود افغانوں کے مسکنوں پر تاخت لایا اور اس مرتبہ بکثرت تمام الوس مہمند اور خلیل کو قتل قتل قتل و نہایت خوار و ذلیل کیا افغانوں نے جب دیکھا کہ نقصان اور خرابی کے سوا حاصل کچھ نہیں ہو میرزا کی رفاقت سے رست ہوا رہے اور وہ ہند میں جا کر سلیم شاہ کے پاس التجا لیکھنے اور سلیم شاہ نے ہر سلوکی سے جب ارادہ اٹکے جس کا کیا بھاگ کر راجہ نگر کوٹ کے پاس پہنچا لیکھنے اور سلیم شاہ جو میرزا کو صاحب داعیہ جانتا تھا اسکی بھیجے ۹۶۰ھ نو سو ساٹھ ہجری میں تاجہ بے پنجاب کے سر پر روانہ ہوا اور میرزا ہر ساسات ہو کر نگر کوٹ سے سلطان آدم کھنکر کے پاس گیا اتفاقاً اندونہین جو میرزا حیدر دغلالت نے زمینداران کشمیر کی سرکشی سے شکایت اور التماس قدم مہمنت لازم کی تھی جنت آشیانی نیلاب سے عبور کر کے ہند میں داخل ہوئے سلطان آدم نے اندیشہ کر کے میرزا کی محاطت کی اور حقیقت درگاہ میں لکھی جیسا کہ شہنشاہ حکم کے موافق سلطان آدم کے پاس جا کر میرزا کو لایا اسکے بعد الوس چغتائی نے کہ میرزا کے نفاق اور جنگ و جدل سے نہایت آزرده تھے معروض رکھا کہ ہماری عرض و ناموس کی بقا میرزا کامران کی فنا پر منحصر ہے بادشاہ کمال مروت اور رحم دلی سے اسکے قتل پر راضی نہوا امر کی تسکین کو واسطے اسکی آنکھ میں میل پھیرنے کی رضادہی اور محمد موسیٰ قزوینی نے یہ مصرع اسکا مادہ تاریخ کیا مصرع چشم پوشید ز بیداد شہید اور جب جنت آشیانی میرزا کے دیکھنے کو تشریف لیکھنے میرزا نے چند قدم استقبال کر کے یہ قطعہ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ کا پڑھا قطعہ زقدر و شوکت سلطان نگشت چہرے کم ہوز التفات بغیرت سر اسے دہقانے ہکلاہ گوشتہ دہقان بافتاب رسیدہ کہ سایہ بر سرش افگند چون تو سلطانے جنت آشیانی پر گریہ نے اسقدر غلبہ کیا کہ مجال تکلم نہ رہی آٹھے اور افسوس بہت کیا اور میرزا راج کی اجازت لیکر سند کے راستہ سے مکہ منقطع کی طرف روانہ ہوئے اپنی زوجہ کو کہ دختر میرزا شاہ حسین از غون کی تھی اپنے ہمراہ لیکھا اور تین حج کر کے ۹۶۲ھ نو سو چوٹھ ہجری میں اس مقام مشرف میں انتقال کیا اور معلیٰ مزیں مدفون ہوا ہاں سچے لفظ کج بقائیت درین خاکدان بہ مغر و فانیست درین استخوان بہ جملہ جان خواہ کن خواہ لونہ چون گذرانست نیز زرد جو بکچ اور میرزا کامران کی تین بیٹیاں تھیں اور ایک بیٹا موسوم بہ ابوالقاسم میرزا تھا اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے اس کو ۹۶۳ھ نو سو چوٹھ ہجری میں قلعہ گوالیار میں قید کیا اور حسب وقت خان زمان کے سر پر جانا تھا اسکے قتل کا اشارہ کیا اور ابوالقاسم میرزا نے قتل کے وقت یہ بیت کہ طبع ادا اسکی تھی پڑھی بیت فلک بکشتن من اینقدر شتاب کن بہ چون خواہم از تہمت موات اضطراب کن بہ قصہ کوتاہ کامران میرزا کی بیٹی میرزا ابراہیم حسین بن سلطان محمد کے عقد میں تھی اور اس سے ایک لڑکا موسوم بہ مظفر حسین متولد ہوا اور دوسری بیٹی میرزا عبدالرحمن مغل کے عقد میں اور تیسری شاہ فخر الدین شہیدی رضوی کے حبانہ مکمل میں تھی قصہ جب بادشاہ کو کامران میرزا کے فساد سے دلجمعی حاصل ہوئی ابوالعزمی سے چاہا کہ کشمیر کو بھی حوزہ تصرف میں در لادے اور سلیم شاہ جب پنجاب میں پہنچا تھا امرائے چغتائی نے اس تجویز کے خلاف پیکر بان ہو کر عرض کیا قبلہ عالم و عالمیان جب ہم کشمیر میں درآمد ہونگے تمام افغان راہ برآمد و درنگے اسوقت کار و بار ہوگا بادشاہ نے یہ بات قبول فرمائی کشمیر کی طرف روانہ ہوئے اور تمام امرائے خوش طبعانہ ہمراہی کر کے کابل کی اطراف میں جمع ہوئے جنت آشیانی نے ناچار ہو کر انشعب غریبت کی باگ کابل کی طرف موڑی اور نیلاب سے عبور کر کے قلعہ کمرہ تعمیر فرمایا اور کمرہ

اوزبک کے سپرد کر کے کابل بن تشریف لگے اور شہزادہ جلال الدین محمد اکبر کو خواجہ جلال الدین محمود وزیر کے ہمراہ غزنین کی رخصت مرحمت فرمائی اور شہزادہ نسوا کسٹھ پری میں شہزادہ محمد حکیم میرزا بلبدہ کابل میں متولد ہوا احوال اسکا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے دفاع کے ذیل میں آویگا اور اس سال جنت اشیانی کی طبعیت فیض طوبت مفسدون کی تہمت اور افترا کے باعث بیرم خان ترکمان سے معرفت ہوئی اس لحاظ سے کہ مبادا مذہب کے اتحاد کے سبب قزلباش کی طرف متاثر ہووے غزیمت پور شہر قندھار کے غزنین کے راستہ سے وہاں گیا بیرم خان ترکمان جو اس تہمت سے بری تھا اور اس معاملہ سے ہرگز آگاہی نہ رکھتا تھا آنحضرت کی خبر کو جب سنکر پانچ چھ آدمی مخصوص سے استقبال کر کے سعادت ملازمت حاصل کی اور پیشکش خوب اور تحفہ مرغوب اندر کیے اور جب آنحضرت پر ثبات اور تحقق ہوا کہ دشمنوں نے جو کچھ اسکی نسبت عرض کیا محض تہمت اور افترا ہی اس واسطے دلجوئی بیرم خان کی فرمائی اور دو مہینے کابل قندھار میں عیش عشرت میں مشغول رہے اور ارباب عرض کو بھی سرزنش اور ملاست کی اور بیرم خان کے حال پر گوناگون لوازش اور تم قہم کے الطاف مبذول فرمائے اور بیرم خان ترکمان نے عرض کی کہ قندھار کی حکومت شہم خان یا دوسرے کی تفویض کر کے اسے بھی ملازم رکاب کرین یہ عرض عرض قبول میں نہ آئی لیکن نصرت کے وقت اس خان ذیشان کو حسب التماس بہادر خان برادر خان سیستانی زمین داوری جاگیر عنایت فرمائی اور اسے اس طرف روانہ کر کے نوکابل میں تشریف لائے پس اس وقت میں بعضے موم دہلی اور آگرہ کی عرضیان ملاحظہ میں گذرین کہ سلیم شاہ درمیان سے گیا اور ملک وخواجہ افغان ابیمن طوقی عناد و فساد اپنے بن ارتخ خلاف خلاف ہو گئے چنانچہ وقت بوقت ابیمن خوزیری کہتے ہیں وراہ وہ وقت آیا ہر کہ حضرت ملک موروثی کی طرف متوجہ ہو کر تہمت میں لاوین بادشاہ کو جو سامان لشکر کشی ہندوستان میں اتار دے ہوئے اور ایک دن سیر و شکار کی واسطے سوار ہوئے تھوڑے عرصے میں فرمایا کہ میں سفر ہندوستان کی واسطے لشکون لیتا ہوں کہ اگر تین آدمی ہم نظر آوین انکے نام استفسار کر کے میں فال نیک اختیار کروں فی الجملہ اہل جو شخص سامنے آیا اسکا نام پوچھا اسے عرض کی کہ میرا نام دولت خواجہ ہے تھوڑی دیر اور گئے ایک بھائی نظر آیا بعد سوال اُسے کہا کہ مجھے طراخواجہ کہتے ہیں اس صورت میں آنحضرت نے ارشاد کیا کہ کیا خوب ہووے کہ تیسرا شخص سعادت خواجہ نام لکھتا تھا اتفاقات حسنہ سے جب چند قدم اور قدم رنجہ فرمایا ایک شخص اسی اسم کا موجود ہوا جنت اشیانی اس بشارت خوش نشان سے نہایت خوشوقت اور محظوظ ہوئے اور باوجود اسکے کہ پندرہ ہزار سوار سے زیادہ رکھتے تھے اور افغانوں کا لشکر لاکھ سوار رکھتا تھا اور دو لاکھ بھی نشان دیتے تھے اس حال سے ہندوستان عازم ہوئے اور شہزادہ محمد حکیم میرزا کو شہم خان کی آتالیقی میں کابل میں چھوڑا اور خود بدولت و سعادت پائے مبارک رکاب مراد میں رکھ کر صفر کے مہینے ۹۶۲ء کو سوہٹھ ہجری میں روانہ ہوئے اور بیرم خان ترکمان نے فرمان قضا جریمن کے موافق مع بہادران اور ہمتان جنگ دیدہ کے کہ اُسکے آبا اور اجداد کے نوکر تھے بہ شوکت تمام سعادت ملازمت حاصل کی جنت اشیانی نے نیلاب سے عبور کر کے بیرم خان ترکمان کو منصب سپہ سالاری کا عنایت فرمایا اور شہزادہ خواجہ خان اور تری بیگ خان اور سکندر سلطان اور علی قلی خان سیستانی اور دوسرے سردار دن کو اُسکے ہمراہ کر کے بطور مقدمہ پیشتر روانہ کیا تا ارخان افغان حاکم قلعہ رہتاس کہ وہ قلعہ شیر شاہ افغان کا بنا گیا ہوا ہو طاقت و مقاومت اپنے میں نہایت کمزور ہو گیا اور جنت اشیانی کو چ متواتر سے لاہور آئے اور اہل افغان جو اسکی محافظت میں قیام کرتے تھے ہلا جھک بجائے اور جنت اشیانی نے بناغت شہر میں داخل ہوئے اور بیرم خان ترکمان اسے نقلانی کے ہمراہ سرسند گیا اس حدود کو بھی بے تحریک

سیف و سنان کہ کسی کی نیک سیر بھی نہ بھڑکی متصرف ہوا اور اس ٹولج کے زمیندار اور رعایا نے جادہ اطاعت میں قدم رکھا اور جب خبر پہنچی کہ ایک گروہ شہیار خان اور نصیر خان کی سرداری میں دیپالپور میں فراہم ہو کر فساد کا ارادہ رکھتا ہے چغتائی نے شاہ ابوالمعالی کو کہ سادات ترمذ سے تھا اور فرزند کی خطاب سے نوازش پائی تھی بالفاق علی قلیخان بیستانی کو آنکے دفع کے واسطے مامور کیا اور وہ جماعت افغانوں سے حرب کر کے متفرق اور پریشان ہوئی اور ساز و سلب اور اہل و عیال کو انکی غارت کر کے مراجعت کی سکندر شاہ نے تانا خان اور بہیت خان افغان کو مع تیس ہزار سوار لشکر چغتائی کی جنگ کے واسطے نہایت قوت اور سامان سے مقرر کیا اور بیرم خان ترکمان دشمن کی کثرت سے اندیشہ نہ کر کے جنگ پر آمادہ ہوا اور آب ستلج سے عبور کر کے آنکے سر پر روانہ ہوا اور غروب آفتاب کے وقت آپ بچوارہ کے ساحل وار اور دوسرے حصہ کے مقابل نرول کیا اور جو موسم زمستان تھا افغانان آگ اپنے خمیوں کے آگے روشن کر کے لازم بیداری میں مشغول ہو کر بیرم خان ترکمان اس حال سے خبردار ہو کر خوشحال ہوا اور بدون اسکے کہ کوئی شخص اسے خبر کرے ایک ہزار سوار اپنے ملازمان خاص سے لیکر آرو سے مخالف کے کنارے گیا اور افغانوں کو کہ آگ کی روشنی سے نمودار تھے ہدف تیر کر کے شور اور دلولہ آنکے درمیان ڈالا اور افغان کہ قلت عقل کی صفت میں موصوف ہیں روشنی کی زیادتی میں کوشش کی اور تمام لکڑیاں اٹھلٹ لار دین تھا ایکبارگی روشن کیا اس حرکت سے منحل وہ بھی خوشوقت ہوئے اور تیر اندازی میں نقصان کی اس حال میں علی قلی بیستانی اور چند سوار دیگر واقف ہو کر پیچیل چل بیڑم خان کے پاس حاضر ہوئے اور ہر طرف سے تیر باران شروع کیا افغان بیتاب ہو کر جنگ کے بہانہ سوار ہوئے اور جب سے باہر آئے وہلی کارا ستر لیکر متفرق ہوئے تانا خان اور بہیت خان افغان نے ایک ساعت توقف کیا جب اپنی سپاہ میں نہایت تفرقہ دیکھا انھوں نے بھی ہاتھی اور گھوڑے اور اسباب چھوڑ کر راہ فراہ نامی نخل افغانوں کا ساز و سلب تاراج کر سوار اور مہر ہوئے بیرم خان نے فیلولن کو بہت آشیانی کے حضور لاہور میں بھیجا اور خود ماچو اڑھ میں قیام کیا اور امرے چغتائی کو پیشتر روانہ کیا وہ دہلی کے اطراف تک تاخت کر کے بہت پر گون پر متصرف ہوئے اور وہ حضرت نے اس فتح سے محظوظ ہو کر بیرم خان ترکمان کو خانخانان کے خطاب اور یار و نادار و ہم فہم گسار کے القاب سے سرفراز فرمایا اور اسکے نوکردن کی سامی کیا وضع و شریف سے کیا ترک اور تاجیک سے اور کیا رستہ اور فراش سے کیا باورچی اور ساربان سے سب کو دقت بادشاہی میں ثبت کر کے پایہ شگرت پر پہنچایا اور کچھ اکیمین سے خان اور سلطان ہو کر تارا اران جہان سے ہوئے سکندر شاہ بعد شکست تانا خان اور بہیت خان افغان موافقت کے بارہ میں امر اسے افغانان سے قسم لیکر مع انسی ہزار سوار اور توب بسیار اور فیلان جنگی اور نامی غزم رزم میں پنجاب کی طرف متوجہ ہوا بیرم خان ترکمان نے نوشہرہ میں جا کر نوشہرہ کو مضبوط کیا اور جب سکندر شاہ نوشہرہ کے ظاہر میں تھوڑے فاصلہ پر فسادش ہوا بیرم خان نے علیضہ لاہور بھیجا کہ رستہ عالیہ قسم سینت لزوم کی اور آنحضرت رايات اجملا متحرک کر کے نوشہرہ میں تشریف لائے اور قلعہ میں بیٹھ کر چند روز زمین سے عاشقان جنگ اور طالبان نام و ننگ نے میدان جائستان میں پیشقدمی کر کے دھم دی اور مردانگی کی دی آخر تیاریخ سلخ ماہ رجب سنہ مذکور میں کہ نوبت قزاقی شاہزادہ جلال الدین محمد اکبر کی تھی افغانوں نے صفوف حرب آراستہ کر کے جنگ بادشاہی کے در پر ہوئے اور سپاہ چغتائی تمام قتال پرستعد ہو کر شاہزادہ کی ملازمت میں حاضر ہوئے ایک طرف بیرم خان ترکمان مع احوان و اتباع اور دوسری طرف سکندر خان و عبداللہ خان اور بیک در شاہ ابوالمعالی و علی قلیخان بیستانی اور بہادر خان اور تروی بیگ خان بقاعدہ چنگیزی حملہ آور ہوئے اور لازم شجاعت اور مردانگی اور فوق طاقت شجاعت

ظہور میں پہونچائے توفیق الہی سے افغان منہزم ہوئے اور سکندر شاہ کو ہستان سوالک کی طرف بھاگا اور جنت آشیانی کے حکم کے موافق سکندر خان اور یک در دوسرے خوانین دہلی اور آگرہ میں جا کر تصرف ہوئے جنت آشیانی نے ابوالمعالی کو پنجاب کی حکومت دیکر سکندر شاہ کے دفع کیواسطے مامور کیا اور خود بدولت و اقبال رمضان کے مہینے میں دہلی میں تشریف لائے اور ملک ملک بخش کی توفیق سے دوبارہ مملکت ہند پر کغال پڑھتے کشور چڑھا کر دہلی کو جا کر ایک اور منایات خطرہ سے ممتاز کر کے نہایت فائز فرمائی اور تردی بیگ خان کو دہلی کا حاکم کیا اور سکندر خان اور یک نے آگرہ کی حکومت پائی اور علی قلی خان سیستانی سبھل اور میرٹھ کی سندھارت پا کر اسطرف روانہ ہوا اور بیرم خان نے یہ رباعی اس فتح کی تاریخ میں بیان کی رباعی منشی خرد طالع میمون طلبید کجا انشا تعین ز طبع موزون طلبید و تحریر جو کہ دفع ہندوستان را بہ تاریخ ز شمش پھراون طلبید اور حالانکہ شاہ ابوالمعالی امرے ملک کے ساتھ رعایت اور سلوک کرتا تھا سکندر شاہ روز بروز قوی تر ہوتا تھا جنت آشیانی نے بیرم خان کو شہزادہ جلال الدین محمد اکبر کا اتالیق کر کے اس والاگر کی ملازمت میں سکندر شاہ کی دفع کے واسطے روانہ فرمایا آنروز میں ایک شخص مشہور بقصیر روانہ نے سبھل میں خروج کیا اور دو آب کے درمیان میں تاریخ اور غارت شروع کی اور علی قلی خان سیستانی نے اسکے سر پر ہونچ کر ربیع الاول کی پانچویں تاریخ ۹۶۳ھ نو سو ترسٹھ ہجری میں اسکا سر بادشاہ کی درگاہ میں بھیجا اور اسی مہینے کی ساتویں تاریخ وقت غروب آفتاب جنت آشیانی کتب خانہ کے کونچے پر برآمد ہو کر ایک خط بیٹھنے لگا مغرب کی نماز کا وقت آیا اور مؤذن نے اذان شروع کی وہ حضرت تعظیم اور جواب بانگ نماز کیواسطے دوسرے زیم پر بیٹھے اور برخواست کے وقت عصا پر تکیہ کر کے چاہا کہ ایستادہ ہوں عصا فرسٹ کھا کر بغل سے کل گیا اور بادشاہ نزدبان سے جدا ہو کر زمین پر آئے اور بہوش ہو گئے اعیان سلطنت اور ارکان مملکت حضرت کی حالت دیکھ کر سر اسیمہ ہوئے اور آنحضرت کو دو لٹا نہ میں لیگئے بعد ایک خط کے حضرت کو افاقہ ہوا اور بات چیت کی اور اطبا معالجہ میں مشغول ہوئے لیکن سو مند نہ آیا گیا رہیوں تاریخ ماہ مذکور کو کہ وقت غروب آفتاب تھا ہمارے روح پر فوج اقدس و اعلیٰ آشیان قدس کی طرف پرواز کر گیا اور یہ مصرعہ تاریخ اس واقعہ بایں کا ہجری مصرعہ ہمایون بادشاہ از بام افتادہ اور نئی دہلی میں دریائے جون کے کنارے مدفون ہوئے اور ۹۶۳ھ نو سو ترسٹھ ہجری میں گنبد سایہ آپ کے مزار کا تیار ہوا بدت سلطنت اسکی ہندوستان اور کابل میں پچیس برس تھی اور بن شریف انکا اکادون برس کا تھا یہ بادشاہ نہایت شجاع تھا اور سخاوت اور مروت میں بے نظیر اور علم ریاضی میں علم مہارت بلند کر کے علما و فضلا سے صحبت رکھتا تھا اور ہر وقت اسکی مجلس میں مسائل علمی کا مذکور ہوتا تھا اور ہمیشہ با وضو رہتا تھا اور بے وضو خدا کا نام زبان پر نہ لاتا تھا جیسا کہ ایک دن میر عبدالحی صدر کو عبدل خطاب کر کے اپنے روبرو طلب کیا اور حیب وضو کیا میر سے معذرت کر کے فرمایا کہ اسوقت میں وضو نہ رکھتا تھا اور جی خدا کا کلام ہوا واسطے میں نے تمہارا نام تمام نہیں لیا اور علاوہ اسکے خوش قامت اور گندم رنگ تھے اور مذہب حنفی رکھتے تھے لیکن سزا کا مہران اور بعضے امرائے جنتالی آنحضرت کو شیعہ مذہب میں جانتے تھے اسکا سبب یہ تھا کہ عہد طفلی اور شاہزادی سے اہل عراق اور خراسان کی ایک جماعت کہ اہل بیت سے محبت رکھتی تھی اسکے پاس جمع ہوئی تھی اور انکے حال پر رعایت مبذول رہتی تھی اور بیرم خان ترکمان کہ آنحضرت کا مصاحب اور بہم تھا مذہب امامیہ رکھتا تھا اور جسوقت کہ سر سلطنت پر جلوہ گر ہو کر بادشاہ ہوئے بہت قرلباش اور اہل عراق نے تربیت کر کے بزرگ کیا اور کہتے ہیں کہ کامران آنحضرت سے مذہب کے بارہ میں ہمیشہ ہم زبان کرتا تھا جسوقت کہ شیر شاہ کے صدر سے تمام لاہور میں جمع ہوئے تھے

ایک دن دونوں بھائی سوا کسی طرف جاتے تھے ایک لٹا نظر ڈاکہ پائون ہٹھا کر ایک قبر پریشیاب کرتا تھا میرزا نے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قبر کا صاحب رافضی ہی بادشاہ نے کہا ہاں ایسا ظاہر ہوتا تھا کہ کتابی سنی ہو چنانچہ اس طرح کی نظر بھائیوں کے درمیان اکثر ہوا کرتی تھی لیکن حقیقت یہ ہو کہ ایسے کلمات کامران میرزا کے ضد اور برہم خان ترکمان کی خوشی اور دوسرے ارباب و عل کے واسطے سرزد ہوئے تھے اور آنحضرت کا مذہب البتہ سنی تھا بلکہ دیوان اور شعر آنحضرت کے جیسے جیسے نظر آئے ہیں اور یہ ابیات بھی انھیں کے طبع اور دین ہم گزشتہ ازل سرگشتہ ناولک شمس پر ہما ندر بن ول دادہ لذت آتش پر بقصد شوق عشاق گر کند میلے پر عجب نباشد از اخلاص و شیوہ کرش ہر است از ہرہ قرب حرم حرمت او پر کہ جبرئیل میں نسبت محرم حرش پر اگر پرکش عشاق می بند قدسے ہزار جان گرامی فدائے ہر قدش پر ولہ خوش آنکہ با خیالت عمر شستہ بودم پر و ذوق سرور قامت از جہائے جستہ بودم پر عجب مکن کہ گفتم موسے تر پریشانی پر و شرع جعد زلفت چون دل شکستہ بودم پر و ذوق غنچہ او ہرگز نگفتہ حرفے پر لب داد و ان حکایت پر سستہ بستہ بودم پر خفا کہ چون ہمایون در حال وصل بنجد پر بادوست و حکایت از خویش رستہ بودم پر ولہ داغ عشق تو بر چین منست پر خاتم نعل تو نگین منست ہر تاشتم جو خاک پر در تو پست بام فلک زمین منست پر ہر کجا شہر و شہر بارے پر و دین زمان بندہ کین منست پر خط مشکین بصفہ کفام پر آیت رحمت بین منست پر ولہ من اشک روان چون گنج قارون دارم پر گلگونہ دردن کیسہ زافیون دارم پر ذکر بادشاہ جسم جاہ ابوالمظفر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی کی سلطنت کا۔ شیخ ابوالفضل شیخ فیضی کے بھائی نے اس بادشاہ عالی جاہ کا جزوی اور کلی قصایا اکبر نامہ میں کہ ایک لاکھ اور ہزار بیت کے قریب ہی ثبت کیا اور مؤلف ان اوراق کا محمد قاسم فرشتہ کہ در پر اختصار ہی خلاصہ اسکا اس کتاب میں مندرج کرتا ہے اور کتابی جسوقت نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کتب خانہ کے کوٹھے سے گر کر شدت ضعت میں گرفتار ہوا ارکان دولت اور ایمان حضرت نے شیخ جولی کو کہ معتمد درگاہ سے تھا اس حالت کی خبر ہو بچانے کی واسطے بذریعہ ڈاک پنجاب کی طرف روانہ کیا اور اسنے کلا تو زمین پہونچ کر شاہزادوں والا گھر کی نقد ملازمت حاصل کر کے قضیہ ساخہ کامروض کیا اور اسکے بعد جب خبر صحت پہونچی مہالوازم تغزیت بجالائے اور آپس میں اتفاق کر کے مہینہ الثانی کی دوسری تاریخ ۹۱۳ھ نو سو و تیرھم مہینہ شہزادہ جلال الدین محمد اکبر کو کہ تیرہ برس اور نو مہینے اسکی عمر سے گزرے تھے کلا تو زمین تخت فرماندہی پر اجلاس کروایا قطعہ گل مید شگفتہ وزیر بادروہم را خلق خدا آنچنانکہ باید داد و بدست فتنہ دوران جہان بشدائین کہ بادشاہ جہان پائی بر سر پینہاد بیرم خان ترکمان باوجود منصب سپہ سالاری اور تالیقی کے و کالت کے عہدہ پر مامور ہو کر متصدی امور ملک مال ہوا اور فرامین بشارت جلوس در استالت سیاہ و رعیت اطراف دکنات میں بھیج کر تمنا جات اور راہداری اور سلامانہ اور پیشکش اور سہرانہ تمامی عمالک محدودہ کامعاف اور داگزاشت کیا اور پہلے شاہ ابوالمعالی کو کہ داعیہ مخالفت کا رکھتا تھا اگر قرار کر کے واجب القتل ٹھہرایا اور جوہ حضرت کہ بیشتر اسم شریف انکا عرض آشیاں اور گاہے ساتھ خاقان اکبر کے ادا ہو گا کمال ترحم سے راضی ہوئے اور اس سید کو قید کر کے پہلوان محل گیر کے پاس جولاہور کا کوتوال تھا بھیجا شاہ ابوالمعالی چند روز کے بعد قید خانہ سے بھاگا گل گیر پہلوان نے کمالی خجالت اور انتہائے غیرت سے اپنے تین ہلاک کیا تروی بیگ خان نے تمام اسباب بادشاہی کو دہلی سے ابوالقاسم میرزا ولد کامران میرزا کی صحبت سے اردو سے علی امین ارسال کیا اور علی قلی خان سیستانی حاکم ہندوستان سکندر خان ازبک حاکم آگرہ اور بہادر خان حاکم دیپالپور اور منہم خان تالیق اور محمد میرزا نے علی قلی خان کو حاکم ہندوستان اور بہادر خان کی

بعدہ لشکر ظفر پیکر سکندر خان کے ہتھیار سال کیو اسٹے وامن کوہ سوا لک کی سمت روانہ ہوا اور صوبہ کے بعد سکندر خان کوہ سوا لک کے درمیان سے بھاگا اور دہرام چند راجہ نگر کوٹ کا دربار میں حاضر ہوا عرض آشیانی نے اس کے حال پر نوازش فرمائی اور ملک موروثی مع جاگیر سے ارزانی فرمایا اور عرض آشیانی بارش کی کثرت سے جالندھر کی طرف رونق افزا ہوئے اور ایک مدت وہاں توقف کیا اور آندون مین سلیمان میرزا بقصد شہر کابل بزنشان سے روانہ ہوا اور اس کے پہنچنے ہی میں خان کے سرکار کا یہود تھا حصار ہی ہو کر اسے علم ہوا فتنہ بلند کیا اور خاقان الکبراس حال سے مطلع ہوئے اور محمد قلی برلاس اور خان غلام شمس الدین محمد خان انکہ اور خضر خان کو نعم خان کی اعانت کو بھیجا چنانچہ بعض قلعہ میں در آئے اور اکثر باہر رہے اور چار مہینے کے عرصہ میں شب و روز بدخشاہیوں نے اطراف اردو میں زحمت پہنچا کر عاجز اور تنگ کیا سلیمان میرزا نے نعم خان کو پیغام دیا کہ اگر تو خطہ میں میرا نام داخل کرے تو میں یہاں سے کوچ کر جاؤں نعم خان نے صلح وقت دیکھ کر اس کے کتنے پر عمل کیا اور سلیمان بدخشان کی طرف متوجہ ہوا آندون مین تہیوی بقال وزیر محمد شاہ عدلی مع تیس ہزار سوار اور پادے اور دوا ہزار فیل خلی کے کہ اکثر آسین مست تھے اگرہ کی طرف روانہ ہوا سکندر خان اور بکتاب مقادمت نہ لاکر دہلی کی طرف راہی ہوا اور شاہو بخان افغان کہ وہ عدلی کے امراء سے متحد تھے آب رہٹ کے کنارے آیا اور علی قلی خان سیستانی نے کہ اس وقت خاں زبانی کا خطاب پایا تھا باتفاق امراء کی مثل قیاسم خان و محمد امین دیوانہ و بابا سید قیاسی مع تین ہزار سوار عراقی اور خراسانی آب رہٹ سے عبور کر کے شاہو بخان افغان سے مقابلہ کیا اور وہ منہزم ہوا اور کچھ فوج اس کی قتل ہوئی اور اکثر آب دریا کے عبور کے وقت غرق ہوئی جیسا کہ تین ہزار فوج سے دو سو یا تین سو سے زیادہ آدمی زندہ رہے اور جب تہیوی بقال اگرہ پر تصرف ہو کر دہلی کی طرف متوجہ ہوا تردی بیگ خان نے الچیوں کو اطراف میں بھیجا کہ امر کو طلب کیا عبداللہ خان اور علی سلطان بخشی و علی بخان انڈرانی اور میرک خان کولابی وغیرہ بلا وقت دہلی میں آئے اور علی قلی خان سیستانی مخاطب بخان مان کہ اس کی ملکی ابتک دہلی میں نہ پہنچی تھی کہ تردی بیگ خان نے شتابی کر کے تہیوی بقال سے مقابلہ کیا اور تہیوی بقال کہ ایک کا فر شجاع تھا تین چار ہزار سوار جرات خاں ابی اور نیلان کوہ پیکر و خلی لیکر صفت قلب سے جدا ہوا اور دل تردی بیگ خان پر کاپے مقابل سے جنگ میں مشغول تھا علما و رہبر و چنانچہ اسے معرکہ سے ہٹا کر کے اور دن کی طرف متوجہ ہوا اور انھیں بھی منہزم کر کے دہلی پر قابض ہوا تردی بیگ خان اور دیگر امراء سے ممکن تھا کہ علی قلی خان سیستانی مخاطب بخان زمان اور دوسرے امراء اور سواروں کو ساتھ اپنے متفق کر کے شکست کا تارک کرتے یا یہ کہ دہلی کے اطراف میں پناہ لیکر پادشاہ سے کمک کے مستعدی ہوتے آندون مین و زمین سے ایک بھی نہ کیا نوشہرہ کی طرف روانہ ہوئے اور دلایت خانی چھوڑ کر دشمن کے سپہر دہلی علی قلی خان سیستانی نے میرٹھ میں یہ خیر بنی جو تنہا اس حدود کے ضبط سے عمدہ برائہ ہو سکتا تھا آیا لاجا ہر کوہ بھی نوشہرہ گیا عرض آشیانی جالندھر میں اس فتنہ سے مطلع ہوئے جو پنجاب کے سوا اور تمام مالک افغانوں کے تصرف میں در آئے تھے دلگیر ہوئے جو کہ صغیر سن کے باعث امرو بادشاہی میں مشغول نہ ہو سکتے تھے میر خان تریا کو جان بابا خطاٹ پیکر نوازش فرمائی اور پادشاہ کو کہنے تمام مہات ملکی اور مالی کو تیری طرف رجوع کیا جس میں صلاح و دولت دیکھ کر ملین لاوہ کام میرے حکم پر بوقت رکھ اور علاوہ اس کے اس بارہ میں اسے ہایون شاہ کی روح پر فوج اور اپنے فرق مبارک کی قسم دیکر ظاہر کیا کہ تو لوگوں کی دشمنی کا نہ اندیشہ کر اور یہ صریح پڑھا صریح دوست گرد و دست بود ہر دو جہان میں باش جا اور اس وقت جمیع امراء کو ایکجا کر کے ایک انجن ترتیب دی اور مشورہ کیا جو لشکر خالف کو ایک لاکھ سوار سے زیادہ نشان دیتے ہیں اور لشکر پادشاہ کا عدد بیس ہزار سے زیادہ نہیں سب کابل کی روانگی پر مایل ہوئے لیکن

بیرم خان ترکمان نے جنگ مخالفین میں مستعد ہونا نسب یکجا خاقان اکبر بادجو و صغریٰ کے اس مشورہ اور صلاح پر ہی میں نکل
 اور رانغب ہوئے تامل خضر خواجہ خان کو کہ فرزند سلطین محل سے تھا اور بابر شاہ کی بیٹی سماء کلبدین حکیم اسکے عقد نکاح میں
 تھی بلا ہو کر حاکم کر کے سکندر شاہ کے درجہ کے واسطے تعین کیا اور خود نفس نفیس ہیروی بقال کی تادیب اور تنبیہ کے واسطے
 آما وہ ہوئے اور نوشہرہ میں امرا سے گریختہ نے ملازمت کی اور خاقانان نے تروی بیگ کو بسبب قصصیات کے ایسے وقت میں
 کہ بادشاہ شکار کو گئے تھے مکان میں بلایا اور ملا توقف اپنے حضور سر پر وہ میں گردن ماری اور بادشاہ نے یہ خبر شکار کا دین سی
 جب معاودت کی بیرم خان نے عرض کیا کہ میں تحقیق جانتا تھا کہ آنحضرت بادجو دگناہ کبیرہ کے کہ اس سے سرزد ہوا عنایت
 ذاتی اور مراحم قلبی سے اسکے قتل میں تامل فرماوینگے اور غواہی قصص کا ایسے وقت میں کہ مخالف قریب پہونچا اور خاقان
 کے مانند ایک غنیم نے مالک ہند پر غلبہ پانیا سب نہ تھا ہر آئینہ میں نے حکم اقدس صریح اس باب میں حاصل نہ کر کے
 جرات اسکے قتل میں کی عرش آشیانی نے زبان تحسین و آفرین میں کھول کر اسکا عذر مسجع فرمایا اور ثقات سے سنا گیا کہ اگر
 بیرم خان ترکمان تروی بیگ کو نہ قتل کرتا الوس جغتائی ضبط میں نہ آتا اور قصہ شیر شاہ کا پیش آتا اسکے بعد امرا سے منحل کہ
 ہر ایک آپ کو قیقا دا اور لیکا و س جانتے تھے بیرم خان ترکمان سے حساب پاک میں ہو کر ہوا اے سرکشی مہر سے باہر کیا
 اور اتفاق بر طرف ہوا اور جو ریایات طفرایات نوشہرہ سے دہلی میں روانہ ہوئے سکندر خان فزیک اور عبد اللہ خان و علی قلی خان
 اندرابی اور محمد خان جلاہر بخشی اور مجنون خان قاشغال اور دیگر امرا بپاشیلقی علی قلی خان سیستانی الخا طرب بخا نزاہان
 کہ امیر الامرا ہوا تھا برسم منقلاتی روانہ ہوئے اور ایک جماعت بیرم خان کے نوکران خاصہ سے بھی مثل حسین قلی بیگ
 اور محمد صادق خان پرواچی اور شاہ قلی خان محرم اور میر محمد قاسم خان نیشاوری اور سید محمد بابرہ وغیرہم امرا سے منقلاتی کے
 ہنراہ ہوئے اور ہیروی بقال جو آپ کو راجہ بکرا جیت مشہور کر کے کوس تک اور غزوہ کا بجاتا تھا شادی خان افغان اور امرے
 افغان کو بھی ساتھ اپنے حق کر کے مع افواج کثیرہ کہ سور و ملخ کے مانند تھے غرم رزم میں ہتھکال کیا اور ایک جماعت سطران
 عمدہ افغانوں کو مع توخا نہ عظیم افواج منقلاتی بادشاہی کے مقابلہ کو پیشتر روانہ کیا اور وہ خود افواج محل سے منہم ہو کر خیال
 اتیر لپٹ گئے اور توخا نہ یکھم بیا د کیا ہیروی بقال جب پانی پت کے فواج میں پہونچا اور خبر لشکر جغتائی کے قریب تر
 پہونچنے کی سنی فیلوں کو کہ اعتماد تمام اپنہ رکھتا تھا سرداران بزرگ کو تقسیم کیے تاکہ اپنہ سوار ہو کر لوازم جنگ میں مشغول ہو دیں
 اور علی قلی خان سیستانی الخا طرب بخا نزاہان جمعہ کے دن علی الصبح کہ محرم کی دوسری تاریخ ۱۲۸۷ھ کو سو سو چھ سو تھی
 آراستگی صفوں میں مصوف ہو کر مستعد قتال ہوا اور طریقین سے مردان مردا و طالبان بہرہ داسپان تازی پر سوار ہو کر میدان
 جانستان میں گھوڑوں کو جولان کرنے لگے اور داکشش کی دی اور غلہوں نے کہ قتل تروی بیگ کو مشاہدہ کیا تھا
 پاسے نباتات زمین کین سے متزلزل نہ کرتے تھے بارے ہیروی بقال فیل ہوانے نام پر سوار ہوا اور تین چار ہزار سوار کار گزار
 فوج قلب سے افواج پیش لشکر کو ان واحد میں برہم مارا اور بے وقت صفوں قلب پر کہ محل قرطی قلی خان سیستانی تھے متوجہ
 بہادران بیرم خانی کہ اس صف میں تھے شرائط شجاعت بجا لائے ثلاث حرب کے استعمال میں کچھ قصیر نہ کی اس دیکھا میں ایک تر
 ہیروی بقال کی آنکھ میں لگا ہر چیز کہ کاری نہ تھا افغانان بیدل نے جب خون اسکے حد قہ چشم سے روان دیکھا راہ فراہابی
 ہیروی بقال نے باوصف اس چشم زخم کے جرات کو کام فرمایا یعنی تیر کو باہر کھینچ کر آنکھ کو رومال سے باندھا اور تھوڑے
 اور تھوڑے سرسیر چلا کرتا تھا اس وقت شاہ قلی خان محرم ہیروی بقال کے قتل کے قریب پہونچا اور اسے معلوم نہ تھا کہ یہ ہیروی بقال کون ہے

حملہ نیا بانوں پر کیا نیا بانوں نے اپنے حفظ کے واسطے سموی بقال کے حال سے خبر دی شاہ قلیخان نجات کی مساعدا سے
 خوشحال ہو کر فیصل اور فیلیانوں کو مع سموی بقال معرکہ سے کنارے لاکر بادشاہ کی خدمت میں روانہ ہوا اور مغلوں نے
 انغانوں کا پیچھا کیا اسقدر آدمی کہ محاسب وہم اسکی تعداد سے عاجز ہر ترغ بیدریغ سے قتل کیے شاہ قلیخان جو سموی بقال
 کو بادشاہ کے روبرو کہ دو فین کو س کے فاصلہ پر تھا لایا بیرم خان نے عرض کی کہ بادشاہ بقصد جلاوگر ایک شمشیر اس کا فخر جی کے
 سر پر سید کریم جلاوگر کا اسحضرت شمشیر کے فرق پر پہونچا کر غازی ہوئے اسوقت بیرم خان ترکمان نے اپنے کام سے
 اسے مقتول کیا اور سر اسکا کابل میں اور لاش بے سر دہلی میں روانہ کی اور ڈیڑھ ہزار ہاتھی سے زیادہ لشکر طغیہ کے ہاتھ آئے
 بادشاہ منصور و مظفر کو دہلی میں تشریف لائے ملاپیر محمد تروالی کو کہ بیرم خان ترکمان کا وکیل تھا سیوات کی طرف بھیجے آسنے
 وہاں جاتے ہی سموی بقال کی اہل و عیال کو دستگیر کیا اور خزانہ اسکا دستنیاب کر کے بہت انغانوں کو کہ وہاں تھے علف
 تیغ خون آشام کیا درمیان اس حال کے لشکر قزلباش با شیلیقی سلطان حسین میرزا بن بہرام میرزا بن شاہ اسماعیل صفوی نے
 ہمراہ رکاب شاہ طہاسب صفوی کے حکم کے بموجب قندھار کے اطراف میں آنکر محاصرہ کیا بعد مساعی جمید محمد شاہ قندھاری کے
 تصرف سے جو نوکر بیرم خان ترکمان کا تھا براوردہ کر کے قابض ہوئے اور خضر خواجہ خان بھی سکندر خان سے لڑ کر لاہور بھاگا
 عرش آشیانی کی وجہ اس کے کہ مصرع جانگیری توقف برتا بدہ سکندر شاہ کے دفع کے واسطے پنجاب کی طرف متوجہ ہوئے
 سکندر شاہ کہ کلاوڑ میں آیا تھا مقاومت کی قدرت اپنے میں ندیکھی قلعہ مالکوٹ کی طرف کہ سلیم شاہ نے کمر لگے دفع کے
 لیے پہاڑوں کے درمیان ایک کوہ رنج پر تیار کیا تھا جا کر تحصیل ہوا بادشاہ نے وہاں نزول فرما کر تین مہینے قیام کیا اور ان دنوں
 میں عرش آشیانی کی والدہ ماجدہ اور دیگر بیگمات اور اہل و عیال امر اور سپاہیان کہ جتدر کابل میں تھے آئن امر کے ہمراہ جو
 منعم خان کی کمک کے واسطے گئے تھے پہونچے اور محمد حکیم میرزا حکیم کے موافق مع والدہ اور ایک ہمشیرہ اعیانی اپنے کابل
 میں رہا اس ملک کی حکومت اس کے تعلق ہوئی اور شمع خان اسکا اتالیق ہوا اور جب قلعہ مالکوٹ کے محاصرہ نے چھ مہینے کا عرصہ
 کھینچا سکندر شاہ نے عاجز ہو کر استدعا کے قدم ایک امرے معتبر کے ذریعہ سے کی جنانچہ بعد صدور حکم خان عظیم شمس الدین محمد خان
 انکہ قلعہ میں گیا اور سکندر شاہ نے اس سے یہ بات کہی کہ میں جراثیم کی کثرت سے بادشاہ کی ملازمت کی طاقت نہیں رکھتا
 لیکن اپنے فرزند شیخ عبدالرحمن کو درگاہ میں بھیج کر خود بنگالہ کی طرف جا کر بادشاہ کی اطاعت میں سرگرم رہوں گا خان عظیم شمس الدین
 خان انکہ قلعہ سے واپس آیا اور سکندر شاہ کا پیغام بادشاہ سے معروض کیا وہ قبول و منظور ہوا اور شیخ عبدالرحمن رمضان کے مہینے
 ۹۶۱ھ نو سو چھ سو پچھری میں حاضر حضور ہوا اور چند زنجیر فیل شیش کش کیے سکندر شاہ قلعہ سے برآمد ہو کر بنگال گیا عرش آشیانی نے
 وہ قلعہ و مدد گاہ کے سپرد فرمایا اور عازم لاہور ہوئے اور شاہ کے لہ میں بیرم خان ترکمان کے مزاج میں انحراف جاگزیں ہوا
 چند روز سوار ہوا ایک دن بلوٹ شاہ نے دو فیل نامی مست کی لڑائی کا حکم دیا وہ لڑتے ہوئے بیرم خان ترکمان کے خیمہ کے
 قریب جا پہونچا اور شور و غل تماشائیوں کا بلند ہوا بیرم خان کھل میں بیگان گذرا کہ یہ امر بادشاہ کے اشارہ سے سرزد ہوا ہر پھر
 بواسطت ماہم انکہ کے پیغام دیا کہ اس درخواہ کے منزل کے قریب فیلان مست کے چھوڑنے کا کیا سبب ہو اگر کوئی بات
 میری طرف سے غیر واقع موقع عرض میں پہونچی ہوا اور وہ موجب اخبار ول صفائزل ہوئی ہو اسکے اعلام سے مجھے منحن کرکٹ
 کرین ماہم انکہ نے جو کچھ بیان واقع تھا جواب دیا کہ فیلون کا آنا اس نواح میں اتفاقیہ ہو نہ کسی کی فرائش سے اس صورت میں بھی
 بیرم خان کی تسلی نہوئی یہاں تک کہ لاہور میں آیا اور خان عظیم شمس الدین محمد خان انکہ نے کہ بیرم خان اس سے بدگمان تھا اس کے

تجمہ میں جا کر قسم کھائی کہ خلا اور ملا میں ایسی بات کہ خاطر اقدس کے باعث کلفت ہو نہیں کہی گئی عرشِ آشیانی شہِ صفری
 پندرہویں تاریخ ششہ ہجری میں عازم دہلی ہوئے اور تشریف لائے اور بعد ازاں ۱۰ ماہ جمادی الثانی کی پچیسویں تاریخ کو منزل
 مقصد پر پہنچے اور آٹھ ماہ میں یعنی موضع جالندریں میں ازواجِ سلیمہ سلطان بیگم و خرمیرزا نور الدین محمد خواہر زادہ
 ہمایون بادشاہ کا اکبر شاہ کے حسب الارشاد بیرم خان کے ساتھ واقع ہوا اور اس سال امیرِ اصرار علی قلیخان سیستانی
 المظاہر بنجان زمان سے کہ اہل بے پنہاری سے تھا اور وہ بھرتی کی حکومت رکھتا تھا مرناسا شہ سرزد ہوئے حضرت کے
 خاطر دریا مقلطہ کی بخشش کا سبب ہوا وہ یہ کہ ایک لڑکا شاہم بیگ نام کہ احدیوں کے زمرہ میں منظم تھا اور قبل اسکے سبب
 حسن صورت اور نیک سیرت اور تناسب اعضا ہمایون بادشاہ کا منظور نظر ہوا تھا علی قلیخان سیستانی المظاہر
 خان زمان اسے کسی تقریب سے اپنے پاس لیگیا اور برسم اجلاف اور لاوباش ماوراء النہر کے تسلیم و نوافذ کے سلاطین
 کیواسطے مخصوص ہو نسبت اسکے فعل میں لانا تھا اور اس معنی نے شہرت پائی عرشِ آشیانی نے شاہم بیگ کے طلب میں حکم
 نافذ فرمایا اور جو ہمال اسکے بھیجنے میں ہوا ملا پیر محمد کی تحریک سے لشکر خان زمان کے سر پر مقرر ہوا اسنے ہارساں ہو کر فرجی نام نوکر کو
 کہ معتد اسکا تھا بھیجا تاکہ عذر خواہی اور معذرت کرے فرجی دہلی میں آیا اور ملا پیر محمد کے پاس کہ کوئی احوال رضا اسکی جاری
 نہوتا تھا گیا اور ملا پیر محمد خان زمان کے مذہب خیمہ کے دعویٰ کرنے اور اصحاب اختیار برنبر کرنے سے نہایت آزرده تھا
 اور اسکو بیرم خان ترکمان کے دوستوں سے شمار کرتا تھا فرجی کو زور و کوب کے بعد اسقدر لائقین مابین اور کوٹھے سے نیچے
 گر دیا کہ مرغ و روح اسکا نفس تن سے پرواز کر گیا علی قلیخان محبت غلیظہ دیکھ کر سمجھا کہ دشمن کسی نہ کسی بہانہ سے شاہم بیگ
 کو خراب کیا چاہتے ہیں اسواسطے اسنے شاہم بیگ کو رخصت دی شاہم بیگ ہر روز ایک منزل سے دوسری منزل میں
 اور ہر شب ایک مقام سے دوسرے مقام میں بسیر لے جاتا تھا یہاں تک کہ یگنہ سرور پور میں کہ جاگیر عبدالرحمن بیگ نام ایک
 شخص کے فقی ہو چکا اور علی قلیخان سیستانی کی ایک معشوقہ کا ن تھی اور اسکا نام آرام دل تھا کمال اتحاد سے شاہم بیگ
 کے پاس ایک مجلس میں حاضر کرتا تھا اور تناسب مداخل کے سبب شاہم بیگ اور آرام دل کے درمیان ایک محبت پیدا
 ہوئی علی قلیخان نے وہ گائے اسکے حوالہ کی اور شاہم بیگ ایک مدت اسکے ساتھ ہمبستر رہا عبدالرحمن بیگ کاسکے صاحبوں
 سے تھا وہ اسوقت میں عبدالرحمن بیگ کے حقوق آشنائی منظور رکھ کر لازم ضیافت بجالایا چنانچہ ایک دن دونوں شخص نے
 ایک باغ میں بیٹھ کر مجلس شہاب آراستہ کی شاہم بیگ نے آرام دل کو کہ حاضر تھی طلب کیا عبدالرحمن بیگ نے مضائقہ
 کیا شاہم بیگ نے زبسن ضعم حکم سے عبدالرحمن بیگ کو جیکر کر باندھا اور آرام دل کو سنگدلی سے کچھ منگوا یا اور جب وہ بیگ
 برادر عبدالرحمن بیگ اپنے بھائی کی گرفتاری اور زلت و خواری سے آگاہ ہوا ایک جماعت مسلح ہمراہ لیکر باغ کے دروازہ پر
 آیا اور آتش جنگ افروختہ کی آٹکے جنگ میں ایک تیر شاہم بیگ کے ایسا کاری لگا کہ اسکے صدر سے جانبہ ہوا علی قلیخان
 سیستانی اس سانحہ سے واقف ہو کر بقصد انتقام سرور پور کی طرف متوجہ ہوا اور جو کہ عبدالرحمن بیگ نے بھاگ کر
 بادشاہ کے پاس پناہ لی تھی شاہم بیگ کا جنازہ ہمراہ لیکر خونپور کی طرف گیا اس درمیان میں مصاحب بیگ ولد خواجہ
 کلان بیگ نادر پشاپ دادا کے سواہل حقوق پر کر کے بیرم خان ترکمان کے ساتھ کہ صاحب میں ہزار سوار کا تھا حسب مرضی
 سلوک نکرتا تھا اور باوجود نصیحت ہرگز متنبہ نہ ہوا تھا آخر کو دہلی میں حسب الحکم بیرم خان کے قتل ہوا اور ہمارے چغتائی میں
 فساد عظیم پایا ہوا بادشاہ رنجیدہ ہو کر ماہِ حرم ۹۰۰ نو سو ستر ہجری میں دریا کے راستہ سے آگرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ابھی

تضییع مصاحب بیگ کے قتل کا دلون سے جو نوا تھا کہ بیرم خان ترکمان ملاپیر محمد کے غلبہ سے عاجز آیا اور اسکے انخراج کے دربار
 ہوا اس واسطے کہ ملاپیر محمد ایک نواب و شاہ کا استاد اور دوسرے مہم سے قریب رکھتا تھا اور راکان دولت اکثر اوقات اس کے
 مکان میں بارنہائے تھے اس عرصہ میں ملاپیر محمد بیمار ہوئے اور بیرم خان ترکمان انکی حیادت کو گیا غلام اور زبان اس کے دربار آئے
 اور یہ بات کہی کہ آپ ایک لحظہ یہاں توقف فرمائیے کہ ہم آپ کے آنے کی خبر سرکار میں بھیجاؤں دخول حاصل کریں بیرم خان ترکمان
 نہایت آزرده ہوا اور ملاپیر محمد اس حال سے آگاہ ہو کر باہر شریف لائے اور معذرت کر کے بیرم خان کو دیوان خانہ میں لے گئے
 اور بعد اسکے بیرم خان کے ہمراہیوں نے ایک نفر سے زیادہ اذن دخول نہایا اور یہ بحث اور تکرار کہ ورات سابقہ کی تسمیہ ہوئی اور
 باوجود بیرم خان ترکمان نے بادشاہ کے بدون اذن ملاپیر محمد کو کہ لو کہ چالیس برس کا تھا قلعہ میانہ میں مجبوس کیا اور چند روز کے بعد
 بگوات کی طرف نکال دیا اور کشتی میں بٹھا کر کہ خطہ میں روانہ کیا اور حاجی محمد خان سیستانی کو بجائے ملاپیر محمد کو لیا گیا اور شیخ گدائی
 ولد شیخ جمالی دہلوی شاعر کو کہ بیرم خان شیر شاہ کے حمد میں گزرات میں پڑا تھا اور خدمات پسندیدہ پیش پہونچائیں تھیں نصیب
 صدارت اور ملازمت پر پہونچایا اور بحث ملاپیر محمد کے جب زیادہ تر بادشاہ کے خاطر فیض مفاطر کے موجب کلفت ہوئی بیرم خان
 ترکمان مقام مدارک میں ہو کر تسخیر گوا لیا رکانہ ذکرہ درمیان میں لایا اور چند مدت اسے مشغول رکھا اور چونکہ قلعہ گوا لیا کو
 سلیم شاہ نے اپنا جگہ نشست کیا تھا اور سیل خان نام ایک غلام غلامان سلیم شاہ سے بگم محمد شاہ عدلی اس کے انتظام
 کے واسطے قیام رکھتا تھا بیرم خان کے ارادہ سے مطلع ہوا اور رام شاہ کو کہ راجہ ہانسنگ کی نسل سے تھا پیغام کیا کہ آپ کے باپ
 اور دادا قدیم الایام سے اس قلعہ کے حاکم رہے ہیں اور میں اس قلعہ کی ضبط سے ایسے بادشاہ عظیم الشان کے جوار میں عاجز
 ہوں اس قلعہ کا عرض جو کچھ مناسب جائیے مجھے دیکر آپ قلعہ پر متصرف ہو دیں رام شاہ اس لطیفہ کو عنایات غیبی جانکر
 قلعہ کی طرف متوجہ ہوا اور قبائل خان جاگیر دار اس طرف کا بیرم خان ترکمان کے اشارہ سے سدر راہ اسکا ہوا اور بعد
 چند وافر و قتال متکاثر کے رام شاہ کو ولایت رانا کی طرف منحرف کیا اور قلعہ گوا لیا کو مفتوح کیا اور سیل خان غلام نے
 بلجی بیرم خان ترکمان کے پاس بھیجا کہ طاعت اطہار کی بیرم خان نے عرض مقدم میں پہونچا کر حاجی محمد خان کو اپنی طرف
 سے وہاں بھیجا تو قلعہ پر متصرف ہو کر سیل خان کو نہایت تشفی اور دلاسا دیکر درگاہ میں لاوے اور علی تلینان سیستانی
 الخطاب خان زمان نے بھی کہ دربار رفیع کدورت بادشاہ تھا اس سال سرکار چوہدر اور بنارس کو آب گنگ کے ساحل تک
 کہ بقدر کسست نصیر الدین محمد تالون بادشاہ کے افغانوں کے تصرف میں تھے ضرب شمشیر سے ایکبار لگی برآوردہ کر کے
 مالک محروسہ میں داخل کیا اس سبب سے بادشاہ نے اسکی نسبت مقام عنایت میں ہو کر دیون سر دارون کو خلعت
 کمند و شمشیر مرصع وغیرہ سے خلع کر کے اقسام الطاف و نوازشات سے سرفراز اور تشار فرمایا اور راہ رجب سنہ
 مذکور میں شیخ محمد خوت بھائی شیخ بھلول کا کحق خدمت اس خاندان والا نشان پر رکھتا تھا اور افغانوں کے غلبہ کے وقت
 بگوات میں گیا تھا اسوقت مع فرزندون اور مریدون کے درگاہ میں آیا اور جب بیرم خان کو اپنی طرف متوجہ اور مہربان
 نہایا پھر گوا لیا کی طرف کہ مسکن قدیم اسکا تھا روانہ ہوا خاقان اکبر دوبارہ اس مقدمہ پر بیرم خان ترکمان سے نہایت
 آزرده ہوئے سمیت بے سلطان معشوقان غیور است + شرکت ملک معشوقینش دروست + اور بیرم خان نے
 بادشاہ کے مشغول ہونے کے واسطے بہادر خان یعنی علی خان سیستانی کے چھوٹے بھائی کو کہ امرائے پنہاری سے تھا
 دیپالپور سے طلب کر کے مع لشکر سپاہیالوہ کی تسخیر کے واسطے کہ تصرف میں باز بہار کے تھا الغین فرمایا انفا قاس عرصہ میں

بادشاہ نے حکمران کا میل کر کے بیرم خان ترکمان کو سرنگام مہام کیواسطے آگرہ میں چھوڑا اور نیکارا کر تا ہوا حبیب سکندر آباد بحال
 دہلی میں سعادت و برکت نازل ہوا مہام انکہہ اوراد ہم خان کہ بیرم خان ترکمان کے دشمن تھے معرض اقدس میں معروض کیا کہ
 حضرت کی والدہ ماجدہ دہلی میں تشریف رکھتی ہیں اور ان کے دشمنوں نے علالت بہم پہنچائی ہو اگر وہ جناب عیادت کو قدم بچھ
 فرما دیں مریم مکانی کو موجب خوشحالی اور باعث فائز الہی ہوگا اس سبب سے بادشاہ دہلی کی طرف سوار ہوئے تھما بلکہ
 احمد خان فیٹا پوری کہ امراے پنجاب سے تھے اور مہام انکہہ کا خویش ہوتا تھا اور دہلی کی حکومت رکھتا تھا استقبال کیواسطے
 حاضر ہوا اور پیشکش بہت نذر کی لیکن ایک دن ادہم خان کے اتفاق سے عرض کیا کہ بیرم خان ترکمان بادشاہ کی عنان غریمت
 اس طرف معطوف ہونے سے اسد عاہم ہندگان خیر طلب کی تصور کر کے مصاحب بیگ کے مانند ہیں بھئی نہ تیغ بید رنج کریگا
 اگر حضرت ہمیں مکہ معظمہ اور ماکن تشریف کی طرف رخصت فرما دیں تو بیرم خان کے بچہ ظلم سے نجات پا کر پختہ بقائے عمر و
 دولت میں قیام کریں بادشاہ اگرچہ اس معروضہ سے نہایت متاخر ہوئے لیکن بیرم خان کے حقوق خدمات نمایان پر نظر کر کے
 اسکا ایک بارگی غرول کرنا مناسب ہمت والا نہمت نہ جانا اپنے تئیں ضبط کر کے بیرم خان کو ترقیم فرمایا کہ یہ منہ قصداً
 مریم مکانی کی عیادت کے واسطے اس طرف کی غریمت کی ہر شہاب الدین احمد خان اوراد ہم خان انکہہ ہماری تشریف آوری
 میں کیسے طرح کی مداخلت نہیں رکھتے ہیں پس اگر وہ بخلط و مہربانے ایک استالت نامہ کے نام لکھ بھیجے موجب تسلی اس عبت
 کا ہوگا اور شہاب الدین احمد خان نے جب اس قدر قدرت عرض مطلب کی بانی مجلس اقدس میں باورزا بلند وہ باتین کہ ظاہر
 کرنے والی بیرم خان کی مخالفت اور عصیان کی تھیں آفا کر کے ایک بارگی خاطر اشرف کو منحرف کیا سبب سے ہر چند باغبار
 نہایت نظر سے ہست ۴ گوئیم بدیشیان کہ سخن را تو سے ہست بیرم خان ترکمان بادشاہ کے نوشتہ سے سرسیم ہوا اور
 ایک عرضداشت اس مضمون کی کہ حاشا نسبت ایسی جماعت کے کہ لازم بندگی اور خدمات نمایان سے اس درگاہ میں نیکم کریں
 ہوں خیر خواہ کے ولین نسبت ان کے بڑائی اور ترنہ نو کا تحریر کر کے حاجی محمد خان سیستانی اور ترسون بیگ کی صحبت سے
 دہلی میں بھیجا لیکن جو کام دست اختیار سے نکل گیا تھا کسی نے گوش ارادت آن باتوں پر رکھا و چون مقید اور مجبوس ہوئے
 اور یہ خبر مشہور ہوئی امرا اور منصبداروں نے بیرم خان سے جدا ہو کر دہلی کا راستہ لیا اور شاہ ابوالمعالی نے کہ لاہور میں جنش
 سے بھاگ کر کمانچان کیکر کے پاس گیا تھا کمال خان کو شیر کے شیر کی تحریک کی اور جب کمال خان اس کے کہنے سے کشمیر کی طرف
 گیا جنگ سخت کے بعد شکست پائی اسکو اپنے پاس سے جدا کیا اور شاہ ابوالمعالی نے دیسا پور میں جا کر بہادر خان کی
 نسبت ارادہ خد بکا کیا بہادر خان سیستانی نے اسکو گرفتار کر کے سند کی طرف نکال دیا شاہ ابوالمعالی اس فوج سے گجرات
 میں آیا اور وہاں ایک خون کر کے علیقلینان سیستانی مخاطب بنجان زمان کے پاس جو پور گیا علیقلینان نے اسکو بیرم خان ترکمان
 کے اشارہ کے موافق کہ اسوقت بادشاہ دہلی میں تھے اگر کی طرف بھیجا بیرم خان نے اسے قلعہ بیانہ میں قید کیا اور جب بادشاہ
 کی بخش حدت افزوں دیکھی پہلے اس فکر میں ہوا کہ مالوہ میں جا کر اس حد و حد کو سحر کر کے علم استقلال بلند کرے اس نیت سے آگرہ
 سے بیانہ گیا اور جو بہادر خان اور دوسرے سردار کہ مالوہ کی طرف روانہ ہوئے تھے انکو اپنے پاس طلب کیا اور بت سے امرا
 کہ اعتماد کامل نہ رکھتے تھے اس سے جدا ہو کر دہلی گئے اور بیرم خان ترکمان بدبختی کا خارا اپنے نجات کے باتوں میں خلیہ دکھایا مالوہ
 کے جانے سے پشیمان ہوا اور شاہ ابوالمعالی کو قید سے رہا کر کے جاہا کہ جو پور میں جا کر علیقلینان سیستانی مخاطب بنجان زمان کے اتفاق
 سے کہ دست گرفتہ اسکا تھا انعامان نہ جائے کو زیر کر کے اس حد و حد پر صرف ہوئے لیکن اس کے بعد کہ چند منزل اس طرف روانہ ہوا تھا

اس عزم سے نتر مندہ ہو کر بغیر محبت ج ناگور کا راستہ لیا اور ایک جماعت امرا کو مثل بہادر خان اور اقبال خان وغیرہ کے کہ اس ساعت تک اس سے جدا نہ ہوئے تھے۔ رگاہ کی طرف رخصت کیا اور چہ ناگور کے اطراف میں بہو بچا بعضے مفسد و ننگا غوا سے مکہ معظمہ کی غنیمت فسخ کر کے خیل و شتم کے ذریعہ میں ہمہ تن آمادہ ہوا کہ پنجاب تک جا کر اس حدود میں حیات مستعمرانہ بسر کیا جائے بادشاہ نے اس معنی کو سمجھا کہ میر عبد اللطیف قزوینی کو کہ بعد ملاپیر محمد کے بادشاہ کا معلم ہوا تھا بیرم خان ترکمان کے پاس بھیجا کہ بیغام کیا کہ اس وقت تک ہنگی خاطر اشرف سیر و شکار کے نشاط میں مصروف اور رضائے ہالیوں اس امر کی مقتضی تھی کہ وہ جان بابا سمات بادشاہی کا متکفل ہو دے اب داعیہ یہ کہ مہات غلاق میں خود بنفس نفیس مشغول ہوں اس کے وہ درخواہ دامن اشتغال و نبوی سے جدا کر کے حج کا عازم ہو دے اور آئندہ ہوا دہوس کے گرد نہ پھرے بیرم خان نے بموجب اس بیعت بیعت سرنیاز بیاید نہاد و گردن طوع کہ ہر جہہ حاکم عادل کند ہمہ دواست و اطہار اطاعت و فرمان برداری کر کے علم اور نقارہ اور تاقی اور تمام سامان بادشاہی کو حسین قلی بیگ نووی القدر کی صحابت سے درگاہ میں روانہ کیا اور خود دوبارہ ناگور کی طرف متوجہ ہوا کہ گجرات کے راستہ سے حرمین شریفین میں جاوے اور حر و دنی بیگ و القدر اور اسماعیل خان کہ بیرم خان سے خوشی کی نسبت رکھتے تھے اور شاہ قلیخان محرم و حسین خان تھکوا اور تیشہ گدائی اور خواجہ مظفر علی ندوی کہ میر دیوان اسکا تھا اور وہ لوگ کہ آئین سے معتبر تھے اسکے ہمراہ گئے اور باقی کی تربیت کر دے اسکے تھے اور سالہاے دراز اسکی صحبت میں بسر کیا کر پکوباران و فادار سے شمار کرتے تھے گاہ بگاہ فوج فوج جدا ہوا کہ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سب دستہ جو کچھ اسکے اردو میں پائے اسپر متصرف ہوئے اور شاہ ابوالمعالی جو انھیں میں سے تھا آخر کو وہ بھی سواری کی موت بادشاہ کی کونش کو آیا اور گھوڑے پر سوار تسلیم کیو اسطے سمجھ کیا یا پہاڑ بادشاہ کے مزاج کے موافق نہ آئی مقید ہوا بیرم خان ترکمان اسباب بادشاہی ارسال کر کے ناگور سے بڑھ کر بکانیہ گیا اور چند روز دہان توقف رہا اور مکہ معظمہ کی روانگی سے پشیمان ہوا اور پھر ناگور میں آیا بادشاہ یہ خبر سنکر دہلی سے برگشتہ چھوڑ کر طرقت سوار ہوئے اسوقت ملاپیر محمد نے بیرم خان ترکمان کا احوال پریشان حال سنکر پکوبار میں بہو بچایا اور خطاب پر محمد خان اور طوق و علم اور نقارہ با کر مع لشکر بشمار بیرم خان کے سر تعین ہوا اور ریات اجلال دہلی کی طرف معاودت کیے اور فرمان منعم خان کی طلب میں کابل کی طرف روانہ ہوا بیرم خان ملاپیر محمد مخاطب بہ پر محمد خان کے تعین ہونے سے نہایت آزر دہ اور غمگین ہوا اور اسکی مخالفت میں امرا کر کے پنجاب کی طرف متوجہ ہوا ملاپیر محمد اسکے تعاقب سے باز نہ آیا بیرم خان جب قلعہ بھٹنڈہ میں بہو بچا حملہ و انقلاب زیادہ کو اس قلعہ میں کہ اسکے ایک نوکر اسمی شیر محمد خان کے تصرف میں تھا جمعواڑا اور خود روانہ ہوا اور شیر محمد خان نے اسکے تمام اسباب و اموال کو اپنا ملک مطلق معلوم کر کے بیرم خان کے نوکروں کو بدلت و خواری قلعہ سے نکال دیا اور بیرم خان دہلی پر کی طرف کہ حکومت دہانگی اسکے ایک متعلقون قدیم موسوم بدر ویش محمد اذریک کے سپرد تھی روانہ ہوا اور اس شہر کے قریب بہو بچا خواجہ مظفر علی دیوان کو اسکے طلب کیو اسطے بھیجا اور ویش محمد اذریک بیرم خان کے نفع کے خلاف پیش آیا اور خود نہ آیا بلکہ خواجہ مظفر علی دیوان کو مقید کر کے بادشاہ کی خدمت میں بھیج دیا بیرم خان کہ اس سے نہایت اسیداری اور اعانت کی رکھتا تھا سچا اور پریشان ہو کر جاندر کی طرف راہی ہوا عرش انشیاں نے ملاپیر محمد مخاطب بہ پر محمد خان کو حضور میں طلب کر کے خان اعظم شمس الدین محمد خان انکھ کو مع فرزندان و برادران اور ایک جماعت اور امرا سے پنجاب کے خطا اور بیرم خان ترکمان کے فساد کے دفع کیو اسطے نامزد فرمایا خان اعظم شمس الدین محمد خان انکھ جب ظاہر

قاعدہ بجواثرہ میں بیرم خان ترکمان کے قریب پہونچا جنگ میں مشغول ہوا اور دلاور ان طرفین بجز خضر کے امواج کے مانند
 ابسومین مثلا طرم جنگ ہوئے اور جب قدر جنگ میں قوت رکھتے تھے واپس دلی اور جو اندری دی نظم سے شمشیر نوالا دیویر خدنگ
 گذر گاہ کردند بر مور تنگ سپاہی جو زبور یا نہ تہ زخو عالم زبور ہمیشہ تر دلی بیگ کو ذوالقدر اور سمعیل قلیخان
 اور اسکا بیٹا حسین خان اور شاہ قلیخان محرم انار شجاعت اور مردانگی ظہور میں لاکر اکثر صفوف خلن عظیم شمس الدین محمد خان
 انکہ کو برہم مارین آخر الامر کفران نعمت نے اپنا کام جب خان عظیم شمس الدین محمد خان انکہ بیرم خان کے قلب لشکر چلے اور
 ہوا اور دلی بیگ ذوالقدر اور مردم معتبر اور سر فرزندش وجان نثار مقبول ہوئے انکے قتل ہونے سے بیرم خان ترکمان سرسیمہ
 ہو کر کوہستان سواک کی طرف بھاگا اور بعد اس فتح کے عرش آشیانی نے خواجہ عبد المجید بہر دی کو آصف خان خطاب ویکہ
 دہلی کے انتظام کیواسطے مقرر فرمایا اور خود بدولت و اقبال عازم لاہور ہوئے جب لودھیانہ میں پہونچے منعظم خان کابل سے
 اسکر خطاب خانخانان اور منصب و کالت پر سفر فرما ہوا اور جب ہوکب بادشاہی کوہستان سواک کے قریب پہونچا
 ایک جماعت مردم متقلاتی سے بھیجا کوہستان سواک میں درآئی اور وہاں کے زیندار بیرم خان ترکمان کی حمایت سے
 جلے تنگ میں ایستادہ ہو کر جنگ میں مصروف ہوئے اور جب وہ مغلوب و راجز ہوئے بیرم خان نے تنگ ہو کر
 جمال خان نامے اپنے غلام محمد کو درگاہ میں بھیجا اور حقوق سابقہ کو نسبت اپنے گناہان حال کے شفیع کر کے امان جاہی
 عرش آشیانی کے ملا عبد اللہ سلطانپوری مخاطب بہ مخدوم الملک کو استالت کیواسطے اسکے پاس بھیجا بیرم خان
 ملا عبد اللہ سلطانپوری کے اتفاق سے ماہ ربیع الثانی ۹۶۸ھ نو سو اڑسٹھ ہجری میں بادشاہ کی ملازمت کیواسطے متوجہ
 ہوا اور حکم کے موافق امرا اور ارکان دولت استقبال کے لیے روانہ ہوئے اور باعزاز و اکرام کام مجلس بادشاہی میں لائے
 بیرم خان گردن میں دستار ڈالکر اور اپنے ولی نعمت کے قدموں پر سر رکھ کر بائے پاس کے کر کے رویا بادشاہ نے دست محبت
 اسکے سر پر رکھا اور اسکے قدیم جگہ پر بٹھایا اور رابع خجالت کیواسطے بجلعت خاص مشرف کیا اور اس سے یہ ارشاد کیا
 کہ اگر تجھے شبہا گری کی طرف میل ہو تو ولایت کالپی اور چندیری تجھے محبت فرمائوں اور جو تجھے مصاحبت علیہ کی تمنا ہو تو
 اپنے پاس نگاہ رکھ کر مصاحبانہ سلوک کرنا رہوں اور جو تو حرمین شریفین کے طواف کی غریمت رکھتا ہو احسن وجوہ سے
 مکہ معظمہ کی سمت روانہ فرمائوں بیرم خان عرض گزار ہوا کہ ایک تو اعداد خلایق و اعتقاد میں کیسی طرح کے تصور اور فتور نے
 راہ زمین بانی اور یہ زردا و تحسین اسواسطے تھا کہ فدی ملازمت میں فائز ہو کر اخبار طلال خاطر اقدس سے زائل کرے
 الحمد للہ علی احسانہ کہ جودل میں تمنا تھی میسر ہوئی اب خیر اندیش کو داعیہ یہ ہو کہ اماکن شریفہ میں پہونچ کر بدعائے از دیاد
 جاہ و جلال مشغول ہے بادشاہ نے بجاس نہ راہ روپیہ دیکر حج کی رخصت کراست فرمائی اور خود بدولت اس سے جدا
 ہو کر حصار فیروزہ کے راستہ سے شکار کرناں اگر کی طرف تشریف لیگے اور بیرم خان گجرات کی طرف متوجہ ہوا تا کہ اس
 ولایت کے کسی بندہ سے کشتی میں سوار ہو کر مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہووے اور جب پیش گوئی کی طرف کہ حکومت وہاں کی
 بادشاہ گجرات کی طرف سے موسی خان لودھی سے تعلق رکھتی تھی پہونچا اور اس شہر میں جمادی الاول کی جو دھوین شب
 سنہ مذکور میں مع ایک جماعت سازندہ اور جواندہ کو لاب سسنگ کی سیر کو گیا اور کشتی میں سوار ہو کر یروے آب
 سیر کر تا تھا سس ہندی زبان میں ہزار کو کہتے ہیں جو کہ ایک ہزار بیٹا نہ اس کو لاب میں واقع ہوئے تھے اس سبب سے
 ساتھ اس نام سسنگ کے موسوم تھا بیرم خان بعد حصول نقد سیر و نماشا صبح کے وقت کشتی سے اتر کر اپنے مقام کی طرف

متوجہ ہوا اس درمیان میں مبارک خان نام افغان لوہانی کہ جبکاباب ہیوس بقال کی جنگ میں بیرم خان کے ملازموں کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا انتقام کا خیال کر کے ملاقات کے بہانہ سے روہرہ آیا اور مصافحہ کے وقت بیرم خان کو ضربہ لگا کر ہاتھ سے شہید کیا چنانچہ اسکی وفات کی یہ تاریخ ہر قطعہ بیرم بطوات کے بعد چون بہت حرام پور راہ شہداء و شہداء و شہداء کا تمام در واقعہ ہاتھی پے تاج پختہ ہوا کہ شہید شہید محمد بیرم ہا اسکے بعد افغانوں نے ہجوم کر کے خان شہید کے اردو کو تاراج کیا پھر محمد امین دیوانہ اور بار بار بنور اور ملازمین بیرم خان نے اسکے فرزند میرزا عبدالرحیم کو کہ صفر کی چودھویں ۱۰۶۵ء نو سو چوتھیں چوبیس میں منول ہو کر اسوقت جاہ برس کا تھا اسکے والدہ کے ہمراہ کہ دختر مال خان چیمے بھائی حسن خان متنوائی کی بھتیجی احمد آباد گجرات میں لیگئے اور اعتماد خان حاکم احمد آباد گجرات نے میرزا عبدالرحیم کو اکبر شاہ کی خدمت میں روانہ کیا چنانچہ احوال اسکا مذکور ہوتا ہے بیرم خان امر سے بزرگ خاندان خالیستان سے تھا اور باب اور دادا اسکے اولاد امیر بنمور صاحبقران کی خدمت میں صاحب جاہ اور والا منصب تھے اور نسب اسکا یہ ہے محمد بیرم خان ترکمان بن سیف علی بیگ بن یار علی بیگ بن شیر علی بیگ اور شیر علی علی شکرزکیان بہار لوکانو سے تھا جسوقت کہ روزن حسن سلطان عراق غالب ہوا اور سلطان ابوسعید میرزا نے شہادت پائی شیر علی بیگ اس حدود سے بیزر سلطان محمود بن سلطان ابوسعید میرزا کے پاس حصار اور شادمان کی طرف گیا اور جب میرزا سے کچھ اتفاقات ظاہر ہوئی ولایت کابل کی طرف آیا اور چیمے جیمے کے بعد آٹھ سو جوان کا رآمد لیکر قصد شیراز اور رادہ بادشاہی دیوان سے فارس کی طرف روانہ ہوا اتنا سے راہ میں ایک جماعت اور ترکمان اور سیستانی وغیرہ سے اسکے ہمراہ ہوئے پھر سپاہ خوب اور جمعیت مغرب لیکر شیراز پہنچا اور ایک جماعت امر کے درون حسن سے اسکے مدافعہ کیواسے اٹھی شیر علی بیگ نے شکست پائی اور مال و اسباب تلف کر کے باحال پریشان خراسان کی طرف متوجہ ہوا لیکن راہ میں جس مقام میں پہنچا دست اندازی اور زبردستی سے سامان اور سرانجام سپاہ پھر بہم پہنچایا اور میرزا سلطان حسین حاکم ہرات اور دیگر امر اس امر سے واقف ہو کر اسکے سرد راہ ہوئے اور شیر علی بیگ جنگ میں قتل ہوا اور فرزند اور ملازم اسکے متفرق ہوئے اور بڑا میٹا اسکا یار علی بیگ قندھار کی طرف گیا اور خسرو شاہ کے ملازمین میں منتظم ہوا اور جب بابر بادشاہ جیسا کہ مذکور ہوا خسرو شاہ کی جمعیت پر متصرف ہوا یار علی بیگ اور اسکا فرزند سیف علی بیگ بابر شاہ کے ملازم ہوئے اور یار علی بیگ کی فوت کے بعد سیف علی بیگ اپنے باپ کا قائم مقام ہوا اور غزنین جاگیر لائی اور جب وہ بھی غزنین میں فوت ہوا اسکا بیٹا محمد بیرم خان کہ طفل چھ سال تھا اپنے غزنین کے پاس بلخ میں گیا اور انکی برکت سے جسقدر کہ چاہیے تحصیل علوم اور کمالات میں فائز المرام ہوا جب سن رشتہ اور قریب کو پہنچا کابل میں آکر شہزادہ نصیر الدین محمد ہالون کے سلک ملازمین میں مشاک ہوا اور حسن لوک و اخلاق پسندیدہ اور طبع موزون اور علم وسیقی کے وفوف سے شہزادہ نصیر الدین کا منظور نظر ہو کر صاحب خاص ہوا اور مولہ برس کے سن میں بمبدال منہر کو لازم شجاعت اور جانبازی بجالایا اور شہرت عظیم پائی اور بابر شاہ نے یہ خبر سنا کہ محمد بیرم خان کو اپنے روہرہ بلایا اور اپنی ہمکلامی اور ہجرتی سے ہر فراز فرمایا اور جب آثار قابلیت اسکے چہرہ حال سے مشاہدہ کیے اشارہ ہوا کہ ہیشہ شہانہ راہ کے ہمراہ مجلس بہشت آئین میں آمد و شہر کے چنانچہ اسکے بعد رفتہ رفتہ مدارج اعلیٰ کو پہنچا بیرم خان ترکمان نہایت رحمت پرور اور پرہیزگار تھا اور اہل فضل و دانش سے کہرا و علما اور فضلا سے ہر صحبت رکھتا تھا اور خواہندہ اور سازندہ ہر وقت زنگ غم کا حصار مجلس کے آئینہ دل سے صاف کرتے تھے اور جو امان سر و قد لالہ فدا

ہمیشہ اسکی محفل رنگین کوتاہ رکھتے تھے بیت بخوبی ہر یکے آرام جانے دہن زیبائی دلاؤں جہانے اور بھی تربت اور
 اور شاہی نہایت خوب جانشا تھا اور زیب و زینت میں کمال دنیا کا لازمہ ہی بہت کوشش کرتا تھا اور نظم و فریب نہ نظر تھا
 اور دیوان ترکی اور فارسی اسکا متروک ہوا اور نہایت بین الممہ معصومین علیہم السلام کے قصائد و غزلیات بہت کہے ہیں اور چند
 ایسا ہی کے طبع زاد ہیں نظم شہی کہ بگذر دوازہ سپہاں سراوہ اگر غلام علی رئیس خاک بر سر او و محبت نہ مردان مجوز
 بے پدیری کہ دست غیر گرفتست پائے ماوراء ہماے قدر تو غریبست گز علو جلال بگر عیالک و عالم صدائے شہیر او
 قصہ کوتاہ خاقان اکبر نے اس سال کے آخر میں ادہم خان اکہ کو مع افواج اور سامان تمام مالوہ کی تسخیر کیو اسلے نام رکھا اور
 باز بہادر کے سارنگ پور میں اس کے اوقات عیش و عشرت میں گذرتے تھے جو وقت کہ مطلع ہوا کہ لشکر مغل کا دس کوس پہونچا
 صحبت زنان مغنیہ سے اٹھ کر دربار میں غزیت جنگ کی ایک جہد م کہ بہادران چغتائی کمان گونہ نشین اور تیر فتنہ آئین بیکر
 اسکی طرف حملہ آور ہوئے حملا دل میں تابانگی حدایت کے نہ لاکر بادیدہ گریان و دل بریان برہنہ کی طرف بھاگا ادہم خان دلاہت مالوہ
 امر کو تقسیم کر کے جمیع اسباب شاہی باز بہادر مع کنیزان مغنیہ پر تصرف ہوا اور اس میں سے چند بزرگ خیر فیل کے سوا دوسری شی
 بادشاہ کیو اسلے نہ بھیجی اسو اسلے بادشاہ اسطرت سوار ہوئے جب قلعہ کا گردنے لواح میں پہونچے حاکم نے کہ اس قلعہ کے کہ
 باز بہادر کے ملازموں سے تھا قلعہ کو تسلیم کیا عرش آشیانی وہاں سے اول تب کو تاخت کر کے بچکے وقت سارنگ پور کے حدود
 میں تشریف لائے اور بہادر اول تاخت آنحضرت کی تھی ادہم خان کہ بحسب اتفاق اسیدن قلعہ کا گردنے کی تسخیر کی غزیت میں روانہ
 ہوا تھا سارنگ پور سے تین کوس آگے جا کر زمین بوسی کا شرف حاصل کیا عرش آشیانی سارنگ پور میں رونق افزا ہوئے اور
 ادہم خان کے مکان میں استقامت فرمائی ادہم خان نے آنحضرت کی تشریف آوری کا سبب دریافت کر کے تاخیر غنائم
 نظر اقدس سے گذرانکہ معذرت چاہی بادشاہ نے رقم عفو اس کے صفحہ جرائم پر بھیجے اور اگرہ کی طرف مراجعت فرمائی اور زور کے
 لواح میں ایک شیر نہایت قوی ہیکل سراہ نمود ہوا بادشاہ بنفس نفیس اس کے مقابل جا کر ضربت شمشیر آبدار سے
 اسے خاک ذلت پر ڈالا امر او منصب دار کہ اس وقت حاضر تھے تصدق بچھا اور کر کے بادشاہ کی سلامتی پر لوازم شکر
 بجالائے اندون میں شیر خان ولد محمد شاہ عدلی نے چالیس ہزار افغان لیکر انزع جو نہور کے قصد میں آب گنگ سے عبور
 کیا امر علی قلیخان سیستانی مخاطب بجان زمان بارہ ہزار سوار سے اس کے مقابل ہوا بعد جنگ عظیم اور معرکہ شدید
 کے شیر خان کو مغلوب کیا اور بہادر خان علی قلیخان سیستانی کا بھائی کہ داستان ہفتخوان ہندو یار کو معین نہ جانتا تھا اس
 معرکہ میں چند جوان افغان کو کہ ہر ایک آپ کو ہزار جوان کے برابر فرض کر لے تھے ضرب نیزہ و شمشیر سے خاک ہلاک پر ڈالا
 بہادری اور صفت شکنی میں دونوں بھائی آفاق میں مشہور ہوئے اور نہایت مغرور ہو کر فیلمائے نامی کہ اس معرکہ میں ہاتھ
 آئے تھے ان میں سے ایک بھی درگاہ میں نہ بھیجا پنچہ ادا بادشاہ کے مزاج کے موافق نہ آئی شکار کے بہانہ کالی کے واسطے سے
 اسطرت مازم ہوئے جب کٹرہ مانگ پور کے قریب پہونچے دونوں بھائیوں نے سعادت ملازمت حاصل کر کے بیکشکشاں
 لاکھ گزرا میں اور فیلمان خوب نامی جب قدر جنگ میں دستیاب ہوئے تھے وہاں فیلمان شاہی کیے اور الطاف خسرو ملی سے
 نوازش وافر کر سلطنت خاطر ہوئے اور بادشاہ اگر کی طرف روانہ ہوئے اور قیسری منہل میں علی قلیخان سیستانی مخاطب
 بجان زمان اور اس کے بھائی بہادر خان کو خست جائے عطا فرمائی اس کے بعد اگرہ میں داخل ہوئے خان اعظم شمس الدین محمد خان اکہ
 حاکم پنجاب اور ادہم خان اکہ حاکم مالوہ کے حکم کے موافق حاضر حضور موکر بیکشکشاں سے لائق گذار میں اور عرش مکانی نے مالوہ کی حکومت

ملا پیر محمد الخاطب بہ پیر محمد خان کو مرحمت فرما کر منصب و کالت کا خان اعظم شمس الدین محمد خان انگوہ کو انداؤ فرمایا اور
۹۶۹ھ نو سو انتہر ہجری میں خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کی زیارت کیواسطے اجیر گئے اور جب نصبتہ نہر میں پہونچے
راجہ بون مل کہ اس حدود کا زمیندار معتبر تھا اپنی دختر بادشاہ کو دیکر نوکری اختیار کی اور اسکا بیٹا بھگوانداس بھی ملازم ہو کر
مرائے کبار کے سلک میں منظم ہوا اور لشکر ظفر پیکر جب اجیر میں پہونچا بادشاہ انہم زیارت بجالائے اور پیر تیرتھ اللہ حسین
حاکم اجیر کو قلعہ میرٹھ کی تسخیر کیواسطے کہ راجہ مالدیو کے مالک سے تعین فرمایا اور خود تین سہاۓ سوزن ایک سو درمیں کو س
سافت طر کر کے مع باج چھ کس اگرہ میں آئے پیر زائرف الدین حسین جب میرٹھ کے قریب گیا بھگمل اندوہیونڈاس کے مرے راجہ مالدیو
سے قلعہ میں قلعہ بند ہو کر مدافعت کیواسطے قیام کیا نیز اللہ ازہم محاصرہ بجالایا اور لقب کے گھوڑے میں مشغول ہوا چنانچہ ایک روز قلعہ
کے برج کے نیچے پہونچی تھی باروت بر کر کے آگ دی اور وہ برج ویران ہوا اور قلعہ میں زخماں ہوا اور بہادران مغل خستہ طوفان ہونے لگے
اور راجہ بون مل نے مدافعت کیواسطے قیام کیا اور اس شب کو ایک جنگ نہایت سخت واقع ہوئی اور جب کام و محنت نہوا پلٹ آئے
اور راجہ بون مل نے سوراخ بندی قلعہ کو واسطے فرصت دیکھ کر اس شب کو نام رخنہ مسدود کیے اور آخر کو طول ایام محاصرہ سے تنگ
ہو کر صلح کے طلب گار ہوئے پیر زائرف الدین حسین نے اس شرط پر انکی استدعا قبول کی کہ اسب اور فوجی ملک کو فی تہی ہونے لجا دیں
امان دیکر سر راہ سے اٹھا بھگمل نے اسباب و اموال سے قطع نظر کر کے اپنے آدمیوں کو لیکر شرط کے موافق قلعہ سے نکل گیا لیکن
دیونڈاس کو غیرت اور تموری دامنگیر ہوئی کام جات اپنے کو جلایا اور پانسو سوار راجہ بون مل سے برآمد ہوا اور پیر زائرف الدین سے
مطلع ہو کر سر راہ ہوا چنانچہ جنگ نہایت شدید واقع ہوئی و دوسو اور پچاس آدمی راجہ بون مل سے قتل ہوئے اور دیونڈاس نے بھی ہوا
جب تین سو سواری کی زہری سر اسکا کاٹ کر حکر سے باہر لیگے اور چند سال کے بعد ایک شخص نے جو کیوں رے کیاس میں
دعوی کیا کہ میں دیونڈاس ہوں بعضوں نے قبول کیا اور بعضوں نے منکر ہوئے یہاں تک کہ وہ بھی ایک عہد میں مارا گیا میرٹھ
شرف الدین حسین قلعہ چڑھ کر ہوا اور فتح نامہ درگاہ میں ارسال کیا ملا پیر محمد الخاطب بہ پیر محمد خان کہ سردار صاحب داعیہ
تھا شہادی آباد سندو کو مقام قرار دے رام اپنا کیا اور مالوہ کے میدان کو ایک بارگی خارجہ عرض متعلقان باز بہادر سے مصفا کیا
اور بیجا نگر کا قلعہ مستحکم کہ متعلق مالوہ سے ہو بجز وقہر لیکر وہاں کے سپاہیوں کو قتل کیا اور جو کہ باز بہادر خان بلس میں مقیم
ہو کر وقت بوقت مالوہ کے اطراف میں زہرمت پہونچا تھا ملا پیر محمد الخاطب بہ پیر محمد خان نے ولایت خاندیس پر
چڑھائی کر کے بلندہ پر ہانپور کو قتل عام کیا اور بہت سادات اور علما اور شاخ اس سے شہد شہادت جگہ کر و ضہ
رضوان میں داخل ہوئے ملا پیر محمد الخاطب بہ پیر محمد خان اب تک برہانپور میں تھا کہ باز بہادر اور میران مبارک شاہ
تاریقی نفال خان حاکم برار کو مدعو کیواسطے طلب کر کے آئے کہ مقابلہ اور قتالہ کو روانہ ہوئے اور ملا پیر محمد کے تمام سپاہی ملا کے
جہاں درہمزلجی سے بے تنگ آئے آخر کو ملا اجازت مند و کی طرف راہی ہوئے اور آپ زبدہ سے عبور کر گئے اور مالوہ
ملکی نے بھی کدورت ظاہر کر کے پلو ایک طرف کھینچا اور جنگ سے پہلو تہی کی ملا پیر محمد نے ناچار ہو کر مراجعت کی تھا انان نے
کہ مرد شجاع اور جوان مرد تھا بچھا کیا اور ملا پیر محمد سر سیمہ قطع مسافت میں مشغول ہوا اور وقت عبور آب زبدہ
پر عہدہ کے قطار شتر محمود کا دھکا ملا پیر محمد کی سواری کے گھوڑے کے پہلو پر اس زبردست لگا کہ باؤن اس کے زمین سے جھکے
پہر حیدان لوگوں نے کہ اس کے قریب تھے سعی کی کہ اس کے پاس پہونچ کر دستگیر کریں جو اہل نے خبر اس کے اسیان حیات میں جھکے
مالا تھا کسی کی تمیز نہ ہوئی اور ملا پیر محمد الخاطب بہ پیر محمد خان بجز نالین غرق ہوا اس وقت جب مخالفات تعاتب میں

پہونچے اسلئے مغل شاہی آباد مند کو بھاگ گئے اور دشمنوں کے تعاقب سے وہاں بھی توقف میسر نہ ہوا اگر کی طرف متوجہ ہوئے اور باز بہادر و بارہ ۹۵۹ء نو سو اسی سو پچاسی میں مالوہ برصغیر ہوا اتفاقاً خان اور میران مبارک شاہ فاروقی اپنے مقام میں گئے غرض شیشائی نے عبداللہ خان اوزبک حاکم کاپی کو باز بہادر کے فساد دفع کر کے دیکھنے سے تعین فرمایا اور باز با طائف اسکے مقابلہ کی ناکر کوستان کبیل میکسٹون بھاگا اور عبداللہ خان اوزبک کا مران ہو کر شاہی آباد مند و برصغیر ہوا ان دنوں میں سید بیگ ولد معصوم بیگ صفوی جو شاہ طہماسپ کا قزاقیان قریب سے اور وکیل سطلق العنان تھا برسم ایچی آری تحف و نفائس کشید لایا اور دولاکھ روپیہ کہ پانچ ہزار تومان عراق کے ہوئے انعام پائے اور اسی عرصہ میں جب خان اعظم شمس الدین محمد خان انکھ نے امر وکالت میں انتقال ہم پہونچا یا دہم خان نے اس پر حسد کر کے چاہا کہ بیرم خان ترکمان کی طرح اسے بھی بادشاہ کی نظر سے گراوے اور باوجود فیضیت اور بدگوئی کے جب اسکی مراد حاصل نہ ہوئی اور اس امر صورت نہ بانڈھی اور بعضے امر کی تحریک کے سبب خان اعظم شمس الدین محمد خان انکھ کو شہ ۹۵۹ء نو سو ستتر پچاسی میں سرکجری جھوٹ کہ تلاوت قرآن میں مشغول تھا اس بہانہ سے کہ اسکی تواضع میں قیام نہ کیا تیغ ستم سے قتل کیا اور جو کہ بادشاہ کی عنایت پر اعتماد رکھتا تھا نہ بھاگا اور قصر رفیع پر کرم نہا ہی کے مقابل تھا ایستادہ ہوا اور اس شور و غوغا سے غرض شیشائی کہ حرم سرا میں استراحت فرماتے تھے بیدار ہوئے اور سبب اسکا پوچھا اور اس قضیہ سے مطلع ہو کر اسی طرح بلباس آہناش باہم کے کنارے جلوہ گر ہوئے جو ہمیں حضرت کی نگاہ خان اعظم شمس الدین انکھ مقتول پر بڑی آتش غضب حضرت کے دماغ میں بھڑکی اور شمشیر خاصہ لیکر اس محل پر کادہم خان انکھ کھڑا تھا اے اور دہم خان سے منسوب ہو کر فرمایا کہ تو نے خان اعظم کو کس واسطے قتل کیا دہم خان نے دڑ کر بادشاہ کے دونوں دست حق پرست پکڑے اور رونے لگا بادشاہ اس جلاہلی سے زیادہ تر غضبناک ہوئے اور اپنے ہاتھ چھوڑ کر ایسا گھولنا اس کے منہ پر مارا کہ بیہوش ہو کر گر پڑا اسوقت بادشاہ کے حکم کے موافق اس کو ٹپے سے کہ بارہ گز بلند تھا اسے نیچے گرایا اور جواب تک یک رن جان اس میں باقی تھی کہ دوبارہ اسے کوٹھے پر لیا کر ایسا گرایا کہ اسکا کام تمام ہوا تاہم انکھ نے اپنے فرزند کی لاش وہلی میں بھیج کر مدفنوں کی اور خود بھی قرین حزن و الم ہو کر چالیس دن میں مر گیا اور انکھ بفتح حروف اول و ثانی دکان فارسی نر کی میں شوہر وادیکہ کہتے ہیں باور بار و میں اسے دانا بولتے ہیں در یہ تحف اتا گاہ کا کہ کوسٹھ کے ترکی میں ہانا بمعنی بدرہی اور اتا گاہ وہ شخص کہ قائم مقام بدرہی ہوا اور انکھ بالون مرض یعنی دودھ پلانہ والی کو کہتے ہیں اور کوکہ برادر رضاعی کا نام رکھتے ہیں اور منعم خان کہ دہم خان کا عرک تھا کابل کی طرف کہ اسکا چچا بھائی وہاں کا حاکم تھا بھاگا اور فرشتی جاگیر گرنہ سورت نے اسے گرفتار کر کے درگاہ میں بھیجا بادشاہ نے اسکی خطا معاف فرمائی اور اسکی عزت و توقیر میں نظر و جہت سیندول رکھی اور خطاب و منصب انکھ خالی خان اعظم کے بیٹے کو کہ میزرا عزیز کو عنایت فرمایا اور پایہ اسکی دولت کا بلند کیا کہ میں گروہ کھکران کا جو ہمیشہ دودھان تیموریہ کی اطاعت کرتے تھے شیش شاہ نے چند مرتبہ لشکر کی ولایت پر بھیج کر بہت خرابی کی اور جب اطاعت نہ کی خود اس جماعت کے سر پر جاکر سازنگ خان ماس قبیلہ کے سردار کو بکرو جیلہ وستیاب کر کے قتل کیا اور اس کے فرزند کمال خان کو ہمراہ لجا کر قلعہ گوایار میں مجبوس فرمایا اسکے بعد سلطان آدم کھکر برادر سازنگ خان کھکر حاکم اپنی قوم کا ہوا بدستور سابق افغانوں کی مخالفت میں کوشش کرتا تھا جب سلیم شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا اسنے بھی اس ولایت پر چڑھائی کی اور کھکروں نے باقسام جیلہ افغانوں کو ایسا عاجزا ورتنگ کیا کہ لوگ بدشواری ماروئے نکلتے تھے اور جو شخص لشکر گاہ سے برآمد ہوتا تھا کھکر اسے گرفتار کر کے قید خانہ اور کابل اور بدخشان کی طرف بھیجتے تھے اور ذوق کرتے تھے

اور جو کبھی ان کے دین میں ترس اور ترجمہ آتا تھا تو اسے اردو کے لوگوں کے ہاتھ میں کمال کو پہنچتے تھے سلیم شاہ نے خوف ہو کر ان کی ولایت کو تاخت و تاراج سے خراب اور ویران کیا اور امرائے پنجاب کو ان کے خراج اور جڑا کھاڑنے کیلئے مقرر کیا اور خود دارا سلطنت کو ایسا زمین آیا اور حکم کیا کہ ایک مکان میں بازو ت بچھا کر اور تمام کھکھروں کو جو کہ میدان میں زمین لچاؤ اور آگ دیکھ کر دو چنانچہ یہی طریق سے انھیں ہلاک کیا لیکن کمال کھکھروں کو حافظہ حقیقی کے حکم سے اسی مکان کے ایک گوشہ میں جی اقامت کے کھکھروں کے ضرر نہ ہو گیا سلیم شاہ نے یہ خبر سن کر کمال خان کھکھروں کو طلب کیا اور بتا بعت کے بارہ میں اس میں دیکر خیاب کی رخصت دی چنانچہ کمال خان باقیات امرائے پنجاب ولایت کھکھروں کی تسخیر میں ساعی تھا کہ سلیم شاہ فوت ہوا اور اس وقت ہمایون بادشاہ ملک پنجاب میں داخل ہوا ملازمت کر کے خدمات پسندیدہ پیش ہو چکا تھا اور بادشاہ کے عہد میں کرطہ اور ٹانگ پور جاگیر پائی اور خان زمان کی رٹال میں آنا شروع کیا ظہور میں پہونچا اس سبب سے حکم ہوا کہ امرائے پنجاب سلطان آدم کھکھروں کو ذبح کر کے ہمایون بادشاہ کی اطاعت میں نہ آتا تھا لہذا خان کھکھروں کو قائم مقام اسکا کرین امرائے پنجاب نے سند مذکورہ میں باتفاق کمال خان کھکھروں کو ولایت کھکھروں پر متصرف ہو کر سلطان آدم کھکھروں کو زندہ دستگیر کیا اور کمال خان کھکھروں کو اس قبیلہ سرکش کا حاکم بنایا اور اس سال خواجہ معین میرزا شرف الدین حسین کا باب کہ خواجہ ناصر الدین عبداللہ کا نواسہ تھا ترکستان سے لاہور کی طرف آیا میرزا شرف الدین حسین حکم قدس کے بموجب لاہور گیا اور پھر اہ باب کے آگرہ کی طرف متوجہ ہوا اور بادشاہ خود اسکی پیشوا کی کو سوار ہو کر آگرہ میں لائے اس درمیان میں میرزا شرف الدین حسین تو ہوا اپنے رئیس راہ دیکر جمہور کی سمت بھاگا اور جب اس کے جانے سے ایک خلل میں نواح میں پیدا ہوا حسین قلچان ذوالقادر میر خان ترکمان کے بھائی کو ناگور کی حکومت پر مقرر فرمایا اور میرزا نے جمہور کو اپنے ایک معتد کے سپرد کر کے جانور کی طرف گجرات کی سرحد پہونچا اور حسین قلچان ذوالقادر نے جمہور کو صلح سے لیا اور شاہ ابوالمعالی کہ جس شاہ سے نجات باکرہ مکہ خطہ کی طرف گیا تھا اس وقت وہاں سے پلٹ کر میرزا شرف الدین حسین کا شریک ہوا اور اس کے اشارہ سے لشکر فوسو اکثر ہجری میں نازول میں آنکر دست اندازی کی حسین قلچان ذوالقادر نے احمد بیگ اور یوسف بیگ کو اس کے ملازمین سے تھے شاہ ابوالمعالی کے تعاقب میں روانہ کیا اور خود میرزا کی دفع کیواسطے گرم عنان ہو شاہ ابوالمعالی انشا کے کوچ اسی جگہ کہیں گاہ میں جا بیٹھا اور جب احمد بیگ اور یوسف بیگ اس کے دوبرو آئے شاہ ابوالمعالی نے حکم کر کے دونوں کو قتل کیا اور خاقان اکبر نے کہ منوہر پور میں شکار میں مشغول تھے یہ خبر سن کر ایک جماعت امر کو اس کے نذر کیواسطے تعین فرمایا اور شاہ ابوالمعالی پنجاب گیا اور وہاں سے محمد حکیم میرزا کے پاس کابل کی طرف روانہ ہوا اور یہ بیت پر مبنی بیت ماورین درنہر شہر و جاہ آمدہ ایم ۴۰ ازید حادثہ انچا بہ پناہ آمدہ ایم ۴۰ محمد حکیم میرزا نے اپنی کشمیرہ کو اس کے عقد نکاح میں دیا اور اسے صاحب جاہ و شہر کیا اور ابوالمعالی کابل کی بادشاہی کے خیال میں مبتلا ہوا پہونچا اپنی خوشدین کو جو ملک کی صاحب اختیار تھی جبر و درستی سے اپنے مکان میں لاکر قتل کیا اور میرزا کی عنان و کالت کہ خرو سال تھا اپنی ہتھیلی میں لایا تو تدریج اسے بھی خارج کرے اور سلیمان میرزا نے کابل میں آنکر شاہ ابوالمعالی کو بعد جنگ گرفتار کر کے ہلاک کیا القصد میرزا شرف الدین حسین نے جب ابوالمعالی کے مفروضہ ہونے سے اطلاع پائی جاوڑ سے بھاگ کر احمد آباد گجرات میں گیا اور بادشاہ شکار سے فارغ ہو کر جب شہر دہلی میں داخل ہوئے اور بازار جو پرمیں پہونچے قتل قولاد کہ میرزا شرف الدین حسین کے خلائوں سے تھا بادشاہ کے قتل پر آمادہ ہوا بحالت ازہم در سے کہ فریب ہم انگہ نہ ایک شیر خان مکان میں جو پرم تھی کو توڑ ڈال کر تو بلند کر کے دھڑکھنچا لوگوں کو گمان ہوا کہ کسی جانور کو ہدف تیر تھانیا چاہتا ہو پھر اسے ہاتھ نچا کر کے بادشاہ کی طرف کہ فیصل پر

سوار تھے پھینکا اور تیز خطا حضرت کے شانہ میں لگا اور ایک بالشت گشت میں در آیا لیکن ابھی تیرخانہ میں تھا کہ نکل نکلاد
گو بفرست ہائے شمشیر و خنجر با رجم پار چار و پرزے پرزے کر کے خاک دلت پر ڈالا اسکے بعد تیر بر آوردہ کر کے حضرت کو قباے
غیبہ و اینہائی اور بادشاہ باوجود شدت درد و ریشائی اضطراب فرما کر مٹی طرح فیصل پر سوار ہو کر دوتخانہ کی طرف
تشریف لے گئے اور حکیم عین الملک گیلانی کہ عامل میں عیسیٰ نفس پر بندہ وی میں کلیم اللہ کی طرح یہ بیضا دکھ کر ایک ہفتہ میں
اخبار محنت طور میں پہنچائے اسکے بعد بادشاہ اگرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور آصف خان ہروی کو کڑہ اور مالپور کی حکومت پر
روانہ کیا اور خود بدولت و اقبال قبیل کے لشکار کو قلعہ زور کی جانب سوار ہوئے اور فیلیوان کی گرفتاری میں تصرفات اور
اخراجات کیے اس سبب سے کہ عبداللہ خان اوزبک حاکم مالوہ نے باقی کثرت سے ہم پہنچا کر بادشاہ کیواسطے بھیجے تھے جبرہ
موسم برسات میں مع انوج بلور لیفا رمند و کی طرف روانہ ہوئے اور محمد قاسم خان نیشاپوری جاگیر دار سا رنگ پور ملازمت کیواسطے
حاضر ہوا اور جب بادشاہ اچین میں وارد ہوئے عبداللہ خان اوزبک متوہم ہو کر مع کوچ و اسباب گجرات روانہ ہوا اور بادشاہ
نے پچیس کو اس کے قلعہ قبا میں تاخت فرمایا اور ہراول بادشاہی عبداللہ خان کے سرور پہنچا جب کام آسپرنگ
ہوا پلٹ کر جنگ کی اور غالب آنکے بغیر انخ خاطر گیر است گیا اور بادشاہ نے مندر میں جا کر بادشاہان غلیبہ کی عمارت کی سرکشی
اور میران مبارک شاہ فاروقی والی برمانپور نے بعد ظہار اطاعت و اخلاص اپنی بیٹی بادشاہ کو دینی مسوقت مند کی سنہ
حکومت فراہم اور خان کو محنت فرمائی اور آیات اجلال دار السلطنت اگرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور قریب قلعہ سیری کلار میں
کے ایک غول ہاتھی کا کہ آسمین ایک ہاتھی مست اور کدہ پیکر تھا نظر آسپا سپان فرمان کے موافق اسے قلعہ سیری کلار میں
مانک لائے اور قیل مست دیوار قلعہ توڑ کر کھرا کی طرف راہی ہوا اور جب وقت کہ ایک فیصل فیلان خاصہ سے اسکے سر راہ لیگئے
فیصل و خشی جنگ کیواسطے ایستادہ ہو کر گرفتار ہوا اور کدہ نو سو ہتر ہجری میں خواجہ معظم برادر اعیانی جو ابی بگم نے کہ
خاں بادشاہ کا ہوتا تھا بلکہ اعتدالی کے سبب گرفتار ہو کر قید میں وفات پائی اور اسی سال قلعہ اگرہ کہ خشتی تھا مسمار کر کے
سنگ سترخ سے بنام کھی اور چار برس میں تیار ہوا اور بعد قضیہ عبداللہ خان اوزبک ایسا حوام کی از بانوں پر جاری ہوا کہ
بادشاہ امرائے اوزبک سے بخجید ہو کر سبکو مغرول اور مخذول فرما دیگا اس سبب سے سکندر خان اوزبک و وزیر ہیم خان
اوزبک وغیرہ نے کہ ہمارا اور چوپور کے جاگیر دار تھے سراطاعت سے پھرا اور علی ظلیخان سیستانی مخاطب بخان زمان اور
ہما درخان سیستانی اگر چہ انکی مان و فضلانی اور خود عراق لئی تھے لیکن چونکہ مورت اعلیٰ انکے اوزبکوں کے گروہ سے تھے اور بھی
گناہان سابق سے ایک تو ہم اور ہراس رکھتے تھے آپ کو اوزبکوں کے سلک میں منظم کر کے سردار طائفہ باغیہ کے ہوئے اور
آصف خان ہروی کہ انکی ہوا میں جاگیر رکھتا تھا وہ بھی قصہ خزان کے سبب سے انکا شریک ہوا اور تیس ہزار سوار ہراس سے علم
مخالفت بلند کیا اور جب قدر مالک پرکھن ہوا متصرف ہوئے عرش آشیانی کہ تعمیل مہات میں جائز رکھتے تھے میں مقولہ سے ایک حرف
زبان پر نہ لائے اور شکار کے بہانہ مسند مذکور میں زور گردہ کی طرف نہضت فرمائی اور لشکار میں مشغول ہوئے اشرف خان
نقشی کو سکندر خان اوزبک کے پاس بھیجا تو اسے تسلی اور دلاسا دیکر حضور میں حاضر کرے اور لشکر خان بخشی کو آصف خان
ہروی کے پاس روانہ کیا کہ جلد خزان سے جو کہ لائق سرکار ہو لیکر باز نشست کرے اور خزانوں کی کیفیت یہ کہ آصف خان
ہروی جب ملے پہنچا ہری ہوا ولایت کدہ اور مالک بلوچ جاگیر لائی اور ہائیگی کے سبب عازم تسنیر کڑہ کہ وہ کبھی بادشاہ
اسلام کی مسخر نموا تھا اور ایک عورت سماہ رانی درگاہ وائی کہ صورت اور سیرت میں آریستگی تمام رکھتی تھی اس ولایت کی

حاکم تھے آصف خان ہروی نے چند مرتبہ لشکر اس حدود میں بھیجا کہ خرابی میں کچھ تقصیر نہ کی اور آخر کو خود باج چھ ہزار سوار و پیادے
 بشمار لیکر ولایت گرمیوں گیا اور رانی نے بھی مع ایک ہزار اور یا نسو فیل اور آٹھ ہزار سوار و پیادے سے مقابل کیا
 اس صورت میں جنگ عظیم واقع ہوئی ناگاہ ایک تیرانی کی آنکھ میں لگا ترود سے باز رہی اور پاس ناموس سے
 کہ مبادا گرفتار اور دستگیر ہووے دل جان سے اٹھا کر فیلبان سے خجریا اور اپنے تئیں ہلاک کر کے نام اپنا جبریدہ عالم میں
 ثبت کیا اور عروس ملک کہ ہر روز ایک سو ہر کے آغوش میں اور ہر شب کو عقدہ دوسرے سے باندھتی ہو آصف خان کے
 ہم آغوش ہوئی اور آصف خان قلعہ چوراکہ میں کہ مسکن لائی کا تھا گیا اور رانی کا فرزند خردسال جو قلعہ میں تھا جوہم کے
 وقت آدمیوں کے ہاتھ باؤن سے پامال ہو کر ہلاک ہوا اور جو اہل اور تماشیل لعلانی اور مرصع اور اشبا سے لفیسہ کہ سرداروں
 کی سرکار میں ہوتا ہوا اور ایک سو عدد دیگین مسی کہ اصطلاح ہند میں اسکو کنگال کہتے ہیں ملو اشرفی غلامی احمد سے آصف خان
 کی سرکار میں داخل ہوئیں اور آصف خان نے کل تین سو ہر خیر فیل ایک ہزار اور یا نسو فیل سے بادشاہ کیوسطے بھیجی اور
 خیر و کھاند کو درمیان میں نہ لایا عرش آشیانی شکار کرتے ہوئے جب ولایت گرمیوں میں داخل ہوئے بادشاہ کے مخالف اور
 ہوا کی گرمی سے بیمار ہو کر اگرہ کی طرف مراجعت فرمائی اور جب فہمائش اشرف خان خشی اور لشکر خان بخشی کی قوم منہ و دین
 اترنے کی بادشاہ کے حکم بموجب شام خان جلالی اور شاہ بدائع خان اور محمد امین خان دیوانہ وغیرہ کہ اس طرف سے
 جاگیر داروں میں سے تھے سکندر خان اور برہم خان اور بیک کے دفع کیوسطے متوجہ ہوئے اور پہلے کام جنگ جب
 بہادر خان سیستانی مخالفوں کی ملک کو پہونچا شام خان جلالی ہر منہ و دین دیوانہ اور شاہ بدائع ان دستگیر ہوئے
 عرش آشیانی نے حقیقت حال پر واقف ہو کر منعم خان خانخانا کو مع لاکھ عظیم برہم منقلاتی روانہ کیا اور خود بھی
 ۹۳۰ نو سو تہمت بھری میں اس طرف متوجہ ہوئے اور جب قنوج میں پہونچے افواج سے جدا ہو کر سکندر خان اور بیک کے سر پر
 کہ لکھنؤ میں تھا تخت کی سکندر خان اور بیک خبر ہو کر علی قینان الخاطب بجان زبان کے پاس بھاگا اور علی قلی خان اور
 بہادر خان سیستانی نے تہمت گھاٹ پر جا کر آب گنگ سے عبور کیا اور بادشاہ جنم پور میں تشریف لائے آصف خان
 ہروی نے حلقہ اطاعت کا زنجیر گوش کیا اور جنون خان قاتل جلیہ وار کٹرہ مانگ پور کے ذریعہ سے ازراعت میں پہونچ کر
 سرور ہوا اور بعد چند روز کے آصف خان سیستانی لایا پنجزار سوار خاص رکھتا تھا امراسے جتہر کی جمعیت سے
 مخالفوں کے دفع کے لیے مقرر ہوا اور آصف خان گھاٹ تہمت پر جا کر علی قینان الخاطب بجان زبان کے لشکر کے مقابل
 فرود کش ہوا اور ساتھ اسکے زبان اور فل ایک کر کے بہت دھل میں اوقات گزاری کرتا تھا بادشاہ نے اس حال سے خبردار
 ہو کر جاگیر اسکی بغیر کی اور آصف خان آدمی رات کو اپنے بھائی وزیر خان کے ہمراہ آردو سے گریہ صحر کی طرف روانہ ہوا
 عرش آشیانی نے منعم خان خانخانا کو اس لشکر کی سپہ سالاری کیوسطے بھائے آصف خان ہروی کے روانہ کیا اور علی قینان
 الخاطب بجان زبان اور سکندر خان اور بیک اور بہادر خان سیستانی کو درمیان و داب کے بھیجا کہ اگر ہاتھ نہ آئے
 کہ کہ اس حدود میں خلل نہ آئے بادشاہ نے شاہ بدائع خان اور سکندر خان اور قاتل خان ننگ اور جیسر خان اور
 سعید خان اور علیہ کو ڈبل اور محمد امین دیوانہ اور محمد خان افغان سوار اور محمد معصوم خان اور لشکر خان بخشی کو بسرداری
 میر علی ملک کے کہ کابرساوات مشہد مقدس طوس سے تھا سربراہ بہادر خان سیستانی کے بھیجا انوقت علی قینان
 الخاطب بجان زبان نے منعم خان خانخانا کو اپنے گناہوں کا شفیع کر گاہی بیوالہ اور برہم خان اور بیک کو کہ بجائے عم

بزرگوار کے جانشین فیضان نامی درگاہ میں بیجا عرش آشیانی مقام عقومین ہوئے اور چونکہ سابق انکی جاگیر میں تھلہ قرار تھا لیکن میر مغز الملک بہادر خان سیستانی اور سکندر خان اوزبیک کے پاس پہونچ کر درپردہ جنگ تھا کہ بہادر خان نے پیغام کیا کہ میرے بھائی علی قلیخان المخاطب بخان زمان نے والدہ کو بادشاہ کی خدمت میں بھیج کر التماس عفو جبرائیم کی ہے اس قدر صبر کرو کہ جواب پہونچے میر مغز الملک نے اس بات کو قبول نہ کیا اور صفین جنگ کی آراستہ کین اور سکندر خان اوزبیک کو کہ ہر اول تھا مفرور کر کے اسکے ہمراہیوں سے پیشہ مار قتل کیے بہادر خان سیستانی کہ اسوقت تک اپنی فوج میں ایستادہ تھا ناخستہ لجا کر افواج بادشاہی کو زیر کر کیا اور میر مغز الملک قنوج کی طرف مفرور ہوا اور غنیمت وافر بہادر خان سیستانی کے سپاہیوں کے ہاتھ آئی اور جب جمع ہوئی عرش آشیانی چونکہ علی قلیخان سیستانی کی والدہ کو معاف کر کے قلعہ جٹارا اور بنارس کی سیر کو سوار ہوئے اسوقت علی قلیخان خان زمان سکندر خان اوزبیک کے اغوائے باعث اب گنگ سے عبور کر کے غازی پور میں آیا اور وہاں کے اکثر رئیس و قبائل اور تصرف ہوا بادشاہ نے علی قلی خان خان زمان کو مخاطب اور معاتب کر کے حکم فرمایا کہ تشریف خان چونکہ کی طرف جا کر علی قلیخان خان زمان کی والدہ کو محبوس کرے اور خود بطور ایثار غازی پور کی طرف روانہ ہوئے اور علی قلیخان خان زمان بہارون کے واسطے کہ جنگل نہایت پردخت تھا بھاگا اور بہادر خان با اتفاق سکندر خان و ابراہیم خان اوزبیک شب کو بے سبیل استعجال چونکہ پور میں آیا اور زینہ لگا کر قلعہ پر چڑھ کر نبی والدہ کو رہا کیا اور اشراف خان کو قید کر کے بنارس کی طرف روانہ ہوا عرش آشیانی یہ خبر سنکر چونکہ پور میں رونق افزا ہوئے اور احضار لشکر اور سپاہ ممالک محروسہ کیواسطے حکم دیا خان زمان خائف اور ہراسان ہو کر دوبارہ بجزو زاری حاضر ہوا اور یہ بیت عریضہ میں لکھی ہوئی بیت بدین امید بے شاخ در شاخ کہ یہاں تو مارا کر گستاخ اور بادشاہ اس سبب سے کہ بہادر خان سیستانی کو عہد طفلی سے بھائی کہتے تھے اور علی قلیخان خان زمان کو بھی عہد سابقہ کے سبب سے بہت دوست رکھتے تھے اور زمین چاہتے تھے کہ یہ بالکل تباہ اور برباد ہوں دوبارہ انکے گناہ معاف فرمائیے اور جاگیر میں انکی بدستور سابق مقرر اور بحال رکھیں یہ بیت گریہ و گنجشہ کہ زارت بکشم سیدیدم کہ نہانش نظر بے باسن و اسوختہ بود و انقصہ ایک ملوک پیشین کہتا تھا کہ اگر خلافت جانیں کہ مجھے عفو جبرائیم میں کچھ لذت حاصل ہوتی ہے تو گناہ کے سوا کوئی تحفہ اور زریعہ میرے قرب کا نہیں فی الواقع مصرع و عفو نہ نیست کہ در مقام نیست و عرش آشیانی نے بعد عفو تکلیف احضار فرمان خان زمان کثرت ثوابت کو مانع احضار خدمت کر کے عرض گزار ہوا کہ جسوقت آنحضرت بخیر و سعادت تشریف تشریف دار السلطنت میں از لائی فرمائیں گے بندہ مع برادر میر سے قدم کر کے آستان بوسی کیواسطے حاضر ہوگا آنحضرت نے عذر اسکا پذیر کر کے اس سے قسم لی اور دار السلطنت اگر کی طرف عازم ہوئے اور بعد نزول ہمدی قاسم خان کو مع جابر سوار آصف خان ہروی کی دفع اور حکومت کر کے روانہ فرمایا اور علی قلیخان المخاطب بخان زمان نے کہ سیطرح سے دین مارا وہ فحاشی اور مخاصمت رکھتا تھا آصف خان ہروی کو اپنی طرف چونکہ پور میں کھینچا اور آصف خان علی قلیخان کے نخوت و کبر سے عاجز آیا اور چہرہ بینے کے بعد اپنے بھائی وزیر خان کے ہمراہ گریہ کی طرف بھاگا اور بہادر خان سیستانی نے پیچھا کر کے آصف خان ہروی سے مقابلہ کیا اور اسے مغلوب کر کے دستگیر کیا وزیر خان نے فرصت دیکھ کر مع فوج ہمراہی بہادر خان پر تاخت کی اور اسکو منہزم کر کے اپنے بھائی ادموہ سے کورہا گیا اور دونوں متفق ہو کر گریہ کی طرف روانہ ہوئے اور اس مقام میں قیام کیا اور درمیان اس حال کے یلیجیان محمد حکیم میرزا نے انکو عرض نہایت کی کہ بعد قتل ہونے شاہ ابوالعالی کے

سیلمان میرزا نے خطبہ کابل کا اپنے نام پڑھایا اور میرزا سلیمان نام ایک شخص کو کابل میں اپنی طرف سے جھوٹا خبر نشان
 کیا اور جو محمد حکیم میرزا نے میرزا سلطان کو کابل سے نکال دیا ہوا اب سلیمان میرزا لشکر فراہم کر کے جاہتا ہر کہ کابل میں جا کر پھر
 متصرف ہوں اگر اس وقت تک غنایت ہووے عین ذرہ بروری ہوگی بادشاہ نے فرامین فوراً نام امراے پنجاب
 اور محمد قلی خان حاکم ملتان کے اس مضمون سے صادر فرمائے کہ جس وقت سلیمان میرزا قصد تسخیر کابل کرے اس وقت جا کر اسکی
 فرامت دفع کرو اور فریدون خان کابل کی کد امراے بادشاہی سے تھا اور محمد حکیم میرزا کا مامون ہوا تھا خاص ہوا کہ محمد حکیم میرزا
 کے پاس جا کر اسکا کھلا اور معاون ہو لیکن قبل فرامین پہنچنے سے سلیمان میرزا کابل میں آنکھ قلعہ کو محاصرہ کر چکا تھا اور محمد حکیم میرزا
 کو اب مقاومت نہ رکھتا تھا کھاک کر نیلاب میں آیا فریدون خان نے اب نیلاب کے ساحل پر محمد حکیم میرزا سے ملاقات کی اور
 اسکے بعد ظاہر کیا کہ بادشاہ علی قلی خان انشا طلبہ بنگان زلمان اور کیون کے ترختہ میں گرفتار ہوا اور فرصت لاہور میں
 آنیکی نہیں رکھتا مناسب یہ ہو کہ لاہور میں جا کر متصرف ہوں اور امراے پنجاب کو اپنا شریک کر کے خوب تروجم سے
 سلیمان میرزا کی مضرت دفع کروں اور محمد حکیم میرزا فریب کما کر لاہور کی طرف روانہ ہوا اور قطب الدین محمد خان انکہ اور
 میر محمد خان اور بھی دیگر امرا لاہور میں متخصن ہو کر دربار مدافعت ہوئے اور محمد حکیم میرزا امیدی قائم خان کے باغ میں مقیم ہوا
 ہر چند سعی کی کہ امراے پنجاب شریک ہوں یہ صورت آئینہ وقوع میں جلوہ گر نہ ہوئی بادشاہ علی قلی خان زمان کی
 مهم کو تعویق میں ڈال کر انکے نعم خان خانان کے سپرد کیا اور ماہ جمادی الاول کی چودھویں تاریخ ۹۴۳ھ کو سوچو پتہ سحری میں
 برعت نام لاہور کی حکمت متوجہ ہوئے اور ابھی سر ہند سے آگے نہ بڑھے تھے کہ خبر لاہور میں پہونچی ایکبارگی شادیا نہ کے
 انکارے بجانے لگے میرزا کے خواب استراحت میں تھا بیدار ہوا اور سبب شادیا نہ بجانے کا استفسار کیا سمجھوں نے جواب دیا
 کہ جو بادشاہ بسبیل استعجال فریب آیا ہوا اسلئے شادیا نہ بجاتے ہیں میرزا نے تصور کیا شاید بادشاہ لاہور کے نزدیک
 پہونچا ہو بے توقف سوار ہو کر ایسا گرم عنان ہوا کہ کابل تک پیچھے پھر کر نہ دیکھا اور جب موسم سرما پہونچا سلیمان میرزا
 کابل سے بدخشان گیا اور وہاں کی حکومت غنیمت حاکم فضاغت کی اور بادشاہ لاہور میں تشریف لائے اور
 اس حدود میں ہنشا کار قمر مشغول ہوئے وزیر خان شکار گاہ میں شرف ملازمت سے مشرف ہوا اور آصف خان کے
 عفو جرائم کی درخواست کی عرش استیلا نے اسکے فرد جرائم پر قلم عفو کھینچا اور اسکی تفصیلات سے درگزر کر کے وزیر خان کو
 پنہاری کیا اور حکم فرمایا کہ آصف خان ہر وی باتفاق مجنون خان قاقشال کرۃ مانک پور میں ہنقامت کر کے اس
 حدود کے محافظت میں سرگرم رہے اور حسب ریایات عالیات عازم پنجاب ہوئے محمد سلطان میرزا کی اولاد اور اخلاو نے
 مصدر اعمال ناشائستہ اور فکب افعال نابالستہ ہو کر قسم قسم کے فساد برپا کیے اور نسبت محمد سلطان میرزا کی باب
 کی طرف سے ساتھ امیر تیمور گورکان کے واقعات با بر طبر الدین محمد شاہ میں تحریر ہوئی اور مان اسکی سلطان حسین میرزا کی
 دختر ہوا اور نصیر الدین محمد ہالیون بادشاہ کے عہد میں حرام خوریاں کیے مفعول عفو ہوئی اور انیغ میرزا ایشیا اسکا کابل میں
 جنگ نہارہ میں مقتول ہوا اور شاہ میرزا اسکا چھوٹا بیٹا قضاے الہی اور اجل طبعی سے فوت ہوا لیکن انیغ میرزا سے
 دو فرزند رہے ایک سکندر سلطان اور دوسرا محمود سلطان اور نصیر الدین محمد ہالیون بادشاہ نے سکندر سلطان کا انیغ میرزا
 اور محمود سلطان کا شاد پسر نام رکھا اور تربیت میں انکے سماعی جمیلہ فرمائی اور محمد سلطان میرزا مع تمام اخلاو اکثر شاہ
 کے عہد جلوں میں پھر ہند میں آیا اور برگتہ آدم پور سرکار بنجھل سے مدد حاش کی وجہ میں پایا اور حق تعالیٰ

نے عالم پیری میں اسے چار بیٹے اس پر گنہگار عطا فرمائے محمد حسین میرزا و ابراہیم میرزا و مسعود حسین میرزا و عاقل میرزا اور یہ چاروں ابھی خرد سال تھے کہ بادشاہ نے توبیت کر کے رحلہ امر سے کیا اور بعد یورش جو بیورخصت لب کر سنبھل میں اپنی جاگیر و ان پر گئے اور اس عرصہ میں کہ بادشاہ محمد حکیم میرزا کے دفع فساد کے لیے پنجاب کی طرف روانہ ہوئے تھے اپنے چہرے بھائیوں سکندر سلطان اور محمود سلطان سے سسمنیان باغ میرزا و شاہ میرزا متفق ہو کر آخر کو عصیان پر مکر باندھنی اور ایک جماعت راڈل اور اوباش کو جمع کر کے دست اندازی کرنے لگے اس فوج کے جاگیرداروں نے انھیں مغلوب کر کے ایسا پسپا کیا کہ مالوہ میں جا کر پناہ لی اور وہ علاقہ جو سرداری صاحب وجود سے خالی تھا ان کے تصرف میں آیا اور شمس خان الخاطب خانخانان نے محمد سلطان میرزا کو سرکار سنبھل سے نفید کر کے قلعہ میانہ میں مجبوس کیا اور اسے محبس میں قضا کی اور اسطرح سے علی قلیخان سیستانی الخاطب بجان زمان اور سکندر خان اوزبک اور دوسرے امرائے محمد حکیم میرزا کے آنے سے تھلا ہو رہے آگاہ ہو کر نقص عمد کیا اور اپنے کام کے خیال میں مصروف ہوئے اور قنوج اور اردو اور دوسری ولایتوں اور پگرنوں پر قابض ہو کر جمعیت عظیم ہم ہو چکی عرش آشیانی لاہور سے انکی دفع کے واسطے بسرعت تمام آگرہ میں آئے اور احضار لشکر کا حکم دیکر دہلی و ہزار فیل اور لشکر پیشہ مار بھرہ رکاب لیکر جو بیورخصت لب متوجہ ہوئے اور خان زمان نے کہ سید یوسف غصہ دی کو قلعہ سیرگر میں محاصرہ کیا تھا یہ خبر سکر اس جلدی میں جو گمان بادشاہ کے مراجعت کا نہ رکھتا تھا یہ بیت پر جمی سمیت ہندو وزیرین فعل و خیر سید راہ اندہ کہ از مشرق بمنہ رفت و یک شب در میان ماندہ اور پائے قلعہ سے لشکر بہادر خان سیستانی کے پاس کہ قلعہ کڑہ مانک پور میں مجنون خان قاتل کو محاصرہ میں رکھتا تھا گیا عرش آشیانی اسکا تعاقب کر کے اسطرح متوجہ ہوئے اور جب رائے بریلی کے پرگنہ میں پہنچے سنا کہ علی قلیخان سیستانی الخاطب بجان زمان آپ گنگ سے عبور کر کے ارادہ مالوہ کا رکھتا ہے تاکہ محمد سلطان میرزا کی اولاد سے ملت پیدا کر کے اس حدود پر تصرف ہووے اور اگر شاید کچھ زور اسے پہنچے تو شاہان دکن کے پاس پناہ گزین ہووے عرش آشیانی رات کے وقت کڑہ مانک پور کے گھاٹ پر تشریف لائے جو کشتی حاضر تھی فیل تیزبال سند نام پر سوار ہوئے پچھلے امر مانع آئے قبول کیا اور متوکل علی اللہ آپ قمار گنگ میں رہتے قضا را تائید یہ حاوی اور اقبال عدو مال کی قوت سے دریا پایاب ہوا تھی کو احتیاج تیرنے کی نہوی بادشاہ نے مع چند فیل دیگر اور سو سوار سے عبور کیا اور علی الصباح بے توقف علی قلیخان سیستانی الخاطب بجان زمان کے اطراف اردو میں پہنچے اور اسوقت آصف خان ہروی اور مجنون خان مع جمعیت خوب بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے علی قلیخان اور بہادر خان بادشاہ کے عبور کا گمان مردمان قلیل سے اس شب کو نہ رکھتے تھے تمام رات کو نوشتی اور ناچ دیکھنے میں مشغول رہے یہاں تک کہ ایک شخص مردم بادشاہی سے آئے اردو میں جا کر آیا و از بلند بکارا کہ ای عافلو بادشاہ تمہارے قصد میں اب سے عبور کر کے اجل ناگمان کیطرح تمہارے سر پہ پہنچا ہے انھوں نے یہ خبر آصف خان ہروی اور مجنون خان کے مکر و جیلہ سے جانکر پروانہ کی ناگاہ حد کو اس درنظارہ بادشاہی کی آن اجل رسیدگان کے گوش زد ہوئی سر سیمہ اور بدحواس مجلس سے اٹھ کر صفت آرائی میں مصروف ہوئے اور بہر دن چڑھے روز درویش غوغا دی الجہ شہدہ نسو جو ہر پیری میں آتش جنگ مشتعل ہوئی اور بابا خان قاتل کہ ہر دل بادشاہ کا تھا ایک جماعت کو کہ مخالفوں کیطرح سے اس کے مقابلہ کو آئی تھی حملہ اول میں پسپا کر کے علی قلیخان کی فوج میں پہنچا یا اور بہادر خان سیستانی نے اسوقت بابا خان قاتل پر حملہ کر کے آصف خان مجنون خان میں داخل کیا اور بہادر خان باوجود اسکے کلاس نہر دین فوج اسکی بے ترتیب تھی یہاں آصف مجنون خان پر حملہ ہوا اور ان ہادی میں

اس صفت کو درہم برہم کر کے چاہتا تھا کہ فوج خاصہ بادشاہی پر بھی تاخت کرے اس درمیان میں ایک جماعت مردم مختبر نے
 کہ فوج شاہی آئے آگے تھے مدافعہ کی واسطے قیام کیا اور بادشاہ خان اعظم میرزا عزیز کو کہ کو ردیف اپنا کر کے ماتھی پر سواری تھے قیام کیا
 نیل سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہوئے لیکن کفران نعمت کی شامت نے اپنا کام کیا بہادر خان کا گھوڑا از غم تیرے ہاتھوں سے گرا
 اور بہادر خان پیادہ ہوا اور ابھی یہ خبر بادشاہ کو نہ پہونچی تھی کہ وہ حضرت بنفس نفیس خود جنگ پر آمادہ ہوئے فیلیون کو ہیئت مجموعی
 علی قلیخان سیستانی کی افواج پر دوڑا پہلے ایک نیل فیلان بادشاہی سے کہ جسکا ہیرا تندانم تھا علی قلیخان کے لشکر کی طرف
 دوڑا اور نیل رو دیا نہ نام کو کہ مخالف کی طرف سے اس کے مقابل آیا تھا ایسی ٹکرائی کہ فوراً زمین پر گرا اسوقت طرفین سے جوانوں نے
 ہتھیار سنبھالے اور کارزار میں مشغول ہوئے اور علی قلیخان کا آفتاب سعادت و کامرانی زوال کو پہونچا تھا ار اس حرب و ضرب
 میں ایک تیر علی قلیخان کے جسم میں لگا وہ اس کے نکالنے میں مصروف تھا کہ دوسرا تیر اس کے گھوڑے کے لگا وہ اس کے زخم سے ایسا
 زوریا کہ علی قلیخان خانہ زین سے جدا ہو کر زمین پر آیا ایک اس کے متعلقین نے دوسرا گھوڑا چاڑھ کر کیا وہ سوار ہوا چاہتا تھا ناگاہ
 زنگیہ نام نیل جل کی طرح اس کے سر پہونچا اور ان واحد میں راستہ چوٹی کی طرح پامال کیا سپاہ کو جب اس کا مرنہ متحقق ہوا بالوں
 قرار کا جگہ سے ہل گیا اور طریقہ قرار کا ناپا اسی حال میں نظر ہوا در نام ایک شخص بہادر خان کو زندہ گرفتار کر کے
 بادشاہ کے روبرو لایا بادشاہ نے اس سے فرمایا کونسی برائی تمھیں پہونچی تھی کہ جس کے عوض تم نے تلوار ہم پر کھینچی بہادر خان نے
 خجالت اور مذمت سے جواب نہ دیا تاہوا کہ الحمد للہ آخر عمر میں حضرت کا دیدار کہ گناہوں کا محو کہ نہوالا ہو میرا بادشاہ نے نہایت
 ضرورت سے حکم اسکی حراست اور محافظت کا صادر فرمایا لیکن چونکہ ایک علی قلیخان کو خان زمان کا فوت ہونا ثابت ہوا تھا
 دو تھوڑے ہون نے اسکا زندہ رہنا مناسب نہا کہ حضرت کی بے اجازت تہ تیغ کیا سچ ہو **نظم** بکفران نعمت دلیرے
 اگر کردہ کہ اسب مردوش سکندر بخورد بہادر کہ بدرستم روزگار بہ زکفران نعمت چنین گشت خوار اور بھائی و دیوتوش
 کہ قاسم رسلان کی طبع لاہرین ستاد ہوتا ہو کہ خان زمان بدوق کی ضرب سے ہلاک ہوا **ابیات** چوتہ خان زمان
 یا غی و باغی نہ رشاہ اکبر کشلش نیست دیگر تفنگ خوردہ ز عالم رفت و گردید بہادر گشتہ از گفت بہادر
 یہ اسے فتح شہ تاریخ جسم نہ خرد گفتا مبارک فتح اکبر عرش آستینانی نے علی قلیخان خان زمان اور بہادر خان کا سپہ نجاب
 اور کاہل میں بھیجا اور جان علی اوزبک اور یار علی بیگ اور میرزا بیگ اور میرزا شاہ بدخشی اور علی شاہ
 بدخشی وغیرہم کو کہ خان زمان کے توابیغ تھے گرفتار کر کے جوہر کی طرف سوار ہوئے اور وہاں کے لوگوں کو عبرت کی واسطے انہیں نیل
 سے پامال کر دیا اور ہندوستان الخائب بنان خانان کو اس شہر کی حکومت عنایت فرمائی اور جو سکندر خان اوزبک کہ قلعہ اووم میں
 قلعہ بند ہوا تھا کشتی میں سوار ہو کر گورکھ پور کی طرف بھاگا اور ماہ محرم ۹۷۰ھ نو سو پچتر ہجری میں مظفر اور منصور ہو کر اگرہ میں
 تشریف لائے وہو کہ اسوقت تک انادو سے سنگھ حضرت کے جادہ اطاعت میں نہ آیا تھا باوجود سفر متواترہ بسبیل متجبال
 امیر لٹ روانہ ہوئے جب قلعہ شیو پور میں پہونچے حاکم وہاں کا قلعہ خالی کر کے اپنے صاحب سورجن راہر تھنہور کے پاس گیا
 بادشاہ نے اس حاکم کو ملازبان و گاہ کے سپرد کر کے قلعہ کا گردن کی طرف جو مالوہ کی سرحد میں ہوتو نہ فرمائی والد سلطان مجیر
 کہ قلعہ مند و بر متصرف تھی یہ خبر سنکر مضطرب ہوئی اور جو اندو نہیں انے میرزا فوت ہوا تھا بانی دیگر میرزا ان بخت کام
 بگراست کی سمت بھاگے عرش آستینانی مالوہ شہناہب الدین احمد خان نیشاپوری کے سپرد کر کے قلعہ کا گردن
 سے راناکے وفع کیواسطے غازم ہوئے اور رانا آٹھ ہزار چوت کا آرمورہ اور ذخیرہ میت قلعہ چیتور میں جو ایک پہاڑ پر

واقع ہوا ہر چھوڑ کر خرم اہل و عیال جا ہائے قلعہ اور دشوار گزار میں گیا بادشاہ نے عازم تھیں قلعہ جیتو رہو کہ محاصرہ کیا اور باہر نکلے
 سنا اور سنگتراش اور لوہار اور نقاب یعنی سزنگ کھودنے والے اور مزدور اور بیلدار سا باط کے بنائے کیواسطے کہ مخصوص قلعہ ہند
 ہر معین فرمائے اور وہ سا باط اور خضر نقب کی تیاری میں مشغول ہوئے اور سا باط عبارت ہو دو دیوار سے کہ بقا صلا کی ننگ انداز
 کے بنیاد کرتے ہیں اور تختوں اور ٹوکروں کی بنیاد میں کہ چرم گاؤں نہ ہکر ان دیواروں کو قلعہ کے قریب پہنچانے ہیں اور آتشبار اور
 نقاب ان دیواروں کے کچھ وسیع سے بفرار خاطر قلعہ کے نیچے آنکر نقب کھودنے میں مشغول ہوتے ہیں اور باروت نقب میں ہرگز کراتے
 ہیں اور ختمہ قلعہ کی دیوار میں ڈالکر اسی پرستہ سا باط سے لشکر وہاں پہنچا کر قلعہ میں درآتے ہیں القصبہ جب سا باط تیار ہوئی اور
 دو نقب ہر چھوڑ کر نیچے پہنچتے ہیں دونوں کو باروت سے ہرگز کے ایک بارگی آگ دی جسب اتفاق ایک نقب نے جلد تر آگ پکڑی وہ
 برج آگ گیا اور ختمہ قلعہ ظاہر ہوا و نہار مرد اہل نبرد مسلح ہو کر جو کین میں تھے بخیال اسکے کہ دونوں نقب اڑنے سے رخنے
 قلعہ میں پڑے ہونگے ایک بارگی سا باطوں سے تاحہ کی طرف دوڑے اور ایک نہر آ دی اس رخنے پر پہنچ کر راجپوتوں سے ہم صاف
 ہوئے اور ایک نہر مردوں سے جب دوسرے طرف رخزنہ دیکھا آئیں سے قدرے سپاہ دیکھا نیکو باہر آئے اور مردان حصار میں آئے
 ملاحظہ کیواسطے قیام کر کے عین جنگ میں تھے کہ ناگاہ اُن برج کی نقب نے بھی آگ پکڑی اور برج اڑا اور اعضا دوست و دشمن
 کے جدا ہو گئے انھوں نے جو کہ پہلے قلعہ کے چنانچہ پندرہ امراے بادشاہی مثل سید جمال الدین باہر ہوا اور مردان قلعہ شاہ وغیرہ جامع ہائے
 لشکر انتظامی عناصر ہوتے اور اہل قلعہ سے بھی ایک جماعت کشیدہ لاک ہوئی اور حبیب معاملہ ایسا ہوا سپاہیوں نے اس رخنے
 سے مجال قلعہ میں درآئے کی بنائی اس روز قلعہ فتح ہوا اور بعد اس واقعہ کے ایک سا باط اور تیار ہوئی ایک دن بادشاہ اس
 مقام میں کہ جان سا باط تیار کی تھی لڑائی کی سیر کرتے تھے اور چٹل راجپوت کہ سردار اہل قلعہ تھا اور رانا سے قرابت رکھتا تھا
 تمام دن قلعہ کے گرد اہتمام کیواسطے چھرا در عشا کی ناکہ گرفت خاص مورچہ بادشاہی پر آیا اور روشنی شعل سے محسوس ہوا
 بادشاہ نے بند و ق خاص کہ دست حق پرست میں تھی روشنی کی برابر رکھ کر آگ دی اتفاقات حسنہ سے بند و ق کی گولی چٹل
 کی پیشانی پر لگی کہ مرغ روح اسکا تڑپ کر دار البوار میں پہنچا اور جب اہل قلعہ نے اپنے سردار کو مقتول دیکھا جنگ سے دست کش
 ہوئے اور پہلے اسکی لاش جلای اور اپنے منازل میں جا کر جو ہر کیا لینے تمام مال اور اسباب اور عیال اطفال کو جلا کر خاکستر کیا
 اور جب آگ کی روشنی سے معلوم ہوا کہ انھوں نے جو ہر کیا ہو سپاہ اسلام اسی رات کو قلعہ کی طرف متوجہ ہوئی اور جب کسی نے
 مزاحمت نہ کی قلعہ میں درآئے اور بادشاہ بھی جمع کیوقت ہاتھی پر سوار ہو کر مع جمیع امرا اور امیر زادوں کے کہ پیادے
 تھے قلعہ میں داخل ہوئے اور ایک جماعت کفار مقہور کہ منازل اور تجا ناماے حکم میں درآئی تھی اسقدر لڑی کہ دو ہتھک
 نہار مرد سب تسم کے مارے گئے اور لشکر نصرت انہیں سے سوائے نصرت علی نواجی کے کسی شخص نے شہادت نہائی اور عین دن کے بعد
 اس مقام کی حکومت آصف خان ہروی کے متعلق ہوئی اور خاقان اکبر نے منصور و مظفر ہو کر مراجعت فرمائی اور آٹھ ماہ میں
 ایک خیر سہماک درختوں کے نیچے برآمد ہوا بادشاہ کے حکم سے کوئی اسکا مزاحم نہوا آنحضرت نے ایک تیر چلہ کمان میں جوڑ کر اسکے
 مارا تیر تیر بھی ہو کر پشتہ کے نیچے گیا اور ایستادہ ہوا بادشاہ نے دوبارہ بند و ق کا دو گاڑہ مارا زخم کاری نہ بگائیں بھرا آنحضرت
 کی طرف متوجہ ہوا اس حال میں ایک مرد شہید دل عادل نام فدائی کے مانند آپ کو شیر تک پہنچا کر وائر مشیر کرنے لگا اتنے میں
 اور بھی جان نثاروں نے آنکر تیر کو ہلاک کیا اور بادشاہ کی سلامتی پر لوہا نرم شکر بجالائے اور بادشاہ نے جب آگرہ میں قیام کیا
 چند روز کے بعد یہ خبر جمع مبارک میں پہنچی کہ ابراہیم حسین میرزا اور محمد حسین میرزا چنگیز خان گجراتی سے روگردان ہو کر لوہا ہن کے ہیں

اور اور حسین کو محاصرہ کیا ہوا بادشاہ نے قلعہ خان اندجانی اور خواجہ غیاث الدین بخشی تروینی کو انکے دفع کیواسطے مقرر کیا میر لیاں
 مزبور آپ نے قلعہ کی طرف مقرر ہوئے اور بدحواس ہو کر آب سے عبور کر کے پھر گجرات کی طرف راہی ہوئے اور شہر حبیب آباد کو
 چھوڑ کر بجری میں عرش آشیانی نے قلعہ رتھنبور کے فتح کی غنیمت میں ریات مظہر آیات کو مرکز دائرہ خلافت سے حرکت دی
 جب شکار کرنا ان کے رتھنبور پور میں نزول فرمایا راجہ سورجن نے اس قلعہ کو کہ جاز خان غلام سلیم شاہ سے خیر تھا قلعہ بند
 ہو کر مداخلت میں قیام کیا اور قلعہ کو چاروں طرف سے محاصرہ کر کے راہ آمد و رفت بند کی اور بادشاہ کے حکم
 سے کوہ مدن نام کے قلعہ کے قریب ہر سو کوہ کر کے چند توپ اور ضرب زن کا ارتفاع کوہ کی کثرت سے کوئی بادشاہ بلند می بر
 نہ لیکھا تھا اسپر لیکھے اور جب توپ سر ہوتی تھی کتنے مکان خراب اور سمار ہوتے تھے راجہ سورجن عاجز ہو کر ان کا طلبگار
 ہوا اور مع اہل و عیال اپنے قلعہ سے نکلیا حصار مع ذخائر اور خزانہ بادشاہ کے تصرف میں آیا اس کے بعد آنحضرت اجیر
 کی طرف سوار ہوئے اور خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کی زیارت سے مستفید ہوئے اور بعد اگر دہ میں تشریف لائے اور
 حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سرہ کی زیارت کو قصبہ سیکری میں گئے جو کہ عرش آشیانی کے چند فرزند مولد ہو کر یونہی زمین ہوئے تھے
 اور کوئی لڑکا باقی نہ تھا شیخ نے فرزند ان طویل العمر کی ولادت کا دیکر خوشحال کیا تھا اسی عرصہ میں آثار حمل ظاہر ہوا اور
 روز چار شنبہ کی صبح کو شہر ربیع الاول کی ستروین تاریخ شہر ہجری میں کوہ ولادت شانہ راہ سلیم نے بطالع جوہر میں چہ
 میزان میں مقام سیکری شیخ سلیم چشتی قدس سرہ کے مکان میں انق جاہ و جلال سے طلوع کیا اور خاقان اکبر نے اس
 موہبت عظمیٰ کے شکرانہ میں تمام قیدیوں کو رہا کیا اور خواجہ حسین بنائے ایک قصبہ اس صنعت سے کہنا کہ مصرع اول
 تاریخ جلوس جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اور مصرع ثانی میں تاریخ ولادت شانہ راہ ہجماہ کی ہوا اور یہ مطلع اسکا ہر مطلع لکھ
 از پر جاہ و جلال شہر یار گوہر مجذوب خط عدل آمد در کنار عرش آشیانی نے ایفا سے ذکر کیا واسطے کہ فرزند کے بارہ میں
 کی تھی پیادہ باجمیر کی طرف روانہ ہوئے اور خواجہ معین الدین چشتی کی زیارت بجا آ کر دست زرفشان انعام و احسان
 میں کھولا اور دہلی کے راستہ سے شکار کرنا معاودت کی اور اس عرصہ میں راجہ رام چندر والی قلعہ کالنجہ کے شیر شاہ کی
 آتش محبت میں جلا تھا اور سلیم شاہ کے بعد پھر کفار کے تصرف میں آیا تھا قصبہ چنبور سے ہراسان ہو کر وہ قلعہ بے جنگ
 بادشاہ کی نذر کیا اور مجرم کی تیسری تاریخ شہر ہجری میں بھر شیخ سلیم کے فرزند تولد ہوا اور موسوم بھولا و بلقب
 بہا بڑی ہوا اور اس سال بادشاہ دوبارہ اجیر کی زیارت کیواسطے تشریف لیکھے اور شہر کے گرد ایک حصار گچ اور سنگ سے
 بنا کر کے ناگو کی طرف گرم عنان ہوئے اور چند زمین و لہا لہو اور راسے کلیان مل راجہ بیکانیہ ملاقات کیواسطے آئے اور پیشکش وافر
 پیش کیے بادشاہ راجہ کلیان مل سے بیٹی لیکر واپس شکار کرنا قصبہ اجودھن میں گئے اور شیخ فرید شکر گنج قدس سرہ کی
 زیارت سے مستثنت ہو کر دیال پور آئے اور میرزا عزیز کوہ دمان کے جاگیر دار نے طوی دیکر پیشکش لے کر گزرائی اور جب لاہور میں ولایت فرما
 ہوئے حسین قلینان ترکمان حاکم اس بلکہ کا بھی دستور میرزا عزیز کوہ کے پیشکش لائق نظر اقدس میں لایا اور بادشاہ غرہ صفر
 ۹۸۹ھ نو سو نواسی ہجری میں حصار فیروزہ کی سیر کیواسطے تشریف لیکھے پھر اجیر میں آئے اور شہر انڈر زیارت پیر زنگہار
 پیش ہوئے اگر کہ قلعہ متوجہ ہوئے اور اس وقت میں سکندر خان اوزبیک کہ بنگالہ کے جنگلوں میں سرگردان پھرتا تھا
 منعم خان الخاطب بجا نجانان اسکو بادشاہ کی پا بوسی کو لایا اور اس کے گناہوں کا تفتیح ہوا اس سال جو مقام سیکری
 آنحضرت بہ مبارک ہوا تھا اس جگہ ایک شہر وسیع بنا دیا اور اس عرصہ میں جو گجرات فتح ہوا اس کا نام فتح پور رکھا

کروائے کہ شہر منصف شدہ فوسو اسی چہری میں حبیب الملک بگرات میں غلغل اور نسا و نہایت بہم پہونجا بادشاہ اسکی تہنیک کا عازم ہوا اور جب اہمیں گزروا زیارت کر کے روح پر فتوح خواجہ سید حسن خٹک سوار سے کہ امام ہمام حضرت نرین با عابدین علیہ وعلی آباءہ الکرام دا ولادہ العظام آلا تاحیۃ الاسلام کی اولاد سے استمداد کر کے خان کلان کو بہت اعزاز سے برسم ہر دو طرف روانہ کیا اور اسے سنگھ کو جو دھبہ کی حکومت پر کہ وطن بالدیو کا تھا مقرر کر کے خود بھی بگرات کی طرف سوار ہو کر اور ناگوری دو منزل پہونچ کر چار تہنیک کی تہنیک کو ماہ جمادی اول سنہ مذکور میں شیخ دانیال قدس سرہ کے مکان میں نشانہ زدہ ایک خصلت انیال پیدا ہوا آنحضرت نے نواز مہ جو تہنیک انیس پہونچا کر اس سے سو دھبہ و کا نام دانیال رکھا اور جب بگرات بادشاہ کا محل نزول ہوا تہنیک خان فولادی جو بگرات کے امراء کے بار سے تھا قصداً اسی سے مر گیا ایک ہفتہ کے بعد سید احمد خان بارہ پٹن کی حکومت پر مقرر ہوا ریات عالیات حمداً باو کی طرف متوجہ ہوئے اور بھی دو منزل طر نہ فرمایا تھا کہ سلطان مظفر قزاقی نے باتفاق میزرا بوزاب جو تہنیک زری اسل تھا اور اس کے باب و اسے بگرات میں اعتبار تمام پیدا کیا تھا ملازمت کیو اسطے پہونچا کر تہنیک بساط بلو سی حاصل کی اور دوسرے دن اعما و خان اور سید جانند خان بختاری اور اختیار الملک اور ملک اشرف اور وجیہ الملک اور لطف خان ہشتی اور حجاز خان حبشی اور بھی دیگر سرداران با تھل دسا مان کامستان ہوتا سے سفر فرما ہوئے اور رقم نفاق جو حبشیوں کے چہرہ حال سے محسوس ہوتا تھا سب محسوس ہوئے اور تہنیک آبا کریمہ الذی لم یخلق مسلما فی البلاد اسکی شان میں ہر بے جنگ فتح ہوا جیسا کہ شاہان بگرات کے وقائع میں مرقوم ہوا ہے اور جو ابراہیم حسین میزرا بہر و ج کی فوجی میں اور محمد حسین میزرا حوالی سمورت میں تھے عرش انیشانی انکی دفع کیو اسطے عازم ہوئے اسوقت اختیار الملک کہ عہدہ امراء کے بگرات سے تھا جب جون کی طرف بھیجا گا کام امراء کے بگراتی بطریق حبشیان قید ہوئے اور اسکی بعد جب سایہ چتر فلک سائبند کھمبات پر پڑا خان اعظم میزرا عزیز کو کہ لواحد با بگرات کی حکومت عنایت فرمائی اور ابراہیم حسین میزرا نے بادشاہ کے قریب پہونچنے سے خبر پائی رستم خان رومی کو اس خوف سے کہ مبادا بادشاہ کی ملازمت کیو اسطے جاوے قتل کیا اور جاہا کہ اردو سے مظفر قزاق کے چالیس کوس کے فاصلہ سے گزروا بختاری کی طرف جاوے اور فساو برما ہوئے پھر رات گئے یہ خبر عرش انیشانی کے سمع مبارک میں پہونچی خواجہ جہان اور قلیچ خان کو تہنیک ہزارہ سلیم کی خدمت میں اردو کے انتظام کیو اسطے چھوڑا و جمعیت قلیل سے ابراہیم حسین میزرا کی تنبیہ اور تادیب کو بطور ناخست روانہ ہوئے اور دوسرے دن چالیس سوار ہمراہ رکاب لیکر آب مندری سے کہ قصبہ شربال کے قریب واقع ہے پہونچے اور ابراہیم حسین میزرا جو نہر اوار اپنے ہمراہ رکھتا تھا نہ بھاگا اس مقام میں مقیم رہا اور بادشاہ نے ایک ساعت توقف کیا اس درمیان میں سید محمود خان بارہم اور راجہ بھگوانداس اور مان سنگھ اور شاہ قلیخان محرم اور سورجن زخمیویر کاراجا اور بھی دیگر امراء کے سورت کی طرف تعین ہوئے تھے حسب الحکم اتنا سے راہ سے پلٹ کر مع ستر ہزار سوار ملازمت میں حاضر ہوئے اور باوجود اسکے کہ اگر بادشاہ ایک لحظہ صبر کرتا فوج فوج اور جہان جہان لشکر فراہم ہوتا عرش انیشانی تعجیل کر کے ایک جماعت کو کہ ڈیڑھ سو سے زیادہ نہ تھی ہمراہ رکاب لیکر ابراہیم حسین میزرا کی جنگ کیو اسطے متوجہ ہوئے اور مان سنگھ کو ہرا دل کیا اور آب سے عبور کر کے اُس قصبہ کے ظاہر میں غنیمت سے کہ نہر اوار ہمراہ رکھتا تھا مقابل ہو کر جنگ میں مشغول ہوئے جب ابراہیم حسین میزرا حملہ در ہوا تیل نازون سے آئے بسا کیا اور جو بادشاہ راجہ پرتون کے ہمراہ قلت فوج کے سبب اسے مقام میں کہ دو طرفہ اسکی اسکی دیوار زوروم یعنی تھوڑی تھی ایستادہ تھے تہنیک سوار سے زیادہ اس مقام میں بہ پہلو ایک دوسرے کے قیام نہ کر سکتے تھے اسوقت تین سوار رشتہ مخالف سے

شہنشاہی کر کے جس مقام میں کہ بادشاہ ایستادہ تھا لہا لہا آئے اور راجہ بھگوانداس کے آنحضرت کے قریب تھا تسمیر لیکر انہیں سے ایک کے مقابل ہو کر اسے مہتمم کیا بعد دوسرے کی طرف متوجہ ہوا اور بادشاہ نے کہ رقوم کے پیچھے ایستادہ تھے تیرا بازی کرنے سے نفی راجہ بھگوانداس کی مدد کیواسطے گھوڑے کو جولان کیا دشمن آنحضرت کے صدر میں کی تاب نہ لاکر مع تیسرے رفیق کے مفروہ ہوئے اور راجہ بھگوانداس کے بھائی نے اعلا برزناخت کر کے داستان رستم اور اسفندیار کو طاق نسیان پر چھوڑا اور تنہا چند آدمیوں کو خاکِ مذلت پر ڈالا من بعد اود جو اظہر دی اور مردانگی دیکر خود بھی مقتول ہوا اسوقت بادشاہ مع تیر اندازوں اور راجہ جنوں کے رقوم کے درمیان سے برآمد ہوئے اور راجہ حسین میزرا بر شیرزبان کی طرح حملہ آور ہوئے اور اقبال شاہی نے مدد کر کے ابراہیم حسین میزرا کو بے شک کے کام اسپرنگ ہوئے دست ادا کر کی طرف آوارہ کیا اور ابتدا سے یہ آتش سے اس زمانہ تک معلوم نہیں کہ کسی بادشاہ نے ایسا کارناما کیا ہو کہ عالم عالم شکر و خیل خیل سپاہ کو چھوڑ کر خود ساتھ ایک جماعت قلیل کے ایسے دشمن قوی کے مقابلہ کو آدے اور انکو خاطر و غیظ میں ڈالے اور بعد اس واقعہ کے اردوے بزرگ میں ہوسٹہ ہو کر قلعہ سورت کی تسمیر میں متوجہ ہوئے درگلج بیگم دختر کامران میزرا کی جو زوجہ ابراہیم حسین میزرا تھی قلعہ کو مردم جنگی کے سپرد کر کے اپنے فرزند مظفر میرزا کے ہمراہ دکن کی طرف راہی ہوئی اور ریات عالیات قلعہ میں پہونچے اور مورچے تقسیم ہوئے اور جب میزراؤں نے بٹن کی فوج میں یکجا ہو کر اسپین قلعہ مشورت کا ڈالا اسوقت سب کی رائے نے اس امر پر قرار کیا کہ ابراہیم حسین میزرا اپنے چھوٹے بھائی مسعود حسین میزرا کو ہمراہ لیکر پنجاب میں جا کر نساہر پا کرے اور محمد حسین میزرا اور شاہ میزرا شیرخان فولادی سے ملتی ہو کر بٹن جا دیں شاید کہ قلعہ سورت ان ظلموں کے سبب محاصرہ سے خلاص ہووے اسکا بعد جب ابراہیم حسین میزرا ناگور پہونچا رائے سنگھ حاکم جو دھبہ پورے اسکا تعاقب کیا اور نساہر کی وقت اس کے قریب جا پہونچا اور جو آب یعنی ایک دریا اس حدود میں تھا ابراہیم حسین میزرا اس پر متصرف ہوا تھا رائے سنگھ مضطرب ہو کر تمام شب جنگ میں مشغول ہوا اور خلق کثیر طرفین سے مقتول ہوئی اور جب گھوڑا ابراہیم حسین میزرا کا زخم تیر سے سقط ہوا شکست اس کے ہلے سون پر پڑی اور سب نے راہ فرار پائی اور ابراہیم حسین میزرا نے پادہ با قدرے راہ طر کی تھی جب اسکا ایک نوکر یا گھوڑے پر سوار ہو کر نکل گیا اور جب دہلی میں پہونچا چند روز قیام کر کے خیل و چشم فراہم کر کے سنبھل میں آیا اور محمد حسین میزرا اور شاہ میزرا اور شیرخان فولادی آٹھ ہزار سوار لیکر پہونچے احمد خان بارہہ کو قلعہ بٹن میں محاصرہ کیا خان اعظم میزرا عزیز کو کہ انکی دفع کیواسطے احمد آباد سے بٹن کی طرف متوجہ ہوا تھا جب بٹن کے باجے کو س پر پہونچا منی الفین بٹن قدمی کر کے جنگ میں مصروف ہوئے اور جب نہایت سخت واقع ہوئی جرائنار اور برانغار خان اعظم میزرا عزیز کو کہ کی متفرق ہوئی لیکن خان اعظم نے قدم ثبات ہاتھ سے نہ دیا اس درمیان میں رستم خان اور مطلب خان آپ کو مطمئن کر کے دوبارہ حملہ آور ہوئے اور ملک جمعیت محمد حسین میزرا اور تمام مخالفوں کی شکستہ کر کے دکن کی طرف مفروہ کیا اور جب سرکوب یعنی دہم قلعہ سورت کے گرد تیار ہوا ہالی حصار نے امان جاہی اور قلعہ ملا زمانہ نگاہ کے سپرد کیا اور بادشاہ کامیاب ہو کر احمد آباد گئے کی طرف ہوا اور پورے آندون میں راجہ بہا جیو راجہ بھلا نہ کہ سسر مدد کر کے اجہا۔ نامی سے تھا شرف الدین حسین میزرا کو کہ قبل اس سے دس برس ناگور سے بھاگ کر دکن میں گیا تھا بے اعتدالی کے سبب وہاں بھی مجال توقف نہ پائی اور کوہستان بہار جیو سے چاہتا تھا کہ آپ کو محمد حسین میزرا کے پاس پہونچا دے اور انہما کر کے بادشاہ کے روبرو لایا اور مدد بعد زد و کوب و ذلت و خواری ہسپا رگوا لیا کہ قلعہ میں دس ہوا مگر گیا اور چند میزراؤں کی

والدہ خاتون اکبر سے انتہائی طمساف میں سربراہ انکر حجاز خان حبشی کی جو اس کے فرزند کا قاتل تھا شکایت کر کے خون کے دھویدار ہوئی بادشاہ کہ بہانہ طلب تھا حجاز خان حبشی کو باقی کے پاؤں کے نیچے ڈال کر قصاص میں پہونچایا اور ولایت گجرات کی قلم میز راغزیز کو کہ خیل اور توابتون کو تقسیم کر کے اجمیر کے راستہ سے ماہ سفر کی دوسری تاریخ ۱۰۰۰ نو سو اسی پچاس میں مرکز دولت میں داخل ہو کر استقرار پایا اور ابراہیم حسین میزرا حبیب سنبھل میں پہونچا یہ خبر سنی کہ امرائے پنجاب حسین قلیخان نے ہمزہ کو ہستان پنجاب میں جا کر قلعہ نگر کوٹ کو محاصرے میں رکھتے ہیں اس سبب سے پنجاب کی طرف متوجہ ہوا کہ جو وہ ولایت خالی ہو دست انداز ہو کر سند کے راستہ سے بھر آپ کو بھائیوں کے پاس پہونچا دے اور حسین قلیخان نے قلعہ نگر کوٹ کا محاصرہ ترک کر کے باتفاق سید یوسف خان اور محب علیخان وغیرہ اس کے تعاقب میں روانہ ہوا اور ٹھٹھہ کے اطراف میں اس کے اردو کے قریب جا کر جب خبر پائی کہ میزرا شکار کی واسطے گیا ہو اس کے اردو پر ناخست لایا اور مسعود حسین میزرا اس کے دفع کی واسطے سوار ہوا اور نیز بھائی کو پہونچائی لیکن بھائی کے پہونچنے سے ہشتہ جنگ کر کے دستگیر ہوا اور اس کے ہمراہی بہت قتل ہوئے اور ابراہیم حسین میزرا جب شکار سے بلٹا اور اپنے بھائی کو شہباز اجل کے پنجہ میں گرفتار پایا دل ہلاکت پر رکھ کر جنگ کی واسطے ایستادہ ہوا اور جنگ شدید کے بعد منہزم ہو کر ملتان کی سمت روانہ ہوا اور بلوچوں نے سدر راہ ہو کر اسے زخمی کیا میزرا عاجز ہو کر ایک بلوچ کے پاس پناہ لیگی اور مخصوص خان حاکم ملتان نے اس کو اس بلوچ سے دستیاب کیا اور تیغ سیاست سے قتل کر کے سر اس کا تن سے جدا کیا اور باتفاق حسین قلیخان اگرہ میں آیا اور دونوں سوار جو کچھ رکھتے تھے بادشاہ کے ملاحظہ میں لائے اور بادشاہ کے ارشاد کے موافق میزرا کا سر قلعہ اگرہ کے دروازہ پر آویزاں ہوا اور مسعود حسین میزرا کو قلعہ گوالیار میں محبوس کیا چنانچہ وہ بھی قید خانہ میں جان برہنہ و امر و روح اس کا زندان طالب سے پروا نہ کر گیا اور ماہ ربیع الاولیٰ سنہ ۱۰۰۰ میں عرضداشت خان غلام میزرا غزیز کو کہ اس عبارت سے پہونچی کہ غنی الملک گجراتی اور محمد حسین میزرا آپس میں متفق ہو کر اکثر مالک گجرات پر تصرف ہوئے ہیں اور جمعیت کثیر اور حجم غفر سے آنکر بلبدہ احمد آباد کو محاصرہ رکھتے ہیں بیت سرفتنہ وارد و گرد و زگار ۱۰۰۰ ہیں ست اور شب و روز گار ۱۰۰۰ اگر بادشاہ خود بنفس نفیس توجہ فرماوے مقرون صواب ہو گا بیت بجز ضرر و بایان شاہ ۱۰۰۰ کس این گرد و زار بزار بزار راہ ۱۰۰۰ اور جو کہ موسم برسات تھا اور لشکر لہرعت تمام بجا سکا نفع آتش آبی نے دو نہر اسوار انتخاب کر کے جریدہ اور سبکبار برہسم منتقلی بیشتر روانہ کیے اور خود میں سومرہ کہ انین اکثر امرا اور منصبدار نامی تھے انشتران تیز رفتار اور سریع السیر سوار ہوئے اور اسپان بادشاہ کو قتل کر کے راہی ہوئے اور جہار منزل کو ایک منزل کر کے پٹن گجرات اور لشکر منتقلی میں جا پہونچے اور اسکے بعد تین ہزار سوار ظل راہیت فتح آیت میں مجتمع ہوئے بادشاہ نے ترتیب فوج کر کے قول یعنی فوج میزرا عہد الرحیم ملد بیہم خان ترکمان الخاطب پنجائیاں ان کے سپرد کی اور جہانغارا اور برانغار فوج جانب دست چپ بادشاہ اور فوج جانبی دست راست بادشاہ سے عبارت ہو کر روز جنگ محافلت کی واسطے بہتی ہو اور ہراول یعنی وہ فوج کہ سب سے آگے تھی ہر مقرر کی اور یہ تینوں لغت لغات ترکی سے ہیں اور خود بدولت و اقبال نٹھو سوار لیکر احمد آباد کی طرف روانہ ہوئے اور ایک فراول یعنی گول جلی کہ جو کہ بند و ق سے نیکار ڈالتا ہر مزوہ قرب وصول سلطانی پہونچانے اور طلب نیکار کی واسطے گجرات بھیجا جب احمد آباد کے دو کوس آدھ پہونچے نقا چوں نے نقارے اور وصول بجا نام شروع کیے محمد حسین میزرا اور اختیار الملک ایلغار سے خبر نہ رکھتے تھے صدائے نقارہ ہائے بادشاہی سے سراپا دور پریشان ہو کر اسباب جنگ کی

ترتیب میں مشغول ہوئے بھر محمد حسین میرزا دو تین ہزار سواروں سے معاملہ کی تحقیق کیواسطے دریائے احمد آباد کے ساحل پر آیا اور سبحان خان نامی سے کہ بادشاہ کی طرف سے وہ بھی دریائے کنارے پہنچا تھا پوچھا کہ یہ کون لشکر ہے اور کس جگہ کا کون سردار ہے سبحان خان نے جواب دیا کہ افواج بادشاہی اور کوکبہ شاہنشاہی ہے محمد حسین میرزا نے کہا کہ آج دن چودھون ہے مجھے میرے ان حضرات کو اگرہ میں دیکھ آئے ہیں اگر احیاناً افواج خاصہ بادشاہی ہو تو جو فیل کہ رکاب سے کبھی جدا نہیں ہوتے تھے وہ فیل کیا ہوئے سبحان خان نے کہا کہ آج دن ہر بادشاہ نے ہاتھوں رکاب میں رکھا اس صورت میں یقین ہے کہ اس سرحد کے ساتھ فیل ہماری نہیں کر سکتے محمد حسین میرزا خوف ہو کر مصروف حرب کی آراستگی میں مشغول ہوا اور اختیار الملک کو پانچ ہزار سواروں سے دروازہ ہائے احمد آباد کی محافظت کیواسطے مقرر کیا اور خود باتفاق شیرخان نولادی سے سات ہزار سوار منسل اور راجپوت اور گجراتی اور حبشی بادشاہ کے مقابل آیا اور بادشاہ دریائے کنارہ ایستادہ ہو کر دیر تک حصول لشکر گجرات کے انتظار میں رہے پھر کہ دروازے دشمنوں کے اختیار میں تھے انھیں باہر نکلنے کی فرصت نہ ملی بادشاہ دریائے عبور کے میدان میں رونق افزا ہوئے اور محمد حسین میرزا ٹوڑے ہزار منسل فدائی لیکر کہ اکثر معرکوں میں آئے تھے شجاع و دلیری کے ظہور میں آئے تھے فوج ہر دوں بادشاہی بر جلا اور ہوا اور شاہ میرزا جہ انفار پر اور حبشیوں اور گجراتیوں نے انفار پر تاخت لاکر بازار جنگ کو گرم کیا ملیت ہو کر لشکر بیکبار برخواستند ہر طرف کین بیا راستند اس درمیان میں کہ فریقین ایک دوسرے سے الجھ کر دو دو میں مشغول تھے بادشاہ شیر شمناک کے مانند سوار جہر لیکر ایک طرف سے نمودار ہوئے اور محمد حسین میرزا پر حملہ کیا اور محمد حسین میرزا نام بادشاہ کا سنتے ہی بدحواس ہو کر بھاگا اور امر اسے جہ انفار اور انفار نے محمد حسین میرزا کو منہزم دیکھ کر انھوں نے بھی سلامتی فرامین دیکھی اور محمد حسین میرزا کہ زخم رخسارہ پر رکھتا تھا اور اسکا گھوڑا بھی زخمی تھا بھاگتے وقت بونہر قوم پر پہنچا کہ اسے کودا دے گھوڑے کی بیگانی اور اضطراب سے اپنا کام کیا یعنی محمد حسین میرزا خانہ زین سے جا ہوا اور مردمان شاہی نے پہنچا کہ گرتا کیا اور بادشاہ کے رو برو لائے اور ہر شخص دعویٰ اسکی گرفتاری کا کرنے لگا بادشاہ نے محمد حسین میرزا سے پوچھا کہ کسے تجھے گرفتار کیا جواب دیا کہ بادشاہ کے نمک کے سوا کسی نے مجھے گرفتار نہیں کیا اور اٹھ اٹھنے سچ کہا اسوقت بادشاہ ایک جمعیت قلیل سے کہ عدوانکے دوسرے بھی کم تھا ایک پشتہ کے بچے کہ جنگ گاہ کی حوالی میں تھا بیٹھ کر انتظار خان اعظم میرزا عزیز کو کہہ کر کہتے تھے کہ فوج ہر رنگ نمودار ہوئی اور جو افواج ظفر امواج سے بہت دور تھے ایک اضطراب بادشاہی آدمیوں کے درمیان میں ظاہر آیا ایک شخص اسکی تحقیق کیواسطے گیا اور خبر لایا کہ اختیار الملک گجراتی ہے کہ خبر شکست لشکر جنگ کے ارادہ پر آیا ہے بادشاہ نے ان دسویں آدمیوں کو حکم دیا کہ تیر باران کر کے انھیں پس پا کر دوسرے دہشت نقایچوں کے دست و پا پھول گئے تھے نفیس نفیس باواز بلند انھیں فرمایا کہ وہ نفاہ بجانے میں مصروف ہوئے اور اختیار الملک نے بھی جہدم ہشتا کہ بادشاہ بھی ان لوگوں کے درمیان میں ہر ہر سان ہو کر راہ فرار پائی اور رضیہ محمد حسین میرزا اور برہم حسین میرزا علی قلچان سیستانی المظاہر بنجان زمان اور بہادر خان سیستانی نے شہرت عظیم پائی کہ بادشاہ نے مثل آفتاب کے تسخیر کی ہو دشمن اسکا نام شکر نور فرار کو قرار پر اختیار کرتے تھے اس سبب سے کوئی حضرت کے مقابل نہ آیا اور جسوقت بادشاہ اختیار الملک کے دفع میں متوجہ تھے اسے سنگم نے محمد حسین میرزا کو بادشاہ کے بجائے قتل کیا اور اختیار الملک بھی بھاگتے وقت زقوم زار میں پہنچا اور گھوڑا کودا لے گیا وقت زمین پر گرا اور ایک دم بادشاہی کے ہاتھ سے مقتول ہوا

اسوقت خان اعظم میرزا عزیز کو کہ راہ پاک ملازمت میں حاضر ہوا اور آنحضرت اسی دن احمد آباد میں داخل ہوئے اور بہت گجرات کو پھر خان اعظم میرزا عزیز کو کہ کے جانب رجوع کر کے اجیر کے راستہ سے باستعجال تمام دار الخلافہ کی طرف متوجہ ہوئے اور جب قریب پہونچے مع جمیع مردم کہ ہمراہ تھے برجی ہاتھ میں لیکر بلند آگرہ میں داخل ہوئے اور سنہ مذکورہ میں داؤد بن سلیمان افغان کرانی کہ بنگالہ کو تصرف میں رکھتا تھا اطاعت سے منحرف ہوا اور منعم خان الخطاب بنجانا نامان دیوان کے موافق اسکے مقابل گیا اور چند معرکوں کے بعد ان کے درمیان میں صلح واقع ہوئی بادشاہ نے صلح قبول فرمائی راجہ ٹوڈر مل کو صاحب تہام بنگالہ کر کے منعم خان کے پاس بھیجا کہ داؤد بن سلیمان افغان کرانی کو مستاصل باخراج گذار کر بن داؤد بن سلیمان نے جوودی نام افغان کو غنیم خانگی بہم پہونچایا تھا ناچار گردن حلقہ بلج و خراج میں درلایا اور جوودی نام افغان کو حسن سلوک اور تدبیر سے دستیاب کر کے قتل کیا اور قوت پلو کے حملہ آور اب سون کے کنارے آنکراُس مقام میں کہ اب سون اور گنگا آپس میں ملحق ہر دو کے آب پر منعم خان خاننا نام سے جنگ کی اور چند کشتی تاخت کر کے نہر میں ہوا اور جاسوہر دست میں گیا اور منعم خان خاننا نام نے اب سون سے عبور کر کے پٹنہ کے قلعہ کو محاصرہ کیا اور عرش ایشیائی نے جب دیکھا کہ میرے بغیر قوجہ وہ قلعہ فتح نہوگا خود مع جمیع شاہزادگان اور امرا ہزار کشتیوں پر سوار ہو کر دریائے گنگا پر پہونچے کشتیوں پر ڈاکھین باران میں اسطرح متوجہ ہوئے چنانچہ قلعہ چنار کے مقابل بعض کشتیاں گرداب مائل میں پہونچ کر خیر و سلامتی سے پار آئیں اور پھر خطہ بنارس میں نزول فرمایا جو انوج کشتی کے راستہ سے روانہ ہوئی تھی وہ بھی ان پہونچی اور شاہزادے عالی تبار اور حرم کو جو نہر پہونچ کر خود پٹنہ کی طرف عازم ہوئے اور اسوقت کہ خان کہ قلعہ بھکر کے تسبیح کو گیا تھا اسنے فتحنا نہ بھکر کا درگاہ میں ارسال کیا بادشاہ اسے فال نیک سمجھ کر دریا کی راہ سے معجب حوالی پٹنہ میں پہونچے معلوم ہوا کہ عیسیٰ خان نیازی جو افغانوں کے سرداران معتبر سے تھا قلعہ سے نکل کر منعم خان الخطاب بنجانا نام کے جنگ میں مارا گیا اور جو لوگ کہ قلعہ میں ہیں بھاگنے کی فکر میں ہیں بادشاہ نے خان اعظم کو تین ہزار سوار سے قلعہ حاجی پور کی فتح کی واسطے مقرر کیا اور اسنے وہاں پہونچ کر قلعہ کو فتح خان کے قبضہ سے برآوردہ کیا اور داؤد بن سلیمان افغان اس خبر سے ہراسانہ اور خوف ہوا ایچ پیون کو درگاہ میں بھیجا کہ طلب عفو جو ائم کی بادشاہ نے فرمایا کہ بعد حصول نقد ملازمت تیری تقصیر میں معاف ہوگی اور اگر تو حاضر نہوگا باوجود اسکے ہمارے پاس تجھ ایسے ہزار نوکر ہیں تنہا تیرا مقابلہ کر ونگا جو طغریاب ہو اسکا قلعہ ہووے داؤد سلیمان اس جواب سے زیادہ سراسیمہ ہوا شب کو گڑھی کے دروازہ سے کشتی میں بیٹھ کر بنگالہ کی سمت گیا عرش ایشیائی نے صبح کو فیلوں کے لانے کی واسطے چکیس کو س راہ ملو کی اور چار سو فیل لیکر سعادت کی اور پٹنہ کا ضبط اور مہمات کا اہتمام منعم خان خاننا نام کی طرف رجوع کیا پھر مسرور اور مظلوم ہو کر دار السلطنت آگرہ میں مراجعت فرمائی خان اعظم میرزا عزیز کو کہ گجرات سے اور خان جہان لاہور سے مبارکبادی کی واسطے آئے اور زمینیت کے بعد اپنے محال میں باگشت کی اسوقت بادشاہ نے خواجہ مظفر علی تریڈی کو جو کوکن بیچان ترکمان سے تھا مظفر خانی خطاب دیکر قلعہ رہتاس اور بنگالہ کے فتح کے واسطے بہار میں نامزد کیا اور خود اجیم میں تشریف لیگئے اور دو لاکھ کے قریب نقد و جنس خادمان حلیہ خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ اور سید حسن خنگ سوار اور مستحقین کو پہونچا کر آگرہ میں آئے اور خواجہ مظفر علی الخطاب مظفر خان جو مانم بنگالہ ہوا تھا جب قلعہ گڑھی میں کہ بنگالہ کا دروازہ ہی پہونچا داؤد بن سلیمان تاب اسکے مقابلہ مست کی نہ لایا اوڈیسہ کی طرف بھاگا اور راجہ ٹوڈر مل اور جی دیگر امرا اوڈیسہ کی طرف روانہ ہوئے جنہیں سپرد داؤد بن سلیمان نے دو مرتبہ انھیں شکست دی آخر خواجہ مظفر علی الخطاب بہ مظفر خان اوڈیسہ میں آیا اور داؤد بن سلیمان سے جنگ کی نہیا ہوئی اور

اگو چنانہ افغان کہ شجاعت میں ضرب المثل تھا اور داؤد بن سلیمان کی پہلی اس کے متعلق تھی خواجہ مظفر علی کی پہلی پہلو
 کہ خانہ انجم تھا کیا اور پہلو کی فوج کو درہم برہم کر کے خانہ انجم کو مقتول کیا اور ایک جماعت کہ قول اور پہلو کے درمیان
 قائم تھی وہ بھی ان کے صدر سے متفرق اور پریشیاں ہو کر قول میں پناہ لائی اور قول کی بھی باہشت تفرقہ ہوئی اور خواجہ مظفر علی
 الخاٹب بہ مظفر خان کہ ٹھوڑے آدمیوں سے رہا تھا گوجر کے مقابل ہوا جسب اتفاق گوجر نے دو چار کو مقتول کر کے اسے
 بھی مجروح کیا خواجہ مظفر علی جنگ کرتا ہوا معرکہ سے باہر ایسا قادی ہوا اور جب مردمان لشکر متفرق ہو کر اسکے پاس نہ رہے
 پھر وہ گوجر کی طرف متوجہ ہوا اور عین حرب میں ایک تیر گوجر کے ایسا کاری لگا کہ جانبر نہ ہوا اور داؤد بن سلیمان بیدل ہو کر
 بھاگا اور غنیمت کے ماتھی سب گرفتار ہوئے پھر راجہ ٹوڈرمل اور امرائے بادشاہی نے تعاقب کیا داؤد بن سلیمان جب
 دریائے چین کے اطراف میں پہونچا دریا گریہ مسدود ہوئی ناچار اپنے اہل و عیال کو قلعہ میں چھوڑ کر وکھن گردن میں
 ٹوڑا لکھتے جنگ پلٹ آیا راجہ ٹوڈرمل نے حقیقت احوال خواجہ مظفر علی الخاٹب بہ مظفر خان سے ظاہر کی اور وہ باوجود راحت و
 زخموں کے خود وہاں گیا جب داؤد بن سلیمان ملاقات کیواسطے آیا بھاگا اور خیر اور شیشہ مرصع اور جواہر قیمتی اسکو دیا اور اگلیسہ اور
 گنگ اور بنارس اسکے سپرد کر کے پلٹ گیا اور یہ سنوات سابق یعنی عہد محمد نجیب خان علی سے شیر شاہ کے زمانہ تک بلکہ کشمیر
 بنگالہ کا پائے تخت تھا لیکن وہاں کی ناسازی آپ یہاں کے سبب مردم غریب و بی افغانوں نے خواص پورٹا نڈہ کو اعدا
 کر کے نشین گاہ حکام کیا تھا خواجہ مظفر علی الخاٹب بہ مظفر خان کو رکی تعمیر کی فکر میں پڑا اور وہاں جا کر اس شہر کو از سر نو تعمیر
 کر کے اپنا نشین کیا چنانچہ اسی عرصہ میں آپ یہاں کے اختلاف سے بیمار ہوا اور جب کی انیسویں تاریخ سنہ ۹۳۳ھ نوٹوڑی
 بحری میں نقد حیات مستعار قابض ارواح کے سپرد کی اور بادشاہ نے حسین قلیخان ترکمان کو خطاب خانجانی دیکر بنگالہ کی
 حکومت پر معین کیا اور اس عرصہ میں سلیمان میرزا والی بدخشان اپنے پوتے شاہج میرزا کی مخالفت سے جلا وطن ہو کر
 ورگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور بلکہ تجبور سیکری میں بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا اور چند روز کے بعد چکی نصرت
 لیکو کہ معظم کی طرف روانہ ہوا اور خانہ خدا کی زیارت سے مشرف ہو کر اسی راستہ سے بدخشان گیا اور دوبارہ وہاں کی حکومت
 اور امارت پر فائز ہو کر اپنے منزل مقصود کو پہونچا اور انھیں دنوں میں بار باب عرض نے عرض اقدس میں پہونچا یا کہ خان اعظم
 میرزا عزیز کو کہ مخالفت کا ارادہ رکھتا ہے فرمان طلب اسکے نام صادر ہوا اور وہ کلاس نعمت سے بری تھا بے توقف درگاہ
 میں آیا اور چند روز قید خانہ کی محنت اور صعوبت کھینچی اور شہاب الدین احمد خان نیشاپوری گجرات کی حکومت پر فائز ہوا
 اور اس سال بادشاہ نے اجیر کی طرف جاکر زیارت کی اور حافظ حقیقی کی ضمانت سے بخیر وسعادت معاودت کی اور اسی
 حسین قلیخان ترکمان الخاٹب بہ بخانجانیان مطلب کو پہونچا تھا کہ داؤد بن سلیمان افغان با اتفاق افغانان مبار و بنگالہ
 خواص پورٹا نڈہ کا عازم ہوا اور امر طاعت توقف کی نہ لائے مع جماعت ہائے خواص پورٹا نڈہ سے باہر آئے اور
 داؤد بن سلیمان افغان خواص پورٹا نڈہ اور اس حدود پر متصرف ہوا تریب پچاس ہزار افغان کے اسکے پاس فراہم ہوئے
 حسین قلیخان ترکمان الخاٹب بہ بخانجانیان جمیع امرائے بادشاہی کو ایکجا کر کے گڑھی کا عازم ہوا اور حملہ دل میں اس قلعہ
 کو مفتوح کیا اور قریب ڈیڑھ ہزار افغان کے اس معرکہ میں قتل کر کے اس موضع کی طرف کہ مسکن داؤد بن سلیمان افغان
 کا تھا متوجہ ہوا اور خواجہ مظفر علی الخاٹب بہ مظفر خان مع لشکر بہار و توتوت و حاجی پور وغیرہ ساتھ اسکے ملحق ہوئے اور پچیس
 کے دن پندرہویں ربیع الثانی سنہ مذکورہ میں باراسنگی سپاہ قیام کیا اور داؤد بن سلیمان نے بھی پچاس ہزار

افغان کہ اطراف و جوانب سے اُسکی ملک کو آئے تھے سفوفِ حرب آراستہ کر کے اپنے مقابلِ دالون سے مقابلہ کیا۔ اول
 کا لاپہا لگا اعراسے داؤد بن سلیمان سے تھا جہاں انفار حسین قباچی ان ترکمان الخاطب بجا بھان پر تاخت لایا اور اُسکے لشکر کو
 متفق اور پریشان کیا اور خواجہ مظفر علی الخاطب مظفر خان داؤد بن سلیمان کے برانفار یعنی صفِ میمنہ پر حملہ آور ہوا
 اور اُسکی جمیعت کو پسپا کیا اس درمیان میں خانبھان داؤد بن سلیمان تول یعنی فوج پیش پر تاخت لایا با طرفین سے
 جنگ صعب وقوع میں آئی اُسکے بعد خلقِ بیشمار و قیدیوں سے مقتول ہوئی میدانِ بین کشتوں کے پشتہ ظاہر آئے نسیم فتح
 لشکر بادشاہی کے پرچم پر چلی داؤد بن سلیمان کا پاسے تار جاہ سے ہلکیا راہ فرار ناپی بہادر وں نے اُسکا پیچھا کر کے دستگیر کیا
 اور خانبھان کے پاس زندہ ہائیلائے اور اُسکے فرمانے سے اُسکو قتل کیا اور جنید بن داؤد بن سلیمان خسروچ ہو کر معرکہ سے
 نکل گیا تھا تین دن کے بعد گریا اور خانبھان جسدِ مرگ مالک بنگالہ سے کہ افغانوں کے تصرف میں تھے اپنے قبضہ میں لائے
 تمام ہاتھی افغانوں کے جو دستیاب ہوئے تھے مع دیگر غنائم بادشاہ کی خدمت میں بھیجا اور مظفر خان بٹنہ میں جا کر ۸۳۹ھ
 نو سو چارسی ہجری میں قلعہ رہتاس کی تسخیر میں متوجہ ہوا اور محمد معصوم خان کو اتنا سے راہ سے حسین خان افغان کے
 تیار کر کے اُس نواح میں تھا بھیجا محمد معصوم خان حسین خان افغان کو منہزم اور پریشان کر کے پگنہ میں کہ جاگیر اُسکی
 تھی فروکش ہوا اور کالاپہا لٹے مع سات سو یا آٹھ سو سوار کے کہ نواحی رہتاس میں تھے معصوم خان کے سرانیکر تھامو کیا
 اور محمد معصوم خان حسین فرجہ میں عقب دیوار قلعہ کو شکاف کر کے باہر آیا اور کالاپہا لٹ کا سامنا کر کے جنگ میں مشغول ہوا
 اور ایک فیل ایا ز نام جو کالاپہا لٹ کا فیل جنگی تھا آخر طوم سے محمد معصوم خان کے گھوڑے کو زیر کر کے پادہ کیا اس درمیان میں
 جو انان تیر انداز نے تیر کی ضرب سے فیل کو ہلاک کیا اور اُس فیل بے فیلبان اور بدست نے بحسب اتفاق اپنے جملہ فوج چمک
 کر کہ بہت سے افغان سوار اور پیادہ کو ہار مال کیا اس سبب سے شکست چٹھانوں پر پڑی اور کالاپہا لٹ مارا گیا اور فیل ایا ز بھی
 گرفتار ہوا مظفر خان قلعہ رہتاس میں گیا اور اُس سال شہباز خان کنہو نے قلعہ سوانہ کو کہ راجہ چندرسین مالدیو سے تعلق رکھتا تھا ایک
 راجہ گجوتی نے دفع کیواسطے کہ جو بنگلہ اور بہار کے سر راہ چوداق ہو کیا مہور ہوا راجہ کو ایک جنگل صعب میں زیر کر کے قلعہ شہر لڑوہ کو جو
 راجہ گجوتی کے بیٹے کے قبضہ میں تھا مفتوح کیا اور جب فتح قلعہ رہتاس نے ساتھ اُسکے رجوع کی وہاں جا کر محاصرہ کیا
 اور مظفر خان نے اُس نواح کے چٹانوں کے دفع کیواسطے توجہ کی اس صورت میں جو چٹان قلعہ میں متحصن تھے طول مدت محاصرہ
 سے عاجز آئے اور امان طلب کر کے قلعہ کو سپرد کیا اور شہباز خان کنہو اُس قلعہ کو اپنے بھائیوں کے سپرد کر کے ورگاہ میں گیا اور
 اُس بادشاہ نے اجمیر کی طرف جا کر شہباز خان کنہو کو قلعہ مکمل میر کے تسخیر کیواسطے کہ تصرف میں لاناکے تھا تعین کیا اور اُسنے
 جا کر قلعہ مذکور کو سہل ترین وجہ سے قبضہ تصرف میں لایا اور بادشاہ اجمیر سے کوہستان بالسنو والا درندو میں داخل ہوئے
 اور سکار کرتے ہوئے دکن کی سرحد تک گئے جو مرقضی نظام شاہ ہجری والی احمد نگر دلوہا نہ ہو کر پردہ نشین ہوا تھا اُسکی ولایت کی
 تسخیر کا داعیہ کیا لیکن بعض امور کے مانع ہونے سے نتیجہ سیکری کی طرف متوجہ ہوئے اور فرشتہ نو سو چارسی ہجری میں پھر
 عرشِ آشیانی نے اجمیر کی طرف توجہ فرمائی اور عادت کے موافق ایک کوس کی مسافت سے پیادہ ہو کر خواجہ رحمت علیہ کے
 روضہ منورہ میں داخل ہوئے اور زیارت کی اُس مقام میں مظفر خان ملازمت کیواسطے حاضر ہوا اور منصب وزارت یا کر
 استقبال تمام ہو چکا یا اور بادشاہ نے وہاں سے دہلی کی طرف غلبہ غرمت معطوف فرمائی اور کابل کی طرف متوجہ ہوئے اور اندونہ میں
 سپارہ ویدار غرب کی طرف ظاہر ہوا اور بادشاہ جب جو دھن میں پہونچے زیارت شیخ فریدنگر گنج قدس سہرہ کی کہ کابل کی روانگی کی

عزیمت رکھتے تھے لیکن جو وقت مقتضی نہ تھا فتح عزیمت کر کے سایہ وصول فتحپور سیکری پر ڈالا اور اس سال مسجد جامع فتحپور سیکری کے انتہ ۹۸۹ء نو سو کا سی ہجری میں بنا کی تھی تیار ہوئی اور انتہ ۹۸۹ء ہجری میں والی خاندیس نے مظفر حسین میرزا ولد ابراہیم حسین میرزا کو اس کے پاس آیا تھا فرمان والا نشان کے موافق مقید کر کے اسکی والدہ کو درگاہ میں بھیجا اور بادشاہ مقام عنایت میں ہو کر اپنی بیٹی شاہزادہ خانم کو اس کے عقد میں در لائے اور اس سال حسین قلیخان ترکمان الخاطب انجانچان کہ امراے پنجاب سے تھا بنگالہ میں قضاے الہی سے فوت ہوا اور انتہ ۹۸۹ء نو سو کا سی ہجری میں فتحپور سیکری کے فرائش خانہ خاص میں آگ لگی خیمہ اور سرابزہ محل اور زلفیت وغیرہ اور قالیںہائے زلفیت اور بھی قلمش اس قدر کہ حساب میں نہ سواوے جلا اور سنہ مذکورہ میں عرش آشیانی اجمیر کی طرف تشریف لیکے اور وہاں سے فتحپور سیکری کی طرف معاودت کی اور بعد فوت حسین قلیخان ترکمان جب افغانوں نے بنگالہ اور بہار میں قوت پکڑی اور بہار فتحپور سے اور فساد ہوئے عرش آشیانی نے خان اعظم میرزا غریز کو کراچی کے امراے عمدہ اسطوف روانہ فرمایا اور محمد حکیم میرزا نصرت پائر لشکر خان مقدم پنجاب کے بہکانے سے لاہور کی تسخیر کا عازم ہوا پہلے شادمان کو کہ اپنے کو مع ہزار سوار بطور سپاہی پیشہ بھیجا اور کنوریاں سنگھ راہبوت نے جو امراے پنجاب سے تھا جسدہم کہ شادمان کو کہ نے نیلاب سے عبور کیا اس کے مقابلہ کی واسطے پیش قدمی کی اور وقوع حرب کے بعد اس کو منہزم کیا اور اکثر لوگ اس کے مقتول ہوئے اور کچھ بانی میں ڈوب گئے اور جو وقت کہ محمد حکیم میرزا نواحی رہتاس واقع پنجاب میں پہونچا کنوریاں سنگھ نے آپ کو سید یوسف خان مشہدی کے سر پر جو اس قلعہ کا والی تھا پہونچایا اور چند روز کے بعد لاہور میں آیا اور جب یوسف خان مشہدی نے اعلام مدافعہ برپا کیے اور ساتھ حکیم محمد میرزا کے متفق نہوا اس واسطے میرزا نے عنان کراچی عزیمت لاہور کی طرف معطوف رکھی اور محرم کی گیا رھوین تاریخ انتہ ۹۸۹ء نو سو کا سی ہجری میں لاہور کو محاصرہ کیا اور سعید خان اور راجہ بھگوانداس اور کنوریاں سنگھ قلعہ میں متحصن ہوئے عرش آشیانی باوجود دخل بنگالہ اور بہار کے کابل کی طرف متوجہ ہوئے اور محمد حکیم میرزا افغانوں کے عصیان کے سبب سے آنحضرت کی پنجاب کی تشریف آوری کا گمان نہ رکھتا تھا بجز دھنسنے اس خبر کے برق و باد کے مانند پیشہ دستی کر کے کابل میں گیا اور بادشاہ جو وقت سرحد کے حوالی میں پہونچے اور یہ معلوم ہوا کہ شاہ منصور شیرازی ساتھ حکیم محمد میرزا کے ابواب مراسلات مفتوح رکھتا تھا اس واسطے اس کو دار پر کھینچا اور جب لوہے کے زرنگار کابل کی طرف متوجہ ہو کر نواح رہتاس میں پہونچے یوسف خان مشہدی نے شرف بساط پوس سے سر فرازی پائی اور بانی کی طغیان کے سبب سے جو بل کا باندھنا دشوار تھا بادشاہ نے مع شاہزادے والا تبا نیلاب سے عبور کیا اس سبب سے محمد حکیم میرزا کے گمانتے کہ غیثا پور اور اس حدود میں تھے بھاگ گئے اور جب موکب منصور جلال آباد میں پہونچا شاہزادہ عالمیان نے سلطان سلیم کو دیوان چھوڑا اور شاہزادہ راہ کو مقدمہ کر کے باہر نکلے پستی کابل روانہ ہوا جب ہم شاہزادہ شہر گروان میں کابل سے پندرہ کوس اور صوبہ پہونچا فریدون خان مع سات سو جوان بہادر مفرری کے محمد حکیم میرزا شاہزادہ کی آرد و بر تاخت لایا اور غنیمت ہشیار لے گیا اور محمد حکیم میرزا ہ صفری کی دوسری تاریخ سنہ مذکورہ میں افواج آراستہ کر کے شاہزادہ کے مقابل صف آرا ہوا اور کنوریاں سنگھ اور ترک خان انکھ فیلون کو پیش کر کے میرزا کی فوج پر حملہ آور ہوئے اور زرنور کیں کہ فیلون پر تھیں ایک بار لگی سکرین القصرہ زیور کی گلاب یک آدمی کے جو میرزا کے قریب ایستادہ تھا اس کے سینہ میں الگ کر نشیت سے بڑھ ہوئی اور میں آدمی اور کے بھی گزے انکا کام تمام کیا

اور میرزا بد حال معائنہ کر کے معرکہ سے روگردان ہوا اور تعاقب کی وقت اس کے بہت مروم نامی مقتول ہوئے اور بادشاہ نے
منزل شرفاب میں فتح کی خبر کا عمت فرمائی ساتویں ماہ مذکور کو کابل میں تشریف لائے اور جو محمد حکیم میرزا غور بند کی طرف
مضرو ہوا تھا بادشاہ نے کسی کو نہ بتایا اس سبب سے کہ محمد حکیم میرزا ابھی چکر غدر خواہ ہوا بادشاہ نے گناہ اس کے معاف
فرمائے اور اہل کابل کو مورد انعام اور مصدر احسان کیا اور اس زمینے کی چودھویں تا بیسویں کو مہجرت کی اور جب نیلاب سے
بچو وسعات عبور کیا اس حدود کے انتظام کی واسطے ایک قلعہ گج درنگ سے بنایا حکم دیا اور اس کا نام انک رکھا کسواسطے
مذہب کفار میں انک سے عبور منع ہوا درانک بھی لغت ہندی میں بیٹے منع ہوا اور عرش آشیانی ماہ رمضان المبارک کی
انبیسویں تا بیسویں کو لاہور میں رونق افزا ہوسے اور وہاں کی حکومت راجہ بھگوانداس کو عنایت فرمائی اور چند روز کے بعد تجپور سیکری
کی طرف سوار ہوئے کسواسطے تجپور سیکری اندون میں مستقر سریر بادشاہی ہوا تھا وہاں نزول اجلال اور جلال فرمایا اور سب خان
کنبو کو کسی امر کی واسطے مقید کیا تھا ماہ رمضان المبارک ۹۹۰ھ نو سو نوے ہجری میں قید سے رہا کر کے شکر بگال کی ملک کے
واسطے بھیجا اور اس عرصہ میں عرش آشیانی کو بیماری تپ و اسہال کی لاحق ہوئی چونکہ آنحضرت بھی بطریق ہایوں بادشاہ انبیلوں
کے استقبال کی عادت رکھتے تھے اعیان حضرت مضطرب اور متفکر ہوئے لیکن شانی مطلق کے فضل سے شفای عاجل حاصل
ہوئی اور زحطیر تصدن فرمایا اور ماہ محرم ۹۹۱ھ نو سو کا نوے ہجری میں خان غلام شاہ کو کہ جو بگال میں نامزد تھا و گاہ میں آیا اور بعض
مطالب ضروریہ عرض کر کے پھر وہاں گیا اور شہنشاہ سمنہ مذکور میں عرش آشیانی جسے پراگ برکہ مابین گگا اور جمناس کے پور
تشریف لائے بنائے قلعہ اور احداث شہر آہ آباد کیا و گاہ اس کے مشہور ہو کر حکم فرمایا اور جیسا کہ مذکور ہو اس سلطان مظفر
گجراتی جب اطہار اخلاص کر کے سب گجراتیوں سے پیشتر ملازمت کی واسطے حاضر ہوا جاگیر خوب سے نوازش پائی اور مدت مدید
خدمت میں موجود رہا اور آخر کو گجرات کی طرف بھاگا اور اس وقت کہ بادشاہ آہ آباد میں تشریف رکھتے تھے باتفاق شیر خان
گجراتی خروج کر کے مصدر آشوب ہوا اور بادشاہ نے اعتماد خان گجراتی کو کہ محل اعتماد ہوا تھا حکومت گجرات کی واسطے
بھیجا شہاب الدین احمد خان نیشاپوری کو کہ حاکم احمد آباد تھا حضور میں طلب کیا اور بعد ہونے اعتماد خان کے
شہاب الدین احمد خان احمد آباد سے برآمد ہوا چند روز سا مان کی واسطے پٹن میں توقف کیا اور سب جاہی اسکے کہ اکثر عیال
و اطفال ہمراہ رکھتے تھے منصوبت سفر کی تاب نہ لاکر مظفر شاہ گجراتی کے پاس گئے مظفر شاہ گجراتی جمعیت عظیم بہم پہونچا کر
احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اعتماد خان شہر کو اپنے آدمیوں کے سپرد کر پٹن میں شہاب الدین احمد خان کے پاس آیا اور مظفر خان
گجراتی زور لاکر احمد آباد پر تصرف ہوا اور اعتماد خان بمبالغہ تمام شہاب الدین احمد خان کو ہمراہ لیکر احمد آباد کی سمت متوجہ ہوا
مظفر خان گجراتی شہر سے برآمد ہو کر جنگ میں مصروف ہوا اور اعتماد خان اور شہاب الدین احمد خان کو شکست دیکر
مضرو کر گیا اور اعتماد خان اور شہاب الدین احمد خان منہزم ہو کر پٹن کی طرف رہی ہوئے اور عریضہ مشتمل کیفیت احوال
رسول درگاہ کیا عرش آشیانی نے میرزا عبدالرحیم ولد بیرم خان ترکمان کو کہ میرزا خان مشہور تھا مع امراء جاگیر دار جمیع کے
اس نساد کے دفع کی واسطے تعین کیا لیکن ابھی میرزا عبدالرحیم وہاں نہ پہونچے تھے کہ مظفر شاہ گجراتی قطب الدین خان بگاہ آباد
بہروج کو قلعہ بروہ میں محاصرہ کر کے غالب آیا اور قطب الدین خان کو قتل کیے جو وہ لاکھ روپیہ بادشاہی کے قلعہ بروہ میں
جمع خالص اموال قطب الدین خان کہ دس کروڑ سے متجاوز تھا تصرف ہوا اور احمد آباد میں اکو جمع لاکھ خالص ختم میں گوش
کی میرزا عبدالرحیم مشہور میرزا خان جب پٹن گجرات میں پہونچا شہاب الدین احمد خان در بھی دیکر امراء متفرق کو جمع کر کے

مع آٹھ ہزار سواریت راجہ ہیک شہاب جبہ گسل پہنچ کر ایک طرف رخ کر گئے اور ایک احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا جب موضع سرگچہ میں کہ تین کوس شہر سے ہو پہنچا منظر شاہ گجراتی نے محرم کی پندرہویں تاریخ ۹۹۲ھ میں سوار ہو کر پوری باتفاق زمینداران و گجراتیان مع تیس ہزار سوار منسل اور راجپوت کے مقابل انکے صفوں جنگ آراستہ کین اور مبارزان طرفین اور بہادران جانبین صرصرند کی طرح ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے اور بہر حال سبک کاسب کو گران کر کے تیر و نیزہ و تیر و تیغ و شمشیر و خنجر سے داد مردی و مردانگی دی نظم و دوشکریہ و پیکان تیز گردن ہلاک بیکر گرائی گئی نہ کو دندہ و روده داس تیغ از سر فشانی ہزار ہر سو گشت زار زندگانی کا اجل تاباں بر سر شخص رسیدہ و شخص اول نشانی ہم ندیدہ اس گرو دار میں کہ طرفین سے ایک جماعت کثیر مقتول ہوئی تھی باقی بچے نے سایہ میزرا عبد الرحیم عرف میزراجان کے سر پر ڈالا اور منظر خان گجراتی مقہور ہوا اور بھاگ کر احمد آباد میں دم لیا اور جو کہ میزرا عبد الرحیم اسکے تعاقب میں سرگرم خانہ میں داخل ہوا اور منظر شاہ گجراتی دوسری طرف بھاگ گیا اور جب قلیچ خان ہمراہ امرائے مالوہ پیچھے سے پہنچا میزرا عبد الرحیم باتفاق انکے منظر شاہ گجراتی کے تعاقب میں کھنپا بیت کی طرف روانہ ہوا اور اسنے بھاگ کر کوہستان ناودست میں پناہ لی اور جنگ پرستعد ہوا اور جب گولہ عبد الرحیم کی توپ کا منظر شاہ گجراتی کے قول پر پہنچا اور چند شخص ضائع ہوئے پائے ثابت متزلزل کر کے جو ناگزیرہ میں جام کے پاس پناہ لی گیا اور میزرا عبد الرحیم نے قلیچ خان کو قلعہ بہروج کے محاصرہ کو بھیجا اور زور و احمد آباد میں آیا اور نصیر خان منظر شاہ کا سالاکہ قلعہ بہروج کا حاکم تھا اسات میں قلعہ میں قلعہ بند ہو کر آخر کو دکن کی طرف بھاگا اور قلعہ قلیچ خان کے تصرف میں آیا اور منظر شاہ دوبارہ جام اور میں خان حاکم جو ناگزیرہ کی اعانت سے جمعیت کر کے اس مقام میں کہ احمد آباد سے ساٹھ کوس پر پہنچا اور جب میزرا عبد الرحیم شہر سے برآمد ہو کر اس طرف متوجہ ہوا منظر شاہ سرسیمہ کو کھنکھل کی سمت بھاگا اور چند روز کے بعد باتفاق سیل اور کوئی اور کر کے جنگل سے برآمد ہوا اور ایک مقام میں لشکر بادشاہی کے مقابل انکے مقابلہ میں مشغول ہوا اور شکست پا کر اسے سنگم راجہ جلوارہ کے پاس پناہ لی گیا اور میزرا عبد الرحیم پانچ مہینے کے بعد فرمان قضا جریان کے بموجب درگاہ کی طرف روانہ ہوا اور جو منظر شاہ کو شکست دیکر ہام پید کیا تھا خطاب خان خانان سے مخاطب ہوا اور پھر حکم کے موافق گجرات میں آیا اور اسی سال برہان نظام شاہ بھری دہلہ حسین شاہ بھری اپنے بھائی مرٹضی نظام شاہ بھری سے بھاگ کر درگاہ میں آیا اور ملک ملازموں میں منظم ہوا اور شاہ فتح اللہ شاہی نے علامہ عصر تھاوہ بھی دکن سے آیا اور بادشاہ کے تقرب میں اختصاص پایا اور ۹۹۳ھ میں سوسو ترانوس بھری میں سجدہ مرٹضی سبزواری اور خدو اند خان حبشی نے صلابت خان ترک سے شکست پا کر درگاہ حجاہ میں آکر پناہ لی اور بادشاہ کہ ہمیشہ سیخ دکن کی فکر میں تھا اس جماعت کو خان اعظم میزرا عزیز کو کہہ پاس کہ مالوہ کا حاکم تھا بھیجا کہ حکم سیخ دکن کا نافذ فرمایا اور شاہ فتح اللہ شیرازی کو عضد الدولہ خطاب فرمایا کہ مہام دکن کے سرانجام کی واسطے خان اعظم میزرا عزیز کو کہہ پاس کہ مالوہ میں روانہ کیا خان اعظم میزرا عزیز کو کہہ مالوہ کی سرحد میں آیا اور جب راجہ علیخان فاروقی حاکم خاندیس کو دکنیوں کی طرف مائل دیکھا شاہ فتح اللہ شیرازی کو اسکی نصیحت کی واسطے بھیجا لیکن اسکا ارشاد اسکے دل میں اترا نہ پڑا پٹ آیا اور امرائے مرٹضی نظام شاہ بھری اور میزرا محمد تقی نظیری اور بہزاد الملک باتفاق راجہ علیخان خان اعظم میزرا عزیز کو کہہ پاس کہ ولایت ہند میں مقیم تھا انکے خان اعظم نے جنگ مناسب نہ دیکھی دوسرے راستہ سے ولایت دکن میں گیا اور پونہ میں جا کر دکن اس شہر کو غارت کیا جب میزرا محمد تقی نظیری اور بہزاد الملک اور راجہ علیخان

خار ذی بلیٹ کو چھپو کے اٹھارٹ میں آئے خان اعظم میرزا عزیز کو کہ تاب مقاومت انکی نہ لاکر نذر بار کے راستہ سے دکن سے
برآمد ہوا اسوقت جب زمان والا میرزا عبدالرحیم المشہور میرزا خان الخاطب بجا خانان کے طلب میں پہونچا وہ گجرات سے
عازم درگاہ ہوا اور مظفر شاہ گجراتی فرصت پا کر مہزاد الملک کے پاس کہ بداول الملک مشہور ہوا تھا آیا اور جمعیت کر لیا
چنانچہ سات ہزار سوار اور دو ہزار پیادہ ہم پہونچا کر بقدر قوت دست و پا مارے لیکن کام درست نہ آیا جا بجا جاکا
پھلا اور اس سال شاہنچ میرزا حاکم بدخشان عبداللہ خان اوزبک کے غلبہ سے پریشان ہو کر درگاہ میں آیا اور اصرارے
شاہی کے سلک میں منسلک ہوا اور اسی سال صبیہ راجہ بھگوانداس کی شادی طوے بخشن عظیم شاہنچہ محمد سلیم کے
عقد میں در لائے اور ۹۹۹ء نو سو چار نوے ہجری میں ایام تحویل حمل میں بطریق سنوات سابقہ مجلس نورزی کمال تجل اور آراستگی
سے منعقد ہوئی اور سنہ مذکور میں بھائی بادشاہ محمد سلیم میرزا کابل میں فوت ہوا عرش آشیانی نے میرزا عبدالرحیم بجا خانان کو
گجرات کا حاکم اور شاہ فتح اسد کو صدر اس ولایت کا کر کے اسطرت روانہ کیا اور خود پائے دولت رکاب سعادت میں لاکر
پنجاب کی طرف روانہ ہوئے اتناے راہ میں صادق محمد خان کو بھکر کی حکومت پر روانہ فرمایا اور کنوریان سنگم ولد راجہ بھگوانداس
کو کابل میں بھیجا وہ فرزند ان محمد حکیم میرزا کو کہ خود سال تھے فریدون خان اور افسرے محمد حکیم میرزا کے ہمراہ لاہور میں لایا اور
اپنے فرزند کو ہمراہ خواجہ شمس الدین محمد خانی کے کابل میں چھوڑا اور جب عرش آشیانی اٹک رہتاس میں کہ متحدات انحضرت سے
ہو روان ہوئے شاہنچ میرزا اور راجہ بھگوانداس اور شاہ فیلیخان محرم اور بھی امرائے نامدار دیگر کو مع قریب پانچ ہزار سوار کے ولایت
کشمیر کی تسخیر کیواسطے مقرر فرمایا اور زرین خان کو کہ کو مع فوج آراستہ سر پر افغانان سواد و بچور روانہ کیا اور کنوریان سنگم ولد
راجہ بھگوانداس کو بقصد اخراج افغانان روشتانی کہ ظلمت کنو زندہ قہ میں شہرت رکھتے تھے بھیجا اور کہتے ہیں ایک شخص
ہندوستانی نے کہ اپنا نام پیر روشتانی مشہور کیا تھا افغانوں کے درمیان جا کر بغضیں مری کیا اور جب وہ فوت ہوا اسکا بیٹا جلالہ
کہ جو وہ برس کا تھا بادشاہ کی ملازمت میں آیا اور چند عرصہ من بجاگ کر افغانوں کے درمیان میں گیا اور ایک خلق
کثیر کو ساتھ اپنے شفق کر کے ہندوستان اور کابل کے راستہ کو سد و کیا اور جب بادشاہ پر افغانان سواد و بچور کی جمعیت
کی حقیقت مشکف ہوئی سعید خان کہکرا در شیعہ بعضی شاعر اور ملا شیری شاعر اور صالح عاقل کو زرین خان کو کہ کی
مدد کیواسطے روانہ کیا اور انکے پیچھے حکیم ابو الفتح گیلانی کو مع امرے متور زرین خان کی ملک کے لیے مقرر فرمایا ان لوگوں
نے باوجود ایسے لشکر کے افغانوں سے شکست فاش کھائی خواجہ عزت بخشی اور راجہ ببریل اور ملا شیری اور ایک جماعت
اور مردم معتبر اور معتد سے مع آٹھ ہزار سوار کے شہرت فنا چکھا اور زرین خان کو کہ اور حکیم ابو الفتح گیلانی نے ہزار محنت
و مشقت آب کو قلعہ اٹک رہتاس میں ۹۹۹ء نو سو چار نوے ہجری میں بلالزمت فائز کیا اور کنوریان سنگم ولد راجہ
بھگوانداس کہ افغانان روشتانی کے تدارک کو گیا تھا نائل خیر میں اُسے ہم مصاف ہوا اور ایک جماعت کثیر کے خون سے
زمین کو رنگین کیا اور بادشاہ اٹک رہتاس سے لاہور میں تشریف لائے کنوریان سنگم ولد راجہ بھگوانداس کو کابل کی
حکومت اور افغانان خیر کی نایب کو تعین فرمایا اور اس سال دخترائے سنگم کو کہ امرے معتبر سے تھا شاہنچہ محمد سلیم کے
عقد میں لایا شاہنچ میرزا اور راجہ بھگوانداس کہ کشمیر کی طرف گئے تھوڑے باران اور قحط غلہ سے عاجز آئے کشمیر یون سے
صلح کی اور زعفران زار اور دار الضرب کشمیر کو خالص شاہی کر کے بازگشت کی بادشاہ نے وہ صلح قبول نفائی محمد قاسم خان
امیر بکر کابل کو مع جماعت امراد و بارہ کشمیر کی تسخیر کیواسطے روانہ کیا اور اس نہج سے دہستان سلاطین کشمیر کی مرقوم ہوئی

کہ جب اہل کشمیر آسپین مشغول ہوئے لشکر بادشاہی بفرارغ خاطر کشمیر میں داخل ہو کر متصرف ہوا اور اس سال سلیمان میرزا
جہد شاہ سراج میرزا بھی کابل سے لاہور چلے آئے بادشاہ کی ملازمت میں مشغول ہوئے اور عرش آشیانی نے عبدالعزیز خان بازرگ
ملک توران کے بیٹے کو کہ قبل اسکے انکس ریہاس میں ملازمت میں آیا تھا ہمراہ حکیم ہام برادر علامہ نعلان عضد الدولہ حکیم
ابوالفتح گیلانی اور میر صدر جہان کے سید سادات حبیبی تنوخی سے قلعہ تحف و ہدایا کے قریب ایک لاکھ روپیہ کے ہوتا تھا
خصت انصاف کی فرمایا اور شہسود سو چھیا نوے ہجری میں جب جلالت غایہ پایا اور سید جہان بخاری کو قتل کیا اور
کنویرانہ کو بنگش کی طرف مقرر کیا بادشاہ نے عبدالطالب خان اور محمد قلی بیگ اور حمزہ بیگ ترکمان کو اسکے
تدارک کی واسطے تعین کیا انھوں نے جلالت کو زیر کیا بہت لوگ اس گروہ میں سے قتل کیے اور اس سال ملازمت سلطان
خسرو ولد شاہزادہ عالمیان محمد سلیم خیر راجہ بھگوانداس سے وقوع میں آئی عرش آشیانی طلوع اولین کو کب میرہ سے
نہایت خوشحال اور مخلص ہوئے اور جن کی آرائش میں نہایت رجب پوشش فرمائی اور محمد صادق خان نے ان دنوں میں
حسب الفدان نصاب جریان سہو ان سندھ کو محاصرہ کیا اور خانی بیگ حاکم قلعہ نے عاجز ہو کر بیٹھی با تحف و ہدایا درگاہ میں بھیج کر
اطہار اطاعت اور انقیاد کیا اور محمد صادق خان حسب الحکم ترک محاصرہ کر کے بھکر کی سمت روانہ ہوا اور اہل شہر
برسج انسانی سنہ مذکور میں زمین خان کو حکومت کابل پر مامور ہوا اور کنویرانہ سنہ ولد راجہ بھگوانداس لاہور میں آیا اور آخر
ماہ برسج انسانی میں میرزا عبدالرزاق صاحب بخا خانان ولد بیرم خان ترکمان اور علامہ الزمان عضد الدولہ تاج شاہ
شیرازی حکم والا کے بموجب لاہور میں آنکر سعادت بساط بوس سے مشرف ہوئے اور اسید طبع محمد صادق خان نے
بھکر سے آنکر سعادت خدمت بابرکت حاصل کی عرش آشیانی نے کنویرانہ سنہ ولد راجہ بھگوانداس کو امارت اور ریاست
مبار و حاجی پور اور پٹنہ عنایت فرما کر اس طرف روانہ کیا اور کشمیر کی حکومت سید یوسف خان شہیدی کو امداد و فرمانی
اور محمد قاسم خان امیر بھرکالی کو کہ کشمیر کے زمینداروں سے عاجز ہوا تھا حضور میں طلب کیا اور محمد صادق خان کو افغانان
یوسف زلی کے وضع کی واسطے سواد و پور میں بھیجا اور اسمعیل تلخان کو کہ اس طرف تھا طلب کر کے گجرات میں روانہ کیا
اور قلیچ خان کہ بعد میرزا عبدالرحیم تلخا صاحب بخا خانان کی حکومت گجرات باقی تھی درگاہ میں حاضر ہوا اور شہسود سو ستانوے
ہجری ماہ جمادی الثانی میں عرش آشیانی نے کشمیر کی عزیمت فرمائی جب ہیرہ میں کہ وہاں سے کوستان کشمیر شروع
میں پہونچے اہل حرم کو مع شاہزادہ مراد اور دروہان چھوڑ کر سری نگارین کہ بائے تخت کشمیر پر تشریف لے گئے اور
علامہ زمین عضد الدولہ شاہ فتح شیرازی کو جو گجرات سے باہر خدمت فیض مہربان میں حاضر ہوا تھا کشمیر میں
عالم بقا کی طرف راہی ہوا بادشاہ نہایت غمگین اور متاثر ہوئے اور شیخ فیضی شاعر نے مثنوی اسکا ترکیب بند موزون
کیا کہ اول بیت اسکی یہ ہو بیت و گرنہ کام آن آد کہ عالم از نظام افتد بہ جہان عقل را در نیمروز علم شان افتد
عرش آشیانی بعد از فتح نہایت گاہ کشمیر سیر کابل کے عازم اور طر مسافت میں مشغول ہوئے اور حکیم ابوالفتح گیلانی جو بہرمان
اور صاحب بادشاہ کا تھا اور بخت و دولت کی طرح ہمیشہ ملازمت میں حاضر ہو کر نرم اخلاص کے صفو نصیر پر لکھتا تھا
منزل دمن پور میں سفر آخرت اختیار کیا اور باحسن ابدال میں مدفون ہوا اور جب بادشاہ انکس ریہاس میں پہونچے
شہباز خان کنہو کو افغانان یوسف زلی کے وضع کی واسطے تعین فرمایا اور کوچ بر کوچ کابل کی طرف روانہ ہوئے اور اس مقام میں
حکیم ہام اور میر صدر جہان برادر علامہ زمان حکیم ابوالفتح گیلانی کہ بطور بیٹھی گرمی عبدالعزیز خان اور یک ماہ اور انہیں گئے تھے

ایلیچ نے عبداللہ خان، وزیر کے پاس آنکلمات کی اور بادشاہ نے درت دو مہینے اوقات صرف سپہ سالار اور
گلزار زبانی ساٹھان کا بل کو مکتون انعام اور مرہون احسان کیا اور جب خبر پہنچی کہ راجہ ٹوڈر مل اور راجہ بھگوانداس نے
لاہور میں حیات مستعار سپہ قاضی اور وح کی کابل کی حکیمت محمد قاسم خان امیر بکر کابلی کا ملے سے نہری سے قتل ہو
دیکر فوج بیگ کو اسکی مدد کیو آئے چوڑا اور محرم کی بیسویں تاریخ شہ نوسو اٹھانوے ہجری میں مراجعت بہ لاہور فرمائی
اور گجرات کی حکومت خان اعظم میرزا عزیز کو لگو لگو دیکر مالوہ سے اسطرت بھیجا اور شہاب الدین حاکم مالوہ کی حکومت پر مامور ہوا
اور خان اعظم میرزا عزیز کو کہ جب گجرات میں پہونچا سہمی جام کے سر پر کہ زمینداروں اس حدود سے تھا اسنے لشکر کھینچا
اور جام زمیندار بھی دولت خان ولد امین خان کے اتفاق سے کہ بعد فوت پدر چونا گروہ کا والی ہوا تھا میں نہرا سوار بیکر کابل
آیا جنگ شدیدا و زور عظیم واقع ہوا چنانچہ محمد رفیع خان بخشی اور محمد حسین اور میر شرف الدین میر لوتیاب کے بھائی
کو امر سے نامدار بادشاہی تھے بدریہ تہاوت فائز ہوئے اور بڑا بیٹا جام کا اور وزیر اسکا مع چاہیہ راجہ جوت مقتول ہوئے
اور رفیع نصرت خان اعظم میرزا عزیز کو کہ کہ قریں حال ہوئی اور جو کہ عبداللہ خان وزیر بکر بخشان بیکر کابل کی نکوین تھا بادشاہ
نے چند سال لاہور سے اور اس حدود سے حرکت نہ کی اور جو اس عرصہ میں میرزا جانی والی سندباد وجود قرب رجا اور زبان طلب کے
طلاست کیواسلے نہ آیا بادشاہ نے میرزا عبدالرحیم خانخانا کو مع ایک جماعت امر سے نامدار شہ بیگ خان کابلی اور
فریدون بیگ بہرلاس اور محمد خان بازاری اور سید بہادر الدین بخاری وغیرہ اور سوزنجیہ فیل اور توچانہ بسیار سند کی سپہ اور بلوچوں کے
و فتح کیواسلے نامزد فرمایا اور شہ نوسو اٹھانوے ہجری میں شہاب الدین احمد خان نے مالوہ میں اس دارنا پائدار سے انتقال کیا اور
عرش آشیانی نے چار شخص کو چار کن کے کن کیطرت برسم پلی گری بھیجا شیخ فیضی شاعر کو آسیر اور برہانپور میں اور خواجہ
امین الدین کو احمد نگر کی مست اور میر محمد امین شہیدی کو پنجابور میں اور میرزا مسعود کو بہانگر کیطرت روانہ کیا اور اسکے پیچھے
شہزادہ مراد الشہور بہاری کو حکومت مالوہ دیکر اور اسمعیل قلچان کو انا لبق کر کے روانہ کیا اور شہزادہ جب گویا کے
اطراف میں پہونچا یہ خوشی کہ مدد کن زمیندار محمد اس نواح کا برگات بادشاہی میں مراجعت پہونچا تاہیہ سننے ہی
اسطرت متوجہ ہوا اور حسبوقت کہ شاہزادہ نے وہاں سے کوچ کیا خان اعظم میرزا عزیز کو کہ جب سنا کہ دولت خان امین خان کا
بتیا کہ جنگ میں زخمی ہو کر چونا گروہ کیطرت گیا تھا اور سات مہینے اس قلعہ کو محاصرہ کر کے مفتوح کیا اور اسی سال میرزا عبدالرحیم
خانخانا نے قلعہ سہوان کو جو آب سند کے کنارے واقع ہے محاصرہ کیا اور میرزا جانی والی سند بھر با اتفاق وہاں کے زمینداروں
کے مع غراب اور کشتی اور توچانہ بسیار اسطرت متوجہ ہوا اور سات کوس پہونچکر سو غراب دور و سو کشتی بھری ہوئیں تیر انداز
اور توچی سے آگے بھجیں اور میرزا عبدالرحیم نے باوجود اسکے کہ چھپیں غراب سے زیادہ اپنے پاس موجود نہ رکھتا تھا مقابلہ کیا
اور ایک شبانہ روز جنگ کر کے غنیمت سے غراب چھپیں لی اور دو سو آدمی کے قریب قتل کیے اور باقی بھاگ کر میرزا جانی والی
سند کے پاس گئے اور میرزا جانی ماہ محرم شہ اکبر زہری میں آب سند کے کنارے آیا اور ایسی زمین میں کہ اطراف اسکے
آب و غلاب نفاذ و کش ہوا اور میرزا عبدالرحیم نے مقابل آنکرا سکو محاصرہ کیا دو مہینے کا مٹن ہر روز متوجہ گرم رہا اور
سپاہ طغیوں کی کام آئی اور اندون مردم سند نے راہ آما و شد غلام کے خانخانا کے لشکر پر بندی کہ ایک روٹی جان کے برابر گرا
ہوئی تھی نظم گشت زمان تنگی جانے ننگدل اگر سنہ نالان وسیان سنگدل ہر کہ اویدار زمان بودے ہوس
تیس خور در آسمان ویدے ولس خانخانا نے اس سبب سے ایک جماعت کو قلعہ کے محاصرہ کیواسلے چوڑا کر دینے کو چ کیا

اور ٹھٹھہ کی طرف روانہ ہوا میرزا جانی دلی سندھ و مہسوان کو کم جمعیت خیال کر کے اُنکے سر پر گیا اور میرزا عبدالرحیم خان خانان نے اس حال سے آگاہی پا کر دولتان لودھی کو کہ سپہ سالار اسکا تمام املا سے بزرگ اس جماعت کی ملک کو بھیجا اور وہ دودن میں اسی کوس کی مسافت طے کر کے مہسوان میں آیا اور میرزا جانی نے اس فوج کو مانڈہ اور ستہ پا کر دوسرے دن پانچ روز سوار سے میدان جنگ میں آنکڑا تش حربہ فروختہ کی اور دولتان لودھی باوجود اسکے کہ دو ہزار سوار سے زیادہ اپنے ہمراہ نہ رکھتا تھا حرب میں مصروف تھا اور میرزا جانی کو اُسے منہزم کیا اور میرزا جانی موضع اور میں دریا کے کنارے فروکش ہوا اور میرزا عبدالرحیم خان خانان نے اس طرف سے اور اس لشکر نے اس طرف سے جا کر اسکو درمیان میں لیا اور غلاؤ آؤ دفعہ کی رسید اسپر ایسی مسدود کی کہ میرزا جانی کی فوج اور لشکر اور گھوڑا فوج کر کے کھانی تھی اور میرزا جانی عاجز ہو کر صلح کا طلب کیا ہوا اور اپنی بیٹی میرزا بیج بڑے بیٹے میرزا عبدالرحیم خان خانان کو دیکر اقرار کیا کہ بعد ایا م برسات کے بلا توقف درگاہ میں حاضر ہونگا اور اندون میں سید یوسف خان مشہوری فرمان اشرف کے بموجب اپنے چھوٹے بھائی میرزا یادگار کو کشمیر میں چھوڑ کر درگاہ میں آیا اور میرزا یادگار کشمیر کے ایک بڑے زمیندار کی بیٹی اپنے عقد نکاح میں لایا اور اہل کشمیر کی ملک اور نوی ہشت ہونیکے واسطے نشان مخالفت کا بلند کیا اور وہاں کا خطبہ اپنے نام پڑھا کہ فوج و چشم کی فراہمی میں مصروف ہوا اور قاضی علی میرزا و ان کشمیر و حسن بیگ بدخشی جو کشمیر کا تحصیلدار اور خراج گذار تھا میرزا یادگار سے جنگ کر کے قاضی علی مقتول ہوا اور حسن بیگ کشمیر سے نکل گیا عرش آشیانی نے یہ خبر سن کر جو کہ میرزا یادگار کل یعنی گنجا تھا یہ بیت کہی بیت کلاہ خسروی و تاج شاہی بہر گل کے رسید عاشاد کھا بہ بھر شیخ فرید بخشی کو کہ شیخ زاد ہا کے دہلی سے تمام ایک جماعت احمد اسطوف حاضر کیا اور میرزا یادگار سے جمعیت عظیم مقابل آنکڑا تش فروکش ہوا ناگاہ کچھ شب گزرنے کے بعد قبائل اکبری نے اپنا کام کیا اپنی صادق بیگ اور ابراہیم خان کہ سید یوسف خان مشہوری کے ملازمان قدیم سے تھے منصب اور تقسیم تنخواہ کے بارہ میں میرزا یادگار سے رنجیدہ ہو کر اسکے سر پر سخت لاساؤں اور وہ یہ شور و غوغا سن کر خیمہ سے نکل گیا اور صحرا میں جا کر ایک سنگ کی بناء میں مخفی ہوا صبح صادق کے طلوع کے وقت صادق بیگ اور ابراہیم خان نے اس سے دستیاب کر کے اسکا ہاتھ سے جدا کیا اور شیخ فرید دہلوی کے پاس بھیجا تاہم بزدلی سے کشمیر دوبارہ اولیا کے دولت قاہرہ کے تصرف میں آیا اور اسکے بعد عرش آشیانی دوبارہ کشمیر کی سیر کی اور اسطو سوار ہو کر اور جالبیس روز وہاں کی سیر کر کے حوض زین النکا اور عمارت سلطان زین العابدین اور برف بستے کا تماشا دیکھا پھر اس ملک کی حکومت سید یوسف خان مشہوری کو عنایت فرمائی پھر رہتاس اور پنجاب کی طرف روانہ ہوئے اور اسوقت میرزا عبدالرحیم خان خانان اور میرزا جانی دلی سندھ نے اپنے ایک دوسرے ایک دوسرے سے آنکڑا تش حربہ کی اور میرزا جانی دلی سندھ ملک مراے سہ ہزاری میں مسلک اور غنیمت ہوا ولایت سندھندگان بادشاہی کے قبضہ میں آئی اور اس سال خان اعظم میرزا عزیز کو کہ گنگا کے تدارک کو کہ زمینداران عمدہ بگڑات سے تھا اور مظفر شاہ بگڑاتی کو پناہ دیکر ساتھ تلبہ و تجربہ کے گزرا تھا لشکر کھینچا اور حسن ندیر سے مظفر شاہ بگڑاتی کو دستیاب کر کے احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور مظفر شاہ نے اُٹھائے راہ میں تجدید و تقو کے بہانہ ایک گوشہ میں جا کر آسترہ سے کہ اسی دن کی واسطے اپنے پاس رکھتا تھا چھتھیں ملک کیا اور خان اعظم میرزا عزیز کو کہ گنگا کے تدارک میں بھیجا اور خود احمد آباد گیا اور اس سال راجہ مان سنگھ این راجہ بھگوانداس پسران اور برادران قتلوی افغان سے جنگ کر کے غالب آیا اور ولایت اوڈیسہ کو کہ من احوال بنگالہ سے ہوا اُنکے تصرف سے برادر دہر کے ایک سوار میں باقی تھی کہ

انغافون کی جنگ میں ہاتھ آئے تھے بادشاہ کی درگاہ میں ارسال کیے اور عرش آشنیانی نے جو دس برس سے خان اعظم میرزا عزیز کو کوہنہ کیا تھا حضور میں طلب کیا اور خان اعظم میرزا عزیز کو کہ بہ وقت حرمین شریفین کی زیارت کا شوق دل میں رکھتا تھا مع عیال و اطفال اور خزانہ کشتی میں سوار ہو کر حجاز کی طرف روانہ ہوا عرش آشنیانی نے یہ خبر سن کر شاہزادہ مراد المشہور بہاری کو مالوہ سے گجرات کی حکومت پر مقرر کیا اور صادق محمد خان کو اسکی وکالت پر تعین فرمایا شاہ رخ میرزا کو مالوہ کی حکومت دی اور شہباز خان کنبو کو کہ تین برس سے قید تھا رہا کر کے اسکی وکالت پر تعین کیا اور جو قبل اسکے جلالہ یعنی پیر و شنائی کا بیٹا کہ کوہستان خیبر سے عبداللہ وزیر بک کے پاس گیا تھا اسوقت بلٹ کر خیبر میں آیا اور ہندو درکابل کے راستہ کو مسدود کیا میرزا جعفر قزوینی کہ سال گذشتہ میں بخطاب آصف خان اختصاص پاکر جلالہ کے دافع کیواسطے مقرر ہوا تھا اس سے جنگ میں غالب آیا اور جلالہ مذکور کو مع اہل و عیال و روادعلی بھائی اور دیگر اسکے عزیز و اقارب کے کہ چار سو آدمی تھے دستگیر کر کے درگاہ میں لایا اور ان اچھیون نے جو کہ دکن گئے تھے معاہدہ کر کے اسطرف کے بادشاہوں کی خبر عدم طاعت پہنچائی بادشاہ نسخہ دکن کا عازم ہوا اور شاہزادہ وانیان کو ماہ محرم سنہ ایکہزار اور دو ہجری میں دکن کی تسخیر کیواسطے تعین فرمایا اور اسکے بعد شاہزادہ لاہور سے براہد ہو کر سلطانپور پہنچا بادشاہ کی رائے نے تغیر فرمایا شاہزادہ مذکور کو پھر واپس طلب کیا اور میرزا عبدالرحیم خان خانان کو مع اس لشکر کے جو شاہزادہ کے ہمراہ تعین ہوا تھا نسخہ دکن کو بھیجا اور اُس سال میرزا رستم بن سلطان حسین میرزا بن بہرام میرزا بن شاہ اسماعیل صفوی کہ حکومت سندھ صاری رکھتا تھا بھائی کی مخالفت اور وزیر بک کے غلبہ سے ملازمت کو آیا اور قلعہ قندھار پیشکش کیا اور سلک میں امرائے پنجزاری کے منتظم ہو کر حاکم ملتان ہوا اور اُس سال میرزا عبدالرحیم خان خانان جو سندھ و بہونچا نظام شاہ بھری نے کہ ملازمت شاہ سے رخصت کیوقت اقرار کیا تھا کہ ملکیت برابر عرش آشنیانی کے پیشکش کروں گا اندون میں عنایت خان شیدازی کو کجابت خان خانان کے پاس بھیجا کہ اطاعت کی لیکن انھیں دنوں میں مرض الموت مبتلا ہو کر سنہ ایکہزار تین ہجری میں مر گیا اور اسکا بیٹا ابراہیم نظام شاہ بھری قائم مقام ہوا وہ ابراہیم عادل شاہ کے جنگ میں مارا گیا اور میان منجھو خان جاگی نے کہ پیشوا اسکا تھا احمد نام اپنے ایک بیٹے کو خاندان نظام شاہیہ میں منسوب کر کے اپنا حاکم کیا اور امرائے حلا و طاعت سے بھیر کر منازعت کیواسطے مستعد ہوئے اور میان منجھو خان جو طاقت انکے مقابلہ کی رکھتا تھا قلعہ احمد نگر میں متحصن ہوا اور علی احمد آباد گجرات میں بھی کچھ شاہزادہ کو پیغام دیا کہ اسطرف ہرج و مرج ظاہر ہونے سے کام نظام سے تبریک اگر آپ سبیل استعجال اسطرف قدم رنجہ فرما دیں قلعہ آپکے سپرد کروں گا اور جو اسوقت شاہزادہ کو بھی فرمان نسخہ دکن کا پہنچا تھا بے عزت تمام آٹھ ہزار سے احمد نگر کی سمت روانہ ہوا اور میرزا عبدالرحیم خان خانان مندومین یہ خبر سن کر کہیں میں تھا با اتفاق لشکر شاہ رخ میرزا اور شہباز خان کنبو اور راجہ جگن ناتھ عموی راجہ مان سنگھ اور راجہ ورگا اور راجہ رام چند اور بھی دیگر امرائے ہمدرد جمیل دکن کی جانب متوجہ ہوا اور راجہ علیخان والی خاندیس بحسن تدبیر مع پانچ ہزار سوار قلعہ کالندھن جو دکن کی سرحد میں ہوا شاہزادہ مراد سے جا ملا اور کوچ متواتر وہ احمد نگر کی طرف عازم ہوئے اور میان منجھو خان کہ امرائے مخالف کو دافع کے مستقل ہوا تھا شاہزادہ کے طلب کرنے سے یشیمان ہوا قلعہ کو مع ذخیرہ اور آذوقہ جانبداری و خیر حسین نظام شاہ بھری کے سپرد کیا اور مردم جنگی اور اعتباری اسکے پاس چھوڑ کر خود مع فوج چٹا احمد کے ہمراہ حلا و طاعت کی طرف گیا شاہزادہ اور میرزا عبدالرحیم ساتھ اس تفصیل کے جو شاہزادہ دکن میں مرقوم ہوئی شہر سبج الشانی

مستندہ ایکہزار چار سچری میں احمد نگر پہونچ کر قلعہ کے محاصرہ اور نقب کھودنے اور مدد نہ ملنے میں مشغول ہوئے چاند بی بی نے مروانہ دارانکے مدافعت میں قیام کیا عادل شاہ اور قطب شاہ سے مدد طلب کی اور جب تین مہینے میں پانچ نقب برج کے نیچے پہونچیں اہل قلعہ نے واقف ہو کر قلعہ کی طرف سے دو نقب کا ٹکڑا باروت برادرہ کر کے بھجوا کر دیو گت قبوں کی تلاش میں ہوئے کہ شاہزادہ اور صادق محمد خان میرزا عبدالرحیم خان خاناں کے بے اطلاع مسلح اور مکمل ہو کر بعد جمعہ کے نماز غرہ ماہ جب سندھ کو رہن قلعہ کے قریب گئے اور بقصد اسکے کہ فتح اپنے نام ہوگی نقبوں میں آگ دی پس تین نقب کو چھین بارت تھی موازی بجاس گز دیوار قلعہ اڑا کر خنہ عظیم بہم پہونچایا اور ان دو نقبوں بیکار شدہ کی آتش افروزی کا کہ باروت خالی پہونے سے خبر نہ رکھتے تھے انتظار کھینچا سپاہ کو قلعہ میں جانے نہ دیا چاند بی بی فرصت پا کر رقعہ بہن خنہ سے قلعہ کی طرف آئی اور توپ اور ضرب زین مارا تو پھر بہت اس خنہ میں نصب فرمائے ہر چند سپاہ مغل حملہ آور ہوئی فرصت قلعہ میں داخل ہوئی کی نیائی شب کو محروم اور ناکام اپنے مقام میں لگی اور چاند بی بی نے تمام شب ایستادہ ہو کر خرو و بزرگ اور مرد و زن قلعہ کو رخنہ سے مسدود کرنے کو مامور کیا اور طلوع صبح تک سنگ اور گول اور جسامد مردہ سے تین گز دیوار بلند کر کے مقام مدافعت میں ہوئی اس درمیان میں مشہور ہوا کہ سہیل خان خواجہ سرسرتشکر عادل شاہی مردم نظام شاہیہ اور قطب شاہیہ کو ہمراہ لیکر صبح سترہزار سوار احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا اور جب لشکر میں غلہ گران ہوا گھوڑے ضعیف و ناتوان ہوئے میرزا عبدالرحیم خان خاناں نے صلح میں صلاح دیکھی اور چاند بی بی بھی ضیق محاصرہ سے بہتنگ آئی تھی صلح قبول کر کے اور کیا کہ ولایت برار جیسا کہ برہان نظام شاہ بھری نے بادشاہ کی پیشکش کی تھی شاہزادہ کے متعلق رہے اور احمد نگر مع مضافات بہار نظام شاہ برہان نظام شاہ بھری کے پوتے کے نام مقرر رہے قصہ اس طریقے سے طرین سے عہد و پیمان درمیان میں آیا شاہزادہ اور میرزا عبدالرحیم کو چ کر کے برار گئے اور بالا پور کے قریب ایک شہر موسوم شاہ پور احداث کر کے آباد کیا اور ان دنوں میں شاہزادہ جہن طوی کر کے بہادر خان فاروقی کی دختر اپنے عقد میں لایا اور برار کے پرگئے امر پر تقسیم کیے اس وقت شہباز خان کنہو کہ امرے کلان سے تھا شاہزادہ سے بخیمہ ہو کر بے رخصت مالوہ کی طرف گیا اور چاند بی بی نے بہادر نظام شاہ خلع برہان نظام شاہ بھری کو احمد نگر کا حاکم کیا اور بہنگ خان حبشی نے دوبارہ سرداروں کے زمام اختیار قبضہ میں لانے سے غلبہ تمام بہم پہونچایا باوجود اسکے چاند بی بی راضی نہ تھی عادل شاہ اور قطب شاہ سے مدد طلب کر کے مع بجاس ہزار سوار عزم زرم امرے مغل میں برا کی طرف متوجہ ہوئی اور میرزا عبدالرحیم خان خاناں اور شاہزادہ اور صادق محمد خان کو شاہپور میں چھوڑ کر خود ہمراہ شاہجہ میرزا اور راجہ علیخان فاروقی حاکم برہان پور وغیرہ کے مع موازی میس ہزار سوار و کنبوں کے حرب کیواسطے آب گنگ سون پت پر استقبال کیا اور چند روز وہاں مقام کر کے مردم دکن کی طرح اور وضع دریافت کر کے اور افواج کو آراستہ کر کے آب گنگ سے کراوٹ تک تھا مع جو کیا اور ماہ جمادی الثانی کی سترہویں تاریخ شہنشاہ ایکہزار پانچ سچری میں سہیل خان سپہ سالار عادل شاہیہ مع سپاہ کثیر مقابل آیا امرے نظام شاہیہ کو مسیمہ میں اور امرے قطب شاہیہ کو مسیمہ میں مقرر کیا اور نہایت غرور اور تکنت سے میدان کی طرف روانہ ہوا اور آواز نہ مل سن مزید کی بلند کی اور میرزا عبدالرحیم خان خاناں نے پہلے اسکا مقابلہ اختیار کیا اور آخر اسے تبدیل کر کے عین جنگ میں راجہ علیخان فاروقی اور راجہ راجندر بھی امرے راجپوت کو اسکے مقابل چھوڑا اور انھوں نے سہیل خان کے ہراول کو شرف کیا اور جب سہیل خان پر حملہ کیا اسنے اداں ضرب توپ و فنگ و بان سے بہت مردم غاندیس اور راجپوت ضائع کیے

اور اس وقت بہادران دکن نے اربابوں کے پیچھے سے برآمد ہو کر دودھ مری اور مردانگی دی جنانچہ راجہ علی خان اور راجہ رام چند تین ہزار مرد اہل نبرہ سے مقبول ہوئے اور قریب شام کے کہ زیادہ دو گھنٹہ دن سے باقی نہ رہا تھا کوئی شخص سہیل خان کے مقابل نہ تھا اور وہ اس گمان سے کہ میں نے میرزا عبدالرحیم خان خانان کو شکست دی ہو آگے بڑھا اور جو میرزا عبدالرحیم راجہ علی خان وغیرہ کے قتل ہوئی کی خبر رکھتا تھا وہ بھی غنیمت کی طرف بٹھیر جا کر دکنی مغلوں کی جنگاہ میں کہ مار کر کے ایستادہ تھے ہو چکا تھا راجہ بن مشغول ہوا اور جو لوگ ناراج غنیمت کے بعد از فتح کا اپنی نسبت دیتے تھے حفظ غنائم کی واسطے اس شخص کو اپنی سرحد کی طرف روانہ ہوئے اور سہیل خان ٹھوڑے آدمیوں سے ایک مقام میں ہو چکا فروکش ہوا اور جو شعل نہ تھی اور کوئی شخص خبر ایک دوسرے کی نہ رکھتا تھا ماریکی میں بٹھیا میرزا عبدالرحیم خان خانان نے بھی کہ دشمن کو آگے سے ہسپا کیا تھا ایسے مقام میں کہ جہاں سہیل خان کے ارباب آتش بازی کے تھے ہو چکا آئے بھی تیار کی میں توقف کیا اور بہت مغلوں سے کہ انھیں شکست متیقن ہوئی تھی مفروضہ ہو کر ایسے جولان ہوئے کہ شاہ پور تک باگ نہ سوڑی اس درمیان میں سہیل خان کے روبرو چند چراغ روشن ہونے سے روشنی نمود ہوئی میرزا عبدالرحیم نے آدمی بھیج کر دریافت کیا کہ سہیل خان جو تہ چاہتے ہیں اور ضروریات کہ قیدیوں سے پر باروت اور تیار و ستیاب ہوئی تھیں سرکین اور گولی اور گرہب انکے درمیان ڈال کر ولولہ برپا کیا سہیل خان نے جب جانا کہ غنیمت درمیان میں ہو چکا غن کو خاموش اور نقل مکان کیا اور آدمی اطراف و فواح میں بھیج کر ایک جماعت فوج متفرق کو اپنے پاس فراہم کیا اور میرزا عبدالرحیم خان خانان نے بھی دشمن کی موجودگی پر واقف ہو کر ہتھیار بجا لے اور گڑھے چھوڑ کر خبردار کیا کہ انواج بادشاہی جو اس صحرا میں موجود تھی صدائے نقارہ سے فوج فوج اور جوق جوق خان خانان کے ملازمت میں آئی اور جو وقت کوئی سردار یا کوئی فوج اسکے پاس آتی تھی ہر دویم کی مصلحت سے لے کر لایا جھوکتے تھے اور اہل اسلام جوش و خروش میں آنکھ پھڑکے بغیر بلند کرتے تھے چنانچہ اس شب کو گیارہ مرتبہ کرنا جھوٹے گئے اور سہیل خان نے بھی اس رات کو آدمی اطراف و جانب میں بھیج کر جس قدر ممکن ہو سکا انکار کن کا جمع کیا دوسرے دن جب آفتاب نے علم شجاعت باند کر کے مع نیزہ و شمشیر اپنا رخ انور چمکایا سہیل خان دس بارہ ہزار سوار لیکر میرزا عبدالرحیم خان خانان کی طرف متوجہ ہوا اور خان خانان باوجود اسکے کہ نین یا چار ہزار سوار سے زیادہ نہ رکھتا تھا استوکل علی اللہ دشمن کے دافع کی واسطے مستعد ہوا اور حرب شدید سے سہیل خان چند زخم کھا کر پشت فرس سے جدا ہوا اور اسکے ملازمان قریب نے باجوہم کر کے گھوڑے پیسوار کیا اور دونوں طرف سے اسکے بازو بکڑ کے متحرک سے باہر لپکے اور میرزا عبدالرحیم خان خانان کیساتھ نیزہ جنگی کے شہرت رکھتا تھا اس فتح غیبی اور نصرت الہی سے نہایت شاد ہوا اور جباروں کے بعد شتا ہجور میں آیا اور عرض آشیانی کہ عبداللہ خان اور بیک کی خیریت سنی تھی بحال الطمینان لاہور سے آگرہ کی طرف تشریف لائے تھے اس فتح کی بشارت سے نہایت مسرور ہوئے گھوڑا اور خلعت میرزا عبدالرحیم خان خانان کے واسطے ارسال فرمایا لیکن چند عرصہ کے بعد جب صادق محمد خان کے نفاق سے درمیان نشاندہ مراد اور میرزا عبدالرحیم خان خانان کے غبار کلفت کا بلند ہوا عرش آشیانی نے سید یوسف خان شہیدی اور شیخ ابوالفضل کو شاہزادہ کے پاس بھیجا اور میرزا عبدالرحیم خان خانان کو شہداء بکترارچہ پیری میں اپنے حضور طلب کیا اور دشمنوں کی شکایت اور بدی سے چند عرصہ تک مخاطب اور معاتب اور مخذول رکھا اور خان خانان کے آنے کے بعد سید یوسف خان شہیدی اور شیخ ابوالفضل قلعہ ترنالہ اور کاویل اور کھڑک کو جو ملکات برابریں واقع ہیں اور عرصہ قلیل میں مفتوح کر کے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے

ناگاہ شاہزادہ انھیں دفن میں مرض صعب میں گرفتار ہو کر باہر سوال شدہ ایک روز صحت بحری میں دوسرے انہیں کی تسخیر کا
عازم ہوا یعنی فوت ہوا اور پہلے بلدہ شاہ پور میں مدفون ہوا آخر کیا ہے وہی لکھا اور اسکے جہانگیر الدین شاہ کا لون بادشاہ کے
پہلو میں لٹایا اور یہ مصرع اسکی تاریخ وفات کا ہر مصرعہ از گشت اقبال منالی اندہ گم + عرش آشیانی شاہزادہ کی فوت سے
نہایت محزون اور غمگین ہوا اور شیخ دکن میں زیادہ تر ساعی ہوا اور حجبہ اسے نظام شاہی نے غلبہ کیا کہ شہر خواجہ جاگیر دار
پر گتہ ہیر کو منہزم کر کے ہیر کو محاصرہ کیا اور رسید یوسف خان مشہدی اور شیخ ابوالفضل انکے مقابلہ سے عاجز آئے بادشاہ
سیراج عبدالرحیم خانخانان کی نسبت مقام نوازش میں ہو کر سدر لطافت ہوسے اور اسکی دفتر جہان بیگم کو شاہزادہ دانیال
کے عقد ازدواج میں لائے اور دونوں کو حسن اتفاق سے تمام مالک نظام شاہیہ کے واسطے روانہ کیا اور خود بدولت
و اقبال بھی پیچھے سے شہنشاہ ایکڑ آٹھ چھری میں کن کی طرف متوجہ ہوئے اور مالکہ جو رہے کا نظام شاہزادہ عالمیان
سلطان محمد سائیم کے تفویض فرمایا اور شاہزادہ دانیال اور خانخانان دکن میں آئے جب بہادر خان بن ابوالعینان فاروقی
کو اسکے باپ کے طور پر بطبع نہ پایا قلعہ آسیر میں انکرنگ گوداوری کے کنارے دکنی میں آئے جب تو قتل کر کے اسکے دلاسا میں
شہنشاہ ہوسے اس درمیان میں عرش آشیانی نے سندھ میں پونچھ کر شاہزادہ اور میرزا عبدالرحیم خانخانان کو بغیاہم کیا کہ تم
احمد نگر میں جا کر اس قلعہ کو فتح کرو اور میں بہادر خان فاروقی کو گوشتمالی دو لگا شاہزادہ اور میرزا عبدالرحیم خانخانان تیس ہزار وار
بہارہ لیکر احمد نگر کی طرف متوجہ ہوئے اور بہنگ خان حبشی اور بھی امرا جو صاحب اختیار ملک تھے بے جنگ بھاگے اور
فوج شاہی محاصرہ میں مشغول ہوئی اور عرش آشیانی نے اول بہادر خان فاروقی کو اطاعت اور انقیاد کی واسطے ضیعت
فرمائی اور جب دیکھا کہ میرا رشتہ از پذیر نہوا منہ دے سے برہانپور میں تشریف لائے اور امراے درگاہ آسیر کی تسخیر
میں مشغول ہوئے اور اسکے بعد کہ ایام محاصرہ نے طول کھینچا اور قلعہ کے اندر اہل قلعہ کی کثرت سے عفو نہ بہم پہنچی
اور آدمی بیماری کے شروع ہونے سے مرہلے بہادر خان فاروقی باوجود افزونی ذخیرہ اور استحکام حصار و کثرت
خیل و ختم متوہم ہو کر سرسیم ہوا اور بعد اسکے خواجہ ابوالحسن زرنہی کے حسن انتہام سے کہ بہر دیوان شاہزادہ دانیال
تھا واکل شہنشاہ ایکڑ آٹھ چھری میں احمد نگر کا قلعہ مفتوح ہوا لہذا بہادر خان زیادہ منتشر ہوا اور رمان چاکر نہ مذکور
میں قلعہ آسیر کہ بے نظیر دیوانیان بادشاہی کے سپرد کیا اور خزینہ اور زمینہ اور اسلحہ اور اسلحہ نفیسہ کہ
محاسبان سیریلح الحساب اور خامہ شکستہ زبان کے بیان سے خارج تھا اولیائے دولت قاہرہ بادشاہ
بجہاہ کے تصرف میں آیا اور حکم والا کے موافق شاہزادہ اور میرزا عبدالرحیم خانخانان نے برہانپور میں آنکر
احمد نگر کے غنائم غنیمت مبارک سے گذرانی جب ابراہیم عادل شاہ کے پیشکش قبول کی وہ طالب صلح ہوا عرش آشیانی نے
یہ امر پذیر فرمایا اور ابراہیم عادل شاہ کی بیٹی سماء بیگم ساخان کو شاہزادہ دانیال کی ہمستری کے واسطے طلب کیا
اور میرزا جمال الدین انجو کو کہ امراے معتبر سے تھا اس عروس اور پیشکش لائے کہ واسطے بچا پور بھیجا اور آسیر اور برہانپور اور
احمد نگر شاہزادہ کو عنایت فرمایا میرزا عبدالرحیم خانخانان کو اسکی اتالیقی کے واسطے مقرر کیا اور خود منظر و منصور
دار الخلافت اگرہ کی طرف روانہ ہوئے اور واکل شہنشاہ ایکڑ آٹھ چھری میں سیر میں منزل مقصود میں پہنچ کر تختہ طرانت
واکناف میں بھیجے اور شہنشاہ ایکڑ آٹھ چھری میں شیخ ابوالفضل دیان طلب کے موافق درگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور
نزدیکی اطراف میں ایک جماعت راجپوتان اور جہ طبع مال بہارہ آئے اور جنگ کر کے ابوالفضل کو قتل کیا اور مال اسکا

لیگے دریاہ صفر سنہ ایک ہزار چودہ ہجری میں میر جمال الدین ابوجہ بجا کی طرف گیا تھا ہمراہ عروس اور پیشکش اور ایلی
 ابراہیم عادل شاہ کے پٹ آیا اور گنگ گوواوری کے کنارے موٹگی ٹپن کے نزدیک بعد چشمن و طوی بزرگ عروس کو شاہزادہ
 دانیال کے سپرد کر کے خود اگرہ میں آیا اور پیشکش کہ سوقت و کن سے لایا تھا نظر سے گذرانا اور وائل شہزادی الحہ سنہ
 مذکورہ میں شہزادہ دانیال بلدہ برہانپور میں کثرت موٹوشی سے بیمار ہو کر عالم بقا کی طرف خرامان ہوا اور اگر شاہان و دون
 فرزند کے فراق میں ایسے رنج و الم میں مبتلا ہوئے کہ دربر و زقوت سلب ہونے سے ناتوان ہوئے یہاں تک کہ روز چہارم سنہ
 ماہ چاموی الثانی کی تیرہویں تاریخ سنہ ایک ہزار چودہ ہجری میں بروئے جان کی طرف رہی ہوئے اور مدت سلطنت باؤشاہ
 حجاجہ کی اکاون برس اور چند مہینے تھی البقاء الملک المعبود اور فوت اکبر شہزادہ تاریخ رحلت اس شہنشاہ کا ہوا و غرض ایشیانی
 اگرچہ خط و سواد کامل نہ کھتے تھے لیکن کبھی شعر کہتے تھے اور علم تاریخ میں وقوف نام رکھتے تھے اور ہند کے قلعہ خوب جانتے تھے
 اور قلعہ میرجڑہ کا کہ میں اسوار ساساٹھ داستان ہوا و رشتیان درگاہ سے شہر و نظم مرغوب میں در لاکہ ہر ایک و ہستان کو موصوف
 کیا ہوا و حضرت کی مختصرات سے ہوا و شواہع میں ہر پانچ کو سہ ہر دو گھوڑے رہوار اور چند میوہ مقرر تھے چنانچہ اسکو
 ڈاک جو کی کہتے تھے فرمان ضروری یا عرضداشت امر کے سرحد کہ دہان ہوئے میوہ سوار ہو کر دوسری جو کی برہو نچا وین
 جیسا کہ رات اور دن میں پچاس کو سہ راہ طے کرتے تھے اور اگرہ سے احمد آباد گجرات تک خبر پانچ دن میں پہنچتی تھی اور جو وقت
 کوئی شخص حضور سے دوسری جگہ مقرر ہوتا تھا یا کسی مقام سے درگاہ میں آتا تھا اور تعجیل مامور ہوتا تھا ڈاک جو کی کے
 گھوڑوں پر سوار ہوتا تھا اور چار ہزار میوہ کہ سرعت سیر میں ماہ کی طرح مشہور تھے ملازم رکھے تھے اور اکثر ایسا بھی
 اتفاق ہوا کہ میوہ بیاہ سات سو کو س کی مسافت دس دن میں طے کر کے منزل مقصود میں فائز ہوئے ہیں اور
 عدوا کہ شاہ کے فیملوں کے چہ ہزار سے بجا و زار پانچ ہزار سے کبھی کم نہیں ہوئے کسی بادشاہ دہلی نے اس قدر مامور و دنیا
 نہ کیے تھے اور باقی شہروں کا اس تفصیل کے ساتھ ہی علانی دس کروڑ روپیہ اور ہزار کروڑ کے نعل خاصہ کہا بادشاہ نے
 اپنے ماتم سے جدار رکھے تھے اور دس من بچہ سونا غیر مسکوک اور ستر من بچہ نقرہ غیر مسکوک اور ساٹھ من بچہ بول سیاہ
 اور پانچ ہزار کروڑ نگہا و گھوڑے طویلہ میں بارہ ہزار اور ساتھی ہر کار خاصہ چہ ہزار اور حلقہ امہو با بچہ زار اور یوز یعنی جیتا
 کچھ کم ہزار تھے کہ میں اکبر شاہ ہر چند کہ جہد فرماتے تھے کہ عدد بچتے کا بھی ہزار کو ہوئے میسر نہ ہوئے کسواسطے کہ جب عدد
 انکا نو سو سے زود ہوتا تھا مرگ ناگمانی انہیں بڑی تھی ہزار روپے نہوتے تھے غرض کہ اس قدر و شروکات اکبری اس تفصیل سے
 تحریر ہوا و شرو کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیے کہ کس کثرت سے ہوگی اور یہ قطعہ ماوہ تاریخ رحلت آن حضرت کا ہر قطعہ
 جلال الدین محمد شاہ اکبر دوزیا گشت سوی خلد رہی + چو رضوان وید جہان شد کہ ابن کیست + ندا آد کہ یک ظل الہی +
 تمام ہوا مقالہ دوسرا

مقدمہ ذکر سلاطین مہنہ بین



رب سیر ولا تعسر و تمم بالخیر

مقالہ تیسرا سلاطین دکن کے بیان میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماظنون بر گلین کی رائے زرین بر تخی اور مجب زہے کہ احوال خواقین دہلی کے بیان کے بعد پرتواندیشہ بیان و قانع
 سلاطین دکن کی طرف چکا حفظاً للترتیب اول عنان شبذیر غامہ خوشخرام ذکر سلاطین مہنہ کی طرف منعطفت
 کرتا ہوں جیسا کہ رسم مورخان متقدمین اور متاخرین ہی عرض میری ان اوراق کے لکھنے سے بحصول درم اور
 دینار نہیں ہو سکا اسلئے کہ توجہ خاقان اعظم اور جہانباں معظم ناصر الدین ابوالنظر ابراہیم عادل شاہ ثانی سے میرا
 پائون خزانہ کے سر پر ہر بلکہ صیغہ شام ساتھ جو دکان کے فیض رسان ہو کر چشم احسان فلک اور انجم سے نہیں رکھتا بلکہ
 ہمت والا نعمت میری اسپر مصروف ہو کر فرمان خدیو زمان پر شیکا خدمت کا کمر جان پر باندھوں اور ایسی کتاب
 کہ جامع قضایاے تمامی مالک ہند وستان جنت نشان ہوا اور ساتھ ایسی جبارت کے کہ پسند لمبا نغ
 خاصان اور علما علوم غریبہ اور تمام فنون فارسیہ ہو یک قلم مرقوم قلم گوہر نشان کروں نظم این جان عروس
 ہفت خرگاہ کا در و نشان بنیۂ راہ ۴ نازان و چان و مست و رقا ص ۴ در جلوہ کشم بچلہ خاص ۴ چندی اگر م
 امان و بد بخت ۴ یکیک بیرم بیایہ تخت ۴ سازم دل ازین نسانہ سیراب ۴ زان پیشتر کہ گہ دم خواب ۴
 اور یہ مقالہ جہر و رضہ پر مشتمل ہو و ضہ اول بیان میں و قانع شاہان حسن آیا و گلبرگہ اور احمد آباد و بیدر کہ مشہور
 سلاطین مہنہ ہیں و رضہ دوسرا سلاطین بیجا پور کے بیان میں جو عادل شاہیہ معروف ہیں و رضہ تیسرا
 احوال شاہان احمد نگر کی صفت میں جو نظام شاہیہ موصوف ہیں و رضہ چوتھا سلاطین سنگ کے
 حالات میں جو قطب شاہیہ ملقب ہیں و رضہ پانچواں شاہان برار کی اسامی کے بیان میں جو عوام شاہیہ
 مشہور ہیں و رضہ چھٹا بیان میں اذناع شاہان بیدر کہ سکہ جو برید شاہیہ موسوم ہیں و زائے تعالیٰ فیض

روحشاہ اول بادشاہاں حسن آباد گلبرگہ اور احمد آباد ویدر کے کے وقائع کے بیان میں جو سلاطین بہمنیہ مشہور ہیں
 ناظرین برنگین کی خرد و وہ دان پر پوشیدہ اور نہان نہ سبکہ چہرہ کشایان مرقع حکایات نے سلطان علاء الدین
 کانکوی بہمنی کی کیفیت خروج اور اصل و نسب میں مثل احوال جو نشان و خلائقوال مختلفہ نقل کیے ہیں انچہرہ کچھ مشہور
 ہیں اس کتاب میں تحریر کیا ہوں اور طول سے مخدب ہو کر سخن مختصر عرض کرتا ہوں القصہ بعضے اصحاب خبریوں لکھتے ہیں
 کہ جس نام ایک شخص دار الخلافہ دہلی میں کانکوی بہمنی سیم کی ملازمت میں جو شاہزادہ محمد تغلق شاہ کے حضور میں
 بزم و نہرت لکھتا تھا رہتا تھا اور نہایت فلاکت میں زمانہ بسر کرتا تھا ایک دن معاش کی تنگی سے تنگ کانکوی
 سے درخواست کسی ایک شغل اور خدمت کی کی کہ ساتھ اسکے قیام کرے کانکوی نے ایک جوڑی بیل اور دو مزدور
 اسے دیکر دہلی کے واسطے میں ایک زمین خراب اسکے حوالہ کی کہ آئین زراعت کرے اور اسکے حاصل سے اوقات بفرست
 بسر کرے حسن نہایت اضطراب اور احتیاج سے اطاعت کر کے کاشتکاری اور قلمہ رانی کے تردد میں مشغول ہوا
 ناگاہ ایک دن بیل کا پہاڑ زمین میں اڑ گیا ہوا ہے حسن کو خبر کی حسن نے جاتے ہی اس مقام کو کھود کر دیکھا کہ بیل کے ہمارے
 کے نوک ایک بخیہ میں لٹھی ہو اور وہ بخیہ ایک طرف سی ملوانہ فی غلامی اور ملوانہ بیسیسکو کی گردن میں بستہ پائی
 لیکن بدوون اسکے کہ دست خیانت اس پر زکرے اسکو ایک چادر میں لپیٹ کر تنگام شیب کانکوی بہمنی کے پاس
 لیا گیا اور حقیقت حال معروض کی کانکوی بہمنی حسن کی حسن دیانت اور امانت پرینا خوان ہوا اور علی الصباح یہ واقعہ عجوبہ
 شاہزادہ کی سمع مبارک میں پہونچا یا شاہزادہ نے حسن کی کمال دیانت اور مہمت سے تعجب کر کے اسے اپنے حضور طلب کیا
 اور اسکے طرز خوب اور وضع مرغوب سے خوش ہوا اور اسکا ذکر اپنے پدر خدایات الدین تغلق شاہ کے مسامح فیض مجامع میں
 پہونچا یا شاہزادہ نے اسے بمرحمت خسرانہ اخصاص دیکر امیران صدر کی سلک میں منسلک اور منتظم کیا القصہ ایک دن
 کانکوی بہمنی نے حسن سے کہا کہ تیرے طالع کے زائچہ سے مجھے ایسا دریافت ہوتا ہے کہ تو صاحب اقبال ہووے اور
 حق سبحانہ تعالیٰ کی توفیق اور تائید سے جلد موفوق اور موند ہو کر درجہ اعلیٰ پر فائز ہووے پس مجھ سے عہد اور شرط کر کہ جو
 واسطے بے منت تجھے دولت عظیم ارزانی فرماوے تو تو میرا نام اپنا جزو اسم کرے کہ تیرے نام کی برکت سے میرا بھی نام
 موفتر عالم میں دوام قبول کرے اور مفرانیا میری اولاد کے جانب رجوع کرنا حسن نے یہ امر قبول کیا اور ابھی منزل مقصد
 کو کہ مراد دولت دنیوی سے ہونے پہونچا تھا کہ اسکا اسم جزو نقش نگین اپنا کر کے حسن کانکوی بہمنی مشہور کیا اور کہتے ہیں
 کہ ایک دن حضرت شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ نے دہلی میں رنگ برنگ کا کھانا اور قسم قسم کا اطعمہ دستہ خوان پر بچکر
 صلاے عام دی جہانچہ شاہزادہ محمد تغلق بھی اس خوان مادہ فیض پر حاضر ہوا اور درویشوں کے خوان نعمت سے بہرہ
 اٹھایا اور بعد روانگی سلطان اور تفرقہ مجلس کے حسن کانکوی بہمنی شیخ کی خانقاہ میں داخل ہوا چاہا کہ عرض بندگی کیے
 شرف ملازمت شریف سے شرف ہووے حضرت شیخ نے عالم کشف میں احوال اسکا دریافت کر کے زمان فیض رجحان سے
 ارشاد کیا کہ سلطانی رفعت و سلطانی آمد اور قبل اسکے کہ کوئی شخص اسکے آئینکی خبر معروض رکھے شیخ نے ایک خادم سے
 فرمایا ایک شخص کے آثار نجابت اسکے ناصیہ حال سے ظاہر ہو اور روزہ کے باہر ایستادہ ہو اسے حاضر کر خادم اسکے طلب
 کو گیا قمارت ظہری اور لباس نامناسب سے نہ پہچانا اور حضرت کی خدمت میں واپس آکر عرض کیا کہ وہ شخص
 ظاہر نہیں ہوتا ہو کہ جسے حاضر لاؤں شیخ نے فرمایا کہ پھر جا کر نظر غور سے ملاحظہ کر کہ وہ ابھی موجود ہو گا خادم نے

عرض کی کہ ایک مزدبھول بٹھا ہر شیخ نے فرمایا اسی کو حاضر کر کے غلام بن کر درویش اور باطن میں شاہ ہی حب وہ حاضر ہوا شیخ نے اس کے حال پر نہایت توجہات اور التفات بندول فرمائے اور احوال اس کا استفسار کیا اور جو دسترخوان آٹھ گیا تھا وہ روٹی کہ اپنے انظار کی واسطے طاق میں رکھ چھوڑی تھی سرانگشت پر رکھ کر اسے بھی اور فرمایا کہ یہ چتر شاہی ہے بعد مدت مدید اور محنت بسیار تو دکن میں نصب ہو گا حسن کا نکوی بہمنی کو اس شہادت فیض اشارت سے سودا حکومت دکن کا سرزمین بڑا اور منظر وقت تھا اور چاہتا تھا کہ اس طرف منوطن ہو کر بندر بچ گو بہر مقصود ہاتھ میں لاوے یہاں تک کہ بادشاہ محمد تغلق شاہ اپنے عہد سلطنت میں دکن تشریف لے گیا اور اپنے ہستادوغیاں خان کو دولت آباد کا حاکم کیا اور حکم فرمایا کہ امرا اور منصبدار جو ارادہ اس کی رفاقت کا رکھتے ہو دکن میں توقف کرے حسن کا نکوی بہمنی نے فرصت پا کر باتفاق بعضے امیران صدرہ کے ساتھ اس کے خصوصیت اور شنائی رکھتے تھے تغلق خان کی رفاقت اختیار کر کے قویہ کو بھی اور چند قریہ دیگر گئے راے باغ سے جاگیر بائی اور ان سنوات میں جیسا کہ قبل اسکے مذکور ہوا سلطان محمد تغلق شاہ نے امیران صدرہ گجرات کے دغ فساد کے واسطے لشکر کھینچا بعد حکومت بعضے کہ انہیں سے ہاتھ آئے قتل کیا اور بعضوں کو تعاقب کر کے اطراف و جوانب میں مفرد کر کیا اور بہت دکن میں پناہ لے گئے اور جو تغلق خان اس وقت میں حسب الفرائض بادشاہ اپنے بھائی عالم الملک کو دولت آباد میں چھوڑ کر درگاہ شاہی میں منوجہ ہوا تھا اور امرائے دکن عالم الملک سے کچھ واسطہ اور حساب نہ رکھتے تھے اور نہ زمون اور باغیوں کے پناہ دینے میں ملاحظہ کر کے اپنے پاس نگاہ رکھتے تھے یہ خبر سلطان محمد تغلق شاہ کو پہونچی جا تا کہ ایک جماعت امیران صدرہ دکن کو اپنے دربار و طلب کرے اور بعضے دیگر ان امیران معتبر سے بجائے ان کے دکن میں بھیجے اس واسطے احمد لاچین اور تونہاںش بیگ کو ملک علی عالم الملک کے پاس دولت آباد میں بھیج کر ایک زمانہ مشتمل تا کہ کام صاوری فرمایا کہ پھر وہ بونچنے فرمان ہذا نام مارے صدرہ دکن کو گجرات بھیجے کہ لشکر کی ضرورت ہر عالم الملک نے تعمیل کر کے نوجوان کو ان کے حضار کے واسطے گاہر کر اور راجو در اور ہلہری میں بھیجا اور اس جماعت نے جیسا کہ رسم ہر سفر کے سامان کے بہانہ بلج چھ مہینے درنگ کی جب چار ہزار سوار مع کام یراق دولت آباد میں پہونچے عالم الملک سے رخصت ایک احمد لاچین کے ہمراہ گجرات کی طرف منوجہ ہوئے احمد لاچین نے عاقبت اندیشی کر کے اسے طبع اور توقع بہت کی اور جب امیران اس کی ظہور میں نہ آئیں باتیں لایعنی زبان پر لاکر انھیں غائبانہ کرتا تھا کہ اس جماعت سے دو گناہ بزرگ ایسے صادر ہوئے کہ علت نامہ قتل میں ایک پناہ دینا باغیان گجرات کا اور دوسرے تاخیر اور درنگ روار کھنا احضار حضور میں امیران بیگناہ یہ نغمہ جانخراشیں سن کر جیو قوت ورہ مانگ گنج میں کہ سرحد دکن ہی پہونچے سب نے جمع ہو کر ایک انجمن سنواری اور کسب میں متفق ہو کر کہنے لگے کہ بادشاہ محمد تغلق شاہ بیگناہوں کو بے پرستی قتل کرنا ہر اور ہم نود و گناہ بزرگ میں منسوب ہیں جو قوت بادشاہ کے رو برو جاوینگے فوراً بلا تحقیق جرم گنہگار اور بیگناہ سے تمیز کرنا چاہیے ہمارے قتل کے بارہ میں حکم صادر فرما دیگا پس مناسب یہ ہے کہ ہم دکن سے باہر بنجاوین اور ریشل کو سفند دست و با بستہ آجکو قصاب کے سپرد کریں کہ ہم مفت اور زرگان قتل ہووین بعد ساتھ اس قرار و مدار کے سرحد سے کوچ کر کے عازم مراجعت ہوئے اور احمد لاچین کو کہ مقام شند دین انکر انکا مانع ہوتا تھا قتل کیا اور باتفاق نام دولت آباد میں گئے اور دکن کی خلائی کہ بادشاہ کے قتل و غصب سے جان سے تنگ آئے تھے بعضے اپنے نیرک ہوئے اور بعضوں نے آدمی معتمد کے پاس بھیجا انظار کجبتی کی اور قصہ کا وہ آپسگوار و ضحاک کو قلعہ میں آیا

یعنی نصاب خطیر کہ دست تدارک اسکے علاج سے کوتاہ نہا حادث ہوا قطعہ رعیت زبیدادی شہر یار پڑ پیچید گردن
 سرانجام کار پڑ چویداد پیشہ بود شہر یار پڑ ناندیر و مملکت پائدار پڑ عماد الملک ترکمان الملقب بستر تیرنے کردا و سلطان
 محمد تغلق اور سپہ سالار پلہ اور خاندیس کا تھا اور ایلچوور میں استقامت رکھتا تھا جب تفرقہ اپنے لشکر کا ملاحظہ کیا
 اور اسے یقین ہوا کہ چیدہ اور خلاصہ امر خاندیس اور یرار کے مردمان لشکر سے یک زبان ہوئے اور دربار کے نصیب
 اور دفع کے ہیں اس واسطے توقف میں صلاح نہ کی جس کا کہ بہانہ ایلچوور سے باہر نکل گیا اور ساتھ ایک جماعت قلیل مخصوصوں اور
 مستعدوں کے لشکر کرمان سلطان پور اور زردریار میں پہونچا اور امر اس طرف کے جب اسکے فرار پر مطلع ہوئے سب متفق ہو کر
 مال و اسباب عماد الملک پر متصرف ہوئے اور دولت آباد کا راستہ لیا اور اہل خلافت سے پیوستہ ہو کر انھارا اتحاد
 اور یکجہتی کیا اور مردم حصار دولت آباد نے اپنی قوت اور کثرت مردم بیرونی کے ولسین جگہ گزین کی انھوں نے بھی ساتھ
 اس بلاغت کے رابطہ دوستی اور اتحاد کا ہم پہونچایا اور عالم الملک کو گرفتار کر کے قلعہ کو مع خزانہ و اسباب تجل حضرات
 مخالف کے سپرد کیا اور تین مہینے کے عرصہ میں مملکت دکن کہ ہزار طرح کا خون جگر کھا کے ان مٹی شاہ دہلی کے قبضہ تصرف سے
 برآمد ہوئی اور اس خطہ میں کوئی مطیع اور فرمان بردار نہ رہا جب یہ بیان مددہ مرکب ایسے خطیر کے ہوئے آپس میں مشورہ
 کر کے کہنے لگے کہ یہ امور عہد ملکی اور مالی بے سردار اور حاکم کے صورت پذیر نہونگے نہ طر عقل وہ ہر کہ در میان اپنے ایک
 شخص کو سر بر سلطنت پر جلوہ گر کریں تو عہدات ہمارے ایک صورت اور رونق پیدا کریں نظم جو بدگلشن ملک خاری خانانہ
 یہ عجیبہ قلعہ مارے ناندہ بیستہ گنج در دست ایشان فنادہ بیستہ خوب سپاہی نازنی نژاد کہ بزدانہ کیے انجمن بیستہ
 نیک طبعان ثابت سخن دہسان چلہ گفتند بالانفاق کہ بے شاہ سست سست ہر اتفاق ہم از باگرد دیکے مرد سرد
 پرنیدیم ما چلہ پیش کش کر دہ اگر گفتگو سے دراز و قیل قال بسیار قریہ بنام سمعیل فتح افغان جو امرے دو ہزاری سے تھا
 پورے واسطے کہ بڑا بھائی اسکا ملک گل افغان اعظم امرے سلطان محمد تغلق شاہ سے تھا اور اس عرصہ میں مع لشکر
 مستعد جنگ و سپار رہتا تھا اب اس کے کہ عند الحاجت اپنے بھائی کی مدد اور اعانت کریگا جمیع امرے دکن نے
 خواہی نخواہی اسمعیل فتح افغان کو ساتھ ناصر الدین شاہ کے مخاطب کر کے جبر اس کے سر پر بھرایا اور خطاب کہ در میان
 افغانان متعارف ہو ایک دوسرے کے در میان میں قسمت کیا اور ہر ایک قطعہ جاگیرت مملکت دکن پر متصرف ہوئے
 اور فوج فراہم لانے میں مشغول ہوئے اور سلطان محمد تغلق شاہ کی مخالفت میں یکدل اور یکجہت ہوئے اس وقت
 حسن کانوی بھئی نے بظاہر غافل مشرف ہو کر جاگیر بکری اور رائے باغ اور مرج اور کلہ اور حسن آباد گلگڑ سے اختصاص پایا
 اور ہردن رائے حاکم حصار گلگڑ کو کہ سلطان محمد تغلق شاہ کے نوکران معتبر سے تھا نہ تیغ کر کے مستقل ہوا اور نور الدین نام
 ایک شخص خاں بھان ہو کر وہ بھی جاگیر لائقہ پر متصرف ہوا اور جو بادشاہ محمد تغلق شاہ نے گجرات میں بر خیزنی سبیل ہتجہاں
 دولت آباد کی طرف متوجہ ہوئے اور عماد الملک ترکمان الملقب بستر تیر اور ملک گل افغان بھی مع لشکر مالوہ
 اسکے شریک ہوئے اور ناصر الدین شاہ تیس ہزار سوار افغان اور غل اور راجپوت اور دکنی جمیع لاکر دولت آباد کے
 قلعہ سے براہ ہو کر اس میدان میں کہ سلطان علاء الدین خلجی اور سیرام دلو اسے نئے صفیں آراستہ کر کے باؤنہ
 سے جنگ میں مشغول ہوا اور مینا اور میسہ بادشاہی کو برہم اور شرف کر کے قریب تھا کہ بادشاہ بھاگے یا دستگیر ہوئے
 کہ دفعہ فذلان اور کفران نعمت جلوہ گر ہوئی ولی نعمت سے مصافحہ کرنا مبارک نہ آیا نور الدین الخاں بھان کے

ایک تیرمقتل میں ایسا لگا کہ غازیوں سے زمین پر آیا اور لشکر خاص لکلی کہ چھ سات ہزار تھے ایک بارگی بیچر دکھا کر بھاگے اور اس وقت ناصر الدین شاہ کے علمدار پر ایسا خوف غالب ہوا کہ علم اسکے ہاتھ سے گر پڑا اور اہل معرکہ نے جب علم اپنے مقام پر نہ دیکھا ناصر الدین شاہ کے بھاگنے پر گمان کر کے ہاتھ جنگ سے کھینچا اور جو کہ شب نزدیک تھی جنگ گاہ کے قریب بڑکوش ہوئے اور جوں اور بہادر وں کے زخموں کے باندھنے اور ٹانگے میں مشغول ہوئے اور سلطان محمد تغلق شاہ بھی خیمہ اور چکر گاہ اس مقام میں جہاں جنگ واقع ہوئی تھی ایستادہ کر کے لوازم پوشیاری اور بیداری میں مصروف ہوا اور سحر ہوئے ناصر الدین شاہ اور حسن کانکوی ہمیں المخاطب بنہ ظفر خان اور جمیع سرداران دکن نے آپس میں مشورہ کیا کہ یہ قرار دیا کہ اب صلح جنگ صاف آرائی میں نہیں ہو چاہیے کہ ناصر الدین شاہ مع اس جماعت کے کہ قلعہ کی محافظت میں کام آوے دولت کباد کے قلعہ میں متحصن ہووے اور حسن کانکوی ہمیں المخاطب ظفر خان مع بارہ ہزار مرد اہل نیر و قلعہ گلبرگہ میں قیام کرنے جو صطرف سے لشکر بادشاہ متوجہ ہووے اسکے دفع کیواسلئے اقدام کرے اور باقی امر اجا بجا اپنی جاگیر دن پر موجود ہو کر کائنات کی حفاظت میں سرگرم رہیں اور ایک دوسرے کی اعانت میں آپ کو معاف اور شغور نہ کھین بعد اس قرار داد کے ابھی نصف شب باقی تھی کہ کوچ کر کے ہر ایک نے اس طرف کہ قصد انکا تھا روانگی کی اور سلطان محمد تغلق شاہ نے جب علی الصباح اس محل میں اس جماعت سے نشانہ دیکھا عماد الملک ترکمان کو مع لشکر مستعد و جزا حسن کانکوی ہمیں المخاطب ظفر خان کے نقائب میں بھیجا اور خود بدولت آباد کی تسخیر میں متوجہ ہوئے اور جو کہ رتالوں اور خزنہ سناسون بادشاہی نے بادشاہ سے عرض کی تھی کہ تین روز تک شروع محاصرہ کیواسلئے ساعت خوب نہیں ہو اسواسلئے آندولن میں اہل قلعہ کے ڈرانے کیواسلئے امر اسے بادشاہی انواج آراستہ کر کے قلعہ سے دور دور ایستادہ ہوئے لیکن چوتھے دن اہل قلعہ رہنبا و جنگ ڈاکٹر سا باطکی تیاری اور متجنیق نصب کرنے اور سرنگ کھودنے میں مشغول ہوئے اور روز بروز مردم اندر دلی قلعہ پر کام تک کرتے تھے اس درمیان میں وہیلی سے خبر آئی کہ طغی نام ایک جماعت او بانش اور حیلان اپنے پاس جمع لاکر راہ مخالفت اور طغیان سے بغیر مگر تیر جمیل تمام روانہ ہوا ہے سلطان محمد تغلق شاہ نے جب یہ خبر سنی ایک جماعت کو در دولت آباد کے محاصرہ کے واسطے مقرر کیا اور خود مگر تیر کی طرف متوجہ ہوئے اور بعضے امر اسے ناصر الدین شاہ کہ ناسک اور باٹو دہ میں رہتے تھے بادشاہ کی مراجعت سے واقف ہو کر دولت آباد کی سمت لڑی ہوئے اور جب ہر اُن امر کے کہ قلعہ کے محاصرہ میں مشغول تھے کچھ کام نہ کر سکے بادشاہ کا بھیجا کر کے آب زندہ کے کنارے تک پس لشکر بادشاہی ترکنا کر کے بہت بہت جزایان طور میں پہونچائیں اور چند فیل جزائے کوچہ پائسرفی اور طلا بار تھا دستیاب کر کے مراجعت کی اور حسن کانکوی ہمیں المخاطب ظفر خان اس عنایت غیبی سے شادمان اور امیدوار ہو کر امر اسے اطراف کو فرہم لاکر مع بیس ہزار سوار کارگرز اقلعہ احمد آباد بیدری طرف کہ عماد الملک ترکمان المخاطب بستر نیز مع لشکر گران اس مقام میں مقیم تھا روانہ ہوا اور عماد الملک ترکمان لشکر جمع کر کے مع شوکت و عظمت تمام حسن کانکوی ہمیں کے مقابل آیا اور بیس روز طغیان نے اپنے دور خیزد کھودی لیکن کوئی جنگ میں جرات نہ کرنا تھا یہاں تک کہ راجہ ملک تلنگ نے سلطان محمد تغلق شاہ کے ہاتھ سے منایت تبنگ اور عاجز تھا کولاس سے بندہ ہزار بار دے حسن کانکوی ہمیں المخاطب ظفر خان کی مدد کیواسلئے بھیجے اور ناصر الدین شاہ نے بھی پانچ ہزار سوار مع خزانہ سلطان محمد تغلق شاہ کہ دستیاب ہوا تھا اسکی کمک کیواسلئے دولت آباد سے روانہ کیے اس صورت میں ظفر خان کے پاس ایک جمعیت عظیم بہم پہونچی پس بقصد جنگ طبل بجا کر سہراری ملک سیف الدین غوری

سپاہ بائیں بائستہ آراستہ کیا اور اسطرح حماد الملک ترکمان کہ شجاعت اور مردانگی میں ضرب المثال زمانہ تھا
 آراستگی فوج میں مستعد ہوا اور مینہ در میسرہ درست کر کے ظفر خان کے مقابل آیا اور ایسا مقابلہ کیا کہ چشم عقل خیرہ
 اور نفساے خود تیرہ ہوا اور صبح سے شترنگ طرفین کے بہادر اور تہمتن مقتول اور مجروح ہو سکے دین کے تختہ سلاطین پہلی
 اور چوتھی ملک ملک بخش جلستانہ مقتضی اس امر کی تھی کہ حسن کانگوی ہمینی دکن کے بادشاہی پر سرفراز ہو اور خاتم بادشاہی اس
 دیار کی اسکے نرب نشست ہو حماد الملک ترکمان اس محکمہ میں مارا گیا اور لشکر اسکا منہزم اور تفرق ہوا چنانچہ بعضے مفرور
 قلعہ احمد آباد ویدرا اور بعضے تندھار کے قلعہ میں قلعہ بند ہوئے اور کچھ لوگوں نے بخت و شقت تمام آپ کو شہر مندوین
 پہونچا کر نیم جان باہر لینگئے اور ظفر خان ملک سیف الدین غوری کو دو دن قلعہ کے محاصرہ کے واسطے چھوڑا اور خود ظفر منصور
 ہو کر بخت و شوقست موفور اور باطل و علم سامان سلطنت کے حماد الملک ترکمان سے بڑی شمشیر لیا تھا ناصر الدین شاہ
 کی آمد اور غریبت میں پہلای سعید دولت آباد کی سمت عازم ہوا اور وہ امر کہ سلطان محمد تغلق شاہ کی طرف سے مع
 اوس ہمارہ بہر سوارز و رپا وہ دولت آباد کے محاصرہ میں مشغول تھے حماد الملک ترکمان کے قتل ہونے اور اپنے بہر یوں
 کے تفرقہ و حسن کانگوی ہمینی الخاٹب ظفر خان کے پہونچنے سے مخالفت اور ترسان ہو کر پل اور گجرات کا راستہ لیا اور
 ناصر الدین شاہ دولت آباد سے برآمد ہو کر ظفر خان کے استقبال کیواسطے نظام پور میں کہ چھ کوس دولت آباد سے ہو گیا
 اور ملاقات کر کے چار دن اس مقام میں قیام کیا اور جب بانا کہ حسن کانگوی ہمینی نے استقبال بدرجہ کمال پہونچایا اور
 اسکی بزرگی نے دونوں فرار پر کڑا ہوا اور لوگ اسکی بادشاہی کے نہایت راجب و راجل میں پیشہ سستی کر کے جمیع امر کو
 حاضر کیا اور کہا کہ میں سزاوار اس اعظمیہ کا نہیں ہوں اور کبر سنی اور فراغت و عشرت کی رغبت کے سبب سے
 ملکہ داری کی پروا نہیں رکھتا ہوں اور اول میں نے تمہارے مکلف ہونے سے اس اضطرر کو قبول کیا تھا اب مجھے معاف رکھو
 اور یہ عمل جلیل تم دوسرے کی جانب رجوع کرو انھوں نے جواب دیا کہ جس شخص کو آپ تجویز کر کے فرمائیں اسکا حلقہ اطاعت
 اپنے نرب گوش کر کے اسے سر سلطنت برکن کرین ناصر الدین شاہ نے کہا کہ حسن کانگوی ہمینی شاد ہوا اور تار بزرگی و شجاعت
 اسکے نامیہ سے ظاہر ہو رہا ہیں اور تاج و تخت کے لائق ہر القصد یہ اسے پسندیدہ خاص و عام کو پسند آئی اور سبھوں
 نے اس پر اتفاق کیا اور صدر الشریف مہر قندی اور میر محمد نجم بخشی کو کہ امرائے صدر دکن سے تھے اور علم نجوم اور
 ریاض سے بہرہ وافر رکھتے تھے مع نجان ہندی کہ اس اردو میں حاضر تھے تعین ساعت جلوس تخت میں بیٹ
 گفتگو اور بحث و تمیغ ہوئی اور جو نجان براہمہ کثرت سے تھے ظفر خان نے انکی ساعت مجوزہ منظور کی اور بادشاہ
 قطب الدین کی مسجد میں بروز ہفتہ شہر ریح النانی کی چوبیسویں تاریخ سنہ سات سو اترالیس پہی میں تاج شاہی
 اسکے نرب سر کر کے چھتر سپاہ کہ نشان خلفاء عباسی ہو تینا اور تیر گا اسکے سر پر بھرایا اور ملک دکن کا خطبہ اسکے
 نام پڑھا کر شاہ علا الدین حسن کانگوی ہمینی خطاب دیا اور شہر حسن آباد گلبرگہ کو فال مبارک سمجھ کر حسن آباد نام رکھا
 اور جاسی کو باب تخت اختیار کیا اسپاست بنا جس خسروی شد تمام بہ جان زیر فرمان او گشت راجم بہر اورنگ
 شاہی برآمد بگاہ بہر اور دبر سر کیانی کلاہ بہر شمشیر فرمانروائی گرفت بہر بلاد و دہش بادشاہی گرفت بہر
 جانا از و شد عمارت پدید بہر ملک نلم نیکش رسید بہر ان شہر گلبرگہ شد تخت گاہ بہر عمارت برآورد و براہج ماہ بہر
 تمام حسن شہر شد چون تمام ہند و نذران حسن آباد نام پڑا اور ملاو ویدیری نے کتاب تاریخ خلف السلاطین میں کہ

۱۲۲۲
۱۲۲۱
۱۲۲۰

بنام واقاب بادشاہ ہنر پر فضیلت گستر فرزند شاہ ہمینی آراستہ کے بیرون سر قوم کیا جو کہ صدر الشریف سمرقندی اور
میر محمد نجم بخشی بابر با مجلسوں میں مناسف ہو کر کہتے تھے کہ اگر سلطان علاء الدین وہ ساعت کہ ہم نے تجویز کی تھی
خبر تک امر سلطنت ہو کر خطبہ اور سکے اپنے نام پڑھانا نہ تھا اور یہ خبر سلطان علاء الدین کے سمع مبارک میں
پہنچتی متفکر اور اندیشناک ہوا اور دونوں فاضلون کو خلوت میں طلب کر کے انہیں مناسف کا سبب متفسر فرمایا
اسو اسطیکہ اسکے بھی آئینہ خاطر میں تو ہم کی صورت عکس پذیر ہوئی تھی کہ اس ساعت کی تاثیر سے جو منجان ہندی نے
اختیار کی ہے کوئی نقص یا خلل میری سلطنت میں راہ باور یگانہ یعنی بادشاہی ملک دکن مجھے قدر نہ پکڑیگی صورت میں
صدر الشریف سمرقندی اور میر محمد نجم بخشی نے اس معنی کو سمجھ کر تین تہدیدیں بیان کر کے لکے کہ جس امر نے خاطر نفرتیں خن طور
کیا ہے وہ نہیں ہے ہمارے مناسف کا اور سبب ہے سلطان نے پوچھا وہ کیا ہے وہ عرض کیا ہوسے کہ میں اوضاع اور اشکال جہاں
فلکی سے ایسا معلوم ہوا کہ جس ساعت میں آنحضرت تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوسے میں تاثیر اسکی سے عرشاں ہاں میں
وہ دومان کا بیس نفر کو نہ پہنچاگا اور عدد سال بھی دو سو کی مدت نہ چھینے گا اور دو ساعت کہ ہمارے تجویز کی تھی اسکے حسن اثر
سات سو برس بادشاہی اس خاندان میں رہتی اور دیر ہو سو نفر بادشاہ کشور گیر گنتی ستان کی اولاد و احفاد سے اور یک
سلطنت دکن پر جلوس کرتے سلطان علاء الدین حسن اس کلام کے شننے سے مطمئن ہوا صدر الشریف سمرقندی کو
بدستور قیدیم منصب صدارت پر اور میر محمد نجم بخشی کو منصب فضائی عسکر پر سر فرما فرمایا مولف اس حکایت
بوجہ کا کہتا ہے کہ ایک سو ستتر سال عہد دولت آل ہمینہ منقذی ہوئی سلطان علاء الدین صاحب ثنائی بصدق
کلامی آن دونوں بزرگوار اور ہمارے اسکے علم نجوم کی ظاہر ہوئی اور بھی عرشاں ہاں ہمینہ ابتدا میں نفر کو نہ پہنچا تھا کہ
اس سلسلہ نے صفت اختتام قبول کی القصہ جو سلطان علاء الدین حسن امر سلطنت میں شغل ہوا اور جیسا کہ مذکور
اور لائق ہو سلطنت اور جہانگیری کی روز بروز دائرہ اسکی ملکیت کا رقبہ بڑھتا رہا اور اسے قلعہ ازونی کے اطراف تک
اور بندر جہول اور دایل سے شہر احمد آباد بیدرتک اسکی جوزہ تصرف میں آیا کہتے ہیں سلطان علاء الدین حسن نے
جسدم کہ تخت بارتشاہی ملکیت دکن پر قدم رکھا لعل جو حکم کہ اسکی زبان پر جاری ہوا تھا یہ ہے کہ پانچ من طلا اور دس
من نقرہ شیخ بریان الدین کی معرفت کہ دولت آباد میں رہتا تھا شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ کی ترویج روح کے
واسطے فقر اور مساکین کو پہنچایا اور اسمعیل فتح افغان کو امیر الامرا خطاب دیکر سپہ سالار کیا اور خطاب نامہ الدین کا
اس سے مسلوب کیا اور ملک سیف الدین غوری کو کہ نیک شہرت اور عقلمند اور شیخ سیخ اور مردم شناس اور
فردوان تھا اور حقوق سابقہ بھی بہت رکھتا تھا سورات بادشاہی کا وکیل مطلق کیا اسکی بیٹی مسماۃ شاہ بیگم کو اپنے
بڑے بیٹے کے واسطے خواستگاری کی اور ہر ایک خدام بارگاہ گردن اشتباہ اپنے کو کہ اسکی ہمراہی میں شریک رنج
و تعب اور یکدل تھے خطا بہائے مناسب عنایت فرمائے اور جاگیرت لائق سے سرفراز فرمایا اور قلعہ دولت آباد کا
بہرام خان مازندانی کے سپرد کر کے بائین بادشاہان عالی قدر و خاقان کا کار نامہ از فائز الفتح والظفر بلکہ حسن آباد
مگر کہ میں توجہ فرمائی بہیت عز و دولت پر میں و فتح و نصرت پر بسیار جاہ و ثمت ہمعنان و نجات و دولت
ہم کلام پڑا اور باوجود کم آبی اور بے صفائی کے جو اس موضع کو اپنے اوپر مبارک اور فرخندہ جانا تھا پائے تخت
کر کے حسن آباد نام رکھا اور ساغر و عدہ کے وفاق کے دفتر محاسبہ مالک محروسہ اپنے کا کانگوی ہمیں کو کہ اس عرصہ میں

سلطان محمد تغلق شاہ کے ترک ملازمت کر کے دکن میں آیا تھا اسکی جانب رجوع فرمایا اور طغرل نے زین الدین کو قسطنطین میں اسکا اسم اسطور سے پناہ دے کر کہا کہ تیرے بندہ حضرت سبحانی علاء الدین حسن کانکوی بھیجی اور مشہور ہو کہ قبل اسکے براہمہ زین الدین اسلام کے عہدہ اور عمل کے گرد نہ بھرنے تھے اور قریون اور زردیون اور سوا محل انہار میں انواع علم کے تحصیل خاص علم نجوم کے کسب میں مشغول رہتے تو کلائے زندگی کرتے تھے اور ملاقات اہل دنیا خاص مسلمانوں کی منزل حسنت جانکر اور تفاوت ابدی تصور کر کے عہدہ اور عمل کے گرد نہ بھرتے تھے اور اگر احیاناً بعضے انہیں سے بوسیلہ طبابت محنت اعراض جسمانی اور نجوم اور وعظ اور قصہ خوانی اغراض نفسانی سے از باب جاہ کی محبت میں رہتے تھے انکے انعام و احسان سے مشکور اور مخصوص ہوتے تھے مگر گردن بند نوکری کا اپنی گردن میں نہ ڈالتے تھے اول جس شخص نے فرقہ براہمہ سے سلامیں سلام کے دور میں نوکری قبول کی کانکونینڈ تھا اور ایک کہ سنہ ایکہتر رسول پوری میں بخلاف سار مالک ہند کے خصوصاً دفتر بادشاہان دکن اور نویسنگی ولایات بہامندہ سے مرجوع ہوا اور سلطان علاء الدین حسن نے حسن تدبیر اور اسے صاحب دار ضرب شمشیر تاق سے تھوڑے عرصہ میں ولایت دکن کو کہہ کر اور محمد دولت بادشاہ محمد تغلق شاہ میں اسکے امر کے تصرف میں تھا سحر اور مفتوح کیا اور امرائے مغل اور افغان اور راجپوت کو جو سلطان محمد تغلق شاہ کی طرف سے قلعہ بیدار اور قندھار میں تھے لطف اور ملائمت سے مطیع اور فرمانبردار کر کے دونوں حصار کو اپنے قبضہ میں لایا اور کولاس کو بھی مع مصافحہ اسکی لاسے ورنہ اس سے لیکر اس سے محبت کا طریق مسلوک رکھا اور سیدی جامع حسن آباد گلبرگہ اور اس کے قلعہ کو کہ مندریں ہو تھا ایک روز زمین بنا کر کے تھوڑے عرصہ میں اختتام کو پہونچائی اور ششہ سات سو باون پوری میں جب سلطان محمد تغلق شاہ کی خبر فوٹ سنی خاطر اس طرف سے مطمئن کر کے اپنی ترقی سلطنت کا زیادہ تر امیدوار ہوا اور قواعد دولت کے استحکام میں مشغول ہوا اور پہلے ملک سیف الدین کی بیٹی اپنے شاہزادہ محمد کے عقد نکاح میں لاکر اپنا جان کا نگار کے دستور کے موافق اس کے سپرد کی اور کہتے ہیں یا مہم جنس و طوی میں کہ عروسی کیواسطے ترتیب پایا تھا ایک دن شاہزادہ کی والدہ المدعوہ بلکہ جہان نے ایک آہ سکھائی کہ اس وقت میں لازم ہو کہ میرے فرزند کی خالہ حاضر ہو کر جین و طوی کی سیر کرے سلطان علاء الدین حسن نے چچا کو اسکی خالہ کہان ہی بولی ملتان میں سکونت بند رہی ہو کہ منکر بادشاہ نے کچھ نہ کہا اور مجلس سے اٹھا اور جیسا کہ کوئی شخص واقف نہ ہوے ایک جماعت کو اس ضعیفہ کے لاسے کیواسطے ملتان کی طرف بھیجا اور از باب دخل کو حکم فرمایا کہ یا مہم جنس کو ولایت کے حیدر زراخراجات طوی کیواسطے درکار ہو خزانہ سے ماہ باہ ملک سیف الدین غوری کی سرکار میں پہونچا دیں یہاں تک کہ ساتویں مہینے جماعت مرسولہ شاہزادہ کی خالہ کو ڈولی میں سوار کر کے حسن آباد گلبرگہ میں لائی اور سلطان علاء الدین حسن مسرور اور محفوظ ہو کر اس بہانہ اور آوازہ سے کہ یہ ڈولی ملک سیف الدین کی ہمیشہ کی ہو ملک جہان کے پاس بھیجی اور جب اسنے اپنی بہن کو دیکھا حیران ہوئی آخر لاا حقیقت احوال سے مطلع ہو کر منکر بادشاہ کی خلیفہ جنابیت کا پیش پہونچایا اور اس شاہ صاحب مروت نے جشنائے خوب غیر مکر رکھے اور مجلسین مرغوب اسکے واسطے برپا کھڑے اسکے روبرو عروس کا عقد باندھ کر شاہزادہ کے سپرد کیا بہت برسہ کیا ان عقد فرزند شاہ ۶ بہستند باجور زیبا جو ماہ ۶ اور ملت بزم میں باوجود عدم امتداد یا مہم بادشاہی دس ہزار قباہ زلفیت و محل واطلس اور ایک ہزار گھوڑا عربی اور عوامی اور دو سو بیگ اور خیرادر شمشیر صاع مع جوہر قیمتی امرا اور نصیبداروں اور بادشاہی غلاموں کو عطا فرمائے اور ایک برس تک سامان جشن و عیش و سرور عیار ہاتھ حسن آباد گلبرگہ میں چند مقام پر منجیقین نصب کر کے

قسم قسم کے نقل اور سیوا جات جو ہندوستان میں مشہور ہیں اسپر رکھ کر اہل شہر کو لوٹاتے تھے اور ہر روز شہر کے جمیع مساجد میں دو گین رنگ بزرگ اطعمہ کی لیا کر فقرا و غنصفا پر تقسیم کرتے تھے اور چیشین روز جلوس یعنی ربیع الاخر کی چوبیسویں تاریخ کو شروع ہوا اور دوسری ربیع الثانی کو ختم ہوا اور روز افتتاح جمیع امرا اور ارکان دولت با نواح تحف و ہدیہ لایا اور جو اہر و لعل قیمتی اور نقد و فراوان برسم پیشکش شاہ حجازہ کے نظر فیض ان سے گزر کر شرف قبول سے سرفراز ہوئے اور اس سبب سے کہ ملک سیف الدین غوری کو ایک ایسی نعمت خاندان بادشاہی میں بہم پہنچی ہو جو بہت عرصہ تک زیادہ تر ترفع ہوا اور روز بروز زمین کہ تمام علما اور فضلا اور صدور و رضعات اور اعیان حضرت کے فراہم ہونے سے ایک مجلس منعقد ہوئی تھی صدر الشریف سمرقندی اور سید احمد غزنوی مفتی نے بادشاہ کے اشارہ کے موافق ملک سیف الدین غوری کا ہاتھ بکڑ کے بالائے دست اسمعیل فتح جگہ دی اور قرب اسمعیل فتح کا اس درگاہ میں سدرہ چھٹا کر روزائے عید اور ایام متبرکہ میں جب مجلس شاہ میں آتا تھا اس کے واسطے نیام اور تعظیم کر کے چند قدم اپنی جگہ سے استقبال کرتا اور اس وقت دیوانخانہ میں جا کر تخت پر اجلاس کرتا اور خلافت درگاہ کو بار دیتا اس واسطے کہ اسمعیل فتح نے چند روز بادشاہی میں تعلیم کیا تھا تقدم ملک سیف الدین کا بہت دشوار اور نہایت گران معلوم ہوا تخت کے قریب گیا اور لب نکایت میں گھوٹے اور سرشک بپالعی سے صفحہ چہرہ بردھان کیے سلطان علاء الدین حسن نے فرمایا کہ تو منصب امیر الامرائی اور سپہ سالاری پر مخصوص ہوا اور ملک سیف الدین غوری منصب وکالت اور نیابت پر منصوب ہو پس باوجود دیکھنے مجاہد اس راہ شایان اور جاننے قدر و منزلت خداوند پر منصب کے تلاش ریزی معنی نہیں رکھتی اسمعیل فتح نے جب یہ جواب سنا تسلیم و رضا کے سوا چارہ نہ کیا مگر حسب ظاہر اطہار طاعت اور فرمانبرداری کی اور ہر روز حسب محول بادشاہ کی مجلس میں حاضر ہو کر یکمال بنشاشت اور شگفتگی ملک سیف الدین غوری سے فروز رکھتا رہتا لیکن یا ملٹا بادشاہ کی نسبت دل بدگروں کے قاصد اس امر کا ہوا کہ فرزندوں اور خویشوں کے اتفاق سے کہ سلک امر میں منتظم تھے اور بعضے افغانان کبار کی اعانت سے کہ ساتھ اسکے طریق اتحاد رکھتے تھے سلطان علاء الدین حسن کو فرصت کی وقت اثنائے سواری نکار میں درمیان سے موقع کے اور بدستور قدیم امر بادشاہی کو انجام دے لیکن جو تہذیب تقدیر کے موافق نہ تھی بعینہ مراد کی دگرگون ہوئی یعنی بادشاہ کے اسکے اندر نشیہ نامصوب پر لگا ہی بائی اور مجلس عظیم ترتیب دیکر جمیع امرا اور منصبداران اور سادات اور قضاة اور علما اور رشتہ راج کو حاضر کر کے اسمعیل فتح سے سبب غدر کے اندیشہ کا استفسار کیا اسے منکر ہو کر قسمیں شدید کھائیں شاہ علاء الدین حسن نے حصار مجلس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا جو شخص کہ اسمعیل فتح افغان کے دوسرے کے باعث راہ راست سے منحرف ہو کر اسکی بیعت میں آیا ہو وہ بخوف و ہراس اداسے شہادت کرے اور جو کچھ اسمعیل فتح سے دیکھا اور سنا ہو بلا تامل اٹھا کر کہنے سے پوشیدہ نہ رکھے کہ میں اسے ماخوذ اور معنوب نہ کر دینگا پس ایک جماعت امرا اور منصبداران شاہی نے کہ اسمعیل فتح سے پوشیدہ دست بیعت و راز کیا تھا راہی اپنی زندان ظلم بادشاہ سے راستی میں تصور کر کے جو کچھ بیان فرمایا تھا اصرار سے مذکور کیا کہ سب کو یقین ہوا اور شک و شبہ مطلق باقی نہ رہا بادشاہ علاء الدین حسن نے اسمعیل فتح پر بعد ثبوت جسم حاضران مجلس سے فتوے قتل حاصل کر کے آتش غضب افروختہ کی اور اسی مجلس میں بیخ سیاست سے اسمعیل فتح کو مقتول کیا اور قلم عفو اور دن کے جرائم اعمال پر چھینچا کسی وجہ سے انھیں نہ ستایا اور نہ بلانے کے تجسس میں نہ گھولی اور گناہ اسمعیل فتح کے فرزندوں اور عزیزوں کا بھی دیدہ و دانستہ معاف فرمایا اور انھیں حضور میں طلب کیا اور اسکے

فرزند بہادر خان کو قائم مقام کر کے منصب اسکا ازرائی رکھا اور اس کے جمع غرز و اقارب کو لطف و عنایت خاص سے مطمئن اور محفوظ کیا اور تعمیل فتح پر سیاست اور جرم بخشی مردان و دیگر اور تعظیم و تکریم فرزند ان سمعیل فتح سے استقلال اور غلبہ بادشاہ ایک درجہ سے ہزار درجہ ہوا اور محبت اس کی خلق کے دلوں میں جیسے کہ چاہیے ہو جاگزین ہوئی اور رائے تنگ کیا ایک مدت سے اس زمانے تک مقام سرکشی اور قرد میں تھا اور بادشاہ بسبب امداد سابق کے کہ اس سے دفعہ میں آئی تھی اس سے مدد کرتا تھا آخر وہ بھی اخلاق بادشاہی سے ستمندہ ہوا اور اخلاص اور اطاعت اطہار کی اور باج و خراج کہ ہمیشہ شاہ دہلی کو دیتا تھا اس بقدر اپنے ذمہ واجب الادا کچھ کمزورانہ عامرہ میں داخل کیا اور جب سلطان علاء الدین حسن کا سپہ سرٹ کوئی دشمن اور بدخواہ باقی نہ رہا اس وقت امرا اور ارکان دولت کو بلا کر ایک کچھ نچن قرار دی اور فرمایا کہ سب سے بڑا جانشانہ نے مجھے دولت بقیاس ازرائی فرمائی اور حیدرہ اور خلاصہ شکر دہلی کہ دکن کی حفاظت کیواسطے اس طرف متعین تھا عنایت نروانی اور توفیق ربانی سے میری ظل ولایت میں فراہم اور مجمع ہوا ہر سرے دلیمن یوں آتا ہو کہ یہ جماعت ہمراہ رکاب بیکر سپرٹ کہ توجہ کرونگا افواج فتح اور فیروزی دواسپہ میرے استقبال کو دوڑیگی مصورت میں مناسب یہ ہو کہ اپنے استقامت رکاب غریمت میں رکھ کر جاگیر میں مشغول ہوں اور حسن آباد گاہ گہ سے اسپہ نو خرام کو جو لالہ کر کے روئی سے بجا کر تک اور سیت بندہ راہ میرے ولایت مہر تک اپنے قبضہ و تصرف میں لاؤں اور اس کے بعد گواہا کر سپرٹ راہات ظفر آیات کو حرکت میں لا کر عرصہ مالوہ اور خطہ کجرات کو اپنے خطبہ اور سکھ میں بلند مرتبہ کروں ملک سیف الدین غوری نے زمین خدمت کو بوسہ دیکر از روئے دانش و بینش عرض کیا کہ ولایت کرنا ملک بجا اور اتہار سے ملو اور ہر پہر اور رطوبت بہت ہوا پر غلبہ رکھتی ہے خصوص موسم برسات میں گھومے اور ہاتھی اور اونٹ و بیل اور جمیع حیوانات ہمارے اردو کے کہ ہوائے ضد و مخالف اس ولایت کی پرورش یافتہ ہیں انکا اس طرف مددوں رہنا اور زندگانی بسر کرنا بہت دشوار ہے اور بادشاہ علاء الدین خلجی اور سلطان محمد تغلق شاہ کے عہد میں دو تین مرتبہ لشکر کشی صورت مند ہوئی تھی جو انات صامت اور ناطق سے دس حصہ سے ایک حصہ سلامت نہ بھرے تھے المقصود وہ ولایت اس کے لائق نہیں ہے کہ بادشاہ خود بنفس نفیس اس طرف لشکر کشی کرے صلاح دولت آئین ہو کہ اعلیٰ ایک جماعت کو کرنا ملک کی سرحدوں کی تسخیر کیواسطے کہ ہوا دہانگی اس ملک کی ہوائے فی الجملہ ایک ہوا نفقت رکھتی ہے روانہ فرمائیں اور اس حدود کے سرکش راجاؤں کو کہ اس وقت تک تحف و ہدایا اور ایلی درگاہ کیتی بناہ میں روانہ نہیں کیے رابطہ اخلاص اور یکتہ کا بہم نہ پہونچا یا ہے ضرب شمشیر غازیان اسلام سے مطیع اور فرمان بردار کے باج و خراج اسے لیکر خاطر ان شرف اس طرف سے مطمئن فرماویں اور جو تخت گاہ دہلی ان سنوات میں کمال بیرونی رکھتا ہے خود بدولت باقبال و سعادت بعزم تہ تیغ مالوہ و کجرات و گوالیار کہ امراے صاحب وجود سے خالی ہے نہ نفست فرما کر راہات جاگیر اور اقلیم کشائی کے بلند کریں سلطان علاء الدین حسن جس کے ملک سیف الدین برآفرین خوان ہوا اور عہد الملک تانکندی اور مبارک خان لودھی کو جو امراے عظام سے تھے کرنا ملک بیکرٹ تعین فرمایا اور انھوں نے آب تابی اور بکری آبادی کفار تک جا کر ناخت اور تالاج کیا اور آگ نہیب و غارت اس قوم کے منازل اور مساکن میں فروخت کر کے دولاکھ انہر فی ملانی کہ عبارت دوسو ہزار نوہ سے ہزار و چار سو و آلات و افکار و درارید متکا کر کے محاسب سرچشمہ اب اس کے شمار سے عاجز ہو اور دوسو فیل کوہ تمشیل اور ایک ہزار قاصد و ساندہ و جان کے

راجاؤں سے پیشکش لیے اور اطاعت اور فرمانبرداری کے بارہ میں کوئی دقیقہ لازم عدم و پیمان سے باقی نہ رکھا۔ چنانچہ ان کے
 راجاؤں کے ایلیچوں کے اتفاق سے شروع موسم بہار میں سالانہ غنائم معاوضہ کی اور سلطان اس منکر لفظ پر کسی وجہ سے
 بعد ملک سیف الدین غوری کے استعصوب سے سامان سفر درست کر کے ماہ شعبان ۷۷۷ھ میں سوٹھاؤں ہجری میں
 حسن آباد گئے۔ یہاں سے دولت آباد کے سمت روانہ ہوئے اور جب بالا گھاٹ میں پہونچ کر جائزہ فوج کا لیا۔ بجاس ہزار سوار
 کہ اکثر تھیں۔ دلا دران نیزہ گدازتے قلم بند ہوئے اور جاہا کہ مدر بار اور سلطان پور کے راستہ سے ولایت مالوہ میں داخل
 ہونے کے لیے طبعی نے کہ راستے کرن گجراتی کے نواسوں سے تھا سپاہ دکن کے خوف سے باوجود خطر گجرات بھلا زمین مقیم
 تھا اور ملک موروثی کی طرف توجہ نہ کیا تھا بادشاہ کی ملازمت میں حاضر ہو کر اپنے مکمل کی طرف سے عرض کی کہ جو دریاں ملتان
 گجرات اور بادشاہان دکن ہمیشہ رسم شکار و غلط و دروغ طور پر ہاندا تھا اس کو تباہوں کے اہل گجرات کی طرف توجہ نہ کیا اگر اس خطہ بہشت
 منزلت کو کہ میرے آبا اور اجداد کا ملک ہے اور رعایا جاگیرداروں کے دست قلم سے جان بہ ننگ آکر خواہاں اسی عنایات
 کا رہتا ہے سحر اور مفتوح کرین اور اس بندہ کو اعداد ملازمان خاص میں در لاکھ خاطر جمع سے مالوہ کی طرف لشکر بھیجیں اور
 مقدار اس حال کے باقی زمینداران گجرات نے بھی اپنی بھجکر انکس اندوم کی سلطان علاء الدین حسن نے بالانصار
 و احوان قریہ مشورت کا ڈالکر زور فکر کی کھیلی اور خلاصہ کرنے اسپر قرار پکا کہ جب مقابلہ در مقابلہ سلطان فیروز شاہ باریک شہر یار
 دہلی کا اپنے اور برقرار دیکر حسن آباد گئے کہ تھکا گاہ سے نہ صفت کی ہو روانگی مالوہ اور گجرات کی علی السویہ ہو بلکہ جو رعایا
 گجرات کی راغب و دراصل قدر و قیمت ازوم ہو صلاح و سداد کی وجہ سے توجہ اس طرف کی بہت قریب اور مناسب
 ہو سلطان علاء الدین حسن نے سب کی رائے صواب جانکر شاہزادہ محمد کو مع بیس ہزار سوار برسم ہر اول روانہ کیا اور
 خود بدولت نے بھی پیچھے سے باہستگی تمام رایت شوکت گجرات کی طرف بلند کیا لیکن شاہزادہ محمد جب تعینہ نو ساری میں
 پہونچا اس محدود کو سب قسم کے جانوروں سے مملود کیلئے شکار میں مشغول ہوا اور آدمی باب کے پاس کہ شکار دوست تھا
 بھیج کر اس سرزمین کی کیفیت سے پیغام کیا بادشاہ بجاہ تجیل اس طرف سوار ہوا اور ایک مہینہ کامل صید و شکار میں مشغول رہا
 اس درمیان میں موافق اس امر کے مصرع تصانیس آسمانست این و دیگر گون نچو اند خدہ جو باعث کہ قمر شکار تک تھاپیش
 آیت شکار گاہ میں بیت حق فوق ذوق نشاط شکار سے اپنی محافظت میں نہ مشغول ہوا یعنی باوجود پیری اور آوان نوبہ اور
 انابت جیسا کہ بادشاہان عیش پرور کا لازمہ ہے مجلس شراب صحرائے شکار میں آراستہ کر کے گوشت شکار کے کباب
 کی رغبت کی اور سفینہ ہونے سے ایک بارگی مزاج تشریف اسکا مسلک خندال سے منحرف ہوا نظر تو ای عجاوہ گل تاجہ تلکے
 خوری از جام گلگون لالہ گون مویہ جو زنگس تابہ کو ساغر پستی قلع در دست و سر و خواب سستی بد تو تاباشی نچو اند شہ چو
 لالہ سرت خالی ز سوداے پیالہ بیسے خانہ خراب از مرشد آباد بیسے خانہ کہ دادش بادہ بر بادہ اور جب مرین
 کی شدت محسوس ہوئی ناچار فرین حسرت و درد عازم مراجعت ہو کر بہ کوچ متواترہ حسن آباد گئے کی طرف گیا اور علما
 اور مشائخ کو حاضر کر کے صدر الشریف مرقندی کے ماتھ پر تمام مناہی سے تائب ہوا اور اپنے تمام مالک محروسہ کو ہنسیت
 زمان قلع خان امت و چار حصہ کیے حسن آباد گئے کہ کو حد و ایل اور راجہ اور مدکل کی طرف حمہ ضبط اسکا ملک ملک سیف الدین
 غوری کے سپرد کیا اور دولت آباد اور رنجپور و جیول اور قصبہ بیڑ اور مونگے پٹن کہ جدیدہ اور خلاصہ ولایت مرہٹ
 سے ہر اپنے پتے پتے علی شاہ کے غفلتیں فرمایا اور ملک بزار اور ماہو و چند خان سیستانی کے سپرد کر کے مملکت

شیخ محمد سلجوقی نے انشاء اللہ تعالیٰ ان کے حالات اور مقامات غریب مقام مناسب میں خاندان اعجاز نشان کی استغانت میں ہیں اور احوال سلاطین ہمینہ کے ناموں پر مخفی اور پوشیدہ نہ ہے کہ صاحب تاریخ تحفہ السلاطین اور سلجوقی خاندان میں نامہ لکھی کہ بعض ناموں کے زعم میں وہ شیخ آذری علیہ الرحمۃ ہر اصل و نسب میں سلطان علاء الدین حسن کا نگوی ہمینی کے مرثیہ ایک جوت بیان نہیں کیا ہو لیکن شائش کے وقت بعض مقاموں میں نشان کیا ان کی نسبت منسوب کر کے کہا ہو کہ کلاہ کیانی سر پر رکھ کر تخت کیانی پر بیٹھا اور نشان مال و ملک اور بعض مقام میں اسکو ہمیں اور سفندیار سے نسبت کر کے مدح کی ہو کہ شاہ ہمیں نژاد اور نژاد کاخ ہمینی اور مثل اسکے اور عبادات جو کہ نابرا سفندیار ہوں دونوں کتاب میں بہت درج ہو اور اگر نقیب ہوں کہ ہمیں نامہ شراخ طبع بے طمع اور عالم با عمل اور عامل بے امل شیخ آذری کا ہر اس دعویٰ کی تصدیق کیواسطے ایک شاہ عادل کو ماسوٹے کہ بہ امر عبد پر کہ ایک جبر کو خوب تحقیق اور ثابت نہ کر کے مدعی اسکا ہوتا اور شعر ہمیں نامہ کے میں نے حجت کیواسطے اس کتاب میں درج کیے شائش سخن استادوں کی نہیں رکھتے اور مخلص شاعر کا بھی اس کتاب میں نقیر کی نظر سے نہیں گذر اس میں محض خواہ گوئیوں کو باور کر سکیں کہ بہ شعر شیخ آذری کے ہیں لیکن جو وقت مسودان اور اوراق کا بلکہ احمد نگر میں طرفی شاہ نظام پوری کے مسلک ملازمت میں منظم تھا اسکے کتب خانہ میں ایک رسالہ تھانہ تحقیق اصل و نسب سلطان علاء الدین حسن کا نگوی ہمینی اور نام اسکے مصنف کا درج نہ تھا اس خاکسار بمقدار کی نظر سے گذر اور یہ حاصل ہوا کہ یہ ہو کہ سلطان علاء الدین حسن کا نگوی ہمینی نژاد اور نژاد سے ہو اور اس منہج کے کہ سلطان علاء الدین حسن بن بکاؤس بن محمد بن علی بن حسن بن سہام بن سیمون بن سلام بن ابیہرم بن نصیر بن منصور بن ستم بن قیباد بن منوچہر بن نامدار بن اسفندیار بن کیومرث بن خورشید بن معصای بن نفور بن فرخ بن شہر بار بن عامر بن شہید بن ملک داؤد بن ہوشنگ بن نیک کردار بن فیروز تخت بن فرح بن صانع اور نسبت صانع کی کہینہ وجہ ساتھ ہرام گور کے پہونچی ہو اور وہ ہرام گور یا سان کی نسل سے ہو اور سان ہمیں بن اسفندیار کی نسل سے کہ جملہ بادشاہان کیان سے تھا اور یہ کہ سلطان علاء الدین حسن اور اولاد عظیم الشان اسکی کو ہمینہ کہتے ہیں اور ساتھ اس تقریب کے ہو لیکن جو کچھ غلط واقعات میں جامع اس اخبار کے ہو چکا ہو یہ ہو کہ جب سے نام کا نگوی ہمیں کا جزو نام سلطان علاء الدین حسن کے ہوا اسکو ہمینی کہتے ہیں لیکن شعر اسکے مورخان خوشامد گو کہ ایک سند ہم پہونچی اس معنی سے دوسرے لباس میں جلوہ دیا۔

کہہ کرہ آرائش پانائخت و تاج سلطنت اور جہان بینی کا وجود باوجود نوباوہ و بوستان شاہی و کامرائی سلطان محمد شاہ بن سلطان علاء الدین حسن کا نگوی ہمینی نور اللہ مضجعہ بنور رحمۃ سے نظم گزارندہ شرح معنی شناس پارسین می بند در نیاس ہا کہ بعد از حسن شاہ تخت و کمن ہونی در گرفت از محمد حسن پ سلطان محمد شاہ کہ و نور عقل و شجاعت و سخاوت سے موصوف تھا سلیمان کے مانند چیز ہالوں کے سایہ میں در آیا اور اسباب تجل اور آلات شوکت بادشاہی میں نہایت گوش کر کے چیز کے کلس کو جواہر بار سے آراستہ کیا اور ہر کاسے مرصع اس قبہ پر نصب کر کے وہ باتوت کہ اسے بیجا لگوئے سلطان علاء الدین حسن کے واسطے بھیجا تھا جو ہری اسکی قیمت کی شخص سے عاجز تھے اس طائر ہالوں کی صورت پر نصب کیا اور تو اچھون اور سیاہیوں کی کثرت میں سی ہو نور کی اور امرا در منصب داروں اور یکہ جوانوں کے واسطے جہاز وقت قرار دیے اور ہر ایک کو ایک خدمت سے سرفرازی دی جہاں خیمہ لڑا چھون کو احضار نشکر اور بار دیہی خلافی کیواسطے رجوع کیا انہیں بار واران کہتے تھے اور جو کہ اسکو خاص میں تو محل گلشن اقبال کے

سراج الاخبار
ہمینی نامہ

از قسم شہر اور سپہ اور نیزہ و علم کہ جو انان خاصہ کے حوالہ تھی انھیں اسلحہ داران کہتے تھے اور اعداد ان کے اس وقت میں دوسو سو
زیادہ ہوتے اور یہ جو انان خاصہ کے چار ہزار تھے انھیں خاصہ خیل یا معلوم کر کے حکم فرمایا کہ ہر روز پنجاس سوار اور ایکڑ خاصہ خیل
میں کیوٹ دیو انخانہ کے دروازہ پر حاضر رہیں اور دوسرے دن علی الصبح اور نوبتی حاضر ہو دیں وہ اپنے منازل میں مہرجست
کر رہیں اور ہر نوبت میں امر اور منصب والہ اپنی اپنی باری پاس تخت میں حاضر رہیں اور دیوانخانہ میں آنکری بھی سلو داروں کے ہمراہ جو کی
دیوین اور ہر نوبت میں ایک کو بزرگ در سردار کے اسکا سر نوبت نام رکھا اور سر نوبت جو کی اول کو بھی سر نوبت کہلاؤ تو تن
کے سر پر مرتبہ برتری کا تخت اور اسید طرح سے ہر ایک طرفدار ملکیت کی واسطے ایک خطاب مقرر ہوا طرفدار دولت یا ہوسنگ علی
و طرفدار بلبل مجلس علی و طرفدار بیدر و تلنگ غلام ہالون و طرفدار پاسے تخت حسن آباد گلبرگہ اور بیجا پور کہ منصب و کالت رکھتا ہو
ملک نائب اور سپہ سالار جمیع ممالک محروسہ کو امیر الامرات قرار دیا اور یہ مناصب اس وقت تک بلا دو کن میں شائع
اور راجع رہیں اور جمیع کے سوا اور دونوں میں ایوان کے درمیان میں نوشہا کے ایشیمین نہایت تکلف سے بچھا کر شامیانے
تخلی زلفیت اور بھی نقشہ نفیسہ آگے ایستادہ کرتے تھے اور تخت نفرہ سلطان علاء الدین حسن کا بچھاتے تھے اور سلطان
محمد شاہ پہرون چٹھے شریف بجا کر اول تعظیما تخت پدر کو سجدہ کرتا تھا اسکے بعد تخت پر جلوہ گر ہو کر نہایت شوکت
اور صلابت سے بارعام دیتا تھا اور لوازم جہانداری میں مصروف ہوتا تھا اور پیشتر اس سے کہ موزن اذان ظہر
دیتا تخت سے برخاست کر کے مجلس دربار سو قوف کرتا اور جو کہ طبیعت غیور رکھتا تھا تخت پدر کے سجدہ سے دیگر
رہتا تھا بعد چند سے راستے تلنگ نے جیسا کہ چاہیے ایک تخت فیروزہ بھیجا سلطان محمد شاہ نے اسے دولت شگوف
جا کر ایوان بارعام میں رکھا اور تخت نفرہ گوشہ میں رکھ کر پھر اسے اجلاس انفرمایا اور سلطان فیروز شاہ بہمنی نے
اپنے محمد فرخندہ میں اس تخت نفرہ کو مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھیجا تو اسے نور کرساوات پرست
کو رہن اور تبدیل سے زمانہ میں سلطان علاء الدین حسن کے زمانہ کے موافق نواب ملک سیف الدین غوری کے
سوا کوئی شخص سلطان محمد شاہ کے دربار میں ہرگز بیٹھ نہ سکتا تھا چنانچہ اسی عرصہ میں جب ملک سیف الدین
غوری نے دیکھا کہ دربار میں بیٹھنا سلطان محمد شاہ کے موافق طبع غیور کے نہیں ہے عرض اقدس میں پہونچا یا کہ جو
خویش و قارب حضرت اور دیگر امرا کے حقوق خدمت اس دیوانہ پر رکھتے ہیں وہ سب بزرگوں خدمت میں ایستادہ
رہتے ہیں اس دو تنخواہ کو بھی حکم ہو کہ مثل آنکے پاس تخت میں ایستادہ رہے اور یہ عرض جو بادشاہ کی عین مدعا
تھی پذیر ہوئی وہ بھی مثل تمام مجاہدوں کے خدمت میں مشغول رہتا تھا اور اسید طرح سے حکم فرمایا کہ سکندر پر بارین
اور ہر روز پانچ مرتبہ نوبت شاہی بجا دیں اور تمام آدمی بارعام کے وقت دوزانو ہو کر سرزمین بر رکھیں انحضرت بعد
انقراض دولت بادشاہان بہمنیہ و کن میں چند فرقہ ہم جو بچے اور صاحب چتر و خطبہ ہوئے لیکن ہرگز سکندر نے ہزارا
اور پنج وقتی نوبت بادشاہی جو بادشاہوں کا لازمہ ہونے بجائی و ایوان تلنگ کہ شہنشاہی بہمنی انھوں نے بھی اگرچہ
سکندر پر نہ مارا لیکن پنج وقتی نوبت بادشاہی بجز سلاطین بہمنیہ بجائی اور زر سلطان محمد شاہ بہمنی قسم ملاؤ نفرہ چار
ہفت سے چھلا و وزن مختلف نہایت مدیدہ و تولد سے زیادہ نہیں اور ریح تولد سے کم نہیں اور ایک طرف کل طبیع
شہادت لازم جاریا در دوسری طرف بادشاہ صحر کا نام اور تاریخ وقت نقش رکھتا تھا اور صرف ان نفرہ
تخصیص دیا جان بجا نگار و تلنگ کی تحریک کے باعث زر محمد شاہی کو کہ غل و غش سے بری تھا گداخت کر چاہتے تھے

کہ نسبت سنوات زر کفار بجا نگاہ اور تلنگ کا دکن میں رائج ہو سلطان محمد شاہ اس بات سے آگاہی پا کر چند مرتبہ ملک
مخرومہ کے صرافوں کو باز نکاب توڑنے اور چرخ دینے زر اسلام کے مانع آیا اور لو ازم نصیحت کے بجالایا اور جب ممنوع ہو
اور نصیحت سود مند نہ آئی تو زمین قتل اس جماعت کے بارہ مین لکھ کر مردم معتبر اور دو تخواہ کے ماتھ طرف و جواب میں رسال
فرمائے کہ فلان تاریخ میں صرافوں کے قتل میں اقدام کریں چنانچہ ماہ حجب ۱۰۳۷ھ میں سو اسی بھری میں کہ فریاد کیا گیا
تمام ولایت میں صرافان ہند و کافل شروع کر کے عرصہ ملک بادشاہان بہمنیہ کا آلائش وجود اس جماعت سے پاک کیا
اور حکم کے موافق کھتر بیان کہ ہمراہ لشکر دہلی بسنوات سابقہ دکن میں گئے تھے مرنائی کے شغل میں مشغول ہوئے اور آخر عہد
شاہان بہمنیہ تک زر اسلام رائج اور شائع تھا صرافان دکنی الاصل نے جب یہ امر شاہان اسلام سے مشاہدہ کیا سلطان
فیروز شاہ بہمنی کے عہد میں اپنے آبا و اجداد کے اعمال ناپسندیدہ سے اطہار نفرت کر کے مبلغاے کلی سرکار شاہی میں
دیئے اور امر صرافانی میں اقدام کر کے گرد زر مسکو ک کفار نہ بھرتے تھے اور اگر احیاناً کوئی شخص اس زر سے نکلے پاس ملا تھا قیمت
طلعا خرید کر کے دار الضرب میں لیجائے تھے اور گداز کرتے تھے اور خرشتہ مردم بادشاہی کے سبب سے خاطر جمع کرتے تھے لیکن
ادسطعہ سلطان محمود شاہ بہمنی میں آثار خلل بنیاد دولت اس خاندان میں مشاہدہ ہونے لگے بھراپنے کام میں مصروف
ہوئے یعنی چھ سات برس کے عرصہ میں زر اسلام سے ایک اتر چھوڑا اور زر مسکو رلیان بجا نگاہ اور تلنگ کو کہ ساتھ میں
اور پرتاب کے شہرت رکھتا ہر جمیع ممالک اسلام میں رواج دیا اور ایک کہ تاریخ بھری پاکیزہ اور رسول کہ بھونچا ہر ہی زر کفار
اہل اسلام کے درمیان میں شائع اور رائج ہوا ورنہ اس حروف کا یاد رکھتا ہر کہ شاہ قلی صلابت خان ترک کی مجلس میں
چند مرتبہ کہ باگ حل و عقد امور رضی نظام شاہ بھری کے قبضہ اختیار اسکے میں خفی حکایت قتل عام صرافوں کی عہد
فرخندہ مہد سلطان محمد شاہ بہمنی میں مذکور ہوئی شاہ قلی صلابت خان ترک نے پکاسی کامیان جان بر باند حکم چاہا کہ
مرضی نظام شاہ بھری کے قلمرو میں بھی زر اسلام کو رواج دیکر زر کفار کو متروک کرے چنانچہ پانچ چار برس تخمیناً کے اندر
چند موضع میں دار الضرب بنی نکسال بہم ہو چکا کہ وجود طلعا اور نقرہ کو بنام نامی ایک اتر اتر عشر علیہم الصلوٰۃ والسلام اور
اسم مبارک مرضی نظام شاہ بھری کے زیر ذریت و یا لیکن امیر الامراء ملک برار یعنی سید مرضی سمانی جو شاہ قلی
صلابت خان سے صفائی نہ رکھتا تھا پانچا کہ ملک برار میں نکسال بہم ہو چکا کہ زر اسلام شائع ہوا اور اس بات نے صرافان
احمد نگر کے دل میں کہ بائے تخت نظام شاہیہ میں تھے ان کی اعمال سلطان محمد شاہ بہمنی کو موافق کر کے اپنے کانوں میں زر
مسکو ک اسلام کو توڑ کر اسکی بد رواجی میں کوشش کرنے لگے اور چند شاہ قلی صلابت خان صرافان معتبر کو عقوبت
غیر مکر اور گوناگون سے قتل کرنا تھا کچھ فائدہ اسپر مرتب نہ ہوتا تھا اور اپنے عمل نشت سے باز نہ آتے تھے تھا اسی عرصہ میں چند
کے بعد شاہ قلی صلابت خان منصب و کالت سے مغزول ہو کر محبوس ہوا اس صورت میں صرافان عناد پیشہ نے اس روپیہ کا
ایک نشان چھوڑا اور سیطور سے برہان نظام شاہ بھری ثانی نے اسلئے ایک نگر گیارہ بھری میں بنام حضرت امیہ معصومین
علیہم الصلوٰۃ والسلام زر سرخ کو مسکو ک کر کے چاہا کہ زر کفار متروک کروں لیکن جو انھیں دنوں میں اُسکے
طائر روح نے باغ بہشت کی طرف پرواز کیا احمد نگر میں ہرج و مرج ظاہر ہوا اس امر نے صورت نہ باندھی اور عرض توقف
میں براقصہ سلطان محمد شاہ بہمنی نے شریعت محمدی علیہ السلام کی نردیج میں نہایت درجہ کوشش
کر کے زر کفار کو قلمرو اپنے سے متاصل کیا اسے بجا نگاہ اور تلنگ اسکو صاحب داعیہ جا نگر خائف اور ہراسان

مکر

۱۰۳۷ھ

۱۰۳۷ھ

ہوئے اور باتفاق یکدیگر امرائے اسلام کو کہ بھیجتے تھے نامنقود خزانہ مکہ معظمہ کے سبب سے بخیدہ خاطر ہوئے تھے جس کا مذکور ہوگا
تقویت کو کے سلطان محمد شاہ ہمسائی کی مخالفت کی واسطے ترغیب و ترغیر کی اور جو بعضے امرائے کبار باطنائے تہذیب اور
ایک دل ہوئے اسے بجا لگنے آدمی سلطان محمد شاہ کے پاس بھیج کر پیغام دیا کہ قدیم الایام سے قلعہ دیوچور اور مدہ کل مع مضاف
اس کے کنارہ آب کشتہ تک تخت میں لایا گیا مگر کے رہا ہو اگر انکو ہمسائی کی ہماری اور اپنے بقائے سلطنت کی نہ ہو مقام اتحاد
میں ہو کر آب کشتہ کے ساحل تک قلعہ اور پرگنہ ہمیں واگذاشت کریں تو مالک تمام سپاہ شاہ دہلی کے صدر اور میرے
نیکو قرار کے اسباب سے محفوظ اور محروس ہوں اور اس طرح رائے تلنگ نے جو کہ قلعہ کو لاس کو سلطان علاء الدین حسن کو
پیشکش کیا تھا اس وقت زمرست پکا لچھون کو دارالملک بمبھیان میں روانہ کیا کہ پیغام بھیجا کہ میرا بیٹا ناگ یو مجھے مقام سرکشی
میں ہر اور قلعہ کو لاس اور اسکے مضافات کی تخلیص و استرداد کا عازم و جازم ہو صلاح دولت جناب امین ہو کہ کار جنگ کو
نہ چھوڑا اس محال کو اس طرف رجوع کریں تو جادہ موافقت اور موافقت میں ریسخ دم اور ثابت قدم ہو کر آئیے دوست کا
دوست اور دشمن کا دشمن رہوں انقصہ سلطان محمد شاہ نے نہایت دانائی اور عافیت سے ان کے لچھون کی تعظیم و تکریم و تکرار
اور ہر رسم و ریت و عمل اور حرف و صوت میں نگاہ رکھا اور ملک سیف الدین غوری کی صلاح سے کاتب محبت اس
مردم کے مردم تختہ ان کی صحابت سے بجا لگا اور تلنگ میں روانہ کیے اور اس عزم میں تقریبات
انھا کر ہر ایک امر کو کہ جسے متوہم تھا اور دشمنی کا گمان رکھتا تھا حاصل کر کے ایک جماعت اور کو کہ محال تھا و
میں تھی بزرگ اور صاحب دست گاہ کیا اور بعد مراجعت ملکہ جان سفر مبارک مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے
الحمینان خاطر سرکشی اور مخالفت مردم درگاہ کے سبب ہم پہونچا کر بارعام دیا اور ایک مجلس کمال شوکت و صلابت
سے آراستہ کی اور لچھون اسے بجا لگا اور تلنگ کو اس مجلس میں بلایا اور راز و سہم و غیب اور نہایت تسلط اور
غایت استیلا سے کہا ایک مدت ہو کہ تخت فیروز تخت و کون نے فرمودم سے میری رونق سپہر میں ہم پہونچائی ہو
اور میرے اقبال کا پائون خوش فرما ہوا اب تک لایا ان اطراف نے مجھے پیشکش و پہلیا تہہ سب سے کفیلان کا آمدنی حبقدر
کہ انکی سرکار میں ہوں زرد و جواہر و تمام نعمت و رشہ انکی پیچیدہ لاد کر بسبیل استعجال درگاہ میں روانہ کریں کہ نقود خزانہ عامرہ
مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں صرف ہوا ز کی احتیاج بہت ہو لچھون نے صورت مجلس کو دوسری طرف دیکھ کر چون محمد
کو بوسہ دیکر اپنے منازل میں گھٹا و قصہ طلب پیشکش کا مشر و دعا اپنی عرضیوں میں درج کر کے جلد روانہ کیا
اور حکایت روانگی ملکہ جان بجانب مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور خالی ہونا خزانہ طلا اور نقرہ مسکوک اور غیر
مسکوک کا ساتھ اسطو کے ہو کہ سلطان علاء الدین حسن جب متعل اور دن کے اس جہان گذران سے درگزر اس سلطان محمد شاہ
ہمسائی سوم کے دن بھیج جو جیسا کہ اب سلاطین ہندوستان ہر زیارت فیروز کر کے پاس سوگ کا تبدیل فرمایا اور والہ الخلفان
حسن آباد گلبرگہ میں تخت زمانہ ہی پر اجلاس کیا اور امور و جانماری کے عمدہ سے جیسا کہ واجب و لازم ہو آیا و کیسے طرکا
نقص کر کے زاین اتالت اور خلعت ہائے فاخر و از روئے عنایت خان محمد اور صفدر خان سیستانی اور خونین
دولت آباد اور برار کی واسطے بھیج کر انھیں ملکہ کیا اور ملک سیف الدین غوری اور اسکے بیٹے ہالیوں کو نوازش اور
ترتیب خسروانہ فرما کر دولت و اقبال کے مراتب اعلیٰ میں پہونچا یا اور چھوٹے کامل ہر شیب جمعہ کو اپنے باب کی تربت پر کہ
قلعہ حسن آباد گلبرگہ کے باہر واقع ہو جا کر فقر اور مساکین اور زواروں کو باغام و احسان خطو لیا اور ایک گنبد عالی و آسپہر

بنائے کہ چند قصبہ اور زریہ وقف خلیفہ کے حکم دیا کہ پیشہ و سوا آدمی باپ کی قبر کے قریب ملاوت قرآن مجید میں غفلت لکھنا اور ملکہ جہان نے کہ والدہ سلطان محمد شاہ قحقی جمیع نقود و جو اہل و زریہ خاصہ اپنا ترہج روح شوہر کے واسطے صرف کیا جب ایک سال اس کے فوت سے گزلا اپنے بیٹے سے سفر مکہ معظمہ زادہ اللہ شرفاً و طیباً کی خدمت حاصل کی اور سلطان محمد شاہ مراسم عزت والدہ جس طرح کہ واجب ہو چکا لانا تھا عازم جازم ہوا کہ تمام نقود خزینہ کو کما سکے باپ نے مصلحت فرمایا کیوں واسطے جمع کیا تھا ہمراہ ملا جہان اماکن شریفہ کی طرف روانہ کر دیں کہ واسطے ترہج روح پدر فقرا و مساکین پر صرف کرے پھر خزینہ کو بلا کر حکم فرمایا کہ ملا اور نقود مسکوک اور غیر مسکوک جو کچھ خزانہ میں ہو سب دربار میں حاضر کرو چنانچہ خزانچی باطاعت تمام صندوق طلا اور نقود خاص سوکے مرصع آلات کے جملہ ملاحظہ میں در لایا اور حکم کے موافق معیار میں لا کر جاسوس من طلا اور سات سو من چاندی بوزن و کن قلمبند ہوئے اس درمیان میں بعض امرا و ارباب دخل نے عرض کیا کہ بادشاہ دہلی اپنے ملک فیروز شاہ باریک اس ملک کے استزاع کی فکر میں ہو اور بادشاہوں کو مصالح لشکر اور حفظ ملک میں خزانہ کے سوا چارہ نہیں ہو صلاح دولت اس میں دیکھتے ہیں کہ بقدر کفایت مصوب ملکہ جہان کر کے باقی کو خزانہ میں داخل فرماویں و ضرورت کی وقت امور سلطنت میں کام آئے سلطان محمد شاہ نے تفکر ہو کر سکوت اختیار کیا مٹاں اس حل کے ملک سیف الدین غوری دربار میں حاضر ہوا جب آثار نظر سلطان کے چہرہ سے مشاہدہ ہوئے اس کا سبب استفسار کیا سلطان محمد شاہ نے ارادہ اپنا اور مانع آناد توچا ہونے کا مع وجہ مذکور بیان فرمایا ملک نائب سیف الدین غوری نے جواب دیا تبتلہ عالم دعالیان سلامت ارکان دولت نے جو کچھ کہا ہو قحقی ہو اور بادشاہ جانا کہ خزانہ میں سوال پر ضرور ہو لیکن جو نقود بقصد اسکے گراہ خدا میں صرف کیا جائے خزانہ سے برادر وہ کر کے دربار فیض آتا رہیں حاضر کیا ہو مناسب نہیں دیکھتا کہ نسخہ غریبت کر کے پھر خزانچی کے سپرد فرماویں سلطان محمد شاہ کو یہ کلام طبیعت قحقی طوبی کے موافق آیا اس وقت یہ فرمایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ جل شانہ نے میرے باپ کو بے مال و ملک ایسی بادشاہی کراست فرمائی اگر اسے میری سلطنت نگاہ رکھتی منظور ہوگی یا نہ نگاہ رکھے گا یہ کہ صدر الشریف اور درویش مر ومان معتبر کو بلایا اور چاندی سونا بے کم و کاست ان کے حوالہ کیا اور معین خان خواجہ سر کو مع چند خواجہ سرا دیگر خدمت کیوں واسطے تعین کر کے اپنی والدہ کو اس جماعت کے ہمراہ بندروا بل کی طرف روانہ کیا اور وہ عقیفہ صالحہ جمیع حمات اپنے صدر الشریف اور معین خان خواجہ سرا کے تفویض کر کے کشتی محمد شاہی میں کہ اس جلدی میں مہیا کی تھی سوار ہوئی اور عزیز و اقارب و رملوک و خزانہ کی عورتوں کے سوا آٹھ سو عورت بیوہ اور فقیر فی ساتھ اس کے کشتی میں در آئیں اور صدر الشریف ملکہ جہان کے اشارہ کے موافق غنی اور محتاج کے احوال پر تفقد و رعایت فرمایا ہوا در آئے کہا کہ سفر کے جانے اور آئے میں تمام لوگ جہان عزیز ملکہ جہان میں کوئی شخص مال خاصہ اپنے سے خرچ نہ کرے اور جس شخص کو خوشی و درکار ہو سرکار سے بیکر صرف کرے اور طلب سے نہ اندیشہ کرے کہ یہ مال وقف ہو اور اہل حق ساتھ تھارے لکھتا ہو اور کشتی ملکہ جہان با و مرد کے سبب بے آسیب و بوجہ طوفان ایک مہینہ اور سات روز کے عرصہ میں موسم حج میں بندر عبدہ میں پہنچی مہینہ کی بزرگ مرد و عورتیں طواف خانہ خلافت مشرف ہوئے اس کے بعد ملکہ جہان نے اس ملک کے مستحقوں کو انعام و احسان سے مسرور و القاب کر کے یوم الحساب کا ذخیرہ کیا اور بیعت محبوبی سے مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جا کر سید المسلمین کی زیارت میں شرف یاب ہوئی اور ایک سال اس مقام مقدس میں مقام کیا اور چار ہزار مادات کے لاکھوں اور دس ہزار مادی کے لاکھوں

اس کار خیر میں صرف کیا جیسا کہ ملا داؤد بیدری نے تحفۃ السلاطین میں لکھا ہے کہ ملکہ جهان اکثر اوقات بقیع کی طرف
 جاکر زیارت حضرت سید النساء فاطمہ الزہراء علیہا السلام اور فرزند ان جناب
 حضرت نقاب بی بی کی کرتی تھی ایک دن صدر الشریعہ سے پوچھا کہ فرسید الشہداء امام حسین علیہ التحیۃ والثناء کہاں ہے
 اسنے عرض کی زمین کر بلائے معلی میں واقع ہے ملکہ جهان نے فرمایا کہ قبر حضرت بی بی کی یہاں ہے اور قبر اسکے فرزند ولید
 کی اس مقام میں کس اقرب سے واقع ہوئی صدر الشریعہ نے قصہ ظلم بزرگ بیداد و بیہادوت آنحضرت علیہ السلام کی
 ظاہر کی ملکہ جهان نے فوجہ دزاری بہت کی اور فرمایا کہ بہت چھوٹا لڑکا اور بیٹوں سے ماؤ نکو بہت عزیز و مکرم ہوتا ہے
 اگر میں زیارت اس جناب سے شرف یاب نہوں گی معلوم نہیں کہ حضرت بی بی نجو سے راضی اور خوشنود ہوں پھر عازم
 جازم سفر کر بلائے معلی ہو کر تہیہ اور سامان اس سفر میں کو بخشش کے مقابلہ اس حال کے ایک شب کو حضرت بی بی
 علیہا السلام کو خواب میں دیکھا کہ فرماتی ہیں میں تیرے حسن اعتقاد سے راضی ہوئی اور خدا و رسول بھی تجھے خوش ہیں
 اس مقام سے اپنے مسکن کی طرف مراجعت کر کہ تیرے فرزند تیری ملاقات کے اشتیاق میں ہیں ملکہ جهان نے یہ خواب صدر الشریعہ
 سے بیان فرمایا اور ایک مہر مہر کو مع مال و اسباب مراد ان بغداد کی طرف روانہ کیا کہ بنام شاہ مردان اور مولائے
 شقیان علی بن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور فرزند ان جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کہ اس حدود
 میں مدفون ہیں طعام دیکر باقی روپیہ سادات اور زکرون اور خادموں تقسیم کرے اور خود جدہ کے بندر سے
 وکن کی طرف روانہ ہوئی جب بندر واکل میں پہونچی سلطان محمد شاہ نے بسبیل استقبال لوازم استقبال
 میں قیام کیا اور قصیدہ کلمہ میں بیٹھے مان کی زیارت کی اور مان فرزند کے دیدار سے سرور و محظوظ ہوئی اور ایک
 دوسرے کی سلامتی پر شکر اُردی بجالائے اور ایک خلعت اور زیان شعلہ نقویں بادشاہی وکن اور اجازت خطبہ اور
 سکے کا ایک خلفائے عباسی نے بھیجا تھا سلطان محمد شاہ نے باعزائے تمام ہینکے پھر سر برکھا اور لوگوں پر اسنے نوازش
 بہت فرمائی اور جامد کعبہ کے اسکی والدہ ماجدہ برہتمین و تبرک لائی تھی وہ شجر سیاہ کا تھا اسکا چتر بنایا اور وہ جینے
 تک قصیدہ کلمہ میں چین بزرگ کیے اسکے بعد باتفاق ملکہ جهان بلندہ حسن آباد لکھنؤ کی طرف معادرت کی اور اس شہر میں
 بھی لوازم عیش و سرور بجالایا اور ملکہ جهان اپنے شوہر سلطان علاء الدین حسن کے مرقہ کی زیارت کر کے صدقات
 اور خیمات شوہر کی روح کی ترویج کیواسطے بجالائی اور پیر ارشد اور اکبر سے رخصت ہو کر شوہر کے خطبہ کے تہن مکان
 بنایا اور صبح و شام اسکی قبر پر جاتی تھی اور اسکی غارت میں گریہ دزاری کرتی تھی یہاں تک کہ سترہ سال سوڑ سٹھ
 ہجری میں مرغ روح اسکا رونقہ رضوان کی طرف پرواز کر گیا اور شوہر کے پہلو میں مدفون ہوئی اور نقل ہو کہ
 ملکہ جهان کے صدق اعتقاد کی برکت سے جسقدر آدمی کہ ہمراہ اسکے گشتی میں ہوا یہ ہو کر تہرہ و بطن کی طرف روانہ ہوئے تھے
 مرد اور عورت سب مانط حقیقی کی حفظ و حمایت سے صحت و سلامتی منزل مقصود میں پہونچے اور زمین خیرین کی زیارت
 سے شرف ہوئے اور بدوں اسکے کہ کسی کو انھیں اہل طبعی پہونچے نام عازم مراجعت ہو کر قادر و چون کی ضمانت میں بلندہ
 حسن آباد لکھنؤ میں پہونچے اور یہاں عجائب اتفاق حسنہ سے ہوا اور اس غنیفہ کے سوا دوسرے شخص کو دولت عظمیٰ
 نہ نصیب ہوئی ہوگی جیسا کہ مذکور ہوا اور ایلیچون نے پیغام سلطان محمد شاہ کا اپنے حاکموں کو لکھا کہ اپنے ملک نے اپنے
 بڑے بیٹے ناگد کو درنگل سے مع سوار و پیادہ ہیشمار کو لاس کی طرف روانہ کیا اور اسے بجا لکھنے بھی ہدایت ملے گی

پیش نہاد بہت کر کے جس ہزار سوار اور پیادے ناگہ یوکی مدد کو روانہ کیے اور سلطان محمد شاہ نے بہادر خان لدھیانہ کو
 کہ سپہ سالار کیا تھا حکم فرمایا کہ عظیم ہالیوں اور صفدر خان سیستانی مع لشکر بیدار و برادر جو اسکے ہمراہ کیا تھا دشمنوں کے دفع
 میں مشغول ہو وین اور اسی حال میں اسکے کہنے اور فرمانے سے تاجاؤز اور تخلص جائز نہ کیے جانا چاہیے بہادر خان مع لشکر
 پشتونک تمام فوج کفار کے مقابل آیا مین الفریقین سخت محروکوں کا اتفاق پڑا اور آخر کو سپاہ کفار کا نشان سرنگون ہوا اور
 شکست فاحش کھا کر سروسٹ بجالا تیرا ولاق گنجفہ طرچ پریشان ہو کر اپنے مالک کی طرف بھاگے اور بہادر خان
 در بیکل ترک تاخت بجا کر دمانکے راسے سے ایک لاکھ ہون اور پچیس ہاتھی توئی ہیکل اور بھی تخت دیدیا نے نفسیہ
 لیکر حسن آباد گاہ کی طرف معاودت کی اور آخر شہ سات سو ترسٹھ پچری میں حقیقت کہ سلطان محمد شاہ ہمینی گری پر
 تھکا روغور کتا متاعرض میں ہو چکا یا کہ ایک جماعت سودا گروں کی جند گھوڑے لائی ہو سلطان محمد شاہ جو کہ عاشق اور غیب
 اسب نشا آستہ در ہوا رہتا تھا اور سپاہ تازی نژاد سے ایک خطہ وافر کھتا تھا اسطرح کرسی پڑھیکر ان سودا گروں کو طلب
 کیا اس بجا آستہ کہ ان میں کوئی گھوڑا لائق سرکار اور قابل سواری ہو خریداجادے جو کہ اس درمیان میں ابسا گھوڑا
 نہ تھا سودا گروں سے فرمایا جو کہ تمہارے پاس گھوڑے قابل سواری بادشاہ ہون کے نہ تھے ایک ملک سے دوسرے
 ملک میں لا کر بادشاہ کے ملاحظہ میں گذارنا لائق نہ تھا یہ سنکر اس جماعت نے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر
 عرض کیا کہ ہمہ گان بادشاہی کی واسطے ہم گھوڑے خوب لائے تھے ناگ دیو والی و یکم میں کہ اپنے باپ کی طرف سے
 اس عہد میں اقامت رکھتا ہوا خواہ خواہ گھوڑے چیدہ اور خلاصہ بہانے قلیل ہستے بے سلطان محمد شاہ نے فرمایا کہ تمہیں
 کس واسطے اس سے یہ نہ کہا کہ یہ گھوڑے ہم محمد شاہ ہمینی کی واسطے لیا جائینگے انھوں نے جواب دیا کہ تمہیں آستہ بہت سمجھایا اور اس
 بارہ میں نہایت مبالغہ کیا لیکن اس بد بخت بد باطن کے دلیمن ہمارا قول اثر پذیر نہ ہوا سلطان محمد شاہ جو ناگہ یوکی اوضاع
 ناملائم سابق سے آزر وہ خاطر تھا اس بحث کو کہ ورت سابقہ کے علاوہ کہ کرے زیادہ تر آنا غضب کے ظاہر کیے اور غریت
 راہ کا نشانہ دیو کے انحراف کی واسطے معمم کی اور اسی گری سے برخاست نہ کی تھی کہ دہلیز اور سر پر وہ سپاہ باہر بھیجا اور
 تنگ گاہ کو ملک سیف الدین غوری کے سپرد کیا اور شہر پریشکی پر جو اکثر محروکوں میں اپنے حق میں مبارک اور مسعود سمجھتا تھا
 گری کے قریب طلب کر کے سوار ہوا اور دس روز شہر کے باہر اور پھر سلطان پور کے متصل قیام کیا اور شہر محمد علی بن حنیڈی
 سے انہماک دعا کی اور گیارہویں دن فیصل شہ گاہ پر کہ عین مستی میں تھا دار ہو کر ملنگ کی طرف روانہ ہوا وہ جب قطعہ
 کلبانی کے اطراف میں ہو چکا اتنا اس سواری میں ایک ندیم گستاخ سے متوجہ ہو کر پوچھا کہ کتنے عرصہ میں دیکھ میں میں
 داخل ہوؤ گا ندیم نے عرض کی اگر حضرت اسطرح سے شریف لیا دینگے تو شاید دوسرے سال دمان زول اجلال
 زما دینگے سلطان محمد شاہ نے یہ جواب سننے ہی ہاتھی کو ایستادہ کر کے نوچار ہزار سوار و اسپیاد و سپہ اسپیادے لشکر
 کے درمیان سے انتخاب کیے اور بہادر خان عظیم ہالیوں کو باجماعت جو انان خاصہ ایک کوس اپنے تفاوت سے
 بیشتر روانہ کیا اور خود بدولت بائے ظفر رکاب توکل میں ڈالا کہ اردو کو بھی ملکہ احمد آباد و بیدار میں جو پڑشہر پریشکی
 کو ایسان اور سر پ پھینکا کہ ایک حصینے کا راستہ ہفتہ میں ہی سپر کر کے مع ایک ہزار سوار و یکم میں ہو چکا اور
 ایک جماعت جو انان افغان کو بلباس سوداگران غارت خوردہ پیشتر بھیجا کہ شہر میں جا کر حبس و فزع کوین
 اور مردوم دروازہ کو اپنی باتوں میں مشغول کر کے ایک لحظہ نگاہ رکھیں جب یہ رسم سوداگران افعال

تیز و کمان و شمشیر باندھ کر شہر میں داخل ہوئے دروازہ کے محافظ تمام انہیں پھونک لائے اور شخص انکے احوال کے ہوئے انھوں نے
جو ابدیہ کہ ہلوگ تجارت پیشہ ہیں اور سب وقاش سے جو کچھ ہمارے پاس تھا اس شہر کے اطراف میں چوروں اور
رہنروں نے دو چار ہو کر تاراج کیا اور بہنے سلامتی کو غنیمت جان کر تیز قدمی سے آپکو شہر میں پہنچایا پھر اس شہر کے
حاکم سے امداد واریں کہ ہماری فریاد کو پہنچا دو اور مظلوموں کی دیوے قصہ کو ناہ یہ تو یہاں اس حرف و حکایت اور قرض واری
میں تھے کہ سلطان محمد شاہ نہر اسوار سے دروازہ پر پہنچا اور غوغا بلند ہوا اور دروازہ کے محافظ سمجھے کہ چور آ رہے ہیں
انکی مدافعت اور مخالفت کیواسطے آ گئے کہ دروازہ بند کر کے اس بلا سے ناگمانی سے امن باورین کے ایکبارگی وہ جماعت
مزدور دست بقبضہ ہو کر جنگ میں مشغول ہوئی اور انھیں دروازہ بند کر کے فرست دی اس دریاں میں سلطان محمد شاہ
بفرار غلط شہر میں داخل ہوا اور دریاں اور محافظوں کو غلط تیغ خون آشام کیا اور بلا وقت قلعہ ارک کی طرف
متوجہ ہوا اور کوچہ و بازار میں جو شخص سامنے نظر پڑا غازیوں کی تیغ تہ سے بے سرو ہوا اور روم اسکی سستی کی دافینا کے منفع
سے زائل اور معدوم ہوئی اور ناگد یو کو اصلا اور مطلقاً خیال نہ تھا کہ بادشاہ اسلام ہطور سے ناخست کر کے اس جیلہ اور
مکے سے شہر میں داخل ہو کر ایک جماعت قلیل سے مرکب اس قسم کے امیر خطیر کا ہو گا یہ خبر جانشین سنتے ہی سرسیمہ و متحیر ہوا
اس باغ سے کہ جان عیش و عشرت میں مشغول تھا آپکو بعد محنت و نہر و خوری قلعہ ارک میں پہنچایا اور سلطان محمد شاہ
اس معنی کو قوت اپنے طالع کی تصویر کے اسوقت اس قلعہ کے محاصرہ میں کنو پ و تفنگ بلکہ تمام آلات حربی اور
حصار واری سے عاری تھا مشغول ہوا اور جمیع ہر مند ان شہر کو گرفتار کر کے گھوڑے عرصہ میں بہت زینہ چوبی
اور اسباب قلعہ کشائی کے مہیا کیا اور قریب شام ناگد یو مضطرب ہو کر نسل بار سر کو فتنہ پیتاب کھا کر حرکت ندبوحی
کرنے لگا اور جیب سمجھا کہ میر شہست جبستہ اور کام و دست رفتہ سے سعی و کوشش فائدہ نہیں بخشتی اور ترس و خوف
کفار کے دلوں پر غالب کیسے طر سے ککٹ پہنچی دروازہ عقب قلعہ کو کہ جو پھر سے جتا تھا کھولا اور ہوا ایک جماعت
مخصوص کے راہ و ارنانی سلطان محمد شاہ نے اس حال سے واقف ہو کر تعاقب کیا ابھی شہر سے باہر نہ گیا تھا کہ
دستگیر کر کے قلعہ ارک میں لائے اور خزینہ اور دینے پر ناگد یو کی ہدایت سے کہ طلسم گنج تھا استصرف ہوا دوسرے
دن ناگد یو کو اپنے روبرو بلا کر پوچھا کہ تو نے گھوڑے اُن سوداگر دن کے جو میرے واسطے لائے تھے کس واسطے لائے یہ اور
کیون مرکب ایسی جرأت ناملا کم اور حسیارت نامناسب کا ہوا ناگد یو نے جو دہشت و خوف اس کے دل پر غالب ہوا تھا
سر رشته صلاح کا ماتھ سے دیکر زروے غرور اور جہالت جواب نامواب دیا اور سلطان محمد شاہ کے انتقام سے گذر کر
حقو کا راغب تھا اسکی گفتار ناہموار سے آتش غضب اس کے دلیں فروختہ ہوئی فرمایا کہ انبار ہیرم جو قلعہ کے مقابل
بلند تھا اس میں آگ روشن کریں اور ناگد یو کی زبان بر آوردہ کر کے نہجیق میں بٹھا کر اس آگ میں ڈالیں اس سیاست
کے وقوع کے بعد کہ لائق حال کفار بیدین تھی اس شہر میں پندرہ روز تک مجلس عشرت آراستہ کے تہج و اقتراح
نشاط میں اشتغال کیا اور شکر عقب ماندہ سے جو شخص پہنچتا تھا اسے شہر کے باہر جگہ و یک شہر میں داخل نہ کرنا تھا اور
ساکنان اس شہر تاجر اور غیر تاجر سے بہ نرمی اور سختی مال اور جو اہر فراوان لیا اسواسطے کہ جاننا تھا کہ ضبط اس
ولایت کا نو سیکے کا مظفر اور منصور اپنے دار الملک کی طرف متوجہ ہوا اور بلنگیوں نے جب اس قلعہ سے کہ ہرگز
انکے خیال میں نہ تھا آگاہ ہوئے مور و بلخ کے مانند پھونک لاکر سلطان محمد شاہ کے لشکر کو پس و پیش سے گیرا اور سلطان نے

مطلق ہر اس کو اپنے دلیمن راہ ندی اور حکم دیا کہ کوئی شخص زر و جوہر کے سوا کچھ نہ اٹھاوے نام سپاہ خیمہ و اسباب چھوڑ کر
 بارکشون کو کہ قسم خیز اور گاؤں سے جو گھوڑ و کاساتھ نہیں دے سکتے صحرائین چھوڑ دیں اور گھوڑ اور کچھ لیکر آہستہ آہستہ صبح
 سے سہ پہر تک قطع مسافت کریں اور جس قریہ میں پہونچیں غلہ اور چارہ بقدر کفایت اسدن کے اٹھا کر صرف کریں اور انہوں
 کو جنگل میں فروکش ہو کر زین گھوڑوں کی پیچھے سے جلا نگرین اور ہر شب ایک جماعت اپنے اپنے وقت معین پر ہوشیاری
 اور بیداری میں قیام کریں لیکن باوصف اس انتظام کے باشندگان تلنگ جس مقام میں میدان باتے تھے دن کو خواہ
 رات کو درختوں اور شتہوں کی اڑ پکڑ کے تیر و تنگ سے مسلمانوں کو ضائع کرتے تھے جیسا کہ چارہ ہر سوار میں سے ایک ہزار اور
 ہائیسو سوار نے اپنے مکانون کی طرف مراجعت کی اور اٹانے راہ میں چند مرتبہ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان میں
 معرکہ عظیم واقع ہوتا سید رہائی سے ہر بار فتح و نصرت غازیان اسلام کو نصیب ہوئی اور مد نظر دفع ہونیکے واسطے
 ایک معرکہ میں گولی بتدق کا اوجھا زخم سلطان محمد شاہ کے بازو پر آیا آخر الامر سبب غلیظت و کسل سرعت
 ملی سنازل اور قطع مراحل کے غلطہ زین سے جدا ہو کر سنگاسن اور بالکی میں سوار ہوا اور نہایت شوکت و نشان اور تکرار
 سے بلا تلنگ کی مسافت ملی کر کے اپنے ملک کی سرحد پر داخل ہوا اور ماندگی اور کثرت تازہ نگہی کے سبب کولاس
 میں چند روز ستراحت فرمائی ملک سیف الدین غوری نے اہل تلنگ کی خبر و جویم سن کر چند نفر امر اکو پیش مشرب سیل
 استعجال روانہ کیا تھا وہ بھی کولاس میں بسا طیوسی کی شرف سے مغرر ہوئے اور فریان واجب لا ذعان کے
 موافق بہت مالک تلنگ کو تاخت و تاراج و خاک سیاہ کیا پھر اس شاہ قضا قدرت سپہ منزلت کے ہمراہ راکاٹھ قریب
 میں تنگکا حسن آباد گلبرگہ کی طرف معاودت کی اور کئی سات سو چوٹھ پجری میں رائے تلنگ کے شکست سابق اور
 قتل ہونے ناگیدو و فرزند اور ولایت کے خراب ہونے سے نہایت محزون اور ملول تھا عرض متوا تر شاہ دہلی یعنی
 ملک فیروز شاہ باریک کی بارگاہ میں ارسال کیں سلطان محمد شاہ کے خبروں نے باین عبارت کیفیت لکھ بھیجی کہ
 ان دنوں میں عرضیان رائے و رنخل کی درگاہ عرش استیباہ میں پہونچیں کہ بندہ جاوہ الماعت اور زبانیداری پر
 ثابت قدم اور راسخ دم ہے اگر فرمان قضا جریاں امرائے مالوہ اور گجرات کے نام نافذ ہووے تو ملک کن کی استرا واد کے
 واسطے متوجہ ہووین یہ کترین بھی رائے بجا نگر کے ہمراہ بچا خدمت اور جان سپاری کا کمر جان پر باندھ کر ننگل سکندر نشان کی
 بندگی اور دوتوا ہی میں قصور نکر لگا اور عمدہ قلیل میں اس خطہ کو محافلان دولت کی تقرت سے برآوردہ کر کے مع سخت و
 ہدایا پیشکش چندین سالہ پاسے میں مشرف ہوگا اور جو کہ مشہور ہوا تھا کہ بادشاہان دہلی کو سفر کن اور سرکشی اس طرف
 کی بادشاہی سے مبارک در سعاد نہیں ہے اس سبب سے ملک فیروز شاہ باریک جواب عرض پر توجہ ہوا اور تغافل اور
 تساہلی کو جائز رکھا اور سلطان محمد شاہ پھر ملک تلنگ کی تسخیر آمادہ اور مستعد ہوا اور اپنے چیمبرے بھائی خان محمد کے نام
 فرمان صادر فرمایا کہ دولت آباد کا لشکر و اسہم کر کے بالا گھاٹ میں دولت آباد کے کنارے حوض قتلغان کے
 متصل مقیم ہو کر ان سرحدوں کی محافظت میں ہمہ تن مصروف رہیں اور فرمان طلب صفد خان سیستانی اور
 اعظم ہالیوں کے نام بھیجا کہ یہ دونوں اس سپاہ مسلح اور مستعد لیکر حسن آباد گلبرگہ میں حاضر ہوئے اور لشکر کا جائزہ
 دیا سلطان محمد شاہ نے بدستور قدیم تنگکا کو مع قدیم مضافات ملک نائب سیف الدین غوری کے سپرد فرمایا اور
 آیات کشوریستانی مترفع کر کے کبھ متوا نرہ سے کولاس میں پہونچا اعظم ہالیوں کو مع لشکر احمد آباد و بیدار اور ماہور

اور اس حدود کے گلگندہ کی طرف روانہ کیا اور صفدر خان سیستانی کو مع امراءے برار ورنیکل پفر کیا خود با اتفاق بہادر خان
کمال وقار اور آہستگی کے ساتھ پیچھے سے متوجہ ہوا اور جو کہ انھیں دنوں میں راسے بجا نگر نے بھی اجل طبعی سے حلت
کی تھی اور اسکا بھتیجا بجائے اسکے راج پر قائم مقام ہوا تھا اس سبب سے راسے تلنگ اسطرف کی ملک سے ہا یوں ہوا اور
کسیوجہ سے مقابلہ سپاہ اسلام سے اختیار نہ کیا اور بلحاقتیا جنگل اور بہار کی طرف بھاگا اور بہت اسنے مقربین
اور معتدین سے بہادر خان کے پاس بھیجے کہ سعی اور سفارش کر کے نواعد صلح در میان میں ملاوے سلطان محمد شاہ
نے ابتدا میں مصالحو سے انکار کیا کسیوجہ سے بہ عرض قبول نفرمائی اور راسے تلنگ نے جب مسلمانوں کا غلبہ حد سے
زیادہ دیکھا اسکے سوا کچھ تدبیر نہ آئی کہ اپنے چھوٹے بیٹے کو بھی مع ایک مرے معتبر و بارہ اردو سلطان میں
بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ کترین نے اپنے تئیں بادشاہ اسلام کے بندوں کی سلک میں منتظم اور منسلک کیا ہے ضرر نہ
ارشاد سے کبھی تجاویز نہ کرے گا امیدوار ہوں کہ گناہ سابق کو کہ راسے بجا نگر کے اغوا سے وقوع میں آیا معاف فرما دیں اور
اس خاکسار کو بندگان درگاہ سے شمار کریں بہادر خان کے سوا اور بھی مارنے جب قبول صلح اور عفو جہاد کے بارہ میں
حد سے زیادہ مبالغہ کیا سلطان محمد شاہ نے بہادر خان کو مختار کر کے فرمایا کہ حسب طور صلاح دولت دیکھو عمل میں لاوے
غرض بعد گفتگوئے دراز اس شرط پر صلح قبول کی کہ تین سو بیخیز قبیل اور تیرہ لاکھ ہوں اور دو سو گھوڑے درگاہ میں داخل کر کے
شہر گلگندہ کو بھی مع مصافحات اسکے ملازمان بادشاہی کے پیشکش کرے اسواسطے کہ دو برس کے قریب لشکر سلطان محمد شاہ نے
سماک تلنگ پناخت و تاراج میں مشغول ہونے سے خرابی بہت اٹھائی پھر راسے تلنگ نے اطاعت کے سوا چارہ نہ دیکھا
یہ امر تفریر پایا کہ سلطان محمد شاہ گلگندہ کے اطراف سے کوچ فرما کر عازم مراجعت ہوا اور بہادر خان کو لاس میں توقعت
کر کے جو کچھ والی تلنگ نے اقرار کیا ہر وصول کرے پھر سلطان محمد شاہ نے گلگندہ کو بھی عظیم ہا یوں کے تفویض فرما کر اریات
طفر آریات معاودت کیواسطے برپا کیے اور اسکے بعد احمد آباد بیدر میں نزول کر کے تین مہینے وہاں توقف فرمایا اور جمیع امراء
اور سپاہ کو خضعت عطا کر کے ارشاد کیا کہ اپنی جاگیروں میں جا کر استراحت کریں اور جیسا ملجی تلنگ کے معاشیائے
معہودہ کو لاس میں آئے بہادر خان انھیں ہمراہ لیکر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایلیان خراج تقررہ تمام
وکمال بہادر خان کی معرفت آنحضرت کے ملاحظہ میں در لائے اور خلعتہا سے فاخرہ اول سپاہ نازی نثار و اول انعام
وافر سے سرفراز ہوئے اور بعد دو تین دن کے بذریعہ بہادر خان عرض کی کہ اگر قبلہ عالم زور سے تو دو دو القات ایک
فرمان عنایت فرما کر سرحدین تعین فرما دیں کہ اولاد انجاہ بھی ایکلی اسطرف کے راجاؤں کو اپنا تصور کر کے نظر رحم
مندول اور ملخوڑ رکھیں ہم اس عطیہ کے مقابل میں ایک تحفہ کہ لائق مجلس سلاطین کامگار کے ہو سلطان کی نظر قدس
میں گذرائینگے بہادر خان نے یہ انماس سمع مبارک میں پہونچائی اور جب استقیاق اس تحفہ کی دید کا غالب پایا لچو کو
حکم کے موافق دربار عالی میں حاضر کر کے دوبارہ بادشاہ کے حضور اٹھنے عہد و بیان نازہ لیا اور سلطان محمد شاہ نے
جب اضطرازا کا حد سے زیادہ دیکھا اپنے دست حق پرست سے اس مضمون کا فرمان مرقوم فرمایا کہ گلگندہ ماہین سرحد
ہماری اور انکی ہر جیکہ اہل تلنگ سے عہد شکنی واقع نہ ہووے اولاد اور اتحاد ہا یوں ہمارے راسے تلنگ اور
اسکے وارثوں کو اپنے دولت خواہوں سے تصور کر کے کسی وجہ اسکے احوال سے مزاحم اور تعرض نہوین اور اس فرمان کے
ناصیہ کو اپنی مہر خاص اور قاضیوں اور میروں اور اعیان دولت کے موہر اور گواہی سے مزین اور منوہج کر کے نکلے سپو کیا اور

ایک چوں نے مسرور ہو کر ایک تخت مرصع کے راستے ملک نے سلطان محمد تغلق شاہ کیواسطے تیار کر کے اپنی سرکار میں رکھ چھوڑا تھا
 حاضر کیا سلطان محمد شاہ اس کے مشاہدہ سے نہایت تکلف خاطر ہوا اور ایک چوں کو باغزار و اکرام و فورہ رخصت معاودت کی ذوالی
 اور فرخ و بدولت و اقبال بھی جمیل تمام دار السلطنت حسن آباد گلبرگہ کی طرف متوجہ ہوئے اور روز بروز کو اس شہر میں داخل
 ہو کر اس تخت کا نام فیروزہ رکھا اور ساعت تحویل میں اسپر جلوس فرمایا اور بہادر و دل اور غازیوں کو کہ اس یورش
 میں مکر بہادری کے آثار طوور میں پہنچائے گئے انواع لطف اور محبت سے سرفرازی بخشی نظم پر اور رنگ فیروز
 بنشست شاہ بہ مجلس طرب رازی واداد واداد بنشست گردان بگوسر پیدائشادی بزرگان روشن ضمیر اور تخت
 پر کو کہ سجده اور عظیم اسکی سے ولیکرتا تبرک بھی خزانہ میں رکھا اور ایک جماعت کس سال نے کہ سلطان محمود شاہ ہمینی
 کے عہد میں تخت فیروزہ دکھایا تھا انکی زبانی میں نے یوں سنا ہے کہ وہ تخت تین گز طول اور ڈھالی گز عرض رکھتا
 تھا اور چوب آہوس سے تیار کر کے اس کے اوپر سونے کے تیر مرصع کو اہر قیمتی اس صنعت سے لصب کیے تھے کہ نقل و تحویل
 کی وقت تختہ ماسے مرصع کو آپس سے جدا کر کے لپیٹتے تھے اور صندوق میں رکھتے تھے اور ہر ایک سلاطین ہمنیہ جو
 مالک تخت کا ہوتا تھا سلطان محمد شاہ کی سنت سنیم پر عمل کر کے نسل ورفش کا دیانی جو اہر و مردار و قیمتی اسپر
 افزون کرنا تھا چنانچہ سلطان محمود شاہ کے عہد میں چاہتے تھے کہ اس میں سے بعض جو اہر نفیسہ پر آوردہ کر کے
 بساط مرصع کو بصراحی اور پیالہ آراستہ کرین جو ہر یوں اور بصرون نے ایک کرور ہون کہ مراد سولہ لاکھ
 ہون سے ہر تخت فیروزہ کی قیمت کی القصد حکایت اس تخت کی جو اہر پر آوردہ کرنے کی اور مبارک نہ آنا اس
 کام کا عنقریب مقام مناسب میں تحریر ہو گا اور بلا اسمعیل نویت سے جو محافظت اس تخت کی اس دو دہان کے
 آبا اور اجداد سے اس سے رجوع تھی میں نے وجہ تسمیہ تخت فیروزہ کی استفسار کی اس نے جواب دیا کہ ابتدا میں
 جو پوشش اسکی مینے فیروزہ رنگ سے تھی سلطان محمد شاہ ہمینی نے اس کا تخت فیروزہ نام رکھا لیکن آخر
 میں مینا اسکا زور و جواہر و مردار و بدید کے نیچے ایسا پوشیدہ ہوا کہ رنگ صلی اسکا ہرگز محسوس نہوتا تھا اور سلطان
 محمد شاہ ہمینی نے جس سال کہ تخت فیروزہ کو اپنے فیض قدوم سے رنگ سپر فیروزہ رنگ فرمایا چالیس دن
 وقت عیش و طرب کو درازی و یکہ ایک مجلس بہار کی آراستہ کی اور قلم کلفت شرعی اور عرفی کو در بیان سے
 اٹھا کر حکم کیا کہ اندون میں تمام عوام الناس نفس امارہ کی ہوا و ہوس کی راہ جاری کریں اور جمیع اطوار اعیان
 درگاہ الناس علی دین ملوک کم پر عمل کر کے اپنے نکالوں میں عیش و عشرت کے لازم میں مشغول ہوئے اس دریا میں ایک
 جماعت استادان موسیقی دان سے کہ عمل و صوت اہر شیر و اور اہر حسن دہلوی سے خوب ماہر تھے معین سونوال کی لپٹن
 سے جس آباد گلبرگہ میں آئے اور سلطان محمد شاہ نے انکا موجود ہونا ایسے وقت میں کہ ہنگام نشاط و نوشتن تھا قیمت
 جانکر انکی عزت میں کوشش کی اور روز آخر جشن میں ایک مجلس مختصر ترتیب دیکر ملک نائب سیف الدین محمد
 غوری اور صدر الشراف کو اجازت دی کہ بائے تخت میں بیٹھیں اور بہادر خان ولد اسمعیل فتح کو خطاب میر الامرائی
 دیکر بایا اسکی قدر و منزلت کا فرقہ ان سے گزرا اور اس کے بیٹے شاہراؤ و مجاہد شاہ کیواسطے خواستگاری کر کے سیدین
 عقد باندھ کر بائین شاہان کا مکار اس کے سپرد کی جیسا کہ ملا داؤد بیدری کی کتاب تحفۃ السلاطین میں لکھا ہے کہ
 اندون میں میں بارہ ہوس کا تھا اور مرداری کی خدمت میں سرفراز تھا مجھے خوب یاد ہے کہ جب وقت سلطان محمد شاہ

۱۱۱

۱۱۱

اپنے عکس رخسار سے بادلوں بہار مجلس کو اور غوان کرنا تھا ایک جماعت تو الوں سے دو بتیں امیر خسرو کی کہنشتیں پناہوں
کی مدح اور حسن خدا داد کی تعریف میں نغین نغمہ روح افزا اور حسن صوت سے گاتے تھے سلطان نے جو شوق ہو کر
ملک سیف الدین غوری سے فرمایا کہ بوسیدان میں سوز نوال کا جو دہلی سے آئے ہیں اسے بجا نگر کے خزانہ پر لکھ ملک
عائب سیف الدین غوری نے اگرچہ اس حکم کو گمان شراب کے نشا پر کیا لیکن باقتضائے مجلس نہ میں حضرت کاتب دربیہ
سے بوسہ دیکر امر قبول کیا اور سلطان محمد شاہ نے مافی الضمیر ملک نائب کا سمجھا اسکو کچھ نہ فرمایا دوسرے دن حالت
ہوشیاری میں ملک نائب سیف الدین غوری سے پوچھا کہ وظیفہ تو الوں کا حصہ اسے بجا نگر کے خزانہ پر لکھا گیا
ملک نائب سیف الدین غوری نے جواب دیا اب تحریر ہو گا سلطان محمد شاہ نے کہا اسوقت چرخ نے سروری
میری تسلیم کی اور زمانہ نے میری بندگی کا اقرار کیا حاشا کہ میری زبان پر کلمہ لغو اور زائد جاری ہوے اور میرا حکم
تو الوں کے وظیفہ کے بارہ میں ناز و سستی اور بجزی کے نغائین اس مقدمہ میں عازم اور جازم ہوں ظلالِ اُمت
میں زرسند وظیفہ تو الوں کے بوسیدان کی لکھ اور فقط اپنی مہر پر لکھا کہ اسے بجا نگر کے پاس بھیج کہ بتا مل و تعلل مہجرات
وظیفہ مرسول رکھ ملک نائب سیف الدین غوری کہ غنیمت سلطان محمد شاہ کے مثل ان امور کے وہی جانتا تھا سند
دو ماند زرخزانہ لکھ بجا نگر میں روانہ کی اسے بجا نگر کہ بہت مغرور اور شجاع تھا اس رخصت و اشارہ سے نہایت اذردہ ہوا
اور حالِ سند کو گدھے پر سوار کر کے نام شہر بجا نگر میں شہر کے نکال دیا اور بتا مل حصار لٹکا حکم دیکر بقصدِ تیر ممالک لوان
بھینٹیں تیس ہزار سوار اور نو لاکھ پیادہ اور تین ہزار فیل کوہ تمیل لیکر نہایت عظمت استقلال اور غایتِ مکی اور تجربہ سے
سرحد و کن کی طرف متوجہ ہوا اور قلعہ اودنی کے ظاہر میں لشکر گاہ کر کے آدمیوں کو ولایت مسلمانوں کی ناست و ناراج
ہے باز رکھا اور سلطان محمد شاہ نے جب اس قضیہ پر اطلاع پائی اس سبب سے کہ لشکر بیدار اور برابر و برس کی محنت
سفر کھینچے ہوئے تھا اور ابھی تک استراحت کی صورت نہ دیکھی تھی و دونوں لشکر اپنے حال میں چھوڑ کر خانہ کد کو مع لشکر
دولت آباد طلب فرمایا اور خمس غنائم و یلم بین کو شانہ زارہ مجاہد شاہ کے ہمراہ شیخ محمد سراج کے پاس بھیجا کہ اسات
اور مستحقین تقسیم فرماوے اور غزائی کفار کی اجازت حاصل کر کے اتھاس و علے خیر کرے اس صورت میں شیخ
محمد سراج نے مستحقین اس دیار کو عطا پائے شاہی سے خوشدل کر کے جمعہ کے دن باتفاق متباح و ملاح حسن آباد گلہ گہ
کی مسجد میں گیا اور پھر قلعہ نازاد کی اور عساکر اسلام کی فتح و نصرت اور بادشاہ عالی مقام کی سلامتی کیواسطے
فاتحہ پڑھا اور سلطان محمد شاہ نے ساعت نیک اختیار فرما کر تھیمہ اور بارگاہ باہر بھیجی اور اسے بجا نگر اس سبب سے
کہ موسمِ برسات تھا اور آب کشتہ طغیانی بر تھا نہایت اطمینان سے حصار مدکل کے قریب آنکر نواز م قلعہ گیری
میں استعداد سعی اور کوشش کی کہ طاقت بشری میں نہماوے بجا لایا اور مردم اندرونی نے کہ کچھ مسلمان
جنگی اور بہادر تھے قلعہ کی حفاظت میں مساعی جمیلہ بندول رکھ کر نذر اللہ و تہوا ہی میں کسب طرہ سے کی نہ کی لیکن قلعہ کا
دار و نہ کہ ملک سیف الدین غوری کے عزیز و حین سے تھا اسنے اہل قلعہ سے بعض معاملات میں سخت گیری کی اور وہ نفاق
اور خلاف کے منجر ہوئے مردم معتبر ورونی مراہم حراست اور ہوشیاری سے باز رہے اور قلعہ کو اسے بجا نگر نے
منفوج کیا اور کفار شیعہ العداوت نے دست ہمشہر و خنجر ہو کر مسلمانوں کو مع زن و فرزند یعقوبت و رسوائی
تمام ہلاک کیا لیکن ایک مسلمان کہ ایک گوشہ میں پناہ ہوا تھا اور رات کی موت تغیر لباس کر کے

شیخ سراج

گنج اختفا سے باہر آیا اور بھڑی بیا دھارے کفار قلعہ سے برآمد ہو کر جلد آب کشہ سے عبور کیا اور جلد اہل کی رہبری اور ہدایت سے بحیرہ عجم نام آگے چلے گئے۔ حسن آباد گلبرگہ میں پہونچا یا اور سلطان محمد شاہ کی خدمت میں عرض گزار ہوا کہ راستہ بجا نگر خیل و چشم کے نفاق کے سبب قلعہ مدکل پر غالب ہوا اور میری کشتی حیات کے سوا کسی کی زندگانی کی ناؤ ساحل سلامتی پر نہ پہونچی سلطان محمد شاہ کہ بادشاہ صاحب ناموس تھا یہ خبر وحشت آنے لگی تھی مثل دریائے قمار زمینہ اسکا جوش و خروش میں آیا و دم نہ مارا اور اسی وقت اس بجاریے کے قتل کیواسطے کہ مقدم علی اوہارے وزیر یا خفا اشارہ فرمایا اور کہا کہ ایسے شخص کو کہ اس قدر آدمیوں کی موت دیکھی ہو اسکی صورت دیکھنی روا نہیں ہے بیست آنقدر قدرت مضایمان وہ وان ملک سیرت ملوک آثارہ جسم کہ خبر جو خوش مسلمانوں کی شہادت کی تھی جیسا کہ اب اسکا خفا انتظار وصول لشکر نہ کھینکا یہاں جمادی الاولیٰ ششہ سات سو سترھم ہجری میں رکاب شہدینہ انتقام کو تندرہ دم دولت باندہ سے گرا ہوا اور قسٹ کھائی کہ آٹھ سو مسلمانوں کے عوض جب تک لاکھ ہنو و کھنچ مقام سے قتل نہ کر دینا کشمیر جہاد میان میں نہ کر کے ہاتھ قتل سے نہ کھینچو نگا جب دریائے کشنہ کے ساحل پر پہونچا فرمایا قسم ہر اس خدا کی جسے مجھے پیدا کر کے مرتبہ شاہی پر سفر فرما کر آیا اس دریائے ہر اس آگین کی بد خوئی اور مخالفان بیدین کے دوسو شہوت اور جنگجوی سے نہیں ڈرتا اس سپاہ زرخواہ کے ساتھ بلا توقف اس دریائے عبور کر کے توفیق ملک ظفر بخش ذی غلبہ راے بجا نگر کے قلب لشکر بخت لاؤنگا اور اس کے سلک جمعیت کو نجات بخش کی طرح متفرق اور پریشان کر کے ارواح شہدائے مدکل کو نشا و گردنگا پھر شاہزادہ مجاہد شاہ کو ولیعہد کیا اور ملک نائب سیف الدین غوری کو ملک و مال کا صاحب اختیار کر کے عیس زنجیہ فیصل مست کے سوا سب فیضان کوہ پیکر مجاہد شاہ کو دیگر لوازم وصیت بجالایا اور حسن آباد گلبرگہ کی طرف روانہ کیا اور خود سعادت و اقبال تین دن میں اس پھر غار سے عبور فرمایا یا اتفاق جمع مورخان نوہار سوار کا جائزہ لیا اور بجا نگر کا راجہ با وجو دیکہ بس نہار سوار اور نو لاکھ سپاہیوں کے ہمراہ رکھتا تھا سلطان محمد شاہ ہمینی نے جب دریائے زخار سے عبور کیا سب سپہ سالار اور حیران ہو کر ایک رات کو کہ اندھی اور بھولتی رخت اور اسباب و احوال اور انتقال اور فیصل اور جزائیہ بجا نگر کی طرف روانہ کیا اور خود جریدہ اس نیت سے رہا کہ جب شب پر وہ ظلماتی روئے آفاق سے اٹھاوے اور آفتاب درجہ مغرب سے برآمد ہو کر زمانہ کو روشن کرے جنگ اور عدم جنگ میں جو کچھ سب کی صلاح ہو سائے اس کے عمل کے بقضارا مردم آرد و بازار کے اور باقی اور تمام مرکوب اور بارکش نے کھڑا اور باران کی کثرت سے اس رات کوہ و کوس بھی مسافت نہ قطع کی چلنے سے عاجز آئے اور حیرت مقام میں پہونچے توقف کر کے تن رضا بقضا و بالیکن اسی رات کو خبر کوہ کفار سلطان محمد شاہ کے اردو میں منتشر ہوئی بادشاہ آرد و بازار اور خیمہ اور خیمہ گاہ اپنے مقام میں چھوڑ کر مع اسب و فوجی لشکر بجا نگر کی طرف متوجہ ہوا اور صبح کی وقت ان کے لشکر گاہ کے اطراف میں پہونچا راتے شقاوت انرا و جمیع مردم و دیگر نے اپنی سلامتی فرار پر مخلصانی اسوال اور اسباب و اقبال سے قطع نظر کر کے قلعہ ادونی کا راستہ لیا اور سلطان محمد شاہ اس مقام میں کہ جہان آرد و کے کفار تھا سخت لاکر دانا تہ شوکت اسی خاندان قدیم کو بنے رحمت و شفقت اپنے نصرت میں لایا اور قتل عام کفار آرد و کا حکم صادر فرمایا بغرض کہ عورت اور مرد و جوان اور بوڑھے اور غلام اور آزاد سے ستر نہار آدمی قتل ہوئے اور تحفۃ السلاطین کی

روایت سے دونہارہ ہاتھی اور تین سواریاں توب اور فرزند کی اور سات سو گھوڑے عربی اور ایک عربی ننگا سن مع ہر کار
 بادشاہی میں داخل ہوا باقی غنائم ہمارا اور سپاہی نصرت ہوئے سلطان محمد شاہ نے اس فتح کو مقدمہ دوسرے فتوحات
 کا سمجھ کر موسم برسات کا قلعہ مدکل میں بسیر کیا اور اسکے بعد کہ خان محمد مع لشکر دولت آباد چار شاہ کے لشکر میں شریک ہوا
 اور جمعیت عظیم بہم پہنچی کوچ کے بقصد قتل کفار قلعہ اودنی کی طرف روانہ ہوا اور اسے بھی لنگر کہ آب تمسند رہ
 سے عبور کر کے ظاہر قلعہ اودنی میں قیامت رکھنا تھا اپنے جھبجے کو اسکی حکومت دیکر ولایت کے درمیان دریا اور
 لشکر طرف وجہاں کو فراہم کر کے خزانہ اور ہاتھی اور تمام سامان بادشاہی بجا لنگر سے طلب کیا اور سلطان محمد شاہ
 خان محمد کی صلاح پر عمل کر کے ستر قلعہ کا عازم نہوا اور فرمان مطالعہ تمام قلعوں اور محالک محروسہ میں ارسال کر کے
 نوپ اور گردہ بہت طلب کیے اور کارخانہ آتشبازی کا کہ پیشتر دکن کے درمیان میں شایع نہ تھا سرداری اسکی
 مقرب خان ولد صفدر خان سبستانی کی طرف کراہے معتمد سے قہار جو ع فرمائی اور تمام رومی اور فرنگی کے ملازم
 اس لشکر منصورہ کے تھے مقرب خان کے تابع ہوئے اور توپخانہ عظیم کراستہ ہوا اور اس سبب سے
 کہ آدمی وہاں کے مشہور تھے کہ رانوں کو چورون کی طرح دائرہ پناخت کر کے گھوڑے اور آدمی بہت ضائع
 کرتے تھے سو اسطے مقرر ہوا کہ جمع فیضان بجا لنگر کو حسن آباد گلبرگہ میں لجاوین اور ہمارا اور سپاہ اشیاء ضروری
 فقط ہمراہ رکھیں اور باقی کو پھیر دین اور طناب در طناب کھینچیں اور لشکر کے دور میں راہے توپخانہ زنجیر سے بندھ کر
 لوازم ہوشیاری اور بیداری میں کوشش کریں اسکے بعد بادشاہ نے اس آئین اور ترتیب سے حوالی قلعہ اودنی سے
 کوچ کر کے نہر تمسند رہ سے عبور کیا اور ولایت بجا لنگر میں داخل ہوا سلطان محمد شاہ وہ سلاطین ہر کہ بنفس نفیس
 بقصد غزا ولایت بجا لنگر پر فوج کشی کی کہ مظفر اور منصور مراجعت کی اور جب بغیر حیت ثابت و راسخ اردوے
 کشن کے کی طرف متوجہ ہو کر ایات اسلام اس مملکت میں جلوہ گر کیے کشن راسے اپنے بزرگان درگاہ کو جمع
 لاکر مسلمانوں کی صف آرائی کیو اسطے لوازم مشورت پیش ہوئے چاہئے آخر نش بات اس پر قرار پائی کہ بھوج مل راسے
 کہ سپہ سالار کفار تھا اپنی مان کی طرف سے راسے سے قربت رکھتا تھا چہرہ اور علامہ لشکر لیکر افواج شاہی سے مقابل
 ہو کر جنگ میں آمادہ ہوئے اور راسے بھوج مل نہایت غور سے اس خدمت کا متعہ ہو کر راجہ سے بولا کہ اگر تیرا
 حکم ہو میں مسلمانوں کے بادشاہ کو زبردہ خدمت میں حاضر کروں یا اسکا سر شمشیر کین سے جدا کر کے تیرے ملاحظہ
 سے گذرانوں کشن راسے نے جواب دیا کہ دشمن کی زندگی کسی حال میں مطلوب نہیں ہو اسکا مرنابہ کیف بہتر و راسب
 ہو پھر بھوج مل راسے خیل چشم کی دجلوی اور تسلی کر کے چالیس ہزار سوار اور پانچ لاکھ پیادے سے بادشاہ کے
 مقابلہ کو روانہ ہوا اور حکم کیا کہ ہر روز ہمارا اپنی مجلسوں میں حکم کریں کہ علما نے براہمہ اپنی کتب و نیس پڑھ کر
 مسلمانوں کے قتل اور ذبح کرنے کے ثواب سے خلائق کی خاطر نشان کریں اور جنگ پر اس جماعت کی ترغیب و تحریص
 کر کے انکے اعمال قسم و بیچ مادہ گاوا اور تہک حرمت اصنام اور قتل کفار اور بت شکنی بائیس دین ہذا قبیل بیان کریں
 اور جب اس طریق سے طم مسافت کر کے میں البیہ نقین بارہ کوس کا فاصلہ رہا سلطان محمد شاہ نے خان محمد اور فرزندوں کو
 حکم فرمایا کہ نشان لشکر شمار کریں قصہ پندرہ ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادہ زیر قلم لے آئے نجلہ دس ہزار سوار اور دس ہزار
 پیادہ اور تمام کارخانہ آتشبازی کا خان محمد کے ہمراہ کر کے پیشتر روانہ کیا اور چوتھی تاریخ ماہ ذیقعد سنہ مذکورہ کو نور

دشمن باز

دشمن

ظلمت کا آپس میں سامنا ہوا اور بھج سے سہ ہر تک مانند تلاطم موج پر جوش و خروش آپس میں مشغول جنگ رہے اور طریق کے آدمی بہت مقتول ہوئے موسیٰ خان اور عیسیٰ خان افغان کہ مہینہ اور میسرہ خان محمد کی آگے قوی نسبت تھی زخم تفنگ سے شہادت کا چھکڑو نہ رضوان بن داخل ہوئے اور ان دونوں سردار کی سپاہ تفرق ہونے سے تربت تھا کہ چشم زخم افواج قاہرہ اسلام کو پہنچے کہ ناگاہ سلطان محمد شاہ تین ہزار سوار مکمل سے ایک فرسخ سے جنگ گاہ پر مامخت لایا اور خان محمد بادشاہ کے پہنچنے سے مطمئن اور قوی دل ہوا اور لشکر پر لگندہ بھی اطراف و جانب سے سمت آیا اور مقرب خان نے تو بچانے کو آگے بڑھا کر لوازیم آتش بازی میں کوتاہی نہ کی سوار اور پیادگان کفار کو ضرب توپ و بندوق سے مضطرب اور سرسیمہ کیا اور خان محمد کو پیغام کمال بھیجا کہ افواج کفار کے پریشان خاطر ہونے سے نزل سنے اسکے احوال میں راہ پائی ہو اگر حکم ہووے اس کے لکھ کر مع بہادران جوانان خاصہ آنبر حملہ آور ہوں اور خان محمد نے ایک جماعت مرا سے مقرب خان کی مدد کی واسطے بھیجا اشارہ کیا کہ جنگ میں مشغول ہووے اور خود بھی پیچھے روانہ ہوا اور برق کی طرح ایسا ندر گیا کہ کفار کو فرصت استعمال آلات آتش بازی کی نہ رہی شمشیر و خنجر لیس کے مقابل آئے ہیئت جکا جاکر خنجر میدان کین بد بہرہم فلک شد ز رو سے زمین دہاں در میا بین نیل خان محمد کا کہ شیر شکار نام رکھتا تھا فیلبانوں کے حکم سے سرکشی کیسے بھوج مل رہے کی فوج پر گیا گایا اپنے مقام پر اسکے ایستادہ ہونے سے تفرقہ نے راہ پائی تھی حملہ آور ہوا اور بھوج مل رہے کے ہاتھیوں نے اسے کام سے باز رکھا اور خان محمد اس مقدمہ سے واقف ہو کر اور طریقوں سے بانسو جوان ہمراہ دیکر بھوج مل رہے کے قلب لشکر پر متوجہ ہوا اپنے نیل کو دیکھا کہ عجائب و غرائب اور بطون انواع سے بلکہ ایسا تفسیہ کہنی طور میں نہ آیا تھا واقع ہوا وہ یہ کہ نیل شیر شکار نے کہ فیلبان اسکا مقتول ہوا تھا لہذا کوئی اسکی بیٹھیر سوار نہ تھا خان محمد کے پہنچنے ہی لشکر اسلام کے پیش رو جا کر صفوں اعدا کو زیر و زبر کیا بھوج مل رہے نے خیم کاری اٹھا کر کھیا کا اور مارے دیگر کہ جنگ میں مشغول تھے افواج قلب کو متکسر دیکھا کہ انھوں نے راہ فرار پائی اور ابھی شمشیر غازیوں کی غلات سے برآمد ہوئی تھی کہ چھتر اور رریات بادشاہ سکندر اقبال کے نمودار ہوئے حکم فرمایا کہ حالت غالی جنگ اور فتح کی جو مقتول ہونا کفار بیدین ہو اس بارہ میں مساعی حیلہ پیش ہو چکا و بھجوتل کا بازار گرم ہوا اسلامانوں نے استفادہ اس امر میں کوشش کی کہ کوئی عورتوں اور بچوں نہ ہو جو اسے جان نہ دے اور سلطان محمد شاہ نے اس نفع کے بعد ایک ہفتہ اس مقام میں قیام کیا اور فغانی اطراف و جانب میں ارسال فرمائے اور جو جاہتا تھا کہ اپنے عہد و قسم کو وفا کرے کشن رائے کے اردو کے قتل میں متوجہ ہوا اور انھوں نے کتاب مقادمت کی نہ لاکر خانان ضبر تکسب کو برہم مارا اور باوجود کثرت خیل و چشم زشت ادبار میں آوارہ ہوئے اور جنگ و ناموس کا پاس مطلق نہ کیا ہیئت کس گرفتار نام و تنگ مبادا کو جو راہ و رسم تنگ مبادا عاقبت اللہ شاہ سکندر جاہ سلطان محمد شاہ مہینی تربت میں مہینے کے اسکی جستجو میں متعاقب رہا بصوت فرصت اور قابو پانا تھا تیغ بانی سے ہنود کی سرافشانی میں مشغول ہونا تھا ہاتھ کہ کشن رائے عاجز ہو کر دارالملک بجانگر کی طرف روانہ ہوا اور وہاں کے پہاڑوں پر جا کر بناہ لی اور لولا لکھ یادے راہ داخل اور خارج دشوار گزار میں مفر کیے اور سلطان محمد شاہ کسی وجہ اسکے تعاقب سے باز نہ آیا اور بجانگر کے نواح میں خیمے اور زرگاہ ایستادہ کر کے تمام افسروں کو مورچے تقسیم کیے اور ہر روز شہر کے گرد و بنا جنگ کی ڈالتا تھا لیکن شب کو کفار رار و وہ میں آتے تھے اور دشنام دیتے تھے اور

سلطان محمد شاہ قریب ایک ماہ کے سخی مونورہ بجالایا کہ اس شہر میں داخل ہو کر خواہش اور آرزو کے موافق عمل کر کے سیوجہ سے میسر نہ ہوئی پھر مقام جملہ میں ہو کر آپ کو بستر ثانی پر ڈالا اور اس راز سے خان محمد اور مقرر خان کے سوا تیسرے کو واقف نہ کر کے طبل کو بچ پرچوب ماری اور کشن رائے مسلمانوں کے قتل اور تلافی خون ہنود کا عزم جنرم کر کے دارالملک بجا نگر سے برآمد ہوا اور نہایت جوش و خروش سے موکب منصورہ کے تعاقب میں روانہ ہوا اور کفار باب اسلام کے آئروں کے پس و پیش تاخت کر کے اراکون کے کنارے جاتے تھے اور شور و غوغا بلند کر کے کہتے تھے کہ تھاراپتاہ مردہ ہی ہمارے برہمنوں کی دعا مستجاب ہوئی ہم تم میں سے ایک تنفس کو چھوڑینگے کہ وہ زندہ اپنے ملک میں پہونچیں انکی روحیں وطن جانیکی آرزو میں اس میدان لقی و دوق میں بھٹکی بھریگی اور اس سبب سے کہ بادشاہ کوچ کے وقت سنگاسن میں اسراحت فرما کر جاوے اور سر پر ڈالتا تھا اہل آرد و شاہ کی زندگی پر بدگمان اور مشکلی ہو کر مضطرب ہوتے تھے اور خان محمد اور قریب خان خلعت کو دبوئی اور دلاسا کہ کہ کوچ بر کوچ جاتے تھے یہاں تک کہ آب نہند رہے عبور کر کے ایک صحرائے سطح اور ہموار میں پہونچے اور وہاں مقام کیا اور کشن رائے بھی آئیں چار کوس کے فاصلہ پر اس منزل میں پہونچا کر و کشن پوتا تھا اور سلطان محمد شاہ نے ندیر کو تقدیر کے موافق دیکھ کر خلق کے دفع مظنہ کی واسطے ناخبر کھڑے کر رحمت نازل ہوئی ہر عام دیا اور ایک لفظ مجرایوں کے سلام میں مشغول ہوا اور پھر ضعف کا بہانہ کر کے دربار ریاست گیا اور سبکو جمیع امر کو خلوت میں بلا کر حکم کیا کہ سپاہ کو مستعد اور مسلح کریں اور نفلان موضع میں بعنوان محافظت آرد و توقف کر کے منتظر قدم مہابد و ملت رہیں القصبہ بفسران سپاہ حکم کے موافق کار بند ہوئے سلطان محمد شاہ نے انکی باں زیب تن فرمایا اور دھڑی رات کو فتح و نصرت کے شہد پر سوار ہو کر صحرائے موعود میں خرامان خرامان تشریف لے گئے اور ہر ایک کو ایک خدمت اور ایک سمت میں رجوع کر کے بقصد خون روانہ ہوئے اور کشن رائے اور اسکے ارکان دولت ابواب جنگ مسدود ہوئے سے غنیم کی خستہ حالی اور زربوئی کو قلعین کر کے تمام رات کو فوشی اور رقاصی میں مشغول رہے اسوقت جب وار ہوئے کہ صحیح قریب اطراف و جوانب سے آواز جان خراش بگیر و کش کی بلند ہوئی اور غازیون کی تکبیر صلوٰۃ کا غلغلہ گنبد افلاک میں پہونچا اسکی برکت سے تمام کفار کا پائون قرار جگہ سے ہل گیا اور طریقہ فرار کا نا پاک کشن رائے تقریباً اپنی جمیعت میں دیکھ کر سمجھا کہ فراہم لانا خیل چشم کا نہایت دشوار اور محال ہے وہ بھی حمیت اور غیرت کو پس سر کر کے مفرورون پر سبقت کر کے ایسا بھاگا کہ بجا نگر تک کسی مقام میں باگ نہ موڑی اور سلطان محمد شاہ نے اسکے تمام خزانہ اور اسباب شکست پر نصرت ہو کر چند منزل تک پیچھا کیا اور دس ہزار کفار ایک باگ موڑنے میں فی النار کیسے اور سیکڑون کو مجروح کر کے ہلاکی لائی تاون سے برلایا اور بھی تک آنش غضب کی حرارت اور غصہ کی شدت سے گھوڑے سے نہ اترا بجا نگر کے تیس چالیس کوس تک جس مقام میں آدمی کا نام حسنا تاخت کر کے ندون کو ہلاک کر کے شہر خمو نشان بنایا بجا نگر کے معتہون اور ناملارون نے جب یہ حالت شاہدہ کی کشن رائے پر غنیمتیں آنکر سرنش اور ملاست کی اور بولے کہ تیری رائے اور حکومت ہم پر مشوم ہوئی تو نے مال و ناموس ہمارا برباد کر دیا اور قریب دس ہزار کے برہمن ہمارے گئے رحمت سے نام و نشان باقی نہ رہا کشن رائے نے جواب دیا کہ میں بے مشورہ اعیان ملک ترک کر کسی امر کا نہیں ہوا اور اپنے طایع میں کسی طرح کا اختیار نہیں اور اب جو تم کو میں مطیع و فرمان بردار ہوں یہ بولے جیسا کہ تیرے باپ نے مسلمانان ترک سے لے کر بابا و شاہ علاء الدین حسن کا نکوئی ہمینی سے مؤافقت کی تھی لازم ہے کہ تو بھی مسلمانان سے مدار کر کے کشن رائے نے یہ بات قبول کی البتہ کو سلطان

محمد شاہ کے حضور پہنچا اور ضاع سابقہ سے اظہارِ مذمت کر کے صلح کا طلب گار ہوا سلطان محمد شاہ نے اس سے انکار کیا اور ایک ندیا کے گستاخ نے کہ اس دربار میں حاضر تھا معروض رکھا کہ بادشاہ نے قسم کھائی ہو کہ آٹھ سو مسلمان کے عوض لاکھ ہندو قتل کر دینگا اور یہ قسم نہیں کھائی کہ ہندو کا تخم جہان سے اٹھاوین سلطان محمد شاہ نے ہنس کر اتر لو کیا اگر یہ قسم کدو چند ہندو کشی واقع ہوئی لیکن جب تک اسے بچا نگرا داسے زرنسند پو میہ تو الان دہلی کا متحدہ ہو گا میں کفار بقیۃ السیف کے گناہ معاف نہ کر دینگا چنانچہ پہلی اسکے چاہنے مالک کی طرف سے وکیل مطلق تھے انھوں نے قبول کیا اور اسی دربار میں وجہ برات و طیفہ ادا کیا سلطان محمد شاہ نے فرمایا وہ حرف کہ میری زبان بچاری ہوا تھا نہیں چاہتا تھا کہ لغو اور ضائع ہو کر منقرض ہو گا بر باد گار رہے الحمد للہ کہ جو کچھ میں نے اپنی زبان سے کہا تھا اسے بجالایا اور اپنا حکم جاری کیا اور قسم پر خدا کی ایسا معجب و غریب بادشاہان سابق اور حال سے کبھی صادر نہ ہوا اور عقلاً جانتے ہیں کہ سبقت برائے دشوار اور طرفہ زد بلیم میں کے ابلخار اور ناگ دیو کے قتل ہونے سے تھی بمیت امثال ابن غرائب وزیرین ہم غریب تر ہو گیا کہ دولت ابن شاہ اور گراہیچون نے جب شاہ کو شوق قتل دیکھا عرض گزار ہوئے کہ ہم بادشاہ کو اس وقت نہایت شفق اور مہربان پاتے ہیں اگر حکم عالی ہو دے راہ اخلاص سے دو کلمہ عرض کریں ہذا انھوں نے اجازت پا کر عرض کیا کہ کسی دین میں روائین ہو کہ ایک بیگناہ کو ایک گناہ کے عوض قتل کریں خصوص عورتوں اور بچوں کو اگر کشن راے سے مسلمانوں کی نسبت قلعہ مدکل میں بے راہی واقع ہوئی ہو تو یہ بے فقا اور مساکین کا کیا گناہ تھا سلطان محمد شاہ نے فرمایا ظلم تغیر سے یونہی جاری ہوا تھا اور مجھے اس میں اختیار نہ تھا ایچون نے عرض کی کہ جو سابقہ عنایت مالک الملک نے نسبت خلاصہ مالک دکن کے آپ کو از رانی سکھا اور مالک کرناٹک آپ کی مملکت کے جوار میں واقع ہوئے یقین ہو گیا ہو اور آپ کی اولاد کو مدت ہائے مدید ہمسائی میں سرزمین کے ہوگی اور دنیا داروں کے درمیان مثل اس قضیہ کے شاید دوسرا وقوع میں آوے اس حال خلاق کا کیونکہ ہو گا خیر اندیشی اور صلاح حال رعایا اقتضا وہ کرتی ہو کہ طریقہ قتل فقر اور مساکین کا دیشان میں منو دے سلطان محمد شاہ نے متاثر ہو کر فرمایا کہ میں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ بعد فتح اور سرگرداری کسی شخص کے قتل میں نہ پھر دنگا اور بعد میرے میرے فرزند بھی اس شیوہ پسندیدہ پر عمل کریں چنانچہ اس تاریخ سے دکن میں شائع ہوا کہ جو شخص جنگ کے بعد دستیاب ہوا اسکے قتل اور ہلاک میں اقدام کریں اور بے سبب رعایا اورضعفا کے قتل عام میں نہ مشغول ہو دیں اور جب ایچون نے وجہ برات و طیفہ تو الان ادا کی سلطان محمد شاہ نے گنجائش دوسرے توقعات کی نہ دیکھ کر از روئے انصاف کوچ کر کے بلدہ حسن آباد گلبرگہ میں آکر پھر اسی راہ سے منزل شیخ محمد سراج میں گیا اور کہا اس توکل کی برکتوں سے کہ کار ساز حقیقی کے لطف پر کر کے ابتدا بے سلطنت میں نفوذ خزانہ دنگاہ جلاشاہ اور عظم سلطانہ میں من نے صرف کیا تھا حق سبحانہ تعالیٰ نے ایسے خزانے اور فتوح عظیم مجھے نصیب کیے اور دماغ خیر تمھاری میرے حق میں مبارک آئی پھر شیخ کو رخصت کر کے دارالامارتہ میں تشریف لیگیا اور پانچ روز سے زیادہ بستر استراحت پر تکیہ نہ فرمایا کہ آیات نصرت آیات اسکے دولت آباد کی طرف متحرک ہوئے اور جو کہ اس ہنگام میں سلطان نے آپ کو عہد پار بنایا تھا اور کفار نے آرو دے مسلط پر تعاقب کیا تھا جمیع ملک محروسہ میں خبر اسکے فوت کی منتشر ہوئی مفریان نے تھوڑے عرصہ میں طغیان اظہار کر کے نثار محمد صہبان پر چوب ماری

از انجملہ جو کہ ولایت دولت آباد امر سے صاحب نشان کے وجود سے خالی تھی اور تمام لشکر ولایت مرہٹ خان محمد کے
 ہمراہ بیجا نگر کے سفر میں تھا بہرام خان مازندرانی نے کہ سلطان علاء الدین حسن کانکولی جہمی اسکو فرزند کہتا تھا کو نچو دیو
 مرہٹہ سردار باہگان کے اغوا سے نشان مخالفت کا بلند کیا اور بعضہ امر سے برا کہ اس کے قرب و جوار میں تھے انھیں نے
 بھی اپنے آدمی اس کے پاس بھیج کر دم موافقت اور مصافقت کا مارا اور بھلا نہ کے راجہ نے بھی کسب ظاہر کیا محبت القیام بھیج کر
 امداد کی بشارت دی بہرام خان مازندرانی ان مقدمات خام برقریفہ ہو کر چند سال خراج خاصہ برابر اور مرہٹ کا کہ
 سلطان محمد شاہ کے حکم کے موافق دولت آباد کے قلعہ میں نگاہ رکھا تھا متصرف ہو کر خیل و چشم کے فراہم کرنے میں
 مشغول ہوا اور اکثر بلاد اور پرگنات مرہٹ کو اپنے قبض و تصرف میں لایا اور احوال و انصار تقسیم کیے اور ہوا اور پیادہ سے
 بارہ ہزار آدمی فراہم کیے سلطان محمد شاہ نے بیجا نگر کے اطراف میں بیخبر سنی اور اسے اس مضمون سے لکھ بھیجا کہ جو خبر اسے
 ہوش تیرے گوش زد ہو میں دسویں شیطانی غالب آیا اگر و ایسے امر کے نہ پھرنا چاہیے اجتناب واجب و لازم ہو اور مناسب ہو
 کہ اب بھی تمام استغفار اور زیادت میں ہو کر اپنے اعمال ناشائستہ سے پشیمان اور نادم ہو کہ میں بھی تیرے گناہوں اور
 تیرے توالعین کو ناکردہ معلوم کر کے مواخذہ کر دوں گا اور جو باہم و زلات تیرے ساتھ عقود اور غماض کے مفرون کر دے گا اس نوشتہ
 کو بھیجا ہے سید جلال حمید اور شاہ ملک ہو مقرران درگاہ سے تھے دولت آباد کی طرف بھیجا اور بہرام خان مازندرانی
 نے کو نچو دیو سے اس امر میں مشورہ کر کے صلاح پوچھی اس نے جواب دیا کہ سلطان محمد شاہ ایک بادشاہ قہار
 اور خیر و برہم و اس اعمال ناشائستہ کے کہ ہم سے سرزد ہو کسی وجہ میں نہیں ہو سکتے اور دولت آباد
 سا قلعہ سنگین ہمارے تصرف میں ہوا اور بھلا نہ کا راجہ اور بعضہ امر سے معتبر ہوا کہ ہم سے موافقت رکھتے ہیں اس
 صورت میں میں یہ صلاح دیکھتا ہوں کہ حکم الشریع ملتزم ہو چل کر کہ اس کار سے ہاتھ نہ کھادیں اور بہت مصروف رکھیں اس
 ہم کو کوئی کام انجام دیوں بہرام خان مازندرانی کو کو نچو دیو کے انسون نے ایسا نشیہ میں اتار کر ہوتا اور غرو کیا کہ بادشاہ
 کے جادو کا طاعت سے قدم باہر رکھ کر حلقہ نصیحت کو زیب گوش نہ کیا اور سرکشی سر سے نہ اتاری زیادہ تر استعداد قوت
 مقابلہ اور مقابلہ میں کوشش اور اہتمام کیا سید جلال حمید اور شاہ ملک نے معادوت کر کے احوال راہبندیدہ اس کے
 بادشاہ سے عرض کیے سننے اس حرکات ناپسندیدہ کے بعد سلطان محمد شاہ کے دلمیں آتش غضب شعلہ زان ہوئی جب
 بیجا نگر کے سفر سے دارالملک حسن آباد گئے کہ طرف مراجعت فرمائی مسند عالی خان محمد کو مقدمہ روانہ کیا اور خود بھی پیچھے
 سے شکار گنجان مسطرت متوجہ ہوا نظم روانہ ہوا اندیکران طرب شاہ دہشکار افگن شکار افگن و ران راہ
 جان خالی خدا حمید چرندہ بد نماندند رہوا مرغ پرندہ بد القصہ جب مسند عالی خان محمد کو بادشاہ نے بشیر لشکر
 ملفوظ کر کے مقرر فرمایا تھا بہرام خان اور کو نچو دیو اور بعضہ متعلقان راجہ بھلا نہ سے بہ قصد مدافعہ مسند عالی خان محمد کے
 متعبہ پیش کے اطراف میں روانہ ہوئے اور کثرت بدل کشادہ کر کے بہت سیاسی واقعہ طلب کو اپنے روبرو بلایا اور مسند عالی
 خان محمد کے سپاہی پیرانہ اور زیانہ کا گرم و سرد و شیب و زور دیکھے بھالے تھا جنگ میں نہ دیکھ کر عین قصدہ ہو گا کون میں
 فروکش ہوا اور بہرام خان مازندرانی اسی عرصہ میں بقصد شجوخ مسند عالی خان محمد کے دائرہ فوج پر تاخت لیگا اور چونکہ
 مزین ہونیا اور واقف کار تھا کچھ کام نہ کر کے اپنے مقام میں پلٹ گیا اور مسند عالی خان محمد لشکر مخالفت کی کیفیت
 و حقیقت کم بیش دریافت کر کے جنگ میں حازم و مجازم ہوا اور سلطان محمد شاہ کو کہ ہستان ولایت اور سرحد میں

شکار کے نشاط میں مشغول تھے پیغام دیا کہ اتہال شاہی اور خداوندی کی برکت سے جان نثار فلان تاریخ میں
 مخالفوں کے سر پر جا کر مصافحہ کر لیا لیکن اگر سایہ بلند پایہ بادشاہ اس حق کے سر پر بہتر ہو گا سلطان محمد شاہ نے شکار گاہ
 میں بہتر شکار وصول فرمایا اور وہی کہ صحرائے قصبہ کچھ میں نزول کیا تھا انتظار نہ کھینچ کر مع ایک جماعت مخصوصان کے عدد
 آنکے قریب سو سے بھی کم تھے عازم الیغار ہوا اور قہر بان درگاہ نے بحیرت میں غرق ہو کر مسعود و ض کیا
 کہ مسند عالی خان محمد سے ایسا واضح ہوتا ہے کہ مخالفین کمال استقلال اور جمعیت سے رہتے ہیں اگر بادشاہ عنان
 دست مدار میں سپرد کر کے باہستگی تمام قطع مسافت کرے تو امر اور سپاہ پہونچ کر مع کو کہہ وطن شاہی دشمن
 کی بیخ کنی میں متوجہ ہو دیں نسب اور بہتر ہو گا سلطان محمد شاہ نے التماس انکی پذیر آفرمائی اور یہاں تک لکھا کہ
 میں جاہتا ہوں اب کور و زمیعا میں مسند عالی خان محمد کے پاس پہونچاؤں اور جو کہ تم کہتے ہو وہاں لڑوہ سے
 مخالفت رکھتا ہر جو وقت نہار سوار لیکر لالک تلنگ میں کہ مسافت بعید رکھنی ہو جا کر اعدا کو سیاست پہونچائی اور
 فوج سوار سے اسے بجا لکھ کر کوہ دشت میں مفروز کر کے آوارہ مصلحت کیا اور شاد کام مراجعت کی بہرین سو
 جوان دشمنان رو باہ صفت کے دفع کے واسطے کافی ہونگے نظم میں ان کا نا کجا نا ختم نہ ہو ویلم میں سربراہ ختم نہ
 بھگلوں سپردم عنان باز چون نہ براندہم نہ بجا لکھ کر خون نہ برائیم جو برشت اسپ سیاہ نہ بجا لکھ کر
 کوہ البرز راہ نہ یہ فرما کر شہد ز شہزنگ کو گرم عنان کیا جس وقت جا کر کوس چکر قصبہ میں پہونچا مسند عالی
 خان محمد نو جین آلاستہ کر کے بہرام خان مازندرانی کے مقابل ہوا تھا لیکن جب خیر بادشاہ کے قریب پہونچنے کی
 خلائی کے گوش زد ہوئی متعلقان راہ بکلا نہ ہمیز گریز کو مراکب ناموں کی طرف پھیر کر نازک فاقہ مخالفان ہو
 اور سپاہیوں نے راہ فرار کو قرار سے بہتر جانکر صرف جنگ میں نہ دیکھا بہرام خان مازندرانی اور کو بھو دیو طرخ رزگار
 کے منصوبہ سے تعجب میں رہے بے اسکے کہ قریب قتال و جدال ہوں یا دور سے مسند عالی خان محمد کے بہار و دن کی
 نشست کمان دیکھیں دوسرے محارکہ سے بھاگ کر سیرت بجلی اور ہوا کی طرح قلعہ دولت آباد میں پہونچے اور سلطان محمد شاہ
 اس وقت کہ مسند عالی خان محمد کے ہمراہی مخالفوں کے اردو کی غارت میں مشغول تھے مع ایک سوار اور
 ستر جوان وعدہ گاہ میں آیا دوست دشمن اسکی شجاع اور جو اندوہی بر آفریں خوان ہوئے اور
 مسند عالی خان محمد کے التماس کے بموجب وہ دن اور شب آخر کو پہونچا کر دوسرے دن صبح کو پھر باخت کی اور
 شام کے قریب دو کوس دولت آباد سے پہونچ کر قلعہ کے محاصرہ کی فکر میں ہوا بہرام خان مازندرانی اور کو بھو دیو سر
 خواب مستی اور غرور سے براوردہ کر کے حیران اور عاجز ہوئے اور اسی شب کو تبدیل لباس کر کے شیخ زین الدین
 سے کہہ دولت آباد میں رہتے تھے جا کر عرض کی کہ تم کراہی از رخت راحت دل پدید نہ زبان تو پیشگی لکھید نہ چہ تدبیر
 کان شاہ گردن فرار نہ بیاوردہ را چنین ترکتا ز کجا اگر آپ کا حکم ہو قلعہ میں داخل ہو کر اعلام مدافعہ بلند کر دیں اور جو کوئی
 امرا اور ہمارے حال کے سزاوار ہوا رشاد فرمائیے تو اسکے موافق عمل کروں شیخ نے فرمایا جو تم میرے پاس پناہ لائے ہو
 اور مجھے اپنی خوبی اور نیکی کے بارہ میں مشورہ کرتے ہو مقتضاے استشاریہ موثر جو کچھ ہو دیکھ کر حق میں ہو کتا
 ہوں قلعہ میں درنا اور دروازہ اسکا بند کر کے قلعہ بند ہونا احتیاط اور عاقبت اندیشی سے بہت بعید ہی مناسب ہے
 کہ اپنے زن و فرزند بچہ لیکر مال و اسباب سے قطع نظر کر دو اور توقف اور تامل کو لازمہ ہلاکت کا جانکاری سماعت

راستہ گجرات کا لوٹھون نے شیخ کی منزل میں ٹھیکہ کر دی اپنی زن و فرزند کی طلب میں بھجکر پیغام دیا کہ جربہ بسبیل استعجال
 آؤ تو شیخ کی ربارت سے شرف ہو کر انکی انعام مقدسہ سے طلب مدد و ہمت کر کے پھر قلعہ میں داخل ہوں متعلق اور
 لازم آئے جو محل و محلو میں تھے اصل معاملہ سمجھا کر اس وقت تمام گھوڑوں کو ساز و براق سفر سے درست کر کے اور
 مہر و مہروری کو سوار کر کے شیخ کے مکان میں لائے اور شیخ نے دست مبارک اپنا بہرام خان مازندرانی اور کوہلو کی پٹو پر
 پیرا اور یہ دعا دی کہ توفیق سبحانہ تعالیٰ سلامتی تھاری شامل ہوگی اور یہ گجرات کی طرف متوجہ ہوئے اور سلطان
 محمد شاہ انکے فرار سے آگاہ ہوا علی الصبح مسند عالی خان محمد نے چار سو جوان و دوا سپہا و سپہا سپہا ہوا کلاب
 لیکر گجرات کی سرحد تک تاخت فرمائی جب مہر ورون کے سر پر پہونچا نہایت غضبناک اور خشکین ہو کر دوت کیا
 کی طرف باز گشت کی اور یہ سخت رنجش اور کلفت سابقہ کی باعث ہوئی کہ سوا سٹے کہ قبل اسکے یعنی ابتدائے
 سلطنت میں تمام مشائخ و کن نے سلطان محمد شاہ سے حاضر اور غائب میں بیعت کی تھی مگر حضرت شیخ زین الدین نے
 شرب خمر اور ارتکاب بعض منہاسی کے باعث بادشاہ سے بیعت نہ کی اور فرمایا کہ خلافت کی بادشاہی کے لائق و شخص ہر
 کہ حفظ شعار ملت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوشش کر کے سزا اور علانیہ منہاسی کے گرد نہ بھرے پھر سی چند فرزند
 سلطان محمد شاہ نے آدمی شیخ کے پاس بھجکر پیغام دیا کہ میرے دربار میں حاضر ہو یا میری خلافت پر بیعت کر کے نوشتہ
 اپنے خط خاص سے لکھ بھیج شیخ نے جواب دیا کہ ایک وقت کسی تقریب میں اتفاقات سے ایک دشمن اور ایک
 سید ایک پیر کفار کے دست ظلم میں گرفتار ہوئے اور کفار نے اپنے توابعین کو ان تینوں شخصوں کے حق میں یہ حکم
 دیا کہ ان تینوں کو تاجانہ میں لیاؤ جو شخص کہ بت کو سجدہ کرے اسے جان کی امان دو اور جو شخص انکار کرے عذر پیش
 کرے اسکی فوراً تیغ ظلم سے گردن مار دو دشمن آئے کریمہ پر عمل کر کے بت کا سجدہ بجالایا اور سید نے بھی دشمن کی رتوں قتیل
 کر کے کفار کے فرمانے پر اعلام کیا لیکن جب سچے کی نوبت آئی بولامین تمام عمر اعمال ناشائستہ میں مشغول رہا ہوں
 نہ عالم ہوں اور نہ سید کہ پناہ میں ان دو امر کے ایسا کام کروں پھر نفل پہنا اپنا گوارا کر کے بت کا سجدہ قبول کیا
 اب یہ بھی قصہ عینا اسی پیر کے قصہ کے موافق ہر تیرے ظلموں کا متحمل ہونگا لیکن نہ تیری مجلس میں حاضر ہوں گا اور
 نہ تیری خلافت کا اقرار کروں گا سلطان محمد شاہ غضب میں آیا اور شیخ کو تکلیف دی کہ میرے شہر سے نکلیا وے چنانچہ
 شیخ بلا توقف و درنگ اپنا مصلے ووش بڑھا لکر شیخ بران الدین کے روضہ کی طرف متوجہ ہوا اور عصا اسکی مسند کے پیچھے
 زمین میں گاڑ کر مصلے بچھا یا اور بیٹھا اور کہا اب دیکھوں کون مرد مجھے یہاں سے اٹھاتا ہو بادشاہ شیخ کے اصرار کو
 شاہدہ کر کے اس شدت سے کہ کی تھی شبیہاں ہوا اور اپنے ہاتھ سے یہ مصرعہ لکھ کر صدر الشریف کے ہاتھ شیخ کے پاس بھیجا
 مصرع من زبان تو ام تو زبان من باش و شیخ نے کہا اگر سلطان محمد شاہ غازی حفظ مراتب اور مراسم شریعت محمدی
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوشش کرے اور شراب کی بھٹیان مالک محمولہ سے سمار کر کے اپنے باپ کی سنت پر
 عمل کرے اور خلافت کے روبرو شراب نہ پیے اور نا ضلوع اور عالموں اور مدد کو مار کر کے امر معروف و نہی منکر میں
 جد جہیل کریں رین الدین فقیر سے زیادہ ترکونی آسے و دست نہ رکھے گا اور یہ رباعی اپنے دست حق پرست سے تحریر
 کی رباعی نامن بریم بجز نکوئی نکم نہ جز نیک ملی و نیک خوئی نکم نہ جز نیک بجاے مابہرہا کر و نہ نہ نا دست
 رسد بجز نکوئی نکم نہ سلطان محمد شاہ نے خطاب غازی سے کہ زبان اقدس شیخ پر جاری ہوا تھا نہایت شہاد

نوشادر ہوا کہ حکم فرمایا کہ اسے میرے اعقاب پانفرون کرین اور بغیر اسکے کہ اس وقت میں درمیان اسکے ملاقات واقع ہووے حکومت مرہٹ کی مسند عالی خان محمد کے مسلم اور مغوض رکھ کر حسن آباد گلبرگہ کی طرف تشریف لے گیا اور شراب نوشی کی دوکانیں جمع ولایت سے اپنے دور کر کے نہ بیچ شریعت غرامین سماعی جملہ پند و دل کھساور وکن کے چورون اور بھلا، دن کو چوٹھوڑتے اور زہرنی اور ڈکیتی کو اپنا شعار اور ڈنار کے مسافرون اور قاتلون کو لوٹے اور مارنے تھے ہمت انکے دفع کیواسطے مصروف کی اور چارون سمت کے افرادون کے نام فرامین صلاور فرمائے کہ ہر ایک اپنے اپنے علاقہ اور معدوچورون اور رہنمون کی لوٹ سے پاک اور صاف کرین اور چھوٹے اور بڑے کے مرہبت اور چھوٹے خدمت کے واسطے حضور میں حاضر کرین اس بارہ میں تاکید مزید اور تذعن شدید معلوم کر کے حسب المسطور عمل میں لادین چنانچہ چارون طرفدارون نے حکم کے موافق بد معاشون کے مسکنون میں جا کر چھپاسات مینے کی مدت میں ایک نر اس گروہ واجب القتل والدفع کا چھوڑا اور ملاوڈ، بیدری کی روایت سے واضح ہوتا ہو کہ چھ مینے کے عمر میں بیس ہزار سر رہنمان خود سرد چورون اور بد معاش کے تن ناپاک سے جدا کر کے اطراف و جوانب سے حسن آباد گلبرگہ میں لائے اور شہر اور برہنجات میں چارون طرف چوتروہ سر بائے ملا میں سے باندھ کر سیاست اور ضبط محمد شاہی جاگیر کیا اور راہین امین اور اہل اسلام کے دل راہنزون کے دست برد سے مطمئن ہوئے اور سلطان محمد شاہ غازی نے جب ایسے کام محض شیخ زین الدین کی خوشنودی اور رضامندی کیواسطے طور میں پہونچائے اسوجہ سے ہمیشہ شیخ سے ہلائے اسلام اور مکاتبات مفتوح رکھ کر مصداقت اور فصاحت کے لازمی بجا انا تھا اور شیخ بھی امر معروف و نہی منکر سے انکی خوشحال ہو کر ہوا رہ مکاتبات دوستانہ تحریر فرماتے تھے اور شراط بند و وعظ و نصیحت میں بھی دریغ نہ کرتے تھے اور اس سبب سے کہ راسے بجا گلو اور تلنگ اور تمام زمینداران وکن تباہ راہ طاعت اور فرمان برداری پر ثابت قدم و راسخ دم ہو کر مال و غنم کی رسال میں مختلف اور تجاوز روا رکھتے تھے ریاض ملک و ملت و برہمن دین و دولت خاں ملک معارض جاسے باز گشت آخرت سے پاک ہوا اور سلطان محمد شاہ غازی لشکر کشی کو بر طرف کر کے جاگیر میں نہ مشغول ہوتا تھا لیکن ہر سال ایک سمت اطراف اربعہ میں سوار ہو کر تین چار مینے اوقات تشریف کو صرف لشکر کرتا تھا اور حطرت نہ تھکا کر کے واسطے جاتا تھا سپہ سالار و بان کا تحف و ہدایا گندار شاہ تھا اور بادشاہ کو دار الملک میں پہونچا کر غرزاور مکرم ہو کر باز گشت کرتا تھا اور خرو و برگ اور وضع و تشریف وکن اس بادشاہ کے عہد و حالت میں ماسن و امان سے زندگانی کر کے ہمیش و کامرانی کے سوا کچھ کام نہ رکھتے تھے اور اسکے وجود باوجود کو نعمت عظمیٰ اجاگر نہ تھکا و اہب العلماء پیش پہونچاتے تھے لیکن جواب اور قلعہ گرگ اجل کا ہو کہ ہر دم ایک یوسف کو بچاؤ تاہی اور ہر خط ایک یعقوب کو خزان و ملال میں مبتلا کرتا ہی بچاؤ کے میدان میں مار کر ذیقعدہ کی نوین تاریخ ششم سن ۱۱۱۱ھ جیسا سٹھ ہجری میں عشرت سر اسے جہان بہاد سے یکساں اور اہل جہان کو چند روز بسر گریہ و زاری میں موالا اور رزم فراغت اور زناہبیت کی صفحہ احوال و کنیون سے ناخن ہڈی کی نوک سے حک کی اور اس غفران پناہ کو باب کے پہلو میں خاک عدم میں پونہ کیا زمانہ آیت یا ایہا النفس الطمئنة ارجعی الی ربک رافیتہ مرضیتہ اسکی تربت پر لکھی نظر خوشا بادشاہی کہ جون اوگشت بد از و بازماند چہین سر گذشت بد درایام دولت بود و تسکام ہنگام رحلت بود نیکام و سراج التواریخ کی روایت سے بقضائے و رفعا بعضہم فوق بعض جتقد رہا تھی اور زائر

۱۱۱۱

۱۱۱۱

تاریخ نوشادر

کہ سرکار سلطان محمد شاہ غازی بہمنی میں جمع ہوا تھا اس کے بعد کسی سرکار شایان بہمنیہ میں بہمن نہ پہونچا کس واسطے کہ اس کے عہد میں سرکار خاصہ میں تمام قسم کے چھوٹے اور بڑے اور بڑے اور بڑے سے تین ہزار فیصل شمار میں آئے اور زبانہ میں دوسرے بادشاہوں کے ہرگز سرکار خاصہ میں دو ہزار باقی بھی نہ تھا اور اس طرح اس قدر خزانہ کہ اس کے عہد میں نشان دیتے ہیں دوسرے زمانہ میں اس کا نصف نہ تھا اور یہ بھی کسی کتاب میں لکھا ہو کہ بادشاہان دہلی اور شایان بہمنیہ جو سلطان محمد شاہ بہمنی غازی سے پیشتر اس کے بعد اقلیم و کن یزوان روا ہوئے ایسی قباحت رائے کرنا ملک کے سر زمین لائے اور معلوم نہیں کہ اس کے بعد بھی ایسا قصہ حکام اس ولایت کو پیش آیا ہو قصہ کوتاہ جو باقی ہے سر دار اور بزرگ اس مملکت کی مدت دراز میں افکار اور امصار ہندوستانی سے بہ مساعی جمیلہ فراہم لائے تھے یک قلم سلطان محمد شاہ بہمنی غازی صاحب طالع کی تصرف میں آئے اور اکثر خزانہ اور اسباب مجموعہ سات سو برس اس خاندان کا کہ سرکار سلطانین بزرگ میں مثل اس کے بہت کم میسر آیا ہو گا تاراج حوادث میں گیا اور اول سے آخر تک پانچ لاکھ کے قریب گزشتہ اور سپاہی اور شہری اور دیہی اور مسافر اور مجاور اور مذکور اور مونث علف تنی خون آشام غازیان عظام ہوئے مملکت کرنا ملک نے ایسی صفت ویرانی کی قبول کی تو نہاے دراز میں حالت اصلی پھر نہ آئی گی آیام سلطنت سلطان محمد شاہ بہمنی غازی سترہ برس اور نو مہینے اور پانچ دن تھے چکا مجاہدہ کا کہ پانچ صد قلم مشکین رقم کا بیان کیفیت احوال فوخذہ فال شاہ جمہ و ست گاہ سلطان مجاہدہ شاہ بہمنی میں اور قتل ہونا اس کا بجا پور سے معاودت کے وقت آغاز جوانی میں مورخان و افشور نے تعلیم مشکین تر صفویا ضریاہ براسطرح منقش اور مرقوم کیا کہ سلطان مجاہدہ شاہ بہمنی نو اسہ ملک سیف الدین غوری کا تھا اور باب کے بعد تخت و کن پر جلوہ گر ہوا اور وہ خورشید روا اور قوی ہیکل و زینا سب اندام میں اپنے تمام اتوام سے ممتاز و مستثنیٰ تھا اور قوی جنبہ اور فریاد اور صاحب قوت تھا اور جلالت اور شجاعت میں عدیل و نظیر نہ رکھتا تھا اور زبان نر کی خوب بولتا تھا اور مدار مصاحبت اور مجالست اس کا ترکون احمد یار سیون پر تھا اور روکین سے تیر و کمان کا شوق رکھتا تھا اور حرث اس کا سوا کے شمشیر و نیزہ و خنجر کے نہ تھا جیسا کہ ناظم بہمن نامہ اس کے مدح میں کہتا ہے نظم ز گوارہ چون پایہ بیرون نہا وہ بہ تیر و کمان دست و بازو کشا وہ بے تند و گردن کش و پیل زور و پد کہ نشاندہ گفت کہے وقت شور و چنان بر سر کنگرہ مید وید کہ انگشت حیرت فلک میگزید پدا و آوان کو دکی میں ایک شب کو خزانہ بدر توڑ کر چند بدر ز سرخ اور سفید لٹھائے اور ٹکون کو جو ساتھ کھیلے تھے تفسیر کہ انھیں خوش کیا اور خزانہ میں بھی کوا سکی کیفیت سلطان محمد شاہ غازی سے انہما کی سلطان محمد شاہ اس جسارت اور بے ادبی سے نہایت آزرده ہوا اور آتا غضب کے چہرہ بظاہر کر کے مبارک قبول دار یعنی گوری ساز خاصہ کو اس کے طلب میں بھیجا تاہوہ حاضر ہوا باب کا احوال و دیگر گون پایا جو کوئی علاج نہین آتا تھا تسلیم کر کے باوہا لیستادہ ہوا اور باب نے فہر و غضب میں آنکر کئی جاکہ سے مارے کہ جبہ زمین اس کا مجروح ہوا سلطان مجاہد شاہ نے شکایت مبارک قبول دار کی اپنی والدہ سے کر کے بتھری کی لاگروہ مجھے ہن معاملہ سے خبر کرنا میں آپ کو شفیع کر آیا وہ وقت ٹال کر دوسرے وقت کہ حضرت ولی نعمی کی آتش غضب ساکن ہوتی اور ہار میں حاضر ہوتا آئے جواب دیا کہ مبارک قبول دار خاصہ کا اس امر میں کچھ گناہ نہیں ہر بادشاہ کا حکم تھا

مجاہد شاہ نے جب یہ سنا خاموش ہوا بلکہ سکوت اختیار کر کے حرم سرا سے باہر آیا اور بغض کے آثار ہرگز ظاہر نہ کیے اور مبارک قبول وار خاص چسب ظاہر نہ عطف و بدرجہ نہایت مبذول فرماتا تھا اور بعد ایک ہفتہ کے کوئی تقریب نہ تھا کہ غایت ترقی سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تو نہایت شہزور ہو اور علم کشتی میں قوت اور مہارت تمام رکھتا ہو اور زبردست بہکوانوں کو کشتی میں زیر کر رہا ہو اور کشتی کریں مبارک قبول وار جو اسکی خفگی اور آزر دگی سے خبر نہ رکھتا تھا اور شاہزادہ کہ سن چاروہ سالہ اور یہ تیس برس کا جوان اپنی قوت پر مغرور تھا یہ امر قبول کیا اور تال ٹھوک کر اس کے مقابل ہوا شاہزادہ نے اسے اٹھا کر سطح سے زمین پر دے مارا کہ جبر اسکی گردن کا شکستہ ہوا اور لحظہ میں مرغ روح اسکا نفس تن سے بھٹک کر وار البقا کے آسمان کی طرف پرواز کر گیا القصہ سلطان مجاہد شاہ تیس برس کے سن میں تخت و کین بر اجلاس کر کے دولت آباد میں آیا اور شیخ برہان الدین قدس اللہ سرہ الغریز کی زیارت سے مشرف ہوا اور دست ارادت شیخ زین الدین کے ماتھ میں دیکر اپنے وار الملک کی طرف مراجعت کی اور جو کہ مستدر عالی خان محمد کے استقلال سے متوہم تھا اعظم ہالیوں کو طرہ دار و دولت آباد کے مستدر عالی خان محمد کو مفرول کیا اور کیشن رائے والی بجا لگا لگا قلعے اور بلاد و ما بین آب کشنہ اور آب تہندرہ ہمارے پتھارے درمیان مشترک ہیں اس سبب سے بین الفیقین ہمیشہ نزاع اور گفتگو واقع ہوتی ہے یہ کہ آب تہندرہ کو سرحد کریں آب سیت بندر امپور کے اس طرف پتھاری نصرف میں رہے اور آب شرف دار و رعایا کے اس طرف ہمارے زیر نگین ہو دے اس صورت میں لازم ہو کہ قلعہ نیگا پور اور بھی قلعے اور بلاد ہمارے ملازمان و رگاہ کے سپرد کر دیو یہ نزاع زائل ہونے سے مخالفت اور موافقت کا طریق مسلوک ہووے کیشن رائے نے اس کے درجہ اب لکھا کہ قدیم الامام سے قلعہ راجپور اور مدکل آب کشنہ کے ساحل تک رایان بجا لگ کر تخت میں تھا مناسب یہ ہو کہ آب کشنہ کو حد کر کے قلعہ مذکورہ کو ہمیں واگذاشت کریں اور وہ ہاتھی کے بعضے امراء کے کمرہ کے بلونی سے سلطان محمد شاہ غازی نصرف میں لایا تھا بھیر دین تو کہ ورت ہمارے آئینہ قلب کی ساتھ صفائی کے مبدل ہو سلطان مجاہد شاہ نے جب یہ جواب دراز کا رشتہ نہایت ناراض ہوا اور ماتھ باب کے خزانہ میں دراز کر کے خیل و چشم کے آمادہ اور فراہم کرنے میں مشغول ہوا اور تنہا گاہ اور جمع مالک محمد رسو ملک نائب سیف الدین غوری کو کہ جب ماوری اسکا تھا عمدہ ضبط کے واسطے رجوع فرمایا اور بجا لگ کر سفر کی غمیت کر کے احضار لشکر کے واسطے حکم دیا اور جب وقت لشکر و دولت آباد اور بیدار اور برابر حسن آباد و گلبرہ میں آنکر بساط بوس کے شرف سے معزز ہوا سلطان مجاہد شاہ پانسو فیل کوہ تمشیل و درخانم زانہ ہمایک پائے دولت رکاب سعادت میں لایا اور شکار کرتا ہوا آب تہندرہ سے عبور کر کے قلعہ اودنی میں پہونچا اور جو کہ وہ قلعہ دکن میں حدیم المثال ہو اسکی تسخیر کا رغبہ ہوا صفر خان سیستانی کو مع سپاہ برار اس کے محاصہ کیا وہ اسطے مقرر آیا اور امیر الامرا و مرغان اور اعظم ہالیوں کو مقدمہ روانہ فرمایا اور جو سنا تھا کہ کیشن رائے پر گنہ گشتا ولی میں آب تہندرہ کے ساحل پر مقیم ہو خود بکائی اسٹنگلی اور دقا پر پچھے سے اس طرف متوجہ ہوا اور کیشن رائے کے قرب پہونچنے امرائے برار اور بادشاہ کی روانگی سے آگاہ ہو کر قتال و جدال میں آمادہ ہوا اس درمیان میں بعضے زمینداروں کی زبانی یہ خبر سمع مبارک میں پہونچی کہ ایک شیر عظیم الجثہ کہ جسکی سختی اور بدبختی سے شیر فلک ہمیشہ آسمان میں قدم نہیں رکھ سکتا اور گاؤں بہر مرغ از خضر میں اس کے پنجہ کی دہشت سے دم نہیں مار سکتی فلان ہمیشہ میں مقام رکھتا ہے اس کے سر سے طوفان و ناہی ہوا اور زمیندار و بلزارع اس طرف کے نزد اور پتھوئی سے بار رہے سلطان مجاہد شاہ اس شیر کے شکار کر

بنفس نفیس اس بیشہ کی طرف متوجہ ہوا اور بعد قریب وصول کے حکم دیا کہ کوئی شخص بلا حکم اور بے رخصت ہمارے
 بیشہ میں داخل نہ ہوے اور خود سات پیادہ ہمراہ لیکر جب جنگل میں داخل ہوا تیسرے آدمیوں کو نظر قریب سے دیکھ کر
 نعرہ مارا اور ہتھیار نکالی طرف متوجہ ہوا سلطان مجاہد شاہ نے ہر سپہ سالار کو آلات خارجہ کے استعمال سے کہ مراد بندوبست اور
 کاربند و تیر سے پرہیز کیا اور خود شیر کے رو برو گیا اور اول تیر علیہ کمان میں جوڑ کر مارا خطا نہ کی اس کے پہلو میں دریا
 شیر نور از دیکھ گیا اور مطلق اپنی جگہ سے نہ ہلا نظر کمان اڑ گئیں گاہ باز و کشیدہ بیک تیر پہلویش از ہم دریدہ سران سپہ
 از یسار و ہمیں زبان بر کشا دند بر آفرین کہ گیتی ندیدہ جو تو شہر یار پس از رستم و بعد اسفندیار سلطان مجاہد شاہ
 نے فرمایا میں نے اپنے دل میں حکم کیا تھا کہ میں پہلے تیر اس پر بھیجوں اگر اس کے سبب سے مگرے تو شمشیر و خنجر سے اس کا کام کام کر دوں
 اتنا ایک تیر میں ہلکے بانی نہ بیا آیا تیر اس کے کونٹے عضو میں لگا کہ جس کے صدمہ سے اپنے مقام سے جنبش نہ کی فرمایا کہ تیر کھینچ کر
 اس کا شکم چاک کر کے دیکھو کہ تیر اس کے کونٹے بند اور جوڑ میں پیوست ہوا ہوا ہے اور جو کہ وہ امر امرے دکنی سے تھے
 اور کبھی منع کا بھی شکم نہ شکاف کیا تھا متامل ہوئے جب ان سے توقف ظاہر ہوا سلطان مجاہد شاہ خود جہد کر کے اس امر کا
 مرکب ہوا اور طر فہ العین میں شکم اس کا بھڑ کر نظر غور دیکھا کہ بحسب اتفاق تیر اس کے دل اور جگر میں بیٹھا تھا خلاصہ یہ کہ
 اس جگر کی انشاء اور شریع سے قلوب کفار بجا نگر بجا ہوئے رعب و ہراس ان کے دلوں پر غالب ہوا اور باوجود اس کے کہ
 لشکر وافر ترتیب جنگ کے واسطے بجا نگر سے پیشتر روانہ ہوا تھا اس ارادہ سے باز آئے اور یہ بخوبی کی کہ جنگل سے
 دور دراز میں بھاگ کر بچا لیکن اگر سلطان مجاہد شاہ تعاقب کرے پیادگان کوچی اور کماندار رباب اسلام قتل
 و ہلاک میں کوتاہی نہ کریں پھر شہر بجا نگر بزرگان کفار کے حوالہ کر کے خود اس شہر کے جنگل جنوبی کی طرف متوجہ ہوا اور جو کہ
 سلطان مجاہد شاہ نے شہر بجا نگر کی بہت تعریف سنی تھی کوچ بر کوچ کر کے دکان گیا لیکن اسوجہ سے کہ اس شہر کے درمیان
 میں بہت پہاڑ واقع تھے اور بد داخل اور خارج کے راستے مستحکم تھے اور اس شہر کے اطراف میں بھی پہاڑ اور راہیں ڈھلوان گذار
 حد و محصر سے باہر تھیں عازم اس کی تسخیر اور تخریب کا ہوا کشن راے کا بچا کیا وہ بیارہہ اور جنگل کے درمیان سے سیت بن
 راہی سر کی طرف روانہ ہوا اور سلطان مجاہد شاہ اس کے نشان پر راہی ہوا جس مقام میں جنگل گجان واقع ہوتا تھا دختون کو ٹھوکر
 ایک شائع عام کہ اس کا عرض سو گز سے کم نہو کھولنا تھا اور باہج چہ مہینے کا مل کشن راے کا تعاقب کیا اور کشن راے
 بجا نکل اور ٹھوکر کے ہرگز مقابلہ سلطان کا نکرنا تھا چہ خید و تنخواہ اور مضر بین سلطان سے عرض کرتے تھے کہ اس
 تعاقب میں کچھ فائدہ نہو گا سلطان نے مطلق انکی فمائش گوش از دت سے نہ سنی اور سبط طع اشجار و تاراج و غارت
 میں کو بخش کر تار با او کشن راے کے تعاقب سے باز نہ آیا یہاں تک کہ اس کے اقبال نے اپنا فروغ دکھایا اور کشن راے کے اکثر فرزند
 و دروغ نیز بار ہوئے حکما کہتے تھے کہ بامراض و دختون اور زہر اشجار کے آب کی تاثیر سے میں کشن راے نے کہا میرا لگان بہتھا کہ جنگل کی
 آب و ہوا کی ناموافقت سے سلطان مجاہد شاہ بھاگے گا اب نصیب ہو گئے تھے راہ و از نا پناہ پس ناچار اور بے علاج ہو کر بیارہہ سے
 آچکے بلکہ بجا نگر میں پہونچا یا اور استون کو محافلت سے مضبوط کر کے جمیع امرا و سپاہ کو شہر میں درلایا اور خود ایک
 قلعہ میں کانس شہر کے قریب ایک پہاڑ پر واقع ہی تلعہ بند ہوا اور سلطان مجاہد شاہ سمیت بن راہی سر میں پہونچا جمیع امر کو
 محسن راے کے تعاقب کے واسطے شہر بجا نگر کی سمت روانہ کیا اور خود امیر لاہرا مہارخان اور باہج ہزار سوار
 جہدہ لیکر سیت بن راہی سر کی طرف کیجا نگر سے اس مقام تک چہ سو کوس کا راستہ ہی سیر و نمائش کی نیت سے

دکن

متوجہ ہوا اور منزل مقصود میں پہونچ کر اس مسجد کو کامرے سلطان علاء الدین خلجی دہلوی نے تیار کی تھی اسکی مرمت
 میں مصروف ہوا اور بنجائون کو دوران اور سمار کر کے عجائبات و سرعت تمام بلدہ بجا نگر میں پہونچا اور اسکے سوا اب تک
 کسی بادشاہان اسلام نے ایسی خرابی نہ کی تھی اور جو شہر بجا نگر دور راستہ رکھتا تھا ایک اٹھین نہایت وسیع
 لائق عبور لشکر کے اور دوسرا نہایت کوچک و تنگ در راہ وسیع میں سرکوب یعنی دمدمہ اور کمین گاہیں
 بہت تھیں اور بندوچی مہاڑوں اور قتل یعنی سر باے پر پوشیدہ ہو کر کسی غنیم کو اس راستہ سے بغیر اغت شہر میں داخل
 نہونے دیتے تھے اسلئے سلطان مجاہد شاہ اردو یعنی لشکر کو باہر چھوڑ کر راہ تنگ سے کہ اسکو سو درہ کتنے تھے قصد
 جہاد مع خیل و چشم جریہ شہر میں در آیا اور سو درہ کے دہنہ کو مع چھ ہزار سوار اور پیادہ پیشہ ہمارے بنعم داؤد خان کے
 سپر و کیا اور کشن رائے سلطان مجاہد شاہ کی جرأت پر واقف ہو کر خط بہ خط سوار و پیادہ مستعد کارزار کو لشکر اسلام
 کے مدافعہ کے واسطے بھیجتا تھا اور سلطان مجاہد شاہ محلات کے اندر گیا اور ان محلوں کو سمار کر کے آگے بڑھا پہانک پہونچا
 کہ اس بانی کے کنارہ فاصل تھا در بیان اس نلعہ کے کہ رائے کو اس مقام میں رہتا تھا اور اس دریا کے کنارے
 اور مہاڑ کے ادراک بتجانہ طللا مرصع جو ہر نفیسہ سے کہ ہندو اسکو شہر رنگ کتنے تھے اور بہ لغت زبان گنتی میں کمتر
 غیر چہ مرصع کو بولتے ہیں اور جو وہ بتجانہ سر سر مرصع تھا اس سبب سے اسے ساتھ اس نام کے موسوم کیا تھا سلطان
 مجاہد شاہ اسکا سر توڑنا جہاد کر جا نکر اس مہاڑ پر برآمد ہوا اور اسے سمار کر کے اسکے طللا اور جو ہر پر تصرف ہوا اور لشکر
 کفار نے جب بتجانہ مرصع کو اس حال پر اختلال سے دیکھا شور آہ و زاری کا لغزہ ملک دوار میں پہونچا اور کشن رائے کو
 سوار کیا اور ہجوم عام لا کر دہر بانہ میدان تنال میں متوجہ ہوئے اور سلطان مجاہد شاہ نے جب انکی شدت سے آگاہی پائی
 مستعد قتال ہو کر صفیں آراستہ کیں اور اس سے پیشتر کہ تقارب فریقین کا واقع ہو چھتر اپنے فرق مبارک سے دو کیا
 اور ایک اسلحہ دار کو جسکو محمود افغان کہتے تھے دریا سے عبور کر کے دشمنوں کے از دام اور ہجوم کے ماننے میں مشغول کیا
 ناگاہ اسطرف سے ایک ہندو دیو صفت شہد پر سلطان مجاہد شاہ کا کہ شیرنگ نام رکھتا تھا بچا نگر عازم ہوا کہ
 شاہ کو غافل کر کے اپنے تئیں حضرت کے قریب پہونچا کر انتقام بتجانہ اور بہت شکنی کا شمشیر تیز خور نیزے سے لیوے اور
 اس مملکت میں نشان سر فزاری کا بلند کر کے غرض در میان لشکر کے جس حیلہ سے کہ ہو سکا آب کو سلطان مجاہد شاہ کے
 قریب پہونچا کر جا با کہ اس کو چولان کر کے دفعۂ بادشاہ اس امر سے واقف ہوا اور محمود افغان کی طرہ نگاہ کی اس
 غازی نے بے توقف گھوڑا میدان نرم میں گرم عنان کر کے اس کا فر عفریت منظر کے مقابل آیا اور شاہے تلاش سہب میں
 محمود افغان گھوڑے سے آخر کر پیادہ ہوا اور اس کا فر نے فرصت پا کر جا با کہ اسے ہلاک کرے سلطان مجاہد شاہ نے
 جستی باور چالاکی سے مرکب اُڑا کر سرعت تمام برق و باد کے مانند آب کو محمود افغان کے پاس پہونچا یا ہندو نے پیشدستی
 کر کے شمشیر کا ایک وار سلطان کے فرق مبارک پر کیا اور از روئے ذوق اور خوشحالی اس لغزہ مارا کہ کاشانیون کو گمان ہوا
 کہ زخم کاری پڑا لیکن جو بادشاہ کلاہ زردہ خود غریب سر رکھتا تھا کارگزہ آیا پھر تو سلطان نے طیش میں آنکر ایک ضرب شمشیر خور نیز
 ایسی ماری کہ شانہ کا نگر نیزات آڑ آئی وہ گھوڑے سے خاک مذلت پر گرا اور مرغ روج اسکا تڑپ کر والہ سوار کی طرف
 پرواز کر گیا سلطان مجاہد شاہ نے محمود افغان کو گھوڑے پر سوار کر کے خرامان خرامان منظر و منصور آب سے عبور
 کر کے اپنے لشکر میں نزول اقبال فرمایا اور دوست و دشمن نے دعا و تمنائیں اس شاہ ہمین خزاں کے زور بازو اور ہاتھ کے

ضررت اور صفائی پر آفرین خوان ہوئے اور جشن رائے دیا کہ اس بار ایستادہ تھا اور جمع سپاہ نے اسکی دریا سے عبور کیا سلطان مجاہد شاہ نے مینہ اور سیر کو کہ امیر الامرا مہاراجا اور راجا ہایوں سے تعلق رکھتے تھے جنگ کے واسطے تھے اور ترغیب کی اور مقرب خان ولد صفدر خان سیستانی نے کہ اس کے حوالہ آتش خانہ تھا اور آتش بازی کے آگے بڑھا کر تور و غاکو اور دھت کیا اور بعد حرب شدید اور معرکہ عظیم کے کفار مغلوب ہو کر منہزم ہوئے اور کچھ مسلمانوں نے استرحت اور آرام نہ کی تھی کہ کشن رائے آٹھ ہزار سوار اور چھ لاکھ سپاہ و ہزار لیکاری جاگیر سے شہر بجا نگاہ میں پہنچا اور سلطان مجاہد شاہ کے رزم کے واسطے پہنچا مجاہدہ کا کہ جان پر باندھ کر میدان جالستان کی طرف متوجہ ہوا اور کشن رائے دوسری مرتبہ فوج پر آگندہ کو جمع کر کے لشکر گاہ میں آیا اور مجد و اسی جنگ کہ کسی نے نہ دیکھی اور نہ سنی تھی واقع ہوئی اور چند مرتبہ متواتر ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے اور رزم قانون مبارزت تازہ کر کے داد مروی اور مروا لگی دی چنانچہ طرفین سے ایک خلق ہتھیار مقتول ہوئی مقرب خان اور بہت مردم اعیان شہادت چکے کہ روضہ نقوان میں داخل ہوئے اور سلطان مجاہد شاہ اس معرکہ میں بجاں و دل لیا اس صروف ہو کہ جب طرف وہ شیر و مان کی طرح حملہ آور ہوتا تھا فوج مخالف رنڈ کو سفند کے مانند گرگ تیز جنگ کے صدمہ سے پر آگندہ ہو متفرق اور پریشان ہوئی تھی نظر حیاں پہلوان خسرو شیر دل و بھیاخت از خون شان خاک گل و بہ شیر نگاہنگہ کہ دادی عنان بڑھی کشتی متدو بنم کسان و اور داؤد خان کہ دہنہ سو درہ کی محافظت میں قیام کرتا تھا جب لگتا کہ بچ سے خطر تک آتش جنگ ساکن اور افسردہ نہیں ہوئی اور خطبہ بے لطف لشکر ناز و در و در کے واسطے پہنچتا ہی بیتاب ہو کر راہ کو تارہ بینی اور نہ عاقبت اندیشی سے دہنہ کو خالی کر کے سات ہزار سوار سے معرکہ کی طرف دوڑا اور آتے ہی جنگ میں مشغول ہوا لکن ایسے کارزار کی کہ تین مرتبہ گھوڑا اسکا زخمی ہوا اور وہ سپاہ و ہوا کر تیر و تیر و شمشیر سے ہلاکی مخالفوں سے ہلا کر کی طرح تقصیر نہ کی اس درمیان میں سلطان کی نظر داؤد خان کے نشان پر پڑی سرسیمہ ہوا لیکن اس قدر صبر کیا کہ شکست امداد پر پڑی اور دوبارہ شمشیر فتح و ظفر حیدر اقبال مسلمانوں پر چلی اس وقت داؤد خان کو اپنے پاس ہلا کر از روئے آشفنگی و شنام دی اور فرمایا یہ کیا حرکت تھی کہ تو عمل میں لایا اور دہنہ کو خالی چھوڑا اگر وہ دہنہ کفار کے ہاتھ آوے کوئی مسلمان اس شہر سے جانبر نہ ہوے پھر ایک جماعت امر کو اس دہنہ کی محافظت کیو واسطے کہ جو عاشق کے دل سے بھی تنگ بہت تھا بھیجا اور خود دریا کے کنارے استقامت فرمائی اس واسطے کہ کشن رائے دریا کے اس طرف کھڑا تھا اور پھر سپاہ کے فاسر کرنے کی فکر میں تھا لیکن کھار نامر و سو درہ نے جب دہنہ خالی دیکھا فرصت پا کر آپہ مصروف ہوئے اور جو امر کہ اسکی محافظت کے واسطے مجد و انا مور ہوئے تھے ان کے دفع سے عاجز ہو کر سلطان کو حقیقت حالی سے پیغام دیا سلطان مجاہد شاہ کہ چالیس ہزار کافر سوار سپاہ و کو اس روز نہ تیغ بدر برف کچکا تھا اور اس کے فوج کے آدمی بھی بہت فناء ہوئے تھے صلاح توقف میں نہ دیکھ کر دہنہ سو درہ کی طرف متوجہ ہوا اور کفار دہنہ سو درہ جو زبردستی اس شیر خشتناک کی بطور و جی جانتے تھے بجز اسکی توجہ کے نبات لنعش کی طرح متفرق اور پریشان ہو کر ایک گوشہ کی طرف بھاگے اور جو کشن رائے نے تعاقب کیا تھا سلطان مجاہد شاہ مع فوج خاصہ خیلان دہنہ کے سر پر اس قدر ایستادہ رہا کہ صغیر و کبیر لشکر اسلام کے سلامت اترے اور جس شخص نے کہ اس شہر و ملک میں دیکھا جاتا ہو کہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی نے اس سفر میں کیسے کیسے کار ناما بیان کیے ہیں کہ فلک زبردست کے ہاتھ سے بر نہ آوین القصہ ولایت کنہہ کہ

اسکو کرنا تک بھی کہتے ہیں طول اسکا شمالاً جنوباً نہ کہشہ کے کنارے سے سیت بن رامیہ تک چھ سو کو س ہوا در عرض
 اسکا غرباً اور مشرقاً تھیں ایک سو اور پچاس کو س ہوتا ہوا در بھی کنارے کے دریاے عمان سے ستر حد ملک تلنگ
 اور ملک کرنا تک تک جھل اور قلعوں سخت سے ملو ہوا اور باشندگان اس حد و کی گہری زبان ہوا اور قلعوں
 کی تلنگی زبان اور بعض شجاع اور مردانہ ہونے ہیں اور زرم کے روزرم کی طرح نال زنان اور رقص کنان کہتے
 ہیں لیکن آخر کو باسے نبات اپنے میدان کین میں نہیں جاتے اور اہل اسلام کے غازیوں کی شوکت و صلاحیت کے
 بھی دیوان پر غالب ہوا اسلئے سلاطین ہمینہ باوجود قوت سپاہ آئسے غالباً سلوک کرتے تھے ورنہ اسے بجا نگر
 بحساب ملک و سپاہ آئسے مراتب میں کہیں زیادہ تھا خصوصاً اسوقت میں کہ سلطان مجاہد شاہ ہمینی ترک تاز میں
 اشتغال رکھتا تھا اسکو اسلئے کہ ملک تلنگ ایک بالتمام صورت ہمینہ میں نہ آئی تھی اور نہ ہر کو وہ اور قلعہ بلگام
 وغیرہ جو کرنا تک میں داخل نہیں ہوا اسے بجا نگر کے تحت میں تھا اور بہت ولایات تلنگ سے متغلب لیکر ایک
 ملک باغی سے مصفی زیر حکم رکھتا تھا اور اسے سیلان اور لیبیا اور حکام بنا اور جزائر کے بطحیون کو انکی درگاہیں
 بھیجا کہ سال نفائس و طوائف تقریب و صوفیہ تھے اور کشن اسے کے آبا اور اجاد دتے اس ملک میں سات سو ہزار باشندے
 کر کے اندوہ اور اندوختہ کہ ایک دوسرے کا صرف نہ کرتے تھے اور اس مدت مدید اور عرصہ دراز میں کسی طور کے حادثہ نہ
 صورت نہ دکھائی تھی اس سبب سے خزانے اس ملک کی راؤن کے تمام بادشاہان روسے زمین سے برابری کرتے تھے
 اور بادشاہ علاء الدین خلجی دہلوی کے عہد میں کشن اسے کا دادا جو بجا نگر کا بانی تھا اپنے باپ اور دادا کے خزانوں کو بہت
 نواب و ذخیرہ آخرت جابجا زمین میں مدون کر کے اسکے اور برتجانہ تعمیر کیے تھے اور بعضے ان خزانوں میں سے جو ہر زمین
 سبت بن رامیہ میں مدون تھے سلطان علاء الدین خلجی کے نصیب ہوئے اور اس ولایت کے نجومیوں نے
 حکم کیا تھا کہ یہ نام خزانے ایک بادشاہ اسلام کے تصرف میں آویٹھے چنانچہ اسکی کیفیت بتفصیل تمام اسبہ مقام
 میں مذکور پر القصہ سلطان مجاہد شاہ نے جب جانا کہ بجا نگر آسانی سے فتح ہوگا اس شہر سے فوج پر غاصت کر کے
 نہضت فرمائی اور اس عہد کے باس و لحاظ سے جو سلطان محمد شاہ ہمینی غازی نے کیا تھا رعایا اور مساکین کے قتل میں
 قیام نہ کیا ساتھ یا ستر ہزار ملکبان اور لڑکے کافرون کے اسیر کیے اور جب اسکے ملازمان جان فشان نے جو قلعہ اوڈی کو حاصر
 رکھتے تھے اس طرف جاکر نو مہینے اوقات شاہی قلیل البقا کو قلعہ گیری میں صرف کی اور تابستان یعنی گرمی کا موسم آخر ہونے پر
 تھا کہ کفار نے بے آبی سے عاجز ہو کر وہ قلعہ مسلمانوں کے تسلیم کیا کہنا گاہ بانی برسا اپنے فعل سے پشیمان ہوئے اور سلطان
 کے لشکر میں بھی آثار محظوظہ ظاہر ہوا اور مرض اسہال اور پختیش کا شائع ہوا اور خلایق جان سے بہت شک ہو کر مراجعت کی
 خواہان ہوئی ملک نائب سیف الدین غوری نے حسن آباد گلبرگہ میں جب یہ احوال دریافت کیا سلطان کو لکھا کہ وہ دنوہ
 خاص و عام کے انوہ سے تعریف قلعہ اوڈی کی سننا ہوا اگر فرمان سریع النفاذ شرف صدر و بابوے لشکر لفریکہ میں حاضر
 ہو کر اس حصار کی سرحدیں مزید از سار عنایات ہوگی سلطان مجاہد شاہ نے اسکی درجا جہت سے مقرون فرمائی
 ملک نائب سیف الدین غوری بسبیل استعجال ملازمت انشرف میں مشرف ہوا اور خلوت میں یہ بھیجا کہ یہ قلعہ حصار
 اگر دونوں و قارکہ بدرہ قلعے گرد رکھتا ہوا ایسے بہار و وسیع و رفیع پر واقع ہوا ہے جلد فتح ہوگا سزاوار کشور کشائی یہ ہے کہ
 اول قلعہ و گرد حصان ماہین دو آب کو بند کر کوہ اور بلگام سے نیکا پور تک تصرف میں ملاوین اسکے بعد اس قلعہ کی

دولت آباد خزانہ

تسخیر کے واسطے ہازم ہو وین اور جب سلطان مجاہد شاہ و راحت پر راضی ہوا ملک نائب سیف الدین غوری نے اسے بجا لگ کر سے صلح کی اور سلطان نے اس وقت عنان شہدیز غریت اپنی مملکت کی طرف منعطف فرمائی اور ملک نائب سیف الدین غوری کو پیشتر حسن آباد گلبرگہ کو روانہ کیا اور زیات بادشاہی جب تہنہ رہ سے عبور کر کے مدکل کی حوالی میں پہونچے خلک شعبہ و باز نے مقدمات تہید قتل سلطان میں کوشش کر کے ایسا کیا کہ خسرو جماعت آئین نے لشکر کو مدکل میں چھوڑ کر ایک جماعت مخصوصان راہ را باب عشرت سے کہ عدد انکے جا سو ہو گئے تھکار میں مشغول ہوا اور داؤد خان اور مسند عالی خان محمد اور صفدر خان سیستانی اور اعظم ہالیون سرحد اس جماعت سے تھے اور سلطان مجاہد شاہ اگر تھکار پہونچ کر قلعہ راہ را بکر کے اطراف تک گیا اور صفدر خان سیستانی اور اعظم ہالیون کہ بادشاہ کی مہیا کی اور بے پروائی جانتے تھے تمام وقت لازم ہوشیاری میں کوشش کر کے شرائط محافظت بجا لاتے تھے اور اس سے کہ وہ جناب تمام دن تھکار میں مشغول ہو کر شب کو بھی ہر ایک پہاڑ اور جنگل میں سے نکالنا نہ پہونچ کر فرکوش ہوتا تھا اور داؤد خان کہ اسکی دستاورد ہی سے آزر وہ خاطر تھا بادشاہی کی فکر میں مبتلا ہو کر اس کے قتل پر آمادہ ہوا اور مسند عالی خان محمد کہ دولت باد کے غل امارت اور اعظم ہالیون کے غلبہ سے ہمقرین خزن و ملال تھا اور سعود خان ولد مبارک خان قبولہ اور خاصہ جو فنیہ اپنے باپ کے قتل کا سینہ میں رکھتا تھا داؤد خان کا شریک ہوا اور غدر کی گھات میں بیٹھے اور تھکار گاہ میں ہر چند سعی کی صفدر خان سیستانی اور اعظم ہالیون کی ہوشیاری کے سبب سے ہیولانی خیال انکا صورت پذیر نہوا لیکن جو قلم تقدیر اسے جاری ہوا تھا اور قضاے آسمانی و اگر گون نہیں ہوتی ہر اور یہ جگہ جسکو سرے فنا و قحبہ دنیا کہتے ہیں گذشتنی اور گذشتنی ہر شہر اگر صد سال بانی دریکے روز یہ بیا بد رفت زین کاخ دل افروزہ الغرض سلطان مجاہد شاہ نے تھکار سے خارج ہو کر صفدر خان سیستانی اور اعظم ہالیون کو خواہ مخواہ رخصت انصاف مملکت برابر اور دولت آباد از زانی فرمائی اور یہ ناچار اور باکراہ اس سے جدا ہو کر اپنی جاگیروں کی طرف روانہ ہوئے سلطان مجاہد شاہ تھکار گاہ میں تشریف نہ لے گیا اور اس جماعت کے ہمراہ جو تھکار میں ہمراہ تھی حسن آباد گلبرگہ کی طرف توجہ فرمائی لیکن جسد م کہ نہ کشتہ سے عبور کیا ایک روز اس نہر کے کنارے مقام کر کے عید ماہی میں مصروف ہوا اور اس روز چشم حق بین اسکی آشوب آئین اور درویشیم کے باعث شب کو سر پریدہ میں رونق افزا ہوا اور داؤد خان اور سعود خان چند جوانان بہادر سے یکدل اور یکجہت ہو کر چوکی بہر کے بمانہ سر پریدہ شاہی کے قریب آکر بیٹھے اور اس کے بعد کہ زلف یلا سے نیل کمر تک پہونچی یعنی آدمی رات گذری اور لوگ جا بجا متفرق ہوئے اور آن غداروں کے سواد راہ میں دوسرے شخص زرا داؤد خان مستعد ہو کر مسند عالی خان محمد کو مع چند کس باہر چھوڑا اور خود مع سعود خان اور دو شخص دیگر ہمراہ لیکر سر پریدہ میں داخل ہوا سلطان مجاہد شاہ ہمیں کو بالائے پلنگ و سادہ ناز و نعم پر آرام خاص میں پایا اور ایک خواجہ سرا اور غلام زیادہ حبشی کہ وہ دونوں حبشی یعنی مانس با کرتے تھے انھوں نے داؤد خان کو دست بخیر و کھیر شہر و فریاد برپا کیا سلطان مجاہد شاہ نے بیدار ہو کر ہر چند مانتہ آنکھوں پر پیراہ برسی کی کہ دیدہ و مد رسیدہ و امیون فائدہ نہ بخشا داؤد خان جفا کرنے فرصت باکر برق کی طرح حضرت پر جا بڑا اور پیشدرستی کر کے خنجر بیلاد سلطان کے شکم مبارک پر مارا کہ آئین نکل پڑیں سلطان مجاہد شاہ نے باوجود ایسے زخم کاری اور آشوب خیم کے نہایت مردانگی سے قائل کی طرف مانتہ را کر کیا اتفاقات سے مانتہ داؤد خان کا مع خیر سلطان کے ہاتھ میں آیا اپنی طرف کھینچا اور غلام زادہ حبشی ابو فاسے

سلطان مجاہد شاہ نے تھکار گاہ میں تشریف نہ لے گیا اور اس جماعت کے ہمراہ جو تھکار میں ہمراہ تھی حسن آباد گلبرگہ کی طرف توجہ فرمائی لیکن جسد م کہ نہ کشتہ سے عبور کیا ایک روز اس نہر کے کنارے مقام کر کے عید ماہی میں مصروف ہوا اور اس روز چشم حق بین اسکی آشوب آئین اور درویشیم کے باعث شب کو سر پریدہ میں رونق افزا ہوا اور داؤد خان اور سعود خان چند جوانان بہادر سے یکدل اور یکجہت ہو کر چوکی بہر کے بمانہ سر پریدہ شاہی کے قریب آکر بیٹھے اور اس کے بعد کہ زلف یلا سے نیل کمر تک پہونچی یعنی آدمی رات گذری اور لوگ جا بجا متفرق ہوئے اور آن غداروں کے سواد راہ میں دوسرے شخص زرا داؤد خان مستعد ہو کر مسند عالی خان محمد کو مع چند کس باہر چھوڑا اور خود مع سعود خان اور دو شخص دیگر ہمراہ لیکر سر پریدہ میں داخل ہوا سلطان مجاہد شاہ ہمیں کو بالائے پلنگ و سادہ ناز و نعم پر آرام خاص میں پایا اور ایک خواجہ سرا اور غلام زیادہ حبشی کہ وہ دونوں حبشی یعنی مانس با کرتے تھے انھوں نے داؤد خان کو دست بخیر و کھیر شہر و فریاد برپا کیا سلطان مجاہد شاہ نے بیدار ہو کر ہر چند مانتہ آنکھوں پر پیراہ برسی کی کہ دیدہ و مد رسیدہ و امیون فائدہ نہ بخشا داؤد خان جفا کرنے فرصت باکر برق کی طرح حضرت پر جا بڑا اور پیشدرستی کر کے خنجر بیلاد سلطان کے شکم مبارک پر مارا کہ آئین نکل پڑیں سلطان مجاہد شاہ نے باوجود ایسے زخم کاری اور آشوب خیم کے نہایت مردانگی سے قائل کی طرف مانتہ را کر کیا اتفاقات سے مانتہ داؤد خان کا مع خیر سلطان کے ہاتھ میں آیا اپنی طرف کھینچا اور غلام زادہ حبشی ابو فاسے

باد صفت اسکے کہ تنہا نفا مسعود خان کو پٹ گیا مسعود خان نے غلام زادہ جتشی کا ایک ضربت سے کام نام کیا
 اور بلا توقف قبضہ اپنے شمشیر تیز خور نیز کا اسطرح سے بنا گوش شاہ پر مارا کہ دفعۃً مرغ روح پر فوج
 جنت الماد کی طرف پرواز کر گیا نظم اجل خانہ تن بد برداشتش پس از تخت بر تختہ انداختش
 جہان کار ز نیگونہ بسیار کرد پڑ زمانہ نخستین چنین کار کرد یکے راز ز بر سر آفسر نمود یکے رانجاک سیر و نمود
 داؤد خان سلطان مجاہد شاہ کے پختہ انتقام سے نجات پا کر سرایدہ کے باہر گیا اور اسی دن تمام املا اور اولاد امرا
 کو کہ جریدہ ہمراہ تھے حاضر کیے اپنی سلطنت کا مدعی ہوا جو کہ وارث ملک تھا اور سلطان مجاہد شاہ لا ول تھا
 بسھون نے سرطاعت کا زمین تسلیم پر رکھا اور داؤد خان نے ہر ایک کو عنایت اور رحمت سے ممتاز کر کے
 بعد ہائے مسرت افزا مسرور اور مژدہ کیا اور جمع کے وقت جنازہ اپنے بھتیجے شہید کا حسن آباد گلبرگہ میں پھینکا جو دو تین
 دن وہاں متوقف ہوا پھر لشکر کو ہمراہ لیکر یروشک و صولت بادشاہی دارالملک کی طرف متوجہ ہوا اور واقعہ
 سلطان مجاہد شاہ ہمیں شہید کاؤیج کے ستر صوبہ شب کو ۶۹ سات سو انتہر بھری میں واقع ہوا مدت اسکی سلطنت
 نے تین برس کا بھی عرصہ نہ گھینچا اور حاجی محمد قندھاری اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ مبارک نام ایک شخص
 تنبولداری کے عہدہ سے مرتبہ قرب امارت میں پہونچا تھا اور خزانہ بھی اسکے حوالہ تھا ایک رات کو دیکھا کہ سلطان
 مجاہد شاہ نے خزانہ کا دروازہ ٹوڑ کر چند بدرہ بر آوردہ کر کے اپنے اطفال ہمسال و ہمبازی پرست کیا مبارک
 گلوری بردار نے حقیقت حال سلطان محمد شاہ ہمیں غازی کے گوش زد کی سلطان محمد شاہ نے غضب میں آنکر چند
 چابک سلطان مجاہد شاہ کو مارے سلطان نے وہ کینہ اپنے دل میں رکھا اور مبارک تنبولداری کو کہ مبادا بعدہ رسول
 دارالملک انتقام کھینچے پھر داؤد خان وغیرہ سے موافق ہوا کہ سلطان کو قتل کیا اور بعض مورخوں نے یہ بھی تحریر کیا ہے
 کہ مسعود خان ولد مبارک خان تنبولدار خاصہ نے یہ سانحہ برپا کیا تھا والد علم بالصواب تذکرہ داؤد شاہ
 بن سلطان علاء الدین حسن کانکوی ہمیں کے خدائے گمانے کا اور درگاہ مستقیم حقیقی سے
 جلد مکافات پر پہونچنے کا موزین دکن نے تحریر کیا ہے کہ جب خبر سوات سلطان مجاہد شاہ ہمیں کے انتشار پایا
 ہر طرف سے فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا صفر خان سیستانی اور اعظم ہالیوں کہ بجا پور کے اطراف میں پہونچے تھے پس میں وقت
 کر کے تنہیت کے واسطے حسن آباد گلبرگہ میں نہ گئے اور راتھی اور گھوڑے بادشاہی کہ بجا پور میں تھے انہیں متصرف ہو کر
 ایچ پور کی طرف روانہ ہوئے اور داؤد شاہ کو لکھ بھجوا کر استراحت کے واسطے خیل و چشم اپنی ولایت کی طرف بجا کر تیار
 شاہراہ عنایت پر وار کھتا ہوں جسوقت پشت بگاہ جاہ و جلال قبائل سے فرامین طلب صادر ہوئے بارگاہ فلکیا بگاہ میں
 سر سے قدم کر کے کیناچ پہنچاں روانہ ہوئے اسطرح لشکر بجا کر کہ محافظت کیواسطے اپنی سرحد میں اقامت رکھتا تھا سلطان
 مجاہد شاہ کی خبر قتل سکر نہایت شاد ہوا بلکہ لازم شادمانی اور خوشحالی بجالائے اور آب کشنہ تک ناخت کر کے قلعہ راجپور کا
 محاصرہ کیا اور حسن آباد گلبرگہ کے باشندے بھی دو ذرفہ ہوئے بعض داؤد خان کے خواہان اور بعض محمود شاہ کی سلطنت
 کے راغب ہوئے اور محمود شاہ سلطان علاء الدین حسن ہمیں کا چھوٹا بیٹا تھا اور سلطان مجاہد شاہ کے حکم کے
 موافق حسن آباد گلبرگہ میں استقامت رکھتا تھا اور ملک نائب سیف الدین غوری کہ مرد عاقل اور جہانگیر تھا بولا
 ایسی علامتیں باعث زوال و دولت و ملکیت ہیں اب کہ داؤد شاہ نے تاج شاہی سر پر رکھا ہے مناسب ہے کہ

۱۴
 ۱۳
 ۱۲
 ۱۱
 ۱۰
 ۹
 ۸
 ۷
 ۶
 ۵
 ۴
 ۳
 ۲
 ۱

ہم سب اسکا حلقہ اطاعت اپنا وزیر گوش کر کے فتنہ اور فساد کے گرد نہ بھر رہے اور جو کہ ملک نائب سیف الدین خوری
 اس وقت تھانہ کارکن اعظم تھا تنگناہ کے نام آدمی یہاں تک کہ خواتین حرم نے بھی اس کے کہنے پر موافقت کی مگر سلطان
 شہید کی خواہش یہ تھی کہ ملک نائب سیف الدین خوری کی نانی ہوتی تھی سرزنش کر کے اضطراب اور بیباکی بہت کرتی تھی
 لیکن مفید نہ ہوا اس جناب و کالت دستگاہ نے خلیفہ داؤد شاہ کے نام پڑھا اور اعیان اور مشائخ اور صدور اتفاق کر کے
 موکب داؤد شاہ بہمنی کے استقبال کے واسطے گئے اور اسے شہر میں داخل کر کے تخت فیروزہ پر بٹھایا اور خود منصب
 و کالت سے استعفا طلب کیا اور داؤد شاہ نے بھی مبالغہ اسکا اندازہ سے زیادہ دیکھا اتماس اسکی قبول کی اور
 از روئے استقلال مہات سلطنت میں مشغول ہوا اور جمیع امرا اور ارکان دولت نے سر اس کے خط فرمان پر رکھا لیکن
 سلطان مجاہد شاہ کی بہن کہ راج پر اور آغا نام رکھتی تھی اسکی عداوت میں ثابت قدم اور راسخ وہم ہو کر مبارکباد کو نہ گئی اور
 ہند داؤد شاہ ملائٹ کرتا تھا وہ اسے طلاق جواب نہ دیتی تھی اور وجود و عدم اسکا کیسا معلوم کرتی تھی اور اس سبب سے
 کہ سلطان محمد شاہ کے عہد میں مغز اور کرم ہو کر تمام اہل حرم پر غوث رکھتی تھی داؤد شاہ بھی اسکی عزت و ادب کا
 لحاظ ملحوظ رکھ کر باوصف ان داؤد کے تحمل اور برداشت کے سوا کچھ نہ کتا تھا یہاں تک کہ نام ایک جوان کہ وفور
 اخلاص اور نیجاعت کے سبب سلطان مجاہد شاہ کا مقرب ہو کر مراتب اعلیٰ کو پہنچا تھا راج پر و را خاکی تحریوں غریب
 سے اپنے سر جان سے درگزر کر کے قصاص خون ولی نعمت کا اپنے ذمہ بہت فرض شمار کر کے جو اسے فرست تھا اور
 یہ قصد لگتا تو جہ میں بیس کیا تھارا انھیں دنوں میں روز جمعہ ماہ محرم کی اکیسویں تاریخ ششمہ سات سو آئی ہجری
 میں داؤد شاہ سند عالی خان محمد کے ہمراہ اسے ناز کے واسطے مسجد جامع میں گیا اور مسلم باکہ کہ جوان سولہویا لگا تھا
 داؤد خان کے عقب جا کر نگہ کر رہا کہ ناز میں مشغول ہوا اور جب فرصت دیکھی بچستی اور چالاک صف اولی سے
 باؤن بڑھا کر تیغ انتقام میان سے کھینچی اور جب تک آدمی واقف ہون سجدے کے درمیان میں ایک ضرب شمشیر
 ایسی پہنچائی کہ داؤد شاہ بہمنی نے ہلکے پانی نہ مانگا اسی مقام میں سرزد ہو کر سر گریبان عدم میں کھینچا اور سند عالی
 خان محمد نے اپنے چہرے بھائی کو مقتول دیکھ کر آنکھوں میں خون بھرا لیا اور اپنی جگہ سے جھپٹ کر قاتل کو بھاگنے کی
 فرصت نہ دی اور یہاں کہ کاتر سے جدا کیا مضمون بشرہ القاتل بالقتل ظہور میں ہوئے سے قدرت قادر حقیقی کی ظاہر و باہر
 ہوئی زیادہ سلطنت اور حکومت داؤد شاہ بہمنی کا ایک سینا اور پانچ روز تھا البقاء للملک المعبود اور یہ نکتہ اس کتاب کے
 خارج نظر فوائد تحریر ہوا نکتہ یہ نکتہ بھی سند اور براہین سے ثابت و محقق ہے کہ جسے زادیہ عدم سے صحر اسے
 جو دین قدم رکھا اسنے موت کا ڈانقہ بلا شک جکھا اور فتنہ گزرا ہو حاصل جینے کا مزاج جس شی کو نروال ہو
 اسکی محبت بیودہ خیال ہو اسے سلیم وہ ہو کہ ہر لفظ سے قیام اختیار کرے دنیا کی محبت زیادہ نہ رکھے اس کے کار کو بار سمجھے انکار
 اس کے کہی کی طرح یہ عمل کہ جسکی اصل سم ہر شیرینی کم ہونے چائے رشتہ تعلقات مفروض توفیق سے اس کا کتب ان
 بخیر دن سے دور ہو تو زمین رحمت پروردگار ہو اس بجز غار ناپیدا کنار سے بیجا بار ہوسن سرور اسلطانی
 و سر سلطان محمود شاہ بہمنی بن سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی طاب تر اہ کی سلطنت کا
 خاندان مسائل صوری باطلان زبان معنی سنچ داستان گذشتگان علی الخصوص زمان ارواے دکن صاحب شمشیر و صفت گن
 کی بیان فرماتے ہیں کہ بعد قتل ہونے داؤد شاہ بہمنی سند عالی خان محمد عازم ہوا کہ محمد بنور لد داؤد شاہ کہ

نوبرس کا تھاباب کا ہاشمیں کرے داؤد شاہ کی تجویز و تکفین سے فارغ ہو کر بعض آرمیوں کو رجوع کر کے خود قلعہ کی طرف متوجہ ہوا اور روح پرور آغا نے اس حال سے آگاہ ہو کر دروازہ اسکے منہ پر بند کر کے کہا کہ خدا ایسا نہ کرے کہ فرزند ایسے ناخدا ترس اظلم کا کہ میرے بھائی کو ناحق قتل کیا بادشاہ ہومان شائستہ خلافت محمود خان حلف سلطان علاء الدین کاکوئی ہمینی پر اور اس واسطے کہ محمد بنجہ ولد داؤد شاہ کو قلعہ کے اندر روح پرور آغا نے قید کیا تھا سند عالی خان محمد احوان و انصار کو اپنے نیکر ملک نائب سیف الدین غوری کے مکان پر گیا اور محمد بنجہ ولد داؤد شاہ ہمینی کی سلطنت کے بارہ مین دعوت کی ملک نائب سیف الدین غوری نے جواب دیا کہ محمود خان اور محمد بنجہ دونوں قلعہ مین رہتے ہیں اور تمام روح پرور آغا کی صلاح و موافق سے باہر نہیں ہیں مناسب یہ دیکھتا ہوں کہ بسا طمانزہت کو بعیت کر جلد جا کر ہم سلطنت کو اسکے کف اختیار میں چھوڑیں اور سند عالی خان محمد جو جانتا تھا کہ ارکان دولت کا فرد و سلطان اور مرد و عورت ملک نائب سیف الدین غوری کے کئے سے باہر نہیں ہیں اسے مختار کیا اور ہمدرد اسکے قلعہ کی طرف متوجہ ہوئے اور روح پرور آغا نے بعد گفتگو دراز محمد بنجہ ولد داؤد شاہ کو نابینا کر کے محمود خان کو بجائے برادر مقتول کہ سلطان مجاہد شاہ ہمینی شہید سے مراد ہر تخت فیروزہ پر شکن کیا اور فتوح السلاطین کے ناظم نے اس بادشاہ کے نام مین غلطی کی ہر وہ کتاب کہ نام اس بادشاہ کا محمد شاہ پر اور اشعار مین ہر جگہ محمد شاہ نہ لکھ کر کیا اور اس طرح سے بعضے مورخین کجرات و دہلی نے کیا از متقدمین در متاخرین جو متبع حالات و کن کما حقہ نہ کیا تھا سامی نشان ہمینیہ اور بہت حکایات مین غلطی کی ہر اور سب آرمیوں نے قلعہ کی تحقیق مین اسکا بیجا کوشش کا کمر جان بر زمین کسا القصد سلطان محمود شاہ ایک بادشاہ سلیم النفس و کرم آزار و سلطان خوش خلق و عدالت افشار تھا اور مورخین مین نظر باریک کہ مراد غور و تامل سے ہر عدل و داد مین کوشش کرتا تھا اور تباہے جلوس مین مسند عالی خان محمد کو خمیر مایہ فساد جانکر قلعہ ساغر مین مقید کیا اور وہ اسی عرصہ مین قضاے الہی سے فوت ہوا اور محمود خان ول بہارک خان نمبولد از قاصد کو کہ سلطان مجاہد شاہ کے قتل مین شریک تھا مثلہ یعنی ناک کان کا لکھ بقوت تمام دار پر کھینچا اور ملک نائب سیف الدین غوری کو مبالغہ اور استواری کام بھر بہ نہج سابق خلعت و کالت اور پیشوا سی اور پدر فلاری باے تخت پر سوار کر کے اسکے بے مشورہ امور معظم کے گرد مطلقاً نہ بھرتا تھا اور یہ امر سے نہایت مبارک اور سعید ہوا اسکی مدت سلطنت مین ہرگز کسی فتور اور قصور نے قواعد دولت مین راہ نیلانی اس در میان مین بہادر خان اور صفدر خان سیستانی اور اعظم ہالون نے اطاعت کی اور بر سبیل سرعت دار الخلافہ مین آنکر لوازم نہایت بجالائے اور رائے بجا نگہنے بھی اظہار اخلاص کر کے قلعہ راہچور کا محاصرہ ترک کیا اور سلطان محمد شاہ غازی کے عہد کے موافق پھر راج و خراج اپنی گردن پر رکھا اور کبھی حیلہ فرمانبرداری سے قدم باہر نہ رکھا اور سلطان محمود شاہ ورن خوب پڑھتا تھا اور خط مرغوب لکھتا تھا اور طبع موزون اور ناظم رکھتا تھا اور یتیمیں اسکی طبع زود ہرین نظر مین آجاکہ لطیف و دوست و بہر منصب و لاد و بخت سیاہ و طامع میمون برابر بہت عاقبت در سینیہ کار خون فاسد میسند و خشتی و اول کہ از لباس نشتری خورم و خضر و سود است و در بیج متاع عاقبت سے روم این جنس را از جا سے دیگر می خورم و اور علوم متداولہ سے باخبر تھا فارسی اور عربی فصیح و لائقا و جہت نفیاب ہوتا تھا سرت و انبساط ہر غالب نہوتی تھی اور جب کسی طرح کا حد ممتا سے پہونچتا تھا نگین اور محسن و نمنوتا تھا

محمود شاہ سلطان

بادشاہ شاعر و عالم

تقریباً

تقریباً

تقریباً

تقریباً

اور مدت عمر میں زن منکوحہ کے سوا دوسری عورت سے کبھی ہم بستر نہ ہوا اور علماء اور فضلاء پر مجالست کر کے تعظیم نام پیش آنکر رعایت حسب دلخواہ کرتا تھا اور عہد بستہ ہمد میں اسکے شعراے عرب و عجم دکن میں آنکر سر خیمہ جو دو احسان اسکے سے مستفید اور سیراب ہوتے تھے جہاں ایک شعر اے عجم سے میر فیض اللہ انجو کے ذریعہ سے کہ صدر صدارت پر ممکن تھا دکن میں آیا اور ایک نصیدہ زرم وغیر میں پیش کیا کہ حضرت گزرا نا مجلس اول میں ایک ہزار اشرفی طلائی کہ عبارت نہایت تولد سے ہو صلہ پایا اور عزت و رکر کم اور فائز المرام ہو کر اپنے وطن میں گیا اور جب دم آوازہ سخاوت اور نہر پروری اور قدر شناسی اس شاہ فرخندہ نجات کا عالمگیر ہوا خواجہ حافظ میر فیضی رحمۃ اللہ علیہ بھی سفر دکن کے راغب ہوئے لیکن بعضے موانع کے سبب انکی تشریف آوری میں نامل ہوا اور جب بغیر میر فیض اللہ انجو کو پہونچ کر چڑ لدا اور راجہ خواجہ کیواسے شیراز میں پہونچا پیغام دیا کہ اگر آپ اس طرف تشریف ازرا نی فرما کر ملک دکن کو اپنے وجود فیض بخشش سے رشک و وضعہ رضوان فرما دینا مالی اس دیار کے شکرت و مہینت از دم بجا لاوین اور بعد حصول نقد مطالب و مقاصد آپ کو منجر وسعادت شیرازہ کی طرف روانہ کریں خواجہ حافظ میر فیض اللہ انجو کی توجہ اور مہربانی موافقہ سے محفوظ ہو کر سفر ہندوستان کے راغب ہوئے اور کچھ مہر موصوف نے بھی تھا انھیں کچھ اپنے بھائیوں کو اور بیویوں کو تقسیم کیا اور کچھ روپیہ ادائے قروض میں صرف کر کے سامان سفر درست کیا اور شیراز سے برآمد ہوئے جس وقت کہ بلار میں پہونچے مال دنیوی جو رکھتے تھے اپنے ایک آشنا محتاج لئے ہوئے کو پیشکش کیا اور آپ تہیہ دست ہوئے اور خواجہ زین العابدین ہمدانی اور خواجہ محمد کار و دی کہ تباران معتبر سے تھے اور ہندوستان کی روانگی کا داعیہ رکھتے تھے خواجہ حافظ کے مصارف راہ کے متکفل اور متعدد ہوئے اور حافظ کو ہر موز میں لئے اور بعضے امور میں کوتاہی کر کے خواجہ کو رنجیدہ کیا اور باوجود اس حال کے خواجہ باتفاق آنکے کشتی محمود شاہی میں جو دکن سے آئی تھی سوار ہوئے قضا را بھی کشتی روانہ نہ ہوئی تھی کیا اور مخالف کے چلنے سے دریا شورش اور طلاطم میں آیا خواجہ ایک بارگی اس سفر سے متنفر ہوئے اور اپنے یاروں سے فرمایا کہ بعض دوستوں کو جو ہر موز میں رہتے ہیں انھیں دیکھا کرو ان سے خصمت ہواؤں اس بہانہ سے جب کشتی سے برآمد ہوئے بہ غزل موزوں کر کے ایک آشنا کے حاضر میر فیض اللہ انجو کے پاس بھیجی اور خواجہ حافظ شیراز کی طرف سوار ہوئے غزل دمی باغم بسودن جہان یکسر غنی از زردی برفروش دلق ناگزین بہترینی از زردی بکوے می فروشتا نش بجامی برینگی بندہ زہے سجادہ تقویٰ کہ یک ساغر غنی از زردی رفیم سز زشتا کرد کہ زین خاک در بگذرد چہ افتادین سر مارا کہ خاک در غنی از زردی بے آسان نمود اول غم دریا ہوئے زرد غلط کردم کہ یک موجش بعد من زرنی از زردی شکوہ تاج سلطانی کہ نیم جان درود و حبست بکلاہ و گلشن است اما بہ ترک سرخی از زردی بشوین نقش دل تنگی کہ دریا زار بیک رنگی بلمع ہائے گوناگون بحر غمری از زردی چو حافظ و زناعت کوش و ازیناے دون بگذرد کہ یک جو منت و دمان جہان یکسر غنی از زردی اور جب بہ غزل میر فیض اللہ انجو کے پاس پہونچی ایک دن کسی قریب سے سلطان محمود شاہ کے دیار پر قہر خواجہ کا ہر موز تک آئیکا اور سب بلٹ جانے اور غزل بھیجے کا تفصیل گذارش کیا سلطان محمود شاہ نے فرمایا جو خواجہ نے ہماری مجلس کے آئیکا قصد مصمم کر کے قدم رنجہ فرمایا تھا ہم بھی وہی فرض ہو کہ اسے اپنے جو فیض سے محروم رکھیں پھر ملا فاسم شہدی کو کہ فضلہ اسے دوتخانہ سے تھا ہزار اشرفی سپرد کر کہ قسم قسم کے شمع ہر خرید کر کے خواجہ شیراز کے واسطے بجا دے اور سلطان محمود شاہ شاہی سے پیشتر لباس قیمتی نہایت پر خلعت زیب بدن کرتا تھا اور جب

سلطان ہوا لباس بے تکلفانہ پر مدار کیا اور کتنا فحاش کہ بادشاہ خزانوں اٹھی کے امانت دار بہن قدر اختیار سے زمین زیادہ تصرف کرنا محض خیانت ہو اور جب اسکے عہد میں دکن میں تحفظ پڑا دس ہزار سبیل سرکاری گاؤں خانہ کے گجرات اور مالوہ میں بھی جگہ غلطی نکلوانا تھا اور یقیناً ازراں مسلمانوں کے ہاتھ فروخت کرتا تھا اور یہ یمنوں کے واسطے گلبرگہ اور بنیدار و رندھارا و ریچپور اور دولت آباد و جیول اور دابل کے سوا اور بھی شہروں اور قصبوں میں معلوم کو مقرر کر کے اخراجات معین فرمائے اور محمد ثانی اخبار حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واسطے شہر لکے وسیع میں فیض مقرر کر کے انکی تعلیم و تکریم میں کوشش کرتا تھا اور زابیناؤں کے احوال پر اختلال نظر نہ رکھتا بلکہ کہتا تھا یہاں تک کہ آدمی آپ کو عمر اندھا کر کے تنخواہ ماہ باہ لیتے تھے اور بخلاف سلطان مجاہد شاہ قطب درویش شیخ محمد برج حبیدی سے مسئلوں ہو کر مرض الموت میں انکی عیادت کیواسطے گیا اور زیارت کے دن انکے ضرار پر حاضر ہو کر فاتحہ پڑھتا تھا اور زیارات و مبرات میں مشغول ہوتا تھا کہتے ہیں جب مالک الملک کی عنایت سے سلطان محمود شاہ صاحب تخت و تاج ہوا ایوان نرم کو میدان نرم پر اختیار کر کے اوقات شاہی بے درد و سرنیزہ شمشیر لب پہنتا تھا اور اشارہ برس اور نو مہینے اور چوبیس روز یا م سلطنت میں کسی طرف فوج کش نہ ہوا عیش و عشرت میں گذرانی اسواسطے ایقان ستم نے از روئے طرافت اسکا نام اسطو رکھا تھا نظرم جو آن شد بدولت جہان برگرفت البتہ شمشیری تبر بر سر گرفت + بسے سا لما در جهان کام یافت + براورنگ بے زرم آرام یافت + اور نظر بد کی دفع کیواسطے اسکے آخر عہد میں چند ماہ آتش فتنہ شعلہ زن ہو کر ساکن ہوئی اور زندہ کردہ اس بات کا یہ ہے کہ بہادر الدین ولد رمضان دولت آبادی منظور نظر عاطفت ہوا اور تختانہ داری اور حکومت ساغر پر سردار ہوا اور فرزند اسکے ایک محمد اور دوسرے خواجہ نے مقرب درگاہ ہو کر مسند مارت پر قدم رکھا اور وزیر برادر شوکت واستقلال انکا بڑھتا گیا اور امتثال و اقران نے آپر رشک و حسد کر کے زبان بدگوئی اور غیبت کھولی اور دونوں بھائیوں کو خیانت میں متهم کیا اور باوجود اسکے کہ سلطان محمود شاہ نے باور اور یقین نہ کر کے ان باتوں کو عرض اور دشمنی پر محمول کیا لیکن محمد اور خواجہ نے متهم ہو کر نشان بیعت اور طغیان کا بلند کیا اور نہر سواری کدل اور کجبت ہمراہ لیکر ساغر کار راستہ لیکر اپنے باب سے جلے اور وہ بجارہ بھی فرزندوں کے سبب بانگی ہوا اور اتفاق انکے سوار اور پیادہ فراہم کرنے میں مصروف ہوا جس کا کہ دومرتبہ لشکر سلطان کو جواب نہ تعین ہوا تھا شکست و دیگر براق اسباب ہمت ہم پہونچایا سلطان محمود شاہ نے قیسری مرتبہ یوسف ازدر کو جو اس خاندان کے غلامان ترک سے تھا انکی تنبیہ و تادیب کیواسطے مقرر کر کے مع لشکر قوی ساغر کی طرف روانہ کیا اور اسنے جاتے ہی دو مہینہ تک قلعہ کو محاصرہ کیا اور اکثر اوقات خواجہ جماعت بہادران سے براہ ہو کر مردمان بیرونی سے کہ مراد یوسف ازدر کے ہمراہ سیون سے ہر جنگ مردانہ کہ کے اپنی رستی دکھاتا تھا اور زمین و آسمان سے تحسین و آفرین سنتا تھا اور کبھی اسکا بڑا بھائی نہایت جوش و خروش سے جلوہ گر ہو کر داد مردی و مردانگی دیتا تھا جب جا رسو جوان زبردست و مردانہ انکے ہمراہ طریق کجیتی پر مستحکم ہو کر تلواریں کھینچتے تھے اور بہت محبوب علی سپاہ سلطانی پر حملہ آور ہوتے تھے اکثر وہ غالب آتے تھے اور ہر چند یوسف ازدر سعی کرتا تھا کہ مغلوب ہوں مگر یہ میسر نہ ہوتا تھا بہا شک کہ ایک دن سید محمد الملقب کالا بہاڑ کہ منصب داران جدید سے تھا اور بہادران مشہور شاہی کی سلک میں منتظم اور منسلک تھا سمر کہ میں محمد سے دوچار ہو کر شمشیر پار سروبال پارک و دھرے کہ

له ارق با تاج پسر کجاست ه مثل کجاست در تیره و مکان و نور و در کعبه یعنی سلطان سامان و در سباجا و در مداح و جزیر که آتا کجاست و در غیاث

سہ اوراق، جامعہ اسلامیہ کراچی، ۱۹۷۸ء، ص ۱۰۱۔

1-2-4-6

ڈالتا تھا اور جو جنگ غلبہ نہ تھی کوئی شخص محمد کی مدد کو نہ پہونچا اور ایک ماہ اسکا سید محمد کا لاپہاڑ کی ضربت شمشیر سے
سر نہ بہتے قطع ہوا باوجود ایسے حال کے فتح محمد کبیر نے سے ہوئی اسطرح پشت اسب سے نہ اترا تو یہ خبر خواجہ
کو پہونچی وہ بھی قلعہ سے برآمد ہوا اور شام کے قریب ایک جنگ اور واقع ہوئی اور ساتھ قاضی کے ایک دوسرے
سے جڑ ہوئے اور اس شب کو دونوں بھائی خلافت عادت خندق کے کنارے فروکش ہوئے اور چرخ متعدد بازی
بازی سے غافل ہوئے اور مردم درونی نے فرصت پا کر آدمی یوسف ازدر کے پاس بھیجے کہ ہم دو تخواہ بادشاہی بہن ضرورت
کے سبب ہم نجاتیوں سے موافق ہوئے تھے آج کی رات میدان قلعہ دونوں بھائیوں سے خالی ہے ہم فلاں وقت بہار الدین
ولد رمضان دولت آبادی کو قتل کر کے قلعہ کا فلاں دروازہ کھولینگے مناسب ہے کہ ایک جماعت جوانان بہادر کی استعداد مہیا
ہو کر کہیں فرصت میں رہیں کہ مجھ دروازہ کھولنے کے قلعہ میں در آویں القصد یوسف ازدر نے دو سو جوان نامی مسلح
اور مکمل کر کے کہا اگر مردم حصار میں اس بات میں صادق ہونگے تو سہ بہار الدین ولد رمضان دولت آبادی کا کاٹ کر
مٹھا کر پاس بھیجینگے تو تم قلعہ میں داخل ہو کر تصرف ہونا اور نہ قلعہ کے ادخال سے بقتضی ہو کر اجعت کرنا غرض کہ جب
جماعت نیکو سعاد گاہ میں پہونچی مردم حصار نے سہ بہار الدین ولد رمضان دولت آبادی کا کاٹ کر قلعہ سے بھیج دیا اور یہ
نہایت اطمینان بلکہ شک و شبہ سے نفا رہنا دیا نہ کا بجائے ہوئے قلعہ میں داخل ہوئے اور فرقہ دونوں بھائیوں
کی جماعت میں ڈالا اور سفیدہ صبح کی وقت تک قلیل سپاہ انکے پاس باقی رہی اور واسو اسٹے کہ راہ گزیر مسدود تھی دونوں بھائی
مع سپاہیان و فوادار قلب پر یوسف ازدر کے دو پورے اور استعداد اختیار کیا کہ شربت فنا کیلئے کر لے کے ہماخانہ میں
منزل قبول کی اور یہ شمشیر اولین و آخرین تھی جو سلطان محمود شاہ ہمینی کے عہد میں خلافت سے برآمد ہو کر لوازم
سیاست بحالائی تھی اور سلطان بعد اس فتح کے تھوڑے عرصہ میں یعنی ماہ جب کی اکیسویں تاریخ ۱۱۳۱ھ سات
سو نوے تہری میں تپہ عرق میں مبتلا ہو کر فوت ہوا اور دوسرے دن ملک نائب سیف الدین غوری نے جو کہ کن اعظم
خاندان ہمینیہ تھا ایک سو سات مرحلہ مراحل عمر سے لے کر کہ شربت مات چکے نہر خوشی مٹھو برکھی اور لوگوں نے حسب وقت
سلطان علاء الدین کی جینی کے گنبد کے قریب مدفون کیا اور چونکہ وہ گجری سنگ سے اسکی تربیت پر تعمیر کیا اور منقول ہے
کہ سلطان محمود شاہ ہمینی استعداد شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقید تھا کہ کوئی شخص اجرا سے حدود
شرعی میں مختلف اور کسی مسئلہ میں ہرگز توقف نہ کرے تھا جس وقت کہ اسکی عہد سلطنت میں ایک عورت کو
فعل بھیجنا میں مانگوں کر کے اجرا سے حد شرعی کی واسطے دار القضا میں لیگئے جب محکمہ میں حاضر ہوئی قاضی نے اس سے
سبب میاورت اس فعل شنیع سے سوال کیا اسنے جواب دیا کہ ایہا القاضی میں نہیں جانتی تھی کہ یہ کام حرام ہے اور
گمان مجھ کو یہ تھا کہ حسب طرح سے ایک مرد کو چار عورتیں حلال ہیں عورتوں کو بھی چار مرد مردا ہونگے اس اشتباہ سے
میں مرکب اس امر نا آشنا کی ہوئی اب میں حرمت پر اسکی آگاہ ہوئی اگر دانستے نہ پھر ونگی اور اس مکارہ بدکارہ نے
اس جیلہ کے باعث حد شرعی سے رہائی پائی مضمون ان گنبد گن عظیم نے و مروج نام یاد کیا القصد مدت سلطنت سلطان
محمود شاہ ہمینی کی انیس برس اور نو مہینے اور جو بیس روز تھی ذکر سلطان غیاث الدین ہمینی بن سلطان محمود شاہ
ہمینی کی سلطنت میں اور جہانگیری کا جب ملک دکن شاہ علاء الدین مستر سلطان محمود شاہ ہمینی کے وجود سے
خالی ہوئی اسکا پڑا پڑا شاہ غیاث الدین مستر برس کی عمر میں تخت فرمانروائی پر جلوہ گر ہوا اور جمیع امور میں باپ کے

رسوم و قواعد کو منظور رکھ کر خاص و عام کے ساتھ سلوک پسندیدہ آغاز کیا اور ملازمین اور دیوتموہوں قدیم ہر طبقہ
 رفق و مدارا جاری کر کے ہر ایک کو نوازش و لطف غیر مکرر سے نوازا گیا چنانچہ حب انھیں و فون بین صفدر خان ہستانی
 کی وفات کی خبر پہنچی اسکے فرزند صلابت خان کو جو اسکے ساتھ کھیل کر بڑا ہوا تھا اور ایک مکتب میں ہم سبق تھا
 مجلس عالی کا خطاب دیکر اسکے باپ کا مقام ابرزائی رکھا اور نیوکت تمام اور عظمت الکلام و لایت برار کی طرف
 روانہ کیا اور احمد بیگ فرزند بی کو پیشوا کی کا عہدہ اور محمد خان ولد اعظم سپاہیوں کو خدمت سرفروشی دیکر انکی تنظیم
 و توقیر میں کوشش کی یہ امر تغلیجین کے مزاج کے موافق جو سلطان محمود شاہ کے غلامان ترک معہرت
 تھا نہ آیا اور دربار اسکے ضائع کر دینے کا ارادہ بہ تھا کہ منصب و کالت میرے سپرد کر کے میرے فرزند
 حسین خان کو سرفروخت کرے چونکہ تغلیجین کا مدعا حاصل ہوا رنجیدہ اور دلگیر رہتا تھا سلطان غیاث الدین غائبانہ
 اور حاضرانہ اسکی ایسی تقریر زبان پر لاتا تھا کہ دیویوں کے نزدیک بہت بیچ تھی یعنی غلاموں کو خلافت کے سربر
 کہ اسکے درمیان میں ایک جماعت کثیرہ والا و غیر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہونگے حاکم کر دینا چاہتا اور
 اجداد کے خلاف اختیار کر دینا اور تغلیجین کہ امر اسے بزرگ سے تھا اور بار و مدگار بہت رکھتا تھا بادشاہ کا کینہ اپنے
 سینہ میں جا کر بن کر کے تمام ہمت اسکے غزل پر مصروف رکھتا تھا اور اسکی ایک بیٹی حسن و جمال کی صفت میں موصوف
 تھی اور علم موسیقی ہند میں بھی وقوف اور ہمارت تمام رکھتی تھی اور حسن و صورت میں اپنا عدیل نظیر نہ تھی تھی سلطان
 غیاث الدین رغب اسکا ہو کر غائبانہ اظہار محبت کرتا تھا نظار تغلیجین نے اس عرصہ میں اسباب غیبت کا اپنے کان
 میں ترتیب دیکر شاہ سے التماس نہ دہم کی سلطان اس امید پر کھٹا پیدہ اپنی بیٹی میرے بشکیش کرے گا و وق و شوق
 نہایت سے اسکے مکان پر نہ رہتا تھا اور تغلیجین نے ہمانداری کے لوازم حسب خواہ بجا لیا کہ مجلس بڑا راستہ کی طرف
 کے نشہ نے شاہ کو خوشوقت اور سرور کیا تغلیجین نے تدبیر مجلس خالی کر کے کی مردمان نامحرم سے کی اور غیاث الدین شاہ
 نے کہ اسکی لڑکی کے وصال کا مشتاق تھا غریب بہ شہوت ہو کر لازم احتیاط کو کام نہ فرمایا اور بلا تامل اپنے جمیع تعلقین
 اور قریبین کو حکم فرمایا کہ باہر جاویں اور تغلیجین بہرہوت نے ایک خواجہ سرسرمی طرب کو کہ اسکے غلامان قدیم سے تھا
 شاہ کا ساتھی بنا کر اسکو اشارہ کیا کہ چند ساغر ہوش ربا دیکر بادشاہ کو بخود کرے اور خود لڑکی کے لانے کے بہانہ سے
 مجلس اس کے اندر گیا اور بعد ایک خط کے خیر کھینچ کر باہر آیا سلطان غیاث الدین نے نشہ کے عالم میں وہ حالت مشاہدہ
 فرمائی باوجودیکہ اپنے پاس حربہ نہ رکھتا تھا ہمت تغلیجین کی دفع پر تعین کی لیکن حریف شراب نے اسے پاؤں سے
 گمزور کیا کھڑے ہوئے وقت اغزش سے گر پڑا اپنے تئیں تغلیجین نے اسکے پاس پہنچایا اور بادشاہ اور غیاث الدین
 جس جگہ سے کہ ممکن ہوا اتناں و خیران زینہ کی طرف دوڑا کہ کوٹھے پر چڑھ کر پاکو زمین پر گر اوسے تغلیجین اسکا پیچا کر کے
 اخیر زینہ پر اسکے پاس پہنچا اور بادشاہ کے سر مبارک کے بال کھینچ کر زینہ سے اتار لایا اور باطمینان تمام بادشاہ کے
 اور فون دست حق پرست خواجہ کے اتفاق سے پیٹ پر باندھے اور بلا توقف اس کو رنک نے خنجر کی نوک سے منکھین
 بادشاہ کی نکال کر نابینا کیا اور روٹین آدمی اپنے متعلقوں کو مسلح اور مکمل کر کے طرب خواجہ سرسرمی کو خط باہر بھیجتا تھا
 تو ایک ایک مقبول اور دیوتموہوں کو اس بہانہ سے کہ بادشاہ طلب کرتا ہوا اندر لا کر قتل کر کے بجا نچہ اسی بیچ سے
 جو بیس سردار معروض تیغ ہلاکت ہوئے اور دیوتموہوں بزرگ سے ایک فی زمانہ وقت کے چوتھے سلطان شمس الدین محمد کو

بنام سلطان اعمی طلب کیا جب سلطان شمس الدین قریب آیا تغلیچین نشت آئین نے جو انان خاصہ اور اپنے ہوا وارون کو لیکر بطریق استقبال اور پیشوا کی کی باہر جا کر سلطنت کی مبارکباد کہی اور قلعہ میں لہجہ کر جمیع مردم کو حاضر کر کے تخت فیروزہ پر بٹھایا اور ہر ایک عوان و انصار کو مناصب عالی اور جاگیرات لائق سے سرفراز کیا اور سلطان غیاث الدین کو قلعہ صاغر میں بھیجا کہ وہ جینے محبوس کیا اور یہ واقعہ تیرہویں رمضان ۷۹۹ھ سات سو تالیسے ہجری میں وقوع میں آیا تھا اور مدت سلطنت سلطان غیاث الدین بہمنی کی شاہنشاہ ابدی الحکم کے حکم سے ایک مہینہ اور بیس دن سے زیادہ نہ تھی مگر سلطان شمس الدین بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی کی سلطنت کا یہ داستان زبان رستان سے اس طرح سلک بیان میں منظم ہوتی ہے کہ سلطان بہمنی پندرہ برس کے سن میں بعد غزل قید بردار و سبب خلافت پر متصرف ہوا اور جو کہ سلطان غیاث الدین کی صحبت دیکھے ہوئے تھا بارے نام سلطنت پر تیار و زین نیکر قناعت کی تغلیچین غلام ترک نژاد کو خطاب ملک نائب اور منصب امارت سے ممتاز کر کے خلعت و انعام قدر و منزلت کے موافق مرحمت فرمایا اور جو ارکان سلطنت اس شقی کے دست جو رہے محفوظ اور یقینہ السیف تھے انھوں نے بھی اطاعت کے سوا چارہ نہ دیکھا سر اس کے خلاف وہ نہی برکھا اور یاد سلطان شمس الدین جو سلطان غیاث الدین کی والدہ کی لڑکی تھی خود مدد جہان مشہور ہوئی اور ہر ایک بات میں تغلیچین کا پاس و لحاظ رکھتی تھی اور اس کی اعانت و امداد میں سعی ہو کر فرزند کو نصیحت کرتی تھی اور کہتی تھی کہ اگر فرزند و بلند تو تغلیچین کی حسن و سعی سے مرقبہ بلند شاہی پر فائز ہوا ہو تو اس کے شیر کوئی دلوخواہ نہیں ہو تجھے بھی لازم ہو کہ اس کے کہنے سے شجاع و زور مخالفت نہ کرے اور ارباب غرض کے سخن اس کے حق میں نہ سنا اور تغلیچین بھی ہر روز اور ہر ساعت تحف و ہدا یا غیر مکرر خود مدد جہان کی خدمت میں بھیجا آپ کو اس کے دل میں شیریں کرتا تھا اور سلطان داؤد شاہ بہمنی مقتول میں فرزند تھے ایک محمد بنجر حبکا مذکور ہوا کہ روح پرور آغا خواہر سلطان مجاہد شاہ نے اسے کھول کیا دوسرا فیروز خان تیسرا احمد خان اور بدوون بھائی ایک مان سے تھے اور اپنے باپ کے عند قتل میں چھ سات برس سے زیادہ نہ تھے اور ان کا عم سلطان محمود شاہ بہمنی ان کی تربیت میں مشغول رہتا تھا جو فن لائق حال شاہزادوں کے ہر تیر اندازی اور جوگان بازی اور پڑھنا لکھنا سیکھنا تھا اور میر فضل اللہ انجو صدر جو سادات عظیم المرتبہ شیراز اور ملا سعد الدین قنات زانی کے ملائذہ سے تھا سلطان محمود شاہ کے حسب الحکم ان کی تعلیم و تربیت میں سعی موفورہ پیش ہو چکا تھا اور اس سبب سے کہ اس وقت تک سلطان محمود شاہ کے کوئی بیٹا نہ تھا و دونوں بھتیجوں کو بیٹی دیکر اکثر اوقات ارشاد فرماتے تھے کہ فیروز خان میرا ولیعہد ہو اور بعضے وقت اسے اپنے پاس تخت پر بٹھا کر کہتا تھا کہ ہمارے خاندان میں اس سے رشید زیادہ ہوا ہو اور نہ ہو گا اور جب حق سبحانہ تعالیٰ نے اسے فرزند کرامت فرمایا سلطان غیاث الدین کو ولیعہد کر کے مرنے وقت فیروز خان اور احمد خان کو غیاث الدین کی اطاعت اور فرمانبرداری کے بارہ میں وصیت فرمائی اور انھوں نے بھی لازم صداقت اور اخلاص میں تقصیر نہ کی چکا موافقت کا اپنی کمر جان پر باندھا اور جب تغلیچین نے اسے نابینا کیا فیروز خان اور احمد خان کی بیبیوں نے جو سگی بہنیں سلطان غیاث الدین کی تھیں اپنے شوہروں کو انتقام پر تھوڑے و خیر کر دی تھیں پھر دونوں بھائی بہ امر قبول کر کے اس کے دفع کے وہاں ہوئے اور تغلیچین اس راہ سے آگاہ ہو کر انہیں جنت نیر سلطان شمس الدین بہمنی کے گوش زد کرنا تھا اور ہر کرب و گوی کو جو لان کر کے عنان بیان نصبت خیانت کی طرف

بھیڑتا تھا اور چاہتا تھا کہ ہر طور سے آواز نادر اضیٰ اور رنجیدگی کے اس کے دفتر ضمیر پر ثبت کر کے حکم قید اور حبس کا حاصل کر سکے لیکن سلطان شمس الدین باوجود صغیر سن یقین نہ کر کے وہ امر جو انکی رنجش کا باعث ہو چکا نہ فرما تا تھا یہاں تک کہ خلوت میں مخدومہ جہان کو نام وجوہ سے فمائش کر کے فرمایا کہ ان دو تین دن میں اگر فکران و دون بھائیوں کی نگرانی آپ کے فرزند کو تخت سے اٹھا دینگے اور آپ کو بھی کہ میری دوستی میں تم میں انواع فساد ملو میں بہو بچا دینگے القصد مخدومہ جہان نے بطور سے ممکن ہو سکا سلطان شمس الدین کو اپنے چچا کے بیٹوں کے قتل پر رنج و رماں کیا اور فیروز خان اور احمد خان نے اس معاملہ پر اطلاع بہم پہنچائی ساغر کی طرف بھاگے اور سدھو نام اور شہر کے حاکم نے جو غلامان اس خاندان سے تھا اور بہتر بہ کمال شوکت اور شہرت اور اعتبار رکھتا تھا انھیں قلعہ میں لپیٹا اور انکی اعانت پر آمادہ ہوا اور سامان جنگ بھی حسبہ قرار سے بہم پہنچا موجود کر کے شکا خدنگاری اور جانسیاری کا کام ہمت پر باز دھانظر حین گفت سدھو بغیر فیروز خان ہندارم دروغ از تو مالی و جان ہد بگو شہم کہ اورنگ کی خبر دی ہند فر کلاہ تو گرد و قوی ہند اس صورت میں فیروز خان اور احمد خان نے اول سلطان شمس الدین اور ارکان دولت کو تحویر کیا کہ قصد ہمارے تعلیمین رشتہ آئین کا دفع کرنا ہے کہ اعمال ناشائستہ اسکے مثل نابینا کرنا سلطان غیاث الدین اور بھی اشیاء کا جو محل ناموس میں خلل بر داضح اور لائحہ میں اگر آپ اسے جزا اور سزا کو پہنچاویں تو ہم جادہ معاشرت میں مستقیم اور راسخ ہو کر سلطان شمس الدین کو اپنا شاہ بلکہ شہنشاہ جانینگے اور جو نہیں یقین سمجھیں تو جو کچھ ہمسے بن آویگا آسمین کو ناہی اور تقصیر کرینگے سلطان شمس الدین نے تعلیمین اور مخدومہ جہان کی صلاح و مشورہ سے ایسا جواب کہ جسکے باعث نادرہ فساد و شعلہ ترن ہو قلمی کر کے انھیں اپنی دشمنی میں تیر کیا پھر دون بھائیوں نے سدھو کی حسن تدبیر سے تین ہزار سوار اور ہارے بہم پہنچائے اور اس گمان سے کہ لشکر سلطانی ہمسے ملحق ہوگا حسن آباد گلبرگہ کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ خلاف قرار واد اپنے کے جب آب تھوڑے سے عبور کیا اور مردم شاہی سے ایک شخص بھی انکے پاس نہ آیا اس مقام میں مقیم ہو کر کہنے لگے کہ فکر اصل پر کر کے قدم آگے بڑھنا چاہیے پھر حیرت شاہی فیروز خان سر پرنگا کے احمد خان بہ منصب امیر الامرائی اور سدھو بہ منصب سر فوجی اور میر فضل اللہ انجو بہ منصب وکالت نامزد ہوئے اور اسید طرح سے ہر ایک دلی کوچہ ہمارے تھے صاحب مناسب کی نثارت ویکر آپ تھوڑے کے ساحل سے آگے بڑھے اور جب وقت حسن آباد گلبرگہ سے جا کر کوس ادھر پہنچے تعلیمین نے زروافر اور خزانہ متکاثر کیا کلاہ اور سپاہ پر ہمت کیا اور سلطان شمس الدین کو جدا کر کے فیروز خان کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور قصبہ مرقول کے اطراف میں محفوظ زرم آراستہ ہو کر طریقین کا مقابلہ ہوا سمیت جو شیران بہشتی درآویختند زرتنا جو سے خون ہی ریختند الغرض بعد حرب شدید اور جنگ عظیم فیروز خان اور احمد خان نے شکست کھائی اور سراجوان و انصار ساغر کی طرف متوجہ ہوئے اور مخدومہ جہان اور تعلیمین استقلال بدرجہ اعلیٰ پہنچا کر مستقل ہوئے لیکن غلامان درگاہ کی طبیعت انکے نہایت منفرد ہوتی تھی اور اکثر زندگان شاہی نے فیروز خان کی طرف رنج ہو کر پیغام دیا کہ صلاح دولت آسمین ہو کہ عہد نامہ سلطان شمس الدین سے حاصل کر کے حسن آباد گلبرگہ کی طرف تشریف لائے اور فرصت کی وقت اپنا کام سنوار لے چنانچہ فیروز خان سدھو دھان خوشگاہ کو اپنا یکدل اور کجبت جا کر غیاث الدین واد میر فضل اللہ انجو و میر کمال الدین طویل القاد اور بھی بعضے سادات و علمائے مخدومہ جہان اور تعلیمین کے پاس بھیج کر

یہ پیغام دیا کہ ہم بعض آدمیوں کے کہنے سے متوہم ہو کر اس امر کے مرکب ہوئے تھے اس سے ناامد و پریشان مان رہیں اگر آپ سلطان سے امان نامہ حاصل کریں تو ہم دونوں بھائی دار الخلافت میں آنکر طلع عطوفت شاہانہ میں زندگی کرین نہایت اختلاف ہو گا محمد و منہ جہان اور تغلبین اس حضرت سے نہایت راضی اور خوش ہوئے اور فوراً استمال نامہ مستطیع عمرو و موافق کے بھیجا اور دونوں بھائی دار الخلافت کی روانگی میں متفکر ہو کر باہم رفع برٹھے تھے کہ ایک کشمیری دیوانہ حسن آباد گلبرگہ کی طرف سے پہونچا اور بآواز بلند فریاد کی کہ امیر فیروز خان روز افزون میں آیا ہوں کہ مجھے حسن آباد گلبرگہ میں لجا کر بادشاہ بناؤں و دونوں بھائی وہ خال بنک سمجھ کر اس وقت حسن آباد گلبرگہ میں داخل ہوئے اور یہ حصول شرف ملازمت مقبول طبع خاص و عام ہو کر تشریفات فاخرہ سے مالا مال ہوئے لیکن تغلبین اور فیروز خان ایک دوسرے سے ہراسان ہو کر دونوں اپنی پوشیداری میں رہتے تھے یہاں تک کہ بعد دو ہفتہ نخستینہ کے وہاں ماہ مصفر کی بیسیویں تاریخ ۸ شمس پھر ہی میں فیروز خان بارہ مرد ہتھیار بند اپنے ہمراہ بیکر دربار میں داخل ہوا اور اس کے بعد تین سو جوان بہادر جو اس سے یکدل و یک زبان تھے وعدہ کے موافق ایک ایک دو دو کر کے قلعہ میں فراہم ہوئے اس وقت فیروز خان نے آدمی احمد خان کے بلانیکو بھیجا اور جب وہ بھی برقی کے مانند حاضر ہوا فیروز خان نے تغلبین سے کہا دو تین شخص میرے درستی میری جاگیر سے بادشاہ کی خدمت میں لے جاؤ وہ سے آئے ہیں اگر حکم ہو سہ دربار میں آنکر بادشاہ کی تسلیم سے شرف ہو تین تغلبین پر قبول گوئے بادشاہ شمس الدین کی خدمت میں عرض پیر ہوا فوراً حکم عالی نے اس مضمون سے شرف نفاذ پایا کہ جس شخص کو فیروز خان طلب کرے برودہ دار فرائع اور معرض نہوں فیروز خان نے تغلبین کو حرف و حکایات میں مشغول کر کے احمد خان کو بھیجا تو اس وقت میں گو میں کو دربار میں لاوے احمد خان نے بارہ جوانوں کو جو آئے تھے دروازے کے قریب لا کر چپا ہا کہ دربار خاص میں داخل کرے برودہ دار اخص مع شمشیر و برات دیکھا فراموش ہوئے اور احمد خان نے جب دیکھا کہ کام دست اختیار سے نکل گیا اور طشت بام سے گرا اتفاق آن بارہ دلاوران بندہ دارما اور بہادران شملیں نہر پر اس کے گرز سنان و شمشیر و خنجر چالستان بلکہ برودہ دالان سے غت پٹ ہو گیا چند برودہ داران کو قتل کر کے بلا توقف دربار میں داخل ہوئے تغلبین کے بیٹوں کو گھبر کر تیغ پانی سے آنکے سروتن کی جدائی کی اور جمیع مقرب جو فیروز خان سے مخربان تھے طرح و دیکر ہر ایک گوشہ اور حجرے میں بھاگ گئے اور سلطان شمس الدین بھی یہ صحبت مشاہدہ کر کے نہ خانہ کی طرف کہ اس مکان کے قریب تھا بھاگ کر پوشیدہ ہوا اور زمین سو سیاہی جو اس پر تھی یہ بھی ازار کے موافق تغلبین کے متعلقوں کے ساتھ جو دیوانہ خانہ میں تھے پوشیدہ رہی کہ ملک شمشیر بدار سے آنکی رزم حیات کو صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح غبت و نابو کیا اور اس وقت فیروز خان کے حکم سے سلطان شمس الدین تغلبین کو طوق و زنجیر میں مسلسل کر کے اس زیر خلع میں مجبوس کیا پھر فیروز خان باتفاق ارکان دولت دیوانہ خانہ میں رونق افزا ہو کر ایک مجلس آراستہ کے تحت فیروزہ پر جلوہ گر ہوا اور تین درترب کیواسطے جیسا کہ کشمیری ملاح کی زبان پر جاری ہوا تھا آپ کو ملقب بہ روز افزون شاہ کیا اور شمشیر سلطان جلال الدین حسن کاکوی بہمنی کی اپنی زیب بکر کے بعد چند روز جب مہات سلطنت نے ایک قرار دیا پیر کیا سلطان شمس الدین کو قتل کر کے قلعہ بہر میں بھیجا اور سلطان غیاث الدین کو ساغر سے لا کر تغلبین بلاتین کو سپرد کیا اور فرمایا کہ اپنا انتقام اس کو رنگ بلا تمام سے پہنچے سلطان غیاث الدین نے باوجود ناہیانی اسکو اپنے مقابل ایستادہ کیا اور ایک ضرب شمشیر سے اس کے سروتن میں جدائی کی اور محمد و منہ جہان اور سلطان شمس الدین سلطان فیروز شاہ الملقب بہ روز افزون شاہ سے

بالحاج و مبالغہ تمام زحمت زیارت مکہ معظمہ کی حاصل کر کے بند چپول سے اس مکان مقدس کی طرف روانہ ہوئے اور مدت عمر وہاں بسر کی۔ سلطان ہر سال با پنچہ ارشدی فیروز شاہی مع نصف ہنر بھیجتا تھا یہاں تک کہ سلطان شمس الدین تمشک آگاہ و سولہ ہجری میں مدینہ منورہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فوت ہوا اور وہ شاہ عاقبت بخیر اس سرزمین غنبر آگین میں مدفون ہوا سلطان شمس الدین بہمنی کی مدت سلطنت ستادھان تھی کہ حساب سے ایک مہینہ اور ستائیس روز ہوتے ہیں نوکرا آتش پانا چمن روزگار کا بہار سلطنت و اقبال ابوالمنظر الغازی سلطان فیروز شاہ بہمنی الملقب برور افزون شاہ بن داؤد شاہ بہمنی سے نظر جو فیروز شاہ آں شہ راستین ۴۰ ہزارندہ تاج و تخت و نگین ۴۰ تباہید زردان و نیر و بخت ۴۰ خداوند کشور شد و تاج و تخت ۴۰ بر نیز خستہ تر از مہر و ماہ ۴۰ بسر بر نہاد او کیانی کلاہ ۴۰ در گنج کشاد و لشکر بخوانید ۴۰ بلا من زروسیم و گوہر نشاند ۴۰ رخ آمار بلوک ذوی الاقدار بھدی خاصہ مشکین نگار وراق لیل و نہار پریون رقم گزنا ہو کہ بہمن نامہ دکنی اور فتوح السلاطین منظوم سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان فیروز شاہ بہمنی شوکت و عظمت میں اور بادشاہان بہمنیہ سے امتیاز تمام رکھتا تھا اور وہ خاندان عالی اس کے سبب سے بلند آوازہ ہوا اس سلطان نوجوان کے قدم سے جڑی رونق ہوئی سلطنت از سر نو چمک گئی اس شاہ فیروز بخت و بخت بڑی چمکیہ کا کام کیا کہ ایران بجا کرے کہ کسی کشور کشا کو اپنے ابناءے جنس کے سوا بیٹی نہ دیتے تھے و خزانہ تالیف قلوب کر کے سب کو رام کیا بندہ بیدام کیا نظم گستر و اندر جان دادا ۴۰ بکند از زمان پنج سید ادراس ۴۰ مہر جاے دیرانی آباد کرد ۴۰ دل اہل عالم ز غم نشا کرد ۴۰ اسکے سوا لوازم غزا اور جہاد میں بھی آپ سے ساتھ کسی تقصیر کے راضی نہوا اپنے عہد دولت میں جو بیس بار کارزار کی اسکے عہد میں فضائے مملکت بہمنیہ وسیع تر ہوئی قلعہ نیکا پور اور خلافت مملکت ملنگ ارباب اسلام نے مسخر اور مفتوح کیا سچ تو یہ ہے کہ یہ شاہ شاہان دکن کا طرہ تھا اور یہ وہ شخص ہے کہ جس نے اپنے جبرہ دستی سے گنبد و دار کے نیچے معلوم خرد کی بیٹی بڑھانے سے تاج مرعع بصورت دستار بنا کر زیب فرق کیا اور سخاوت میں اس سے بہتر بادشاہوں کو اور خوشتر کوئی صفت نہیں ہے اپنی کوشش سے نام نیک یادگار کے واسطے صفحہ دنیا میں چھوڑا اور محرمات میں سے چندے طبیعت شاہ کی استماع راگ و رنگ اور خوشی بہائی کی طرف مائل رہی اسکے سوا ترکیب اور محرمات اور منہیات کا نہوتا تھا اور اکثر روز ہاے متبرک میں کہ عبارت ماہ صیام سے ہر صوم و صلوة میں اوقات صرف کر کے کوئی ذریعہ اس سے فوت نہوتا تھا اور ہمیشہ فرمانا تھا کہ میں از کتابان دوہنی شرعی سے نہایت دلگیر اور ترنہ رودہ رہتا ہوں لیکن جو غمہ مجھے دکھائی مشغول کرتا ہے اور وہ دوہرا میرے نفس کو شہرا نگیزی سے باز رکھتا ہے درگاہ غفار ستار سے امیدوار ہوں کہ مجھے ان دو امر کے سبب مواخذہ و معاقب نہ فرماوے اور چونکہ رغبت نامہ عورتوں کی فراہم لائیک رکھتا تھا علما و فضلا کو بلا کر استفسار کیا کہ مرد جاہ عورت اصل کے سوا عقد نہیں کر سکتا ہے اسکی تدبیر کیا ہے بعض کہنے لگے ہمیشہ جاہ عورت منکوحہ سے ایک کو صیغہ طلاق کہہ کر دوسری عورت کو شوق سے اپنے عقد میں لائے اور بعضوں نے اور طریقہ ہدایت کیا کوئی شاہ اسلام پناہ کی طبیعت کے موافق نہائی پھر و کالت پناہ میر فضل اللہ سے پوچھا کہ علاج اسکا کیا ہے میر فضل اللہ نے جواب دیا کہ متعہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد رسالت اور خلیفہ اول کی عہد خلافت میں مروج تھا اور خلیفہ دوم کے عہد میں بظرف ہوا باوجود اسکے مذہب مامیہ میں کہ ایک فرقہ

بہمنی نامہ دکنی و
نوشہ سلاطین

لازمہ اولی
۵۸۰

اسلام سے ہر مسیحی ہر گز بادشاہ انھیں متعہ کر کے نگاہ رکھے بہتر یہ کہ علماء اہلسنت کے درمیان اس امر میں بہت گفتگو واقع ہوئی اور جب مسیح و بخاری اور شکوۃ شریف حدیث درمیان میں لائے معلوم ہوا کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ہوا ہر اس سبب سے شاہ فیروز شاہ نے طائفہ امامیہ کے شعائر پر عمل کیا اور ایک دن آنحضرت سے متعہ بڑھا اور حاجی محمد قندھاری کی روایت سے دریافت ہوا کہ وہ بادشاہ شمس علی بن ابی طالب جو کلام اللہ لکھتا تھا اور روزگار شریف کو خالق کی پرستش کے بعد پرستش احوال مخلوق میں صرف کرتا تھا اور راتوں کو وہ دیر در سیر بہر تک علماء و مشائخ و شعراء اور قصہ خوانان اور فسانہ گوئیان اور زباندار خوش طبعان کی صحبت سے اپنی طبیعت شگفتہ رکھتا تھا اور مرتبہ شاہی کو ملحوظ اور منظور رکھ کر جماعت مذکورہ کے ساتھ برادرانہ سلوک کرتا تھا اور ایسے فرماتا تھا کہ دیوان داری کی قوت جب تخت پر تھکن ہوتا ہوں شاہ ہوتا ہوں ناجایز خلق سے شامانہ سلوک کرتا ہوں تاکہ شکوت و مصلحت فرماندہی و لوہین جاگزین ہوا اور مہمات سلطنت بے نظام نہ ہوا اور دوسرے وقت سے صحبت رکھتا ہوں تاکہ بھٹی نہ ملے تمہارے سمجھتا ہوں جیسا کہ ملک آپس میں بے تکلفانہ صحبت رکھتے ہو اور گفتگو کرتے ہو میرے ساتھ بھی وہ طریق جاری رکھو تو بادشاہی اور مقصدوری کے خط اور لذت سے بہرہ باب ہوں اور ان لوگوں سے کہ کچھ بگاڑ کر ہو انکھٹ بظن کر کے فرماتا تھا کہ شب کی دربار داری اور پیشینی کی قوت جب چاہو تو او جو قوت چاہو برخواست کرو اور مجلس میں باکول و مشروب سے جو کچھ ارادہ کرو ملازمان درگاہ بے نامل حاضر کریں اور دو چیز کے سوا جو چاہو کہو اور سونو ایک یہ کہ کار و بار دنیوی کا تذکرہ نہ کرو محکمہ کے اجلاس کی قوت معروض کرو اور دوسرے ہر کسی کی بدگواہی اور غیبت سے باز رہو ایک دن ملاحق سرسندھی نے جو مرد و نشتہ اور اہل طبع تھا بادشاہ سے معروض کیا کہ سلطان اہل مجلس کو تکلیف دیتا ہے کہ بے تکلفانہ مجھے گفتگو کریں یہ امر اب سلطانی کے خلاف ہے اور بادشاہان عالم قدر کے شایان اور مزاج کے موافق نہیں ہر اور حکایات سلطان محمود سبکتگین اور حکیم ابوجان نجم کے مصدق اور مقوی میرے کلام کی ہے سلطان فیروز شاہ نے بوجہ کہ شرح اس حکایت کی کیونکر ہو گا ملاحق نے تفصیل بیان کی سلطان فیروز شاہ نے متبسم ہو کر یہ فرمایا جو بادشاہ کا حکم فضل و انصاف میں ہوتا ہے وہ نہیں ہن آئیں ایسے امور سرزد ہوتے ہیں خدا کی قسم کہ عفت میری طبیعت میں مرکوز ہوا اور مردم آگاہ جن میں ملک کی خدمت میں رسائی اور آشنائی ہے اور تاجداران نازک مزاج کی مجلس میں آمد و نشہ ہر جانتے ہیں کہ سلطان فیروز شاہ ہمیں اگر صفت میں دعویٰ عجا کر تا تھا اور اگر آپکو سرآمد ملک نادر فرض کرنا زیب تھا اور شل اسکے ملا و نویدری نے اپنی تاریخ میں سلطان فیروز شاہ کے تفسیر بہت تحریر کی ہیں جو کہ حجب قبول کلام اور کذب پر محمول ہوتا تھا اسکی تفصیل سے محترز ہوا اور جو کہ حکایت سلطان محمود و حکیم ابوجان کی درمیان میں آئی اسکو جملہ معترضہ سے واجب جانکر صیبا کہ ملا و نویدری نے مذکور کیا ہے اس نسخہ میں مرقوم کرتا ہوں منقول ہے کہ حکیم ابوجان اور نجم نوادہ زرگار سے تھا اور ان کا نام سیب سے واقع ہوتے تھے اور سیب و نوادہ مہارت علم نجوم اور بے تکلفی سلطان کہ سلطان محمود سے استفعا قبول کرتا تھا اور وہ انجمن سے تاراض اور خجندہ رہتا تھا ایک وقت سلطان محمود قلعہ غرین میں باہر کو شک پرانج ہزار دخت کے مقابل بیٹھا تھا حکیم ابوجان نجم سلطان کے پاس حاضر ہوا سلطان نے اس سے متوجہ ہو کر فرمایا حکم کر کہ اس قلعہ کے چار دروازہ میں میں کوئی نہ فرما رہا ہے باہر جاؤ نگانجم نے اسے طلب اس کے بند کیا اور اطلاع درست کر کے ایک پرچہ کاغذ پر کچھ تحریر کیا اور بادشاہ کے سرانے لکھا اسکے بعد سلطان محمود نے حکم دیا کہ شرفی قلعہ کی کھودیں چھوڑ دیا ہوئے

اس طرف سے نکل گیا بعدہ کاغذ کو برآورہ کر کے دیکھا آسمین تھوڑا تھا کہ ان چاروں دروازہ سے باہر نکلا اور تھوڑی
 کھود کر برآمد ہو گا سلطان اس حکم سے حیران ہوا اور فرمایا کہ حکیم کو بام کو شک سے بچ کر اور بن اور ظاہر
 اس مقام میں ایک جال مثل اس شیو کے باندھا تھا کہ اس پر آنکڑا آہستہ زمین پر پہونچے چنانچہ اس ندی کی وجہ
 سے کسی طور کا سد مہ اس کے گرد نہ پیر سلطان نے فرمایا کہ کو بھی دیکھا تھا بولایا ہاں تقویم جو کہ اس کے ماتھ میں تھی
 سلطان کے حوالہ کی اور عرض کی دیکھ جیسا کہ اس دن حکم میں نے لکھا تھا کہ آج مجھے جاے بلند سے گرونگا لیکن
 میں زمین پر سلامت آؤنگا چنانچہ حکم بھی بادشاہ کی طبیعت کے موافق نہ آیا اسے قید کیا اور جب چھ مہینے
 کی مدت تمام ہوئی حکیم کا غلام ایک دن بازار میں جاتا تھا ایک نجومی کو دیکھ کر اسے بلایا اسے غلام سے کہا کہ میں تیرے
 طالع میں چند چیز دیکھتا ہوں کچھ میری تواضع کر تو کو کون غلام نے دودرم حوالہ کیے فال دیکھا کہ اسے کما اور شخص جو کہ
 تیرا مالک ہو اور پنج مہینے ہواج کے تیسرے دن اس محنت سے نجات پاویگا اور خلعت فاخرہ پہنے گا غلام نے
 برسمیل نشانی یہ فال مانہ مالک کو پہونچائی وہ ہنسا اور کہا انسو سے کہ تو میرا غلام ہو کر ایسے آدمیوں کے قول کا
 اعتبار کرے قضا رقیسہ دن احمد بن حسن ہندی کہ فرصت کا جو با تھا شکار گاہ میں موقع دیکھ کر سخن نجوم درمیان میں لایا
 اور کہا بیچارہ حکیم ابوریحان نجم نے ایسے دو حکم اس خوبی سے بیان کیے اور خلعت و شریف کے عوض میں قید ہو گیا
 نے فرمایا جو کچھ میں جانتا ہوں تو نہیں جانتا اس شخص کا علم نجوم میں نانی نہیں ہے لیکن حکیم کامل وہ ہے کہ مزاجدان ہو کوسلے
 کہ جمیع ملک کے مزاج کو کونکے مانند ہیں بات انکی طبیعت کے موافق کہنا چاہیے تو اسے بہرہ مند ہوں بھلا اسے حکم نجات حاصل ہوا
 نہ فال میں نے کہا تھا اور حکیم ابوریحان نجم نے اول فال میں کو جو سہرا تھا دیکھ کر جو غور کر کے علم نجوم کا داغ میں رکھتا تھا ورنہ
 کیا اور جب مجلس سلطان میں حاضر ہوا گھوڑا اور خلعت اور ہزار دینار اور ایک کنیر بائی اور سلطان نے عذر کر کے فرمایا اگر تو مجھے
 جانتا ہی بات میرے مزاج کے موافق کہ نہ وسعت علم پر کہ یہ امر بھی ایک شرط خدمت سے ہے نظم سخن پر کہ با صاحب
 تاج و تخت و بگوئیہ سخن گویند سخت دشمن کان بابر و برادر و گرہ و اگر آفرین ست ناگفتہ بہ اور سلطان فیروز شاہ ہر
 سال تندر کو وہ اور دابل اور جہول سے چند جہاز طراف و کثافات میں بھیجتا تھا کہ تحفہ و امتنع ہر ولایت کی ملاوین اور
 یہ بھی فرمانا تھا کہ بہترین تحفہ ہر ملک سے مردم صاحب کمال اس ملک کا ہر بادشاہوں کو واجب و لازم ہے کہ آدمی
 ہر ایک ولایت کے اپنی سرکار میں فراہم کریں اور ساتھ انکے مشورہ ہو کر خیال کریں کہ یہ عالم کی اور رسیع مسکون کو
 دیکھا اس سبب سے چبدہ اور خلاصہ اہل عالم اسکی خدمت میں پہونچے ہوئے اور اس کے فیض عام سے بہرہ یاب ہوتے
 تھے نظم فیض نقش جو چشمہ درجوش و صیت کر مش جو غمہ در گوش و طبع کر مش جو مہر نور و خلق نقش جو عود و مجرور
 انجمن عجم بساطش و در باد و عرب بساطش و خلقش یہاں جو کے کردہ و طبعش ز نسیم گوی برودہ و یک خندہ بہار
 از نگاہش و یک گوشہ سپہر از کلاہش و ہم عشق بسند و ہم خرد و دست و او مغر و جان و نہ فلک و دست و او
 وہ اور نگاہش و کن اکثر زبانوں کو یاد کر کے ہر ولایت کے آدمیوں سے ہم کلام ہوتا تھا اور قوت حافظہ سے بھی نہایت
 ممتاز تھا اور جو بات کہ فی الحالہ کیا یاد و بار سننا تھا پھر اس کے دل سے نقش کا لجر کے مانند جو منہوئی تھی بے ہمتی سے اشعار
 خوب سمجھتا تھا اور کچھ سب بھی شعر کرتا تھا اور گاہے عروضی اور کبھی فیروزی تلاش کرتا تھا اور یادداشت کی و سلیے ٹھوسے اشعار
 اس کے اس داستان کی ذیل میں تحریر ہوئے اور ملا و دوسید بی نے تاریخ غفرہ سلطان کے نام تحریر کی و یاد اکثر علوم و فنون

تفسیر اور حکمت لمبھی اور نظری میں مہارت تام رکھتا تھا اور اصطلاحات صوفیہ سے بھی باخبر تھا اور ہفتہ بین تین دن یعنی شنبہ اور دو شنبہ اور چار شنبہ کو اس تفصیل سے درس دیتا تھا لہذا وہی اور شرح مذکورہ ریاضی میں اور شرح مقاصد کلام میں اور شرح تقلیدس ہندسہ میں اور مطول ملا سعد الدین علم معانی اور بیائین اور اگر احیاناً دو کو فرصت نہ ہوتی تو شنب کو طالب علموں کو حاضر کر کے درس اور فائدہ رسانی میں مشغول ہوتا تھا اور میر فضل اللہ بخو کی بکت سے کہ شاگردان خوب ملا سعد الدین نعمانی سے تھا اس شہنشاہ بنے نظیر نے یہ کام خفیت اور فضیلت حاصل کی تھی اور قیاساً ایسا مفہوم ہوتا ہو کہ دانش اسکی زیادہ بادشاہ تخریق شہ کی دانش سے تھی اور ازل وہ شخص کہ جس نے سادات ابو سے وصلت کر کے دختر دی اور اسے اپنے فرزندوں کی واسطے بیٹی لی سلطان فیروز شاہ بہمنی تھا چنانچہ ملک نائب میر فضل اللہ بخو کی صاحبزادی شاپورہ حسن خان کے عقد نکاح میں لایا اور ایک بیٹی بیٹیوں میں سے کہ سلطان محمود شاہ بہمنی کی دختر تھی محمود جہان کے بیٹا موسوم بہ شمس الدین محمد بخو کو جو نیز بائی اور دولت آباد کا طرفدار کیا اور سلطان فیروز شاہ جو عورتوں پر پیکیکھاؤں سے ریب سے رغبت تمام رکھتا تھا ایک شہر نہر پشورہ کے کنارہ موسوم بہ فیروز آباد بنا کر کے اپنا تختگاہ مقرر کیا اور بازار اور دوکانیں نہایت پاکیزہ اور مطبوع اور سرگین نہایت وسیع اور سیدھی تیار کر کے ایک قلعہ کی ایک ضلع اسکا پانی سے متصل ہو گیا اور پتھر سے احداث فرما کر آب پشورہ کو کانکر قلعہ میں لایا اور بیانی کی نہر میں اور کوشک ہائے عالی تعمیر کروا کر ہر ایک حرم کو عنایت فرمائی اور عورتوں کے اثر و دام اور کثرت سے اندیشہ کر کے ضابطے مقرر کیے کہ مدام الحیات اس سے بچاؤ نہ ہو الا قصہ جہان تو ان کے سے ایک بہر کہ جس محل میں عورتیں خاصہ نگاہ رکھتا تھا ان میں ہر ایک کو میں پرستار سے زیادہ جو ان کے ہنریان تھیں نہ دیتا تھا اور جو کلام عدل کی طرف میل دافر رکھتا تھا عربی محل کو بعد محل دکنی کہ سلطان محمود شاہ بہمنی کی صاحبزادی تھی جگہ دی تھی اور نو محل زنان عرب سے جو کہ حجاز اور مکہ اور اش اطراف میں نشوونما پائی تھی اور کمال فصاحت اور بلاغت رکھتی تھیں عربی محل میں نگاہ رکھتا تھا اور ان کے خدمتگاران پرستارین تمام حبشی و حبشیہ خوش شکل اور عربی زبان تھیں اس محل میں وہ عورت کہ لغت عربی نہیں جانتی تھی آمد و شد نہ کرتی تھی کہ مبادا انکی زبان ضائع ہووے یعنی دوسرے کلام میں مخلوط ہووے اور اس کام کی واسطے وکیل اسکے ہمیشہ عرب میں آمد و شد رکھتے تھے کہ جوت ان عورتوں یا خدمتگاران میں سے کوئی ایک فوت ہوتی یا سلطان برنجیدہ ہو کر ایک کو محل سے باہر کرتا اسکے عوض عرب سے اور لاتے تھے اور علی بن القیاس زنان عجم سے بھی نو بیبیاں رکھتا تھا اور خدمتگاران کے چکر میں اور کیا در روس اور گرجی اور فارس زبان تھے اور اسی قبیل سے زنان ترک اور فرنگ اور خطائی اور افغان اور راجپوت اور بنگالی اور گجراتی اور تیلانی اور کھتری اور مرہٹی اور سوائے اسکے اور بھی اسی پنج بقیں اور بولی انکی خوب جانتا تھا اور ہر روز ایک محل میں ان محلوں سے جا کر حیات مستعار حبش و عشرت میں اسطرح بسر کرتا تھا کہ ہر ایک عورت محل کی دعویٰ کرتی تھی کہ بادشاہ ہکون زیادہ تر دوست رکھتا ہو اور کتاب نوریت و انجیل کو پڑھ سکتا تھا اور علماء ہر ملت کو مقرر کر کے انکی روش کی خبر لیتا تھا اور گستاخاں ان کے جیسا کہ ہمارے بغیر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گتھن اور بہترین انبیاء سے یہودین و نصاریٰ بھی اسکا بہترین اور خوشترن ادیان سے ہو اور کسی دین میں عورتیں اجنبی مردوں سے مخفیہ چھپائی تھیں اور شراب کہ ام الفساد ہو حرام تھی محمد اللہ کہ پودوں اور انبیاء اور شرف الخوات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں ہر طرف ہوئے اور سلطان فیروز شاہ نے جب خطبہ اور سکھ دکن کا اپنے نام جاری کر کے چتر شاہی اپنے فرق مبارک پہنایا اپنے

بھائی احمد خان کو خطاب غنائی خان سے مخاطب فرما کر امیر لاکھنؤ اور اپنے استاد و مفضل اللہ انجو خیزاری کو کہ اس
 سید بزرگوار کے مباحث سے قابلیت اور کمال حاصل کیا تھا سلطنت کا وکیل کیا اور ملک نائب خطاب دیا
 اور بہت بہانہ کو بھی صاحب دخل کو کے امیر بزرگ کیا اور مورخین کا اتفاق ہو کہ جو تیس مرتبہ اس سلطان
 لونجوان نے کفار سے غزائی اور ملاوٹ و پیدری اور صاحب سراج النوار پنج وغیرہ نے چند جنگ مشر و حاکم قوم کے
 ہن اور باقی سے ساکت ہوئے انرا جملہ ایک یہ کہ لشہر آٹھ سو ایک ہجری میں دیوارے والی بیجا نگر تیس ہزار سوار اور
 نو لاکھ پیادے اور کماندار اور برق اندازہ قصد تسخیر مدکل اور ریجور اور بعضے پرگنات اور تصبات بامیں دو آب بلاد اسلام
 کی طرف متوجہ ہوا اور جب یہ خبر غیر و شاہ بھمنی کے سمع مبارک میں پہونچی سہارن پورہ باہر کر کے دار الخلافت حسن آباد گلبرگہ
 سے نہضت فرمائی اور شہر ساغر میں پہونچ کر لشکر کا جائزہ لیا بارہ ہزار سوار قلمبند ہوئے پہلے ایک زمینداران ساغر کو کہ
 کافر بیباک اور شرانگیز تھا آٹھ سات ہزار ہندی سے کہ کوئی نئے دستیاب کر کے نہ تیغ اور با کمال کیا اور خاطر فیض
 متاظر انکی طرف سے مطمئن کر کے جب لشکر پر اور دولت آباد دخل ریاست میں اسکی جمع ہوئے چاہتا تھا کہ کوچ کر کے دیوارے
 کے مدافعہ کیواسے متوجہ ہونا گاہ خبر پہونچی کہ رشک والی قلعہ کھتر نے حکام مند و اور اسیر کی حمایت اور مدد اور
 راسے بیجا نگر کی تحریص و ترغیب کے سبب مملکت برار میں آنکر حوالی قلعہ ماہور تک تاخت و تاراج کیا ہوا اور بہت
 اہل اسلام کی ایذا اور امانت میں مشغول ہو کر یازم شناعیت اور بیداری سے کوئی دقیقہ چھوڑا اس سبب سے
 تمام لشکر برار اور دولت آباد کا دفع اس فساد کیواسے مقرر کیا اور خود بدولت و اقبال بارہ ہزار سوار اپنے تخت
 ہمراہ رکاب ظفر انساب بیک دیوارے کی تنبیہ کیواسے عازم ہوا اور جو موسم برسات کے باعث آب کشندہ لغیانی پر تھا
 دیوارے اسطرف دریائے جمہ اور نیرگاہ ایستادہ کر کے لشکر اسلام کے عبور کا مانع ہوا اور سلطان فیروز شاہ نے
 ارکان دولت سے مشورہ کیا کسی نے ایسا جواب کہ سلطان کے خاطر عطر کی نسلی کا سبب ہونہ دیا بلکہ ایک مجلس
 نے کہ نام نامی اسکا فاضی سراج احمد اور امیر ہون کے سلک میں منظم تھا جب تارکلفت سلطان کے چہرہ انور سے مشاہدہ کیے میں فرحت کو
 لباب سے بوسہ دیا و تو راضی سے معروض کیا کہ اگر حکم ہوے بندہ سراج کہ دو تھوڑی اور جانفشانی کے جاوہ نربابت قدم
 ہی مع بعض اپنے اقارب کے جو محل اعتماد میں ہیں آب دریا سے عبور کر کے جس جیلہ سے کہ ملن ہو سکے گا آب کورات کے
 وقت دیوارے یا اس کے بیٹے کے دربار میں پہونچا کر اسکی شمع حیات کو گلگیر خنجر و کٹار سے قطع کر کے بھجا دینگا اور شہر طاسکے
 کہ جب لشکر کفار میں شور و غوغا بلند ہووے چار پانچ ہزار سوار بنجا طرہ جمع آب سے عبور کر کے نہر کو کفار کے تصرف
 سے براوردہ کریں اور اسوقت شاہ بھی بغیر تاخت نام دریا سے عبور کر کے ہلاکی کفار کی نجات سے بلاوے سلطان فیروز شاہ
 سے اس معنی کو تجویز کر کے خورشید عرصہ میں دو سو پندرہ مہین کے مطلق میں لگا کر کہتے ہیں چرنگا سے چرنگا سے چرنگا سے
 اور فاضی سراج جوان بیکدل اور یک زبان کے ہمراہ فقیر و نادیدنیوں کے لباس میں پائین آب سے آنکر اردوے دیوارے
 میں آیا اور جزا بات خانہ میں فروکش ہو کر ایک تجہ عیشوہ کو زخمہ کے ساتھ تہیاد عاشقی کی ڈالی اور آب کو عاشق و شہید اطہار کے
 اسکی ناز برداری اور اپنی بخون سلاوی میں کوتاہی نہ کی فضا را سید ملن شام کے قریب وہ تجہ بن شمن کو دلی ہوا اور پانی فاضی جیسا
 کہ عشوہ عاشقی اور صبری کا ہوا اور اسے اضطراب کے روہر و گئے اور یہ کلام کیا کہ ای محبوب جفا کار کما کارادہ ہوا اور اپنے شرف
 قدم کے کس مقام کو پہونچنے کا ادراپی جہلی کے نشتر سے کیون میری رگ جان کو قطع کرتی ہو اسنے جواب دیا کہ راسے کے

میں
 سراج احمد

فرزند نے ایک حبش عالی تریب و بکرتب کو میرے احضار کا حکم دیا پھر اچانک اس محفل میں جا کر ناچ اور گانے میں مصروف ہو گئی
قاضی نے کہا جیف مدحیف میں تیرے فراق میں کیونکر زندہ رہوں گا مناسب ہے کہ تو مجھے بھی اپنے ہمراہ اس محفل میں لے جا کر ارباب
نشاط نے جواب دیا کہ اس محفل میں اہل طرب و نغمہ کے سوا دوسرے کی رسائی نہیں تو اس خیال محال سے درگزر اور نہ تو اس
بہرہ سے بے بہرہ ہو قاضی نے کہا اگر ہرہ پیکر پریشان کن خصال شہری خصال تیرے ملائے انداز سحر و کرامات پر تو وہ جگت اُٹھا دے
کہ مجھ ایسے ملک سیرت تیری چاہ میں ماروت و ماروت کی طرح کنوئیں جھانکتے ہیں اور علم و سبقتی کے حصول کمال اور
تیری تھنوری کی دھوم سے شوری جو چہ کامو جہ تھا منہ نہیں کھولتا اور تیرے سازندوں کے طبلہ بجانے سے کچھ حاج
شرمانا ہی لیکن تیری محبت کی تاثیر سے میں بھی اس میں عاری نہیں ہوں جو باوجود کے کی طرح تال سم بے گشگری اور بچ سے
واقع ہوں بعضی چیزیں دہرائے کو سنا کر اپنے علم کے کمال سے نشیہ میں ہمارا دکھانے پر مستکرو جہ میں آئی اور تیرے منہ
نہ وہ بھی ساز گارے ہند کے اقسام سے ہو اسکے آگے پھینک کر فرمایا کہ اسکو بجایا قاضی صاحب منہل جھیر کر سرو گانے
میں مصروف ہوئے اس طرح سے دھیر دھیر خیال بٹا گیا کہ کبھی اسکے وہم و خیال میں نہ آیا تھا سنتے ہی وجد میں آ کر نہ بنو
و جہان رہی پھر وہ کلام کیا کہ تیری ہر اہی ہماری عزت و حرمت کا موجب ہے اس جگہ سے قاضی صاحب مع یار و انصار قحبہ کے
ہمراہ راسے دیو کی بارگاہ کبیر متوجہ ہو کر محفل عیش و سرور میں داخل ہوئے نظم بدیدند زبمی جو باغ بہشت نہ سرا بردہ
بر نیانی سرشت نہ ہمارے زادہ برا و رنگ نہ سر اسر بر آموہ و رو گہر نہ ز سر تا قدم ز بر سر نہ دی نہ
بر خندہ ز چشمہ لایوی نہ ز ہر و طر متراں گھر نہ ز بوز و رخشاں کمر و کر نہ اور جسطح کہ رسم دکن ہو ارباب نشاط
جوق جوق آکر رقص میں مصروف ہو گئے اور ہر چہ کر داری اپنے سحر اور نیز نگینان دکھانے لگی لولی چرخ اپنے فہم ہونے لگی
اور جب نوبت بازیگروں کی پہونچی قحبہ بازی روزگار سے غافل ہو کر قاضی کو مع اسکے ایک یار کہ وہ بھی مسخروں کے
لباس میں تھا اجازت حاصل کر کے مجلس میں لائی وہ آپ کو بصورت زنانہ راستہ کر کے کمرہ کنان جلوہ گری کے ساتھ
آئی اور منہل نوازی اور مسخرگی اور نقش و صوت اور حرکات و سکنات کہ جب کو حیرت و کرات کہا چاہیے
ساحری کر کے رائے زلوہ کو اپنے تاشہ کا فریقہ کیا اسکے بعد جب اس ملک کے مسخروں کا دستور ہو کہ وکٹا رہنہ تاشہ میں ایڈر
بازی کنان رائے زلوہ کے قریب پہونچے تو ان نے ایک بارگی چا بکدستی کر کے کٹا رائے زلوہ کے سینہ پر کھولے کا لاجید اور ملا علیہ
تھا مار کر کام تمام کیا پھر اوروں کی طرح متوجہ ہوئے اور وہ پانچ نفر اور چار سرا بردہ کے باہر ایسا وہ اور گوش بر آواز تھے
سرا بردہ چکر بہرعت تمام ہر آسانیمہ میں داخل ہوئے اور ہنود کو کہ اکثر انہیں متوالے اور بخود تھے مجروح کر کے
چراغ و شعل جو کہ اس محفل میں تھے گل کر کے سرا بردہ کے شکاف سے نکل گئے اور ایک ایک گوشہ عافیت میں پہونچا کر
نظر عیون شکر اسلام ہوئے نظم جو اندر قاضی جو غرتمہ شیر نہ سوئے رائے زلوہ در آمد دیو و راکشت ہر دیگران
حکم کردہ و مارا ز ہنودان بر آورد کردہ اور اہل مجلس جو اکثر موشی میں مشغول تھے اور پیش و پس بجا نہ رکھتے
تھے سر سیمہ اور جہان ہوئے اور غلغلہ و آشوب ہسکر کا اوج افلاک پر پہونچا اور وہ رات کہ دل عاشاق پیران سے
تاریکتر بلکہ اوجا و حندقی آوازیں مختلف لشکر گاہ میں گوش زرد ہوتی تھیں بعضے کہتے تھے کہ مسلمانوں کا بادشاہ و پادشاہ
سوار یک آکب کشتہ سے عبور کر آیا ہو دیو برائے اور اسکے فرزند کو تیغ کے گھاٹ اتار دیا ہو اور بعضوں کا یہ قول تھا کہ مسلمان لشکر
سے جلا ہو کر دریا سے آ کر کشتیوں لائے ہیں القصبہ جو وہ شب و شب دیو اور مہلاک تھی اور اردو کے کھار کا عرض و طوں پانچ

فرسنگ سے زیادہ تھا اور امرا و سپاہ اپنے مقام میں مستعد ہو کر کسی وجہ بخون سے بآہ و نوحے یہاں تک کہ تین چار ہزار سوار اہل اسلام ان کو گردن چرینہ پر جو اسی دن کیواسطے تیار کیے تھے جا بیٹھے اور گھوڑوں کے زین پر کاٹ کر دریائین خشکیا کیواسطے چھوڑ دیا کہ بار ہوے اور وہ پیادے جو ساحل کے کنارے ہوئی باری اور غلطی میں مصروف تھے لشکر اسلام کے عجز اور زور و کشتور و غوغا سے پرست و پاہو کر بھاگ گئے اور سر کھینچ کر کشت سلطان فرور شاہ بھی بغیر لشکر ہر ویکہ بالہمینان تمام آب سے عبور کر کے سپیدہ صبح کے قریب اردو کے کفار پر تاخت لایا اور چو دیوارے کا لشکر خیل بیابانی کی طرح جا بجا متفرق تھا اور دلدند کے مقتول ہونے سے اسکے ہوش و حواس بجانہ تھے اپنے فرزند کی لاش اٹھا کر طلوع آفتاب سے پیشہ بھاگا اور سلطان نے غنائم بشمار دستیاب کر کے بیانگر کے اطراف تک تعاقب کیا اور چند مقام میں مقابلہ و قتالہ واقع ہوا اور مرتبہ تائید ربانی اور یہ فضل اللہ انجو کی مہاسن سعی اور نیکو خدمتی سے نسیم نفع و طفر سلطان فرور شاہ کے پرچم سپاہ پر چلی کشتہ کا پشتہ نمود ہوا دلک فضل اللہ تو تیر من ایشاء والند و الفضل انظیر اس کے بعد دیوارے کے سلطان کی ہلیت اسکے دل میں تھی ان کی ناب ملایا ملعہ بیانگر میں شخص ہو کر صف جنگ سے روگردان ہوا اور سلطان فرور شاہ نے خانخانان اور یہ فضل اللہ انجو شیرازی کو کفار کے ممالک جنوبی کی تاخت و تاراج کے واسطے کہ نہایت آباد و معمور تھی رخصت فرمایا اور قاضی منہاج کو ساتھ اپنے منصب کے کے لافعی اس خدمت اور ہاں سپاہی کے تھامس فراز کر کے نام لشکر امراسے صاحب سکوہ کیا اور خانخانان کے ہمراہ تعین فرمایا انھوں نے حکم کے موافق منیب و غارت میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا اور لڑنے کے اور دیکھیاں بشمار اسیر کر کے مراجعت کی اور جو اولاد براہمہ سے مرد و عورت و نہر آدمی مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار ہوئے تھے برہمنان صاحب اعتبار بیانگر نے دیوارے سے عرض کی کہ حیثیت تمام مالک کی اور ہم اتفاق کر کے جب قدر زر کہ حکم ہووے داخل کریں چاہیے ہو کہ اسے بھی حسبہ اللہ کار سازی میں مصروف ہو کر مسلمانوں سے موافقت کرے اور نام بندی کو ربائی بخشے دیوارے نے براتماس پذیر کر کے اپنے ارکان و ولت کو تاکید کی کہ جب قدر زر و سپہ یمن ہو مسلمانوں کو دیکھتے اسیر دن کو راکرین ایلچون نے بعد آمد و شد و گرفتار کوے بسیا و میر فضل اللہ انجو شیرازی سے یہ اقرار کیا کہ ہم دس لاکھ ہون خرمہ عامرہ میں داخل کر کے لاکھ ہون انکو حق السعی پیش کو نہیں باب ہمارے بندو نکور راکرین پھر چھ لاکھ ہون براہمہ اور عایا نے پور پانچ لاکھ ہون پوراسے نے میر فضل اللہ کے پاس بھیج دیئے میری ایالہ اللہ کے اخلاص تمام و کمال سلطان کے ملاحظہ میں در لایا اور صدر حسین و وزیر ہوا و طر فیض سے جیسا کہ دستور صلح کے بعد لازمہ عہد و میثاق ظہور میں آیا اور یہ اقرار ہوا کہ موجب عہد نامہ قدیم عمل کر کے رعایا اور وایا ایک دوسرے سے مزاحم اور متعرض نمودین الغرض سلطان یہ صلح واقع ہوئی بعد قیدیوں کو لشکر سے راکر کے عازم مراجعت ہوا اور جب آب نمند رہے عبور کیا پورا و خان ولد صفدر خان سیستانی کو مابین دو آب کے انتظام کیواسطے مامور کیا اور بسید الی تعالیٰ حسن آباد لکھ کر کیطرت منوجہ ہوا اور بعد از دل و جلال و توین مہینے کے کر لعب سفر سے آسائش ہوئی اوائل ششہ آٹھ سو و ہجری میں زنگی کی کوٹھالی برقاہد ہو کر با کیطرت روانہ ہوا اور کارکنان جب سامور ہو پوچھا مقدم و بان کا زنگی جیسے شیطان کے دوسرے سے گاہ ہو کر کشی اختیار کی تھی پھر قرمان درگاہ کے درلیع سے افان تھام ہو کر پلے بوس سے مشرف ہوا اور بے غیش نمایان گردانکر مع فرزند و ملازم رکاب ہوا اور سلطان نے ایک مہینہ اور پانچ دن سامور میں استقامت فرمائی بعد ان سے کوچ کیا جب قلعہ کھتر کے اطراف میں وارد ہوا زنگی کا فوج جو صاحب سامان و اہل و عیال تھانہ کھانہ و داری کے

تمام کوستان اور بہت ممالک اس طرف کے جو اس سے تعلق رکھتے تھے اپنی حکام خاندانیں اور مالوہ کے پاس بھیجا کہ طلب
کی اور ان حکاموں نے اول مرتبہ زرنگمہ کا غلبہ ملاحظہ کر کے لگتے بھیجی تھی پھر اندون میں ذلت و خواری کے خدا سے خوانان
ہوئے اور مدد کے بارہ میں جواب مانا دیا لیکن زرنگمہ نے باوجود اس حال کے سلطان فیروز شاہ کے مقابلہ پر آمادہ ہو کر
نشر کرنا شروع کیا اور کھترہ سے دو منزل آگے بڑھ کر بنائے جنگ ڈالنے اور حرب واقع کرنے میں ثابت قدم اور راسخ و دم
ہوا سلطان فیروز شاہ کو منظور تھا کہ خود سوار ہو کر جنگ پر آمادہ ہو وے خانخانان اور میر فضل اللہ انجو شیرازی نے عرض کیا
کہ اگر یہ خدمت بندگان درگاہ کے جانب رجوع ہو وے تائید ربانی اور توفیق یزدانی سے اس کا فرشتہ انگیز کا شرف ترین و ہم
سے دفع کریں سلطان نے یہ ملتمس پذیر کر کے دونوں کو اس خدمت پر مامور کیا اور انھوں نے اتمام حجت کے لیے
زرنگمہ کو پہلے اطاعت اور قبول باج و خراج اور اجتناب جنگ کے بارہ میں بتا لیا کہ وہ سب الفہ تمام نامہ تحریر کیا
زرنگمہ نے نافرمانی کی اور جنگ سے باز نہ آیا صفوف حرب آراستہ کیں اور خانخانان اور میر انجو بھی اعدا تہیبا انواع
سپاہ غنیم پر حملہ آور ہوئے جنگ عظیم ہوئی پرہ کے پرہ جو انون ووز نامی پہلوانوں سے خالی ہو گئے صفحہ دست یکسر کشتوں
سے بھر گئے شجاعت خان اور ملا درخان اور رستم خان اور بہادر خان جو امر اسے معتبر سے تھے درجہ شہادت کو پہونچے
حق تک سے ادا ہو کر نام روشن کر گئے اور کفار کے غلبہ سے لشکر اسلام کے بہادر شرف ہوئے اور خانخانان کہ مہینہ
میں تھا اور میر فضل اللہ انجو شیرازی میرہ میں یہ دونوں جماعت قلیل سے معرکہ میں ایستادہ حیران تھے کہ اس عرصہ
میں میر فضل اللہ انجو کو خبر پہونچی کہ خانخانان بھی درجہ شہادت میں فائز ہوا میر فضل اللہ نے اس سانحہ کے اخفا کے بارہ
میں حکم کیا اور دوسو جوان آگے بڑھا کر کہا کہ شادیا نہ کے نقارہ پر جواب مارین اور شہر سو کرین کہ سلطان فیروز شاہ
خود بنفس نفیس لگک کی واسطے پہونچے خلاصہ یہ کہ اس بشارت فیض بشارت سے وہ جوان کہ راگندہ ہوئے تھے قوج فوج
میر فضل اللہ انجو سے ملے ہوئے اور میر فضل اللہ نے ان کفار کو جو مقابل تھے منہزم کیا چونکہ خبر خانخانان کے قتل پہونکی
غلط فہمی بلا توقف اپنے تئیں اسکے پاس پہونچا پھر سبھوں نے اتفاق کر کے کوسل راسے ولہ زرنگمہ راسے کو جو معرکہ میں ایستادہ تھا
مغمور و مغلوب کر کے دستگیر کیا اور کفار کو قلعہ کھترہ تک پہونچا کیا اور کسی پر رحم نہ کر کے دس ہزار نفر ہندو سوار اور پیادہ سے
قتل کیے اور زرنگمہ ہزار محنت سے آ پکو قلعہ میں پہونچا کہ قلعہ بند ہوا اور لشکر اسلام نے محاصرہ کیا اور بعد دو مہینے کے
ایلیان قلعہ نے عاجز ہو کر امان بجاہی خانخانان اور میر فضل اللہ انجو نے جواب دیا کہ ہکو اس بارہ میں کچھ اختیار نہیں ہو
اور بدو ان اسکے کہ زرنگمہ سلطان کے بسا طلوس سے مشرف ہو وے یا مہر صورت نہ باندھے گا پھر زرنگمہ اور اسکے عزیزوں
نے اچھوڑ میں کہ سلطان فیروز شاہ کا لشکر گاہ تھا جا کر فریاد و زاری کی کہ ہم بادشاہ کے غلام ہیں اور راز روے چل
جو بشارت کہ ہمسے واقع ہوئی نادم اور ہشیان ہیں اگر حکم ہو وے قلعہ خانخانان اور میر فضل اللہ انجو کے محاصرہ رکھنے ہیں
انکے سپرد کریں اور جو سلطان اپنے باج گزاروں کے سلک میں شمار کر کے قلم حقوہاری جو انکے پر تھے اس سلطان علی الدین حسین
کا گوی بہمنی کے عہد کے موافق ہر سال ادبے باج و خراج کر کے ہادہ عبودیت پڑنا بت قدم اور راسخ و دم ہوئے سلطان
فیروز شاہ نے زرنگمہ کو خلعت اور کلاہ زرد و زری کی کہ عنایت کردہ سلاطین ہمینہ تھی امداد فرما کر اسکے بیٹے کا سبب لائیاں
انکے سلک خدمت گاران خاصہ میں جگہ دیکر جالیس ہاتھی نامی اور پانچ من طلا اور بچاس من چاندی اور بھی تحف
وفاس دیکر دیکر قلعہ کھترہ کی تسخیر سے درگزر اور جب خانخانان اور میر فضل اللہ انجو لشکر بزرگ میں ملے ہوئے

نمبر

نرسنگھ کو خصت دیکر ظفر منصور مع خنائم ہو فوراً الملک احسن آباد گئے کی طرف مراجعت فرمائی اور جو کہ وہ فتح میر
 فضل اللہ پنج شیرازی کے نام ہوئی تھی مراتب عالی سے سرفراز ہو کر سر لشکر کی برادر خیموں اور ممتاز ہوا اور شہنشاہ
 آٹھ سو چار ہجری میں امیر تیمور صاحب قرآن کی درگاہ سے انبار ستوارہ پہونچے کہ وہ حضرت چلہتے ہیں کہ تخت گاہ دہلی
 کو ایک اولاد بزرگ کو دیکر نام مالک ہندوستان کو سحر اور مفتوح کیسے اور اگر حاجت اور ضرورت ہووے ایکبا خود
 بنفس نفیس بھہرندوستان میں درآوے اس سبب سے سلطان فیروز شاہ نے از روئے احتیاط اور پیش بینی کے امیر
 نقی الدین محمد داماد میر فضل اللہ کو مع مولانا لطف اللہ سنواری کے کہ فضلاے بائے تخت بہمنیہ سے قحاصع تحف دہلیا
 خزانہ اور ایک محبت نامہ شعر و مخبر اتحاد خلاص بے پایاں دریا کے راستہ سے امیر تیمور صاحب قرآن کی درگاہ میں بھیجا اور یہ جب
 آستان پوسی اس شہنشاہ جہان پناہ سے مشرف ہوئے موردا کرام و اعزاز بے پایاں ہو کر جو بیٹے آنحضرت کی ملازمت
 میں بسر لینگے جسوقت کہ پیشکش مع اسباب گران بہا و نقد و جنس کثیر کی درجہ قبولیت میں پہونچا شہنشاہ عالم پناہ
 بر تہ اتم سرور ہو اجابا بلجیون نے التفات خدا سے زیادہ شادہ کیے بعض مقرران بساط خلافت کے ذریعہ سے عرض
 اقدس میں پہونچا کہ سلطان فیروز شاہ بہمنی کجبتان درگاہ عالم پناہ سے ہوا واپس تین سالک و پنجواہان مخلص سے
 شمار کر کے ارادہ مصمم رکھتا ہو کہ جسوقت حضرت دار الخلافت و ہلی کی طروت غنان توجہ منعطف فرماوین کسی بادشاہ ارادہ عظام کو
 اس دیار میں نامزد کوین میں بھی چکا خدمت کا کر جان پر باندھکو کن سے و ہلی کی طروت عازم ہوں اور خدمت مناسبتہ
 پیش پہونچا کہ حضرت کی عنایت سے سرفراز ہوں امیر تیمور صاحب قرآن بھی سلطان فیروز شاہ کے حسن و اعتقاد و اخلاص
 سے باوجود بعد مسافت و خطو طوار و زحمت و شوق ہوئے اور اپنی زبان مبارک سے ازسا دکیا کہ ہنہ و کن اور گجرات اور مالوہ کی
 شاہی فیروز شاہ کو عنایت کر کے اجازت جزا ورجوع لوازیم سلطنت کی فرمائی اور اس مضمون سے فرمان سعادت نشان
 سلطان فیروز شاہ کے نام صادر فرمایا اور اسے فرزند خیر خواہ لکھا اور بلجیون کی خصت کیوقت اسکے واسطے لکھا اور
 شمشیر ابدار مصلح کار اور چار قبہ ملوکانہ کہ مراد عماری اور جزا ورجوع اور حق سے ہوا ایک غلام ترک و چار گھوڑے
 نامی کہ ویسے گھوڑے کبھی دکن میں نہ آئے تھے رسول فرمائے اور شاہان گجرات اور مالوہ اور خاندیس کہ اب تک اپنی
 بادشاہی میں استقلال تمام پہونچا کہ مستقل ہونے کے تھے سلطان فیروز شاہ کے داعیہ و پیش بینی سے متفکر ہوئے اور اپنی
 اسکی درگاہ میں بھیجکر پیغام دیا کہ ہم سب بھائی ہیں چاہیے کہ سب بالفاق رہیں تو بادشاہ دہلی کے صدریہ سیاہ سے حصون
 اور محروس رہیں اور کسی طرح کا صدر مہار آسید نہ پہونچے اور یہ جانکر کے ساتھ بھی بنیاد آشنائی اور خصوصیت کی ڈالکر مخفی پیغام
 دیا کہ جسوقت ملوک ملک کی احتیاج پڑے اطلاع کرو تو حتی المقدور لوازیم اعانت و امداد و بجا لاوینگے اس سبب سے رائے بجا لگ
 نے سلطان فیروز شاہ کی نسبت تغیر سلوک کر کے نین چار برس تک باج و خراج مقرر ادا نہ کیا اور شاہان مالوہ اور
 گجرات اگرچہ غلام ہوں ملائمت کرتے تھے لیکن اپنی سخت دلی سے رنجیدہ ہو کر مقام برخاش میں ہوئے سلطان فیروز شاہ
 صلاح وقت دیکھکر باج و خراج کی طلب میں شدت نکرتا تھا عہد آسہل و تغافل کر کے فرصت اور قابو کا جویا رہتا
 تھا کہ اس عرصہ میں ایک سنار کی لڑکی نے فتنہ خوابیدہ کو بیا کر کیا اور سلطان فیروز شاہ نامہ حامل مضمون کر کے کامروا
 ہوا چنانچہ ملا سیدری نے شرح اس داستان کی یوں مرقوم کی ہر کاندون میں حسن اتفاق سے کہ عبارت و انقت اجرام
 طوی اور سفلی سے ہوا بیت مکمل میں جی سبحانہ تعالیٰ جل شانہ نے ایک رنگہ کہ نہایت مفلوک اور چھولی سے ہمسایہ کے لوگ

اسے نہیں پہچانتے تھے اسکی ایک راکھی پر تھمال نام پر ہی پکیرا ہوا منظر کو کہ بقاشی قدرت و لطف ترکیب و دراز کش
چہرہ بین اس کے کمال قدرت ظاہر کیا تھا نظم پر ہی پکیر نگار سر و قد کے کہ حسن از روئے او سوا یہ بردے نہ عکس
عارض رخسار رضوان بخت ۴ زہر جو ریاں پیرایہ بردے ۴ یا یہ کہا چاہیے کہ دست مشاطہ صنع یزدانی نے صاحب طہرون
کی تفریح کے واسطے اس کے رخسارہ و لہریں کو زیب و زینت کے اور ثبوت سے آراستہ کیا اور صیقلی ازل نے صاحب لون
کے نظارہ کی واسطے اس کے آئینہ عارض کو مستقل عنایت سے روشن کیا اور شہید تابان اس کے جمال جہان آرا کے شاہد سے
حق خجالت میں غرق اور شک خطا اسکی زلف عنبرین بو سے آتش غربت میں جلنا تھا نظم لب بلبش نگین خاتم جسم ۴
دہان از حلقہ انگشتری کم ۴ ز رنگ عارض رخسار روئے ہوا لعل ۴ خم زلفش در آتش کردہ صدلعل ۴ خدائش قبلہ آتش پرتان ۴
دہانش آرزو سے تنگستان ۴ اور با وصف ایسے حسن و جمال اور ناسبا اعضا کے کہ بیان ہوا دواہب بے منت نے
حسن صحت یعنی خوش الحانی اور شیرین کلامی اور جادو و بانی بھی اس کرامت کے علاوہ عنایت منہر مائی تھی مصرع
گل بود ولسنبہ نیز آراستہ شد ۴ اور یان باب اس کے جسطرح کہ رسم ہندو وون کی ہو جانتے تھے کہ اسکی شادی مغرب میں
کسی برادری کے لڑکے سے کریں راکھی اس کے قبول سے سرتاب ہو کر بولی کہ ہر چند والدین کی اطاعت فرزندوں پر واجب
و لازم ہے لیکن عطف جلی پر اعتماد کے عوض گزار ہوتی ہوں کہ جو ہر گران بہا اور گوہر شاہوار ہر گوش کے لائق
اور عزیزا را اور مشک خطا ہر مشام کے سزاوار نہیں کسو اسطے کہ بسن کو طبلہ عطار سے کیا نسبت اور زہرہ کو درج
جو اہر سے کیا کام پس نکو با وجود نسبت پدری اور برادری کے اس فکر میں پڑنا اور پیوند کی تلاش میں پھرنا بہت بے
مناسب دیکھتی ہوں القصہ حسن قادر نے کہ مجھے اس عطیہ کے سبب دوسروں پر امتیاز بخشا ہے وہی کار ساز اسکی بھی جاہ بازی
گریگا تمھیں لازم ہے کہ مجھے اس کے لطف و احسان اور حفظ و حمایت میں چھوڑ دو اپنے تئیں فکر پیورہ اور محنت بجا میں نہ مبتلا کرو
اس صورت میں مان باب کو بھی مجال کلام نہ رہی خاموش ہوئے اس عرصہ میں ایک برس کن سال کہ یہی انگریز کاشی
میں کہ مراد نارس سے ہو جا کر پھرنا ہوا اس قریہ میں پہونچا اور حبیب کہ مسافر و کا دستور ہو اس زرگر کے مکان میں و کوش
ہوا اور اس مکان کے نام مگین اس ذخیرہ پیکر کے سوا برہمن کی زیارت اور قدیم ہوس سے مسترف ہوئے اور خدمات نشا لستہ
بجالاتے اور اس زہرہ جبین ماہ یکا کی واسطے التماس دعا سے خیر کی برہمن نے گذشتہ اور آئندہ ککر پوچھا کہ تمار لڑکے و کنیاں کہاں ہیں
بولے کہ وہ شمع شبستان پس پردہ جلوہ گر ہو چو کہ یہ قاعدہ نہیں ہے کہ بہو بیٹیاں اکثر سندر وون کی مرد بگاہ سے رو پوش ہو وین
خصوصاً برہمنوں سے اسوجہ سے برہمن متعجب ہوا اور پردہ نشینی کا سبب استفسار کیا مان باب نے شہر و جا احوال اس پر
گل نام فتنہ خرام کے حسن و جمال کا اظہار کے اپنے درد دل اور خزن و ملال سے اسے آگاہی بخشی برہمن اس غیرت
آفتاب کی دلیری اور دلبری کے حالات سننے سے اس بت پر فن کے دیدار کا مشتاق ہوا اور باوا زلبن پکارا لکھی میں تجھے
فرزند صلیبی سے ہزار درجہ بہتر اور برتر جانتا ہوں متوقع ہوں کہ چند ماہ کی طرح سحاب پر وہ سے نکل آگے میرے تیرے جمال
کے دیرین سے روشن ہوں الغرض بعد مبالغہ پسند و زہرہ جبین برہمن کی پا پوسی سے سرفراز ہو کر اپنے ادب سے ایسا دہوئی
نظم جادو نگین منم فریب ۴ گذشتہ در جہان نیکیے ۴ صدر پر منشن بخون شستہ ۴ در چکدہ بت بہت شکستہ ۴ شمشاد قندے نیاز
رستہ ۴ صدرہ یعنی بگلاب شستہ ۴ در پردہ وید جلوہ گاہش ۴ دھانہ و پابرق ہاش ۴ الماس نرادر و خوش نیز ۴ ہم
دشمنہ نشان و ہم نکر ۴ مالیدہ چو گل بجائے غارہ ۴ صد صندل تر بخون تازہ ۴ پید پوجہ عنبرین مار ۴ از ہر خم مو

ہزار ہا ہزار ہا والی طرہ و آن عذار ہوش و موہن دلی بدست آتش و آرزو کہ زخم غم و اسوخت و زرا بر شمشاد
 زخم او و دخت و چمنش کہ چو فتنہ مست خفته و صد و شش و آن نشین نہفتہ و از شرم گلند پرورہ و بر پیش
 در روز ندیدہ سایہ خویش و در پردہ بصد ہزار بازی و در پردہ وری و پردہ سازی و جز آنکہ کس ندیدہ
 دستش و جز سر نہ ندیدہ چشمش و پیشانی غمہ ناز و ناز و ابرو بکشمہ ناز و ناز و بودند قبیلہ و تبارش و
 جرت زوگان کار و بارش و برہن نے بر تہال کو بدیدہ بصیرت و کھلکہ کما دی فرزند حسن تجارت بخش بیندہ ہر
 اخلاق خوب اور اطوار و خوب بھسنے ظاہر اور ہویا ہونے ہیں اور یہ احوال و حالات تیرے بیک عاقبت ہر کھتا ہو
 بیت می شنیدم کہ جان جانانے و چون بدیدم ہزار چندانے و اور جو برہن علم موسیقی میں مہارت تام رکھتا تھا
 اور اکثر سازوں کو خوب بجاتا تھا اس زہرہ جبین کو اپنے پاس بٹھا کر خیر اور سرسندل بجا یا جو کہ وہ سرمایہ حسن و
 دلبری اس فن کی طرف رغبت تام رکھتی تھی اس کے حسن و سلوک اور اخلاط سے نہایت مخلوط ہوئی سچ ہو جو
 گانے والے شہرہ آفاق گانے کے مشاق خوش آواز نغمہ پرداز ہوتے ہیں جن و انش کے ہوش و جو اس کھونے
 میں قصہ کو ناہ برہن یزمن ایک سال زرگر کے مکان میں مقیم رہا اور اس غم و ہن غم و ہن غم و ہن غم و ہن کے
 لوازم تعلیم میں تقصیر نہ کی اور بر تہال بھی جیسا کہ شیوہ شکار دان نیک نہاد کا ہزاروں کے خلاص و احتیاط کی پٹری
 میں کہ ایک تو برہن اور دوسرے استاد تھا حاضر رہتی اور نہ ہون کو حاصل کر کے اس دخت بار و اسے ایک میوہ چھوڑا اور برہن
 بر تہال کو علم موسیقی میں صاحب کمال و کھلکہ نہایت ہوا اور بیجا نگر کی طرف جاکر بر تہال کے حسن و جمال کا افسانہ ہر ایک
 امیر کے سامنے بیان کرنے لگا ناگاہ بہر دیوار سے نشینی برہن کو بلا کر داستان اس برہن مہرکہ اہست کی استفسار کی
 برہن نے آئندہ با کھلکہ اس طور سے بیان حالات و کیفیات کیا کہ آتش عشق دیوار سے کے مجسمہ میں با فروختہ ہوئی صبر و
 قرار فرما رہا تھا و تحمل سینہ سے دور ہوا و الفت کے نشہ میں چور ہوا صورت تصویرہ دام الفت کا اسیر ہونے کے
 عالم میں رہ گیا برہن کو آغوش محبت میں کھینچ کر بعد اطف بزرگانہ نوازش فرمائی اور برہن کے ہاتھ دیک مرصع اور
 نفوذ فراوان کر کسی کو اس سے خبر نہ تھی مد کل کی طرف روانہ کیا اور برہن کو فمائش کی کہ جس جیل سے ممکن ہو اس پر
 بیکر کے مان باب کو اتار نفوذ آدم فریب سے خوشنود کر کے اور وعدہ خطاب رانی اور بزرگی کا اس غارت گرد و است اسن و
 امان کی گوش زرد کر کے بیک مرصع یعنی مالا اسکی گردن میں ڈال اور بیجا نگر کے بٹخانوں کے تیرہ کے بہانے اسے عالم آرا سے
 کی بارگاہ میں پہونچا برہن اس خدمت کو ترقی درجات کا سبب جان کر بکھیا و انتحال اس طرف روانہ ہوا اور ہر ایک قدم میں
 ہزاروں جال خیال کے اور لاکھ افسانہ افسانہ حصول مقصد کی واسطے درست کرتا تھا یہاں تک پہونچا کہ وہ مرغ زرین بال
 طاؤس ہزام شاخا و شکار اس قطعہ زرین پر آئینا نہ رکھتا تھا اول اپنا آنا دھوتوں اور آئیناؤں کے اشتیاق اور دیکھنے کا
 بہانہ کیا اور بعد و تین دن کے بعد مقدمہ فریب کو ترتیب دیکر اس کام میں ہر کاری کی اور بر تہال کے مان باب
 اسے صاحب تہال کے پیغام سے آکھو ہفت خگاہ میا ہی برد کھلکہ شادان اور نازان ہوئے اور اس معنی کو قبول کیا
 اس کے بعد برہن نے باسید واری تمام دیک مرصع اسباب کے درمیان سے برادرہ کر کے مان باب کی تجویز سے جا ہا لڑکی
 کی گردن میں ڈالنے لگی نے اس کے قبول سے سرسرا عرض کیا اور اسکی طرف اصلا خیال نہ کر کے جو بدایا کر اسے بیجا نگر کا دستور
 ہو کہ جس لڑکی کو اپنے حرم سرا میں جگہ دیا ہو دوسری مرتبہ مان باب و عزیز قاری کی ملاقات کی واسطے حضرت کمر کے عید کا

وعدہ قیامت پر ڈالتا ہوا اگر تم مجھے نیرہ ہوا اور مجھے اس حق متاع و نبوی کے عوض فروخت کرتے بھی تھے بےزار نہیں ہوں اور یہ بھی نہیں چاہتی کہ لے کے بیانیہ کے مجلس میں قید ہو کر تمہاری ملاقات سے محروم مطلق ہوں اور جب مان باب اور اسناد سے اس کے پیرا کرنے میں منت والی حاح حد سے زیادہ کر کے دوسو سو بہت کیے دختر لاعلاج ہو کر کلہ لہجہ کر مر درستی سے ہر درمیان میں لائی اور زبان جو ہر فشان سے کہا کہ مجھے سرفروش اقبال اور مخبر نخت نے یہ بشارت فیض بشارت دی ہے کہ اپنے پرانے کی بے محنت و مشقت شرف اسلام سے شرف ہو کر اسی دیار میں بابا عسرت عشرت سے بدل ہو گئے لازم کہ تم بھی باؤن داسن صبر میں کھینچی منظر عنایات غیبی اور فیوضات لایسی رہو اور اسے بیانیہ کے اس متاع فرستادہ پر کہ فی الحقیقت مایہ نعم و الم ہر فرشتہ نہوا اپنے تئیں اور مجھے بلا میں مبتلا نہ کرو یہ سن کر برہمن خاک تو امید ہی اپنے چہرہ بخت بڑا لکڑ بکری طرف رہی ہوا اور اسے دیو کے حضور میں حاضر ہو کر قصہ مان باب کی رفا مندی اور لڑکی کے انکار کا کہ سنایا دیو اسے قانون طرب کو سازا امید سے بھینک کر بے بقاری کو دم آتشین سے بجائے لگا اور حیات مستعار سے سیر ہو کر آب خوشگوار زندگی کو مذاق جان میں ملے کیا اور جہاں کو آتشکدہ سمجھ کر قرین سوز و گداز ہوا نظم در عشق ہو گد اخن نیست + این سو ختن است ساختن نیست + این عشق کہ ہست بخود از خویش + فرستاد شناسد نہ درویش + بامیست لہد بلند بستی + ہاں پاسے نہ لغزوت رستی + القصہ جب خار عشق نشکیدیالی دلواری کے سینہ عافیت میں چھبائے شرم و ہوشیاری کا آسکے ہاتھ سے گیا اور دفر حمد و پیمان سابق کا آب نسیان سے دھویا اور فوش آسودگی اور امان کا لپٹا غمضکہ اسی عرصہ میں سیر و شکار کے بہانہ بیانیہ کے مع فوج دریا موج برآمد ہوا جب آب تندرہ کے ساحل پر پہونچا پھان عقل جنوں کے ہاتھ میں دیکر انجام نہ سوچا ہر خیزد صاحبان گستاخ مانع آئے فائدہ نہ بخشا مع باج ہزار سوار اور پیادے ہزار پیشہ مار کے آب تندرہ سے عبور کر کے حکم دیا کہ کسی اگر طرقت توجہ نہ کر کے شب و روز قطع سانس اور سرعت سے کام رکھو اور دلالت مد کل میں پہونچ کر قرین ہر تہال کو محاصرہ کر کے اس آہوے وحشی لینے پر تہال کو دستیاب کر کے مراجعت کرو اور جو کہ غصہ عقل مانع سے دیا تھا یہ نہ کیا کہ برہمن کو بیشتر روانہ کر کے بر تہال لے مان باب کو مخفی حقیقت حال سے مطلع کرنا تو لشکر کے پہونچنے سے کسب طح کے ہراس کو اپنے ولیمین راہ نہ دیتے اور امیدوار ہو کر اس مقام میں رحلت آقامت ڈالنے لگے سوا سٹے کہ اس لشکر بیداد انز کے پہونچنے سے ایک دن بیشتر خبر اس ولایت کے باشندوں کے گوش زرد ہوئی تھی مان باب پر تہال کے باتفاق دختر دہان کے تمام آدمیوں کو لیکر جابے دور دست میں بھاگ گئے تھے اور مردم دیوار سے وہ حالت مشاہدہ کر کے نو میدی کی خاک اپنے سروں پر اڑانے لگے سمیت نیست زنجب بد بنونہ + فریاد زنجبہ + انز گونہ + اور عاودت کی وقت جیسا کہ رسم سیاہ ہر سلطان فیروز شاہ کی ملکیت میں سیاحت اندازی کر کے بہت سے قمر اور قصبہ تاخت و تاراج سے خاک سیاہ کیے اور نولا دغان و ہاں کے ناظم نے اس معاملہ سے خبردار ہو کر فوج قلیل سے تعاقب کیا اور رد تعاقب کرنیوالوں کی قلت پر نظر کر کے آب تندرہ کے اطراف میں مشغول کارزار و سرگردم بیکار ہوئے کوئی کسب دافن سپہری کا ایسا نہ تھا جو سر میدان ناسے ظاہر نہوا لیکن نولا دغان نے پیچھے ہٹا کر اسکی جمعیت کو درہم درہم کھا اور ہشتہ عشرہ میں لشکر اور جمع کر کے انکے کوچ کی وقت تاخت لایا اس سبب سے کہ بریشان جاتے تھے شکست فاش پائی و دہر برہند و قتل ہوئے اور جب اخبار نویسوں نے بنجر سلطان فیروز شاہ کو پہونچائی اس وقت حضار لشکر اطراف کا حکم دیا پھر تو افسروں اور غازیوں نے میں ملک فیروز آباد میں خیمہ دگر گاہ برپا کیا فیروز آباد کو نگار چین کا نمونہ بلکہ اس سے

دو کیا سلطان فیروز شاہ بساعت سعید او اہل موسم زمستان آٹھ سو چھ ہجری میں غنیمت و شوکت بادشاہان
دو ہی الاقدار پائے فتح و نصرت رکاب میں لایا بیت زبے گرفتہ از مہ تابماہی و سپاہ دولت فیروز شاہ ہی
اور اسوقت بیجا نگر کی طرف روانہ ہوا کہ دیورائے وہان کے قلعہ میں قلعہ بند ہوا تھا چاہا کہ بغیر و قہر اس شہر میں داخل
ہو کر مسخر و مفتوح کرے دیورائے مقام محافع میں ہوا کرنا ٹکیان کہ اکثر داخل بعض محلات شہر میں ہوئے
تھے راستے گھر کر اہل اسلام کے سنگ راہ ہوئے اور مزاحمت پہونچائی اسوقت تمام مسلمان شہر سے برآمد
ہوئے اور شہر کے باہر گئے دیورائے کہ صولت و شوکت اپنے باپ سے افزون رکھتا تھا قلعہ سے برآمد ہو کر ہزار کی
پناہ میں ایسا دہ ہوا اور طرفین سے افواج آ رہے تھے ہو کر تیر اندازی اور برق اندازی میں مشغول ہوئی اور شکست اسلام
اس سبب سے کہ اپنے گھوڑے بیجا نگر کے سنگ لاف اور نشیب و فراز کے باعث بفرغت تمام جولان نہ کر سکتے تھے
انار بجڑ انکے چہرہ حال سے مشاہدہ ہوئے کہ ناگاہ ایک تیر سلطان فیروز شاہ کے دست حق پرست میں آیا اور حضرت
اضطراب نہ کر کے تیر اپنے ہاتھ سے لگا لایا اور تیر پر پل نہ آیا اور بالچینان تمام خانہ زین پر زخم کو باندھ کر اس کے انخفا کے
واسطے اپنے مقر لون کو نصیحت کی اور احمد خان خانان رزبر و ربار و جطور سے ہوسکا بغائی جنگ بیجا نگر لون سے کے
مقابلہ سے کنارہ کر کے محلے ہموار اور سطح میں فرار کش ہوا اور اسقدر قیام کیا کہ رخصداران معرکہ شاہ و سپاہ سے
صحیح و سالم ہوئے اسوقت تسخیر بیجا نگر قطع نظر کر کے امیر لاما احمد خان خانان کہ ہمراہ میان سدھوسہ نوبت مع دس
ہزار سوار ممالک جنوبی بیجا نگر کے تخت و تاراج کیا واسطے یقین کیا اور فیض اللہ بخوشی از ی کو مع لشکر برابر قلعہ
نیکا پور کے محاصرہ کو جو طلع مشہورہ کرنا ٹک سے ہوا موز کیا اور خود غزا دے اور ضرب زن و در لشکر میں کھینچ کر
کمال پیشاری سے دیورائے کے مقابل ٹپیا اور اس عرصہ میں لشکر اسلام اور کھائے کے درمیان اس جنگ مذکورہ کے
علاوہ آٹھ معرکہ اور وقوع میں آئے تھے اور تائید ازیدی سے تمام معرکوں میں فتح و فیروزی سلطان فیروز شاہ کے نکل
حال تھی اس سبب سے دیورائے نے شاہان گجرات کے پاس المی بھیجا کہ وہ طلب کی اور جاہلینے کے عرصہ تک سلطان پور سے
کے مقابل بلہا اور احمد خان خانان بلا کر ٹاک کی تخت و خرابی میں مشغول تھا اور میر فضل اللہ انجھ نے فرصت پاکر بغاوت جمع
قلعہ نیکا پور کو مع توابع اور مضافات بجز و قہر مسخر و مفتوح کیا اور حکم کے موافق وہ قلعہ میان سدھو کو وہان سے
قریب تھا سپرد کر کے خود مع خیل و شہم سلطان کی ملازمت میں حاضر آیا اور احمد خان خانان بھی اکثر ممالک کو خراب
کر کے اور ساٹھ ہزار لڑکے اور لڑکیاں ہنود کی اسیر کر کے مع غنیمت بسیار بھائی کی خدمت میں مشرف ہوا اور اس
خدمت کے صلہ میں سب فرار و حال توارش با کر خوشنود اور خرسند ہوئے اور جس مہر کہ اس فتوح کے واسطے
ایک جن عظیم ترتیب ہوا تھا سلطان فیروز شاہ نے اعیان سلطنت اور ارکان مملکت سے مشورہ طلب کیا بعد
گفتگو سے درانیہ تجویز ہوئی کہ احمد خان خانان دیورائے کے مقابل جا کر گہرم و غاموہ و سلطان مع فضل اللہ
و دیگر اہل قلعہ و دنی کی تسخیر کے قصد میں کہ ملاذ و طلبے کرنا ٹکیان کا تھا اور اس قلعہ سے سنگین اور محکم زیادہ نہ رکھتے تھے
روانہ ہوا اور بغیر و حشت اثر اسوقت دیورائے کے گوش دہوئی کہ وہ مدد پہونچنے شان گجرات و مالوہ اور ٹاہلین سے نما میں اور
مالوس ہوا تھا دریاے جرت میں غرق ہوا لیکن ارکان دولت کی ہدایت سے قبل اسکے کہ سلطان فیروز شاہ کوچ کر کے اودنی
کی طرف توجہ کرے ایک جماعت اپنے معتمدین سے مسلمانوں کے اردو میں بھیجا اور وہ فیض اللہ انجھ کے ذریعہ سے سلطان کی پہونچی

مشرق ہوئی اور صلح کی درخواست کی لیکن پہلے معرض قبول میں نہ پڑی آخر میر فضل اللہ انجو کی سفارش سے اس شرط پر پذیرا ہوئی کہ اول دیوراسے بہر حال سال اپنی دختر سلطان بلند اختر کو نذر کرے پھر دس لاکھ ہون اور باقی من مروارید اور پچاس ہجیر نیل نامی اور دو ہزار کنیز و غلام خواندہ اور سازندہ اور رقصا ص بطو شیکیش اور قلعہ یکا پور باوجود اسکے کہ اہل یان کے تصرف میں ہو اسکو شیاے جہیز عروسی میں حساب کرے تو دو بارہ اس قلعہ کے بارہ گفتگو نہ ہو سکے اگرچہ سب زمانہ تک کسی ایان کرنا ملک نے بیٹی اپنی انباے جنس کے سوانہ دی تھی اور یہ امر نہایت کراہت دینے والا انکی طبیعت کا ہوتا تھا آخر کار ناجا قضیہ منعکس شادی پر اور صلح طریقہ زامادی پر سلطان فیروز شاہ نے ایوان نرم کو میدانم سے بدلا اور طرفین کو ازمنہ بنی طوی میں مشغول ہوئے اور چالیس دن بیجا نگر سے اردوے سلطان تک کہ ساتھ فرسخ تھارہم کے دور سفر دوکانین آ رہے تہن ہنرندان ہندو و مسلمان اس مسافت میں قسم قسم کی نعمتیں بطورین لاد اور بانجھا ط اور بازیگر و ن نے اپنے ہنر کے ظاہر کرنے میں تقصیر نہ کی اور احمد خان خانخاناں اور فیض اللہ انجو جو کچھ قاعدہ اور لازمہ دامادی کا بیجا نگر کی طرف لینگے بعد ایک ہفتہ عروس مع جہیز فراوان و دیگر لوازمات ردو میں پیشکش ہو چکا اور سلطان فیروز شاہ نے شیرکام اور خوشدل ہو کر دروازہ گنج مقصود کا کھولا اور حظ انصافی و لطف زندگانی کا فراٹھا دیوراسے نے ابواب مقابلہ کہ عبارت خصوصیت اور اتحاد سے اپنے زمانہ کے منہ پر مفتوح دیکھ کر تہمتہ مقدمات ملاقات کی اور سلطان فیروز شاہ جرات کر کے اردو کا انتظام احمد خان خانخاناں کے سپرد کیا اور خود دم سحر صبد کو و فراتفاق عروس شہر بیجا نگر کی طرف متوجہ ہوا دیوراسے کو ازمنہ استقبال اور مراسم پیشوائی بجالایا اور شہر کے دروازہ سے دارالامارہ تک کہ تین فرسخ کے قریب تھا محل اور اس اور مشجر اور قشہ نفسیہ کے پانداڑ بچھائے اور وہ دو نوبادشاہ عنانی عنان جب شہر میں داخل ہوئے دو طرفہ عورتوں اور لڑکوں صاحب حسن و جمال نے رے کی طرف سے جو پیشتر خود اسے تھا طبقہ کے گل ملا و فرقہ کے نثار کیے اور اسکے بعد بیجا نگری رعیت اور سپاہ زن و مرد سب پر و تماشے کیواسطے ہجوم کر کے اپنے بقدر استطاعت مقدرت کو ازمنہ مقدمات بجالائے اور جیباوس میدان سے کہ شہر کے وسط حقیقی میں واقع تھا لو کر کے دارالامارہ کی طرف متوجہ ہوئے دیوراسے کے قریب اور اعز افوج فوج دونوں طرف سے کوچہ و بازار میں رسوم شاد بجالاتے تھے اور پیادہ پا جلو میں جاتے تھے جب دارالامارہ کے دروازہ تک پہنچے اور وہاں دونوں صاحب اقبال خانہ زمین اترے بالکی مرصع کا جو انر نفسیہ دیوراسے کی سرکار سے لائے اور سلطان فیروز شاہ کو اس پر سوار کر کے اس مقام تک کہ عروسی داماد کیواسطے آ رہے تھے اسی طرح سے لینگے اور دیوراسے اسو بسطے کہ دو لھا اور دو لھن ایک مجلس میں صحبت کھین سلطان فیروز شاہ کو وداع کر کے اپنے محل میں گیا اور تیسرے دن جب سلطان فیروز شاہ عازم راحت ہوا دیوراسے تکلف شانانہ درمیان میں لایا اور بڑھاد اخیایے نفسیہ پیشکش کیے کہ جہیز اسے اول سے مضاعف ہوئیں اور مشالعت کی طریق جاری فرسخ اسکے ہمراہ گیا اور اس کے سواری میں گھبتی اور موافقت کے بارہ میں کنھری بولی میں جو کچھ عرض کرنا تھا مذکور کیا اور جب رخصت حاصل ہوئی پلٹ گیا سلطان فیروز شاہ اس امر سے رنجیدہ خاطر ہوا اور میر فضل اللہ انجو سے کہا کہ شرط وہ تھی کہ دیوراسے ماہیت و اقبال کو لھکر کا تھک پونجا کر معاودت کرتا انشاء اللہ تعالیٰ اسکا انتقام اس سے لوٹکا اور یہ خبر دیوراسے کو پہنچی وہ بھی حرف ناخوش زبان پر لایا القصبہ باوصف اس سوید و نسبت کے غبار طلل سلطان کے آئینہ دل سے دو نہوا اور ہنساے ہم نہ ہو پونجی سلطان فیروز آباد کی طرف متوجہ ہوا و حکم دیا کہ ایک جماعت مکمل میں جا کر برتھال کو مع مان باپ اسکے

درگاہ میں حاضر کریں اور بعد اعضاء اس قدر کوصفات مذکورہ دیکھ کر زبان اسکی تعریف و توصیف میں بکھولی اور
از روئے انصاف فرمایا میں ضعیف اور پیر ہوں اور یہ دختر جوان مناسب یہ ہی کہ اسے اپنے بڑے بیٹے حسن لہذا
کو از رانی رکھوں کہ اسکا بھی آغا از نسب اسکی اپنی ہی پھر اسکی زبان بپ کو نفوذ فراوان اور نفوذ میں قریب از سکون
انکا تھا مسرور اور تہج کیا اور برتھال کو اپنی پھوپھی کے سپرد کر کے اسباب جشن طوی او جمیع لوازم عروسی کے
سامان کا علم دیا پھر بآئین و خزانہ شان اسکا عقد باندھ کر سر حجاب و جات حسن خان ت کیا اور علو ملکات برتھال
نے اپنا کام کر کے احسن جہ سے اپنے مطلب کو پہنچے اور شہ آٹھ سو دس ہجری میں سلطان فیروز شاہ نے علم ریاضی اور
ہندسہ سے وقوف تمام رکھتا تھا اور ہر آئینہ علمائے زمانہ اسکے دربار میں جمع تھے حکم فرمایا کہ بالنگاہ دولت آباد میں
رصد تیار کریں اس صورت میں حکیم حسن گیلانی اور سید محمد گارزونی کہ فرزندانش اور امتیاز رکھتے تھے ہا ق جمیع علماء رصد
کی تیاری میں مشغول ہوئے لیکن بسبب مولف کے کہ ایک سیمین سے وفات حکیم حسن گیلانی کی ہوئی رصد تمام ہوئی
وہ کام نا تمام اور شہ آٹھ سو پندرہ ہجری میں سلطان نے شکار کے بہانے ولایت کو نذر وارہ میں جا کر تین سو ہفتے لیے اور
اس مملکت کی تاجی اور باغالی کے بعد لوازم جہاد بجا لایا اور پھر مرکز دولت کی طرف مراجعت کی اور انھیں سنوآت
میں بخزانہ سعادت نشان نے فیروز آباد میں سمیع مبارک میں پہنچایا کہ دہلی کی طرف سے ایک سید عالی مقام علی
احترام میر سید گیسو دراز دکن میں رونق افروز ہو کر حسن آباد گلبرگہ کے اطراف میں پہنچے میں بیت چراغی شمع بنی
تافتہ ہو کہ خوشید و مسہور از ویافتہ سلطان فیروز شاہ کہ ہمیشہ سے مردم عزیز کا خوانان تھا اسلشارت سے نہایت
شاد ہوا اور فیروز آباد سے حسن آباد گلبرگہ میں آیا جمیع امرا اور ارکان دولت اور اولاد کو استقبال کیا واسطے بھی اور انان
واکرام تمام شہر میں لئے لیکن سلطان فیروز شاہ حکیم طبیعت تھا جب سید محمد گیسو دار کو علم ظاہری میں مہر و صیت مقبول
سے خالی دیکھا اسقدر توجہ نہ کی مگر احمد خان خانن خانان نے بھائی کے برخلاف اتفاقاً تمام سید سے پیدا کیا اور اکیلا تھا
جہان کو اسے زر کثیر صرف کر کے تیار کی اور اکثر اوقات انکی مجلس شریف میں حاضر ہو کر انکے سٹھان مقصودانہ سے محفوظ
اور بہرہ مند ہوتا تھا اور جو وقت کہ محفل سماع یعنی راگ کی ہوتی تھی حاضر ہو کر درویشان خانقاہ کو اقسام سالان
سے سرفراز کرتا تھا غرض کہ شہ آٹھ سو اٹھارہ ہجری میں سلطان نے اپنے بڑے بیٹے حسن خان کو جو شاہزادہ عیاش اور
خفیف العقل تھا ولیعہد کر کے تاج اور پیکشا مانہ اور جہاد و سرپرہ دہ سیارہ اور ماتھی اور تخت عنایت فرمایا اور عظمائے
درگاہ سے اسکی سعیت لیکر آدمی سید محمد گیسو دراز کے پاس بھیجا کہ اسکے حق میں دعائے خیر کرے اور فاتحہ پڑھے
سید نے جواب دیا کہ جب بتنے شاہی او سے دی ہو فقیر کی دعا اور فاتحہ کی کیا حاجت ہو سلطان فیروز شاہ نے
دوبارہ آدمی بھیجا کہ اس بارہ میں الحاح یعنی مبالغہ کیا سید نے فرمایا عالم بالا سے تاج شاہی تیرے بعد تیرے بھائی احمد خان
خانن خانان کے نامزد ہوا ہو اس بارہ میں کوشش کرنی بیفائدہ ہو سلطان اس بات سے بہت رنجیدہ اور متالم ہوا اور
انکار بخش کے ظاہر کیے اور یہ پہنام دیا کہ تمھاری خانقاہ قلعہ کے نزدیک ہو اور اثر دھام خلق کا ہوتا ہو شہر سے باہر تشریف
لیجائیے سید محمد گیسو دراز ناچار ہو کر مع اپنے اہل و عیال بلکہ حسن آباد گلبرگہ سے برآمد ہوئے اور شہر کے کنارے
اس مقام پر کہ بالفضل فرار انکا ہو فروکش ہوئے اور انکے مریدوں نے ہجوم کر کے ایک مکان نہایت پر تکلف
اور مقبول انکے واسطے تعمیر کیا اور شہ آٹھ سو پندرہ ہجری میں سلطان فیروز شاہ نے اپنی راستہ ملک کے پاس بھکر باج خراج

۱۱۵

۱۱۵

۱۱۵

۱۱۵

۱۱۵

۱۱۵

۱۱۵

۱۱۵

۱۱۵

۱۱۵

ننگر

چند سالہ طلب کیا اور سنے اطاعت کر کے زرقند و حبس اس قدر ارسال رکھا کہ باعث تسلی خاطر اشرف و ہمایون ہوا اور واسطہ سال مذکور میں قلعہ بالکل کی تیجہ کیو اسطے کہ اُن دونوں میں ساتھ ملنڈہ کے شہر رکھتا تھا اور قلعہ اردنی سے اُس مقام تک انسی فرسخ کی مسافت ہو قاصد ہو کر اُس طرف فوج کش ہوا اور خوشی اور رقابت کو ایک طرف رکھ کر کوچ پر کوچ اُس قلعہ کے اطراف میں گیا اور دو برس تک اُس قلعہ کو محاصرہ کر کے امتداد پیدا کیا جو ارادہ سبحانی اس قلعہ کے مفتوح ہونے سے متعلق نہ تھا اس سبب سے سلطان کے اردو میں بالینے مری بہم پہونچی انسان اور دیوان بہت تلف ہوئے اور بہت سے لشکری وقت بوقت اپنی جاگیروں میں بھاگ گئے نظم شہنشاہ درآن ناحیہ چند سال ہتی کر گنجینہ از رومال ہزار ہا و ہوایش در آن سال ماہ ۶ چہ سپہ آدم بسی شد تباہ زد شوری رنج آن کارزار ہرگز شد لشکر شہر یارہ اس وقت میں یوراسے نے فرصت پا کر سوار و پیادے بشیاط طرف و ممالک سے جمع کیا اور تمام راجاؤں کو یہاں تک کہ تنگ کے راجہ کو بھی مدد کیو اسطے طلب کیا وہ بھی مثل ننگ مع فوج ہزار و ہیلوانان نامدار سلطان کے مقابل پہونچا اور بادشاہ اگر یہ جانتا تھا کہ یہ حریف اس کے کاٹن ہو لیکن غیرت شہنشاہ کی دامنگیر ہونے سے وہ بھی مصافحہ میں آیا اور بہرچیز فیض اللہ انجو اور بھی اعیان و اشراف نے منع کیا فائدہ نہ بخشا بے محابا آتش جنگ فروختہ کی اور فیض اللہ نے جو سپہ سالار لشکر اسلام تھا حملہ سے مردانہ کر کے کفار کے طلیعہ کو متفرق اور پریشان کیا اور اُن کے میمنہ کی طرف متوجہ ہوا قریب تھا کہ اس مقام میں گل فتح شکفتہ ہو چرخ نے یہ نیلگی دکھائی کہ کفارہ کنوہ جو فیض اللہ انجو کے سلک ملازموں میں انتظام رکھتا تھا اور برسوں اُس سید کی بدولت عیش و کامرانی کی تھی اس کو رنگ محسوس کش نے بوعده امارت دیو راسے سے فریب کھا کر عین معرکہ کی کرماگرمی میں کہ متوجہ شعلہ زن تھا ایک وار تلوار برق کردار اس سردار کے فرق مبارک پر مارا کہ شہر شہادت چکھ کر روضہ رضوان میں داخل ہوا چہ فیض اللہ انجو کہ عمدہ از عمائد لشکر تھا شہید ہوا اور اسے سیرہ بھی اکثر شہید ہوئے بنی ہوئی لڑائی بگڑ گئی پہلو ان کا دل ٹوٹ گیا فیض اللہ کے مرنے سے جی چھوٹ گیا ایک نے سنا کیا سلطان شہر در منہم ہوا احمد خان خانخاناں اپنی قوت بازو کے سبب قوٹے لشکر مجروح خستہ سے ساحل نجات پہونچا اور کفار اہل اسلام کے قتل عام میں مصروف ہوئے اُن سنگ دلوں نے غازیوں کے اس قدر ترن ناز میں سے جا لے کہ جنگ گاہ میں آسکے سروں کے چو ترہ باندھے جب سہا نوں کی شکست فاش ہوئی اسپر بھی کتفانہ کی سلطان کتلاشی ہو کر اسکے تعاقب میں روانہ ہوئے اور اکثر ممالک اسکے اپنے تصرف میں لائے اور مساجد کے مسمار کرنے اور غارت و قتل عام ارباب اسلام میں تقصیر و مضائقہ نہ کیا اور برسوں کا کینہ اپنے سینہ سے نکالا اور سلطان فیروز شاہ نے عاجز ہو کر میر غیاث الدین ولد میر فیض اللہ انجو کو کجرات بھیجا کہ ملک طلب کی جا احمد شاہ گجراتی اسی عرصہ میں میرر سلطنت پر جلوہ گر ہوا تھا اور اسکے ہمت شاہی نے انتظام اور قیام نہ قبول کیا تھا وہ پیغام پذیر نہ ہوا آخر کار احمد خان خانخاناں نے دروازہ خزانہ کا کھلا اور فوج جمع کر کے دیو راسے کو ملک شاہ سے باہر کیا اور حسن آباد گلبرگہ میں اپنے بھائی کی خدمت میں مشرف ہو کر تشریفات فاخرہ سے ممتاز اور سفر فراز ہوا اور سلطان فیروز شاہ اور فرارک سپاہ اور رئیس شہر جو اُس وقت خانہ کے خیر سال تھے انتقام کی فکر میں ہو کر کلمہ جمیع ہامان سپاہ میں مشغول ہوئے لیکن سلطان فیروز شاہ ہرگز بڑھاپے میں ایسی شکست اسے پہونچی بار رنج و الم سے پشت اسکی خمیدہ ہوئی اور غم و غصہ کی شدت سے بیمار ہو

ہمایون کا شہادت

انھیں بے غصہ نیچر و شورید وار بہ پیچیدہ برخواستہ چون روزگار بہ تدبیر آن ہو دشاہ جهان کہ ما برشد کینہ
از بندوان پس از چند گاہ آن کیانی نژاد فرستہ دے سر بہ بیالیغ نہادہ اور جلیلم مض نے درازی پیدا کی
از مہام نام دو غلام کے قینہ اختیار میں کہ ایک نام شیار عین الملک اور دوسرے کا بیدار نظام الملک تھا سپرد
کر کے ماتحت انکا امور سلطنت میں قوی کیا اور انھوں نے اوصاف احمد خان خانان سے اشتباہ و غم سے
سلطنت کر کے سلطان سے معذور کیا کہ دارائی ناک کن کی اسوقت آپ کے فرزند احمد خان کے نام قرار پکڑ گئی
کہ میدان ملک کا آپ کے بھائی احمد خان خانان کی شوکت سے خالی ہو گیا سنکر سلطان کو سید محمد گیسو دراز کا کلام
یاد آیا اور یہ عزم صمم کیا کہ کل احمد خان خانان کی نگہیں مصالحت دینی کی چشمہ اشت سے حلیہ نور سے بے بہرہ کر
اور احمد خان بادشاہ کے اس ارادہ سے واقف ہوا اور نظر بنی ایک کے شب تیر و تار میں با اتفاق لینے نور چشم
علاء الدین کے فرار ہوا اور سید محمد گیسو دراز کے مکان پر جا کے بدستورہ اور اعلام احوال تھامس علی سیہ محمد گیسو
نے اپنی دستار دو پارہ کر کے اپنے دست حق پرست سے باپا و بیٹے کے سر پر باندھی اور پھر دونوں کو شہ سلطنت
دیکر فاتحہ خیر شہ اور مبارکی اور تسکون کے واسطے ماضیہ کہتے تھے خوان فائدہ فیض پر چکر میزون صاحبون نے ایک
ایباق میں تناول فرمایا اور احمد خان خانان اپنے مکان پر جا کر تمام رات فرار کے نتیجہ میں مادہ رٹا اور علی الصبح
کہ با جلا زریں کلاہ غیظ سے تخت زنگاری ٹھرایا چار سو جوان مصلح اور جوار جنگ آزمودہ خیر گزار کہ تمام معرکوں میں نام
جو انفرادی اور بہادری کا روشن کیا تھا ہمراہ لیکر مکان سے برآمد ہوا اس میں میان میں ایک تاجر موسوم و معروف
بنجاف حسن بصری جو آتش سے قدیم احمد خان خانان کا تھا اُس کے ارادے سے واقف ہو کر اپنے دروازہ کے باہر
ایستادہ تھا رو برو آنکر اس روش سے کہ بادشاہوں کی تسلیم کہتے ہیں سلام کیا اور احمد خان نے اُسے فال سعد
اور تسکون نیک سمجھ کر اُس سے فرمایا کہ تو بسرعت تمام اپنے مکان پر جا مبادا میری دوستی کے سبب سے دشمنوں کو
کیطرح کا صدمہ پہنچے خاف حسن بصری نے جواب دیا کہ فراغت و آسائش میں جلسوں دیم رہنا اور محنت و تعب میں خاک
میو فانی مرد کے یدہ میں چھ کر ارباب و فاکہ غریب میں پسندیدہ نہیں ہے جب تک جان تھیں اور ایک رفق بدن میں
خدا کی قسم تیری رکاب ظفر انشاب سے ٹھنڈے موڑ و نگاہ بیت سری کہ از تو پیچیدہ بڑیہ باز جو زلف و لے کہ از تو بگڑ
سیاہ باد چو خال و دوسرے یہ کہ جس طرح بادشاہوں کو ملازمان بزرگ کی احتیاج ہو ویسے ہی بندگان حقیر کو بھی ضرورت
انقار ہو کہ سو اسطے کہ جو کام سوزن و ریک سے بر آوے نیزہ بلند اس سے قاصد وے اور جو ہم قلم تراش خفیر
کرے شمشیر برق کردار اسکے اہتمام میں عاجز ہووے اگر خدا و بد بخت اس کترین کو سلک بندہ و ن میں ملک
کر کے نظر عنایت ملحوظ فرماوین اس پر کہ خدمات شائستہ اس خاکسار دیر نیسے ظہور میں آوین بیت میں بھوجا
و خارف و آفتاب و ابر و گلہا و لالہ ہمارا تربیت کنی احمد خان خانان کو اخلاص و بیعتی اُسکی پسند آئی اُسے
اپنے ہمراہ لیا اور یہ فرمایا کہ اگر زمام شاہی میرے ماتھ آئیگی تو بھی ہمارا سہیم و شریک ہوگا یہ مکر منزل مقصود
کیطرف روانہ ہوا اُس دن قصبہ خان پور میں مقام کیا اور یہ منت کی کہ اگر خدا مجھے سلطنت عطا فرماوے گا میں اُس
قصبہ کا رسول آباد نام رکھ کر سادات مکہ و مدینہ و کربلائے معلیٰ و نجف اشرف کو وقف کروں گا اور جب ہشیا ر
عین الملک اور بیدار نظام الملک خواب غفلت سے چھٹکے اور احمد خان خانان کو بغیر فراستی مضطرب ہو کر

سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حقیقت حال عرض کر کے خضعت تعاقب حاصل کی تین چار ہزار سوار اور کئی
 فیل نامی ہاونگی لیکر احمد خان کے سرع میں سرگرم غلام ہوئے اور احمد خان زرقا کی قلت اور اعدا کی کثرت سے
 پامنا تھا کہ ولایت کے درمیان داخل ہو کر بعض اہل کو ساتھ اپنے متفق کروں خلف حسن بصری مانع آیا اور قہر سیاہ اس کے
 فرق مبارک پر لگایا اور آدمی حسن آباد گھر گہ اور بیدار اور کلیانی میں بھیج کر ایک جماعت ملازمان شاہ اور وانش اور بیکار
 کو وعدہ سے دلفریب احمد خان کی ظل راہ میں لایا اور انکی دلداری اور ساز و سامان سے مددگاری کی لیکن احمد خان
 اس وقت جنگ سے پہلوتی کر کے حسن آباد گھر گہ کے اطراف و اکاف میں جا بجا پھرتا تھا اور جب ملک اور دارا اخذت سے
 ہوشیار ملک اور بیدار الملک کے پاس پہنچی انھوں نے چاروں طرف سے ہجوم کر کے احمد خان کو گھیرا کسوا سٹے کہ انکے
 پاس آٹھ ہزار فوج سلطانی تھی اور احمد خان کی کل ایک ہزار قضا را چند ہزار سے دو ہزار سیل غلہ سے محمول ولایت ہزار
 کی طرف سے آنکر کلیانی کے حوالی میں فروکش ہوئے اور اسی طور سے تین سو گھوڑے سودا گروں نے لاہور سے لاکرا شوب راہ
 کے سبب کلیانی میں مقام کیا خلف حسن بصری جو جنگ کے بارے میں باعی تھا اسنے احمد خان سے کہا کہ میں صلاح کار
 اس امر میں یہ دیکھتا ہوں کہ آپ گھوڑے سودا گروں سے بقیتم اور سیل ہزاروں سے عبارت لیجئے اور بدستور دکن بریقین
 رنگارنگ بانس کی چھڑوں میں بانڈھکر پیادوں کے حوالے کر کے ہر ایک کو ایک سیل پر سوار کریں اور سودا گروں کے گھوڑوں
 پر بھی اسی طریق سے پیادوں کو سوار کر کے فوج اعدا کے مقابل جاویں اور بنیاد جنگ قائم کر کے ہنگامہ فوج کی عین گرمی
 میں سیلوان کو اردو کے ایک طرف سے غامبان کریں اور اچھو آواز بلند مخالفوں کو سنا دیں کہ اہل اوجانی جاگیر دن میں تھے
 ہماری ملک کو آئے ہیں شاید توفیق سبحانی سے ایک ہر اس اُن غلاموں کے دل پر غالب ہو خاف ہو کر راہ فرار پائیں احمد خان اس
 بات کو خرافات سمجھ کر اس امر پر ہرگز رضا مند نہوا اور جب افواج شاہی بہت قریب آئی کوچ کر کے عین طے مسافت میں تھیں
 اور محزون ایک درخت کے ساتھ میں اتر کر سو گیا عالم رویا میں کیا دیکھتا ہے کہ ایک ہزار گوار خرقہ درویشوں کا ہنسنے ہوئے
 اور ایک تاج سبز بارہ ترک کا ماتھ میں لیے ہوئے اسکی طرف تشریف لائے ہیں احمد خان نے انکا استقبال کر کے سلام کیا
 اور وہ درویش شرائط تنہیت بجالائے اور وہ تاج سبز اس کے زیب سر کر کے فرمایا کہ یہ تاج شاہی ہے ایک شلخ گوشہ نشین اور
 متوکل نے تیرے واسطے بھیجا ہے احمد خان بستر خواب سے نہایت محظوظ ہو کر اٹھا خلف حسن بصری کو طلب کیے صورت
 خواب اس سے نقل کی پھر یہ فرمایا کہ اس مدت میں جنگ کے بارہ میں متروک تھا اب جو ایسی بشارت فیض اشارت
 غیب سے پہنچی حرب کی طرف عازم ہوا ہوں چاہئے کہ تودہ دبیر کر کہ تو نے اندیشہ کی ہے لطیفہ غیبی سے جاکر تودہ
 میں لاخلف حسن بصری زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیگر دوسو ہزار ہمراہ لیکر کلیانی کی طرف روانہ ہوا اور
 شیرین زبانی اور لطف کے ساتھ گھوڑے اور سیل انکے مالکوں سے لیکر بازگشت کی اور رات کو بقیہ زمینیں دست گیر
 اور یہ مقدمہ کسی پلاطمار نہ کیا دوسرے دن صبح کی وقت کوچ کے نقارے پر چوب ماری اور ہمنہ اور مسرہ اور طب ارستہ
 کر کے باہشتی و اطمینان تمام افواج شاہی کے مقابلہ کیواسطے روانہ ہوا اور مشہور کیا کہ جمیع امرا جیکے نیام ہیں احمد خان سے
 یکدل اور یک زبان ہو کر مع فوج کثیر اسکی ملک کو آئے ہیں اور دین کو سب پر آپہنچے احمد خان کے ہمراہی یہ فوید شکر قوی نیت
 ہوئے اور کمال مضبوطی سے میدان میں جولائی کرنے لگے اور باوجود اپنی قلت فوج کثرت اعدا سے اندیشہ نہ کر کے جنگ کے
 حلیں ہوئے اور ہشیار عین افانک اور بیدار نظام الملک لگے یہ خبر شکر ہوش بجائے رکھتے تھے لیکن پگڑی کی راہ سے آگے نہیں

دستور

تاج
سبز
(۲)

اور میدان جنگ میں آئے جب طرفین کا مقابلہ ہوا خلف حسن بصری تین سو سوار سپاہیانہ تیار پر سوار کر کے ساتھ حسن
 وجہ کے ایک جانب معرکہ سے کہ صحرا مسطح تھا نمودار کیا اور ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک کو یقین ہوا کہ امرا
 ملک کو آپہنچے شکستہ خاطر ہوئے اور اسوقت احمد خان ایک ہزار جوان یکدل اور یکرو ہمراہ لیکر نہایت سرور سے افواج
 مخالفین کے قلب پر حملہ آور ہوا ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک جو قلب میں تھے جب دیکھا کہ امرائے ہمنامہ اور میسر
 سپاہی ہو کر بھاگے خود کچھ دیر تک حکمت عملی سے جنگ کرتے رہے آخر کو انکا بھی پائون وار جگہ سے ہلکا طریق فرار پائی
 نظم چہرہ رو برو ہر دو قلب چاہے کشیدند شمشیر رزمگاہ ۱۰۰ لشکر در آمیخت با تیغ و تیر و بگردون برآمد ز گیتی نفیر و جو
 فیروز شکہ خان خانان بیجاگ و زشادی بن خسارہ آور دنگ ۱۰۰ احمد خان خانان خانان نے منظر و منصور ہو کر مغرور و نکاحی
 کیا اور ہاتھی اور گھوڑے اور غنیمت ہشیار دستیاب ہوئی اور اسکے بعد حسن آباد گنگرہ کے چند کوس ادھر نزول کیا اور
 بہت لشکر حسن آباد گنگرہ کا اس سے ملحق ہوا سلطان فیروز شاہ باوجود ضعف و بیماری ہشیار عین الملک
 اور بیدار نظام الملک کی صلاح سے حسن خان شہزادہ کے سر پر چھپر لگا کر خود بالکل مین سوار ہوا اور قلعہ معتمدین کے پیر
 کر کے مع گروہ امرا و تین چار ہزار سوار خاصہ خیل اور توپخانہ اور فیل بسیار احمد خان خانان کے استیصال کو
 روانہ ہوا اور جب یہ خبر احمد خان کو پہونچی بسرعت تمام پیشقدمی کر کے مقابلہ کواوسطے روانہ ہوا حسن آباد گنگرہ سے تین
 کوس بظرفین صف آرا ہوئے اور جو تقدیر آلی مین یہ تھا کہ احمد خان خانان تاج شاہی مشرف ہوا اسوقت سلطان
 فیروز شاہ بر اسقدر ضعف غالب ہوا کہ بیہوش ہو گیا اور زخیر اسکی فوت کی منتظر ہوئی خورد و بزرگ ترک رفاقت کر کے
 فوراً احمد خان سے جا ملے اور ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک نہایت مضطرب اور ہراسان ہو کر بادشاہ کو بالکل
 مین اٹھا کر بسرعت تمام قلعہ کی طرف روانہ ہوئے جب قلعہ کے دروازہ پر پہونچو سلطان شہس مین آیا اور زمانہ کی بازی سے
 متعجب ہوا اور احمد خان خانان نے رعایت ادب کر کے تعاقب نہ کیا اسکے بعد قلعہ مین داخل ہو کر دار الملک کی
 سمت متوجہ ہوا احمد خان نے قلعہ کے گرد استقامت کی ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک باتفاق حسن خان
 بالاسے رنج آئے اور دونوں توپ اور ہندوق سر کرنے لگے حسب اتفاق ایک گولہ توپ کا احمد خان کے خیمہ پر آیا ایک
 جماعت مقر بون سے اس نر مین کہ جاے رزم تھی اپنے قریب سے حاضر تھی انمیں کچھ ضائع ہوئے اسواسطے احمد خان
 و مان سے کوچ کر کے اس سے کچھ دور عقب پرفروکش ہوا اور یہ خبر گوش حق نیوش سلطان مین پہونچی حسن خان و بعد
 سے فرمایا بادشاہی باتفاق لشکر و موافقت سران سپاہ و یلان خیر خواہ و جبکہ تمام خلافت درگاہ ارکان دولت اور لوگ
 و امیر بادل ناشار دیرے شریک ہون صلاح ملک اسمین ہو کہ فرش نزع کو کہ موجب خرابی و فنا ہے لپیٹ اور احمد خان
 کا حلقہ اطاعت اپنے زیب گوش کر یہ کہ قلعہ کا دروازہ مفتوح کیا اور احمد خان خانان مع جماعت معتمدان
 قلعہ مین داخل ہوا اور اپنے بھائی کے سرٹانے جا کر نازار روئے لگا اور یہ دوجیت پڑھین ابیات ازین
 سرنوشتر ز سودوزیان ۱۰۰ فلک را بہانہ منم در میان ۱۰۰ انیش ستاند با تیش دہدہ کند ہر جہ خواہد جا بر نہدہ اور فیروز شاہ
 نے اظہار بشارت کر کے کہا اچھ لند کہ مین نے تجھے اپنی مین حیات مین شاہ دیکھا و اللہ تو شایان سلطنت
 اور سرطوار حکمت ہو اور استحقاق اسکا تجھے پہونچتا ہو اور مین شفقت پدری کے باعث سے حسن خان نے
 ولیعهدی مین جتی المقدور سعی کرتا تھا تو تھین بخدا اور حسن خان کو تیرے سپرد کیا اٹھ عات سلطنت مین مشغول ہو

درمہ ۱۵
۸۲۵-۱۰

اور میں جو چند روز کا مہمان ہوں میرے احوال سے غافل نہ رہنا احمد خان اسی رند کہ شہر شوال کی پانچویں تاریخ شہادت
انکھ سو پھیس جبری تھی تاج بھائی کا ایسا دیکھا ہوا زیب سر کر کے تخت فیروزہ پر جلوہ گر ہوا اور اپنا نام احمد شاہ
بہمنی رکھا خطبہ اور سکہ دکن کا اپنے نام پر جاری کیا اور جب سلطان فیروز شاہ مسکنہ روز و شب شہنہ بند رہا
ماہ مذکور کو نقد جان خازن بہشت کے سپرد کی پھر آئین سلاطین غسل و کفن و کلاش اسکی تابوت صندوق میں اٹھا کر
باپ اور دادا کے پہلو میں مدفون کیا مدت اسکی جہان بینی کی پچیس برس اور سات مہینے اور نیدرہ دان موخ نشان ستی
میں اور بعض کتب میں تحریر ہے کہ احمد شاہ نے اپنے بھانجے شیر خان کے وسوسہ اور تحریک کے سبب سلطان
فیروز شاہ کو گلا گھوٹ کر کے ہلاک کیا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور ملا داؤد بیدری نے سلطان فیروز شاہ کا تخلص بھی
فیروزی اور گاہے عروجی لکھا اور یہ اشعار غزلیہ اس سے نقل کیے غزل بلان شایہ زخم دہر بردلم تنگست
کہ دل بہ لذت سوداے عشق در جگست و گل امیہ شگفت از نسیم وعدہ ولی ہزار آفتاب غم انتظار بنیگست ہر قطع
ماہ محبت مخور فریب امید ہ کہ غایت ابدش ابتداءے فرسنگست و بجز سرود و محبت نکر و زمزمہ ناسے ہ کہ ہر چہ
خارج این پردہ تنگ آہنگست ہ ولے بہینہ لبالب از دوستی دارم ہ کہ پیش اہل جہان بے بہا تر از سنگست ہ و ہر
طبع عروجی چہ دلکش چینی ست ہ چمن گوے کہ آن آسمان فرسنگست ایضا کرشمہ جنبش آموز ست بان درازش را
ستم کہ دست واجب ہر زمان تعلیم نازش را ہ محبت چاک بردل میزد ہر گہ کہ در برے ہ بخود مخصوص ہی نیم تھا کلا
نازش را ہ مباد آسب نقصان یا بد از سوز دلم تارے ہ بدل چون رہ دہم اندیشہ زلف درازش را ہ نیا بلانست
ناہد ز وصلت از متاع خلد ہ جان بہتر کہ در دامن کنی اجر نازش را ہ فروزی قامت و خسار آن خوشید ہ بان را
بسر و ولالہ می سجد کہ بنیاد میانش را ہ رباعی در آتش ہرزہ فکر زائل نہ کنی ہ اندیشہ ہر خیال مائل نہ کنی ہ نقد
خرنیدہ دما غست بگوش ہ تا صرف ہنساے باطل نہ کنی

مذکرہ سلطنت مشیر رسول بانی من بعدی ہمد احمد شاہ بہمنی نور اللہ منجبعہ کا

سلطان احمد شاہ تو انہیں لشکر کشی اور آئین فرمانروائی خوب جانتا تھا اور اپنے بھائی کی پیروی کر کے سادات
و علماء اور مشائخ کی تعظیم و تکریم میں حتی الامکان تقصیر نہ کرتا تھا اور ابتداءے سلطنت سے سبب اس کمالات کے کہ اسکی
حق میں ظاہر ہوئی تھی سید محمد گیسو دراز کی عزت و توقیر بہت کرتا تھا اور بقضائے الناس علی دین ملہ کم خلاق دکن
بھی اس مشائخ کی طرف رجوع ہوئی اور آستان فیض نشان اسکا مطاف اور حائے طواف جہانیاں ہوا اور
سلطان احمد شاہ بخلاف سلاطین ماضیہ شیخ محمد سراج کے خاندان کے شیعہ ارادت کو خاموش کر کے سید محمد گیسو دراز
کا مرید ہوا اور چند قصبہ اور قریہ سرکار حسن آباد گلہر کہ بشمول دیگر یگانہ انھیں وقف کیے اور ایک مکان نہایت وسیع
اور پاکیزہ شہر کے متصل انکے واسطے ترتیب کیا چنانچہ اسوقت تک کہ سلطنت حسن آباد گلہر گئے بہمنہ سے عیادت
کی طرف انتقال پایا ہوا اکثر فریات اور قصابات عمل درآمد قدیم کے موافق ان سید والائزاد کی اولاد امجاد
کے تصرف میں ہیں اور آدمی دکن کے سید محدود سے حد سے زیادہ اعتقاد رکھتے ہیں یہاں تک کہ ایک
شخص نے ایک سہرہ دکنی سے پوچھا کہ حضرت محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہیں یا سید محمد گیسو دراز اسنے جواب دیا
کہ حضرت محمد رسول اللہ اگرچہ غیر خدا اور خاتم الانبیاء ہیں لیکن سچاں اللہ محمد و سید محمد گیسو دراز جبر و دیگر ہیں اور سچاں سید محمد

اور اخلاص الہی کن کا نسبت ان سید مخدوم اور ان کے خاندان کے قیاس کرنا چاہیے الفصہ جب سلطان احمد شاہ
 بہمنی شاہ ہوا تمام مہمت سلطان کی جبر اور شکست اور دیوراسے کے انتقام میں مصروف کھڑا ساز و سامان
 میں مشغول ہوا اور خلع حسن بھری کو وکیل امور سلطنت کر کے ہزار و دو صدی کا منصب عطا کیا اور چونکہ وہ سابق
 میں تجارت پیشہ تھا ملک التجار خطاب دیا اور وہ خطاب کن میں شائع ہوا اور حالت تحریر ان سطور تک جاری ہوا اور
 حسن و فاو رد و لغز ہی منظور کھڑا ہوا عین الملک کو امیر الامرا خطاب دیکر ہزار و پانصدی کیا اور بیمار نظام الملک
 کو دولت آباد کے سر لشکر کی تفویض فرما کر دو ہزاری کیا اور ثقات سے سنا گیا کہ سلاطین بہمنیہ کی درگاہ میں ہر ایک
 لشکریاں اطراف اربعہ سے منصب دو ہزاری رکھتے تھے اور امیر الامرا ہزار و پانصدی و وکیل سلطنت ہزار و دو صدی ہوتے
 امرا اور منصب ہزار ہری سے زیادہ اور صدی سے کم نہ تھے اور چونکہ امر اس ہزاری ہوتا تھا طوق و عطر و نقارہ پاتا تھا
 اور حسن خان ولد سلطان فیروز شاہ جو کہ وارث ملک تھا جمیع ارکان دولت اس کے قتل میں کو کر نیکے سلطان کو صلاح
 دیتے تھے اور سلطان احمد شاہ نے ان کی تجویز کے برخلاف عمل کر کے اس کو پانصدی کیا اور چونکہ وہ عیاش تھا اس کے
 سوا دوسرے کام سے رغبت چندان نہ رکھتا تھا فیروز آباد اس کی جاگیر مقرر کی کہ وہاں جا کر قلعہ متہندرہ کے کنارے
 عیش عشرت میں مشغول ہووے اور جب وقت چاہے فیروز آباد میں جا کر کوس تا سیر و شکار کیواسطے سوار ہووے اور
 بے فرمان شاہ چار کوس سے زیادہ ترقی نہ کرے نہ بڑھاوے حسن خان شہزادہ اس حالت کو مانتا ہی سے بہتر اور افضل سمجھا
 اور جب تک اس کا عم بزرگوار زندہ رہا بغراخت تمام سیر کی اور کبھی ایسا نہ کیا کہ غبار کلفت اس کے دل صفا منہل میں پہنچے
 لیکن چپا کے بعد کچھل ہو کر فیروز آباد کے قلعہ میں محبوس ہوا اور اس مقام میں نقد حیات خزانہ دارخت کے سیر کی
 قصہ مختصر سلطان احمد شاہ نے اخلاق خجستہ کے سبب خاص عام کو مطیع اور فرمانبردار کیا پھر گجرات کی سرحد امرائے معتبر کے
 سپرد کر کے باطمینان تمام چالیس ہزار سوار جہاز نامدار خجستہ گدرا ہمارا رکاب لیکر کرناٹ کی طرف متوجہ ہوا دیوراسے نے کہا
 واقعہ کو واقعہ اول خیال کر کے احضار لشکر کا حکم دیا اور اسے ورننگل کو بھی اپنی کمک کیواسطے طلب کیا اور وہ جمیا
 دشمن خدائے لشکر روانہ ہوئے مورخ سے کثرت میں افزون کہ کوہ و نامون اس سے عاجز آتے تھے ہمراہ لیکر آ رہے
 اسلام کے استیصال کیواسطے روانہ ہوا اور آب تمندرہ کے کنارے کو مغرب خیام کیا اور سلطان احمد شاہ نے
 بھی قطع مراحل اور طے منازل جو ان تہمتن و پہلوانان صف شکن سے آب تمندرہ کی ساحل دیوراسے کے مقابل نزول کرنا
 اور طول اجلال فرمایا اور چونکہ لشکر غنیمت میں لاکھ پیادے توپچی اور کماندار تھے اور راتوں کو بدعا شون اور چوروں کی طرح مہمت
 خرابی کرتے تھے یعنی گھوڑے اور سوار کو ضائع کرتے تھے سلطان احمد شاہ بطریق روم راہے آتے تھے کہ عدد اس کے قریب
 دو ہزار تھے لشکر کے گرد کھینچ کر چالیس وزن تک مقیم رہا اور تاخت و غارت سے اس طرف کی تمام ولایت جو دیوراسے کے تصرف
 میں تھی خاک سیاہ کی اور ہر چند مساعی جمیلہ چاہتا تھا کسی ڈھب سے کھار آب تمندرہ سے عبور کر کے مصافحہ کرے لیکن
 یہ مطلب حصول ہوا آخر سلطان نے جمیع امرا اور منصبداروں کو طلب کر کے عبور آب کے بارہ میں کہ پایاب تھا
 اور جنگ کے مقدمہ میں مشورہ کیا غرض کہ بعد مشورہ و گفتگو سب جنگ کرے اور پانی سے عبور کرنے پر متفق لفظ ہوئے
 اور سمجھوں نے یکدل اور یک زبان ہو کر مصحف مجید کی قسم کھا کر اقرار کیا کہ کل صبح کیوقت ہم افواج آراستہ کے ہمراہ
 عبور کر کے جنگ میں مصروف ہونگے لیکن جب یہ خبر اردو سے کھار میں منشر ہوئی اول شب کے رے وگل جمع لشکر تنگ

گوئی کر کے اپنی ولایت کا راستہ لیا اور دیورائے سحر کی وقت افواج کو آراستہ کر کے جلال قتال پر مستعد ہوا اس درمیان میں عالم خان اور لودھی خان اور دلاور خان افغان کہ باپ اور دادا سے امرائے اس خاندان سے تھے بالائے آب سے مع دس ہزار سوار عبور کر کے علی الصبح لشکر کفار کے حوالی میں پہنچے اور بحسب اتفاق دیورائے سے ایک عجمت افواج سے جدا ہو کر باغ نیشکر کے کنارے سوتا تھا اور مسلمان نیشکر کی تاراج کے واسطے اس طرف متوجہ ہوئے اور دیورائے بخیال اسکے کہ دیدہ و دانستہ سر پر چڑھے آتے ہیں مضطرب ہو کر باغ نیشکر کی طرف بھاگا اور تاراجیوں نے مور و طخ کی طرح اس باغ میں داخل ہو کر اُسے ایسا جاڑا کہ گویا سبزی کا اثر نہ تھا آخر شہنشاہ سپاہی دیورائے سے دو جا ہوئے اُسے باغبان سے تصور کر کے نیشکر کا پستارہ اُسکے دوش پر رکھ کر جلو میں ڈالا دیورائے نے حیات کو غنیمت سمجھا کچھ نہ کہا جب قدرے راہ طے کی سلطان احمد شاہ کے عبور کا غلغلہ اور دیورائے کے گم ہونے کی افواہ حاصل عام میں مشہور ہوئی ابھی کچھ رات باقی تھی کہ دیورائے کی سپاہ متفرق ہوئی اور لشکر سلطانی عمارت میں ایسا مشغول ہوا کہ شیرین تر نیشکر سے تھا دیورائے فرصت پا کر تمام مفرو و ن کی طرح بھاگا اور نظر کے وقت اپنے ایک امراءے مقرب کے پاس پہنچ کر فریاد لگایا اور اس خبر کے مشہور ہونے سے اُسکے امراءے و جمیع سپاہ فراہم ہوئی لیکن دیورائے نے اس امر کو شگون بد سمجھا کہ قتال فسخ کی اور سبجا نگر میں جا کر قلعہ بند ہوا اور سلطان احمد شاہ نے سبجا نگر کی طرف سے عنان منعطف فرمائی ولایت کفار کے درمیان میں داخل ہوا اور جس مقام میں پہنچتا تھا زین و فرزند اُنکے اسیر کر کے سلطان محمد شاہ غازی کے خلاف قرا واد اور رحم و شفقت کو کیسو چھوڑ کر کفار کو تہ تیغ بید رہنے رکھتا تھا جس وقت کہ میں ہزار ہند و قتل ہوتے تھے قتلہ کرتا تھا اور زمین روز مقام کر کے جشن بے عظیم ترتیب دیتا تھا اور شادیانی کے نقارے بجا کر تہانوں کو توڑتا تھا اور معابد آتش پرستوں کے ویران کر کے گاؤں کشی میں کوتاہی نہ کرتا تھا اور چاربت برنجی حسن آباد گھر کہ کی طرف بھیجے کہ یہ گھر گھوڑوں کے مکان کے ہستمانہ کے آگے نصب کریں تو زائرین کے لکھ کو بھونکتے ہیں جن فون کہ سلطان تہانوں کی تحریک اور گاؤں کشی میں مشغول تھا ایام نوروز پہنچنے سے ایک عوض بزرگ کے کنارے مقام کیا اور اس درمیان اتفاقات سے ایک دن سلطان بقصد شکار لشکر گاہ سے برآمد ہوا اور ذوق شکار میں ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا سر پٹ پھیکا یہاں تک کہ اردو چھ کو سب پر جا پڑا اس صورت میں کفار نابکار جو باغی چھ ہزار سوار کے قریب تھے انھوں نے اچھین ہم عہد ہو کر سو گند کھائی کہ آپکو عند الضرورۃ فدویا نہ سلطان پر پہنچا کہ ہلاک کریں اور اس ظلم و جور کا انتقام لین کہ کھڑے گھوڑوں بادیا عالم پیما پر سوار ہو کر سلطان کے سراغ میں روانہ ہوئے جس وقت اُسکے قریب پہنچے تیراندازان مغل قریب دوسو کے جانوران راہ پر پیچھے گئے تھے سلطان متحیر ہوا اور سے ایک چار دیواری کی اہل زراعت نے گاؤں اور گوسفند کے رہنے کو صومال آبادی سے دور بنائی تھی نظر آئی سلطان تعجبیل نام اس طرف متوجہ ہوا اور کفار عاصی نے گھوڑے اٹھا کر نہایت تہ و غضب سے تعاقب کیا اور ابھی چار دیواری میں نہ پہنچا تھا کہ ایک شکستہ آب کند کا حامل ہوا اور اُسکے عبور کی وقت کفار نے پہنچ کر ٹھنڈا سودا گنی تیروں سے مقتول کیے اور قریب تھا کہ سلطان بھی ضلع ہوئے کہ ناگاہ وہ تیرانداز کہ جانوران شکاری کے تعاقب میں گئے تھے آپہنچے اور تیراندازی میں مشغول ہوئے اور کفار کو گونہ توقف آتی ہو سلطان اس شکستہ آب کے گھوڑا کہ اگر برآمد ہوا اور ہزار مشقت و محنت سے آپکو دیورائے تک پہنچا یا بعد بہادران تیرانداز دیوار و پٹھر جگہ میں مشغول ہوئے اور سب نے دل مرگ پر رکھ کر کلمہ شہادت کا زبان پر جاری کیا پھر تو سیکن بخشی اور میر خجندی اور میر علی سینا نے

معاذہ علی

اور میر علی گرد اور عبداللہ کابلی اور خسرو اذربک اور خواجہ حسن اردستانی اور خواجہ قلندر بیگ اور قاسم بیگ صف شکن نے اس دوزد اور مردی اور مردانگی کی ظہور میں ہونے کی سلطان کی زبان مبارک سے تحسین و آفرین کی صدا سنتے تھے اور کافروں نے ضرب بنہ و ق سے چند بہادران تیر انداز کو شہید کیا اور مسلمانوں کو دیوار پر سے گتار لائے پھر پانچ چھ بہرا رکافر دیوسرت عفریت منظر ضرب شمشیر و نیزہ و خنجر سے چار دیواری کے کھودنے اور گرانے میں مشغول ہوئے اور سلطان نے چند تیر اندازوں سے اس چار دیواری میں مضطرب اور حیران ہو کر رضا بقضادی لیکن جو کہ عنایت سبحانی شامل تھی تھی عبدالقادر سلجوقی کا سردار بن محمد عیسیٰ بن محمود بن عماد الملک کہ دوسری منصب رکھتا تھا اسکے مین ایندھا گذرا کہ بادشاہ چند مردم خاصہ سے شکار کو گیا ہوا ایسا نہ ہو کہ دشمن قابو پا کر اسپر تاخت لاوین کام مشکل ہوگا پھر اسی وقت دو تین بہرا خاصہ فیل شاہی ہمراہ لیکر بطور یلغار روانہ ہوا اور سلطان کی خدمت میں جا پہنچا کہ کفار یا تیغ چھ گز دیوار سما کر کے جنگ میں مشغول تھے عبدالقادر افواج ترتیب دیکر فدا یان کفار پر حملہ آور ہوا اور جنگ عظیم واقع ہوئی افضال کئی اور اقبال بادشاہی سے غالب آیا اور بہرا سردار کفار یا ہنجا کر کھڑکے کہ فلک اُنکے قتل سے عاجز تھا علف تنع اسلام ہوئے اور پانچ سو غازیوں نے شہادت چمکا اور سلطان نے تائبانیزی اور عبدالقادر کے خرم و ہوشیاری سے اس بلیہ سے نجات پائی اور دوبارہ تخت شاہی میسر ہوا مصرع رسیدہ بود بلائے ولے نیر گذشتہ اور عجائب روزگار سے سلطان عظیم الشان مالک تھے بہرا رخیل و چشم کا ساتھ ایسی محنتوں کے کہ بادشاہوں کو کم و قوع میں آتی ہو گرفتار ہوا تھا عاقبت بھر گزری سلطان احمد شاہ نے اسی دن عبدالقادر کو بلایا برا دریاں بخش و یار حق گذار اور خطاب خانجہانی اور منصب دو بہرا رخی سے سرفراز فرما کر سپہ سالار لشکر تہنگ کیا اور خانجہانی نے چالیس برس از روئے استقلال برار کی حکومت کی اور فتح اللہ عماد الملک جو آخرین بادشاہ ہمارا کا ہوا تذکرہ اسکا عنقریب ہوگا وہ خانجہان کے علاموں سے تھا غرض کہ اس طرح سے سلطان احمد شاہ نے ہر ایک تیر انداز کو خلعت ہائے فاخرہ اور خطاب ہائے لائقہ اور منصب ہائے مناسب سے نوازش فرمائی اور لوازم عنایت میں کوئی وقیعہ فرو گذاشت نہ کیا اور سپہ سالار حسن بخشی اور میر فرخ بخشی اور میر علی سیستانی اور حسن خان اور فرخ خان اور علی خان ہر ایک کی صدی ہوئے اور قاسم بیگ صف شکن نے منصب پانصدی پر ممتاز ہو کر کلہر کی جاگیر پائی اور خواجہ بیگ نے خطاب قلندر خان اور منصب دوسری پایا اور حسن آباد کلہر کی داروغگی پر مامور ہوا اور میر علی گرد نے کہ ایک کفار بجا نگر کو ضرب بنہ و ق سے ہلاک کیا تھا کافر کش کا لقب پایا اور بہرا رخی میں منتظم ہوا اور عبداللہ کابلی نے منصب داران صدہ سے ہو کر بلدہ جنیر کی حکومت پائی اور خواجہ حسن اردستانی اور خسرو بیگ اذربک بھی امیران صدہ سے ہو کر دونوں کو حکم ہوا کہ شاہزادہ کو آداب تیر اندازی سکھاویں اور خلف حسن بصری الخطاب ملک التجار نائب کو حکم ہوا کہ عراقی اور خراسانی اور ماوراء النہری اور رومی اور عرب کے تین بہرا تیر انداز نو نگہداشت کریں اور اسدی طرح سے جمیع امر کو حکم ہوا کہ تیر اندازی کی تربیت میں کوشش کریں اور اپنی اولاد کو بھی موسم تیر اندازی سے تعلیم دیں اور بعد اس قضیہ کے سلطان نے کوچ کیا اور بجا نگر میں آنکر تیر کی تہبیر کی اور محصوروں کی تقنیق میں کوشش کی آخر کو دیوارے نجات عاجزی میں دیکھ کر طالب صلح ہوا اور سلطان نے یہ شرط کی کہ اگر خراج چند سالہ فیلان خاصہ کی پشت بر بار کر کے اپنے فرزند کے ہمراہ مع نقارہ اور سرنا اور نفیر

دیروں بھیجے البتہ صلح قبول ہوگی دیورے نے اطاعت کے سوا چارہ نہ دیکھا اپنے بیٹے کو عنایت چربان و رستہ
تھا با تحاف فراوان اور بہت سنا نقد و جنس اور قمشہ نفیسے تھیں تھی کوہ پیکر خاصہ کی پشت پر کہ انھیں اپنے حملات
خاصہ میں باندھا تھا اور خود ہر روز انکا اہتمام کرتا تھا روانہ کیا اور سلطان کے حکم کے موافق امرائے استقبال کر کے
اردو بازار کے درمیان سے نقارہ بجاتے شور و خروش کرتے سلطان کے ملاحظہ میں در لائے اور سلطان دیورے
کی بیٹے سے بغلیکے ہوا اور اپنے تخت کے قریب جگہ دی اور خلعت فاخرہ پیکاکم و خنجر مرصع وغیرہ سے سرفراز کر کے میں
گھوڑے عرانی اور عربی اور میں گھوڑے راہوار ترکی اور بخشی اور پانچ فیل اور پانچ چیتے اور فتازی شکاری دین باز
کہ ہرگز کرنا کیوں نے مثل انکے نہ دیکھے تھے عنایت فرمائے پھر دمان سے کوچ کر کے آب کشنہ کے کنارے سے اسے رخصت کیا
اور خود بدولت و اقبال دار الملک حسن آباد جگہ کہ تشریف لایا اور اس سال امساک باران کے سبب قحط عظیم واقع ہوا تھا
اور زمین اور کنوئیں اکثر مالک دکن کے خشک ہو گئے تھے چنانچہ اکثر چار پائے اور جانور صحرائی بے آبی سے مر گئے اور
سلطان احمد شاہ نے دروازہ خزانہ کا کھول کر سپاہ پر تقسیم کیا اور غلہ شاہی کے کھتے اور کھوپن کھول کر غرابا اور مساکین کو بانٹا
جب ایک سال اس طرح پر گزرا اور دوسرے سال بھی آنا نزول فیوض آسمانی کا ظہور ہوا سلطان احمد شاہ نے مضطرب
ہو کر علماء اور مشائخ اور زبَاد کو نماز استسقا کے تکلیف دی لیکن اسپر بھی اثر مترقب ہوا اعیان سلطنت اسی شوق چلے گئے
ناخوش اور حرف بیا کہتے تھے آخر کو سلطان خود متاثر اور محزون ہو کر بہ نفس نفیس صحرا کی طرف گیا اور تنہا ایک بلندی پر
چڑھ کر چند رکعت نماز ادا کی اور نہایت عجز و انکسار سے سر زمین پر رکھ کر استغذاری اور تضرعی کی کہ خدا کی قدرت
سے اسی دم ایک ابر عظیم آسمان پر نمودار ہو کر برسے لگا اور سلطان نے ملاحظہ ہو کر عرض کی میں نہیں سبجانی اور بہت
ربانی سے نہ بھاگوں لگا اور اسقدر توقف کر دیکھا کہ باران تم جاوے نظم برآمدیکے میخ از تنغ کوہ بغیر غریب شاہ
بیابان و خندید باغ، جہان گشت از سہر چو روشن چرخ، ہمہ شہر ویرانہ آباد شد، دلے شاہ از خرمی شاد شد،
اور جو لوگ کہ سلطان کے ہمراہ آئے تھے سب شدت ہوا اور باران سے کاپنے لگے اور بہت مجموعی صنیر و کیر و کر
و خروش میں انکر کہنے لگے کہ اسی سلطان احمد شاہ ولی بہمنی ولایت تیری مٹو ہوئی اب شہر کی طرف مراجعت فرما تو غلظ
آسودہ ہووے اور جو سلطان خود بھی بانی کے ترہمنے سے بہانہ طلب تھا عین بارش میں رالامارہ میں آیا اور اسی دن سے
سلطان احمد شاہ ولی بہمنی ملقب و مشہور ہوا اور شہر اس قدر سواٹھا میس جہری میں جو راسے و رملہ اور راسے بیجا کر کے باہم
اتفاق کرنے سے آزدہ تھا غم تسخیر و رکھل اور سائر بلاد ملنگ کا مصمم کر کے سوار ہوا جس کا گٹھہ میں پہونچا خان عظیم
عبد اللطیف کو مع امرا اس حدود کی طرف برسہ ہر اولی پیشتر روانہ کیا اور جو بھی ایک عینے اوڑھیں کے بعد قدم نکالے تھے وہاں
اسی درمیان میں تختہ نامہ و رکھل کا پہونچا اور اس فتح کا باعث یہ تھا کہ خان عظیم جب رکھل کے اطراف میں پہونچا راتے ملنگ نے لشکر
اطراف و اکناف سے ہم پہونچا کر فرصت غنیمت جاتی اور ابھی سلطان نے معرکہ جہال و قتال میں نزول نہ فرمایا تھا کہ صف
جنگ آراستہ کر کے ساتھ ہزار تانگہ اور سوار و پیادہ سے مقتول ہوا اور رکھل مالیاں سلطانی کے تصرف میں آیا اور سلطان
ہا طینان تمام و رکھل میں داخل ہو کر جمیع خزینہ اور دہنچے ہمہ راہ کے آباد اور آبادی ہزار تخت و مشقت دست برد نہب و
غارت سلطان محمد غلط شاہ سے گوشہ محفوظہ میں نگاہ رکھتا تھا سہل ترین وجہ سے متصرف ہوا اور خان عظیم عبد اللطیف کو
دراختی تھی ہر گ نامے اور میں ہا تھی کو چکل و رکھل لامر صبح اور چار سمن ہر وار بدلو چائیں ہزار ہوں نقد عنایت فرمائے

اور پھر بلا تلنگ کے لینے کے واسطے تیس کیا اور وہ تین چار مہینے کے عرصہ میں اکثر بلا تلنگ کو مسخر کر کے جا بجا
تھا نہ بٹھا کر بادشاہ کی ملازمت میں نکل میں مشرف ہوا سلطان والا دو ومان قدر دان بہت خوش ہوا گلے
سے لگا یا پھر دو بارہ خلعت فاخرہ سے ممتاز کر کے اور زیادہ اقتدار کیا پھر بعضے وارثان مملکت تلنگ کے قلع قمع کے
واسطے کہ قلعہ متین میں متحصن ہو کر اعلام ملافہ بلند کیے تھے مامور فرمایا اور خود قرین فتح و فیروزی دار الملک
حسن آباد گلہ گہ کی طرف مراجعت فرمائی اور مع اخیر ہونچا اور وہ آرزو کہ شامان ماضیہ بھینہ نے حاصل کی تھی اسے
منصیب ہوئی اور آٹھ سو چھبیس ہجری میں قلعہ ماہور پر جو کسی تقریب کے سبب پلین بھینہ کے تصرف سے برآورہ
ہو کر ایک زمیندار کفار کے ماتھے آیا تھا چڑھائی کی اور باوصف اسکے کہ اس قلعہ کو صلح و امان سے لیا لیکن
نقص عہدی کر کے اس زمیندار کو مع پانچ چھتر ہونود تہ تیغ کیا اور انکی آل اولاد کو قہر کر کے بقید اسلام لایا اور حصار
کھلم کو فتح کر کے معدن الماس کو کہ حاکم کو نڈوارہ کے تخت میں تھے اپنے قبضہ تصرف میں لایا اور بت بجانے شکست
و مسمار کر کے ان مقاموں پر مسجد بن تعمیر کیں اور وہ ذین اور خادم اور روغن چراغ مقرر کیا اور سال بھر لمبھو میں مقام
کر کے قلعہ کا ویل کو احداث کیا اور قلعہ ترناہ کی مرمت کر کے مراجعت کی اور غرض اسکے بچنے سے یہ بھی کہ مملکت خاندیس
مالوہ اور بکرات کے صاحبزادے امیر تیمور گورکان نے سلطان فیروز شاہ کو عنایت فرمایا تھا لیچو پرا قامت کر کے آہستگی
اور تدبیر سے اس پر متصرف ہوا اسکے بعد بچا نگر کی تسخیر کے واسطے عنایت غنیمت منعطف کی اور جب یہ راز ہوشنگ شاہ
والی شاہ آباد مند کو دریافت ہوا اسنے نرسنگھ حاکم قلعہ کٹرہ کو باج گذار بھیناں تھا اپنی متابعت اور موافقت کی
ہدایت کی نرسنگھ نے یہ امر قبول نہ کیا اور ہوشنگ شاہ نے والی خاندیس کی صلاح سے دو مرتبہ لشکر اسکی ولایت پر بچا
اور ہر بار شکست ہا کر کمال ابر مراجعت کی پھر تو ہوشنگ شاہ نے قہر و غضب میں انکو تیسری بار مالک جماعت معتمد کو اس ولایت
پر روانہ کیا اور انھوں نے سرزمین اس ولایت میں ہونچکر بہت خرابیاں واقع کیں یعنی لوٹ مال کے سوا باغ ویران کیے
دراعت با مال کی کھیت میدان کیے اسپر بھی اکٹھا لگو کے بعضے پرگنات پر اسکے قابض اور متصرف ہوئے اور نرسنگھ ب
لشکر فراہمی میں مشغول ہوا ہوشنگ شاہ نے خود اس طرف کی غنیمت کی اور سفر کے سامان میں مصروف ہوا اور نرسنگھ نے
بتیاہ و مضرط ہو کر آٹھ سو تیس ہجری میں ملحق مع عرضداشت سلطان احمد شاہ کچھ مدت میں روانہ کیا کہ اندون
میں ہوشنگ شاہ والی مالوہ ایک لشکر عظیم اور فوج بیقیاس فراہم لاکر اس دولخواہ قدیم کی مملکت کا قصد رکھتا ہو
اور اس زمانے سے کہ غلام نے سلطان فیروز شاہ جنت آرمگاہ کی غلامی کا حلقہ اپنے گوش میں اور زین پوش اسکی
اطاعت کا اپنے دوش پر ڈالا ہو حکم اطراف کٹرہ میں کو اس درگاہ کے منسوبوں سے جانتے ہیں حاشا
کہ بندگان دارادربان اپنے بندگان صمیمی کی امداد اور معاونت میں سہایل روا کھیں اور جلد فریاد کو پہنچ سلطان
نے فرمان اسوقت عبدالقادر المظاہر بنجا بھان کے نام جو کہ حاکم بہار تھا بھیجا کہ بچو و وصول فرمان قضا جریان
لشکر بار کو جمع کر کے نرسنگ کی کمک کو روانہ ہووے اور پیچھے سے خود بھی چھتر ہزار سوار بھجور گدار ہمراہ لیکر فکار کے بہانہ
سوار ہوا اور لشکر کمان لیچو میں داخل ہوا اور ہوشنگ شاہ ابھی اپنی ولایت میں تھا سلطان احمد شاہ شکار قرغہ میں
مصروف ہو کر دو مہینے اس لشکر میں مشغول رہا ہوشنگ شاہ سلطان کے توقف سے گمان اسکی زبونی پر کر کے بطریق
دیلفا رکھنے کے اطراف میں آیا اور بعد تاراج و غارت کے قلعہ کو کھار کر کے زبان لاف و گراف میں کھول اور

۱۱ خبات
۱۲ خبات
۱۳ خبات
۱۴ خبات
۱۵ خبات
۱۶ خبات
۱۷ خبات
۱۸ خبات
۱۹ خبات
۲۰ خبات
۲۱ خبات
۲۲ خبات
۲۳ خبات
۲۴ خبات
۲۵ خبات
۲۶ خبات
۲۷ خبات
۲۸ خبات
۲۹ خبات
۳۰ خبات
۳۱ خبات
۳۲ خبات
۳۳ خبات
۳۴ خبات
۳۵ خبات
۳۶ خبات
۳۷ خبات
۳۸ خبات
۳۹ خبات
۴۰ خبات
۴۱ خبات
۴۲ خبات
۴۳ خبات
۴۴ خبات
۴۵ خبات
۴۶ خبات
۴۷ خبات
۴۸ خبات
۴۹ خبات
۵۰ خبات
۵۱ خبات
۵۲ خبات
۵۳ خبات
۵۴ خبات
۵۵ خبات
۵۶ خبات
۵۷ خبات
۵۸ خبات
۵۹ خبات
۶۰ خبات
۶۱ خبات
۶۲ خبات
۶۳ خبات
۶۴ خبات
۶۵ خبات
۶۶ خبات
۶۷ خبات
۶۸ خبات
۶۹ خبات
۷۰ خبات
۷۱ خبات
۷۲ خبات
۷۳ خبات
۷۴ خبات
۷۵ خبات
۷۶ خبات
۷۷ خبات
۷۸ خبات
۷۹ خبات
۸۰ خبات
۸۱ خبات
۸۲ خبات
۸۳ خبات
۸۴ خبات
۸۵ خبات
۸۶ خبات
۸۷ خبات
۸۸ خبات
۸۹ خبات
۹۰ خبات
۹۱ خبات
۹۲ خبات
۹۳ خبات
۹۴ خبات
۹۵ خبات
۹۶ خبات
۹۷ خبات
۹۸ خبات
۹۹ خبات
۱۰۰ خبات

سلطان احمد شاہ بہ خبر سنکر اچھوڑ سے کھڑلہ کی سمت متوجہ ہوا اس عرصہ میں طاعب اللہ صمد اور نجم الدین مہتمی اور بھی علماء سلطان سے کہنے لگے کہ اب تک کبھی ایسا اتفاق نہیں پڑا کہ شاہان ہند مسلمانوں سے لڑتے ہوئے ہوں اس صورت میں حضرت کو بدنامی سے پرہیز لازم ہے خصوصاً اس مقدمہ میں کہ تمام خلقت کیلئے سلطان کفایت کا حجت کر کے اہل اسلام سے محاربہ کرنا چاہو اور سلطان کہ ہوشنگ شاہ کے لشکر سے میں کو سدا دھر پہنچا تھا اس کلام سے متاثر ہو کر آدمی اسکی پاس بھیجا کہ زرننگہ اس سرکار کے متعلقوں سے ہوشایان محبت وہ ہے کہ آپ اپنی ولایت کی طرف کوچ کر جائیں کہ ہم بھی علمائے شریعہ علیہ السلام و آلہ وسلم کی التماس کے موافق اپنی ولایت کی طرف متوجہ ہوں اچھی ابھی ماہ سپاہی کے اوروین نہ پہنچا تھا کہ وکینوں نے کوچ کیا اور ہوشنگ شاہ اس پیغام سے نہایت آزر و داؤد فرشتہ ہو گیا اس خیال کے کہ سلطان کے ہمراہ رکاب ہند رہ ہزار سوار سے زیادہ تھے اور آپ تیس ہزار سوار رکھنا تھا یہ تعجب تمام شاہ کے پیچھے روانہ ہوا چنانچہ جس منزل کے سلطان احمد شاہ ہمیں کوچ کرتا تھا وہ اس مقام میں فروکش ہوتا تھا جبکہ بخاری اسکی حد سے گذری سلطان نے عالموں کو طلب فرمایا اور کہا جو کچھ تم نے فرمایا تھا اور تجیل اسکی واجب تھی میں بجالایا اور اب اس بے ناموسی کو اپنی ادب پر فروز و دیگر کل بیان سے کوچ کر کے احوال و افعال روانہ کرو لگا اور فلان دریا کے کنارے کہ میری ملکیت ہو مقیم ہو لگا اس حالت میں جو شخص کہ میرے مقابل آویگا اس سے لڑو لگا اور ایسی تدبیر تباہ کہ حدیث کے بموجب دیال شامل حال اسکے ہو پھر علماء سے اسکی تجویز کر کے دوسرے دن اس نیت سے افواج آراستہ کر کے چار سو یا تھی جنگی کہ ان میں سے اکثر مست تھے جا بجا نگاہ رکھے اور مہینہ عبدالقادر خانجہان اور میرہ عبداللہ خان میرہ اسمعیل فتح سے آراستہ کی اور ہیر سیاہ شاہ ہزار و علاء الدین کے سر پر لگا کر قلب کو اسکے سپرد کیا اور خود مع دس ہزار سوار انتخابی اور بارہ ہزار فیل جنگی دست چپ کی طرف قائم کر کے کمینگاہ میں بیٹھا ہوشنگ شاہ نے اس دن کو بھی اور روزوں کی طرح قیاس کر کے بے تامل تعاقب کیا اور بردایت صحیح مع سترہ ہزار فرج دکن میں پہنچا جب فرصت لشکر جمع کرنے کی نہوئی جنگ میں مشغول ہوا اور بازار گیر و دار گرم ہوا سرایک جوان شیر خسیان پل تن پر شوکت دکن نے کہ سا اٹھا دراز سے آرزو مند جنگ یکدگر تھے ہنر مائے ذاتی عیان کیے لظہم و لشکر بھرا کشتہ ند فرج پڑو وریاے آتش بر آوڑ موج و شہداز ہر دو و لشکر آراستہ قیامت زروے زمین خاستہ ہو نو فند شیران مفرد سوارہ میدان یکے بلکے کارزار پہ چوراہ ہوا بستہ شد بر عقاب و زویدہ نہان شد بر ذرا آفتاب و جب طرفین نے سپہرین پہنچا لکر تلواروں پر ہاتھ ڈالا اس جھاک سے لڑنے لگے کہ آنکھیں پھڑپھڑاتی تھیں سلطان احمد شاہ یہ حال دیکھ کر گھبرا گیا کہ اسے برآمد ہوا اور بہت نفس شیریاں و پیل دمان کی طرح لشکر ہوشنگ کی صف پر حملہ کیا جو نیزہ دار سامنے آیا تلوار علم کے نیزہ قلم کیا لکے مرکب لب کو مغلوب روح سے بیکر خالی کر کے دشت لاشوں سے بھرتا تھا کچھ دیوار و گری صید بلند رہی پھر لشکر ہوشنگ شاہ تاب اقامت نہ لایا مگر سے فرار و گشتہ وادی او بار ہوا اور دکنیوں دشت بہ نیزہ و شمشیر مو کر تعاقب کیا پھر لڑائی سے قن و سرین جدائی ہونے لگی و ہزار مرد اہل نبرد غینم کے قتل ہوئے ساز و صلب حال و افعال انکا تاراج ہوا اور ہوشنگ شاہ کے حرم اور دو دختر اور دو صوفیل و شگہ ہوئے ناگاہ اس حال کی خبر زرننگہ کو پہنچی وہ بھی مہینق محاصرے برآمد ہو کر بخوف و خطر نہایت دلیری سے مترد و نکاسدراہ مثل مار دم بریدہ بر خود پیچیدہ ہوا جو مسلمان اس کے ہاتھ لایا اسے قتل کیا اور بہت اہل اسلام اس کے ہاتھ سے شہید ہوئے سلطان احمد شاہ اس سے نہایت متاسف ہوا اور ہوشنگ شاہ کے اہل و عیال

کو بہت اعزاز و اکرام سے لایا تسکین بخشی دیگر جیسے بچوں میں بٹھایا اور خلعت و انعام دیکر مرد و عورتوں کو بھاجہ سدا
 بھرا کر کے مالوہ کی طرف روانہ کیا اور زرنگہ اپنے بیٹوں کو لیکر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلطان کو کھتر لہن
 لیا کر ضیافہ میں مشغول ہوا اور شیکشہا سے لاکھ گزرائی اناج ایک من لباس اور یاقوت اور مروارید عدت تھا اور
 سرداروں اور زامداروں کی بھی خدمت کے لئے لاکھ کے لوازم تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا اور بادشاہ کی
 مشالیت میں باتفاق فرزند ان قصبہ ماہور تک آیا اور خلع اور مغز ہو کر وہاں سے باخاطر خلعت اپنے شہر کی طرف اپنی ما
 اور تاریخ مالوہ میں مسطور ہے کہ سلطان احمد شاہ جب عازم شیر کھتر لہ ہوا اور اسے کھتر لہ نے ہوشیاری سے مدد طلب کی
 لہذا اس معاملہ پر ان دونوں بادشاہ کے درمیان جنگ ہوئی و اللہ اعلم بالصواب اور سلطان شاہ اسی پور میں جب
 حصار پید کے حوالے میں پہونچا عزم شکار میں مع فرزند ان و مقربان لشکر سے جا ہو کر ماتہ ناک دو واسے کیا ہوا
 نظم بنالیدن در آہ طبلک بازہ در آہ مرغ صید افکن بہ پروازہ ز کیسو چشمہ بازان سبکخیزہ بخون مسدودہ چنبا
 تیرہ وزان سوے درگشاہین بہ پروازہ ر بودہ نقد جان از کبک و درازہ اولٹناہ سین نظر طعشتہ از اسکی ایک چرا
 پر جا پڑی کہ وسعت و غنیمت میں گویا سپہا خضر اور لطافت و صفائے چشمہ خوریا کو شربت تھا اسکا محسن میں شل شیف
 برین اقسام دیا حین سے آراستہ و رنگ برنگ نباتات و درختی سے پیراستہ تھا اور ہر طرف اس کے سبزہ زار تھا باغ سے
 زیادہ پر بہار تھا چشمہ سے سرد و خیرین روان تھے جانوران آبی تازہ قرقرے مرغابی پران تھے کھینچ لیکے بہاری
 ہر ان چو کڑی بھرستے تھے اور کبھی بھولوں کی جگہ سے مست ہو ہو کر گرتے تھے چاند و ان شام ہر اسکی خاکیں طبلہ غنیمت
 کھولے ہوئے اور سافران حساب و شمال اسکی ہوائے خشن بخش میں ناخوشگوار فرہرے ہوئے تھے نظم نہر چشمہ چون آسمان
 جزاع لالہ ہر جانب فروزان ہشتاقتی ستہ و سبزہ و مید و نیمصوب جیب گل در بہہ ناگاہ اس صحرائے پر فضاں ایک
 لوٹری نظر آئی کہ مکر و فریب و خدع کے کتب میں شیکر شیطانی درس تھی اور نیزنگ سازی اور عجبہ بازی میں ہر طرف
 کیا ملک خعبدہ بازہ کو بازی ویتی حق فریب بہت صیاد و نکا و کھکر کبھی اپنے تین بطع خام گرفتار و ام نہ کیا نظم
 رو بجکے چھت و دغا پیشہ بودہ ماتہ تغافلے آن پیشہ بودہ لعبت و بازگیر صحر او دہہ و زرد و کان بردہ بازی فرہہ ہم
 و صحر افغان بود از دہہ ہم سگ دہ لغزہ زنان بود از دہہ در درہ حستن شد از دہہ ہم گم ہر فلک فتمہ بجا روٹ ہم القصہ دہ
 حیلہ گرد غافلہ صحر او پیشہ میں رہا کرتی تھی اور نشاط و مہلک سے جھٹ کرتی تھی اور بیتی تھی اور لطائف لیل سے اکو گان تیر و فلک
 کی نظر سے پوشیدہ رکھتی تھی اند لوٹین سلطان احمد شاہ نے تفریح کو بسطے حکم فرمایا کہ چند قلاوہ سگان شیر خال اس محال
 کے و نال چھوڑین تو اس صحرائے پر فضا اور دشت پر بہار میں کہ نہایت وسیع اور ہموار و حیلہ گر کی نیزنگ سازی سے بہت حاج
 و سرور حاصل ہووے میر شکار نے وہ چند تازی شیحوں اس کے تعاقب میں چھوڑے اور لوٹری کی جہنم پر نظر پڑی شہ بادہ
 کر کے ہر چند جاگاہ کہ حیلہ و نیزنگ اس کے جنگ و دندان سے آکھو رہا کر کے کسی سولخ میں در آوے میسر نہواا وجب کتوں نے حوالہ
 میں بقت کر کے چاگاہ اس تک آکھو پہونچا وین عاجز ہو کر اس بیت پر عمل کیا بیت وقت ضرورت جو غاندگر نیزہ دست
 بکیر و شمشیر تیز و بعزم ستر و آویز بلٹ کرتا زیون پر حملہ آور ہوئی اور شہر یار گردون و قارگشت دانٹون میں لیکر سلی
 جرات سے حیران ہوا اور اس کے خاطر ملکوت ناظر میں یہ خطرہ گذرنا کہ یہ امر اس سرزمین جنت ترش میں کی آب و ہوا کی تاثیر سے
 ہر مناسبت یہ ہے کہ اس مقام کو شہ نشین کر کے دار الملک گردانوں پھر اپنا مافی الضمیر قربان درگاہ و بزرگان بزرگ سے بزر

تاریخ

کیا کلمہ شہنشاہ بہ پیران سخن بر کشا وہ کہ انیک برو بوم فرخ ہناد و بسا زرم من اینجا یکے خوب جائے کہ باشند بیک
 مرا ہنمے کہ بر آرم یکے قلعہ از سنگ لاسخ بدوداندش مرغ و او ان کاخ پختستن گئے بر فرازم چو ماہ چنان کو بود
 خور و ماح و گاہ یکے شہر سازم بدینچلے من کہ خیرہ باند در و تھنن: القصہ سمجھون نے زبان بدعا و ناکھولی او یہ
 بیت پڑھی بیت ای شہنشاہ مبارک رو کہ حاصل میکنند: اختران آسمان از طلعت نیل ختری: جو کچھ خاطر اقدس من
 کہ جائے مصدر انوار ربانی اور مورد الہامات غیبی ہو میرے ڈال اس صلاح دولت با بیونہ ہو کسو اسطے کہ یہ مکان مملکت
 وکن کے وسط حقیقی میں نفع ہو اور آب و ہوا میں میں بیانیکی بہتر مالکن ہندوستان سے اور سوڈان اوراق کا کتا ہو کہ میں
 نے بلا و معظم ہندوستان کو دیکھا لطافت و خوبی میں مانند اس مملکت کے نظر نہ آیا زمین اسکی شجر سودہ کی طرح سرخ
 ہو اور ایام برسات میں کہ خوشترین فصلہاے ہندوستان سے جو کچھ مطلق نہیں ہوتی ہو کسو اسطے کہ اطراف شہر میں اس
 فرسخ تک جو اکثر زمین سرخ ہو اور چھپیدگی نہیں رکھتی سیر و شکار کی وقت ساون بھادون میں نہ گھوڑا تشویش کھینتا ہو
 نہ آدمی گھوڑوں کا ستم اور آدمیوں کا قدم گل آلود نہیں ہوتا کچھ کا چھپکا سر نہیں پہنچتا پاؤں نہیں بھستتا ہاتھ میں تیل
 اور پانیچاڑھائی کی نوبت نہیں آتی اور حرم پر سا ادھر پانی جا بجا بہ گیا شہر کا کھلی کو چہ صاف رنگیا اور علاوہ اسکے کھیف
 ہو کہ جامہ اور بدن سرخ نہیں ہوتا اور اکثر میوہ خراسان اور عراق کا وہاں پیدا ہوتا ہو اور خواجہ محمود کا وان الخاطب بخوار
 جہان نے زعفران اور ارمود اور قسم قسم کے انگور اس میں سے حاصل کیے مگر سوقت میں کوئی مالک مری نہیں رکھتی
 اور نشمین گاہ شاہان صاحب اقتدار نہیں ہو لیکن وہ سرزمین تنک بر سوہ تر و دھم مقاموں سے القصہ جببگان
 صاحب جہان ارادہ سلطان سے واقف ہوئے بخو میوں اور ختر شناسون کو بلایا اور تحقیق فرمایا کہ حصار بیدر
 کے نزدیک شہر حادث کرنا اور دار الخلافت بنانا جسب جلام علمی اور سفلی کیا صورت رکھتا ہو لظہر فرختر شناسان
 بہ پرسید شاہ کہ اگر سازم اینجا یکے جا بگاہہ از و فرختم بسا مان بودہ و با کار با جنگ سازان بودہ بجھتد یکیشاہ
 گزین: کہ خوبست و فرخندہ انجام این: جب بخو میوں نے یہ فرودہ جان بخش سنا یا مہندسان اعلیٰ دس شعار
 اور طراحان مائی آثار بلکہ یک علم ریاضی اور ہندسہ میں بقراط ستراط جالینوس زمان تھے اور ہر ایک مہصار
 اور اقطاع سے سریر و ثریا نظیر کے سلک میں منسلک اور منظم ہوئے تھے کلک بصارت سے صورت شہر و عمارت
 کو لوح مہارت پر لکھا اور سلطان کے سمع مبارک میں پہنچایا کہ جس ساعت میں کیوان بلند ایوان نے اپنے
 بیت الشرف کو مشرف کیا تھا اور ناہید عیش گستر سرج ٹورین جلوہ گر اور فرسرج السیر فلک سرج اسد میں کہ
 خورشید کا آشیانہ ہو اپنی منزل گاہ کہے ہوئے اور مشتری سعادت اثر اپنے جلوہ گاہ میں حل اقامت ڈالے
 ہوئے تھے بنائے شہر اختیار کی اور سرار رو بہ صرف کر کے کاریگر ایک سے ایک جلد دست بہتر اور معمار و فنکار ہر ہر
 تلاش کر کے آئے وہ اپنے کام میں مشغول ہوئے اس مقام میں کہ قدیم الایام سے حصار بیدر تھا دارالامارہ خاطر خواہ
 تیار کی اور تھوڑے عرصہ میں محل شانانہ اور منازل خسروانہ تعمیر کیے پھر امرا اور اعیان درگاہ اور تمام سپاہ نے
 دور عمارت شاہی میں طرح منازل و مساکن ڈال کر اس شہر کا نام کاہید ہوسوم کیا اور کتب ہند کہ اس سے پانچھزار
 سال پیشتر تصنیف ہوئی اس میں لکھا ہو کہ قدیم الایام میں شہر بیدر رابان وکن کا تھا گاہ تھا اور چوراسے کہ اس شہر
 تخت پر جلوس کرتا تھا مملکت مرہٹ اور ملنگ اسکے زیر گیس رہتی تھی اور راجہ جیم سین جو نہایت عادل اور

عاقلاً و شجاع اور مخفی تھا اور شہر ساری کے راجاں مشہور سے ہوا اور راجہ نل شاہ مالوہی غاکبائے راجہ پیمپن کی خبر پر
کہ دمن نام رکھتی تھی عاشق ہوا اور انکی عاشقی اور عشوقی کا قصہ ہندوستان میں معروف ہوا شیخ فیضی شاعر
جلال الدین محمد اکبر شاہ کے حکم کے بموجب انکی داستان سلک نظم میں منظم کر کے اسکا نام نل دمن رکھا اگر کسی کو غبت
انکے عشق و محبت کے اطلاع کی ہووے اس کتاب کو معائنہ کرے القصہ مالک مسالک طریقت شیخ آذری اشرفی
کہ ان دنوں میں سلطان احمد شاہ کا ملازم رکاب تھا قصیدے مدح شاہ اور تعریف شہر و عمارات میں موزوں کیے
اور بادشاہ کے ملاحظہ میں گذرانکر مسئلہ لائق اور فائق پایا اور سلطان کے حکم کے موافق بہمن نامہ کہنا شروع کیا جب
اس شہر ساری کی داستان انجام کی کتاب بادشاہ کے ملاحظہ میں درلایا اور ولایت کی خدمت طلب کی بادشاہ نے فرمایا
مجھے سید محمد گیسو دھار کی فوت سے ایک کلفت عظیم کا سامنا ہوا و تیرا وصال رنج کرنے والا مواد غم و الم ہو ایسا
نہ کر کہ تیرے فراق میں مبتلا ہوں شیخ نے جب اس قسم کے التفات سلطان سے معائنہ کی ہندوستان کی سکونت
اختیار کی کہ اپنے فرزندوں کو ولایت سے طلب کیا چنانچہ ان دنوں میں قصردار الامارہ بخوبی تمام تیار ہوا اور شیخ نے
یہ ابیات موزوں کیں ابیاست جزا قصہ شب کہ ز فرط عظمت ہ آسمان شدہ از پائے این درگاہ است آسمان ہم
نہاں گفت کہ ترک ادب است ہ قصہ سلطان جہان احمد بہمن شاہ است ہ اور ملا شرف الدین از زرنہ رانی نے کہ شاہ
نعمت اللہ کے مریدان اور خوشنویسی میں معروف و مشہور جہان تھوان بیٹوں کو بوجہ جلے لکھکر سنگتراشان تنگی کو جو تقلید میں
سحر آفرین تھی حوالہ کیں انھوں نے اسکو سنگ نفیس و کلان بر کندہ کر کے دروازہ پر چسپان کیا ایک نسل سلطان کی نظر اس پر پڑی
شہزادہ علاء الدین سے پوچھا کہ یہ کیسکے اشعار ہیں عرض کی شیخ آذری کے نتائج طبع سے ہیں شاہ محفوظ ہوا شہزادہ نے
فرصت اور عرض کا موقع پا کر گزارش کی کہ شیخ بمقتضای حب الوطن من الامان کے ارادہ روانگی ولایت رکھتا ہوا اور
کہتا ہوا کہ حضرت اگر رخصت عطا فرما دیں حج اکبر کا نصف ثواب جو مجھے نصیب ہوا ہر پیشکش کروں گا بادشاہ اس امر سے
بڑا مددہ تر شگفتہ ہوا اسی وقت شیخ کے احضار کا حکم دیا شیخ اب حصول شرف ملازمت مقبول طبع شاہ ہوا اور شاہ نے
نہایتی سے بالیس ہزار روپہ سنگلا کر شیخ کے روبرو رکھے شیخ کی جب نظر اس زرخیز پر پڑی بادشاہ سے کہا لکھل عطا یا کم
الا مطایا کم بادشاہ یہ جملہ شکر متبسم ہوا اور فرمایا کہ میں ہزار روپہ شیخ راہ اور وجہ کرایہ کیواسطے حاضر کرو اور جو ساعت
سیکس پہنچی تھی اسی مجلس میں خلعت خاندان اور پانچ غلام ہندی عطا فرما کر رخصت معاودت ولایت ارزانی رکھی
اور گویا یہ رباعی اسی شاہ کی شان میں کسی شاعر نے موزوں کی ہر رباعی صواب کرو کہ ہنداکر دہر و دھان پینچا
اور دادار و بے نظیر و بھال ہ دیگر نہر دہر و بہ بنشیدی ا بوقت کرم ہ امید بندہ نامندی بایز و شعال ہ اور شیخ آذری
نے جو کہ رخصت کی وقت بادشاہ کے حضور میں عہد کیا تھا کہ مادام الحیات بہمن نامہ کے لکھنے میں مصروف رہو گا
اس واسطے جبکہ خراسان میں زندہ رہا اکثر اوقات شریف بہمن نامہ کی تالیف میں مشغول کرتا تھا اور سال
بھر کے عرصہ میں جو کچھ نظم ہوتا تھا اسے دار الخلافہ دکن میں بھیجتا تھا القصہ بہمن نامہ داستان ہمایون شاہ
بہمنی مک شیخ کے نتائج فکر سے ہوا اور اسکے بعد ملا نظیری اور ملا سامعی اور بھی شعرا نے دولت بہمنہ کے انفراسکت
ہر ایک نے جو کہ توفیق پائی داستان اور حکایات شاہان دیگر کو لاحق کر کے سلک نظم میں چھلکے پھٹاتے ہیں تا شیخ آذری
کیا بلکہ بعض بے انصافوں نے اکثر ابیات خطبہ کو تغیر دیکر وہ تمام کتاب اپنے نام تیار کی ہوں خلاف تہہ شعہ سے

بہمن نامہ

بہمن نامہ

جان سکتے ہیں کہ وہ تمام کتاب ایک شاعر سے نہیں ہو اور جب کلام اس مقام میں پھر نکالنا لازم ہو کہ کچھ احوال شیخ آذری کا اس کتاب میں ثبت اور درج کرے وہ یہ ہو کہ وہ مشاہیر شعرائے اپنے زمانے سے معاشرت فہم و جودت ذکاوت و شہرت رکھتا تھا چنانچہ ایک وقت باتفاق شیخ صدر الدین رو اس مشہد مقدس رضویہ علی مشرف آلاں انشاء و التحیہ میں الف بیک میرزا کی ملاقات کو گیا میرزا نے اول شیخ صدر الدین سے پوچھا کہ آپ رو اس حسین یار و شاہد ہیں شیخ نے جواب دیا میں رو اس بجا و ہون میرزا نے فرمایا کہ آپ وہ بھی نہیں ہیں کس واسطے کہ رو اس کلام عرب میں نہیں آیا اُسکے بعد شیخ آذری سے استفسار کیا کہ آذری تخلص کھنے کا کیا باعث ہو شیخ نے کہا فقیر ماہ آفرین متولد ہوا تھا اس واسطے آذری تخلص کیا ہو میرزا نے فرمایا تم شاعر نہیں ہو وہ آذری تخلص ڈال ہو نہ فتح شیخ نے بڑی جواب دیا کہ ذالہ آذر نے بہت برس فل خوار می میں گزرانی اور شہنشاہی دو تامل ہوئی اور ساتھ اس کے نزدیک ہوا تھا کہ ذکر اس کی پشت کا واقع ہووے لیکن مقام شعور اور ادراک میں آکر قائم ہوا اور پھر اس کی سب سے ہی ہوئی میرزا طبع بلند خوشوقت ہو کر شیخ کی صحبت غنیمت سمجھا اور انعام وافر عطا فرما کر خشتاں اس کی مصاحبت کا ہوا اور شیخ سن مہولیت میں درویشی طریق کس طرف مائل ہوا سفر ان سے حجاز گیا اور حج اکبر و طواف روضہ منورہ خیر الانام علیہ السلام افضل الصلوٰۃ و اکمل السلام کر کے عنان عربیت ہندوستان کس طرف منعطف کی اور سلطان احمد شاہ بہمنی کی خدمت میں پہونچ کر قصائد غزل کے اور انعام وافر اور تشریفات فاخرہ سے مالا مال ہو کر بخطاب ملک شعرائے مخاطب ہوا جب ایک مدت کے بعد بطن اُسے جوش و خروش میں لائی پھر شہزادہ علاء الدین کے مساعی جمیلہ اور امداد و مغورہ سے خراسان کس طرف مراجعت کی اور نصرت کے وقت یہ بہت کی بہت من ترک ہند و جینہ و حبیبال گفتہ ام با و بروت چونہ بیک جوئی خرم ہوا اور شیخ و کن سے جب سفر میں پہونچا اس حار و دین خیرات و مہلت بہت کر کے بقاع و رباط حسب طاعت تیار کیے اور طاعات و عبادات کی بجا آوری میں مشغول ہوا اور کثرت سوجھ بوجھ میں جہت ایزدی واصل ہوا یعنی اس سرسے فانی سے کوچ کر کے دارالبقا کی راہ لی اور یہ غزل اسی کے نتائج افکار سے یادگار ہو غزل مجلسی کہ درو گنج کبریا بخشند ہزارا فسر شاہی بیک گدا بخشند دلا بیکد ہار و روز شب گدا کی کن پو دو کہ در دیکش ان جوعہ با بخشند شہیدیم ہر بعضیان چشم آن داریم کہ جرم ما بجانان بار سا بخشند غلام ہمت آن عارفان با گرم کہ یک صواب بہ بیند و صد خطا بخشند بکوے میکدہ از مفلسی چغم وارم کہ ساقیان ہمہ جام جان ما بخشند بہ نیم ساعت ہجر آذری نمی ارزود ہزار سال گردش در جهان تھا بخشند القصہ سلطان احمد شاہ نے عاقبت بانیسی کر کے شاہ مالوہ کی خواہش کے موافق داعیہ کیا کہ نصیر خان حاکم مالوہ جو ہیر کا حاکم تھا اور اپنے تئیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے منسوب کرتا تھا چاہا کہ اُسکی بیٹی شمشاد قامت لالہ خوسار کی اپنے خندوہ علاء الدین کو پہلی عہد نگاری کرے پھر عزیز خان نامے کو جو مترکون سے تھا نصیر خان کے پاس بھیج کر طالب ہو نہ ہوا اور وہ ہمیشہ شاہان گجرات کے متحرک خاطر ہو کر یہ خوف رکھتا تھا کہ مبادا ولایت خاندیس کو میرے تصرف سے برآورده کریں سلطان احمد بہمنی کے ارادہ کو ایک نعمت شگرف تصور کر کے برضا و رغبت پیغام قبول کیا آفرین عظیم و طوبی بزرگ ترتیب دیکر بطریق شاہان روزگار بعد از انعام شادی اپنی بیٹی مع ساز و سامان و اسباب نقد و جنس و کینزان حوریکر و علاء الدین مکر جینرین دیکر دار الخلافہ احمد آباد بیدر کس طرف روانہ کیا اور اس بار سے سبکدوشی اور تعلق سے نازدستی حاصل کی سلطان

احمد شاہ نے اس عہد کو ایک باغین جو شہر کے کنارے تھا ایک باہوری عالیشان بن فروکش کیا اور شہر میں آئینہ بندی کر کے دو مہینے تک لوازم جشن و طوی قائم رکھا اور ایسی ساعت میں کہ شناسندگان علوی و سفلی نے تجویز کی تھی اس نے ہر جہن گویہ درج غصمت بھر شرافت کو شہر میں لاکر شاہزادہ مشتری خصال کے ساتھ ہمقران کیا اور اس جشن کے بعد سلطان احمد شاہ نے چند مالک اپنے فرزندوں پر تقسیم کیے ولایت رام گرا اور مادھو اور کلم مع برنے ملک بابر سے شاہزادہ محمود خان کے سپرد کر کے اسطرف روانہ کیا اور شاہزادہ داؤد خان کو ٹائٹہ شاہی ہو کر اور امرائے قدیمی معبرا کے ہمراہ کر کے تنگ کی حکومت بنایت فرمائی اور رخصت کیا اور شاہزادہ علاء الدین الاشان کو کہ خلفا اصفیٰ تھا ولیعہد کر کے اسکے چھوٹے بھائی شاہزادہ محمد خان کو سب شاہزادوں سے چھوٹا تھا اسے بھی شہر یک شاہی کیا اور موافقت اور عدم مخالفت کے بارہ میں بھائیوں سے قسم لی اور وہ کام جو کبھی پیش نہیں جاتا ہوا اسکے انجام میں مصروف ہوا اور خلف حسن بصری ملک التجار کو دو ہزاری کر کے دولت آباد کا سپہ سالار کیا اور آخر ستائیس سو تیس ہجری میں اسے با عظمت و شوکت تمام اسطرف روانہ کیا اور حکم فرمایا کہ کوکن زمین کو جو دریائے عمان کے سواصل پر واقع ہو باغی اور طاعنی کے خار وجود سے مصفا اور پاک کر کے اور ان راجاؤں کو کہ قدم اپنے اندازہ سے باہر رکھ کر مصدر فساد ہوئے ہیں قلعہ اور قلع کرے اور خلف حسن بصری ملک التجار سلطان احمد شاہ کے حکم کے موافق کاربند ہوا اور ایلیا عدو مال سلطانی کی برکت سے تھوڑے عرصہ میں جمیع متردوں اور فسادوں کو با نواع رسانی علاج کر کے ملک کو غلٹ سے بری کیا اور اسکے گرد و نواح میں جتنے قلعے اور قلعہ مکان مسکن ہر کشان تھے سب فتح کیے اور کسٹخ و سفیلون پر بار کر کے بارگاہ میں ارسال کیا سلطان احمد شاہ نے مسرور ہو کر خلعت خاصہ کمربند و شمشیر مرصع اور بھی عنایات سے کہ اس سے بیشتر کوئی ملازم اس خاندان کا اس قسم کے الطاف و نوازش سے متمازن ہوا تھا مسرور فرمایا اور خلف حسن بصری نے وفور اخلاص و اعتقاد کے اظہار کی واسطے جزیرہ مہابم کو جو شانان گجرات کے ضبط میں تھا مفتوح کیا اور باب قلعہ جو مدت سے بند تھا کھولا اور سلطان احمد شاہ گجراتی نے یہ خبر سنا کر اپنے فرزند ظفر خان کو بالشرک گجرات بہ قصد استرداد جزیرہ مہابم مقرر فرمایا اور شاہ دکن نے بھی اپنے شاہزادہ علاء الدین کو خلف حسن بصری کی مدد کیوا سٹے نصین کیا چنانچہ دونوں شاہزادے خلیج کے کنارے کہ ولایت مہابم میں ہو فروکش ہوئے دونوں میں کوئی جرات عبور نہ کرتا تھا جب مدت مقابلہ کی دراز ہوئی شاہزادہ علاء الدین آب و ہوائے کوکن کی بے اعتدال سے علیل ہو کر چند منزل سے ہٹ آیا اور شاہزادہ ظفر خان فرصت پا کر خلف حسن بصری سے ہم مصاف ہوا جنگ عظیم ہوئی فی الجملہ دونوں طرف کے بہادران صف شکن کہ ہمیشہ مشتاق جنگ یکدیگر تھے اور قرب و جوار کے سب ایک دوسرے کو خیال میں نہیں لاتا تھا اپنی شوکت دکھاتا تھا کہ آج زمانہ لڑائی اور طلوع آزمائی کا ہوا اپنا جو ہر ذاتی دکھائے کہ نام صفیہ و رگزار پر یادگار رہے اوس روز ہزار ہا جوان سرمدیان مرداگی اور جوانمردی کر کے ایسے لڑے کہ ہر سے کے پرے خالی ہو گئے اور دو ہزار مرد نے نقد جان دی راہ عدم لی اور ایسی دار و گیر میں خلف حسن بصری کا بھائی حسین بن حسن کہ سردار عمدہ تھا گجراتیوں میں دستگیر ہوا اور دوسرا درکنی ضرب تیہ سے مقتول ہوئے انکے مرتے ہی سپاہ و کون شکست نصیب ہوئی مال اسباب ساز و صلیب پار پہنچیل بیشمار گجراتیوں کے تحریفین آیا اور تار و تیغ نمود شاہی میں نظر سے گذرا کہ شاہزادہ علاء الدین نے بھی اس معرکہ میں حملہ مارے مردانہ کیے لیکن جو فتح و کوشش سے میسر نہیں ہوئی جو کوشش سے

دخست ہو کر خلف حسن بصری کے ہمراہ منہزم ہوا جب بنو خبیرت از سلطان احمد شاہ کے گوش زد ہوئی آتش خشم غضب کا لون سنیہ میں مشتعل ہوئی شدت سے خزینہ دہلوی ہوا جا بجا فوج کو نامہ لکھے اور لشکر کثیر و جم غفیر فراہم کر گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور جب سلطان احمد شاہ اپنے ممالک سے سپاہ جمع کر کے مقابلہ کیا اسلئے گرم عنان ہوا دکنیوں نے قلعہ بیسول کو کہ سلطان احمد شاہ گجراتی کے متعلق اور تصرف میں تھا محاصرہ کیا جب سلطان احمد شاہ گجراتی بعطیت واسیتلے تمام اُس نواح میں پہنچا سلطان بہمن نے اسے محاصرہ سے دست کش ہو کر پیشقدمی کی اور مدت مدید ایک دوسرے کے مقابلہ خیمہ و خمر گاہ برپا کر کے جنگ میں سبقت نہ کرتے تھے یا تاک کہ طرفین کے علماء و فضلا اپنے درمیان آکر نازہ منازعت کو آب زلال مواعظ سے بجھایا اور یہ مقرر ہوا کہ قایم الایام سے جو قلعے اور بکنے تھے اسے زیر نگین اور تصرف میں ہے یہی اسپر اقتفا کرے اور ایک دوسرے کی ملک لینے کی طمع نہ کر و صلح پر راضی ہو فرا مویش حال ماضی بجا و تاریخ الفی میں مذکور ہو کہ سلطان شاہ بہمنی گجراتیوں کی فکر میں اور دکنیوں کی شکست سے کہ جزیرہ مہابھم میں کھائی تھی مار دم بربیدہ کی طرح پیچا کرتا تھا یہاں تک کہ مسئلہ آٹھ سو تیس ہجری میں خبر ہو سچی کہ محمود خان لدھا گجرات کسی اتھریپ کے سبب ولایت دربار میں مقام رکھتا ہو سلطان بہمن نژاد فرصت غنیمت جانکر اسپر فوج کش ہوا اور کوچ متواترہ سے اُس حدود میں پہنچا اور جب سلطان احمد شاہ گجراتی بھی بطور تاخت متوجہ ہوا دکنیوں نے صلاح مراجعت میں دیکھی اور چار منزل سے پلٹ آئے اور گجراتیوں نے بھی معاودت کی غرمت کی اور آب تابی کے کنارے فروکش ہوئے اور جاسوسوں اور مخبروں نے دوبارہ جا کر خبر ہو سچی کہ دکنیوں نے خود کے قلعہ بیسول کو محاصرہ کیا ہو گجراتی بھی پلٹ کر قلعہ بیسول کی طرف متوجہ ہوئے دونوں لشکر ایک دوسرے سے مقابل ہو کر اکابرین صبح سے شام تک جنگ میں مصروف رہے جب تک نام ہوا شام ہو گئی لڑائی صبح پر موقوف رہی اسی شب کو جو کہ دونوں حاکم ایچی طلب تھے بغیر اسکے کہ حرف صلح درمیان میں آوے کوچ کر کے اپنے ممالک کی طرف متوجہ ہوئے اور بعضے مورخین نے قلعہ بیسول کو دوسرے طریق سے نقل کیا ہو اسپر اسلئے احتراز کر کے مشہور براختصار کیا اور سنہ مذکورین حصار کار احمد آباد بیدرگج و سنگ سے تعمیر کرتے تھے انجام کو پہنچا سلطان لوازم لشکر بجا لایا اور اسی سال شیرخان نے اپنے بھائی کو کہ جسکی ہدایت سے سلطان فیروز شاہ کو شدت مرض میں گلا گھوٹ کر ہلاک کیا تھا اسکے وجود کو سبب عدم حصول سلطنت لینے فرزندوں کی نسبت جانتا تھا ایک گناہ میں مواخذہ کر کے قتل کیا اور مسئلہ آٹھ سو تیس ہجری میں شاہ مالوہی نے اُس خلاف کے سبب درمیان دکنیوں اور گجراتیوں کے ظاہر ہوا تھا فرصت پا کر ولایت نرسنگہ پر لشکر کھینچا اور نرسنگہ لڑائی میں مارا گیا قلعہ کھتر لہ مالوہی کے تصرف میں آ یا اور جب سلطان احمد شاہ اس طرف لشکر کش ہوا نصیرخان والی اسپر مانع آیا اور اسے نہ چاہا کہ دونوں بادشاہوں میں گفتگو بڑھے فو بت بہ نیزہ و شمشیر و گرز و تیر آئے بندگان خدا کی مفت میں جان جائے اور بعد گفت و شنود بسیار مقرر ہوا کہ قلعہ کھتر لہ ہوشنگ شاہ مالوہی اور اورنگ برار سلطان احمد شاہ بہمنی کے مدام قبضہ قدرت میں ہے اس نہج پر دونوں شاہوں کے درمیان میں صلح و پیمان ہو کہ بیکر اور سو گند مغلطہ دیکر ہر ایک کو دارالامارتہ کی طرف فصحت کیا اور اسے چند روز میں سلطان احمد شاہ نے ممالک تنگ میں جا کر بعضے زمینداروں کی کہ شاہزادہ داؤد خان سے سرکشی کرتے تھے قتل کر کے مراجعت فرمائی اور قریب ایک منزل احمد آباد رسید میں پہنچا ناظرین کہ بلائی کو کہ سلطان احمد شاہ نے پیغمبر الزمان کو خواہم

۱۱۷

تاریخ الفی

اسکی صورت میں دکھا تھا اور شیخ آذری نے اسکی سفارش لکھی تھی باجی روپیہ خاصہ سے اسکو دیے اور قریب تیس ہزار روپیہ کے اور سادات کربلا سے ملے ملے مشرفاً الاً فی النہجہ والتعار کے واسطے اسکے ہاتھ ارسال کیے اور اسی روز اسکا گذر ایک مقام میں ہوا کہ شیر ملک اس مقام میں اپنے خاصوں سے بیٹھا تھا سید نے چاہا کہ گھوڑے پر سوار اسکے سامنے سے گزرے شیر ملک کہ امرائے نامدار سے تھا یہ ادا سید کی اسے نہایت ناگوار و اور دشوار ہوئی فرمایا کہ سید کو خانہ زین سے کھینچو یہ غضبناک ہو کر سلطان کے پاس گئے اور شیر ملک کی بیٹہ ادبی گذارش کی سلطان نے دلاسا دیکر فرمایا کہ خدا و رسول کے حوالے کر کہ سزا اسکی دیگا اور جب ہو کہ شاہی احما بار سید میں ہو چکا ایک دن تخت پر اجلاس کر کے ہر ایک کو جمع کر کے جاگیر کی طرف خصمت کیا شیر ملک اسکے روبرو آیا اور وہ بے ادبی کہ سید کربلائی سے کی تھی اسی یاد آئی سلطان نے فیصلہ قصاب نام کو طلب کر کے شیر ملک کو اسکی پائون کی پنجی ڈالکر پامال کیا نظم ندیدے کس از خویش و از اہمیں گرامی تراز اہل بیت نبی بہ بیان مقتد بود سادات بہان اہل تقویٰ و طاعات را یہ القیش قوی بود و خویش دست بخردا دگر یاری از کس نہ جست یہ اور جب بارہ برس اور دو مہینے اسکی جہانگیری کے منقضی ہوئے ماہ رجب کی اٹھائیسویں تاریخ شہ آٹھ سو اڑتیس ہجری میں اس جہان فانی سے رحلت کی کہتے ہیں سلطان احمد شاہ بہمنی اپنے عہد میں مشائخ اور درویشان صاحب حال سے خوب سلوک کرتا تھا اور ہمیشہ اس طائفہ کا طالب رہا اور اندون میں جب آوازہ ارشاد شاہ نعمت اللہ ولی کا اور مقامات و کرامات اُنکے عالمگیر ہوئے شیخ حبیب اللہ حنیفی کو جو اُسکے خاندان کے مریدوں سے تھے باتفاق شمس الدین قمی اور ایک جماعت اہل دل سے با تحف و ہباتے وافرہ کرمان بھیجا تو اسنے وکالت سلطان میں دست ارادت اس قطب زمان کے دامن میں مار کر اٹھاس دے عاکی اور شاہ نعمت اللہ ولی نے اس جماعت کا اعزاز و اکرام کر کے ملا قطب الدین کرمانی کو ایک دانشمند زندہ پوش تھا اور اُسکے مریدوں کے سلوک میں انتظام رکھتا تھا کن کپیٹف روانہ کیا اور تاج سبز دوازہ ترک صندوق میں لکھ کر ملا قطب الدین کرمانی کے سپرد کیا کہ امانت سلطان احمد شاہ بہمنی کی ہو اسی ہو چکا اور جب ملا قطب الدین قمی کرمان آیا تو اسے سلطان کی نظر اس پر پڑی بے اختیار فریاد بلند کی کہ وہی فقیر جو خواب میں اُس دن درخت کے نیچے کعبہ مع نظر سلطان فیروز شاہ سے میں جنگ کرتا تھا تاج سبز دوازہ ترک مجھے دیا تھا اور میں نے کیفیت اوچھوٹ گئی تاج کسی سے نہ کہی اگر اس قسم کا تاج اس مرد کے پاس ہو فقیر اس خواب کی بھی ہوگی جب ملا قطب الدین نے سلطان کے قریب جا کر سلام کیا اور شاہ نعمت اللہ ولی کی طرف سے دعادی اور کہ شاہ نے فرمایا ہے کہ فلاں تاریخ سے اب تک اس تاج کو میں نے برسم امانت نگاہ رکھا تھا جو ایسا ام کہ سب اسکے بھیجنے کا ہو وقع میں نہیں آتا تھا اسوقت تک امانت داری کی اب کہ شیخ حبیب اللہ حنیفی آیا اور ایک تقریب سہارپوری واجب ہوا کہ تمھاری امانت تمھارے پاس ہو چاؤں اور سلطان احمد شاہ سے منقول ہو کہ عبوقت ملا قطب الدین کرمانی نے یہ تنکہ کیا میں نے ایک حالت عجیب مشاہدہ کی اور سہرا پا حیرت ہو کر اپنے دلبین کہنے لگا کہ اگر یہ تاج سبز دوازہ ترک ہو جائے پھر شک نہ رہیگا ملا قطب الدین نے عالم کشف میں دریافت کر کے کہا کہ ایسا دغدغہ اپنے دلبین لاکہ تاج سبز دوازہ ترک ہوا دیرین ہی شخص ہوں کہ شاہ ولایت پناہ کے حکم کے بموجب فلاں روز عالم رویا میں آپ کے ملاحظہ میں آیا تھا پس میں نے اختیار لیا کہ بنگلہ ہوا اور اپنے پہلو میں جگہ دیگر صندوق کھولا اور تاج کو بصفات مذکورہ دیکھ کر اپنے ہنر پر رکھا بیت شاہ درہند و شیخ درسا بان تاج بخشی جنین گند شہان ہوا اور جو شاہ نعمت اللہ ولی

اُس شہنشاہ کو بے ہمتی کے ساتھ بڑا عظم الشان شہاب الدین احمد شاہ ولی لکھا تھا اس واسطے حکم کیا کہ مہنوں پر فرمان اسی عبارت سے میرے نام مذکور کریں اور اسی سال خواجہ جمال الدین بھٹانی اور سیف الدین حسن آبادی کو نعمت اللہ شاہ دلی کی خدمت میں بھیج کر انہیں رسالہ ایک اولاد امجاد سے کی لیکن چونکہ آنجناب کا سوا سے ایک فرزند موسوم شاہ خلیل اللہ کے بلوغ زندگانی میں ماورغہ نھا اسکی جدائی اپنے اوپر شاق جا کر اپنے پوتے میر نور اللہ بن شاہ خلیل اللہ کو دکن کی طرف روانہ فرمایا اور جب خبر اُنکے نزول کی بند چول میں پہنچی سلطان نے خاص پانکی آنکی سواری کیواسطے مع سیّد صدر میر ابو القاسم جو جانی کی بھیجی اور چونکہ دار الخلافہ کی اطراف میں ہوئے سلطان خود مع جمیع شاہزادہ مراٹھی پیشواؤں کو تشریف لگیا اور غازی واکرام تمام مراحمہ آباد بیدر میں لایا اور جیسے ملاقات میں قریب اور مسجد تعمیر کر کے نعمت آباد نام رکھا اور میر نور اللہ کو ملک المشایخ خطاب فرما کر جمیع مشائخ بلکہ اولاد امجاد سید محمد گیسو دراز کے مقدم بٹھایا اور اپنی ایک دختر آنکی جو جانی لکناج میں لاکر اپنی دامادی میں معزز اور مقرب کیا اور جب کاشف اسرار ازلی شاہ نعمت اللہ دلی سے آٹھ سو چوبیس ہجری میں قریہ مان میں حوالیت حیات سپرد کر کے خطا رقدس میں تشریف فرما ہوئے شاہ خلیل اللہ بھی مع مخدوم زادوں شاہ حبیب اللہ غازی اور شاہ محب اللہ کے دکن کی طرف رونق افزا ہوئے اور اسکے بعد شاہ حبیب اللہ نے سلطان احمد شاہ کی دامادی میں تنصا ص پاپا شاہ محب اللہ بھی شاہزادہ علاء الدین کی دامادی سے معزز ہوئے اور شاہ خلیل اللہ مورخ القام و احسان فراوان ہو کر دوست کام اور فائز المرام وطن مالوف کی طرف روانہ ہوئے اور بعضے کہتے ہیں کہ نوبت ملائگی نہائی بھٹی خاک اسن گیر دکن میں فوت ہوئے اور اس وصلت کے سبب اولاد شاہ خلیل اللہ کی اعلیٰ مراتب و تہذیب قائم ہو کر صاحب اعتبار ہوئی اور شاہ حبیب اللہ کہ امرا کی سلک میں منتظم ہوئے تھے قصبہ بیر جاگیر پائی چانچہ ایک نقاہ کہ اس قصبہ کے باہر ہی بعضوں کا اعتقاد یہ ہے کہ اُسکے بھائی محب اللہ کے واسطے تیار ہوئی اور جو چند معرکوں میں فوج کفار پر تاخت کر کے جہاد اور غزا کیا تھا سلطان احمد شاہ سے لقب پایا اور سلطان احمد شاہ کے عہد معدلت مہد میں ایک شخص باشندہ احمد آباد بیدر نے ایک کتاب لایا تھا وفاداری اور حق شناسی میں مشہور و معروف تھا قضا اور ایک قضیہ اُسکے درپیش آیا وہ شخص نہایت محتاج ہوا اس سبب وفادار کو ایک شخص کے پاس رہن رکھ کر مقصد اپنا حاصل کیا اور وہ مرتب اُس کئے کو ہمراہ لیکر قصبہ گنہولی کی طرف روانہ ہوا لیکن اثنائے راہ میں ایک دشمن دوچار ہوا اور فرصت پا کر تلوار کھینچ کر دوچار زخم اُسکے منہ پر مارے اور اس خیال سے کہ کام اسکا تمام کر چکا مذوق ذوق تمام رہی ہوا سب وفادار دور سے اس امر سے واقف ہو کر دوڑا اور پس و پیش دشمن حملہ کر کے جس طور سے ہوسکا بزخم دندان و پنجہ شیریں کہ رکھتا تھا اسکو مار کر خاک مذلت پر ڈالا اور پلٹ کر مرتب کے سر مارنے لگا سو گھنے لگا اور ایک حق جان امین پایا سر اُسکے پاؤں پر ملنے لگا ایسی حرکات کہ نہایت حزن و ملال اسے ظاہر ہوئے اور میں پہنچائیں اُس نے جب جاناکہ میر دشمن کو اسنے ہلاک کیا ہے کہتے پر نہایت مہربان ہوا اور اپنے قریب میں کہ وہاں سے قریب تھا گیا لیکن زخموں کے مانجھا دینے میں توقف کیا جب چند روز کے بعد اُسے معلوم ہوا کہ ان زخموں سے جانبر نہ ہوگا اور حال روز بروز بدتر اور تغیر ہوتا ہے اور قوت زائل ہوئی ہے اُسنے اپنے ہاتھ سے ایک رقبہ لکھا کہ اس کئے نے مجھے ایسی ایسی وفاداری اور جانفشانی کی اور میرے دشمن کو میرے انتقام میں اس طرح سے ہلاک کیا جو حق ذمہ میرے تھا مجھے ہونچا اور مجھے تیری نسبت کسی طرح کا دھوے اور مطالبہ نہیں ہے کئے کو برضا و رغبت میں نے رخصت کیا مناسب کہ اسے ہزار دوست سے

ہوئے جانکر اسکے احوال سے غافل رہے اور اس نوشتہ کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر اسکی گردن میں ڈال کر خست کیا اور
تھا تو ان ملک کے پادشاہوں نے اسکی نظر جو میں اس پر پڑی آواز بلند اسے گھر کر انار قہر و غضب ظاہر کیے اور کفش اٹھا
کاری اور کہا کہ لوٹنے بجھے آدیوں میں بنے اعتبار کیا اس بے زبان نے بیاب ہو کر فریاد کی اور زمین پر سر
دھنکر مریا اٹھکے مالک نے اسکی گردن پر کچھ نہ بھا دیکھا اور کھول کر حقیقت حال پر مطلع ہوا اور اسکے فوت پر نہایت
متاسف ہوا اور اسے شہر کے باہر مدفون کیا اور اس روپیہ سے جو قرض لیے تھے ایک گنبد عالی اسکی قبر تیار
کیا اور اپنے پاس سے بھی مبالغہ کثیر انھیں صرف کیے کہ وہ گنبد تک موجود ہو تذکرہ سلطان علاء الدین بن سلطان محمد
شاہ بہمنی کے وارانہ کا جب سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ بہمنی نے احمد آباد بیدر کے تخت پر بٹھایا
کیا اپنے بھائی شاہزادہ محمد خان کی خاطر داری اور رعایت میں دریغ نظر یا گھوڑے ماتمی اور جاگیر خوب زر زر عنایت فرمائی
اور دلاور خان افغان کو کہ دولتخانہ کے امر اسے تھا وکیل سلطنت اور خواجہ جہان اشتر آبادی کو وزیر کل کر کے امور ملک
میں قوی دست کیا اور عماد الملک غوری کو جو مرد کمن ہال تھا اور عمر اپنی خدمت سلاطین بہمنیہ میں بدولت و جہتت بسکی
متمی امیر الامار کے باتفاق شاہزادہ محمد خان و خواجہ جہان کو بشوکت و قتل تمام کفار بیجا نگر کے سر پر کہ باخ برس کا خراج خزانہ
عامہ میں داخل نہ کیا تھا اور اسکی بیٹی میں دلیل بیجا اٹھا تا تھا مقرر کیا اور یہ فوج سلطانی جب دلیات کنہ میں داخل
ہو کر تاخت و تاراج میں مشغول ہوئی راہے بیجا نگر سے سر اسیمہ اور مضطرب ہو کر اٹھا میں لاکھ ہون لقا اور دوسو گناہین
رقاص و ہنرمند اور علاوہ اسکے اور بھی چیزیں عمدہ اور نفیس شاہزادہ محمد خان کے مفیکش کے واسطے مع فوج روانہ
کیا اور جب شاہزادہ قلعہ مدکل کے اطراف میں پہونچا بعضے فتنہ پردازان دکن نے کہ مشہور لاق تھے اسکی پیچھا
میں پہونچا کہ سلطان احمد شاہ نے آپ کو سلطنت میں شریک کیا ہو مناسب یہ ہو کہ سلطان علاء الدین شاہ ان
و و امر سے ایک اختیار کریں یا آپ کو مست فرماندہ ہی پر اپنے پہلو میں جلوہ گر کریں اور باتفاق امور سلطنت کو انجام دیں
یا مالک محروسہ کے دو حصہ کر کے ایک پر آپ متصرف ہو کر اور دوسرا آپ کے قبضہ میں واگذار کریں اب صلاح و فت یہ
کو اس میں آپ مقیم ہو کر نصف ملک کو اپنے قبضہ اقتدار میں لاویں شاہزادہ محمد خان نے فریب کجا کمر عماد الملک غوری
اور خواجہ جہان کو اپنے موافقت کے بارہ میں ترغیب بہت کی اور جب انھوں نے اسکے ارادے سے واقف ہو کر انکار کیا
فتنہ انگیزوں کی ہدایت سے دونوں کو قتل کیا اور بیجا نگر کے روپیہ سے قوی پشت ہو کر فوج کثیر جمع کی مدکل اور یحجر اور
شعلہ پور اور لہدوک کو ملازمان سلطانی کے قبضہ سے برآورد و کیا اور سلطان علاء الدین عماد الملک غوری کے قتل سے
نہایت محزون اور مغموم ہوا اور فرمایا وہ خدمت ہمارے بار پڑا ادا کی بجایا با تھا اور وہ ہمارے بجائے جدو بد تھا پس
ایک شخص کی ہلاکت نتیجہ خوب نہ بخشیگی یہ کہ کمر سرد فینون اور خزانوں کا کھولا اور سامان فوج درست کے کے سرکل بھائی کو رام کی عمر
کی اور دار الملک سے نصرت فرمائی اور ایسی حالت ان دو برا در نامہ رکامگار کے مابین واقع ہوئی کہ ترک جنگو سے
فلکس کا دل مکر کے مقتولوں پر جلتا تھا اور اس کیفیت سے قتال و جدال کا سانچہ وقوع میں آیا کہ اسکی شعلہ زنی
نے خورشید آسمان کا چہرہ روشن کیا لیکن نسیم مراد نے گلشن فتح سے پرچم رایت سلطان علاء الدین پہلو کیا ناچہ اکثر ان امر
جو مصدر اس فتنہ و فساد کے ہوئے تھے دستگیر ہوئے اور شاہزادہ محمد خان کو وہ دشت دور دست میں چند خاص خاص
سے مغور ہوا اور سلطان نے احمد آباد بیدر کی طرف مراجعت کی اور اس جماعت کی نقصان عاف فرما

نصیر خان سلطان علاء الدین سے رنجیدہ ہوا اور سلطان احمد شاہ گجراتی کی صلاح سے تیغِ مملکت برار کا عازم ہوا اور آدمی پوشیدہ امر اے برار کے پاس بھیج کر بطبع فراوان اپنی اطاعت کی ترغیب کی اور مکتون نے متغیٰ لفظ و المعنی اقرار کیا کہ نصیر خان حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہے اگر اسکی نوکری اختیار کر کے اسکے مخالفون کو ہمیشہ تیز سے مارینگے غازی ہونگے پھر ایک عرصہ شعر و فورا خلاص و اعتقاد اور التماس قدوم نصیر خان کی درگاہ میں ارسال کیا اور وہ بے توقف مع لشکر خاندیس اور دہنر اسوار اور سپاہ ہیشمار کہ راجہ کو نڈوارہ نے اسکی مدد کے واسطے روانہ کیے تھے ولایت برار میں در آیا اور امر اے ملکھام نے جاہا کہ اپنے سپہ سالار خان جہان کو کہ فدویان شاہان ہمدیہ سے تھا مقید کر کے نصیر خان کے روبرو لیجاوین خان جہان اسکے ارادہ سے مطلع ہو کر قلع ترنالمہ میں جا کر متحصن ہوا اور حقیقت حال سلطان علاء الدین شاہ کی حدیث میں اس مضمون سے تحریر کی کہ اس ولایت کے امر نصیر خان کے شریک ہو کر ملاحظہ ہکا خطبہ پڑھتے ہیں اور قلعہ ترنالمہ کو محاصرہ کر کے تیغ کے اندیشہ میں پڑے ہیں اسلئے سلطان علاء الدین شاہ نے جمیع امر اور ارکان دولت کو طلب کر کے مجلس مشورہ کی منعقد کی اسوقت امر اے معتبر دکنی عرض گزار ہوئے کہ علاج اس امر کا شاہ کی توجہ پر منحصر ہے کسواسطے جسوقت کہ ہم اس طرف لشکر کشی ہونگے شاہان گجرات اور مند و اور رایان کو نڈوارہ اسکی مدد کو آوین گے سلطان نے اس بات سے راسخہ نفاق سوچ کر اس مجلس میں خلف حسن بھری ملک التجار سپہ سالار دولت آباد کو اس یورش کی تکلیف دی اور اسنے بعد تسلیم عرض کیا کہ ہم بندون کو اطاعت اور جاسپاری کے سوا چارہ نہیں ہو لیکن خلائق درگاہ پر روشن اور ہویدا ہو کہ شکست جزیرہ مہام کی امر اے دکنی اور حبشی کے نفاق سے واقع ہوئی اس لیے یوگ رشک و حسد سے نہیں چاہتے ہیں کہ ہمارے ابنائے جنت کی تحقیر غیب و محتاج کہتے ہیں خدا شائستہ ظہور میں پہونچے اگر سلطان جمیع امر اے منحل کو مع خیال خاصہ بندہ کے ہمراہ کرے اور کسی دکنی اور حبشی کو اس کام میں خیل نہ فرماوے امید کہ توفیق حمدی اور میا من اقبال خداوندی سے اس معاملہ کو نیک ترین جسے انجام دلا اسکے بعد سلطان امر اے دکنی اور حبشی سے فرمایا کہ اس مقدمہ میں مصلحت کیا ہو میان میں ابتدا و زمان بولنے کے یہ مصلحت بندگہ ہو چاہیے کہ آزمائش کیواسطے تمام غریبون کو برسم مقدمہ روانہ فرمائیے اگر غالب آئیں فوالمراد و اگر نہ سلطان کے ہمراہ رکاب روانہ ہونا چاہیے سلطان علاء الدین نے یہ رے پسند کیا اور تین ہزار مغل تیرہ لاکھ تمام مغل خیل سے تھے یکم قلم ہمراہ انکے تعین فرمائے اور اسی طریق سے امر اے عرب کو کہ بعضے پرورش یافتہ سلطان فیروز شاہ اور اکثر شریعت کیے ہوئے سلطان احمد شاہ کے تھے اس خدمت پر مامور کیا اور اسم نویسی اس جماعت کی یہ ہر قاسم خانی فخر قراخان گرد علی خان سیتانی میر علی کافر کش افتخار الملک جدانی احمد کتہ ناز رستم خان بازندانی حسین خان خٹہ خروا و زبک بہادر خالی در بک بنون سلطان شاہ علی سلطان کدو لون شاہزادہ جنگیری تھے انھیں خلف حسن بھری دل جماعت کے ہمراہ دولت آباد گیا اور جمیع امر اے دکنی اور حبشی کو اس حدود میں جا بجا سرحد کی محافظت کے واسطے بطحخیص سرحد گجرات اور مند دیکھو اسلئے تعین کر کے سات ہزار عرب مسلح اور مکمل ہمراہ لیکر نیات شان نجل سے برار کی طرف متوجہ ہوا اور خان جہان فرصت باکر قلعہ ترنالمہ سے برآمد ہوا اور خلف حسن بھری کے استقبال کے واسطے جا کر قلعہ بندہ میں ملاقات کی اور خلف حسن بھری نے خان جہان کو مع بعضے امر اے دکنی کے کہ اسکے ہمراہ تھے ایچھا اور ملا کو پیش کیا بھیجا کہ اس طرف جا کر رایان کو نڈوارہ کا سد راہ ہونا کہ وہ نصیر خان کی مدد سے باز نہ ہیں اور خود کو توجہ متواترہ اور سیریل شان

دکنی امر اے

۲

روہنگھ کی سمت جوشکر گاہ نصیر خان کا متھار وانہ ہوا اور وہنگھ کے گھاٹ پر خاندان سیون سے جنگ ہوئی اور غریبوں کو خدا نے ظفر بیک کیا اور نصیر خان نے شکست پناہ پر مبارک جان کر روٹھ گھیرے کوچ کے متوجہ ہوئے تمام ہریان پور گیا اور لشکر کے کراہم لانے میں مشغول ہوا اور خلف حسن بصری وہ حدود نصیر خان کے تصرف سے برآوردہ کر کے اس کے نقاب میں برہما پور گیا اور نصیر خان تاب نہ لا کر قلعہ لنگ میں بھاگا اور خلف حسن بصری نے شہر کو غارت کر کے وہاں کے کفار و متہمل سے زور و جبر اور قتل و غارتگری کا پھر ولایت خاندان کے متہملات کے واسطے روانہ ہوا اور اپنا کام کر کے پھر شہر بانی پور میں آیا اور غارات شاہی کو مسمار اور آگ سے جلا کے خاک سیاہ کیا اور مراجعت کن کا آوازہ بلند کیا لیکن ہرات گئے کوچ کر کے دفعۃً لنگ کی طرف تاخت بیکیا اور چار ہزار سوار سے وہاں کے اطراف میں پہونچا نصیر خان قتل و زکوٰۃ کی اور باندگی غنیم کی تصور کر کے بارہ ہزار سوار اور بیادہ پیشمار سے مقابلہ کو دوڑا اور قلعہ کے دو کوس پر فریقین کا سامنا ہوا اور ہتھیار خوب جلا لیکن خاندان کا پائے ثبات میدان کہیں سے ہلکیا راہ فرار پائی اور نصیر خان کے بہت مرد مقتول اور بارے کے امر سے باقی منقول ہوئے اور خلف حسن بصری مشرفیل اور توپخانہ کثیر دستیاب کر کے مظفر منصور احمد آباد رسید کی طرف متوجہ ہوا اور سلاطین قد شمس اور خلق و مروت و ہمت و شجاعت میں وحید تھا شاہزادہ ہمایوں کو جمع ہوا اور ارکان دولت جارجو آگے ہتھکڑیاں کے واسطے بھیجا شہر میں لایا اور غلامت غاخرہ اور چنی بخیر فیمل و شمشیر اور پیکا مرصع نواز ش فرما کر دولت آباد کی خدمت دی اور تمام غریبوں پر قسم قسم کی التفات اور عنایت مبذول فرما کر زیادتی منہب اور جاگیر سے خوشدل کیا اور شاہ قلی سلطان کو کہ شجاعت وافر طور پر پہونچائی تھی و فقر و دیکر اپنی دامادی میں غرور کیا اور قمر کیا کہ مجلس اور سواری میں داہنی طرف عربی اور بائیں جانب دکنی اور وسطی حاکم ہوں اور اس التفات کے سبب اس تاریخ سے اب تک دکن فتنہ خیز میں دکنیوں اور غریبوں کے درمیان عداوت قائم ہو جسوقت دکنیوں نے قابو پایا غریب کشی کی جیسا کہ اسکے بعد تقریباً مقام مناسب میں مفصل تحریر ہوگا اور ان سنوات میں دیوارے حاکم نیچا نے ارکان دولت اور بہت براہم معتبر کو طلب کر کے استفسار کیا کہ ملک کز ناگھ اعتبار طول و عرض محصول میں ملک شامان بہمنیہ سے زیادہ ہو اور اسی طور سے ہماری افواج بھی اہلی جمیعت سے زیادتی رکھتی ہو کیا سبب ہو کہ اکثر اوقات غلبہ مسلمانوں کی طرف سے ہوتا ہو اور ہم اُنکے باجگزار رہتے ہیں بعضہ بولے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جس ہزار سال سے بلکہ زیادہ ہندوؤں پر بزرگی اور غلبہ غایت فرمایا اور یہ امر ہماری کتب میں مشروحاً تو تفصیلاً لکھا ہوا ہے کتب اکثر اوقات منور و مغلوب ہوتے ہیں اولہ ہندوؤں نے جو ابدیا کہ مسلمانوں میں دوجہ ہندو اور افضل ہیں کہ اُنکی فتح کی باعث ہوتے ہیں اول کہ ہندوؤں نے اُنکے تیز واد اور جالاک اور کلان ہیں اور ہمارے گھوڑے یا بواور کم قوت اور لاغر ہیں دوسرے یہ کہ لشکر ہندو میں تیرا انداز بہت ہیں اور ہمارے لشکر میں کم اسواسطے دیوارے نے حکم کیا کہ مسلمانوں کو نوکر رکھیں اور جاگیر میں خوب بن اور بیجا نگر میں مسجد تعمیر کر کے اسلام کے طریقہ میں کوئی شخص مزاحم نہ ہوے اور مصحف اقدس میں حل پر رکھ کر روز ہرے روبرو رکھیں تو مسلمان اُسکی تعظیم و تکریم پالادیں اور ہندوؤں کو تیرا اندازی سکھا دیں چنانچہ اُنکے عیان دولت نے آپس میں تدبیریں کر کے یہ مقرر کیا کہ اب دو لاکھ سوار اور اٹھارہ ہزار پیادہ ہیں آئندہ ستر ہزار سوار اور تین لاکھ پیادہ نو لکھ ہتھ کر کے ایسا کریں کہ تنخواہ سپاہی کی زیادہ تر ہووے تو ساز و براق اور گھوڑے خوب ہم پہونچا سکیں اور اُنکے بعد اٹالی سگر دس ہزار سوار مسلمان اور ساٹھ ہزار سوار کافر جو علم تیرا اندازی سے عاری

غریب

دکن

تواریخ

پانچواں

اور خالی نہ تھے ہمارے لاکھ پیادہ کی ترتیب دیکر دیورائے کی نظر نانی میں لائے اور اُسے ہوس شیر ہما ملک شاہان
 ہمنیہ کی اور سکے آٹھ سو سنیالیس پچی میں بچوش و خروش تمام لشکر کشہ لکڑا نگلی ولایت بر فوج کش ہوا اور آپ نے
 عبور کر کے بجز و قمر تمام تھوڑے عرصہ میں قلعہ مدکل کو فتح کیا اور اپنے بیٹوں کو قلعہ راہچورا و زیکا پور کے محاصرہ میں
 مامور کر کے خود آپ کشنہ کے کنارے مقام کیا اور ساغر اور بجا پور میں اُسکے آدمیوں کے تاخت بجا کر آتش ظلم و بیداد
 شعلہ زن کی سلطان علاء الدین نے اس خبر کے سنتے ہی عازم مقام کفار ہو کر لشکر ہارا راورد دولت آباد اور بجا پور کے حصار
 کے واسطے حکم دیا اور چاروں طرف کے ظفر دار احمد بادین پہنچے اور پچاس ہزار سوار اور آٹھ ہزار پیادہ فراہم ہوئے سلطان
 علاء الدین نے ساعت سعید میں مع توپخانہ اور بھی آلات و اسباب حرب و ضرب سے باعظمت و شوکت فراوان نہضت
 فرمائی اور دیورائے بھی اُس حدود سے کوچ کر کے قلعہ مدکل میں آیا اور افواج کو سلطان کی جنگ کے واسطے تعین کر کے
 سوار اور پیادہ کی دھجوائی میں بدرجہ نہایت کوشش کی اور سلطان نے مدکل سے چھ کوس اُدھر مقام کیا اور خلف حسن بھری
 ملک التجار کو مع لشکر دولت آباد و دیورائے کے فرزند ذکی تادیب و تنبیہ کو واسطے بھیجا اور خان ملن سپہ سالار لشکر بجا پور اور خان اعظم
 فوج ہرار اور تلنگ کے افسر کو دیورائے کے سر پر مقرر کیا اور خلف حسن خان بھری نے اول قلعہ راہچور کی طرف جا کر دیورائے کے
 بڑے بیٹے سے مقابلہ و مقابلہ کیا اور اسے مجروح کر کے معرکہ سے پسپا اور مفرور کر کے نیکا پور کی طرف متوجہ ہوا ابھی دمانک نہ پہنچا
 تھا کہ دیورائے کے چھوٹے بیٹے نے ترک محاصرہ کر کے اپنے تین باپ کے پاس پہنچایا اور دو مہینے کے عرصہ میں تین مرتبہ
 سپاہ کفار سے ظاہر قلعہ مدکل میں صف جنگ شدت سے واقع ہوئی اور ایک جماعت کثیر طرفین سے مقتول ہوئی
 واپس مرتبہ کفار کا غلبہ ہوا مسلمانوں پر محنت و مشقت نے ظہور کیا اور دوسری مرتبہ مسلمان غالب ہوئے کفار پر
 شکست گئی آثار ظاہر ہوئے کہ واسطے کہ دوسری مرتبہ دیورائے کا بڑا بیٹا جو ذخمی ہو کر خلف حسن بھری کے معرکہ سے بھاگا تھا ابھی
 مرتبہ خان مان کے نیزہ جانشان کی ضرب سے مارا گیا اور کفار سر اسیمہ و بدو اس ہو کر اسکی لاش پائش پائش اٹھا کر
 قلعہ کی طرف راہی ہوئے بیت قنادار کا فران بیشمار بگرنیلین برفقند اندر حصار اور فتح الملک دہلوی اور سکا
 بھائی کہ دونوں نے اچھا مرا سے تھے شمشیر گزند و خنجر دیکھ بھال کر کمائیں چڑھا تین ترکش دیکھے نیزہ سنبھالا اور ڈھالوں
 کی ماو بھیل میں ہو کر مفرورون کے تعاقب میں روانہ ہوئے جو کہ میدان جنگ نے گرمی بکری تھی اُسی گرم خیزی میں سرتین
 بھائی کرنے لگے اور اس طرح شمشیر مارتے ہوئے اور مرد و نگو خاک نہلت پڑواتے ہوئے کفار کے عقب قلعہ میں داخل ہوئے
 اور کفار نے جو یہ جرات اُن دونوں بلند ہمت سے مشاہدہ کی انھیں زندہ دنگ کیا اور دیورائے کے پاس لے گئے دیورائے
 انھوں قید کر کے اپنے بیٹے کے سوگ میں جا بجا ماتم پہنا اور گریہ و زاری اور بیقراری بہت کی اُسکے بعد سلطان علاء الدین
 نے یہ پیغام دیا کہ یہ دونوں بہادر شیرنیشان شجاعت و پلٹن اُردو پر شوکت جو کہ قلعہ میں آئے ہیں میں ہر ایک کو برون کارزار
 ہزار سوار کے برابر فرض کرتا ہوں اور علاوہ اسکے رایان بھی لکڑا و نشانان ہمنیہ میں مقرر ہوا کہ عوض ایک مسلمان کے لاکھ
 ہندو قتل کریں اور اگر تم انھیں آزار جانی پہنچاؤ گے یقین جاننا کہ میں ہر ایک کے عوض لاکھ ہندو قتل کروں گا اور دست آخر
 اس ملک کے دامن سے نہ اٹھاؤں گا اور دیورائے جو تعصب ہمنیہ کا خوف و ہراس دل پر تولی کھتا تھا گھبراوا و ایک بہادر
 معبر شاہ کی خدمت میں بھیج کر یہ جواب دیا کہ اگر سلطان عہد کرے اور دوبارہ میری ولایت پر لشکر نہ بھیجے تو میں بھی معہ
 ہوتا ہوں کہ ہر سال پیشکش لائق بیکر فخر الملک دہلوی اور اُسکے بھائی کو تسلیم کروں گا اور من بعد قدم دائرہ

اطاعت و رجاء و فرمان برداری سے باہر نہ رکھو گا سلطان نے اس کے انہاس کے موافق عہد نامہ ترقیم کر کے ارسال فرمایا اور دیوراسے نے خیر الملک بلوی اور اسکے بھائی کو مع چالیس تھی جنگی اور اقسام پیش ہائے لائق اور باج خند سالہ خدمت شاہ میں ارسال رکھا اور سلطان نے بھی خلعت شاہانہ اور گھوڑے تازی بازی و بچہ مرصع اسکے واسطے بھیج کر علم محبت بلند کیا اور جنگ مسند دکن اسکے وجود سے مشرف و زینت پذیر رہی دیوراسے نے نہال پیشکش بھیج کر دروازے مصافحت کے مفتوح رکھے اور اسنے بھی اپنے عہد پر وفا کر کے کبھی ولایت کرنا تک پر چڑھائی نہ کی اور کہتے ہیں کہ سلطان علاء الدین نے اپنے عہد سلطنت میں احمد آباد میں ایک بار اشفا نہایت لطافت اور صفائی سے تیار کر کے چند قریہ وقف فرمائے تھے تازہ حاصل اسکا صرف ادویہ اور اثربہ ہو کر اطباء مسلمان و ہندو دیواروں کے معالجہ میں مشغول رہیں اور قضاۃ لمانت اور احتساب و تہمتوں کو شہر ولایت میں مقرر فرمایا اور باوجودیکہ خود بدولت مینوشی کرتا تھا حکم کیا کہ کوئی شخص شلاب نہ پیئے اور جو انہ کھیلے اور قلندران درپونہ خوار کو طوق تہنیں میں مہقوق کر کے پاک کرنے شارع عام اور سنگ و خاکہ دلی اور بہ تمام اعمال شاقہ تعذیب فرمایا تھا تو متنبہ ہو کر کسب عیشیت میں مشغول ہو دیں اور قلم و سے باہر جاویں اور اگر احیاء کوئی انہیں سے باوجود اس انتظام اور گرفتگی کے میبائی کرتا شرب خمر یا کسی اور مسکرمین اقدام کرتا تھا سیسہ پھینک اسکے حلق میں ڈالتے تھے اور یہ حکم عام و خاص پر جاری تھا کسی کو اس سے مغفرت نہ تھا چنانچہ سیسہ گیسو دراز کے ایک نواسہ نے ایک فاحشہ شاہ سے اختلاط کہم ہو چایا اور ایک رات کو شرب بیکہ حالت مستی میں اسکے سر کے بال تراش کر خوب زد و کوب کی جب یہ خبر کو توال کو پہونچی اسی شب مخدوم زادہ اور قحبہ کو قید کر لیا دوسرے دن بوقت فرصت یہ خبر بادشاہ کے گوشہ نشین کی بادشاہ نے غضبناک ہو کر حکم کیا کہ مخدوم زادہ کو مند وین بجا کر سربازار کہ تمام خلقت دیکھ کر عہت پذیر ہو دو سو تازیانہ ہاتھ اور پائون میں مارین اور قسم دیوین کہ پھر شرب نہ پیئے اور قحبہ کو گدھے پر چڑھا کے شہر میں تشہیر کر کے شہر بدر کرین منقول ہو کہ جب ایالت اظیم عالم اور کفالت مصلح نبی آدم سلطان علاء الدین ہرقہ اس قدر سخاوت اور عدالت کا فرش بچا یا کہ احسان فریادوں کا چرچا اور معدلت نوشی ان کا شہرہ اسکے زمانہ میں نہایت اور جمعہ کی نمازوں اور عیدین کے دو گانہ میں منبر کے قریب حاضر ہو کر وعظ سنتا تھا اور خونریزی اور ظلم و تعدی اور تشویش بندگان سے راضی نہ تھا اور انش پرستوں کے معاہدہ و رہنمائے قدیم توڑ کر مسجد بن بجائے ان کے احداث کیں اور نصارا اور بہمن وغیرہ سے کلام نہ کرتا تھا اور عہد دیوانی میں دخل نہ دیتا تھا لیکن جب بیجا لگے پورش سے فارغ ہو کر ہمت کی عیش و عشرت اسکی دامنگیر ہوئی جزوی اور کلی امور ملکی اور مالی درگاہ لفرون سپرد کر کے ایک ہزار عورت ہند جمیلہ سراپردہ شاہی میں جمع لاکر نعمت آباد کی نہر کے کنارے ایک باغ مثل روضہ رضوان اور ایک قصر مانند فردوس برین برتے غم و ملال سے بنیاد رکھتا تھا اور استادان خطہ کون و فساد نے اس باغ اوعارت کا نظیر معمرہ آپ میں بنیاد نہ ڈالا تھا اکثر اوقات اس باغ میں بادہ گلفام کھینچے اور لعل لب لبران سیم اندام کے ملذذ اور شمع نعمہ ہائے مطہرہ غیرین آواز میں مشغول ہوتا تھا اور نہایت خوشنوازی اور غایت کم ازاری سے نظام امور اور مصلح جمہور میں التفات فرماتا تھا اور حکم ازانی نے اس شاہ کی عمارت کے وصف میں خوب کہا ہے بیت گوئی کہ ماہ و شتری از برج آسمان نخر مل کردہ اند بیلع خدا یگانہ آور جن دونوں میں سلطان نشاط میں مشغول تھا چارپا ہانچہ مینے کے بعد ایک مرتبہ سلام عام لیتا تھا اس ختم سے دیکھو نئے اسکے دور میں روضہ ڈالا اور میان من اشہد گئی و کل فشاہی

دارالین

سہوشی

نہاری

ازری

نہایت مستفل ہوا اسکے بعد سلطان قلع ساحل دریاکا عازم ہوا خلف حسن بھری ملک التجار کو مع ساتھ ہزار سوار و کئی اقدیم ہزار
سوار غریب کے آتش خدمت پر مامور فرمایا اور خلف حسن بھری نے قصبہ جاکنہ میں چوتھ جنیر کے قریب ہر استقامت
کر کے اس قلعہ کو تعمیر کیا اور دفعہ بدفعہ لشکر کو کونین بھیجتا تھا اور اس طرف کے راجاؤں کو پیش قدمی کر کے زیر و برک تھا
یہاں تک کہ اہل تقاضی ہوئی خود اس طرف متوجہ ہوا اور ایک حصہ اس حدود کو جو ایک کافر مسی سر کے نصف میں تھا حاکم کے
بیچ و قمر مفتوح کیا اور سر کے کو اطلاع اس امر کی دی کہ حوزہ اسلام میں در آوے باگردن بیخ سیاحت کے پیچھے
سر کے نے طریقہ کم و فریب کا اختیار کر کے معروض کیا کہ میرے اور راسے سنگیسر کے جو والی قلعہ کندھانہ میں
ہو بھری ہر اگر میں قلعہ اسلام میں داخل ہو گا اور وہ اسی طور اپنی مقرر دولت میں ممکن ہو گا آپ کی مراجعت کے بعد زبان
طعن دراز کر کے عنایت قبول کو مجھے معذرت کیگا اور ملک اتنے قرن کا کہ میرے باپ اور دادا سے موروثی چلا آتا ہے اب
تصرف ہو گا اگر آپ عنایت غریت اس طرف معذرت فرما دیں تھوڑی توجہ میں اسے بھی دستیاب کر کے اس حدود کو بھی
بندہ سے رجوع فرما دیں یا اسکا سترن سے جدا کر کے اس مملکت کو ایک مرا کے سپرد کریں بندہ کا طیبہ توحید پھر کر
غلامان شاہ اسلام میں منتظم ہو گا اور ہر سال استفادہ مال خزانہ عطا فرما دیں اور اس کے بعد اس طرف میں اگر کوئی
فریدی اور سرکشی سے اداے زر واجب سرکار میں اتنا غل یا قلع کر لیا کہ کینہہ اسکا جواب دہ ہو گا خلف حسن بھری نے
کہا کہ میں نے سنا ہے کہ ہر دستہ داخل درمراج اسکا بہت تنگ ہو اور وہاں پہنچنا نہایت دشوار اور اشکال پھر کہ نچوایا
جبوقت کہ مجھسا درخواہ مقدمہ الحبش ہو گا راستہ طے کر دیا اور اس جنگل کے خار سے کسی سوار کے دامن کو آزار
نہ پہنچے گا اور بے مشقت گل مقصود ما تھ آویگا چونکہ قلم تقدیر ملک التجار کی شہادت میں جاری ہوا تھا اس واسطے میں
کے قول پر عطا کر کے شہ آٹھ سو چاس چھری میں اس طرف عازم ہوا چنانچہ اکثر و کئی اور حبشی نفاق کے جدا ہونے
اور خلف حسن بھری کے ہمراہ بیس میں نہ آئے اور خلف حسن بھری تقلید میں مبتلا ہو کر خود روانہ ہوا اور سر کے نے دودھ
رہستہ کشادہ اور خوب کہ اسکو کسی شخص نے دکھایا تھا طے کیا اور چھوٹے بڑے اس سے خوش ہوئے لیکن تھوڑے دن وہ
گمراہ ایسی راہ لیکر مصر کے ازہول اور غیر زیادہ بودہ اور بلکہ پرچ تاب زیادہ زلف خوبان اور باریک تر عاشقان
کی آہ سے تھا القصد ایسی راہ تھی کہ دیو اسکا شیب و فراز دیکھ کر شیب زدہ ہوتا تھا اور غول سیاہانی اسکا پلاٹہ
دیکھ کر ہشت کھاتا تھا لظہن خورشید کی دی روش مساخت نہ تقدیر کی دی حدودش مقدمہ گیشا ز کشتی جو
زبان انبیاء ہواش از عفو انت چو کا غصہ فرہ زابش اجل رستہ وز با پیکان ز خاکش خاک رستہ وز غار خجہ
نشیش ز الماس گستر دمنفش و فرازش ز آتش پوشیدہ چادر و رہ چش چو زار راہب و فرو شہ ز اطراف محراب و منبر
اور جب آنتان و خزان مسافت طو کی ایک ایسے جنگل میں پہنچے کہ ہوا کو اس کے سا لک اوراق سے گزر و شوار
تھا اور تین طرف اس کے ہاڑ کر شیدہ تاملک دوار تھا اور ان ہاڑوں میں ایسے درے واقع ہوئے
تھے کہ انکا عمق تحت اثر سے پہنچنے سے گنج قارون اور شہت گاوہا ہی نمایان تھی اور ایک طرف اس کے علیہ قیل و دہا
محیط او جنگل اور بہار اور غار پرستہ تھے اور اس راستہ کے سوا کہ آسے تھے دوسرا منفذ ہیکل جل کی آمد و شد کے
سوا کسی سبیل سے ممکن نہ تھا منتظم کسے مدیدہ فرازش مگر چشم نمید کسی زلفہ نشیب گہ پائے گمان نہ کسے برنڈھ
شب سیاہ درود بیکر بودی گردون مذہر سچ نشان و اور خلف حسن بھری جو کئی دن ہمالہ جانی میں گرفتار تھا رات میں

چالیں مرتبہ ہر قدم پر جاتا تھا اور ہر چند کوشش کی کہ آدمی ترتیب و قاعدہ سے نزدیک فروکش ہوں سو مند نہ ہوئے تھے اول یہ کہ فوج خودستہ اور ماندہ نماز شام تک آتی تھی اور درختوں کے نیچے جہاں پہنچتی تھی نزول کرتی تھی یہ کہ اس جنگل میں ایسا مقام میسر نہ تھا کہ دو آدمی پہلو میں خیمہ ایتا کر کے شب کو بسر کریں اس وقت کہ آدمی اپنے حال میں نہ تھا تھے سرکہ کا فرسہ کہ فروشی کر کے پہاڑ کے درون میں سیما کی طرح نمایاں ہوا اور اسے سنگی سر کو پیغام دیا کہ ایسا نہ کیا کہ واسطے لایا ہوں اور بچہ منصوبہ اس سے بہتر نہ بن بڑیگا پس جو کچھ تھے ہو سکے بجا لایا اور تھکے بزرگ غنہ کے رائے سنگی شہر نزلہ پیادہ تو پہنچی اور کماندار و خیر گذار سب طرف سے فراہم لایا اور سرکہ بھی اپنی جمعیت سے اسکا شریک ہوا جب آہی رات آئی اطراف و محاسن درون جنگل سے ورائے اور خیر اور چھری کی دھار سے آٹھ سات ہزار آدمی درختوں کے نیچے بطریق گوسفند و گن کے بیچ کیے کسو واسطے کہ باوند و تیر کے چلنے اور برگ درختوں کی کھڑکھڑاہٹ سے قتلوں کی فریاد ایک دوسرے کے گوش نہ نہونی تھی اور ہمسایہ ہمسایہ کے احوال سے بفرادہ نہ ہوتا تھا اور رات تاریک ہو کر تھکی کہ راستہ نہیں سمجھتا تھا اور اس تاریکی و دھند اور دھند اور ظلمت سے زبان ناظرہ تک فراموش کرتی تھی اور جب وہ کماندار اطراف کے مردمان کے قتل سے فانیع ہوئے اور دیکھا کہ کوئی شخص کسی کی فریاد کو نہیں پہنچتا ہو باطنیان تمام خلف حسن بھری کماندار کے سر پر مانت لائے اور سہل ترین وجہ سے اسکو مع پاسو سید بنی حسن کہ ائین مدنی اور کربلائی اور زنجی وغیرہ بھی تھے شہید کیا نظم شب تیرہ بود و گذر گاہ تنگ کہ دشمن ہو و جنگ بازید جنگ و خرمیدن تیغ افراسنتہ جوارخ براہ اجل و دشتہ برونگہ تیراز کمین و کمان شدہ مرگ را رہی جہاں بہ جلنے شد آغشتہ در خاک و خون بہ یکے سرگندہ و گر سرگون یہ ازان جنگویان سواری ماندہ و زان ہر کشان نامداری ماندہ ہر انکو نشد کشتہ بگرختہ بیکیار از ہم فروختہ برفتنہ بدنگونہ ہر کس کہ زیست کہ بزرنگی شان بیاید گریست و القصا اس لشکر کے بقت لسیف کہ بحسب تقدیر زندہ رہے تھے ہر بقت سپاہ اس جنگل سے برآمد ہوئے اور ہمراہ اس جماعت امرائے دکنی کے کہ خلف حسن بھری کے ساتھ اتفاق کر کے اس جنگل میں نہ گئے تھے ملحق ہوئے اور انھوں نے اُنسے یہ بات کہی کہ تمہارا حال نہایت پریشان ہو مناسب یہ ہو کہ اپنی جاگیر و زمین جاؤ اور جلد سامان درست کر کے پھر آؤ پھر جمع دکنی اور حبشی عمارت خوردہ اپنی جاگیر و محیط طرف رہی ہے اور غلوان نے یہ بات کہی کہ ہماری جاگیرین دور تر واقع ہیں ہم سلطان کے بدرون حکم بجائیکے ان قصبہ جاکنہ جو خلف حسن بھری کا نشین گاہ اور بہت نزدیک پروان جا کر بقرض و وام سامان اپنا درست کر کے جلد آتے ہیں اور جب امرائے مذکور پہنچے یہ امر تجویز کیا جا کہ کی سمت روانہ ہوئے اسوقت بعضے غلوان نا عاقبت اندیش یہ اپنی زبان پر لائے کہ ان امرائے اتفاق کے سبب خلف حسن بھری ملکاتجارت اور سادات وغیرہ قتل ہوئے ہم قصبہ جاکنہ میں پہنچتے ہی ایک عرضداشت مشتملہ حقیقت حال درگاہ میں بھیجتے ہیں اور یہ جب خبر دکنیوں نے سنی ہر سامان ہوئے اور سبقت کر کے از راہ مکرچیلہ شاہ کو عرضداشت لکھی کہ خلف حسن بھری ایک نیندار سرکہ نام کی ہدایت اور سادات اور غلوان کی ترغیب سے غلوان ہمیشہ میں دیا یا اور ہر چند ہم خیر خواہان قیامت اس امر کی بلطاعت اسجیل جانتے تھے کہ اسکے دل نشین کریں جو پرہیز و تقیر کا اسکی انگہ پر چھایا تھا و لتواہوں کی بات پر ہرگز انتفات نہ کی اور انھیں وہ پہونچا جو کہ پہونچا تھا اور خلف حسن بھری کے سانچہ کے بعد ہر چند ہم نے امرائے فضل اور سادات و خاصہ خیل کو سمجھا یا کہ مناسب و انتخا ہی کی یہ ہو کہ شاہ سے سپہ سالار طلب کریں اور اتفاق کر کے سرکہ اور رائے سنگی سر سے انتقام لیں یہ امر بھی قبول نہ کیا اور

سرکشی کی اور کلام سخت زبان پر لائے اور قصبہ جاکہ کی طرف روانہ ہوئے اور ان کے اوضاع سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قلعہ جاکہ میں متحصن ہو کر کوکن راؤن سے موانعت کر رہے اور علم مخالفت بلند کر کے فتنہ قوی برپا کر رہے اور عریفہ مشیر الملک دکنی کے پاس جو مغلوں کا دشمن جانی تھا اور بادشاہ کے پاس قرب و منزلت بہت رکھتا تھا بھیجا اور اسے عین بدستی میں عریفہ سلطان کی نظر سے گزرانے کے لئے بھجوا دیا اور غریبوں کے قتل ہونے کا اور غریبوں کے فرد کا سا ٹھہرے ایسے افسوسناک صورت کی تقریر کی کہ سلطان نہایت آزرده ہوا اور حالت غضب و غفلت سے معاملہ کے کنہ میں نہ پہنچا مشیر الملک دکنی اور نظام بن عماد الملک غوری کو جو مغلوں کے خون کے پیاسے تھے اور ان کے نفوق اور غلبہ سے ایذا اٹھاتے تھے امر ہے جاکہ کے قتل کو واسطے تعین فرمایا اور مثل عبید اسد زیا داؤد شہر دی پوٹن عداوت والا دیسوں اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کے درجے ہو کر مع لشکر کثیر اسطیف متوجہ ہوئے اور سادات عرب عجم اور غیرہ نے بغیر شکر اتفاق کیا اور قلعہ قصبہ جاکہ میں متحصن ہو کر قصبہ کو محکم کیا اور ایک عرضداشت بنی کیفیت امداد راٹھار اخلاص دیکھتی احمد آباد بید کی طرف روانہ کی لیکن عرضداشت انکی اٹلے راہ میں مشیر الملک دکنی کے ہاتھ لاتی تھی وہ چاک کر کے پرزے پرزے کرتا تھا اور ایسے منظور نہ تھا کہ یہ دار الخلافہ میں پہنچے اور غریبوں نے اس حال پر اطلاع پا کر دو قطعہ عرضداشت اور تجویزیں اور جو اپنے جنس کے ہتھ بھیجا متعدد تھا ہندوستانی نفروں کے ہاتھ جو برسوں سے کنگیہ پروردہ نعمت تھے دیگر ہر ایک کو ایک راستہ سے روانہ کیا اور ان بدبختان روسیہ نے بھی عداوت جیلی کو کام فرمایا دو نوں عرضداشت مشیر الملک دکنی کو پہنچائیں اور اسے نفروں کو خلعت اس کے خراج وافر سے قوی پشت کیا اور دو نوں عرضداشت بدستور سابق چاک کین اور رستوں کے انتظام میں زیادہ تر کوشش کرتا تھا اسی صورت میں سادات مثل اپنے جہاد مجاہد امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے کام میں حیران اور ہریشان ہو کر رضائے الہی پر شاہید ہوئے اور تمام امراء غریب باتفاق باہمی غلہ اور آذوقہ بقدر امکان قلعہ میں فراہم کر کے مقام مدافعت میں ہوئے اور جب یہ خبر مشیر الملک دکنی کو پہنچی امراء دکنی کو جو کوکن میں تھے اور یہ فساد انصاری کی ذات سے برپا ہوا تھا اپنی مدد کو واسطے طلب کیا اور جبر اور اس نواح سے بھی پیادہ ہتھیار جمع کر کے قصبہ جاکہ کی طرف آئے اور اسے محاصرہ کر کے محصوروں کی تضییق میں کوشش کرتے تھے اور قریب چھ مہینے کے آتش جنگ مشتعل رہی ہمیشہ دکنیوں کی عرائض اس مضمون کی سلطان کو پہنچتی تھیں کہ عربی جادہ مخالفت اور مخراری پہنچ رہی اور ثبات قدم ہیں اور سلطان کرات سے مدد طلب کر کے چاہتے ہیں کہ قلعہ اس کے سپرد کر دیا اور دکنی صاحب غلہ جو عماد دولتماندہ تھے عرائض حسب مدعا سلطان کی نظر میں در لاکر اسکے جواب میں فرامین اس عبارت کے متواتر و متوالی بھیجتے تھے کہ جماعت غریبان طلبی اور باغی کی قلعہ فتح میں کوشش کر کے قتل و سیاست میں ایسے ماسعی حیلہ طور میں پہنچا دیں کہ دوسروں کو عبرت ہو سکے اور عرائض غریبوں کی اگر بہ مشقت و محنت تمام دار الخلافہ میں پہنچتی تھیں دکنی بادشاہ کے فرامین ایسے دخیل ہوتے تھے کہ ان دنوں میں مخصوصان دکنی کے سوا کوئی بادشاہ کی زیارت سے شرف نہ تھا یہ لوگ عرائض غریبوں کے متعلقوں سے لیکر بادشاہ کے ملاحظہ میں نہیں گذرانتے تھے اور انھیں یہ جواب دیتے تھے کہ ہم عرائض بادشاہ کے پاس پہنچاتے ہیں اور آنحضرت صلی علیہ وسلم کی شدت سے جواب کی طرف توجہ نہیں فرماتے اور بیچارے غریبوں نے دولتماندہ کا یہ احوال سن کر یہ تجویز کی کہ آذوقہ و انکھلاط اور کمی میں لایا یا اپنے زن و فرزند کو ایک جماعت مردم جنگی سے قلعہ کے اندر چھوڑیں اور خود باتفاق تمام راہدہ ہو کر بسبیل استعجال احمد آباد سیدر کی طرف

جا کر سلطان سے عرض حال کر میں شیر الملک دکنی اور نظام الملک و بھی دیگر دکنی آئے ارادہ اور فکر سے واقف ہو کر کہنے لگے کہ اگر غریبایا کر ننگے ہم بھی اُنکے تعاقب میں روانہ ہونگے اور جیتک ہم میں سے ایک جماعت کثیر قتل ہوگی اُن پر غالب ہونگے اور صوابین کہ مقصد ہمارا اُس جماعت کے قتل عام سے ہو عمل میں نہ آوے گا بھروسہ مقام حیلہ اور غامین ہو کر پیغام دیا کہ ہم جیت پیغمبرانِ آخر الزمان اور دعویٰ اسلام کرتے ہیں تم براہِ تجارت سے فرزندِ دن کی سیسی اور عاجزی برگرائیں اکثر ساداتِ عظام میں ترجمہ کر کے سلطان سے تمہارے عضوِ جراحہ کے مستعدی ہوئے اور حضرت نے یہ تمسّی قبول فرما کر حکم کیا کہ آزار جانی اور مالی سے انہیں محفوظ رکھ کر سلاطینِ انسان کر دے وہ جس طرف چاہیں چلے جائیں اور اُسکے بعد حکم مروا کہ اپنے قول کے موافق انہیں نہایا پیرو و نوں سردارِ یہی حضرت نے نصیحتہ والتدابیر اور مصحفِ اقدس اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم کھا کر عہد کیا کہ ہم تمہیں آزار جانی اور مالی نہ پہونچا دینگے اُن بزرگواروں نے اُن مفتر یوں کے قول پر کہ عدو اس کے دو ہزار اور پانسون تھے اعتماد کیا اور انہیں ایک ہزار دو سو ہزار سادات صحیح النسب سے تھے مع اہل و عیال اور مال قلعہ سے بآمد ہوئے گئے اہل و عیال اسباب کے واسطے جو مرکب اور بارگش نہ رکھتے تھے اُسکے سامان کے واسطے قلعہ کے میدان میں فروکش ہوئے شیر الملک دکنی اور نظام الملک غوری قلعہ میں داخل ہوئے اور تمہیں اُن اپنے عہد کا پاس کے کسی بچہ کا صدر میں پہنچایا اور چوہتے دن ہمس جماعت کے امیروں اور رئیسوں کو برسمِ ضیافت قلعہ میں طلب کیا چنانچہ تمام بگینہ شکن اور قراخان گرد اور احمد بیگ کے تازے سوا جمیع اُمراء مع مشاہیرِ غریبان قریب تین سو مرد کے قلعہ میں حاضر ہوئے اور جبکہ ماندہ طعام پر بیٹھے اور کھا کھا کر ذہن میں مشغول ہوئے ایک جماعت دکنیوں کی مصلح ہو کر کہ جو اسے وقت تھی اُن دونوں عہد شکن کے اشارہ کے موافق گوشہ اور کنارہ سے شیشیرین برہنہ کر کے ساداتِ مظلوم پر حملہ آور ہوئی اور ضیافت کو طاق انسان پر دھکر سب غریبوں کو جائے آبِ شربت شہادت چلی کر روضہ رضوان کی طرف راہی کیا اور چار ہزار دکنی زرہ پوش کہ جا بجا ایستادہ ہو کر نظرِ غور سے بہتیتِ مجموعی غریبوں کے خیمہ اور خرگاہ کی طرف روانہ ہوئے اور سادات صحیح النسب کے قتل و غارت میں مصروف ہوئے اور قسم مرد سے ایک سال کے بچہ سے سپر س کے بوڑھے تک کو شہید کیا چنانچہ ایک ہزار سیسہ دی اور ہزار مغل اور باونچ چہ ہزار بچہ معلوم نے اُس روز از دست ظالمان دکن خانہ تن کو نقد روح سے خالی کیا اور حشرات دکن نے اس ظلم پر بھی اکتفانہ کر کے بعد قتل و تاراج کے اُنکی عورتوں اور اڑکیوں پر دست اندازی کی کسی عہد میں بعد واقعہ جناب امام حسین علیہ السلام الیہی صیبت ساداتِ برہنہ پڑی تھی حیف اُس بچیا قوم پر کہ یہ محض اقرا اور تھمت تھے پیغمبرِ اولادِ امجاد کو اس وضع سے شہید کیا اور آپ کو اس سلطان کی بارگاہِ نبوت کی آست سے جانتے میں مصرعِ زہے نصیب باطل زہے خیال محال ہوا اور مغلوں کے گرد وہے تاسم بیگ حصف شکن اور قراخان گرد اور احمد بیگ یکے تازہ جوار دے غریبوں سے ایک کوس کے فاصلہ پر فروکش ہوئے تھے دکنیوں کے آشوب سے واقف ہو کر بیٹہ بیٹے اور اپنی عورتوں کو دہشتاک مرد پناہ کر احمد آباد بید کی طرف متوجہ ہوئے اس صورت میں شیر الملک دکنی اور نظام الملک غوری نے دو ہزار سواری اور دھاتا اُنکے تعاقب کیواسطے یقین کر کے رعایا اور جاگیردارانِ سر راہ کو گھما کر یہ جماعت حراخواہین اور باوہف اُسکے سلطان کی دو تو خواہی اور اخلاص کا دم مارنے میں لازم کہ اُنکے قتل و غارت میں اقدام کر کے گھوڑے اور ساز و براق اُنکے تاراج کر کے اور کسی مقام میں انہیں آرام و قرار نہ دیں تاسم بیگ حصف شکن اور بھی اُمراء معین سو مرد سر جھکائے ہوئے جاتے تھے اور جس مقام میں دکنی اُنکے مقابلہ کو پہونچتے تھے ہلاک کر جنگ کرتے تھے اور اعدا کو ضربِ تیر سے متفرق کر کے اُگے بڑھتے تھے اور

رات کو صحرابین وار دیہوتے تھے اور جب قصبہ سیر کے اطراف میں پہنچے داؤد خان انکا سردار ہوا حسن خان کیرا سیر کو جو
اس کے نزدیک دکنی سے تھا پیغام بالکہ مناسب ہو تو بھی اس طرف سے لشکر عمرای ان لٹانی حرا محزون کے دفع کیواسطے متوجہ ہو
تو اتفاق باہمی ان حرا محزون کے سرتن سے جا کر کے درگاہ میں روانہ کروں جو کہ قاسم بیگ صف لشکر حسن خان سے
سابقہ دشمنائی کا رکھتا تھا اور اپنے بیٹے کے موکہ میں اسکی کمک کر کے غنیم کے دست تقدی سے نجات بخشی تھی حسن خان نے اسکا
پاس اور لٹا رکھا جو بدیہا کہ اگر یہ جماعت حرا محزون ہوتی کیوں اپنے تئیں سرحد گجرات میں کہ وہاں سے تین دن کی مسافت
سے زیادہ تھی پہنچاتی پھر داؤد خان حسن خان کی اعانت سے مایوس ہوا اور تمام لشکر پس ماندہ اسکا شریک ہوا اور
دونہر پانسو سو اڑھائی صوفو حرب آراستہ کین اور قاسم بیگ صف لشکر اور اسکے جمیع یاروں نے ہاتھ جان سے جو
دل جنگ پر رکھا اور اعدا کے مقابل آنکر حرب میں مشغول ہوئے قضا را حملہ اول میں دو تیر قضا سیرم کیطیف داؤد خان
کے قتل پائے و دیت حیات قابض ابوح کے سپرد کی اور دکنی یہ حال مشاہدہ کر کے اس جماعت کے قتل میں کیا
کوشش کرنے لگے اور کام اترو تنگ کیا اس درمیان میں حسن خان اپنی جماعت سے نمودار ہوا غریبوں نے گمان کیا کہ دہریا
بلا کا سامنا ہوا مگر حسن خان کے آدمیوں نے جو پیکار خیر پوچھائی کہ بیدل نہ جنگ میں ثابت قدم رہو کہ اب ہم تمہاری
کمک کو پہنچے قاسم بیگ اور تمام غریب لشکر خدا بجا لائے اپنی بقاے حیات کے امیدوار ہوئے اور حسن خان جب آنکر
اعدا کے مقابلہ اور مارا فتنہ میں مصروف ہوا دکنی داؤد خان کا جنازہ اٹھا کر قصبہ جاکنہ کیطیف راہی ہوئے اور قاسم بیگ مقبضہ
کے باہر فروکش ہوا اور حسن خان کی معرفت عرضداشت درگاہ میں روانہ کی جبکہ مضمون عرضداشت کا معلوم ہوا فرمان
بطلب قاسم بیگ صف لشکر کے پہنچا غریبان بقیۃ السیف باجماعت درگاہ کیطیف متوجہ ہوئے سلطان علاء الدین انھیں
اپنے حضور طلب کر کے گفتنیش حال میں مصروف ہوا اس معاملہ کے انکشاف کے بعد بیٹھے خان سردار کا رطلی کو کہ جو غریبوں کے
عرائض مخفی رکھ کر سلطان کے ملاحظہ میں نہیں پہنچاتا تھا اسکے قتل کا حکم صادر فرمایا اور اسکی لاش کو چھوہ بازار
میں پھرنی اور قاسم بیگ صف لشکر کو خلف حسن ابھری ملاک انہی کے منصب پر منسوب ہوا کہ سپہ سالار دولت آباد اور
جنیر کیا اور قرا خان گرد اور احمد بیگ یکے تاز کو بھی منصب ہزاری دیکر اور بھی نوازشات سے سرفراز فرمایا اور غریبان
ریجہ سپہ و مصیبت دیدہ کو شاد و مسرور کر کے دوبارہ پرورش و پرداخت میں مہربانی زیادہ کی اور ان میں سے
بہت آدمیوں کو صاحب دخل کیا اور کانات مشیر الملک کنی اور نظام الملک غوری کے ضبط کیے اور فرمایا تو انھیں مع امر کے
دکن جو باعث اس فساد کے تھے طوق و بخیار لگی اگر ملن پرچہ اگر پیادہ پا قصبہ جاکنہ سے دار الخلافہ میں لائے اور
ان لوگوں کو کہ اول مرتبہ عرضداشت افزا اور تمت کی بھیجی تھی بعقوبت تمام ملاک کیا اور لنگے بازانہ گمان کو نان
یکروزہ کا محتاج کیا اور طبقات محمد شاہی کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ مشیر الملک کنی اور نظام الملک غوری اسی
بہس میں کی علت میں گرفتار ہوا لڑکے اور لڑکیاں لگی بطر شاہان بازار کی گشت کرتے تھے اور شاہ سپہن جہی میں
شیخ آذری نے جو سلطان کا مقتدا تھا اور امام شاہزدگی میں اُسے الفت بہت رکھتا تھا خراسان سے عربیہ طوائف مثل
براقسام سخنان بہ فراہم رکھا اور سلطان اسکے مطالعہ سے متاثر ہوا اور شرب سے توبہ نصیح فرمایا اور مجدد الہی جماعت
دکنیوں کو کہ غریب کشی کی علت میں مقید ہو جو جس تھے سیاست تمام قتل کیا اور اپنے ہاتھ سے جواب عربیہ شیخ آذری لکھ کر
مع سبائے خراسان کی طرف بھیجا اور بعد اسکے شاہان عظیم الشان کے موافق سلطان احمد شاہ بہمنی نے ہر روز خود

مہات سلطنت میں ہو چکر دکنوں کو خدمات بزرگ دو تھانہ سے معزول کیا اور شہنشاہ سوتاؤن ہجری میں اس کے
 پائلن کی پٹیلی مخرج ہوئی ہر چند معاہدہ میں کوشش کی اثر پذیر نہوا اس سبب مکان سے کتر برآمد ہوتا تھا اور اکثر
 اوقات خبر اسکے فوت کی منتشر موقی تھی یہاں تک کہ جلال خان داماد سلطان احمد شاہ ہمینی کما اولاد جلال
 بخاری سے تھا اور ملک میں مکرر ملکنڈہ کی جاگیر رکھتا تھا اسکے فوت کا یقین کر کے بہت حلا قبائل قح کا اپنے تفرق میں ملاوا
 اپنے بیٹے سکندر خان کو کہ نواسہ سلطان احمد شاہ ہمینی کا تھا اقبوت کر کے اس ولایت پر مسلط کیا اور اس سبب رخاں غلام
 اسس عہد میں فوت ہوا تھا ملک میں کوئی صاحب وجود نہ تھا اکثر امراءے ملک سکندر خان سے متفق ہو کر چاہتے تھے
 کہ اسکو اس مملکت کا شاہ بناوین سلطان علا الدین باوجود علالت احضار لشکر کا حکم دیکر لشکر کشی کا عازم ہوا
 اور جلال خان اس سلطان کی حیات اور اسکی آگاہی سے گھبرا کر اپنے مدبروں سے شورہ کیا آخر کو یہ قرار پایا کہ جلال خان
 تلنگ میں پہلو سکندر خان مہور کی طرف جاوے سلطان جس طرح فکرو مجرک دوسری طرف غل غلیم ہو چکا ایک دوسرے
 کی کمک پرستے ہووین الغرض سکندر خان نے مہور کی طرف کہ باہین تلنگ اور برار واقع ہو جا کر جمعیت کی اور ہر چند
 سلطان قول نامہ بھیجتا تھا مؤخر نہیں ہوتا تھا اس واسطے کہ سکندر خان شہزادہ محمد خان کی بغاوت میں غل غلیم ہوتا
 تھا اور یہ مخالفت بھی فریاد علت ہوئی سلطان سے کسی وجہ نہیں ہوتا تھا یہاں تک کہ سلطان محمود شاہ خلجی مالوہی کو پیغام دیا
 کہ سلطان علا الدین شاہ بیمار ہوا اور چند مدت ہوئی کہ اس عالم فانی سے عالم باقی کی طرف خرامان ہوا اوعامان دیکھا
 اسکی موت کو اپنے مقصد کی واسطے پوشیدہ رکھ کر چاہتے ہیں کہ وارانہاں مملکت کو تاج اور تخت سے باز کر دین اور خداوند
 عنان غرمت اس طرف معطوف کریں مملکت برار و تلنگ کی بے نزاع و جنگ حوزہ دیوان میں آوے گی سلطان محمود شاہ
 خلجی مالوہی یقین کر کے بمشورہ والی آسیہ و برمان پور سفر دکن کا عازم ہوا اور شہنشاہ سوتاؤن ہجری میں باستعداد
 و شوکت تمام روانہ ہوا اور سکندر خان سے ایک ہزار سوار چند نزل استقبال کر کے اس سے جا ملا اور سلطان علا الدین
 نے منہ غرمت پوریش تلنگ کر کے خاجہ محمد گیلانی اشہور لکاوان کو منصب ہزاری دیگر مع بعضہ امر جلال خان کے
 سر پر یقین فرمایا اور لشکر برار کو حاکم برمان ہوا کہ سلطان محمود شاہ خلجی مالوہی سے متفق ہوا تھا مقرر کیا اور ہم بیگ
 صف فکریں سر لشکر دولت آباد کو برسم پیشوائی روانہ کر کے خوپانچ کوس کے فاصلہ پر مع لشکر بیجا پور اور خاصہ خیل مالکی میں
 بیٹھ کر بزم سلطان محمود شاہ خلجی کے کے صحرائے مہور میں نزل کیا تھا متوجہ ہوا اور سلطان محمود شاہ نے خطبہا
 کہ شاہ دکن زندہ ہو اور لشکر جبار لیکر جنگ پر متوجہ ہو آدھی رات کو کوچ کر کے اپنی مملکت کی طرف پلٹ گیا اور ایک
 امراءے عالیشان کو مدد کے بہانہ سکندر خان کے ہمارہ کر کے تاکید کی کہ اگر یہ پھر دکنیوں سے ملحق ہو کر صلح کرے تو
 تم تمام گھوڑے اور ہاتھی اور جمیع اثاثہ شوکت اسکا لیکر مندو میں حاضر ہو سکندر خان اس بات کو سمجھ کر مالوہ سے
 کے واپسی طرف سے جدا ہو کر مع دو ہزار آدمی کہ اکثر افغان اور راجپوت تھے تلنگندہ کی طرف روانہ ہوا اور اسوقت
 خاجہ محمود کا وان نے قلعہ تلنگندہ کو محاصرہ کیا تھا جس حلیہ سے کہ ممکن تھا ایک قلعہ سید میں ہو چکا یا اور خاجہ نے اس امر کو نہایت
 استدعا کر کے زیادہ تر کام حصوں ہرنگ کیا چنانچہ تین دنوں میں مالوہ سے بنیدو خاجہ سلطان مانا حاصل کر کے قلعہ کو پھر
 کیا اور خاجہ کے وسیلہ سے شاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تلنگندہ کی جاگیر پر سر فراز ہوا اور سلطان نے مہور کی حکومت
 پر مستعد قید قہر الملک ترک کو عطا کی اور فرخ الملک تھانہ دار را بجور پر بھی نوازش فرما کر دار السلطنت کی طرف

متوجہ ہوا اور آٹھ سو باسٹھ ہجری میں سلطان علاء الدین شاہ بہمنی اسی درد ساق پا کے سبب پاؤں سے دریا
علم فابلند کیا تیس برس اور نو مہینے اور بیس دن حکومت کر کے دنیا سے رحلت کی کہتے ہیں سلطان علاء الدین شاہ
بہمنی بہت فصیح و بلیغ تھا اور فارسی خوب جانتا تھا اور فی الجملہ تحصیل علوم بھی کی تھی اور کبھی کبھی روز جمعہ اور عیدین کو مسجد
جامع میں جا کر منبر کے اوپر خطبہ پڑھتا تھا اور اپنے تئیں ساتھ اس القاب کے تعریف کرتا تھا السلطان العادل المکرم الحکیم
الروفی علی عباد اللہ الغنی علاء الدین علاء الدین بن اعظم السلاطین حمید شاہ ولی بہمنی القصہ ایک دن ایک سوداگر
عرب نے گھوڑے لگائی اسکے ہالیوں کے ماتھر فروخت کیے تھے اور وہ اسے زرخیز میں بچل اور تامل کرتے تھے اور تاجر
سادات وغیرہ کے قتل ہونے سے بھی آزدہ تھے منبر کے قریب حاضر ہوئے جب سلطان یہ کلمات زبان پر لایا بیفاصلہ
ایک عرب ایستادہ ہوا اور بولا لا واللہ عادل ولا کریم ولا حلیم ولا رؤف ایہا الظالم لکذا لقتل الرزیتہ الطاہرۃ و تشکم ہذہ
الکلمات علی منابر المسلمین شاہ متاثر ہو کر زار زار رویا اور گھوڑن کا زرخیز اسی وقت میثاق کے فرمایا آتش غضب اسی سے وہ
لوگ نجات پناہ میں چھوٹے مجھے مثل یزید دنیا و آخرت میں بنام کیا اور مکان میں جا کر پھر آیا نہوا یہاں تک کہ چنانچہ ہکا
نکا لایا اور سلطان علاء الدین شاہ بہمنی کے عہد میں شاہ خلیل اللہ بن شاہ لغمت اللہ ولی اور میر نور اللہ بن شاہ خلیل اللہ
برہمتا یزدی واصل ہوئے اور شاہ خلیل اللہ سے دو صاحبزادے رہے ایک شاہ حبیب اللہ داماد سلطان احمد شاہ
اور دوسرے شاہ محمد اللہ داماد سلطان علاء الدین شاہ اور شاہ حبیب اللہ باو صف اسکے کہ بڑے بھائی
تھے لیکن سپاہ گری کی طرف غلبہ رکھتے تھے سجاد نشینی اپنے چھوٹے بھائی شاہ محمد اللہ سے بوج کر کے خود امارت
میں اشتغال رکھتے تھے مورخان واقعہ نگاریوں بیان کرتے ہیں کہ جب سلطان علاء الدین شاہ بہمنی کی نزع رواقی وقت
قریب پہنچا امرا اور وزراء کے خلاف توقع ہالیوں شاہ ظالم کو غیظ اسکا اوضاع سے متنفر تھی ولید کیا اور قبل اسکے
کہ داعی اجل کو لبیک کہ نظام الملک دولت آبادی کہ انھیں دونوں میں وکیل سلطنت ہوا تھا اور صفت عمل
اور کارروائی میں موصوف تھا بھال کر اپنے فرزند کے پاس کہ بعد فوت قاسم بیگ صف شکن کے خطاب
ملک التجاری پایا تھا اور صوبہ دار دولت آباد اور خیر ہوا تھا چلا گیا اور جو کہ اب تک خبر فوت سلطان علاء الدین شاہ
نہ پہنچی تھی باپ اور بیٹا دونوں اتفاق کر کے گجرات کی طرف روانہ ہوئے اور سلطان ہالیوں شاہ ظالم کے دغائے نجات پائی
ذکر ہالیوں شاہ بہمنی المشہور ظالم ولد سلطان علاء الدین شاہ بہمنی کی سلطنت کا
جس وقت سلطان علاء الدین شاہ بہمنی نے تخت کو تخت پر اختیار کیا بڑا بیٹا اسکا ہالیوں شاہ بہمنی المشہور ظالم اپنے مکان
میں تھا سیف خان اور ملو خان نے کہ امرا سے معبر سے تھے وفات اسکی مخفی رکھی اور بے توقف اسکے چھوٹے بھائی حسن خان
کو تخت پر بٹھا یا اور شاہ حبیب اللہ بن شاہ خلیل اللہ اور بعضے امرا سے دیگر اسکے جلوس کو مقتنات شگرف سے جا کر شکر پزدان
بجلائے سمجھون نے اسکے واسطے دست دعا بلند کر کے سحر بکائے اور خلائی بقصد تاراج خانہ ہالیوں شاہ اوسکے قتل پر روانہ
ہوئی اور غوغا عجیب برپا کیا اور ہالیوں شاہ مع اسٹی سوار جبہ پوش کہ سکندر خان اور اسکے بھائی ازبکلہ تھے برآمد ہو کر
جنگ پر آمادہ ہوا اور دوسرے شکست کھ کر حسن خان کے پاس پناہ لیگئے ہالیوں شاہ اسکے تعاقب میں روانہ ہوا اور
بر بار شاہی کی طرف متوجہ ہوا اور راہ میں اہل چشم سے حسین ہالیوں کو دیکھا اسکی خدمت میں حاضر ہوا اس سبب ہالیوں شاہ
باہم غیور و خلقت کثیر دیوانخانہ میں آیا اور چھوٹے بھائی کو کہ عرشہ سپہرستولی ہوا تھا تخت سے اتار کر

نظر بند کیا اور سیف خان کو جو فتنہ و فساد کا بانی تھا اٹھائی کے پاؤں میں باندھ کر شہر و بازار میں شہر کر کے قتل کیا اور شاہ حبیب اللہ اور بھی اعیان مقید اور مجبوس ہوئے اور موخان جنگ کنان شہر سے باہر نکل گیا۔ سرکار ناک میں دم لیا اور ہمایون شاہ ہمینی تخت پر متمکن ہو کر باستقلال تمام مہمات ملی اور مالی میں مشغول ہوا اور اپنے والد حکمران کی وصیت کے موافق خواجہ محمود کاہان کو کہ حاجی محمد قندھاری کی روایت سے وہ بھی خاندان سلطین سے تھا اور بعضی والد سلطین جنگیہ میں اسے منسوب کرتے ہیں خطاب خواجہ جہانگیر فرزند تلنگ کیا اور بیچے عدا الملک خوری کو کہ جو ان قابل اور مردانہ تھا۔ خطاب نظام الملک اور منصب ہزاری دیکر صاحب جاہ کیا اور تلنگ جاگیر سے بھی خصوصیت بخشی اور سکندر خان بن جمال خان کہ جو ایام شاہزادی میں اسکا مصاحب تھا اور تلنگ کی سپہ سالاری کا منتظر تھا اس امر سے فخر و کبر ہو کر شاہ کی بلاغت و نصرت اپنے باپ کے پاس تلنگ نہ میں گیا اور جلال نے بیٹے کے سبب لاچار ہو کر علم خیا اللہ بلدیہ کی فرائض میں مشغول ہوا اور سلطان نے یہ حال سن کر خان جہانگیر کو براہ مبارک باوکیو اس لیے دانا الخداست میں آیا تھا انکے دفع کیوں سے مقرر کیا اور سکندر خان فوج جبار اور سلطان نے لکھنؤ اپنوا بہم لڑائی ہوئی سکندر خان فتحیاب ہوا اور ہمایون شاہ نے اس فساد کو دفع کرنا اپنی توجہ پر منحصر کر کے جلد میں اس طرف متوجہ ہو گیا اور بعد قطع منازل و مراحل تلنگ نہ میں نزول فرما کر منتظر تھا کہ جلال خان اور سکندر خان ان کو مل ہو کر ملازمت میں حاضر ہوں کہ ناگاہ سکندر خان لشکر سلطان پرچون لاکر مزاہم ہوا اور سلطان علی الصباح بہ افواج آراستہ قلعہ کی تسخیر میں متوجہ ہوا اور سکندر خان کہ اپنی سپاہ پر اعتماد تمام رکھتا تھا مینہ او سر ہر دست کر کے مع ساتھ آیا آٹھ ہزار سوار افغان اور راجپوت و دکنی شاہ کے مقابل آیا اور ہمایون شاہ نے اسے پیغام دیا کہ ولی نعمت سے لڑنا مبارک نہیں ہے۔ نتیجہ ایسے بہادر کا کہ فوج پر گری ہو سرشتہ رزم میں اولوالعزم بلکہ کیا پیرو فتح ہونا بھی حیف ہے تیرا گناہ بخشا ہوں ولایت دولت آباد میں جس کی تیرے تینا ہو تیری جاگیر مقرر کروں سکندر خان نے جو ابدیا کہ تو اگر احمد شاہ کا پوتا ہو تو میں بھی نو اسبہ اور سلطنت میں تیرا شریک ہوں حکومت تلنگ مجھے تفویض فرمایا جنگ ہما مادہ ہو ہمایون شاہ یہ سن کر غضب میں آیا اور نقارہ جنگ پر چوب ماری اور سکندر خان بھی علم جسارت بلند کر کے بے ادبانہ گھوڑے کو کا وہ دیکر سر میدان آیا اور جو کہ پرانا سپاہی اور آداب ان تھا ہمایون شاہ کے حملوں کو ہر مرتبہ نئے انداز سے رد کر کے صدائے تحسین و آفرین زمین و زمان سے سناتا تھا اور قریب تھا کہ اس روز بقائے جنگ ایک دوسرے سے جلا ہو کر نبرد گاہ سے اپنے اپنے خیمہ میں آرام کریں اور دم بھر پھر جنگ کا سر انجام کریں اور باقی داستان کو ہر داٹھالین کہ ناگاہ ملک التجار کاوان مع لشکر چلا اور خواجہ جہانگیر بالشرکت تلنگ مینہ اور میسر سے حملہ مردانہ لائے اور بہت سے جوان اور پلوکان سکندر خان کے تیغ آبدار کے گھاٹ آثار سے اور ہمایون شاہ نے فرصت پا کر پانسو جوان تیر انداز اور پانسو بہادر نیزہ گذار طلب لشکر سے جدا کر کے مع ایک فیل ست سکندر خان کی فوج خاص پر روانہ کیے بہادران تیر انداز وغیرہ اپنے کام میں مشغول ہوئے اور دستخیز کے آثار ظاہر کیے یکجا اہل فرمان کل نفسی ثقہ الموت کا لیکر نبرد گاہ میں آیا طاعون کی گرم بازار میں نقد جان کی خریداری ہوئی اقطار کلام کا انجام یہ ہوا کہ طرفین جنگ کشی اور نہایت لشکر کشی ہوئی اور

سکندر خان نے مثل شیر شتر زہ اعلا م واقعہ بلند کر کے آن واحد میں مبارزان سلطانی کو منہم کیا لیکن ہو کہ سلطان کا
خدا حامی اور فیصل تھا ایک فیل شاہی معرکہ میں گشت کر کے بہت غنیمت کے بہادران نامی کو ہلاک کرتا تھا سکندر خان
نے نیزہ ہاتھ میں لیکر جا ہا کہ بنفسہ اسکا بھی شتر دفع کرے فیل مست نے فیل بانوں کی تحریک سعی سے سکندر خان
کو خرطوم میں لپیٹ کر خانہ زین سے اٹھا کر زمین ٹپک دیا اسکے غالب بجان اور سپر خاکی کو فرشتہ میں غنیمت بن گیا
و خون کر دیا پھر ورون کی سمت متوجہ ہوا اور سکندر خان کے سپاہی کہ گھوڑے اسکی لاش کی تلاش میں دوڑتے تھے
نادانستہ گھوڑے اسکے جسد پاش پاش برد وڑتے تھے کہ صندوق سینہ اسکا مرکبوں کے سم سے شکستہ اور نیزہ ریزہ
کفران لغت نے اپنا کام کیا اور یون شاہ نے ایک جماعت منہم کی تعاقب میں روانہ فرمائی انہیں کے بھی بہت قتل
و شکر ہوئے منظم جوانان زکینہ کشیدہ تیغ و بہ قتل گریندگان بیدریغ و جو خان سکندر در آمد زین ہشتاد و
خون تن نازنین و چنان کو فتنہ پشت و پہلو و وٹل و کہ مغزش بردن آمد از راہ گوش و ہمیں ہو و ما بود گرد و سپہ
گمے کینہ در باز دو گاہ مہر و دوسرے دن ملک التھار کاوان اور خواجہ جہان ترک سلطان کے حکم کے موافق قلعہ گلکنڈہ
محاصرہ کیا وسطے مشغول ہوئے اور قمر و غضب سے اسکی تسخیر میں مصروف ہوئے اور جلال خان نے جس کا
فرزند سکندر خان اس معرکہ میں قتل ہوا تھا امان سے ہتر کوئی فریاد رس اپنا نہ پایا ز نہار خواہی میں در آیا اردو
بزرگوار کے ذریعہ سے امان پائی اور مال وافر اور نفائس متکاثر جو چالیس پچاس برس کی عمارت میں فراہم کیا تھا شاہ کی
پاؤسی میں پہنچایا اور اگرچہ پوس ہوا لیکن حیات چند روزہ کو مختتم سمجھا اور ہمایون شاہ جب اس معاملہ میں
ہوا قلعہ دیور کندہ کی تسخیر کی ہوس دامنگیر ہوئی اور وہ قلعہ زمیندار تلنگی کے تصرف میں تھا اور وہاں کے امانی اور
سکندر خان سے موافقت رکھتے تھے اور سلطان خود و رگل کی طرف سوار ہوا اور خواجہ جہان ترک اور نظام الملک غوری
کو قلعہ دیور کندہ کی جانب تعین کیا تلنگیوں نے چند مرتبہ جنگ میں قیام کیا اور ہر دفعہ شکست پائی اور خواجہ جہان ترک
نظر و منصوبہ ہوا اور جب انھیں تاب مقاومت نہ رہی قلعہ میں متحصن ہوئے اور خواجہ جہان ترک ان پہاڑوں پر غیہ
و خور گاہ برپا کر کے لازم محاصرہ میں مشغول ہوا اور محصورین کی تضمیق میں کوشش کی نہ ظلم نہ بزدلی ان قلعہ بالمشکوہ
سیر بردہ بزد ببالائے کوہ و شب و روز میشد بے کارزار و زبیر و ان قلعہ ہتوارہ اور اسکے بعد مرد تلنگ
بہ تنگ آئے رائے اوڈیسیہ اور دوسرے راؤن کے پاس جو بدعت و شوکت ممتاز تھے الجی بھیجا ز خطر قبول کر کے
کمک طلب کی اور انھوں نے لشکر بشمار مع چند حلقہ فیل جنگی انکی مدد کیا وسطے پہنچے اور اپنے آنے کی نوید سے بھی
مسرور کیا اور تلنگی اس امر سے قوی پشت ہو کر جنگ کے عازم ہوئے اور خواجہ جہان ترک اور نظام الملک غوری نے حیر
سکر مشورہ کیا نظام الملک نے تجویز کی کہ افواج کی کمک پہنچنے کا قلعہ کے اطراف سے برخواست ہونا چاہیے اور دہے تنگ سے
میدان وسیع کی طرف جا کر وہاں بنیاد جنگ لانا چاہیے لیکن سیر خواجہ جہان ترک کے طبیعت کے موافق نہ آئی بولا کہ اگر ہم یہاں
کو چ کر نیگے کفار ہمارے ضعف اور زلونی کا گمان کر کے تعاقب کر نیگے بفرہم کر اسکی مقام میں آں حرب کو شعلہ زل کرین
نظام الملک غوری نے لا علاج ہو کر سکوت اختیار کیا دوسرے دن جب خورشید جہاں تاب انی مشرق سے برآمد ہوا ایک طرف
لشکر اسے اوڈیسیہ اور یا اور دوسری طرف سے لشکر تلنگ قلعہ سامان جنگ بڑے کرو فر سے درت کر کے خواجہ جہان
ترک پر حملہ آور ہوئے اور اُس جاسے تنگ میں کہ مجال گھوڑے جولان کر نیکی نہ تھی ہر محبت لشکر اسلام بر پڑی

مرد اہل نبرد بہت کام آئے خواجہ جہان ترک اور نظام الملک غوری کمال پریشانی سے یوں سو کر اپنے کو نجات باہر لے گئے اور تعاقب کفار سے کسی جگہ مجال توقف اور قیام نہ کر سکی اور درنگل میں جا کر سلطان ہمایوں شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شاہ نے اس قضیہ نامرضی کی پیش کی چنانچہ خواجہ جہان ترک جان کے خوف سے دروغ کو اپنے اوپر لٹھا جانکر عرض پیرا ہوا کہ یہ حادثہ نظام الملک غوری کی ذات سے ظہور میں آیا ہماون شاہ کہ کچ خلق اور حسن پسند رکھتا تھا طیش میں آیا اور اسی وقت بلا ثبوت حقیقت حال و اثبات جرم اس بغیر مشیہ شجاعت کے قتل کا اشارہ کیا اور قارب اور عثمان تراشکے اس ظلم صریح کے باعث ناراض ہو کر محمود شاہ خلجی مالوہ کی پاس حاضر ہوئے اور سلطان ہمایوں شاہ نے خواجہ جہان ترک کو مخاطبہ اور معاتب کر کے قلعہ میں محبوس کیا اور بعضوں کا یہ قول ہو کہ نظام الملک خود بادل نانشا بھاگ کر محمود شاہ خلجی سے ملے ہو سلطان ہمایوں شاہ درجے انتقام ہو کر چاہتا تھا کہ دوبارہ لشکر دیوگرہ نہ بھیجے کہ ناگاہ بھی آیا و پید سے مخبروں نے آنکر خبر ہو چکی کہ یوسف ترک کچل شاہزادہ حسن خان اور شاہ حبیب اللہ کو زندان ستم سے برآوردہ کر کے قصبہ سیکریٹ لیکیا ہمایوں شاہ نے باگ صبری دست ہتھللا سے دیگر ملک لتجار کاوان کو ملنگ کے انتظام کوا چھوڑا اور خود بنفس نفیس ماہ جادی الاول ۷۷۷ھ سوچو چٹھہ ہجری میں تعجیل تمام دار الخلافہ کی طرف روانہ ہوا اور آتش ظلم کی افروختہ کر کے جو چاہا عمل میں لایا تفصیل اس احوال کی یہ ہو کہ شاہ حبیب اللہ شاہزادہ حسن خان کی دوستی کے سبب ہمایوں شاہ کے زندان میں محبوس تھا اور حبس نے نلکندہ کی طرف فوج کشی کر کے سکندر خان کو قتل کیا اور اس حدود کے قلعجات کے لینے میں مشغول ہوا اس شخص حبیب اللہ کے مریدوں میں سے تھے وہ بھی متعلق کر کے اپنے مرشد کی رائی کی فکر میں برآمد ہوئے اور یوسف ترک کچل نے جو سلطان علاء الدین شاہ بہمنی کا غلام تھا اور امانت دیانت اور صلاح و تقویٰ میں شہرت رکھتا تھا شاہ اس سے لیا کہ پردہ چھڑے مقصود سے اٹھا یا طلب ادا کی اور یوسف ترک کچل بھی جو اس خاندان عالی شان کے مریدان محبت سے تھا اسے یکدل اور یک زبان ہوا اور بعضے کو تو ال اور کچل کو اپنا حمہ معاون کر کے جگہ بارہ سوار جہاز اور پچاس پیادہ فدائی دستیاب کیے اور باوصف اسکے کہ تین ہزار پیادہ دارالخلافہ کی حفاظت کیواسطے مقرر تھے یوسف ترک کچل نے قدم بادیہ توکل میں رکھا اور شام کے قریب کہ آفتاب غروب ہونے پر تمام یاران فدائی محل بادشاہی کے نزدیک کہ محبس تھا آیا اور جو کہ اکثر محافظ اپنے حوائج ضروری کیواسطے گئے تھے اور قلیل زبان کہ وہاں حاضر تھے یہ ممانعت پیش آئے یوسف ترک کچل نے کہا مجھے حکم شاہی ہو چکا ہے کہ قید خانیمین جا کر فلان فلان محرم کی آنکھیں نکالو اور اس بارہ میں ایک فرمان جلی بہر و طغرائے شہر جیسا کہ رسم شانمان ہمینہ تھی ترتیب دیکر ہمراہ رکھتا تھا فی الفور اس سے برآوردہ کر کے آنکھیں دکھایا آنکھوں نے سکوا اختیار کیا اور یوسف ترک کچل زندان کے دروازہ اول میں در آیا جب سے دروازہ پر پہونچا دربان مدافہ کیواسطے پیش آئے اور اس نے فرمان جلی دکھا یا آنکھوں نے قبول نہ کیا اور یہ جواب دیا کہ ہکو پروانہ کو تو ال شہر کا چاہیے یوسف ترک کچل لاچار ہوا اور اس جماعت کے سردار کا سر تیغ بید پنے سے جدا کر کے قلعہ میں در آیا اور شور و مرم درونی سے برہا ہوا اور یوسف پہلے جہان اسکے احباب قید تھے اور پہلے شاہ حبیب اللہ کی رنجیر کاٹی اور حال کے دیکھتے ہی شاہزادہ حسن خان اور بھی خان بن سلطان علاء الدین اور حلال خان بخاری بضرع نزاری بولے کہ ہمیں قید کی ایذا بہت اٹھائی ہے اسے خدا ہماری بھی بھر توڑ کر اپنے ہمراہ لے لیں یوسف ترک کچل نے یہ افسوس کیا اور کچل رنجیر کاٹی اور تمام قید خانوں میں جو دارالامارہ کے قریب تھے جا کر یہ بات کہی کہ جس شخص کو ہماری طاقت مد نظر ہو بھر توڑ کر

باہر آئے اور تنگ گاہ کے دروازہ پر آپ کو پہنچا وے یہ کھڑک یوسف ترک کھل بیگام شہزادہ حسن خان اور تمام اعیان
محبس کو ہمراہ لیکر تخت گاہ دروازے کے قریب پہنچا وے دروازہ پر قیدی کے اعداد انکے سادات اور فضلا اور فقرا
اور اوسط الناس سے سات ہزار کو پہنچے تھے اسے فور عظیم جانکر محافظوں کی گردن میں ہاتھ دیکر باہر کرتے تھے اور
نہایت ذوق و شوق سے زنجیر کو کاٹا اور طوق توڑ کر فوج فوج یوسف ترک کے پاس فراہم ہوئے خلاصہ کہ بعضے چوہدری
ہاتھ میں لیکر اور بعضے پتھر دامن میں بھر کر مستعد جنگ ہوئے اس درمیان میں کوئال شہزادہ سے واقف ہو کر محل
شاہی کی طرف متوجہ ہوا زندانیوں نے فدویانہ سلوک کر کے اسے ضرب سنگ و چوب سے منہم کیا اور ہر ایک گوشہ کی طرف
راہی ہوئے لیکن جلال خان بخاری اتنی برس کی عمر رکھتا تھا اور شہزادہ بھی خان بن سلطان علاء الدین شاہ دونوں
اسی قبیلہ کوئال شہر کے ہاتھ گرفتار ہو کر بذلت و خواری قتل ہوئے اور شہزادہ حسن خان اور شاہ حبیب اللہ ایک کام
کے مکان میں جو شاہ حبیب اللہ کا خدمتگار تھا در آئے اور قلندرانہ محیس کیا اور شاہ حبیب اللہ چاہتا تھا کہ گوشہ میں
پائون دامن قناعت میں کھینچون شہزادہ حسن خان نے کہا کہ مردم شہر و سپاہ دست ظلم و تعدی ہما یون شاہ سے عاجز
اور میرے خواہان ہیں اور جو میرے بازو و لٹ نے جلاخ اقبال کھولے یقین ہو کہ اسے مثل مرغ بال گسستہ اور وحش
پائے شکستہ بے رنج و لقب اپنے قبضہ میں لاؤنگا اور امیر زادہ جو ہمیشہ کلاہ غدیر پر رکھتا تھا اسنے فسخ غنیمت کی
اور شہزادہ حسن خان کے ساتھ عہد و پیمان کر کے دونوں متفق ہو کر قلندروں کی جماعت کے ہمراہ شہر سے باہر گئے
اور لشکر فوج فوج انکی طرف متوجہ ہوا اور یوسف ترک کھل بھی شہزادہ حسن خان سے ملحق ہوا اسکے بعد چھ سات روز
باغ کتھانہ میں کہ احمد آباد بیدر سے تین کوس ہو مقیم ہوا پھر تین ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادہ مستعد و مکمل لیکر قلعہ ارک
بیدر کو محاصرہ کیا اور جب دیکھا کہ یہ قلعہ آسانی سے نہ ہوگا اور محصورین بروج و بارہ کو محکم کر کے مدافعت اور محالفت
میں بہہ تن مصروف ہیں اسلیے اسکی فتح سے مایوس ہو کر قصبہ بیر کی طرف روانہ ہوئے اور اس ولایت کو تصرف
میں لائے اس صورت میں یوسف ترک کھل منصب امیر لامرائی اور شاہ حبیب اللہ منصب وزارت اور جملہ الملکی باکر
لشکر فراہم لانے میں مشغول ہوئے لیکن ہما یون شاہ بھی کہ کچھ خلقی اور تند مزاجی اور قہاری ملک دکن میں ضرب الشیل
خاص عام تھا مملکت تلنگ میں یہ خبر سنکر احمد آباد بیدر کی طرف بطور ایغار روانہ ہوا پہلے تین ہزار پیادہ
کو جو شہر کی محافظت میں مقرر تھے بالوای سیاست قتل کیا اور کوئال کو قفس آہنی میں بند کر کے ہر روز
ایک عضو اسکا کاٹتا تھا اور اسی کو کھلاتا تھا اور شہر میں پھراتا تھا یہاں تک کہ اسی قفس میں فوت ہوا اور اسکے
بعد آٹھ ہزار سوار اور پیادہ پیشہ بھائی کے دفع کے واسطے یقین کیے چنانچہ صوبے بیر میں خانقاہ کے نزدیک
جنگ واقع ہوئی چنانچہ تائید یزدی اور شاہ حبیب اللہ اور جملہ الملک کی سعی سے شہزادہ حسن خان قنایاب ہوا ہما یون
کا غضب جلی جوش میں آیا جمیع امرا اور سواران کو جو تلنگ کے یو ر شس میں ہمراہ تھے باخزانہ و فیلا
جنگی قصبہ بیر کی طرف روانہ کیا اور انکے زن و فرزند کو موکلون کی حوالات میں کہا کہ مبادا بادشاہ روگردان
ہو کر شہزادہ حسن خان کے شریک ہوں اور اس مرتبہ شہزادہ حسن خان جنگ صعب کے بعد معرکہ سے جان
ناب ہوا اور انا نہ شاہی اپنا چھوڑ کر بیجا نگر کی طرف روانہ ہوا شہزادہ اس خسرو سنگدل اظلم کے دشمن ظلم کے
خوف سے فرار و نامط بے نیل مرام جان شیریں لکھامی سے بچا کر بادشاہ دکن برہمات سواٹھ سو سوار لکھ

اطراف بجا پور میں پہنچا سراج خان جنیدی نے جو تھانہ دارو مان کا تھا اور آخر میں بادشاہ کا نوکر ہو کر خواجہ معظم خان
 خطاب پایا تھا مقام مکرو و غامین ہو کر پیغام دیا کہ یہ مملکت تمہارے علاقہ رکھتی ہے جو طر فدار اس طرف کا خواجہ جہان
 کا وان ملنگ میں ہے اور یہ مملکت خالی ہے اگر اس دیار میں آپ نزول فرماوین بندہ متعجب ہوتا ہوں کہ سپاہ اور رعایا بجا پور
 اور راجپور اور مدکل کے سر خط فرمان پر رکھ کر مطیع اور منقاد ہوگی شہزادہ حسن خان نے یہ تجویز شاہ حبیب اللہ اور
 یوسف ترک کھل اور سات نفر مخلص کے یہ امر مقبول کر کے قلعہ بجا پور میں کہ دیوار گلی رکھتا تھا وارد ہوا سراج خان
 جنیدی نے لازم ضیافت و رابطہ را خلاص میں تقصیر کر کے انھیں غافل کیا اور شام مع ششم سلام حبل
 کے بہانہ قلعہ میں دریا اور اس قصر کو کہ یہ حضرات حبیب تھے محاصرہ کیا اور دوسرے دن جب ارادہ کیا کہ انھیں
 گرفتار کر کے ہمایون شاہ کے پاس بھیجوں اتنے میں شاہ حبیب اللہ اسباب حرب و جنگ درست کر کے مرنے پر
 لیس ہوا کمان چڑھا کر ترکش اور نیزہ سنبھال کر اعدا کے مقابل ہو کر اس قدر لڑا کہ شہر شہادت چھوڑ کر وضع رضوان
 سدھارا اسکے بعد سراج خان جنیدی شہزادہ حسن خان اور یوسف ترک کھل و کبھی انکے مخلصان اور منسوبان کو
 یہاں تک کہ فراش اور سقد اور خاکروبا کو بھی مقید کر کے دار السلطنت احمد آباد بیدر میں روانہ کیا اور ہاٹھال
 بازار سیاست گرم کر کے بجز غضب کو جوش میں لایا اور احمد آباد بیدر کے بازار میں صہرا دارا و حلقے نصب کروائے
 اور بجا پور فیضان مست اور سیاح درندہ ہر قسم سے ایسا دھمکیے اور چند مقاموں میں دلیکن اور قرا بنے آب گرم اور
 روغن سے جوش کر کے مہیا کیں اور خود دیوانخانے کے قصر پر بیٹھا اول شانہ زادہ حسن خان کو شیر گرسنہ کے روبرو
 ڈال دینے آن واحدین بھاڑ کر اسکے وجود سے ایک نشان نہ چھوڑا اسکے بعد یوسف ترک کھل اور اسکے سات یار
 موافق کے سترن نازنین سے جدا کروائے اور انکی مستوراتون اور فرزندان بیگناہ کو بدترین صوت سے مکانون
 سے باہر کھینچ کر اس بارگاہ میں کہ انہو کثیر اور جم غفیر میں باقسام فضائح اور شنائع کہ تصحیح اسکی حسن اور سے دوسری
 تعذیب کی اور شکنجوں اور غدا بون میں کہ اسکے فخر عات سے بھتے در لایا اور مرد اور عورت اور بچوں کو قتل کیا
 اور وہ کام جو ضحاک بیدر میں بکیش اور حجاج ظالم خط اندیش سے سرزد ہوئے تھے اس سے وقوع میں آئے اور
 سرحد شانہ زادہ کے متعلقون اور منسوبون وغیرہم کو کہ سات سو نفر ہوتے تھے اور اس معاملہ سے ہرگز خبر رکھتے تھے
 یہاں تک کہ باورچی اور طبچی اور دیگ شو کو شاہ بازار میں بھیجا تو بعضون کو دار ہر اور بعضون کو شیر گرسنہ اور فیصل مست کے دروازے
 اور بائین سے چندے کو دیگن میں جوش کیا اور بعضون کے دشنہ اور چھری اور تیر سے بند بند جدا کیے اور یہ
 واقعہ ماہ شعبان سنہ مذکور میں واقع ہوا اور سیاطامہ استر آبادی نے شاہ حبیب اللہ مرحوم کی شہادت کی یہ تاریخ
 موزون کی رباعی مد شعبان شہادت یافت در بندہ حبیب اللہ غازی طاب ثوابہ در وان طابہ رش تاریخ
 میجست برآمد و مح پاک لغت اللہ اور صاحب تاریخ محمود شاہی کتاہ کہ میں نے ہمایون شاہ کے نزدیکون
 سے سنا ہے کہ اس زمانہ میں جب در لنگل میں شہزادہ حسن خان کے خروج کی خبر پہنچی اسقدر غضب یون شاہ پر
 مستولی ہوا تھا کہ شدت طیش سے پیراں بھاڑتا تھا اور کسی زمین اور فرش دانتون سے کاٹتا تھا کہ لب دندان اسکے
 مجروح اور پر خون ہوتے تھے اور جب وہ ظالم ظلم احمد آباد بیدر میں پہنچا ساس ظلم و جور برپا کیا اور رعیت
 اور سپاہ کو سفاک نے ہلاک کیا وہ جور و جفا اور بدعت اور غریب آزاری اور ناحق کی خونریزی جو کسی جبار

سلف سے وقوع میں نہ آئی تھی اور کسی نے اس طرح تیغ آشنا اور بیگانہ پر نہ کھینچی تھی اُس سے ظہور میں آیا حتیٰ کہ حجاج
 ظالم اور نوثیر ابن عادل ہوا اور مرو عقیب سے شہزادہ حسن خان اور اکثر شاہزادوں اور وارانہ مملکت کو قلم
 اور گوشہ اور کنہار سے بین فقر و فاقہ سے قناعت کر کے اپنے حال میں صرف ہتھے سبک دستیاب کر کے قتل کیا اور
 یاد و اس سیاست کے تمام خلافت سے بدگمان ہو کر ظلم میں ہرگز تخفیف نہ کرتا تھا اور ہمیشہ اُسکے غضب کا پتہ چلے گا
 اور غیر مسلم کو ایک بیج پر جلتا تھا اور دلال قہر اُسکا جرم اور بچرم کو ایک بھیا دیتا تھا اور جلد سیاست اُسکا
 ایک جرمہ کی پاداش میں تمام قبیلہ کو قتل کرتا تھا اور آتش خشم اُسکی تر و خشک کو نہ چھوڑتی تھی اور ہاتھ خلق کے زن
 و فرزند پر مار کر کے نفس مار دے کا اسیروں اور کبھی وہ نامرد و عروس کو آٹنا سے راہ سے گرفتار کر کے حرم میں لے جاتا تھا
 اور بعد از انہ بکارت اُسکے شوہر کے گھ بھجیتا تھا اور فوراً اپنی اہل حرم کو بری طرح سے قتل کرتا تھا اور ارکان دولت
 اور اعیان مملکت جب اُس ظالم پر آفت کے سلام اور بحر سے کود رہے جاتے تھے اُسکی شمشیر ظلم کے خوف سے اپنے زان
 و فرزند کو دافع کر کے وحیت ضروری بجالا دیتے تھے جب اُس نے کوئی دقیقہ بعثت اور غریب لاری کا اٹھانہ دکھا آخر کار
 اچھے و روقت نہ ملتا نہ مظلوم کنتہ بنڈا کز اثر فخر مسموم کنتہ بد حق سبحانہ تعالیٰ کہ رحم الرحیمین اور غیاث المستغیثین ہر
 خلایق کی فریاد کو پہونچانا گا وہ ظالم ظلم بجا رہا جب دن بدن مرض سننے ترقی اور طاقت نے تنزل کیا سمجھا کہ مملکت
 ہی پھر اپنے بڑے بیٹے نظام شاہ بھنبی کو اٹھ کر اس کا تھا ولیعہد کیا اور خواجہ جہان ترک کو قلم سے اور ملک التجار کو تلنگ سے طلب
 کر کے لوازم وحیت بجالایا اور خواجہ جہان ترک کو کہ اُس سے کوئی بزرگ نہ اور معتد تر نہ تھا وکیل سلطنت کیا اور
 ملک التجار کو دست فب رت پر مکتوب کر کے شاہزادہ کے مہمات اٹھنے رجوع کی اور کہا کہ شاہزادہ کی والدہ کے بے مشورہ
 کسی امر کے مرتکب نہ ہو پھر اٹھا میسورین ذیقعدہ ۹۵۰ھ آٹھ سو پینسٹھ ہجری میں اسکا رشتہ حیات اجل طبعی کی مقراض
 سے کاٹا گیا اور خلایق نے اُسکے چنگ عذاب سے نجات پائی لیکن صحیح یہ کہ ہمایون شاہ کو وحیت مبارک
 ہوئی اُس مرض سے شفا پائی چونکہ طبیعت اُسکی ظلم و ستم پر مائل تھی رعایا اور برابا کے اہل و عیال کا قصہ کرتا تھا
 اور خدائے نگار حرم سے بھی نہایت بدسلوکی کرتا تھا اس سبب سے مردم درونی اور بیرونی اُسکے مکانات ظلم سے تنگ
 آئے اور شہاب خان خواجہ سرا جو حرم سرا کا نواب ناظر تھا اُس نے ایک جاغت کنیزان حبشیہ سے یکدل اور یک زبان
 ہو کر ہمایون شاہ کے قتل کھڑا اٹھا یا ایک رات کو کہ وہ شراب پیکر بدست ہو کر فرش استراحت پر سوتا تھا ایک کنیز
 حبشیہ نے قابو پا کر ایسی چوب اُسکے سر پر ماری کہ خواب مرگ سے بچ نہ چو لکا اور ملا نظیری شاعر جس نے ملک التجار کی
 سعی اور بدورش سے خطاب ملک شعرائی پایا تھا اور شاہ حبیب اللہ کے ساتھ زندان میں قید تھا اور یوسف
 ترک کپل کی حسن سعی سے رہا ہو کر گوشہ تنہائی میں بسر لجاتا تھا اُسکے حق میں یہ قطعہ نظم کیا قطعہ نظم آزاد دل شب خیز
 بٹرس بد ز نفس بد شوم شرا نگیز ترس بد مرگان دم آلودہ مظلوم بہ بین بدوزخ آبدار خونیز بٹرس بد اور یہ تاریخ وفات بھی تھا
 بے نظیر کے نتائج طبع سے ہو قطعہ ہمایون شاہ مرد و رست عالم بد تعالیٰ اللہ سے مرگ ہمایون بد جان بد ذوق شد
 تاریخ نوشت بد ہم از ذوق جان آریا بیرون بد مدت سلطنت پر شور و شر اُسکی تین برس اور چھ مہینے چھ دی تھی

ادکر سلطنت نظام شاہ بھنبی بن ہمایون شاہ بھنبی ظالم کا

جنگ یون شاہ خلایق پر ترجم کر کے فوت ہوا اسکا بڑا بیٹا نظام بھنبی کہ حسن مصباحت میں نیرین سے ادوی ہم سری کرتا تھا

آٹھ برس کی عمر میں تخت دکن پر جلوس کیا اور اسکی والدہ کہ عاتلہ تھی ہمایوں شاہ کی وصیت کے موافق معاملات ملکی اور مالی سے واقف ہو کر خواجہ جہان ترک اور ملک التاج محمد کو کاوان کے بیٹے شہزادہ کوئی کام جاری نہیں کرتی تھی اور ہماشاہی جین سن تہ پیر سے جیسا کہ چاہئے شروع کر کے کمال عقل اور دانائی سے اُن شخص کے سوا دوسرے کو دخل نہیں دیتی تھی القصد ملک التاج کاوان کو جملۃ الملک اور وزیر کل اور طرندار بجا پور کر کے خواجہ جہان ترک کو منصب کالت اور طرنداری تلنگ پر سر فراز کیا اور ہر روز علی الصباح وہ دونوں عزیز با اتفاق دربار میں آتے تھے اور عرض اخلاص پہنچا کر ہمت کو بذریعہ ایک عورت کے کہ ماہ بانو نام رکھتی تھی معروض کرتے تھے اور بعد گفت و شنفت اور قرار و مدار کے شاہزادہ کو حرم سرا سے باور و کر کے تخت فیروزہ پر بٹھاتے تھے اور دست راست کی طرف خواجہ جہان ترک اور دست چپ بہت ملک التاج محمد کاوان استیادہ ہوتا تھا اور چونکہ ملک جہان کے مشورہ سے مقرر ہوتا تھا بنے کم و کاست پیش پہنچانے تھے یہاں تک کہ ان تین شخصوں کے حسن اہتمام سے کاروبار بوجہ حسن صورت پذیر ہوا فی الجملہ تدارک اور تلافی ہمایوں شاہ کے جو دستم کا طور میں پہنچاتے تھے لیکن حکام اطراف کا فراور مسلمان نے جب سنا کہ ایک لڑکے نے تخت گاہ دکن پر تاج شاہی سر پر رکھا ہو اور ہمایوں شاہ کے ظلم و ستم کے ارتکاب سے سپاہ و امرا کا دل خستہ و مفرج حاصل پر نہیں آتا ہو لہذا طمع اسکے ملک کی کر کے اول اسے مملکت اوڈیسہ اور یا با اتفاق زمینداران تلنگا جھندی کے راستہ سے ممالک دکن کی تسخیر کیا وسطے عازم ہوئے اور بشکوت و شمت تمام ولایت اسلام کی طرف متوجہ ہو کر جا روپ غارت سے رفت روپ کی اور ولایت کو لاس نکال بادی کا نشان بھجوا اور والدہ نظام شاہ اور خواجہ جہان ترک اور ملک التاج محمد کاوان نے اس کے دفع اور رفع پر ہمت باندھ کر اضطراب اور نزل کو اپنے دل میں راہ نہ دی اور فرمان سپاہ جبار اور توپخانہ معقول کی طلب میں جا بجا بھیج کر چالیس ہزار دار الخلافہ میں فراہم کیے اور ساتھ ایسے بھل اور شان کے کہ عہد شان ماضیہ میں کسی کو مہمانہ تھا نظام شاہی کو سوار کر کے اسے اوڈیسہ اور اریاکے اردو کی طرف روانہ ہوئے اور اسے اور یا اوڈیسہ نے استقبال کر کے احمد آباد بید کے دس کوس پر جب یا طرین کا قہار ہوا اور یاک دوسرے کے مقابل فروکش ہوئے اور اسے اوڈیسہ اور اریاکے درخشاہین اور مد نظر یہ تھا کہ مملکت مسلمانوں کے قبضہ سے برکوردہ کر کے اور شاہ دکن سے خراج و باج لیکر مراجعت کریں لیکن ابھی یہ اظہار نہ کیا تھا کہ ارکان دولت نظام شاہیہ نے بھیج کر انھیں یہ پیغام دیا کہ شاہ جوان بخت چاہتا تھا کہ دیار جاجنک اور اوڈیسہ اور اریا پر فوج کش ہو کر بڑی شمشیر مسخر اور مفتوح کرے اب کہ تم کام آسان کر کے اس طرف آئے بت خوب ہو پس اس صورت میں جانوا و خبردار ہو کہ جب تک تم خراج نہ قبول کرو گے اور جو روپیہ اور زر کہ بلاد اسلام سے مننے لیا ہو واپس دو گے تم میں سے ایک یہاں سے زندہ اور سلامت پلٹ کر اپنے وطن نجاسکیگا محاذی اس پیغام کے شاہ محب اللہ بن شاہ خلیل اللہ جو جہاد کے ارادہ سے ہمراہ ہوئے تھے مع ایک سوا اور ساٹھ سوار مسلح اور مردانہ نظام شاہ کے لشکر سے جہاں ہو کر آگے بڑھے اور رہے اوڈیسہ اور اریاکے مقدمہ پر کہ دس ہزار پیادہ اور چار سو سوار تھے تاخت لائے اور صبح سے دو بہر تک راد مروی اور مردانگی دی خزاں سریم فتح و نصرت غازیوں کے پرچم علی پر جلی رے اوڈیسہ اور اریا نے بھاگ کر اپنے لشکر میں دم لیا رے اوڈیسہ اور اریا غریب شطرنج اور ہمشین الم ہو کر اٹھان و انقال زیادہ کو اپنے لشکر گاہ میں چھوڑ کر جریدہ اور سبکبار رات کے وقت باہ فراگی آگے لی اور خواجہ جہان ترک نے رے اوڈیسہ اور اریا کا چھپا کیا اور ملک التاج محمد کاوان نظام شاہ کے ہمراہ رکاب بآہستگی تمام پیچھے سے روانہ ہوا

اس کا وڈیسیہ اور تریا نے جب کہا کہ خواجہ جہان ترک نے تعاقب کیا ہو اور کوچ کے دنوں میں تین ہزار ہندو مار گئے
 اور یہ خرابی اور غارت میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کر لگا لہذا ایک قلعہ کی بنیاد بن تو قف کر کے اچھی ملک انجا محمد اوان کے
 پاس بھیجا اور منت و سماجت کے دروازے مفتوح کیے اور دو بدل اور قیل و قال میں رہا اور اچھیوں کی آمد و شد متواتر کے
 بعد پانچ لاکھ روپیہ خزانہ عامہ میں ارسال رکھے اور بلیت و خواری اوڈیسیہ اور اربا کی طرف راہی ہوئے نظام شاہ نے
 مظفر و منصور سامتا غانا احمد آباد بید کی سمت مراجعت فرمائی اور امر اور فرج کے افسروں کو خلعہ سے فارغہ اور
 سپان تازی اور شیکہ مرصع سے سرفراز کر کے رخصت جاگیر عنایت فرمائی اور انھیں دوزن میں سلطان محمود خلجی نے سلطان
 مند و نظام الملک غوری کے اغواء اور بروایت دیگر اپنے عزیز واقارب کے وسوسہ سے اٹھا میں ہزار سوار لیکر
 مالک و کن کی تسخیر کی غمیت کی اور خاندیس کے راستہ سے مملکت ہیمین داخل ہوا اور جب یہ خبر منتشر ہوئی اسے اوڈیسیہ
 اور اوریا اور راجا مان تنگ نے آپس میں اتفاق کر کے پھر لشکر کشی مسلمانوں کی ولایت پر بھیجا اور ارکان دولت نظام شاہیہ
 نے بھی ہمت و دونوں فساد کے دفع پر یقین کر کے مع لشکر بجا پور اور دولت آباد اور برار بغرم رزم سلطان محمود خلجی نظام
 شاہ کی رکاب میں روانہ ہوئے اور قلعہ فتح ہمارے حوالی میں طرفین سنگھ ہو کر عازم جدال ہوئے اور نظام شاہ کے مورثید
 ماہ جال اسکے سے شرمندہ تھے اور باوجود و سالی ترکش زیب کر کے خمیشہ جامل کی اور نہایت چستی اور چالاکی سے پہا
 ارستہ کر زمین مشغول ہوا اور ملک التجا محمود کا وان کو مع دس ہزار سوار زمینہ پر مقرر کیا اور نظام الملک ترک در دوسرے
 امر کو مسیہ پر یقین کیا اور خود با اتفاق خواجہ جہان اور سکندر خان غلام ترک کہ کو کہ اسکا تھامع گیارہ ہزار سوار اور
 سو غیر خیل کوہ متیل قلب میں ہوا اور اس طرف سلطان محمود خلجی نے بھی صفوف کی آگاہی میں متوجہ ہو کر زمینہ
 اپنے فرزند غیاث الدین کو تفویض کی اور مسیہ کو مہابت خان ہاکم جہدیری اور ظہیر الملک کے سپرد
 فرمائی اور خود مع لشکر انجالی اور جنگجو اور رزم خواہ قلب میں مستحکم ہوا نظم و لشکر زمندو دگر از دکن و دوسرو
 یکے طفل و دیگر گن بہنیش در آمد یہ میدان دو کوہ زمین ارتقا پوسے شان شد ستوہ و القصہ تمام
 آدمیوں سے پیشتر کہ ابھی جو بفقارہ جنگ بر نہ پڑی تھی ملک التجا محمود کا وان زمینہ سے کف شجاعت لب پر لاکر
 اور ہاتھ تیغ آتشبار کے قبضہ پر رکھ کر مع لشکر بجا پور مسیہ علیہ رحلہ آور ہوا اور مہابت خان اور ظہیر الملک
 اگرچہ بقدم جلاوت پیش آئے اور کرو فر کیا لیکن آخر کو تاب مقابلہ نہ لاکر راہ فرار پائی اور مارے گئے اور
 نظام الملک ترک بھی شیشہ بلیں کے مانند مسیہ سے لغزہ مروانہ مارتا ہوا شہزادہ غیاث الدین کی طرف
 متوجہ ہوا اور وہ کہ آپ کو روزنبرد پالسنور کے برابر شمار کرتا تھا اور اکثر معرکوں پر دشمن پر غالب آکر شہنشاہ
 کو نام اور آوازہ شجاعت اسکی نے مغلوب کیا تھا بحسب اتفاق عین حرب ضرب اور دار و گیر میں نظام الملک
 سے دوچار ہوا اور وہ دوہمین روئین تن بے اسکے کہ ایک دوسرے کو پہچانے شمشیر پال اور گوپال
 اور سر پر ایک دوسرے کو لائے اور شمشیر نظام الملک کی ٹوٹ گئی اور اسکا قبضہ ہاتھ میں رہ گیا لیکن چستی
 و چالاکی قبضہ کو اسکے چہرہ پر مارا قضا شہزادہ کی آنکھ پر لگا اور خون جاری ہوا نظام الملک ترک اسے گھوڑے
 پیشہ سے زمین پر لایا اور چاہتا تھا کہ گھوڑے کو لان ویکر اسے پامال کرے کہ ایک جاعت جوانو نکی ملک پونجی
 اور اسے اٹھا لیکر اور مفور ہوئے اور کنیوں نے تعاقب کر کے دو کوسل کشتہ سے پشتہ کی اور نہایت زور و کھات کیا اور

پچاس ہاتھی لئیے سلطان محمود نے اپنے جناحین یعنی مسینہ اور مسیرہ کو شکستہ دیکھ کر ہر میت کا ارادہ کیا کہ راہ مسند کی قطع کرے ایک مقرب مانع آیا اور ثابت قدمی کی ترغیب کی اسوقت نظام شاہ نے بھی سبب فحاجت ذاتی ارادہ کیا کہ خود سلطان محمود کی فوج خاص پر حملہ کرے خواجہ جہان نے التماس توقف کر کے خود س ہزار سوار اور پندہ فیل تیار لیکر جگہ سے جنبش کی اور سلطان محمود کی فوج سے کہ بروہنہ لڑا رہے متقابل ہوا اور سلطان محمود عین جہت سے کیا کہ ان کے ایک ایسا تیرہ پشانی فیل سکند خان غلام ترک پر چڑھا وہ خواجہ جہان تھا مارا کہ وہ سراسیمہ ہو کر پھرا اور اپنی طرف کے بتل میونگو خستہ و خواب کیا اور قریب تھا کہ نظام شاہ کو بھی ایک ہتھیار پہنچے کہ سکندر خان ترک نے بیعتی یا غنا سے کہ خواجہ جہان سے رکھتا آدمیوں کی امر جنگ نہ کیا اور نظام شاہ کو خواہ مخواہ اپنا روئی کر کے معرکے سے باہر لگیا اور لشکر کے پیچھے پھوٹے فاصلہ پر ہستادہ ہوا لیکن اہل اور خاصہ خیل دکن جیسا غلام خاص شاہی کو اپنے مقام میں نہ دیکھے پروا سے جنگ نہ کی اور ایک نے دوسرے کے بعد معرکے سے پھیرا اور نظام شاہ کو جو گوشہ میں استعادہ تھا ہمارا لیکر شہر سید ترکا کین توقف نہ کیا بیت سپاہ ارچہ باندریکے کوہ قاف غنائی بجائے سراندر مصاف ہو خواجہ جہان نے جب دیکھا کہ سپاہ دکن مہینہ اور مسیرہ سے خیال فتح اور گمان نصرت کر کے تاراج میں مشغول ہیں اور حیرت باد شاہی بھی معرکے میں بڑا لشکر قتل بھی بھل گئے پامادہ ہی خود بھی باگ پھیرنے کی فکر میں ہوا اور نکلتے تیرا فوج دشمن سے کنارہ کر کے ہٹ فیل شاہی سلامت نکال لایا اور احمد آباد بیدر کہ طرف متوجہ ہوا اور ملک التجار محمود کا وان اور بھی امرائے دکنی اور حبشی ملک کے شعبدہ بازی سے واقف ہو کر انھوں نے بھی مع اسب قہجی راہ فرار پابی اور بعد وصول منزل مقصود سکندر خان غلام ترک نے نظام شاہ کو مع چالیس سوار و تین سو جوان اسکی والدہ کے پاس پہنچا کر ساتھ تیس و آفرین کے انہماص پایا پھر خواجہ جہان کے دیکھنے کے واسطے گیا اور خواجہ جہان نے اس سبب سے کہ وہ بے وقت نظام شاہ کو معرکے سے باہر لگیا تھا اسے مقید کیا اور نہلت و خواری اپنے مکان سے برآوردہ کر کے موکلوں کے سپرد کیا اس واسطے غلامان ترک شاہی نے اتفاق کر کے مخدومہ جہان سے عرض کی کہ ابتداء میں ہمارے سے دو تھوڑی کے سوار کوئی امر سرزد نہیں ہوا شیخ اسکی یہ ہو کہ فوج زمینہ اور مسیرہ تاراج کو گئی کوئی بادشاہ کے ہمراہ نہ رہا سکندر خان نے تمھارے فرزند کو معرکے سے سلامت باہر لا کر آپ کے سپرد کیا اور جو کہ بادشاہ کا کو گھر و اسفلت و خواری اس محل کے ہاتھ گرفتار رہنا معنی نہیں کھتا ہو وہ آپ کے ساتھ خلاص سے پیش آیا اپنے اسکے صلہ میں ہزادی اور جو کہ امالی کن کو غلام کے ساتھ محبت ہوتی ہو مخدومہ جہان اشک گہر رشک انگھوین بھر لائیں اور اُسے فرمایا کہ اب وقت مقتضی نہیں ہو کہ میں اس بارہ میں حرف زبان پر لاؤں انشاء اللہ تعالیٰ اسکی تلافی کر دگی خواجہ جہان نے اس جہ سے مطلع ہو کر سکندر خان کو مخدومہ جہان کی خدمت میں بھیج کر مفدرت کی اور سلطان محمود علی خواجہ جہان پر مخدومہ جہان کی آزدگی سے خبردار ہوا اور دوبارہ احمد آباد بیدر کی تسخیر کو واسطے روانہ ہوا اور مخدومہ جہان کہ مکر و خدرا خواجہ جہان سے وقتیت رکھتی تھی اور شکست اسکی عدم ثبات قدم سے جانتی تھی پیشورہ ملک التجار محمود کا وان قلعہ ارک احمد آباد بیدر کی حریت ملو قاف دکنی کے بیدر کی اور خود مع جمیع خزانین اور عورات حرم نظام شاہ ملک التجار محمود کا وان کے ہمراہ فیروز آباد کی طرف متوجہ ہوئی سلطان محمود غلامی نے بخاطر جمع شہر کو محاصرہ کیا اور سترہ دن کی مدت میں فتح کر کے قلعہ میں قیام کیا اور اکثر حاکم براہ و بریر اور دولت آباد بہرہ کا بعض ہو کر عیت کو طبع اور فرمانبردار کیا اور خلعت

دکن نے انتقال دولت ہمینہ سلسلہ علمیہ کو وہ میں جزم کیا کہ دفعۃً رابات اجلال محمود شاہ گجراتی کہ وہ بھی مغرب تھا افق صدر
گجرات سے طالع ہوئے کس واسطے کہ نظام شاہ اُس زمانہ میں جب جنگ کے واسطے جاتا تھا بشورہ ملک التیجار محمود کاوان
حقیقت واقعہ صحیفہ خلاص میں مرقوم کر کے محمود شاہ گجراتی کے پاس بھیجا تھا اور جب فیروز آباد میں دم لینے کو ٹھہرا اور
اوسمی بھلے گئے ہوئے اسکے پاس جمع ہوئے خواجہ جہان کو مع لشکر ابنوہ سلطان محمود خلجی کے مدافعہ کے واسطے بھیجا تھا
اس عاں کے خبر پہنچی کہ محمود شاہ گجراتی اسی ہزار سوار لیکر دکن کی طرف پہنچا تھا وہ جہان نے یہ خبر سنا کر ملک التیجار محمود
کاوان کو کہ سپاہ و رعیت اسکے حسن سلوک سے حلقہ بگوش بھی سپاہ لاکر کے مع پانچ چھ ہزار سوار سیر کے رستہ سے شاہ
گجرات کی خدمت میں بھیجا محمود شاہ گجراتی نے اپنے اکثر امراء سے معترکہ کہ میں ہزار سوار اور سقدا و شہار ہم ملک التیجار محمود کاوان کر کے
دشمن کے مدافعہ کو واسطے اشارہ فرمایا ملک التیجار محمود کاوان نے آدمی دکن کے اطراف جہان میں بھیجے اور پھوڑے عرس میں
لشکر فراہم کر کے مع چالیس ہزار سوار دکنی اور گجراتی دار الخلافہ کی طرف روانہ ہوا اور سلطان محمود خلجی نے ہر کس انداز
ہو کر قلعہ ارک لینے کے واسطے سعی کرنا تھا اور درمہ نہانے میں مشغول تھا اور سر روز ملو خان بنیاد جٹا لٹا تھا ملک التیجار
محمود کاوان کی خبر تو جہنم سے غلط ہوئے تامل وہ مرغ کی طرح کہ قفس سے برآمد ہو کر بجائے آسمان پر وار کرے
حصار احماد آباد سے نکل کر مندر کی طرف راہی ہوا ملک التیجار نے دس ہزار سوار دکنی براہ کی طرف روانہ کیے کہ سردار
ہو کر راستہ دخول و خروج کے مالوہ بیون پر دستوار کر یں اور خود بھی دس ہزار سوار دکنی اور دس ہزار سوار گجراتی لیکر مابین
قندھار و بیر اردو سے سلطان منار میں پہنچ کر چار طرف سے گھیر اور اسکے لشکر پر تاخت کر کے ہر طرف سے باب دخول
غلہ اور آذوقہ اُس دن اُس دن اس دن سے مسدود کیا کہ کسی ہمت سے غلہ کا ایک دانہ نہ پہنچ سکتا تھا سلطان محمود خلجی
بروایت صحیح میں ہزار سوار رکھتا تھا عالم جنگ اور ملک التیجار محاصرہ کے سوا جنگ پر آمادہ ہوا اپنے کام میں مشغول
ہوا کہ ایک کمانہ قلعہ اردو سے قلعہ منار میں تمام ہوا اور تمام مذوی شدت گر سنگی اور بیوائی سے دکن قفس شہید
مابان سے گنجین سنیلے تھے اور رات کو کلچر مابان سے دل ٹھٹھا کر دیتے تھے جب اسپر بھی سیری سنوئی الجمع مجمع
کی فریاد بلند کی آہ و نالہ پہنچ چولا ہوئے سلطان محمود خلجی نے مایا ہوا کر اُن مایہیوں کو جو عمر ہی نہ کر سکتے تھے
انہیں اندھا کیا اور شہانے سنگین کو آتش دیکر سبکبار ہو کر ہر مسلح اور جہید ہو کر جان سے ماتھ دھویا اور جو کہ مندو کہ
راستے سیدھے مسدود تھے اس سبب سے کونڈ وارہ کی طرف راہی ہوا اور جب ملک التیجار محمود کاوان متعجب
ہوا دکنیوں نے مالوہ بنگا اسباب تاراج کیا سلطان محمود خلجی نے کونڈ وارہ کے مقدم کو جو اسکا ملازم رکاب تھا پیغام
دیا کہ جس طریق سے ممکن ہو راہ ہمارے لشکر کے عبور کے واسطے تجویز کر کہ دست تعرض دکنیوں کا مالوہ بیون کے دامن
سے کوتاہ ہووے اور تو بھی آشنائی اور ہمسائیگی کا حق بجالاوے مقدم مذکور جو دے انتقام تھا بولا کہ نواح میں ایسی
راہ وسیع کہ سپاہ اور رجال لشکر بغیر غت تمام عبور کریں میں ہو مگر فلان راستہ کہ وہ شل صحرا چاہا روت و مارتو
کم آب بلکہ آب ہو بہت زمینے زگو گرد بے آب ترید ہوائی زدنخ جگر تاب نرس سلطان محمود خلجی ملک التیجار
محمود کاوان کے تعاقب سے مایا ہوا کر اُس رستہ کو جو اچھورا اور اکل کوٹ کی طرف تھا اختیار کیا اور یہ فرمایا
کہ راستہ کی دشواری مجھے انسان تر ہو اُس سے کہ آپ کو خدا دریا سے ملا اور کام تنگ فنا میں لوں اور صحرای
عنا میں جنگ ہلنگ جفا گرفتار ہوں قصہ روز اول حرارت ہوا اور کی آب او شفت رات چپ سے فوج کا ہرہ آب ہوا

پنچ چہرہ ہزار مرقد شہدائے بابر کا سفینہ حیات گرداب محبت میں غرق ہوا اور دوسرے دن کو نڈان ساکنان کو ہشتان
نے جب غازی ان لوگوں کی دریافت کی چپ و رہت سے ہجوم لاکڑھنوں نے بھی خشک سالی میں طوفانِ تازہ برپا کیا
مال کی طمع سے پیاسوان کو خنجرِ آبدار سے قتل کرنا اور موجِ مکدر کے حلقہ میں ڈالکر باندھنا شروع کیا لوگوں نے مال و سباب
کو دشمن جان بھجکر اس کی طمع دل سے دور کر کے کوہِ وودشت میں رہنروں کے روبرو ڈالا اور جان بچانے کی واسطے ایک توجہ
پانی کا ایک روپیہ اور دو روپیہ کو خرید کر لے گئے وہیں پانی تھے خلاصہ یہ کہ سلطان محمود غلی نے مالان و گریان اور مہشت فراوان اس
محلے ہولناک سے بادلِ کباب بھجور و خوابِ باہر آیا اور ہجوم چور و لٹکا اور پوشیدہ کرنا چاہا ماسے پر کباب کا مقدم
کو نڈوارہ کی تحریر سے جانکر حکم اُسے قتل کا جاری کیا اس نے زبان و شہادتِ سلطان میں کھولی اور یہ جواب دیا کہ میں نے اپنا
انتقام لیا اگر اتنے ہزار آدمیوں کی عوض مجھے ہلاک کر دے گا کیا ہوگا سر میرے فرزند و لٹکا سلامت ہو میں غریب ملک
میں اپنی اولاد کے موجود ہونگا اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کو نڈوارہ کے کفار بھی مثل تمام کفار ہندوستانی ہیں اور
اسی سبب سے قتل ہونے سے ہراس نہ رکھ کر کہتے ہیں کہ مرنے سے عدم لازم نہیں آتی ہوم کل پھر ملک موجودات میں جلو
گر ہونگے اور ہمارا احوال اس سے بہتر ہوگا منقول ہے کہ اُس عرصہ میں سلطان محمود غلی نے شہزادہ ابوبکر کو محاصرہ کر کے
منفوج کیا عمارات کو جلا کر اور آدمیوں کو غارت کر کے قسم قسم کی خرابی پہنچائی اور جب کشور و کن کا عازم شیخ بوالہام و قادی
سے دست کش ہو کر رعیت کی اتمالت و آبادی دلائی میں مصروف ہوا اور اُس کا قاعدہ یہ تھا کہ اہل شہر کو درپوشاں اپنی وجہ
حلال سے کھاتا تھا اور ترتیب دیتا تھا اور بیچ اور گندم اور جامہ و جہ حلال سے ہر سفر میں ہمراہ رکھتا تھا اور قسم قسم
کی ترکاری پختوں کے اوپر بوجہ ہر ایک لے جاتا تھا اور جب ایک مدت تک دار الخلافہ احمد آباد بیدر میں توقف واقع ہوا
مولانا شمس الدین جگہ سے کرمانی کو کہ شاہ خلیل اللہ کے مقبرہ پر تھا طلب کے فرمایا کہ ترکاری اور بقول کی طرف سے
فکر مند رہا ہوں اور پختوں پر ہر قدر ترکاری کہ باور چنانہ کو کفایت کرے ہم نہیں پہنچتی ہو اگر کوئی شخص نہیں حلال تصرف
میں رکھتا ہو اور وہان ترکاری بونی جاتی ہو میں بدایت کرو تو وہان جا کر وجہ حلال سے بعیت اعلیٰ خرید کر کے ترکاری
اُسکی باور چنانہ میں داخل کیا کر بن مولانا شمس الدین حق گوئے کہ اسی سلطان ایسی بات نہ کہی جو جب غمناک و رستہ ہوا
کسو اسطے کہ مسلمانوں کی ولایت پر آنا اور مساکن و منازل اُنکے ویران کرنا اور مال اسباب لٹکانا اور کھانے پینے اور ترکاری
میں شرع کا مقید ہونا عقل سے دور اور خدا ترسی سے بعید ہے یہ شکر سلطان اُنکے زیادت اکتونین بھرا لیا اور فرمایا کہ تو
سچ کہتا ہے لیکن جان گیری بغیر اسکے میں نہیں ہوتی اور اس حکایت کے موافق فتوحات اور دوسری کتاب میں مولف کی نظر
میں در آیا کہ بلاد عرب میں ایک بادشاہ تھا اسے بھی بن نعمان کہتے تھے اُسکے عہد میں ایک شیخ عبد اللہ نام تھا کہ خلائی سے
متنفر اور آئندہ روز کا دروازہ بند کر کے گوشہ قناعت میں بیٹھا تھا ایک دن بھی بن نعمان ایک راستہ سے سوار ہوا تھا
اور شیخ عبد اللہ سے میدان اُس سے دوچار ہوئے سلطان کو سلام کیا اور سلطان نے جواب سلام دیکر استفسار
کیا کہ ساتھ اس لباس ریشمی کے جو پہنے ہوں نماز درست ہو یا نہیں شیخ نے مسکرا کر فرمایا کہ تیرا حال اُس شخص کے مانند ہے
کہ وہ سر سے پاؤں تک آلودہ نجاست ہو کر موت کی چھبٹ سے برہنہ کرے اول تو شکم تیرا حرام سے ملو ہوا اور دوسرے
مظالم عباد اپنی گردن پر رکھتا ہو اور با وصف اس جرائم کے مسئلہ حریر اور صحت صاۃ سے سوال کرنا ہی بھی بن نعمان
رویا اور گھوڑے سے اتر کر ہاتھ شیخ کے دامن میں ڈالا اور سلطنت چھوڑ کر اپنی زلیست شیخ کی خدمت میں

اسبر کی قصہ بعد مراجعت سلطان محمود خلجی نظام شاہ نے ایک مکتوب محمود شاہ گجراتی کو تحریر کیا اور تحفہ دیا اور باقی گجراتی بہت اپنے معتمدوں کی معرفت درگاہ میں بھیج کر تصدیقات سے معذرت چاہی پھر محمود شاہ گجراتی احمد آباد گجرات کی طرف روانہ ہوا اور نظام شاہ بہمنی بھی احمد آباد سیدین آیا اور تیسرے دینار میں کوشش کر کے جند عرصہ میں بدستور اول تیار اور آباد کیا اور سلطان محمود خلجی کہ ملک التجار محمود کا وان کی طرف سے دل میں خوش رکھنا تھا شہنشاہ آٹھ سو ستر سٹھ چوبیس ہین بروایت نظام الدین احمد لوفے ہزار سوار بیکر بھر دکن کی طرف متوجہ ہوا اور اور دوات آباد کی اطراف میں سیانان جنگ درست کیا اور نظام شاہ بھی جنگ کے واسطے برآمد ہوا اور دوبارہ محمود شاہ گجراتی سے کمک طلب کی اور محمود شاہ نے بلا توقف لشکر آراستہ کر کے سلطان پنوک کی طرف نصرت فرمائی اور سلطان محمود خلجی کا سر راہ ہوا پھر سلطان محمود خلجی کو نڈ دارہ کے راستہ سے مندو کی طرف راہی ہوا اور ان دو بادشاہ غور شہید طلعت بوسف چھوڑنے ایک دوسرے کو غائبانہ و دایع کر کے آپس میں تحفہ و ہدایا بھیجے اور اپنی اپنی دارالحکومت میں معاودت فرمائی اور جو قاعدہ اور داب شاہان بہمنیہ کا تھا کہ زوجہ اولی ملکہ جہان خطاب باقی تھی درحالیکہ وہ خاندان بہمنیہ سے ہوا سوا محمد و منہ جہان نے ایک نسل اپنے اقارب سے نظام کے واسطے خواستہ نگاری کی اور شہنشاہی شاہانہ کہ شرح انسکی احاطہ تحریر سے باہر جو ترتیب دیا اور اس شب کو کہ مجلس زفاف ارستہ ہوئی تھی اور بزم عیش و عشرت ترتیب ہونے سے اک جہان شادی و خرمی میں مشغول تھا قضا را آدھی رات کو بعد نالہ و زاری یہ شور برپا ہوا کہ نظام شاہ بہمنی نے اس جہان سے ہر رعت کی اور اپنی جگہ اور ون کے واسطے چھوڑی نظم گلے ناشگفت از کیا فی دخت و بکا یکا فروخت از باد دخت و خط حسن بر گل نہ نگینتہ بد اہل خاک بر دے فردرختہ بد اور یہ واقعہ اجلاس کے دو برس اور ایک مہینے بعد یعنی شب سیر و ہم ذیقعد شہنشاہ آٹھ سو ستر سٹھ چوبیس ہین واقع ہوا کہ کرمس الدنیا والدین ابوالمظفر غازی محمد شاہ بہمنی کا دایان خطہ نے خیر ولایت اس حکایت کی ساتھ اس روایت کے فتح کی ہر کہ سلطان ہمایون شاہ بہمنی کے بطن محمد و منہ جہان سے تین فرزند بہمن تھے نظام شاہ محمد شاہ احمد شاہ اور جب مثل حیات نظام شاہ آغاز نشوونما میں مصرعہ حوادث سے اکھر گیا محمد شاہ نو برس کے سن میں تاج زر زیب سے کر کے سیر جہان بینی پر لشکر ہوا اور سلطنت کا ایشام اور رعیت کا انتظام بخوبی تمام کرنے لگا اور ابتدا سے سلطنت میں خود جہان ترک اور ملک التجار محمود کا وان نظام شاہ کے زمانہ میں مشورہ محمد و منہ جہان امور سلطنت کو آغاز کر کے انجام دیتے تھے اور احمد شاہ جو سب بھائیوں سے چھوٹا اور بڑا بیعت دارا و خوش اطوار تھا جاگیر لائق باکر محمد شاہ کا بیس و چلبیس ہوا پھر خواجہ جہان نے محمد شاہ کی تربیت کی واسطے محمد و منہ جہان کے حکم سے صدر جہان شہنشاہ کو جو افضل فضلا اور اصحاب صلحا تھا مقرر کیا اور محمد شاہ کتب علمی کے پڑھنے اور کمال حاصل کرنے میں مشغول ہوا اور شہنشاہ عرصہ میں کتب درسیہ سے مفروغ ہو کر صاحب یتیمیت ہوا اور خط نمایینہ لکھنے کا مقہ تھا اور سلطان فیروز شاہ کے بعد خاندان بہمنیہ میں حسن قابلیت میں اس سے بہتر مسند فرمانروائی اور ہروری پر کسی اور نے قائم کیا بیست ارسطو سنخندان دیوان آوہ بلیناس طفل سبق خوان آوہ اور خواجہ جہان ترک کمال استقلال و عظمت معات میں مشغول ہو کر کسی کو خیال میں نہ لاتا تھا اور اکثر امر اسے قدیم کو علاقون سے معزول کر کے اپنی جگہ پر جدید نصب کرتا تھا اور دست قفلہ تصرف خزانوں میں دراز کر کے ملک التجار محمود کا وان کو کہ جو بعد اس طرح

سلطان محمود خلجی کوئی کے صاحبان و اعتبار ہوا تھا ہمیشہ سرحد کی خدمتوں پر بھیجا تھا اور مہات شاہی میں چند ان
 داخل نہ رہا تھا اور محمود نے جہان زن عاقلہ اور دہلی و لکھنؤ کی تختی خواجہ جہان ترک کے اوضاع اور اطوار سے متوہم ہوئی
 اور اسکی مفسدی محمد شاہ کے ذہن نشین کر کے اسے سپرد آما وہ کیا اور یہ ایما ہوا کہ کل فجر کو جب خواجہ جہان ترک
 و بارہن آوے اور میں سیکوتیرے پاس بھیجوں اسے بے تامل تہ تیغ بیدار کرنا دوسرے دن کہ شام ٹھہرے ہجری
 تھے خواجہ جہان ترک بغفلت تمام ہوا تھا نہ میں آیا اور نظام الملک کو خلاف عادت مع جماعت جو انان مستعد
 و مان دیکھ کر متفکر ہوا اور جو کہ لا علاج اور مجبور تھا محمود شاہ کی دیوانداری میں مشغول ہوا کہ قضا را و وضعیفہ محاسن سے
 اگر سلطان محمد شاہ سے آواز بلند عرض پرداز ہوئیں کہ ساتھ اس امر کے جو قرار پایا تھا مشغول ہونا چاہئے سلطان
 محمد شاہ نے نظام الملک کی طرف متوجہ ہو کر یہ فرمایا کہ یہ مرد عوامی ہوا اسکی گردن مار اور نظام الملک کہ دشمن جانی
 اسکا تھا بے تامل خواجہ جہان کا ماتھ پکڑ کر دیوان عام سے باہر لے گیا اور ضربات متعددہ تیغ آبدار سے اسے شاہ
 رو بردہ لاک کیا نظم بہ بدیزبان پس خردمند زن بفرمان خود ساخت ملک دکن جو جانی زعدش با سودگی
 رنج دہر شستہ زاکو دگی اور بعد چند روز کے سلطان محمد شاہ نے محمود جہان کی صلاح سے ملک التجار محمود کاوان
 کو خلعت فاخرہ دیکر خواجہ جہان مخاطب فرمایا اور منصب میرالامری اور وکالت امور شاہی کو اس کے منصب سابق کا
 نصیب کیا اور بموجب اس مصرع کے مصرع ہر کر انچوز و نوبت اوست ہد مالک التجار محمود کاوان مخاطب خواجہ جہان
 نے مراتب دینی پر فائز ہو کر نقارہ اپنے وید بہ کا بلند آواز کیا اور استبایں القاب سکایوں لکھے تھے محمود جہان
 مستعد درگاہ سلطان آصف جم نشان امیرالامرا نائب محمود خواجہ جہان اور جب محمد شاہ ماہ دوم ہفتہ ہو کر بدر کامل
 اور جوانوں میں شامل ہوا محمود جہان نے ایک لڑکی حسین زہرہ جبین خاندان بہمنیہ سے اس کے واسطے تنہا کی
 کی اور ملک التجار محمود کاوان مخاطب خواجہ جہان کے اہتمام سے جشن شادی خروانہ کہ صفت اسکی تحریر
 و تقریر سے برابر ہو ترتیب دیکر اس کے عقد ازدواج میں کھینچی اور مہات سلطنت اپنے فرزند دہلی کو تفویض فرما
 جو صلوٰۃ و صوم اور قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہوئی لیکن سلطان محمد شاہ امور عظمت اس کے بے مشورہ
 شروع کرنا تھا اور اسکی تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کر کے ہر روز سلام کو جاتا تھا اور جب سلطان
 محمد شاہ نے عروس جبکہ ناز کو بغل میں لیا اس وقت یہ فکر ہوئی کہ اعدا سے انتقام لیجیے خور و خواب اسکا حرم
 کر کے عروس مملکت تازہ تر سے ہکنا رہو جیسے بوستان خزان دیدہ سلطنت کو شاداب بآب تاب کیجیے
 اس واسطے نظام الملک کو سب لار لشکر برابر کر کے دلہاری کے ساز و سامان سے مددگاری کی بھرتہ اٹھ کر
 ہجری میں لشکر عظیم الشان بچاہ کہ اس میں ہر ایک جوان جنگ دیدہ نیر و آزمودہ انتخاب تھا فراہم کر کے قلعہ کھتر دی
 قلعہ کی واسطے جو سلطان مالوہ کے تصرف میں تھا روانہ کیا اور اس نے اس طرف جا کر قلعہ مسطورہ کو محاصرہ کیا اور چند
 مرتبہ لشکر والی سندو کو جو محصورین کی مدد کے واسطے آیا تھا شکست دیکر متفرق کیا اور دوبارہ بارہ ہزار سوار چوت
 اور افغان وغیرہ لیکر بکوش و خروش تمام نظام الملک کے دفع کے واسطے متوجہ ہوا جس میں قلعہ من مقابلہ ہوا
 صف کا زار تیار ہوئی جنگ عظیم فوج غنیم سے و جمع میں کئی سفیر تیر طرغین سے پیغام اجل و گیاروں کے کان میں پہنچا
 لگے غازیان صف شکن میان پلین زخم شمشیر بکھڑکھڑا کر کھانے لگے جماعت کثیر و انبوه بغیر نے طرغین سے

قالب و تن ارواح۔ سے خالی کیا عرصہ جنگ کشون کے اجساد سے بھر گیا تا یہ بانی سے لوہیوں کو شکست فاش نصیب ہوئی
 پرانے و فرار ہوئے اور ایک جماعت کے قلعہ سے برآمد ہو کر انکی شریک ہوئی تھی بعد ازاں قلعہ کی طرف متوجہ ہوئی اور نظام الملک
 اور جوڑے ہمینان و کن سپہن سر پر رکھ کر اور تلوارین علم کر کے انکے نقاب میں گئے اور مردم قلعہ نے انھیں اپنی فوج تصور
 کر کے قلعہ کا دروازہ کھولا با دکنی محلی لوہیوں سے مخلوط ہو کر قریب شام قلعہ میں در آئے اور قلعہ پر متصرف ہوئے اور
 ایک روایت میں یہ بھی تحریر ہے کہ جب مفور جا کر قلعہ میں متحصن ہوئے دکنیوں نے گرم غمان ہو کر قلعہ کو بسنور ساقی چھڑ
 کیا اور اہل قلعہ بیدار اور عاجز ہوئے اور امان طلب کر کے قلعہ سے دست بردار ہوئے بہر تقدیر ہمینان انکی قاعدہ کو ضرر
 جانی نہ پہونچا یا تکلیف قلعہ سے نکلنا نہ کی کی اس عرصہ میں اطراف دکن نے جیسے کہ انکی عادت اور دستور جو زبان طعن و راز
 کر کے مالوہیوں کو حرفہ سے ناخوش کرنے لگے اور جملہ کفار راجپوت سے جو قلعہ کی محافظت میں قیام کرتے تھے دو شخص متفق ہو کر
 عازم ہوئے کہ ہم اپنی شجاعت اور مردانگی دکنیوں کو دکھا دیں پس جبوقت اژدہا م کم ہوا اور مالوہی زن و فرزند لیکر
 تمام باہر نکل گئے ان دونوں راجپوت نے نظام الملک کے مجمع کی طرف متوجہ ہو کر آواز بلند کیا کہ ہم نے اپنی عمر سپاہ گری
 میں صرف کی ہو اور مثل تیرے بھی ہم نے رستم و بہادرین دیکھا اگر حکم ہو ہم بھی آن کر تیرا قدم چوم کر کجا دیں نظام الملک نے
 جب انھیں غیر مسلح دیکھا اپنے روبرو طلب کیا اور انھوں نے آئے ہی بطور پاہوسی کے قدم آگے بڑھایا اور ایک عمت
 کہ نظام الملک کے قریب ہیستادہ تھی جہستی و جالاکا تمام غنیمت و شہنائے جھپیں کر دونوں نے تلواروں کے وار سے نظام
 کا گم تمام کیا اور پھر اور وں کی طرف متوجہ ہو کر ایسا لڑے کہ دونوں ہلاک ہوئے اور نظام الملک کے دو برادر طرقت تھے
 ایک یوسف عادل خان سوانی جو شاہان عادل شاہیہ کا جد تھا دوسرا دریا خان ترک کہ مروی اور مردانکی میں
 ضرب المثل تھا دونوں نے اس امر کا ارتکاب نہ کرنا قلعہ کی تحریک سے گمان کیا اور ایک جماعت کو انکے نقاب میں بھیجا
 وہ کہاں غفلت سے ایک کوس پر فروکش ہوئے تھے پہونچ کر تمام صغیر و کبیر کو قتل کیا اور تخت بلند کی ہدایت سے دلوں کو
 میں کرنا بیکر قلعہ کو مضبوط کیا اور سوار و پیادہ سے ایک جماعت کثیر کو وہاں جمہور کر نظام الملک کا جنازہ اور غنائم
 سو فوریہ لیکر درگاہ کی طرف روانہ ہوئے اور احمد آباد و بیدر میں پہونچ کر غنائم بادشاہ کے ملاحظہ میں در لائے
 اور اس حسن خدمت سے بادشاہ خوش ہوا اور ہر ایک کو ہزاری کیا اور کھتر لہ کی امارت بھی عنایت فرما کر امر اسے
 مقرب کی سلک میں منتظم کیا اور جب والی مندو نے دکنیوں کی پر خاش ملاحظہ کی محبت اور اخلاص اظہار کر نیکو شریف الملک
 نامے ایک شخص کو مع تحف کو ہرایا سے نقیبہ سلطان محمد شاہ کے پاس بھیج کر یہ پیغام دیا کہ سلطان احمد شاہ ولی ہمینی اور
 سلطان ہوشنگ نے لوازم عہود و مواثیق در میان میں لا کر مقرر کیا تھا کہ ولایت برادر بادشاہ دکن کے زیر نگین اور
 قلعہ کھتر لہ مع مضافات اسکے والی مندو کے تعلق رکھ کر دوبارہ کسی بارہ میں منازعت نہ ڈھونڈھیں اب امر اسے
 سلطان قلعہ کھتر لہ پر متصرف ہو کر مقام شدت و پر خاش میں رہتے ہیں اب آپ ایسا کریں کہ نقص عہد نہ ہو
 اور سلطان در میان میں تلف نہ ہویں کمال دینداری اور برادری سے بعد ہوگا یہ دوستانہ مکلف ہوا کہ صلح پر
 راضی ہو فراموش حال صلی ہو سلطان نے شیخ احمد صمد کو کہ مرد و دانشمند اور فہیدہ اور سلامت نفسی میں شہناہ
 کرتا تھا شریف الملک کے ہمراہ مندو میں بھیج کر پیغام کیا کہ ہم جادہ محبت و اتحاد پر ثابت اور لیسخ ہیں باوجودیکہ ملکیت
 کرناٹ کہ ہر گز ہمیں کتنے قلعہ مثل کھتر لہ کے رکھتی ہو اور کفار بیدین کے تصرف میں ہی ہمیں احتیاج قلعہ کھتر لہ کی

نہیں اور نہ کھارند کہ نقض عہدی خاندان بہمنیہ میں واقع ہنووے کس واسطے کہ میرے بھائی کے عہد میں کہ صنعت تھا اور ملازم آپس میں مقام نفاق میں تھے تم نے لشکر اس دیار پر کھینچا اور وہ خرابی کہ افواج چنگیزیہ نے بھی بلا سلام میں نہ کی تھی بجائے قتل و غارت میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا ہم گذشتہ کو صلوات لکھا اسکا تذکرہ اس سے زیادہ تر نہیں کرتے آئندہ جو کچھ صدارت بہاہ شیخ احمد صدر جو خیر خواہ عامہ مسلمان ہر قول و قرار کرے گا ہمیں قبول و منظور ہو اس سے تجاوز نہوگا اور جب شیخ احمد صدر مندو کے اطراف میں پہنچا اعیان درگاہ خلجہ استقبال کر کے نہایت اعزاز و اکرام سے اُسے شہر میں لیکے اور اُسے سلطان محمود کی ملازمت میں مشرف ہو کر ادا سے رسالت کی اور جمیع علما اور فضلاء مندو کہ دربار میں حاضر تھے اُسے تصدیق کر کے مقرر ہوئے کہ فی الواقع نقض عہد ہماری طرف سے ہوا اس صورت میں امید ہو کہ ارحم الراحمین فضل کا ماہ سے ہمیں ساتھ اس کے موافق نہ کرے اور سلطان محمود نے بھی کہا مگر از حد وہاں شیطانی کوئی امر غیر مرضی سرزد ہوا ہوا اُسے منظور نہ رکھو اور اُس کے بعد ایسا کر دو کہ ہماری اولاد اور بہمنی کی اولاد میں کوئی امر بھی خلاف شریعت اور مروت سرزد نہوے پھر شیخ احمد صدر سلطان محمد شاہ بہمنی کی سمت اور بہت العلماء و سید اسلام اللہ اور حدی سلطان محمود خلجی کی طرف سے وکیل ہوئے پھر دونوں ميثاق ہو کر اور سوگن و غلطہ ایمان کے درمیان میں لائے اور عہد نامہ علما اور مشائخ اور امر کی مہر سے مزین کر کے ہر ایک نے دو فرمان ہندی کے حاشیہ پر علی تحریر کی کہ جو شخص اس لہشتہ سے تجاوز کرے لعنت خدا اور نفرین رسول خدا میں گرفتار ہوا اور خلاصہ عہد ناموں کا یہ تھا کہ طرفین دست تعرض فاماں ملک ایک دوسرے سے کوتاہ رکھیں اور جیسا کہ عہد فرخندہ مہد سلطان احمد شاہ بہمنی میں مقرر ہوا تھا اُنہیں کے قلعہ کو صرف سلاطین خلجیہ میں چھوڑیں اور محاکمات طرف کہ کفار سے تعلق رکھتے ہیں جس شخص کو کہ حق سبحانہ تعالیٰ توفیق کرامت فرماوے بروز تیغ جہاد اپنی ولایت میں داخل کرے اُسکا وہ مالک اور مختار ہو دوسرا اسکی طمع نہ کرے اور بعد دو تین مہینے کے جب عہد نامے درست ہوئے شیخ احمد صدر نے اُن امر کو جو قلعہ کٹر میں تھے لکھا کہ حکم سلطان محمد شاہ بہمنی کہ قلعہ خالی کر کے مالوہ یون کے سپرد کریں اور جو اُن کے نام بھی فرمان صادر ہوا تھا کہ شیخ احمد صدر کی تحریر و نفرین سے خلاف نکرین اور اسکا حکم ہمارا حکم جابنیں اس واسطے اُنھوں نے قلعہ خالی کر کے سلطان محمود کے ملازموں کے تفویض کیا اور شیخ احمد صدر نے فائر المرام ہو کر دکن کی طرف معاودت کی اور پھر اس خاندان کے درمیان نثرع واقع ہوئی اور ابتدا سے طے ہو جو ہر چری میں ملک التاج محمد کاوان الما طیب بخواجه جان نہایت شوکت و جہت سے لشکر بجا پور ہمراہ لیکر اسے سنگسار کرنے کی تعذیب تادیب اور بھی قلاع کو کن کی تسخیر کو سلطان خدا شناس مطیع اسلام کے پاس سے روانہ ہوا اور لشکر خیر و جاکنہ و کلہ و دامل و جہول و بائیں وغیرہ اُس کے ہمراہ تین ہوا اور اسے کہینہ اور اسے سنگسار علی الدوام تین سو شش مسلمانوں کی قتل اور اُن کے اموال کے تلب و غارت کیواسطے دریا کے سطح آب پر طیران اور متر و رکھتے تھے اور خشکی میں بھی انواع و فساد ظہور میں لاکر مسلمانوں کو ایذا اور مفرت پہنچاتے تھے ملک التاج محمود کاوان الما طیب بخواجه جان نے فروجہ سنگر اسپین عہد و بجا کیے اور مسلمانوں کے قتل کو دخول بہت کا موجب جان کو نہایت غلظت و عجب و تکبر سے سرگھاٹ کا سدود کیا ملک التاج محمود کاوان تعجیل نکر کے گھاٹ کے نیچے کہ عبارت پشتہ زمین سے ہی مع افواج وارد ہوا اور چند سے توقف کے حسن تدبیر سے باہستگی مرو گھاٹ کو کفار ناہنجا ر کے طرف سے برآوردہ کیا جب کیا کہ سواروں کا کام نہیں کر سکتا

وہ لشکر کہ دارالسلطنت سے ہمراہ لایا تھا اسے رخصت دیکر تختگاہ کی طرف روانہ کیا اور سعید خان گیلانی کے اسکا
ہمقوم تھا مع لشکر جنیر اور اپنے غلام خوش ذہن کو لشکر وایل اور کلہر طلب کر کے اسی پر اکتفا کیا اور سپاہ ہم پہنچا کر محمود
عرصہ میں کمینہ کے جنگل کو کہ عبور اس سے دشوار تھا تہ داروں سے قطع کروایا اور اس میں آگ دیکر محاصرے میں لگ گیا اور اپنی
جھینپہ کمینہ کو محاصرہ رکھا جب موسم برشکاں آیا اور فتح میسر ہوئی سرگھاٹ کے دس ہزار سپاہ و فوجی اور کماندار کے ہر کر کے
خود آسائش خیل و چشم کیواسطے گھاٹی سے اتر کر پہاڑ گنہ کھولا پور میں چھاؤنی بنائی اور سرپٹ کی بنوائی موسم برسات
میں وہاں انتقامت کی اور قلعہ اور مٹکانوں کی جس طور سے ممکن ہو سکا چند عرصہ میں قبضہ میں لایا بعد برسات کے پھر گھاٹی
کے اوپر برآمد ہو کر اس مرتبہ بہت تدبیر و حیلہ اور زرخیز صرف کر کے قلعہ کمینہ کے کسی زمانہ میں خسروان رفیع انسان کی
کمند اس کے لشکر کے لشکر بڑی بڑی مٹی مسخر کیا اور جب موسم برسات پہنچا بطریق سال گذشتہ قلعہ اور گھاٹی پیادگان سخت جان
کے کہ کوکن کی آب و ہوا سے خوف رکھتے تھے سپرد کیا اور خود مع سواروں کے مرگھاٹ سے نیچے اتر آ اور چار مہینے بارش کے
آخر کر کے ولایت سنگیہ کی طرف متوجہ ہوا اور سہل ترین وجہ سے اس حدود کو بھی فتح کر کے ملک التاج خلع میں بھری
کا انتقام زمینداروں سے لیکر رعیت کو مطیع و منقاد کیا اور مردم معینہ سے کام آمدنی کا رجوع کیا اور خود حیدر کو وہاں
طرف جو باد مشہورہ راے بیجا نگر سے تھاروانہ ہوا اور ایک سو بیس جہاز بر جو ان ملین نصف لشکر کو سوار کے دیا
کی طرف بھیج کر خوشکی کی راستہ سے مع عساکر نصرت ماخروان پہنچا اور جنگ میں مشغول ہوا اور جب تک یہ خبر نہ پہنچا کہ
گوشت زہر ہو کر وہاں سے مدد پہنچے بوستان احمد مدد الہی نصر علی عبیدہ و آخر چندہ سے گل مراد چنے اور فتح اس جزیرے کی
بھی تمام جہان میں مشہور ہوئی اور سلطان محمد شاہ یہ خبر فرحت اثر شکر نہایت خوش ہوا اور طبل شادی بجایا اور ملک تھپا
محمود کا وان نے جزیرہ کو وہ کو امر اسے معتد صاحب شوکت کے تفویض کیا اور ذخیرہ اور سہا ب قلعہ داری کا مہیا کر کے
تین برس کے بعد دار الخلافہ احمد آباد دیکر کی طرف مراجعت کی اور سلطان محمد شاہ اسکے مکان پر رونق افروز ہوا
ایک ہفتہ وہاں بھی عیش و عشرت میں مشغول رہا اور ملک التاج محمود کا وان کے قامت قابلیت کو خلعت فاخرہ
سے زیب و زینت بخشی اور محمد و مہ جان نے بھی اس سے صیغہ اخوت پڑھ کر اسے اپنا بھائی کہا اور سلطان نے پھر
اسکے القاب میں ایزا د فرمائے اور منشیان درگاہ اور طغرائیسیان بارگاہ فرامین اور مناشیر اس عبارت سے تحریر
کرتے تھے حضرت مجلس کریم نسب عظیم ہمایون اعظم صاحب السیف و القلم مخدوم جہانیاں مستعد درگاہ شاہان مہف
جم نشان امیرالامانائب مخدوم ملک التاج محمود کا وان الما طلب خواجہ جہان اور اسی ہفتہ میں اسکے غلام
خوشقدم نام کو کہ اس پورش میں تین برس خدمات شائستہ میں اقام کیا تھا بظاہر کشتور خان سر فراز کر کے
امراے عظیم الشان میں داخل کیا اور قلعہ کو وہ اور بندہ اور کوند وال اور کولاپور کو اضافہ اسکی جاگیر قدیم میں کے
نواز شہاے موخو رہ مبذول فرمائیں منقول ہو جب سلطان محمد شاہ بعد ایک ہفتہ کے خواجہ کے مکان سے اپنے
دولت خانہ میں تشریف لایا اور خواجہ اپنی دولت سر کے حجرہ میں داخل ہوا اور دروازہ بند کر کے جامہ داسے فاخرہ میں
تبدیل کیے اور گریہ وزاری و بیقراری میں مصروف ہو کر اپنے تین زمین بر گرایا اور اس قدر تضرع و خشوع کی کہ خواجہ
شریف اسکے خاک آلود ہوئے اور جب حجرہ سے برآمد ہوا درویشانہ لباس پہنا اور جمیع علما اور فضلا و اوصیاء
احمد آباد دیکر کو جو ستھان رکھتے تھے طلب کیا اور نقد و جنس و جواہر و شمع نفیسہ سے جو کچھ اپنی ملکیت

رکھتا تھا اور اس مشہد رائے میں کہ مراد ایام تجارت و ایام امارت سے ہوا فراہم اور ماذودہ کیا تھا فیصل اور اسباب اور
کتب کے سوا سب اُن پر تقسیم کیا اور کہا اے محمد اللہ علی احسانہ کہ میں نے نفس مارہ کے ہاتھ سے رائی اور اس کے دوسرے
سے نجات پائی اور ایک عالم ملائیس الدین محمد نام کہ اعیان جرجان سے تھے اور خواجہ کی مصاحبت میں رہتے تھے انھوں
نے سوال کیا کیا میں کیا بھیج دوں کہ تو نے تمام مالوف اپنا کہ مراد مال ذبیوی سے ہوا دیون پر تقسیم کیا اور گھوڑے اور
تھی اور کتب کو نگاہ رکھا جواب دیا کہ جس وقت سلطان محمد شاہ میرے مکان میں تشریف لایا اور محمد و مہ جہان نے
مجھے بھائی کہا نفس مارہ کی سرکشی اور تنگ ظرفی سے بکا پاک بادہ نخوت کا جوش دماغ میں دفعہ ہوا خود فراموش
ہوا پھر توفیق ایزدی سے اسی محفل میں اپنی طرف مصروف ہو کر نفس کی تنبیہ و تادیب میں مشغول ہوا اور بادشاہ
کے مکالمہ سے باز آیا سلطان نے اثر تغیر کا میرے چہرہ حال سے مشاہدہ کر کے استفسار کیا کہ حال کیا ہے میں نے
عرض کیا میرے دل میں درد ہے علامت خفقان کی پاتا ہوں سلطان نے اس امر کو عوارض جسمانی پر گمان کر کے مجھے
استراحت کا حکم دیا اور خود بدولت و اقبال اپنے دو قمانہ کو تشریف فرما ہوئے اس سبب سے میں نے جمیع اسباب
تخل کو کہ عجب و خلوت کا باعث ہے اپنے پاس سے منسلوب کیا اور تمام کتابیں طالب علموں کی واسطے وقفہ میں ہی ملک میں
اور گھوڑے اور ہاتھی سلطان سے تعلق رکھتے ہیں چند روز عاریتہ میرے پاس ہیں آخر انھیں سرکار میں لیا دینگے
الغرض ملک اتحاد کا دان اس دن سے ہمیشہ لباس بے تکلفانہ پہنتا تھا جب مہمات مملکت سے فارغ ہوتا تھا اپنی
مسی اور ہر حصہ میں جاتا تھا اور فقرا اور صاحبوں سے صحبت رکھتا تھا اور نیک احوال میں مشغول ہو کر انکی غمخواری
میں تقصیر نہ کرتا تھا اور شب جمعہ اور شہما سے شہر کہ میں کہیں سے زریں رخ اور سفید ہمراہ لیکر تھا جو ان کے لباس میں تمام شہر کے
محلہ بہ محلہ بچھڑتا تھا اور بھوکوں اور عاجزوں کی اعانت کرتا تھا اور کتنا عطا عطا کرتا تھا اور عید و اعیاد کا جہ و حلال
میں مشغول رہتا تھا الغرض باوجود ایسے اخلاص و راعتفا و کے مردم فقہانہ انگیز دکن نے اس خواب کو حرام خور نہیں
منسوب کر کے مذہب شہادت میں پہنچایا اسکی تفصیل عنقریب مرقوم خانہ لطائف نگار ہوگی اور ششہ آٹھ سو چھتر ہجری میں
خبر پہنچی کہ راجہ اویا کا مرض الموت میں مبتلا ہو کر اس جہان فانی سے سفری ہوا نظم پسر خواندہ دولت زار دار
برآمد براوننگ گورننگ راجہ عمودا دہ داشت ہمہ بنام ہر داغی بود مردی تمام در میان میں لنگے رد و بدل اور
نگار ہوئی بلکہ نوبت ہتھیار کی آئی چونکہ خوانہ اور تخت راے اویا کے پسر خواندہ کے قبضہ میں تھا غالب آیا ہمہ
کو ہزیمت دے کر کوہستان اور بنگل کی طرف مفرور کیا اور پیچھے چلے بجائی راے اویا نے اس مضمون کا
بہ نصیحت سلطان محمد شاہ کو لکھا کہ راے اویا فوت ہوا اور اس کے پسر خواندہ منگل راے خود رائی سے
تحت و تاج پر مصروف ہو کر آپ کے راے اور یا کہتا دارمیدار ہوں کہ لشکر بھیج کر اس ولایت کو اس کے قبضہ سے
بر آورده کر کے غیر سنگال کے پسر دفر ماہین اور دو تنخواہ ہر سال اس قدر مال بہم پہنچ و خراج خوانہ عامرہ میں داخل
کرے گا اور سلطان محمد شاہ جو ہمیشہ سے ملک اور یا اور راجہ ندیری اور کندیری کی تحریکیں کرتا تھا یہ منصوبہ
اپنے حسب خواہ تصور کر کے ملک التاج محمود کا وان کی صلاح سے ملک حسن بھری کو جو شامان احمد نگر کا جد تھا
اور شامان ہمینہ کے غلاموں کے سلاک میں انتظم رکھتا تھا نظام الملک خطاب دے کر مع لشکر جبرار
اس طرف یقین کیا اور جب وہ راے اور یا کی سرحد پہنچا ہمہ ملک حسن نظام الملک بھری کے

استقبال کیواسطے اگر مقدمۃ الجیش ہوا اور مشکل راستے لشکر کثیر فراہم کر کے میدان کی طرف روانہ ہو گیا۔ صغیر نے راستہ
 سوچ کر جہاد ان طرفین اور مبارزان جانیں شمشیر میان سے کھینچ کر ایک میں مشغول ہوئے اور باہر کو کشتی اور کشتی فراوان
 لشکر جنود شکست کھا کر بھاگا اور پھر اسے اور باتاج و تخت بڑے لشکر سلطانی و ستیاب کے ملکات و مہر و بی بی برف
 ہوا اور انھیں دونوں میں ملک حسن نظام الملک بحری سمیری اور پیر اسی سے ملکات و جہندی و اوکندیزی کی
 طرف روانہ ہوا اور بروایت صحیح دونوں ملکات کو مسخ اور فتوح کیا ملک بحری قبضہ میں آیا اور سلطان محمد شاہ
 کے حکم کے موافق ملک مفتوحہ کو امراء صاحب اعتبار کے سپرد کر کے پھر کو اس کے مقرر کی طرف روانہ کیا اور خود مع
 غنیمت وافر اور پیشکش لائق و حکماء سلطان کی ملازمت سے مشرف ہوا اور پھر خود و مہر و بی بی کی تعداد آصفیہ مان
 کی پھر ویش سے خلعت خاص سے سرخانا و لشکر ملک کی سرداری سے ممتاز ہوا کسواسطے کہ شاہان
 بہمنی کا مات تھا کہ طرفداران اربعہ کے سوا کسی کو خلعت خاص سے سرفراز نہ فرماتے تھے اور انھیں سنو ات بن
 فتح احمد عباد الملک کہ شاہان عباد شاہیہ کا جد تھا اور خاندان ترک کے تمام متوسلون سے عقل و فہم تھا خواجہ کے
 التفات سے لشکر برار کی انفرسی پاکر مغز اور مکر م ہوا اور بعد دو مہینے کے یوسف عادل خان سوانی بھی کہ خواجہ
 اسے اپنے فرزندوں سے شمار کرتا تھا بہ خلعت سپاہی داری دولت آباد کہ اس خاندان میں اس سے عمدہ ترکوئی
 خدمت دہی مشرف ہوا اور دریا خان اور اکثر غلامانی ترک کہ مسند امارت پر تھیں تھے اس کے مانع ہوئے جاگیر اکی
 اس طرف قرار پائی اور قلم بیگ ولد قاسم بیگ صف شکن اور شاہ قلی سلطان اور دوسرے امراء مغل کہ خیر
 اور جاکنہ میں جاگیر دار تھے وہ بھی یوسف عادل خان کے توازن میں ہو کر غلبہ کی غنایت کے سبب تمام طرفداران
 سے قوی تر ہوئے اور سلطان محمد شاہ نے جب اسے قابل التفات اور شاہستہ عنایات دیکھا اور دعایات گوئیوں
 کر کے دوسروں سے امتیاز بخشا اور قلعہ دیرہ کمرہ کی تسمیہ اور قلعہ انتون کے اتھلاص کیواسطے کہ لودھون کے
 عہد میں ایک مہلہ کے نصف میں درآسے تھے اور وہ جادہ اطاعت میں قدم نہ دھرتا تھا بھیجا اور
 یوسف عادل خان جب دولت باد میں پہنچا تو قاسم بیگ صف شکن کو قلعہ انتون کے محاصرہ کیواسطے مقرر کر کے دریا خان اپنے
 منہ بولے بھائی کو دیرہ کر کے طرف بھیجا اور جوہند و قلعہ انتون میں تھا جنگ و نزاع سے امان طلب کر کے قلعہ
 قاسم بیگ صف شکن کے سپرد کیا اور راجدیرہ کو وہ نے موسوم جنگی اسے ہا ہوا دیکھے کہ تاریخ چھ مہینے علم و فہم بند
 کے جنگ لڑنے مروانہ کی تھیں انار صف اپنے نامیہ حال سے مشاہدہ کر کے ایچی یوسف عادل خان کے پاس
 بھیج کر یہ پیغام دیا کہ اگر آپ میرا گناہ معاف فرما کر جان کی امان دیں تو جو کچھ کہ میں اپنے قبضہ میں رکھا ہوں پیشکش
 کر کے مع اہل و عیال مریدہ قلعہ سے نکل جاؤں نظم بزنار خواہی کشادہ زبان و رسوے فرستاد بر مر زبان و کہا
 بند گانیم و فرماں ترست و چہ عائد ہر پیر چون جان ترست و یوسف عادل خان نے شرط مذکور امان دیکر دیا
 اپنے منہ بولے بھائی کو حکم کیا کہ اہل قلعہ کی جان و عرض تمام اس سے مزاحمت نہ پہنچا کر کہ انھیں مطلق العنان بن
 کہ وہاں جاہلین و جاہلین و باخاں و اور غنیمت کی اعطاعت کہ کے مع لشکر خود سوار ہو کر ظاہر قلعہ میں پیادہ ہوا اور
 ہر حکم کیا کہ جنگی اسے باہل و عیال و حصا سے جو یہ مشکل جلا سے اور وہ بیچارہ اپنے باپ و لکا وطن مع خزانہ
 مروانی باور و کشتی چھوڑ کر باہر نکل گیا اور یوسف عادل خان نے یہ دیکھ کر بہت تاخت و تار پہنچا تھا طعن

داخل ہوا اور قرآن اور فائن اور تحفہ نفیسہ پر مشغول ہوا اور اس ولایت کے زمیندار اور حقداروں پر ستمی اعمال اور
توازش فرما کر قلعہ لائچی کی طرف متوجہ ہوا اور وہاں کے رائے زادہ نے بھی کہ اسکا باپ ایسی عرصت میں فوت ہوا تھا جو کہ
جان کی امان جابی اور قلعہ مع لوازم خدمت اس کے سپرد کر کے نکل گیا یوسف عادل خان نے اس لڑکے کو اپنے پاس لے کر
سیرکار کیا اور رائے زادہ کو امراتے شاہی کی سلاکت میں غم گہر کے وہ قلعہ مع ولایت سکی جاگیر میں مقرر کیا اور خود
سالانہ خانداندارانہ اخراجات ادا کر کے طرف رہا ہی ہوا اور اس قدر باحتی اور گھوڑے اور زرد نقد و جواہر اور بھی سپاہ
نفیسہ بادشاہ کے پیشکش کیا کہ راجہ جی دسی اور گندہیز کے غنائم اس کے مقابل ایک حقیر خیر بھی اس واسطے بادشاہ نے اسے
انواع لطف و عنایت سے توازش فرما کر یہ ارشاد کیا کہ جو شخص خواجہ کے مانند پدید آئے ہو تو میں اس سے ایسی خدمت و اخ
ہونگی پھر حکم کیا کہ خواجہ یوسف عادل خان کو اپنے مکان پر لے جا کر ایک ہفتہ ضیافت کرے کوئی دقیقہ فراموش نہ کرے
اور تنکھات رسمہ اور عرفیہ میں بدرجہ نہایت کوشش کرے خواجہ زمین نہایت کولب ادب سے بوسہ دے کر عرض کیا
ہو کہ یہ امر سلطان کے بدوئی رونق افزا ہوئے بعینہ صورت پذیر ہو گا بادشاہ نے اس کا مقصد اور مطلب سمجھ کر فرمایا
کہ ضیافت مشترک کچھ مزہ اور لطف نہیں کھتی اول ایک ہفتہ یوسف عادل خان کی ضیافت میں ہر گرم ہوا اس کے بعد ہر گرم
مہمانی کے لوازم بحال دے خواجہ سر تقیاد زمین خلاص پر رہ کر یوسف عادل خان کو اپنے مکان پر لے گیا اور وہاں
ہفتہ سکی ضیافت میں مشغول ہوا اور دنیا داروں کی تمام دشمنیوں پر چوچائیں پیر خواجہ اتفاق یوسف عادل خان
شاہی مہمانی کا سامان درست کرنے لگا اور مکان نکار خانہ چین کچھ آہستہ کیا اور آٹھویں جن فجر کے وقت
سلطان محمد شاہ ہمیں خورشید انور کے مانند سائے التفات خواجہ کے سر پر ڈال کر اس مکان میں نشان دینے لگا
ہوا فیض قدم شامانہ اور عاتق خستہ خوان سے اسے سعادت دار پر جا صل ہوئی امر اسے نامدار سپہ سالار اپنے
اپنے مرتبہ کے موافق بادشاہ کے گرد بیٹھے مجلس فریاد آہستہ ہوئی یوسف عادل خان ہمکا سہ ہوا ساقیان سینہ ساق
عشوہ و کرشمہ میں طاق جام ندرین طرحی بلورین و دست نشا جس سے مست حاضر ہوئے و درساغر مثل سیخ
اخضر چلنے لگا نشا اور سرور سے ہر ایک مجسم مجسم کو نگاہیں ملنے لگا علاوہ اسکے خواجہ نے اور بھی تنکھات برہنہ
کوشش کی یعنی تحفہ و ہدایا ہفتہ فلیم کا اس قدر سلطان کے ملاحظہ میں لایا کہ ناظرین دکن اس کے مشاہدہ سے سحر
ہوئے از اجملہ پچاس طبق طلا مع سر پوش شہاے مرصع تھے اور ہر ایک طباق ایسا وسیع تھا کہ آئین برہہ گوسفند
بریان بخوری سماتا تھا اور سونو غلام چرکس اور حبشی اور دکنی کہ بچپن اکثر خواندہ اور سازندہ اور صاحب حیثیت تھے
اور ایک سو گھوڑے عراقی اور عربی اور ترکی مع ایک سو تھن اور کاسے نفیوری جواہر دشاہیوں کی سرکار میں ہم نہیں
ہو بچتے تھے مع تفصیل نقد و جس جو کچھ اس کی سرکار میں تھا بادشاہ کی نظر سے گذرا ہر جمع شانہ ادون اور امر اور
ارکان دولت کو بھی تحفہ ہائے لائق دے کر بادشاہ سے معروض کیا کہ یہ تمام دولت و حشمت شاہ کی دولت سے
بہم پہنچی جو حضرت اسکے مالک و خزانہ میں جیسا کہ شاد ہوا اسکے سپرد کر دیا بادشاہ اسکے خزانہ و اقتدار اور اخلاص سے نہایت
مخلوط ہوا اور یہ فرمایا ہم نے سب کو قبول کیا اور پھر تجھے بخشا پھر خواجہ کا حسن اعتبار اور یوسف عادل خان کا افتخار
اسد رجا علی کو ہونچا کہ دو خون سوا مثال و اقراں ہر سے اور دکنی دیو صف دیو دیو سیت مثل مار دم بیدہ و دوسر کو فتنہ
برخورد میدہ ہوئے اور شیکا عنا و کا کر ہا ہوا اوستا کسکستہ ہری میں بہ کفیلہ کے قلعہ ملوان لایا جسے فراموش نہ کیا گیا

تحریک سے عازم قنبر خیرہ کو وہ ہوا اور قلعہ نیکا پور بھی اسی راہ سے کے موافق لشکر مورخ سے زیادہ تر ہمارا
 لیکر اس نبرد کی طرف متوجہ ہو کر سنگ راہ ہوا اور دخل و خروج کا راستہ مسدود کیا سلطان محمد شاہ پختون پور پریشان
 ہوا اور طیش میں آکر افسران سپاہ کے احضار کا حکم دیا بہت سرائے خواجہ زرافد و ہر ہر آراستہ لشکر لہان
 سپہ پور سلطان خدا شناس مطیع اسلام کے پاس سپہ لگنان اور لشکار کتان اسکی گوشمالی کو ملک لکھن پور روانہ ہوا
 جو مقابلہ اور مقاتلہ کی طاقت نہ رکھتا تھا شاہ کی خبر غریمت شکر قلعہ بنے ہوا اور نشان ملاحہ کا بلند کیا اور ایک قلعہ بنا
 سنگیوں اور استحکام اور کچھ دھڑ سے اس کے گرد اگر خندق پر آب تھے اور دیوارین مقابل ایک دوسرے کے کھینچ کر
 لایں ایسی حکم کی تحسین کہ پرنڈہ پرنسین مار سکتا تھا انسان کا با آسانی گزر محال تھا سلطان محمد شاہ وہاں پہونچا
 اور قلعہ کو محاصرہ کیا اور اسے کتیدہ و راند لیشی اور بال مینی سے آصف ہم نشان اور بھی مقربوں کے پاس لایو بھیج کر ان
 خواہ ہوا نظم و اندیش ترسیدان داوری و پند پر حیرت از خود یاوری بدشاہ نگہ جاسان شاہ جہان بہ تلبیس میں مست
 اندھان و بکفنا کہ سن بندہ پر گناہ و ہڈیم ہر گاہ چون عذر خواہ و خواجہ اور دوسرے مقربوں نے راسے ملکوان کی
 عذر خواہی اور امان طلبی اسکی سے مبارک میں پہونچائی اور سلطان محمد شاہ نے اسطرح کے راجاؤں کے اظہار قدرت اور
 عبرت کی واسطے یہ امر قبول فرمایا اور چالاک اس قلعہ کو بھروتر مسخر کر دیں پھر لشکر بازوں کو اپنے رو بہو طلب کر کے اسے
 یہ فرمایا کہ تم اپنی سلامتی چاہتے ہو تو تحسین لازم ہے کہ دو ہفتہ میں اس قلعہ کے بیچ اور دیواروں کو سنگ و پتھر
 اور اگر بہادر و دہون کے جانے کا راستہ پیدا کرو اور خواجہ کو یہ تاکید کی کہ خندق کو خاک پر کر کے باٹنا تجھے قلعہ تھکایا اور
 جس روز کابل ہنسی سے گوہ انداز دیوار قلعہ کی توپ و فیر بزدن سے گردا دیں چاہیے کہ خندق پٹ جاوے تو لشکر بغیر
 تمام اس سے عبور کر کے خنہ سے قلعہ میں در آویں خواجہ ہر چند دن کو چوب و سنگ و خاک خندق میں گرتا تھا مردم
 حصاری رات کو برآوردہ کر کے خندق پرستور اول صاف کرتے تھے اس واسطے خواجہ نے سارا داخل اور محل کچھوٹے
 ایک دیوار کھینچ کر آسمین عمارت تعمیر کر کے مورچے سمت کیے اور دم مار و رنقب کی تیاری کے واسطے کہ اس زمانہ میں دن
 میں اسکا چرچا نہ تھا حکم کیا اور ہنرمندان اپنے کام میں مشغول ہوئے اور برکتیہ خندق پر آب کے باعث پہونچا رنقب
 کا بیج اور قلعہ کے نیچے دشوار سمجھ کر باطنیان تمام مقیم تھا کہ ناگاہ رنقب زنون نے رنقب کا خواجہ یوسف عادل خان اور
 فتح اللہ عادل الملک کے مورچے سے قلعہ کے نیچے پہونچا کر باروت سے پر کیا اور ایک بارگی آگ دے کر قلعہ میں شعلے
 ڈالے اور اسے برکتیہ کی فوج زنون پران کر جنگ پر آمادہ ہوئی کچھ دیر تک دار و گیر کی صدا بلند رہی اور دو ہزار
 آدمی تختیا سلطان کی طرف کے مارے گئے اور قریب تھا کہ زنون کو جسیر دم قلعہ کا تصرف تھا سنگ و چوب مسدود
 کرین ناگاہ سلطان محمد شاہ خود بنفس نفیس تیغ بندہ کی حامل کر کے سوار ہو کر تاخت لایا اور خندق سے کہ جسے
 خاک سے باٹا تھا عبور کر کے زنون کو مردم قلعہ کے تصرف سے برآوردہ کیا اور قلعہ اول پر متصرف ہو کر حصار تانی کے
 لین میں مشغول ہوا اور اسے برکتیہ کے شاہ کی جرأت دیکھ کر ہوش و حواس باختہ ہوئے بید کی طرح کاٹنے لگا آخر کو
 راسے نہ کھنڈنے یہ مدبر کی کہ لباس بدل کر عینہ نامہ برکی صورت عیان کر قلعہ سے برآمد ہوا اور سلطان محمد شاہ کے
 مورخ میں جا کر یہ اظہار کیا کہ اسے پرکتیہ نے سلطان کی خدمت میں بھیجا ہے اور پیغام زیبانی میرے عرض کیا ہے مقربوں نے
 پختون پور مبارک میں پہونچائی کہ تیرے ہاتھ کی اجازت پائی اول زمین خنہ کو لایا ہے دوسرا پتھر گری کر دیں رال کے

دست بستہ عرض بردار ہوا کہ اسے پرکھتے یہ خاکسار ہو بندہ زادوں کو بیکار خاک پوسی کو حاضر ہوا ہر جرم بخشی ہو گونہ غنی
کا اخیار شاہ کو ہر سلطان محمد شاہ کو اسکی عافری اور فروتنی پر رحم آیا جان کی امان دی اور بعضی کتب میں سلطان
کہ ملے پرکھتے نے جب دیکھا کہ حصار اول مفتوح ہو گیا اور سلطان اعیان سلطنت کے ذریعہ سے میرا گناہ نہیں معافی کر لے
تین بیچ کی ایک کڑی میں باندھ کر گرہ وزاری کرنے لگا اور جان کی امان چاہی شاہ نے اسکا حال بالاحتلال نظر زیر
مشاہدہ فرمایا جان کی امان دے کر سبک امر میں مضطرب کیا اور اسکی تعظیم و ذکر ہم میں کو بخشش کرنا تھا اور اسی میں
سلطان محمد شاہ سوار ہو کر قطعہ میں داخل ہوا اور ٹکراتی بجایا بالاور پناہ لشکری لے گیا اور قطعہ ملکوں کو مع مضامات
خواجہ کے شامل محال کہے اپنی دامالکاف کہ طوف مرا جت فرمائی اور اسی عرصہ میں اسکی والدہ محترمہ جہان کہ اس وقت
میں ہزارہ تھی اور کار بار شاہی اس سے رونق عام رکھتا تھا فوت ہوئی اور سلطان نے اسکا جنازہ دار السلطنت
احمد آباد بیدین بھیجا اور جب لشکر طغر بیکر بجا پور میں پہونچا حسب التماس خواجہ کہ وہ شہر اسکی جاگیر میں تھا کلفت رفع
ہونیکے واسطے وہاں مقام کے غرض و غشت میں مشغول ہوا اور خواجہ اقسام ضیافت و مہمانی کہ مراد شرب و کباب
رفع سرودا و تحفہ تحفہ کھانے سے سب سامان مہیا کہ شرط عمان نوازی بجالایا اور سلطان کو بجا پور کی ہوا پس
آئی اکثر کالاپاٹ میں جو خواجہ کے متی ثبات سے تھا اوقات معلوم بادشاہی کے منہ پیام میں صرف کرتا تھا اور یہ ارادہ تھا کہ
موسم برسات وہاں بسیر کر کے احمد آباد بیدین کی طرف روانہ ہو کہ قضا را اس سال تمام دکن و پور بجا پور میں بامساک
باران ہوا اور تالاب اور کنوئین بجا پور کے خشک ہوئے اس سبب سے سلطان نے لا علاج ہو کر آب کو دار الحلافت
احمد آباد بیدین پہونچا یا اور وہ قطعہ قطعہ بجا پور مغربہ ہوا منقول ہو کہ دوسرے سال بھی بانی نہ برسا اور قصبہ شہر اور موضع
میں اثر آبادی کا نہ رہا اکثر آدمی مر گئے اور جو زندہ رہے ولایت مالوہ اور گجرات اور جاگیر میں پناہ لیکے اور تلنگ اور
مالوہ اور مرہٹ بلکہ جمیع قلم و بھینہ میں دو برس تک زمین تھریزی سے افتادہ رہی اور تیسرے برس سیم غیاثی اپنی
پلی اور بارانی ہوا لیکن کوئی باقی تھا کہ کشت و کار میں مشغول ہووے نظم از ان ہی جہان را بگردید حال یہ کہ قطعہ مالوہ
باران دو سال ہر آمدیکے دے وہوے زوہرہ زمر دم تہی ماند بازار و شہرہ او برین نامہ میں مسطور ہو کہ جب آدمی
قطعہ ووجا کے بعد آئے اثر آبادی کا دکن میں ظاہر ہوا خیر سوچتی کہ اہل قطعہ کندیز نے اپنے حاکم کو ظالم اور فاسق تھا
اور آدمیوں کے مال اور آبرو و برتری کا ارادہ رکھتا تھا قتل کر کے نشان مخالفت بلند کیا جو اور قطعہ مہر اور یا کے تعظیم
میں جو سلطان کا دست گرفتہ ہو چھوڑا اور مہر اور یا نے آدمی معتبر رہے اوڈیسہ کے پاس پیکر پیغام کیا کہ جو ہمیشہ
مملکت تلنگ کے استرلا کی فکر میں رہتے ہو اور چاہتے ہو کہ ملک موٹی وارتان ولایت کے تصرف میں آوے اب
فرصت اور موقع ہو بندہ نوازی اور حق ہمسائی ادا کر کے اس طرف ہنفت فرمائے کہ واسطے کہ دکن میں دور رس کے
قطعہ کے سبب لشکر باقی میں ہر مملکت تلنگ کو سبب ملترین وجہ لیکر اس شخص کے سپرد کیجئے اور حق السعی میں ملکہ خیر
اور دیگر مضامات تہہ برائے متصرف ہو جیسے رے اوڈیسہ نے فریب کھا کر پاؤں اپنی حد سے آگے بڑھا یا نہ پور سوار اور
سات آٹھ ہزار سپاہ جمع کیے اور جاگیر کے راجاؤں کو بھی بطور کمک ہمراہ لیکر مملکت تلنگ میں در آیا اور نظام الملک
بحری حاکم راجستھا اس جماعت کے مقابلہ کی تاب نہ لایا مالوہ بندہ ہوا اور عہدداشت مشرکیت اور چگونگی حالت
درگاہ میں ہر سال کی اور سلطان محمد شاہ خواجہ کی تجویز اور پیرایہ کے غرض اپنی ذراست سے

اس سفر کا مقصدی اور عازم و جازم ہو کر خزانہ کا دروازہ کھولا اور خواہ ایک سال کی خیل و شتم کو دیکر سب سے متعجب
 اس طرف نصرت فرمائی بہت تہن بشوریدان آگئی و بھینا ندویم شاہنشاہی اور حب راجہ مندری کے اطراف
 میں پہنچا مخالفون نے آپس میں مشورہ کیا جنگ میں صلاح دیکھی ہیر اور باقلعہ کندیز میں داخل ہو کر حصار ہی ہوا اور
 راسے اوڈیسہ اب راجہ مندری سے عبور کر کے اپنی ولایت کی طرف راہی ہوا اور دریا کے کنارے سے فوج استقامت کیا
 سلطان محمد شاہ راجہ مندری میں پہنچا اور نظام الملک بادشاہ کی ملازمت میں حاضر ہوا اور جو کہ کشتی اور پٹیلی راسے اوڈیسہ
 تصرف میں تھی اور ان دنوں میں دریا طغیانی پر تھا سلطان محمد شاہ نے پانی کے کنارے خیمے اور گاہ برپا کیے اور دیکھا
 جلدی عبور نہ کر سکا اسکے بعد عبور کے سامان میں ہو کر چاہتا تھا کہ کشتی اور سب سے عبور کرے راسے اوڈیسہ کوچ کر کے
 اپنی دارالملک میں گیا اور سلطان محمد شاہ جو اسکے اوضاع اور اطوار سے نہایت آزدہ تھا شاہزادہ محمود خان کو مع خواجہ
 راجہ مندری میں چھوڑ کر خود میں ہیرا سوار جو نامدار اور خبر گذار تھے اس کو فرار کفر کی تادیب اور گوشمالی کو آخرت میں ٹھہرا
 بیاسی ہجری میں اب سے عبور کر کے دارالملک اوڈیسہ میں گیا اور کفار کے قتل و غارت اور خرابی مملکت میں کوئی دقیقہ
 فرو گذاشت نہ کیا اور جو کہ راسے اوڈیسہ اپنی ولایت خالی کر کے ولایت دور دراز میں بھاگ گیا تھا سلطان محمد شاہ
 نے باطنیان تمام اس ملک میں چھ مہینے توقف کیا اور رعایا وغیرہ سے بقدر امکان باسماات و عقوبت و زخیر تحصیل کیا
 اور سلطان چاہتا تھا کہ شاہزادہ اور خواجہ کو طلب کر کے وہ حدود کے سپرد کرے راسے اوڈیسہ نے یہ خبر سن کر کچھ ہنسا
 با تحفہ ہدایا اور فیصل بسیار شاہ کی خدمت میں بھیج کر دروازے معذرت کے مفتوح کر کے یہ پیغام دیا کہ میں عہد اوڈ
 کرتا ہوں کہ دوبارہ زمینداران تلنگ کی امداد اور کمک نہ کروں گا اور سلطان کے جادہ موافقت اور متابعت سے
 کبھی انحراف نہ کر کے ہمیشہ مطیع و فرمانبردار رہوں گا سلطان نے فرمایا کہ راسے اوڈیسہ ان مضمون کے علاوہ کچھ نہیں کہتی
 اور اپنے باپ کے فیل خانہ خاص سے اگر بھیجے تو اتنا اس کی قبول فرماؤں اور راسے اگرچہ ان فیلیوں کو اپنی جان سے
 عزیز تر رکھتا تھا لیکن مجبور اور ناچار ہو کر انھیں بھی باجھول طلسم محل و زلف و سقرات اور مع زنجیر ہائے طلا و نقرہ
 ارسال کیے اور سلطان محمد شاہ نے عازم مراجعت ہو کر کوچ کیا اور اٹھارے ماہ میں شکار میں مشغول ہوا اور اس اطراف میں
 ایک قلعہ کوہ پر اسے نظر پڑا اور ایک جماعت بہادران اپنے ہمراہ لیکر اس قلعہ کی سیر کو تشریف لے گیا اور اس جماعت
 سے جو دان متعین تھی پوچھا کہ یہ قلعہ ہیرا سے تعلق رکھتا ہے یا نہیں مردم اوڈیسہ نے جواب دیا کہ یہ قلعہ راسے اوڈیسہ
 کا ہے اور کسی کو یا رانہیں کہ بنظر تصرف اس پر نگاہ کرے سلطان محمد شاہ طیش میں آیا اور اس ہار کے دامن میں نزول فرمایا
 دوسرے دن جب جو رشید عالم افروز تاملان ہو کر سردیچہ زمردی سے بر لایا جنگ پر آمادہ ہو کر اس حصار کی طرف
 متوجہ ہوا نظم جو گویم کہ ان قلعہ در بر تری و کند بان فلک دعوتے تیری ہر زموزونی قد و بالائے اوہ زدے تیر
 صد ہوسہ برپائے اوہ اور ایک جماعت قلعہ سے برآمد ہو کر عافیت کے واسطے آگے بڑھی اور اکثر انہیں کے
 غازیان اسلام سے مارے گئے اور نقد حیات گرم سے کھو بیٹھے راجہ اوڈیسہ نے اس حال سے مطلع ہو کر کچھ
 سلطان کی خدمت میں بھیجے اور یہ گزارش کی کہ یہ جماعت صحرائی ہو انکی بے ادبی اس ملوخواہ کے سبب معاف
 فرماؤں اور بلتقد فرمائیں کہ یہ قلعہ مفتوح کر کے اپنے ایک سپاہی کے سپرد کیا سلطان کو اس کا حسن پیام پسند آیا پھر ڈیرہ میں
 قلعہ کو محاصرہ کر کے وہاں سے کوچ کیا اور کندیز کی طرف عنان غریت منتقل کر کے اسے محاصرہ کیا ہیرا اور

بھی بائج چھ جینے میں عاجز ہوا اور حالت فطرار میں ایک جماعت کو درمیان ڈاکر مشقت تمام امان طلب کی اور
شہر ملازان درگاہ کے سپرد کیا اور سلطان نے سوار ہو کر تمام شہر و قلعہ کی سیر کی و مان ایک بڑا تختہ تھا اسے مسما اور
خواب کے چند نفر برابر ہمہ اور خادمان بتجانہ کی بہ نیت جہاد و قصد ثواب گردن ماری اور حکم دیا کہ اس مقام میں مستحضر
کرین اور معاملہ میں نے اسی دن نبی و مسجد ڈال کر عمارت بنانی شروع کی اور سلطان محمد شاہ نے ایک ہنر چلی تیار کر کے بہر
جا کیا باگ محمدی کمی اور دور کثرت نماز پڑھ کر شکر بجا لایا اور زکریا مستحقین کو دیکر خطیب کو اشارہ کیا کہ خطبہ میرزا م پڑھے خواجہ
نے اس وقت یہ عرض کی کہ بادشاہ نے جو بقصد غزوات تھے بہمن کو مقتول کیا ہو مناسب یہ ہو کہ آنحضرت کو اسکے بعد غازی
کسین سلطان نے یہ امر قبول کیا اور خطیب نے لفظ غازی اسکے القاب میں اضافہ کی القصہ محمد شاہ پہلا وہ شخص تھا مان بہمنہ
سے ہو کہ جینے اپنے ماتھے سے بہمن قتل کیے کسوا سٹے کشا مان ماضیہ بہمنہ نے اس مدت میں بہمن کے قتل کا حکم بہت کم کیا ہو
چہ جائیکہ انکی اپنے ماتھے سے گردن مارین اور بہمنوں کا عقیدہ فاساد یہ ہو کہ بہمن کشی انکو مبارک ہوئی خلل انکی مملکت
میں ظاہر ہوا انکے بعد سلطان محمد شاہ نے خواجہ کے التماس کے موافق تین برس راجہ مندری اور اس حدود میں بیٹھا
کر کے سرحدوں کو مضبوط کیا اور بہت زمین داروں کو زبرد کر کے تلنگ کا بخوبی تمام انتظام کیا پھر ولایت نرسنگھ
کے شیخ کی فکر میں پڑا اور خواجہ سے استفسار کیا کہ ایسا شخص جو راجہ مندری اور تمام بلاد اور اس مملکت کے سب قلعوں
بندوبست بخوبی کر سکے کون ہو خواجہ نے جواب دیا کہ ملک حسن نظام الملک بھری کے سوا کوئی اس کام کے سرادار نہیں ہو
یہ امر سلطان کی رائے کے موافق ہوا اس واسطے بدستور سابق فرمان طرف راجہ مندری اور کنڈیز اور بہت ممالک کا اسکے نام لکھا
اور حکومت و زنگل اور باقی ممالک تلنگ اعظم خان بن سکندر خان بن جلال خان کے تفویض فرمائی اور جو ولایت نرسنگھ کی
عنایت کر کے سوار ہوا اور ملک حسن نظام الملک بھری اعظم خان کی ولایت تلنگ میں شریک ہونے سے آزر و خاطر ہوا اور
سلطان سے عرض کیا کہ میں انتظام اس حدود کا اپنے ایک فرزند سے رجوع کرنا ہوں اور جو کہ میں مدد سے اس عہد تک
حضرت کی خدمت میں حاضر رہا ہوں رکاب ظفر انتساب سے دوری گوارا نہیں ہو سلطان محمد شاہ نے فرمایا کہ ہمارا مقصد اس
حدود کے ضبط سے ہو بہر نوع کہ مہر ہو کہتے ہیں سلطان جو خواجہ نظام الملک بھری کو صاحب اعینہ بھتا تھا اور اسکے بیٹے ملک احمد کو
کہ ایک حم سرا کی عورت کے بطن سے تھا اور باپ سے سرشیر تر اور شجاع تر تھا نہیں چاہتا تھا کہ دونوں ایک طرف کے جاگڑا ہوں
اس واسطے کہ سنوات سابق میں جنہوں نے کہ ملک حسن نظام الملک بھری کو راجہ مندری کی سید لاری بر مقرر کرتے تھے ملک
احمد کو سلطان سے انکر خداوند خان حبشی کی توالی کر کے منصب سہ صدی دے کر جاگیر اسکی ماہور میں مقرر کی تھی اور
ملک نظام الملک بھری اس امر سے بھی آزر و خاطر رہتا تھا التماس کی کہ ملک احمد کو اپنے توالی میں منسلک کر کے جاگیر اسکو
تلنگ میں عنایت فرماوین سلطان نے اسکی عرض پذیر کیا اور خواجہ کو پروا لگی دی اور خواجہ جو علاج تھا فرمان طلب
اسکے نام صادر فرمایا اور ملک احمد کے بہ سرعت تمام راجہ مندری کی جاگیر منزل سے اردوے شاہی میں ہو چکر منصب شہزادی پایا اور
باکسٹیف سے راجہ مندری کی حکومت بر روانہ ہوا اور سلطان محمد شاہ نرسنگھ کی شیخ میں ساعی ہو کر اس طرف متوجہ ہوا اور یہ
نرسنگھ ایک راجہ قوی کیلئے اور عظیم الجثہ تھا اور کثرت مال اور وفور احوال میں موصوف اور ولایت کرنا ملک تلنگ کے
درمیان مقام رکھتا تھا اور سوا اہل اس طرف کے دریا کی مچھلی میں تک اسکے تحت حکومت تھے اور اس عہد میں قابو پا کر
بہت ممالک راہے ہوا گار سے بزرگ شیر لہنے ممالک میں شامل کیے تھے اور قلعہ سنگین اور سخت کم ہم ہونچا کر اکثر اوقات زمینداروں

کو جنگ پر مستعد اور آمادہ کر کے اور خود انکا مددگار ہو کر شاہان ہند کی سرحدیں شور و غوغا پر کرتا تھا اور اسی سے
جو اسکا مقابلہ کر سکتے تھے ہمیشہ اسکی شکایت درگاہ میں تحریر کرتے تھے اور سلطان محمد شاہ نے اثنائے طے
سافہ میں ایک قلعہ بالائے کوہ اجاڑا اور خراب دیکھا جب دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ بادشاہان دہلی کے
آثار سے تھا کہ اس حدود کے انتظام کے واسطے تیار کیا تھا سلطان نے وہاں مقام کر کے فرمایا کہ معمار جلد
اسکی تعمیر میں مشغول ہوں اور اہتمام اسکا خواجہ سے رجوع ہوا اُس نے سعی بلیغ کر کے وہ کام کہ دو برس کے
عرصہ میں انجام ہو چھ مہینے میں تمام کیا اور غلہ اور اذوقہ اور توپ اور ضرب زن اور جمیع آلات قلعہ داری مہیا
کر کے مردم معتبر کے سپرد کیا اور سلطان کو اس قلعہ میں لیجا کر تمام چیزیں اور سامان جو موجود کیا تھا ملاحظہ کرایا
سلطان نے تحسین افزین فرما کر ارشاد کیا حق سبحانہ تعالیٰ کا ہمہ پڑا فضل کرم جو ایک شاہی اور ریاست خلق اور
دوسرے ملازم تجھسا خواجہ یہ لکھن پشاک خاص جو زیب بدن تھی اُنار کر خواجہ کو پہنائی اور جو لباس کہ خواجہ
پہنے تھا وہ بر آوردہ کر کے آپ پہنا اور آج تک کسی کتاب میں نظر نہیں آیا کہ کسی بادشاہ نے نوکر سے ایسا
سلوک کیا ہو لیکن جو مرتبہ اسکا کمال تھا اور کمال علامت زوال ہوا اثر اسکا جیسا کہ مذکور ہوگا انھیں دلوں
میں ظہور پاکہ دوسروں کی عبرت کا سبب ہوا الغرض سلطان محمد شاہ نے بعد تیاری قلعہ دو تین ہزار سوار ایک
آرمی معتبر کی سرداری میں محافظت کی واسطے وہاں چھوڑا اور سطین ہو کر آگے بڑھا اور جس مقام میں پہنچا تھا
لوازم قتل و غارت بجا لاکر ہلاکی اس طرف کے باشندوں سے بر لاتا تھا اور جب کوند پور میں پہنچا ایک جماعت ہانک
ستون نے معروض کیا کہ یہاں سے دس منزل پر ایک تھانہ ہے کہ کچھ نام رکھتا ہے اور درود دیوار اور وقف اسکی زیور
جو ہر سے آراستہ در بلالی و گوہر نفیسہ سے پرستہ اور آج تک کسی شاہان اسلام نے اسکو نہیں دیکھا بلکہ نام بھی اسکا
سنا سلطان محمد شاہ نے چھ ہزار سوار خجہ گذار لشکر سے جدا کر کے بطور ایماخار اس طرف متوجہ ہوا اور شاہنژادہ محمود خان
اور خواجہ کو حکم کیا کہ کوند پور پہلی میں رہیں اور موضعین کا اتفاق ہے کہ سلطان محمد شاہ نے ایسا گھوڑا سرپٹ دوڑایا
کہ چالیس سوار سے زیادہ اسکی ہمراہی نہ کر سکے اور یوسف عادل خان اور ملک حسن نظام الملک بھری اور تغر خان ترک
انرا بھلے تھے اور جب حوالی تھانہ میں پہنچا چند ہندو عفریت منظر برآہ ہوئے اس درمیان سے ایک ہندو سیاہ فام
دیو نژاد ایک گھوڑے قوی سیل پر سوار ہوا اور شمشیر آبدار ہندی ہاتھ میں لے کر ایک لحظہ میں زمین ہتادہ ہو کر نگاہ تیز
سے دیکھا کہ محمد شاہ کے مانند ایک سوار میدان میں ہے اسکی طرف متوجہ ہو کر گھوڑے کو جولا کیا اور سر پر سپر بھجک تار کا
ایک فارس سلطان پر کیا محمد شاہ فازی نے ادھم باد پیا کو چمک کے کس کس جیتی اور جالاک سے اس کے وار کو روک کر کے پٹا
اسیر وار کیا مگر او بھجک پراہند و پھر سلطان کے مقابل آیا اور خیش کو ٹھہرا کر چاٹا کہ دست بردی کرے محمد شاہ نے تلوار
برق کی طرح چمک کے ایسے ضرب اس خود سر کے فرق پر لگائی کہ اُس نے خیار کی طرح دو نیم کر کے خانہ زین پر اتر آئی
سیت و ونیمہ بگوش بیک زخم تیرہ برآورد از ہندوان رستخیز اس درمیان میں ایک اور ہندو کلا بھجکا عیب تر مقابل
آیا اور جو ہر ایک جوان اُن چالیس سوار وہاں سے جو کفار کی جنگ میں مشغول تھے سرفراہ اسکا ذکر سکتا تھا سلطان نے نفس
اس کے دفع میں مشغول ہوا اور شیر گرسنہ کی طرح حملہ کر کے نعرہ مارا کہ اے بزدل سبھل جا یہ لکھن شمشیر خارا شکاف صاف
کنندہ میدان مصاف برق کی طرح چمکا کے مثل اجل اس کے سر پر آیا اور پسر عت تمام تر اُسے بھی آن و ہد

میں تہ تیغ کر کے دار البوار پر پہنچا یا پھر تو اس مقابلہ کے بعد عجب معاملہ ہوا کہ سلطان محمد شاہ کی ضربت اور نعرے
باقی ہندوؤں پر ایسا خوف چھایا کہ کوئی مقابلہ کو پھرتے آئے لڑے بھڑے میدان خالی ہو گیا بھاگ کر تباہ نہ میں دریا
اس عرصہ میں فوج باز ماندہ آپہنچی اور سلطان محمد شاہ بیکر و قہر تمام تباہت میں داخل ہوا اور ٹوٹنے اور قتل کرنے
اور باندھنے میں مشغول ہوا نظم ہمہ خانہ از گوہر و گنج پر ز زرین تباہ برآمدہ درجہ بہر یک صنم خانہ دلپذیر نہ
خندان گمراہ کا میدانہ ضمیمہ صنم خانہ جملہ گشتہ خراب و غنیمت خیابان کس ندیدہ پنجاب و بجز یور و گوہر و گنج زر و
نہی برد کس پیچ خبر سے درگاہ اور سلطان محمد شاہ تاراج شہر کچھ میں داخل ہوا اور ایک ہفتہ استراحت اور آرام
فرما کے علم مراجعت بلند کیا اور ملک حسن نظام الملک بھری اور یوسف عادل خان اور فخر الملک کے بہ مشورہ
ہمت امرائے غریب کو مع لشکر دولت آباد و جیرہ قریب بارہ ہزار سوار کے تحفہ نہایت سامان اور شوکت و شو
سے نرسنگہ کی تادیب کو مقرر کیا اور خود بدولت و اقبال مع افواج ظفر امواج مچھلی پٹن کی طرف و بھی ممالک
نرسنگہ سے تھے جا کر اس حدود کو بھی مسخر اور مفتوح کیا پھر مظفر و منصور کند پور پٹی کی طرف عنان شبیر غنیمت
منعطف فرمائی اور حریفان کمین نشین ماک حسن نظام الملک اور ظریف الملک وغیرہ نے بعضے غلامان حضور کو جو نہایت قہر
رکھتے تھے روکش کر کے تحریک اور ترغیب کرتے تھے کہ وقت بیوقت باتیں وحشت انگیز خواہ کی نسبت مجلس سلطان
میں مذکور کرتے رہیں اور جماعت نا عاقبت اندیش اس بزرگوار کی غیبت اور خیانت میں عنان زبان معطوف
رکھ کر اسکی خونریزی میں تقصیر نہ کرتی تھی یہاں تک کہ کند پور پٹی میں اس خواب کو بہ بتان عظیم گرفتار کر کے
بے حد و قصور قتل کروا یا تفصیل اس اجمال کی یہ ہو کہ جب سلطان محمد شاہ ہمینی کے عہد میں ارہ مملکت ہمینیہ و
ہوا اسے صائب خواجہ مقتضی اس امر کی ہوئی کہ سلطان علاء الدین نکوی ہمینی کے ضوابط میں کچھ تصرف کرے
پھر سلطان محمد شاہ سے عرض کر کے برائین معقولہ اسکے دین نشین اور خاطر گزین کیا اور عمل میں لایا از انجملہ
یہ ہو کہ مملکت کے پہلے چار حصہ تھے پھر آٹھ حصہ کیے اور آٹھ سرشکر کہ انکی اصطلاح میں طرفدار کہتے ہیں ہم پہنچائے اس
طریق سے مملکت برار کی دو قسمت کر کے کاویل فتح اللہ خان عماد الملک کو دیا اور ماہور ضاوند خان حبشی کے سپرد کیا
دولت آباد یوسف خان کو دیا اور جیرہ مع وافر محال ننڈا پور ماہین دمان و بس و بندر کو دہ و ننگوان کو بجا بن فخر
کہ خواجہ جہان ترک کے عزیز و دوست تھا رجوع کیا اور بیجا پور بہت ممالک اسکے آب ہو رہے اور ریاحو را و مد کل تھیں ہم اقتدار خواجہ
جہان کا وان کو ازانی رکھا اور حسن آباد کلہ گہ اور ساغر مل درک اور شولا پور تک دستور دنیا کو جو خواجہ ہر حبشی تھا
کیا اور مملکت تنگ تمام جو ملک حسن نظام الملک بھری کے ضبط میں تھی اسے بھی دو قسمت کی راجہ ہندی اور
ملکنڈہ اور مچھلی پٹن اور اوریا اور بھی موضع کثیر ان نظام الملک دیکر حکومت و زبکل کی غنیمت خان ولد سکندر خان
بن جلال کے نام مقرر کی اور ہر اطراف ثمانیہ سے بہت قصبات اور برگات کو خاصہ کے خزانہ بادشاہی کے تحت
تصرف میں قرار دئے اور دوسرے یہ کہ سلطان علاء الدین حسن نکا نکوی ہمینی کے عہد میں یہ دستور تھا کہ جو شخص
اہلک کا حاکم اور سردار ہوتا تھا وہی اس طرف کے تمام قلعہ اپنے تصرف میں رکھتا تھا اور وہ جس شخص کے
واسطے مناسب دیکھتا تھا وہ کرتا تھا اور طرفدار مثل کو نہ دیا اور بہرام خان اور سکندر خان قلعہ میں اور سنگین
کے سبب کبھی کبھی داعیہ سرکشی کرتے تھے اس واسطے آصف جم اقتدار سننے یہ امر شرط احتیاط سے بعید جان

مقرر کیا کہ ایک قلعہ سر لشکر کے قبضہ میں چھوڑ کر باقی اس طرف امر اور منصب ران معتبر کو بادشاہ کے حضور حوالہ کر میں
 جس طرح جسے قلعہ دولت آباد و خیال اور بیجا پور اور آٹک جگہ گہ اور ماہور اور کاویل اور ننگل اور راجہ جندی حکام کے
 سپرد ہوئے اور باقی قلعہ حضور سے فردم معتبر کے تفویض ہوئے اور تیسرے تعزات خواجہ سے ضوابط سلطان علی الدین
 بہمنی میں یہ کہ ایام سابق میں جب مملکت تلنگ شامان بہمنیہ کے خزانہ تصرف میں نہ آئی تھی یوں مقرر تھا کہ پانصدی
 کو ایک لاکھ ہون اور ہزاری کو دو لاکھ ہون نقد خزانہ عامرہ یا جاگیر سے وصول ہوا کرین اور بعد تیسری تمام مملکت تلنگ
 نظر عطوفت حال سپاہ پر مبذول فرما کر یہ مقرر کیا کہ امرے پانصدی کو ایک لاکھ اور پچیس ہزار ہون و پچہزار ہی کو دو لاکھ
 اور پچاس ہزار ہون ہو چکا کرین اور جاگیر اس صورت سے دیتے تھے کہ جب کا اگر ایک لاکھ ہون سے کمتر حاصل ہوا بقی
 غلامان خزانہ شاہی سے وصول کیا کرین اور اسی طور سے اگر امرے اور مقرر ہی سے ایک سپاہی کم ملازم رکھتے تھے
 ان کی دفتر اسکی بازیافت اور پریش کرتے تھے چنانچہ ان کاموں کے سبب ضبط لشکر و ولایت اور زناہیت غلاموں
 جیسا کہ چاہئے طور میں ہو چکی رونق عظیم امور سلطنت میں ظاہر ہوئی لیکن یہ امر ایک جماعت صاحب داعیہ کے موافق
 مزاج نہ آیا خواجہ کی نسبت شکا عداوت کا کہ جان پر باندھا اور خواجہ اسے سمجھا جو تمام مہمت اسکی اپنے مالک
 کی دولتخواہی میں مصروف تھی اسنے کچھ پروا نہ کرتا تھا اور جو دنیاں خواجہ اور یوسف عادل خان کے نسبت پداری
 اور فرزندی کی تھی ایشمین نہایت اخلاص رکھتے تھے ہر ایک مفاد میں دونوں ہوشیار رہتے تھے اور اس مہمت دراز میں
 کسی طرح کا صدمہ اور گزند اس بزرگ صوری اور مرضوی کے وجود باوجود نہ ہو چکا کہ اب اس صمدین یوسف عادل خان
 زین سنگھ کی سرحد پر متعین تھا ایک جماعت دکنی اور حبشی سے جو خواجہ کی دستگیری اور میانہ اندازات کے باعث تیار
 اعلیٰ کو ہونچکر مشاہیر درگاہ سے ہوئی تھی مانند ظریف الملک دکنی اور مفتاح حبشی کے ملک حسن نظام الملک بھری
 کے ساتھ اتفاق کیا تھا گئے کہ اس وقت یوسف عادل خان حاضر نہیں ہو فرصت غنیمت ہو خواجہ کے دفع میں پیش
 کرنی چاہئے پھر ظریف الملک اور مفتاح حبشی اور غلامان ہندی مقرب نے خواجہ کے ایک غلام حبشی سے جو اسکا
 مہر دار تھا طرح دوستی اور خدمت ڈال کر بذل نفوذ اور جواہر اور متعہ نفیسہ و اقسام سپان تازی وغیرہ سے اسے
 شرمندہ بلکہ بنادہ اپنے احسان کا کیا ایک روز مجلس شراب میں کہ وہ دست تھا ظریف الملک اور مفتاح حبشی ایک
 کاغذ سفید پیچیدہ اپنے ہاتھ میں لیکر کہنے لگے کہ یہ کاغذ برکت ہمارے فلان آٹک کا ہے اور اسپر مہر اکثر اہل دفتر
 کی ہوئی ہے اگر تم ازراہ مراجع قلبی اور اتحاد دلی کے اسپر مہر خواجہ کی ثبت کر کے ہمیں اپنا رہن منت کرو گے
 بعید ہوگا غلام نے بیعتی سے لٹکے کلام کو یقین کر کے جس مقام میں آکھوں نے کاغذ کھول کر دکھایا بغیر دیکھے تھا
 خواجہ کی مہر چھاپ دی ظریف الملک اور مفتاح حبشی تدبیر کو موافق دیکھ رات کے وقت ملک حسن نظام الملک
 بھری کے مکان پر گئے اور حقیقت حال معروض رکھی اور سب نے متفق ہو کر خواجہ کی زبانی رے اوڈیسیہ کو
 اس کاغذ میں لکھا کہ ہم سلطان محمد شاہ کی می نوشی اور اس کے ظلم سے متنفر ہوئے ہیں اور ادنیٰ توجہ سے دکن مسخر
 ہوگا اس لیے کہ راجہ جندی اور اس سرحد میں کوئی سردار سلیقہ شعرا اور جوار نہیں ہو تم اپنا لشکر ہمراہ لیکر بلا توقف
 ولایت دکن میں چلے آؤ جو اکثر امرا میرے کہنے سے ہمارے نہیں ہیں میں ہر ایک طرح نشان دشمنی کا بلند کروں گا اور
 شاہ کے دفع کے بعد مملکت دکن علی السویہ تقسیم کر لینے اور ظریف الملک اور مفتاح حبشی اس وقت کہ

ملک حسن نظام الملک بھری حاضر تھا کتاب فروری یعنی جلی کا غز کو سلطان محمد شاہ کے ملاحظہ میں در لائے اور سلطان
جو کہ مہر خواجہ بیٹا تھا مضطرب اور سر اسیمہ ہوا اور ملک حسن نظام الملک بھری نے فرصت پا کر کلام دشت انگیز
سے اسکی آتش فز کو اسطرح افروختہ کیا کہ عنان اختیار اسکے دست اقتدار سے جھوٹ گئی اور بدولت استفسار
اور دریافت حقیقت حال حال مکتوب سے کہ جو خواجہ کیطرف سے اسے اوڈیسیہ کے پاس لپاتا تھا آدمی خواجہ
کے طلب کو بھیجا اور خواجہ کے منسل نے طلب کے سبب پر مطلع ہو کر خواجہ کو آگاہ کیا اور عرض کی کہ اگر آپ آج بیانہ
سے دربار کا جانا ملے تو یہیں تیر ہوگا خواجہ نے یہ بیت کہ آندون اکثر اسکے در و زبان رہتی تھی پڑھی سمیت
چون شہید عشق در دنیا و عقبی سرخروست بہ خوش می باشد کہ مار کشتہ زین میدان برندہ اور فرمایا کہ یہ محاسن جو
ہما یون شاہ کو نہ متین سفید ہوئی اگر اسکے فرزند کی بدولت خون سے مخضب در رنگین ہووے سرخروی کا سبب ہو
آئندہ خوف خدائے شر کو ضرور ہر گشتگی قسمت سے انسان مجبور ہو سرخروست سے احراز نہیں کر سکتا قضا سے منہ پر سکتا
جیسا کہ کسی شاعر نے اس بارہ میں خوب کہا ہے بیت زندہ کنی عطیے تو و ربکشی فدائے توہ دل شدہ قبلے توہر چہ کنی
رضائے توہ اس در میان میں چند شخص امراء کے بارے کہ اسکے تابعوں سے تھے آدمی معتقد خواجہ کے پاس بھیجا پیغام کیا کہ ہم
دربار میں باتیں محوش اور جا بجا سنہے میں ہزار سوار جو آپ کے پاس حاضر ہیں آپ انھیں ہمراہ لیکر گجرات کیطرف تشریف
لیجائیں ہم بھی جلو میں فدویوں کے مانند ہمراہ رکاب قدم با قدم چلیں گے خواجہ نے جواب دیا کہ میں سالہائے دراز سے
اس خاندان عالی شان کا نام خوار ہوں اور کسی طرح کی تقصیر مجھ سے وقوع میں نہ آئی اور شاہ بھی دفعہ دشمنوں کی ہمت
سے بلا تحقیقات مجھے ساتھ ہونے والی کے منسوب فرما دیا اور اگر سیاست بھی کریگا بہتر نمک حرامی سے ہر پھر اسی وقت
شاہ کے دربار میں گیا سلطان محمد شاہ نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص اپنے ولی نعمت سے بوجہ حرام خوری کرے اور
ساتھ لقیں کے لئے اسکی سزا کیا ہو خواجہ نے کہا اس بد بخت کے واسطے جو اپنے مالک کے ساتھ در بے غدر ہووے اور
عداری اسکے بایہ اثبات کو پہونچے اسکی سزا تیغ آبدار کے سوا دوسری نہیں ہو یہ سنکو سلطان نے وہ مکتوب خواجہ کو
دکھایا خواجہ نے آیہ سچا ملک ہذا بہتان عظیم پڑھ کر جواب دیا کہ ہر کمترین کی ہر لیکن میرا خط نہیں اور میں اس امر سے
مطلق آگاہ نہیں رکھتا اور قسم کھا کر مضمون اس مقال کا گواہ کیا قطعہ بخدا ہے کہ جو ہر امر میں اہل معنی بخون دل
سفتندہ کہ چو بہتان یوسف و کرکست بہ انجہ از بند دشمنان گفت ہر چند خواجہ نے اسطرح کی باتیں عرض کیں
سلطان جو شرب لی کر پیوے اور قہر و غضب کی شدت سے مہوت ہو گیا تھا دوسرے یہ کہ زوال اس خاندان کا بھی
نزدیک پہونچا تھا مقام محسن اور شخص بن ہو کر دربار سے اٹھا اور جو ہر نام حبشی کو اسکے قتل کا حکم دیا خواجہ نے
جو ایدیا کہ اس پیرانہ سالی میں میرا قتل نہایت سہل اور آسان ہو لیکن میرے ملک کی خرابی اور بدنامی کا باعث ہوگا
سلطان نے کو نہ اندیشی سے اسکی بات گوش ارادت سے نہ سنی اور مجلس کیطرف متوجہ ہوا اور جو ہر حبشی شمشیریا لپکے
اسکے قتل پر آمادہ ہوا اور خواجہ نے دوزانو قبلہ پڑھ کر کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا اور جب ضربت تلواری اسکی
گردن پر لگی احمد شہ علی نعمۃ الشہادۃ لکھ جان بحق تسلیم کی اور اس در میان میں سعید خان گیلانی کہ اسکا ہم قوم تھا
اور امرائے کبار کی سلاک میں انتظام رکھتا تھا بحسب اتفاق دیوان خانہ میں آیا اور جو غلام گرم سیاست سے بے علم
اسے بھی نہ تیغ کیا اور خواجہ کی عمر اٹھتر برس کی تھی اور شہادت سے چند روز خستہ یک قصیدہ سلطان محمد شاہ

بہمنی کی طرح میں موزوں کیا تھا اس میں سے دو بیت یہ ہیں ابیات شد شکل ضرب تغیت بردوش جان عامل
ہیکل زحرز سیفی دانگہ حراس لری دل ہ تیغ تو آب جوان مردم نہ حسرت آن ہ آ رہے بعد من شد آب حیات قاتل
اور یہ واقعہ ہا مکہ اور سانحہ جاکاہ ماہ صفر کی پانچویں تاریخ ۱۱۸۸ھ آٹھ سو چھیاسی ہجری میں واقع ہوا تھا
ملا عبد الکرم ہمدانی صاحب تاریخ محمد شاہجی تلامذہ بلکہ خواجہ کے مریدوں سے تھا اس نے یہ قطع اسکی شہادت کا کما قطعہ
شہید بیگنہ مخدوم مطلق ہ کہ عالم راز جودش بود رونق ہ و گر خواہی تو تاریخ و فاش ہ و فو خان قصہ قتل بنا عش
اور دوسری تاریخ یہ کہی بیت سال فو تش گر کسی پرسد بگوے ہ بیگنہ محمود کاوان شد شہید ہ ملا سامی
کہ ملح اور نو کرو زیدیم اسکا تھا یہ قطعہ تاریخ اسکا بطریق قطعہ میں خواجہ جان راہر گز حرام خوری ہ و دل ہ و یکا پیوستہ
جان سپاری ہ گشت او شہید معقورای سامعی ہ تحقیق ہ تاریخ کشتن و جواز حلال خوری ہ آنا جہیلہ اس خواجہ آصف شعار
کے زمین پختن کن میں بت ہ میں خصوصاً وہ مدرسہ کہ معمار ہمت اسکی نے شہادت سے دو برس پیشتر ہ
خیر انہ احمد آباد بہر میں تمام کو پہنچایا تھا اور حسن قبول سے رہنما تقبل مٹا اسکی تاریخ ہوئی جیسا کہ سامعی
نے قطعہ تاریخ کہا ہ گوش ارادت سے سٹو قطعہ این مدرسہ رفیع محمود بنا ہ چون کہہ شدہ ست
قبلہ اہل صفا ہ آنا قبول بن کہ شد تاریخ ہ از آیت رہنما تقبل بنا ہ اور وقت تحریر اس حکایت تک کہ ۱۲۳۰ھ
ایک ہزار اور قیس ہجری میں ابنا ہ عارت مسجد و چار طاق و بازار بزرگ باقی ہ اور اسکی لطافت اور پاکیزگی
سنے ایسا دریافت اور مشاہدہ ہوا کہ ابھی معماران جا کب دست نے اسکی تعمیر سے ہ تھ کھینچا ہ
اور ذات شریف اس آصف جاہ کی با نواع علوم عقلیہ و نقلیہ خصوصاً ریاضی اور طب میں اتعاب
رکھتی تھی اور فن نظم و نثر اور انشاء اور حساب میں بھی اپنے زمانہ میں بے نظیر تھا اور خط سیاق خوب لکھتا تھا
اور رسالہ روضۃ الانشاء اور دیوانی اشعار اسکا ابھی بعض مروجہ صاحب عشیت کے پاس ہم پہنچا ہ اور ہمیشہ اپنے
افاضل عصر کیواسطے خواسان اور عراق میں تھا اور ہلایا بھیجتا تھا اور سلاطین خراسان اور عراق کے غائبانہ
اس سے التفات فرماتے تھے اور مولانا عبدالرحمن جامی قاس سرہ مطایب اسکو بھیجتے تھے اور اظہار نیاز کرتے
تھے اور حضرت مخدوم بھی نظر اسکے عقیدہ اور اخلاص پر رکھ کر مفادات مرسل رکھتے تھے جیسا کہ اسکی انشاء
یعنی منشات میں موجود ہ اور قصائد و لانا جامی کے درمیان ایک قصیدہ ہ کہ مخصوص بنام اسکے لکھا ہ اور
مطلع اسکا یہ ہ مطلع مر جبا ہ قاصد ملک معانی مر جبا ہ الصلا کر جان و دل نزل تو کروم الصلا ہ اور اس
قصیدہ میں یہ بھی بیت ہ بیت ہم جان را خواجہ وہم فقرا دیباہ است ہ آیت القصر لا کن تحت ہتار
الفنا ہ اور دوسرے قطعہ میں فرمایا ہ قطعہ جامی اعتبار ذلالت و زو جنسے ست لطیف ہ و دوش از حسن بود لطف
معانی تارش ہ ہمرہ قافلہ ہند روان کن کہ رسد ہ شرف عز و قبول از ملک التجارش ہ اور ملا عبد الکرم ہمدانی
نے ایک کتاب مشتمل اسکے حالات زمانہ ولادت سے آوان شہادت تک تحریر کی اور مسعود
اس مخالف کا خلاصہ اسکا کہ لائق کتب تاریخ ہ درج کرتا ہ واضح ہو کہ آبا اور اجداد اسکے ایام
سوانح میں دراز سے شالان گیلان کی سلک میں انتظام رکھتے تھے اور ہمیشہ مغز اور کمر ہجے
اور نعت روز افزون کی اعانت کے باعث ایک ہنرمیں سے سریر رشت پر تمکن ہو کر صاحب خطبہ ہوا اور

بروایت حاجی محمد قندھاری اٹس دولت نے عہد شاہ عباس صفوی بادشاہ ایران تک امتداد پیدا کی اور اسکی
کوشش کے سبب خفت القراض قبول کی اور جب اولاد بادشاہان ذاتی رشت سے خواجہ عماد الدین محمود نے قدم
اقبلیم و جو دین رکھا اور بعد کسب علوم اور تحصیل کمالات رشک و حسد انہائے جنس ملوک سے خائف ہو کر
اپنی والدہ کی تکلیف سے کہ وہ بھی خاندان مشائخ بزرگ سے تھی جلائے وطن ہوا اور بادشاہان عراق و خراسان
نے تقریبات اٹھا کر منصب و وزارت کی ہر چند تکلیف فرمائی علو عہد سے قبول نہ کر کے برسہا تجارت
ربع مسکن کی سیر میں مشغول ہوا اس درمیان میں علماء اور مشائخ عصر سے جو صحبت رکھتا تھا انکے
فیض اثر سے صاحب خوارق عادات ہوا جو وقت کہ تینتالیس مرحلہ اسکے مراحل عمر سے طے ہوئے دکن میں
بقصد زیارت رشتہ بعنوان تجارت دریا کے راستہ سے بندر واصل میں آیا شاہ محب العمد اور مشائخ کی زیارت
کا عازم ہو کر احمد آباد رسید کی طرف روانہ ہوا اور بعد حصول مقصود جاہ کہ اسی لباس میں مشائخ دہلی اور اس حد تک
نفرا کی زیارت سے مشرف ہوں سلطان علاء الدین بہمنی ملنے آیا اور اس قدر وہ ارباب صفا کو اپنی صف اکابر
واعیان میں تکلیف تمام منتظم کیا اور ہمایون شاہ ظالم کے عہد میں خطاب ملک التجار کہ اس دولتانہ میں
اس سے بزرگ ترک کوئی خطاب نہ تھا تمام اراکین سلطنت سے ممتاز ہو کر وزیر اور جملہ الملک ہوا اور
خدمات شائستہ کے طور سے سلطان محمد شاہ کے دور میں کتنے منصب اور اسپر اضافہ ہوئے اور خواجہ
حاج محمد خطاب ہوا اور دو ہزار سوار مغل سب قسم سے نوکر خاص رکھے اور دو ہزار اور سلطان کی طرف سے
اسکے تابع تھے اور ولادت اس بزرگوار کی قرینہ قادیان میں اعمال گیلان میں ہوئی لیکن شہرت اسکی انا لیم سیم
میں بکاوانہ ہو نہ قادیان ایک ن خواجہ قسورک احمد آباد رسید پر سلطان محمد شاہ کے دربار میں بیٹھا تھا
ناگاہ ایک گاہ سے یا بیل نے پائین قعر سے فریاد کی ایک احضار مجلس نے خواجہ سے پوچھا کہ یہ بیل کیا کہتا ہے فرمایا
کہتا ہے کہ ناچار سی نہیں سمجھتا کہ شاہ میں کیا کرنا ہو سلطان محمد شاہ نہایت شگفتہ اور خندان ہوا اس
جواب سے اٹھ کر درت اصلاً نا صیہ حال پر ظاہر فرمایا اور اس قدر اوصاف حمیدہ خواجہ اور شکر اتی
بجالیایا کہ مزید اس سے مقصود نہ تھا اور اسی مجلس میں فرمایا کہ مجھے شاہان ہمینہ ماضیہ پر تفاخر کس واسطے ہے
میں مثل خواجہ کے نوکر رکھتا ہوں انھیں ایسا شخص کہ خاصیت عقا کی رکھتا ہے میسر نہ ہوا اور اس عرصہ
میں سلطان حسین میرزا بادشاہ دار الملک ہرات نے مولانا سید کاظم کو برسہا رسالت قندھار اور لاہور
کے راستہ سے خواجہ عماد الدین محمود کے پاس بھیج کر بوجہ شاہانہ خواجہ کی ملاقات کا شائق ہوا اور
خواجہ ہر چند جانتا تھا کہ مجھے سلطان سے رخصت نہ ملے گی لیکن سید محمد کاظم کے آنے کا سبب سلطان محمد شاہ
کی عرض میں پہونچا یا اور جب اسے رخصت معاودت ایران فرمائی خواجہ نے ناچار ہو کر سید کاظم کو
با عاز و اکرام فراوان مع تحف و ہدایاے بسیار شاہ خراسان کی درگاہ کی کی طرف روانہ کیا اور ایک
عرفیہ تحریر کر کے معذرت خواہ ہوا لیکن سید محمد کاظم وقت مراجعت دریا کے راستہ سے
فارس کی طرف گیا اور شیراز میں رحل اقامت ڈالا اور اسی ولایت میں سفر آخرت کا عازم ہوا اور
خانہ من مملو روج سے خالی کیا اور وہ تحف و ہدایا مقام مقصد میں نہ پہونچا درمیان میں فوت اور ضائع ہوا

اور ایک قصیدہ شہر آشوب مشہور تاج طبع سید کاظم سے ہوا اور یہ مطلع اُسکا ہر مطلع قصیدہ شکوہ کا کہ
 قاضی شہر سے نیم ۴ درسلک آدمی صفائے خرم نیم ۴ الفصہ لیکے بعد خواجہ عماد الدین محمود خطاب خواجہ
 جان مخاطب ہوا اکثر فرماتا تھا کہ یہ خطاب اس دولتخواہ میں میں نہیں رکھتا اول وہ شخص جو سلطان علاء الدین
 بن سلطان احمد شاہ کے عہد میں ساتھ اس خطاب کے معزز اور مخاطب ہوا خواجہ مظفر علی استہ آبادی تھا اور اُس
 مظلوم نے ابھی بوستان دولت دکن سے ایک بھول نہ چاہا تھا کہ خواجہ محمد خان کی شمشیر خور نے سے دو نیم ہوا
 اور دوسرا خواجہ جان ترک ساتھ اس حال کے پہونچا اب میں نہیں جانتا کہ میرے سر پر کیا آفت آوے گی اور وہ
 بہت پاک دین اور پاک اعتقاد تھا اور شیخین کو ساتھ بزرگی اور کرم کو تعظیم کے یاد کرتا تھا اور اخلاص تمام
 سلطان محمد شاہ ہمہنی سے رکھتا تھا آوازہ اسکی سخاوت کا عالمیک ہوا کوئی شہر اور قریہ ربع مسکون میں ایسا تھا
 کہ انعام اسکا و مان کے اہل اللہ کو نہ پہونچا ہوا اور حسن خلق کے ساتھ لوگوں میں زندگی کرتا تھا اور کمال
 شگفتگی و اخلاق سے سلوک کرتا تھا منقول ہے کہ سلطان محمد شاہ نے بعد قتل خواجہ مہم سے برآمد ہو کر حکم فرمایا
 کہ منادی کر کہ لشکر اور بازاری سے جو شخص چاہے اردو سے خواجہ کو خزانہ اور اسب و فیل و اسباب خاص کے سوا
 تمام تاراج کرے غریبان نوکر خواجہ کہ متوہم ہو کر منظر خبر تھے ہجوم عام دیکھ کر اسپان باد پارسوار ہو کر بطور تلخت
 و عجلت تمام یوسف عادل خان کے پاس روانہ ہوئے اور اپنے تئیں حادث کے دست و برد سے نجات دی
 اور امر اسے تابع باوجود اسکے کہ نوکر شاہ تھے سوار ہو کر خمیہ اور خگاہ سے باہر گئے اور آفلج بنیما راہستہ کر کے ہینادہ
 ہوئے اس درمیان میں انھیں خبر پہونچی کہ اتفاق کرنا تھا اور خواجہ سے بہ قصد روانگی بکرات شاہ کے گوش زد
 ہوا ہوا سو اسطے تمھیں بھی تیغ بیدریغ سے قتل کر بیگا یہ سکر وہ بھی خائف اور ہراسان ہو کر اکثر نے آپ کو یوسف
 عادل خان کے پاس پہونچا یا اور بعضے اور طرف روانہ ہوئے پھر تاراجیوں نے اس بیچارہ کے اردو کو ایک
 ساعت میں تاراج اور غارت کر کے اُسکا اثرباتی نہ رکھا اور جو سلطان محمد شاہ نے خواجہ کے زرو جاہر کی بہت تعریف تھی
 تھی اُسکے خرابی نظام الدین حسن گیلانی کو کہ جس نے خواجہ کی خدمت میں ایک عمر صرف کی تھی بلا کر نقد و اور جو اہر طلب
 کیا تھیں نے حیران ہو کر یہ عرض کی کہ اگر جان کی امان ہو تو تہندہ راست راست عرض کرے سلطان نے اُسے جان
 کی امان دے کر قسم کھائی کہ اگر تو جو کچھ ہے پوشیدہ نہ رکھے گا تو میں تجھے نوازش خسروانہ سے سرفراز کرونگا خزانچہ
 نے عرض کی کہ اے سلطان میرا مالک و خزانہ رکھتا تھا ایک کو خزانہ شاہ موسوم کر کے اُسکا روپیہ دو اب اور
 باوچیانہ اور سپاہیوں کے مصارف میں خرچ کرنا تھا اور انھیں ہزار لاری اور تین ہزار ہون موجود ہیں اور دوسرے
 خزانہ کا نام درویشان رکھ کر فقرا و دساکین کا آئین حصہ تھا اُس خزانہ میں تین سو لاری اُسکے بھر موجود ہیں
 شاہ نے فرمایا یہ کیا بات ہے اور کیا معنی رکھتا ہے کہ خزانہ خواجہ جو شاہان اطراف کا ہمسرہ تھا اسقدر خرابی نے جو اب
 دیا کہ جسوقت زرا اُسکے جاگیر سے پہونچتا تھا ایک جینے کا خرچ اسب و فیل و سپاہ کا جدا کر کے خزانہ شاہ میں بھیجتا تھا
 اور بانی خدا کی راہ میں فقر اور مستحقین کو دیتا تھا اور انھیں سے ایک حبہ اپنے خرچ خاص میں صرف نہ کرتا تھا اور
 مبلغ چالیس ہزار لاری کہ برسہم تجارت ایران سے ہندوستان میں لایا تھا ہر سال ملک دکن سے متاع خرید کر کے
 ایک جماعت عقید کی صحبت سے اطراف و جانب کے بادین بھیجتا تھا اور جو کچھ فروخت کر کے لائے تھے اس مال

کو جدا کر کے ہر روز بارہ لاری اپنے خرچ خاص میں اٹھاتا تھا اور اپنے کھانے پینے میں صرف کرتا تھا اور زمین سے
 خزانہ جو درویشان نگاہ رکھتا تھا اور اپنی والدہ اور عزیزوں اور اکناف عالم کے گوشہ نشینوں اور توکلون کو جو ہنگام
 تجارت سے اُس سے آشنائی رکھتے تھے اور ہندوستان میں نہ آتے تھے اُس میں سے بھیجا تھا سلطان متعجب ہوا اور
 دشمنوں نے فرصت پائی اور کہنے لگے کہ خواجہ مدعاقل تھا اور جانتا تھا کہ تجارت سے میرا خرچ ہم پہنچے گا سب احمد آباد
 بیدر میں چھوڑ کر نکل آیا خراچی نے جواب دیا ان دو خزانوں میں سے بیان اس قدر روپیہ بھی برآمد ہوا ہے اگر وہاں سے
 ایک لاری بھی برآمد ہو وہی علام کے سو ٹکڑے کریں سلطان نے خواجہ کے تمام کارخانوں کے لوگوں کو طلب کر کے
 تحقیقات کی پہلے میرزا شون نے کہا جو فرش کہ خواجہ رکھتا تھا اس سفر میں ہمراہ ہو اور شہر میں چند چٹائی اور فورسے
 کے سوا کہ وہ بھی مسجد اور مدرسہ میں کچھ ہیں دوسرا فرش موجود نہیں ہے اور ہمیشہ خواجہ پورے پر استراحت فرماتا
 پھر چٹائی گیر کہ مراد بکاول سے ہے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور زمین خدمت کو بوسہ دیکر یہ گزارش کی کہ دیگ اور
 طباق و ظروف سینہ جو کچھ مال خواجہ تھا تمام سرح فرمیں حاضر ہو اور خواجہ کی واسطے خاصہ دیگ مٹی میں پکاتے تھے
 اس گفتگو کے بعد کتب خانہ کے داروغہ نے بادشاہ کے دربار و جاگ سمع اقدس میں پہنچایا کہ تین ہزار
 جلدیں کتب نانہ میں حاضر ہیں لیکن تمام کتب طلبا پر وقف ہیں اور جب سلسلہ کلام کا یہاں تک پہنچا شاہ متفکر ہوا
 خراچی نے موقع وقت کہا پایا اور زبان مظلومانہ کھولی پہلے یہ دعا دی اور کہا اے سلطان محمود کاوان اور مثل اس کے
 سو ہزار تعمیر فدا ہوں تو کسو اسطے اُسکا حقوق خدمات منظور نہیں رکھتا اور حامل مکتوب جو نوشتہ رائے اوڈیسہ کے
 پاس لیے جاتا تھا اُسے طلب نہیں کرتا تو ہم پر اور جمیع خلائق پر اسکی حرا مخوزی ظاہر ہوئے شاہ اس کلام کے سننے
 سے متنبہ ہو کر خواب غفلت سے بیدار ہوئے و ہوشیار ہوا اور خواجہ کے دشمنوں کو حکم دیا کہ اُس کا غنڈے وارندہ کو
 حاضر کرو اور یہ حکم لڑان لڑان دربار سے برخاست کر کے حرم سر میں گیا اور وہ ماجرا تمام اپنی بڑی بہن حمیدہ سلطان
 جو مخدومہ جان کے بطن سے تھی بیان کیا اور اپنے حکم بھیجے نہایت نادم اور پشیمان ہوا اور خواجہ کا جنازہ
 احمد آباد بیدر میں روانہ کیا اور روز سوم کو جمیع امرا اور ارکان دولت کو شاہزادہ محمود خان کے ہمراہ اسکی زیارت
 کو بھیجا اور دوسرے دن کوچ کیا جاتا تھا قضا برا اُس شب کو فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان
 جنبی مع لشکر بار اور ماہور کوچ کر کے لشکر گاہ سے دو فرسخ پر فروکش ہوئے سلطان نے کوچ کو ملتوی اور
 موقوف رکھا علی الصباح آدمی اُنکے پاس بھیجا اور نہ انیکا سبب تفسار کیا انھوں نے جواب دیا کہ مقربان درگاہ
 افراد و رہبان کر کے خواجہ جان سے شخص کو قتل کروایا اگر ہمیں بھی کسی نیت میں مبتلا کریں کیا عجب ہے شاہ نے مخفی اُنکے
 پاس یہ پیغام بھیجا کہ تم باطمینان تمام حضور میں حاضر ہو تو لوازم مشورت بجا لا کر خواجہ کے دشمنوں کو سزا دوں انھوں
 نے معذرت کے بعد گزارش کی کہ جس وقت یوسف عادلخان آویگا ہم اُسکے باتفاق بابوسی کو حاضر ہونگے سلطان
 نے مدارا اور مواسا کے سوا علاج نہ دیکھ کر فرمان طلب یوسف عادلخان کے نام بسرعت تمام روانہ کیا اور یوسف عادلخان
 بسبیل استعجال کو ند پور پٹی میں آیا اور فتح اللہ عماد الملک کے پاس نزول کیا اور سب سے صاحب ارادہ ہو کر اپنے جمیع
 مدعیات حسب الحواہ بنائے اور خواجہ کی جاگیر بجا پور وغیرہ تمام و کمال یوسف عادلخان کے مفوض ہوئی مگر فدا رس
 حدود کا ہوا اور دریا خان احمد فخر الملک اور طو خان اور اکثر امرا سے محل و دربار اُسکے تابع ہوئے مالک بجا پور سے

جاگیر پانی ملک حسن نظام الملک بھری نائب اور پیشوا ہوا اور نظام الملک دکنی سنے دولت آباد کی طرف جاری پانی اور
 عمارت الملک اور خداوند خان حبشی بھی فائز المرام ہو کر اپنی جاگیر قدیم برہم پور ہوئے اور قوام الملک کیر اور قوام الملک صغیر کو قلات
 ترک سے تھے اور ملک حسن نظام الملک سے اتفاق رکھتے تھے ورنہ اور راجہ بندری کے سر لشکر ہو کر انھوں نے سلطان کے
 ہمراہ رکاب کوچ کیا اور جب یہ سلطان کے ہمراہ باحتیاط تمام احمد آباد میں پہنچے یوسف عادل خان اور فتح اللہ عابد الملک
 اور خداوند خان شہر میں نہ آئے بیرون شہر وارد ہوئے اور سلطان محمد شاہ نے جب جانا کہ کام نامہ سے گیا ستیرہ
 مناسب جانکر اُن سے کچھ نہ کہا اور خست جاگیر دیکر جشن صبر گلے میں دلا اور اس گمان سے کہ ملک حسن بھری خواہ
 کہ بطرح ضبط لشکر کرے گا یا یہ اسکے مرتبہ کار و روز بروز بلند تر کیا اور نہایت التفات اسکی نسبت ظاہر کی اور یہ امر زیادہ
 تر نفرت طبائع کا موجب ہو کر کام ضائع تر ہوا اور بعد چند ماہ ساتھ اندیشہ کے کہ یوسف عادل خان اور فتح اللہ
 عابد الملک کو دام میں لاکر اتقا کیجئے سیر کے بہانہ قلعہ ننگوان اور دریا بار کے احمد آباد بید سے نفرت کی اور حکم
 کے موافق یوسف عادل خان اور فتح اللہ عابد الملک اور خداوند خان حبشی مع لشکر ہلے آ رہے تھے اس سے
 ملحق ہوئے لیکن اپنی قدیم روش پر عمل کر کے لشکر گاہ سے دور فروکش ہوتے تھے اور کوچ کیوقت سہراہ
 ایستادہ ہو کر دور سے سلام کرتے تھے اور سلطان محمد شاہ ایک ساعت میں ارمر تہ خواہ کو یاد کر کے اسکے قتل
 ہونے پر اسف کھاتا تھا اور جو کچھ خود کردہ کا علاج نہیں ہو صبر کر کے طیش کھاتا تھا یہاں تک کہ ننگوان میں پہنچ کر سرفرو
 شہر اور قلعہ کی سیر کی ہر جہدامر کو تکلیف سیر بندر کو وہ اور کوکن کی دی قبول نہ کی اس سبب سے نہایت رنجیدہ
 اور مخزون ہو کر عازم مراجعت ہوا اور اس عرصہ میں خبر ہو گئی کہ شیورے حاکم بیجا نگر لشکر عظیم بندر کو وہ پر تین کر کے
 جنگ برپا دہ ہے سلطان نے یوسف عادل خان کو مع لشکر بیجا پور غریب و ترک اور دکنی سے ہمراہ کر کے کھار کے
 مدافعہ کو بھیجا اور خود کوچ سوارہ کر کے فیروز آباد گیا لیکن فتح اللہ عابد الملک اور خداوند خان حبشی بلا اجازت براکریٹ
 روانہ ہوئے اور سلطان محمد شاہ خوب جانتا تھا کہ کار جنگ ساختہ ہوگا اور خرابی کے سوا دوسرا امر طو میں نہ آوگا
 سکوت اختیار کیا اور دو تین مہینے فیروز آباد میں محبظ ظاہر ہو گون کے دکھانیکو عیش و نشاط میں مشغول ہوا
 اور دور ساغر کا خوب چلا اور باطن میں اندوہ غم کے غلبہ سے روز بروز طاقت سلب ہوتی جاتی تھی اس واسطے
 شاہزادہ محمود خان کو ولیمہ کے ملک حسن نظام الملک بھری کو اسکا وکیل سلطنت کیا اور اس بارہ میں ایک محضر
 لکھ کر اکابر و علما اور قضات کے دستخط اور مہر سے مزین ہو کر بھجلا اور ان دنوں میں سلطان مکر زمان بر لانا
 تھا کہ ظاہر یہ دولت زوال پر ہو کس واسطے کہ امر اچھا ایسے بادشاہ کی کہ سالہا سال بادشاہی کی ہے اور ضرب شمشیر سے
 اتنے ملک فتح کیے طاعت نہیں کرتے یہ سے بعد میرے لڑکے کی کچھ طاعت کرینگے پھر رفتہ رفتہ ضعف
 نے ترقی اور قوت نے تنزل کیا لیکن ثانی مطلق کے فضل سے دار الملک احمد آباد بید میں جا کر صحت پائی اور
 اس بیت کے مضمون پر عمل کیا بیت باز اعتدال یافت مزاج شہی روز قضا لہ اند و شہر قضا شام غمہ اور کچھ
 ایام نقاہت باقی تھے کہ شراب عرق جو ہندوستان میں ہوتی ہے با فراطبی اور جراح گیکے سو گیا حرارت حرکت ع
 اور خراب اور خواب کی دلی طرف متوجہ ہوئی شاہ بدحواس اور سراسیمہ خواب سے اٹھا اور شہر جان طیب
 نے عرق بید شک سولانی میں شریک کر کے بلایا کچھ افادہ ہوا حکیم لپنے مکان گیا اور سلطان نے اسکی نصیحت میں اس

خط مشہور ہے کہ شراب زدہ کی علاج شراب ہی قریب کھا کر مقربانِ جوت کی توجہ سے چند پیالے شراب کے نوش کیے
 کلام ابنِ وآن سے دگر را پھٹیش دل سے اُلجھنے اور دم ٹوڑنے لگا اور حالتِ مسکرات اور بجات جاکنی حرکت
 ہوش میں آتا تھا یہ کلمہ زبان پر آتا تھا کہ پوشیدہ خواہجہ مجھے کھینچا ہو اور غرہ صفر شدہ آٹھ سو ستاسی ہجری میں
 قدمِ عظیم عدم میں رکھ کر خروشتہ جان سے چھوٹا اور سامعی نے اسکی تاریخ وفات میں یہ قطعہ موزون کیا قطعہ
 شہنشاہِ جہان شاہ محمد کہ در بحر فنا ناگہ فرو شدہ دکن چون شد خراب از رفتن او بہ خرابی دکن تاریخ او شدہ
 اور سلطان محمد شاہ نے اول بیل برس بڑی ہوم و حام سے سلطنت کی عدل و داد کی خوب دہی غرہ صفر کی بقا ملک المعبر
 ذکر سلطان محمود شاہ بہمنی کے جلوس کا اور بیان اسکی واقعات کثیر الاحتمال کا
 ناظم مناظر اخبارِ عالم جہاں سخن کو رشتہ بیان میں یوں منظم کرنا ہے کہ محمود شاہ نے بارہ برس کی عمر میں سند عاریتی شاہی
 کو بغیر شکوہ اپنے زب و زینت بخشی اور اربعان سلطنت اور دار کاں ملکیت مثل حسن نظام الملک بھری اور قوام الملک
 کبیر اور قوام الملک صغیر اور قاسم برید ترک سر نو بہت جو حاضر تھے اُسے بیعت کی لیکن صورت جلوس کی اسطور سے
 واقع ہوئی کہ تخت بہمنیہ جو موسوم بہ تختِ فردرہ تھا ابتدا سے آفرینش سے اسوقت تک اُس نفاست کا تخت بہت
 کم نشان دیشے تھے قصرِ تنگ گاہ میں لجا کر اسکی دو طرفہ دو کرسی نفرہ رکھیں پھر شاہ محمد اللہ اور سید حبیب نے کہ انھما
 اصلح مشائخ اُس زمانہ کے تھے فاتحہ خیر پڑھا کر تاج بہمنی سلطان محمود شاہ بہمنی کے زب سر کیا اور دست راست جب
 پیر کے تخت فیروزہ پر بیٹھا یا اور شاہ محمد اللہ اسی طرف کرسی پر بیٹھے اور سید حبیب بائیں طرف کرسی پر متمکن ہوئے
 پھر نظام الملک اور قوام الملک کبیر و صغیر اور قاسم برید نے شاہ کے روبرو انکر مبارکباد کی اور اپنے مقام پر ایستادہ
 ہوئے اور جمیع امرا اور ملوک اور مسلمان جو شہر میں حاضر تھے شرفِ تعلیم سے شرف ہوئے اور اسی دربار میں بغضوں سے
 مذکور کیا کہ مجلس رفیع میں یوسف عادل خان سوائی اور دریا خان اور ملو خان اور خرم ملک کہ امرا سے کبار ترک سے ہیں
 حاضرین انکی غیبت میں کیوں اجلاس کیا تاک حسن نظام الملک بھری نے کہا ہم سلطنت کو معطل رکھنا موجبِ فساد
 جوت وہ ضرور گوارا کو کن سے آویٹے ایک بار اور اجلاس کر کے مناصب اور خطاب ایک دوسرے کے درمیان
 قسمت کرینگے اور طاعب الکرم ہدائی جو اس مجلس میں حاضر تھا لکھا کہ اہلِ معارف کیے تگوزادوں جلوس کو تنگ
 بد سمجھے اور آخر کو وہی ہوا اگرچہ اوقات شاہی سلطان نے استدعا پیدا کیا لیکن حکم عمر جنگِ عدل و نزاع و ملکیت میں
 گندی اور سلطنتِ خاندان بہمنیہ منتقل ہوئی تفصیل اس حال کی یہ ہے کہ جب سلطان محمد شاہ صفر سن میں تخت دکن پر
 متمکن ہوا امرا سے ہر گاہ کو داعیہ شاہی اور سروری کا پیدا ہوا لیکن مخدومہ جان اور ملک تاج محمد کاوان الخاٹب خواجہ
 جہان کے ضبطِ حراست کی برکت سے اس رزوکا کاٹنا انکے ویس چھا اپنا ارادہ کسی سے لطف نہ کر سکتے تھے اور جب
 سلطان محمد شاہ سنِ رشدا در عمیر کو پہنچا اور اپنی والدہ اور خواجہ کی تاثیر تربیت سے وقوف تمام مہلت شاہی میں پیدا
 کیا اور اس جماعت کو باہستگی اور مردِ رافع عزت سے شیبِ دولت میں ڈالا اور غلاموں کی پرورش و پرورش
 میں مشغول ہو کر دو ہزار غلام گرجی اور جرجس اور قاقاق وغیرہ ہم پونپائے اور دو ہزار غلام اور حبشی اور ہندی جمع کر کے
 غلامانِ ترک سے نظام الملک کو کہ کچھ ترہ میں قتل ہوا تھا بزرگ کیا اور غلامانِ حبشی سے دستور دینا خواجہ مر کو اور
 حاجت ہندی سے ملک حسن کو کہ آخر میں خطاب نظام الملک بھری پایا تھا منظرِ نظرفانی کے سر اقتدار اٹھا اور

ملک اعظم پر پہونچا اور اس سبب سے کہ ملک حسن نظام الملک بحری سلطان محمد شاہ کو باہام طفلی آغوش میں لیا تھا اور کوکا تھا امرائے کلان سے ہوا اور شوکت اور استقلال اسکا اس نہایت کو پہونچا کہ سلطان نے اپنے بحری خاص کو جو کل جانوران شکاری سے انتخاب کر کے اسکو منصب ہزاری اور نقارہ اور علم دیا تھا اور تمام تمام اسکے حال پر رکھتا تھا اسے حالہ کی اور اس تقریب سے ملک نظام الملک بحری نے عزت لا کلام بہم پہونچائی اور مشہور بحری ہوا اور جو صاحب داعیہ تھا ایک جماعت کثیر غلامان ہندی کا دستگیر ہو کر بزرگ ہوئے بعضوں کو منصب دیا اور بعضوں کو سلک مرا میں منسلک کیا چنانچہ جسوقت کہ سلطان محمد شاہ نے اسکو ملک کی طرف ذری غایت فرمائی اور اس تمام ملک میں غلامان ہندی کے سوا کوئی صاحب جاگیر تھا اور خواجہ اسکے حاکم اور سکنت سے راکھ مخالفت اور بغاوت سونگھ کر ہمیشہ اس سے ہوشیار اور خبردار رہتا تھا اور یوسف عادل خان سوانی کو کہ اسنے کسی تقریب سے آپ کو غلامان ترک میں منظم کیا تھا بعد فتح قلعہ کھنہ اسکی دستگیری کر کے بزرگ کیا اسبطح سے بہت غلامان اتراک کو مثل قوام الملک کبیر اور قوام الملک صغیر اور فرما والملک کو قوال اور دریا خان اور تفرخان کو امرائے عظام کے گروہ میں شامل کیا انکے واسطے ایک درگاہ بہم پہونچائی اور دستور دنیا ریشی کی بھی دستگیری کر کے صاحب اعتبار کیا اور اسبطح سے اپنے اہل خانہ جنس کی پرورش اور پرداخت میں کوشش کی اور سعید خان گیلانی اور زین الدین علی اور ایک جماعت امرائے مغل کو مسند دولت و عزت بخش کر لیا اور اپنے غلام مشہور کشور خان کو امرائے بزرگ میں منظم کر کے قوی کیا چنانچہ چار فرقہ بہم پہونچے مغل اور ترک اور حبشی اور دکنی لیکن حبشی بے وصف اسکے کہ خواجہ کے سرکشیدہ اور پرورش یافتہ تھے بتقریباً چار غلامان دکنی سے ایک دل اور محبت ہوئے اور ملک حسن نظام الملک بحری سے دم اتحاد و اتفاق کا مارا اور تمام ترک اول اور آخر سے خواجہ کے مقام اخلاص میں ہو کر ہوا خواہ ہوئے اور اس سبب سے خواجہ چاہتا تھا کہ اتراک دکنیوں پر تسلط تمام رکھیں لیکن اول یوسف عادل خان کو دولت آباد کا ظہار کر کے شامان گجرات اور سندھ پر مقرر کیا اور سرتپر سے جمیع امرائے اتراک کو اسکے سپرد کر کے دربار شاہ میں ملک حسن نظام الملک بحری سے بالادست استادہ کیا اور ملک حسن اس سبب اور باقی اور بھی وجہ سے ماریہ کو فتر کے ماننے پہنچا کر کے ہمیشہ باتیں و خشت انگیزش دو گروہ کی نسبت سلطان کے سمع مبارک میں پہونچاتا تھا لیکن کچھ انرا سپر تر قریب نہوتا تھا اور خواجہ اور یوسف عادل خان کی روز بروز عزت اور شوکت بڑھتی جاتی تھی لیکن جب وقت موعود اسکا آ پہونچا جیسا کہ مذکور ہوا تھا حسن نظام الملک بحری نے بازی کو پیش لیا کہ خواجہ کو شطرنج بلا اور خانہ دغا میں غرق کر کے شہادت کیا اور یوسف عادل خان طلح کی قوت اور برکت سے باوجود ایسے دشمن قوی مثل ملک حسن نظام الملک بحری کے بیجا پوسکی حکومت پر فائز ہوا اور صولت اور شوکت اسکی اول سے نہایت درجہ زیادہ تر ہوئی اور جب سلطان محمد شاہ فوت ہوا یوسف عادل خان اور جمیع امرائے مغل اور ترک اور دکنی جو کوکن کی پرورش میں ہمراہ تھے مشورہ کر کے اور سب یکدل اور یکجہت ہو کر بہ نخل و شوکت جلوس کے مبارک باد کیواسطے دار الخلافہ کی طرف متوجہ ہوئے اور شہر کے باہر ہتھامت کی یوسف عادل خان اور دریا خان اور محمد علی اور تفرش خان اور ملو خان ولد قاسم بیگ و ملکن اور اثر در خان اور غضنفر خان ہزار جوان چیدہ

مغل اور ترک ہمراہ کیا کہ شاہ کی ملازمت کیواستے شہر میں داخل ہوئے اور جہدم قلعہ ارک میں پہنچے باوجود اسکے کہ رسم نہ تھی کہ امرا اپنے نوکروں کو دارالامارتہ کے اندر لیجاوین لیکن ملک حسن نظام الملک بھری کے غدر کے ملاحظہ سے دوسو جوان مسلح اور مردانہ دارالامارتہ کے اندر ہمراہ لیکے ملک حسن نظام الملک بھری نے خود دو راندہنی کر کے امرا منصبداران اور خاصہ خیل قریب پانسو جوان کے مع تمام یلیق یوسف عادل خان کے دفع کیواسطے قطعہ میں لایا لیکن یوسف عادل خان جب اس حالت سے مطلع ہوا معاودت کی صلاح نہ دیکھی اور خدا پر توکل کر کے مع جماعت یکدل و یک زبان ملوادرین ہاتھ میں لیکر قلعہ تخت گاہ پر جا پہنچا اور چار ناچار ملک حسن نظام الملک بھری اور امیر قاسم سیدی نے پشتانی کر کے انھیں سلطان محمود شاہ کی شرف تسلیم سے مشرف کیا اور یوسف عادل خان مبارکباد و کلمہ بروش قدیم سب سے بالادست ایستادہ ہوا اور دریاخان ملک حسن نظام الملک بھری کے زیرست کھڑا ہوا اس صورت میں درمیان اسکے اور ملک احمد اسکے فرزند کے فاصلہ ہوا کہ اگر اعوان و انصار ملک حسن نظام الملک بھری کے انکا قصد کریں اول اپنا انتقام ملک حسن اور ملک احمد سے لیوں اور بعد اسکے جو ہونیوالا ہو ہووے ملک احمد نے اس سبب سے آرزوہ خاطر ہو کر دیا کہ دریاخان کو اپنے اور اپنے باپ کے درمیان سے باہر کرے ملک حسن اتفہو کر مانع آیا اور فتنہ و فساد کے دفع کے بارے میں اسیوقت بادشاہ سے عرض کی اور بعد اختصاص خلعت سے فاخرہ انھیں رخصت انصاف دی یوسف عادل خان کہ ملک حسن نظام الملک بھری کے فساد سے ایمین نہ تھا ملک حسن کا ہاتھ پیر کے حرف و حکایت کے بہانہ قلعہ کے باہر لایا اور جب اپنے خیل و چشم میں پہنچا دوستی اور کھیتی اظہار کر کے نہایت تواضع سے اس سے بہا ہوا اور ہزارہ دکار آمدنی کے ہمراہ اپنے مکان میں شہر کے اندر فروکش ہوا اور دریاخان کو حکم کیا کہ باتفاق امرا سے دیگر نہایت ہوشیاری اور احتیاط سے شہر کے باہر اقامت کرے دوسرے دن ملک حسن نظام الملک بھری مع قوام الملک کبیر و ضعیف یوسف عادل خان کے مکان پر جا کر یہ بات کہی کہ مناسب یہ ہو کہ تم اور جمیع امراے ترک ہمارے طرح شہر میں چلو تو ہر فجر کو باتفاق دربار میں جا کر دو تنخانہ کا بندوبست کریں اور اگر دشمنان اختلاط اور ارتباط کر کے دوست کے دوست دشمن کے دشمن رہیں یوسف عادل خان نے جواب دیا کہ تم جوچہ دوستی اور اتحاد کے بارہ میں کہتے ہو عین مدعا ہو لیکن میرا ہر روز دربار میں آنا مناسب نہیں کسواسطے ہم درو لشکر کے ساتھ رہتے ہیں اور مہمات مالی اور ملکی میں وقوف نہیں رکھتے اور جس طریق سے کہ شاہ مرحوم نے وصیت کر کے مقرر کیا تھا تم اپنے کام میں مشغول رہو اور ہم اپنے کام میں اور علاوہ اسکے امراے ترک کا شہر کے باہر رہنا بہتر ہو کسواسطے کہ وہ جماعت جاہل ہو مبادا انکے اور دکنیوں اور حبشیوں کے درمیان شہر کے کوچ و بازار میں گفتگو اور رد و بدل ہووے آتش فساد افروختہ ہووے پھر اسی مجلس میں یوں مقرر ہوا کہ نظام الملک کبیر و ضعیف یوسف عادل خان کے دربار میں اور امیر جنگی اور انصاف و نظارت کہ سلطان محمد شاہ کے عہد میں اس سے تعلق رکھتے تھے دوسروں سے رجوع کرے اسواسطے آپس میں مشورہ کر کے وزارت کل قوام الملک کبیر و ضعیف اور قتل کو اور شرقی قوام الملک ضعیف و لشکر کو اور جہندری بلور نظارت دلاور خان حبشی کو جو امراے کبار سے تھاتھ ہوئی اور اسی طرح مناصب اور خدمات آپس میں صلاح کر کے لوگوں کے نامزد کیے اسکے بعد باتفاق دو تنخانہ شاہی میں اور سلطان محمود شاہ کے حضور سب کو خلع کر کے یوسف عادل خان اپنے مکان میں آیا اور دوسرے امور بادشاہی

میں مطلق دخل نہ کیا اور تین مہینے تک محل اور ترک دکنی اور حبشی مہر سے علاج اور آبنوس کے مانند آمیزہ پوزخوں
 رہے لیکن ملک حسن نظام الملک بھری اور قوام الملک کبیر نے نقص عمدہ کر کے اس فکر میں ہوئے کہ یوسف عادل خان
 ترک کو کسی ڈھب سے دفع کیجئے اور عادل خان دکنی کو جو امر اسے عمدہ اس خاندان سے تھا اور قوام الملک کبیر
 کی طرف سے ورنگل میں مقیم ہو کر اس طرف کے محلات کو مہر انجام کرنا تھا اسکی جگہ نصب کرین اسواسطے فرامین طلب
 بنام عادل خان دکنی و فتح اللہ عا و الملک صا و یہ ہوئے کہ تم بافق امر اس حدود کے افواج کو لیکر حلو س
 شاہ کے مبارکباد کو او پھر عادل خان دکنی اور فتح اللہ عا و الملک مع لشکر اسے آراستہ دارا خلافت میں کنگر شہر کے باہر وار
 ہوئے اور جریدہ شہر میں جا کر لازم مبارکباد اور تشکیش بجالائے اور دربار سے مخلص اور سرور ہو کر باز گشت کی اور جب دہلی
 پہنچے اس پنج پر گزرے ملک حسن نظام الملک بھری سرشتہ ملک کا اپنے ہاتھ میں لاکر قوام الملک کبیر سادہ لوح کو غافل
 نگاہ رکھتا تھا اس سے یہ بات کسی کہ میں چاہتا ہوں کہ آج امر اسے دکنی کو بلا کر یوسف عادل خان کو دریان سے دوہ
 کروں اور تم اسکی دغذغ سے خاطر جمع کر کے اور امر کو جو اس سے متفق ہیں تھا نوں کی طرف رخصت کرین آخر کو فتح اللہ عا و الملک
 اور امر اسے دکنی ملاحظہ کے سبب کہ امر اسے ترک سے انکے دلیں جاگزین ہو گئے باہر نہیں آسکتے ہیں اگر صلح وقت
 ہو امر اسے ترک حضور اندون اپنے مکانوں میں رہیں قوام الملک کبیر نے یہ امر قبول کیا دوسرے دن ملک حسن نظام الملک
 بھری نے شاہ کو قطعہ ارک کے برج پر بٹھا کر یوسف عادل خان اور فتح اللہ عا و الملک دکنی کو پیغام دیا کہ اپنا لشکر آراستہ
 کر کے شاہ کے ملاحظہ میں درلاوین تو خلعت ہنکر مراجعت جاگیر کی رخصت پاوین فرما و الملک کو تو ال نے اس امر سے
 واقف ہو کر قوام الملک کو خبر بھیجی کہ ملک حسن نظام الملک تجھ سے اور جمیع ترکوں سے مقام غدا و رعداوت میں ہوا اور
 یوسف عادل خان کے دفع کیواسطے بہانہ کیا ہو لیسے دونوں میں امر اسے ترک کو اپنے مکانوں میں غافل مٹھیا
 سے بے ہید ہو و ام الملک کبیر جو یوسف عادل خان کی عداوت میں مصرتھا ملک حسن نظام الملک کی دوستی پر تسنے
 کمال اعتقاد کیا جو کہ اسکی قضا کا زمانہ قریب ہو چکا تھا قبول کیا اور عادل خان دکنی کہ اس معہ تہ سے باخبر تھا
 ملک حسن نظام الملک کے اشارہ کے بموجب مسلح اور مکمل ہو کر مع لشکر ملک شہر میں دریا اور اسی طور سے فتح اللہ
 عا و الملک سپاہ کاویل لیکر داخل ہوا اور شاہ کے حجرے سے اخضا ص پایا اور سلطان محمود شاہ جو حریفوں کا
 دست خوش بلکہ موم کی ناک تھا ملک حسن نظام الملک وغیرہ کی تکلیف سے دونوں سر لشکر کو برج کے اوپر طلب
 کر کے فرمایا کہ غلامان ترک جاہ اطاعت سے قدم باہر رکھ کر بے اندامی بہت کرتے ہیں مناشب ہو تم انکی ناچاہ
 اتنہیر کرو اور جو فتح اللہ عا و الملک یوسف عادل خان سے رابطہ خصوصیت اور صداقت رکھتا تھا اسے مجلس میں نگاہ
 رکھا اور لشکر کو مع عادل خان دکنی کہ شرکت خطاب پر یوسف عادل خان سے کمال عداوت رکھتا تھا ترکوں کے
 قتل پر آمور کیا عادل خان دکنی نے پہلے قوام الملک کبیر کو قتل کر کے فرما و الملک کو تو ال کو مقید کیا اور قطعہ کے دروازہ
 بند کر کے ترکوں کے قتل میں کہ نہایت غافل تھے مشغول ہوا اور نگر خشیان اور قدحان اور بھی امر اسے ترک
 جو یوسف عادل خان کے طفیل سے شہر میں تھے جنگ کمان و مردا گنان دروازہ فہر کی طرف متوجہ ہوئے اور اسی
 تیغ تیز سے قتل کیا اور دریا خان کو کہ خبر غوغا شہر میں لشکر فوجیں آراستہ کی تھیں بولے میں ہر سوار اور ہر جوتے
 دس ہزار سوار سے شہر میں درلائے اور منقول ہو بیش روز یکت بین الفریقین اتن حرب شتمل رہی اور چند مرتبہ

اور میان یوسف عادلان اور ملک حسن نظام الملک کے محاربات عظیم اور معرکہ ماتے شدید واقع ہوئے اور تین چار ہزار مرد طرفین کے مارے گئے اور معاملہ فیصلہ نہ ہوا تھا آخر علماء اور صلحا درمیان میں آئے اور حرف صلح مذکور کیا اور اس واسطے کہ بہت ترک معتبر مقتول ہوئے تھے یوسف عادل خان صلح پر راضی ہوا بعد چند روز کے باتفاق اپنے اعیان و انصار کے شہر سے برآمد ہو کر بیجا پور گیا اور ملک حسن نظام الملک نے غلبہ تمام پایا اور ملک احمد کو جاگیر سرد اور مار و اور اسطرف کے بہت برکات سے امتیاز اور اختصاص بخشا اور فتح الملک دکنی غلام زادہ ملک التجار محمود کا دان المناط بخواجه جہان کو کہ مرد شجاع اور فاضل تھا اسے ہزاری میں داخل کیا اور اسکے فرزندوں کو بھی منصب دیکر بخواجه جہان مخاطب کیا اور فتح اللہ عدا الملک کو منصب وزارت و میر حاکمی دیکر اسکے بیٹے شیخ علی کو باب کبیر فیسے ہزار کی سرشکری پر بھیجا اور انھیں اپنے انصاروں میں شمار کیا اور قاسم برید کو جو اسکا انصار تھا اور ایام ترک کشی میں تقصیر نہ کی تھی شہر کی کوتوالی دیکر رہنوبت کیا اور اقوام الملک صغیر کو جاگیر ملک کی رخصت دی اور چار برس تک ملک حسن نظام الملک بحری اور فتح اللہ عدا الملک ہر روز بلاناغہ والدہ سلطان محمد شاہ کے پاس جا کر اسکے مشورہ سے امور مالی اور ملکی کو انجام دیتے تھے لیکن دلاور خان حبشی نے آپر حسد کر کے شاہ کے من کی کہ فلان خان شاہ کو حساب و رشامین نہیں لاتے اور آپ کی والدہ کے پاس خلوت میں بیٹھ کر امور ملکی اور مالی کو اجرا کرتے ہیں اور اب تک حضرت کو طفل منیر تصور کرتے ہیں اس بات نے بادشاہ کے دل میں آخر کیا اور دلاور خان حبشی کو حکم اُنکے قتل کا دیا اتفاقاً ایک رات دونوں وزیر امور ملکی اور مالی کے سرانجام کو اُسکی والدہ کے پاس گئے تھے دلاور خان حبشی اور دوسرا شخص تلوار کھینچ کر سراہ جا بیٹھے جب دونوں آئے ہر ایک نے فریبتم شہر رسید کی اس درمیان میں ملک حسن نظام الملک بحری مجروح ہوا لیکن جو کہ دونوں تلوار باندھے تھے اور شمشیر بازی میں بے نظیر آن دونوں کو مطلوب کر کے بزور بازو راہ راست قلعہ سے باہر نکل گئے اور ملک قاسم برید باوجود سرنوبتی کے تھانہ دار شہر بھی کیا گیا تھا اُسنے آگاہ کیا کہ بادشاہ تیرے قتل کا بھی ارادہ رکھتا ہے اپنی محافظت میں قیام کر پھر دونوں مع لشکر سوار ہو کر شہر سے نکل گئے اور قاسم برید دروند ماتے قلعہ پر بند کر کے آرمیوں کو بادشاہ کے پاس آنے جانے سے مانع ہوا اور سلطان عاجز و حیران ہو کر اپنے فرمان سے نادم و پشیمان ہوا بیت طریق عشق پر شہر و آفت بہت اسی دل و بیفتد آنگہ درین راہ باشتاب رود باد شاہ نے ناچار ہو کر آدمی اُنکے پاس باطراف کنا نہ ساتھ آٹھ ہزار ہوار سے فروکش تھے بھیج کر عذر خواہی کی انھوں نے دلاور خان حبشی کے قتل کا اشارہ کیا اور دلاور خان یہ خبر سنکر مع اپنے لشکر ولایت اسراور برہانپور کی طرف مفرور ہوا اور ملک حسن نظام الملک اور اسکا بیٹا ملک احمد شہر میں آئے اور فتح اللہ عدا الملک ولایت برار کی طرف گیا اور انھیں دونوں میں ملک حسن کہ شبیدہ بازی چرخ دوار سے راقی تھا اپنے دولت کے استی کام کی فکر میں ہوا اور ملک وحید اور ملک اشرف دکنی کو جو پتہ ملک التجار محمود کا دان کے نوکر تھے اور اُسکے بعد سلطداران سلطانی میں انتظام رکھتے تھے بدوش کر کے دونوں کو درجہ امارت پر پہنچایا اور ملک وحید کو سر لشکر دولت آباد کر کے ملک اشرف کو اسکا نائب اور تخت کیا اور موافقت اور اتحاد کے بارہ میں اپنے فرزند ملک احمد سے سوگند اور عہد لیکر دولت آباد کی سمت روانہ کیا اور اپنے بیٹے فتح الملک دکنی المناط بخواجه جہان کو جاگیر پندہ اور شولہ پور دیکر اُنسے بھی اس بارہ میں مشین مخلصہ لین اُسکے بعد

قلعہ پر قدموں بھیجا اور بعد دو مہینے کے سلطان سے نصرت حاصل کر کے اپنے فرزند ملک احمد کو مع سفیل اور جمیع اموال و اسباب اپنی نیابت کیواسطے خیر کسٹرف روانہ کیا اور جب لشکر آٹھ سوکانوے ہجری میں عادلخان حاکم ورنگل قضاے الہی سے مر گیا اور قوام الملک صغیر راجہ مندری سے بطور بیچارہ ورنگل میں آیا اور علم بغاوت بلند کر کے کل ولایت تلنگ پر متصرف ہوا ملک حسن نظام الملک سلطان کو آٹھار کروڑ رنگل کی طرف متوجہ ہوا اور قوام الملک صغیر نے راجہ مندری میں معاہدہ کر کے پوشیدہ شکایت ملک حسن کے غلبہ کی شاہ کو لکھی اور سلطان جوامر کی زبونی میں ہمد تن مصروف تھا اسکے جواب میں ملتفت نہوا ترس و خوف سے حامل عریضہ کو ملک حسن نظام الملک کے پاس بھیجا اور جب لشکر سلطانی ورنگل میں پہونچا ملک احمد کا نوشتہ خیر سے ملک حسن کے پاس اس مضمون کا آیا کہ بنبر کو وہ کو کہ سلطان محمد شاہ کے عہد میں کشور خان نے غلام ملک التاج محمد کاوان کو جاگیر میں دیا تھا اور اس نے نجم الدین گیلانی کو اپنا نائب کر کے اتنے عرصہ تک بنبر کو کو نگاہ رکھتا تھا اسوقت میں جب نجم الدین گیلانی فوت ہوا بہادر گیلانی کہ اسکا نوکر تھا سرگرمیاں بہادری سے بر آوردہ کر کے بنبر کو وہ اور بنبر وائل اور کولاپو اور کلہراور بہرنالہ تک متصرف ہوا اور یوسف عادل خان کی تحریک سے روز بروز قدم جرات کا بڑھاتا ہوا اور بنبر جیول اور میری جاگیر و نکو مزاحمت پہونچا تاہو اور شہین سے زین الدین علی جاگیر دار جھاکنہ باوجود قرب جوار کے میری اطاعت نہیں کرتا ہوا اور کہتا ہوا کہ جس وقت سلطان دولت و سعادت سے مستقل ہوا ہمات سلطنت میں بنفسہ مشغول ہوگا میں اطاعت کروں گا اس بارہ میں جیسا حکم ہو عمل میں لاؤں ملک حسن نے جواب میں لکھا کہ اول زین الدین علی کو دفع کرو بعدہ اوروں کے دفع اور تدارک میں مصروف ہوا اور خرم الملک دکنی اور خواجہ جہان حاکم پرندہ اور ملک وجیہہ شکر دولت آباد کو اپنے بیٹے ملک احمد کی لکھا اور امداد کے مقدمہ میں مکتوب روانہ کیے اور زین الدین علی نے عریضہ لکھ کر بیجا پور یوسف عادلخان کے پاس اس عبارت سے بھیجا کہ آپ مجھے اپنے خادمتگا ران کی سلک میں جگہ دیکر ملک احمد کے اسباب و مضرت سے محفوظ رکھیے یوسف عادل خان نے رابطہ آشنائی کے سبب کہ خواجہ شہید سے رکھتا تھا زین الدین کے درپے معاونت ہو کر اوائلی پنج چھ سو اسکی مار دو بھیجے اور انھیں حکم کیا کہ تم غاہر قلعہ انداپور میں فروکش ہو اور جبوقت ملک احمد خیر کسٹرف سے زین الدین علی کی استیصال کے واسطے جاکنہ کی سمت توجہ کوئے تم اس حدوں میں جا کو مانع آؤ اور جب یہ خبر ورنگل میں خلعتی نے شہنشاہ حسن نظام الملک کی شوکت و عظمت نے نقصان قبول کیا اور مثل کے بادشاہ اور اسکے مقربوں کی نظرمیں وقار اور اعتبار نہ رہا جیسا کہ قاسم برید اور دستور دینار حبشی خواجہ سرا اور تمام امراءے حبشی نے جو سلطان کی ملازمت میں تھے اس سے برگشتہ ہو کر تین وحشت آئیز شاہ کے سمع مبارک میں پہونچائیں اور شاہ جو اس منصوبہ کی تمنا رکھتا تھا انکے دوبرہ اظہار کوشش ملک حسن نظام الملک سے کر کے حکم دیا کہ جبوقت فرصت پاوین اسے قتل کرین ملک حسن نے اس امر پر حیرت اطلاع پائی اور آدمی رات کو اردو سے شاہی سے بھاگ گیا اور جو کہ پچانہ اسکی حیات کا آہ تھا اسے لبریز ہو گیا اپنے فرزند کے پاس خیر میں نہ گیا اور خزانہ اور تحنگا کے تصرف کی طبع میں احمد آباد بدلی طرف روانہ ہوا اور دلپسند خان دکنی نے جو اسکی پرورش اور دستگیری کے باعث حقیقت میں

اوج عمارت پر پہنچ کر شہر کی محافظت میں قیام کرتا تھا اسے شہر میں لا کر اطاعت کی اور ملک حسن نے آدمی اپنے
 فرزند ملک احمد کو لشکر کی طلب میں بھیجا اور سرنگ سلطین ہمینہ کھول کر دلپند خان دکنی کے باتفاق خیل دشم
 کے لیے میں مشغول ہوا اور ایک بارگی جبل مخالفت پر چوباری سلطان محمود شاہ نے یہ خبر سن کر قطب الملک دکنی
 کو تنگ کا طرہ دار کیا اور امر اسے اس حدود کے ہمراہ بسیل تعیل احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوا اور ملک
 حسن قوت و مقاومت اپنے سے مفقود دیکھ کر چاہا کہ خوانہ بادشاہی کو اٹھا کر اپنے فرزند سے ملحق ہو دلپند خان
 مانع آنکر شاہ کو پوشیدہ پیغام دیا کہ نبدہ مطلع اور فرمانبردار ہوا اور از روے دولتواری ملک حسن کو آج تک
 نگاہ نگاہ انتظار وصول ہو تک پہنچا ہوا سلطان محمود شاہ نے چاہا کہ جو تو اس بات میں صادق اور راست
 ہے تو اسکا سر کاٹ کر ہماری درگاہ میں بھیج کہ دولتواری اور یکنگی تیری خانہ ہو وے دلپند خان نے
 ملک حسن کے حقوق تک کو طاق نسیان پر رکھ کر پانسو جوان مردانہ لیکر اسکے پاس کہ قلعہ دارک میں تھا گیا اور یہ پیغام
 دیا کہ میں تجھ سے ایک مشورہ کیا چاہتا ہوں اور یکہ باتیں ضروری تخیلہ میں کو نگاہ ملک حسن اسی وقت اسکا ہاتھ پکڑ کر
 جوہرین آیا اور دلپند خان جو قوی دست تھا ہاتھ ملک حسن کے گلے پر کہ پر وضع ہوا تھا رکھ کر ایسا گھونکا کر غرور
 اسکا قفس تن سے بھڑک کر نکل گیا اسکے بعد سروسکا جدا کر کے اور ہاتھ میں لیکر چھ سے برآمد ہوا اور حضار مجلس
 سے کہا کہ جو شخص اپنے ولی نعمت سے نمک حرامی کرے اسکی سزا یہ ہے پھر وہ سر ایک جماعت کو دے کر بہ تعیل جبل
 اردو سے شاہ میں بھیجا اور بادشاہ نے شہر میں داخل ہو کر دلپند خان دکنی اور مغلون اور ترکوں کو اپنا انیس اور بیس کیا
 اور اسے جماعت شاہی کا مدار الیہ کیا لیکن مقتضایے جوانی شرب و شراب اور استیلاء غمہ خگ و رباب اور ہریر و بان
 و مسانکے احتلاط میں مشغول ہوا اور یہ علت اپنی طبیعت پر چھوڑ کر سوز فراج ملک کے معاملہ میں نہ مصروف ہوا اور
 اپنے حفاظت کی واسطے بہت جاہر تخت فیروزہ سے برآوردہ کر کے کئی صراحی اور پیالہ مرصع تیار کرائے اور سبط
 شرب اوتمنور خاص کو بھی تخت فیروزہ کے جاہر سے مرصع کیا اور کٹھنہ سونا نوے ہجری میں آگ رشک و حسد
 مغلون اور ترکوں اور ویشیدوں اور دکنیوں کے دلون میں مشتعل ہوئی ہر چند سعی اور تدبیر کی کہ سلطان انھیں نظر عنایت
 سے گرا دے مقدمہ آئی اس سبب سے دلپند خان اور تمام دکنیوں اور ویشیوں نے اتفاق کیا کہ سلطان
 محمود شاہ کو قتل کر کے دوسرے شخص کو اولاد خاندان ہمینہ سے تخت دکن پر بٹھایا وین اس واسطے تمام اہل قلعہ دارک
 یعنی فیلبان اور جوہار اور دربان اور کوتوال اور پردہ داران وغیرہم کو ساتھ اپنے متفق کیا پس صوفت کہ لشکر
 ہندروم پر تاخت لایا یعنی دن گذارات ہوئی اور میراعظم یعنی آفتاب جانشاہ نے جو ملک چارم پر ساکن ہو اپنی
 محبت سے جان کو تیر قرار کیا ان کافر نعمتوں میں کش نے ہزار سوار اور پیادہ سے مسلح اور کھل ہو کر اس رات
 کو کہ اکیسویں شہر ذیقعدہ ۹۷۸ھ آٹھ سو نوے ہجری یعنی دفعۃً آپ کو قلعہ دارک میں جو سلطان محمود شاہ کا نشین تھا
 پہنچا یا اور قلعہ کے اندر جا کر اس خوف سے کہ مبادا مغل اور ترک اسکی مدد کو آویں دروازوں کو اندر سے بند
 کر کے محکم کیا اور عمارت شاہی کی طرف متوجہ ہوئے سلطان محمود شاہ کہ اسوقت بساط نشاط بچھائے ہوئے تھا
 غمر غامے عظیم سے بہتا رہا ہوا اتنے میں ایک جماعت دکنیان اور ویشیان غدار پردہ داروں کی ہدایت سے ان
 پہنچ کر غریزہ خان ترک اور بھی جاہر غلامان ترک اور حسن علی خان سبزواری اور یزالی مشہدی الملقب ملو خان

چنگ و رباب

کہ مروی اور شجاعت میں موصوف تھے اور باوصف اسکے کہ خالی ہاتھ تھے اسلحہ کی قسم سے کچھ مابین کشتہ سلطان
 اور غداروں کے درمیان میں آنکر اپنی جان عزیز اپنے ولی نعمت پر نثار کی اور سلطان نے فرصت پا کر اپنے تین باہر
 قصر پہنچا یا اور حرم سرا اور شاہ بچ کے سوا تمام قلعہ مفسدون کے قبضہ اختیار میں تھا جنگ میں مصروف ہوئے
 اور سلطان نے دروازے چار دیواری قصر کے بند کر کے باتفاق چند نفر مغلوں اور ترکوں کے جو ہتھیار ہم کاسا و ہریم
 صحت بہتے تھے انکے مدافعہ میں مشغول ہوا چنانچہ بعض تیر و کمان اور بعض پتھر اور ڈھیلوں سے ان فیطین بے پناہ
 کو رجم کرتے تھے اس درمیان میں سلطان محمد شاہ نے جس جیلہ سے کہ ممکن تھا ایک شخص کو باہر بھیج کر مغلوں اور ترکوں
 کو اس واقعہ سے خبردار کیا اس صورت میں فرہاد خان شیرین مقال اور غیر خان اردستانی اور محمود خان گیلانی باقی
 کشور خان غلام خواجہ شہید تین سو یا چار سو ترک اور مغل ترکش بند بیکر قلعہ کی طرف متوجہ ہوئے اور جب دروازہ
 مسدود پایا شاہ بچ کے کنگروں پر گنبدین ڈاکر لاکھ محنت و مشقت سے آٹھ آدمی چڑھے اور دار و گری فراد پر کیا
 الغرض بعض مردم دکنی اور حبشی خیال اسکے کہ لشکر مغل اور ترک کا تمام قلعہ میں داخل ہوا بند دلی کر کے بھاگے ہو
 حالانکہ سلطان اور اضطرار میں دروازہ کھول کر پہلے تھے کہ باہر نکل جاویں اس دوسان میں جو مرضی آتی کہ شاہ کو فتح
 سے متعلق تھی کھپس جوان سیر واری جو سلک سلو اراں سلطانی میں انتظام رکھتے تھے اور ہر معرکہ میں انکے ہاتھ
 وقوع میں آتی تھی دروازہ کے قریب پہنچ کر بعضوں شیر اور بعضوں نے شمشیر لیکر اس جماعت پر حملہ کیا اور کچھ
 پھر قلعہ میں داخل ہوئے اور ارادہ کیا کہ دروازہ بند کرین جوانان سیر واری نے فرصت نہ دی خود بھی انکے پیچھے
 وڑ آئے اور مخالف اور موافق کے درمیان جنگ عظیم واقع ہوئی ایک دوسرے کو کبھی اس طرف اور کبھی اس طرف
 دوڑاتے تھے کہ آگاہ شہر شہیخت کشور خان شاہ بچ کے نیچے بیخبر شکر سو جوان مسلح سے آپہنچا اور مخالفوں کو زیر
 کر کے اس عمارت کی طرف کہ جس کو نگینہ محل کہتے تھے پہنچا کہ مفرور کیا اور اس رات کو شہر میں غوغا سے عظیم ہوا
 چونکہ کوئی شخص حقیقت حال سے مطلع نہ تھا اجلاف و کن ہجوم کر کے بہت مردم مغل اور ترک کے مکانات اور گوتاراج کیلئے
 اور جب آدھی رات گذر لی شاہ عالم آرائے زمانہ کی سیاہ روئی کو صیقل عکس سے صاف کیا اور عار و بے دار
 اور فراش اور بھی شاگرد پشیہ نے جو ابتدائیں مخالفوں سے ایک ہو کر انھیں دولتخانہ کے اندر لائے تھے اسوقت ظلم اور تھوپی
 اور اطمینان کے اشیاء علفی کو آگ دی کہ خانائے تاریک کو کہ جنہیں مخالف پوشیدہ ہوئے تھے روز سے
 روشن ترک کے انگوٹا بہر لائے تھے اور انکی حیات کا بیڑا تیغ کے گھاٹ سے بار اُتارتے تھے اس عرصہ میں دربار
 ہوا کہ روسائے دکن مع تین سو سوار بعض محال قلعہ میں مسلح اور مکمل ایستادہ ہو کر انتظار کرتے ہیں کہ جب روز
 روشن ہوئے بہتیت مجموعی دروازہ پر حملہ لاکر اور اسے محول کر باہر نکلاویں سلطان نے جاگیر خان ترک کو کہ
 ساتھ ملک الموت کے لقب تھا قلعہ کے دروازہ کی محافظت کو مقرر کیا اور خان جہان ترک کو مع اپنے آدمیوں کے
 شہر دربار کی محافظت کو بھیجا اور کچھ میرے مازنی نژاد جو صطبل میں پرورش پاتے تھے لوگوں کو تقسیم کیے تو سوار
 ہو کر ملاکی روزگار شیر بہتان قلعہ سے برلاویں اور جب شاہ خاور نے تیغ زر اندر دنیا مسمیہ نام سے کھینچی جنود
 نامعدود شب کو متفرق اور پریشان کیا سلطان محمد شاہ نے تخت پر اجلاس کر کے جمیع مغل اور ترکوں کو حکم کیا
 کہ حرا محذران دکنی اور حبشی کے مکانات پر جا کر جیسے پاؤ قتل کرو اور مال و اسباب انکے غارت اور تاراج کرو

منقول ہو کہ تین روز تک اس شہر میں قتل و غارت کی آگ روشن اور فروختہ رہی اور کوئی شخص شاہ سے التماس
 عفو کر سکتا تھا آخر کو ایک شاہ محب اللہ کے فرزند نے شاہ سے انکی سفارش کی تو آتش غضب اسکی فی الجملہ
 ساکن ہوئی اور قتل و غارت اور تاراج نے تخفیف پائی اور بعد اس واقعہ کے سلطان محمود شاہ شہر و قلعہ کو آئینہ بند
 کر کے چار دن عیش و عشرت میں مشغول رہا اور محفل نشاط اسطرح ارستہ کی کہ خوشید عالم افروز ہزاروں آنکھ
 فلک سے قرض لیکر اسکے تماشہ کو دوڑا اور بادشاہ نے شاہ رُج کے قریب کہ اپنے اوپر مبارک اور سعید جانتا تھا ایک
 قصر رفیع اور وسیع کی بنیاد ڈالی اور بہت شانہ اس قصر رفیع کی تعمیر میں مصروف رہا کہ چند عرصہ میں سقف بلند اسکی
 ابوان کیوان سے گذرانی اور زمانہ اسکی صفت میں یہ اشعار پڑھ کر مترنم ہوا نظم این گلستان است یا صحنی ہم پست
 این شبستان است یا بیت الحرم یا آسمان ۴ آسمانست این لیکن آسمان برقرار ۵ بوستانست این ولیکن بوستان بچران
 چون موت البروج و چون ارم ذات العباد ۶ چون جان ذات السور و چون حرم دارالامان ۷ اور بعد اتمام
 اس قصر مشتری مقام کے خسر و سپہا قشام بام سے شام تک شرب مدام میں دوستکام اور عیش و عشرت میں
 بردوام قیام اور اقدام کرتا تھا اور عراق اور خراسان اور ماوراء النہر اور لاہور اور دہلی بلکہ ہر مقام سے ارباب
 نشاط اور سازندہ یہ خبر سکر دکن کی طرف متوجہ ہوئے اور اسی طریق سے قصہ غوان اور شاعران اور ندیم اطراف
 جان اسکی دگاہ میں جمع ہوئے احمد آباد بیدر رشک ایران و توران ہوا اور دار الخلافہ کی خلقت خرد و بزرگ
 بمقتضای الناس علی دین ملوکم اسی کام میں مشغول ہوئی پیران خانقاہ جبہ اور خرقہ رہن کرتے تھے اور
 پڑھنے والے سجادہ نشین معتکف خرابات ہو کر زیر خم خانہ بیٹھے اور حکام اطراف صورت حال حسب دلخواہ دیکھ کر
 اپنے استحکام کی کوشش میں بڑے جوار سے شاہی یا شاہی باوصف سرداری سلطنت طرفداروں کا شریک اور رفیق
 ہوا مگر یہاں اور جب نے ظاف کیا رقم عزل اپنے چہرہ حال پر کشیدہ دیکھی اور کھوڑے عرصہ میں بادشاہ کے تصرف میں
 حکمت تلنگ اور عالی اور جاشی احمد آباد بیدر کے سو کوئی مملکت نہ رہی لیکن تمام طرفدار ملک احمد بھوی کے سوا مدت
 دراز تک بحسب ظاہر اطاعت کرتے تھے اور اطاعت انکی منحصر اس پر تھی کہ اگر سلطان قاسم بیدر ترک کی تکلیف
 کے سبب لشکر کسی طرف کھینچا تھا اور یہ صرفہ ہمراہی میں دیکھتے تھے مع افواج اپنے کمال عظمت اور شوکت میں
 کہ شاہ کا تخیل اسکے مقابل کچھ دیکھائی نہ دیتا تھا رفاقت کرتے تھے اور جب بادشاہ عازم مراجعت ہوتا تھا اتنا
 راہ سے جلد ہو کر ہر ایک اپنی ولایت کی طرف رجوع ہوتا تھا اس خوف سے کہ بادشاہ کے دربار میں ہونا یا بدوش
 سابق سلام کرنے کا اتفاق ہو گا سفر میں سلطان کے دربار میں حاضر ہوتے تھے اور ملک احمد بھوی کہ لشکر شاہ کو تواتر
 شکست دینے سے تمام جان میں بدنام تھا کسی سفر میں ہمراہی نہ کرتا تھا شہر احمد نگر میں بنیاد استقامت کی
 بنا کر طریق شانہ اور روش خسروانہ اختیار کی تھی اور ابھی یوسف عادل خان دہلی اور فتح اللہ ملک کے پاس بھیج کر
 خطبہ اور لازم بادشاہی میں مبالغہ کر کے ایسا مقرر کیا کہ تیون شخص بالاتفاق اظہار شعار بادشاہی میں مشغول
 ہو دیں اور پردہ حجاب سے برآمد ہو کر علانیہ بیچ وقت نوبت بادشاہی پر جواب مازیں اسوا سٹے حضرات
 مذکورہ نے مشقہ آٹھ سو چالیس ہجری میں نام سلطان محمود شاہ کا خطبہ موقوف کر کے اپنے نام کیا اور خطبہ
 آٹھ سو ستانوے ہجری میں قاسم بیدر ترک سرلوٹ نے خواہی خواہی منصب کالت اور طرفدار سی اطراف

اور اناف حشنگاہ کے دستیاب کر کے قبضہ قندھار اور اوڈیسہ اور دیگر اور کیا ان اپنی جاگیر مقرر کی اور چاہتا تھا کہ جو قلعے ان پر گنوں میں واقع ہیں انھیں بھی قبضہ میں در لائن لیکن جی سلطان قلعہ نے انکار کر کے نہ دیا اور قاسم برید نے یہ امر شاہ کی تحریک سے تصور کر کے سر حلقہ اطاعت ظاہری سے باہر بھینچا اور یکبارگی پردہ حجاب منہ سے اٹھایا اور اعوان و انصار اپنے ہمراہ لیکر قلعوں کی تسخیر میں متوجہ ہوا اور دو تین مرتبہ لشکر سلطان محمود شاہ کو شکست دے کر اسکے رفیعین آمادہ ہوا تھا اور قریب تھا کہ شاہ کو شہر بیدریسی باہر کرے مگر گاہ دلاور خان حبشی جو ملک حسن نظام الملک بھری کے خوف سے برہنہ کی طرف روانہ ہوا تھا مع لشکر مستعد در الخلافت میں آیا اور حکم کے موافق قاسم بریدی کی دفع اور بنیہ میں روانہ ہوا اور جنگ عظیم دونوں سرداروں کے درمیان واقع ہوئی اور قاسم بریدی شکست پا کر گلندہ کی طرف راہی ہوا اور دلاور خان حبشی نے قلعہ کی نحوست سے اسکا تعاقب کر کے جاہل ایک بارگی اسکی سلک جمعیت کو درہم و برہم کر کے کہ لگا ہوا شطرنجیان کا رخانہ تقدیر نے ایک منصوبہ مانہ ظاہر کیا ایک قبل کنارہ سے عرضہ پیر و ڈرا کر حریف کو مغلوب کیا بیان اس اجمال کا یہ ہے کہ عالی کو لاس میں طے مسافت کے درمیان ایک قبل مست لاوٹھا حبشی کے لشکر سے سرفیلیان کی یکجہ سے کھینچ کر اپنی فوج پر و ڈرا اور بت سپاہیوں کو ہلاک کر کے اصلاح برتہ آتا تھا اس واسطے دلاور خان نیزہ ماتھر میں لیکر مع جماعت جو ان سے قبل کی طرف متوجہ ہوا و فیصل اسپر حملہ آور ہوا اور سپاہی بھاگ گئے اور دلاور خان اس کے خرطوم اثر دنا مثال میں گرفتار ہو کر ہلاک ہوا اور قاسم برید اس مہربانی غیبی سے اطلاع پا کر اپنے تخت بندی کا آثار اٹھا اور اسی وقت معاودت کر کے تمام ساز و براق اور اثاثہ شوکت پر اسکے متصرف ہوا اور اسی طرح عصائیہ عصیان ناصبیہ طغیان پر باندھ کر حد سے زیادہ نشان غرور کا بلند کیا اور سلطان محمود شاہ نے اقتضائے وقت کے موافق صلاح ملائمتیں دیکھ کر قول نامہ کہ رسم دکن ہو مشعر عفو گناہ اور تقویٰ لین منصب و کالت اسکے پاس بھیجا اور قاسم برید مع جماعت خوب دار الخلافت کی طرف متوجہ ہوا اور مسند اعلیٰ پر جلوہ گر ہو کر ایسا متعل ہو کہ سلطان نام کو بادشاہ رہا اور مورخین سلطنت برید بہ کو اسی سال سے صحت کرتے ہیں اور جب روز بروز اسکا استقلال زیادہ تر ہوا بطریق سائر امر آپ کو عمدہ مردم دکن سے جانتا تھا اور نامہ رائے بیجا نگر کو لکھا کہ یوسف عادل خان نے بادشاہ سے مخالفت کی اور خطبہ اور سکھ پر اپنا نام جاری کیا ہو اگر آپ مدد و معاون ہو کر لشکر اس مملکت پر بھیجنیں اور قندھار اسکا دور کرین مد کل اور راجپور آپ کے تعلق رہیں گے رائے بیجا نگر کہ طفل خرد سال تھا اپنے وکیل یحیٰی کو مع لشکر کثیر یوسف عادل خان کی ولایت پر بھیجا اور نوع خوابی طور میں پہنچائیں اور قلعہ راجپور اور مد کل پر متصرف ہوا اور یوسف عادل خان طاقت مقابلہ لشکر بیجا نگر سے نہ رکھتا تھا اتنے صلح کر کے بقصد تادیب قاسم برید روانہ ہوا اور اس نے ناچار ہو کر ملک احمد نظام الملک بھری کو پیغام دیا کہ یوسف عادل خان میری اخراج کی واسطے متوجہ ہوا ہو اگر وہ خداوند نعمت کمک کرین یہ سہلترین وجہ اسے درمیان دفع کرین قلعہ کو دواور کو کن اور پناہ اور کلہر جو بہادر گیلانی کے تصرف میں ہو آپ سے رجوع کرونگا ملک احمد نظام الملک بھری اسکی مدد پر متعہد ہوا اور باتفاق فخر الملک و کئی القاطب بخواجہ جان اور اسکے بھائی زین خان کے باشوکت تمام احمد آباد بیدہ کی طرف روانہ ہوا اور اسکے قریب پہنچنے سے قاسم برید قوی پشت ہوا اور شاہ کو بھری میں اختیار نہ رکھتا تھا سوار کر کے صفوں جنگ

آٹا سنگی بین مشغول ہوا اور سلطان محمود شاہ کو قلب لشکر میں جگہ دے کر خود ہرامل ہوا اور مہمینہ بر ملک احمد کو اور
میسرہ پر فخر الملک دکنی المظاہر بنو جہان اور اسکے بھائی کو مقرر رکھا اور اپنے فرزند کو ایک ہزار سوار سے ترکیب
کیا اور یوسف عادل خان بھی ساتھ اس ترتیب کے کہ نہ کو رہو گا افواج آلاستہ کر کے سیف و عنان کے استعمال
میں مصروف ہوا اور بعد کوشش اور کشش فزوان سلطان اور قاسم برید اور فخر الملک دکنی منہم ہو کر احمد آباد
بیدر کی طرف مقرر ہوئے اور یوسف عادل خان اور ملک احمد نظام الملک بھری ہو کر مین مقیم ہو کر مساعت
بخت بلند کے سبب کوئی کسی پر حملہ آور نہ ہوا اور اسی طرح آئین بھی بھیکر موافقت اور اتحاد کے بارہ مین گفتگو کر کے
ہر ایک جنگ گاہ سے اپنے مکان کی مراجعت کی اور ۱۹۹۹ء سنوٹا نوے ہجری مین سلطان محمود شاہ گجراتی نے ہاتھ
تبریزی کو جو اسکے متعلقین سے تھا برسم رسالت سلطان محمود شاہ کے پاس بھیج کر پیغام دیا کہ بہادر گیلانی جو تھا
امرا کی سلک مین منتظم ہوا اور ساحل دریا تصرف مین رکھتا ہو جو میں جہاز بناد گجرات کے جو مال تجارت حصے سے ملو
تھے غارت مین اور اسے بھی اکتفا نہ کر کے یا قوت جہشی کو مع رو سو جہاز مشیون مروان کاری سے مہام مین بھیج کر بہت مصاحفہ
اور مباحث مین آگ لگا کر خاک سیاہ کی اور قتل و غارت مین بدرجہ نہایت کوشش کر کے مصداق اعمال شنیعہ ہوا اور اسکے بعد داعیہ
کہ دریا کے رستہ سے بندہ سورت پر لشکر بھیج کر اسکی خرابی مین کوشش کرے اور لشکر گجرات کا تشکی کے راستہ سے جا کر
جیکہ بارہ ولایت دکن سے خواب اور با مال نہ کرے بہادر کے مسکن تک نہیں پہنچ سکتا اور لشکر عظیم دریا کے
راستہ سے بھیجنا بھی تعذیب مناسب یہ ہو کہ آپ اسکے دفع اور منع مین کوشش فرماوین اور جو عاجز ہووین غلام
بخشین تو دوستان قدیمی حسب طور سے کہ ممکن ہو اسکا علاج ظہور مین ہو گا وین سلطان محمود شاہ اس پیغام سے نہایت
آزرده ہوا اور ہمراہ قاسم برید کے بہادر گیلانی کے دفع کیواسطے لشکر روانہ کیا اور جب حکام دکن سے امداد طلب
کی یوسف عادل خان نے اپنے رفیق کمال نمان دکنی کو بلایا ہزار سوار ہمراہ کر کے اسکی خدمت مین بھیجا اور ملک احمد
نظام الملک بھری نے مبارز خان ولد خواجہ جہان ترک کو جسے اسکی ملازمت اختیار کی تھی اور احمد نگر مین رہتا تھا اسی
قدر سپاہ سے اردو شاہ مین روانہ کیا اور اسی طرح سے فتح احمد عادل الملک نے بھی اپنے ایک معتد درگاہ کو مع
لشکر قلیل شاہ کی خدمت مین ارسال رکھا اور بہادر گیلانی جیسا کہ مذکور ہوا محذورم خواجہ شہید کی سلک ملازول مین
سرفراز تھا اور اسکے بعد شہادت کی نجم الدین گیلانی کا نوکر ہوا اور اسوقت نجم الدین گیلانی بندر کو وہ مین کشور خان غلام
خواجہ شہید کی طرف سے بندہ کو وہ کے انتظام مین قیام کرتا تھا وہ اس شہر کی کوتوالی کے سبب شجاعت اور مردانگی
میں مشہور ہوا قصار نجم الدین گیلانی بندہ کو وہ مین قذیت ہوا اور بہادر کے دل مین مخالفت کی ہوس جا کر مین ہوئی
اور ۱۹۹۹ء سنوٹا نوے ہجری مین بندہ کو وہ کے بنو بست مین مشغول ہو کر کشور خان کے تمام علاقہ پر متصرف
ہوا اور چند روز مین وائل اور چوہل اور کلہر اور پالہ اور کولا پورا اور ہروالہ اور نلگوان اور پرت کو اپنے قبضہ مین لایا
اور بارہ ہزار سوار اور پیادہ بشمار بہم پہنچائے اور جزیرہ مہام کو جو شاہان گجرات سے تعلق رکھتا تھا لیا اور
کمال خان اور صفدر خان جو شاہ گجرات کی طرف سے مع لشکر حار دریا کے راستہ سے آئے تھے انہیں ملڑا اور انھیں
گرفتار کر کے قید کیا اور انکا اثاثہ شاہی غارت کر کے اپنے اسباب شوکت مین شامل کیا اور ملک احمد
نظام الملک بھری اور یوسف عادل خان سوانی کی حرب و ضرب سے سرنہ جہکنا تھا بلکہ متلحہ جام کھنڈے

جو یوسف عادل خان کے باپین ولایت تھا حسن پیر سے اُسے بھی اُسکے آدمیوں کے قبضہ سے برآمدہ کر کے اس
 فکر میں ہوا کہ اسے بھی پورا پورے بچا کرے اور اس سبب جو دفع اسکا باسانی سیر نہ تھا دو نوں ہر گوارا اس سے طریق
 مدار اور مواسا مسلوک رکھتے تھے یہاں تک کہ سلطان خود بنفس اسکے دفع کیواسطے متوجہ ہوا اور یوسف
 عادل خان اور ملک احمد نظام الملک بحری دونوں نے اس امر کو اپنے اقبال سے تصور کیا اور جیسا گذرا
 سلطان کی مدد کیواسطے روانہ ہوئے سلطان محمد شاہ نے اول بہادر گیلانی کو فرمان بھیج کر سلطان گجرات کے
 نوشتہ سے اعلان کیا اور لکھا کہ کمال خان اور صفدر خان کو مع اس شہیا کے جو جہازوں میں تھی شاہ گجرات
 کی درگاہ میں بھیج بہادر گیلانی نے جب سنا کہ صفدر خان سلطان کا فرمان لانا چاہتا ہے راہزور وں اور محافظوں کو
 لکھا کہ اسے قصبہ مرج سے آگے نہ بڑھنے دینا اور زبان جرأت کے لاف و گداز میں نہ لگے اور جب یہ خبر
 سلطان کے سمع مبارک میں پہنچی اور افواج ملکی بھی سب جمع ہوئی بلکہ متواتر اسکی دفع میں متوجہ ہوا اور
 بعد قطع مراحل و طے منازل جب قلعہ بام گھنڈے میں پہنچا قلعہ بام گھنڈے دکنی جو طر فدار تلنگ تھا اسکی فتح
 کیواسطے مامور کیا اور جماعت گیلانی جو بہادر گیلانی کی طرف سے اس قلعہ میں تھی بالاسے برج آن کر جنگ میں
 مشغول ہوئی ناگاہ ایک تیر قلعہ بام گھنڈے دکنی کے سینہ پر لگا اور آن واحد میں اسی بیجان کر کے مقابل سے
 نکل گیا سلطان نے اسکا خباہتہ دار السلطنت کی طرف روانہ فرمایا اور سلطان قلی خواص بہدانی کو قلعہ بام
 خطاب دیکر قصبہ کو نکر اور در کی اور بعضے اور مالک تلنگ سے اُسے جاگیر غایت فرمائی اور چند روز میں اس قلعہ کو
 امان دیکر مفتوح کیا اور یوسف عادل خان کے متعلقوں کو سپرد کر کے منگلیہ کی طرف کہ بہادر یوسف عادل خان
 کے خوف سے وہاں مقیم ہو کر مانع اور مزاحم ہوتا تھا متوجہ ہوا لیکن ابھی فوج سلطانی قلعہ میں نہ پہنچی تھی کہ بہادر
 واپس سے راہ فرار پائی اور سلطان نے اس قلعہ کو کہ بہادر گیلانی اسکا بانی تھا اور اسی عرصہ میں اسکی عمارت اتمام
 کو پہنچائی تھی تین روز میں فتح کیا اور قاسم بریدی کی صلاح سے برج کی طرف روانہ ہوا اور بعضے سردار بہادر گیلانی
 کے کہ اس تین روز میں قلعہ میں آن کر متحصن ہوئے تھے پھر قاسم بریدی کے مدافعت میں مشغول ہوئے اور وہاں کے حاکم
 نے میدان میں انکر آتش جنگ کو مشتعل کیا اور انہی کے اکثر مقتول ہوئے اور بقیہ السیف سانپ کے مانند سولخ
 قلعہ میں داخل ہوئے اس صورت میں قاسم بریدا اور تمام اُمرانے یہ صلاح کی کہ مورچے قسمت کے اظراف سے چند
 سنگ قلعہ کے اندر لیجا دیں تو قلعہ کا پانی خندق میں دیکوئے اور بے آبی سے جھاری ہلاک ہو دیں اور ہر برج کے
 مقابل اکبر برج باہر تیار کر دیں تو راہ فرار سدود ہو کر قلعہ طار نے حیران ہو کر امان طلب کی اور سلطان نے قاسم بریدی
 استرخا سے امان دی اور دو سو گھوڑے عراقی اور عربی بہادر گیلانی کے نائب کے مع اسلحہ فراوان دستیاب ہوئے اور
 بہادر کے سپاہیوں کو آگاہ کیا کہ جو نوکر ہوئے اُسے اہلکار و وظیفہ اور جاگیر دیوین اور جو کہ بہادر گیلانی کے پاس
 جاوے بہادر اُسکے گھوڑے اور اسباب سے متعرض ہو دیں مظلون نے عرض کی کہ ہم کیونکر بہادر گیلانی کے
 روبرو جاویں گھوڑے اور ہتھیار ہمارے ضائع ہوئے اور قلعہ ہمارے قبضہ سے نکل گیا اس زلیست سے
 مرنا تہیہ ہو کر اگر سلطان ہمارے قتل کا حکم کرے بہترین غایت ہوگی سلطان کو اس جماعت کا اخلاص پسند
 آیا اور مظلونہ ہو کر فرمایا کہ تمام گھوڑے اور ہتھیار اُنکے سپرد کر کے بہادر گیلانی کے پاس بھیج دیں

اور اسی عرصہ میں مہر سے کوچ کر کے پیادہ کیطرف سوار ہوا اسوقت بہادر گیلانی نے ایک شہنشاہ میں
جو اردو سلطانی میں تھا اسے یہ پیغام دیا کہ سلطان شہرے اور نظر عنایت مبذول رکھتا ہو اگر شیکشن بھیجا
معدرت مفتوح کرے یقین ہو کہ یہ وہ ایک پھر تھے ارزانی کر کے مراجعت فرمائے بہادر گیلانی نے اول نصیحت و ستائش
عمل کیا خواجہ نعمت اللہ تبریزی کو جو مرد شہسازانہ تھا اظہار بندگی اور اخلاص کو واسطے اردو سلطانی میں روانہ
کیا اتفاقاً جب کہ خواجہ نعمت اللہ تبرستان بوسی سے شریاب ہو کر حق رسالت بجالایا بخشد مہیے منت نے اسی دن
کہ ستائیسویں ماہ جب سہ ماہ گذرے کی تھی شاہ کو فرزند موسوم باجد کرامت فرمایا اور اس شخص پر اقتدار تاج
پہنے نور بصر کے زیب فریق کر کے جشن کی بزم آراستی کی اور قاسم بریدی کی صوابدیر سے خواجہ نعمت اللہ کی ہنیت
قدوم کا بھانہ کر کے بہادر گیلانی کی تعصبات معان کیں اور یہ ارشاد کیا کہ وہ اگر جاری ملازمت کو حاضر ہوئے اور زور
فیل اور مال مقرری جاری کچھری کھلی ہیں پہونچا دے قلعہ اور بلاد اسکے جو اسکے تصرف سے برآوردہ ہوئے ہیں پھر
ساتھ اسکے مقراردہ موقوف رکھوں خواجہ نعمت اللہ نے یہ مژدہ سکر بہادر کو خط لکھا کہ تو خط بنا پر مہرے ہو آپ کو جلد شاہ کی
خدمت میں پہونچا تو میرے متمنات درجہ قبولیت پہونچیں جب مکتوب خواجہ کا آئے پہونچا پھر راز غزورے بیضہ
عجب و نپار کا اسکے کاغذ و مانع میں رکھا اور اس معنی کو شاہ اور قاسم بریدی کے عجز و زبونی پر گمان کر کے پیغام
دیا کہ میں چاہتا ہوں اس سال خطبہ اپنا شہر احمد آباد ویدین ٹپھوں اور سال آٹھ اچھا کا دیگر گجرات میں اور حالانکہ قاسم
بریدی وہ تھا کہ اگر بہادر کو مستامیل کرنا یوسف عادل خان بعد اجبت شاہ اس ولایت پر زور و خدمت صرف ہوتا تھا
شاہ نے نہ سکر پیادہ سے کلہر کیطرف آیا اور قلعہ کلہر کہ وہ بھی بہادر گیلانی کے آثار سے تھا مفتوح کیا اور قصبہ کو غارت
کر کے اسکے اخراج میں راسخ اور جانم ہوا اور بہادر گیلانی قلعہ مہر اور کلہر کی فتح سے متحیر ہوا اور سمجھا کہ قلت
سے امر خطیر کا ارتکاب کیا ہے اور اس دسمیان میں ملک شمس الدین طارمی جو بہادر گیلانی کی طرف سے حاکم داخل کا
تھا قلعہ کلہر کی غارت کا سکر اتفاق زمینداران اس حدود کے سلطان کی ملازمت میں حاضر ہوا اور بہادر
گیلانی زیادہ تر دیلے اضطراب میں پڑ کر قلعہ نیالہ میں کہ اس حدود میں اس قلعہ سے محکم زمینیں ہو دیا جو
مفتوح کر سکتا تھا اس واسطے سلطان کو لاہور کیطرف متوجہ ہوا کہ وہاں سے دریائے سندھ و ایل کے تماشا کو روانہ
ہو دے بہادر گیلانی نے بتصور باطل قلعہ نیالہ سے برآمد ہو کر بیکس تعالٰیٰ اپنے تین کو لاہور میں پہونچایا کہ سلطان
کا سدناہ ہو کہ تنور حرب گرم کروں اور آخر کو قبولیت شاہی سے ہر اسان ہو کر بھاگا اور بہت آدمی اس کے گمشدہ
ہوئے اور پھر اسمیں سے شاہ کی ملازمت میں حاضر ہوئے اور بعض یوسف عادل خان کے پاس گئے اور شاہ نے
قاسم بریدی کی صلاح سے فخر الملک دکنی المخاطب خواجہ جان حاکم نر بدہ کو کہ اس سفر میں ہمراہ رکاب تھا
مع عین الملک و مینہ خان سر لشکر احمد نظام الملک سبزی کو قلعہ نیالہ کے اور اس طرح کے ضبط اور سرخجام کو واسطے
بھیجا کہ بہادر گیلانی قلعہ نیالہ میں آپ نہ پہونچا سکے تو اسمیں داخل ہوا اور سلطان خود کو لاہور میں پہونچا جو موسم برسات
تھا وہاں مقام فرمایا اور بہادر گیلانی نے جب اس ارادہ سے اطلاع پائی اوج استکبار سے افتخار کی شیب
میں گرا پھر خواجہ نعمت اللہ تبریزی اور خواجہ محمد الدین کے بذریعہ عرفیہ بھیجا کہ پیغام دیا کہ اگر سلطان
قولنا مہ اپنی ہر اقدس اور ملک قاسم بریدی اور درگاہ کے دستخط اور گواہی سے صادر فرما دے باطمینان تمام

حاضر حضور ہو کر باقی عمر جادۂ اخلاص سے تجاو زکر یگیا شاہ نے نائرہ فساد کے تسکین کے واسطے اس مقبہ بھی اسکی استدعا قبول کی اور موافق مدعا قولنا مہ بھیج کر حسب التماس خواجہ نعمت اللہ تیریزی کو فائز المرام کر کے بہادر گیلانی کے زیادتی اطمینان کیواسطے مشرف لعل صدر جہان اودین المذین قاضی کو بھی ہمراہ کیا اور یہ جماعت سب حمل آتیا کہ حامل تھا پہونچی خواجہ نعمت اللہ پیشتر بانی سے عبور کر کے بہادر گیلانی کے پاس گیا اور شاہ کے الطاف اور آنے شرف اور اعیان سے اطلاع بخشی پھر اس تیرہ سخت کی راسے برگشتہ ہوئی اور پچاؤ کہ قدم صواب کا باد یہ توفیق میں رکھے پھر خواجہ کے ہمراہیوں نے انکر کیفیت راست راست بیان کی اس عرصہ میں قدم خان اور قطب الملک نے بھی آپ سے عبور کر کے آپ کو بہادر کے پاس پہونچا یا اور بہادر گیلانی انکے آنے سے خوش ہوا اور تعظیم و تکریم پیش کیا لیکن ان کے غرض اسکا مستقل بندہ و انیست سے پاک ہوا اور کسی کارشا دکام نہ آیا جب یہ بھی ملٹ آئے مشرف العمل صدر جہان اور قاضی زین الدین نے بھی جا کر دلفضاح اس سے دریغ نہ رکھے اور بہت فمائش کی لیکن جودہ راہ حق سے بہت دور تھا اور اسکا قبائل نے مساعت کی دفع الوقتی میں مشغول ہو کر بولا کہ اگر بادشاہ قلعہ چر کی طرف معاودت فرماوے اور خواجہ کا قلعہ پناہ سے برخواستہ کرے بندہ و مان انکر ملازمت کر یگا سلطان محمود شاہ نے ناچار بعد مراجعت مخدوم فخر الملک کئی طلبہ بنوا جہ جہان کو قلعہ پناہ سے طلب کیا اور یہ خلعت خاص درپیکہ مرصع اختصاص دیکر بہادر گیلانی کیواسطے مامور فرمایا اور خواجہ قطب الملک ان امر کے باتفاق جو مہم قلعہ پناہ میں اسکی ہمراہ تھے روانہ ہوا اور شاہ اس اندیشہ سے کہ مبادا بہادر آپ کو پناہ میں پہونچا دے اور محنت و رازسی کھینچے قطب الملک کو قلعہ پناہ کے محاصرہ کیواسطے روانہ کیا لیکن جب خواجہ بہادر گیلانی کے قریب پہونچا دوسرے دن فرج آراستہ کر کے اسکی جنگ میں مشغول ہوا اور بہادر بھی نہایت غرور اور شہکبار سے دونہار سوار کہ انہیں اکثر گیلانی اور مازندران اور عراقی اور خراسانی تھے اور پیرہ ہزار پیاوہ اور توپ اور تفنگ بسیار سے مقابل ہو کر نہایت شدت سے جنگ میں مصروف ہونا گا کہ اک تیر شصت قضا سے چھوٹ کر سکے پہلو پر پہونچا دم میں مرغ نیم بسمل کی طرح پھٹ کر سر دہوا اس میدان میں نین خان خواجہ کا بھائی اور بقولہ مینہ خان سپہ سالار ملک احمد نظام الملک بھری نے بغیر نیزہ اسکو خانہ زین سے جدا کر کے خاک فلت پر ڈالا اور خواجہ نے سر پر غرور اسکا کاٹ کر منظر و منصور ہو کر علم راجت بلند کیا اور شاہ نے اُسے دو بار خلعت خاص اور کمر بند مرصع اور اسب تازی اور ایک زنجیر فیل عنایت فرمایا اور لفظ مخدوم اسکی خطاب میں زیادہ کی اور بعد دتین دن کے قلعہ پناہ میں گیا اور تماشا کر کے عین الملک کنغانی کو بندر کو وہ کی طرف بھیجا تو اسکی بھائی ملک سعید کو دلا سا کر کے مع مال اور ہات حضور میں لاوے اور قاسم برید ترک کی صلاح سے جاگیر بہادر گیلانی کی ملک عین الملک کنغانی کے تفویض کر کے ایک جماعت مخصوصوں سے کہ قاسم برید بھی از انجملہ تھا بندر و ایل کی طرف سوار ہوا اور سوا حل دریا کا تماشا کر کے عازم مراجعت ہوا اُنلے راہ میں جب طرف بیجا پور میں پہونچا یوسف عادلخان نے ایچی بھیج کر قدم مہینت لزوم کی التماس کی اور سلطان نے اردو کو دار الملک کی طرف روانہ کیا اور خود مع قاسم برید اور ایک جماعت مخصوصوں سے بیجا پور میں آیا اور کالاباغ میں جو ساختہ ملک التاج محمود کاوان الما طب خواجہ جہان تھا نزول کیا اور عیش و عشرت میں مشغول ہوا اور خان مغزی ایہ نے پیشکش گزرائے اور لوازم ضیافت میں نہایت کوشش کی اور سلطان بعد دو ہفتہ کے

احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہوا اور قاسم بریدی کی صلاح سے سلطان محمود شاہ گجراتی کو گھوڑے ماری اور نقد یعنی
 زر سرخ اور سفید مرمت فرمایا اور مورخین کا اتفاق ہے کہ پانچ من مروارید بوزن دہلی اور پانچ زنجیر فیل اور ایک
 خنجر مرصع برسم سوغات سلطان محمود شاہ گجراتی کے واسطے گجرات بھیجا اور کمال خان اور صفدر خان اور تمام ہر
 گجراتی کو جو بہادر گیلانی کے مجلس میں تھے مع میں جبار کہ بہادر مذکور نے غارت کیے تھے شاہ گجرات کے متعلقوں کے
 سپرد کیے اور لکھنؤ نو سو ایک ہجری میں ملک قطب الملک ہزاری کو جو سلاطین قطب شاہیہ کا جد ہر تمام ملک
 تلنگ کا طرفدار کر کے گلندہ اور ورنگل کو اسکے جاگیر قدیم پر افزون کیا اور دستور دینار حبشی جو قطب الملک
 دکنی کے مقتول ہونے کے بعد ورنگل کا طرفدار ہوا تھا معزول ہوا اور سلطان محمد شاہ بہمنی کے عہد کے موافق مشن
 گلبرگہ اور ساغر مع مضافات اسکے جاگیر بائی اور جو یہ مقدمہ شاہ کے سمع مبارک میں پہنچایا تھا کہ منصب دار امر
 کبار کی تقویت کے سبب ناغبگیری کے باعث ہوتے ہیں قاسم بریدی کی تحریک سے امر کے سوا تمام منصب داران
 کو جو دستور دینار حبشی کی جماعت میں داخل ہوئے تھے اُس سے جدا کر کے خاصہ خیل میں جمع کیا اور مشن
 سے ایک منصب داران دکن داخل امر انوسے مثل سہارون کے سلک لشکر خاصہ شاہی میں رہتے ہیں اور
 انھیں سرگروہ اور حوالہ دار کہتے ہیں اور سید شرف دکنی سے کہ جسے سلطان محمود شاہ کی خدمت کی تھی میں نے
 سنا ہو کہ بہمنی سے پانصدی تک کو منصب دار کہتے تھے اور پانصدی سے جو بالاتر ہوتا تھا اسے امر کے زمرہ میں شمار
 کرتے تھے القصد دستور دینار حبشی منصب دارون کے جدا کرنے سے دیگر ناراض ہوا اور باتفاق عزیز الملک دکنی
 کے علم مخالفت کا بلند کیا اور ساتھ آٹھ ہزار حبشی اور دکنی فراہم لاکر بہت مملکت تلنگ پر کہ ولایت گلبرگہ کے نزدیک
 تھی شاہ کے بلا حکم متصرف ہوا اور شاہ نے قاسم بریدی کی صلاح اور ہدایت سے یوسف عادل خان سے کمک
 طلب کی اور یوسف عادل خان نے اس طرف لشکر بھیجا اور شاہ اور قاسم بریدی بھی اُس سے ملحق ہوئے اور دستور
 دینار حبشی اور عزیز الملک باتفاق جمیع امر اسے دکنی اور حبشی قصبہ مندری کے قریب صفوف حربہ بہتہ کر کے
 شاہ کے مقابل آئے بہت دولت لشکر ہم پر کشیدند کوس جو شطرنج از عالج و زانوس ۵۰ اسکے بعد طرفین حرب
 و ضرب میں مشغول ہوئے لیکن سینہ ہم انجج دیولون الہیر کا پرتو مضمون حبشیوں کے چہرہ حوالہ چچکا یوسف عادل خان کے
 تروا سے مردانہ کی برکت سے کہ سردار مہینہ تھا باغیوں پر شکست پڑی اور دستور دینار حبشی زندہ اسیر ہوا اور شاہ
 اسکے قتل کا حکم صادر فرمایا اور آخر کو یوسف عادل خان کی سفارش سے اسکی جان بخشی ہوئی اور پھر قطع حسن آباد گلبرگہ
 اور ساغر والند وغیرہ پر نوازش فرمائی اور اموال اسکے سے جو کچھ سرکار میں لائے تھے واپس دے کر قلعہ ساغر کی طرف
 روانہ کیا اس واسطے کہ بعض سرداران معرکہ نہا بھاگ کر اُس قلعہ میں پناہ لیکر متحصن ہوئے تھے انھیں محاصرہ کیا چنانچہ جو
 بیکار طلب نے حملہ اول میں حصار اولیں کو فتح کیا پھر تحصنون نے آپ کو حصار بالا میں گھینچا لیکن تاب مقاومت
 اپنی سے مفقود دیکھ کر بعد چند روز کے امان طلب کی اور قلعہ کو سپرد کیا اور شاہ اُسے یوسف عادل خان کے
 تقویض کو کے دار الملک کی طرف متوجہ ہوا اور لکھنؤ نو سو دو ہجری میں یوسف غلام دکنی اور میرزا شمس الدین
 اور غنیمت آہی اور ایک جماعت اور سلطان کی ملازمت میں قرب اور منزلت رکھتے تھے درمیان میں ایک
 دوسرے کے امرا تراش دو تنہا نہ کی بیعت کی اور قاسم بریدی اور دوسرے ترک نے اہلی کیفیت اتفاق پر اطلاع

حاصل کی اور علاج واقعہ کے وقوع سے پیشتر کر کے میرزا شمس الدین اور قمرخان دکنی اور یوسف غلام دکنی کو مع عامی معاند مقتول کیا اور پھر دوسرے ترکوں اور دکنیوں کے قتل میں جو اس معاملہ میں شریک تھے مشغول ہوئے اور شاہ نے خود سوار ہو کر آتش نہیب و غارت اور قتل عام کو ساکن فرمایا اور اس مجت کے باعث اتراک سے رنجیدہ ہو کر ایک مہینے کا مل اسکا سلام نہ لیا اور آخر شاہ محب اللہ کے وسیلہ سے پائوسی کو حاضر ہوئے اور معذرت کی اور شاہ نے جبر اور کرہ انکا جرم معاف کیا اور لوازم غفلت اور پیجری میں کہ مراد شرب اور اجتماع نہایت اور معاشرت پر پرویان سروق سے مشغول ہوا ایک بارگی اسکا رعب اور بدبہ تمام ادنیٰ اور اعلیٰ کے دلوں سے دور ہوا اور تین سو تین ہجری میں سلطان محمود شاہ نے اراد کیا کہ بی بی سستی دختر کیسا لہ یوسف عادل خان کو شاہزادہ احمد کو اسطے جو چار برس کا تھا خواستگاری کرے اور بعد کئے سننے اور آمد و شد مردان جانبین کے یہ مقہر ہوا کہ حسن آباد گلبرگہ میں جشن شادی طوی مرتب کر کے قواعد عقد وقوع میں آوین اسواسطے شاہجہاد و رده خان والا شان گلبرگہ میں آن کر اسباب مہمانی کے تہیہ میں مشغول ہوئے اور انہائے جشن و سرور میں قاسم برید اور دلہن اور دیگر سے اور فخر الملک دکنی القاطب خواجہ جان قاضی سے شاہ کی بساط پوسی سے فائز ہوئے اور ان کے رد و قاضی عبدالسیح عسکر نے عقد مناکحت باندھی اور یوں معین ہوا کہ جب عروس دکنی ہو شاہزادہ کے سپرد کرین اور ابھی لوازم جشن طوی درمیان میں ہو من بعد دستور دینار اور یوسف عادل خان نے اقطاع گلبرگہ پر نزع کی کسواسطے کہ مقصود یوسف عادل خان کا یہ تھا کہ حسن آباد گلبرگہ کہ والہ اور گنجوتی اور کلیان اس کے قبضہ میں رہے اسکی ولایت اور سلطان سے فاصلہ اجینی اور دستور دینار کا ارادہ یہ تھا کہ بچا پور سے آب ستورہ کے کنارے ناک یوسف عادل خان کے تصرف میں رہے اور حسن آباد گلبرگہ اور انکی تلمک کی سرحد تک میرے قبضہ میں رہے اور جو شاہ کو اس قسم کے امور میں دخل مطلق نہ تھا اسواسطے دستور دینار قاسم برید کے پاس بناہ لیگیا اور صحبت طولانی ہوئی اور قاسم برید اور یوسف عادل خان کے درمیان خوشونت اور نزع واقع ہوئی ملک قطب الملک ہمارانی نے اتحاد و پیہی کے سبب یوسف عادل خان کی طرف میل کیا اور قاسم برید متوہم ہو کر اپنے بڑے بیٹے جہانگیر خان اور دستور دینار اور خواجہ جان کے ہمراہ باند کی طرف روانہ ہوا اور یوسف عادل خان اور ملک قطب الملک ہمدانی اور ملک الیاس اور عین الملک بساط جشن و طوی تہ کر کے شاہ کی ملازمت میں حاضر ہو کر اس جماعت کی تادیب اور گوشمال میں متوجہ ہوئے اور گنجوتی کے اطراف میں فریقین کے درمیان جنگ واقع ہوئی اگرچہ ملک الیاس اور عین الملک نے درجہ شہادت پایا لیکن قاسم برید اور فخر الملک دکنی القاطب خواجہ جان منکسر اور منہزم ہو کر اوڈیسہ اور زبدہ کی طرف راہی ہوئے اور یوسف عادل خان کا تسلط اور استقلال افزون ہوا اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ شاہ اس کے رد و سخت پر اجلاس فرماتا تھا اور میان محمد بڑا بیٹا عین الملک مقتول یوسف عادل خان کے التماس کے موافق جاگیر پدید پر سرفراز ہوا ہر ایک بے سلطان اور خان بے خدمت لیکر اپنے مستقر آسائش کی طرف معاودت کی اور قاسم برید پھر فرصت پا کر شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور امر و کالت میں بدستور قدیم مشغول ہوا اس مرتبہ ایسا کیا کہ شاہ کو تشنگی وقت پانی بغیر اذن اس کے منہر تھا اور نوسو چار ہجری میں عادل خان لشکر دستور دینار کے سر پر لیگیا اور وہ حسن آباد گلبرگہ سے بھاگا اور قاسم برید

نہجری سے آپ کو ملک احمد نظام الملک کے پاس پہنچایا اور جو ملک احمد نے اسکی امداد اور اعانت کی یوسف عادل خان تاب مقاومت نہ لایا دار السلطنت ہمدانیہ کطیف روانہ ہوا اور شاہ نے آدمی ملک احمد نظام الملک بحری کے پاس بھیجکر اعانت سے منع فرمایا اور اُس نے رعایت ادب شاہ کر کے دست تعرض و لاپت یوسف عادل خان سے کوتاہ کیا اور ایک عرضداشت پانچ سو خطاقت میں آئیں مضمون سے مرسل رکھی کہ دستور دینار از مقطع حسن آباد اور غلام قدیم آستان سے ہوا اور یوسف عادل خان اُس سے ہمدانیہ مقام ممتاز اور خاصیت میں رہتا ہوا اگر ام عالی نفاذ دیا وی کہ من بعد غبار نشا دکا برپا کرے عواطف شاہنشاہی اور ذرہ بروی سے بعید نہوگا اور یوسف عادل خان نے سلطان کے اشارہ کے بموجب اُس سال دستور دینار کو جان کی امان دی اور سترہ سو کس بحری میں قاسم برہنہ فوت ہوا اسکا بیٹا امیر برید اسکا قائم مقام ہوا اور باپ سے سو درجہ زیادہ سلطان کی مہات میں مشغول ہوا اور سلطان کی بیہ دخل مطلق کیا اور اس سال یوسف عادل خان فرصت پا کر میان محمد خلف الصدوق عین الملک کے ہمراہ گلہ گر مین گیا اور دستور دینار نے جنگ کر کے اُسے قتل کیا اور اسکی جاگیر پر متصرف ہو کر بیجا پور میں خطبہ ذہب ایا میکا پڑھا اور وہ امر کہ ابتداء نے طور اسلام سے اُس وقت تک ہندوستان میں واقع ہوا تھا سرزد کیا اس واسطے الہامی دکن اُس سے متفر ہوئے اور سلطان محمود شاہ نے امیر برید کی تکلیف سے ملک قطب الملک ہمدانی اور فتح اللہ عادل الملک اور خداوند خان حبشی کو لکھا کہ اسوقت یوسف عادل خان کسی وجہ سے جاوہر الحاعت میں قائم نہیں رکھتا اور نشان خصوصیت کے بن گئے ہیں اور زمین بلطف مبتدعہ کو بلاد اسلام میں ظاہرین لایا ہو چاہیے بر فور و رود فرمان سعادت نشان لگا کھٹیف متوجہ ہو وین اور ہر ایک فرمان کے حاشیہ پر بخط نستعلیق لفظ جلی بیت مر قوم فرمائی بیت با سبب شوکت جنان غرہ شدرہ کہ خورشید شہیم او ذرہ شدرہ اور ملک قطب الملک ہمدانی مع جمیع امرا سے تنگ درگاہ کطیف متوجہ ہوا اور فتح اللہ عادل الملک اور خداوند خان حبشی استاہل اور توقف کر کے عذر خواہ ہوئے سلطان اور امیر برید مضطرب ہوئے اور الہامی ملک احمد نظام الملک بحری کے پاس بھیجکر دے کے طالب ہوئے اور ملک احمد نظام الملک اور فتح الملک دکنی مخاطب خواجہ جہان مع جمعیت عظیم بسعت تمام احمد آباد بیانی طرف متوجہ ہوئے اور سلطان سے جا ملے اور یوسف عادل خان نے صلاح انکی جنگ میں نہ کی بھی ساغر اور حسن آباد والند کو دریا خان اور فتح الملک ترک کے سپرد کر کے اپنے فرزند اسمعیل کو جو طفل شیر خوارہ تھا ہمراہ کمال خان سرلوہت اور امرائے مختار مع قیل و خراہ بیجا پور کطیف بھیجا تو قلعہ میں داخل ہو کر ضبط محاکم میں کوشش کریں اور خود پانچ ہزار سوار جریدہ اور کارآمد ہمراہ لیکر ہر ایک طرف متوجہ ہوا اور سلطان محمود شاہ اور امیر برید اور ملک احمد نظام الملک اور فتح الملک دکنی اور قطب الملک ہمدانی اسکی تعاقب میں مصروف ہوئے جس مقام سے کہ یوسف عادل خان کوچ کرتا تھا یہ اُس مقام میں قیام کرتے تھے بیانگ کہ کاویل میں مضرب خیام فتح اللہ عادل الملک تھا پہنچے اور فتح اللہ عادل الملک نے اسوقت صلاح یوسف عادل خان کی حمایت میں نہ کی بولاجو سلطان ہمراہ ہوا اسکی جنگ میں اقدام کرنا حسن ادب سے بعید معلوم ہوتا ہو بہر یہ ہر قسم چند روز برپا ہوئے قیامت کرو تو ہم اس معیت کی ایک صورت نکالیں یوسف عادل خان یہ امر قبول کر کے برپا ہو گیا اور فتح اللہ عادل الملک نے آدمی احمد نظام الملک بحری اور قطب الملک ہمدانی وغیرہ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ امیر برید

کہ عارف اسکو روباہ دکن جانتے ہیں چاہتا ہو کہ یوسف عادلخان کو درمیان سے دفع کر کے اقطاع بیجا پور پر خود
 مستقر ہوا اور وہی وقت قوی ہووے اور شاہ اسکے قبضہ اختیار میں ہو نتیجہ خوب نہیگا اور غمگین اور سکاڑھ
 دوسروں کو بونچھے کا صلاح یہ کہ تم سب اپنی اپنی ملکات کی طرف بازگشت کرو تو میں شاہ کو مرگشاہی کی طرف بھریں
 ملک احمد نظام الملک بحری اور قطب الملک ہمالی نے فتح اللہ عدا الملک کے مشورہ پر عمل کر کے کوچ کیا اور شاہ کی
 بلا جازت اپنے ممالک کی طرف رہی ہووے اور علی الصباح فتح اللہ عدا الملک نے عرفیہ شاہ کو کھانا کہ صلاح دے
 یہ کہ شاہ مستقر الخلافت کی طرف مراجعت فرماوے اور یوسف عادلخان کے جرائم پر قلم عفو بھیجے اور شاہ نے امیر
 برید کے احوال سے یہ امر قبول نہ کیا اور چاہا کہ امیر برید کے اتفاق سے بیجا پور پر چڑھائی کر کے یوسف عادلخان کے
 تصرف سے براوردہ کرے یوسف عادلخان نے خبر مراجعت ملک احمد نظام الملک بحری اور قطب الملک ہمدانی وغیرہ
 سنکر بسعت تمام آپکو براہینور سے فتح اللہ عدا الملک کے پاس پہونچایا اور دونوں باتفاق افواج ارستہ کر کے
 بقصد جنگ اردوے شاہ کی طرف متوجہ ہووے اور امیر برید نے طاقت انتقام اپنے مین نہیکہ کمال اسباب میں مقام
 میں چھوڑا اور سلامتی کو غنیمت جانکر شاہ کے ہمراہ رکاب احمد آباد برید کی طرف روانہ ہوا اور یوسف عادلخان اور
 فتح اللہ عدا الملک اور فخر الملک دکنی المناطیہ خراجہ جہان سالہ نو سو سولہ سحر می من قضا سے اتنی سے فوت ہووے
 اور اولاد انکی ساتھ اس تقضیل کے کہ مشر و حال زارش ہوگی مسند کامروائی پر جلوہ گر ہوئی اور امیر برید حکومت
 بیجا پور کی اپنی تصور اسکے لشکر میں زیادہ ساعی ہو الیکن کچھ اثر اس پر مرتب ہوا اور ملت و سلطنت اس خاندان کی
 اس وقت تک کہ تاریخ ہجری ایک ہزار اور تیس ہوتا تھا آسمانی سے صفت دوام اور بقا کی تھی ہوا اور سالہ نو سو اٹھارہ
 ہجری میں قطب الملک ہمدانی بھی سلطنت کی فکر میں بڑا نام بادشاہ کا خطبہ سے گرا کر نوبت شاہی پنج وقتی بچا
 اور شاہ کہ واسطے ہر مہینے میں پانچ ہزار ہون مخفی بھیجتا تھا اور سالہ نو سو پچیس ہجری میں امیر برید فکر محال میں پڑا اور فتح اللہ
 عدا الملک اور قطب الملک ہمدانی کو فریب دے کر دروازہ خزانہ بھینہ کا کھولا اور جمعیت فراوان بہم پہونچا کہ
 شاہ کے ہمراہ دار السلطنت سے برآمد ہوا اور منھ بولے بیٹے دستور دنیا را المسمی جہانگیر خان کو دستور الملک
 خطاب بیکر حسن آباد گلبرکہ کو کہ اسمعیل خان کے تصرف سے براوردہ کیا تھا اسے جاگیر دیا اور اسے تھوڑے
 عرصہ میں دو تین ہزار دکنی اور حبشی فراہم لاکر آب پتور کے اس پار کے قلعوں کے سوا ساغر سے ملکہ تک اپنے قبضہ
 میں لایا اور اسی پور میں شاہ اور امیر برید نے بڑا نظام الملک بحری اور قطب الملک ہمدانی سے مدد طلب کی اور میں ہار
 آدمی لیکر آب پتور سے عبور کر کے کوچ پر کوچ کرتے ہوئے بیجا پور میں آئے اور اسمعیل عادلخان سحرے قبضہ الہند پور
 میں کہ شہر بیجا کے کنارے واقع ہو لشکر آراستہ کر کے جنگ میں مصروف ہوا اور امیر برید کو بجالا بتر میدان قتال سے
 ہریت دی اور سلطان محمود شاہ کہ تھوڑے سے گر کر مجروح ہوا تھا مع شاہزادہ احمد معرکہ میں رہا اور اسمعیل عادلخان
 وہ تعظیم اور تکریم جو بادشاہوں کے لائق ہو بجالایا اور چاہا کہ بادشاہ کو بیجا پور لیجاوے شاہ کمال انفعال سے انکار کر کے
 قبضہ الہند پور میں فروکش ہوا اور میرزا لطف اللہ ولد شاہ محب اللہ اسکے زخموں کی اصلاح میں مشغول ہوا اور والد کی
 اور خدات شاہ کستہ میں کچھ کمی نہ کی اور شاہ بعد چند روز کے اسمعیل عادلخان کے ہمراہ حسن آباد گلبرکہ میں گیا جشن طوی
 عظیم فرمایا اور بی بی سنی خواہر اسمعیل عادلخان کو کہ شاہزادہ کے عقد میں تھی اسکی سپرد کیا اور چار پانچ

ہزار سوار مغل سہیل عادل خان سے ملک لیکر احمد آباد و بید کی سمت توجہ فرمائی امیر برہنہ خانی کر کے قلعہ ڈولیسہ
 میں گیا اور شاہ نے سنا طر جمع اپنے مرکز کی طرف قرار پکڑا اور امیر سہیل عادل خان نے جب تک کہ امیر برہنہ خانی
 نظام الملک بھری سے ملتی ہو کر مع لشکر عظیم شہر بید کی طرف متوجہ ہوا ہو صلاح توقف میں نہ کی بھی جلد تر مراجعت کی
 اور امیر برہنہ نے بہ سبیل استیصال احمد آباد بید میں آنکر بیکر تورا سابق شاہ کو گناہ دکھا اور سہیل عادل خان کی خوشی کے
 سبب اسکی ہوشیاری اور محافظت اور سخت گیری میں نہایت کوشش کرتا تھا یہاں تک کہ شاہ بتنگ ہو کر احمد آباد
 بید سے بھاگا اور آپ کو کاویل میں علاء الدین عہد الملک کے پاس پہنچا کرا عانت طلب کی اور علاء الدین
 عہد الملک نے اعزاز بہت کر کے اسکے ہمراہ امیر برہنہ کے دفع کرنے کی واسطے روانہ ہوا اور تھنگاہ کے حوالی میں پہنچا کہ
 برہنہ قلعہ بند ہوا ملک کیواسطے آدمی برہنہ نظام الملک بھری کے پاس بھیجے اور اسنے فخر الملک کنی انما طبعیہ جہان
 کو اسکی مدد کیواسطے روانہ کیا اور امیر برہنہ اس سے جا ملا اور باتفاق افواج آراستہ کر کے سلطان اور علاء الدین
 عہد الملک کی جنگ میں متوجہ ہوئے اور علاء الدین بھی خیل چشم کی ترتیب میں مشغول عازم مصاف ہوا لیکن صف
 آرائی کے وقت سلطان غسل میں مصروف تھا اور علاء الدین نے اپنے ایک معتد کو شاہ کی طلب میں بھیجا کہ یہ پیغام
 دیا کہ آتش جنگ فروختہ ہوا چاہتی ہو آپ بھی تشریف لائیے ایلچی نے جب شاہ کو غسل میں مشغول پایا از روئے
 اعتراض بولا جو بادشاہ کہ بوقت جنگ غسل میں مصروف ہوئے یقین کہ امر اکا دست نشان اور کا دست نگر
 ہوگا بیت ہر کہ با جمل و کاہلی پوست و پائیش از کار رفت و کار از دست و جب یہ کلام شاہ کے گوش زد ہوا تھا
 طیش آیا اور حالت غضب میں فی الفور گھوڑے پر سوار ہوا جب صف کے قریب پہنچا گھوڑے کو تازیانہ
 مار کر امیر برہنہ کی صف میں ملحق ہوا اور علاء الدین جب اس قضیہ پر مطلع ہوا اپنی ولایت کی طرف بھاگ گیا اور
 امیر برہنہ فائز المراد ہو کر باطمینان تمام شہر میں داخل ہوا اور بادشاہ کی محافظت اس طور سے کی کہ دوبارہ
 مجال فرار نہ رہی اور آن حضرت دل ال ملک سے اٹھ کر سلطان سنجہ کی طرح کہ انزال کے ہاتھ میں گرفتار تھا امیر برہنہ
 ہاتھ میں ہاسیر ہوئے نہ مردوں کے نہ زندوں کے درمیان میں محسوب تھے کسواسطے کہ تمام کوتوال اور محافظ امیر برہنہ
 کی طرف سے اسکی حفاظت کیواسطے مامور تھے قصہ بکثرت کہ سواو شہر سے دو فرسخ پر واقع ہر باقی امیر برہنہ نے تفر
 میں لیکر اکثر اوقات قندھار اور ڈولیسہ کی حکومت پر شتعال کرتا تھا اور کبھی کبھی تھنگاہ میں آن کر شاہ کو دیکھتا تھا اور
 اگر کبھی شاہنگی معاش سے شکایت کرتا تھا تو یہ جواب دیتا تھا کہ وند ا طرف کے کہ اصلاح دکن میں نہیں امر کہتے ہیں
 چار طرف سے دارالسلطنت کے پنج چھ گوش اُدھر تک متصرف ہیں اور قدرے علاقہ جو میرے تصرف میں ہے نہ جا
 اسکا خیل چشم اور فیضان خاصہ کو کفایت نہیں کرتا ہے اور اس سبب کہ سلطان محمود شاہ اور اسکا بیٹا شاہ محمود
 دونوں بے رشد اور بہت خرد اور خفیف العقل اور عیش و دست اور فراغت طلب تھے اور شراب و کباب
 اور معشوق اور ساقی اور تھنگاہ اور قصر میں قناعت کرتے تھے کوئی شخص نہیں ایک لحظہ ہوشیار نہ دیکھتا تھا
 اور سلا نو تسمین بھری میں فرزند خاوند خان حبشی جو ماہور کا علاقہ رکھتا تھا جب چند مرتبہ قندھار اور اوہ
 کو تاخت و تاراج کیا امیر برہنہ سلطان محمود شاہ کو ہمراہ لیکر ماہور کی طرف گیا اور خداوند خان حبشی کا بڑا بیٹا
 شہزادہ خان جنگ میں مارا گیا امیر برہنہ غالب آیا اور کچھ علاء الدین عہد الملک لشکر فراہم لاکر ولایت

۱۲-۹۲۷

ماہور کی استخلاص کے لئے امیر برید سے عازم جنگ ہوا شاہ نے ماہور کو غالب خان بن خاوند خان حبشی پر مسلّم رکھ کر
توابع علاء الدین عماد الملک سے کر کے مراجعت کی اور ماہ ذی الحجۃ الحرام کی چوتھی تاریخ ۱۲۷۷ھ نو سو پچیس بجی میں
مشور شاہی سلطان محمود شاہ ہمبئی کا منشی تقدیر کے ہاتھ میں پیچیدہ ہوا یعنی جام کامرانی عمر بادہ بھلے لبریز ہو کر دست
اجل سے ٹوٹا والد الباقی و لیس کشدہ شی مدت اسکی بادشاہی کی ساتھ ایسے زلزل اور انقلاب کے سینٹیکس برس
اور بیس برس تھی اور یہ بیت اسکے نتائج طبع سے ہی بیت در بحر غم فاقدم و امواج بے عیدہ و ناخندست و با زہم با علی
و کرا احمد شاہ ہمبئی بن سلطان محمود شاہ ہمبئی کی سلطنت کا

امیر برید جو مملکت قلیل تصرف میں رکھتا تھا اور عدد اسکے نوکروں کے تین چار ہزار سوار سے زیادہ نہ تھے حکام اطراف
کے خوف سے کہ مبادا طمع احمد آباد بید کرین ناچار ہوا اور سلطان احمد شاہ ولد سلطان محمود شاہ ہمبئی کو تخت احمد آباد بید
پر شکن کر کے خطبہ اسکے نام پڑھایا اور احمد شاہ نے روش اپنے باپ کی اختیار کی نرگس اور لالہ کی طرح بے قبح
پیالہ لبس نہیں لیماتا تھا اور امیر برید نے تخت سلطنت کا اسکے نام اطلاق کر کے ایک مکان بعمارات شانانہ اور آرائش
اور دوختان موزون و دلکش سے اسکے رہنے کے واسطے مقرر کیا اور تاج مرصع ہمینہ اور تیشو اور بساط صراحی اور قمر
سلطان محمود شاہ کے کہ تمام مرصع تھے اسکے پاس رکھ کر معین کیا کہ ہر روز اسباب عیش و ابتہاج بقدر احتیاج
اسکے پاس مہیا کرین اور ایک جماعت کو اس پر تعینات کر کے حکم کیا کہ اور آدمیوں کو اسکے پاس جانے نہ دینا
اور سلطان سیر و گشت کی واسطے برآمد ہونے پاوے اور جو وظیفہ کہ امیر برید نے اسکے واسطے معین کیا تھا اوقات
نکرتا تھا اور قطب الملک ہمدانی نے بھی جو کچھ کہ ہر سال سلطان محمود شاہ کی واسطے بھیجتا تھا ما تھ اس سے کھینچتا
اس واسطے تاج ہمینہ کو کہ چار لاکھ ہون مبصر اسکی قیمت لگاتے تھے پوشیدہ توڑ کر تبدیل و مرور و مرورید
اور یا قوت و الماس وغیرہ کلاویوں کی جماعت کو کہ اسکے پاس آمد و شد رکھتے تھے دیتا تھا کہ بیکر عیش و عشرت
کے مصالحہ میں صرف کرین امیر برید نے اس احوال سے مطلع ہو کر بہت کلاوت بچون کو قتل کیا اور ہر حبشی
کی کہ جواہر دستیاب کرے کچھ اثر اس پر مرتب نہوا اور سبب اسکے نہ ملنے کا یہ تھا کہ وہ جواہر جو شخص خریدتا تھا اس
صحت کے خوف سے بعمالت تمام بیجا نگر کی طرف پہنچاتا تھا اور سلطان احمد شاہ نے مخفی آدمی اسمعیل عادل خان
کے پاس بھیجا امیر برید کی سخت گیری کی شکایت کی اور اسمعیل عادل خان بیچلی مع تحف و ہدایا احمد آباد بید کی
طرف روانہ کر کے زبانی چند پیغام دیے لیکن منورالچی دار السلطنت میں نہ پہنچا تھا کہ سلطان احمد شاہ بعد و بر
اور ایک مہینے کے یعنی ۱۲۷۷ھ نو سو ستیا میں من زہر یا اجل سے فوت ہوا

و کرا سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ ہمبئی کے جلوس کا

جب احمد شاہ ہمبئی اس تیرہ خاکدان فانی سے وداع ہو کر مرے جاو دانی کی طرف متوجہ ہوا امیر برید نے بحسب
ظاہر لوازم عزاء اور ماتم ادا کیے اور نپدرہ روز کے قریب مہات سلطنت کو ملتوی اور معطل رکھا اور بعد نظر ہوسیا
اسی ملاحظہ سے کہ مذکور ہوا خود قدم تخت پر نہ رکھا علاء الدین شاہ کو اپنی صلاح دولت کی واسطے نام کو شاہ بنایا
منقول ہو کہ علاء الدین شاہ سلطان عاقل اور خردمند اور فہم عالم تھا اور آثار رشد اور اطوار ادراک اسکے
او ضلع سے ظاہر اور باہر ہوتے تھے اور جانتا تھا کہ باپ اور دادا میرے خراب کردہ شراب اور سلطنت باختر

عیش و عشرت ہوئے شرب شراب اور اکل کباب سے احتراز کر کے امیر بریاد تمام حکام کے دفع پر کہ جنھوں نے ملک موٹی اسکا تغلب سے لیا تھا ہمت مصروف رکھی اور مقتضائے الہم فالہم دشمن خانگی کا دفع واجب جانکر بلا مت اور تعلق بہمت امیر برید سے یہ فرمایا کہ میرے باپ اور دادا ایک خطہ کبھی ہونشیاں نہ رہتے تھے اور عالم بخیری میں سخن چینیوں کی بات گوش کر کے تیری اور فاسم برید کی قدر نہیں جانتے تھے اس واسطے ضرور ہوا کہ تم ایسے دولتخواہ انکی حفظ دولت کے واسطے محافظت اور نگہبانی میں کوشش کریں اور میں ہرگز گرد شراب اور عیش کے نہ پھر ونگا اور قدر تجھ ایسے نوکر کی پہچانتا ہوں موکلوں کے سپرد کرنا معنی نہیں رکھتا ہر اگر قدم تیرا درمیان میں نہو یقین کہ حکام اطراف ہجوم لا کر تھوڑے عرصہ میں دارالملک پر بھی متصرف ہوں اور اسکے قطع نظر اگر خاطر تھا میری طرف سے مطمئن نہیں ہو مجھے مکہ معظمہ کی طرف روانہ کر کے بغیر مال زندگانی بسر کر امیر برید نے باوجود رو باہ بازی فریب کھا کر موکلوں کو دور کیا اور شاہ نے چند روز نہایت اطاعت اور فروتنی کی روش اختیار کی اور وہ امر علی میں نہ لایا کہ صاحب اعلیٰ اس سے ظاہر ہووے آخر کو حسن تدبیر اور نہایت عقلیہ سے جیسا کہ کوئی شخص اسپر مطلع نہوے امیر برید اور اسکے فرزندوں کے قتل میں ایک جماعت کو متفق کر کے انھیں چاند رتہ اپنے محل میں در لایا اور امیر برید کہ ہر غرہ کو اسکے سلام آتا تھا علی الصباح بطریق عادت بغیر سلام و مبارکباد ماہ نو دربار میں آیا اور ایک پیر زال کہ اس معاملہ سے اصلاً خبر نہ رکھتی تھی اذن دخول کے واسطے باہر گئی اور امیر برید اس مقام میں کہ شمر گاہ سلطان علاء الدین تھا تکلیف دی اور وہ مع تین چار فرزندوں اور قراہتیوں کے عمارت کے قریب گیا اس میں انھیں چھینک نے ایک مردان مخفی پر غلبہ کیا ہر چند اس نے روکا نہ رکھی اور اس نے بروئے عمل کیا اور آواز اسکی امیر برید کے گوش زد ہوئی سمجھا کہ یہ چھینک مردا جنبی کی ہو فوراً پلٹ کر اپنے مکان میں آیا اور پیر زال کو طلب کر کے استفسار کیا کہ یہ چھینک بادشاہ کی نہ تھی سچ بتاؤں چھینکا تھا اور اندر کون ہو پیر زال نے جواب دیا مجھے اصلاً خبر نہیں ہو امیر برید نے ایک جماعت خواجہ سراؤں کی مجلس میں بھیج کر حقیقت حال دریافت کی اور اس جماعت کو اپنے روبرو بکڑ بلوایا اور ہر ایک کو عذاب غیر مکرر سے ہلاک کیا اور شاہ علاء الدین کو اسکے بعد کہ دو برس اور تین مہینے شاہی کی تھی معزول اور مجبوس کر کے عرصہ قلیل میں ہلاک کیا اور عارفان معاملہ شناس پر روغن اور مویدا ہو کہ اس بادشاہ سے حسن تدبیر میں کوئی نقصان نہ ہوئی آخر کو طالع کی زبونی نے کام اس آنتھا کہ چونچا کہ لشکر دولت اسکی کشتی حیات کا بحر فنا میں غرق ہوا ہیت بہانہ بکشتہ دریا کہ بیچ شہر و دیوار نہ نیا فتم کہ فرزند نجات در بازار ملے اور امیر برید نے من بعد اسم شاہی ولی اللہ جنی بن سلطان محمود شاہ پلاق کر کے خطبہ سلطنت کا اسکے نام پڑھا

ذکر شاہ ولی اللہ بن سلطان محمود شاہ بہمنی کی سلطنت کا

جب شاہ ولی اللہ بادشاہ ہوا تین برس امیر برید کا دست نگر ہو کر روٹی اور کپڑے پر قناعت کرتا رہا اور آخر کو اس نے بھی اپنے استخلاص میں کوشش کی امیر برید نے اس حال سے واقف ہو کر اسے بھی حرم سرزمین قید کیا اور اسکی منکوہ سے میل کر کے شاہ کے غالب عنصری کو خیر ظلم سے شکستہ کیا اور اسکے نہال فامیت کے پیشتر اس سے کہ جو سارا قبالی پر سر بلند ہو باؤں سے در لایا اور اسکی منکوہ پر متصرف ہوا رباعی

گل مسجد میں بخود آشفٹ و برنجیت : بابا دصبا حکایتے گفت و برنجیت : بدعہدی و ہرین کہ گل درودہ روزہ سرریزہ
وغنچہ کرد و بشگفت و برنجیت : اور بعد اس واقعہ کے اسکا چھوٹا بھائی شاہ کلیم اللہ بہمنی جو یوسف عادل خان
کا نواسہ تھا نام کو بادشاہ ہوا

اور شاہ کلیم اللہ بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی کے جلوس اور خاتمہ کار بہمنیہ کا

اور جب وہ تخت پر بیٹھا شاہی کے نام سوا اور کچھ اپنے نصیب میں نہ دیکھ کر خانہ نشین ہوا اور محاسر اسے بھی کام
نہو تا تھا یہاں تک کہ ۹۳۲ھ نو سو تیس ہجری میں بابر بادشاہ کابل سے ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا دہلی کو
اپنے قبضہ میں در لایا اور بدیدہ اسکی بادشاہی کا عالمگیر ہوا اسماعیل عادل شاہ اور برہان نظام شاہ بکری اور
سلطان قلی قطب شاہ نے مخالف اخلاص آمیز درگاہ میں ارسال کیں اور شاہ کلیم اللہ نے بھی یہ اخبار سنکر
ایک اپنے مقرب کو بغیر لباس کر کے مع عریضہ بابر بادشاہ کے پاس بھیجا اور خلاصہ مضمون اسکا یہ تھا کہ تقدیر
کے موافق یا عدم تدبیر سے ملازمان قدیمی و کن کے اطراف و جوانب کو غصبا لیکر کے اس دو تنخواہ کو محسوس
رہے ہیں اگر وہ حضرت سمنہ غنیمت اس طرف معطوف فرماویں اور بندہ باخلاص کو اس گرفتاری سے
نجات بخشیں مملکت برابہ اور دولت آباد ہندوگان درگاہ کی تسلیم کرونگا اور بابر بادشاہ نے جو بھی استقلال
تمام بہمن نہ ہو چکا تھا اور شاہان مند اور گراٹ بھی فاصلہ پر تھے کچھ اثر افسر مرتب نہوا اور یہ خبر فاش
ہوئی اور شاہ کلیم اللہ محافظت حیات اہم جان کر ۹۳۲ھ نو سو چونتیس ہجری میں بیجا پور کی طرف گیا جب اسکے
نامون اسماعیل عادل شاہ نے قصداً اسکی گرفتاری کا کیا وہ مع اٹھارہ سوار وہاں سے بھی احمد نگر کی طرف
بھاگا اور برہان نظام شاہ بکری کو لازم استقبال بجالا کر اعزاز و اکرام تمام اسے شہر میں لایا اور بسبب اس قریب
کے کہ اسکو روکش کر کے احمد آباد بیدر کو مسخر کرے جو وقت شاہ کلیم اللہ اسکے دربار میں رونق افزا ہوتا تھا
ہاتھ باندھ کر اسکے روبرو قیام کرتا تھا تب چند دن اس دیرہ پر گذرے شاہ طاہر علیہ الرحمہ اسے مانع ہوئے
اور سرزنش اور ملامت کی باقتضا سے یہاں او مضمون مصرع کے موافق مصرع ہر کسے پھر روزہ نوبت
اوست : قبل اسکے اگر کسی بیج کی صاحبی : بانفری در میان میں تھی اب وہ برطرف ہو پس خطبہ اپنے نام پڑھا اور
بپاے ادب وارث ملک کو الیتادہ کرنا حزم اور ہوشیاری سے بہت بعید ہر احتمال کلی رکھتا ہر کہ اکثر امرا
بادشاہ کلیم اللہ کے دو تھانہ کے متفق ہو کر وہ امر کہ تدارک اسکا حال ہو منظور میں لاوین برہان الملک یتیم
متنبہ ہوا اور دوبارہ شاہ کلیم اللہ کو اپنے دربار میں طلب نہ کیا اور جو وہ اسی سنوات میں زہر سے باقتضا سے
اتنی سے احمد نگر میں فوت ہوا اسکا تابوت احمد آباد بیدر کی طرف لیگے قطعہ بہست و نیست مرخان ضمیر دل
نوشدار : کہ فیستی ست سر انجام ہر کمال کہ بہت : ازین رباط دو در چون ضرورت ست رحیل : رواق طلق
معیشت چہ سر بلند و چہ پست : اور شاہ کلیم اللہ بہمنی کے بعد کسی شخص کو خاندان بہمنیہ سے اسم شاہی
نصیب نہوا انکی دولت نے خالق السن و جان کے حکم سے انقضائے قبول کیا اور بارخ و فرقون کے نشان سلطنت
خلافت کی نظریں جلوہ گر ہوئے لقب انکے : بین عادل شاہیہ نظام شاہیہ قطب شاہیہ عماد شاہیہ برید شاہیہ
انشاء اللہ تعالیٰ اس تاریخ کی جلد ثانی میں احوال انکا مفصل ناظرین پر تمکین کو معلوم اور مضمون ہوگا فقط

خاتمة الطبع از جانب کارپردازان مطبع

الحمد لله والمنتهى صحيفة یادگار زمانہ و نسخہ نادریگانہ یعنی ترجمہ تاریخ فرشتہ اردو و جلد اول صہب حالات
شہابان دکن اور بعض مشائخ ہند کے بڑی شرح و بسط سے مذکور ہیں جسکا ترجمہ از جانب کارخانہ ہند
بصرف زیر اختیار بطور افادہ عام زبان اردو عام فہم میں ہوا ہے ہر بار سو رقم مطبع نامی منشی نول کشور واقع
کنوین بعلوہ ہمت جناب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ مالک مطبع موصوف
بماہ جون سنہ ۱۳۱۷ مطابق ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۷ ہجری طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوا ہے حق سبحانہ تعالیٰ
اس کتاب پر کثرت المساب کو مقبول خاص و عام کرے

اعلان

حق ترجمہ اس نادر و وجود ناریخ کا بحق نول کشور پریس محفوظ و محمد دوسہ ہے۔



۹۵۲۵۰۲

